گلستان باختر

(جلد سوم)

ان دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اوّل و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا۔ اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا ترید بچیا ساریق بن بقاجو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز و مجبور ہو کر طلسم زلزلہ مین جاکر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت مین شعشاع ابن شمشش خداوند کے لے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور دربند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقۂ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر زبان سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سربرآوردہ رہنا اور دلسوز بن جانسوز بن مہتر قرآن نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام مین داخل ہو کر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا۔ اور گل گلزار عیاری موجد فن مکاری سر برندۂ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش آفتاب صورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جانسوز کا خواجہ خضران سے بڑی بڑی عیاریان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانہ کعبہ چلے جاؤ عجب پُرحیرت داستان ہے اور جو جو عیاریان اس مین لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم زلزلہ کو فتح کر کے اثاثہ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانہ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف مرحوم کی آخری یادگار ہی امید ہی کہ حضرات ناظرین اس سے محظوظ ہو کر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائین گے اور بقیہ کتابین اُن کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہونگی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت و جانکاہی سے نہایت دلچسپ و دلکش پیرایہ مین لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو۔ بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بار اوّل سنہ ۱۹۱۷ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جس کے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے رہین ان مین بعض کتب قصہ جات نثر ونظم وناول کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جس کی ترتیب وتدوین آٹھ دفترون مین ہی اور اُس کے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہی۔

دفتر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲
۲	کوچک باختر	۱
۳	بالا باختر	۱
۴	ایرج نامہ	۲
۵	طلسم ہوشربا	۷
۶	صندلی نامہ	۱
۷	تورج نامہ	۲
۸	لعل نامہ	۲

نام کتاب	قیمت
نوشیروان نامہ جلد اول	۸عہ ر پ
" جلد دوم	۸عہ ر پ
ہرمز نامہ - متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ ر پ
ہومان نامہ متعلقۂ نوشیروان جلد دوم	۸عہ ر پ
کوچک باختر	۸عہ ر پ
بالا باختر	۸عہ ر پ
ایرج نامہ دفتر چہارم جلد اول	۸عہ ر پ
ایضاً جلد دوم	۸عہ ر پ
طلسم ہوشربا - جلد اول	عہ ر
ایضاً جلد دوم	عہ ر
ایضاً جلد سوم	عہ ر
ایضاً جلد چہارم	سے ر
ایضاً جلد پنجم کا حصۂ اول	۸عہ ر
" حصۂ دوم	۸عہ ر

نام کتاب	قیمت
طلسم ہوشربا جلد پنجم کامل	للعہ
ایضاً جلد ششم	۸عہ ر
ایضاً جلد ہفتم	سے ر
بقیہ طلسم ہوشربا حصۂ اول	۱۲عہ ر پ
" حصۂ دوم	۸عہ ر پ
صندلی نامہ دفتر ششم	۸عہ ر پ
تورج نامہ - جلد اول - دفتر ہفتم	سے ر پ
تورج نامہ جلد دوم	۸عہ ر پ
لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	۸عہ ر پ
ایضاً جلد دوم	سے ر پ
دفتر آفتاب شجاعت جلد اول	للعہ ر پ
ایضاً جلد دوم	۸للعہ ر ب
ایضاً جلد سوم	للعہ ر پ
ایضاً جلد چہارم	۸عہ ر ب
ایضاً جلد پنجم حصہ اول	للعہ ر پ
" حصۂ دوم	للعہ ر پ
گلستان باختر متعلق داستان جلد اول	۸عہ ر پ
ایضاً جلد دویم بشرح صدر طلسم فتنہ	
نور افشان جلد اول	۴سے ر پ
ایضاً جلد دوم -	۱۲سے ر پ
ایضاً جلد سوم	للعہ ر پ
ایضاً - کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے -	عـ۵ ر پ
طلسم ہفت پیکر جلد اول	۱۲عہ ر پ
ایضاً جلد دوم	عہ ر پ
ایضاً جلد سوم	سے ر پ
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول	۸عہ ر پ
ایضاً جلد دوم	۱۲عہ ر پ

فہرست مضامین گلستان باختر جلد سوم

گلستان باختر

(جلد سوم)

ان دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اوّل و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا - اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا مرتد بیجیا سایرق بن بقاجو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز ومجبور ہوکر طلسم زلزلہ مین جاکر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کرکے خدمت مین شعشاع ابن مشمش خداوند کے لے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور در بند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقۂ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہان سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر بر آوردہ رہنا اور دلسوز بن جالسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام مین داخل ہوکر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا - اور گل گلزار عیاری موجد فن مکاری سر برندۂ گردن کشان وقتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش آفتاب صورت بنکر مع حشم وخدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جالسوز کا خواجہ خضران پر بڑی بڑی عیاریان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پُرحیرت داستان ہے اور جو جو عیاریان اس مین لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم زلزلہ کو فتح کرکے اثاثۂ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانۂ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف مرحوم کی آخری یادگار ہی امید ہی کہ حضرات ناظرین اس سے محفوظ ہوکر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائین گے اور بقیہ کتابین اُن کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہون گی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت وجانکاہی سے نہایت دلچسپ ودلکش پیرایہ مین لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو - بی - اے سپرنٹنڈنٹ

باراوّل ۱۹۱۷ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض وسما و نعت محمد مصطفےٰ الشفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الہدا الصلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ۔ اما بعد بخدمت ناظرین باتمکین اول کونین شیخ تصدق حسین عرض رسا ہی کہ حسب قدر دانی بالجناب معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم یہ تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہو کر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی چونکہ اب ہمارا آخری زمانہ ہی نہ وہ ولولہ شباب ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی فسانہ گوئی مصداق اس مصرع کے ہی ع ۔ پیری کے ولولے ہین خزان کی بہار ہی + مگر شایقینون سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت سے محروم نہ رکھین گے ۔ کیونکہ ۵ نہ اب وہ دل ہی ہی باقی نہ وہ طبیعت ہی + گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا + لہذا اگر کوئی خطا ہو تو ناظرین دامن عفو سے چھپائین کہ وہ دماغ کی بیداری ولولۂ شباب کے ساتھ رخصت ہوگئی مگر یہ بھی بغیر عرض کیے نہین رہ سکتا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار ہو کر بیحد لطف حاصل کرینگے اور اس آئینہ مین وہ وہ جلوے نظر آئین گے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہون گے مین نے اپنے حد امکان تک اس مین وہ شراب بھری ہی جو رنگ ڈھنگ مین ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی نے کچھ دنون اور وفا کی اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد کے دفاتر کے لکھنے کی بھی نوبت آئے کیونکہ اب آخری وقت مین جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہی بقول حضرت تسلیم

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امید کہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ محقر کو شرف قبولیت سے عزت بخشین گے ۔ والسلام ۔

آغاز داستان

رو گلستان شاہانی و صورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ ساریق بن بقا راندۂ درگاہ خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے روانہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو مقید کرکے خدمت شعشاع بن مشمش کے روانہ ہوا ہی اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین ساریق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ و مقام کرتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین ۔

پہلے حال ضلالت مآل راندۂ خدا ساریق بن بقا کا بیان ہوتا ہی ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام
کہ پیش نظر ہی جوانی کی شام
یہ ہر تازہ قصہ مین پیر کہن
دکھاؤن خزان مین بہار چمن

کرون جب مین صنعت سامری
کہین لوگ قصہ کو جادوگری
اگر لب پہ آ جائین حالات جنگ
تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ

جو کہنے لگو قصۂ اہل دل
تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل
بیا بشنو اے ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

ناظرین نے عجائبات روزگار و تماشہ بینان طلسمات زمانہ بدکردار پر ظاہر و ہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس امر پر تمام ہوئی ہی کہ ساریق بن بقا جو خزانہ غلطان شاہ در در گوش کا لوٹ کر بھاگا ہی طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا جاتا ہی اور ہژبر خون آشام خالو ساریق کا دس ہزار سوار سے خزانہ قبضہ مین کیے ہوے آگے آگے جا رہا ہی یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا ہی فرمانروا یہان کا کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہی نو بیٹے اُس کے نہایت جری و بہادر ہین کہ ایک ایک رستم و اسفندیار و سہراب زمانہ ہی بادشاہ بھی نہایت دلاور بہادر و مرد میدان ہی پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہی اور علاوہ اس کے پہلوان نامی و گرامی افسر فوج سے ہین کام ان سب کا یہی ہی کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہی اور یہ سُن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہژبر خون آشام نے سُنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہی کیا مجال ہی اُن کی جو یہ مال و خزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گویندون نے طوفان شیر سر دار محکم سرمست سے جا کر بیان کیا کہ ہژبر خون آشام دس ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہی طوفان نے جو یہ سُنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسیوقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر ان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہی آگے آگے سب کے ہژبر خون آشام بدبدبہ سے روان ہی ادھر ہژبر خون آشام جسوقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر سوار اسکی طرف چلا آرہا ہی آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر و خبردار آگے نہ بڑھنا بس اسی مین خیر ہی کہ صاف صاف بیان کر دو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہی اور کہان جاتا ورنہ بہتر یہی ہی کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک میرے ہاتھ مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سد راہ ہوا ہژبر خون آشام کو یہ سُنکر غصہ آیا اور کہا کہ او دزد مکار مجھے حال تیرا معلوم ہو چکا ہی راہزنی کیا کرتا ہی اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہی آئین تیرے ملک کا یہی بنا ہی کہ جسکے پاس مال دیکھا اُسے لوٹ لیا اگر مجھسے تو ایک حبہ لے گا مال لینے کے عوض نقد جان دیکے جائیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کسکا ہی مین ہژبر خون آشام خالو خداوند ساریق ہون اور یہ خزانہ خداوند باختر کا ہی اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سُنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا شعشاع بن مشمش کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہی یہ کہکر وار کیا ہژبر نے بھی وار کیا طوفان نے

وار ہزبر کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ہزبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ لنگر دار تھا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر مین جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر مین آیا ہزبر خون آشام نے داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوگئی طوفان نے چاہا کہ سر کاٹ لون لوگ ہزبر کے درمیان مین آگئے تلوار چلنے لگی ہزبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو ابر برسانا شروع کی تو ہزبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جانین بچا کر بھاگ کھڑے ہوے یہان طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ مین کر کے چلا ہمارے دستور یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یونہین زیر کوہ ہو کر نکل جاؤن اور وہ جو قلعہ صحرا مین نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہان قیام اختیار کرون فوج ملازم کرون چند دن مین مین خود بادشاہ بن جاؤن یہ کیا ضرورت ہے کہ اس مال مین سے حصہ بٹاؤن محنت ہم کرین اور کھائین غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوے آتے تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اُسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعۂ جدید کی طرف جاتا ہے بس یہ سُنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونون بھائی دوسرے راستے سے پہونچ گئے اور طوفان سر کو ٹوکا کہ کہان جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ نے سُنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہین مین آپ ہی کی تلاش مین جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے اُسکو اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے شہر سرمستان مین آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ مین داخل کر دیا طوفان خوش ہو گیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونون نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیا اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم بھی بد عہدی کرین تو ہم مین اور ان مین فرق کیا رہیگا وہ اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائین خبردار تم بھی اپنے زمانہ مین خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤگے جو اطاعت کرتے ہین یہ سر اٹھائین گے آپ حاکم بنجائین گے تمکو محکوم بنائین گے یہ سُنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست خاموش ہو رہے لیکن ان کا کلام سُنکے یہ خیال اُن کے دلون مین باقی رہا اب حال ہزبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حالت زخمداری مین بھاگا ہوا ساریق بن بقا کے پاس آیا ساریق صورت ہزبر کی دیکھکر گھبرا گیا پکارا کہ اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہزبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہان سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہان بستے ہین فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی خزانہ شاہی مین داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سنختگان تو ناچا اور کہنے لگا مال حرام بود بجاے حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہان یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا مین بھوکون مرجائیگی کوئی کہانتک میرا ساتھ دے گا آخر کو سب چھوڑ چھوڑ کر چلے جائین گے یہ سُنکے سنختگان نے کہا کہ مین جاتا ہون خزانہ ملنے کی تو امید نہین لیکن اُس خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرایا تو نام اپنا شیطان نہ پایا یہ کہکر نچر اپنا طلب کیا اور نچر پر بیٹھ کے جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سنختگان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زرین جسم مین ایک نچر پر سوار چلا آتا ہے سنختگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آگئی

پوچھا تم کون ہو سخنگان نے کہا کہ اگر نام میرا سنکے معنی نہ پوچھیے تو مین نام بیان کرون بادشاہ نے کہا اگر سمجھ مین
نہ آئے گا تو پوچھون گا سخنگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سخنگان بن سخنگان بن بختیارک بن بختک
بن الفنش بن سگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سگ سپید کے کیا معنی سخنگان نے کہا کہ نام کے لیے معنون کی
کیا ضرورت ہی ماں باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا سب اس کی باتون پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک
پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سخنگان نے کہا کہ مین وزیر اور شیطان درگاہ ہون خداوند ساریق بن بقا
بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپ کے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہی اُس نے
آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہی کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہمنے تم کو دیا وہ کم نہین ہی کہ
تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ مین ناراض ہوکر تقدیر پھیر دون امیر سے فقیر بنا دون یہ سنکے محکم
سرمست نے کہا کہ جا کر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ بوسہ یہ پیغام اچھا نہین ہم سے اور خداوند سے مواجہہ مین گفتگو ہو جائے
سخنگان کا مطلب یہی تھا کہ پناہ لے پھر تو خداپرست آکے اسے بھی تباہ کر دینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال
مین کمی نکرنا مین جاتا ہون اور ابھی خداوند کو لاتا ہون یہ کہکر سخنگان ساریق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان
سرکشون کو ہاتھ سے خداپرستون کے تاخت و تاراج کرائیے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا ساریق ملعون
سخنگان سمت جانب شہر سرمستان روانہ ہوا وہان محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھین وہ خداوند
کیسا ہی جسکا وزیر ایسا ہی جسوقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ ساریق بن بقا آتا ہی یہ مع فوج برائے استقبال
آیا اور ساریق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ
حاصل ہو تو ساریق نے کہا کہ اے بندگان من مین نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تمنے اور دست
ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ مین لائے بہتر یہ ہی کہ مال خداوندی ملازمان
خداوندی سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ آخر
خداوند نے مال کو اپنے بندون ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہی لہذا مال خداوند بندون کا مال ہی خداوند کے گھر کاہیکی
کمی ہی بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجدیا سخنگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملتا
نہین ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا پہونچاؤ تو اس مال کی کیا حقیقت ہی خداوند
اور بہت کچھ عنایت فرمائین گے ساریق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہی یہ سُن کے
ساریق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب مین وہ اژدر دمان آتا ہوگا دو ہی چار روز مین
یقین کہ وہ یہان آجائے گا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئے گا تو دیکھا جائے گا میرے افسران فوج بہت
جلد خداپرستون کا استیصال کردینگے آپ پریشان نہون اور اطمینان سے بیٹھین اور اگر زیادہ فوج اسکے ساتھ
ہو تو یہان سے قریب ملک حسن آگین ہی وہان کا بادشاہ حسین سبز قبا ہی وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہی
اور لشکر مین اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی و گرامی ہین کہ عالم مین کہین نہونگے مجھسے اور حسین سبز قبا
سے نہایت تپاک ہی اگر مین اُس سے کمک طلب کرون گا تو وہ دریغ نہ کرے گا شہر آگین کا نام سنکے سخنگان
نے پوچھا کیا لوگ وہان کے بہت حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہون ایسا حسن خیز طبقہ دنیا پر دوسرا
نہ ہوگا کہین کے خوبصورت نہ وہان کے بدصورت سخنگان نے کہا کہ خداپرستون کے خوب جوڑے لگین گے واہ
کیا بد بہرہ ان لوگون کی کہ جہان جاتے ہین عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہین سخنگان کی اس پیشینگوئی پر کسی نے
اعتنا نہ کی بلکہ ہنسی مین ساریق نے کہا کہ او احمق وہان کے لوگون کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا
کیا اس وجہ سے وہ حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت سب سے بہتر کیون نہ بنائی

سارِیق نے کہا کہ بندون کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے ایسی بنالیتے تو سب خداوندہی کے خواہشمند ہوجاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندون کو شکایت ہوتی ابھی بدصورت ہین اُن کو خداوند کی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سُنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع ـ وزیر بے جنین زیبارے چنان + محکم سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہی کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہی ہمیشہ لباس سُرخ پہنتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند شفق مین ہی ایک تو طبقہ وہ حسن خیز ہی علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اُس شہر مین فرد ہی لوگ جمال کی تاب نہین لاسکتے دیکھتے ہی بیہوش ہوجاتے ہین یہ سُنکے سارِیق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اُسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہی یہان سے چلکر نور قدرت اسکے پیٹ مین ڈالونگا غنچگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لائیے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہوجائیگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خدا پرستون کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لوگ شہر سرمستان کے ہنستے اور سارِیق کو مسخر اپنا رکھا ہی اسکی باتون سے محکم سرمست دل بہلایا کرتا ہی ان سب کو تو اسی مزخرفات مین رہنے دیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی ولرزہ گردون گردان سرکوب ہم دستان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہین

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط	دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط	شامت جو آئی اُنکا بیان ن کر غلط
	مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط	
	کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط	
ہوتے ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ	تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ	اور پھر ڈرائین بولکے بے اعتبار جھوٹ
	تاثیر آہ وزاری شبہاے تار جھوٹ	
	آوازۂ قبول دعاے سحر غلط	
یا اب یہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہ گیا	یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا	یا جھوٹ بولنے کی خدانے یہی سزا
	سوز جگر سے ہو نہ یہ تبخالہ افترا	
	شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط	
ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ	ہان شکوہ وشکایت صبر و سکون دروغ	ہان سربسر دماغ مین جوش جنون دروغ
	ہان سینے سے نمائش داغ درون دروغ	
	ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط	
ہان بے بسی مین جرم وخطا کچھ نہ کیجیے۔	تسلیم وعاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے	ظاہر سواے مہر ووفا کچھ نہ سیجیے۔
	آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے	
	عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط	
آگے نہ تھے زمانہ مین جواب فریب ہین	ایمان و دین وملت ومذہب فریب ہین	چلتے ہوئے بہانے ہین سب فریب ہین
	بوس وکنار کے لیے یہ سب فریب ہین	
	اظہار یا کیا زہی ذوق نظر غلط	
یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان	کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان	شاعر ملا رہے ہین زمین اور آسمان
	لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان	

	احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط	
معدوم تو وہ شئی ہی جسے لاکھ نکتہ چین	ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین	یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین
	سینہ مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین ہمکو سمجھتے ہو کہ ہی ان کی کمر غلط	
کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہی	ہم جانتے ہین ہیچ ہی بے شبہ گھات ہی	ایسے مبالغے سے غرض التفات ہی
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہی سینے کو اپنے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی	اسکو دیا یہ دم کہ تجھے جان نذر کی	لو دیتے ولے ہوتے ہین ایسے ہی تو سخی
	مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جھٹکے سے سونپ دی جان عزیز پیش کش نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہی کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن بقا کے کوچ اور مقام کرتے ہوے برابر چلے آتے ہین ہرکارے قبل سے روانہ ہوگئے ہین یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہین جسوقت ہرکارے شہر سرمستان تک پہونچے اور حال سے ساریق بن بقا کے آگاہ ہوے تو اُنھون نے بازگشت کی اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندۂ درگاہ خدا یعنی ساریق بن بقا جاکر شہر سرمستان مین پناہ گزین ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سرمستان اُس کے پرستارون مین سے ہی ہرکارون نے عرض کی کہ وہ شعشلاع بن مشمش کوئی کافر ہی اُسے اپنا خداوند جانتا ہی ساریق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن سخنگان کی چرب زبانی سے اُسنے پناہ دی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسی جانب روانہ ہو جزیل بن عادی پیش خیمہ لے کر جانب شہر سرمستان روانہ ہوے عقب مین ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سرمستان روانہ ہوے لیکن جسوقت جزیل عاد قریب شہر سرمستان کے پہونچے ہین اور یہ خبر محکم سرمست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خداپرستون کا آگیا اُسنے سخنگان سے پوچھا کہ بارگاہ خداپرستون کی کیسی ہی سخنگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہی کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہی سُنتے تو کاہے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سُنکے محکم سرمست کو رشک ہوا کہ اگر اُس بارگاہ مین ہم بیٹھین تو کیا اچھا ہو نافل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھنوالو یہ دونون تو طوفان شیر سر سے کینہ رکھتے ہی تھے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خداپرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی خزانہ چھینے کے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اگر بارگاہ چھین کے لاؤن گا اور مال و اسباب پاؤن گا بس اُسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جزیل عادی نے صحرا مین قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جاے بلند تجویز کرکے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا ملازمین استادگی بارگاہ مین مصروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوے جزیل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد مین آکر عرض کی کہ طوفان شیر سر ارادۂ فاسد سے آتا ہی بس جزیل عاد نے بارگاہ کو پشت پر لیا اور آپ سامنے پرے جماکے کھڑے ہوے اتنے مین گرد شق ہوئی اور علملے سیاہ پیدا ہوے پھر پھرون پر علمون کے تعریف شعشلاع بن مشمش کی تحریر تھی آگے آگے ایک گبر ناہنجار گردن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار جوان شمشیر بکف نمودار ہوے جزیل عادی نے للکارا کہ باش او قرمساق تو کون ہی اور کس ارادے سے آتا ہی طوفان شیر سر نے جواب دیا کہ مین فرستادہ حاکم شہر سرمستان ہون اور اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہی کہ بارگاہ میرے سپرد کردے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جزیل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور
حاکم کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ڈاکو ہی بادشاہ ہونگی یہ خصلت نہین ہوا کرتی ہو ہم وہ ہین کہ رستم واسفندیار کو بھی خطر مین
نہ لاوین تیری کیا حقیقت ہی جو تو بارگاہ چھینے گا بس اسی مین بہتری ہی کہ جدھر سے آیا ہی اُسی طرف لوٹ جا اپنی
جان سلامت لے جا ورنہ نقد جان کھو کے جائے گا۔ بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور
اُس نے ایک وار تلوار کا جزیل عادی پر کیا جزیل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر
ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اسطرف
سے ہمراہیان جزیل عادی آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ
تمام خون سے رنگین ہو گیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منھ پھر گیا سب
رو بفرار لائے اور جانب شہر سرمستان فرار ہوگئے اہل اسلام نے آدھہ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آکے اور
بارگاہ مین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہ مین استادہ وخیمہ برپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہوگئی سب قریب ہی قریب
چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہوگئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام وصاحبقران
عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آآکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام محکم
سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حاکم شہر سرمستان یہ تونے کونسا طریقہ اختیار کیا ہی کہ
دوسرون کے مال وخزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہی ان حرکات رکیک کو ترک کر کہ یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہی اور
میرا دزد تیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہی اُسے گرفتار کرکے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرما کر
غلطان دردرگوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے بھی لکھو
غلطان دردرگوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا
خزانہ وغیرہ لوٹ کے لے بھاگا اور مین نے سُنا ہی کہ اب اُس خزانہ کو تونے اپنے قبضہ مین کیا ہی تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد
کردے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا
خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائے گا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور
خلعت وسپر وشمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان
سے لائے بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز اپنے دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگائی
نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہی اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہی یہ کہکر سامان
رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا۔
اب کچھ حال محکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے محکم سرمست
کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جاکر مکان
طوفان کا محاصرہ کیا اور سب مال واسباب اُس کا قرق کرکے لے آئے داخل خزانہ شاہی کر دیا لیکن محکم سرمست
کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اُسیوقت
فوج سرمستان مین کمربندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہی کیا
حکم ہوتا ہی محکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آئے
اُسے گھیر کے مار لو مسلمانون کو جمع نہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائے گا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہی ہفتگان نے گھبرا کے محکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجیے
ورنہ غضب ہو جائے گا صاحبقران سے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین محکم سرمست کا تو دہری کچھ

ارادہ تھا لیکن سخنگان کے کہنے سے خیالات بدلے اور افسران فوج کو برائے استقبال نامہ دار صاحبقران روانہ
کیا لوگ گئے اور بہروت رعد آواز کو نہایت اعزاز کے ساتھ لائے سخنگان نے دنگل قریب تخت بادشاہ کے
پہلے سے بچھوادیا تھا بہروت رعد آواز آکر دنگل پر بیٹھ گیا سب افسران لشکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے بہروت
نے سنم نامہ دار کا نعرہ کیا محکم سرمست نے کہا کہ نامہ لاؤ بہروت رعد آواز نے سینے کرتے سے نکال کر نامہ غلطان
در گوش کا دیا محکم سرمست نے نامہ پڑھا اور ہنسا بہروت رعد آواز سے کہا کہ میں نے پالی خداوندی سے پائی ہیں
شہر غلطانیہ میں اس خزانہ کے لوٹنے کو نہیں گیا تھا جو دیدوں مثل مشہور ہے کہ جس کی تیغ اس کی دیغ بہروت نے
کہا کہ جو کچھ منظور ہو تحریر کرو محکم سرمست نے بھی جواب تحریر کر دیا سخنگان حیران تھا کہ نامہ میرے نہیں آیا ہے بہروت
رعد آواز پھر گیا اور کہا کہ اے محکم سرمست یہ تو نامہ ضمنًا تھا اصل میں نامہ صاحبقران کا میں لایا ہوں محکم نے
کہا کہ لاؤ وہ بھی دو بہروت نے کہا کہ وہ نامہ یوں نہیں ملتا ہے جبتک شرائط استقبال و نثار ادا کئے جائیں محکم نے
کہا کہ یہ میں سمجھا نہیں بہروت رعد آواز نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال کرو اور تین قدم میرا اور سات
کشتیاں زر و جواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور تین کشتیاں مجھ پر سے تو یہ نامہ دیا جائے گا محکم سرمست نے کہا کہ
استقبال میں تو کچھ ہرج نہیں ہے لیکن زر و جواہر میرے پاس فالتو نہیں ہے بہروت رعد آواز نے کہا کہ اگر زر و جواہر
نہیں نصیب نہیں ہے تو کشتیاں پھولوں کی نثار کرو محکم سرمست نے اسیوقت دس کشتیاں پھولوں سے بھروا کر
سامنے رکھوا دیں اور اٹھکر دس قدم آگے بڑھکر نامہ لیا بہروت رعد آواز نے پھول لٹا دیئے اور نامہ دیدیا محکم
سرمست نے نامہ پڑھا اور ساریق کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ آپ کیا اچھے خداوند ہیں کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگے
پھرتے ہیں اور بندوں کا مال لوٹتے ہیں ساریق نے کہا کہ قدرت نے صبر اختیار کیا ہے اور مثل مخلوق کے اوقات بسری
پر کمر باندھی ہے کہ بندگان مصیبت زدہ بد دل ہوں اور ان کو صبر آئے کہ جب خداوند کی یہ حالت ہے تو ہم اپنی
کیا کہیں سے یہ حال نا پاپنا تسکین دہ غمیاں ہے جس درد سے بھرے ہیں اس درد کی دوا ہیں۔ محکم سرمست اس کی باتوں پر ہنسا
اور پشت نامہ پر جواب تحریر کر دیا بہروت رعد آواز نے جواب نامہ کا لیا اور وہاں سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا یہاں ہرکاروں نے حال نامہ داری سے صاحبقران کو پہلے ہی اطلاع دی تھی امیر بہت خوش ہوئے اور شاہانہ
صفت ملک کو بہروت کے استقبال کے لئے روانہ کیا بہروت نے آکر جواب نامہ پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا خیر کچھ پروا نہیں دیکھا جائے گا ایلچی کے واپس آتے ہی فوج سرمستان شہر سے باہر آئی اور بارگاہ برپا کی
پانچ لاکھ سوار و پیدل صحرا میں پھیل گئے آخر میں محکم سرمست مع نافل سرمست اور نوفل سرمست اور طوفان
سرمست اور طوغان سرمست اور طہماسپ سرمست اور بہراسپ سرمست اور سہراب سرمست اور محراب
سرمست اور ضیغم سرمست اور ساریق بن لقا شہر سے باہر آیا داخل بارگاہ ہوا تمام افسران مثل ہماد فیل زور
اور معاد فیل زور اور طوس شترلب اور کیموس شترلب اور کاس بن کیلوس اور شبران گرگدن سوار اور
شکیل گرگدن سوار وغیرہ قریب سو اسّو سرداران زبردست کے جمع ہوئے اور ضیغم سرمست بڑا بیٹا محکم سرمست کا
کہ رستم وقت اور افسر لشکر ہے باقی آٹھ فرزند محکم کے کہ یہ بھی نہایت زبردست ہیں اور ایک ایک حصہ فوج کے مالک
ہیں کوئی چالیس ہزار کا افسر کوئی تیس ہزار کا سردار ہے اور خود محکم سرمست بھی نہایت زبردست و بہادر ہے جب
یہ سب یکجا ہوئے اور سخنگان نے غور سے سب کی طرف دیکھا اور اندازہ کیا تو ضیغم سرمست کو بہت پسند کیا کہ
یہ کچھ ہے اگر لڑائی بھی پڑے تو کچھ زور یہ روک سکتا ہے باقی سردار تو شکار اہل اسلام ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتے
چپکے سے ساریق کے کان میں کہا کہ جبتک ضیغم سرمست ہے اسوقت تک یہ سلطنت باقی ہے جسدن یہ گرفتار ہوا
اسی روز لڑائی کا خاتمہ سمجھ لینا غرضکہ جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اور آوازہائے نوش نوش کی بلند ہوئیں

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے تو حکم سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا اور تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول صفین جاکر کھڑے ہوے اُس طرف حکم سرمست تخت پر سوار آگے آگے تخت کے ضیغم سرمست مرکب باد رفتار پر سوار اسلحہ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو بصورت انسان کھڑا ہوا ہے برابر اس کے ساریق کا تخت تھا سرداران ساریق نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام ہزبر خون آشام ببر خون آشام وغیرہ ساریق کو گھیرے ہوے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام پر پڑی زہرے آب ہوگئے مستی اُتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ادہر خداپرستون نے سرمستون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلے گا تو اُس کے مقابلہ کو ہم جائین گے الحاصل دونون طرف سے تبردار نکلے اور جھاڑہ بان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا تبردارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و شفاف کر دیا اب نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مند ویل اژدر نفس میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جس کو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے بودھا باگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے شاہزادہ محتشم سلام رخصت کرکے عازم میدان کارزار ہوے اور سامنے مند ویل اژدر دم کے پہونچے مند ویل قد و قامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر میرے مقابلہ کو آیا ہے تلوار کے لنگر سے دب کے مرجائے گا میری ضرب کی تاب نہ لائے گا شاہزادہ محتشم نے فرمایا کہ اس ہرزہ درائی سے کیا حاصل حربہ اپنا اٹھا ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہوجائے گا یہ سنکے مند ویل اژدر دم نے نیزہ اُٹھایا اور سینہ شاہزادہ محتشم پر وار کیا محتشم نے وار اُس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی بیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مند ویل اژدر دم کے نکالدیا مند ویل ارے کرکے رہگیا نیزہ تو نیزہ بھر بلند ہوکے زمین پر گرا اور مند ویل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادھر اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکالین مند ویل اژدر دم نے تیغہ کمر سے کھینچا اور سر پر محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اُس کا بآسیب سپر رد کرکے اپنا وار کیا مند ویل نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار یا تو سر پر چمکی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب کے نکلی مند ویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا اسخنگان نے صلوات پڑھی پھر پیران دمار زیش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کئی وار اُس کے رد کرکے جو تلوار کمر پر ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے شام تک سترہ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے حکم سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خداپرست بلاے بد آفت روزگار ہین دیکھنے مین تو معمولی قد و قامت ہین لیکن رگ رگ مین زور بھرا ہوا ہے اُسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے اُس طرف حکم سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے

بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے عماد فیل زور میدان مین
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگوے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عماد فیل زور کے ہاتھ سے نکال دیا عماد نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عماد فیل زور اوندھے منہ پال مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین
عماد فیل زور نے کہا ہزار جانین ہون تو نام پر خداوند ششمش اور اُس کے فرزند شغشاع بن ششمش کے نثار ہین
بس یہ سنکے شہنشاہ صف شکن نے اُس کو بالاے ہوا اُچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ وہ
شغشاع پرست چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بس یہ دیکھکر معاد فیل زور بھائی عماد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا کب چھوڑتا ہون مین کہ تو زندہ بچکر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سردارون کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میدانداری مین ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر پرور نکلا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اُس کا رد کر کے
کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونون کے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے
دونون نے زین خالی کئے اور مصروف کشتی ہوے دم بھر مین کڑیان زرہ کی پارہ پارہ ہو کر جسم سے گر گئین شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی تو ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور مین بھی آرام کرون صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ مین بغیر فیصلہ کئے میدان سے نہین ہٹتا ضیغم سرمست نے کہا کہ مجھکو کیا تو نے موم کا
سمجھا ہے مین تین روز تو تینے بھی مقابلہ کیا ہے اگر تیرا یہ عزم ہے تو مین نے بھی دل مین ٹھان لی ہے کہ جبتک فیصلہ نہ کر لون گا
میدان سے نہ پھرون گا دونون جانب سے روشنی آگئی دنگل کرسیان بچھ گئین تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اُسی طرح دونون لڑتے رہے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکین اپنے عیار کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل شکستہ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب خدا پرستون
کسی طرح عہدہ برآ نہون گے اُدھر منخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہان کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج پسر مین پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات
تیاری جنگ مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت
نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہو گیا تو تم کیا کرو گے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خدا پرستون پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لہذا مجھی کو آج فیصلہ
کر لینے دو اگر مین نے ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو امیر سے صلح کر لون گا اُن کا قیدی اُن کے حوالے کر دون گا اور اپنا
قیدی اُن سے لے لون گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے یہ کہکر اس نے خود گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر
پکارا کہ یا امیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلین کیونکہ بعد میرے اس جنگ کا خاتمہ ہے
فرمایا جو تمھاری خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کرون فرمایا کہ مین موجود ہون ہرچند اور سردارون نے عرض کی کہ یا امیر ہمین واسطے مقابلہ کے جانے دیجئے
لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہو مین تمھین کسطرح اجازت دون یہ فرماکے خضران
سے اشارہ کیا خضران نے کلاہ نمد اُچھال کر میدان کو قرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا صاحبقران مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ
عنایت فرمائی امیر باتوقیر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند
تیرا خیریت سے ہو اطمینان رکھ بعد تیرے مقابلہ کے جو فیصلہ تجھسے ہوگا وہی اُس سے بھی ہو جائیگا لاحربہ اپنا اور
دیر نکر محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران باقبال پر وار کیا امیر نے وار اُس کا اپنے نیزے
پر لیا اور تیسری طعن مین اس طرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکالدیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت مین آگئے یہ کونسا
بند تھا کسی کی سمجھ مین نہ آیا سوا شاہزادہ تیمور شیر پرور کے کہ یہ زود فہم تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم
سرمست حیرت مین تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ مین بھی نہ آیا اس نے تلوار کمر سے کھینچکر سر پر
صاحبقران کے وار کیا امیر نے دھار بچا کر کلائی پکڑلی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ بال مرکب پر آرہا مگر پھر
سنبھلا اور ہاتھ کھینچا مرکب لنگڑ ہون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب
آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگر محکم سرمست کا توڑا اور سر سے
بلند کرکے زمین پر مارا باندہ کے مشکین عیار کے حوالے کردیا اور طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھرے اُدھر ساریق
واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر جس طرح ساریق نے شہر غلطانیہ کا
خزانہ لوٹ لیا اسی طرح میرے شہر مین بھی لوٹ نہ مچاوے لہذا میرے حق مین جو کچھ منظور ہو اسی وقت ہو جائے
تو بہتر ہو یا مین خود واپس ہوکر اپنے ملک کی حفاظت کرون یا حضور ملک کو اپنے قبضہ مین کرکے اُس کی حفاظت
فرمائین اور اپنے دزد کو پکڑلین صاحبقران نے یہ سنکے محکم سرمست اور ضیغم سرمست کو طلب کیا جسوقت
یہ دونون حاضر ہوے امیر نے ان کو ایک ایک دنگل عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے۔
محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب امیر ضیغم سرمست کی طرف مخاطب ہوے اور ارشاد
فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب میرے باپ نے اطاعت اختیار کرلی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے
آہنگرون کو بلاکر ہتھکڑیان بیڑیان کٹوا دین اور دونون کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو مین جاکر سامان دعوت مہیا کرون اور حضور مجھے سرفراز فرمائین اور وہان مین ساریق کو بھی گرفتار
کرکے حاضر حضور کرون گا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہوکر مع ضیغم سرمست
اپنے شہر مین آیا ساریق نے پوچھا کہ کیونکر تمھاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار
کیا ساریق نے سختگان سے اشارہ کیا کہ اب یہان ٹھہرنے مین ضرر ہے سختگان نے کہا کہ جا بھی تو نہین سکتے
خلاصہ یہ کہ محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اب
حضور تشریف لائین امیر باتوقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لیکر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ
شہر پناہ تک واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوے سلامی ہوئی راستے مین جسقدر
بتکدے ملتے گئے امیر نے اپنے سامنے اُن کو منہدم کرا کر بنا ے مساجد کرتے ہوے داخل ایوان شاہی
ہوے ساریق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اُٹھا امیر باتوقیر نے ساریق کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ
اب کیا کہتا ہے محکم سرمست کو ساریق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال پر
رحم فرمائین اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک و مال اس کے ممالک مین سے جو حضور اس کو عنایت فرمائین

اور اس کے قتل سے باز آئیں صاحبقران نے فرمایا کہ اے محکم سرمست برب کعبہ اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو اس کے ممالک کیسے میں اپنے تمام قصبہ جات کا اسکو بادشاہ کروں اور خود اس کی سپہ سالاری اختیار کروں مگر قلب اس کا سیاہ ہے یہ منظور نکرے گا محکم سرمست نے سارق کی طرف دیکھکے کہا کہ اے سارق اب کیا عذر ہے خوشا نصیب اُس کے جس کی سلطنت شکست کے بعد اور بڑھجائے سارق نے کہا کہ میں کل صبح کو اس کا جواب سوچ سمجھ کے دونگا محکم سرمست نے امیر با توقیر کی طرف دیکھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے الحاصل صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا گیا امیر نے مع سرداران اسلام خاصہ تناول فرمایا سارق شریک دعوت نہیں ہوا بلکہ درد سر کا بہانہ کرکے چلا گیا امیر نے محکم سرمست کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے محکم سرمست مجھے نیت اس کی بد معلوم ہوتی ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ یا امیر اس شہر کے دوہی راستے ہیں ایک راستے پر آپ کا لشکر پڑا ہوا ہے اور دوسرے راستے کی طرف ایک ایسی بلا ہے کہ اُس طرف سے گذرنا اُس کا غیر ممکن ہے اگر یہ بھاگے گا تو راستہ کہاں پائے گا چار و ناچار واپس آئیگا ورنہ خود اسیر بلا ہوگا فرمایا خیر غرضکہ یہاں تو صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طائفہ حاضر ہوکر باری باری مجرا کرنے لگے آواز ساز گونجنے لگی تمام افسران فوج مصروف عیش و طرب ہوے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل بیقرار اگر ہے تو اپنے جگر سے ہے
کیونکر نہ خوش ہوں سر کی خوشی سنگ در سے ہے
وہ میری آنکھ میں ہے وہ میری نظر میں ہے
وہ کونسی ادا ہے جو خالی اثر سے ہے
تم جسکو دیکھتے ہو اُسے دیکھتے ہیں سب
آنا جو دل میں ہے تو ارادہ کدھر سے ہے
ہر وقت دیکھتا ہوں میں تصویر یار کی
گھر چھوڑ دونگا ڈر مجھے دیوار و در سے ہے
مد نظر یہ ہے نہ کسی کی نظر لگے
اے نازنین ڈر تری نازک کمر سے ہے

اور آنکھ منتظر ہے تو ہچکی نظر سے ہے
مجھ خانماں خراب کو اب کام گھر سے ہے
ہر کام میں نظر مجھے اُس کی نظر سے ہے
مرتا ہوں شوق قتل میں لللہ تیغ کھینچ
توقیر آئینہ کی تمھاری نظر سے ہے
ہر دم وہ میرے قصہ وحشت میں محو ہے
وابستگی نظارۂ قلب و جگر سے ہے
چار آنکھ کرکے بات کسی سے نہ اُنہنے کی
پوشیدہ اس لئے وہ سبھوں کی نظر سے ہے
ہے جس کا اے کلیم تلاش انتظار نام

فصل جنون میں بیت ہری اسکے گھر سے ہے
جب سے وہ دل میں آئے ہیں نفرت سفر سے ہے
انداز ناز عشوہ کرشمہ حیا جفا
اسوقت مجھکو نفع اگر ہے ضرر سے ہے
جس آنکھ کو اشارہ ہو وہ منتظر سے ہے
وہ بے خبر اگر ہے تو میری خبر سے ہے
جسدن کہ آہ و نالہ کرونگا فراق میں
اسدرجہ بدگمان وہ میری نظر سے ہے
کمبخت غیر سے نہ کسی وقت جھک کے مل
وہ میری آنکھ سے ہے وہ میری نظر سے ہے

یہاں تو اہل محفل محو رقص سرود ہیں اور وہاں سارق کا حال سنئے کہ اس نے سخنگان سے کہا کہ اے شیطان بتا اب کیا کروں سخنگان نے کہا کہ آج سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آئیگا سب تو محو عیش و طرب ہیں ان پر شبخون مارو اور یہاں سے بھاگو سارق نے کہا بھاگوں تو کدھر بھاگوں سخنگان نے کہا وہی شہر حسن آگین جسکا ذکر محکم سرمست نے کیا تھا سارق خوش ہوگیا اور کہا اے بندہ ٔمن واقع میں تو نے عجب راہ بتائی ہے اسی وقت اس نے اپنے افسران لشکر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ خفیہ طور پر لشکر کی تیاری کرو اور جب لشکر تیار ہوجاے تو ہمیں اطلاع کرنا افسروں نے لشکر میں خبر کی سب کے سب اسیوقت مسلح ہوگئے سارق ملعون ایک مرکب پر سوار ہوا اور سخنگان ارژنگ چترنگ ان سب کو ساتھ لے کے مع چند کس خادموں کے شہر کی طرف متوجہ ہوا اور افسران لشکر سارق نے لشکر صاحبقران اور سرمستان پر شبخون مارا لشکر سرمستان پر اہل اسلام کا نعرہ کرکے گرے اور لشکر اسلام پر سرمستوں کا نعرہ کیا اور لڑتے بھڑتے نکلے چلے گئے وہاں سارق منتظر تھا پہنچا کے سارق کو حلقہ میں لیا اور براہ شہر حسن آگین کی اختیار کی یہاں دونوں لشکروں میں تلوار چلنے لگی غوغا ہوا سرمست چلا رہے تھے کہ مسلمان بڑے بدعہد اور قابو پرست

ہین اور مسلمان سرمستون کو برا بھلا کہ رہے تھے اس شور وغل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہی محکم سرمست نے عرض کی مجھے خبر نہین مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلا کی
ہزارون مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر دہل کے جدا ہوگئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے اپنے اپنے لڑے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرمستون نے حملہ کیا اور سرمستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اُسوقت صاحبقران حیران تھے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہین اور وہ ان کا نام لیتے ہین
اب دونون مین سچا کسے سمجھین حضران نے عرض کی یا صاحبقران ساریق کو دریافت فرمایئے کہ کہان ہی
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساریق نہین ہی خضران نے عرض کی کہ یہ دونون بے خطا ہین قصور ساریق
کا ہی یہ اُسی ملعون نے دونون لشکرون پر شبخون مارا آپ تو نکلگیا یہان ایک دوسرے کے شبہہ مین لڑا کیے اب
لاشون کو تلاش کیا تو اکثر لاشین ساریق پرستون کی ملین ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کردے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دین گے قتل نہ کرین گے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل ساریق کا تھا اُسنے
سخت گان کی صلاح سے شبخون مارا اور جانب شہر حسن آگین بھاگ گیا مین زخمی ہوگیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دون گا لہذا
اب تجھے اختیار ہی جہان چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیون جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ مین لیجاؤ
جس وقت یہ اچھا ہوئے اسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہوگیا
عرض کی کہ یا صاحبقران ہین نے لعنت کی ساریق پر اب زندگی اپنی انھین قدمون کے نیچے بسر کرون گا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمایئے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ شخص از سر صدق مسلمان ہوا لوگ اُسے شفاخانہ مین لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔
یہان صاحبقران باقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ مین تعاقب مین ساریق کے جاؤنگا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور ایسے مقام پر فروکش ہین کہ ساریق جا نہین سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہی دوسرے
راستے پر شہر حسن آگین ہی وہان کے لوگ نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو اپنے ملک مین آنے دیتے ہین ساریق مجبور
ہوکر پلٹے گا اور نہ مانے گا تو مبتلائے بلا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہان سے کے روز کا راستہ ہی محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہی دو روز مین انسان پہونچ جاتا ہی آپ چھ روز انتظار فرمایئے اگر ساریق پلٹ کے نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہی امیر با توقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرمستان مین قیام کیا مگر ہرکارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیے تھے یہ تو انتظار کرتے ہین لیکن حال راندہ درگاہ خدا ساریق بن لقا کا سنیئے کہ جسوقت یہ شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پہ قیام نہ کیا کہ ایسا نہو میرے تعاقب مین اہل اسلام آتے ہون دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا مین پہونچا دور سے ایک قصر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اسے دریافت ہوچکی تھی اُسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک دیوار طلائی کھچی ہوئی ہی اور ایک دروازہ طلائی جس مین جواہر
بیش بہا نصب ہین مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہی اور بالائے دروازہ ایک برآمدہ ہی اُس پر ایک شخص اسطرلاب
ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی اور جانب فلک دیکھ رہا ہی جیسے ہی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز اُس کے گوش زد ہوئی صحرا کیطرف
دیکھکر آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ لقمہ دہان گور ہوگے ساریق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت ہی اسطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیون آتے ہو ساریق نے
منم خداوند کا نعرہ کیا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہی سختگان نے کہا یہ خداوند ملک
باختر ہین اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ اختیار کرین

اسطرلاب

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہین ہی یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہی حکیم صاحب کا حکم نہین ہی کہ کوئی اس طرف سے آئے ساریق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کر چکے وہ کر چکے ہم اسی طرف سے جائینگے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ڈالدے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو چمکا کر دروازے کی طرف چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اس حد مین پہونچا اسطرلاب جادو نے جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار مین اپنی اس سوار کو دبا کر بلند ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد طائر تو نگاہون سے پوشیدہ ہوگیا لیکن چند استخوان تازہ گرپڑے جس سے یہ معلوم ہوا کہ طائر نے اس سوار کا گوشت کھالیا اور ہڈیان پھینکدین سخنگان تو لرز گیا اور ساریق کے بھی اوسان جاتے رہے ادھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کروڑہا آدمی ایک مرتبہ آنے کا قصد کرین تو بھی یہی انجام ہو سخنگان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ بیان کرون اسطرلاب جادو نے کہا بیان کرو سخنگان نے قریب آکر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمین اس طرف سے نکلجانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب مین ہمارے دشمن آتے ہین اگر ہم پلٹینگے تو مارے جائینگے اور آگے بڑھتے ہین تو اجل کا سامنا ہی ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو علے مین ہمارا آشیان ہی + ہمین نہ ان کے شہر سے کام ہی نہ قیام کی ضرورت ہی ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند سے کہو کہ قیام کرے مین بادشاہ کو لکھتا ہون یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اسی وقت ایک عرضی اسرار سبز قبا کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص ساریق نام ملک باختر کا فرمان روا مسلمانون کے ہاتھ سے شکست کھاکے اس طرف آیا ہی اور نکلجانے کی اجازت چاہتا ہی اگر حکم ہو تو اسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت مین خداوندی کرتا تھا اور اب اس پر وقت سخت پڑا ہی لائق رحم ہی جس وقت یہ عرضی حسین سبز قبا جس کا دوسرا نام اسرار سبز قبا ہی کو پہونچی تو اس نے اس عرضی کو خدمت مین حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کردیا حکیم جس وقت مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اسیوقت ایک روئی کا پھل بناکے اڑا دیا اور خاموش ہوکے بیٹھ رہا اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ابر اس کے لینے کے واسطے بھیجا ہی لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اسے اپنے ملک مین نہ ٹھرائیے گا یہان اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک مرتبہ لکۂ ابر نمودار ہوا اور قریب آکر ابر مین سے آواز پیدا ہوئی کہ مجھے حکیم صاحب نے ساریق بن لقا کے لینے کو بھیجا ہی اسطرلاب جادو نے سخنگان سے کہا کہ لو مراد تمھاری بر آئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پر بیٹھکر نکل جائین ابر زمین پر مثل فرش کے بچھ گیا ساریق اپنے ہمراہیون سمیت اس ابر پر بیٹھا ابر گرج کر بلند ہوا اور دیوار کو پھاندکر جانب شہر حسن آئین روانہ ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین راہ کو طے کر کے شہر مین پہونچا ساریق مع فوج ابر سے اترا چونکہ حسین سبز قبا کو پہلے سے خبر ہو چکی تھی اس لئے لوگون کو ساریق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور ساریق کو استقبال کر کے دربار مین حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت ساریق و سخنگان کی دیکھکر ہنسی آگئی لیکن ساریق اور ہمراہیان ساریق اہل دربار کو دیکھکر محو ہوگئے کہ دنیا مین ایسے ایسے حسین بھی ہین حسین سبز قبا نے حالات دریافت کئے ساریق تو اپنے غرور مین خاموش بیٹھا رہا مگر سخنگان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی یہ خبر ملکہ حسینہ گلگون پوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک مین آتے ہین اس کو اشتیاق پیدا ہوا اسیوقت پشت مرکب پہ بیٹھی اور نقاب چہرہ پہ ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ ہوئی ترک سوارنیان اور حسین مہجبینان انتظام کرتی ہوئی ساتھ ساتھ تھین جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور نقاب چہرہ سے الٹی یہ معلوم ہوا کہ لکۂ ابر چہرۂ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہوگیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو اُٹھے ساریق کی رال ٹپک پڑی سنخنگان سے کہا کہ مین اس کے پیٹ مین نور قدرت ضرور اُتارونگا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بناجاؤنگا بختیارک نے چپکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا کہ کیون شامتین آئی ہین ایسی بات زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے ارے یہ نازنین لائق پرستش ہے یا لائق وصل کیا کہون موقع نہین ہے ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو تنبیہ ہوجاتی ساریق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سنخنگان کی ملکہ نے دیکھ لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانورون کو الگ الگ پنجرون مین بند کیجئے ورنہ یہ آپس مین لڑین گے حسین سبزقبا نے دختر کو پاس بٹھالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہوکر اس طرف چلا آیا ہے ورنہ اس تک تو رسائی دشوار تھی یہ وہ شخص ہے کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خداوند جانتا تھا ملکہ نے سنخنگان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سنخنگان نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور مین اس کا شیطان درگاہ ہون چونکہ یہ خدائے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے اس کے ملک پر چڑھائی کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم مین مٹادیا خداوند کی پٹیون بھانجیون کو لے بھاگے اپنے تصرف مین لائے خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچے اب طلسم زلزلہ مین جاکر پناہ لینے کا قصد ہے ملکہ نے مسکراکر کہا کہ تم اپنے خداوند کی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سنخنگان سمجھ گیا کہ ملکہ نے میرا بھید لگانا دیکھ لیا ہے عرض کی اے ملکہ عالم جیسا خداوند ویسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند کی یونہین پرستش ہوتی ہے سنخنگان نے گردن جھکالی ملکہ نے اپنی ساتھیون سے کہا کہ تم بھی خداوند کی پرستش کرو انھون نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمایئے ملکہ نے ہاتھ پھونک کر اشارہ سے بتایا سیکڑون چپتین سر پر ساریق کے پڑگئین ساریق رونے لگا حسین سبزقبا کو رحم آیا ملازمین ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور ساریق سے کہا کہ یہ خطا تمھارے شیطان کی ہے ملکہ تو اُسیوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن ساریق اس قدر رنجیدہ دل ہوا کہ اس نے حسین سبزقبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچا دیجئے حسین سبزقبا اپنے بزرگون سے سن چکا تھا کہ ایک زمانہ مین اس وضع اور اس قطعہ کا ایک شخص اس ملک مین آئیگا وہ نہایت سبزقدم اور منحوس ہے اُسکی نحوست سے ملک پر تباہی آئیگی جس وقت وہ تمام باتین حسین سبزقبا نے ساریق مین مشاہدہ کین اُسی وقت ساریق کو رخصت کردیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور ساریق کو اُس کے ہمراہیون سمیت شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہے اس برگشتہ قسمت کو تو یونہین روان دوان رہنے دیجیے اور ذرا

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عمادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمایئے غزل باغاز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پر محبت کی بلا لائی
مری روٹھے ہوئے دل کی تمنا کو منالائی
وہ کہنا دیکھکر مقتل مین مجھکو میرے قاتل کا
اُنھین ایمان کی شوخی راہ پر کچھ کچھ لگالائی
زمانے بھر مین چرچے ہین تری خلوت نشینی کے
انھین شوق ستم لایا مجھے میری قضا لائی

جو آئی بھی تو کیا آئی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہان تم آپ سے آئے ہو یا تمکو قضا لائی
یہ چوری تو نہین تیری نظر کی سینہ زوری ہے
تجھے پردے سے باہر کھینچکر تیری حیا لائی
عجب انداز سیکھے ہین تری چتون نے اے ظالم

نوید جانفزا امید وصل دل ربا لائی
کہ یہ ڈبو نہین رکھکر سیکڑون کے دل اُڑالائی
وہ ہمسے گفتگو کرنے لگے ہین بے حجابانہ
لڑی جس کی نظر سے بس اُسی کا دل اُڑالائی
تمنا اپنی اپنی لائی ہے دونون کو مقتل مین
کسی کا دل اُڑالائی کسی کا دل چرالائی

تہ تیغ ستم اُف تک نہ کی ہم نے وہ بسمل ہین
ہماری ہی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا حورون سے ہمکو مرنیوالونکو
فلک تک جا کے آئے آہ رسا تو کیا بنا لائی
وہ کہتے ہین کہ لایا کون تمکو میری محفل مین
مرے دل مین کچھ ایسا ولولہ کالی گھٹا لائی
پھنسے ہین خواستگارو ہین تو اب گھبرا گئے ہین
خدا جانے یہ کس سفاک کی شوخی اُڑا لائی

یہی تھی وہ ادا جو اُن کے لب تک مرحبا لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
نہین تو خلد تک کچھ اور ہی حسرت لگا لائی
یہان ہوسے انتہا کوئی کہ بیخود ہو کے رہجاتا
کہون کسکے سوا اب اور کیا میری قضا لائی
تم اپنے آپ آتے میرے گھر یہ غیر ممکن تھا
برا ہو اچھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مرمٹے ان مہ جبینون پر
عدو کی گود سے اُس ماہ پیکر کو اٹھا لائی
مزا جب تھا کہ گھر کرتی کسی بیرحم کے دل مین
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار مینوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن ہے یہ میری طبیعت مین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب **صاحبقران** کو چھ روز شہر سرمستان مین گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق بن لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکہ ابر آیا اُسی پر **ساریق** اپنے ہمراہیون سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا **صاحبقران** نے **محکم سرمست** سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو مین جاکر راستے ہی سے اس کو گرفتار کر لیتا خیر اب بھاگ کر کہان جائے گا شہر حسن آگین مین گھس کے نہ اسے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا بشرطیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکے رنگ چہرہ **محکم** کا متغیر ہو گیا اور عرض کی کہ یا **صاحبقران** مین نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور **ساریق** کو اپنے ملک مین بلائے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ **ساریق** یا تو سرحد پر مارڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہان کے لوگ کسی شہر کے لوگون سے میل کرنا پسند ہی نہین کرتے خدا جانے کیا افتاد ہوئی لیکن اب میری التماس کو قبول فرمایئے کہ اُس خرس بادیہ ضلالت کے تعاقب سے باز آیئے شہر حسن آگین بہت بدمقام ہے وہان کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہین کرتے راستے مسدود کر رکھے ہین خدا جانے کیا بات ہوئی کہ **ساریق** کو بلا لیا اس نے ضرور بیان کیا ہوگا کہ مین پناہ لینے آیا ہون اور میرے عقب مین میرے دشمن آتے ہین اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دین گے فرمایا کہ مین بزور شمشیر جاؤن گا **محکم سرمست** نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہان نہین چلتا مین صرف سرحد کے حال سے واقف ہون لیکن میرے شہر مین ایک مرد بزرگ رہتے ہین کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہین کرتے وہ وہان کے حالات سے کماحقہ آگاہ ہین اُنھین مین بلواتا ہون حضور اُن سے حالات دریافت فرمائین وہ مقام لائق جانے کے نہین ہے فرمایا مین جاؤن گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کچھ حالات پیشتر سے معلوم ہو جائین **محکم سرمست** نے اُسیوقت ایک نامہ **خضران اخترشناس** کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتین دریافت کرنا ہین جسطرح ممکن ہو کچھ دیر کے لئے تشریف لے آیئے جب یہ نامہ **خضران اخترشناس** کو پہونچا اور **خضران اخترشناس** مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اُسی وقت نامہ دار کے ہمراہ حاضر ہوا **محکم سرمست** نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال **صاحبقران** کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے کی غرض سے بلایا تھا **خضران اخترشناس** نے اپنے مقام سے اُٹھ کے **صاحبقران** کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ یا امیر مین مسلمان ہون ان لوگون کے خوف سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا مجھے علم اخترشناسی کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائین گے اور یہان کے بعد شہر حسن آگین کو جائین گے اور مجھ سے حالات دریافت فرمائین گے یا **صاحبقران** شہر حسن آگین دنیا پر نمونہ جنت ہے وہان کے باشندے رشک حسینان دہر ہین اور اس ملک کی آب و ہوا پسند کر کے حکیم **اسرار الحکمت** نے دنیا سے حسین سمیٹ کر کے اُن حسینون سے آباد کیا ہے پانچسو برس سے یہ ملک آباد ہے اور اب شباب پر ہے پانچسو برس پیشتر یہ صحرا افتادہ تھا حکیم **اسرار الحکمت** نے تو انتقال کیا اب قائم مقام اُن کا حکیم **اشراق الحکمت** ہے جو شاگرد و جانشین **اسرار الحکمت** کا ہے اصل فرمانروا

وہان کا حکیم ہی اور ظاہری بادشاہ حسین بن قباد ہی چند زمانے سے **اشراق الحکمت** کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور اُس نے توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا و جزا تو ہی نہین جسکا اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیمبر بیان کرتا ہی اور فرضی خدا ٹھرا لیا ہی تمام ملک اُسی کو مانتا ہی چونکہ حکیم زبردست ہی تمام ملک کو بظاہر اپنے قبضہ مین کئے ہوئے ہی دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگون کا وہان تک گذر ہی نہین کہ لوگ واقفیت حاصل کرین سکے سب حکیم پر اعتقاد لاتے ہوئے ہین فرمایا کہ آخر اُس ملک مین نہ پہونچنے کا کیا سبب ہی عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہر پناہ قائم کی ہی دو دروازے اُس کے ہین ایک تو معدوم ہی جب اہل شہر کسیکو شہر بدر کرنا چاہتے ہین تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہین اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہین معلوم ہوتا ہی اور دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہی اندر سے نہین معلوم ہوتا ہی اس دروازے کا محافظ **اسطرلاب جادو** ہی اور طائر جادو اُس کا محکوم ہی جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہی تو **اسطرلاب جادو** منع کرتا ہی اگر کہنا اُس کا کسی نے مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہی اور اُٹھا لیجاتا ہی گوشت کھا لیتا ہی ہڈیان پھینک دیتا ہی بعد اس شہر پناہ کے ایک درخت عظیم ہی اُس کا یہ خواص ہی کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہی تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر گرتے ہین اور چٹک چٹک کے اُن مین سے انسان پیدا ہوتے ہین اگر کروڑہا آدمی کا لشکر ہو تو اُتنے ہی آدمی پیدا ہو جاتے ہین اور آمادہ نبرد ہوتے ہین تیر و شمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہین ہوتا دم بھر مین وہ تمام لشکر حریف کو تہ تیغ کرتے ہین اور دھوان بن کر خود بھی فنا ہو جاتے ہین اور درخت مین اور پھل پیدا ہو جاتے ہین بعد اس درخت کے ایک دیوانخانہ ملتا ہی وہ حکیم **اسرار الحکمت** کا ساختہ ہی اُس مین ہزار تصویرین حجری شیرون کی بنی ہوئی ہین جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہی تو وہ سب شیر شیر اصلی بن کر حملہ کرتے ہین اور فوجون کو پھاڑ کر کھا لیتے ہین اور پھر تصویر حجری بنکر اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو رہتے ہین ان مرحلون پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہی نہ پہلوان کی گاؤزوری سے مطلب حاصل ہوتا ہی نہ حرب کام کرتے ہین میری راے ہین اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہین ہی آئندہ آپ کو اختیار ہی **صاحبقران** عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے **خضران اختر شناس** برب کعبہ مین ضرور جاونگا اگر خدا نے مجھکو **صاحبقران** بنایا ہی تو وہ مدد کرے گا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پر موقوف ہی تو جو مرضی خدا کی مجھے عذر بھی نہین ع - سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے * یہ فرما کر حکم دیا کہ ابھی پیشین خیمہ ہمارا جانب شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت جبریل بن عادی اثالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کرا کے جانب شہر حسن آگین روانہ ہوئے بعد اس کے **صاحبقران** عالیشان مع جملہ سرداران نامی و گرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے **سرمست** نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن امیر نے نہ مانا تو یہ خود بھی **صاحبقران** کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل دوسرے روز سرحد پہ پہونچ گئے **جبریل عادی** نے خیمہ برپا کیا **صاحبقران** داخل بارگاہ ہوے رات آرام سے بسر کی جب صبح ہوئی تو دربار برخاست ہوا سب لوگ جمع ہوے **صاحبقران** تمام سردارون کو ہمراہ لے کر اُسی دروازہ طلائی کے سامنے تشریف لائے دیکھا کہ برآمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ مین لئے ہوئے بیٹھا ہی جیسے ہی اُس نے **صاحبقران** کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہین ہی جس کو اپنی جان شیرین تلف و برباد کرنی ہو وہ اس طرف کا رخ کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت **سرمست** دیوانہ رفیق شاہزادہ **رفیع البخت** غصہ مین آیا پکارا کہ او ملعون تو ہم لوگون کو معمولی آدمیون کی طرح سمجھا ہی جو ایسی سخت کلامی کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور شہریار زادے ہین اور سب کے سرتاج **صاحبقران** عالیشان بھی اس گروہ مین تشریف فرما ہین خبردار اس طرح کی بدزبانی نکرنا **اسطرلاب جادو** ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ و شہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہی جس کا مین ملازم اور تابع فرمان ہون باقی امیر و فقیر میرے آگے سب برابر ہین یہ سن کے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا مردود تیری

شامتین آئی ہین اور تلوار کھینچکر چلا ہرچند سرداران صاحبقران ہان ہان کیا کیے مگر اُس نے ایک نہ مانی اُسطرف اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہی بس اس نے جانب فلک دیکھا ساتھ ہی وہی طائر سیاہ رنگ پیدا ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دباکر بلند ہوگیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہوگیا مگر چند استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانہ کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمھین اختیار ہی اس وقت خواجہ نے چند قدم آگے بڑھکر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تم سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین آؤ چلے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کردو تو مین کیا کرون گا اسطرلاب جادو نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہی جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو گلیم اوڑھ لون لیکن طائر نظر نہ آیا اُس وقت خواجہ زینے پر ہوکے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم حبس کے ملازم ہو اُس کو لکھبھیجو کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار ساریق بن بقا بھاگ کے تمھارے ملک مین آیا ہی یا تو اُس کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہی ہم واپس چلے جائین گے یا اگر وہ تمھارے ملک سے ہوکر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی چلے جائین اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہی تم جاکے صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم ہوگا اُس سے تمھین اطلاع دون گا اور بغیر اجازت حکیم اشراق الحکمت کیا ممکن ہی کہ کوئی اس طرف سے جاسکے تمنے دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا یہی نتیجہ ہر شخص کے لئے رکھا ہوا ہی اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین تو جتنے آدمی ہون گے اُتنے ہی طائر پیدا ہون گے اور سب کو اسیطرح اُٹھاکر کھالین گے خواجہ خضران وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کردی صاحبقران واپس آلئے یہ تو انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین ساریق کے صاحبقران عالم تشریف لائے ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ ساریق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمین بھی راستہ دیدو تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہی جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا اور حکیم نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ ساریق تو یہان موجود نہین ہی اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اُس لئے کہ اُس نے آکر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہی اور ہم آپ کو راستہ نہین دے سکتے اس لئے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہی اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو جس طرح ہم نے ساریق کو بھیجدیا ہی اُسی طرح آپ کو بھی بھیجدین یعنی وہی ایک لکہ ابر آئے گا اس دروازہ شہر سے لیجائے گا دوسرے دروازے پر اُتار دے گا اور جتنے آدمی اُس پر بیٹھ سکین گے وہی جاسکتے ہین جب یہ جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر سحر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ آسکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر برطرف ہوگئی اور طائر ماش کا آٹا ہوکے گر پڑا بیر اُلٹے پاؤن بھاگے ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا ہوا گرا ہی اور گلے مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہی اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کے یہ ہیئت ہوگئی

صاحبقران عالیشان نے اُس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ طائر فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہدو کہ ہم نے جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا ہمین اسی طرف سے جاوُنگا اور مجھے اسطرح بھی جانا منظور نہین ہے کہ ابر پر بیٹھ کے جاوُن اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دے گا تو تلوار کے زور سے جاوُنگا تین روز مین اور منتظر ہون بعد تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک متنفس بھی نہ باقی رہے گا جب بھی مین اپنے ارادہ سے باز نہ آوُنگا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سودمند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیدیتے ہین تو پھر اعتنا نہین کرتے مگر مین بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھون جانین تلف و برباد نہون پھر لکھتا ہون یہ لکھکر پھر ایک نامہ حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دین گے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہین وہ واپس نہ جائینگے اور لاکھون جانین مفت برباد ہونگی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجیے وہ لوگ آن بان کے ہین جتنا کہتے ہین اُس کے خلاف ہرگز نہ کرینگے یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت نے جواب تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگون کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدیتا تو کوئی بات نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے مین ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ اُن سے کہدو کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کردین ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھیے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہین اب مین مجبور ہون خواجہ وہ جواب لئے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اُس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکر پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا نہین مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذرے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اور منتظر اس کے ہین کہ ہم صحرا نہ خالی کرین گے تو آپ کیا کیجیے گا یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت لکہ ابر پر بیٹھا اور جانب لشکر صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھیے آج کیا ظہور مین آتا ہے کہ یکایک جانب شہر حسن آگین سے لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گر کے بصورت خیمہ سیاہ قائم ہوگیا اور حکیم اشراق الحکمت چار رفیقون سمیت اس خیمہ مین داخل ہوا اُس وقت صاحبقران نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین آیئے ہمارے آپکے کچھ دیر صحبت رہے خضران نے اپنے کو منظورہ زرنفتی اور بانا یہ سقرلاطی گومن عیاری قبیلہ ہاے نقطی سے آراستہ کیا اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہین کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین تشریف لاتیے ہمارے آپ کے مواجہ مین باتین ہو جائین حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت ندی اور نہایت بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہین ہے اگر اُن کو غرض ہو تو وہ خود تشریف لائین اُن کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد مین معلوم بھی نہوگا کہ لشکر کہان گیا اور شان و شوکت کیا ہوئی خضران کو یہ باتین نہایت ناگوار گذرین اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت تجھسے بڑھکے بدخلق اور ناقدرشناس مین نے نہین دیکھا یہ وہ صاحبقران ہین جن کی قدمبوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے وہ مجھے یاد کرتے ہین اور تو نہین جانتا اُنھون نے اور اُن کے غلامون نے بڑے بڑے سرکشون کو نیچا دکھا دیا ہے تیری کیا

حقیقت ہے اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائینگے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سرخ ہو گیا کہا او ناعیار اگر اسوقت تو ایلچی کی حیثیت سے نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ تو طبل جنگ بجوا تو سب تجھے حال معلوم ہو جائے خضران نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ صاحبقران مجھسے ناراض نہون ورنہ ساری سرکشی تیری ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران مین لے چلتا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اور خدمت امیر مین آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے مین تیاری جنگ کرین کوئی مد مقابل نظر ہی نہین آتا خیمہ مین چار کس جمع ہین اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دین تو وہ چارون کے سر کاٹ لاے اتنے کے لیے طبل جنگ بجنا اور تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس کے بل پر طبل جنگ بجوایا ہے الغرض تمام رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان مین آکر صف آرا ہوے دیکھا کہ حکیم اشراق ایک تخت پر سوار میدان مین موجود ہے صرف چار خادم تخت کی چار جانب کھڑے ہین اس وقت امیر نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سپید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمھارا کیا ہے حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی ہے اگر مین عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہوتا کہ جسے چاہون بادشاہ بنا دون جسے چاہون فقیر کر دون جسے چاہون مار ڈالون جسے چاہون زندہ کر دون یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم ہے کفر کا پتلہ ہے او نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تو نے علوم حاصل کیے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ سندنی امر تھا فطرت نے مجھ مین ایسے سامان جمع کر دیے فرمایا پھر تو فخر کس بات کا کرتا ہے یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا ممکن تھا کہ فطرت تجھے ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہے وہ تابع امر الٰہی ہے کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہین ہو سکتی جن علوم کے ذریعہ سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہے اگر اُن علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار رہتے اسیطرح فطرت بھی بیکار تھی اگر فطرت سے کام لینے والا نہوتا یا علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر حکماے متقدمین اپنی عمر عزیز اُن کے اخذ و اختراع مین صرف نہ کرتے تو وساوس شیطانی مین مبتلا ہے خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہے یہ تیرا غرور تجھے بہت جلد مٹا دے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ مین تن تنہا تمھارے سامنے موجود ہون اور تم اتنا بڑا لشکر لئے ہوے کھڑے ہو حکم دو کسی کو کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تمکو معلوم ہو جاے یہ سنکے صاحبقران نے یمین لشکر کی طرف دیکھا بس اُسی وقت تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر جانب میدان روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب صحرا دیکھکر دستک دی اُسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار شجر زرین پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نقابدار نے سامنے آتے ہی نقاب چہرہ سے الٹ دی اور پکارا کہ ارے تو اُس شخص کو قتل کیا چاہتا ہے جس کے ایسی ایسی کنیزین موجود ہین پہلے ہمین قتل کر پھر اُسے قتل کرنا ہم کس کے ہو کے رہین گے بس نظر جو تمغاج زرہ پوش کی چہرہ پر پڑتی ہے ایک برق حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اُڑا لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہو گیا تمغاج زرہ پوش نے کہا کہ بیشک مجھسے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لیے ہو اُسے بجا لاؤن نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال یہ سنتے ہی تمغاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر گردن پر رکھکے جو کھینچی سر دھڑ سے اُسکے سامنے نقابدار کے جا پڑا بس اس کا مرنا تھا کہ لشکر تمغاج کے لوگ یکے بعد دیگرے جانے لگے اور گلے کاٹ کاٹ کے جان دینا شروع کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوے کہ یہ تو سلسلہ بندھ گیا دیکھیے کیا ہوتا ہے آج تو تمام لشکر کا خاتمہ نہ ہو جائے گا اُدھر جو سامنے نازنین کے پہونچا تلوار کمر سے کھینچی اپنی گردن اپنی تیغ دس ہزار جوان تمغاج کے تحت

مین تھے سب نے دم زدن مین اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مر مٹے اُسوقت پرا بند ہوا اشراق نے نقابدار کو
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگون کے غیرت دلانے کو کافی ہی بعد اس کے اگر پھر بھی یہ انجام کو نہ سوچے تو دیکھا
جائے گا نقابدار نے تو بند نقاب درست کئے اور جانب صحرا روانہ ہوا اور خضران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتون تو دفن کر کے
رو بیٹھے اور تین روز تک اور انجام پر غور کر لیجئے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا یہان سے نہ گیا تو یاد رہے
کہ جس طرح دم بھر مین دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہو گیا اسی طرح ایک دن مین تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہی صاحبقران
نے بسبب صدمہ کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اُڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہو گیا اور یہان
صاحبقران اُن کشتگان حسرت کے لاشون پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشون کو اُٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہین یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جا کے
عرض کی کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہیں ہی نہ ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہی کہ یہان سے جائے گا بس
یہ سنکے حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ان کو قضا ہی ان کی کھینچ کے یہان لائی ہی قریب اس کے چند
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق خاص اور مصاحب ہین حکیم اشراق کے پس تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف دیکھکے کہا کہ جا اور لشکر امیر کو دھوئین مین گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کر کے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت اُس نے پر پرواز پیدا کئے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور ایک
مقام پر اُتر کر اُس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر کچھ سیندور کے لگائے اور کچھ اسم سحر دم کر کے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام صحرا گونج اُٹھا اکثر گھوڑے اگاڑیان پچھاڑیان توڑا تُڑا کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی یکایک ناریل مین سے دھوان پیدا ہو کے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر گر کہ
مثل سرپوش کے ہو گیا اور لوگون کا دم گھٹنے لگا لوگون نے فریاد کی کہ یا صاحبقران ہماری خبر لیجئے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہین صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دھوان چھایا ہوا ہی نفس تنگی کر رہا ہی صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پر دم کر کے جو چھینٹا مارا تو اُس دھوئین مین در پیدا ہو گیا صاحبقران اُسی در مین سے چلے
خضران بھی امیر کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھے جایئے یہ سحر سخت معلوم ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہین دھوان سامنے سے ہٹتا جاتا ہی یہانتک کہ جب لشکر کی حد کو طے کر کے صاحبقران باہر آئے تو
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی پس امیر نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار و ہوشیار کہ مین آ پہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران میری طرف چلے آتے ہین پس اس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اُس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور شانے پر تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ سحر اس کا جل گیا ہی ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اُس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغہ پکڑ کر اُس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اُٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے کچھ اسم اعظم پڑھکر وار اُس کا خالی دیا تاریک کا
ایک پر تو جل چکا تھا اُڑ نے سے یہ معذور ہوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب مین تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گڑھے کے پہونچا صاحبقران بھی نزدیک آ چکے تھے بس اُس نے
گھبرا کے اپنے کو اُس گڑھے مین گرا دیا ساتھ ہی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہی
تاریک بھاگا جاتا ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہی مین آ پہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
مین پہونچا صاحبقران بھی میدان مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہی اور چند جوگی وہان
بیٹھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہین تاریک تیرہ رو بھاگ کے اُس مندر مین گھسا اور

پکارا کہ دہائی ہے خداوند سامری کے نام کی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ سنکے وہ تمام جوگی اٹھکے دوڑے لیکن صاحبقران تعاقب تاریک تیز رو کا ترک نہین کرکے چلے ہی جاتے تھین یہانتک کہ تاریک تصویر سامری کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑکے تلوار ماری کہ سے پت تاریک کے دو ٹکڑے ہوے بس مرنا تھا تاریک تیز رو کا کہ ایک قیامت برپا ہوئی آوازین گیرو دار کی آنے لگین آتش باری برف باری دیر تک رہی جب لاش تاریک کی پھڑک کے سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من تاریک جادو بود حیف مردیم وجان دادیم ومطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی تو جوگیون نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور کرنے لگے کہ ارے مارلو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹایا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو مارا ہر طرف سے یہ جوگی ناخ تیغ مارتے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیون کو قتل کر رہے تھے اسقدر یہ غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص بھاگ کے مندر مین چھپا تعاقب مین اُس کے ایک شخص آیا اُسکو مندر مین قتل کیا خداوند کی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہے نہ اُس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اُس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے جا ور مندر قتل ہو رہے ہین یہ سنکے ہاروت جادو نے ایک گیند طلائی دیا اور کہا لے جا کر اُس کے سینے پر مارو یہ گیند پڑتے ہی وہ از خود فراموش ہو جائے گا جس چیز سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اُسے بھول جائے گا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اُس گیند کو لیکر طرف مندر کے روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی سحر کر رہے ہین مگر جو سحر کرتا ہے سحر اُس کا مٹ جاتا ہے اور ایک شخص نووارد شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیون کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے سے آیا جیسے ہی نظر صاحبقران کی دوسری جانب مڑی اس نے گیند کھینچ مارا گیند جو سینے پر پڑتا ہے تو صاحبقران کی آنکھون مین اندھیرا سا چھا گیا اور تیورا گئے تلوار رک گئی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی مہلت پاتے ہی لوگ چارون طرف سے ٹوٹ پڑے اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے آہنگرون کو بلا کے ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ڈال کے سامنے ہاروت جادو کے لاے ہاروت جادو نے کہا کہ کیون اے شخص تو نے ہماری پرستش گاہ کو خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجاے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اُس تصویر کے پیچھے چھپا ہمکو تمھاری پرستش گاہ اور اُس تصویر سے بحث نہ تھی تمنے ہمارے مجرم کو کیون نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اُسے کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو کہ اپنی خطا پر پشیمان نہین ہوتا ہے لوگون نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت جادو کا آگیا نام اس کا سہیل زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہین ہے ایسا نہو کوئی زبردست دعویدار خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کر ڈالنا ہی مناسب ہے ایسا نہو پھر کوئی فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور ہے قیدی آہن بھی ہے اور اسیر سحر بھی یہ کہان جا سکتا ہے ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھجوا دیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین سن ۵ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۰ جوانی کی راتین مراد دن کے دن چہرہ پر اُداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیون نے جو اسے آتے دیکھا پکارا کہ تجھے کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا مین ہر چند اُسے منع کرتی رہی مگر اُس نے میرا کہنا نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اُس کا بتا دو جوگیون نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید مین ہے اور آج کے تیسرے روز قتل ہو جائے گا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے در دولت پر لے چلو مین فریاد کرون گی شاید بادشاہ کو میرے حال پر رحم آجائے جوگیون نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

درِ دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہی اُس کی عورت اپنے شوہر کی تلاش مین آئی ہی بادشاہ نے کہا بلاؤ عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورتِ زیبا پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل زرین قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہوا اگر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہی ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہی ہان جس وقت وہ قتل ہوجائے گا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب یہ ہی کہ اس کی خاطر کیجیے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہی اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہی تو جاکے دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہی اور تو بیگناہ ہی اُس کا تیرا ساتھ نہین ہوسکتا جبتک اسکی حیات کا وقت باقی ہی تو جاکے دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہوجائے گا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لئے سب سامان عیش و راحت مہیا ہوسکتے ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہو اُن سامانون پر جو عزت کھوکے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اُسی زندان کے برابر میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہون گی کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نہ رہے کہ دل میرا غم سے بھرا ہوا ہی بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لے جاکر اس کے شوہر کے مکان کے قریب ٹھیرا اور وہین کوئی مکان اس کے رہنے کے لئے خالی کر دو یہ سنکے ایک ساحر ساتھ ہوا اور اُس زن حسینہ کو لئے ہوے دروازہ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران عالیشان سر بزانو بیٹھے ہوے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ جا کے کا پیچھا کرنا اچھا نہین ہوتا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کار اس عذاب مین مبتلا ہوے تمھاری جان جائے گی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہوئی ہی فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ بتاؤ کہ تم تو قتل ہو جاؤ گے وہ جو تین برس کا لڑکا ہی اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا رنڈاپا کسطرح تیر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی مرے پر تہمت رکھتا ہی اور پیٹ پیچھے جھوٹ بولتا ہی تو منہ پر جیتے جی جھوٹ کہ رہی ہی سوا اسوقت کے مین تیری صورت سے بھی آگاہ نہین اور زندانیون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہی فرمایا استغفراللہ مین اس سے واقف بھی نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہی وہ یہان کہان اُنھون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے ہین اور اس کا دل تھوڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہانتک آئی ہی اور آپ سراسر انکار کرتے ہین بھلا اس سن و سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھنے کی تہمت وہی عورت رکھتی ہی جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہی اس پر ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائین گے بھلا اسے کیا غرض پڑی ہی جو آپ پر تہمت رکھے گی ضرور یہ آپ کی بی بی ہی صاحبقران غیرت کے مارے گڑے جاتے ہین عورت رو رہی ہی اور کہ رہی ہی کہ اگر تم قتل کئے گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہون گے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہی خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اُسے خالی کراکے اندر مکان کے چلی گئی اُدھر تو بادشاہ عاشق ہو گیا ہی اُدھر داروغہ زندان کو یہ فکر ہی کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہوجائین تو اس عورت کو مین اپنے سے راضی کرون بار بار یہ دروازہ پر آتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہی نازنین نے کہا کہ اور تو سب راحت ہی لیکن تکلیف یہی ہی کہ تو بار بار آتا ہی مجھے تنہائی پسند ہی مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہی کہ اس طرح اپنے شوہر پہ دم دیتی ہی اور کس استقلال کے ساتھ بسر کر رہی ہی وہان بادشاہ کی یہ حالت ہی کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل زرین قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت مجھسے راضی نہوئی تو زندگی میری بے لطف ہو جائے گی سہیل زرین قلم نے کہا کہ راضی ہونا اُس کا ممکن ہی لیکن دفعتاً اس کام کا ہونا ناممکن ہی ذرا اُس کی دلجوئی کرتے رہیے تو جس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے برطرف ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اُسی مکان پر آیا جہان وہ عورت تھی عورت نے دروازے کی کنجی چڑھالی اور کہا کہ مین
اپنے شوہر کے دشمن جانی کی شکل نہ دیکھون گی اُسوقت سہیل زرین قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بخاطر اس کے مین اسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہون تو یہ اُسی کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہون تو اور مجھسے برخلاف ہوگی
سہیل زرین قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہین ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرائیے اور یہ
ظاہر کیجیے کہ ایک شب و روز قیدی کو مکان ہیزم مین رہنا ہوگا اور بعد اُس کے رہا کر دیا جائیگا لیکن پہلکر مین آگ
لگوا دیجیے کہ وہ جل کے خاک ہو جائے اُسوقت آپ الزام سے بری رہین گے عورت آپ سے راضی رہے گی کینہ
اُس کے دل مین نہ پیدا ہوگا یہ رائے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا مین مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہو گئی تھی اُسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہ بہانہ قید مکان ہیزم مین رکھکر جلا دیا جائے اور دن کو پہر دن رہے آگ دی جاوے گی اور فلان صحرا
مین مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو مین قسم کھاتی ہون خداوند سامری
کی کہ مین بادشاہ کا ساتھ نہ دون گی اور تیرا ساتھ دون گی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر پہونچاتا
تھا اور عورت دونون وقت کھانا لے کر زندان خانہ مین آتی تھی اور صاحبقران کو کھانا کھلاتی تھی امیر حیران ہو کے
پوچھتے تھے کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر مین میرے ساتھ یہ احسان کر رہی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو پھر اس کا
عوض تمھارے ساتھ ایسا کرون گا کہ یاد کرو گی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہین فرمایا مین احسان فراموش
نہین ہون عورت نے کہا کہ کیا سلوک کرو گے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دون گا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اُسی مکان ہیزم مین لے جا کر تمام کیا اور وہان سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا لکڑیان
رکھکر مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ آئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اُس مکان ہیزم مین لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکلی اور جانب مکان ہیزم چلی اُسوقت عالم عالم جمع تھا صاحبقران کو مکان ہیزم
مین لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیدیجاے کہ دیکھا وہی زن جمیلہ ست ست پکارتی ہوئی چلی آتی
ہے دونون ہاتھون مین ناریل ہین آنکھون مین کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کیے ہوے چلی آتی ہے بادشاہ اس کی اداؤن پر
پس گیا پکارا او آفت جان کہان جاتی ہے عورت نے کہا جہان میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ دیا تو مرے پر کب ساتھ
چھوڑون گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلون سے ڈر کے رہ جاے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا ہے اب یہ اندر مکان کے کسطرح سے جاے گی جو جلے گی لوگون نے آگ لگا دی تین طرف سے آگ
دیدی گئی ایک رُخ باقی تھا قریب تھا کہ اُس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت کمند مار کے چڑھ گئی اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھ باعصمت اور وفادار عورتین ایسی ہوتی ہین اور اسطرح اپنے شوہر کے ساتھ جلجاتی ہین بس
یہ کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ مل کے رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے اُدھر صاحبقران نے فلک کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گناہون کی سزا زندگی ہی مین دیدی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور دھوان اندر گھٹ رہا تھا لیکن آگ اندر تک پہونچنے نہ پائی تھی کہ ایک مرتبہ
وہی عورت کود دی اور کہا کہ لو صاحب تمھارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ارے تو کیون
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اُس وقت خضران نے کہا کہ بدیع الملک تم کو میری حفاظت مین دے گئے تھے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور مین زندہ رہون تو بدیع الملک کو کیا منہ دکھاؤن گی صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران کارسے کر دی مرحبا مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ تو گلیم اوڑھ لے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی اوڑھو تو مین

اوڑھ لون صاحبقران نے آہ سرد بھر کے فرمایا کہ مجھے آخری وقت چادر اُڑھاتا ہی یہ کبھی نہ ہوگا اُسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا بیشک تم استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم مین قوت نہین ہی فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہی خضران نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دے گی امیر نے یہ سنکے زمین پر ایک لات ماری طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہین ہی نکل چلو امیر نقب مین کود ے اور خضران بھی کود ا یہ تو چلتے ہوے یہان بادشاہ نے کہا کہ ارے جلد اس آگ کو فرو کرو ہر چند لوگون نے کوشش کی مگر ممکن نہوا کہ شعلے بلند ہو چکے تھے سب لکڑیان جل کے خاک ہوگئین ہوا اسقدر گرم ہوگئی کہ صحرا مین ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو اُس عورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا مین رہنا پسند کیا صرف چند دربان دروازہ پر بنظر حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان مین اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند سامری یا تو مجھے بھی بلا لیجیے یا اُس ستی کو مجھے عنایت کیجیے اُدھر دارو غہ زندان کی یہ حالت تھی کہ نوبت بجان تھا بادشاہ کو ہزارون گالیان دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان اور خواجہ خضران کا سنئے کہ یہ جو نقب کے راستے سے چلے تو پہلے اُسی مکان مین پہونچے جہان سے خضران نے نقب لگائی تھی یہان کچھ لوگون کے بولنے کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہین ہی ورنہ گرفتار ہو جائین گے اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے مگر کھر مٹی گرانا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہان طبقہ توڑنے کا قصد کیا لوگون کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین زمین صاحبقران کو لئے ہوئے چلا جاتا ہی

اب دو کلمہ داستان عقیل روشنضمیر خوش تدبیر کے بیان کئے جاتے ہین

چہرہ چربہ کشان خمخانۂ وحدت و سرمستان بادۂ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح محفل مین گردش دیتے ہین کہ عقیل روشنضمیر جو ایک درویش باصفت ہین او ر ایسے مقام پر رہتے ہین ان کا حجرہ صحرا مین بنا ہوا ہی کچھ بالکے حاضر رہتے ہین یہ بیٹھے ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکون نے پوچھا کہ کیا اس کتاب مین کچھ ہنسی دل لگی کی باتین لکھی ہوئی ہین جو آپ پڑھ پڑھکے ہنس رہے ہین عقیل روشنضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائیگا کہ ایک مرتبہ سامنے سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک نازنین گردمین اٹی ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشنضمیر اپنے مقام سے اُٹھے اور سلام علیکم کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی گھر والی کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہین یہ تو اہل اسلام مین جائز نہین مگر نہین میرا خیال غلط ہی معلوم ہوتا ہی اُسے آپ بھگا کے لائے ہین صورت تو اچھی ہی لیکن اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہی اسیطرح ممکن ہی کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے صاحبقران بسبب غیرت کے کٹے جاتے ہین اور خضران سے فرماتے ہین کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہی میان اب تو صورت تم اپنی بدلو خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہین یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہین اتنے مین درویش ہنستے ہوے قریب آئے اور فرمایا کہ خواجہ تمھارا مثل کا ہے کو ہی لے اب ہیئت اصلی پر آؤ صورت اپنی دکھا و صاحبقران کو ذلیل نہ کراؤ ہم تو بہت سے تمھارے انتظار مین بیٹھے ہوے تھے یہ کہکر صاحبقران با اقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لئے ہوے اپنے حجرے مین آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ مین مرد خدا پرست ہون آپ ہی کے انتظار مین اس مقام پہ قیام اختیار کیا تھا اور اسوقت بھی انتظار مین بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمد للہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے فقیر کے جمع تھے اُنھون نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی بھیس اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصلی پر آئے درویش نے نہایت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہی اور تاوقتیکہ ہاروت جادو مارا نہ جائے گا اُسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہین آسکتا لہذا اجازت ہو تو مین جاکر ہاروت جادو کو

پکڑ لاؤن فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہو کہ تم خود بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر تمہارا رہا کرنیوالا بھی
کوئی نہین ہی مین ہون بھی تو بیکار اس لئے کہ اسم اعظم یاد نہین سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار ہوے تو مین بھی آگر
اپنی جان دیدون تب بھی تمہین رہا نہین کرسکتا خضران نے کہا حضور اطمینان رکھین عقیل روشنضمیر نے کہا خواجہ ہاروت
جادو معمولی ساحر نہین ہی اُس کا فریب مین آنا بہت دشوار ہی خضران نے کہا کہ اگر اسی کو فریب نہ دیا تو عیاری
کرنا بیکار ہی اے مرد خدا رسیدہ اگر مین نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا نہ لون گا
عقیل روشنضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہی خضران تو جانب شہر روانہ ہوا اور
یہان درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا
جاتا ہی کہ یہ بستر پر تڑپ رہا ہی اور یہ شعر پڑھ رہا ہی ؎ دل کو ہی پاس تیرے آنے سے + ہم بھی جاتے ہین اب زمانے سے
زندگی اس نے تلخ کر دی ہی + زہر بہتر ہی رنج کھانے سے + کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلاے سیاہ
آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر پر ایک سینگ مثل کرگدن کے
اور آنکھین مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھیلا ایسا منہ دہن سے شعلے نکلتے ہوے بارہ دری کی
طرف چلا آتا ہی اب تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اُٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ہم فرشتہ عذاب
فرستادہ خداوند سامری ہین کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کسواسطے آئے ہو
کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمہاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہی حکم ہوا ہی کہ اس کو زندہ جہنم مین ڈالدو ہاروت جادو
نے کہا کہ میرا کیا قصور ہی اور تھر تھر کانپنے لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہین کہ تم نے
پرائی عورت کو بنگاہ بد دیکھا اور اُس کو جل جانے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اُس کی جان
نہ بچائی ایسی صورتین ہمنے اسلئے نہین پیدا کی ہین کہ وہ ایک کے پیچھے اسطرح خاک مین ملجائین بلکہ اس نعمت سے
ہر شخص کو لذت اُٹھانا چاہیے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کرو کہ مجھے خود اُس کے
جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہی کہ زندگی تلخ و دشوار ہی اگر مرنے کے بعد وصال اُس نازنین کا میسر ہو تو مین مرنے کو
حیات ابدی سمجھتا ہون فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہی اُسی کی ہو رہتی ہی دوسرے کو نہین ملسکتی
ہان اس مین ایک صورت ہوسکتی ہی کہ جس قدر فرشتے ہین سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے یہ بیان کرین
کہ اس عورت نے پوری شرطین ستی کی ادا نہین کی ہین اس کی سزا یہ ہی کہ پھر یہ پردۂ دنیا پر واپس کی جائے اور جس
شخص سے کراہیت کرتی ہی اُس کو دیدیجائے یہ سنکے ہاروت جادو قدمون پہ گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ کہیے
مین آپ کی خدمت مین حاضر کردون فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر تمہارے امکان مین ہو منگواؤ ہاروت جادو نے
کہا کہ آپ یہین ٹھہریے مین ابھی زر و جواہر لاتا ہون یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اُس کے امکان
مین تھا لاکے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سامنے سے ہاروت جادو کے سب مال اُٹھا لیا اُٹھا
یہ کہہ کہہ کے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ لو تم بھی لو اور فلان کو بھی دینا اور سب مل کے اُس ستی کے واپس ہونکی
کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہی کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کاغذ دیا
اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہی اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلان تکیہ پر جاکے پڑھنا ایک قبر سے
وہ ستی تمکو آواز دے گی تم قبر کھود کے اُس کو نکال لانا اور اب مین جاتا ہون یہ کہکر وہین سے ٹکڑے ٹکڑے فرشتہ
عذاب غائب ہوگیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو
تو جاکے اسم پڑھون اور اپنی معشوقہ کو لاکے اُس سے ہمکنار ہون وہان خواجہ نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر
مین پوشیدہ ہوکے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اُسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پر ستی ہونے گئے تھے یہان

ہاروت جادو تن تنہا شام کو تکیہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ مین ہاروت شیطان کا بھائی ستی عدم سے واپس آئی دوہائی خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہی کہ علوی سفلی الفاظ ملے ہوے ہین مگر اس خوف سے کہ اعتقاد مین فرق ہوگا تو تاثیر مین بھی فرق ہوگا اسم خوانی مین بتوجہ کامل مصروف ہوا چلا چلا کے پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت جادو جلدی سے قریب اس قبر کے آیا پھاڑ والیتا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہی ہاروت جادو نے جلدی سے ستی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی تھین ہمنے پھر تمکو بلوالیا ستی نے کہا کہ مین تمھین ایسا عالی مرتبت نہ جانتی تھی کہ تم ایسے ہو جسکی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہی ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور ہمارے بندۂ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوے ایوان شاہی مین آیا سہیل زرین قلم سے بیان کیا اور ستی کو دکھایا تمام ارا کین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آکے جمع ہوے بڑی دھوم سے بادشاہ کا عقد ستی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے مین گیا نازنین نے کہا کہ کچھ سامان شراب وکباب بھی مہیا ہی ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہی ستی نے کہا کہ پہلے پہل کا واسطہ ہی مجھے تمسے شرم آئے گی لہذا پہلے دو چار جام چلین پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لاکر سامنے ستی کے رکھدی ستی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار جام نازنین نے تابڑتوڑ پلاے اُس کے بعد گانا شروع کیا ہاروت جادو نشہ شراب مین اُٹھکر ناچنے لگا لیکن ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا ہاروت کا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرا خواجہ نے نعرہ کیا اور چادر عیاری کمر سے کھول کر بشتارہ باندھ کے دوش پہ لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ صحرا اختیار کی یہان ارا کین دولت رخصت ہو چکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ خلیہ مین حسرتین نکال رہا ہی خواجہ بشتارہ لئے ہوے روانہ ہوگئے وہان صاحبقران ذیشان مع درویش عقیل روشنضمیر نماز صبح سے فراغت کرکے باتین کررہے تھے صاحبقران فرما رہے تھے کہ خضران کل سے گیا ہوا ہی اور اسوقت تک واپس نہین آیا مجھے تردد ہی کہ نہین معلوم اُس پر کیا گذری جواب تک واپس نہین آیا عقیل روشنضمیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائین خواجہ بانیل مرام واپس آئین گے اتنے مین خواجہ بشتارہ بدوش نمودار ہوے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کرو خضران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کرلی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہین ہین بیداری ہی ہوشیار ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کہ کل صاحبقران تیری قید مین تھے اور آج تو اُن کی قید مین ہی ہاروت جادو نے آنکھ کھولی حیران تھا کہ نازنین مجھسے اسطرح کی باتین کررہی ہی خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر ایک ہاتھ کھول دیا زبان پر تکلہ دیدیا تھا کہ سحر نہ کرسکے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے مجھے اس راز سے باخبر کردو کہ مین کیونکر گرفتار ہوا خواجہ خضران نے کہا کہ سن مین ستی نہین ہون بلکہ عیار ہون صاحبقران کا عورت بنکے آیا اور مکان مین سے نقب لگاکے بظاہر جلنے گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو رہا کرکے لیگیا بعد اُس کے فرشتۂ عذاب بن کے تجھے دھوکا دیا پھر عورت بن کے قبر سے باہر آیا اور تجھے شراب بیہوشی آمیز پلاکے پکڑ لایا اب کہہ اطاعت اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہی درویش نے کہا کہ خواجہ تکلہ اس کی زبان سے کھینچ لو یہ بیان کچھ کر نہین سکتا ہی جو کچھ اس کے دل مین ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے تکلہ زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے کہا کہ مین نے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے بشرے پر نظر کی فریب سے پاک دیکھا جلدی سے رہا کردیا ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھپر یہ راز ظاہر کرتے تو مین

آپکے عشق مین سڑی ہو جاتا آپ بلا کی چیز ہین کیا مجال ہی کسی ساحر کی کہ آپ سے پیش پا سکے اور جو کچھ قصور مجھسے ہوا ہی اُس کو عفو فرمایئے اور عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ یا امیر اب آپ ہاروت جادو کے ہمراہ تشریف لیجایئے انشاء اللہ مین بھی بروقت حاضر ہون گا مجھے معلوم ہی کہ آپ کو بڑا سخت مرحلہ درپیش ہی حکیم اشراق الحکمت بلاے بے درمان ہی اور اب اُس نے خود پرستی اختیار کی ہی کافر ہو گیا ہی صاحبقران عالیشان ہمراہ ہاروت جادو کے مندر سامری مین آئے ہاروت جادو نے اپنا مطیع اسلام ہونا ظاہر کیا تمام ساحر مطیع اسلام ہوے صاحبقران معہ ہاروت جادو کوچ کرکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے کب ان کا بیان آتا ہی اب حال لشکر اسلام سُنیے

چند کلمہ داستان نقاش صورت کش کے بیان کیے جاتے ہین کہ یہ سرداران اسلام کو اسیر قفس کرکے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثنا پہونچنا نقاش صورت کش کا شہر انجم حصار مین مہمان ہونا کواکب انجم حصاری کا طعام پہونچانا قہور نقب زن کا قیدیون کو بعد اس کے رہا کرنا بیابان بہار سے سب کو اور تقسیم ہونا سب کا قلعہ سنگین حصار مین

تخمیس بر آغاز داستان

دعا ہی شرم رکھے ہر جگہ خدا اُن کی
بلا کشون کا سنے درد دکھ بلا اُن کی
نیاز مندی نے کی ہی التجا اُن کی
خموش ہون تو خموشی بھی دے صدا اُن کی
مثال برق سحاب مین بلا اُن کی
عجب ہی شرم خدا رکھے اور عجب ہی حیا
اگر ہو محو پیجان تم پیالہ عشاق
صدائے نغمہ ہی تم کو تو نالہ عشاق
اسے بھی قہر کہین اُس کو بھی ستم جانین
بہت اُڑاتی ہی اٹکھیلیان صبا اُن کی
ہر اک پہ ناز نہین ہی ایسا نہین ہی جسکا جواب
ہنا وہ بھیس بدلکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے دل سے نکل کر وہ کسکے دلمین رہے
بہت ذلیل ہون کیا پاس آبرو میرا
غرض ہی کیا انھین میری سُنے بلا اُن کی
کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائے گی
ہزارون وصل کی لذت سے ہو گئے برباد
ہزارون حسن کی شہرت سے ہو گئے برباد
جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
نہ ابتدا ہی کچھ اچھی نہ انتہا اُن کی
ضرور ہو گی مرے بخت مین ہی جو تکلیف

ادائے مطلب دل ہی ہر اک ادا اُن کی
سوال وصل پہ نیچی نظر تھی کیا اُن کی
نرالی سارے زمانے سے ہی ادا اُن کی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا اُن کی
نگاہ شرم مین ہی چلبلی ادا اُن کی
محل ہی وصل کی شب کتنی بے ادب ہی حیا
ستم ہی غمزہ بلا ناز ہی غضب ہی حیا
تو پھر ضرور رہو ہم نوالہ عشاق
مجھے ہی فکر کہین سن نہ لے خدا اُن کی
اسے بھی جانین اور اُسکو بھی ہم ستم جانین
جو دیکھو غور سے تو لے سمجھ ہی حسن کا جواب
نہ اُس کا مثل جہان مین کہین نہ اسکا جواب
ہمارے پاس سے ٹل کر وہ کسکے دلمین رہے
ہین تلاش ہی درپیش جا بجا اُن کی
نہ اُس کا خون کرین جو پیئے لہو میرا
حنائے حسن رخ یار رنگ لائے گی
کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائے گی
ہزارون صدمہ فرقت سے ہو گئے برباد
بندھی ہوئی ہی زمانے مین کیا ہوا اُن کی
اگر نفاق پہ آئے نفاق سے مارا
نہ آؤ بہر عیادت نہ تم کرو تکلیف
دل فگار کے زخمون مین کیون ہو تکلیف

وفا سے بڑھکے سمجھتے ہین ہم جفا اُن کی
ہماری آنکھ مین پھرتی ہی وہ حیا اُن کی
اب اور ہون گی ضد مین اس سے بڑھکے کیا انکی
نہ نقاب بھی چھپتی نہین ضیا اُن کی
دکھا رہی ہی ہمین سنو خیال بیا اُن کی
فراق یار کا سب سے بڑا سبب ہی حیا
اور اُس پہ ڈھاتی ہی آفت ہر اک ادا اُن کی
سمجھتے ہو دل داغی کو لالہ عشاق
بتون کی چال سے بھی اس کو ہم نہ کم جانین
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانین
مثال کس کی نہین ہی نہین ہی کس کا جواب
وفا وفا ہی ہماری جفا جفا اُن کی
ہمارے دلکو مسل کر وہ کسکے دلمین رہے
برائیون سے ہی اب ذکر چار سو میرا
اُسی کی مانین خوشی سے جو ہو عدو میرا
ادائے زینت دلدار رنگ لائے گی
کرے گی خون مرا ایک دن حیا اُن کی
ہزارون عشق و محبت سے ہو گئے برباد
گرا انتظار سے گا اشتیاق سے مارا
ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
عزیزو اُن سے کہو مجھکو اور دو تکلیف
بھری ہی سینہ مجروح مین ہوا اُن کی

یہ طرفہ چین دیا اور طرفہ خواب دیا +
پیامبر نے یہ آکر مجھے جواب دیا +
وہ کسنی میں ستم ڈھلتے ہین جوانون پر
برائی مین نہین سننے کا برملا اُن کی +
یہ کیسا قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو گھر چھڑاتے ہین وہ داغ شہر دیتے ہین
وہی ہین میرے مسیحا جو زہر دیتے ہین
جہان وہ پاؤن دھرین اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہوا وا ادا اُن کی
بگر چراغون سے کیا لطف ہو یہ باغ فراق
نہ بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
ہر ایک بات پر ایسا نہ تو مچل اے دل
مجھے جنون ہو کیون بک رہا ہو کیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہو یا اُن کی +
زیادہ ہوگا نہ جم بھی جناب آصف سے

عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام سن کے کہا آگئی قضا اُن کی
اگرچہ آج یہان بن گئی ہو جانون پر
ابھی سے دیتے ہین ہر بات مین وہ دم ایدل
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم اے دل
انھین کے عشق مین جان اہل دہر دیتے ہین
انھین کو لاؤ مجھے راس ہو دوا اُن کی
چلین جہان یہ عیان اُس جگہ قیامت ہو
فراق یار سے دل ہوگیا ایاغ فراق
کہین ہو زخم محبت کہین ہو داغ فراق
ہمیشہ سینے مین میرے نہ تو اچھل ایدل
ستم مین تیرے اٹھاؤن گا یا جفا اُن کی
سٹری ہو ہوش ٹھکانے نہین ترا قاصد
کلیم خوش ہین صنم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیرون پہ ہو اور نہ ہو یگانون پر
خدا کے سامنے رکھون گا ہاتھ کانون پر
ابھی سے دیتے ہین شربت کے بدلے سم ایدل
پھر آگے آگے قیامت ہو انتہا اُن کی
دکھا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہین
یہ آرزو ہو کہ کچھ اور ان کی شہرت ہو
تیا ہو نازہ ہر اک ناز مین نزاکت ہو
اور اس ایاغ مین جلنے لگا چراغ فراق
نشانیان ہین مرے دل مین جابجا اُن کی
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہین بتا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا اُن کی

سنو بیاں تنوا اے ہمدم راستان + کہ بازآمدم برسر داستان + جلد دوم مین بیان ہوچکا ہو کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشمش شہر نملطانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی وگرامی کو اسیر کر کے لے گیا تھا کہ خداوند صورتین ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہین چنانچہ یہ سب اسیرون کو لیئے ہوے اول شہر انجم حصار مین پہونچا کہ یہی راستہ طلسم زلزلہ کا ہو یہ خبر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنون مین سے کچھ لوگون گرفتار کر کے بلوایا ہو کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگون کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا بس اس نے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُن اسیرون کو دیکھنا چاہتے ہین جن کو آپ گرفتار کر کے لائے ہین جو شخص پیام لیکر گیا تھا اُس نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس مین الیس طایر مختلف اللون بند ہین نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہین مین ان کو جانور بنا کے لے چلا ہون کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لیئے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہین اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل مین آپ کو دکھاؤن گا اور ان قیدیون کو لے کر حاضر ہون گا اُس پیامبر نے آکر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لا یا ہو اُن قیدیون کا دیکھنا ایسا ہو جیسے جنگلی جانور دیکھ لیے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہین اُن لوگون کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہین ہو مبادا کوئی وقت بد آیا تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئین گے اور اگر اس وقت ہم اُن کی عزت کرین گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کرین گے بس اس نے ایک نامہ اور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش مانا کہ یہ لوگ دشمن ہین مگر ذی عزت ہین ان کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہین آدمی کو آدمی سمجھنا چاہیے تم کو چاہیے کہ انھین صورت اصلی پر لا کے کسی زندان مین قید کرو اس مین تمھاری بھی وقعت اور عزت ہو کہ دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگون کو انھون نے اسیر کیا ہو اور چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ہم کھانا تمھارے واسطے مع قیدیون کے بھیجتے ہین یہ نامہ لکھکر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اُس کے ساتھ

کر کے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون نامے سے آگاہ ہوا تو اُس نے ایک مکان کو زندان قرار دیکر سب کو اُس مکان میں چھوڑ کر کچھ اسم تحریر پڑھا کہ سب کے سب صورت اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لے کر آیا تھا یہ خود خوان لے کر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت بھوک کے مارے چہرے ان لوگوں کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو جو قائم مقام صاحبقران زماں ہیں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا جاؤ لے جاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے یہ سب تحمل ہی اُس وقت جو شخص کہ کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اُڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں یہاں مسلمان کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہوگا جب کھاؤ گے یہی کھانا لے گا سکندر نے کہا کہ ہم اُس رازق مطلق کے بندے ہیں اور وہ ہم کو ہر حال میں پاک اور حلال کھانا کھلوائے گا ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر مید ہد اُس شخص نے ان لوگوں کے استقلال پر آفرین کی اور کہا کہ میں تمھاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا یہ کہکر چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور اُن کے خدا نے ان کو صورت سیرت سبھی کچھ دیا ہی جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائے گی اسوقت قمہور نقب زن کو کا ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب شاہ کا موجود تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس طرح چند مسلمان قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش اُن کو لایا ہی بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں کھایا اس نے تذکرۃً بیان کیا کہ ایک نئی خبر تھی لیکن ملکہ تو اُن لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ اپنے نقابداروں کو لئے ہوے ملک ساریقیہ میں گئی تھی اور اُس کے نقابداروں نے سرداران ساریق کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقابدار آئینہ پوش نکر مثل عمرو کے ایک نقابدار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔ بعد اس کے صاحبقران بہر ملاقات تشریف لائے تھے صحبت رقص وسرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور اسطرف آنے کا امیر سے وعدہ بھی ہوا تھا اسی وقت سے خدا پرستوں کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق ہو گیا تھا یہ واقعات جو زبانی اپنے کو کا کی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہوگی تو امیر ضرور شکایت کریں گے کہ تمھاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قمہور نقب زن سے کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت وشان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت وخواری کے ساتھ رکھنا اچھا نہیں ہی تم کسی طرح اُن قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانا سب کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا نام بتاؤ گے تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قمہور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا مجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں ملک ساریقیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں ان لوگوں سے اور میرے نقابداروں سے مقابلہ ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن اُن کے عیار نے بھی ایک نقاب دار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقابدار کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے اُن کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور انھوں نے میرے نقاب دار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد کی ہوئی قمہور نے کہا کہ اگر آپ کو پاس اُن لوگوں کا ہی تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر بظاہر جانا بادشاہ کے خلاف ہوگا یہ کہکر قمہور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہتے تھے کہ حالت قید میں حرام وحلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہی جو آپ نے یہ سختی کی ہی مثل مشہور ہی کہ تیمرت بروز مردار بھی حلال ہی یہ فرمایئے کہ زندگی کیونکر ہوگی سکندر نے کہا کہ میں نے کسیکو منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہی تم نے کھا لیا ہوتا میں تو اُس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو پتھر کے اندر کیڑے کو غذا پہونچاتا ہی اور شکم مادر میں بچہ کو غذا دیتا ہی

گیا اس وقت وہ ہمین مسلمان کے ہاتھ سے نہین پہونچا سکتا جو ہم کافر کے ہاتھ سے لے کر کھانا کھائین یہی باتین ہو رہی
تھین اور قمہور نقب زن برابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لندھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
شخص گرد و غبار مین اٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہون
اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہون سکندر نے کہا دوست کون قمہور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید طلال
ابر و ماہ لقا بدر ارا اختر پوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگون مین
سے کسی نے کھانا نہین کھایا ہے اور کافرون کے ہاتھ سے کھانا کھانے مین تم کو انکار ہے لہٰذا میری دعوت قبول کرو اسوقت
مین بلا نہین سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک مین بھیجتی ہون اسے قبول کرو سکندر
رستم خو نے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب ہے کہ تشریف لائین اور ہمین آپ سے کسیطرح
کا عذر و انکار نہین ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمہور یہ سمجھا کہ یہ باتین خوشامد کے پہلو لئے ہوے ہین یہ سنکر
اُسی وقت چلا گیا اور اُسی نقب کے راستے سے اُس نے پلیٹین میوے کی اور صراحیان پانی کی پہونچانا شروع
کین سکندر نے طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور وحید الملک اور قمہور بن جمہور اور ہرمز بن فرامرز
اور گرد بن بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا تم نے۔
ع۔ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ اُسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے
کھانا کھایا اور کہا واقع مین امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہوتا تو صاحبقران اوسط نہ
معین ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبہ پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے
ملکہ کا شکریہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمہور نقب زن نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون ورنہ راز
افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت مین تسلیم کہلا بھیجی قمہور نقب زن نے اُسی طرح منہ نقب کا بند کیا اور
نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت مین ملکہ کی پہونچگیا بلکہ چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ
اگر مناسب جانیے تو چلے چلیے مین قید بھی کاٹ دون سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہین ہے جب انشاء اللہ
رہائی کا وقت آئے گا تو ہم چلے چلین گے اور خود قیدون کو توڑ ڈالین گے یہ قید کوئی چیز نہین ہے ہم وقت کے منتظر
ہین قمہور جس وقت خدمت مین ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام مین ہوگی
لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ ہین آپ نے آرام نہین فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو
کہ اُن لوگون نے کھانا بھی کھایا یا نہین قمہور نے ساری روداد بیان کی کہ نہین معلوم کیا بات تھی اسے اقبال آپکا
کہنا چاہیے کہ ہر ایک نے بے عذر کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر مین تھی کہ کسطرح
ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمہور پر ظاہر کرون یا نہ کرون کہ قمہور نے خود تعجب کے ساتھ بیان کیا کہ یہ لوگ بڑے
بہادر ہین مین نے کہا تھا کہ چلیے اسی نقب کے ذریعہ سے نکل چلیے مگر اُن لوگون نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہین
کیا اُسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تو نے دشمنون کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمہور نے کہا کہ ہمین دشمن و دوست
سے کیا مطلب ہمین تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمہور کو اپنے گلے کا مالا اُتار کے دیدیا اور آفرین کی قمہور
وہان سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیون کا اُتار کے اپنی ماں فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی
کے گلے کا معلوم ہوتا ہے قمہور نے کہا کہ ہان مجھے انعام مین عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ مین یہ مالا
ملکہ نے عنایت کیا قمہور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدندان ہوئی اور قمہور سے کہا کہ
وہ تو ابھی بچہ ہے نادان نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتی تو نے ایسی حرکت کیون کی ابھی بادشاہ سن لے گا تو کیا کہیگا
قمہور نے کہا کہ ہمین ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم جس کے ملازم و نمکخوار ہین اُس کی اطاعت کو واجب جانتے ہین

فہیم جادو خاموش ہو رہی اور قہقہو نقب زن منہ ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ ہوا یہان صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار مین بیٹھا اور قیدیون کو طلب کیا ہی قہقہو نقب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبی وے ارابے طلب کئے اور تمام قیدیون کو اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک ارابے پر بٹھا دیا اور سب کو لیکر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا تمام خلق براے تماشہ جمع ہوئی دو رویہ لوگ کھڑے تھے اور بیچ سے ارابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن لند حور نے زانو بدلا ایک پہیہ ارابے کا زمین مین دھنس گیا ان کو دیکھکر مملوک بن مالک نے لنگر مار دیا کہ دونون پہیے زمین مین دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوے تھے کسطرح زور کرتے تھے لیکن ارابے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھتے تھے جو ارابے پیچھے تھے اُن کو آگے نکالنے کا قصد کیا یہ دیکھکر تمام سردارون نے لنگر مار دیے کہ کئی ارابون کے پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہوگئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا ارابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا جھکولا پہونچا کہ ارابہ اُس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو اور ارابے دور پڑے ہوے ہین تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہین دیکھنے مین تو دست و بازو انسانی قوت کی حد مین ہین لیکن قوت دیوون سے بڑھی ہوئی ہو حسن و جمال مین ایک ایک یوسف ثانی ہو تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح ارابے آگے نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہے تو ان لوگون نے ارابون پر سے اُتر کے اپنے اپنے ارابون کو بیلون سمیت اُٹھا اُٹھا کے صاف جگہ رکھدیا اور بیلون کو ہنکایا تو بیل چلے یہانتک کہ در دولت پر پہونچے سب سردار ارابون سے اُتر کر داخل ایوان شاہی ہوے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر بیٹھا ہے لباس مین اُس کے بڑے بڑے ستارے نصب ہین اور اراکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے ہین اُسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو جو خداے یگانہ کو اپنا خالق مطلق جانتا ہو اور اُس کے نبی محمد مصطفے کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے یہ سب سردار آکر دنگلون پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا اور سب سردارون کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر رحم کیجیے دیکھیے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہو آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے اختیار مین نہین ہین جو انکار کرتے ہین سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار مین ہوتا تو انکار کیون کرتا ہر شخص کو اپنے نفس پر اختیار ہو اطلب بھی ہم مین اتنی قوت ہو کہ پوچھ لو اپنے ملازمین سے کہ جہان لنگر مار دیا ارابے زمین مین دھنس گئے جب خود ارابون کو زمین سے نکالا تو نکلے ورنہ ممکن نہ تھا کہ نکلتے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتین سنکے تو اور زیادہ افسوس ہوتا ہو کہ ایک وقت مین کروٹ بھی نہ بدلی جائیگی سکندر نے کہا کہ ہم لوگون مین زور خدا داد ہو کبھی یہ طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہو کہ ہر حال مین کھانے کو دیتا ہو اور جسطرح مانگو اسیطرح دیتا ہو والحمد للہ کہ اب بھی ہم سیراب ہین اور گرسنہ نہین ہین بعد کچھ دیر کے صحبت برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب مین بھی رخصت ہوتا ہون خداوند کو میرا انتظار ہوگا نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش تو رخصت ہوکر قیدیون کو لیے ہوے جانب دیبہ طلسم روانہ ہوا لیکن قہقہو نقب زن خدمت مین ملکہ ناہید جلال ابرو کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اُس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا متغیر ہو گیا ہو اور اس کے قبل کے واقعات قہقہو کی زبانی سن چکی تھی بس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائین لین اور عرض کی کہ واری آخر تمھارے دل کا کیا حال ہو کچھ بیان تو کرو مین دیکھتی ہون کہ یہ قیدی تمکو نہایت عزیز ہین ملکہ نے کہا کہ دائی اماں آپ سے پردہ کرنا بھی حماقت ہو اصل یہ ہو کہ مین جب ملک سار یقیہ مین گئی تھی تو مین نے ان لوگون کو نہایت عظمت و

شان کے ساتھ دیکھا تھا آج گردش زمانہ سے اس حال پُرملال مین دیکھ رہی ہون مجھے عبرت ہوتی ہی اور یہ خیال بھی ہی کہ یہ لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت و تاراج کر دیا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین ہزارون طلسم توڑ ڈالے اب یہان بھی یہ آئے ابتدا ان لوگون کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہی لیکن انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر رہتا ہی مثل مشہور ہی کہ جنگ دو سر دارد ہمین کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری عقب مین اُن کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار و پیش رو ان ان سب کے **صاحبقران** عالیشان ہین اگرچہ سن ابھی کم ہی لیکن خدا نے وہ جاہ و جلال حُسن و جمال دولت و جاہ فوج و سپاہ عنایت کی ہی کہ مثل و نظیر نہین ہی بہت قریب زمانہ ہی کہ صحرائے انجم حصار مین فوجون کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب ہوے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئین گے اُسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئین گے **فہیم جادو** ایک جہاندیدہ اور ہوشیار ہی سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہی ورنہ ایسی کون سوچتا ہی اگر بادشاہون کو یہی خیال ہو تو کسی سے لڑین کاہے کو پہلے ہی سے صلح قائم کر لین جواب دیا کہ اے ملکہ ان قیدیون کی رہائی کیونکر ہو سکتی ہی جبتک عزیزان کے آئین آئین یہ طلسم مین پہونچکر پھنس جائین گے بھلا طلسم زلزلہ ایسا مقام ہی جہان سے کوئی قیدی رہا ہو سکے اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائین تو یہ میرے امکان کی بات ہی کہ مین راستے مین جا کر **نقاش صورت کش** سے مقابلہ کرون اگرچہ وہ ساحر زبردست ہی اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہی مصاحب خاص ہی خداوند طلسم زلزلہ کا مگر ہان اگر کوئی فریب چل گیا یا غفلت مین پھنس گیا تو مغلوب ہو سکتا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اور قیدیون کو رہا کرا لاؤن ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو بیشک مجھے منظور ہی لیکن ظاہر بظاہر نہین علاوہ اس کے جہان اُن کی رہائی منظور ہی وہان تمھاری سلامتی بھی چاہتی ہون یہ منظور نہین کہ تم اپنی جان دو اُس وقت **قمہور نقب زن** نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ کیون تکلیف فرماتی ہین مین جاتا ہون اور اگر عیاری بن پڑتی ہی تو ابھی سب کو رہا کر کے لاتا ہون اور اگر مین بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار ہی یہ کہکر **قمہور نقب زن** جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستون سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بنا کر ٹھیک کو ٹھیک کر کے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا سامری یا جمشید کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے **نقاش صورت کش** پیچھے پیچھے تمام سردار آرابون پر بیٹھے ہوے نمودار ہوے **نقاش صورت کش** نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور اگیاری پر بخور ڈالتا جاتا تھا **نقاش صورت کش** غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہرچند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ مین نہ آیا کہ جوگی کونسا اسم پڑھ رہا ہی آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہین جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی کچھ دنون علم سحر کو سیکھو تو شاید تو سمجھ سکے **نقاش صورت کش** سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہی اس کا علم مجھسے زیادہ ہی بڑا اس کے بخور کو سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا اُدھر جوگی نے اور رائی - سرسون کالادانہ وغیرہ آگ پر ڈالا اسکے جو دھوان اُٹھا ہی تو **نقاش صورت کش** تلملا کے وہین رہ گیا بس **قمہور** نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالون ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہی یہ راز کھل جائے گا کہ کس نے اسے مارا بس **نقاش** کا منہ کھول کر پہلے تو اس نے گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا اور بعد اُس کے زبان کھینچکر تکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیئے اور ایک گڑھا کھود کے اُس مین **نقاش** کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اُس کے آرابون کے قریب آیا اور سوہن نکال کے **سکندر رنگی** قید کاٹنے کا قصد کیا **سکندر ستم خو** نے کہا کہ تو کون ہی **قمہور نقب زن** نے عرض کی کہ یہ وہی غلام ہی جس نے زندانخانے مین حضور کی خدمت کی تھی بایمائے ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر مناسب نہین ہی یہ سنکے شاہزادہ **سکندر** نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتکڑیون کی بیڑیون مین ڈال کر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا پھر تو سب سردارون نے قیدین توڑین **قمہور نقب زن** نے عرض کی کہ وہ سامنے بیابان بہار ہی آپ سب صاحب اُسی طرف تشریف لیجائیے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سنکے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوئے اور قہمور نے آکر کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف شغل سرود و ستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیئے کہ یہ سبکے سب پا پیادہ چلے جاتے ہین دور سے ایک باڑی تربوزون کی نظر آئی بس یہ سبکے سب بھوکے بھی تھے اور پیاس بھی لگی تھی جاتے ہی توبڑے اور تربوز توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اس نے ہرچند منع کیا مگر یہ لوگ کس کی سنتے ہین آخر وہ اُٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور انھون نے بہت سے بچون کو مار ڈالا بس یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا اور پکارا کہ تم لوگون نے ہمارے بچون کو مار ڈالا ہم نے بہت دنون مین پرورش کیا تھا اب اُن کے بدلے ہم تمھاری جان لینگے یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ یہی آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کس پر وار روکتے دونون ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑتی ہی دونون ہاتھ شانے پاس سے جاتے رہے اور طلحہ بیہوش ہوکے گرے اسوقت ملوک بن مالک دوڑ کے قریب آگئے چوبدست سے لپٹ کر چاہا چھین لون ممکن نہوا آخر کشتی ہونے لگی ایک مقام پر پانون ملوک کا موشخانہ مین جا پڑا اور پر سے دیوانہ ریل کر کے چلا پانون ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہی دیوانے نے پھر چوبدست پکڑی اور ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سردارون نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آگئے دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لون مگر دیوانہ بھی زبردست ہی اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب شام قریب پہونچی تو دیوانے نے شانے پر سکندر کے چٹک لگائی سکندر نے گلے پر گھا دیا اس نے گھبرا کے دوسری جگہ منہ مارا سکندر نے تھپڑون پر دھر لیا آخر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے پھینکنے کا قصد کیا اس دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا بشرط صحت خواب سکندر نے کہا یہ کیسا دیوانے نے کہا کہ مجھے غور سے صورت اپنی دیکھنے دیجیئے تو بتاؤن سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا او رقدم چومے اور ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ بیشک خواب میرا سچا تھا او دین آپکا برحق ہی جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کیے فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو دیوانہ کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ مین نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ تو اہل بہشت سے ہی او دین اسلام اختیار کریگا مین نے پوچھا کسطرح انھون نے کہا اس صورت کا ایک شخص خاندان صاحبقران سے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہو کر دین اُنکا اختیار کریگا انھون نے جو علامتین بتائی تھین وہ سب آپ مین پائی جاتی ہین یہ کہکر شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہی نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کرون کہ آپ کو راحت ملے سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سبکے عادی ہین لیکن یہ بتاؤ کہ یہان سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہی کہ اُسے فتح کرین اور وہین بود و باش اختیار کرین دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا مین ہی مگر ویران رہتا ہی مجھے شوق نہین کہ مین اُسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد منش ہین کوئی مکان بنانا یا مکان مین رہنا پسند نہین کرتا سبکے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہین سکندر نے کہا کہ چلو اُس قلعہ کو ہم دیکھین بلغار دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لیتے ہوئے قلعہ سنگین حصار مین آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار و مستحکم بنا ہوا ہی گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہی لیکن اس وقت تک کہین سے شکست نہین سکندر نے نہایت پسند کیا اور اسی وقت تمام دیوانون کو بلا کے اُن سے کہا کہ اُس قلعہ کو صاف کرو دیوانون نے دم بھر مین سارا قلعہ جھاڑ کے مثل آئینہ کے کر دیا فرش زین وغیرہ تو خراب ہو گیا تھا لیکن اور بہت سا سامان راحت مہیا تھا دیوانے نے کہا کہ مین آپکے واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہون یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لئے اور جانب صحرا روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب یہ رپورٹ اسکی بادشاہ تک پہونچے گی اُسوقت سمجھا جائیگا اس وقت تو کام نکل جائے گا دیوانہ اس فکر میں چلا جاتا تھا اور اُس طرف سے کچھ لوگ خراج شہر اختر یہ کالئے ہوئے شہر انجم حصار کی طرف جارہے تھے کوئی پانچہزار سوار ہمراہ تھے اور افسران کا سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اُس کا گستہم گرد ہی تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی بلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جارہا ہے بس یہ دس ہزار دیوانوں سے چڑھ دوڑا اور نعرہ کرکے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی لڑی گستہم کی نظر جو دیوانہ بلغار پر پڑی پکارا او دیوانے یہ کیا حرکت ہمارے تو تو کبھی مال وخزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک میں اسے کنکر پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیزیں ہیں اور اس سے کیا کام نکلتا ہے اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام کی چیز ہے گستہم گرد نے کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں یہ حق بادشاہ کا ہے اگر اسے لوٹے گا تو سزا پائے گا فوج شاہی اگر تیرا کام تمام کردے گی عاقبت تنگ ہو جائے گی تجھے اس بستی میں رہنا دشوار ہو جائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تجھ میں کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھ دے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے وہ اُس کے نیک و بد کو پہلے سوچ لیتا ہے تجھے اگر کچھ دعوے ہو تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ میں تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دبا پایا ہے روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ بلغار نے وار اُس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب میں درآئی دیوانے نے ہاتھ کو کن دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ منہ پر دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوبدست اُٹھا کر پکارا ؎ نوش بے

زدی ضرب با نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭

یہ کہکر چوبدست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بالائے سر کی لیکن یہ چوبدست بھلا گستہم گرد سے رُکنے کی چیز کب ہے جو رک جائے چوبدست پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد کے تھرائے چوبدست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن میں اور گردن سینے میں سینہ شکم میں اور شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں ایک چبوترہ بنکے رہ گیا جسوقت میں گرد برطرف ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال وخزانہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور فریاد کنان جانب شہر انجم حصار روانہ ہوئے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کچھ لوگ روتے پیٹتے نمودار ہوئے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں اور سبب ان کے رونے کا کیا ہے ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اُس کا حسب دستور خزانہ لئے چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے میں دیوانہ بلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بہار میں رہتا ہے لیکن یہ حرکت اس نے کبھی نہ کی تھی آج یہ اُس کے ذہن میں کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی ارے ہے کوئی اُسی وقت سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اُس سڑی کو سمجھانا اگر آسانی سے دیدے فبہا المراد اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بہار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ ابھی اور اُسیوقت یہ کرکے حضور میں آیا اور تیاری کرکے چالیس ہزار سواران نامی سے جانب بیابان بہار روانہ ہوا لیکن اول حال دیوانہ بلغار کا سنیئے کہ یہ خوشی خوشی مال وخزانہ و مرکب لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا شہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ارے یہ سامان کہاں سے آیا دیوانہ نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل تو برا ہے مگر مقتضائے وقت یہی ہے اس وقت میں چارہ ہی کیا ہے یہ فرماکر ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب سرداروں پر تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کرکے دیوانوں کو قلعہ داری و گولہ اندازی سکھانا شروع کی تیسرا روز ہے اور صبح کا وقت شہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے ہیں اور صحرا میں مصروف ہیں کہ ایک مرتبہ جانب بہار سے اتنی گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوئے سکندر نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا یہ

کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر مین آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اُتر کر قلعہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سرداران اسلام جلدی جلدی مسلح ہو کر ساتھ ہوے سکندر نے بیرون قلعہ آکر اُنھین ہمراہ لیا بائیس سردارون کی صف باندھی چند دیوانے بھی قلعہ سے نکلکر صفین باندھ کے کھڑے ہو گئے کہ ایک مرتبہ اس گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اُس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہان گیا وہ دیوانہ جو خزانہ شاہی لوٹ کے لایا ہے اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو طلحہ بن لہند ستو نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہین لیکن ہم کو بھی اس وقت اُسی کی جگہ سمجھو تمھین آخر دیوانے سے کیا کام ہے سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہے مین اُس کی سرکوبی کو آیا ہون خیر اُس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ پر تم نے کس کے حکم سے قیام کیا ہے ملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہین اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پر قبضہ کیا ہے یہ سنکے سمعان دیو ہیبت ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگون سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا ہے یہ کہکر مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ تم مین سے ایک ایک آئے یا سب مل کے آئین مین موجود ہون یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم مین کا ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت الٹ دینے کو کافی ہے تو کیا چیز ہے جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے ہم مین آتے ہین یہ کہکر سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی ملوک بن مالک مرکب کو چمکا کر سامنے سمعان کے آئے سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ ملوک پر وار کیا ملوک نے وار اُس کا اپنے نیزے پر لگا کے بند باندھا سمعان نے اُس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک رد و بدل رہی آخر سترھوین طعن مین ملوک نے نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا تھا جو دنیا نگاہون مین سمعان کے تیرہ و تار ہو گئی دوڑ کے آڑے پر سے اپنا ساطور لیا اور پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجھ کو یہ کہکر ساطور مارا ملوک نے سپر بلند کی دستہ ساطور سپر پر پڑا اتفاقاً ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہے یہ وہ ضرب ہے کہ رد ہی نہین ہوتا ہے ملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا خود پر آئی سمعان نے سر پیچھے کھینچا تلوار سر مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار پکڑ کے ملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گردن کرے ملوک نیزہ باز نے جو ارادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود پڑے سمعان لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع مین تو زبردست ہے اور بہادر ہے مگر اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہے اور دن کار و بار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہے تو جا کر آرام کر مین بھی آرام لون صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو جائے گا یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم بغیر معاملہ یکسو ہوے میدان سے نہین پلٹتے ہین یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا مجھے تو موم کا سمجھتا ہے لاؤ روشنی اُسیوقت دونون جانب سے روشنی آگئی کشتی ہوا کی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہوے کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ صحرا سے زنجیر کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ دیوانہ چلا آتا ہے یہان جو دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہے اُس کے ہمراہیون نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت سے مقابلہ ہو رہا ہے دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز ملوک بن مالک نے لنگر سمعان کا توڑا اور سر بلند کر کے زمین پر مارا کود کے چھاتی پر سوار ہوا اور مشکین باندھ کے میدان سے پھرا ہمراہیان سمعان روتے پیٹتے خدمت مین بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب اکبر حصاری کو نہایت تعجب ہوا اب اُس نے کہا کہ چھیڑنا ان لوگون کا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اُسیوقت دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا مصاحب نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لایا تھا نہین معلوم راستہ مین کیا اُفتاد پیش آئی کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب اُنھون نے قیامت برپا کر رکھی ہی لہذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے اسیرون کو بلوا لیجیے ورنہ یہ میرے شہر مین آفت برپا کرین گے نامہ دار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہان کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی و گرامی کو جمع کر کے دو لاکھ سوار اُن کے ہمراہ کئے اور کہا کہ جا کے قلعہ کا محاصرہ کرو اور اُن قیدیون کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد برپا کرین گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے ان کو تو راستے مین چھوڑے جاتا ہی لیکن یہان سے

چند کلمے داستان دیو چہار سر کے بیان کئے جاتے ہین ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند
مین دکھلاؤن پھر تجھ کو دیوون کی جنگ
قوی مین نہین گرچہ طاقت ہی اب
مجھے اُس سے ملنے کا ارمان ہی

طبیعت ہی مدت سے کچھ اپنی کند
وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے
اگر دل کو ہی شوق بنت العنب
خدا را اتو اب بھر کے ساغر پلا

وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
بڑھاپے مین زور جوانی بڑھے
مری روح ہی وہ مری جان ہی
کہ مہمان کچھ دن کا ہون ساقیا

راوی بیان کرتا ہی کہ ایک مدت سے دیو چہار سر اس قلعہ مین رہتا تھا تھوڑے زمانہ سے ایک پری کے عشق مین اس نے یہ قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق مین اختر پری کے صحراے پرستان مین مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قید مین فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چہار سر سے بھی زبردست تھا دیو چہار سر اُس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز صحرا مین سو رہا تھا کہ اودھر سے دیو چہار سر آ گیا تھا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سو رہا ہی بس یہ سوچا کہ اس سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آے گا دیو چہار سر نے وار شمشاد سر پر دیو فیروز کے ماری چونکہ دیو چہار سر اُس سے خائف تھا ڈر مین ضرب دیو کی خالی پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو دار پکڑے کھڑا ہی دیو فیروز نے ڈانٹا کہ تو کون ہی دیو چہار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب مین دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہ رہا تھا لیکن دیو فیروز تعاقب نہ چھوڑتا تھا یہان تک کہ دیو چہار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار مین آیا یہان اس وقت سکندر رستم خو فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چہار سر بھاگتا ہوا آ کے قلعہ مین گھس آیا یہان آدم زادون کو دیکھکر پکارا کہ ارے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا بس سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چہار سر ہمارے دامن مین چھپا ہی دیو فیروز نے کہا کہ اُسے گرفتار کر کے ہمارے سپرد کرو ورنہ دیو چہار سر کے ساتھ تمھاری جان بھی جائے گی تم سب کو لقمہ کر جاؤن گا سکندر نے کہا کیا جھک مارتا ہی بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اُٹھا کے لقمہ کر جاؤن سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اُٹھالون سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے ملگیا سکندر نے دونون پاؤن شانون مین دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا ادھر سے سر کھینچ کے پھینکدیا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھکر سمعان نے تو ہاتھ چوم لئے اور عرض کی کہ تیرے غلامون کی غلامی مین بھی فخر ہی اور دیو چہار سر کے ہوش اُڑ گئے کہ جب ان آدم زادون نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہی سکندر رستم خو نے دیو چہار سر سے پوچھا کہ تو کون ہی دیو چہار سر نے عرض کی کہ مین اس قلعہ مین رہتا تھا اختر پری کے عشق مین سکونت مین نے یہان کی ترک کر کے پرستان مین رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اُس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل مین اس دیو کی طرف سے کینہ تھا مین نے سوتے مین اس پر حملہ کیا یہ جاگ اُٹھا مین بھاگا یہان آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مین آپ کا بندہ بے دام ہون کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہی دیو چہار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہون فرمایا خدا پرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چہار سر از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہون یہ کہکر دیو چہار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہان اختر پری ایک گنبد کہنہ مین بر سون سے قید تھی دیو فیروز کے اختیار مین تھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی عورت سے دل بہلائے لیکن بوجہ مین پڑکے جوانی پری کی برباد کر رکھی تھی پری خود بھی دیو چہار سر پر مائل تھی کہ یکایک دیو چہار سر پہونچا اور پری سے قرۃ العین دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول مین اُن آدم زادون کی مشتاق ہون جنھون نے اس دیو کو مارا دیو چہار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چہار سر اسے لیجا اور قلعہ کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھ لیکن ہمارے کسی معاملہ مین دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چہار سر نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیو اپنی پری کو لئے ہوے ایک مکان مین آیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو کا جی جو گھبرایا دیوانہ بلغار سے فرمایا کہ ہم شکار کو جائین گے یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار بکثرت ہے میری تو گذر صحرائی جانورون پر ہی ہے شاہزادہ سکندر سے طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ حضور تو تشریف لئے جاتے ہین ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین فرمایا کہ تم ہمیشہ صاحبقران کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤن گا یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوے صرف دیوانہ بلغار کو برائے راہبری ہمراہ لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کر کے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کر کے صحرا مین کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام پلٹے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے ایک مقام پر پہونچ کے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے دیوانہ بلغار نے عرض کی کہ اے شہریار شب تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا کسی درخت کے سایہ مین توقف فرمائیے جس وقت ماہتاب بلند ہوگا تو دیکھا جائے گا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اُس طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کہاری وضع ہے پوچھا بی مہری تم کہان سے آئی ہو کہاری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلا رہی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کہاری نے کہا کہ وہ کیا سامنے باغ ہے اُسی کے برآمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اُس وقت ملکہ نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کہاری لالٹین لئے ہوے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور اُن کے پیچھے دیوانہ جاتے جاتے دور پہونچ کے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر اور ایک خواص موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا ہے جلدی چلیے ملکہ نے خاصہ نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اُس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش پٹری نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی ہر حسن و قبح پر پردہ ڈالے ہوے ہے یہانتک کہ شاہزادہ قصر یاقوت نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گائین حاضر ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے مصاحبین گرد و پیش جمع ہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہین جیسے ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرۂ زیبا پر پڑی اپنے مقام سے اُٹھ کر تا لب فرش برائے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لائی صدر مین جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمائیے اُس کے بعد رقص و سرود ہو تو بہتر ہے کہ حضور عادی سویرے کھانا کھانے کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اسقدر دیر ہوگئی ملکہ نے فرمایا

کہا اچھا دسترخوان بچھاؤ اُسیوقت دسترخوان چنا گیا ملکہ نے کہا آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے قبول فرمایئے سکندر حیران ہو کہ یہ ماجرا کیا ہے کیسی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوئے کہ یہ بھی نہیں پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر ساتھ ملکہ کے بیٹھ ہی تو گئے دیوانے سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی بہ اجبتا ہوا دے کے آگے بیٹھا لیکن ادب کے ساتھ بیچے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہی صحبت رقص و سرود پھر آراستہ ہوئی گانیں یہ شہزادیاں ورنگا نے بجانے میں مصروف ہوئیں

ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی غزل

خوشی سے جو بہرآئیں ہو صلے ایسے بھی ہوتے ہیں
فلک لیتا ہے زمین کو نرالے ایسے بھی ہوتے ہیں
شب فرقت سحر کر دے شب پروانہ جلیں ہم ہم
رہا قابو نہ دلبر ولولے ایسے بھی ہوتے ہیں
ستاتی تھی بہت فرقت میں ہم کو خانہ ویرانی
جہاں میں اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہیں
تکلف کیا جو دست نازک قاتل کو دو زحمت
ہے دونوں ہی ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں

بدی ہو جائے نیکی سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
نکالے ہے تنگی لب ایسے بھی ہوتے ہیں
کلیجہ ملکے رہتے ہیں کہ نکلی آہ کیون منہ سے
کہ بیکاری ہیں اکثر مشغلے ایسے بھی ہوتے ہیں
گوارا کی اسیری آپ ہی کر کے جرم الفت
لگا دو آگ خود ہی دل جلے ایسے بھی ہوتے ہیں
ورم ہے دونوں آنکھ سے کہ ہو ظاہر جوش گریہ میں
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہیں
طلاش رہبر راہ عدم میں آرزو کیون ہو

شاید میں باہمی رنجش گلے ایسے بھی ہوتے ہیں
تڑپنے پر مرے دل اُس ستمگر کا دھڑک اٹھا
عجب آثار نازک ہو گئے ایسے نہیں ہوتے ہیں
چلا ہوں سب اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
ارساقی کے جہاں میں سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
حقیقت دل کی کیا ہے تم کو تو جان تک دیدی
جو بہ گریا در ابھرین آبلے ایسے بھی ہوتے ہیں
علاوہ مجھکو محشر میں خدا نے اُس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہیں

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت انجم میں ابتری پیدا ہوئی ادھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھکر کہا خدا حافظ اور ایک دھواں بن کر ساری محفل مع باغ نظروں سے غائب ہو گئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرائے لق و دق کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیون روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہو گیا ہم ایسی بلا میں پھنس گئے کہ اب تا ابد زیست رہائی حاصل نہوگی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگوں سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمالی حصہ میں کچھ عجائبات نظر آتے ہیں اور اگر کوئی بھولا بسرا آنکلتا ہے تو اُسی صحرا میں ٹکرا ٹکرا کے مرجاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہیں ہوتی ہے خدا جانے بیان کیا اسرار ہے لیکن اس کے جو اُس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہم قلعہ کی شمالی جانب آگئے ہیں دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے جبتک تقدیر گردش میں ہے اُسی وقت تک ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور جس روز تقدیر گردش سے نکلی اُسی دن ہم یہاں سے نکل گئے اور اگر خدا نے قسمت میں یہیں کا آب و دانہ تحریر کر دیا ہے تو یہ مرضی اُس کی کیا چارہ ہے بہر نوع بیتابی سے کچھ حاصل نہیں دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اُسی طرف کیون نہیں چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلیئے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھ کے چل نکلا دن بھر کی رہروی میں بہت سے آگے بڑھ گئے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہیں تو جس مقام سے چلے تھے وہین موجود ہیں سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم میں محیط ہو گئی آوازیں درندوں کی آنے لگیں دسہرا ہوتا تو زہرہ اُس کا آب ہو جاتا تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر اُسی طرح گانے کی آواز کان میں آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی کہاری یا کوئی اور بلانے کو آئے گا لیکن انتظار میں بہت عرصہ کھینچا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو بھی جی گھبرا رہا ہے بھلا خیر کچھ دل تو بہلے گا دیوانے نے کہا چلیئے شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہونچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا دیو نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہو جو محل شاہی کی طرف آتا ہو پلٹ جا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا ہو محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ مین آکر پریشان ہوچکے ہین آج پھر جائین گے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو تجھکو تیری قضا گھسیٹ کر اس طرف لائی ہو لیکن خیریت اسی مین ہو کہ پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا یہ سمجھنا کہ آج مین بھوکا بھی ہون کہ صبح سے سوا چند آہوون کے نہ کوئی بیل گاؤ ملا نہ کوئی شیر نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ملعون دور ہو ورنہ سزا دونگا دیو ہنسا اور منھ اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آکو دیکھ کہ یونہین نگل جاؤن اور اگر سختی کریگا تو چبا چبا کے ہڈیان سرمہ کرکے کھا جاؤنگا سکندر نے ایک پتھر اٹھا کر دیو کے حلق مین ڈالدیا دیو نے منھ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو تو اگل دیا لیکن غصہ مین سکندر کی طرف بڑھا کہ کھا ہی لونگا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑ لی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا کہ شاخ چھڑا لیوے اسی کشاکش مین شاخ دیو کی ٹوٹی دیو چیخ مارکے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب مین چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزارہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ تنہا ہو صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہو تو اسکو بھی پشت پر لے لیا ہو کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لاسکے اور آپ تن تنہا دیو ونکا مقابلہ کررہے ہین لاشین پر لاشین گر رہی ہین مگر پہلے ہی آتے ہین اور شور کرتے ہین کہ مار لو اس سرکش کو یہ جانے نہ پاوے شاہزادہ نیرنگ قاف کے مرحلون کو سہہ گئے ہوئے ہو کس کی مجال ہو جو تاب مقابلہ لاسکے صبح تک ہزارہا دیوون کو قتل کیا ایک مرتبہ صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیون کے نظر آنے لگے اور روشنی ہوتے ہی وہ پرچھائیان بھی غائب ہوگئین زمین کو جو دیکھا تو کیسا سبزہ لہلہا رہا ہو دیو کیسا ایک مچھر کی لاش بھی نہین ہو سکندر نے دیوانے سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات تو مین نے ہزارہا دیوونکو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہین یہ کیا معاملہ ہو دیوانے کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالیگا تو رہائی ہوگی ورنہ پھنسے تو بہت ہی برے ہین فرمایا کچھ پروا نہین اگر زندگی ہو تو بہ ہو زر ہائی کو قریب جانو اور اگر خاک یہین کی ہو تو مجبوری ہو یہ فرما کر اس سرزمین سے علحدہ ہوتے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منھ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہوگئی تھی ادا کی کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجالائے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانہ نے عرض کی کہ حضور سوتے ہین تو بہتر ہو کہ دو راتین جاگتے گذر چکی ہین آج شب کو دیکھئے کیا مرحلہ پیش آئے شاہزادہ نے زمین پوش بچھا کے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بلغار تنہ درخت پر تکیہ کرکے اس ارادہ سے بیٹھا کہ جبتک شاہزادہ آرام کرے مین جاگتا رہون لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی تو مرکبون کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبون کا گم ہونا ہمارے حق مین اور بھی برا ہوا خیر ع - ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + یہ فرما کر اٹھے ظہر ہو گیا تھا ادا کرکے دیوانہ سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیان جمع کرو دیوانے نے لکڑیان جمع کین سکندر نے چند طائر پید کیے دیوانے طائرون کو ذبح کرکے کباب لگائے شاہزادہ کو کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج جو ایکطرف کو چلو تو علامت راہ قائم کرتے چلو تاکہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہان تک پہونچے دیوانے نے عرض کی کہ بہت خوب یہ اسیوقت دیوانہ گلگ کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے نیزے توڑ لایا کہا تشریف لے چلیے سکندر رستم خو نے تلوار سنگین حمائل کی سپر باندھ کے راستہ لیا دیوانہ جابجا گلگ کے نیزے قائم کرتا ہوا چلا کہ اتنے مین منزل مقصود تک پہونچ مین آ - مانی ہوگی دن بھر سفر کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہین جہان سے چلے تھے سکندر نے کہا کہ اے بلغار اپنے قائم کئے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو نظر کیا تو جس جگہ سے نشان شروع ہوئے ہین ایک دورے کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہوگئے ہین گویا ایک دور اور گرد پھرتے رہے ہین سکندر حیران ہوئے کہ یہ کونسا راستہ کا پھیر ہو قوانین تار عرصہ ہر پھر کے دائرہ ہی مین گھومتا ہون ہر قدم آتی آنکھ گذرتی ہو کر

پانچون مین + اے بلغار آج فاقہ بھی ہوا نہ تو کوئی جانور صید کیا اور نہ پھل درختون سے توڑے دیوانے نے عرض کی کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاؤن کچھ پھل درختون کے توڑ کر لے آؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ اب شام قریب ہی ایسا نہو کہ تم کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اس سے بہتر یہ ہی کہ یا تو ہم تم ساتھ چلین یا تکیہ خدا پر کرین وہ رازق العباد خود ہی رزق پہونچائے گا ع بے تکلف ہرگز نہ مانند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد + یہ فرما کر ہم سے نماز پڑھی اور ایک جگہ بیٹھ گئے اب سیاہی شب کی پھیلی عالم پر دہ ظلمات نظر آنے لگا اور وہی آواز ساز و سرود کچھ پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے دیوانہ بلغار سے کہا کہ چلو پھر اسی محفل مین چلین دیوانے نے عرض کی کہ کل کا سانحہ کیا حضور کو فراموش ہو گیا سکندر نے کہا کہ خوب یاد دی اگر پرسون تو ہو چکے تھے دیوانہ نے عرض کی کہ پرسون تو خود ایک عورت آکر اپنے ساتھ لے گئی تھی کل ناخواندہ مہمان کی طرح گئے تھے اس کا انجام آپ نے دیکھا فرمایا خالی بیٹھنے سے تو بہتر ہی ایک شغل بیکاری ہی سہی دیوانہ نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون سکندر اٹھکر باغ کی طرف چلے آج ہرچند تلاش کیا باغ کا راستہ ہی نہ ملا صبح ہو گئی دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار اب خدا پر تکیہ کر کے جانورون کو صید کر کے کباب لگایئے اور کھایئے پھرنے مین سوا پریشانی کے اور کیا حاصل ہوگا جس وقت خدا کو رہائی منظور ہو گی تو خود ہی کوئی شکل نکلے گی ان کو تو اس پریشانی اور سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہی اور

اول کچھ حال فتانہ جادو مالک بیابان سرگردان کا بیان کیا جاتا ہی

ساقیا ہی جو جستجو تیری
ہان ذرا چھیڑ ذکر بنت عنب
غنچۂ دل کا میرے کیا کہنا
دل مین اک میٹھا میٹھا درد اٹھا

دل مین رہتی ہی آرزو تیری
لطف دیتی ہی گفتگو تیری
رنگ میرا ہی اس مین بو تیری
یاد آئی جو گفتگو تیری

ہین وہ گل ہون ہی جستجو تیری
ہی تلاش اپنے دل کی اب مجھکو
کام دیر و حرم سے کیا مجھکو
اے منیر اس بہار زمانے مین

ہون وہ بلبل ہی آرزو تیری
اس سے پہلے تھی جستجو تیری
لئے پھرتی ہی آرزو تیری
رکھے اللہ آبرو تیری

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ حاکم اس صحرا کی فتانہ جادو ہی اس نے تمام صحرا کو طلسم بند کر رکھا ہی کہ جو شخص اس طرف نکل آئے وہ پلٹ کے نہ جانے پائے جو آتا ہی وہ کچھ دنون پریشانی اٹھاتا ہی آخر فتانہ کا مطیع ہو کر خدمت بجا لاتا ہی سیکڑون امیر زادے اس کی غلامی کرتے ہین جو آیا وہ یہین کا ہو رہا سکندر رستم خو کے حسن و جمال پر شیدا ہو کے اس نے پہلے روز تو اپنی صحبت مین بلا لیا لیکن جب اس کو علم سحر سے یہ بات دریافت ہوئی کہ یہ مجھسے رضامند نہوگا تو اس نے شاہزادہ کو پھر اسی حیرانی و سرگردانی مین مبتلا کیا تین چار روز گذرنے کے بعد اس کی بھانجی ملکہ طناز جادو اپنی خالہ سے ملنے کو آئی جس وقت پلٹ کے جانے لگی تو اس نے سکندر کو سرگردان و پریشان پایا یہ شاہزادے کے حسن و جمال پر شیفتہ ہوئی اپنی وزیر زادی شرارہ جادو سے کہا کہ اس کو پنجہ بن کے اٹھالے چلو شرارہ جادو نے کہا مجھے حکم بجا لانے مین کچھ عذر و انکار نہین لیکن آپ نے نتیجہ بھی سوچ لیا ہی کہ کیا ہو گا جس وقت ملکہ فتانہ جادو کو معلوم ہوگا کہ ایک قیدی ہمارا گم ہوا تو سوا آپ کے کس پر خیال ہوگا طناز جادو نے کہا کہ دیکھا جائے گا شرارہ جادو پنجہ بن کے گری اور سکندر کو اٹھائے لئے چلی گئی دیوانہ دیکھتے رہ گیا اور شاہزادے کے فراق مین اس نے گریبان چاک کیا شرارہ جادو اور طناز جادو سکندر کو لئے ہوے اپنے باغ مین آئین شاہزادہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ملکہ نے شاہزادے کو لخلخۂ زلف معنبر سنگھا کر ہوشیار کیا سکندر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا مین پایا ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش و دزد گوش مرصع پوش کو سر بالین محو التفات دیکھا اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے پری جمال تو کون ہی ملکہ طناز جادو نے کہا کہ مین نے آپ کو اسیر زندان بلا دیکھا آپ کی جوانی پر رحم کیا کہ اٹھا لائی ہون جس صحرا مین آپ سرگردان و حیران تھے وہان میری خالہ فتانہ جادو رہتی ہی اس نے تمام صحرا کو سحر سے بند کر دیا ہی کہ جو آتا ہی وہ پھر پلٹ کے نہین جاتا ہی اگر مین آپ کو جان پر کھیل کے نہ اٹھا لاتی تو زندگی مین رہائی نہوتی اور دیکھیے

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑتی ہے شاہزادہ سکندر رستم خو نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو سہی جو اس مکارہ کو سزائے معقول نہ دی تم کسی طرح میرا اور فتانہ جادو کا سامنا کرادو طناز جادو نے ہنس کے کہا کہ وہ ساحرہ ہے آپ اُس کا کیا کر لین گے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اُس کو مار کر میدان سرگردان کو صاف نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم خو نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لئے سامان ضیافت مہیا کیا اُس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا مین رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال مین ہوگا ملکہ نے کہا مین اُسے بھی بلواتی ہون یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جا کر دیوانے کو بھی لے آ شرارہ جادو یہان سے پھر پھر کے اڑی وہان فتانہ جادو کو خبر پہونچی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئین فتانہ جادو بیتاب ہو کے آئی کہ دیکھون کس قیدی کو اس نے اٹھوا لیا جب یہان آکر سکندر کو پایا تو اسے نہایت طیش آیا کہا تو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال گنگھوٹے نکالے ہین دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہون یہ اسی طیش مین تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی اب فتانہ جادو نے بھی پر پروازہ پیدا کئے اور ساتھ ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لا کے چھوڑا اُدھر فتانہ جادو آپہونچی اور پکاری کہ کیون او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے مجھی پر سوتا پا لینا تھا تو سہی جو تجھے اور اسے دونون کو نہ قتل کرون ارے ان خدا پرستون سے دوستی کرنا اپنے سے دشمنی ہے مین چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائے اور راستہ نہ پائے مین نے انھین خدا پرستون کے لئے یہ دام تذویر بچھایا ہے بہتون کو مار ڈالا اور بہت سے باقی ہین سکندر نے سمجھ لیا کہ یہ راہ پر آنے والی نہین ہے اور اس وقت بگاڑنے مین کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا کین۔ ورنہ ہم صحرا مین مارے مارے پھرے مگر تمھارا پتہ نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خدا پرستون سے کیون دشمنی رکھتی ہو خدا پرستون نے تمھارے ساتھ کونسا بد سلوک کیا فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ مین قتل خدا پرستان مین مرحلہ پیا بان کاج و باج مین شریک تھی جن کے ساتھ مین نے دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہون گے علاوہ اس کے ساحرون اور خدا پرستون سے ہمیشہ کی عداوت چلی آتی ہے سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خدا پرست بد باطن ہین نہ سب ساحر بد نفس ہین دیکھو ایک بات ہے کہ اگر تم کہو تو تمھاری طرف سے سارے خدا پرستون کو قتل کرین تمھاری محبت کا دم بھرین ان باتون نے سکندر کی فتانہ کو لبھا لیا دام مین پھنسا لیا ایک تو یونہی عاشق ہو چکی تھی ان باتون پر اور بھی شیفتہ ہو گئی کہنے لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیون چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اسی سے پوچھو مین چلا آیا یا یہ اٹھا لائی فتانہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب مین تجھے چل کے اپنی بغل مین سلاؤن گی اور اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤن گی سکندر نے کہا کہ یہ اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ بال رسن بنگئے شرارہ جادو اور طناز جادو دونون کے بازوئن مین لپٹ گیا اور دونون کو باندھ لیا ہر چند دونون نے اُف اُف کی دہن سے شعلے نکلے مگر کچھ نہ ہوا رسن پر سحر نہ چلی نہ جدا ہوئی طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ عجب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس کتا خر کی محبت کا دم بھرنے لگا سچ ہے سب مطلب کے یار ہوتے ہین خیر اب تو جو ہونا تھا سو ہوا خود کردہ را علاجے نیست یہ تو اس افسوس مین تھی ادھر دیوانہ پکار پکار کے کہہ رہا تھا کہ اے شہریار یہ تو شیوہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اے رفیق من ع + زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز + ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی جو مین ان سے روگردانی کرون یہ ان کی محبت تھی کہ انھون نے صحرا کو سحر بند کر کے راستہ جا بجا مسدود کر دیا تھیں عاشقی سے کیا کام اسے وادی عشق کی راہین کوئی ہم سے پوچھے + خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے + دیوانہ چپ ہو گیا مگر نہایت نفرت کی نظرون سے سکندر کو

دیکھنے لگا فتانہ نے سحر کیا کہ ایک لکہ ابر پیدا ہوا فتانہ نے ان سب کو اسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان ہمرگردان روانہ ہوئی جس وقت لبِ قصر میں پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے میں بھجوا دیا اور شرارہ جادو اور طناز جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیان شراب و کباب کی لا کے رکھدین سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کر کے گائنون کو گانے کا حکم دیا ایک پریجمال نے یہ غزل شروع کی غزل

جو فتنگاہ میں وہ ترک جنگ جو آئے
یقین ہی خون تمنا کی میرے بو آئے

کلیم طور پہ جانا تمہین مبارک ہو
تو مدتون مرے داغ وفا کی بو آئے

کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبون کی
خدا کرے کہ کسی مین تو اُن کی بو آئے

نہ حسن و عشق کا چھوٹے علاقہ محشر مین
پھر آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے

کسی کی تیغ مین اتنا کہان ہی دم باقی
حریم کعبہ مین جو آئے باوضو آئے

نظر کی چوٹ پھر اُس پر نگاہ یار کی چوٹ
غضب کے سیج اٹھانے تو لکھنو آئے

جو ہم پہ تیغ لگانے کو یار تو آئے
پڑے یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آئے

کسی کے کوچہ مین پہونچے ہی ہم تو کیا پہونچے
مگر سمجھ کے ذرا اُن سے گفتگو آئے

وہی ہی نامہ جو پہونچے تمہارے کوٹھے تک
اجل ہی پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے

یہ شوق ہی کہ جو بیٹھے وہ تیر پہلو مین
ہو میرے ہاتھ مین دامن ترا جو تو آئے

غم فراق نے چھوڑا نہ دل مین قطرۂ خون
کہ میرے دم کی طرح کھینچ کے تا گلو آئے

شریک اشک عنا دل بھی ہون جو پھولو مین
مجھے آئینہ نہیں اندھا جور و بر و آئے

وہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھون مین مہندی جو یار تو آئے

گرے تھے دل کی طرح بن کے آرزو آئے
بھرین اگر گل تصویر مین وہ رنگ ہرا

وہی ہی آہ جو عرش برین کو چھو آئے
گلون کو سونگھتا پھرتا ہون صورت بلبل

تمام تن کا وہین دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کے آتے ہی ڈبڈبائی آنکھ

کہان سے تیرون کی دعوت کو اب لہو آئے
یہ کوے یار ہی دستور زندگی سے ہاتھ اپنی

زمین عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کا پنور کبھی ہم سے چھوٹتا لئے جاہ

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی انیسین جلیسین مصاحبین جو تھین سب چلی گئین اور فتانہ جادو ہنگے مین سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش مین لیا دیوانہ ملغار نے نفرت کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہوکر اس ساحرہ کریہہ منظر سے ملتفت ہی یہان شاہزادے نے فتانہ کو آغوش مین لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز معشوقانہ کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیان کڑکنے لگین تو چلائی کہ اے ظالم کیا کرتا ہی سکندر نے اور زور سے دبا دیا تمام پسلیان ٹوٹ گئین اور دو سے رلتے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو جھٹک دیا مرتے ہی فتانہ جادو کے ایک قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز مین بگیر و بزن کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ دھوان بن کر نظرون سے غائب ہو گیا آخر بہرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من فتانہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہی تو دیکھا کہ نہ باغ ہی نہ قصر چار سر کنڈے گڑے ہوے ہین اُن پر نیلا پیلا زرد نگارہی سوت لپٹا ہوا ہی شرارہ جادو و طناز جادو بال کی باندھی کھڑی ہین جس قدر حجرے وغیرہ تھے سب غائب ہو گئے جتنے ملازمین تھے سب کاغذ کے پتلے بن کے ہوا مین ادھر سے ادھر اڑنے لگے تمام قیدی رہا ہو گئے لیکن متحیر تھے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طناز جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی تعریف کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ مین اس چال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے تھا مگر خدا کے لئے کہین مجھسے بھی ایسا ہی عشق تو نہین ہی سکندر نے کہا جو خدا پر ستون سے عناد رکھے گا اُس کا یہی انجام ہوگا طناز جادو نے کہا کہ مین تو پہلے سے بندۂ بیدرم ہو چکی ہون اتنے مین دیوانے نے بھی آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہی جو سوا عیار کے کسی سردار نے نہ کیا ہوگا سکندر نے کہا کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین اے دیوانہ ملغار اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی مین رہائی نہوتی اور ساتھ میرے بہت سے غریب رہا ہوے اب فتانہ کے مال و خزانے کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ محفوظ

رکھا اور دیوانہ کا پہرہ وہان قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے کچھ لوگون کو بھیجکر یہ خزانہ وہین منگا لینگے اور جسقدر قیدی تھے اُن کو رہا کر دیا اور طناز جادو سے ارشاد کیا کہ تم اپنے باغ کو جاؤ جب طلسم زرنگار سے فرصت ہوے گی تو ہم تم سے ملینگے بغیر اس کے ہم تم سے نہین مل سکتے طناز جادو رنجیدہ ہوکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور سکندر رستم خو نے قلعہ سنگین حصار کا راستہ لیا اب اول

چند کلمے داستان سرداران اسلام اور فوج کفار کے بیان کئے جاتے ہین کہ حکم سے کوکب انجم حصاری کے دو لاکھ سوار اور دس سردار واسطے تاراجی قلعہ سنگین حصار کے روانہ ہوئے تھے

ہان مرے ساقی مین صدقے دے وہ جام لالہ رنگ / پھر بڑھاپے مین نظر آئے جوانی کی امنگ
ہے کوئی دم مین یہان سے اپنا ساقی چل چلاؤ / اب کہان وہ جوش دل اور وہ جوانی کا بناؤ
وقت آخر دیکھ لون بنت العنب کو اک نظر / ہے اجل سر پر گھڑی دم مین عدم کا ہے سفر
پھر کہان مین اور کہان تو اور کہان یہ انجمن / دو گھڑی کی بھی غنیمت ہے یہ صحبت جان من
بھر کے ساغر دے دکھاؤن تجھکو پھر زور شباب / جنگ کے میدان مین آیا ہون با رنگ خضاب
دنگ ہو جائین جوانان جہان بھی دیکھکر / وہ دکھاؤن معرکہ اُڑتے پھرین میدان مین سر

راوی بیان کرتا ہے کہ سرداران لشکر اسلام قلعہ مین مقیم تھے شاہزادہ سکندر رستم خو کا انتظار تھا جب دو روز گذر گئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف نہ لائے تو سرداران اسلام پریشان ہوے ہرکارون کو براے دریافت حال روانہ کیا ہرکارے شام کو واپس آئے اور عرض کی کہ صاحبقران اوسط اُس صحرا کی طرف گئے جہان جاکے کوئی واپس نہین آتا یہ سنکے تمام سردار پریشان ہوگئے طلحہ بن لندھور نے کہا جاکے واپس نہ آنے کا کیا سبب ہرکارون نے عرض کی کہ ایک صحرا اس نواح مین ہے کہ اُس طرف جانے کی ممانعت ہے اور جو کوئی غلطی سے چلا جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ہے خدا جانے کیا اسرار ہے اس خبر وحشت اثر کو سنکے طلحہ نے کہا کہ مین ضرور جاؤنگا ملوک بن مالک نے کہا کہ مین بھی چلونگا محتشم بن ہاشم بھی آمادہ ہوگئے مرزنگ بن مرزبان خراسانی بھی اُٹھ کھڑے ہوے خلاصہ یہ کہ تمام سرداران لشکر اسلام چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن ہنوز یہ لوگ دروازہ قلعہ تک پہونچے ہونگے کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اب تو سب دیکھنے لگے یہانتک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے پر ہر علم کے تعریف شغشاع بن منشمش کی تحریر تھی اب تو اور ملازمین نے عرض کی کہ پہلے اس بلا کو ٹالئے اُس کے بعد تلاش صاحبقران اوسط مین جانے کا قصد فرمایئے گا طلحہ نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا ہرکارون کو کہ دریافت کرو یہ کس ارادے سے آئے ہین ہرکارے گئے اور خبر لے کر پھرے عرض کی کہ یہ فوج بادشاہ انجم حصار کی ہے تاراجی قلعہ کے ارادے سے آئی ہے طلحہ نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ بھی باہر قلعہ کے برپا ہو دیوانون نے لاکر بارگاہ برپا کی دس ہزار دیوانہ اندر قلعہ کے رہا اور بیس ہزار دیوانون نے آکر بیرون قلعہ قیام کیا جب لشکر کفار نے دیکھا کہ اہل قلعہ مردانگی سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین تو اُنھون نے بھی بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا سپہ سالار تہمتن فیل زور تھا کہ اس کو فغانہ جادو نے ایک ہیکل دی تھی تاثیر اُس کی یہ تھی کہ تلوار جسم پر اثر نہ کرتی تھی اس نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زنی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر طلحہ بن لندھور کو ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین ہو کر بمقابل یکدیگر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے سرہنگ دیو قامت میدان مین آیا اور پکارا کہ لے قیدیو تمکو چاہیے تھا کہ رہائی کو غنیمت جانا ہوتا جان بچا کر چلے گئے ہوتے تمھاری

شامت نے تمھین اس قلعہ مین بند کیا اب قید کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاؤ گے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا
بادشاہی قلعہ پر قبضہ کر لیا بہتر ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاؤ مین متعرض ہونگا ورنہ مال
کے ساتھ جان بھی جائیگی اور چھنجی بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیو قامت کا طلحہ بن لندھور کو نہایت ناگوار
گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہی آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہی کل پایہ تخت انجم حصار پر قبضہ ہوگا
یہ کہتے ہوے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیو قامت نے برچھا اُٹھایا اور سینہ طلحہ بن لندھور پر وار کیا طلحہ
نے نیزے کو نیزے پر گا تھا طعنین چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوائی کیا سرہنگ
کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی حلال بازی
گر زبازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار
اُس کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب
بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا دو پہر مین طلحہ
نے چھ سردارون کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو جھپکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ
تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی کہ اتنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری
تلوار مین کیسی کاٹ ہی طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین پہلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ تجھے اپنے دست
و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھو ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اُس کا رد کرکے اپنا وار کیا ادھر
تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر پہ ہٹی طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر پر چھلی
ہوئی صاف نکل آئی خط بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون حریف اس پر تا تیر نہین کرتا یہ
بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضاے کار پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے
سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے داستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو اُچٹ گئی لیکن طلحہ جبتک گھوڑے
کو سنبھال کر آپ سنبھلین سنبھلین اتنے عرصہ مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہوگیا یہ دیکھکر ملوک بن
مالک دوڑ پڑے انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کئے آخر یہ بھی زخمی ہوے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار
آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف
روانہ کرکے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ
زخمیون کو لے کر قلعہ بند ہوے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجواؤ طبل جنگ مین قلعہ پر دھاوا کرونگا چنانچہ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہو کے کوس حربی بجوایا تہمتن
فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعہ کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کرکے اپنے ہمراہ لئے اور قلعہ
پر دھاوا کیا اُدھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین
تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان
ہوا سے منتشر ہو کر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہی بس اہل قلعہ نے
مضطرب ہو کے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش
ہی اور گبر نابکار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہی اُدھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سپاہی کی داغی دروازہ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے تہمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہون تیرے ساتھ والون کو مین نے زخمی کیا خداوند شعشاع بن شمشاع نے تجھے بھی بھیجا پا اب تجھکو ابھی قتل کرکے سب کا قصہ پاک کرون گا سکندر نے جواب دیا کہ او بے حیا تجھکو شرم نہین آتی کہ زخمیون پر تونے یورش کیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اُدھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون رویین تن ہے خیال رکھیے گا اُدھر تہمتن فیل زور نے لپٹ کر تلوار ماری شاہزادے نے جھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تہمتن فیل زور نے ہرچند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت مین ہاتھ آگیا آخر اس نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور مصروف تلاش ہوے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سرداروں نے زخمون مین پٹیان باندھین اور مرکبون پر سوار ہو ہوکے آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دوپہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر تہمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پر سوار ہوئے اور پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین تہمتن نے کہا کہ ہزار جان سے ہون تو نام پر خداوند شعشاع کے نثار ہین بس سکندر نے دھڑ سے سر کھینچکر سینہ پر مارا اور اٹھنے کا قصد کیا تھا کہ لشکر کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانون کے لشکر سمیت آپڑے تلوار چلنے لگی کفار شور کررہے تھے کہ مارلو اسکو جانے نہ پاے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا اُدھر اہل اسلام جانبازیان دکھارہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش خون سے زمین گلنار ہورہی تھی سر مانند اولون کے برس رہے تھے سبزہ جنگل کا لالہ گون ہورہا تھا کوتل سمند دوڑتے پھرتے تھے سوارون کے لاشون کو کچل رہے تھے کہین تلوار پڑی تھی کہین سپر کہین تیر کہین تفنگ کہین کمان کہین نیزہ کہین گرز کہین تبر عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیردلون نے ایسی تلوار کی کہ آخر قدم اُٹھ گئے اور کافرون نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس بھر زمین تک مار کے بھگادیا اور واپس ہوے لاشون کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین دفن کرادین اور کفار کی لاشین دریا مین ڈلوادین بعد اس کے قلعہ مین تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکریہ ادا کیا کہ اگر اس وقت نازک مین آپ تشریف نہ لاتے تو جانبری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانون نے پوچھا کہ اے شہریار ہمارا افسر کہان ہے سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا مین ایک خزانہ دستیاب ہوا ہے اُس کو خزانے کی نگہبانی کے واسطے مین چھوڑ آیا ہون یہ سنکے اور سردارون نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہان تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہوجائے اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کرلین سکندر نے فرمایا کہ مین خزانے کو یہین منگوائے لیتا ہون یہ فرماکر بیس ہزار دیوانون سے مملوک بن مالک کو روانہ کیا کہ اُن کا زخم سر بھی کسی قدر مندمل ہوچکا تھا مملوک بیس ہزار دیوانون سے جانب بیابان سرگردان روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان اُس فوج مغرور کے بیان کئے جاتے ہین جسکو صاحبقران اعظم نے شکست دے کر بھگایا ہے

اے میرے ساقی پلا جام مے
کہا تنک مین حیران پریشان رہون

کہ کرتا ہے مجکو رہ جنگ سے
دکھا دے تو بنت العنب کی جھلک

کہا تنک مین یون مارا مارا پھرون
رہونگا مین تائب بلا کیب تلک

یہ لوگ جو بھاگے ہوے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان مین جا پہونچے دو ایک سردار بھی باقی رہ گئے تھے اُنھون نے کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان مین پھنس گئے بے حواسی مین خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے کہا کہ اب تو آگئے اور پھنس گئے اسی صحرا کی سیر کرنا چاہیے دیکھین بیان کیا بات ہے کہ جو آتا ہے پلٹ کے نہین جاتا ہے یہ لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُس نے بیان کیا کہ مین یہین کا باشندہ ہون
ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سحر بند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہو گئی تھی مین نے جا کے ملکہ سے کہا کہ
میرے بال بچے تو بھوکون مر جائین گے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور
اپنے اہل و عیال مین بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب مین اُسے آنکھ پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر
سمجھ مین آجاتا تھا روز چلا بھی جاتا تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہین گر گیا مین بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج
تیسرا دن ہی کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرا مین آگ لگ گئی ہی شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت ہر طرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی
دیے اُن سے مین نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان مین آیا تھا پہلے وہ قید رہا
آخر اُس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہان کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہو گیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا
مین بھی اپنے گھر گیا بال بچون سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اُس دہقانی کو
دیا لیکن دل مین نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو ملجائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہون گے کہ اور ایک شخص
دکھائی دیا ان لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہین شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ
لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہان کس غرض سے آئے ہو اُس سادہ مزاج
نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان مین پھنس گیا تھا لیکن اُس با اقبال نے انھون سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ
جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہین فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام
نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہان سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہی اور براے حفاظت خزانہ دیوانہ
بلغار کو چھوڑ گیا ہی مین بھی اُس ساحرہ مکارہ کی قید مین تھا مین نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کر لی کہ اس سے
بہتر ولی نعمت کہان ملے گا یہ سنکے سہراب تبرزن آگے بڑھا اور اُس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ مین دیوانہ بلغار کا دوست
ہون مجھے اُس کے پاس لے چلو وہ سہراب تبرزن کو اپنے ساتھ لئے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب
مین فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا
تھا اُدھر دیوانے نے جو ان لوگون کو آتے دیکھا اپنے دل مین یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ
کے بھیجی ہو گی جس وقت وہ ملازم سہراب تبرزن کو ساتھ لئے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہونچا اور دیوانے
نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصاری کا ملازم دس ہزار سوارون کا افسر ہی بس یہ اپنے
مقام سے اٹھا اور پکارا کہ اے سہراب کیا ارادہ ہی وہین سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے
کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش مین ہی چونکہ ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کئے ہوئے چلے آتے ہین جس کے
واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہی اُس کو ہم نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سر اُس کا نذر بادشاہ کے واسطے بھیجدیا تمام
رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہی کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہی شاہی خراج تو ہی لوٹ کے لے گیا ہی مین ازراہ
دوستی تجھے سمجھاتا ہون کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہی اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر مین
سفارش کر کے تیری خطا معاف کرا دون گا بلکہ فوج مین رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دون گا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھون مین
دنیا اندھیر ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی بھی یہ حقیقت ہی کہ یہ مقابلہ کر کے صاحبقران اوسط پر غالب آسکے یہ جھوٹا
ہی مجھے فقرہ دیتا ہی اور اگر خدانخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہی اب زندگی پر جب ایسا آقاے نامدار نہ رہے بس دیوانے نے آواز
دی کہ او سہراب تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ تو اُس شیر بیشہ شجاعت کے مقابلہ مین سر سبزی اٹھا سکے پہلے اُس کے غلامون
سے تو مقابلہ کر لے میری زندگی مین تو کیا مجال ہی کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کر سکے ہان جس وقت مین نہ ہون اُس وقت
نہین کہہ سکتا یہ کہکر جو بدست سہرابی کی سہراب تبرزن نے دیکھا کہ فقرہ تو نہ چل سکا اب بغیر لڑائی کے اس دولت کا

ہاتھ آنا دشوار ہو ایک شرمندگی تو حاصل ہو چکی کہ شکست کھا کر بھاگے ہین اگر خزانہ بھی لوٹ کے لیجائین گے تو بھی خیر کچھ بات بنجائیگی ہمارے ساتھ فوج ہو یہ تنہا کیا کرے گا بس اس نے دوڑ کر تبر مارا دیوانے نے تبر کو چوبدست پہ روک کے جو ہاتھ چوبدست کا مارا سہراب نے سپر بلند کی لیکن یہ گیارہ سو من کی ضرب ہر شخص کہان روک سکتا ہو چوب پڑتے ہی تڑاقہ ہوا کہ صحرا گونج اُٹھا پرند اُڑے کہ صحرا مین یہ کیا آفت آئی چرند بھاگے کہ کوئی نیا درندہ آگیا اُدھر ہاتھ سہراب کے تڑائے سپر مع چوبدست خود پر آئی خود کاسہ سر مین در آیا سر سینہ مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین غرق ہوگیا زمین پر ایک گوشت کا چبوترہ بن کے رہ گیا ٹھ یان سرمہ ہوگئین اتنے عرصہ مین فوج بھی قریب آگئی تھی اور سردار جو لشکر کے ساتھ تھے انھون نے کہا کہ مار لو اس دیوانے کو غضب کیا اس نے کہ ہمارے ساتھ والے کو جان سے مارا قصاص خون کا اس سے لینا ضرور ہوا بس یہ سنتے ہی تمام فوج تلوارین کھینچ کھینچ کے آپڑی ادھر دیوانے نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اور چوبدست سنبھالی جس پر ہاتھ مارا پرا نتھا ہو کے رہ گیا لوگ شور کر رہے ہین کہ مار لو اس کو جانے نپائے دیوانے نے پشت کی حفاظت کے لئے تو ایک درخت کی آڑ پکڑ لی ہو اور قدم جمائے کھڑا ہو جو آگے بڑھا ایسا ہاتھ مارا کہ عدم کو پہونچا لوگ برس کر کرکے آتے ہین مگر قابو نہین پاتے ہین دیوانے نے دو پہر تلوار کی اب ہاتھ بھی شل ہوگئے ہین اور پاے ثبات مین لغزش پیدا ہوگئی ہو کفار اپنی کثرت کے باعث خوف نہین کھاتے ہین ہر طرف سے کمندین بھی پڑ رہی ہین دو چار زخم بھی آگئے ہین مگر دیوانہ برابر نعرے کر رہا ہو اور لڑ رہا ہو اب قریب ہو کہ گرفتار ہوجائے دفعتاً جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا فوج کفار سمجھی کہ ہمارے ساتھ کے چھوٹے ہوے لوگ ہون گے لیکن جب وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے **ملوک بن مالک** اژدر چشم بیس ہزار دیوانون سے پیدا ہوے یہان آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دیوانے پر یورش ہو اور دیوانہ بہت زخمی ہو گرفتار ہوا چاہتا ہو بس انھون نے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بیحیا مین آپہونچا ارے ایک شخص پر یہ یورش یہ کہکے جو یہ پہلو کی طرف سے گرے ہین تو ہلچل ڈالدی اُدھر بیس ہزار دیوانے آکر گرے اور انھون نے قتل کرنا شروع کیا اُن کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہوگئی کہ مالک ہمارا گھرا ہوا ہو **ملوک بن مالک** نے آواز دی کہ اسے ملغاریل نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا **عمود خود سر** ایک پہلوان تھا اُس نے جو دیکھا کہ کمک آگئی بس اس نے اپنے بھائی **عماد گردن کش** سے کہا کہ تو اس جوان کو روک اور مین دیوانے کے قتل کو جاتا ہون **عماد گردن کش ملوک بن مالک** کی طرف چلا اور **عمود خود سر** دیوانے کی طرف بڑھا اول **عماد** سے اور **ملوک** سے سامنا ہوا **عماد** نے گرز مارا **ملوک** نے کلہ گرز کو شمشیر سے قلم کر کے ہاتھ تلوار کا کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے ادھر **عمود خود سر** نے دیوانے پر تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا دیوانے نے اُسی حالت مین چوبدست ماری کہ اُس کا بھی سر مثل کولہ ٹوٹا جہنم واصل ہوا مرتے ہی ان دونون سردارون کے فوج کے قدم اُٹھ گئے اور ان سب نے فرار پر قرار لیا **ملوک بن مالک** کئی کوس تک لڑتے اور بھگاتے چلے آئے دیوانہ گرمی جنگ مین لڑ رہا تھا ہاتھ رکتے ہی حالت دگرگون ہوئی غشی سی طاری ہوگئی ادھر لوگ اس کی چارہ سازی مین مصروف ہوے اُدھر **ملوک** جو فوج کفار کو بھگا کے پلٹے تو انھون نے خیمہ برپا کیا کہ شام ہوگئی تھی اور کثرت زخم سے دیوانہ اس قابل بھی نہ تھا کہ اسے لے چلتے رات بسر کی صبح کو تمام خزانہ چھکڑون پر بار کر کے دیوانے کو قفس مین ڈالا اور جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور اب پھر سلسلہ بیان کیا جاتا

دو کلمے داستان فتنہ جادو بن فتانہ جادو کے بیان کئے جاتے ہین

خدا رکھے ہو رونق تم سے میری بزم ماتم کی
سنی جس نے کہانی ایک دن میری شب غم کی
مزاج یار کر دیتی ہو برہم وقت آرایش
ستایا کرتی ہو تا صبح تنہائی شب غم کی

وہی غم غم ہو دنیا مین خوشی ہو جس کو جس غم کی
نہین شام ایسی کوئی ہو نہ جس کی صبح عالم مین
مگر اب حد سے شوخی بڑھ گئی اُس زلف پرخم کی
اثر کرنا تھا اُسکے دل مین اے آہ رسا مجھکو

تڑپنے مین بسر کین اُسنے اے ظالم کئی راتین
یہ کیون ناپید ہو یارب سحر میری شب غم کی
مرے پہلو کو خالی پاکے تم سے ہجر مین کیا کیا
مجھے کیا بن گئی زنجیر اگر تو عرش اعظم کی

مقدر اے صنم سیہ صانہ ہوگا مجھسے عاشق کا وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی	نہ جائے گی کبھی ہرگز ترے ابروے پرخم کی لپٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تابان	اُٹھنا نیند کا میرا تڑپنا دل کا گھبرانا کسی دن اے منیر لیکن اگر تقدیر کچھ چمکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران **فتانہ جادو** نے اپنی دختر **فتنہ جادو** کو بھی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل مین بھیجدیا تھا اس نے بیس برس مین علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی مان کے اشتیاق دیدار مین چلی تھی جس وقت بیابان سرگردان مین پہونچی تو یہان سناٹا پایا لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اُس کو مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار مین ہے بس یہ سنکے آنکھون مین اس کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بولی اگر نہ مارا اپنی مان کے قاتل کو تو کچھ کام نکیا یہ خیال کرکے یہ وہان سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ مین رحمدل ہون اور نہین چاہتی کہ کشت وخون ہو اور ریگتا ہون کے خون سے اپنے ہاتھ بھرون لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری مان کے باندہ کر میرے پاس بھیجدو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم مین قلعہ کو تاخت و تاراج کردونگی یہ نامہ **فتنہ جادو** نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے ہوے قلعہ مین آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہان شاہزادہ **سکندر ستم خو** دنگل شوکت پر متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا **سکندر** نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون ملکہ **فتنہ جادو** کا نامہ لایا ہون **سکندر** نے نامہ طلب کیا اس نے بسبب ناواقفیت کے نامہ **سکندر** کے ہاتھ مین دیدیا **سکندر ستم خو** نے نامہ کو پڑہا مضمون نامہ کو دیکھکر بہت ہنسے لوگون نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا **سکندر** نے فرمایا کہ جس ڈکانہ کو مین نے مارا ہے اُس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور تم لوگون سے مجکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کردو یہ سنکے جوانان اسلام برہم ہوے اور کہا کہ اس ڈکانہ کو قضا اُس کو گھیر کے لائی ہے اے شہریار ہماری زندگی مین کیا مجال ہے اُس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھے یہ سنکے **سکندر** نے کہا کہ پھر جو چاہو جواب تحریر کردو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ساحر نامہ کا جواب لیکر **فتنہ جادو** کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس **فتنہ جادو** نے برہم ہوکے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوایا اور قلعہ کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹگئے تو **فتنہ جادو** میدان مین آئی اور اسنے کچھ اسم سحر پڑہکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر **فتنہ جادو** کو دیا **فتنہ جادو** نے کچھ اسم سحر پڑہکر وہ گلدستہ اُسی پریزاد پر کھینچ مارا کہ جسم مین پریزاد کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ ہوکے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے برتبہ صاحبقرانی شاہزادہ **سکندر ستم خو** کھڑے ہوے تھے اس شعلہ نے آکر گرد **سکندر** کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہو جاتے تو شعلہ جسم سے **سکندر** کے لپٹ جاتا اور جلا کے خاک کردیتا مگر اُسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ **سکندر** کو لے کر بلند ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم ملکہ **طناز جادو** شعلہ بھی پنجہ کے ساتھ بلند ہو کر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے کے کردیا شعلہ اندر شیشہ کے اُتر گیا پریزاد شیشہ لے کے روانہ ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن **طناز جادو** جو **سکندر** کو لے کر چلی تو اپنے باغ مین آئی شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور لخلخہ زلف معنبر کا سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا اے ملکہ تم مجھے تو لے آئین مگر وہان میرے عزیزون اور رفیقون کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو مین صاحبقران کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہون گا **طناز جادو** نے کہا کہ اگر قضا ہی اُن کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہین ہے

اور اگر قضا نہین ہے تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہے مین نے اُسکے کائنات کا سحر تو اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن یہ ساحرہ نہایت سخت ہے اس کا مارا جانا ممکن نہین ہے ورنہ مین تمکو لے نہ آتی تمھارے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہے کہ اس نے بارہ برس کے ریاض مین ایک سحر ایسا تیار کیا ہے کہ رد اُس کا کوئی نہین جانتا ہے اور اپنے کو اس نے طلسم بند کر کے بیضہ حیات اپنا بنایا ہے اور طاؤس جادو کو اُس بیضہ کا نگہبان کیا ہے جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئیگے مارا جانا فتنہ جادو کا ممکن نہین ہے اور طاؤس جادو کوہ ابیض پر رہتا ہے ہر وقت اُس بیضہ کی حفاظت مین مصروف رہتا ہے اگرچہ میری بہن ہے لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہے میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اُس پر عاشق ہوئی اور اُس کو لے گئی بعد اُس کے اور ایک شخص کی محبت مین اُسے بھی مار ڈالا جیسی اس کی مان تھی ویسی ہی یہ بھی ہے لہذا مین آپکو کوہ ابیض کی طرف لے چلتی ہون اگر طاؤس جادو کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہے ورنہ ممکن نہین فرمایا جلد چلو طناز جادو نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کے ساتھ ہوئی اور شرارہ جادو سے کہا کہ اگر شاید فتنہ جادو یہان آجائے تو اُس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ مین باغ مین نہین ہون شرارہ جادو نے کہا حضور اطمینان رکھین مین آپ کی تصویر لا کے لگا دون گی طناز جادو تو شاہزادہ سکندر کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی اور یہان شرارہ جادو نے باغ کا انتظام کیا جو بروقت ظاہر ہوگا لیکن حال فتنہ جادو کا سنیئے کہ اس کو طناز جادو کی اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہدیا کہ تم سب رفیق ہو اُس شخص کے جو میری مان کا قاتل ہے دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیئے لیکن پہلے اُس باغ کو تاراج کر آؤن جہان میرا دشمن ہے پھر آ کے تم سے سمجھون گی یہ کہکر اس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لئے اور تیس ہزار جادوگرون کو اُسی مقام پر چھوڑا کہ مین کل ہی باغ کو مٹا کے آجاؤنگی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ مین سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پائے اور دوسری روایت یہ ہے کہ فتنہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہو گیا تاکہ اہل قلعہ مین سے کوئی جانے نہ پائے یہان کا تو اس نے یہ انتظام کیا اور آپ دس ہزار ساحرون سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہو گئی وہان شرارہ جادو کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا یہ دروازہ باغ پر کھڑی ہی تھی جیسے ہی اس نے دیکھا کہ ابر ہفت رنگ اٹھا ہے یہ سمجھ گئی کہ فتنہ جادو آتی ہے بس یہ اڑ کر جانب صحرا چلی گئی اور ایک درخت پر پتون کی آڑ مین بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہے فتنہ جادو نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا کہ تمام ابر نے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ ہاے آتش اور سنگہاے سخت کی ہونے لگی تمام باغ مین آگ لگ گئی دھو دھو جلنے لگا عندلیبان چمن بیتابی کی حالت مین چاہتے تھے کہ اُڑ کر باغ سے باہر نکل جائین لیکن طائر اُڑ کے جلا اور اُس پر شعلہ چمک کے گرا کہ طائر طائر آتشبازی ہو گیا فتنہ جادو علیحدہ کھڑی ہوئی کچھ اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور دلے ماش رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی اور شرارہ جادو سب تماشے دیکھ رہی تھی یہانتک کہ پہر بھر کے عرصہ مین تمام باغ جل کے خاک ہو گیا جب فتنہ جادو کو اطمینان ہو گیا تو اس نے وہان ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی کہ یہان کا تو خاتمہ ہو گیا یقین ہے کہ طناز اور سکندر سب جل کے خاک ہو گئے ہون گے اب چلکر ان سب کو قتل کرون

دو کلمے داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم خو کے بیان کئے جاتے ہین

مرے ساقی خدا کو کدھر ہے
جگر برماتی ہے کوئل کی کو کو

مجھے اب بادہ کش کی کچھ خبر ہے
دیے جاتے ہیں بھر بھر کے ساغر

گھٹا گھنگھور چھائی ہے ہر اک سو
کہ دور چرخ گردان سے ہون مضطر

یہ مرکب پر سوار چلے جاتے ہین اور طناز جادو طاؤس سحر پر سوار ہے ہوا پر ملکہ کا طاؤس اُڑا چلا جاتا ہے اور شاہزادہ

کا مرکب زمین پر ہی جاتے جلتے شام ہوگئی ایک صحرا میں تھے کہ طناز جادو نے طاؤس سحرا پنا زمین پر اُتارا اور خیمہ
سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجئے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا مجھے تم صحرا
میں رہنے دو ملکہ نے ہرچند اصرار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا آخر طناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہو رہی شاہزادہ
نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمہ آب تھا اُس سے وضو کرکے نماز پڑھی کچھ پھل درختوں کے نوش کرکے آرام
فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کوہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ
تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجئے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے
ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پر فضا تھا رات اُس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق
ومعشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجائیے
بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اُس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اُس گنبد
کی طرف جانے کا قصد کرینگے تو طاؤس آواز دے گا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیئے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے
تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلہ کمان میں تیر پیوستہ کر لیجئے گا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے
ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ چلیئے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولے گا تو دہن سے اُس کے
ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلے گا آپ کو چاہیئے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجئے اتنی
جلد کہ منقار طاؤس کی بند ہونے پاوے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اُس کی منقار میں در آئے تب تو مفر ہے ورنہ وہ
شعلہ آپ کو جلا دے گا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر مارینگے تو تیر جل کے
خاک ہو جائے گا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئے گا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اُس طاؤس کو اور
اگر قضا ہے تو جو مرضی خدا کی طناز جادو تو بہت ہی گڑگڑی اور بلند ہو گئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو جو کچھ مجھ سے
ہو سکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پا پیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ کوہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت
سڈول ہے قلۂ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادے نے کوہ کی سیر کی جب تک
شاہزادہ معروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں
ہے اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائے گا مارا جائے گا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر
تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر آگے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرہ ہو گیا ہے ورنہ مارا جائیگا
پھر بھی شاہزادے نے سماعت نہ کی نصف قدم پیچھے ہٹا کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے
پر تیار ہو جا کہ تو سر حد قضا میں آگیا یہ کہتے ہی دہن سے طاؤس کے شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا
اُدھر تو شعلہ کا سناٹا پیدا ہوا ادھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھلی تھی بند ہونے پائی تھی
کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان بن گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہو گیا مرتے ہی
اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من طاؤس جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے دہن سے
گدی تک ایک زخم ہے ملکہ طناز جادو زمین پر اتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا تیر انداز ہوتا
نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجئے اُس میں سے ایک ڈبیا نکلے گی
اُس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور صندوقچی
نکال کر اُس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھکر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو کُنڈے
سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طناز جادو نے کہا اے شہریار غیر ممکن ہے آپ آزمائش کر لیجئے پہلے سکندر نے قفل پر

ہتھوڑا لاؤ اور زور کیا قفل نہ ٹوٹا سکندر کو شرمندگی سی ہوئی دوڑکر دروازہ پر گرز مارا کہ دروازہ توڑدوں سکندر کی وہ ضرب جس سے تمام کوہ ہلگیا مگر دروازہ نہ ٹوٹا ملکہ نے کہا غصہ آپ کا بیکار ہے یہ کارخانہ سحر کا ہے فرمایا یہ گنبد بھی سحر کا ہے طناز جادو نے کہا کہ یہ گنبد تو سحر کا نہیں ہے مگر سحر بند ہے اگر یہ کنجی نہ دستیاب ہوتی تو نہ یہ قفل کھل سکتا نہ دروازہ کھلتا شاہزادہ نے قفل دروازہ کا کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بیضہ برابر بیضہ مرغ کے رکھا ہوا ہے شاہزادے نے اُس بیضہ کو اُٹھالیا اور دروازہ کو پھر بند کردیا اور مرکب پہ سوار ہوکے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے اور ملکہ طناز جادو بھی اسی طرح طاؤس سحر پہ سوار ہوکے بالائے ہوا اڑتی ہوئی چلی اول باغ آتش بہار میں پہونچی دیکھا ملکہ نے کہ تمام باغ میرا اجلا پڑا ہے اور شرارہ جادو ایک شاخ درخت پر قمری بنی بیٹھی ہے شرارہ نے جو اپنی شاہزادی کو آتے دیکھا حاضر ہوئی اور ملازمت حاصل کی اور سارا ماجرا باغ کے جلنے کا بیان کیا ملکہ نے کہا مجھے باغ کے جلنے کا غم نہیں خدا کا شکر ہے کہ تجھے زندہ پایا اب انشاءاللہ جب خدا فتحیاب کرے گا اُسوقت باغ کو پھر سے آراستہ کریں گے یہ کہکر جانب قلعہ سنگین حصار چلی شرارہ جادو نے کہا کہ اب میں بھی حضور کے ساتھ چلوں گی طناز جادو نے ابر طاؤسی رنگ تیار کیا اور اُس ابر میں آپ مع شرارہ جادو پوشیدہ ہوکے چلی اور شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پہ سوار ہوکے روانہ ہوئے یہ تو برائے قتل فتنہ جادو جاتے ہیں اب فتنہ جادو کا حال سنیے

دو کلمہ داستان فتنہ جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

مرے حال پر رحم کر ساقیا — کہ ہوں دختر رز پہ میں مبتلا
ہے فتنہ سی جادو سے منظور جنگ — وہ مے دے دکھادوں جوانی کا رنگ
بجلادوں میں نیرنگ جادو اُسے — نہ آئے نظر کوئی پہلو اُسے
زمانے میں ہے دھوم اس تیغ کی — یہی سر برآوردہ ہر دم رہی
پلا دے تو بھر بھر کے دو چار جام — کہ غم دور ہو جائے ہوں شادکام
لڑوں آکے میدان میں یوں فتنے سے — کہ عالم میں اک تہلکہ سا پڑے
مری تاب طاقت سے ہو جائے دنگ — بڑھاپے میں دکھلاؤں وہ رنگ ڈھنگ
وہ فتنہ اگر ہو قیامت ہوں میں — سراپا غضب اور آفت ہوں میں

جب یہ باغ کو جلا کر لشکر میں پہونچی تو اس نے طبل جنگ بجوادیا ہرکارے دوڑے ہوئے خدمت میں شاہزادہ محتشم بن ہاشم اور سہراب ثانی وغیرہ کے پہونچے اور عرض کی کہ فتنہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جوانان اسلام نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اس لئے کہ ان کو یقین ہوچکا تھا کہ اس لکاتہ کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے نہ صاحبقران ہیں کہ اسم اعظم پڑھکر سحر کو باطل کریں گے نہ کوئی ساحر زبردست ہماری کمک پر ہے نہ وہ لشکر اسلام کے عیار موجود ہیں جنھوں نے بڑے بڑے ساحروں کی دل کی دل ہی میں رہنے دی ارمان بھی پورا نہونے دیا ہر ایک نے غسل کیا نماز میت پڑھی کفن پہنا صبح کو میدان میں پہونچ پہونچکر صف آرا ہوئے اُس طرف فتنہ جادو اپنے چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوئی اور پکاری کہ کیوں اے خداپرستو کیا ارادہ ہے یا تو اطاعت ہماری اختیار کرو یا آمادہ مرگ ہوجاؤ کہ ایک سحر میں تم سب کا خاتمہ کردوں گی یہ سنکے جوانان اسلام نے سخت سست کہا کہ او لکاتہ کیا مجال ہے تیری کہ بغیر حکم خدا کسی کا بال بھی بیکا کرسکے یہ سنکے فتنہ جادو ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ جواب تم نے اچھا نکالا ہے جس میں حکم خدا کی شرط لگادی تمھارے سردار کو تو میں نے اُس کی معشوقہ سمیت پھینک دیا اب تمھاری باری ہے یہ کہکر میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد ہاتھ میں پنجرہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اُس میں نہ کوئی طائر تھا نہ مرغ خالی پنجرہ تھا لیکن بلبلوں کی آواز چلی آتی تھی فتنہ جادو نے وہ خالی پنجرا ہاتھ سے پریزاد کے لے کر کچھ اسم سحر پڑھا اور کھڑکی کھولی ایک بھرا ٹاٹا لالوں کا نکلا اور غول باندھکر سر پہ فتنہ جادو کے تاوے لگانے لگا پس فتنہ جادو نے چند دانے رائی کے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر پھینکے وہ سب لال زمین پر آگئے دانہ کھایا اب فتنہ جادو نے اپنا دوپٹہ ہلانا شروع کیا تمام لال دانہ کھانے کے بعد پھر پھرا مارکے اُٹھے اور ایک تاوا تو سر پر فتنہ جادو کے لگایا اور اب جو اُنھوں نے لشکر اسلام کا رخ کیا تو پھر پلٹ کے نہ دیکھا اہل اسلام حیران تھے کہ یہ لال کیسے ہیں ان تمام لالوں نے

آکر قلعہ کی فصیل پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف محو ہو گئے بس اب جو یہ پھر اٹا مار کے اُڑے تو لشکر اسلام پر
سایہ ڈالتے ہوئے سامنے **فتنہ جادو** کے آئے جن لوگون پر سایہ ان جانورون کا پڑا وہ تو پتھر کے ہو گئے اور جن پر سایہ
نہ پڑا صرف آواز سنی تھی وہ بیخودی مین جھوم رہے تھے لالون نے پھرتا وا لگایا اور جانب لشکر اسلام آکے اسیطرح سات پھیرے
کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہو کے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر ساٹ کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ مین آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اولوالعزم جو اس کے پہلو نشین
تھے وہ آکے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ مین لٹکا دیا گیا اور صحبت راگ رنگ کی قائم ہوئی میدان مین تمام لشکر شاہزادہ **سکندر**
رستم خو کا پتھر کی تصویرین بنا ہوا کھڑا تھا اور یہان بارگاہ مین جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت مین گذرے چوتھے روز
مصاحبون نے عرض کی کہ اب یہان سے تشریف لے چلئے یہان قیام کرنے سے کیا فائدہ ہے **فتنہ جادو** نے کہا کہ سات روز تک
اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان پر سے سحر اُتار سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہینگے کوئی ان کی
اعانت نہ کر سکے گا اب چوتھا روز ہے اور پنجرہ اُس کے ہاتھ مین ہے اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند
ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگفتہ ہوا اور شاہزادہ **سکندر رستم خو** نہایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھکر
سکندر کو **فتنہ جادو** متعجب ہوئی کہ یہ کہان سے آگیا اسے تو مین باغ آتش بہار مین پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم
ہو کر آئی اُدھر شاہزادہ **سکندر رستم خو** نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا تو صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے
قیامگاہ پر جمع ہین حیرت مین آئے قریب لشکر آکر آواز دی کہ تم لوگ کیون صفین باندھے کھڑے ہو کوئی جواب نہ پایا **سکندر** نے
پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو **سکندر** قریب آئے دیکھا تو کسیکی آنکھ کو بھی حرکت نہین ہے ایک آدمی کا بازو پکڑ کر ہلایا
جب بھی کسی کو خبر نہوئی گھوڑون پر خیال کیا تو وہ بھی سب کے سب تصویر بنے کھڑے ہین **سکندر** نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور
کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمین بھی ساتھ اپنے نہ لیا خیر نہ گھبراؤ راستے مین ہمارا انتظار کرنا
ہم بھی بہت جلد آتے ہین صرف تمہارے دشمنون سے قصاص لینا ہے اس مین جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر
فتنہ جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہان ہے وہ لکاتہ جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے **فتنہ جادو** نے کہا
کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو مین نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہو کے آگیا **سکندر** نے فرمایا کہ مین تیری جان کا ملک الموت
ہو کے آیا ہون جس طرح تیری ماں لکاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھکو بھی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا آسمان نے یہ سنکے **فتنہ** غصہ مین **سکندر** کی طرف
بڑھی اور ترنج جھولی سے نکال کر شاہزادے پر کھینچ مارا شاہزادے نے ترنج کو اُسی بیضہ پر روکا بیضہ ٹوٹا اور بیضہ سے ایک
باز سپید پیدا ہوا اور **فتنہ جادو** کی طرف چلا **فتنہ جادو** باز سپید کو دیکھکر گھبرائی جلدی سے کمر کی پنجرے کی کھولی لالون کا غول نکلا
باز نے لالون کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے **طناز جادو** اور یہ دونون باغ مین نہ تھے اور بیضہ
قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس طرح منہ پر چڑھ آیا ورنہ یہ تو سحر سے آگاہ نہین ایک ترنج اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز
سے جان میری بچانا دشوار ہو گئی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اُسے رد کر دیتا تھا اس اُلجھاوے کو دیکھکر **ملکہ طناز جادو**
نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجئے باز کو کہ کھا لے اس نجسہ کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کرے گا اسی کے وار رد کئے جائیگا
بس سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ اے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان ہماری ہے بس یہ سنتے ہی
باز کندے سے پور کر چلا **فتنہ** نے **طناز** کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہین نہ یہ شریک ہو جاتی نہ یہ انجام ہوتا بس
اس ہونے پر پروانے بیدلی کے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا اُدھر **طناز جادو** نے اپنے ابر طاؤسی رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر کڑکڑ اکر
لشکر پر گرا اور مشعل سر جوش کے ہو گیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم مین **فتنہ جادو** کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے
لشکر پر گری جس کا جسم اس کے جسم سے مس ہو گیا اُس کے جسم مین بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگا **فتنہ جادو** تڑپتی پھرتی تھی
اور باز پیچھا نہین چھوڑتا تھا دو ایک چکرون مین باز کا قد بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے **فتنہ جادو** کو پنجہ مین دبایا اور زمین پر

لایا مغز سر نکال کے کھا گیا او رہمہ تن شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کہ سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحرون کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش مین آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوڑے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال مین تھے انھون نے عرض کی کہ ہمین ایک غنودگی سی آگئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز روز عید تھا لاشین ساحرون کی اُٹھوا کے پھکوا دین اور جلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ مین آویزان کیا گیا اتنے مین گرد اڑی اور مملوک بن مالک مع دیوانہ بلغار آکے پہونچے انھون نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ مین محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوے۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان وحکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر مین آتے ہین

غزل کلیجہ منہ کو ترا فوراً اے عدو آئے
نہ جذب کھینچکے لاے نہ کھنچ کے تو آئے
شروع عشق مین آئی ہرگز تو آئے نگہ
حلال کرنے کو بلبل کے تا گلو آے
یہ دھیان محبت مین لے کے مزاج جنگجو رہے
گرہ مین باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
جگر کے خون سے بھی سینچا زمین دل ہی مگر
بھرین ہم اشکون سے خالی اگر سبو آئے
چمن مین شوق سے وہ سونگھتے تو ہین لیکن
انھین کبھی نہ دل آزاری عدو آئے
ہے میہمان کی تعظیم درد کو لازم +
نقاب ڈال کے منہ پر وہ ماہرو آے
فصاحت اُس کو مین سمجھاؤن جو نہ سمجھے شعر
کہ باز آمدم بہ سر داستان ۔

مری طرح جو شکنجہ مین غم کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نہ لئے دل مین آرزو آئے
کسی کے دل مین مرے سامنے خدا نکرے
بل ابروؤن پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کسین حلال کرین چھپ کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ تجھ مین پھل اے نخل آرزو آئے
جو بحر علم مین غواص ہو تو اے جاہل
چڑھائین تیوری جو غنچہ کے منہ سے بو آئے
خوشی خوشی مین اُدھر فرش رہ کرون آنکھین
ہمارے دل مین یہ اٹھے حباب آرزو آئے
ثناے حضرت پیر مغان کرے جو رند
سخنورون کی جو محفل مین عیب جو آئے

تجھے یہ چاہیئے خود ہی بہ آبرو آئے
ذلیل ہونے گئے تھے بہ آبرو آئے
خزان مین تیغ نے گر چمن مین سوکھی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
ہے قول گوہر غلطان میان بحر جہان
انھین کے کوچہ مین بہہ کر مرا لہو آئے
وہ بادہ خوار ہین ساقی کہ انجمن مین تری
ضرور ہاتھ ترے دُرِّ آبرو آئے ۔
اگر ہزار طریقون سے مین سکھاؤن بھی
قدم قدم مرے گھر جس طرف سے تو آئے
ہو خواستگار عیادت ہو دلفگار کوئی
شراب پیکے نہ اُس کے دہن سے بو آئے
بیا بشنو اے ہمدم بر استان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لئے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران رابع کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک چٹکا اور اُس مین سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہوگیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اُسی غم و غصہ کی حالت مین اپنے مصاحبین سے کہا کہ پہلے تو مین نے یہ قصد کیا تھا کہ لاکھون جانین میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہون اسی سبب سے مین نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اسکی ہربتون سے اہل اسلام تنگ آئین گے تو خوف سے بھاگ جائین گے لیکن انھون نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہون مین زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو بردہ ہستی پر زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری ہماری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازے سے نکل کر جائین گے اور بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کرین گے ملازمین پیش خیمہ لے کر چلے بعد کو حکیم ایک بوچے پر سوار ہو کے روانہ ہوا لیکن یہان کی

حالت سنیئے کہ صاحبقران تو لقاقب مین تاریک تیرہ رو کے گئے ہوے تھے اور یہان اہل اسلام دھوین مین گھٹ رہے تھے نفس تنگی کر رہا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائین دل سے دعا کر رہے تھے منھ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منھ کھلا اور دھوان منھ مین بھر گیا مگر دعا تو وہی ہی جو دل سے ہو یکایک ایک ہوا سے تندیلی کہ وہ تمام دھوان منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور نوبت بجان تھے وہ اپنے ہوش مین آئے شکر خدا بجا لائے عاقلون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران ذیشان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران مین روانہ ہوے تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہرکارے تلاش مین چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا اور کچھ لوگون نے آکر پہلے خیمہ برپا کیا اور بعد اُس کے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانون کے گرد خیمے کے قائم ہوے اتنے مین سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوجہ سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ابتک تو مین نے طرح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لے کے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا یہانتک کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب مین یہ کہتا ہون کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جایئے اور یا طبل جنگ بجوایئے اگر مین نے ایک ہی روز مین تیغ خود اور گردن کپ کے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ پایا آپ نے اُس قتال ہوش ربا نقابدار شنجر فی پوش کو دیکھا ہی یا نہین کہ اُس نے دم بھر مین کیا حال کر دیا اگر مین چاہتا تو اُسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا مگر مین نے طرح دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائین مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ لوگون کو آپ کی قضا گھیر کے اس وادی مین لائی ہی یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب باصواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کا لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان ہرکارون نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم اشراق حصار طلائی کے باہر آیا ہی خیمہ اُس نے برپا کیا ہی اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہی یہ سنکے بادشاہ نہایت پریشان ہوے کہ صاحبقران موجود نہین ہین جواب نامہ کا کیا دیا جائے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق روشن ضمیر کا حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی فرمایا بلالو نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے سب عجب بارگاہی عجب گیرودار ، تو گوئی کہ یک عرش کرسی ہزار ، دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سرداران صف شکن اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے اکڑ رہے ہین عیار خشت طلائی پر کھڑے ہین ایسا رعب چھایا کہ نامہ دار بدحواس ہو گیا سنے نہین ایسا دربار کاہے کو دیکھا تھا اس کے ہوش اُڑ گئے مجرائی نے مجرا کرایا نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اُس نے باواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوے بادشاہ اسلام نے سر زانو تفکر پر سنوڑایا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ حکیم اشراق روشن ضمیر سے مہلت طلب کی جائے یہ سنکے شاہزادہ تیمور شیر پیکر نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کرین گے تو مین خودکشی کر لون گا اگر صاحبقران موجود نہین ہین تو جان نثاران صاحبقران تو ہین حضور جواب جنگ تحریر فرماوین کسی سردار نے طنز سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہی لیکن نقابدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہی اس لئے کہ نقابدار بلائے بد ہی اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اُس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہی کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنکے تیمور کو غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہین اگر اس نے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائے گا اس لئے کہ اگر نقابدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائے گا تو صاحبقران کو کمال صدمہ ہو گا بجبر الزام آئے گا کہ آپ نے تیمور کو ہاتھ سے گنوا دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہی کہ اسوقت صاحبقران نہین ہین تو قائم مقام صاحبقران موجود ہی اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے مین تمہاری رائے کے موافق جواب لکھے دیتا ہون لیکن یہ اجازت نہین دیتا کہ طبل تمہارے نام پر بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد میدان مین آکر ٹوکے اُسوقت مین منع نہ کرون گا اور یون ہرگز تمہین جانے نہ دون گا یہ فرما کر پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیدیا نامہ دار نے جاکر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھکر نہایت غیظ وغضب مین آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور ساماں مختصر ہر قسم کا لائے تھے انھون نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی نقارے گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ نقارۂ رزم بجا ہی اہل لشکر پریشان ہوے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی صاحبقران بھی موجود نہین ہین کہ اسم اعظم پڑھکر بلاے سحر کو دور کرین گے اور اگر سحر نہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جاچکا ہی اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا انتشار تمام لشکر مین تھا لوگ آپس مین بغلگیر ہو رہے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کر رہا تھا لوگون نے غسل کر کر کے کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتہ تیغ ادا ہونا ہی وہ قتال ہوش رُبا نقابدار سنجرفی پوش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی بلا ہی اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہو سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہی یہان تو یہ حالت ہی اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے ہوے ہین کہ مین مقابلہ کو نکلون بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات مین بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طائر آشیانون سے نکل نکل کر فکر آب ودانہ مین روانہ ہوے چرند چراگاہون کی جانب چلے اہل اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان مین آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب انام دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ ہمین دیکھنا ہی کہ آج تمھارا خدا تمھاری جان کیونکر بچاتا ہی سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدھ نے بڑھکر آواز دی کہ او مرتد مردود تو تو کافر ہی نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہین ہی تو خدا کو کیا پہچانے گا اب تک تو ہمین تیرے مقابلہ مین ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمہ کفر بولا ہی کہ یقین ہی خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھ پر کوئی نہ کوئی آفت ارضی وسماوی آیا ہی چاہتی ہی اور خدا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہین گے غرضکہ بعد فراغ طاعت معبود تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ فشون فشون میدان مین آکر برے جا جا کے کھڑے ہوے تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا چونکہ تیور تیمور کے بد تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تمکو روح وجان سمجھتے ہین اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمھین ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دین اُس وقت تک میدان مین جانے کا قصد نہ کرنا ہان اگر حریف تمکو ٹوکے اُسوقت تمھین اختیار ہی تیمور مجبور ہوگیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق کھڑے ہوے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو بہادرون نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑین اور خاتمہ کر دین مگر آداب بادشاہ سے رکے اُدھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو مین بھی نقابدار کو طلب کرون جب ادھر سے کوئی نہ نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو آئے ہو یا لڑنے کیون نہین میدان مین نکلتے یا اگر خوف زدہ ہو تو اب بھی یہان سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو بُرا جانتے ہین پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان مین آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہان سے بھی کوئی غازی مقابلہ کے لئے پہونچ جائے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو ہمین مبارز بھیجتے ہین یہ کہکر اُس نے جانب صحرا دیکھکر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار سنجرفی پوش گھوڑا مارے چلا آتا ہی صورت اس نقابدار کی دیکھکر لوگون کے رنگ اُڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہی خدا اس سے محفوظ رکھے نقابدار میدان مین آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش رُبا یہ لوگ نہایت سرکشی پر ہین آج ہی ان سب کو مٹادے کہ انھون نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہی اور بھائی تیرا تیرہ تاریک روان کے ہاتھ سے مارا گیا ہی قصاص خون لینا برادر کا ان لوگون سے ضرور ہی بس یہ سنتے ہی نقاب دار نے نقاب اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھین اب کون آتا ہی سرکار سے واسطے دریافت

حال کے روانہ ہوئے اتنے مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان اس شان و شوکت
سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار ہاروت جادو پادشاہ ساحران
تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھکر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر با توقیر کو لے کر لشکر مین آئے نقارہ
شادمانی پر چوب پڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اتار لیا
بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ مین حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنون گا ان باتون مین
بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ ہے اس کو انتظار گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر آمد صاحبقران
کی خوشی کر رہا تھا اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ خیر امیر کے آنے سے تمھین ایک روز
کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو یا رات بھر مین صحرا خالی کر دو یا آمادہ مرگ ہو یہ کہکر نقابدار سے کہا کہ خیر
ایک روز کی مہلت انکو دو اور دو نقابدار تو حکیم کو سلام کر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور حکیم اشراق روشن ضمیر خیمہ مین داخل
ہوا لیکن جس وقت نقابدار جانب صحرا چلا ہے تو طیفور بادیہ گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤن تو اس نقابدار کا راستہ ہی مین
خاتمہ کر دون لیکن کچھ دور جا کر نقابدار تو نظرون سے غائب ہو گیا طیفور بادیہ گرد اس امید مین دور تک چلا آیا کہ نشان
سم مرکب تو پائے جائین گے جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیار تیمور مہتر شاہور شیر دل نے
خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور
یہ سب عیار اس فکر مین چلے کہ کسی طرح قابو پائین تو حکیم کو مار ڈالین یہ تو اس فکر مین جاتے ہین اور وہان شام ہوتے ہی
حکیم اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ مین جا کر باطمینان تمام سو رہا یہان عیاران اسلام مین سے چند عیارون
نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتین تبدیل کر کے عیاری کی فکر مین چلے جس وقت قریب خیمہ کے پہونچے تو دیکھا کہ
جو لوگ گرد خیمہ کے ہین وہ بھی پڑے سو رہے ہین اب یہ اور خوش ہوئے کہ کام بنجائے گا یہانتک کہ گرد خیمہ کے عیار پہونچے
قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہو سکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر در نہین آتا اب ان لوگون
نے سوہن سے ریتنے کا قصد کیا سوہن چٹک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھین دیکھا کہ ایک
اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے شاہور نہایت جھنجلایا اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمہ کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دون
اژدہا اُس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انھون نے یہ صلاح کی کہ اب ہمکو تو ہر طرح مرنا ہے
اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازمون کو ختم کر دین کچھ تکلیف تو اسے بھی پہونچے یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمہ کے
سو رہے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہین کسی پر خنجرون نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار
بھی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہان سے راہی ہوئے راستے مین خندق نقب زن
اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا
چاہتے تھے زمین آہنی ملتی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہین ہے اگر آج کا دن خیریت
سے گذر گیا تو پتیلیان بارود کی رکھکر پورا طبقہ اڑا دین گے شاہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکیم نہایت
ہوشیار ہے عمر بھی اس کی طرار معلوم ہوتی ہے ہم نے اُس کے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن قابو نہ پایا
خیر اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا ہے بھی تو ہمارے تمہارے ہاتھ سے نہین ہے یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ آئے
اور دونون طرف کی فوجین میدان آکر صف آرا ہو گئین اُس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا
پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھے مثل تماشائیون کے کھڑے تھے اس طرف سے
لشکر صاحبقران میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منجھلے سردارون کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی
فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان مین جانے کا قصد نہ فرماوین صاحبقران نے بھی فرما دیا تھا کہ آپ

بھی جلدی نہ کیجیئے گا حکیم ساحر نہیں ہی کہ سحر اُس کا آپ اسم اعظم سے رد کردیں گے غرضکہ عجب طرح کا انتشار لشکر میں تھا ہاروت جادو نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ یا صاحبقران اگر کوئی ساحر ہوتا تو اُس سے ہم مقابلہ کرکے فتح کی امید بھی کرسکتے تھے لیکن اس حکیم پر سحر ہمارا کارگر نہ ہوگا یہ بلاے بے درمان ہی یا صاحبقران ہم صرف اس غرض سے حضور کے ہمراہ چلے آئے ہیں کہ مرتبہ شہادت سے سرافراز ہوں اور جو کچھ گناہ اتنی عمر میں کئے ہیں اُن کا کفارہ ہو جاے صاحبقران نے فرمایا اے ہاروت جادو اگر تمھارا یہ خیال ہی تو اسیوقت تم چلے جاؤ میں مدد خدا کا محتاج ہوں اور کسی کی مدد نہیں چاہتا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم آپ کو اس بلا میں چھوڑکر چلے جائیں جو سب کا حال وہ اپنا حال مثل مشہور ہی کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر حکیم کسی ساحر کو بھیجے گا تو لطف آے گا مرنا تو برحق ہی آج نہ مرے کل مریں گے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے آفرین کی ہاروت جادو بھی ایک طرف اپنے چالیس ہزار ساحروں کو لے کے کھڑا ہوگیا حکیم اشراق نے ہاروت جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ اے ہاروت یہ مسلمان وہ ہیں کہ جنھوں نے ساحروں سے دنیا کو خالی کردیا جو مطیع نہوے اُن کو جان سے مارا اور جو مطیع ہوے اُن سے سحر ترک کرایا یہانتک کہ سحر کے مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو کیا سمجھ کے ان کا ہمدرد بنا ہی ہاروت جادو نے کہا کہ میں نے اطاعت اسلام اختیار کی جب یہ غیر ساحر ہوکر ساحروں پر حکومت کرتے ہیں تو بیشک خدا ان کا مددگار ہی اور برحق ہی اور وہی ان کو بچاتا ہی ورنہ بچ نہیں سکتے ابھی کل کی بات ہی کہ میں نے صاحبقران کو گرفتار کرکے پھونک دیا تھا مگر عیاران کا نقب لگاکر نکال لے گیا اور جس طرح صاحبقران میرے سامنے اسیر ہوکر آے تھے اسی طرح میں بھی گرفتار ہوکر سامنے صاحبقران کے گیا اگر دوسرا شخص ہوتا تو میری جان بخشی نہ کرتا اس لیئے کہ میں نے صاحبقران کے مارڈالنے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی تھی لیکن صاحبقران وہ عالی ہمت ہیں کہ مجھکو ہدایت اسلام کی اور قتل نہ کیا میں دل سے ان کا غلام ہوں جبتک دم میں دم باقی ہی امیر پر آنچ نہ آنے دوں گا حکیم ہنسا اور کہا کہ تو کیا کرلے گا کیا مجھسے واقف نہیں کہ میں کون ہوں ہاروت جادو نے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ تو بلاے بیدرمان ہی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ

ع - دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است * جبتک حکم خدا نہوگا تو کسی کا رونگٹا بھی میلا نہیں کرسکتا یہ سنکے حکیم کو غصہ آیا اور کہا کہ تماشا دیکھے گا تیرے سامنے ابھی ابھی سب کا خاتمہ کیے دیتا ہوں اگر یہ سب اپنے ہاتھ سے اپنے گلے نہ کاٹ ڈالیں تو عجب کی سند یہ کہکر اس نے دستک دی اور جانب صحرا دیکھا فوراً گرد اڑی اور وہی نقابدار شنجرفی پوش پیدا ہوا حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں اے ہاروت جادو اب تو نے اس نقابدار کو پہچانا ہاروت جادو نے کہا کہ خوب پہچانتا ہوں تو نقابدار کو حکم دے جیسے بھی جو ہوسکے گا کریں گے بس یہ سن کے حکیم اشراق نے آواز دی کہ اے قتال ہوش ربا اٹھادے نقاب اپنے چہرہ سے بس نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی ہنوز کسی کی نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑنے پائی تھی کہ ہاروت جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اسمیں سے دھوان پیدا ہوکر نقابدار کے چہرہ کا غازہ بن گیا وہ تاثیر باطل ہوگئی یا تو نقابدار کے جمال کا ہر شخص دیوانہ ہوجاتا تھا یا سب لاحول بھیجنے لگے بس یہ دیکھکر حکیم اشراق نے جانب فلک دیکھا ایک پرندا دست شیشہ آب لیئے ہوے پیدا ہوئی اور اس نے آکر چھینٹا پانی کا منہ پر نقابدار کے مارا وہ سیاہی غائب ہوگئی اور چہرہ نقابدار کا روشن ہوگیا ہاروت جادو تو جلدی سے پاؤں مارکر غرق زمین ہوگیا لیکن اہل لشکر ہاروت کی یہ حالت ہوئی کہ جس کی نظر چہرہ پر قتال ہوش ربا کے پڑی وہ محو و بیخود ہوگیا اور جھومتا ہوا چلا کہ ملکہ آفاق کیا حکم ہوتا ہی قتال ہوش ربا نے کہا کہ اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹو یا آپس میں لڑو بس یہ سنتا تھا کہ ساحروں میں گولہ ترنج نارنج چلنے لگا سحر ہونے لگے باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو مارے ڈالتا تھا ہر طرف آتش سحر مشتعل تھی ساحر آپس میں کٹے مرتے تھے اور قتال ہوش ربا پکار پکار کے کہہ رہی تھی کہ ہاں جانبازو لطف عشق یہی ہی کہ جو معشوق کے

اُس پر عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ مین قریب دس ہزار ساحرون کے کام آ گئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور نقابدار کے حائل ہوئی بس نقابدار نے تو پلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار حاجب ہے حکیم نے کہا کہ کیون نہین اس حصار کو توڑ دیتے یہان ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکۂ ابر کو قائم کیا اُس مین سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملاحظہ کیا بس میری حد یہین تک تھی کہ مین نے ان لوگون کو بیہوش کر کے جانین ان کی بچالین مگر جو اثر ان کے دل و دماغ پر ہو چکا ہے اسے مین نہین مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہے ہاروت جادو نے عرض کی کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہین کر سکتے ہین صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش کر کے قائم ہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برہمن نگر برہمن نگر لیں ہاروت کی نظر جیسے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھا گئی اور جھومنے لگا قتال ہوش مین آ یا پکاری کہ جن کو ہم قتل کراتے تھے اُن کو تو نے بیہوش کر کے بچایا اسی منہ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ مین نے بہت برا کیا اب جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کرنا ہاروت جادو نیمچہ سحر پکڑ کر چلا اور اُس نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہو سکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑادون کہ خضران نے عرض کی کہ ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہے اسی طرح آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگین گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہین دیکھا جاتا کہ یہ بے گناہ قتل ہو رہے ہین خضران نے کہا کہ دیکھیے اس کا انتظام مین کرتا ہون یہ کہکر خضران پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقیہ بیہوشی اُڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اُٹھ مقام پر گرا لشکر قتل سے بچگیا حکیم نے آواز دی کہ یہ عیار ہے جانے پائے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہین سے گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوگئے اب حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال آج روز قتل ہے سبھی دشمن ہین دوست ان مین کون ہے جسے چاہیے قتل کر سب تیرے شکار ہین لشکر اسلام مین سے ایک بھی باقی نہ رہیگا یہ سنکے تیمور نے بیچین ہو کے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا حوصلہ نکال لین بادشاہ نے منع کیا اُدھر قتال ہوش پر آ یا لشکر اسلام کی طرف برہمن نگر برہمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید چہرہ منہ سے لگا کر آواز دی کہ ایہا الناس نامحرم کا دیکھنا شرع مین حرام ہے سب اس کی طرف سے منہ پھیرے رہو آنکھین اپنی بند کر لو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا یہ سنتے ہی بہتون نے منہ پھیر لیے بہتون نے آنکھین بند کر لین حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقع مین تو بھی بڑا ذہین ہے اے خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑ کر میرے پاس چلا آ تو مین تیرا بڑا مرتبہ کرون گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم کر دون گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم مین نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے بچت کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے مین تجھسے چھوکرے روز پڑھایا کرتا ہون تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہین کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سخت ہے اب سوا تیرے کوئی سہارا نہین ہے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہے اور یہ لوگ آنکھین ڈر کے مارے نہین کھولتے ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے ایک مرگ چھالا اُڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان مین آئی نقابدار ایک مقام پر تھم گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوئے ہین داہنی اور بائین جانب درویش کے دو شخص نیچے ہاتھون مین لیے بیٹھے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہین اور بیچ مین جو مرد حسین ہین اُن کے چہرہ سے نور پیدا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے کچھ

پڑھتے چلے آتے ہیں انھون نے آتے ہی نقابدار کو ڈانٹا کہ او بیحیا نامحرمون مین منہ کھولے کھڑی ہی اس آواز مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ قتال ہوش رُبا نے جلدی سے بند نقاب درست کر لئے بس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشنضمیر پر پڑی پکارا کہ او بڈھے تو کس ارادہ سے آیا ہی درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سردارون کو لے کر استقبال کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے ملاقات کرا کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہان اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار مین گل سرخ رنگ دبائے ہوے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا گئے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیون مزاج کیسا ہی قتال ہوش ربا نے کہا کہ اچھی ہون کیا حکم ہی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ بس آج کے بعد تمکو زندگی بھر راحت ہی آج روز قتل خدا پرستان ہی جبتک ایک متنفس بھی باقی رہے اب میدان سے منہ نہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام کی طرف چلی یہان درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوے اور میدان کی طرف متوجہ ہوے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو نقابدار کو روک دے درویش نے کہا کہ مین نے جب نصیحت کی تھی اور اب بھی نصیحت سے باز نہ رہون گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہین ہی یہ کہکر قتال سے کہا کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آگئی ارے یہ شیطان ہی تجھے گنہگار خدا کرتا ہی اگلے درویش کے کلام نے کچھ تاثیر نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن عیش سے نہ گذارین لینے دل کو مارین یہ سن کے درویش نے کہا کہ تو شوہردار ہو کر غیر مردون سے بیحجابی کرتی ہی ہین کیا تیرا شوہر آپ تجھسے پوچھ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ ایک برات بجی ہوئی چلی آتی ہی ہوادار پر ایک نوشاہ سوار ہی آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہی بلکہ تمام لشکر عالم تحیر مین تھا کہ نقابدار بھی ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگا برات آتے آتے بیچ میدان مین پہونچی نوشاہ ہوادار پہ سوار تھا بس بیچ میدان مین پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان حسین ہی نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھکے پکارا کہ تجھسا بے حیا بھی عالم مین نہوگا کہ اپنی دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے مباح کر دیا ہی اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیون کیا تھا ہم تو برات لے کے آئے یہان دلہن میدان مین کھڑی آنکھین لڑا رہی ہی ہر ایک کو لبھا رہی ہی فقط یہ میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تو مجھے اسقدر ہی اور تیری بیٹی ہو کر تجھے غیرت نہین آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتون پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بناتا ہی اور آپ داماد بنتا ہی پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ ملائی اور برہمن نگر برہمن نگر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ تو نوشاہ کی طرف دیکھ رہی ہی اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہی حکیم پکار رہا ہی کہ اے قتال اس کے فریب مین نہ آنا یہ دشمن ہی تیری آزادی مین خلل آئے گا پاؤن مین کاٹ پڑ جائے گا نوشاہ نے کہا ایہا الناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہی کہ ؎

کیون نہ برسین فلک سے انگارے ۔ بیٹی دے کے داماد کو مارے +

تمام لشکر صاحبقران حیرت مین ہی کہ یہ تو عجب تماشہ ہی قتال کہ رہی ہی کہ ہمین چاہتے ہو تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہ رہا ہی کہ ہم بیوقوف نہین وہ اور شہید ہوتے ہونگے جو گلے کٹا کے جان دیتے ہونگے ہم تیرے عاشق نہین تیرے جمال کے عاشق ہین ابھی کوئی تجھسے اچھی ملے اسی کے ہو رہینگے دنیا ہی اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سارے لطف ہین معشوق لطف زندگی کے لئے ہوتا ہی جان لینے کے لئے نہین ہوتا ہی ہم جان دیدین تو تم کو گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون اٹھائے اب یہ بیرخی جانے دو یہ حکیم تمھاری راحت نہین چاہتا عاشقون کو تمھارے قتل کروائے دیتا ہی پھر وہی ہوگا کہ

سے اسی باعث سے قتل عاشقان کو منع کرتے تھے	اکیلے پھرتے ہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر		یہ کہکر قتال بیہوش باکو گھونٹ سے بھرے

اپنے لوہو پینے لیا اور گلے سے لگا کر بوسے لینا شروع کئے اب تو قتال بیہوش رہا ابھی نوشاد سے لپٹے تھی میدان کو خلوت کدہ بنا دیا نوشاد نے آواز دی کہ سب۔ لپٹے ہین بیخودی ہین وہ ہم سے میان ہم آنکھین وہ بند کرلیجے ناگوار ہو۔ اب تو درویش عقیل روشنضمیر نے کہا کہ کیون اشراق الحکمت اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے ذلت کیون حاصل ہوتی بازاری عورتون کا بھی یہ انجام نہین ہوتا ہے جو تیری بیٹی کا ہو رہا ہے یہ سنکے حکیم اشراق غرق عرق ہوگیا اور کہا کہ یہ سب فساد ات تیرے ہی برپا کیے ہوے ہین بس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آب سرخ رنگ اس مین مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ حکیم اشراق کی کائنات تھا بس حکیم اشراق الحکمت نے وہ شیشہ اٹھاکر اُس نوشاد و عروس پر کھینچ مارا شیشہ عروس کے سینہ پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکلکر گرا کہ دونون کو جلا دیا نہ عروس رہی نہ نوشاد بعد اُس کے وہ شعلہ براتیون پر گرا کہ سب براتی جل کے خاک ہوگئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ اُٹھا کے اُس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہو کے رہ گیا یہ دیکھکر حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ خیر آج تو مجھے تیرے آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائیگا یہ کہکر اپنے خیمہ مین چلا گیا یہان خواجہ عمران نے آکر ہاروت جادو کو ہوشیار کیا ہاروت ہوش مین آیا تو اب اس کی وہ حالت نہ تھی لبے ہوش مین تھا اس نے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا چالیس ہزار ساحرون مین تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس مین لڑے ہوے اور قتل گئے پڑے تھے صاحبقران نے ان لاشون کو بھی اُٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے تمام سردار جمع ہوے بادشاہ اسلام نے درویش عقیل روشنضمیر کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اُس کے اسباب بھی جمع ہوجاتے ہین خدا نے یہ نیکنامی میری ہی قسمت مین لکھی تھی مگر یا صاحبقران کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہین واقف ہین مگر مین واقف ہون کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری قوت سے کام لیگا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاض کیا ہے جس وقت حکیم اشراق میدان مین آکر جانب آسمان دیکھیگا اور ستارہ زہرہ کو طلب کریگا تو زہرہ میدان مین آئیگی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائیگا اور وہ ایک ہیکل میرے گلے مین پہنا دیگی اُسوقت مین بھی اپنے ہوش مین نہ رہونگا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اُس کی طرف بڑھونگا اُس وقت میرا ہوش مین آنا غیر ممکن ہے پھر جو کچھ یہ حکیم حکم دیگا مجھے وہی کرنا پڑیگا یا صاحبقران اتنی التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اسی گور غریبان مین دفن کرکے کوئی علامت ایسی بنا دیجئے کہ جس سے یہ ثابت رہے کہ یہ فلان شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجھکو بھی فدیہ راہ خدا سمجھکر قبر کو میری فاتحہ خیر سے فراموش نکرین یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی مین کوئی بزرگ خدا رسیدہ مثل آپ کے نہین ملے ہین لہذا مین ہرگز آپ کو ہلاکت مین نہ پڑنے دونگا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو بچائیگا کوئی اور صورت پیدا کریگا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہوجائین درویش نے کہا کہ یا امیر ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اُس سے زائد نہین جی سکتا اگر مین اس معرکہ مین نہ مرونگا تو فرش خواب پر مرونگا اس مرنے مین سعادت ابدی ہے کہ فدیہ راہ خدا ہونگا مرتبہ شہادت آملیگا بستر پر مرنے سے کیا حاصل کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہوگا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہونچیگا یا صاحبقران اگر کل میدان مین آپ نہ تشریف لے جائین اور کسی گوشہ مین چھپکر تماشہ دیکھتے رہین اور جسوقت مجھے عالم بیخودی مین دیکھین اور یہ شیشہ آب جو میرے پاس باقی ہے اسے آپ مجھپر چھڑک دین تو مین ہوش مین آجاؤنگا اُس وقت شاید مین بھی کچھ کرسکون صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مین ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کرونگا وہان حکیم نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا اور یہان لشکر اسلام

صاحبقران

میں بھی کوس حربی بج رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق کو بہت بڑی رنگ ہوئی یعنی بچ خدا ہی انجام بخیر کرے اور درویش نے حضرت امیر کلام کیے ہیں بعض بزدلے ٹل گئے کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجب شے ہے ادھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گذاری صبح کو ناپا مرگ جہالا اٹھاتے ہوئے میدان میں پہونچے اُس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسیکو ہماری صورت بنا کے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص اجنبی کو جو کہ گونگا تھا زنبیل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اُسے سمجھا دیا تھا کہ تم چپکے گھوڑے پر سوار کھڑے رہنا آج تمھیں ہم ایسا تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھوگے تو طلسم ٹوٹ جائیگا جو کچھ بنتی نظر ہوگا وہ غائب ہو جائیگا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو صحرا کی ایک جھاڑی میں چھپاکے بٹھا دیا تھا اور صاحبقران نقلی کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آئے زیر علم اتر دا ہیکر کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے پلٹ کے لشکر میں آئے لشکر سے غائب ہوگئے اور جس مقام پر صاحبقران اصلی چھپے بیٹھے تھے خضران بھی وہیں ہو چھکر بیٹھ رہے اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے یکایک حکیم اشراق نے عقیل روشن ضمیر کی طرف دیکھکے آواز دی کہ او پیر کہن سال کہ آج کہاں جائیگا میں تجھے ایسا نہ جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ میں آئیگا ورنہ پہلے ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی کرنا پڑے گی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اسوقت اہل زمین تیرے مشتاق ہیں بس یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک برق سی چمک کے فلک سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین روشن جبین سپید جوڑا پہنے ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی تیوریاں چڑھائے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھونگھرو باندھے ہوئے چنگ سے آواز نغمہ مستانہ پیدا گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ گلے میں ہیکل پڑی ہوئی حکیم اشراق الحکمت سے بولی کہ زیادہ مشتاق میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ چاہنے والا کس کو ملتا ہے اگر یہ میرے مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس جلوہ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہوگیا تمام لشکر اسلام لشکر تصویر بنا ہوا کھڑا تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہوگئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش کو پہنادی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری رہے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب تمکو جو کچھ کہنا ہو حکیم صاحب سے کہنا اور جو یہ کہیں اُسے ہمارا مقولہ سمجھنا یہ کہکر ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہوگئی اور درویش حق حق کے نعرے کرتے ہوئے حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں حضرت مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ برائے خدا مجھ پر احسان کر ایک مرتبہ اُس آفت ہوش سے پھر ملاقات کرا دے وہ تیرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں تمھیں ابھی بھیجے دیتا ہوں اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے ہر ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکالی اور مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ پہلے کر لوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے گلے آپ کاٹ ڈالے گا درویش جھومتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق ہنس رہا ہے کہ ایک مرتبہ بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑے ہوئے قریب درویش کے آگئے اور وہ شیشہ لیکر ڈاٹ اُس کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منھ پر درویش کے مارا کہ ان کو پھریری سی آگئی اور جمائی لی صاحبقران نے کیا پانی وہ نقش کے

خلق مین بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمد للہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش مین آتے ہی حکیم کا رنگ زرد ہوگیا کہ یہ کیا ہوا یہ صاحبقران اور خضران کہان سے آگئے بس درویش نے کہا یا صاحبقران اب آپ اپنے لشکر مین تشریف لے جائین اور تماشہ دیکھین کہ کیا ہوتا ہے لیکن وصیتین میری یاد رہین فراموش نہ کر جایئے گا یہ کہکر درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکالی اور صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی بہت سے پانی مین ملا کر تمام اہل لشکر پر چھڑکوا دو سب جیے گا اسوقت لشکر ہوش مین آئے گا یہ کہکر درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اپنے ملحد تیری پشت پر کھڑے ہوکر بندگان خدا کو اذیت دین اور تو دیکھا کرے بس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوکر جس قدر ملازمین حکیم اشراق تھے سب زمین مین سما گئے اور کمر تک حکیم اشراق بھی زمین مین دھنس گیا بس حکیم نے دو تھپڑ مارا اور پکارا کہ لاؤ اُس بچہ کو جسے مین نے تین برس کے برابر مین پرورش کیا ہے بس یہ کہتا تھا کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود مین حکیم اشراق الحکمت کے لاکے ڈالدیا بس حکیم نے بوٹی اُس بچہ کی کاٹ کے پھینکدی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے پھینکدی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ مین نے کیا کیا اُدھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اُس بچہ کے جسم سے کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اسوقت تک تو درویش حکیم کو منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹ کے پھینک دیتے تھے اور بالکل بدحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوے کہ یہ تو بن کے بگڑ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہین آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیان اس بچہ کی کاٹ کے پھینک دین ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیان کاٹ کے پھینک دین آخر مین حکیم نے زبان اُس بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی بس درویش نے بھی جلدی سے زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھ کر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور اُف کی صدا بلند کی بس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہر چند حکیم نے اُف اُف کی مگر کچھ نہوا وہ شعلہ فرو نہوا زبان جلتے جلتے تمام جسم مین حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے اُدھر حکیم اشراق ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا صاحبقران عالیشان عقیل روشنضمیر کے لئے بہت روئے کہ یہ ایک ہی درویش باکمال ان کو ملے تھے اُدھر تو اصطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت کی اٹھالے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی مین ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا شروع کیا پہلے سردارون پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش مین آئے بعد اُس کے تمام لشکریون پر چھڑکا سب ہوش مین آگئے اب امیر باتوقیر قریب لاش درویش کے آے اور میت درویش کی اٹھا کر گورستان مین لے گئے تمام سرداران اسلام کاندھا دیتے ہوے درویش کو لاے اور ایک جاے بلند پر قبر کھود کر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر لشکر مین تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہ ہولیا اُس وقت تک لباس سیاہ امیر نے جسم سے نہ اُتارا جب مقبرہ تعمیر ہوگیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ فدیہ راہ خدا درویش عقیل روشنضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسی کروڑ مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھ دے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو اس کے زمانے مین ہوا اس کے دوسرے سے نہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانون کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے مجلس فاتحہ خوانی مقرر کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اُتارا اور بعد اس سے فارغ ہونے کے سب نے نہا دھو کر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ مین جلوہ افروز ہوئے

طیمور شیر پرور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہے کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا ہرکارون نے عرض کی کہ حضور سرحد اسیطح قائم ہے اس لئے کہ اُسکا مالک سرحد زندہ ہے صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جاکر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر یہ ہے کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے اس سے بدتر تیری حالت ہوگی خضران اُسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوئے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آچکے ہو اس کا لحاظ ہے کہ میں تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اب قصد مجھ تک آنے کا نہ کرنا جو کچھ تمہارے دل میں ہو وہیں سے بیان کرو میں ابھی جواب دیدونگا اس لئے کہ اب مجھے کسی سے پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہے جو حاکم ہمارا تھا وہ اُٹھ گیا اُس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہے خضران نے کہا کہ اے اسطرلاب جادو واقع میں ملاقات ایسی چیز ہے کہ جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے آج میں بھی تیرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے اور تجھکو سمجھانے آیا ہوں کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہے دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہے خدا ہمیشہ حق کا شریک ہوتا ہے اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے اب تجھکو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا کیا نقصان ہے اسپر تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو نادانی کی جس کا یہ خمیازہ کھینچا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر بیٹھا رہتا تو تمام اہل اسلام اُسی مقام پر شکار طائر اجل ہوجاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی شکل بھی حکیم اشراق کی نہ دیکھ سکتا جاکر صاحبقران سے کہدو کہ بس بہتر آپ کے حق میں یہی ہے کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا اس لئے کہ حکیم اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے حکیم کی تو شامت تھی کہ اُس نے خود آکر اپنی جان دی ہم حکیم کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقع میں تیری پیشانی پر وہ سیاہی کفر ہے کہ کبھی دفع نہیں ہوسکتی میں نے جو تجھکو سمجھایا اپنا منہ تھکایا بہت بُرا کیا خیر اتنا کہے جاتا ہوں کہ بہت ہشیار رہنا اگر ہمیں نے اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرماکر خواجہ خضران پلٹ کے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانے کیا سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کوس رحلت بجوادو صبح کو ہم کوچ کرکے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال کرکے نکلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہوگئے یہ فرماکر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوئے اُدھر اسطرلاب جادو کو خبر پہونچی کہ امیر نے کوس رحلت بجوادیا ہے صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں غرضکہ شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اُسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو بھائی اسطرلاب جادو کا بھی شریک صحبت ہوا یہی عقاب ہمراہ رو کو سرحد پر سے اُٹھالے جاتا ہے اور گوشت کھا کے ہڈیاں پھینک دیتا ہے آج اسطرلاب جادو نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہے عقاب جادو نے کہا کہ بکنے دو اگر تمام لشکر صاحبقران کا آئیگا تو مارا جائیگا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا ناچ ہوا کیا قریب صبح صحبت برخاست ہوئی عقاب مردار خوار پرواز کرکے بلند ہوگیا اور جو آشیانہ اس نے بالاے ہوا بنایا ہے اُس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان سوار ہوئے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوئے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھکے آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہے اب تجھے کس کا دباؤ ہے جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہے اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہے گا ورنہ میں اس میدان کو صاف کرکے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤنگا اُس وقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ سنکر

اسطرلاب جادو نے کہا کہ ایسے بہت سے آئے اور کچھ پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوے مجھے زیادہ باتون کا دماغ نہین ہی پس یہ سنتے ہی عظیم دراز قامت رفیق قدیم صاحبقران غصہ سے سرخ ہوگیا اور پکارا کہ او دریدہ دہن تو بھی اس قابل ہی کہ تجھسے کوئی رئیس یا فرمان روا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر اُس نے گھوڑا دوڑا دیا کہ مین جلدی سے پہونچکے اس کو تو مار ڈالون پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیون نہ ہو جائے ہرچند صاحبقران ہان ہان کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑائے ہوے چلا کہ کسی طرح برآمدے تک پہونچ جاؤن جیسے ہی نصف راہ طے کی طائر مثل بلاے آسمانی کے گرا اور اس مرد شریف کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور دم بھر بعد ہڈیان گر پڑین صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا خضران نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ مین آپ جاؤن گا تمھین نہ جانے دون گا خضران نے کہا کہ یہ کبھی نہوگا دیر تک یہی حجت رہی آخر صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا دیکھو مین ایک ترکیب کرتا ہون اگر خدا کو منظور ہی تو ابھی اس طائر کو مارے لیتا ہون بلاؤ قبیل بن مقبول بن مقبل کو اور گرشاسپ تیرانداز کو اُسیوقت یہ دونون قدر انداز حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ مین ایک قیدی کو جانب حصار بھیجتا ہون جسوقت یہ طائر اُس کے اُٹھانے کو نیچا ہو تم تیرون پر رکھ لینا خضران نے کہا کہ سوچی تو خوب مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہین معلوم ہوتا خیر حوصلہ پورا کر لیجیے یہ دونون صاحب قدر انداز تیر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے کھڑے ہوے اور صاحبقران نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے یہ سنکے وہ قیدی خوشی خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا جیسے ہی اُس حد مین پہونچا طائر مثل بلاے سیاہ کے گرا اور اُٹھا کر قیدی کو لے چلا بس قبیل بن مقبول نے تیر مارا ساتھ ہی گرشاسپ تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دہن پر عقاب کے پڑا اور دوسرا تیر پوٹے پر لیکن دونون تیر تیر شہاب ہوگئے عقاب صحیح و سالم نکل گیا خضران نے کہا یا امیر یہ عقاب اب ہمارا صید ہی اب کل تماشہ دیکھیے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران تم کس طرح فتح کروگے خضران نے کہا دیکھ لیجیے گا آج سفر ملتوی رکھیے اور کل توقف نہ فرمائیے گا صاحبقران پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام پر طبل بجوا دیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ ہم جاتے ہین اپنے انتظام مین مصروف ہوتے ہین صبح کو آپ میدان مین آکر تماشہ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہی صاحبقران خاموش ہو رہے وہان اسطرلاب جادو حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہان عیاری کا کونسا موقع ہی جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گناہگار کو جو مصر کا رہنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ ہم تو اپنی صورت پر بناتے ہین جہان ہم کہین وہان تم جانا اور جس کو بتائین سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ غریب خوش ہوا خواجہ نے رنگ روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اُس کے دماغ پر چڑھا کے تمام لباس کو اُس کے عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اُس کے ساتھ ہوئے اور اُس کو لے کر سرحد کی جانب روانہ ہوے یہان صاحبقران عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان مین آچکے تھے صف آراستہ کیے کھڑے تھے خضران کا انتظار تھا اسطرلاب جادو اپنے برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے خواجہ خضران نمودار ہوے سب کو سلام کرتے ہوے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پہ ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے صاحبقران حیران تھے کہ یہ یونہین چلا جاتا ہی وہان جاکے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اُس حد مین قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اُس غریب یعنی خضران نقلی کو اُٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی عزیزان خضران نے گریبان پھاڑے اور صاحبقران رونے لگے کہ یہ کیا جہالت خضران نے کی کہ مجھ صاحبقران ثالث سے نہ مشورہ کیا تمام لشکر اسلام مین ایک عجیب طرح کا تہلکہ مچا ہوا تھا ہر طرف سے ہاے خضران کی صدائین چلی آتی تھین اسطرلاب جادو برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ حکیم اشراق کا مارڈالا ہوا یہ مقام طلسم بند ہی یہان جو آئے گا اُس کا یہی انجام ہوگا خضران اصلی خادم بنے ہوے کھڑے تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اُس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہان عقاب نے دو ایک بوٹیان اُس غریب کی نوچ کے کھالین بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہوکر چکر کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا آن واحد مین دھم سے گرا بس خضران اصلی نے دوڑ کر جال الیاسی مارا اور عقاب کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ ہم خواجہ خضران دیکھلو اوسطرلاب جادو یون پکڑ لیتے ہین صاحبقران یا تو رو رہے تھے یا ہنس پڑے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھکر اسطرلاب جادو نے پر پرواز پیدا کیئے اور چلا کہ خواجہ سے چھین لون امیر نے اس کو آتے دیکھکر تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کیا مہتر گرد باد بادیہ گرد قریب تھا اُس نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھ لیجیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کیا اُدھر سے تو اسطرلاب جادو مانند تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلہ کمان سے رہا کیا کہ سینے پر اسطرلاب جادو کے بیٹھا توڑ کر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپ کے زمین پہ گرا ادھر خواجہ نے ہتھوڑے سے عقاب کا ٹکڑے کیا ان دونون کے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظرون سے پنہان ہوگیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عقاب مردار خوار جادو بود و اسطرلاب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے نہ وہ حصار ہے نہ دروازہ لاشین دو ساحرون کی پڑی ہوئی ہین امیر نے ان دونون کی لاشون کو پائے فیل مین بندھوا کر کھچوایا کہ دیکھنے والے عبرت کرین اور اس مرحلہ کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ صحبت جشن منعقد فرمائی اور لاشین ان دونون کی مرحلے پر پھنکوا دین کہ جسطرح اُنھون نے بندگان خدا کا گوشت کھایا ہے اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن کھائین ایک ہی روز مین گدھون اور چیلون نے گوشت کھا کر ہڈیان صاف کر دین امیر باتوقیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے صحبت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوئے اس رقم سے بھی چہارم کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت مین خود بھی خواجہ عمرو داؤدی نے یہ غزل گائی

غزل

نیاز مند ہون پھر کیا حضور مین نے کیا
زبان سے یہ نہ کہون گا قصور مین نے کیا
جنون شوق کو بس تھا تراتصور بھی
مگر خیال دل ناصبور مین نے کیا
جما تھا قلب مین یون داغ بدگمانی غیر
کہ اُس کا پاس نزاکت ضرور مین نے کیا
بھلائے دل سے نہ انداز دلبری کے فریب
مین جانتا ہون کہ دریا عبور مین نے کیا
رہا نہ بزم مین بھی باز عرض حال سے مین
ذرا سی بات ہی کہدو قصور مین نے کیا
پکاری رحمت حق اس کو دور مین نے کیا
جو بے نیاز پہ اپنے غرور مین نے کیا
فغان بھی جلوہ فروز جمال دوست رہی
پکارنے کا ارادہ ضرور مین نے کیا
مین چھپ کے بھی نہ اُنھین بے حجاب دیکھ سکا
پھر اچھڑا کے مہینون مین دور مین نے کیا
کسی کے وعدۂ فردا کے انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور مین نے کیا
چلے ہین رنجش باہم کے فیصلے کو مگر
ملی جب آنکھ اشارہ ضرور مین نے کیا
گناہ کرتے ہین جھجکا قصور مین نے کیا
اگرچہ جان محبت مین جائے بات رہے
فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور مین نے کیا
مجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق مین تھا
نگاہ جھپ گئی وہ قصور مین نے کیا
فغان بے اثر اپنی پکارتی ہی رہی
بلند شام سے شور نشور مین نے کیا
جو رو کا ضبط سے کچھ دیر ایک قطرۂ اشک
یہ ایک بھی نہین کتنا قصور مین نے کیا
بڑھے نہ رنجش باہم کا آرزو جھگڑا

جسوقت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اب پیش خیمہ ہمارا آگے روانہ ہو بحکم سبر مست نے عرض کی کہ یا صاحبقران خضران اخترشناس کو ساتھ کیجیے جو شخص ہراول لشکر بن کر جائے وہ خضران کے خلاف رائے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ سخت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے اور جبرئیل عاد کو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا جتنا تمکو خضران اخترشناس ہدایت کرے اُسی پر عمل کرنا جبرئیل عاد نے عرض کی کہ مین تابع فرمان ہون جس مقام پہ

یہ کہین گے مین اُسی جگہ بارگاہ برپا کردون گا یہ عرض کرکے اُنھون نے بارگاہ بارگرائی اور اپنے چالیس ہزار عادیون سے
مع خضران اختر شناس آگے روانہ ہوے بعد اس کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت
جادو نے کہا کہ یا امیر باتوقیر جس مرحلے پر آپ چلے ہین یہ نہایت سخت ہی یہان اسم اعظم آپ کا کام نہ دے گا اسلیے
کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہی کچھ یہان کے راز میرا ماموں جانتا ہی لیکن مین مطیع اسلام ہوگیا ہون اور وہ کافر ہی مجھے
امید نہین کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ مین بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہان اور محتاج نہین ہون یہ
فرما کر سوار ہوے اور جانب مرحلہ روانہ ہوے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہوگی کہ سامنے سے سانڈنی
سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو نامہ ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرہ سے اس کے
آثار پریشانی کے پیدا ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ کیون اے ہاروت جادو خیریت تو ہی ہاروت جادو نے عرض
کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابریق جادو کا ہی عجب طرح کی پریشانی اس نامہ سے ظاہر ہوتی ہی وہ لکھتا ہی کہ اے فرزند اسوقت
ہم پر وقت سخت ہی اور زمانہ پُر آشوب ہو رہا ہی ایک بلا ہمارے ملک مین نازل ہوئی ہی کہ وہ دس پندرہ ساحرون کو روز
نگل جاتی ہی نہ سحر کام دیتا ہی نہ زور چلتا ہی اگر تم سے ہوسکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھسے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم
ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پا چکی ہی
یہ اشارہ اُسی طرف ہی کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہان رنگ اور ہی ایسا نہو کہ میرے ساتھ اُس پر بھی کوئی آفت آئے تو
بچ گیا وہی سہی یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحرون مین سے ہی ہر ایک ساحر کی مجال نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ
کرسکے مگر نہین معلوم یہ کونسی بلا آئی ہی جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کردیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت
جادو مین چلون گا اور اُس بلا کو دفع کرون گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر ہمارے برادران ایمانی کی جواب
ہی یا کافر کی آپ کو کیا ضرورت ہی کہ وہان جائیے یہان آپ کو خود ہی ایک مہم درپیش ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت
جادو ہمین خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہی کہ دنیا سے ظالمون کو دفع کرین اور امن قائم کرکے راہ حق کی ہدایت
کرین ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقعی مین آپ خاص بندے خدا کے ہین لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو
قائم کیجیے اور سب کو منع کردیجیے کہ جبتک ہم واپس نہ آئین اُسوقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران
نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہین لیکن طیمور شیر پرور نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مین رہو اور مجھکو جانے دو طیمور نے کہا کہ مین اگر لشکر مین
رہون گا تو مرحلہ پر جاؤن گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ سمجھا ہی فی الحقیقت اگر اس کو مین ساتھ نہ لے جاؤن گا تو یہ مرحلہ پر
جاکر مبتلاے بلا ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طیمور اور شاہور اور ہاروت جادو ہمراہ
اُسی نامہ دار کے جانب شہر ابریقیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابریق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آپ کا
آتا ہی لیکن دو شہریار اور بھی اُس کے ساتھ ہین یہ سُنکے ابریق جادو مع بہمن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے
روانہ ہوا راستے مین ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آنکھ چار ہوئی رعب امیر سے ابریق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر
نے مرکب سے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہین ہی کہ آپ ہر کس و ناکس
کی تعظیم کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے برادر مین ایک مرد فقیر ہون اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہون ابریق جادو نے اپنے بھانجے
سے کہا کہ ان دونون شہریارون سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان مین ایک تو صاحبقران با اقبال ہین اور
دوسرے شاہزادہ طیمور شیر پرور عزیز و جانشین صاحبقران ہین جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہی اور یہ دونون شہریار
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو فرمایا کہ ہم چل کر اُس بلا کو دفع کرین گے مین نے ہرچند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہی فرمایا ہم
ہر دردمند کے ہمدرد ہین ابریق جادو نے کہا کہ نام تو صاحبقران کا ایسا ہی کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہی لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر سامری پرست یہ مسلمان بلکہ رہبر راہ اسلام تمھارے ان کے ارتباط کیونکر بڑھے اسوقت ہاروت جادو نے کہا کہ
مین مطیع اسلام ہوگیا ہون مین نے سامری پرستی کو دل سے ترک کر دیا اور سبب اُس کا یہ ہوا کہ تاریک تیرہ رو ایک
ساحر تھا کہ اُس نے لشکر صاحبقران کو پریشان کیا امیر با توقیر اُس کے تعاقب مین تشریف لائے تاریک بھاگ کر مندر
سامری مین چھپا امیر نے اُس کو مندر مین گھس کے مارا مین نے صاحبقران کو اسیر کر کے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار امیر کا مجھکو گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو مین نے ایسا کیا تھا کہ عوض مین اُس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا مین نے ان کی
اطاعت اختیار کر لی اُسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن مین یہ کہے دیتا ہون کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہون کہ مین اس کے شہر سے بلا کو دفع کر کے اسے بھی مسلمان کر دون تو یہ مین پہلے سے کہے دیتا ہون کہ
مین ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کرون گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمھارے اختیار مین ہے ہم
کسی پہ جبر نہین کرتے ہین سوا اُس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اُسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہین یا
قتل کر ڈالتے ہین جس وقت تک تو ہمارا دشمن نہین اُسوقت تک ہم تیرے دوست ہین بلکہ حالت دشمنی مین بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کرین گے کہ پہلے تجھے سمجھائین گے جب نہ مانے گا تو قتل پر ہاتھ اُٹھائین گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوئے ایوان شاہی مین آیا اتنے مین خبر پہونچی کہ دیو قہقہہ فیل سر جادو آج بھی چند ساحرون کو پکڑ لے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمھارا سحر کارگر نہین ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ رویین تن ہے کہ حربہ اُس پہ کارگر نہین ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اُس کے سامنے ہوتے ہین سب بیہوش ہو جاتے ہین دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور بھوک لگے
کھا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اُس کو کوہ خارا کہتے ہین اُسی کوہ کو اُس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہان سے قریب ہین یقین ہے کہ سب جنگل ہو جائین گے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائین گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے یہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اُس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈالدیا
ہے اور قول اُس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھالے وہ مجھ سے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہان لے چلو ابریق جادو نے یمن
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا مین امیر کے ساتھ جاتا ہون جب صاحبقران بلا وجہ
میرے ہمدرد بنے ہین تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو مین بھی دیو سے لڑ کر اپنی جان دے دون گا اور اگر خدا
نے فتحیاب کیا تو پھر تجھ سے آکے ملون گا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اُس کے سر پر پہنایا سامنے اپنے ارکین دولت سے
نذرین دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لے جاؤ
مین تنہا جاؤن گا صرف ایک شخص کو برائے راہبری میرے ہمراہ کر دو ابریق جادو نے عرض کی کہ مین ضرور ساتھ چلون گا
اگر آپ کی خوشی نہین ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لون گا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور ہاروت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طیمور شیر پرور تو آگے آگے دونون عیار گوشۂ زین تھامے ہوئے اور پشت پر ہاروت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بڑا گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
کلہ گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کر کے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوے کہ یہ گرز سام بن نریمان تو
صاحبقران کے قبضہ مین رہا اس دیو کے قبضہ مین کیونکر آگیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھے واقعہ بیابان کاج و باج کا یاد آگیا ہے اُس کو سماعت فرمایئے جب حمزۂ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کر کے جانب
خانہ کعبہ روانہ ہوے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے اُنھین مین سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کاج و باج مین قیام فرمایا اور ساحران بیابان کاج و باج نے صحرا مین آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسم اعظم کے اُس آتش مشتعلہ سے نکلے باقی بہتر اور سردار بھی نکل گئے ایرج اور نورالدہر کو تو نیچے لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب مین بارگاہ کو لے کر نکلنا یہ کرب ہی کا کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت مین کرب بارگاہ کو تو لے کے نکل گئے مگر یہ گرز چھوٹ گیا تھا اسے یہ دیو اُٹھا لایا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہو اُسوقت ابرق جادو نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان کج دباج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر اُنکے نام سے کانپتے تھے انھین مین سے یہ دیو قہقہہ فیل سر جادو بھی ہو ملاحظہ فرما لیجئے کہ ہمارا سحر اُس پر کارگر نہین ہوتا باوجودیکہ مین بھی ایسا ویسا ساحر نہین ہون ایک عالم مجھے بھی جانتا ہو اور تین لاکھ ساحرون پر مین حکومت کرتا ہون اور بڑے بڑے ساحر میرے نام سے تھراتے ہین مگر اس ساحر کا مین کچھ نہین کرسکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قتل اس ملعون کا جلد واجبات سے ہو کہ یہ شریک خون خدا پرستان رہ چکا ہو یہ فرما کر گرز پر زور کیا بآسانی اُٹھا لیا اور فرمایا کہ بزرگون سے یہ بھی سنا ہو کہ یہ گرز اُسی سے اُٹھے گا جو صاحبقران ہوگا دوسرا اس گرز کو نہین اُٹھا سکتا یہ سُنکے طیمور نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین بھی اس گرز پر زور کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور اسوقت تک تم سب کی نگاہون پر چڑھے ہوے ہو اور یہ معاملہ تقدیر کا ہو اس مین کد نکرو ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز غیر صاحبقران سے ہرگز نہ اُٹھے گا طیمور نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہو کہ مین صاحبقران نہین ہون پھر اگر یہ گرز مجھسے نہ اُٹھا تو میری کیا توہین ہو امیر نے گرز ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ تم جانو اُسوقت طیمور نے موٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اُٹھا لیا ابرق جادو نے اور ہاروت جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوے یہ دیکھکر طیمور نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت مین چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہون اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طیمور مجھے اس کا ملال نہین ہو کہ تم نے گرز اُٹھا لیا اور تم میرے ہمسر ہوگئے بلکہ یہ رنج ہو کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہو ورنہ یہ گرز تم سے نہ اُٹھ سکتا اور یہ مین کہے دیتا ہون کہ بعد میرے تمھین صاحبقران ہوگے دوسرا نہوگا اسوقت یاد تن بخیر مجھے سکندر رو رستم خو یاد آگئے کہ اُنھون نے جو بیس من کا گرز تک اُٹھایا ہو اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہو لیکن اُن سے بھی یہ گرز اس صفائی سے نہ اُٹھے گا جس طرح تم نے اُٹھا لیا ہو اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کرا کے دکھا دین گے طیمور نے عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہین ہو مین آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہون فرمایا کہ یہ تمھاری سعادتمندی ہو مگر جو فعل تقدیری ہو وہ ہونا ضروری ہو علاوہ اس کے مین خوش ہون اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہو دوسرا نہو طیمور نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہین تو دیو قہقہہ سے مقابلہ بھی مین کرون گا فرمایا اے طیمور اب اس ارادہ سے باز رہو اس لئے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہو اور تم صاحب اسم اعظم نہین ہو تمھارا دیو سے مقابلہ کرنا اپنے پاؤن سے دہان گور مین جانا ہو طیمور نے کہا کہ اگر خدا کو آپ کے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہو تو وہ میری حفاظت کرے گا اور مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہورہے اب طیمور نے بائین ہاتھ مین گرز سنبھالا اور دہنے ہاتھ مین نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلہ سے جس وقت طیمور قریب درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہو بس طیمور نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آگئی دیو اُٹھا دیکھا کہ ایک نوجوان وہی گرز جو مین نے شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا تانے ہوے کھڑا ہو چونکہ دیو کو یہ بات اپنے علم سحر کے ذریعہ سے معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اُٹھائے گا وہی میرا قاتل ہو اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا کہ جو گرز تانے ہوئے آئے گا مجھے معلوم ہو جائے گا اُس سے مین مقابلہ نکرون گا اور جان بچا کے نکل جاؤن گا بس اس نے اُٹھ کے درہ سے نکلنا چاہا طیمور نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو قہقہہ نے سونڈ اپنی بلند کی اور دہن کھول کے چیخ مارنے کا قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سُنکے بیہوش ہوگا تو مین نکل جاؤن گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

طیمور نے دوڑ کر نیزہ مارا سنان نیزے کی حلق کے پار گذر گئی آواز بند ہو گئی دیو نے سر جھٹکا کے جھٹکا مارا کہ ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی مگر سر اس کا زمین سے مل گیا ہنوز دیو نے سر اونچا نہ کیا تھا کہ طیمور نے سر پر اُس کے گرز مارا کہ مغز پاش پاش ہو گیا بس مرتے ہی دیو قہقہہ فیل سحر جادو کے ایک قیامت برپا ہوئی لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی آتش باری و برف باری ہوا کی جب لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو قہقہہ فیل سحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوئے تو صاحبقران نے دیکھا کہ لاش دیو کی پڑی ہے امیر نے بارہ فیل منگوائے اور سب کے پاؤن مین ایک زنجیر ڈال کے سرے مین زنجیر کے لاش قہقہہ فیل سحر کی بندھوا کر شہر مین آئے اور تمام شہر مین لاش دیو کی تشہیر کرائی اہل شہر صاحبقران کو دعائین دیتے تھے اور لاش قہقہہ فیل سحر پر تھو کتے تھے کہ اُس نے ہزارون گھر برباد کر دیے تھے بعد اس کے لاش دیو کی میدان مین پھنکوا دی گئی ابریق جادو نے جشن منعقد کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے ابریق جادو ہمین اب اتنی فرصت نہین ہے کہ شریک جلسہ ہون لشکر ہمارا مرحلہ صاحبیہ پر اُترا ہوا ہے یہ سُنکے ابریق جادو نے عرض کی کہ یا امیر آپ کے احسان سے میرا سر نہین اُٹھ سکتا ہے اگرچہ مین نے آپ سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ مین اس احسان کی عوض مین دین اسلام قبول نہ کرون گا لیکن اب مین بدل مطیع اسلام ہوتا ہون بیشک دین آپ کا برحق ہے اور دین سامری پرستی پر ہزار ہزار لعنت ہے یہ کونسا انصاف ہے کہ نام سامری لیکر جا بے حق کر دیا ناحق دونون طرح دنیا غیر منتقل ہوتی ہے اور آپ باوجود سحر نہ جاننے کے اتنے بڑے ساحر پر غالب آگئے بیشک خدا آپ کا شریک تھا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آپ کو غلبہ حاصل ہوتا لیکن اتنا امیدوار ہون کہ حضور اس جشن مین شریک ہو لین تو مین شادی اپنی دختر کی ہاروت جادو سے کر کے فرصت کر لون پھر حضور کے ہمراہ رکاب ہون اور جسقدر میرے امکان مین ہے مین بھی شرکت کرونگا جس مرحلہ پر لشکر حضور کا اُترا ہوا ہے وہ نہایت سخت ہے مین وہان کے رموز سے کسی قدر آگاہ ہون بر وقت حضور کو مطلع کرونگا صاحبقران نے بخاطر ابریق جادو و ہاروت جادو منظور فرمایا ابریق جادو نے شادی کا انتظام کیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر کو میر محفل قرار دیا ہاروت جادو کو دولہا بنا کے مسند پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ایک ماہوش نے یہ غزل شروع کی

غزل

انکھین کے کام آئی مرا لہو آئے
جو تو نہ آئے ترے گیسوؤن کی بو آئے
چمن سے شیخ بھی اٹھکر کنار جو آئے
ہم آئے تو لئے آئینہ روبرو آئے
نہ جھوٹ بول کہ ہم شام سے کل آئینگے
ہماری بزم مین جو آئے باوضو آئے
اُترنے والے ابھی تک نہ بام سے اُترے
نسیم کدھر سے ذرا الٹی ملکی بو آئے
یہ جانتے تھے کہ نکلا ہوا ہے نام اس کا
اُٹھے حجاب تو کچھ لطف گفتگو آئے
کبھی کی پی ہوئی کام آئی آج حشر کے دن
خیال آئے تو منہ سے مرے لہو آئے
تماشے ایسے تری آنکھ نے کہان دیکھے
دماغ مین جو بسی ہے اُسی کی بو آئے
مری نگاہ مین بھی کوئی بجلیان بھر دے
رنگین جو ہاتھ لہو مین حنا کی بو آئے
لگانے باغ کہان داغ آرزو آئے
ہم آئے پینے کو مے وہ پئے وضو آئے
دبی زبان سے میرا بھی ذکر کر دینا
نہ کھا قسم ارے جھوٹے کبھی جو تو آئے
طلب کئے کبھی ہم نے اگر پیس توبہ
تڑپنے والے تڑپ کر فلک کو چھو آئے
شمار وصل کی راتین عمر ایک ساعت ہے
حسین حشر مین کیون میرے روبرو آئے
دلائے یاد جو وعدے تو بولے جھنجلا کر
خدا کے سامنے نوش سرخرو آئے
سنائین ہم بھی اُسے کچھ جو کچھ چکے واعظ
تری نگاہ مین کیا چشم آرزو آئے
وہ بزم ناز ہے اچھی کسی کی خلوت سے
کوئی جھجک کے ذرا میرے روبرو آئے
مریض ہوش مین آئے نہ آئے تو آئے
جہان نہ پھول نہ پھولون مین رنگ و بو آئے
عتاب یار کا اس کے سوا جواب نہ تھا
کلیم طور پر ان سے جو گفتگو آئے
نماز ہو گئی ادا دخت رز کے دامن پہ
بہت بھرے ہوئے مے سے خم و سبو آئے
گران دماغ وہ مین بوئے گل کی تیزی سے
ہم انتظار مین تیرے ہون اور تو آئے
کھلے جو کوئی تو کھل کر کسی سے باتین ہون
یہ اور حشر مین لینے کو آبرو آئے
فغان کا نام نہ لو اب مری یہ حالت ہے
وہ بیٹھ جائے تو مینا اُٹھے سبو آئے
کھلین نہ قبر مین جنت کی کھڑکیان رندو
سنے یہ کون مری جان کے عدو آئے
بھرا وہ گریبان تری نزاکت سے

خدا کرے تہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور ابھر کے تار نگاہ
ذرا یہ سر جو ہلا دے ابھی سبو آئے
نہ ہو یہ کہنے کو ہم بے کہے گئے واعظ
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھائیں ہمین بھی تو کھینچکر تصویر
کلیم خوش ہین کہ وہ میرے روبرو آئے
لگائی ہم نے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوے منہ بتون کا چھو آئے

کلیم کہتے ہین وہ میرے روبرو آئے
ادب سے پی نہین سکتا ہون بے اجازت شیخ
لگا نے سرو نے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگون نے میکدہ مین کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شیر پیرور نے عقد پڑھا ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابریق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہو کر جانب مرحلہ صاحبیہ روانہ ہوا وہان لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلون سے مرکب پیدا ہوتے ہین اور لوگون کو لے جاتے ہین درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخین اوس کی پھیلی ہوئی تھین سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائین تو ہم جائین اس درخت کے عجائبات دیکھ آئین بادشاہ کا حکم قطعی تھا کہ خبردار جبتک صاحبقران تشریف نہ لے آئین اوسوقت تک کوئی جانے کا قصد نکرے جو صاحب فہم تھے وہ تو سمجھ گئے کہ ممانعت ہی لیکن سرہنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جس وقت صاحبقران تشریف لے آئین اوسوقت ضرورت دریافت کرنے کی نہین ہی جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکارون نے خبر آمد صاحبقران بیان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوے اور صاحبقران کو لے کر میدان سے پھرے اور سرہنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اوس درخت کی طرف چلا لوگون نے منع کیا کہ کہان جاتے ہو یہ کس کی سنتا ہی جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گر گر کے چٹکے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور شیہہ کر کے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سوارون نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہین ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور ان مرکبون پر سوار ہوے بس پشت پر جاتے ہی مرکبون نے صحرا کا رخ کیا ہر چند سواران کو پھیرتے ہین لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو جلتے جلتے نگاہون سے غائب ہو گئے اور درخت مین پھر اوسی طرح پھل پیدا ہو کر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھکر نہایت حیرت مین آئے امیر نے ابریق جادو سے فرمایا کہ مین کچھ لوگون کو سرہنگ دیوانہ کی تلاش مین روانہ کرتا ہون ابریق جادو نے عرض کی کہ اب سرہنگ سے تو ہاتھ اٹھایئے وہ سب بندان صاحبیہ مین پہونچ گئے ہون گے جو باقی ہین ان کو بچایئے کہ یہ بھی جا کر مبتلائے بلا ہو جائین صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابریق جادو سے آگاہ کیا ابریق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ مین بیٹھے امیر نے سرہنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابریق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جسقدر حالات مجھے یہان کے معلوم ہین انھین مین حضور کے سامنے بیان کرتا ہون آپ سماعت فرمائین یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہی اور بہ باطن دو ہین جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہی اسی طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہی یہان حاکم صاحب جادو ہی اور وہان کا فرمان روا مصاحب جادو ہی اور یہ ایک ایک درخت ہی اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور مصاحب جادو ہی اسی وجہ سے اس مرحلہ کو صاحبیہ اور اوس کو مصاحبیہ کہتے ہین یہ دونون ساحر بلا کے ہین اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ نہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا یہ اوس کی قضا تھی جو گھیر کے لے آئی اب مین اتنا کر سکتا ہون کہ سحر کے پتلے تیار کر کے بھیجون فوراً درخت کے پھلون سے مرکب پیدا ہون گے اور پتلون کو لے کر جانب صحرا روانہ ہون گے جسوقت گھوڑے نظرون سے غائب ہو لین گے تو اور پھل درخت مین پیدا ہون گے جتنے عرصہ مین اور پھل پیدا ہون اگر کوئی شخص جائے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اوس نشیب مین کود پڑے جہان سے درخت اکھڑے گا تو ہو سکتا ہی کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہی اور یہ کام سوا صاحبقران کے دوسرے کا نہین ہی اسلئے

کہ نہ دوسرے سے یہ درخت اُکھڑ سکے گا نہ مرحلہ یہ پہونچ کر کچھ کر سکے گا اور اگر درخت اُکھڑ نے کے بعد کودنے مین دیر کی تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا کہ جلا کر خاک سیاہ کر دے گا آپ کا اسم اعظم کچھ کام نہ دے گا صاحبقران نے فرمایا کہ مین عذر ہی جادو گا ابریق جادو نے یہ بھی عرض کی کہ دوسرا راستہ طلسم زلزلہ کا اور بھی ہے اگر مناسب جانیے تو اُس طرف سے چلیے حالانکہ اُس راستے سے سوا میرے اور کوئی آگاہ نہین اور مین برائے راہبری موجود ہون لیکن صاحبقران عالیشان نے گوارا نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابریق جادو خدا نے مجھکو دنیا پہ بلاؤن کے دفع کرنے اور راستون کو کانٹون سے صاف کرنے کے واسطے معین فرمایا ہے جب اس صحرا کو ان کانٹون سے صاف کر لون گا تو آگے بڑھون گا ابریق جادو نے کہا کہ یہ آپ کو اختیار ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اُس مین مجھے عذر نہین مین بسر و چشم موجود ہون جب دوسرا دن ہوا تو صاحبقران نے رخ میدان کا کیا تمام سرداران لشکر ساتھ ہوے بادشاہ اسلام بھی دور تک ہمراہ آئے آخر قسمین دیکر صاحبقران نے سب کو تو رخصت کیا مگر خضران نے گلیم اوڑھ لی بس ابریق جادو نے اپنے سحر کے پتلے زمین پر چھوڑے اور ماش کے دانے پڑھ کر اُن پتلون پر مارے پتلے پرا باندھ کر درخت کی طرف چلے صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ایک مرتبہ درخت کو حرکت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ہوا سے تند چلی درخت سے پھل گرے اور اُن سے مرکب پیدا ہوے پتلون نے مرکبون پر سواری لی مرکب پتلون کو لے کر صحرا کی طرف بھاگے بس صاحبقران دوڑ کر زیر درخت آئے اور درخت کو کولے مین دابکر یا حیدر کرار کہکے جو زور کیا اتنے بڑے درخت کو بآسانی اُکھاڑ کے پھینک دیا جہان سے درخت اُکھڑا تھا وہان خندق سی ہو گئی امیر باتوقیر پاؤن جوڑ کے کود پڑے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اسم اعظم پڑھتے جاؤ امیر اسم اعظم پڑھنے لگے مگر حیران تھے کہ یہ آواز کس نے دی جس وقت پاؤن امیر کے زمین سے آشنا ہوے اور آنکھ کھلی تو دیکھا صاحبقران نے کہ ایک میدان وسیع ہے کہ نہ درخت ہے نہ گیاہ نہ بوے انسان آتی ہے نہ حیوان ہوا کے سنانے سے ہول پیدا ہوتا ہے عجب مقام وحشتناک ہے چند قدم امیر چلے ہون گے کہ ایک نالی سی معلوم ہوئی دیکھا امیر نے کہ نالی کے اُس پار ایک مرکب ساز و یراق مرصع کار سے آراستہ کھڑا ہے امیر نے جانب گردون ہاتھ اُٹھائے اور شکر پروردگار بجالائے کہ مین پیادہ پا تھا اور اس جولے لق و دق کا طے کرنا تھا کس طرح یہ بیابان طے ہو سکتا اب اسی مرکب پر سوار ہو کر آسانی کے ساتھ اس وادی کو طے کرونگا جس وقت امیر باتوقیر اُس نالی کو پھاند کر قریب اُس مرکب کے پہونچے تو دیکھا کہ مرکب اُسی طرح خاموش کھڑا ہے صاحبقران نے خیال کیا کہ نہایت شائستہ ہے کہ سوار کے قریب آنے سے اُسی طرح خاموش کھڑا ہے جیسے ہی امیر نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا مرکب گھل کے رہ گیا ہاتھ مین سپیدی بھر گئی جس قدر جواہر ساز مین نصب تھا وہ چمکا اور اُس مین سے دھوان سا پیدا ہوا اور مرکب مثل کافور ہوا مین اُڑ گیا صاحبقران حیران ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہے آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے یہ کہا کہ اندھی تا قیامت ماندی اگر نالی نہ پھاندتا تو ممکن تھا کہ جہان سے آیا تھا پھر پلٹ کے جا سکتا تھا مگر اب کیا جا سکتا ہے یہ سنکے امیر پریشان ہوے اور چاہا کہ نالی پھاند کے پھر اسی طرف چلا جاؤن اب جو قریب آکر خیال کرتے ہین تو ایک دریاے زخار ہے کہ بھرا ہے مینڈھ سے مچھل رہے ہین ایک ایک مچھلی ایک ایک جہاز کے برابر معلوم ہوتی ہے جس وقت ماہی اُبھرتی ہے اور اُچھلتی ہے تو دریا مین تلاطم پیدا ہو جاتا ہے صاحبقران ناچار ہو کر پلٹے اور دوسری راہ اختیار کی تمام دن چلے مگر منزل تک نہ پہونچے وہی صحرا تھا وہی دریا تھا شام کو ایک مقام پہ تھک کے بیٹھ گئے تیمم سے نماز ادا کی کہ اب اتنی قوت باقی نہ تھی کہ دریا تک جا سکتے علاوہ اس کے یہ بھی خیال تھا کہ نہین معلوم یہ پانی کیسا ہے اور وضو کر سکون یا نکر سکون الحاصل بعد نماز سے فراغ حاصل ہونے کے اُسی خاک کو فرش بنا کر امیر سو رہے آج فاقہ بھی ہوا جب صبح ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ وہ دریا بھی نہین ہے اب امیر اور حیران ہوے یکایک ایک جانب ایک درخت خشک نہایت بلند نظر آیا امیر نے اُس درخت کو نشان قرار دے کر کوچ اختیار کیا اور چلے دن بھر کی راہ رہی ہین اُس درخت کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہان چند استخوان بوسیدہ پڑے ہین اور اُن استخوانون سے یہ آواز عبرت طراز پیہم آ رہی ہے رباعی ہمنے بھی کبھو جام و سبو دیکھا تھا

جو کچھ کہ نہین ہی روبرو دیکھا تھا + اُس حال کو کیا بیان کرون مین آدرد + اک خواب سا ہی وہ جو کچھ دیکھا تھا + امیر نے انجام سوچ کر بہت
گریہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد
سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی مین دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس اتنا ہی کہ نہ وصیت
کرسکتے ہین نہ کسی کو اتنا دیکھتے ہین جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہمیشہ سے دنیا کا یہی رنگ ہی اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہین
پائی ہی یہ باتین کرتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے کاسہ سر اُن کے دیکھے سو کرین کھاتے ہوئے۔ اسی حالت مین دیکھا کہ وقت نماز کا تنگ
رہ گیا ہی صاحبقران نے پھر تیمم سے نماز ادا کی اور اُنھین مردون سے پھر باتین کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ مین گذری اب
امیر کو تیسرا دن اور پانچوان فاقہ ہوا قوت بہت زائل ہوگئی یہ سمجھ لیا کہ پھرنے چلنے سے تو کوئی فائدہ نہین ہی اب آگے بڑھ کے خدا
جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہان ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتین تو ہو جاتی ہین یہ خیال فرماکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے
یکایک ایک درخت خرد پر نگاہ صاحبقران کی پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ لاکھی رنگ کا درخت پر بیٹھا ہی دونون پانؤن مین
اُس کے زنجیر بندھی ہوئی ہی اور سرا زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہی صاحبقران نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑ کے ذبح کرنا چاہیئے گو
کباب لگانے کا سامان نہین ہی نہ سہی کچا گوشت کھالین گے سہارا تو ہو جائے گا یہ خیال فرماکر امیر آہستہ آہستہ قریب اُس زنجیر کے
آے اور زنجیر کو دونون ہاتھون سے پکڑ کے جو زور کیا مرغ اُڑا صاحبقران لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دون اب جو زمین کی طرف
خیال کرتے ہین تو بہت دور تھے سوچے اتنی بلندی سے گرنے مین استخوان تک پارہ پارہ ہو جائین گے بس صاحبقران نے خدا پر توکل
کیا کہ اب یہ مرغ جہان لے جائے وہین اُترین گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ مین صاحبقران ہون دیوون کو مین نے پست کیا ہی
یہ ایک مرغ ایسا ہی جس سے میرا کوئی قابو نہین چلتا لیکن مرغ پہلے تو بلند ہو گیا بعد اُس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد تین گھنٹے کے
زمین پر اُترا تو دیکھا صاحبقران نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہی اور یہ صحرا کسی قدر سبز و خرم ہی امیر نے فرمایا اے مرغ
مجھے تجھ پر شک ہوتا ہی کہ تو مرغ نہین ہی اگر کہہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھسے تیری دادرسی ہو سکے کہ مین صاحبقران ہون
اور زبان پرندون کی بھی سمجھتا ہون یہ سُنکے اُس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ مین بول نہین سکتا منقار پر میری سوزن سحر
لگی ہوئی ہی اگر آپ اسم اعظم پڑھکر سوزن سحر میری منقار سے کھینچ لین تو مین گویا بھی ہون اور حالت اصلی پر بھی آسکتا ہون اُسوقت
آپ سے اپنی سرگذشت بیان کرون گا یہ عبارت لکھکر مرغ ہٹ گیا صاحبقران نے غور کر کے اُس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان
فرمایا اور مرغ پر دم کر کے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ مین کھینچی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور ہیئت انسانی
پر آیا صاحبقران کے ہاتھ چومے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام ریحال اختر شناس ہی مین منجم ہون مجھے اپنے علم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب ور روز مین ایسا آتا ہی کہ اگر انسان احاطہ سحر سے نکلنا چاہے تو ممکن ہی یہی سبب تھا کہ مین اُس بیابان
مین پہونچا جہان آپ حیران و سرگردان تھے اور مین آپ کو وہان سے نکال لایا جو لوگ ناواقف تھے وہ نکل نسکے مجھے یہ بھی ممکن
تھا کہ مین قیدخانہ طلسم سے نکل جاتا مگر اُس سے مطلب حاصل نہوتا اس لیئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا
اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہین جاتا تو اُسی طرح مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی سنیئے
کہ حاکم یہان کا صاحب جادو ہی نہایت ساحر زبردست ہی اس نے اس مقام کو سحر بند کیا ہی ایک روز گذر صاحب جادو
کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا اجلال روشن طالع وہان کا بادشاہ تھا اور مین اُس کا وزیر تھا اور ایک دختر اجلال روشن طالع
کی ہی کہ نام اُس کا ملکہ محبوب سیمتن ہی نہایت حسین ہی صاحب جادو کی نظر اُس شاہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا جبوقت
اپنے مرحلہ پر آیا تو ایک نامہ اجلال کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اجلال روشن طالع نصیب تیرے جاگے مقدر
تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر با دولت و اقبال کی منظور نظر ہوئی بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سوار کر کے ہمارے پاس بھیجدو جسوقت
نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اُسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر وصف شکن تھا اُس نے جواب سخت لکھنے کا قصد
کیا مین نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہین آپ اُن کا کچھ کر نہین سکتے جہانتک ہو سکے بلطائف ٹالنا مناسب ہی بادشاہ نے بکراہت

اس بات کو منظور کیا اور میری صلاح سے یہ جواب نامہ کا تحریر کیا گیا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہو کہ ہمارا مذہب اور ہو تمھارا مذہب اور ہو جس طرح حسین سبز قبا کے خاندان مین شادی کا دستور ہو اسی طرح ہمارے یہان بھی دوسرے گھر مین بیٹی کو نہین بیاہتے ہین ہمین معاف کیجیے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ مین آیا دو ساحر اُس کے مصاحب ہین کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہو اور ایک عیار ہو کہ اُس کو چنچل کہتے ہین صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چنچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جاکر پھر پیام دو اگر مانے فہو المراد اور نہ مانے تو سزاے مقتول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہوگا کوئی زور نہ چل سکے گا اُس نے چنچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کرا لیا اور گرفتار کر کے اُس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اُس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ مین بلا کر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہو کہ وہ تیسرے دن جاکر سب کو ہیئت اصلی پر لاتا ہو اور کچھ کھلا پلا کے چلا آتا ہو اگر حضور وہان تشریف لے چلین اور اسم اعظم پڑھکر دم کرین تو یقین ہو کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آجائین صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے لے چلو اُسی وقت امیر با توقیر ریحان اختر شناس کے ساتھ اُس باغ مین تشریف لے گئے جہان اجلال روشن طالع اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اُن سب پر دم کیا ہر ایک مین حس و حرکت پیدا ہوئی ریحان اختر شناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب مین آگاہ کیا تھا کہ تجھکو صاحبقران وقت مصیبت سے رہائی دین گے اور انھین بزرگ کی ہدایت سے مین نے دین اسلام قبول کیا تھا مگر یا امیر یہ نہین معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحرون کے ہاتھ سے بچی یا نہین فرمایا کہ اگر نیت تمھاری دختر کی پاک ہو تو حفاظت کرنے والا اُس کی ضرور حفاظت کرے گا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہان سے میرے ملک مین تشریف لے چلیے اُس کے بعد اختیار ہو جہان چاہے تشریف لے جائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن طالع مین ان مرحلون کو شکست کرنے کو آیا ہون کہ ساحرون کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفین پہونچی ہین ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وہ شخص جس کی نگہبانی مین یہ لوگ تھے آگیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھکر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہو فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ مین نے ان کو ہوشیار کیا اُس نے کہا کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل جملہ واجبات سے ہو کہ دشمن خداوندان معلوم ہوتا ہو یہ کہتے کہتے ناریل سحر کا کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب پہونچتے ہی ببرکت اسم اعظم گل ہوگیا اُسوقت ساحر نے زمین پر غلطک ماری اور صورت شیر درندہ بن کر امیر پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال مین ہو ساحر نے دیکھا کہ مین گھٹنیون چل رہا ہون سحر کر کے بھاگنے کا قصد کیا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران نے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ساحر کے شور و غوغا ہوا قضاے کار اُسوقت بالا روی کرتا ہوا چنچل عیار بھی اس طرف آنکلا تھا اس نے جو یہ معرکہ دیکھا اُلٹے پاؤن جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم مرحلہ کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے قیدیون کے آگاہ کرون یہ اُس طرف بھاگ کے جاتا ہو اور صاحبقران عالیشان ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر اجلالیہ کے چلتے ہین لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خواجہ خضران سے بیان ہوتے ہین۔

غزل ۔ گل و فلسے جفا کی بھی کیون نہ بو آئے
اگر وہ میٹھے سے لڑانے کنارہ جو آئے

لحد پہ آے تو کیا ہمرہ عدو آئے
وہ خون نکلنے کی دیکھینگے میرے ذبح کیوقت

نہ کیون نزاع کی غیرون مین گفتگو آئے
تمام جسم کا شہ رگ ہی مین لہو آئے

امید ہو کہ وہ اقرار وصل آج کرین
جب اُن کے پاس ہم آئے تو یاد وعدہ آئے
نہ جانے دھیان تھے کیا کیا کہین ہم آئے
کبھی رگون سے نہ اک بوند بھی لہو آئے
مثال غیر نہین مین جو تو تکرار کرون ٭
محال ہو کہ گھر کے پھر آبرو آئے ٭
وہ میر ہی حرفت دل کے لئے پھرتے ہین
جہاز ڈوب گئے جو کنار جو آئے
جاری آنکھون مین آنسو بھی ڈبڈبانے لگے
غم و ملال جگہ دین تو آرزو آئے ٭
شناوران غم عشق کو ہو شوق بڑا ٭
جدھر کو دیکھون نظر مجھ کو تو ہی تو آئے

خیال غیر نہ ہنگام گفتگو آئے
امید وصل مین فرقت کے بھی ملال ہون
خوش ہو گئے جب اُن کے روبرو آئے
مرا یہ زخم جگر وہ نہین جو سی جائے ٭
بس اب زبان پہ کبھی دل کی نہ تو آئے
حضور دیکھئے زخم دل و جگر کو مرے
محال ہو کہ جلے قلب اور نہ بو آئے
کشش دکھائین اگر بادہ خوار لے ساقی
حباب بہتے ہوئے جب کنار جو آئے
کوئی غزال ختن اس طرف کبھی آنکلے
کہ آب خنجر انداز تا گلو آئے
یہ حکم عام دیا اُس نے ضد سے فاخر کی

پڑے نہ ہاتھ کہین خط مصحف رُخ پر ٭
عمون کے ساتھ سے دلین آرزو آئے
وہ زار ہون کہ جو فصاد فصد بھی کھولے
عبث غریب رفوگر سے پے رفو آئے ٭
شنا و صحبت اغیار مین نہ عزت کو
یہ پھول وہ ہین محبت کی جن سے بو آئے
بٹے ان آنکھون مین آتے ہی لخت قلب و جگر
تو اُن کی بزم مین ہے دست و پا سبو آئے
نہین ہے خانہ دل مین نہین ہو جا باقی
ادھر بھی نکہت گیسوئے مشکبو آئے
مثال آئینہ خانہ تمام عالم ہو
کوئی نہ پاس مرے لے کے آرزو آئے

سے بزم سخن طوطی خوشنوا ٭ بدین زمزمہ شد ترنم سرا ٭ جس وقت کہ صاحبقران عالیشان درخت کو اُکھیڑ کر نقب مین کود تے اُسی وقت خواجہ خضران بھی گلیم اُڑ رہے کو دیڑے تھے لیکن خواجہ کی جو آنکھ کھلی اور پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو ایک صحرائے لق و دق مین پایا یہ شگون کے منتظر ہوئے ایک جانب سے آواز زاغ سنائی دی خواجہ اسی طرف چل نکلے جاتے جاتے سواد شہر معلوم ہوا خواجہ اور چلے یہانتک کہ داخل شہر ہوئے دیکھا کہ عمارتین شہر کی معمولی ہین لیکن ایک بہت بڑا گنبد ہو خواجہ نے لوگون سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہو اور بادشاہ یہان کا کون ہو لوگون نے کہا کہ اس کو بھولی شہر کہتے ہین ایک فقیر نے اسے آباد کیا ہو نام اُن درویش کا امیر شامی ہو اب انھون نے غیبت اختیار کی ہو یہ تمام شہر انھین کا مرید ہو پرسوین دن میلا ہوتا ہو تمام شہر جمع ہوتا ہو لوگ دعائین کرتے ہین مرادین ملتے ہین ایک تصویر آہنی دیو کی مزار کے سرہانے نصب ہو لوگ روپیہ اشرفی جواہر جو جو جو منظور ہوتا ہو اُس دیو کے دہن مین ڈال دیتے ہین یہ بھی ایک کرامت درویش کی ہو کہ جو کچھ ڈالا جاتا ہو سب غائب ہو جاتا ہو ورنہ اب تک منہ تک آجاتا خواجہ نے کہا کہ اس شہر کو بھولی شہر کیون کہتے ہین کچھ اس کا بھی سبب معلوم ہو خواجہ کو ایک نیا آدمی دیکھکر اور راہگیر بھی جمع ہو گئے تھے جس شخص سے خواجہ باتین کر رہے تھے وہ تو اس سے زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایک پیر مرد نے کہا کہ بابا کیا تو نیا آیا ہو خواجہ نے کہا مین بھی دنیا ہون جس ملک کی سیر کو جی چاہتا ہو چلا جاتا ہون اب کے اسی طرف کی پھیری ہو گئی مرد پیر نے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو یہان نہ پہونچ سکتے ہمارے میان درویش امیر شامی لکھ گئے تھے کہ اب اس شہر مین دوسرے ملک کا آدمی نہ آسکیگا سوا ایک درویش باکمال کے تو معلوم ہوتا ہو وہ درویش باکمال آپ ہی ہین آپ مجھسے حقیقت کیا دریافت کرتے ہین آپ خود جانتے ہونگے خواجہ نے ہنس کے فرمایا کہ جانتے ہم سب کچھ ہین لیکن تم لوگون کا اندازہ کرنا مقصود تھا کہ تم مسافر نوازی کرتے ہو پوچھنے والے کو سچ سچ بتاتے ہو یا بہکا دیتے ہو مرد پیر نے کہا کہ امیر شامی ہمیشہ سے اس مقام پر رہتے تھے اور عبادت خدا کیا کرتے تھے جب سن اُن کا زیادہ ہوا تو اُنھون نے خیال کیا کہ مجھے شہر مین جانے سے تکلیف ہوتی ہو لہذا شہر کو یہین بسالون یہ تصور کر کے وہ اپنے مقام سے اُٹھے اور شہر مین جا کر جتنے مکان اور مکین تھے سب کو اُٹھا کر جھولی مین بند کر لیا اور وہان سے آکر اس جنگل مین اپنی جھونپڑی کے گرد شہر کو آباد کر دیا نہ یہان کے لوگ کہین جاسکتے ہین نہ کہین کے لوگ یہان آسکتے ہین بعد چند روز کے درویش نے اعلان کیا کہ ہم جانے والے ہین تمام شہر جمع ہوا کہ آپ کیون جاتے ہین اور کہان جاتے ہین درویش نے کہا کہ اب یہی مناسب ہو کہ ہم غائب رہین تاکہ تم لوگون کے دلون مین

اشتیاق پیدا ہوا اور ہم یہ بھی دیکھنا ہی کہ تم اطاعت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہین چنانچہ درویش انتقال کر گئے جس جگہ درویش کی جھونپڑی تھی اسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہان دفن کیا اور ایک تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو وہ دہن دیو مین ڈال دے اے درویش باکمال آپ چل کر مہمانی میری قبول فرمائیے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اس کے مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہان قیام کیا روز شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگون سے یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش امیر شامی کا نائب عرس مین آیا کرتا ہی اور خبر ظہور درویش سنایا کرتا ہی کہ اب اتنا زمانہ باقی ہی اور اب اتنا زمانہ باقی ہی اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہیے کہ وہ کہان ہی لوگون سے پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ وہ برسوین روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہی اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہی خواجہ نے پوچھا کہ کس طرف جاتا ہی لوگون نے رخ بتا دیا بس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی جانب سے حکم ہی کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آ نکلے تو پیار کرو اور تمام درویشون کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی تشریف آوری کی خبر نائب درویش امیر شامی کو دی گئی ہی اور وہان سے حکم ابھی نہین آیا ہی دو ایک روز اور قیام کیجیے اُس کے بعد آپ کو اختیار ہی خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اُس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہی کل آپ کی دعوت مزار درویش پر ہی جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر آ کر درویش امیر شامی کے مزار پر جمع ہوے خواجہ بھی گئے لوگون نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے گلاب شاہ کہتے ہین پہلے تمام فقیرون نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اُس کے سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ گلاب شاہ نے پوچھا کہ نائب درویش کہان ہی تصویر دیو مین سے آواز پیدا ہوئی کہ مین موجود ہون خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہی سامنے آ یا طاقت میہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت + آواز آئی ہم ہر فقیر سے اسیطرح ملتے ہین بس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ تو سہی جو تجھے اس کی سزاے معقول نہ ملے تو نے ہماری کچھ عزت نہ کی ہے ہم تو جاتے ہین مگر دیکھ تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر آپ تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے جتنی پر تکلف چیزین وہان تھین وہ سب غائب ہو گئین یہانتک کہ فقیرون کی نمدی کلاہین بھی کسی نے سر سے اُتار لین اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ بُرا ہوا اس نائب درویش اسرار کا کہ اس نے ہمارے نئے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ وہ صحبت درہم برہم ہو گئی خواجہ جو لوٹ مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلان مقام کی طرف جاتا ہی اسی طرف کی راہ لی کہ چل کر کچھ رنگ جمانا چاہیے انھین لوگون کو صاحب جادو سے لڑوانا چاہیے یہ تو اس تلاش مین جاتے ہین لیکن حال اسرار شامی کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ شخص نہایت مکار ہی اس نے ایک باغ تیار کیا ہی شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اُس باغ کے بہت بڑی بڑی جھاڑیان جھنڈیان لگی ہین کہ صحرا معلوم ہوتا ہی کوئی شخص اُدھر آنے کا قصد نہین کرتا ہی اس نے چند مصاحب اپنے رکھے ہین انھین سے صحبت رہتی ہی ایک سُرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہی کہ جو کچھ دہن دیو مین ڈالا جاتا ہی وہ لنڈھک کے باغ تک چلا آتا ہی اور جو اٹک کے رہ جاتا ہی اُسے کوئی جا کے نکال لاتا ہی اور جب کوئی عرضی آتی ہی تو جب اس کے جی مین آتی ہی جا کر جواب دے آتا ہی اور برسوین روز جب عرس ہوتا ہی تو آپ جا کر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا ہی اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہی وہان سے اپنے باغ مین چلا آتا ہی خواجہ جو تلاش مین اس کی چلے تو بیابان بہت صاف و شفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیان جھنڈیان نظر آئین خواجہ قریب اُن جھاڑیون کے آئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیون کا بہت دور تک ہی قضاے کار ایک جوڑا طاؤس کا جو اسرار شامی کا پالو تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیون مین آ گیا خواجہ نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسون کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اُڑے تو اُڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسون کے کٹے ہوے ہین اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہین اور پالو ہین تو کس کے ہین یہان سے قریب کوئی قریہ قصبہ تو معلوم نہین ہوتا ہو نہ ہو پلنے والا بھی ان کا انھین جھاڑیون مین ہوگا بس یہ تصور کر کے خواجہ پیچھے پیچھے ان طاؤسون کے

چلے یا تنگ کہ جھاڑیون کو طے کر کے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوار ہے طاؤس تو دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے قضائے کار اسرار شامی اپنے طاؤسون کی تلاش مین آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا ادھر
اُدھر دیکھ رہا تھا یہ تو اسے اطمینان تھا کہ یہان آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آنکھ چار ہونے سے
مجبور ہوکر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا یا اللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسرار شامی نے کہا
بابا یہان کیونکر آنکلے حضرات نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہین نہین اُس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہین آج یہان تو
کل وہان ادھر کی بھی پھیری ہوگئی اب کل خدا جانے کہان ہون گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آگئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انھون نے کہا کہ مین تیری دعوت کیا قبول کرون تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ مین کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغون مین رہنا عیش وعشرت کرنا یہ بادشاہون اور دنیا دارون کے شیوے ہین یا فقیرون کے خدا نے فقیر کے
ٹکڑون مین بھی بڑے مزے دئے ہین اگر یقین نہو تو کھا کے دیکھو نعمتون کو بھول جاؤ گے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کئے اسرار شامی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت مین یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدمون پر گرا کہ ایک روز کی میری مہمانی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اُس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لے گئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا نقب کی جگہ سمجھ مین نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسرار شامی نے کہا اس حوض مین نہ نہایئے اس لئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس مین ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسرار شامی نے دعوت مین بہت عمدہ عمدہ نعمتین پیش کین خواجہ نے جس چیز کو کھایا اُس مین کچھ نہ کچھ عیب
بتایا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے اسرار شامی سو رہا تھا کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے
تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونک دی جب اسرار شامی بالکل بیہوش ہوگیا تو خواجہ نے اُسے اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور آپ اُس کی صورت بن کر فرش خواب پر لیٹ رہے ایک دو چیزین بھی غائب کر دین جب صبح ہوئی تو ملازمون سے کہا کہ وہ
جو شخص نو آیا تھا اُسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور تھا لوگ تمام مین ڈھونڈھنے لگے کہین پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو جو کچھ
زر و جواہر ہمارا تھا وہ تو ہے یا نہین ہے اُن لوگون نے آکر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لے کر
سب مین قفل چڑھا کے کنجیان اپنے پاس رکھ لین اُس کے بعد حوض مین اُترے اور نقب کے راستے اُسی دیو کی تصویر مین جاکر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز امیر شامی درویش برن بدل کے خروج کرین گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آئے یہ
آواز جو مقبرے مین گونجی اور مجاور قبر آگاہ ہوئے تمام شہر مین غوغا ہوگیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہین اور آج کے تیسرے
دن خروج کرین گے لوگ آآکے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے اُنھون نے آکر دہن دیو مین عرضیان لکھ کے
ڈالین کہ جو خدمت ہم سے متعلق کی جائے اُسے ہم بسر و چشم بجا لائین آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کرین گے
تو دین اپنا پھیلائین گے کافرون کو سزا دین گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اُس مین
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلین گے تو اُسی تخت پر جلوہ افروز ہوکر خروج کرین گے یہ جواب عرضیون کے جو روسائے شہر کو پہونچے
اُسی وقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرضی کے ساتھ نکلا ہوا آیا تھا اُسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اُس مین نصب کرایا گرد مقبرہ
کے خیمہ ڈیرے راوٹیان قلندریان چھولے آراستہ ہوگئے ایک رات پیشتر سے لوگون نے آکے قیام کیا کوئی خیمہ مین مقیم ہوا
کوئی سڑک ہی پر پڑ رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہان جگہ مل گئی وہ وہین پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرے
کے عبادت کیا کئے اور تمام رات جاگتے رہے کہ پہلے جلوہ ہمین دیکھین تمام رات عجب گماگمی رہی سارا شہر اُمنڈا پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جا بجا ناچ ہو رہے تھے تنبو لئے تخت لگے ہوئے پان بیچ رہی تھین کسی جگہ بھنگ پینے والے جمع تھے نشہ
مین گاڑھی چھن رہی تھی کہین تیتریان ناچ رہی تھین لوگ ہر قسم کے مشغلہ مین اپنے دل کو بہلا رہے تھے وہ اُسی رات اشتیاق
درویش مین پہاڑ ہوگئی تھی خدا خدا کر کے رات بسر ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہین مقبرے سے لڑی ہوئی تھین کہ اب

درویش امیر شاہی ظہور فرماتے ہین لوگون کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرے کے تھے وہ باہر نہ نکلتے تھے اور جو باہر تھے وہ اندر جانے کی کوشش مین مصروف تھے قیامت کی کشمکش تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے کہ جلد تشریف لائیے اب نہ ترسائیے لوگ دور ہی سے پھول پھینک رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھون مین لئے کھڑے تھے کہ میان صاحب برآمد ہون تو پھول گنگا جمنی لٹائین وہ جو تخت تیار کیا گیا ہی اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہی یہان تو یہ حالت ہی اور وہان خواجہ اسرار شاہی بنے ہوے باغ کی سیر مین مصروف ہین ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ جو ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہین اور بڑے درویش یہان آتے ہین یہ سنکے وہ لوگ بدحواس ہوگئے کہنے لگے کہ آپ کے باعث سے عیش کرتے تھے نہین معلوم اُن درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور سخت طبیعت کے ہین خبردار اُن کے خلاف ورزی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤگے نکالدئے جاؤگے سب تھرا گئے اور آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اب تو اُن لوگون کے اعتقاد قوی ہوگئے کہ بیشک یہ صاحب کشف وکرامات ہین آپ نے گوشہ باغ مین جاکر لوگون کی نگاہ بچاکے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کرکے آواز سلام علیکم کی بلند کی اب جو اُن لوگون نے دیکھا تو ایک پیرمرد چلے آتے ہین کہ ریش اُن کی ناف سے نیچی ہی اور بڑا سا جبہ پہنے ہوے ہین ہاتھ مین ہزارا ہی دوسرے ہاتھ مین سونٹا آواز دی کہ تم لوگون نے بڑے مال جمع کئے اور خوب مزے کئے لاؤ صندوق کہان ہین یہ لوگ تھرا گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہی جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کئے آپ نے جس صندوق مین ہاتھ لگایا وہ خالی ہوگیا یہانتک کہ سب صندوق خالی کردئیے اب سونٹا سیدھا کیا اور اُن لوگون سے کہا کہ یہ تو سب وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کرگیا تھا تم لوگون نے کیا جمع کیا وہ بھی لاؤ جو چھپے سے لاوگے اُس کو آئندہ اس سے دونا ملے گا اور جو کجی کرے گا اُس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضایع ہوجائے گا فقیر پر سب روشن ہی کوئی بات پوشیدہ نہین ہی اب تو مارے ڈر کے جس کے پاس جو کچھ تھا اُس نے لاکے رکھدیا آپ نے سب اُٹھا کے نذر زنبیل کرلیا اور ان لوگون سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہین اور اپنے مریدون کو راہ نیک بتاتے ہین سب کے سب برگشتہ ہوگئے ہین یا خدا کو بھولے ہوے ہین یہ کہکر اُسی حوض کے راستے سے روانہ ہوے آج اسقدر اشرفی و جواہر لوگون نے دہن دیو مین ڈالا ہی کہ راستہ مسدود ہوگیا ہی نقب گویا کہ بند ہی آپ روپیہ اشرفی جواہر سب پرکھتے ہوے نذر زنبیل کرتے چلے جاتے ہین پہر بھر مین وہ راستہ صاف ہوا اور خواجہ اُس دیو کے جسم خالی مین پہونچے ایک بانس کی سیڑھی لگی ہی ہوئی وہان موجود تھی آپ نے اُس سیڑھی کو لگایا اور اوپر چڑھ گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہوکر گر پڑے لیکن مجاورون نے کہا مودب مودب ہوجاؤ میان تشریف لاتے ہین لوگ مودب کیا ہوتے بدحواس ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سر اپنا دہن دیو سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپ نے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہی جو کچھ لٹایا جاتا ہی وہ لوگ تبرک کرکے تبرک کیے ڈالتے ہین بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگون نے ہاتھون ہاتھ لیا جو لوگ کہ پرانے تھے اور امیر شاہی کو دیکھے ہوے تھے اُنھون نے تو یہ کہا کہ میان نے برن بدلا ہی پہلے اور صورت تھی اب اور قطع ہی اور جن لوگون نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرے سے باہر آئے اور لوگون کی نگاہ پڑی جو جہان تھا اُس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسہ کسی نے کوڑیان کسی نے پھول کسی نے بتاسے اور تال مکھانے آپ نے پھر سپید مہرہ منہ سے لگایا اور اُسے بجاکر آواز دی کہ ارے جو جس کی توفیق ہو وہ نذر دے مین تنہا نہین ہون میرے ساتھ بہت سے موکل ہین جن سے ابھی بڑے بڑے کام لینا ہین روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اُس وقت سب نے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا جس نے جو پیش کیا آپ نے اُٹھا کر جیب مین رکھ لیا اور منہ سے ہر مرتبہ ایک نیا نام لیکے کہتے تھے کہ یہ فلان کا حق ہی یہ فلان کا حق ہی اگر کل جمع کیا جاتا تو ایک

انبار ہوجاتا لیکن سب جیب میں پہونچ کے غائب ہوگیا لوگ اس بات پر بھی متعجب تھے کہ اتنی سی جیب کی کیا سمائی ہی کہ جو کچھ گیا وہ سب غائب ہوگیا جو لوگ پرانے تھے اُنھون نے کہا یہ وہی بزرگ تو ہین جنھون نے جھولی مین شہر کو اُٹھا کے رکھ لیا تھا اور اس جنگل مین پورے شہر کو جھولی سے نکال کے آباد کر دیا یہ کرامت تو ان کی قدیمی ہی کوئی نئی بات نہین اگر یہ چاہین تو تمام عالم کو جھولی مین بند کر لین اب آپ نے حکم دیا کہ دیکھو عالم مین کفر بہت پھیلا ہوا ہی اور ہم جہاد کرنا چاہتے ہین جس کو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ مال و خزانہ ہمراہ نے جو جس کے پاس ہو اور اہل و عیال کو دوسرے کے سپرد کرے اور آج سے تیسرے روز ہم اول جانب دربند صاحبیہ پر چلین گے سب سے پہلے صاحب جادو کو راہ نیک بتائین گے اگر اُس نے مانا فہو المراد ورنہ اسی سونٹے سے اس کا غرور مٹائین گے سونٹے کو دیکھکر لوگ لرز گئے غرضکہ ہر شخص نے اپنی سعادت جان کر درویش کے ساتھ چلنے پر کمر باندھی اور جو کچھ مال و اسباب جس کے پاس تھا جنس کو بیچ کر نقد کر کے کمر مضبوط کی تیسرے روز سب آ کے جمع ہوگئے گرد مقبرہ کے دور تک ہجوم تھا یہان آپ نے بیٹھے بیٹھے سوچا کہ شاید وقت تباہی کا آئے تو جان کا بچانے والا اللہ ہی لیکن مال کی حفاظت اپنے ذمہ ہی بس آپ نے تخت مین سے جواہر اصلی اُکھیڑ اُکھیڑ کر جھوٹے نگینے نصب کئے جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے پھر سپید مہرہ بجا کر آواز دی کہ ہمارا تخت اُٹھاؤ اور جانب دربند صاحبیہ چلو لوگون نے تخت کو اپنا فخر سمجھکر اُٹھایا اور حسب ہدایت درویش جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوے لیکن خواجہ متردد تھے کہ ابھی تک کوئی سردار ایسا نہ ملا جس کو مین سالار لشکر بناتا ان کو یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ ایک منزل پر پہونچ کے جو قیام کیا تو دیکھا کہ ایک جوان زبردست دوڑا چلا آتا ہی جب وہ قریب پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا اور درویش سے عرض کی کہ وہ شخص اولاد رستم سے ہی باپ نے میرے صغر سنی مین انتقال کیا اب مین جوان ہوا تو کس کام کا بے دست و پا ہون اگر کوئی اُستاد مجھے فن سپہ گری تعلیم کرتا تو مین آپ کے ہمراہ کچھ کام بھی کر سکتا خواجہ نے اس جوان کو نہایت پسند کیا پشت پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اب جس وقت تک تیری تعلیم اچھی طرح نہولے گی اُس وقت تک کے لئے ہمنے اپنا خروج معطل کیا وہ سامنے دامن کوہ ہی تو روز صبح کو اُس طرف جانا وہان ایک نقابدار الفی پوش آئے گا وہ تجھے فن سپہ گری بتلائے گا یہ سنکے وہ جوان بہت خوش ہوا خواجہ نے نام پوچھا اُس نے فرامرز ثانی اپنا نام بیان کیا خواجہ امیر شامی نے حکم علم دیدیا کہ ہم دس روز بعد کوچ کرین گے تمام لشکر نے ڈیرے ڈالدئے خیمے خرگاہین قلندریان راوٹیان استادہ ہوگئین بازار کھل گئے جنگل مین منگل نظر آنے لگا جب رات گذر کے صبح ہوئی تو فرامرز ثانی جانب صحرا روانہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک جانب سے نقابدار الفی پوش نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے فرامرز ثانی مجھے درویش نے تیری تعلیم کا حکم دیا ہی تو کچھ جانتا بھی ہی یا بالکل ناواقف ہی فرامرز نے کہا کہ جتنا کچھ میرے شہر کے لوگ جانتے تھے اُتنا تو مین نے حاصل کر لیا ہی لیکن اُس درجہ تک نہین جانتا ہون جیسا میرے آباؤ اجداد جانتے تھے نقابدار الفی پوش نے ایک روز مین تیر کے صاف کرائے دوسرے روز نیزہ بازی کے رموز سے آگاہ کیا تیسرے روز علم تیر مین جتنی خامی تھی اُس سے آگاہ کیا چوتھے روز گرز بازی پانچوین اور چھٹے دن شمشیر زنی ساتوین اور آٹھوین روز کشتی کے پیچ صاف کرائے اور دو تین روز اور اچھی طرح مشق کر کے طاق کر دیا اور کہا کہ اب تم خود چند شاگرد کر کے مشق بڑھاؤ چونکہ فرامرز خاندانی پہلوان اور کچھ واقف بھی تھا بہت جلد واقف ہوگیا آخر روز نقابدار نے کہدیا تھا کہ اب ہم نہ آئین گے اس لئے کہ تمھین بتانے کی ضرورت نہین ہی خواجہ امیر شامی نے جس روز سے قیام کیا تھا لوگون سے کہدیا تھا اگر ہم کسی وقت تمھین نہ دکھائی دین تو پریشان نہونا اور تلاش نہ کرنا یہ آپ ہی نقابدار الفی پوش بن کے جاتے تھے اور فن سپہ گری فرامرز کو سکھاتے تھے جب طاق کر دیا تو پھر اپنے مقام پر آ کر حکم کوچ دیا جھولی شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک قلعہ تھا کہ ویران پڑا ہوا تھا اس سے قبل اُس مین ساحرون کی عملداری تھی جب صاحب جادو نے قلعہ سحر تیار کر لیا تو اس قلعہ کو چھوڑ دیا خواجہ نے اول اُس قلعہ پر قبضہ کیا اور وہان سے ہرکارون کو روانہ کیا اس لئے کہ ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ صاحبقران جو آئے ہوئے ہین اُنھون نے کیا کیا ہرکارے برائے دریافت حال آگے آگے روانہ ہوئے لیکن

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنیے

مے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
مین سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

مین صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت منہ زور یان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دخت رز کا شیدا

طبیعت کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی غم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا بادہ کش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی بیخکنی نہین کی تھی اُس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختون سے پیدا ہوتے تھے اور لوگون کو سوار کرکے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنا دیا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہین جانتا ہے جسوقت گھوڑے لوگون کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پھکر انسانون کو زندان مین بھجوا دیتا تھا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہوکر اُسی درخت مین شکل پھلون کی پیدا ہوکے آویزان ہوجاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبون پر سحر کے تپلے سوار کردیے تھے جس وقت وہ سرحد اسپان جادو مین پہونچے تو حالت اصلی پر آگئے دیکھا اسپان جادو نے کہ کچھ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوئے ہین اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن اُن کے اُلجھ کے رہ گئے ہین اس نے اُن چیتھڑون کو اُتار اُتار کے جمع کیا اور خدمت مین صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بن کر اُڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اُکھیڑ کر خندق مین پھانک چکے تھے جس وقت یہ دھوان اُس مقام پر پہونچا جہان درخت تھا اور دہن نقب کی ہوا لگی دھوان ہمہ تن شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو کو دھیرجی یاد نہ تھا دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آکر اسپان جادو اور اُس کے لشکر پر گرا کہ اسی کو جلاکر خاک کردیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو لیکر خدمتمین صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی وہ جام دے کہ نہ آؤن خودی مین
جو منہ مین آئے کہدون تجھے دل لگی مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین زیر پا
عیار تجھ سا پاؤن گا کب زندگی مین

سرشار ہو دماغ رہون بیخودی مین
نازک ہے میرا شیشۂ دل چھیڑنا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین
جلوہ فگن تو آئینۂ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اُٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے شہر مین آیا رعایا نہایت شاد ہوئی اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت انتظام جادو سے بیان کی کہ اس طرح ایک شخص آیا تھا پہلے اُسے مرغ اُٹھا کے لایا پھر اُس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اُس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے انتظام جادو نے کہا کہ ریحان روشنضمیر کا قید سے چھوٹنا بہت برا ہوا اب مشکل پڑے گی مگر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحرون سے شہر اجلالیہ کی جانب روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ انتظام جادو بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ریحان روشنضمیر نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائین اُس وقت مین اسیر ہو چکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے اور صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب شومی طالع گئی مین تمھارے سامنے سر میدان اس ساحر کو مارون گا اطمینان رکھو

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران اور اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس یہ سب آکر بیٹھے سراپئے صحرا کی طرف سے اٹھا دئے گئے یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے انتظام جادو گرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار بلا بد آفت کے پرکالے جھولیان سنجھولیان کاندھون پر ڈالے ڈفلی اور ڈیرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی پہنچا اجلال روشن طالع کو ہوئی اس نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونون لشکرون میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال روشن طالع مع ریحان اختر شناس و صاحبقران نیک اساس میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اور اس طرف سے انتظام جادو گرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان میں آکر صفین جما کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری کمک پر ایک شخص آگیا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا ایک مرتبہ جو حالت تیری بنا چکا ہون وہ تجھے یاد ہوگی اب کی قتل ہی کر ڈالون گا زندہ کبھی نہ چھوڑون گا یہ سنکے اجلال روشن طالع نے کہا کہ او ملعون اپنی خیر منا وہ وقت گیا ادھر ریحان اختر شناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو یکا قتل کر ڈالنا اس سے بس کم ہے جیسے ایک مچھر کو مار ڈالا لیکن میری لڑائی کا تماشہ دیکھیے کہ یہ ساحر ہے اور مین ستارہ شناس ہون دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتون کا شمار کرکے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور جانب آسمان دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اڑا دی اور کچھ اسم موکلین ستارہ کے پڑھتا رہا وہان انتظام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے اجلال مین تیری فوج پر بلائے آسمانی بھیجتا ہون سے اسے روک یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس مین سے ہزارہا بھنگے پیدا ہوئے ہوا لگتے ہی ان مین بالیدگی پیدا ہوئی قریب چار سو طائرون کے پیدا ہوکر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران تھا کہ یہ طائر کس لئے آتے ہین اور دیکھیے کیا قیامت برپا کرین گے صاحبقران نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اختر شناس نے عرض کی کہ حضور تماشہ دیکھے جائین کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران پھر تھم گئے ریحان اختر شناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ اے عقاب اسقدر دیر بس دیکھا کہ ایک عقاب تیز پر پیدا ہوا اور مثل باز کے ان طائرون پر گرا اور طائرون کو نگلنا شروع کیا یہانتک کہ تمام طائرون کو نگلگیا اور پھر اڑکر بلند ہوگیا یہ دیکھکر صاحبقران نے تعریف کی لیکن انتظام جادو پکارا کہ مین تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے مین نے تجھکو اسیر کرلیا تھا اب تجھسے دو بدو آپڑی ہے خیر جو کچھ ہوگا سمجھ لیا جائے گا اے اس سحر کو تو روک یہ کہکر اس نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم مین سات جگہ نشتر لگائے ادھر ریحان اختر شناس نے ساعتون کو شمار کیا تو سات نشترون مین ایک نشتر ساعت مناسب مین لیا گیا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ یا امیر ابھی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھا جائے گا لیکن وہ اثر عام نہین ہے ادھر انتظام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون سے ترنج کو آلودہ کرکے ریحان اختر شناس پر کھینچ مارا ترنج ایک شعلہ جوالا بنکر ریحان کی طرف چلا بس عقاب مثل برق کے قریب اس شعلہ کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن مین عقاب کے اتر گیا عقاب بتقاب آتشبازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور بہت شعلہ بن کے پلٹا انتظام جادو نے ہر چند سحر کئے مگر یہ شعلہ نر کا سر پر انتظام جادو کے گرا کہ جلا کے خاک کر دیا بعد اس کے لشکر پر انتظام جادو کے گرا کہ اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہوگیا مرنے سے ان ساحرون کے قیامت کبرے برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من انتظام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاشین ساحرون کی جھلسی ہوئی پڑی ہین صاحبقران نے ریحان اختر شناس کی نہایت تعریف کی باتح فیروزی پلٹ کے داخل بارگاہ ہوئے اس وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ مین طلسم زلزلہ پر جانے والا ہون اور یہ مرحلہ

راستے میں پڑ گیا اس کی وجہ سے مجھے دیر ہو رہی ہے سردار اور عزیز میرے قید ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس مرحلے سے جلد فرصت کر کے آگے بڑھوں صاحب قران کی ارشاد سے اجلال نے جشن خوشی کو معطل کیا اور کوچ کر کے طرف دربند صاجبیہ کے روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور اب

چند کلمہ داستان شکست نشان صاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

ہاتھ میں کب مرے ساقی نے پیالہ دیکھا
کب مری آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
قربتِ اہلِ صفا کام نہ آئی کچھ بھی
کوئی میخانہ میں خالی جو پیالا دیکھا

تفتہ دل وہ ہوں کہ جب دیکھا تو چھالا دیکھا
حسن میں ناز میں شوخی میں نرالا دیکھا
شمع تربت کا لحد میں نہ اُجالا دیکھا
اُسنے جب میان سے شمشیر کو کھینچا اپنی

اب تک آتے ہوئے کب آپ نے نالا دیکھا
ہجر حسینوں سے ترے رُتبے کو دوبالا دیکھا
میں وہ میکش ہوں کہ آنکھوں میں بھر آئے آنسو
پھر سلامت نہ کوئی فوج و رسالا دیکھا

واضح رائے ناظرین با تمکین ہو کہ اس مقام پر دو ملک آباد ہیں ایک کا حاکم صاحب جادو اور دوسرے کا فرمانروا مصاحب جادو ہے اور یہ دونوں آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہے صاحب جادو بیرونی سرحد روکے ہوئے ہے کہ غیر ملک کا آدمی اس ملک میں نہ آنے پائے اور مصاحب جادو اندرونی سرحد کا حاکم ہے کہ اندر کا آدمی باہر نہ جانے پائے جس طرح کے انتظامات سرحد بیرونی کے بیان ہوئے یہی انتظامات اندرونی سرحد کے بھی ہیں صاحب جادو کو پہلے خبر وحشت انگیز یہ پہونچی کہ اسپان جادو مارا گیا اور صاحبقران درخت کو اکھیڑ کر داخل طلسم ہوئے اور مرغ کے ذریعے سے باغ اجلال شاہ میں پہونچکر سب کو رہا کیا انتقام جادو مارا گیا اب امیر اس طرف تشریف لاتے ہیں اور دوسری خبر یہ پہونچی کہ آپ کے ملک سے قریب جو ایک جھولی شہر ہے جسے درویش امیر شامی نے آباد کیا ہے چونکہ بسر اوقات اُن کی بھیک مانگنے پر تھی اور اُن کو ریاضت سے فرصت کم ملتی تھی تو امیر شامی نے تمام شہر کو اُٹھا کے جھولی میں رکھ لیا اور اپنی منڈیا کے قریب آباد کیا کہ مجھے بھیک مانگنے کو دور نہ جانا پڑے یہ سنکے صاحب جادو بہت ہنسا اور کہا کہ پھر کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ پھر وہ درویش مر گئے اور دفن کر دئے گئے بعد پندرہ برس کے انھوں نے بدن بدل کے پھر خروج کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اب کی مرتبہ ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہیں گے اور دین اپنا پھیلائیں گے صاحب جادو نے کہا کہ دین اُن کا کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ دین اُن کا کچھ سمجھ میں نہیں آتا وہ یہ کہواتے ہیں کہ جس نے سب کو پیدا کیا وہ خدا برحق ہے اب انھوں نے پہلے آپ ہی کے ملک کا رخ کیا ہے اور کوچ بکوچ منزل بمنزل اسی طرف چلے آتے ہیں یہ سنکے صاحب جادو نے نظام جادو سے کہا کہ جاکر اُس درویش کو اُسی سرحد پر روک دو اور آگے نہ بڑھنے دو نظام جادو چند ساحر اپنے ساتھ لے کر جانب قلعہ سرحدی روانہ ہوا اور یہاں صاحب جادو نے ایک نامہ مصاحب جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر ہم دیکھتے ہیں کہ اب انقلاب آیا چاہتا ہے حکیم اشراق مارے گئے صاحبقران ہمارے مرحلہ میں بھی داخل ہو گئے انتظام جادو مارا گیا اب سنا ہے کہ وہ لشکر لئے میرے ملک پر چلے آتے ہیں اور بعد میرے تمہاری باری ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک مرحلہ ٹوٹ گیا تو گویا قوت آدھی رہ گئی لہذا ہم تم مل کے صاحبقران عالیشان سے مقابلہ کریں اس لئے کہ مثل مشہور ہے کہ ؎ دو دل یک شود بشکنند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ نامہ لے کر جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوا جب نامہ مصاحب جادو کو پہونچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اُس نے جواب میں تحریر کیا کہ بہت جلدی حاضر ہوتا ہوں اور لشکر کو تیار کر کے سمندون جادو اور توسن جادو کو چالیس ہزار ساحروں سے اپنے ساتھ لے کر جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوا جس وقت صاحب جادو کو خبر آمد مصاحب جادو معلوم ہوئی لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی تا لب فرش برائے استقبال آیا اور لاکر اپنے پاس بٹھایا جس قدر اخبار گوش زد ہوئے تھے سب بیان کئے اسوقت مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے ابریق

جادو اُن کا شریک ہوگیا ہی اور اسی کی مدد سے امیر یہان تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا خیر جب وقت مقابلہ آئے گا تو دیکھا جائے گا راز سے ان دربندون کے سوا حکیم اشراق یا ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار مین بیٹھے ہین

لیکن اب دو کلمہ داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سنیئے

ایک دن وہ تھا کہ ہم تھے دُختی ور میخانہ تھا ۔ ہر طریقہ بے ریا ہر فعل بے باکانہ تھا
شاہراہ عشق کا رہرو ہون مین اک دہر مین ۔ کوہکن مزدور تھا مجنون سڑی دیوانہ تھا
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض ۔ تھا مریدِ پیر مُغ مذہب مرا رندانہ تھا
کل ملے تھے راہ مین اس وضع سے مجکو منیر ۔ شیشہ تھا اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین پیمانہ تھا

چہرہ صوفی منشان بادۂ وحدت و دلدادگان شاہد کثرت یون نغمہ سرا ہوئے ہین کہ ہنوز درویش داخل شہر صاحبیہ نہین ہوئے تھے راستے ہی مین تھے کہ ان کو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے برائے انتظام سرحد آتا ہی شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ٹھہر جائے اُسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمے ڈیرے حلم درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے اس سے پیشتر جب آپ نقابدارالنی پوش بن کے فرامرز ثانی کو فنون سپہ گری تعلیم کرنے آتے تھے اُسی وقت آپ نے اُس تخت کو تو اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان عبولی شہر سے بنوایا تھا ابکی مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اُسی تخت کی حیثیت کو خیال مین رکھکر سنڈھی سے معجزہ طلب کیا منڈھی اُسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے چند عیارون کو زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا اُن کے ہاتھون مین عہدے تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئے گا اب جا جا منڈھی مین رونق افروز ہین منڈھی اپنی وسط لشکر مین قائم کرائی ہی اندر بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہین ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش مین سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا سامنے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہی درویش بیٹھے ہوئے ہین نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو وہی گوشہ نشینی بھلی گی ملک گیری کے ارادہ سے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جسے ساتھ لے کے چلے ہو معلوم بھی ہوگی کہ کیا ہوئی نہ تمہارا پتہ لگے گا کہ کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ او بے تہذیب اپنے کو دیکھ کے گفتگو کر۔

از خیال بری دوی بگذر ❊ آدمی را بچشم حال نگر ❊

ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اسوقت ایک ایلچی کی حیثیت مین ہی جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہ دے اور جواب لے کے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہی کہ کسی غیر کو سرحد مین داخل ہونے دو بیرون سرحد روکو درویش نے کہا پہلے تو کہان تھا اب تو ہم سرحد مین داخل ہو چکے نظام جادو نے کہا مین تم کو ہٹا دون گا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہی تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے بس بہتر اسی مین ہی کہ پلٹ جا اور اپنے مالک سے کہدے کہ کفر کو ترک کر فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کرے گا تو ایک دم مین سب کو مٹا دون گا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیون سڑی ہوا ہی فقیری او رشے ہی ساحری اور چیز ہی اس فریدہ دہنی سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہی ابھی ساری قلعی کھولدون گا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہان گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانے گا تیری کیا حقیقت ہی اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہی کہ فقیر کو اُس کی جگہ سے ہٹا دے ارے تو نے نہین سُنا ہی کہ قطب از جا نمی جنبد بس نظام جادو غصہ مین جلا اور اندر منڈھی کے گھس کر چاہا سحر کرون آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈھی کے آگیا تو آپ نے اُٹھ کے ایک تھپڑ مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش کھنا دمون نے اُٹھ کر مشکین باندہ لین فرمایا لے جاؤ اس نجس کو لوگون نے اس کو منڈھی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آیا ہی تو سحر یاد یا پا اُف کرتے ہی تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھون پائے اس بڈھے سے بگڑنا اچھا نہین ہی بس یہ پلٹا آپ نے آواز دی کہ یہی حال سب کا کر دون گا چاہتا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہی کہ تو جاکر صاحب جادو کو

میرے عظمت وشوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر راہ راست پر آئے نظام جادو بھاگ کے اپنے لشکر مین آیا اور سپہر پاؤن رکھ کے بھاگا درویش کے مریدون نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہے ایکے تو مرشد اور بھی اکمل ہوکے ظاہر ہوئے ہین اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کوئی شخص ہے کہ اوسے لوگ صاحبقران کہتے ہین شہر اجلالیہ سے اوس نے بھی خروج کیا ہے اور شہر مصاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہے یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت تو دریافت ہوئی بس اوسی وقت امیر کے چھیڑنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقران اس وقت تم کو خدا نے صاحبقران بنایا ہے اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہے لہذا تمکو چاہیئے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو یہ نامہ فرامرز ثانی کے ہاتھ مین دے کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس نامہ کا جواب صاحبقران زمانہ سے لے کے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پر پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچ ہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اس کو خبر ملی کہ صاحبقران شہر اجلالیہ سے چل چکے ہین آج قیام امیر کا ایک کوہ پر ہوا ہے اور کل صحراے مصاحبیہ مین منزل ہوگی فرامرز ثانی نے دل سے کہا کہ اب چل کے کل ہی امیر سے مل لین گے یہ تصور کرکے شام آسایش بسر کی صبح کو کوچ کر کے اس طرف سے یہ جانب صحراے مصاحبیہ روانہ ہوا اور اوس طرف سے صاحبقران باوقار تو چلے ہی آتے تھے کچھ دن رہے برابر سے صحراے مصاحبیہ مین پہونچے دونون لشکر اترے امیر کے ہرکارون نے صاحبقران کو فرامرز کے آنے کی خبر دی فرامرز کے ہرکارون نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونون لشکر جاے مناسب تجویز کر کے کسی قدر فاصلہ سے اتر پڑے بازار لشکرون کے کھل گئے سپاہیون نے کمرین کھولین خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے راوٹیان چھولداریان خرگاہین استادہ ہوگئین جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد نامہ درویش امیر شاہی کا اپنے سر سے باندھا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس شخص کا لشکر صحرا مین اترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہے اجلال شاہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنے دو اور دنگل اس کے واسطے پہلے سے بچھوا دیا جس وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی دربانون نے کہا کہ آپ کے واسطے پہلے سے اجازت آچکی ہے آئیے تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہین پڑا جیسے ہی داخل بارگاہ ہوا نگاہ صاحبقران پر پڑی بطریق خداپرستان سلام کیا تمام آداب درویش نے چلتے وقت تعلیم کر دئے تھے صاحبقران نے جواب سلام دے کر دنگل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اوس نے جام شراب الصالحین پیش کیا اوسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جب مجھے پیالہ پلایا ہے تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا مین معاف کیا جاؤن صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ شراب نہین ہے شراب ہم بھی نہین پیتے ہین اوس وقت اس نے سلام کر کے جام پی لیا فرمایا صاحبقران نے کہ شراب تو نہ تھی اوس نے عرض کی کہ نہین بعد اوس کے امیر نے فرمایا کہ تمہارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہے کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مین اولاد رستم سے ہون پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھولی شہر سے آیا ہون اور نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہون فرمایا صاحبقران نے کہ یہ جھولی شہر کیسا فرامرز نے مختصر حالت سامنے صاحبقران کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد مین بھیک مانگنے جانے مین تکلیف ہوتی تھی اس سبب سے انھون نے سارے شہر کو جھولی مین رکھ لیا اور آکر اپنی منڈلی کے گرد بسا دیا اوسوقت سے یہ جھولی شہر مشہور ہوگیا اب دوبارہ درویش نے خروج کیا ہے اور یہ نامہ حضور کو دیا ہے اسے پڑھ کر جواب اس کا تحریر فرما دیجیے صاحبقران نے نامہ کو لے کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پلانے کے معنی اطاعت اختیار کرنے کے اور پیروی کرنے کے ہین تو ہم پیرو اوس رسول مقبول کا ہون جس کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا سلسلہ رسالت ختم ہوگیا

اور وہ اشرف آدم ہی اُس کا مرید کسی کا مرید نہو گا اور اگر پیالہ درحقیقت شربت جھوٹا کر کے پلانا مقصود ہی تو یہ ایک مکروہ فعل ہی مجھے کیا ضرورت ہی کہ میں پیوں اور یوں تو مسلمانوں میں کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے میں تکلف نہ چاہیئے اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو میں بند نہیں ہوں جس طرح تمہارا جی چاہے سمجھو یہ جواب تحریر کر کے صاحبقران نے اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اس لئے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو طلسم البق کے ایک مرحلہ سے دستیاب ہوئی تھی اُس کے قبضہ پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان یا اولاد صاحبقران سے کھنچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھینچنا اس کا محال ہی اور کمان نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی دیکھنے میں نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں فنون سپہ گری کس نے تعلیم کئے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقابدار الف پوش صحرا سے آتا تھا اور فنون سپہ گری بتا جاتا تھا بس اتنا تمیں اپنے اُستاد کا جانتا ہوں اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں یہ سُنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کبھی گُرز یا کمان پر بھی زور کیا ہی اس نے عرض کی کہ اکثر کمانیں میں نے توڑ کے پھینکدی ہیں اُسوقت امیر نے وہی کمان ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونوں گوشے کمان کے ملا دیے مگر چہرہ سُرخ ہو گیا صاحبقران بہت خوش ہوے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمہیں اس کمان کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کر کے وہ کمان لے لی اور دل میں خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤں گا صاحبقران جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دے کر خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہو کر بخدمت درویش روانہ ہوا ہنوز درویش دربند صاجبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا درویش جواب نامہ پڑھ کر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہی فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا اور شاباشی دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر کو لے کر دربند صاجبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہیں وہیں صاحبقران سے بھی فیصلہ ہو جائے گا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اڑایا اور جانب دربند صاجبیہ روانہ ہوے مریدوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے کہ درویش تو نہایت باکمال ہیں یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اڑا چلا جاتا ہی بعد روانہ ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوس بھر کے فاصلے سے صاجبیہ چلا آتا ہی

حال صاحب جادو اور مصاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہی-

دُور سے کیا پوچھتے ہو دل کے دُکھ جانیکی بات
پاس آؤ تو کہیں ہم تم سے گھبرانے کی بات

ظرف تھا رندوں کا جو تو میکدے میں بچ گیا
ورنہ کی تھی تونے واعظ مار ہی کھانیکی بات

اِک دن سمجھیں گے تجھسے ہم بھی چرخ کینہ جو
زندگی باقی ہی گر تو کیا ہی گھبرانیکی بات

کس مُنہ سے تیغ وحدت پھینکے وہ بولے منیر
رات کی تھی تونے ظالم جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہی کہ صاحب جادو اور مصاحب جادو نے قلعہ سے نکلکر بارگاہ برپا کرائی ہی گرد لشکر کا ہجوم ہی دونوں بھائی ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا صاحب جادو نے کہا کہ تو نے کیا کیا فقیر کو شکست دی یا مار ڈالا اور سر حد پہ کس ساحر کو چھوڑا النظام جادو نام فقیر کا سنتے ہی تھرا گیا اور عرض کی کہ فقیر بلا سے بدتر ہی مجھ پر یہ سانحہ گذرا اور ساری روئداد اپنی بیان کی حسب الحکم جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی اُسے دو چار اسم سخت یاد ہیں جن کا تور تجھسے نہ ہوسکا خیر جس وقت فقیر یہاں آئے گا تو دیکھا جائے گا دوسری خبر پہونچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف لاتے ہیں قریب آچکے ہیں دوسرے روز صبح کا وقت ہی صاحب جادو اور مصاحب جادو ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ایکمرتبہ جانب آسمان سے ایک تخت جواہر نگار بالائے زمین اُترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے سجہ گردانی کر رہے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور کفر و دین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا ہے بہتر ہے کہ اپنی حد میں رہ آگے نہ چل ورنہ زک اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ توپ دے اس بڈھے کو برف میں یہ سنتے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پھل توم توم کے اڑانا شروع کئے اور اُن میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور برسنے بارش برف شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سلون سے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈھی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون جادو سے کہا کہ اب اپنا سحر ہٹا کر دیکھ تو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے دوسرا سحر کیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا اور برف پانی ہو کے بہ گئی دیکھا تو فقیر اسی طرح اپنے تخت پر بیٹھے تسبیح پڑھ رہے ہیں تکبیر ذرا تر نہوا تعجب ہوا تو یہ ساحر گھبرائے ہوش باختہ ہوئے کہ یہ اسے کونسا اثر یاد ہے کہ کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا اب سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھکو شرمندہ کیا زمین پر تھپڑ مارا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ مع تکیہ اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈھی پر گرا خواجہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو بیچ کے در میں لٹکنے لگا سر پٹکنے لگا یہ دیکھ کر سمان جادو دوڑا کہ بھتیجے کو اپنے چھڑا لوں جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی پھنس گیا اب ہر چند یہ سحر پڑھتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں چھوٹتا بلکہ آگے ہی کو کھنچا چلا جاتا ہے اب تو سمان نے فریاد کی کہ مجھے بچائیے صاحب جادو نے کہا کہ واقع میں آپ درویش کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے یہ اپنی گستاخی کی سزا پا گئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو صاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ بر تیغ جنگ دیکھا جائے گا ابھی تو جانے دیجیے طبل جنگ بجوا لیجئے اور یہ یاد رکھو کہ اگر گنہگاری دوگے تو ان گنہگاروں کو چھوڑوں گا ورنہ تمہارے سامنے ان کی گردنیں مروڑوں گا صاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر لالچی ہے کچھ لے دے کر کام نکالنا چاہیے آئی بلا کو ٹالنا چاہیے اسی وقت دو کرور اشرفیاں منگا کر رکھدیں کہ لیجیے یہ گنہگاری بھی حاضر ہے آپ نے اُن دونوں ساحروں کو چھوڑ دیا اور جال مار کر سب توڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کر لئے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز ثانی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈھی کو اٹھا کر پلٹے اور جائے مناسب پر منڈھی کو برپا کیا اور معجزہ طلب کیا کہ منڈھی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرامرز کو برابر تخت کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان مع اجلال وشن طالع آہن لشکر اسوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوئے سامنے لشکر صاحب جادو و مصاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام صاحب جادو تحریر فرما کر ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لے جا کے جواب لائے گا ریحان اختر شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس غلام کا ہے میں نامہ لے کے جاؤں گا اور جواب باصواب لے کے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دی کہ دمبدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان اختر شناس کے ساتھ کوئی بے عنوانی ہوئی تو وہیں جا کر صاحب جادو کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران رابع نہ پایا ریحان اختر شناس نامہ لے کر صرف چند سواروں سے جانب لشکر حریف روانہ ہوئے یہ خبر صاحب جادو کو پہونچی کہ وزیر اجلال وشن طالع آہن نامہ صاحبقران لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو اور نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں آئے اور پیشوائی کر کے ریحان اختر شناس کو لے گئے ریحان اختر شناس نے نامہ دیا چونکہ صاحبقران کے آداب نامہ ادا کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے لہذا یہ نامہ اجلال کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھا تم نے کہ تمہارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت ہی کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہرچند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی ہو مگر نیکی نیک راہ بدی پیش راہ سمجھکر مین تمکو سمجھاتا ہون کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدو ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہی وہ وقت تمھارے واسطے بھی قریب آگیا ہی اس تھوڑے لکھنے کو بہت جانو اور سمجھ بوجھ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور مصاحب جادو نے باہم مشورہ کرکے یہ جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم نمک حرام نہین ہین گو حکیم صاحب مر چکے لیکن ہمین پاس نمک اُن کا لازمی ہی جبتک ہمارے دم مین دم باقی ہی کسی کو اس راستے سے نہ جانے دین گے گو حکیم صاحب نہین مگر بادشاہ ہمارا حسین سبز قبا تو موجود ہی ہمین سرحد کی حفاظت لازم ہی ہم جواب جنگ تحریر کرکے طبل جنگ بجواتے ہین اور میدان مین آتے ہین صاحبقران سے جو ہوسکے اُٹھا نہ رکھین ہم صاحبقران کو نہین مانتے ہین اگر ڈر ہی تو اس فقیر کا ہی جو آیا ہوا ہی کہ اس پر سحر ہمارا اثر نہین کرتا ہی یہ جواب تحریر کرکے ریحان اختر شناس کو دیا ریحان اختر شناس نامہ لیکر جانب صاحبقران روانہ ہوا اور جواب لاکر ہاتھ مین صاحبقران کے دیا امیر نہایت خوش ہوئے اُدھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر اجلال روشن طالع مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبر لشکر درویش امیر شامی مین ہوئی اُنھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ ہوتی رہی ساحر سحر جگاتے گئے تمام صحرا مین بخور کا دھوان پھیلا ہوا تھا اگیاریان روشن تھین نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان اسلام کمر بندیان کر رہے تھے اُدھر درویش کے لشکر مین یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینون لشکرون کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات مین مصروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن طالع کا میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے فوج صاحب جادو اور مصاحب جادو کی میدان مین آئی ایک جانب سے لشکر درویش بھی میدان مین آکر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل مین ڈرا کہ ایسا نہو یہ بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑے گی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہی درویش نے جوابدیا کہ جو ہم سے لڑے گا اُس سے ہم لڑین گے ورنہ ہمین کوئی دخل نہین ہی صاحب جادو نے کہا کہ ہمین صاحبقران سے مقابلہ منظور ہی آپ تماشہ دیکھیے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑوگے تو ہم ہرگز دخل نہ دین گے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان مین آکر پکارا کہ کون خداپرست ایسا ہی کہ اس بندہ سامری کے مقابلے مین آئے ہنر جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی لا حربہ اپنا سمندون جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کرکے امیر با توقیر پر کھینچ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے بو شعلے نکل صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُس وقت سمندون جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنائی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر اژدر کی طرف دم کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ گھٹنون کے بل چلا آتا ہی فرمایا خبر لے اپنی کس حال مین ہی سمندون جادو نے بھاگنا چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز دی کہ مار لو اس کو جانے نپائے ارے یہ تو بلائے بد معلوم ہوتا ہی بس یہ سنتے ہی سب ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے صاحبقران کی طرف چلے ادھر سے اجلال روشن طالع نے اپنی فوج کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلوارین کھینچ کھینچ کے جا پڑے جنگ ہونے لگی ساحرون کے گولے ترنج نارنج چل رہے تھے اور جوانان اسلام تلوارین برسا رہے تھے، ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی ساحرون کے مرنے سے قیامت برپا تھی یعنی گرمی جنگ مین صاحب جادو کڑک کر صاحبقران پر گرا کہ جلا کر خاک کردون امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑ کر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی

آتش باری وبرف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من صاحب جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صاحب جادو کے راستہ کا طلسم ٹوٹا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا ادھر ابرق جادو نے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر باتوقیر نے مالک مرحلہ کو مارا جو راستہ کھل گیا لوگ یہان سے دوڑے آکر دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کر کے گرے ساحرون کو چارون طرف سے گھیر لیا مصاحب جادو نے جھلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی منڈھی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی معلوم ہوتا ہے کہ یہی چپکے چپکے کوئی اجھم پڑھ رہا ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا ہے اسی سے سمجھ لینا چاہیئے گولہ جو آکر منڈھی پر گرا درویش نے آواز دی کہ کیون تو نے بدعہدی کی اب ہم بھی تیرے ساتھ رعایت نہ کرین گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا کہ تمام فوج درویش کی بھی آپڑی ساحرون کو گھیر لیا مصاحب جادو منڈھی مین گھس پڑا کہ فقیر کو مار ڈالون منڈھی مین جاتے ہی راستہ بھولا سحر یاد نہ رہا بس درویش نے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب لپٹ گئے اور مصاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر تکلہ چڑھا دیا درویش نے فرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھون تو کیسا جو رنگ لگاتے ہو یہ کہکر مصاحب جادو کو پھینکا فرامرز نے زمین پر گرنے سے پہلے تلوار ماری کہ مصاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرنے سے اور آفت برپا ہوئی ساحرون کے جی چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چارجانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحرون نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہین بچتی ہے تو ناچار فریاد بلند کرنے لگے نام صاحبقران کی دہائی کھینچی اسوقت اہل اسلام نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا ہمین بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال ہو گیا تو درویش نہین ہین وہان خواجہ منڈھی اڑا کے پہلے ہی قلعہ مین داخل ہو گئے اور جس قدر مال صاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل زنبیل کر لیا اور پھر منڈھی اڑا کر لشکر مین چلے آئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب ہمارے آپ کے کسی اور مقام پر ملاقات بالفعل ہمین فرصت ٹھہرنے کی نہین ہے یہ کہکر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ مصاحبیہ روانہ ہوئے یہان فوج اسلام جو داخل قلعہ ہوئی اور چاہا کہ حق اپنا لین قلعہ مین کچھ نہ پایا روتے پیٹتے خدمت امیر باتوقیر مین آئے اور بیان کیا کہ یہ ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ سے نہین ہاتھ آیا امیر کو تعجب ہوا ساحرون کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہان بہت بڑی دولت تھی نہین معلوم کیا ہو گئی امیر نے سب ساحرون کو ابرق جادو کی ماتحتی مین دیا اور آپ کوچ کر کے جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوئے وہان خواجہ پہلے ہی پہونچ گئے اور اس کا مال بھی تل پٹ کر ڈالا اور ایک دامنہ کوہ مین جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہونچے تو معلوم ہوا کہ درویش یہان آ گئے تھے اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہین لوگون نے اس شخص کو ہٹانا چاہا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ درویش بھی حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق بھی ہے اس لئے کہ اس نے مصاحب جادو کو مارا ہے لوگ خاموش ہو رہے بلکہ امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار آکر جمع ہوئے طیمور شیر پرور اپنے دنگل پر جلوہ افروز تھے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ امیر کو اپنے ان ملازمون کا خیال کیا جو اس دربند مین جا کے پھنسے تھے پوچھا خضران کہان ہین لوگون نے عرض کی کہ ان کا تو کئی روز سے پتہ نہین کہ کہان گئے فرمایا کہ خبرہ کارون کو بلاؤ کہ ہمارے سردارون کو تلاش کرین جو اس دربند مین آکر اسیر ہوئے تھے اب وہ کہان غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چارجانب روانہ ہوئے لیکن یہان کا حال سنئے کہ جس روز سے طیمور شیر پرور نے دیو قہقہہ فیل سر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طیمور سے کشیدہ خاطر ہین کہ اب ہم مین اور اس مین فرق کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طیمور نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران عالیشان کی میری جانب باقی نہین ہے اس نے گرز سام بن نریمان سامنے صاحبقران عالیشان کے پیش کیا اور

عرض کی کہ یہ امانت حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور اب یہ گرز تمھین باندھا کرو اور ہم آج سے بندہ ہوئین کی ضرب باندھین گے جو تمھاری ضرب ہے یہ طعن آمیز معنی خیز کلمہ طیمور کو نہایت ناگوار ہوا ایک تو یہ بے التفاتی صاحبقران سے یونہین بد دل ہو رہا تھا پس یہ کلمہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ اپنے سامنے کسی کا فروغ نہین چاہتے ہیں یہ آپ کے خوش ہونے کی بات تھی یا رنج کرنے کی کہ ہم سینہ سپر ہوے آپ کو تکلیف مقابلہ نہ اٹھانے دی یا گرز پر زور کرکے جو اٹھا لیا اس کی شکایت خدا سے کیجئے کہ اس نے مجھے اتنی قوت کیون دی آجتک بسبب بزرگی کے مین آپ کا لحاظ کرتا تھا مگر اب مجھسے نہ ہوگا اس لیے کہ اگر آپ سن مین بڑے ہین تو مین رشتہ مین بڑا ہون آپ البتہ نوجوان کے پوتے ہین اور مین بیٹا ہون اگرچہ چھوٹا ہون اگر آپ مین دست راسیون کا لگاؤ نہ ہوتا تو یہ مادہ رشک کا نہ پیدا ہوتا مین ایسے ناقدرون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا نہ مجھے ہوس صاحبقرانی ہے نہ مجھکو ضرورت جانفشانی ہے صاحبقران کا چہرہ ان باتون پر غصہ سے سرخ ہوگیا کہ اس نے مجھکو ننہال کا طعنہ دیا فرمایا اے طیمور بس اپنی طرف دیکھو کہ تم مین بہائم کے حرکات پائے جاتے ہین اگر تم نے انسان کا دودھ پیا ہوتا تو اسقدر مغضوب الغیظ نہوتے طیمور نے کہا کہ مین نے اس کا دودھ پیا ہے جس کے نام سے دنیا مین جرأت پیدا ہوتی ہے کوئی آپ کی بارگاہ مین ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے یہ کہکر تمام سردارون پر آنکھ ڈالتا ہوا نکلا چلا گیا سرداران دست راست نہایت برہم ہوے تھے کہ یہ منہ در منہ ہمکو برا کہہ گیا لیکن جب طیمور نے آنکھ ڈالی تو ایک کی جرأت بھی نہوئی کہ طیمور کو ٹوک دے یا آنکھ پر آنکھ ڈالدے طیمور نے باہر آکے بہوت رعدآواز سے کہا کہ ہم صحراے مشرق کی طرف چلتے ہین تم لشکر کو لیکر آؤ یہ کہکر اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کے نکلا ہوا چلا گیا شاہ ہوشیر پرور کو بعد مین معلوم ہوا کہ میرے آقا سے اور صاحبقران سے بگڑ گئی ہے اور آقا میرا صحراے مشرق کی طرف گیا ہے بس یہ بھی نشان سم مرکب دیکھتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بعد اس کے بہوت رعدآواز بھی کل لشکر کو لیکر جانب مشرق روانہ ہوا یہان سرداران دست چپ کو طیمور کے جانے کا نہایت ملال ہوا مگر لحاظ صاحبقران سے کچھ کہہ نہ سکے

اب دو کلمہ داستان سیلان جادو خواہر مصاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہین

دور ہے اپنا چراغ اورون کا اب گل ہوچکا
جبکہ میخانہ مین دور ساغر مل ہوچکا
اٹھ گئے میر بادہ کش خالی ہے اب ساقی کی بزم
نغمہ سنجی عنادل خندۂ گل ہوچکا
دل لگانا دختِ رز سے کھیل ہے کیا اصحا
رند پیکر اٹھ گئے وہ شور قلقل ہوچکا
واہ ری تقدیر پہونچا مین حریص بادہ کب
اب عبادت ہوچکی حضرت توکل ہوچکا

یہ مالک زندان ہے اور مسکن اس کا صحراے مشرق ہے جو لوگ ان مرحلون پر اسیر ہوتے تھے وہ صحراے مشرق کی طرف روانہ کر دیے جاتے تھے یہ مردار جن کو پسند کرتی تھی انھین قید رکھتی تھی اور کبھی کبھی اپنا مطلب دل ان سے بر لاتی تھی اور جن کو پسند نہ کرتی تھی انھین بھون بھون کے کھا لیتی تھی دیونی معلوم ہوتی تھی ابھی تک اس کو خبر نہ تھی کہ دونون بھائی میرے مارے گئے اور مرحلے شکست ہوگئے یہ دن رات مصروف عیش و نشاط تھی قضاے کار طیمور شیر پرور کو راستے مین ایک آہو دکھائی دیا طیمور نے اس آہو کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا آہو بھاگا بھاگتے بھاگتے دیوار باغ پھاند کر اندر باغ کے داخل ہوا یہ ہرن سیلان جادو کا پالو تھا ادھر تو آہو نے جست کی ادھر طیمور نے اپنے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب مانند برق کے جست کر باغ مین پہونچا طیمور نے تیر مارا کہ آہو کی دم پر پڑا اور تھوتھنی توڑ کے نکل گیا طیمور نے مرکب سے اتر کر اس آہو کو ذبح کر ڈالا سیلان جادو قصر باغ سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے آہو کے ایک جوان آیا اس نے آہو کو ذبح کر ڈالا بس یہ غصہ مین آئی کہ اسے مین صید کرون گی لیکن نظر جو اس کی جمال شاہزادہ طیمور پر پڑی بے خود ہوگئی پکاری کیون صاحب یہ زیادتی اپنے گھر چڑھ کر آنا اور دل دکھانا تم نے ہمارے پالو ہرن کو صید کیا اب اس کا عوض تم سے کیا لیا جاے طیمور نے دیکھا کہ ایک دیونی کھڑی باتین بنا رہی ہے فرمایا جا دور ہو میرے سامنے سے تیری صورت مجھے بری معلوم ہوتی ہے ہم نے خوب کیا جو آہو کو صید

کیا جہان تک ہماری تلوار کی چمک پہونچ گئی ہر وہان تک ہمارا قبضہ ہر یہ ترش روئی طیمور کی دیکھکر سیلان جادو ہنسی اور کہا کہ شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہین ہر جب آگاہ ہو جائے گا تو مجھسے بڑھکر کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہر یہان کر اس نے کہا کہ مین مالک زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو بھی میرا قیدی ہر یہان سے نکل کے نہ جا سکے گا طیمور نے کہا کہ جب چاہون گا چلا جاؤن گا تو بگڑ کیا ہر سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے آتش کے مارے اور کہا کہ دیکھ تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہر یا ہمارے طیمور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہو رہے ہین سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ معلوم ہوتی ہر برے پھنسے مگر خدا صاحبقران کے احسان سے بچائے کوئی اُن کا خیر خواہ مجھے آکے نہ چھڑائے سیلان جادو قریب آئی اور کہنے لگی کہ اے جوان سن اگر تو کام دل میرا بر لائیگا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائے گا اور گھر جانے کا راستہ نہ پائے گا طیمور نے یہ سنکے منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او لکاتہ اس سے تو مجھے مرنا قبول ہر ایسی بختی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہوکر پلٹ آئی کہ طیمور یہ بدل مائل ہو گئی تھی راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیمور پر سے سحر اپنا اُتار لیا طیمور ہر چند باغ مین پھرتا ہر مگر راستہ نہین پاتا ان کو تو اس سرگردانی مین رہنے دیجیے لیکن حال طیمور کے عیار مہتر شاہو شیر دل کا سنیئے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب دیکھتا ہوا چلا آتا ہر آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچکر نشان قدم معدوم ہو گئے شاہور سمجھ گیا کہ آقا میرا اس باغ مین ہر اس نے چار طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوار کو سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوارین نہین تھین شاہور پھاند سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بس شاہور نے صورت اپنی ایک گویے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھ کر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا گائنین حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکایک شاہور کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہر سوسن اس کی کنیز تھی اُس نے آکر دیوار پر سے جھانکا دیکھا کہ ایک خوبصورت سا لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہر پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جاکے اُسے لے آ کنیز باہر باغ کے آئی اور سامنے شاہور کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہور نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی کا کوئی ذریعہ نہ پایا اس سے یہین بیٹھکر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمہارے گانے نے بیچین کر دیا چلو جلدی چلو شاہور اُس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہر بالاے قصر روشنی ہو رہی ہر کنیز شاہور کو لئے ہوے بالائے قصر پہونچی اور سیلان جادو کے سامنے شاہور کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہر رہنے والا کس ملک کا ہر شاہور نے کہا مجھکو سر طسیت خان کہتے ہین طعن توڑ خان میرے باپ کا نام ہر ملک باختر کا رہنے والا ہون جب سے خداوند ساریق کی بربادی ہوئی اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑ نکل کھڑے ہوے ہر جگہ قدر دان ملجائے گا اسی کے ہو رہینگے سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہر مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجھکو جدا نکرون گی سر طسیت خان نے کہا کہ اے ملکہ ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہر یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا اب سنیئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا گاؤ ہم تمکو خوش کرینگے شاہور نے گانا شروع کیا جو گائنین یہان گا رہی تھین وہ حیرت سے منہ دیکھنے لگین شاہور ایسا ایسا گایا کہ سیلان جادو کو محو بے خود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی + غزل

زہے رحمت تری یارب گھٹا کچھ اور کہتی ہر
چمک بجلی کی بادل کی صدا کچھ اور کہتی ہر
قیامت ہر پپیہون کا تڑپ کر پی کہان کہنا
عجب یہ فصل ہر جس کی ادا کچھ اور کہتی ہر
خوشا قدرت تری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہر
نرالا آجکل برسات کا موسم ہر دنیا مین
یہ شور رات دن کی بلا کچھ اور کہتی ہر
تقاضہ اور ہی کچھ اندنون مین ہر طبیعت کا
دکھاتی ہر نئے انداز کا جوبن جھڑی مینہ کی
ہر اک کوہ و بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہر
بیان اس کی صفت کیا ہو رقم کیا ہو ثنا اسکی
مگر پابندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہر +

مضامین ہو چکے بارش کے موزون خوب لے ناطق | رہو خاموش گو فکر رسا کچھ اور کہتی ہی | خواجہ اس مزے سے یہ غزل گائے کہ

سیلان جادو کو محو و بے خود کر دیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ طبیعت تھی یا پژمردہ سی ہو گئی یہ بھی تو عیار ہی قیافہ شناسی مین کامل دستگاہ رکھتا ہی سیلان جادو کی چشم و ابرو دیکھکر کہنے لگا کہ اے ملکۂ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی دشمنون کی غم سے مبدل ہو گئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہی کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسون کے کھلونے ہین ہمیشہ قدر دانون مین گذری ہی کچھ تو ارشاد فرمائیے دل کی بات زبان پر لائیے اب مین بھی نمکخوارون مین داخل ہون مجھسے پردہ کرنا بے جا ہی چھپانا کس بات کا ہی جس کو کسی کی محبت نہین وہ آدمی کیا ہی پتھر ہی سیلان جادو نے ایسی باتین بنائین کھل کھل کے کہنے لگی کہ مجھسے کسی مرد نے انکار نہین کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانا کئے ہمیشہ خواہشمند رہے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ مین آیا میرے پالو ہرن کو مارا مین اُس کو سزا دینے اُٹھی تھی مگر نظر جو اُس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہو گیا تازیانہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا مین نے غصہ کرنے کے بدلے منتین کین مگر اُس نے ایک نہ مانی شاہور نے کہا کہ مین بھی تو اُس کی صورت دیکھون کیا آپ سے وہ کچھ اچھا ہی آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہی ملکہ نے کہا کہ آئین دکھا دون مگر شرط یہ ہی کہ اُس کا غصہ فرو کر دینا مجھسے رضامند کر دینا شاہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مجھے اُس کی صورت تو دکھائیے انھین کامون مین بسر ہوئی ہی ایسی باتین بناؤن کہ وہ خود آپ کے خواہشمند ہون اور آپ اسی طرح کشیدگی کرے اُن سے بدلا لیجیے اسطرح کی باتین بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہور کو لئے ہوئے باغ مین آئی دیکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت مین بیٹھا ہی سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی ہی اب شاہور نے پہچانا دل مین کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جائیے بلکہ سامان عیش منگائیے خلوت خانہ آراستہ کیجیے مین اسے دو فقرون مین راضی کرکے لاتا ہون ان کی ساری ٹین مٹاتا ہون سیلان جادو خوشی خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش و راحت مین مصروف ہوئی یہان شاہور گویا بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہی اور کس واسطے آیا ہی شاہور نے کہا کہ گویا ہون دو باتین پوچھنے آیا ہون فرمایا تو کیا پوچھیگا شاہور نے کہا جو میرے جی مین ہوگی فرمایا بیان کر شاہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیون انکار ہی یہ پریشانی بہتر ہی یا وصل یار جانی بہتر ہی فرمایا او زشت خو وہ قحبہ قابل وصل ہی یا لائق فصل ہی اگر مجھسے ایسی ہی باتین کرنا ہی تو جا دور ہو شاہور نے کہا اسقدر نہ بگڑو آخر تمہارا حرج کیا ہی اگر یہ نکروگے تو زندگی بھر اسی قید مین مروگے فرمایا موت ہزار درجہ بہتر ہی ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہی تو باتین نہ بنا خیر خواہی نہ جتا جا تجھی کو وہ لگاتہ مبارک ہو میرا جس دن قابو چلا مار ہی ڈالون گا اُس وقت شاہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملائیے کسی بھیس بدلے ہوے خادم کو خیال مین لائیے مین ہون شاہور طیمور نے کہا کہ ارے تم کیونکر آ گئے شاہور نے کہا جس طرح آ گئے اسے کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہی کہ وصل پر رضامند ہو جاؤ نوبت وصل نہ آنے پائے گی کہ یہ لگاتہ جہنم مین پہونچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھسے نہ بولا جائے گا شاہور نے کہا کہ آپ جھوٹ نہ بولئے گا خاموش بیٹھے رہیے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اُٹھے شاہور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لئے ہوے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہی نہایت خوش ہوئی گلے مین موتیون کا مالا پہنے تھی اُتار کر شاہور کو بطور انعام کے دیا شاہور نے کہا کہ یہ تو ہر طرح ہمارا ہی سیلان جادو نے کہا یہ کیسا جواب دیا کہ جب ہم آپ کے ہوے تو ہر شے آپ کی ہماری ہی اب شاہور شراب کی کشتیون کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ساقی گری مین کرون غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہی خداوند سار یق کی بزم مین وہ وہ ساقی گری کی ہی کہ اہل محفل کو بے خود بنا بنا دیا ہی لٹا لٹا دیا ہی سیلان نے کہا مین نے تجھکو اپنے شراب خانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہور نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام خالی رکھا مگر سیلان جادو کی ظاہر مین بھر لیا تھا پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا گیا پلا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی لالا کے سوا کچھ یاد نہ تھا کٹی تو تیوری چڑھائی

اب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آئی ہر نیچے اور آنکھین اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او کتہ منم شاہور شیر پیروار اور خنجر مارا لیکن یہ کتا آہنی بدن تھی تن تک تلوار اُچٹ گئی طیمور نے بھی اُٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا بس شاہور نے جلدی سے کسوت عیاری سے کئی تھیلیان بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود چھیلا کر حقہ آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کولا ہو گئی بس مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے جلنے لگے صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے ایک طفنڈل سا ہے جو لوگ اس کی قید مین تھے وہ سب رہا ہوے انھین قیدیون مین رفقائے صاحبقران بھی تھے یہ سبکے سب خدمت شاہزادہ طیمور مین حاضر ہوے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانون پر مہرین لگا دے تاکہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقون کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے شاہور نے حسب ارشاد اُسیوقت ان کے بازوون پر مہرین لگا دین اور رخصت کر دیا لتے مین گرد اُڑی اور برہوت رعد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ ہوے اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

فدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا	لب آنکھیں تر نہ تھیں کب قلب داغدار نہ تھا
بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوتا	گناہ اتنے تھے جن کا کچھ شمار نہ تھا
گمان بادہ کشی مجھ پہ کل تھا کیون واعظ	خدا سے ڈر مجھے کیا خوف کردگار نہ تھا
یہ آج کیا ہے چڑھاتا ہے جو سبو پہ سبو	منیر تو کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہوئے طیمور شیر پیرور کے صاحبقران نے ہرکارون سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا مرحلہ ہے ہرکارون نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوان خانہ ہے یہ مقام نہایت سخت ہے سنا ہے کہ جس قدر شیر حجری اس عمارت مین ہین جو اس طرف سے گذرتا ہے اُسے پھاڑ کھاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین کل ضرور جاؤن گا یا مین نے ان شیرون کو مار کر راستہ صاف کیا یا آپ لقمہ دہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار مرحلے پر چلنے تھے وہ صحراے مشرق سے آتے ہین جس وقت وہ خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا ماجرا بیان کیا اور مہر اپنے بازوون کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اُسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم طیموری کے لشکر مین جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب صحرا روانہ ہوے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے مین ابریق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس محل پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا فرمایا جو کچھ ہو مین ضرور جاؤن گا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابریق جادو نے دیکھا کہ امیر کو غصہ ہے نہ مانین گے خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اُترنے کا حکم دیا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کر چلے اُسوقت ابریق جادو قدمون پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین پہلے اس غلام کو اجازت دین اگر یہ کام مجھ سے نہ بنے تو پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا اُسوقت ابریق جادو نے رخ اُس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام شیر حجری حرکت مین آئے اور ابریق جادو کی طرف جھپٹے ابریق جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوے اور آکر شیرون سے کلہ بکلہ لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گتھ کے رہگئے اب ابریق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشہ ان جانورون کی لڑائی کا دیکھیے مین جاتا ہون اور ایک تختی لاتا ہون جب تک وہ تختی نہ آئے گی کام نچلے گا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہان پہونچا اور نیو مقبرہ کی کھود کر وہ تختی ساختہ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہان اُسی طرح شیر اور خرس سرگرم جنگ ہین آخر سست ہوکے اور لپٹ کے رہ گئے تھے کچھ دیر ساکت ہوتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے پس ابریق جادو نے آتے ہی عکس اُس تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک کر گری شیر اور خرس جلکر خاک ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لیے امیر اُس دیوانخانے مین آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویرین اُس مین نصب ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ بزم حکیمان آراستہ ہی اور ہر شبیہ پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہی امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہین مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوے تو اجلال و حسن طالع نے دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی دے کر عرض کی کہ اس دختر کو کنیزی مین قبول فرمایئے صاحبقران نے گردن جھکالی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھاری استدعا قبول ہی غرضکہ مختصر سا سامان کرکے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محبوب سیمین کے ساتھ کر دیا گیا بعد عقد صاحبقران سنکر خواجہ نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین پہونچے جس قدر زر و جواہر تھا اور ہوا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی جس قدر خادم و خدمتگار تھے محروم رہ گئے رات کو امیر وصل سے محبوب سیمین کے کامیاب ہوے بطن سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ نہایت جری و بہادر ہوتا ہی ذکر اُس کا آیندہ دفتر مین آئے گا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے کچھ دنون رسم نامہ و پیام ملتوی رہی یہان تو امیر مصروف عیش و نشاط ہین لیکن ایہ

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہین

غزل بر آغاز داستان

اُٹھائین سختیان جب سے بتون کے دام مین آئے
وہ تھے دنیا الٰہی جو کبھی تو کام مین آئے
کہان تک ساتھ دے پھر وہ لباس القا زاہد
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام مین آئے
دوپٹہ اُن سے لے رکھا ہی گر بہر کفن تو کیا
سمجھنا زہر اُسے تلخی اگر بادام مین آئے
ملا تا قبر ہر منزل مین لطف آغوش مادر کا
کہ خم سے تو سبو مین اور سبو سے جام مین آئے
یہ داغ اکنے لیچلے ہم اور ساتھ اپنے دم آخر
اب آگے دیکھنا ہی کون کون الزام مین آئے
غروب مہر سے گھبرا ہی آکر تیرہ بختی نے
ہنر لیے چھپے جو آئے بھی تو کس دن کام مین آئے
گواہ حال ابتر آرزو ہی جن کی بے ربطی
شکایت کیا ہو درد و غم دل ناکام مین آئے
کچھ ہو جو پتھر کا تو ایسے کام مین آئے
فغان مین درد اثر آہ دل ناکام مین آئے
جو مستقل ہے برسون مہینون کام مین آئے
کیا یہ جوش پیدا ہجر ساقی مین مے غم نے
خوشی اُس وقت لازم ہی کہ جب یہ کام مین آئے
پئے دیدار خوبان ہی زیارت کعبۂ دل کی
عدم تک ملک ہستی سے بڑے آرام مین آئے
اُٹھائین سختیان ہجر بتان کی وہ کہ دل ٹوٹا
کہ تم افسوس آئے بھی تو کس ہنگام مین آئے
بچا ہے ٹھوکرون سے کیا کوئی مست خرام اُسکو
کہان سے روشنی میرے چراغ شام مین آئے
بُری اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کرین نالے
کچھ ایسے حرف قسمت سے ہمارے نام مین آئے
بنی ہو جس لئے جو تنے نہ کیون اُس کام مین آئے
نہ نکلے جو وہ حسرت کیون دل ناکام مین آئے
مدد کوئی تو دے ہمکو ہمارے کام مین آئے
نظارہ بھر کرین اُسکے دیکھنے کے کیا کرون حسرت
ہوے شیشے شکستہ بال سو جو جام مین آئے
مریض چشم جانبر کیا ہو جب ترچھی نظر دیکھے
بتون کے سلسلے سے بھی ہین لوگ اسلام مین آئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہو گی اُس تکلف مین
نہ کیونکر چور ہو شیشہ جب ایسے کام مین آئے
جفائین تو ہمین نے ظلم سہ کر سکھائی ہین
جو دل بیتاب ہو کر بیٹھ پا ہر گام مین آئے
جفا سہکر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کمی تکلیف مین ہو یا خلل آرام مین آئے
سے بیان شنو اے ہمدم راستان

کہ باز آمدم بر سر داستان۔ راوی بیان کرتا ہی کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہی تو ملازمین لاش اس حکیم کی اُٹھا کے لیگئے تھے یہ روتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کی خدمت مین پہونچے اور لاش

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا اور لاش حکیم کی اُٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو مارا جس سے ساحر دبتے تھے ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگون کے دلون مین ہیبت پیدا ہوگئی لے جا کے حکیم اشراق الحکمت کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت مین دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق کا نتیجہ تھا اُسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس مین خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب امانتاً اُس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس مین وہ کتاب نکالی جاتی تھی اور اُس مین سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اُسی پر سب کاربند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور مین آتا تھا مثلاً جس سال کے بارے مین قحط لکھا ہوتا تھا اُس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کرکے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے ملکون سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہین نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اُس کی خبر بھی اُس کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلون مین رہنے کا بندوبست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی اور بات کی نسبت دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اُسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ اس عرس مین جو وہ کتاب نکالی گئی تو اُس مین تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائے گا اور مکان محفوظ مثل شاہراہ کے ہو جائینگے بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اُسی پیر مرد سے دریافت کئے اُس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ حصار ٹوٹ جائین گے اور دوسرے ملک کے لوگ اس شہر مین آنے جانے لگین گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے مین شکست اُٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ اُس کے نام کا جاری ہوگا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہوگا جس کا مرکب ابلق اسلحہ الماس نگار ہوگا حسن و جمال مین عدیم المثال ہوگا اور تلوار کے زور سے اس ملک مین داخل ہوگا یہ تمام باتین سُنکر بادشاہ کمال مسرور ہوا مگر رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین مین فرق آجائے گا حکومت کو زوال ہوگا تحفظ جاتا ہے گا جب عرس برخاست ہوا تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان مین آیا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور صاحب جادو مارے گئے اُسوقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہی جس کا ٹوٹنا عقل مین نہین آتا یعنی دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کے سِیر چہری کہ نہ وہ سحر کے بنے ہوے ہین نہ سحر سے مٹ سکتے ہین آخر مین یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ بھی شکستہ ہوگیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جا کے خبر لا کہ افسران لشکر حریف مین کوئی ایسا شخص بھی ہی جس کا مرکب ابلق اور اسلحہ الماس نگار ہو اور حسن و جمال مین سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہی تو اُس سے جنگ و جدال بیکار ہی بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہی کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہی کہ ایسا شخص ملکہ کا شوہر ہوگا عیار یہ حکم پا کر برائے دریافت حال روانہ ہوتا ہی اور بادشاہ انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھتا ہی لیکن اب

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سہان کج ابرو و خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہین

منیر جان حزین پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جسدن شباب آئے گا
کسے خبر تھی کہ وصلت مین بھی مجھے او شوخ
ہمارے گھر بھی کبھی آفتاب آئے گا

کسی پہ جب دلِ خانہ خراب آئے گا
زمین و آسمان آئینگے زلزلے مین تمام
سوالِ بوسۂ لب پر عتاب آئے گا
راویانیکہ در سخن فسروانند

ابھی سے فتنۂ محشر ہین بچپنے مین وہ
جو بات پر دلِ پُر اضطراب آئے گا
یقین ہی چمکیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شرح این داستان چنان کردند

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہی کہ اب اس مقام پر کوئی طلسم باقی نہین

رہ گئی ہی سب دقتین طے ہوگئی ہین علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سی معشوقہ کے ساتھ ہوئی ہی امیر عیش و نشاط مین مصروف ہین دن عید رات شب برات ہورہی ہی کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال روشن طالع کو پہونچا شتر سوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھانجی تمھاری اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہی سنا ہی کہ تم نے عقد اپنی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا ہی اگر تم اُس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ مین اُس کو نہ آنے دون اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ مین اُسے بھیجدون ہر چند کہ تمھارے خداپرست ہوجانے سے میرا جی تو نہین چاہتا تھا کہ تم سے ملون یا اپنی دختر کو ملنے دون مگر مجبور ہون کہ رشتہ میرے تمھارے انتہا کا نازک ہی جو کسی طرح قطع نہین ہوسکتا اجلال روشن طالع اُس نامہ کو لئے ہوے اپنی دختر ملکہ محبوب سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوب سیمتن اپنی پھوپی زاد بہن کے آنے کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اُسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ وہ بہن ہی تمھاری تو بلا بھیجو کیا قباحت ہی اجلال روشن طالع نے جواب مین لکھ بھیجا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی کیا تھی جیسی محبوب سیمتن ویسی سمہان کج ابرو مجھے دونون برابر ہین اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی یہ بالکل بیجا ہی اس لئے کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہی نہ تم میری قبر مین میرے بچانے کو آؤگے نہ مین تمھاری قبر مین تمھاری امداد کر سکتا ہون اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا مین نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اُسے اختیار کیا میرے تبدیل مذہب سے تمھین کسی طرح کا ضرر نہین پہونچ سکتا ہی یہ جواب نامہ کا لے کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ یا امیر مین تو اپنے کو غلام سمجھتا ہون لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہی اور خداپرست بھی نہین ہی جو آپ کے مرتبے سے آگاہ ہوتا اور میرے اُس کے رشتہ نازک ہی کہ وہ اُس شخص کا بہنوئی ہی اور ملکہ سمہان کج ابرو میری بھانجی ہوتی ہی لہذا اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سمہان کو کوئی شکایت نہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مین شاہان ہفت ملک کو براے استقبال بھیجون گا اس لئے کہ میری بھی تو سالی ہوتی ہی اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر شہر بردوان مین پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے سوار کر کے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خداپرستون کے بہکانے مین نہ آجانا اور اپنا دین قدیم ترک کر کے مذہب خداپرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ مین اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہون یا تبدیل مذہب کرنے جاتی ہون بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤن گی غرضکہ ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہی اور انیسین جلیسین مصاحبین سب ہمراہ ہین سواری اس کی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہی فوج کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہی اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی نظر نہ پڑے اور ملکہ کے سکھپال کے پردے اُلٹے ہوئے ہین اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہی کہ نہایت نازک مزاج ہی جسوقت یہ قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اپنے آنے کی خبر اجلال روشن طالع اپنے ماموں پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر آمد ملکہ سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے لوگ اُترے کہ ملکہ کو تکلیف نہو پردے مین نہ گھٹے ملکہ اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہی لیکن حال درویش امیر شامی کا سنئے کہ لشکران کا بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اُترا ہوا ہی خدا جانے یہ کیا کیا منصوبے بنا رہے ہین کہ نہ تو یہ جھولی شہر مین جاتے ہین نہ لشکر صاحبقران مین آتے ہین منڈھی اپنی بالاے کوہ برپا کئے ہوے بیٹھے ہین ہو حق کے دم بھرا کرتے ہین یہ دیکھکر فرامرز ثانی کا جی گھبرایا اس نے آکے عرض کی کہ حضور تو ابھی یہان رونق افروز رہین گے اگر مجھے اجازت ہو تو مین شکار کو جاؤن دو چار آہو صید کر کے حضور کے واسطے بھی بھیجون فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ مگر جلد واپس آؤ کہ شاید ہمارا جی گھبرائے اور ہم کوچ کرین تو تمھارے سبب سے دیر نہو اس نے

عرض کی

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤنگا اور شام کو واپس آؤنگا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم کرکے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا مین ایک مقام پر پہونچ کے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہو کے جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہین ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہوکر فرار ہوے بس فرامرز نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کر لیا کہ اب اسے شکار کے نہ مارا تو نام اپنا فرامرز بتایا آہو بھاگتے بھاگتے اُسی مقام پر پہونچا جہان خیمہ ملکہ سیمتن کج ابرو کا برپا تھا آہو یہان آکے جھجکا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ گرد کا اٹھا اور فرامرز ثانی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن مین ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیمتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہو گیا یہ بھی جوانی مین بھری ہوئی تنہا اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفتِ ہوش خیمہ کے آگے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے ملکہ بھی انتہائی حسین فرامرز بھی اس پر مائل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے اسے ہم حلال سمجھتے ہین اور جسے حرام کیا ہے اُسے حرام جانتے ہین انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہین آہو کو ذبح کر کے کھاتے ہین اور مین نے تو آہو کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا مین اس آہو کے کباب لگاؤنگا اور تم یقین ہے کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو خنجر سے آہو کو ذبح کیا مین نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمھاری تیغ نگاہ نے مجھے ذبح کر ڈالا ملکہ نے کہا کہ اب یہان سے جاؤ ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو مین بدنام ہونگی لوگ خدا جانے کیا خیال کرینگے فرامرز نے کہا کہ مین کہدونگا کہ ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو مین یہان آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی آپ کی دوستی ہے فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کروگی تو ہم کیون دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر مین نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ اگر تم سے دور رہینگے تو جلینگے مرینگے تم کو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہین ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تن تنہا آہو کو لے جانا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ مین بیٹھو کباب لگا کے کھاؤ جب آسودہ ہو لو گے چلے جانا لتنے کے واسطے کسی کو بدنام کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی کچھ چاہتی ہے باتین کرتی ہے عورت زبان سے دفعتاً اقرار تو کرنے کی نہین خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو کھینچ کے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ ایک رکاول بھی اس کے ساتھ کا آ پہونچا فرامرز نے اس رکاول سے کہا کہ کباب لگا رکاول نے بیٹھ کے ہرن کو صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ مین چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیون نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مردوا ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائیگا سہیلیان بولین کہ اے ملکہ یہ مناسب نہین ہے کہ غیر مرد آپ کے خیمہ مین بیٹھے اس مین بدنامی ہوگی آپ تو چھٹکے چھوٹ جائینگی آئی گئی ہمارے سر ہوگی ہماری ناک چوٹی کی خیر نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مردارو یہ کوئی بات ہے کہ جس سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہین ہے لاؤ کشتی شراب کی اُسی وقت کشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم بھن کے آتے جاتے تھے یہ دونون شراب پیتے جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا مین فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا کہ مین دختر ہون بردوان شاہ حاکم شہر بردوانیہ کی محبوب سیمتن دختر اجلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے اور مین اُس کے دیکھنے کو آئی ہون تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز ثانی نے کہا کہ مین اولاد رستم سے ہون نام میرا فرامرز ثانی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہون اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہان آکے تمکو دیکھا اے ملکہ درویش ہمارے عجب باکمال شخص ہین انھون نے ایک زمانے مین سارا شہر اپنی جھولی مین اُٹھا کے رکھ لیا تھا اور دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اس شہر کو جھولی شہر کہتے ہین درویش یہان سے تین کوس کے

فاصلے سے ایک گونہ پر رونق افروز ہین ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہون گے اگر تم کو دیکھ لین گے
تو مین بدنام ہو جاؤن گی اور تمھاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ مین چلا تو جاؤن لیکن میرا دل تو مجھے دیدو
ملکہ نے کہا کہ تمھارا دل تمھارے سینے مین ہی یا میرے پاس ہی فرامرز نے کہا جبتک مین نے تمھین دیکھا نہ تھا اُسوقت تو
بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمھاری دزدیدہ نگاہین چُرا لے گئین اب دل تمھارے پاس ہی ملکہ نے کہا پھر
ہمارے تمھارے کسی مقام پر ملاقات ہو جائے گی لشکر خدا پرستان کچھ دور نہین ہی مجھے بھی صحرا مین رہنے کا شوق ہی تم
پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خدا پرستون مین جاکر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہین ہی اگر تمکو میرا پاس ہی تو ابھی وقت میرے
ساتھ چلی چلو ملکہ نے کہا اس مین رسوائی ہو گی فرامرز نے کہا رسوائی بھی نہ ہوگی کام بھی نکل آئے گا مین مشہور کر دون گا
کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی اُنھون نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر
بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہی کسی کی کہ بے سکے وہ عجب باکمال شخص ہین تم نے ابھی اُن کی
کرامتین دیکھی نہین ہین ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہی جب لشکر مین پہونچیگی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا
دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہی بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہی تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اُٹھ کھڑا ہوا سواری
منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیان ساتھ ہو لین اور بعضی ٹل گئین کہ ہم تو نہ جائین گے اس مین ہمارے واسطے بدنامی ہی
فرامرز ثانی ملکہ کو لیے کے روانہ ہو گیا اور شام کو درویش کی خدمت مین پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی بردوان
آپ کی مرید ہونے کے واسطے آئی ہی درویش حیران ہوے کہ شاہزادی بردوان کجا اور مین کجا پوچھا کہ صاف
صاف بیان کرو ومجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہی جو حضور سے واقف نہین اُس کا حُسن عقیدت لے آیا ہی
فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھسے شکار پر اس طرح سامنا ہوا مین نے آپ کی
تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور اب کہتی ہی کہ مین ہمیشہ درویش کی خدمتگذاری مین بسر کرون گی مین نے
سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اُٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ اُسے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور
محافہ سے اُتری درویش کو مؤدب ہو کے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیون
آئی ہی کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھے کوئی جبر سے لایا ہو تو جہان تو کہے مین حفاظت سے بھجوا دون ملکہ نے
عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی مین تنہا تو تھی نہین کہ کوئی مجھپر جبر کر سکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا مین
خود آئی ہون درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی ان دونون مین دلی تعلق پیدا ہو گیا فرمایا کہ خیر اگر آگئی ہو تو رہو اور
فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھ آنے کے ان کو خیال ہوا کہ مبادا صاحبقران یا کسی
عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے نے تو آیا ہی جس وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت برپا
ہوگی اور درویش نے پہرہ عیارون اور سردارون کا گرد خیمہ ملکہ سمان کج ابرو کے معین کر دیا اب فرامرز
کسی کسی وقت جاتا ہی اور ملکہ کو دیکھ آتا ہی اور کہتا ہی کہ دیکھیے وہ کونسا دن ہوتا ہی کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی
لیکن اب اُدھر کا حال سنیے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ مین ملکہ محبوب یاسمن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی
ہوئی کچھ تصویرین اُلٹ پلٹ کر رہی ہی صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھیے یہ تصویرین
میرے عزیزون کی ہین امیر تصویرین دیکھنے لگے ملکہ بتاتی جاتی ہی کہ یہ میری پھوپی کی تصویر ہی یہ بہن کی تصویر ہی یہانتک
کہ تصویر ملکہ سمان کج ابرو کی بھی سامنے آگئی ملکہ نے کہا کہ یہ اُسی بہن کی تصویر ہی جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہی
صاحبقران نے جو اُس تصویر کو دیکھا تو بشرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور برے ہین مجھے یہ
نہایت چالاک معلوم ہوتی ہی پشت پر صاحبقران کے طیفور بادیہ گرد عیاران کا کھڑا ہوا تھا اس کی نظر بھی پڑی
اس کو نہایت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ سچ فرماتے ہین یہ تو عیارہ معلوم ہوتی ہی ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو عیارہ

بتاتا ہی جیسا آپ مکار ہی ویسے سب کو سمجھتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ برا نہ مانو یہ ہمارا بھائی ہی تم سے رشتہ ہنسی کا ہی اگر کہا تو کہا کسی کے گننے سے کیا ہوتا ہی جب امیر تصویرین دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہی بعد اُس کے باہر تشریف لائے بس طیفور قدموں پر گر پڑا فرمایا کیون کیا کہتے ہو بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے بھی ملکہ محبوب یمن کے کامیاب ہو چکے سہمان کج ابرو کو مجھے دیدیجے فرمایا کہ اُسے آنے تو دو اگر وہ تم سے رضامند ہوگی تو مین ضرور تمہارا عقد اُس کے ساتھ کر دون گا طیفور یہ اقرار لے کر روانہ ہوگیا اس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی ہرکاروں کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہان تک آئی ہی یہان صاحبقران نے فرمایا کہ خضران کا بھی کہین پتہ ہی لوگون نے عرض کی کہ جس وقت آپ درخت کو اُکھاڑ کر خندق مین پھاندے تھے اُسی وقت سے خضران بھی غائب ہین ہم سمجھے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہون گے فرمایا کہ مجھسے اور خضران سے پھر ملاقات نہوئی خدا جانے وہ کہان ہی صاحبقران ثالث اُس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہی کہ اگر خضران کا پتہ نہ ملا تو مین جس وقت خانہ کعبہ جاؤن گا تو اُن کو کیا منہ دکھاؤن گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کن خیالون مین ہین وہ ایک جھوٹا مکار تھا مال و اسباب میرا لے کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیوجامہ تمام تبرکات دینے کا وعدہ کیا تھا اُسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہان رہون گا یا امیر سے اطلاع کرکے جاؤن گا تو یہ چیزین دینا پڑین گی اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا گیا تو برا کیا اتنے مین ہرکاروں نے آکر طیفور کو خبر دی کہ ملکہ آ گئی ہی کوس بھر پرے اُتری ہی لوگ اُس کے واسطے اطلاع کے آ رہے ہین جب یہان سے لوگ پیشوائی کو جائین گے تو وہ آئین گی یہ سنکے طیفور اُسی وقت روانہ ہوگیا کہ مین دیکھون تو صورت ملکہ کی کیسی ہی راستے مین لوگ بھی آتے ہوے ملے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے ہی استقبال کو بھیجین تو چپکے دیکھنے سے ظاہر بظاہر دیکھنا بہتر ہی یہ سوچ کے پھر پلٹا یہان سوار آ پہنچے اور اجلال دشمن قالع کے خیمہ دریافت کرکے عرض کی کہ بھابی آپ کی تشریف لائی ہین اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہی فرمایا جس جس کو تم کہو ان واسطے استقبال کے روانہ کرون عرض کی کہ حضور جسے مناسب جانین ابھی زیادہ اکرام کی ضرورت نہین ہی اس لئے کہ وہ مسلمان بھی تو نہین ہی فرمایا خیر نہر بر شیر دل فرزند غلطان شاہ در در گوش کو برائے استقبال بھیجدو طیفور نے حکم صاحبقران کا نہر بر شیر دل کو پہونچایا نہر بر شیر دل اُسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر برائے استقبال روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ قرامرز ملکہ کو لے کے راہی بھی ہو چکا تھا اس نے سوارون کو ادھر ادھر دوڑایا کہین پتہ نہ ملا آخر اُن لوگون سے پوچھا جو ملکہ کے ساتھ آئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہان گئی صاحبقران کو کیا جواب دوگے اُن لوگون نے آکر خواصون سے پوچھا خواصون نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمے مین آ گئے بیٹھا کباب لگائے آپ بھی کھائے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اُسی کے ساتھ چلی گئین سنا ہی کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہی اُس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا کہ مین درویش امیر شامی کا مرید ہون درویش یہان سے تین کوس پر دامن کوہ مین اُترے ہوے ہین یہ سنکے نہر بر شیر دل وہان سے پلٹا اور آکر خدمت مین صاحبقران والا شان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال دشمن قالع تو سبب شرم کے غرق عرق ہوگیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیر کے چیلون کی جسارت اسقدر بڑھی کہ شاہزادیون کو بھگا کے لے جاتے ہین اُسی وقت امیر نے جام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ جائے اور فقیر کو سزاے معقول دیکر ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی نہر بر شیر دل اپنے دنگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہین گے کہ یہ خالی جلوسی تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ و جدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا صاحبقران نے کہ بہتر تمہین جاؤ نہر بر شیر دل نے جام پیا سپر شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر سے چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جب سے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اُس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ قابو نہ چلے گا دوسرا اس نے یہ دیکھا کہ ہزبر شیر دل پیلا ہی یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہین ہوتی اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین بھی جاؤن مین نے سنا ہی کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی مین یکتا ہی ایسا نہو ملکہ کو کہین غائب کر دے اور ہزبر شیر دل سے انکار کر جائے کہ ملکہ یہان نہین ہی تو اس کو سوا چلے آنے کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمہین اختیار ہی بس طیفور بھی وہان سے روانہ ہوا ایک مدت کے عرصہ مین ہزبر شیر دل مع طیفور را دیو گرد گیا لشکر کو اپنے زیر کوہ اتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش امیر شامی روانہ ہوا وہان ہرکارون نے خبر امیر شامی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہی فرمایا آنے دو جس وقت طیفور اور ہزبر شیر دل دونون پہونچے انھون نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا کہ کچھ کس سبب سے آنا ہوا ان دونون نے کہا کہ تمہارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہی ہم اس لئے آئے ہین کہ اُس کو اس حرکت کی سزا دین اور ملکہ کو لے جائین درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا ہی کہ بہنین اُس کی بھاگتی پھرتی ہین اگر ایسا بھی ہی تو مثل مشہور ہی کہ بھاگتے کا پیچھا نہ کرے اُسے خود ہی وہان رہنا منظور نہو گا ہمیشہ تو بھاگ کے چلی آئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہی کہ زبان درازی اسے باز آ امیر نے بادشاہ شہر اجلالیہ کی دختر سے عقد کیا ہی اُس کی چھوٹی نادیہ اُس کے دیکھنے کو آئی تھی راستے سے فرامرز اُسے لے آیا ہی بہتر یہ ہی ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمہارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر با توقیر مین جائے گا درویش نے کہا کہ بابا خفا نہو غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلائے دیتا ہون اور تم خود اُس سے پوچھو اگر فرامرز بجبر لے آیا ہو گا تو ضرور ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمہارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو مین ہرگز نہ لے جانے دونگا ہزبر شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو ہم لے ضرور جائین گے چھوڑین گے نہین کہ میرے وعدہ کر کے آئے ہین درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہی تو طبل جنگ بجواؤ جس کی تلوار مین زور ہو گا ملکہ اُسی کی ہو کے رہے گی یہ سنتے ہی ہزبر شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر مین آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمہارے جوہر دیکھنا ہی یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہی جس وقت میدان مین تمہارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زیر ہون گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کرین گے اور تم زیر ہو گے تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہو گا مین بجا لاؤن گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ لے آؤن گا فرمایا ہان مجھے بھی یقین ہی اس نے آکر ملکہ سے کہا کہ تمہارے لینے کو صاحبقران کی طرف سے ایک جوان آیا ہی کل ہمارے اُس کے مقابلہ ہو گا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہی تم چلکے کہہ دو صاحبقران خود آکے دریافت کر لین کہ ملکہ اپنی خوشی سے یہان آئی ہی لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر تجھے کوئی زخم لگ جائے گا تو مین اپنی جان دیدونگی فرامرز نے کہا اے ملکہ اطمینان رکھو مین اولاد رستم سے ہون سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہین لگا سکتا ہی تم دیکھنا کل باندھ لاؤن گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ مین جا کر یہ تو سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائین مانگا کی جب صبح ہوئی تو ہزبر شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان مین آیا اور صفین باندھ کر کھڑا ہوا یہان درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان مین آئے پشت پر تمام فوج پرے جما کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پایہ تخت تھامے ہوئے میدان مین آیا اُس طرف ہزبر شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اُس نے مرکب کو پاشنہ مارا گھوڑا بے چین ہو کر میدان مین آیا اور ہزبر شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کئے دیر تک سلح شوری کرتا رہا جس وقت سرا پا میدان کو دکھا کے سینے مین غرق ہو لیا تو ایک مقام پر ٹھہر گئے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلہ کے لئے فرامرز ۱۰

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان میں
آیا ہزبر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اس کا اپنے نیزے پر لیا طعین چلنے لگیں رد و
بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک ہالہ بندھ گیا بس ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو پیٹ کے جو ہکا را صاف نیزہ
ہاتھ سے ہزبر شیر دل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور ہزبر بس غرق خجالت میں غرق
ہو گیا بس گسیٹ کے تیغہ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے آنتے تلوار کو خیال میں کر کے جھٹکی دی کہ تلوار پٹ
پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اب کے چلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کئے کشتی ہونے لگی لشکر دونوں
طرف کے قریب آگئے درویش نے بھی پاس سے آکے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اتنا کہکے چلے گئے کہ اے فرامرز
تو آج شام تک میں اسے زیر کرے گا میں اب جاتا ہوں کہ عبادت میں حرج ہوگا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل
اور بھی بہاڑ ہو گیا کہ اب میں ضرور فتحیاب ہوں گا لیکن ہزبر شیر دل کو غصہ آیا اور یہ اور زور شور سے لڑنے لگا ہزبر یہ
چاہتا تھا کہ فرامرز کو اُٹھالوں لیکن فرامرز جہاں لنگر قائم کر دیتا تھا جگہ چھوڑتا تھا خوب کھیے نور کشمکش کے ہوتے رہے
یہان تک کہ کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گرگئیں دوپہر تک تو ہزبر شیر دل نے برابر سے فرامرز کو جواب دیئے کہ
اگر وہ دس قدم دوڑا لے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑا لے گیا لیکن بعد دوپہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم
دوڑا لے جاتا تھا تو ہزبر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا تین پہر گذرنے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور ہزبر
شیر دل بیچ بیچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہو اپنے قول پر
قائم ہو یا نہیں ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے جوان بیشک میں تجھسے زیر ہو گیا اب مجھے تیری اطاعت میں عذر نہیں ہو
خدا پرست تو ہم تم دونوں ہیں رہی درویش کی مریدی اس میں بھی مجھے عذر نہوگا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی
فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آئے اور جسے میرا ساتھ دینا نہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہیں
آپ کے ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہو جہان آپ وہاں ہم یہ سب کے سب ہزبر شیر دل کے ساتھ لشکر فرامرز میں شامل
ہوگئے فرامرز ہزبر شیر دل کو اپنے ساتھ لئے ہوئے درویش کی خدمت میں آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور ہزبر
کو بھی پیالہ پلا کے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھکر طیفور بادپیمہ عیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ
اب خالی واپس جانا تو اچھا نہیں صاحبقران مجھسے وعدہ کر چکے ہیں کہ میں عقد تیرا سمان کنج ابرو کے ساتھ کر دوں گا ہزبر
شیر دل زیر ہو گیا اب عیاری کرنا چاہئے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو بس یہ بھی درویش کی خدمت میں آیا
سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں شاہ عیاران عیار صاحبقران ہوں درویش نے کہا کہ ہم نے تو
خضران کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ خضران جب تک بدیع الملک کے
ساتھ تھے اُسوقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہو اب میں شاہ عیاران ہوں اس لئے کہ
صاحبقران کا عیار ہوں درویش نے کہا کہ خضران کہاں ہیں طیفور نے کہا کہ اُس نے تمام اسباب میرا چرایا اور
خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگوں کے ہیں یہ مجھسے لیگا اور خضران کو دینا منظور نہ تھا اب انشاءاللہ
خانہ کعبہ جاکر وہیں اگر خضران سے اسباب عیاری نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہ پایا کہ اب اُن تبرکات اور بانہلے عیاری کا
مستحق میں ہوں درویش نے کہا کہ اگر تمہیں یہ دعوے ہو کہ میں عیار صاحبقران زمان ہوں اس بنیاد پر بانہلے عیاری
کا مستحق ہوں تو یہ خیال عبث ہو شاہ عیاران وہ ہو سکتا ہو جو فن عیاری میں سب عیاروں پر فوق رکھتا ہو اگر تم سے
اور خضران سے مقابلہ ہو تو تم خضران پر غالب بھی آسکتے ہو طیفور نے کہا کہ میں جب چاہوں خضران کو پکڑ لوں
درویش نے کہا کہ اگر ایسے ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہو اس لئے کہ خضران علاوہ اس کے کہ پوتا ہو
عمرو اول کا اور بیٹا عمرو ثانی کا ہو فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہو اور مرد جہان دیدہ ہو اُس نے زمانہ

صاحبقران ثانی کا دیکھا پھر صاحبقران ثالث کے ساتھ رہا اور بڑے بڑے معرکے چھپے ہین اب صاحبقران رابع کے پاس تھا اس زمانہ مین بھی سنا ہو کہ اُس نے بڑی بڑی عیاریان کین طیفور نے کہا کہ مین نے ایسی ایسی عیاریان کین کہ صاحبقران کے جی چھوڑوا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ جا کر صاحبقران سے کہدینا کہ بہتر یہ ہو کہ آکر ہمارا پیالہ پیجیے نہین تو جس طرح شہزادہ شیر دل زیر ہوا ہو یہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تونے دیکھا نہین ہو کہ لشکر صاحبقران مین کیسے کیسے سردار ہین شہزادہ شیر دل کی حقیقت کیا ہو ایک دن آپ کے فرامرز صاحبا اسی طرح بندھے ہوے چلے جائین گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی شہزادہ شیر دل کو باندھ لائے ہین فرمایا کہ تونے ابھی میرے کشف و کرامات نہین دیکھے ہین ورنہ اس طرح کی باتین نکرتا مین چاہون تو ایک طفل سے پہلوانان صاحبقران کو زیر کرالون غرض کہ طیفور درویش سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی بال مثل روئی کے منہ مین کوئی دانت نہین کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹھیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا یہان تک کہ جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو صحرائیت زیادہ پسندی بنابر اس کے اس نے درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہو پہرہ جلشنون اور ترکنون کا موجود ہو کوئی مرد اس طرف نہین آنے پاتا ہو ملکہ خیمہ مین بیٹھی ہو کچھ اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آکے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹھیا ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہو بال اس کے مہندی سے رنگے ہوے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جیسے ہی قریب ملکہ کے پہونچی سلام کیا چٹر چٹر بلائین لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤن آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہو ملکہ نے فرمایا کہ کون تمھاری مالک بڑھیا نے کہا یہان سے قریب ایک قصبہ ہو وہان کے رئیس کی بیٹی پاس مین کہانی کہنے مین نوکر ہون اُن سے آپ کی صورت بہت ملتی ہو یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہون ملکہ نے کہا آج ہمین بھی اپنی کہانی سناؤ اسوقت اکیلے جی بھی گھبرا رہا ہو تم خوب آگئین بڑھیا نے کہا واری آج نہین کل سنیے گا مین نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہو ایک روز مین اپنی بیٹی پاس رہون گی کہ اُسی کے دیکھنے کو اجازت لے کر جاتی ہون دوسرے روز آپ کی خدمت مین حاضر رہون گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی جانا ہم تمھین خوش کرین گے انعام دین گے لیکن آج تمھاری کہانی ضرور سنین گے بڑھیا نے کہا خیر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ مین آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آجائے تو چلی نہ جانا یہین سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہو اُس کو سنیے اے ملکہ آفاق ایک تھا بادشاہ ہمارا تمھارا خدا بادشاہ نام اُس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اُس کو محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہین کیا ہو شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف چل پہل تھی بامراد امور وفکر وغم نہ تھا کوئی بجز غم دل الم نہ تھا کوئی ایک روز اُس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت اور خوبصورت ہو اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اُس سے ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون تمھاری دختر سے عقد کرون تمھین منظور ہو وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر مین اقرار کیے لیتا ہون اور دختر کو میری شادی کے نام سے نفرت ہو اُس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے جھوٹا ہونا پڑے گا یا جبر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ میرا تو افتخار ہو کہ اُس کو حضور کی کنیزی مین دون آخر ایک روز عقد کرنا ضرور ہو پھر آپ سے بہتر کون ملے گا لیکن اے شہریار مثل مشہور ہو کہ ہاتھیون سے گنے کھانا اچھا نہین ہوتا پیوند سے پیوند ملتا ہو کمخواب مین کمخواب کا پیوند زیب ہوتا ہو گاڑھے مین گاڑھے کا پیوند اچھا معلوم ہوتا ہو مخمل مین موٹے گزی کا پیوند کبھی زیب نہ دے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہین اس لئے کہ سب اولاد آدم ہین یہ اپنی اپنی قسمت ہو کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہین اُسوقت

وزیر نے عرض کی کہ مین دختر سے بھی پوچھ لون تو عرض کرون اس لئے کہ وہ بالغہ ہو اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہو وزیر وہان سے اپنے مکان مین آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ حور خصال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارۂ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہو میرا ارادہ ہو کہ عقد تیرا کر دون یہ معاملہ نازک ہو اگرچہ عورتین اپنی زبان سے نہین
کہتی ہین لیکن اس مقدمہ مین شرم نہ چاہیئے اس لئے کہ جب بیٹا بیٹی سن تمیز کو پہونچے اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہو گئے
پھر بغیر اُن کی رضامندی کے شادی کر دینا جایز نہین اس کا مجھے جواب دو حجاب نکرو کہ تمکو زندگی بھر نباہنا ہو وزیرزادی
شرما کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لیکر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے تعلق پسند نہین ہین چاہتی ہون کہ یہ چند روزہ
زندگی عبادت خدا مین بسر کرون دو روزہ کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کیا حاصل خوشی میری ہرگز نہین کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور جبر کا علاج نہین اگر مین کسی وقت مین بھی شادی کو منظور کرون گی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہ کیجئے گا مجھے بادشاہ سے انکار نہین ہو بلکہ شادی ہی سے انکار ہو یہ جواب لکھ کے بھیجدیا وزیر اُس
کاغذ کو لئے ہوئے خدمت مین محمود شاہ عادل کے آیا اور پرچہ دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلانہ
جواب کو دیکھ کے چپ ہو گیا وزیر سے کہا کہ مین اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے تمھاری دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہین کرتا اگر اُسے نہین منظور ہو نہ سہی خدا اُسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت داری کے ساتھ عبادت خدا ہی مین اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہکر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا مین سے ایک سوداگر تھا کہ وہ اُسوقت مین ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اُس کے تھے ہر شہر سے بیوہار تھا یدم ہا روپے کا آدمی تھا اور اُس کا ایک فرزند تھا مگر نہایت حسین اور نوجوان
حافظ قرآن وہ شام کو مسجد جامع مین جایا کرتا تھا اور وہان سے بعد فراغ عبادت وزیر کے مکان کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوت قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا تھا ایک روز وزیرزادی
اپنے برآمدے پر کھڑی تھی اس کے کان مین آواز جو پہونچی یہ ایسی محو ہوئی کہ سامنے سے ہٹنے کا بھی اس کو خیال
نرہا سورۂ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہو گئی سوداگر بچے کی نظر وزیرزادی پر پڑ گئی شب ماہ
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہو گیا تلاوت موقوف کی مصحف رخ کی زیارت مین محو ہو گیا جب آواز تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیرزادی کو خیال آیا کہ مین ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہون اس نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا سوداگر بچے
نے کہا اے حور جنت جلوہ دکھا کے منہ چھپا کیسا مشتاق کرکے نہ تڑپا ہمے ؏ جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی عادت
یہ آنکھین اب نرہین انتظار کے قابل ٭ وزیرزادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو جیسے ایکبار دیکھا ویسے
ہزار بار اس نے سامنے آکے کہا کہ اے جوان مین تیرے لحن داؤدی مین ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نرہا اگر مین پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیون دیکھتا اس مین سوا میرے تیری خطا نہین ہو اگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہو
تو پاکبازی اختیار کر کہ نہ مین گنہگار رہون نہ تو گنہگار ہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق یاد ہو جائے
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہونے پائے تجھپر بھی کوئی آفت نہ آئے اس لئے کہ وزیر کی دختر
بادشاہ کی منظور نظر ہون اگر یہ حال کھلجائے گا تو تجھپر بھی عتاب آئیگا اور تو بھی مارا جائیگا سوداگر بچے نے کہا
کہ اے وزیرزادی مجھے آپ کا ارشاد بدل منظور ہو کور ہون وہ آنکھین جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھین مین بھی
احکام الٰہی کا پابند ہون شب و روز عبادت سے کام ہو ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہو اگر اہل دنیا
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کمی کس بات کی تھی مین قسم کھاتا ہون اسی کلام الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہون
کہ مین آپ کو ہاتھ بھی نہ لگاؤن گا سبق پڑھاؤن گا اور اپنے گھر چلا جاؤن گا وزیرزادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اُسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیرزادی اپنے کمرے مین آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لیکر

بیٹھ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھایا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہو گیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا
تو کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر جاتا تھا کچھ دیر کی صحبت رہتی تھی وزیر زادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت
دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہو گیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت یوماً فیوماً ترقی
کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا
حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ
کو الہام ہوتا ہی کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہی ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی
طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لئے کوٹھے سے اُتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چپ رہا جیسے ہی سوداگر
بچہ کوٹھے سے نیچے اُترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہی بس رنگ سوداگر بچہ
کا فق ہو گیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہی تو وزیر زادی کی رسوائی ہوتی ہی اس نے اُس اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچایا
کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہو گئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا
کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہی جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہی اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں
لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہوگا اس نے کہا کہ
مجھے کیا عذر ہی میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لئے چھوڑ دو صبح کو میں
خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے
کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا اس لئے کہ ملک التجار ہی اور میں اُس کا
اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کرے گا تو میں تمکو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لئے
ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہوا ہی باہر آئیے سوداگر
سو رہا تھا محلدار نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف
رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہوگی جس وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے اسے کس علت میں
گرفتار کیا ہی پیادہ نے کہا کہ ہمیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران ہوا
کہ یہ ایسی بات کہتا ہی جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا
کہ سبب نہ پوچھئے یہی جی میں آ گئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا
بیٹا ہی اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت
مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر
گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہی یہ اس وقت کوتوالی کا پیادہ تمہارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا
واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مار ڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی انتہا کا رنج ایک تو گھر کا چراغ گل
ہونے کا صدمہ دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے ساتھ یہ دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ
رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر تو توپ کی آواز آئے اُدھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو
پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہونچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور
پکاروں شاید وہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرلے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت ماں باپ نے
نہ کی اُس کا کون ضامن ہوگا کہا یہ سچ ہی لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں
شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر تمہیں اختیار ہی اب پیادے کے ہاتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ
ہی دونوں ایک دروازے کے قریب آئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب اندر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

نے کہا کہ بھائی مین ہون ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہی کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا اُسوقت پیادہ نے کہا اے نادان بُرے وقت مین کون کس کا ساتھ دیتا ہی جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون شریک ہوگا اس نے ایک آواز چھوڑ دی کہ اگر نہین آتے ہو تو خدا حافظ ہمین زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی یہ کہکر پیادے کے ساتھ آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ مین آپہونچا دیکھا پیادے نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال ہاتھ مین لئے ہوے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیون بھیا خیر تو ہی مجھے معاف کرنا دیراس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہین معلوم تمنے اسوقت مین مجھکو کس ضرورت سے بلایا ہی کسی دشمن سے سامنا ہی یا روپے کی ضرورت ہی یا عورت کی خواہش ہی لہذا مین تمھارے سامنے ہتھیار لگائے موجود ہون جسے کہو مار ڈالون اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہین اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو مین زیور تمھاری بھاوج کا اُتار لاؤن واللہ اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہین ہی اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری موجود ہی چاہے اسے نکاح کرلو چاہے متعہ پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری اتنی خواہش ہی کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرلو مین نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادے نے مجھے گرفتار کیا ہی جانے نہین دیتا ہی اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضرور ہی میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہین کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہین خیر اگر تم کہین چوری کرکے آئے ہو یا کہین ڈاکہ مارا ہی جو کچھ تم نے کیا ہی مین ضامن ہون پیادے نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا اور پلٹ کر نہ آیا تو اس کی عوض مین تم قتل کیے جاؤگے جانتے ہو کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہی مرزا صاحب نے کہا کہ ہان ہم سب کچھ جانتے ہین پیادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اُس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشہ مین چھپ رہا کیونکہ اس کو حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہی یہان مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ اور خبردار خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا ابھی لا دون یہ ہتھیار میرے لگالو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو رات ہی کسی دوسرے ملک مین جاکے روزگار کی کوئی صورت نکال لو یہان ہم سمجھ لین گے سوداگر بچے نے کہا کہ تم کیا سمجھ لوگے جواب دیا کہ رات ہی کو محمود شاہ کے محل مین پھاند کر اُسے مار ڈالون گا اگر مرون گا تو اُسے بھی مار کے مرون گا اور بن پڑا تو نکل آؤن گا سوداگر بچہ نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کاہیکو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جواب ہے کو بھی ہلاکت مین ڈالو اور اُسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہون تو ایسے بادشاہ پر سے نثار ہین اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اُس کی سلطنت مین امن کاہیکو قائم رہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جاکے مار ڈالون ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے مرجانے سے تمھاری جان بچ جائے گی سوداگر بچے نے کہا کہ ہان یہ صورت اُس سے تو بہتر ہی لیکن ایک گنہگار کی جان بچانے کو بے گناہ کی جان لینا یہ کس خدا نے کہا ہی اب مجھے اجازت دو تو مین اپنے کام کو جاؤن جس واسطے مین نے تمھین یہ تکلیف دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤن گا مرزا صاحب نے کہا کہ مین تو یہ کہتا ہون کہ تم نہ آنا لیکن تم نہین مانتے ہو تو خیر تمھین اختیار ہی یہ کہکر مرزا صاحب تو گھر مین چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان وزیر کی جانب روانہ ہوا محمود شاہ پیادہ بنا ہوا چھپا کھڑا تھا جب اُس نے سوداگر بچے کو جاتے دیکھا یہ بھی چپکے چپکے ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا کہ اے بڑھیا کیا وہ باتین جو سوداگر بچے سے مرزا نے کہی تھین وہ سب بادشاہ نے سنی تھین کہا جی ہان دیکھیے آگے معلوم ہی ہوجائے گا آمدم بر سر مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے نیچے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور کوٹھے پر گیا کمند اُسی طرح چھوڑ دی کہ اسے پلٹ کر آنا ہی تھا محمود شاہ بھی اُسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا سوداگر بچے نے جاکے آہستہ سے دروازہ کمرہ کا کھولا دیکھا کہ ملکہ بیہوش سو رہی ہی تنہا نہ کوئی باریدار ہی نہ خواص سوداگر بچے نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند مین اس پکارنے کی کب خبر ہوتی ہی بس اس نے احتیاط کے ساتھ چھُری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی سوداگر بچے پر نظر پڑتے ہی پوچھا کہ آج یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیون آئے کیا عہد بھول گئے اور نیت تمھاری بد ہوئی اے شخص جو

پاک محبت مین لطف ہو اُس سے بڑھ کے نہو گا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت و شرافت اسوقت مین تجھ سے ملنے کو آیا ہون کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہی خدا کا شکر ہی کہ اس وقت تلک نیت میری پاک ہی مین صرف چاہتا ہون کہ جس طرح تم روز مجھسے قرآن پڑھا کرتی تھین اور مین تمھین دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھو اور مین تمھین دیکھون اور کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن مین تیرے جلوۂ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی تو مین جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اسوقت بھی مین نے چھڑی سے گدگدا کے تمھین جگایا اور ہاتھ نہین لگایا یا تو وزیر زادی اور کچھ سمجھ رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ آؤ گے کیا کچھ ناراض ہو گئے یا تمھاری شادی ہونے والی ہی یا کہین کا سفر درپیش ہی سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہونا میرے اختیار کی بات تھی مین منظور نکرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہان آنے مین کون حارج ہو سکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی چیز ہی گئے یا نہ گئے مجھے تھا بھی نہین ہی مفلسی نہین پریشان کئے ہوئے ہی کہ مین باہر جاؤن وہ بات درپیش ہی جس کا علاج ہی ممکن نہین آج اس وقت تم سے باتین کر رہے ہین اور کل اہل عدم سے صحبت ہو گی ملکہ نے کہا کہ للہ صاف صاف بیان کرو اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہی سوداگر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہین سنا تھا لیکن اس کی آنکھون سے بھی آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان کرنا شروع کیا کہ آج جو مین تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے اُترا تو بادشاہی پیادے نے مجھکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کیون گیا تھا اگر مین اُس سے سچ کہتا تو تمھاری رسوائی تھی مین نے کہدیا کہ مین چوری کرنے گیا تھا وہ مجھے کوتوالی لئے جاتا تھا بمشکل مین اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا تو مین ایک بار تم سے رخصت ہونے کو چلا آؤن گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہین ہی کہ باپ نے اور میری ضمانت نہ کی باوصفیکہ سوا میرے اُس کے اور کوئی اولاد نہین ہی پھر مین اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے میری ضمانت کی تو مین تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو مین توپ پر باندھ کے اُڑا دیا جاؤن گا یہ سُنکے وزیر زادی کی عجیب حالت ہوئی روتے روتے ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بیٹھا رویا کیا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان لو اسے تو ہنس بول کے قرآن پڑھ کے بسر کر لو وزیر زادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے نصف قرآن سے زیادہ مجھے یاد کرایا لیکن خدا کا شکر ہو کہ نہ مجھ مین لغزش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال مین فرق آیا آج خلاف وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب مین یہ کہتی ہون کہ میری وجہ سے تو اس بلا مین مبتلا ہوا اگرچہ مین وزیر کی دختر ہون تو سمجھتا ہو گا کہ اس کی سعی بکار آمد ہو سکتی ہی لیکن مین قسم کھاتی ہون کہ ہرگز بادشاہ مجرم کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہین ہی لیکن اُس کی ظاہر مین تو مجرم ہی اور اگر یہ راز فاش ہوتا علاوہ رسوائی کے بھی سزاے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت مین بادشاہ میرا خواہشمند تھا اور مین نے شادی سے انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نکرون گی اور اگر کرون گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نکرون گی جس وقت بادشاہ میری بدعہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھپر عتاب نہ آئے گا خراب تو وہ درد پیدا ہوا ہی جس کی دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہی جان کسی صورت بچ نہین سکتی اب مین یہ کہتی ہون کہ تجھکو میری محبت سے یہ ملا کہ جان بھی جاتی ہی لہذا اب مین بخوشی کہتی ہون کہ اس وقت مین اگر تیری جان نہین بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود ہون اگر تو نے میری عزت کے واسطے اپنی جان شیرین عزیز نہ کی تو مین بھی تجھ ایسے باوفا پر سے اپنی عزت و عصمت سب نثار کرتی ہون اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیز کے حاضر ہون جو حسرت تیرے دل مین ہو پوری کر لے مجھے ہرگز انکار نہو گا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا اے وزیر زادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اُسوقت تو مین تیری عزت کا درپے نہوا ورنہ بہت روز تک عیش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت مین داغ لگاؤن اپنے کو تیری نظر مین حقیر بناؤن یہ مجھے منظور نہین ہی بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا کچھ ثواب ہمین بھی بخشدینا کہ ہم مستحق بھی

اس کے ہین یہ سُنکے وزیر زادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہو کہ جب مجرم توپ پر باندھا جاتا ہو تو منہ اُس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہو اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی طرف کر دی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہو کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی نقادار آتے دکھائی دے تم اُسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئین گے اور وقت آخر تمہین صورت دکھائین گے اور تمہاری شکل دیکھین گے وہ وقت انھین باتون مین گذر گیا قرآن پڑھنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچے نے کہا کہ اب صبح ہوا چاہتی ہو لے خدا حافظ یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیر زادی کی طرف دیکھکے رخصت ہوا دونون کی یہ حالت تھی کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کیفیت چھپکے چھپکے دیکھا کیا اور باتین سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہو کے چلا تو یہ بھی جلدی سے اُسی کمند کے ذریعے سے اُترکر ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اُترکر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیر زادی جہانتک بس چلا سوداگر بچہ کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظرون سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹ کے چلی آئی محمود شاہ کو مکان مین پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی تھی اور دل اس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو جلدی مین طلب کرون یہ آتے ہی لباس بدل کے تاج پہن کے دربار مین آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال تھراتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہو مجھے بادشاہ نے کیون یاد فرمایا ہو کس واسطے بلایا ہو سامنے پہونچ کے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے کوتوال فلان محلہ مین جو سوداگر رہتا ہو اُس کے بیٹے نے وزیر کے گھر مین چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اُس کے اُس کی ضمانت کی دوست اُس کا فلان مقام پر رہتا ہو اُس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اُس کے دوست کو گرفتار کر لاؤ کہ اُس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہان سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے دوست کے پہونچا کنجی کو کھڑکائی مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا مین گنہگار ہون مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے سوداگر بچے کو دیکھا کہا تم کیون آئے کہین چلے کیون نہ گئے سوداگر بچے نے کہا کہ اے بھائی مین احسان فراموش اور محسن کش نہین ہون ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان مین کون چوری کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچے نے کہا کہ چوری مین نے کی تھی انھون نے میری ضمانت کی تھی چور مین ہون اور ضامن یہ ہین مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہان گئی ہو یہ کل کا لونڈا ہو یہ کیا چوری کرے گا چوری کرنے والون کے بڑے دل گردے ہوتے ہین ہم وزیر کے گھر مین پھاند کے تھے بہت سا مال پہلے ہی تڑی کیا آخیر مین پکڑ لیے گئے کوتوال حیران ہو کہ کسے چور سمجھون کسے ضامن جانون کہا آپ دونون صاحب چلئے بادشاہ چور کو آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو نہ لے جائیے یہ کمسن ہو میرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہو کوتوال نے دونون کو حراست مین لیا اور سامنے بادشاہ کے لاکر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونون کہتے ہین کہ ہم چور ہین اب کسے ضامن سمجھین کسے چور بادشاہ نے کہا ہمین معلوم ہو کوتوال سے سوداگر بچے کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہو اور یہ مرزا ضامن ہین چور نہین مرزا نے کہا اے بادشاہ عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لئے کہ یہ بے گناہ ہو بادشاہ نے کہا کہ بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اُڑا دیا جائے گا اے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہین تماشہ اس کی موت کا دیکھین گے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل سے ہوتی ہو یا نہین کوتوال سوداگر بچے کو گرفتار کئے ہوئے میدان مین لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اُس وقت مرزا صاحب نے اینٹین اور پتھر لا لا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے مین سواری بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے اُچک کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ آتے ہی حکم دیدے توپین

بھی اسی کے ساتھ اُڑ جاؤن لوگون نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہا اس مین بھی کچھ کسی کا اجارہ ہی کیا ہم اپنی جان کے مالک بھی نہین ہین بادشاہ تو دوسرون کی جان کا مالک ہی محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ مرزا اتبک مرنے پر آمادہ ہی یہ ضرور اپنی جان دیدے گا اب جلاد آگر رن فتاب روشن کر کے توپ کے منہ پر مسلط ہوا اُس وقت جلاد نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اُڑا دے مجرم کو جلاد نے عرض کی کہ یہ مجرم نہی اپنی جان پر کھیلے ہوے ہی بادشاہ نے کہا اُسے بھی اُڑا دو اُسوقت جلاد نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہلے جو سننا ہو سُن لے کہ وقت آخر تیرا ہی سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل مین نہین ہی لیکن اتنا چاہتا ہون کہ مین توپ پر پشت کی طرف سے باندھ دیا جاؤن جلاد نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ یہ اپنی حسرت بیان کرتا ہی بادشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کر دو جلادون نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اس کی توپ کے منہ کی طرف کر دی کہا اور کچھ حسرت ہی کہا اتنا اور عرض کر دو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہی شاید وہ کسی سے خبر پاکر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اُس کے انتظار کا امیدوار ہون جس وقت وہ نقابدار آجائے اُسوقت حضور حکم موت دین بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلے نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ سامنے توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کر کے چبوترہ بنایا ہی اُس چبوترے پر آپ نشانہ بنے ہوے کھڑے ہین سوداگر بچہ نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہی کیا تیرے مرنے سے میری جان بچ جائے گی مرزا نے کہا کہ تسکین ہو جائے گی یہ تو نہ ہوگا کہ فلان شخص مرگیا وہ مرگیا تو ہم بھی مر گئے زندہ رہ کے کوفت کون اُٹھائے سوداگر بچے نے کہا کہ بھائی تمھاری جوان بن بیاہی لڑکی ہی بی بی ہی اُن کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو شکم مادر مین خبر لیتا ہی آغوش لحد مین خبر لیتا ہی مین کیا اُس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہون اب جان تم وہان ہم تم ابھی بچہ ہو ناتجربہ کار ہو راستہ عدم سے پر خطر مقام کا درپیش ہی ہم تمکو تنہا نہ لین گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ملنے والے نہین ہین میرا اصرار بیکار ہی اب اس نے صحرا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہی اس نے آتے آتے قریب میدان کے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اُس کے ہاتھ مین تھا جلدی سے ایک سرا اُس کا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا لگا کر اپنے گلے مین پہن لیا اور وقت کا منتظر ہو لیا کہ ادھر توپ پر بتی دی جائے اُدھر مین جھٹکا مارون اور کام اپنا تمام کرون یہ بھی محمود شاہ نے دیکھا اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہی لیکن بادشاہ تیسرا حکم نافذ نہین کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے وزیر جانتے ہو کہ یہ نقابدار کون ہی وزیر نے عرض کی کہ مین آگاہ نہین بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپ کی ہی جس کو ہمارے عقد سے انکار تھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت مین جان دینے کو آئی ہی اور گلے مین پھانسی لگا کے کھڑی ہوئی ہی بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عبادت گذار کہتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کرون کہ یہ میری دختر ہی اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہی آجتک تو وہ کسی عزیز کے یہان بھی سوار ہو کے نہین گئی بچھونے مین پلی ہی ہان اپنے باغ مین بیشک گھوڑے پر بھی سوار ہو کے پھرتی ہی ہوا دار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلہ سے ہٹا کے دیکھ آؤ لیکن اُسے اس طرح بے پردہ نکرنا کہ اور کوئی دیکھ لے نہ اُس پر کوئی بدعت کرنا اس کا اختیار تمھین نہین ہی بلکہ ہمین ہی وزیر نے عرض کی کہ بیشک غلام ابھی جاتا ہی اور ابھی آتا ہی یہ کہکر وزیر مرکب کو اپنے بڑھا کر اُس درخت کے نیچے آیا جہان نقابدار کھڑا تھا قریب پہونچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون ہی جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہین تیرے مان باپ تجھے کیا کہکے پکارتے ہین کہا نور نظر لخت جگر کہا اور لوگ کیا کہتے ہین کہا جیسا جو درجہ ہوتا ہی وہ اُسی کے موافق پکارتا ہی آخر وزیر نے جھلا کے نقاب منہ سے کھینچ لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہی وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیور اس کے بدل گئے اور کہا کہ بس باوا جان اسوقت

بہتر یہی ہو کہ آپ میرے پاس سے چلے جایئے مین کوئی دم کی مہمان ہون ادھر آواز توپ کی ہوئی اُدھر پھندا کھینچا اگر مین ننگ خاندان نکلی تو قصہ پاک ہوا جاتا ہو نقاب میرے چہرے پر ہو مرنیکے بعد آپ کسی گڑھے مین توپوا دیجیے گا کہ راز فاش نہو چونکہ بادشاہ کی بھی ممانعت تھی وزیر نے کچھ نہ کہا اور چپکا پھرا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ جہان پناہ نے ارشاد کیا بہت بجا و درست ہو مین اس شوخ دیدہ کو ایسا نہ جانتا تھا اور اچھا ہوا کہ حضور نے اس سے عقد نفرمایا تھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا جو یہ عقد سے انکار کرتی تھی یہ سنکے بادشاہ نے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کا ملال دل مین نلاؤ خوش نصیب اُس کے جس کو خدا ایسی پاک دامن دختر عنایت کرے اے وزیر مین اس واقعہ سے خوب آگاہ ہون دختر تمہاری اس سوداگر بچے پر عاشق ضرور ہو اور سوداگر بچہ بھی اس پر عاشق ہو لیکن دونون مین پاک محبت ہو اسوقت تک ایک نے دوسرے کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہو یہ سوداگر بچہ تمہاری دختر کو روز قرآن پڑھانے جاتا تھا مین پیادہ پا ہو جاسوسی کر رہا تھا مین نے اس کو کوٹھے سے اُترتے دیکھکر گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہو اس نے اپنے کو چور بتایا اور راز محبت کو چھپایا مجھ سے رات بھر کی مہلت مانگی مین نے اجازت ندی اس نے اپنے باپ کی ضمانت چاہی وہ بھی منظور نہوا آخر یہ جو مرزا صاحب کھڑے ہین یہ اس کے دوست ہین انھون نے ضمانت کی مین نے چھوڑ دیا مگر مجھے یہ فکر تھی کہ دیکھون یہ جو مہلت طلب کرتا ہو تو اب کہان جائے گا یہ اُسی مکان پر پھر گیا مین ساتھ ساتھ تھا لیکن چھپا ہوا اس نے تمہاری دختر کو جگایا مگر ہاتھ نہین لگایا اور اُسی سے رخصت ہوا جب اُسے اس کے مرنے کا یقین ہو گیا تو اُس نے کہا کہ اگر تو نے اپنی جان میری عزت پر سے نثار کی تو مین اپنی عصمت تجھپر نثار کرتی ہون جو تیرے دل مین حوصلہ ہو پورا کر لے اس نے انکار کیا اور چلا آیا اے وزیر شکر خدا کرتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین اور میرے ملک مین اس وقت ایسے پاک دامن اور نیک خصال مرد و عورت موجود ہین اب تم اپنی دختر کو لیجا کے سامان شادی کا کرو اور سوداگر بچے کو مین لئے جاتا ہون اور سامان شادی کا کرتا ہون وہ تمہاری دختر اور یہ آج سے میرا بیٹا ہو یہ کہکر بادشاہ قریب آیا اور کہا کہ کھولدو اس سوداگر بچے کو لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ابھی قتل کا سامان تھا ابھی رہائی کا حکم ہو گیا سوداگر بچے کو توپ کے منہ سے کھولدیا بادشاہ نے جوش محبت مین سوداگر بچے کو گلے سے چمٹا لیا اور تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا اس پر لوگ اور متحیر تھے اب بادشاہ مرزا کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ بھئی تم تو ہمین قتل کرنے پر آمادہ تھے آؤ تلوار مارو مرزا نے عرض کی کہ کیا مجال غلام کی بیشک اُسوقت تک میرا یہی قصد تھا مگر اب تو مین جان نثار اور بندہ بے دام ہون بادشاہ نے فرمایا کہ دوست مین نے آج دیکھا اے مرزا نہ اُس سوداگر بچے سے بہتر نیک مرد دیکھا نہ وزیر زادی سے بہتر نیک عورت نہ تجھسے بڑھکر یار وفادار مین نے تمکو اپنی تمام فوج کا سردار کیا مرزا کے لئے اسی وقت خلعت آیا جس وقت یہ خبر سوداگر بچے کے مان باپ کو پہونچی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائین یا تو وہ بھی آمادہ مرگ بیٹھے تھے کہ اب کوئی دم مین توپ کی آواز آیا چاہتی ہو یا یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ نے تمہارے فرزند کو اپنا بیٹا کیا اور وزیر کی دختر کے ساتھ شادی ہونے والی ہو بڈھا در دولت پر حاضر ہوا اور ہزارون دعائین دینے لگا بادشاہ کو بڑی دھوم سے دونون کی شادی ہوئی اُن کو اپنی نیک نیتی کا یہ پھل ملا کہ زندگی بھر کے واسطے رنج مفارقت جاتا رہا ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوا جس طرح اُن کے دن پھرے اسی طرح کہنے سننے والون کے دن پھرین جب یہ کہانی تمام ہوئی تو ملکہ کی نیند اُڑ گئی کہا اے ضعیفہ تجھے تو غضب غضب کی کہانیان یاد ہین تجھے جو کچھ تیری مالک دیتی ہو مین اُس سے چوگنا دونگی تو میرے پاس رہا کر بڑھیا نے کہا واری مجھے عذر کیا ہو مین تو قدر دان ڈھونڈھتی ہون اب ملکہ کی یہ حالت ہو کہ کروٹین بدل رہی ہو مگر نیند نہین آتی بڑھیا نے عرض کی کہ کیا نیند نہین آتی ملکہ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بیان کیا اُس کی تصویر میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہو کہ بادشاہ ہو تو ایسا ہو اور مرد ہو تو ایسا ہو عورت نیک خصلت ہو تو ایسی ہو اور یار وفادار ہو تو ایسا ہو جیسے وہ مرزا تھے بڑھیا نے کہا کہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہو ایسی ایسی کہانیان سناؤنگی کہ یاد کیجیے گا میری

کہانی کا اثر یہی ہو کہ نیند اُڑ جاتی ہو مین نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہو کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آجاتی ہو ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہو بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہ سرمستان کی خاک ہو جو شخص رتی بھر چاٹ لے خوب نیند بھر کے سو رہے ملکہ نے کہا کہ کوہ سرمستان کہان ہو بڑھیا نے عرض کی کہ صبح کو مین بہت سی خاک منگا دون گی تھوڑی سی تو اسوقت بھی میرے پاس موجود ہو آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ مین تو بسبب پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو کھایا کرتی ہون خوش ذائقہ بھی ہو قوت دار بھی اور نیند لانے مین تو اکسیر کا حکم رکھتی ہو یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اُس مین سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسون جلیسون کو دی جس نے چاٹی اُس نے تعریف کی واقعی مین بہت شیرین اور نہایت عمدہ ہو اور دم بھر مین سب پر غنودگی چھاگئی دراصل یہ دارو بیہوشی تھی کہ سب بیہوش ہوگئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات چاک کر کے لے نکلا کہین کُتّے کی چال چلا کہین سانپ کے روش زمین پکڑے پکڑے یہانتک کہ جب دور نکل گیا تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا وہان خواجہ خضران کو بیٹھے خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا تو راس کے بُرے تھے ایسا نہو کہ ملکہ کو لیجائے اور وہان پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فرامرز اپنی جان ہی دیدے گا بس انھون نے ایک عورت کو بھیجا کہ جا کے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہان کیا ہو رہا ہو وہ عورت اُسوقت پہونچی کہ طیفور خاک کوہ سرمستان کی تعریف کر کر کے سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہین سے آئی ہو اُس نے ایسی کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اُس نے کوہ سرمستان کی خاک سب کو چٹائی ہو اور کہا ہو کہ اس سے خوب نیند آتی ہو یہ سنکے خواجہ فکر مین گئے کہ یہ کوہ سرمستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس مین کچھ فریب ہو بس اندر آگئے دروازہ منڈھی کا بند کیا اور وہان سے آپ خیمے مین ملکہ کے آے یہان عجب معرکہ دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہو ملکہ غائب ہو مسہری خالی پڑی قنات چاک ہو انھون نے پیترے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیترا ہو بس انھون نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر مین پہونچگیا تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اُسی وقت یہ قریب کے راستے سے پاے شاطری مارتے ہوے چلے اور یہ کوشش کی کہ مین کسی طرح منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤن راوی بیان کرتا ہو کہ اس وقت خضران اُس چال سے گئے ہین جس رفتار سے عمرو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن مین آئے تھے راستے مین ایک چوکی پڑتی ہو مسافر اُسی جگہ قیام کرتے ہین اور دم لیتے ہین اس چوکی پر ایک مرد با خدا رہتا ہو کہ نام اُس کا فہیم عابد ہو جو گذرتا ہو اسی طرف سے گذرتا ہو خضران بصورت مرد مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہو خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہین گیا ہو فہیم عابد نے کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہین دکھائی دیا اور نہ رات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہین بلکہ جب تک صاحب جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اُسوقت تک تو ایک بھی آتا جاتا نہ تھا اب تو اکثر لوگ آتے جاتے رہتے ہین بلکہ مین نے ساحرون ہی کے ڈر سے یہان بود و باش اپنی اختیار کی تھی خضران نے لٹیا ڈوری رکھ کے حقہ مانگا فہیم عابد نے حقہ لا کے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو مین چلم چاہے لیتا ہون فہیم عابد چقماق سے آگ نکالنے لگا اور خواجہ خضران نے چلم چاہی تنباکو مین بہت سی دارو بیہوشی ملا دی کہ پیتے ہی انٹا چت ہو جاے حقہ تیار کر کے رکھا گیا خضران نے کہا کہ رات کا وقت ہو اور ابھی مجھے دور جانا ہو حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ مین بھی پی لون فہیم عابد نے آگ کو دھونک کے دم لگایا ادھر تو منہ سے دھوان نکلا اُدھر فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ نکالکر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی بنائی اور فہیم عابد کو اُٹھا کے حجرے مین ڈال دیا قضاے کار اتفاقات روزگار طیفور بادیہ گرد پشتارہ بدوش پاے شاطری مارتا ہوا چلا آتا ہو اور دل مین خوش ہو کہ اب اسے لے کر صاحبقران پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر عہد کر چکے ہین نہایت خوش ہو اسی خوشی مین اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کرون اور کیا نکرون ذہن مین آئی کہ چلکر فہیم عابد سے پانی لینا چاہیے یہ خیال کر کے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوے ہین حقہ آگے لگا ہوا ہو عابد

نے کہا کہ حقہ پیتے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا پانی دو مین رفع حاجت کو جاؤن گا فہیم عابد بقلی نے جلدی سے ایک ٹین کے لوٹے مین پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لئے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ مین ساتھ ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھکر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ مین دیکھتا ہون تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہان خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل مین ڈال لیا اور فہیم عابد کو کوٹھری سے نکال کر پشتارے مین باندھ کے رکھدیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانہ سے فرصت کر کے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگایا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کل کی کوٹھری کر لی جو کچھ اس غریب کے حجرے مین رکھا تھا اٹھا کر نذر زنبیل کئے اور جانب لشکر روانہ ہوے ملکہ کو تو اسی طرح اس کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے مین چلے گئے جب صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا ناکہ بڑھیا کہان ہے خواصون نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہین کوہ سرمستان کی خاک کا ایسا اثر تھا کہ ہم مین سے کسی کو بھی ہوش نرہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آہی جاے گی ملکہ نے کہا اگر نہ آے گی تو مین بلوا بھیجون گی وہ پتہ تو بتا ہی گئی ہے کیا کہون مین بھی ایسی غافل سوئی کہ ہوش ہی نرہا یہان تو یہ رنگ مین کسی پر ثبوت بھی نہین ہوا کہ کیا گذر گئی لیکن اب حال طیفور کا سنئے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدہ کے موافق میرا عقد کر دیجئے فرمایا ہان اگر ملکہ رضامند ہوگی تو مجھے کچھ عذر و انکار نہوگا مین تجھسے وعدہ کر چکا ہون ملکہ کو ہوشیار کر مین پوچھ لون طیفور نے پشتارہ کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ارے یہی ملکہ ہے بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے مین کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا تھا یہ کیا ملکہ کوئی بلا ہے اُدھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ مین پایا کہا کیا اچھا خواب مین دیکھ رہا ہون واہ رے تیری قدرت کہان مین کہان یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد نے کہا کہ مین چوکی پر رہتا ہون مسافرون کی خدمت کرتا ہون فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیون پوچھتے ہین فرمایا کہ تم کیونکر یہان آگئے اس نے عرض کی کہ مین نہین جانتا کہ یہان مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ تو نے مجھے لوٹا پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے عرض کی کہ مین نے تو لوٹا وٹا کچھ نہین دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اسی منہ پر تو عمرو کی جانشینی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو تڑون پر پیاز کٹ گئی اور تجھے خبر نہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران جسوقت مین چوکی پر پہونچا ہون تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کر سکا تو مین نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا اور پشتارہ اسی کی نگہبانی مین دیدیا تھا جتنی دیر مین مین پاخانہ پھر کے آیا اتنے عرصہ مین نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران نے طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اُس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ مین کس عالم مین تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی صفت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے دھوکا دیا خیر اب جاتا ہون کان اینٹھے کہ کہین نہ چوکون گا لیکن جس وقت مین ملکہ کو لے کے آؤن اسی وقت عقد میرا کر دیجئے گا فرمایا کہ جب مین وعدہ کر چکا ہون تو مجھے عذر ہی کیا ہے تم کہین ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوے تھے یہ تمام خبر ہرکارون نے جاکر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور جھلایا ہوا پھر آتا ہے بس یہان خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ ملکہ نے نگہبان کی لوٹ مین اسے پکڑ کے زنبیل مین رکھ لیا تھا عمرو ثانی کے وقت سے یہ زنبیل مین تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اُس نے عرض کی کہ عہد شباب مین مین نے اپنی شکل دیکھی تھی اسوقت سے آئینہ ہی نصیب نہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پر عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو حبشن کو اپنی صورت سے تنفر ہوا خواجہ نے اُس کے بعد تصویر سہمان کج ابرو کی اس کو دکھائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم کچھ خوش ہوگی حبشن اس تصویر کو دیکھکر بیتاب ہوگئی کہنے لگی کہ خدا نے تو ایسی صورت بنائی نہین تم کیونکر بنا دوگے فرمایا ہم تو بنا دینگے اور اسی وقت رنگ و روغن عیاری لگا کر چوکا دانتون کا درست کرکے جب اسے بالکل ملکہ کی صورت بنالیا تو پھر آئینہ دکھایا یہ حبشن صورت اپنی دیکھکے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی ایک جوان و حسین کے ساتھ ٹھہرا دینگے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا حبشن نہایت خوش ہوئی اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ مین آکر مزاج پرسی کی خواصون کو ہٹا دیا کہ ہمین کچھ راز کی باتین کرنا ہین جب تخلیہ ہوگیا تو خواجہ نے عطر کی روئی سنگھا کر ملکہ کو تو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور حبشن کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصون کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر مین درد تھا مین نے دوا سنگھائی جس سے نیند آگئی ہے اب ہرگز بیدار نہ کرنا تم بھی جاؤ اپنے اپنے ٹھکانے سو رہو بارہ داروں نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکے مصروف آرام ہوئے خواجہ آکر اپنی منڈھی مین بیٹھ رہے یہان طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے بس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکے سرنگ لگانا شروع کر دی دم بھر مین دہن نقب کا مسہری کے نیچے لیجا کے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے پشتارہ حبشن کا باندھ کے اسی دہن نقب کے ذریعہ سے نکلا راتارات آکر لشکر مین پہونچا اپنے خیمہ ہی مین پشتارہ رکھا خیمہ کو بقیہ رات مین خوب آراستہ کیا مسہری بچھی دل مین نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا حبشن کو پشتارے سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوکر عرض کی کہ یا امیر مین ملکہ کو لے آیا فرمایا کہان ہے کہا میرے خیمہ مین ہے فرمایا چلو مین چلتا ہون ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ مین تشریف لائے یہان ہوا لگنے سے آنکھ جو اس حبشن کی کھلی تو اپنے کو عجب مقام جنت نشان مین پایا خوشبو پھولون کی چلی آتی ہے مسہری پہ ہار لپٹے ہوئے ہین پھولون کی پنکھڑیون کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل مین نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا ارشاد فرمایا اے طیفور بلا قاضی کو عقد کرلے اور اس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس میرے عیار کے ساتھ منظور ہے اس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد پڑھوا دیا قضاے کار اسی وقت اس حبشن کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتون کا منہ باہر آپڑا اب تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا ہوا دانت جو اٹھا کر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوئے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری جابجا سے چھوٹ گیا کہین سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہین روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا کہ ارے تو کون ہے یہ تو ابلق رنگ ہوگیا حبشن اٹھ کے پیٹنے کو دوڑی طیفور پیچھے ہٹا اس نے کہا یا صاحبقران آپ گواہ رہیئے گا کہ آپکے سامنے عقد ہوا ہے کس چاہ سے لایا تھا اور اب یہ مجھسے بھاگتا ہے امیر نے کہا کہ تجھکو اسی کے ساتھ نباہنا ہوگا ارے یہ تو کسے لے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکلائیے صاحبقران ہنس رہے ہین طیفور بھاگتا پھرتا ہے اور یہ حبشن پیچھے پیچھے دوڑتی پھرتی ہے آخر طیفور نے شرمندگی کے مارے پلٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہوگئی اب تو صاحبقران کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے بانہلے عیاری کا دعویٰ کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی مین خیمہ سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ درویش کا کوئی کرشمہ ہے کہ دو مرتبہ مین بڑی محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونون دفعہ ملکہ غائب ہوگئی اب اگر اس فقیر سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور بنایا ہوگا یہ کہکر طیفور تو اسی وقت وہان سے نکلکر روانہ ہوا یہان جوہر کارے خواجہ کے لگے ہوئے تھے انھون نے ساری کیفیت جاکے خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسے ہی ایسے چھوکرے ہمین دھوکا دیجائین تو ہی بات۔

چند کلمہ داستان بردوان شاہ پدر ملکہ سمان کج ابرو کے بیان کئے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان، آہون سے شب غم کی سحر کی نہین جاتی || اشکون سے قیامت بھی اٹھائی نہین جاتی

کس دل کا ہی کیا حال خبر لی نہین جاتی
لے لیتے ہین جو چیز تو پھیری نہین جاتی
ہمکو بھی ہنسا کر کبھی غیرون کو رُلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہین جاتی
رہتا ہی تصور کبھی تصویر تمھاری
بیتابی دل تم سے جو دیکھی نہین جاتی
یہ بیخبری قہر ستم ہی یہ تغافل
جو دل مین شکایت تھی وہ اب کی نہین جاتی
کیون مجھسے خفا ہو گئے کیون پھیر لین آنکھین
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہین جاتی

شرما کے چلے جاتے ہو شوخی نہین جاتی
بوسہ جو نہین دیتے تو بوسہ کی طلب پر
اُن کی بھی زبان پر ہو یہ شوخی نہین جاتی
ہر دم ہی ترا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہین جاتی
کیون چھیڑتے ہو جب یہ کہا ہنسکے وہ بولے
کچھ چاہنے والون کی خبر لی نہین جاتی
صدقے ہی شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہی طبیعت تو وہ پھیری نہین جاتی

دل دے کے جو مانگا تو نگہ پھیر کے بولے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہین جاتی
آتے ہین بل ابرو پہ نگہ ہوتی ہی ترچھی
آنکھون مین چھپی ہی جو تجلی نہین جاتی
اُٹھ جاؤ کہ سینے سے مرے ہاتھ اٹھاؤ
معشوق کی طینت مین ہی شوخی نہین جاتی
دیکھا جو انھین شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہدے مری آنکھ سے شوخی نہین جاتی
کرتے ہین حسینون سے بہت عشق کے دعوے

راوی بیان کرتا ہی کہ یہ خبر اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو بھیجی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر شاہی کی جا کے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب وہ درویش ہی کے یہان ہی صاحبقران نے اُس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اُسے بھی زیر کر کے مطیع کر لیا اور ملکہ کو لاکھ بلاتے ہین وہ نہین آتی لہذا ہم تمھین اطلاع دیتے ہین کہ وہ تمھاری دختر ہی تم جو مناسب جانو وہ اُس کے حق مین کرو اگر ملکہ رضامند نہوئی تو صاحبقران قیامت برپا کر دیتے مگر چونکہ ملکہ خود اُسی درویش کی رضامند ہی اس سے مجبوری ہی جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہو گا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اسکا پہلوان زبردست ہی کہ نام اُس کا طہماس تیغزن ہی اس نے طہماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت کو حمیت ہی تو جا کر فقیر کو سزاے معقول دے اور اپنی بہن کو اُس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کر لی ہی یہ سنکے طہماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لے کر جانب کوہ روانہ ہوا وہان درویش بالاے کوہ بیٹھے تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے مرد با خدا ملکہ سہمان تیغ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہی فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو تھوڑی ہی دیر مین دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طہماس تیغزن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہان سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت سامنے درویش کے پہونچا کہا کہ او فقیر یہ تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ جعلسازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اس کی سزاے سخت تجھکو دیجاے گی اور بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیون غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہین جاتا ہی جو کوئی اپنی خوش اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہی اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہی اگر بہن تمھاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لے جاؤ مین مانع نہین اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو بجبر ہم اُسے جانے نہ دینگے طہماس نے کہا کہ مین ضرور ملکہ سے پوچھون گا درویش نے فرامرز سے اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طہماس کو اپنے ساتھ لئے ہوے ملکہ کے خیمہ کے دروازے پر آیا طہماس سے کہا کہ آپ پکاریے اپنی بہن کو یہین سے پوچھ لیجیے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طہماس نے آواز دی ملکہ اپنے بھائی کی آواز سنکے کسیقدر خائف ہوئی جواب مین دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمھارے لینے کو تمھارے آئے ہین درویش نے ارشاد کیا ہی کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لے جاؤ لہذا اگر تمھین اپنے بھائی کا ساتھ دینا ہی تو چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ تمھین کیا منظور ہی جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان مین پہونچی دل اس کا مضبوط ہوا کہ فرامرز ساتھ ہی اب یہ مجھپر جبر نہ کرنے پاے گا بس اس نے جواب دیا کہ اے برادر عالی مقدار

میری جانب سے والد ماجد کی خدمت مین تسلیم عرض کیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہی لہذا مین تو نہ جاؤنگی اگر والد ماجد یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھسے ملنا چاہے تو یہین آکے مل لے اور مجھے جانا منظور نہین ہی مین نے دنیا داری کو ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کی یہ سنکے اُسنے اندر خیمہ کے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ برضا مند ہوتی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو خیمہ مین نہ جانے دین گے اگر آپ کو اپنے دست و بازو پر بھروسہ یا فوج پر گھمنڈ ہی تو جاکر طبل جنگ بجوا دو جس کو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو اپنے قبضہ مین کرے یہ کلمہ طہماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری ہی بہن اور مجھی کو اختیار حاصل نہین ہی اُسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہان فرامرز نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون طرف تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو دونون فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین درویش بھی تخت پر سوار ہوکر تماشہ دیکھنے کو آئے طہماس تیغزن غصہ مین بھرا ہوا میدان مین آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے اُسوقت ہزبر شیردل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین جاکر اس سے سامنا کرون فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہی یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش کے آکر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا درویش نے کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی فرامرز سلام رخصت کرکے میدان مین آیا اور طہماس تیغزن سے سامنا کیا طہماس تیغزن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا بند بند ہنے اور کھلنے لگے اُسی حالت مین فرامرز نے نیزہ طہماس کو اپنے نیزے مین لپیٹ کے جو جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا بس نیزہ نکلتے ہی دنیا نگاہون مین طہماس کے تیرہ و تار ہوگئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر بڑا فرامرز نے وار رد کرنا شروع کئے اُسی حالت مین فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب طہماس کا مرکب آتشبازی ہوگیا چرخ مارنے لگا طہماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اس کے مرکب کو بھی بیکار ڈالون لیکن فرامرز ارادہ اُس کا فاسد دیکھکر مرکب سے کود پڑا طہماس نے پھر تلوار ماری فرامرز نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون طہماس نے تلوار ہاتھ سے پھینک کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی مین فرامرز نے طہماس تیغزن کو سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہی اطاعت درویش مین طہماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندھ کے عیار کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور طہماس کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے سجدہ شکر کیا کہ اگر طہماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طہماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان روانہ ہوئی بردوان شاہ اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کرکے مع ملکہ آتا ہوگا اتنے مین لشکر کے سپاہی روتے پیٹتے پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا اُنھون نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہین کہ اُن سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہی فرزند آپ کا دن بھر کی کشتی مین زیر ہوگیا ابھی تک قتل تو نہین ہوا لیکن قید ہی یہ سنکے بردوان شاہ کو نہایت غصہ آیا بس یہ اپنے مقام سے اٹھا اور ایک مکان تنہا مین آیا یہان ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کرکے آئینہ پر نظر کی اور منہ کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے گرد کا ہوا اور ایک لکہ ابر آکے شق ہوا اُس مین سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحبین اُس کے ساتھ تھین آتے ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اسوقت مجھے تم نے کیون یاد کیا ہی بردوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو تمھاری دوستی و محبت کس دن کے کام آئیگی ایک فقیر پیدا ہوا ہی کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا بناتا پھرتا ہی نوبت باینجا رسید کہ پہلے اُس نے صاحبزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اُسی کا دم بھرنے لگین بعد اُس کے فرزند میرا اپنی بہن کے لینے کو گیا وہ نہ آئی ایسا اُس کا قلب فقیر نے پلٹ دیا اور بعد اُس کے فرزند سے میرے لڑائی ہوئی وہ بھی اسیر ہوگیا مین چاہتا ہون کہ فقیر کے ہاتھ سے میرے دختر و فرزند دونون کو رہا کردو اور اُس فقیر کو ایسی سزا دو کہ آئندہ وہ ایسی حرکات سے باز آئے

یہ سنکے سماک جادو لرز گئی اور کہا کہ اے بہر دوان شاہ تو اُس فقیر کی حقیقت سے آگاہ نہین ہی کہ یہ کون بلا ہی یہ عمرو ثالث عیار ہی اس نے فقیر بنکر بہتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مار اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہی جتنے بڑے بڑے ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر مشمش سا شخص کہ جو خداوند ساحران تھا اُس نے دریا مین پناہ لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نہ ملی عمرو نے دریا مین گھس کے اُسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لاکے مار ڈالا اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اُس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم سحر سے معلوم ہو گیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہی تم نے وہ فرمایش کی ہی اور ایسے کام کو کہا ہی کہ جس مین جان جوکھم ہی بہر دوان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو جب یہ تم جانتی ہو کہ قاتل تمہارا یہی شخص ہی اور ہمیشہ اُس کا دھوکا دینا ہی بغیر اس کے اُسے ہم پر غلبہ حاصل نہین ہو سکتا تو اُس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کر و یا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی ہو عقل کے موافق ہی لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہی مگر اب سوا اس کے چارہ کیا ہی مین بھی یہ سمجھتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہی تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون اور اُسے گرفتار کرکے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اُس کے کباب لگا کے کھاتی ہون یہ کہکر ایک تیلی ہاتھی دانت کی جھولی سے نکالی اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس پر مارے تیلی گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہی سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہون گی تیلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہی ایسے مقام پر نہین ہی کہ گرفتار نہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہی اور کیون نہین آتی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہی اور فرامرز مرید ہی درویش کا یعنے خضران کے فریب مین پھنسا ہوا ہی یہ سنکے اس نے عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ سنکے عشق جادو اور علیق جادو دونون کڑک کر اُڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے ادھر صورت اپنی ایک بہری کی ایسی بنائی اور اُڑکر جانب لشکر درویش بتلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شامی اور ملکہ سہمان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہر و دلبر ہوا ہی آنکر ہمخانہ آج
خانقاہ شیخ ہی ساقی ترا میخانہ آج
کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرا نصیب
مین دیے جاتا ہون حسن جنس کا بیعانہ آج

غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دیر مین
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
لے لیا بوسہ لپٹ کر تیغ ابرو کا منیر

آ رہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
کیا وہ بُت آیا ہی یان اے راہب بتخانہ آج
نرخ بڑھجائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین
کام آئی اپنے آخر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ سہمان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے اب اندیشہ پیدا ہو گیا ہی یا تو تم میرے بھائی کو قید سے رہا کر دو ورنہ باپ میرا ایک ایسی بلا بھیجے گا کہ ٹالنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اُسکے یہان ہی ملکہ نے کہا کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس کا سماک جادو ہی اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہی یہ وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے پھینکا مین نے اپنے ہاتھ سے اُس کو چورنگ ہوائی کیا اگر یہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پلئے گی ہان مجھے یہ خیال بیشک ہی کہ جبتک میرا تمہارا نکاح نہو جائے گا اُس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہینگی جب یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ ملکہ امانت دوسرے کی ہو گئی اُسوقت پرائے ناموس کو چھینے کا کوئی قصد نہ کرے گا ملکہ نے کہا کہ پھر پیر و مرشد سے جاکر عرض کرو اگر ایک امر ہونا ہی تو ہو جائے دیر مین قباحت ہی فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے خیمہ سے

لشکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے مین ہزبر شیر دل سے ملاقات ہوئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ آپ کہان جاتے ہین فرامرز نے راز اپنا ہزبر سے بیان کیا ہزبر شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہی اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے کا خوف ہی خصوصاً لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہان ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہی نہین معلوم کیا بھید ہی کہ اسوقت تک کوئی سردار نہین آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا جس روز اولاد صاحبقران سے کوئی بھی مقابلہ آگیا اُسی دن سوا زیر ہوکر مطیع ہوجانے کے چارہ نہوگا اور اگر عقد ہوگیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھکر ادھر رخ نہ کرین گے یہ باتین کرتے ہوے دونون خدمت مین درویش امیر شاہی کے آے اور مدعائے دلی اظہار کیا درویش سوچے کہ اس پر طیفور عیار صاحبقران بھی عاشق ہی ایک مرتبہ تو وہ سوتے ہی لیا ہوتا اور دوسری مرتبہ حبش کو ملکہ سمجھ کے لے گیا جس پر صاحبقران نے ناراض ہوکے نکالدیا یہ سب خبرین درویش کو ہرکارون نے پہونچادی تھین اس وجہ سے ان کو اور بھی تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہوچکی ہی دوسرے کو قبول نکرے گی اور اگر قبول نکرے گی تو عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کرین گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے مین جبر درست نہین یہ سوچکر اُٹھ کھڑے ہوے اور فرامرز سے کہا کہ چلو مین ابھی عقد تمھارا ملکہ کے ساتھ کردون یہ فرماکر فرامرز کے ساتھ ہو لئے فرامرز خواجہ کو لئے ہوئے ملکہ کے خیمہ مین آیا ملکہ سلام کو اُٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ بیٹھ گئی گردن جھکالی درویش نے کہا کہ عقد تمھارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہو کہ کوئی اور دعوا پیدا ہوجائے اگر تمھاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جاوے یعنے جس کے ساتھ تمھین منظور ہو اُسی کے ساتھ عقد تمھارا کردیا جاے ملکہ نے کہا کہ آپ مجھسے زیادہ نہ پوچھیے اگر مین دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیون چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین یہان عقد کے سامان تھے اور وہان سماک جادو تاک مین تھی کہ خواجہ کو منڈھی کے باہر پاؤن تو لے جاؤن جس وقت تک خواجہ منڈھی مین تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کئے ہوے نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو اسے موکلون نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بیخبر تھے اور بے اجازت کیا مجال ہی کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکلکر چلے ہین تو سماک جادو کئی مرتبہ قصد کرکے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرأت نہوئی کہ خدا جانے کیا افتاد پیش آئے آخر اس نے جان پر کھیل کے پنجہ سحر پھینکا یہان خواجہ حالت غفلت مین تھے کلیم بھی نہ اوڑھے تھے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگون نے کہا کہ لو وہ برکت جاتی ہی فرامرز پکارا کہ کہان آپ تشریف لئے جاتے ہین درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہین پریشان نہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئین گے یہ کہتے کہتے نظرون سے غائب ہوگئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جاکر زندان خانے مین گرا اور طہماس تیغزن کو لے کر روانہ ہوگیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر مین غوغا ہوا لوگ شور کرنے لگے کہ پیر و مرشد ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین ہم کس کے ہوکے رہین گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لئے ہوے اُن کو بلند ہوگئے وہان بردوان شاہ انتظار مین بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور علیق جادو اور عتیق جادو پہونچین عتیق جادو نے تو طہماس تیغزن کو سامنے بردوان شاہ کے لے جاکے ڈالدیا دیکھا بردوان شاہ نے کہ فرزند اسیر غل و زنجیر ہی اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عتیق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور اسی سے آپ کا فرزند زیر بھی ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو لیجا کے سامنے بردوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بردوان شاہ نے کہا کہ ملکہ خضران کے حلیے سے تو صورت اس کی نہین ملتی ہی پھر تم اسے خضران کیون کہتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ ہیئت بدلے ہوے ہی آپ صورت اصلی اس کی دیکھین گے بردوان شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھون گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن عاریتی اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زیرا سی آنکھین چمک رہی ہین گلچہ سے گال پھولے ہوے ہین تاگا سی گردن

نکالے تاکہ پوری ہیئت وہی پائی جو پہلے عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول مین اسقدر عمرو سے مشابہ اب کوئی نہین جسقدر خضران ہی اور اسی تھپیڑے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوے تو ملک الموت کو سر پر پایا دل مین خیال کیا کہ برے پھنسے مگر خیر اب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگرون کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا طہماس تیغزن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالون سماک جادو نے منع کیا اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو مین آگئے نکل کے کہان جاسکتے ہین چونکہ مددگاران لوگون کے زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا مین بندوبست کرتی ہون کہ یہان کوئی آنے نپائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے بہردوان شاہ مع پسر باہر آیا اور فوج کو طلب کرکے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نہ پائے وہان سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک کیل لوہے کی زمین مین گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہوگئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے نہ آسکے اور بالاے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرندتک اڑکے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیوارین باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھین اور عشق جادو اور عتیق جادو سے کہا کہ ان دونون کی حفاظت کرو آج طبیعت میری سست ہی کل صبح کو ان کے کباب لگاؤن گی اور کھاؤن گی کہ انھون نے بہت دل جلایا ہی خصوصاً اس عمرو ثالث نے کہ ہزارون ساحرون کو مارا ہی اور یہ دوسرا جو ہی چیلا اس کا یہ فربہ بہت ہی اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا بادشاہ سے کہدینا کہ کسی کبابی کو بھیجدے خضران نے ہرچند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تو بڑا مکار ہی مین تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہو چکی ہون یہ تو انتظار صبح مین بیٹھی تھی اور فرامرز حیران ہی کہ مرشد کی تو صورت ہی اور ہی اور نام بھی بنا سنا جاتا ہی یہ ماجرا کیا ہی لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہون یا مکار ہمارے تو پیر و مرشد ہین کہ انھین کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہونچے مگر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی ساقی پیارے ساقی — خم مین نہ رکھ تو کچھ بھی باقی
بات یہی ہی مانے اگر تو — سچ تو یہی ہی جانے اگر تو
جم کی یہی تھی اصل جہیتی — قلب کی جان اور جان کی پیاری
احسان تیرا احسان ہوگا — رندون کا دل شادان ہوگا

جام پلا بھر بھر کے ڈیکے — ہو وین جس سے سبکو اچنبے
کچھ بھی مزا اب مے کے نہین ہی — لطف بڑا اب اُسکے کہین ہی
لاکے پلادے گر تو نہ خست — ہوئے گا جو کچھ ہوئیگی قسمت
اب تو مری آئی ہی باری — دیکھ کسر رہجائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہی کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو ذلت حاصل ہوئی تو امیر نے یہ فرما کر نکال دیا کہ اسی منھ پر تو دعویدار بانہاے عیاری ہوتا ہی جب ایک فقیر نے دو مرتبہ تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کیا بس چلے گا اگر تو بانہاے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہی کہ سب تبرکات عمرو کے چھینو لیتا ہمارا عیار رہو کے اور ایسا غافل جا نکلجا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایان نہ کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب بانہاے عیاری بھی تجھے یون نہ ملین گے کہ مین سفارش کر کے خانہ کعبہ سے منگوا بھیجون بدیع الملک تو میری خاطر سے ضرور بھیجدین گے لیکن تو اس قابل نہین کہ اُن بانون کا حامل ہو اگر تجھے جانشینی خضران کا دعوی ہی اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہی تو جا اور خانہ کعبہ مین بلفن عیاری تبرکات اپنے بزرگون کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ مین دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ مین نے کیسی کیسی کوششین کین اور پھر ملکہ کے لانے مین کامیابی حاصل نہوئی بس یہ بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا دور و نزدیک پریشان و سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو زک دے لون تو خانہ کعبہ جاؤن کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ نہ کھائیگا

اس لیے کہ اُسے الہام ہوتا ہو جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئین گے لہذا بہتر یہ ہو کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری کرون اگر کامیابی حاصل ہو تو انھین تبرکات کے ذریعہ سے درویش کو دہوکہ دون یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سفر خانہ کعبہ چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہان کسی مقام پر نشان چشمہ وچاہ کا نپایا یہ حیران وسرگردان پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھوپڑیا پڑی ہوئی ملی اور اُس مین سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہو طیفور قریب اُس منڈھی کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوے تلاوت قرآن کے سورون کی کررہے ہین طیفور سامنے جاکے کھڑا ہو رہا کہ یہ مرد باخدا ہین کیا عجب ہو کہ ان کے باعث کچھ مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوے تو آنکھ اُٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مُسکرائے درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر مین دور جانے کو ہو وہ دور نہین ہو طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ مین کس واسطے جاتا ہون اور کہان جاتا ہون تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہون گا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور دغابازی کا ارادہ تم کو شایان نہین خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمہارا حاصل ہوگا او یہ شیشی لیتے جاؤ جس اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلادو گے وہ قید سحر سے رہا ہو جائے گا اور تم سے ایسی عیاری بن پڑے گی کہ لوگ تمھین مان جائین گے اور مین تمھین بشارت دیتا ہون کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر کسوت عیاری مین رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل و قطع منازل اُس روز شام کے وقت شہر بردوان مین پہونچا جس روز سماک جادو خضران کو اسیر کرکے لائی تھی اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل مین اس کے کباب لگا کے کھاؤن گی اور بردوان شاہ سے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجدو چنانچہ طیفور حسب اتفاق کچھ سیخین ہاتھ مین لئے ہوے اور کبابی بنے ہوے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انھون نے کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہو اور کباب بھن رہے ہین یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اُس نے کہ تم کون ہو جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہو شہر مصاحبیہ کا رہنے والا ہون برا ہوا ان خدا پرستون کا کہ انھون نے آکے مصاحب جادو کو مارا مین تباہ ہو کر یہان آیا یہ سنکے اُس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو مین اپنے بادشاہ کے یہان تمہارا بھی کچھ معین کراؤن گا روشن کبابی نے کہا کہ کہو تو تمھارے شاگرد کے شاگرد بنجائین ہمین دو پیسے پیدا کرکے پیٹ پالنا ہو اُستاد بننا منظور نہین ہو سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمہارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہو یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہو کہ اسے بیہوش کرکے کہین پھینکدون اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کرون قضائے کار ہنوز یہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اُس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمھین بادشاہ نے یاد کیا ہو اور یہ کہا ہو کہ ایک کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہو سالم کبابی نے کہا کہ لو میان روشن جلدی تمہارا نصیب جاگا چلو روشن نے جلدی سے مصالحہ اور سیخین اور چھریان اُٹھالین اور سالم کبابی کے ساتھ ہوے سالم کبابی ان کو ساتھ لیے ہوے ہمراہ پیادہ کے خدمت مین بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے نئے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہو سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہو بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد ہو یا پرانا سالم کبابی نے عرض کی کہ حضور بہت پرانا شاگرد ہو اور خوب کباب لگاتا ہو مین نے اس کو مصاحب جادو پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو کو خدا پرستون نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہان آیا مین نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہان سے طلب ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آنا یہ میرا اچھا ہوا تھا مین اسی کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تمکو آدمی کے گوشت کے کباب لگانا ہون گے سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہو روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام گوشتون سے زیادہ لذیذ ہوتا ہو اس کے کباب لگانا دشوار نہین ہین ہم تو بگلے کے کباب اور طوطے کے کباب لگاتے ہین خلکے

گوشت کڑوے ہوتے ہین اور پھر کڑواہٹ نہین رہنے پاتی مصاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہین اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
شک گذرا کہ انسان کے کباب کیسے بردوان شاہ نے کہا کہ ہماری مہمان ملکہ سماک جادو نے تمکو باغ مین طلب کیا ہی
وہان دو آدمیون کے کباب لگانا منظور ہین تم جاؤ اور اُن کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہون روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہون گی آپ ہمین بھجدین اسوقت عشق جادو موجود تھی بردوان شاہ نے ان
دونون کو عشق جادو کے سپرد کر دیا عشق جادو ان دونون کو لے کر اسی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم سحر
پڑھ کر اس نے ترنج سحر مارا کہ وہ آتش ہٹی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونون کو لئے اندر اُس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سماک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہان تو اور ہی سامان ہی یہان خضران
ایک ستون سے بندھے ہوے ہین اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شاہی کا بالکا بندھا ہوا ہی ابھی تک
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شاہی یہی خضران بنے ہوے تھے ملکہ نے ان دونون کبابیون سے
کہا کہ ان دونون کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے آئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے رب بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائین سماک جادو نے کہا کہ اوسکا تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ مین جان اپنی چھپا کے گنبد ہوا مین رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شاہی بن کر سیکڑون کو
دھوکہ دیا مصاحب جادو کو مارا بردوان شاہ کی دختر کہان اور تیرا بالکا کہان اُس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا سامری
و جمشید نے یہ فتح میرے ہی نامۂ اعمال مین لکھدی تھی ورنہ مین تو تجھسے ایسی خائف تھی کہ تجھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہین اگر مجھے چھوڑ دیجیے تو مین زندگی بھر سرتابی نکرونگا آپ کی
اطاعت سے کام رکھون گا ملکہ نے کہا کہ ایسے فقرے تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہان جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی چھرا لے کے اٹھا
خضران کا چلوؤن خون خشک ہوگیا اور اب انھین اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اُدھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرائے
کہ اگر یہ ذبح ہوگئے تو کچھ نہوا بس انھون نے کہا کہ اے ملکۂ آفاق ایک عرض ہی اُسے سن لیجیے پھر حضور کا جو حکم ہوگا اُس
بجالانے مین مطلق عذر و انکار نہوگا سماک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ مین سالم انسان
کے کباب لگاتا ہون اگر فرمائیے تو ان دونون کو اسی طرح بھوندون یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہین اور جہان سے چاہیے
تراش کے نوش کیجیے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہین اور اگر ذبح کر کے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سماک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو مین بہت کچھ انعام
دون گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کامل معلوم ہوتا ہی بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہوگئی
تو انھون نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤن سماک جادو نے کہا اسی موٹے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہون گے تو مسلم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہین تو اس کا قیمہ بنا کے ٹکیا کے کباب ہونگے یہ سنکے روشن کبابی
نے کچھ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھیے اُستاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہی کہ مین کوئلون پر مصالحہ
چھڑک دیتا ہون اب اس کا اثر تمام جسم مین پھیل جائے گا جہان سے کاٹیے گا گوشت مین مصالحہ کا اثر پائیے گا یہ کہکر انھون نے
مٹھی بھر کے داروے بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور پنکھے سے دھونکنا شروع کیا دھوان پھیلتے ہی تڑاق تڑاق چھینکین
آنا شروع ہوگئی سماک جادو اور عشق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز کے سب

بیہوش ہوئے چونکہ یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھائے ہوئے تھے اس پر کوئی اثر نہوا اب انھون نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر خضران کو ہوشیار کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ باواجان عجب وقت نازک مین آپ نے خبر لی ہی ہمارا تو خاتمہ ہی ہو چکا تھا جواب دیا کہ ہان بیٹا مین نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلائے بلا ہو اور کوئی بچانے والا نہین ہی اُس وقت مین نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے مین رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری رہائی کرنے مین دقت نہونے پائے لو یہ دو قطرے تم پی لو تا کہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہو جائے خضران نے جلدی سے منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق مین خضران کے ٹپکا دیے اُسی وقت بندش سحر دفع ہوئی خضران نے کہا کہ باواجان جلد اس لکانہ کو مار ڈالیے ایسا نہو یہ ہوشیار ہو جائے تو آپ بھی گرفتار ہو جائینگے عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نکرو یہ ہوشیار قیامت تک نہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے تو ہی عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہان خیریت سے ہین انھون نے فرمایا ہی کہ ہمین سب خبرین پہونچین کہ عیار عادل کیوان شکوہ تمسے باننہائے عیاری طلب کرتا ہی خبردار باننہائے عیاری اُس کو نہ دینا بلکہ تم اپنے پاس بھی ان تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہو جائین بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانینگے اُسی کو دینگے لہذا باننہائے عیاری میرے سپرد کرو کہ مین لے کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جاؤن اُس کے بعد تم ان جادوگرنیوں کو قتل کرنا کہ موت ان کی تمھارے ہی ہاتھ سے لکھی ہی اور مین نے اب قتل سے توبہ کی ہی چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہون جہان مچھر اور کھٹمل کا مارنا بھی جائز نہین لہذا مین اپنے ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھرونگا یہ سنکے خضران نے جلدی سے دیو جامہ زنبیل گلیم باد دھرے جال الیاسی گنبد آصفائی باصفا منڈھی داؤد کی بارگاہ دانیال کی زنبیل وغیرہ جسقدر تبرکات ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ یہ لیکر آپ چلیے اور مین بھی اب صاحبقران علیہ السلام سے اجازت لیکر بہت جلد آؤن گا کہ یہان رہ کر میرا کلیجہ پک گیا ہی عیارون نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہی یہ سنکے طیفور نے کہا خدا حافظ اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا خضران نے خنجر لے کر پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اُس کے عشق جادو اور عتیق جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونون کے وہ حصار آتش گل ہو گیا ابر کے ٹکڑے روئی ہو کر گر پڑے زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور وہ میخین سحر کی جو سماک جادو نے گاڑی تھین اکھڑ گئین قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سماک جادو و عتیق جادو و عشق جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہی تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشین تینون جادوگرنیون کی ذبح کی ہوئی پڑی ہین اور خواجہ خنجر خون آلودہ لئے ہوئے کھڑے ہین فرامرز سمجھا کہ یہ انھین نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا کہ اے فرامرز اب ہوشیار ہو جاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہی دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہی اُدھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ مار لو ان دونون کو خبردار یہ جانے نپائین فوج داخل باغ ہوئی خضران نے نیچہ عیاری کھینچا اب نہ گلیم ہی کہ اوڑھ کر غائب ہو جائین نہ زنبیل ہی کہ فرامرز کو زنبیل مین ڈال کر جان بچائین ادھر یہ لڑ رہے ہین اُدھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکار رہا ہی کہ مار لو ان دونون کو غضب کیا انھون نے سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہان کی تو یہ حالت ہی اور طیفور نے مرتے ہی ان جادوگرنیون کے جو راستہ لیا باد دھرے پاؤن مین باندھے اور اڑ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد مین پہونچ گیا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جا رہا ہی سنا ہی کہ کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھالے گئی تھی اُس نے درویش کو قتل کیا ہی یا قید رکھا ہی تمام مریدان درویش کے جانون پر کھیلے ہوئے ہین اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اتنے مین طیفور سامنے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوکر جانب شہر بردوان روانہ ہوں ورنہ بہت سے
مسلمان قتل ہو جائینگے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی
کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہاں کہاں وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان
میں ہیں خضران دراصل درویش امیر شامی بنے ہوئے تھے اب حال کھلگیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے
کیوں آیا تونے کونسا کارنمایاں کیا جو مجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہاں پہونچ کر معلوم ہو جائیگا
لے اب جلد سوار ہو جیے مجھسے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہے وہیں دریافت کر لیجیے گا یہاں کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے
اُسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوئے طیفور نے گوشۂ زین تھام لیا اور
یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد جانے صاحبقران کے اجلال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب
شہر بردوان روانہ ہوگیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت
ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکیں تھیں یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہوگئے دو چار کوس کا
تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر میں صاحبقران پہونچ گئے دیکھا امیر نے کہ چار جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ میں خضران اور
فرامرز گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں بس امیر نے میان سے تلوار کھینچی اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام صحرا لرز گیا اور کفار پر گرے
قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اُڑی ایک جانب سے اجلال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا
یہ دونوں فوجیں بھی شریک جنگ ہوئیں اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اس طرف مصروف ہوئی خضران اور
فرامرز پر سے وہ انبوہ ہر طرف ہوا خضران صفائے آتشبازی مارتے ہوئے فرامرز کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب
چل کھڑے ہوئے اتنے میں پھر گرد اُڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش جو آگے گرتے ہیں تو انھوں نے
صفوں کو توڑ دیا پروں کو شکستہ کردیا صاحبقران عالیشان مرکب کو چھیڑ کے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ
چلایا کہ مارو اس خداپرست کو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اس مقام پہ بھی آفت برپا کی ساحروں کو مارا نام
سامری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوئے ہیں قدم نہیں جمتے غازیان
اسلام لاشوں پر لاشیں گرا رہے ہیں ہر طرف صدائے بگیرو بزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے لپک
رہا ہے بارش سروں کی ہو رہی ہے دریائے خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہ امیر باتوقیر اسی دریائے
خون کو جھیلتے ہوئے قریب تخت بردوان شاہ پہونچے بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے
کلائی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا ہاتھ پر بلند کر لیا لوگ اپنے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے
جس نے تلوار اٹھائی صاحبقران نے بردوان شاہ کو بجائے سپر سامنے بڑھا دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی
فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر چھوڑ دیا غازیان اسلام نے قتل کفار سے ہاتھ
روکا امیر باتوقیر آکر بارگاہ میں بیٹھے بردوان شاہ حاضر ہوا اجلال روشن طالع اور خضران اور فرامرز سب
ایک جا جمع ہوئے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی
اُس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران اب ملکہ کو اُس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے
خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اپنی کیفیت
بیان کر خضران نے عرض کی کہ یا امیر میں آگاہ نہ تھا کہ بردوان شاہ کے یہاں ساحر بھی ہیں ورنہ ایک دم کیلیے
مندھی سے باہر نہ نکلتا میں فرامرز کا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھنے کو گیا تھا کہ پنجہ گرا اور مجھکو اٹھالے گیا سماک جادو نے
میرے کباب لگانے کا حکم دیا خدا معلوم کسطرح والد ماجد کیا بی بن کے پہونچ گئے اور سماک جادو کو مار کے مجھے رہا
کیا بدیع الملک نے آپکا مزاج پوچھا ہے میں نے خیر و عافیت کہدی تھی امیر نے فرمایا کہ جلے تعجب ہے عمرو نے

جسسے ملاقات نہین کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کامون کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری رہائی منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہان کی خبرین آپ کے عیار کے زبانی دیتان معلوم ہوئین اُنھون نے بانہائے عیاری منگائے کہ ہم جسے مناسب جانین گے اُسے دین گے مین نے تمام بانہائے عیاری بھیجدیئے امیر نے فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ مین بروقت جانے کے بانہائے عیاری تجھے دونگا اور اُس نے گلیم تو تجھ سے شرط مین جیت لی تھی اب امانتاً تمھارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار ہین بدیع الملک مین اُن سے کس طرح عذر کر سکتا تھا اُسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحق دار رسید دیکھئے وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے بادھمے یہ ہین سپید مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزین سامنے خضران کے پھیلادین اب تو خضران کے ہوش اُڑے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپ نے دو زکین مجھے ایسی دی تھین کہ کہین کا نہ رکھا تھا امیر نے مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر مین اتنی بڑی عیاری نکرتا اور آپ کو دھوکا نہ دیتا تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہین رہا تھا گستاخی معاف ہو آپسے بابت ہین کے بانہائے عیاری لیلئے اب یہ بانے حاضر ہین خضران نے کہا کہ اب یہ بانے تمھین کو مبارک ہون ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہین اس بات کا رشک نہین ہے کہ تو نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے نام اولاد عمرو مین سے روشن کرنے والے نہین ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے خضران اگر دیتے ہو تو ایک جلسہ کیا جائے اور اُس جلسے مین تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو بانے دے کر اسے اپنا قایمقام کرو خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماوین اور اسی جلسۂ دعوت مین یہ دستاربندی ہوجائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لے کر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران کی ایک مندر پر پڑی وہین باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تمھارے شہر مین بتخانے باقی ہین جلد اسے کھدوا ڈالو اُسی وقت مزدور گئے اور دم بھر مین اُس مندر کو کھود کے گرادیا اور آگے روانہ ہوئے اتنے ہی عرصہ مین بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر مین تھے سب منہدم ہوگئے پھر کوئی مندر امیر کو راستے مین ایسا نہ ملا جو منہدم نہو تا صاحبقران آکر ایوان شاہی مین متمکن ہوے بردوان شاہ نے جشن ہفت روزہ معین کیا اس جشن کی تعریف احاطہ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا اور ایوان شاہی مین تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال آیا کہ اس جلسہ مین تمام اراکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضرور ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا جائے مین اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلالون بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجین صاحبقران نے یہان سے اجلال وحشی طائع کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ ہوا اور پیام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے غازیان دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر مین خود بھی کوچ کرکے طرف شہر بردوان کے چلے یہان خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہوگیا کہ مین عیار صاحبقران ہون لہذا تم کو چاہیئے کہ بجائے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور اُن کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے عرض کی کہ مین تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہون مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور مین صاحبقران کا فرمانبردار ہون جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوگئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی مین دوڑتے دوڑتے پریشان ہوگیا اور تمام صحرائے بردوانیہ آدمیون سے مملو ہوگیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا یہان سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان برائے استقبال روانہ ہوئے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

کی آنکھیں کھلیں دل میں قائل ہوا کہ یہ لوگ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں اب جلسہ پھر سے شروع ہوا ساتویں روز تک یہ حالت رہی کہ دن عید رات شب برات تھی ساتویں روز خواجہ خضران نے طیفور سے کہا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ اور ہم بھی گائیں گے طیفور نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں آئی

مارا ہمیں پہلے تو محبت نہیں آئی
تم اٹھ نہ گئے کیوں تمہیں غیرت نہیں آئی
اندوہ الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
میرے ہی لئے زہر ہوئی گردش گردون
پہروں مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہی چل بھی
یاد اور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی رہے ہم شب وعدہ میں دم شکر

اب کہتے ہیں کیوں تجکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آ گئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے میں مے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
کہتی ہی قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہ ہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ہاں یار دکمال ان کی شکایت نہیں آئی

رنگی بھی تو غنچہ دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بوئے محبت نہیں آئی
جب اس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پہ مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں ہو آ کے
یوں پھیریں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ چلد بیٹھے جو دے کے مے دلکو تسلی
وہ حشر میں آئے ہیں قیامت نہیں آئی

طیفور ایسا ایسا گایا کہ محفل کو جھوما دیا بعد اس کے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم بھی کچھ گاؤ خضران نے عرض کی کہ بیشک آج گاؤں گا اور یہ آخری گانا ہمارا ہے جس کو سننا ہو سن لے بعد اس کے ہم کہاں اور گانا بجانا کہاں یہ کہکر خضران برابر طیفور کے آ بیٹھے طیفور نے طنبورہ کی آس دی اور خضران نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل مسلتی ہیں اسی کی شوخیوں کی چٹکیاں
بہکی بہکی باتیں جو کرتا ہے اٹھلایا ہوا
رندوں کی کیونکر ہو واعظ کے فرشتوں کو خبر
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہے پایا ہوا
گوہر نا سفتہ سے کس طرح دوں تشبیہ دل
گیسوئے پرپیچ میں جو دل ہے الجھایا ہوا
مجھسے بڑھ کر کون ہے دلدادۂ حسن و وفا
اچھی صورت کا ہوں میں بچپن سے للچایا ہوا
ناصح مشفق مجھے کس طرح لائے راہ پر
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا

موسم گل جوش پر ہے ان دنوں آیا ہوا
یہ جو بیٹھا ہے مرے پہلو میں شرمایا ہوا
ایک دن اس شوخ نے دیدی کہیں مجھے مثال
میکدے پر ابر ہے چاروں طرف چھایا ہوا
ہو رہا ہے باعث شادابی گلزار خلد
سو جگہ تیری نظر سے جب ہے برمایا ہوا
نعمت اپنے درد الفت کی مجھے کرتے نصیب
تم سے زائد کس کو انداز ستم بھایا ہوا
میرے استقلال دل کی اور ہمت بڑھ گئی
جب سمجھتا ہے نہیں میں اس کا سمجھایا ہوا

پھر بھی میرا غنچہ خاطر ہے مرجھایا ہوا
میں اسی کے نشۂ الفت میں ہوں ۔۔۔۔
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا
میرے دل میں آتے ہی جوبن گیا ہے اضطراب
ایک لہرا میری چشم تر کا برسایا ہوا
اس کے عقدوں کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
غم تو ہے مجھ خستہ جان کا پہلے سے کھایا ہوا
غیر ممکن ہے حسینوں پر نہ اٹھ جائے نظر
دیکھکر گم کردہ دل دشمن کو پچھتایا ہوا
وہ قد شمشاد جو تھا غیرت سرو چمن

خضران ایسے ایسے گائے کہ سماں بندھ گیا در و دیوار سے سروں کی آواز نکلتی تھی جو شعر تھا ایک مرقع خیالی تھا کہ دل سے بھولتا نہ تھا جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو صف سرداران اور عیار باقی رہ گئے لیکن بادشاہ اسلام تشریف فرما تھے صاحبقران بھی بیٹھے تھے بادشاہ نے خضران کو حکم دیا کہ طیفور کو کرسی طلا پر بٹھاؤ۔ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میری رائے میں یہ رسم جانشینی بارگاہ سلیمانی میں تمہ کے ادا ہو تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو آپ کی رائے اب تمام جلسہ وہاں سے اٹھ کے بارگاہ سلیمانی میں آیا سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے اور عیار دست بستہ زیر منبر کھڑے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران جب اپنی جگہ تم طیفور کو بٹھاؤ گے تو تم کہاں بیٹھو گے خضران نے عرض کی کہ اب تو مجھے آزادی عنایت فرمائیے میں خانہ کعبہ چلا جاؤں فرمایا صاحبقران نے کہ بعد مرحلہ طلسم زلزلہ کے چلے جانا ابھی میں اجازت نہ دوں گا اس وقت بادشاہ اسلام نے خضران کے لئے اپنی پشت پر جگہ دی اور مرد جنبانی کا کام خواجہ کے سپرد کیا خواجہ نے طیفور کے سر پر عمر واول کی کلاہ پہنائی اور اس کے بعد دیو جامہ پہنایا گلیم کرسے

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پائون مین پادھرے منہ مین سپید مہرہ دے کر ایک ہاتھ مین جال الیاسی
دوش پر کمند آصفلے با صفا دوسرے ہاتھ مین ہتھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کر کے کرسی طلا پر
بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی انھین نذر دکھاؤن اسلیئے کہ انھون نے بہت بڑا کام
کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہی فن مین سبھی ترقی چاہتے ہین لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی
ہو جاتے ہین تم ان کے بزرگ ہوے ہان اور عیارون سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے آگے
نذر دی بعد اُس کے برق ثالث اور سعید ثالث اور سنجر ثالث اور گلباد ثالث اور کلباد ثالث جسقدر
نامی عیار تھے پہلے نذرین دے گئے آخر مین اور عیار بھی نذرین گذراننے لگے لوگون نے مبارکباد دی اور پھر سے جشن
شروع ہوا یہ جشن عیارون کی جانب سے تھا انواع واقسام کے تماشے گلی گلی ہو رہے تھے اور بارگاہ حشامی مین
صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
دربند صاحبیہ مین ہمارے تمھارے شرکت تھی اور دربند مصاحبیہ کو تمھین نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر
حاکم مرحلہ کو مارنے سے مین فاتح دربند ہو گیا تو تمام ساحرون کو ہمین لوگ قتل کرتے ہین کم ایسے ساحر ہون گے جو آپ کے
ہاتھ سے قتل ہوئے ہون اور بہت ایسے ہون گے جن کو ہم نے مارا ہی پھر وہ سب سلطنتین عنایت کیجئے تو مین عنایت
ہی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ مین جو کام تم سے ہو گا وہ ہمارا ہی لڑتی فوج ہی اور نام بادشاہ کا ہوتا ہی اور
جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کرو گے وہ تمھارا سمجھا جائے گا لہذا ان مرحلون پر حاکم مقرر کرنے کا تمکو اختیار دیا جاتا ہی خضران
نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہی کہ مین وہان کا حاکم مقرر کرون تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم
مقرر فرمایئے کہ یہ اولاد رستم مین سے ہی اور پہلوان زبردست ہی فرمایا کہ مین ابھی لکھے دیتا ہون اس گفتگو کے
وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے شقہ لکھکر خضران کو دیدیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اُس کو اپنی
سلطنت مین ہر طرح کا اختیار ہی خضران نے اُس شقہ کو لیا اور خیمہ فرامرز مین آئے شقہ فرامرز کے ہاتھ مین دیا جسوقت
فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل کھٹکا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہی آپ نے دی ہی مین
کسی کو نہین جانتا مگر ایسا نہو کہ اس عنایت صاحبقران سے بے موقع دبنا پڑے خضران نے کہا کہ اتنا دباؤ ان کا ہمکو
بھی ہی جتنا مالک کا ملازم پر ہوتا ہی فرامرز نے عرض کی کہ اُن سے کون انکار کر سکتا ہی اور جو انکار کرے وہ نمکحرام ہی مجھے
یہ خیال ہوتا ہی کہ یہ تالیف قلب آخر مین زخم دل نہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا نہو
کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کرین خضران نے کہا کہ وہ مالک ہین اب میرا دخل کچھ نہین اسوقت
تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمھارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب مین ایسا نہین کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور
سمجھ سکتے ہین کہ یہ عزت کا معاملہ ہی اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہین خضران نے کہا کہ یہ سچ ہی مگر اے
فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑ کے سر بر ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہی میری کہ قصد مقابلہ بھی کرون
گو مین نے مقابلہ نہین کیا لیکن اُن کے افسانے سن چکا ہون عالم مین کون اُن سے مقابلہ کر سکتا ہی لیکن یہ سمجھ
لیجئے کہ غریب کا غصہ اُس کی جان پر یہ سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہی دیکھیے
ہوتا کیا ہی لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہی کہ صاحبقران سے سفارش کرون لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہی کہ ان ہیرون سے
امید رکھنا بیکار ہی اُن کے عیار سے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی اس وقت جا مہیار اُس کا بڑھا ہوا ہی اور
یہ بھی ہو چکا ہی کہ صاحبقران اُس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہین لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے
مضبوط ہی کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہی یقین تو ہی کہ نہ پھرے گی بیان کی تو یہ حالت ہی ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر
صاحبقران سے علیحدہ ہی اور فوج بھی الگ ہی جو لوگ مرید ہین وہ اسی طرح مرید ہین گو کہ اُن پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہے کہ دراصل یہ درویش نہین بلکہ عیار ہین لیکن اُن لوگون کو یہ خیال ہے کہ ہم تو کمال کے مرید ہین درویش مین ہو یا
غیر درویش ہین لیکن اب حال ظیفور کا سُنیئے کہ یہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ سب شرف
تو حضور کی بدولت حاصل ہو چکے کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ سمان گنج ابرو دل سے دور نہوا قلب کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ مین اپنے وعدے کو بھولا نہین
ہون بس اُسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جاکر بردوان شاہ سے کہدو کہ عیار میرا جس کو مین اپنا بھائی سمجھتا
ہون تمھاری دختر پر عاشق ہے لہذا میری خوشی یہ ہے کہ تم عقد اُس کا اس کے ساتھ کردو جس وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لئے ہوے بردوان شاہ کی بارگاہ مین پہونچے اور بردوان شاہ سے بیان کیا تو
اُس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہین ہے وہ خود عاقلہ بالغہ ہے مین جبر نہین کرسکتا حضور کو اختیار ہے مجھے
یقین ہے کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے یا نہ آئے لہذا مین اس کو خضران کے لشکر مین بھیجے دیتا ہون
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہے تو انھین کو کہ وہ ہادی و رہبر اُس کے ہو چکے ہین علاوہ اس کے خضران کے بیان کا
آپ کو یقین ہوگا ورنہ خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالین یہ جواب تو بردوان شاہ نے صاحبقران کو دیا اور
اُسی وقت ملکہ کو سوار کرکے خضران کے لشکر مین بھجوا دیا کیونکہ بردوان شاہ کہہ چکا تھا کہ اب یہ مقدمہ نازک
ہو گیا ہے مین اپنی جان کیون عذاب مین ڈالون ملکہ فرامرز کی عاشق ہے فرامرز اولاد رستم سے ہے اور پہلوان
زبردست ہے یہ پھر بھی عیار کہلائے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہے اس نے تو اپنی جان
چھڑائی اور وہان ملکہ جو لشکر خضران مین پہونچی اور خضران کو معلوم ہوا انھون نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ برپا کرا کے ملکہ کو اُتروایا اور فرمایا کہ اے ملکہ تمھین تمھارے باپ نے بھیجا ہے یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ مین مصیبت مین مبتلا ہون کیا عرض کرون صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا یہ بات صاحبقران
کی میرے باپ کو بھی ناگوار گذری میرے لیے امیر کو جواب صاف دیا تو خلاف ادب سمجھا گیا اُنھون نے یہ جواب
دیدیا ہے کہ ملکہ کا اختیار خضران کو ہے مجھے نہین ہے اور مجھکو سوار کرکے یہان بھیجدیا ہے اب آپ جو میرے حق مین
بہتر جانین وہ کرین یہ کہکر رونے لگی خضران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہین اُسوقت تک ایک
پردہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے اب ظاہر بظاہر مین سرتابی نہین کرسکتا ہون اگرچہ واللہ ہے
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف ہے لیکن مین اُن سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہون دو مرتبہ عیار اُن کا تم کو
لے گیا ہوتا اگر مین نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اُس نے تبرکات بھی بزرگون کے عیاری کرکے مجھسے لے لئے اب مین
بوڑھا ہوا عقل اُس کی جوان ہے مین نے بھی غنیمت جان کے جان بچائی چند دن مین مین تو جانب خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
کچھ روز یہ بھی اسباب عیاری سے کام لے لین ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح ہم سے انھون نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی آئے گا جو ان سے لے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہو گئے اگر امیر سے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اُٹھانا پڑے گی جو لوگ ابھی تک جھکے ہوئے ہین وہ سر کھینچین گے لیکن تم کیون
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ مین سب کو آزاد کیا ہے اگر تم کو منظور نہین ہے انکار کرو ملکہ نے کہا کہ خیر پھر جو کچھ ہمارے
دل مین ہے کرین گے دیکھ ہی لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے خضران وہان سے فرامرز کے خیمہ مین آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جاکے ملکہ سے مل آؤ وہ بلا رہی ہے فرامرز وہان سے ملکہ کے خیمہ مین آیا ملکہ کو روتے ہوے پایا اس کا بھی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہے ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہین ہے اس لئے کہ مخالفت صاحبقران
کا انجام بُرا ہے اور موافقت صاحبقران دشمن عزت و وفا ہے نہ اب وہ موقع ہے کہ مثل سابق کے تمھارے ساتھ
نکل چلین نہ کسی بہانے سے ٹال سکتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان

سوز دہ فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ؎ بھلی ہو موت محبت میں یہ شک ہے یارب | یہ امر اگر شدنی ہو تو ہو ہمارے بعد

لیکن وہاں کی حالت سنیئے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بردوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور سے کہدیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر میں چاہتا ہوں آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کر کے تیسرے چوتھے دن یہاں سے کوچ کردوں کہ دیر ہوا اسقدر صاحبقران کو اعتماد و بھروسہ تھا بردوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب بردوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اے قران کچھ قباحت نہیں ہے خضران کیا مجھسے انکار کرے گا جاؤ ابھی خضران سے کہدینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی جائے تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمہارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اگر شادیاں ایسی ہوئی ہیں کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے بادشاہزادیاں کیا شاہزادیاں نہیں ہیں جو عیاروں کو منسوب ہوئی ہیں ملکہ جادو فرمانروائے شہر عظلیا یا برق جادو بھانجی دامہ جادو کی کہ دونوں عمرو اول کو منسوب ہوئیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیاں ہوئی ہیں لہذا تم کو چاہیئے کہ ملکہ کو رضامند کر کے بھیجدو قران ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو یہ پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا پیام آیا ہے اتنے میں قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیوں آئے ہو مطلب تمہارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے متشوش ہوئے سوا اس کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا کہ میں حکم کے خلاف تھوڑی کر سکتا ہوں لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے نہ جائے گی کوئی عزت تو اُس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران میں آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے میں آپ چلوں گا یہ فرماکر صاحبقران سوار ہوئے اور صرف طیفور ساتھ ہو لیا اور جانب خیمہ ملکہ سیمان گنج امیر روانہ ہوئے وہاں خواجہ نے جلدی سے جاکر ملکہ کو امیر کے ارادہ سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہو روبروئے صاحبقران کہہ اپنا گو میرا اختیار نہیں لیکن مجھے بھی گوارا نہیں کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھکر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھکے کہا کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اے ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بھیجدو اب عزت فرامرز کی تمہارے ہاتھ ہے ملکہ نے عرض کی کہ عزت پر سے جان قربان ہے جس کے ہو گئے اُسی کے ہو گئے کہیں بار بار زبان بدلی جاتی ہے اور فرض کریم زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطمئن رہیں صرف اتنا کہلا بھیجئے کہ ملکہ آپ کی فرمائش سے شاید چلی آئے میری خوشی تو اُس نے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہیں خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی تھی یہ فرماکر خضران تو پھر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر تم ہمیں دیکھ لو ہم تمہیں دیکھ لیں اس کے بعد خدا جانے زمانہ کیا دکھائے اُدھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی کر کے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اُس کمرے میں تھی جا بجا پردہ پڑا تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آکر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہے اُس وقت دونوں عاشق و معشوق ایکدوسرے کو دیکھ رہے تھے جس وقت خبر آمد صاحبقران پہونچی تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو میں امیر کو سلام کروں شاید صاحبقران کو میرے حال پر کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اُٹھا اور دوسرے دروازے سے آگے امیر با توقیر کو مجرا کیا دیکھا امیر نے کہ منہ فرامرز کا اُترا ہوا ہے ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں آنکھیں روئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں صاحبقران سے اس کی صورت غمگین دیکھی نہ گئی گردن جھکالی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ اسے ملے گی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے یہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

بچپن کا ساتھی ہی کیا کیا وفاداریاں اُس نے تمہارے ساتھ کی ہیں ہمدردی اُسی کی زیبا ہی اور یہ وہ شخص ہی کہ سوا مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہیں ہی بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمہارے لینے کو آئے ہیں اور سواری بھی ساتھ ہیں ہی لے سوار ہوا ور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پہ اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہاں سے زبان لاؤں اور عذر مجھے کیا ہو سکتا ہی جب آپ کی کنیز ہوں تو آپ مالک ہیں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں اگر چار بھی ہو تو سر کاج ہی صاحبقران نے فرمایا کہ سکھپال لے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریاں پاے سکھپال کے پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو چلیں خود ملکہ محبوب سیمتن بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی ادھر تو سکھپال لا کے لگا یا گیا ادھر ملکہ محبوب سیمتن نے آواز دی کہ کیوں بہن آتی ہو یا میں ہی آؤں اور تمھیں گود میں اٹھاؤں ملکہ نے کہا کہ بس تمہارا اتنا تکلیف اٹھانا بھی بہت ہی کہ اب تم صاحبقران کی بی بی بنی ہوا ور میں ایک عیار کے قابل سمجھی گئی ہوں اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جاجت ہوگی یا پابجولن یہ ہوگی میں اپنے نفس کی آپ مختار ہوں لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہاں جاتے ہیں خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا یہ کہتے ہوے دریا کی طرف بڑھی یہ دیکھکر محبوب سیمتن نے کہا کہ یا امیر دوڑیئے ورنہ پھر ملکہ کو نہ پایئے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہی تو بھاگ کے کہاں جائے گی اسوقت جبر اچھا نہیں جو خواہشمند ہی وہ ڈھونڈھ کے لے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہی تو جانے دو بس یہ سنکے ملکہ بیتاب ہوکے سکھپال سے باہر نکل آئی اور ہائے میری بہن کہکے چلائی خضران دوڑ پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہی صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اُس طرف آ گئے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی نکل آئے سنبھلنے نہ پائے تھے ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آئے ہمیں اپنی عصمت و عزت جان سے زیادہ عزیز ہی یہ کہکر دریا میں پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحوں کو جلد نکالو اس کو ڈوبنے نپائے طیفور تو ملاحوں کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہی لو ہم آتے ہیں ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت میں اپنی حسن و جوانی کو خاک میں ملایا تو ہم تمہارا ساتھ دینے کو موجود ہیں یہ کہتے ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا میں کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھائے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لئے اور چاہا کہ تیر کے نکال لے چلوں لیکن چاروں طرف سے موجیں آ پڑیں اور پانی میں ناندپڑی دونوں اس طرح پانی میں بیٹھے کہ پھر نہ ابھرے خضران کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے خضران تم کو تو اسقدر رنج ہوا جیسے ان دونوں میں تمہارا خون شامل تھا خضران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ میں تمہارے خاندان کی پیروی سے خوب آگاہ ہوں مجھے تمہارے بزرگوں کی پیرویاں خوب یاد ہیں اگر میں یہ کہتا کہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو تم بھی سمجھتے کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہی اب آنکھوں سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیوں نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا خیر تحقیق ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھنا چاہیئے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کردے تو اُسوقت انسان مرنا بہتر جانے گا مگر اس امر کو بخوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتوں پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا کہ اے خضران اگر یہ دونوں زندہ ہاتھ آ گئے تو بخدا میں اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دونگا بلکہ ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کردونگا خضران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اُس کو تمہاری خاطر منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کردے گا ورنہ اب تک تو دونوں لقمۂ دہان نہنگ ہوگئے ہوں گے یا مچھلیوں نے گوشت اُن کا تقسیم کرلیا ہوگا شاید ہڈیاں تہ دریا پر ملجائیں تو ملجائیں یہ خبر بہ دوان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نکی بہدوان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

سیہ پوش ہوا ادھر خضران نے سیہ پوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر میں ایسا جانتا تو
طیفور سے ہرگز اقرار نکرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیفور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی
پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہے تین روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے
بر پا رہا اب امیر نے خضران سے فرمایا کہ جہازون کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین مین جانے کا قصد رکھتے ہین
خضران نے کہا کہ بہتر تو یہ ہی کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجئے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اے خضران جو مین کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تمکو جانے دونگا ابھی ہرگز نہین خضران
نے کہا کہ خیر آپ مالک ہین بغیر آپ کی اجازت کے مین جا نہین سکتا لیکن اب اس قسم کے کام اپنے عیارون سے لیجئے جو
جس کا منصب ہی وہ اُس کام کو انجام دے مین تو اب کوتوال معزول کی طرح ہون جو کچھ کہنا ہو وہ طیفور سے کہیئے
اُسوقت بردوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر مرحلے پر فتحیاب کیا اب
شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہیئے وہان جانے سے کچھ حاصل نہین ہی اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہی
دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین مین پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان ہوجیئے گا یہ تمام ملک عجائبات و نیرنجات سے مملو
ہی حکیم اسرار الحکمت نے ایک ایک درہ مین یہان کے طلسم باندھا ہی ادنی سا امر یہ ہی کہ اگر آپ تمام مرحلون کو طے کر کے
پہونچ بھی گئے تو وہان کے عورت مرد اسقدر حسین ہین کہ جس قدر لوگ آپ کے ہمراہ ہین سب عالم بیخودی مین آجائینگے
جو جس عورت پر عاشق ہوجائے گا وہ اُسی کا ہو کے رہ جائے گا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتین اس قابل
نہین ہین کہ اُن کو آپ کہین لے جاسکین فرمایا کیا سبب کہا اسے مین نہین جانتا لیکن اتنا معلوم ہی کہ نہ وہان کے مرد
کہین جاسکتے ہین نہ وہان کی عورتین جاسکتی ہین وہان کی عورتین وہین کے مردون کے قابل اور مرد وہان کے وہین
کی عورتون کے لائق ہین اور کہین نہ مرد جاسکتے ہین نہ عورتین اور جن لوگون کو اُن سے دلبستگی ہوگی وہ بھی ساتھ
آپ کا چھوڑ کر وہین کے ہو رہینگے فرمایا مجھے کچھ پروا نہین مین تنہا جاؤنگا بردوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن
بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانیئے تو اس بارہ مین خواجہ زادون کی صلاح بھی لے لیجئے صاحبقران
نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اُسوقت بدرہ ہی اشرفیون کی اور کشتیان خلعت کی منگوا کے رکھی گئین اور خواجہ زادے
طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادون کو پہونچا یہ اُسی وقت درباری لباس زیب جسم کر کے حاضر ہوئے
بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ
شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہی یہ سنکر خواجہ زادون نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز
زمین لیپ کے کچھ اسماء متبرکہ زبان پر جاری کئے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتون ستارے نظر مین رکھکر احکام
استخراج کئے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صعب معلوم ہوتا ہی مناسب تو یہ ہی کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ
کی طرف تشریف لے جایئے اور اگر اس کے خلاف کیجئے گا تو زحمت اٹھایئے گا ثمرہ نیک نہ پایئے گا لشکر پر ضرور تباہی
آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادون کو تو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب روز سعد و
تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلیئے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتون سے
خواجہ زادون کی ڈر گئے قسم بہ ایمان خود کہ مین ضرور شہر حسن آگین مین جاؤنگا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہین
اگر شہر حسن آگین مین اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا عادل کیوان شکوہ بنایا ایک موٹی سی مثل ہی کہ اگر رنگریز ایسا ہی
ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اگر مین اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤنگا
تو اس راستے کو خس و خاشاک سے کون پاک کرے گا بادشاہ اسلام نے جو یہ سُنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور
تھا تو آپنے زائچہ کیون دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادون کے کہے پہ چلا کئے ہین ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

ہمین فرمایا کہ اگر صبح کبھی ہو تو مین اس ارادہ سے باز نہ رہون گا مین ایسی باتون سے وسوسہ دل مین نہین لاتا جو منظور خدا ہو وہ
ہوگا صاحبقران کے تیور دیکھکر سب خاموش ہوگئے اور طیفور تلاش مین جہازون اور کشتیون کے روانہ ہوا وہان
حسین سبز قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار لشکر حریف کو جہازون پر جگہ نہ دینا جہاز رانون نے جہازون کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور مین پھر آیا کہین جہاز کا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جائے فرمایا کہ جہاز تیار کئے جائین طیفور اُسی وقت روانہ ہوا نجارون کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کرا کے لکڑیان کاٹین اور جمع کین نجارون نے جہاز بنانا شروع کئے مہینے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ مین چند جہاز اور چند کشتیان بن کے تیار ہوئین اور دریا مین ڈالی گئین صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا مین ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اُس پار جائین گے بردوان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازون کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریائے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازون کا دشوار ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا مین ضرور جاؤن گا بردوان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لئے کمربستہ ہوئے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہونے پائے تھے کہ سرکارون نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیان
اور جہاز کیا ہوگئے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اُس پار پہونچون گا مین
اپنے ارادہ سے باز نہ آؤن گا یہ فرما کر امیر نے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہین گے بس
یہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نفرمائین یہ تو معلوم ہولے کہ یہ جہاز کیا ہوئے اور
کون جہازون کو لے گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت مین تمھین دیتا ہون اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ مین
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا مین ڈالدون گا یا تو اُس پار پہونچ گیا یا غرق ہو کر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجیے اور سردارون نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلدی جلدی کشتیان تیار کرائین اور دو کشتیان دریا مین ڈلوادین
اور ایک چھولداری کنارے دریا کے برپا کرکے آپ نگران ہوا جب دو پہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیون کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہوگیا بعد
اُس کے دوسری کشتی کو بھی دُم مار کے غرق کر دیا اور تہ مین پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اُس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ آج کچھ تیر انداز عنایت ہون وہ نگرانی کرتے رہین مین ایک کشتی اور تیار کرا کے دریا مین
ڈلواتا ہون جس وقت نہنگ نمودار ہو اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اُسی وقت تیرباران
کیا جائے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازون سے ساحل پر معین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بنا کے دریا مین ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوئے تیرون کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے
تاک لگائی جب دو پہر رات گذری تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر اُبھر کر کشتی کی طرف چلا یہان سے ناوک
اندازون نے تیر سر کئے جتنے ناوک قریب اُس نہنگ کے گئے وہ جل کے خاک ہوگئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہنگ کشتی کو تباہ کرکے پھر تہ مین چلا گیا یہان صبح کو قبیل بن مقبول بن سہیل
وفادار نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو مین آپ کشتی پر سوار ہو کے جاؤن گا یا تو مین نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ عہد کے خلاف ہی آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہین اس عرصہ مین اگر مین راستہ صاف نہ کر دون تو پھر حضور کو اختیار ہی اور قبل اس کے مین آپ کو جانے نہ دون گا صاحبقران خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجارون سے کہا کہ جسطرح ہو سکے آج شام تک ایک ڈونگیا اور تیار کرو نجارون نے ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ بتر لوہے کے جڑ کے اُسے مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا مین ڈلوا دی اور آپ اُس ڈونگی مین بیٹھ کر دور مین لگا کر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپکا عیار خود ناؤ پر سوار ہو کے برائے گرفتاری نہنگ گیا ہی سنتے امیر با توقیر بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہین بسر کرین گے اگر عیار میرا غرق ہوا تو قسم ہی اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا مین کود کر اُس نہنگ حرامزادے کو مارون گا یہ فرما کر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف لائے فراشون نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آگئے کہ اگر امیر دریا مین کود پڑے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دین گے طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے مین محو تھا اس کا دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے باخبر ہوتا لیکن امیر نے خود آواز دی کہ اے طیفور بادیہ گرد کیون نہ ہو تو کس شیرون کا بیٹا ہی واللہ ہی کہ اگر تجھپر کوئی آفت آئی تو مین بھی آمادہ بیٹھا ہون ساتھ ہی دریا مین پھاند دون گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہی تو آج نہنگ کو بغیر گرفتار کئے مین کب چھوڑتا ہون جب وقت معینہ آیا تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر اُبھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن نہنگ کی جال کے حلقہ مین پھنسی نہنگ نے اُف کی کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا نہنگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاؤن جتنا نہنگ تڑپا حلقے اور پیوست ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال بڑھنا شروع ہوا طیفور کشتی کو اپنی کنارے پر لے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ مین دیدیا کہ اب آپ جانیے مین نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجیے صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر نہنگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر مین نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نہنگ کو لئے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا پانی کا نہنگ پر مارا نہنگ تڑپ کے ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہی اس نے سحر کرنے کا قصد کیا لیکن بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے اسے سحر یاد نہ آیا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اُس نے عرض کی کہ نام میرا نہنگ جادو ہی مین ملازم ہون مواج دریا بار جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہون آج مین گرفتار ہوا کل دوسرا نہنگ پیدا ہوگا وہ جہازون اور کشتیون کو غرق کرنے لگے گا تا وقتیکہ مواج جادو گرفتار نہوگا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہی اس لئے کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہی جہان جانے کا راستہ ہی نہین نہ مواج جادو کبھی پانی پر اُبھرتا ہی کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا مین ڈالو طیفور نے نہنگ جادو کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور جانب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہو کے چلا کنارے دریا کے صاحبقران عالیشان مع فوج دریا موج موجود تھے دو پہر رات گئی اُسی طرح دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور ایک نہنگ پیدا ہوا اور کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی کو اُلٹ دون طیفور نے حلقہ کمند آصفائے باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لاکے کشتی سے اُترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونون کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دیوان ان کا سمجھا جائے گا یہ فرما کر خوابگاہ مین تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے طیفور سے کہا کہ دونون کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤسی پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونون ساحرونکو

زنبیل سے نکالا اور پہرہ عیارون کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائین پہلا ساحر تو ہیئت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل نہنگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اُڑ گیا اور نہنگ انسان
ہو گیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہان ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اُس وقت
نہنگ جادو واول نے کہا کہ اے برادر خوف نکرو جو سچ سچ ہو بیان کرو پہلے تو ہمین گرفتار ہو کر آئے ہین تم تو ہمارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ مین ملازم مواج جادو کا ہون فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اُس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہین کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے اُدھر جائے تو اُسے غرق کر دین صدہا کشتیان ہمنے
غرق کر دین آج نہین معلوم کیونکر گرفتار ہو گئے ہمین خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہی لیکن ہم دو بھائیون کے گرفتار ہونے
سے انتظام مین خلل نہین پڑ سکتا ہی چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہی اگر آپ ایک روز گرفتار کرین گے تو بھی
برسون گذر جائین گے اُسوقت نہنگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہین
اب مناسب یہ ہی کہ ہم دونون مین سے ایک کو رہا کر دیجیے اور جو کچھ مواج جادو سے کہلا بھیجنا ہو کہلا بھیجے جبتک
مواج جادو راہ راست پر نہ آئے گا اُسوقت تک آپ دریا عبور کر کے اس پار سے اُس پار نہین جا سکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی تم دونون مین سے جسے کہو رہا کر دون نہنگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے مجھے اسیر رہنے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مواج جادو سے کہدینا کہ یا تو ہمین اُس پار جانے دے تعرض نکرے یا بر سر مقابلہ آئے کیا دریا مین چھپا بیٹھا ہی خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے پیامی بن کے روانہ ہوا جاتے ہی دریا مین کود پڑا اور غائب ہو گیا یہان صاحبقران تو انتظار مین
بیٹھے ہین نہنگ جادو طیفور کی قید سخت مین ہی کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مواج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہو کے صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اُس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہین یا تو ہمے جانے دے تعرض نکرے یا بر سر مقابلہ آئے اس کی بات پر مواج جادو
کو شبہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہی ایسا نہو کہ اگر مین امیر سے صلح نکرون تو یہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مواج جادو نے اُسیوقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہان
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے نہنگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ خرچنگ جادو تو واپس نہین آیا نہنگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہو گا یا مار ڈالا گیا
ہو گا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار آدمی نہین ہی فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے نہنگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مواج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہین اب آپ اگر تنہا مجھے جانے بھی دین
تو مین نجاؤن اس لئے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہو گیا ہی کہ ایسا نہو مواج جادو
مجھسے بھی یہ بدی پیش آئے ہان اتنا مین کر سکتا ہون کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دین تو جس شخص کو ارشاد کیجیے مین مواج جادو
تک پہونچا دون امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہی جو راستے بھر اسکو چھوڑے اور یہ چھوڑا کے بھاگ جانا چاہے تو جانے دے
اور وہان پہونچ کے مواج جادو سے جواب پیام لائے یا مواج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنکے خضران نے اپنی
کرسی سے اُٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہین ہی فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مواج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر مین نہنگ جادو کے سرا
کمند آصفا لئے باصفا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ مین لئے ہوئے کنارے دریا کے آیا نہنگ جادو دریا مین کود اساتھ
ہی طیفور بھی دریا مین پھاند پڑا نہنگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اُسی کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کئی مقام پر نہنگ نے دم ماری کہ یہ کہان کا عذاب ساتھ لگا ہوا ہی اسے لیجانا اچھا نہین

لیکن یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی آخر چار و ناچار نہنگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ مین سر کمند کا ہی اور دوسرے ہاتھ سے دوربین لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہی عجب عجب طرح کے جانور پانی مین نظر آئے یہانتک کہ جاتے جاتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زنگاری معلوم ہوئے نہنگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انھین بادلون کے سایہ سے گذرتا ہوا ایک مکان مین پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہی نہ پانی ہی بلکہ راہ دریا سے آئے ہین اور لباس تک تر نہین ہی اندر اُس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی مگر جوگی وضع ہی فقیرانہ تکلفات سے لباس اُس کا مزین ہی اور گرد و پیش ارا کین دولت جمع ہین نہنگ جادو نے چپکے سے کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسّی میری کمر سے کھول لیجیے طیفور نے سر کمند کا کھول لیا نہنگ جادو نے طیفور کو سامنے مولاج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ یہ وہ شخص ہی جس نے آپ کے دو ملازمون کو پکڑ لیا تھا اب آپ کو اختیار ہی یہانتک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ کہکے نہنگ جادو علیحدہ ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے مولاج جادو نے نہنگ جادو سے کہا کہ تو نے اس کو اسیر کیون نہ رکھا نہنگ جادو نے کہا کہ مین نے تو آپ کے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسیر کرنا میرے اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو مین اپنی جان بچا کے اور اُسے لے کے آیا مولاج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو کہان گیا ہی ساحرون نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہین کھڑے رہے مگر کسیکو پتہ نہ ملا نہ طیفور نے زیادہ ٹھہرنے کا موقع پایا اُس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی کہان تو مین دریا مین پہاندا تھا اور کہان اس مکان مین آکے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہی نہ طوفان ہی وہی زمین و آسمان ہی جو ہر جگہ ہی غرضکہ یہ سیر صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے دور سے دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اُس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہی اور یہ گنبد یہان کیسے بنے ہوئے ہین غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چار دیواری ہی کہ ہر گوشہ پر اُس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہی اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دونون پٹ اُس کے کھلے ہوئے ہین نہ کوئی حاجب ہی نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا یہ تو سیر باغ مین مصروف ہی اور وہان صدف جادو دختر مولاج جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہی گانا سن رہی ہی عورتین جمع ہین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی اتنے مین ایک سانولی سی عورت چھریری اٹھیل رفع احتیاج کے واسطے نکلی اور ایک گوشۂ باغ کی طرف چلی جیسے ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جھجکی طیفور نے جھٹ سے چپات مار دیا وہ عورت گر کے بیہوش ہوگئی طیفور نے لباس اُس کا اُتار کے آپ پہنا رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت اپنی اُسی عورت کی سی بنائی اور اُس بیچاری کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور پرے سے پتے سمیٹ کے رکھدیے ایک ڈھیر پتون کا معلوم ہونے لگا اور آپ اُس کی صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدف جادو نے کہا کہ اری کیتکی تو کہان گئی تھی مین نے اکثر دیکھا ہی کہ تو کام کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہی کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو مین نے بیہوش کیا ہی اُس کا یہی نام تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ؎ غم صیاد فکر باغبان ہی + دو تنکے مین ہمارا آشیان ہی + کیا کہون اگر آپ کے حکم پر چلتی ہون تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہین اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہون تو آپ ناراض ہوتی ہین اب یہ بتایے کہ مین کیا کرون اور کیا نکرون صدف جادو نے کہا کہ اللہ یا تو تو بالکل خبطی تھی یا یہ تڑاق پڑاق ہوگئی اور اسقدر جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھسے یہ کہدیا ہی کہ مالک کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند کی مجھ پر مہربانی ہی جس وقت وہ یاد فرماتے ہین تو مجھے جانا واجب ہو جاتا ہی اُسوقت بیشک مین حضور کا خیال نہین کرتی ہون صدف جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لیتی ہی بھلا خداوند کو تجھسے کیا کام در پیش رہتا ہی جو وہ تجھے بلاتے ہین کیتکی نے کہا کہ طبیعت اُن کی اگر آپ کو یقین نہین آتا نہ سہی صدف جادو کو غصہ آیا کوڑا پکڑ کے اُٹھی آپ نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے اب تو صدف جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہان چل گئی تھوڑی دیر پر دیکھا کہ کیتکی [illegible]

رہی ہو ہاتھ مین ایک گلاب کا پھول لئے ہوئے ہر اب تو سب کو یقین ہو گیا کہ بیشک اس مین کرامت پیدا ہو گئی یہ خدمت خداوند کا اثر ہو ملکہ نے بھی اپنی خطا کیتکی سے بخشوائی کہ تم ناراض نہونا خداوند سے میری شکایت نکر دینا یہ کہکر ہاتھ پکڑے ہوئے لائی برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا کیا باتین تکو خداوند کی صحبت مین آئین اور خداوند تمکو کس نظر سے دیکھتے ہین کیتکی نے کہا کہ اب زور خدا پرستون کا پست ہو گیا ہو تو خداوند اپنا نائب واسطے استیصال کے بھیجنے والے ہین مجھے ارشاد فرمایا ہو کہ مین تیرے پیٹ مین نور قدرت اتارونگا اُس سے خداوندزادہ پیدا ہوگا اور وہ اس قدیم دین کو مٹلئے گا جسدن سے خداوند کی خدمت مین آئی ہون اُس دن سے مجھ مین یہ قدرت پیدا ہو گئی ہو کہ چاہون پری بنجاؤن چاہون چڑیل کے لباس مین نظر آؤن چاہون دکھائی دون چاہون نہ دکھائی دون نگاہون سے غائب ہوجاؤن مجھے اپنی صورت کے بدلنے کا اختیار ہو اور کہا آپ یہ سمجھتی ہین کہ مین خداوند کے سامنے ایسی ہی صورت سے بیٹھی رہتی ہون ایسی صورت کو کون پوچھتا ہو ملکہ نے کہا کہ پھر خداوند کے پسند کے قابل کونسی صورت ہو اُسے بھی ظاہر کرو کیتکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اب جو صدف جادو نے دیکھا تو چہرہ ضو دے رہا ہو کیتکی تو اور ہی چیز ہو گئی ہو بعد اُس کے کیتکی نے کہا کہ آپ کو خوب معلوم ہو کہ گلا میرا اچھا نہ تھا اور شوق مجھے گانے کا بہت تھا مین نے ایک روز خداوند سے اپنی حسرت بیان کی خداوند نے ہاتھ اپنا میرے گلے پر پھیر دیا اُسوقت سے تو نور کا گلا ہو گیا ہو کہ مین آپ اپنے گانے کی عاشق ہو گئی ہون اب جو صدف جادو نے کہا کہ ہمین بھی گانا اپنا سناؤ کیتکی نے کہا کہ ایسا نہو خداوند کے خلاف حکم کرنے سے مورد عتاب ہون مین ذرا پوچھ آؤن تو ابھی آتی ہون یہ کہکر پھر گلیم اوڑھ لی اور اب جو نمودار ہوئی تو بھاری جوڑا پہنے ہوئے زیور مرصع کا رسے آراستہ صورت مثل چاند کے صدف جادو کی یہ حالت ہوئی کہ گر دیکھنے لگی اور کہا کہ اب آپ اپنا نام بھی بدل ڈالیے اُسوقت تم میری کنیز تھین اب مین تمھاری کنیز ہون کہ تم خداوند کی خدمت مین آچکی ہو کیتکی نے کہا کہ مجھے خداوند نے بت صدر رنگ کا خطاب دیا ہو ملکہ ہاتھ بت صدر رنگ کا پکڑے ہوئے مسند پر آ بیٹھی تمام اہل محفل محو ہین ہر ایک کو سکتہ ہو کوئی کہتی ہو کہ قسمت تو دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گئی کوئی کہتی تھی کہ خدمت سے عظمت ہو نہ یہ خداوند پر شیدا ہوتی اور نہ خداوند اُسے سرفراز کرتے لیکن بت صدر رنگ نے کہا کہ خیر مین تم کو گانا تو سنا دون ورنہ تم سمجھوگی کہ یہ ناز کرتی ہو صدف جادو نے کہا کہ جو خوشی آپ کی مین تو اب ایسی گستاخی آپ کے ساتھ نہین کر سکتی بت صدر رنگ نے وہین بیٹھے بیٹھے بغیر ساز کے ایک غزل گنگنا کے گانا شروع کی جسکو سنکر تمام اہل محفل دنگ ہو گئے کسیکے ہوش و حواس بر جانہ تھے غزل یہ تھی

غزل

غزل بتان شوخ مرا دل دکھائے دیتے ہین
ہم آج رونے کا جھگڑا چکائے دیتے ہین
یہ شوق دید سے کہتی ہین شوخیان انکی
کہ دیکھ دیکھکے وہ مسکرائے دیتے ہین
ہوا خیال تو اُن کو برا ہوا کہ بھلا
کہ آج دل انھین بے آزمائے دیتے ہین
نگاہ ناز کا خنجر تھا بے نیام اب تک
کچھ ایسا ہی ہو کہ اُن کو ہٹائے دیتے ہین
اگرچہ کہنے کے قابل نہین ہو راز دلی
کہ وہ یہ رسم ہی اب سے اٹھائے دیتے ہین
یہی جواب سمجھ لے یہ کہکے قاصد سے
ہم آج راہ مین آنکھین بچھائے دیتے ہین

غضب خدا کا ہو کعبہ کو ڈھائے دیتے ہین
لہو یہ رونے کے چہرے سکھائے دیتے ہین
کہ درمیان سے پردہ اٹھائے دیتے ہین
لحد مین بھی ہو گمان کیا مرے تڑپنے کا
خفا وہ کرکے مرا دل بڑھائے دیتے ہین
کبھی ہی لطف سہم جب کہ حجابی ہو
ہم اُن کی آنکھ مین سرمہ لگائے دیتے ہین
اثر تو آنے دے اے سوز عشق نالونمین
جو پوچھتے ہو تو ہم بھی بتائے دیتے ہین
رگ گلو کو ہمارے بتاتے ہین زنار
وہ خط سے حرف تمنا مٹائے دیتے ہین
یہ کہتے ہین کہ پسینہ جبین یہ کیسا ہو

عذاب جان ہو تو دل کو گنوائے دیتے ہین
ہم آگ ایسی لگی کو لگائے دیتے ہین
لگا ہوا ہو یہ کیا میری رونی صورت مین
یہ لوگ رشک سے جو پتھر دبائے دیتے ہین
خدا یہ چھوڑا ہی انجام عشق کو ہم نے
انھین بھی حد سے زیادہ پلائے دیتے ہین
مریض عشق کو کیونکر یقین مرگ نہو
کسی دن آگ اُدھر بھی لگائے دیتے ہین
ہمارے پھول اٹھانا یہ بار خاطر ہین
ہنسی ہنسی مین وہ کافر بنائے دیتے ہین
سنا ہی چھپ کے وہ جانیگو ہین بہ قیمت تم
وہ ڈوب مرنے کو غیرت دلائے دیتے ہین

مزا جدا ان یہ بنایا ہی ربط الفت نے
کہا ہی منہ سے تو کرکے دکھلائے دیتے ہین
زند صید ادست وفا مین تھا آرزو کی قفس
بجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہین

جو دل مین آئے کہی ہی ہم بتلائے دیتے ہین
زبان دی انھین کیا آج تیغ قاتل نے

گلے کو کاٹتے ہین ہم اب آپ دیکھیے سیر
کہ جتنے زخم ہین سب مسکرائے دیتے ہین

جس وقت صحبت رقص وسرود ختم ہوئی تو ملکہ صدف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوند مین جاتی ہو یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر لٹا لیا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال مین آیا کہ ایسا نہو مواج جادو سحر سے میرا حال دریافت کرے اور آ کر گرفتار کرلیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ وروغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدف جادو کی بنائی بعد اُس کے صدف جادو کو اپنی صورت بنا کے پھر لیٹ رہے قضائے کار وہان مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ مین آیا اور ایک تصویر چجری پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پکارا کہ اے خداوند دم خیشہ وہ دزد مکار جو یہان آیا تھا کہان گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ مین وہ پہونچگیا اور اُس کو فریب دے کر ایک عورت بنا ہوا اُسی کے پہلو مین لیٹا ہی بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اُڑے اور اُسی وقت یہ باغ ملکہ صدف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دے کر ملکہ کو مار ڈالے جسوقت باغ مین پہونچا تو دیکھا واقع مین ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہی لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اُس کے خلاف ہی وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہی اور بائین جانب عیار ہی یہان اُس کے خلاف ہی کہ داہنی جانب عیار اور بائین جانب ملکہ ہی مواج نے خیال کیا کہ مین بھول گیا ہون جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ تمھارے پہلو مین جو لیٹا ہی یہ عیار ہی طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل مین خدا کا شکر کیا کہ اگر مین ہیئت نہ تبدیل کرچکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ مین تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نچھوڑتا مواج نے جلدی سے رسن سحر مین صدف جادو کو طیفور سمجھ کے باندھا زبان پر تنکہ سوزن کردیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پہ آیا طیفور صدف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ اب مین آپ کے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہی یہ موئے عیار یہانتک بھی پہونچگئے سنا ہی کہ ان کے مددگار زمین وآسمان سے پیدا ہوتے ہین اب تنہا رہنے مین جان کا خوف ہی مواج نے کہا اے نور نظر نہ گھبرا مین اسے قتل کئے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدف جادو کی طرف بڑھا صدف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہی حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہی کہ یا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا یا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہی مجھسے کونسا قصور ہوا ہی مگر زبان پر تنکہ سوزن ہی کچھ بول نہین سکتی ہی طیفور کہہ رہا ہی کہ اسے جلدی ذبح کیجیے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ مین نے اسیر سحر کرلیا ہی اب یہ بچ کے کہان جاسکتا ہی یہ کہکر صدف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی صدا اے دار وگیر آنے لگی ہیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من صدف جادو بودحین مردیم وجاندادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہی اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہوگیا ہرچند ساحرون نے تلاش کیا مگر کہین نہ پایا آخر مواج جادو نے صدف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اٹھائی اور لیکر مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اُٹھائی گئی اور سب روتے پیٹتے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھون نے گلیم اُتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بناکے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہوگئے اور جو پانڈے وہان جلانے پھونکنے کے واسطے جمع تھے اُن مین مل کے کھڑے ہو رہے ارتھی لاکے رکھی گئی اور گرد اُس کے لکڑیان لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اس کے عزیز ورفیق گھیرے کھڑے تھے اور رو رہے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل مین کہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

کہ اُس نے بھی اپنے فرزند سہراب کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچھتائے سے کیا ہوتا ہی پچھتانا یہی ہو کہ دشمن سے قصاص لینا چاہیے یہ تو ہمہ تن انتقام بنا ہوا کھڑا تھا اور ادھر پانڈون نے رال اور گھی لکڑیون پہ چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان ہو چکا ہو کہ طیفور بھی انھین پانڈون مین شریک تھا ہمراہ رال اور گھی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی جو دھوان پھیلا اور ہوا نے چار جانب دھوین کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ارتھی کا تماشہ دیکھ رہے تھے سبکے سب بیہوش ہوئے سوا طیفور کے جس قدر ساحر مع مواج جادو یہان موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ طیفور نے پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا پس اس نے جلدی سے آگے مواج جادو کی زبان پر تکلہ سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی مواج جادو کی بنائی اور رائی سرسون پہلے رفع بیہوشی ملکر سب کو سنگھا سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار ہو لیا تو مواج نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پر خطر ہو گیا مین یہان رہنے سے حریف کے مقابلہ پر جانا بہتر سمجھتا ہون اُن لوگون نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہین ہمین جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین مواج نقلی نے کہا کہ کشتیان لاؤ اور چل کر ساحل پر اُترو مین پہلے تو صاحبقران سے نامہ و پیام کرون گا اگر انھون نے نصیحت میری سنلی ھو المراد ورنہ جنگ ہوگی ملازمون نے کشتیان حاضر کین کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پر مواج جادو اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب وہان کا حال سنیے کہ دوسرا دن ہی صاحبقران عالیشان انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دریا سے کشتیان نمودار ہوئین اور ساحل پر پہونچکے کشتیون سے فوج ساحران اُتری خیمہ برپا کئے ہرکارے بہانے دریافت حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی نظم + الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + یہ لشکر ناظم دریا مواج دریانشین جادو کا ہی اور بعزم مقابلہ آیا ہی فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہی ہرکارون نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہین سنا وہان مواج نقلی نے خیمہ مین جا کر ایک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سرگروہ خداپرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے بھیجا تھا مگر خداوند سامری و جمشید نے ہمین اُس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالا معلوم ہوتا ہی کہ آپ انھین عیارون کے زور پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین سر میدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو مین اسی واسطے دریا سے باہر آیا ہون یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھسے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہان آنے مین خوف نہو ورنہ مین خود آؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ کیا یہان ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہی فرمایا آنے دو جس وقت نامہ دار آیا نامہ ہاتھ مین صاحبقران کے دیا امیر نے نامہ پڑھکر گریبان چاک کیا اور ہائے طیفور کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی خضران کو بھی طیفور کے شباب پر افسوس ہوا عیارون مین غوغا ہوا مہتر خندق نقب زن نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر اجازت ہو تو مین اپنے اُستاد کے خون کا بدلہ مواج جادو سے لون فرمایا صاحبقران نے کہ ابھی صبر کرو لیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پر پڑی کہ اگر آپ کو خوف ہو تو نہ آئیے یا مین خود آؤن اُسیوقت تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے ہو گئے فرمایا نامہ دار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہین سرداران حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہی تمام سردار تلوار ٹیک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے امیر نے منع فرمایا اور تن تنہا جانب خیمہ مواج دریانشین جادو روانہ ہوئے ادھر تو سرداران اسلام مین ہلچل تھی کہ امیر غصہ مین تنہا گئے ہین دیکھیے کیا گذرتی ہی مثل عیارون کے ساحر بھی مکار ہوتے ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑے ادھر ساحرون مین غوغا ہوا کہ صاحبقران زمان کشندۂ ساحران تشریف لاتے ہین مواج دریانشین جادو کو جو خبر ہوئی کہ صاحبقران آتے ہین یہ گرداب جادو کو اپنے ساتھ لئے ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ مین لایا دنگل پر بٹھالا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہی مواج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہی فرمایا جو پہلے تھا مواج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی
ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جاسکے گا فرمایا مرنا منظور ہی لیکن بے نیل مقصود واپس جانا نا منظور ہی اُسوقت مواج
نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کر لیجیے اُس کے بعد دیکھا جائے گا اور اب مین خود حاضر ہون گا
صاحبقران وہان سے اُٹھ کر اپنے لشکر مین تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی
اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
مین جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نا دعنبر پر شگون تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مواج جادو چند ساحرون
سے حاضر ہی فرمایا بلالو مواج نقلی مع گرداب جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان
سب کے بیٹھنے کے لئے کرسیان بچھوا دین یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مواج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا تھا تو آپکا
خون شریک نہ تھا صرف ساتھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپ کو کس قدر رنج ہوا اور آپ کے عیار نے تو میری دختر نیک اختر
ملکہ صدف جادو کو مار کر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہی صاحبقران نے فرمایا مین تجھسے شکایت نہین کرتا کہ
تونے اُسے کیون مارا لیکن تو میرے صدمہ و غم پر بھی اعتراض نہین کر سکتا جس کا دوست یا عزیز مرتا ہی اُسے رنج ضرور
ہوتا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی اگر مین نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تونے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہوگا مواج نے کہا کہ یا امیر
دروازون پر پہرہ قائم کرائیے تاکہ نہ کوئی اندر آسکے اور نہ باہر جاسکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہی مواج نقلی نے عرض
کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہی ابھی نہین بعد کو عرض کرون گا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے
قائم کرا دیئے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بداند و بشناسد منم شاہ عیاران سحر انور دیعنی طیفور باد بہ گرد اے ساحران دریا آگاہ ہو کہ مین نے مواج جادو کو گرفتار
کر لیا اور میرے پاس قید ہی تم سب میری مٹھی مین تھے اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کر ڈالتا مگر دعائین دو انھین صاحبقران
عالیشان کو جن کے خوف سے مین نے تمھارے خون سے ہاتھ نہین بھرا کہ ان کا یہ حکم نہین ہی کہ کسی ساحر کو قتل کرو جبتک
اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نہ کرے یہ سُنکے ساحرون کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا
شادی مرگ ہو جائین خندق نقب زن دوڑ کے قدمون سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے حضران تصویر
حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحرون نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مواج جادو کو قتل نہین کیا
تو کیا کیا وہ کہان ہی طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کہ یہ ہی پہچانو اپنے افسر کو سب ساحرون نے پہچانا
امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور لکہ زبان
سے کھینچ لیا مواج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت مین آیا کہ یا تو مین مرگھٹ مین کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام
پر ہون یہ خواب ہی یا بیداری شاید خواب ہی ہوگا بیداری کی یہ باتین نہین ہین یہ سوچ کے اس نے آنکھین بند کرلین مگر جب
طیفور نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی اُسوقت مواج نے آنکھین کھولدین صاحبقران نے فرمایا کہ
سحر کیون نہین کرتا مواج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہین ورنہ ایک سحر مین سب کو خاک سیاہ کر دیتا فرمایا امیر نے کہ اے مواج جادو
تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہین مگر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اُس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب
کر کے دکھا دیا یہ نتیجہ حق پرستی کا ہی کہان ہین تیرے سامری جمشید اسوقت کمک کو نہین آتے تجھے دشمنون کے ہاتھ سے نہین
بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ ایسا ساحر ہمارا کچھ نہین کر سکتا اگر آنکھین رکھتا ہو اور عقل سے کام لے تو پہچان لے
مذہب حق کو اور دیکھ اسمار الٰہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ مین تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت مین کام نہین آتی
اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مواج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر بدل مطیع اسلام ہوتے مواج جادو
نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ واقع مین دین آپ کا برحق ہی مین بدل مطیع اسلام ہوتا ہون لیکن ابھی سحر سے توبہ نکرون گا

اس لئے کہ آگے بڑھکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑے گا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہی اسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مرد عزیز تونے جو مجھے
تین روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپ کو مجھسے کس قدر محبت ہی دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ تیجہ جیتے جی ہو گیا اب اگر عالم غربت مین بھی موت آئے گی
اور کوئی تیجہ کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان مانا ٹھیک نہین اب میری وفاداری بڑھ گئی کہ آپ کی محبت کا بھی یقین پیدا ہو گیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمھارا بار بار پوچھنا
بیکار ہی مین شہر حسن آگین مین ضرور جاؤنگا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہی تو کل تشریف لے چلیے گا آج مین کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرلون پھر اختیار ہی امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر مین پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین نے تو اطاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علحدہ ہو جائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہو کر کہا کہ ہم آپ سے علیحدہ ہو کر کہان جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپ کی راے وہ
ہماری راے اسوقت مواج دریانشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو پچاس جہاز اور
سو کشتیان جمع ہو گئین مواج دریانشین خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز اور کشتیان
تیار ہین صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچ گئے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام با جاہ وحشم سوار ہو کر اس پار اُترے اتنی دیر مین یہان سردارون
نے بارگاہ استادہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب یہان سے لشکر اُترنا شروع ہوا کئی روز
مین لشکر اس پار سے اُس پار پہونچا خیمے خرگاہ مین برپا ہوئین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہی مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت سخت ہی
اس کو نمونہ بیابان کاج و باج کا تصور فرمائیے جو اس صحرا مین آ گیا اُس کا بچ کے جانا غیر ممکن ہی ساحر یہان کے بلائے
بیدرمان آفت جہان ہین حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہی اور ایک عیار اُس کا ملازم ہی کہ نام اُس کا عنقاے
زمین کن ہی وہ بھی بلا کا عیار ہی یہان تو فکر چارہ سازی ہو رہی ہی مواج جادو نے عرض کی ہی کہ صحرا مین سے لشکر کو لیکے
گذرنا اچھا نہین ہی اس لئے کہ مثل بیابان کاج و باج کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچے گا تو بیابان مین آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائینگے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ جسوقت اُسکو یہ خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان چنار مین آگیا ہی یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہین تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہو جانا اچھا نہین ہی اے عنقاے زمین کن جا اور کسیطرح
قابو پانا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دوبدو مقابلہ کرنا پڑے گا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئین اُن سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عنقاے زمین کن جانب بیابان چنار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اس بیابان مین ایک مقبرہ بنا
ہوا ہی کہ نہایت پرانا ہی عنقاے زمین کن نے اس مقبرہ کو اپنی جاے قیام معین کیا اور مقبرہ مین جاکے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اُسی مقبرے سے نقب لگائی اور سر النقب کا بیابان چنار مین چھوڑا اور وہان سے پلٹ کے
لشکر مین آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے کھلے ہین لوگ سودا خرید رہے ہین یہ فقیر بنا ہوا بھیک مانگتا ہوا خیمہ مظفر غازی
کی پشت پر جاکے پڑ رہا اور کراہنا شروع کیا حسب اتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے اُنھون نے

جو دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہی پوچھا تو کون ہی کہا فقیر ہون طناب خیمہ مین اُلجھ کے گر پڑا چوٹ آئی اس سے کراہ رہا ہون مظفر غازی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور سو رہے جب دوپہر رات گئی تو عنقاے زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا اور قنات چاک کرکے اس نے جھانکنا شروع کیا دیکھا کہ دو ایک باریدار اونگھ رہے ہین ایک شمع کافوری ہلکی ہلکی روشن ہی بس اس نے پروانے بیہوشی کے اُڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو لوگ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے عنقاے زمین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لے گیا جس وقت مظفر غازی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقاے زمین کن نے تمام بیہوشی پھونک دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر چل نکلا جس وقت مقبرہ مین پہونچا جہاں نقب کا واکیا اور اُتر کر دہن نقب سے بیابان جنار کی راہ لی وہان کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ اُن کے سپرد کیا اور آپ آکے مقبرے مین بیٹھ رہا یہان صبح جو ہوئی باریدارون کو ہوش آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر غازی شب کو بستر پر سے غائب ہوگئے امیر نے خضران کو بھیجا خضران نے آکر دیکھا تو پتہ عیار کا لگا ہوا پایا جاکر صاحبقران سے عرض کی کہ یہ کام کسی عیار کا ہی مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہی جس کا مین نے ذکر کیا تھا صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت مین ہو تلاش کرو اُس شخص کو جو مظفر غازی کو لے گیا ہی طیفور نے عیارون پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہی اور سردارون کو چرا کر کہان لیجاتا ہی لیکن جب شام ہوئی تو عنقاے زمین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رُخ کیا ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اُس درخت کی آڑ لیکے نقب لگانا شروع کی دوپہر رات گئے سر نقب کا پلنگ کے نیچے توڑا اور وہان سے گلہائے بیہوشی پھینکے اُن کی خوشبو سے باریدار بیہوش ہوگئے اس نے نکلکر پشتارہ عارف بن معروف کا باندھا اور چل کھڑا ہوا یہان صبح کو لشکر عارف مین غوغا ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر مین غل ہوا چوتھے دن شاہزادہ بلقیس بن قہمور کو بھی کوئی لیگیا اب تو امیر نے طیفور پر نہایت سختی کی اور فرمایا کہ یا تو زنبیل وغیرہ خضران کے حوالے کر یا اس کا پتہ لگا کہ شب کو کون آتا ہی اور سردارون کو چرا لیجاتا ہی طیفور نے خیال کیا کہ ہو نہو اس فقیر کا کچھ ساز ہو بس آج طیفور نے شام سے فقیر کی تاک لگائی جب لشکر مین دورہ کرکے آیا مقبرہ مین جاکے فقیر کو بھی دیکھ لیا بعد بارہ بجے کے جو فقیر کو دیکھا تو نپایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہی طیفور مقبرہ مین بیٹھ رہا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیہ پوش پشتارہ بدوش چلا آتا ہی بس طیفور ایک گوشہ مین چھپ رہا اور تماشہ دیکھنے لگا کہ یہ یہان آکے کیا کرتا ہی عنقاے زمین کن آج شاہزادہ رفیع البخت کو چرا کے لایا تھا اس نے آتے ہی دہن نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے اُترا طیفور نے دوڑ کر حلقہائے کمند مارے کہ ساتون حلقے گلے مین عنقا کے پڑے طیفور نے عنقا کو باہر کھینچ لیا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ہوشیار کیا رفیع البخت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمہ سے دور پایا سرپر طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت تھی کیا تو دشمن کا شریک ہوگیا ہی طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے دشمن سے آپ کو چھینا ہی دشمن آپ کا یہ ہی یہ کہکر عنقاے زمین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع البخت نہایت خوش ہوئے اور عنقاے زمین کن کو گرفتار کیے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقاے زمین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور کس کا فرستادہ ہی عنقاے زمین کن نے کہا کہ اب تو مین گرفتار ہی ہوگیا اصل یہ ہی کہ مین گرفتاری مواج دریانشین کی فکر مین آیا تھا مگر قابو نپایا مین عیار ہون شعلہ افگن جادو مالک بیابان جنار کا اُس نے مجھے گرفتاری مواج دریانشین کو بھیجا تھا اور کہہ دیا تھا کہ علاوہ مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہون اُن کو بھی بھیجدینا مین حکم اپنے مالک کا بجالایا صاحبقران اس کی استگوئی

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ اب مین کیا ارادہ کرون فرمایا صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقاے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دین تو آپ کی اطاعت کرون اور اگر میرا مالک مجھے رہا کرائے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کرون اس لئے کہ اُسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہین ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے عنقاے زمین کن کو رہا کر دیا اُسوقت عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوف ہے مگر مواج دریا نشین کے دل مین جو راز ہے مین اُس سے باخبر نہین کہ کیا ہے اور کیون شعلہ افگن کو مواج کی شرکت کا خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائین صاحبقران مواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کرو مواج جادو نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مین اسوقت تک اس فکر مین تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چنار مین پھنسوا دون گا اور بمجبوری مین مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب مین صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہون اس بنا پر کہ خدا آپ کا غیب سے سامان فیروزی آپ کے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو خوف ہے وہ یہ ہے کہ صحراے چنار طلسم بنا ہے اور محافظ صحرا دیو شرربر ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے یہ گنبد صحراے چنار کی طرف واقع ہے پاس دیو شرربر کے ایک قفس ہے اُس مین ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چنار کے داخل ہوتی ہے تو دیو آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے ادھر طائر چنگھاڑا اور بیابان آگ لگ گئی سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جائے اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چنار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مواج اب مین تیرے ایمان کا کیونکر یقین کرون مواج نے عرض کی کہ اگر اب بھی مین اپنی زبان سے اقرار نہ کرتا تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا علاوہ اس کے اسی عنقاے زمین کن سے پوچھ لیجیے کہ مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ عنقاے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقع مین جو کچھ اس نے بیان کیا صحیح ہے صاحبقران نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل مین اُس دیو سے مقابلہ کرون گا مواج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران نے اُسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر مواج جادو اور عنقاے زمین کن کو ساتھ لے کر کوہ اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہو یہ دونون مکر کوئی فریب کرین یہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہو لیا یہ سب تو جانب کوہ اسود چلتے ہین لیکن حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ بعد روانہ کرنے عنقاے زمین کن کے ایک سردار رہرو گرفتار ہو کر آیا کیا اس نے سب کو جانب شہر حسن آگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقاے زمین کن گرفتار ہو کر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بعد اس کے خبر پہونچی کہ صاحبقران کو لیکر مواج جادو اور عنقاے زمین کن جانب کوہ اسود روانہ ہوئے ہین بس اس مکار نے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بروقت پہونچنے صاحبقران کے معلوم ہوگا اور آپ قلعہ مین نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران عالیشان ہمراہ مواج جادو کے راستہ طے کر کے قریب گنبد اسود کے پہونچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پر آویزان تھا اور دیو موجود نہ تھا مواج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اُتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلیے ہنوز صاحبقران وہان سے پھرے نہ تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا نہ حربہ سحر کارگر ہوتا ہے نہ حربۂ آہن صاحبقران نے فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو دیو نے جو آ کے دیکھا کہ پنجرا طائر کا مواج جادو کے ہاتھ مین ہے بس اس نے دہن سے زنفیل دی طائر دیو کی آواز سنکے چنگھاڑا دہن سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم مین مواج جادو کے آگ لگ گئی مواج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے پھینک دیا اور رد سحر پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مواج جادو کی دیکھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آئے اور دم کیا مواج بیہوش ہو کے گرا تمام بدن مین آبلے پڑ گئے تھے مگر آتش فرو ہو گئی

ورنہ جل کے خاک ہوجاتا اُدھر دیو شہر یہ قریب آپہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیون آیا صاحبقران نے بڑھکر
للکارا کہ او ملعون مین تیری سرکوبی اور بیابان جبار کے مٹانے کو آیا ہون منم سلیمان حق بژدہ عادل کیوان شکوہ دیو شہر
نے کہا کہ تو آپہونچا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا منم دیو شہر یہ کہکر اس نے گرز مارا صاحبقران نے کلہ گرز مین
ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آرہا بس امیر نے دونون شاخین دیو کی پکڑلین زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا
کہ صاحبقران کو شاخون پر اُٹھالون اور صاحبقران لنگر قائم کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو تھکا اور
گردن ڈالدی بس امیر نے دونون پاؤن شاخون مین اڑا کر شاخون کو تین بل دے کر جو ہکا مارا تو دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا
لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہوگئی لیکن اب جو نظر کرتے ہین تو پنجرا غائب عنقائے زمین کن عیار نے عرض کی یا صاحبقران
پنجرا طائر کا نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوئے مواج جادو کو ہوشیار کیا مواج جادو بسبب تکلیف کے
بدحواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مواج دیو کو تو مین نے مارا لیکن پنجرا غائب ہوگیا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ بات میری سمجھ مین بھی نہین آتی خیر لشکر مین تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہین ہے اگر مین اچھا ہوگیا تو کوئی فکر کرونگا
اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مواج اور عنقا کو لئے ہوئے پلٹے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ
دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اُسوقت حضران نے عرض کی کہ
یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کرکے اس کے زخمون پر لگائیے تو مواج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراحونکو
بلایا جو مرہم جراحون نے مواج جادو کے آبلون پر رکھنے کے لئے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کرکے
پٹیان چڑھوادین اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑگئی دو روز مین مواج دریانشین بالکل اچھا ہوگیا اب امیر نے فرمایا کہ اے مواج جادو
پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئے گا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان جبار ہی کی
طرف سے ہے مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپ کے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہین لیکن یہ عرض
کئے دیتے ہین کہ ہمارے سحر سے کچھ نہوگا آپ نے دیکھ لیا کہ جسوقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم مین آگ لگ گئی
یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو مین ضرور جاؤن گا اور مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی
اور بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے اُسوقت تک آپ کے دامن
دولت کو نچھوڑین گے یہ کہکر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوگئے اور ساحرون
نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمین اجازت دیجیے کہ ہم جانین آپ پر نثار کرین اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے
فرمایا کہ مین دیدہ و دانستہ کسی کو جلنے کے واسطے نجانے دون گا اگر تم لوگون کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نہ تھا مین صاحب
اسم اعظم ہون میرا ہی جانا مناسب ہے یہ فرماکر سب کو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر وہ طائر ملجائے تو بیابان سر ہوجائے گا صاحبقران نے فرمایا کہ مواج جادو کی زبانی سنا تو
ایسا ہی ہے بس طیفور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مواج دریانشین سے کہا کہ پہچانو یہ وہی طائر ہے یا
اور کوئی ہے مواج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہان سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اُسوقت
طیفور نے کہا کہ اے مواج جس وقت تمنے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہو یہ دیو پنجرا اُٹھالے
مین نے اسے اُٹھاکے زنبیل مین ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہین گیا تھا طیفور نے کہا
کہ یا امیر مین پوشیدہ طور پر آپ کے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مواج جادو اور عنقائے زمین کن دونون تازہ
مطیع تھے ایسا نہو یہ دغا کرین امیر نے طیفور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مواج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس کا
جی چاہے وہ ساتھ چلے بیان سے عنقائے زمین کن عیار اور مواج دریانشین اور گرداب جادو اور ابرق
جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہوکر ہمراہ ہوئی اور راستہ

بیابان چنار کا لیا آگے آگے مواج جادو اور ابرق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جسوقت قریب بیابان چنار کے پہنچے تو مواج جادو نے اُنگلی میں نشتر دے کر خون نکالا اور اُس طائر کو چٹایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکار امواج دریانشین نے پنجرا کھولدیا طائر اُڑ کر بلند ہوا اور چہکار نے سے ہزار ہا طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اُس میں آگ لگ گئی اور مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا طائران صحرا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھواں پھیلا کہ روز روشن شب تاریک ہوگیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھواں منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہے اتنا بڑا جنگل نہ کولا نہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہیں اب صاحبقران آگے روانہ ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چار دیواری باغ کی نمودار ہوئی مواج دریانشین نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے پہلے تو یہ باغ نہ تھا یا صاحبقران اب قیام فرمائیے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیے بعد کو چلنے کا قصد کیجیے گا امیر نے قیام فرمایا اور ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ جہانتک ہم گئے دیوار حائل ملی خدا جانے کتنے دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابرق جادو نے کہا اے مواج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہیں ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل میں چلہ کھینچا ہے گھانس نہیں کھودی ہے سوا اس کے کہ اس کا امکان ہے اور ہمارا امکان نہیں ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہوگا یا امیر آپ کوس رحلت بجوائیے کل صبح کو یا تو ہم نے اس باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق نمک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونوں ساحروں کے اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں تو نقارہ رزمی بجتا ہے اور ہر فرد بشر تیار ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے راستہ ملتا ہے یا نہیں

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طیمور شیر پرید کے بیان کیے جاتے ہیں

بخدا تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی
آئیں گے روز جزا بہر شفاعت طلبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان بلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوبان بھی ہے تو خلق میں یا شاہ امم
دیکھتے یوسف اگر حسن کا تیرے عالم
صورت آئنہ سکتہ اُنہیں ہوتا پیہم
میں بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تیری والا حسبی کا ہے جہان میں شہرا
افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی بخدا
ذات اقدس ہے تری فخر دو عالم شاہا
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہیں خلق میں کوئی ناکام
رطب و یابس میں ہر اک پر ہے کرم تیرا عام
لب سے بستہ ہیں مزا چشم سے لطف بادام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زین شدہ شہرہ آفاق لب شیرین رطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا انور
کلمہ پڑھتے ہیں سبھی تیرا ملائک ہیں کہ حور

حق تعالےٰ کو ہی کیسی تری خاطر منظور　　ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

یک بیک آٹھ بہشتون کی بھی کرلی گلگشت　　چرخ اخضر کے بھی طے جلد ہوے ساتون دشت
طرفۃ العین مین کی عرش معلیٰ کی بھی گشت　　شب معراج عروجی ز تو افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہین فردوس و ارم　　کہ وہ ہی کعبہ صفت قبلۂ اہل عالم
قدسیون سے نہین کتا بھی ترا رتبہ مین کم　　نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش تو جہی تری آب حیات　　چاہیے لطف کے پیاسون کو بہی آب حیات
نہ ہمین ہمکو جو دین خضر نبی آب حیات　　ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور　　تجھسے بڑھکر نہین اے شافع روز محشر
دیکھ لے اک نگہ مہر سے للہ ادھر　　چشم رحمت بکشا سوئے غریبان بنگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بخدا مثل جلالؔ اس کا بھی ہی تو مطلوب　　تو ہی درد دل امت کا معالج ہی خوب
چارہ جوئی کا ہی الحق یہی بہتر اسلوب　　یا طبیب الفقرا انت شفاء القلوب
آمدہ سوئے تو قدسی پے درمان طلبی

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شیر پرور مع فوج فراوان اور لشکر گران صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر چلا ہی تو پہلے اس نے سرداران صاحبقران کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کر کے بھیجدیا تھا جس پر امیر نے ناراض ہوکر ان سب کو نکالدیا تھا وہ تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنئے کہ یہ جب چلے تو ان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا بہوت رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک ہین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ کیا تو نام اپنا طیمور شیر پرور نہ پایا بہوت رعد آواز پیش خیمہ لے کر جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بہوت رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین چل کر قیام کیجیے ہم انشاءاللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لینگے اسوقت آکر آپ سے ملینگے خورشید زرین کمر روتا ہوا طیمور سے رخصت ہوکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہی اور یہان شاہزادہ طیمور صید و شکار مین دل بہلاتا ہوا پندرہ روز کی رہروی مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور عمرو بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھکر بہت روئے بعد اس کے قبر گیتی افروز و خورشید خاوری و رابعہ اطلس پوش ان سب کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار العمارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ بیٹا ایرج نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ و حشم سے آیا ہی تو لوگ مشتاق دیدار ہوکر حاضر ہوے نذرین گذرنے لگین طیمور نے حالات شہر دریافت کیے لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زمرد اور چیرنگ بن زمرد اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کر کے گئے اسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا چلا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہوگئے بچور ہ گئے اُنھون نے اپنا کوئی حاکم معین نہین کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہو گا تو
جو کا فر خروج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہان فوج ہی نہ سپاہ نہ لشکر ہی نہ نشان نہ کچہریان ہین
ہم لوگ گروہ گروہ ہوگئے ہین آپس مین بیٹھ کے مقدمات فیصل کر لیا کرتے ہین طیمور نے کہا افسوس یہ اُس شخص کا ملک
ہی جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھراتا تھا آج وہ کس بے بسی سے زیر زمین سو رہا ہی بعد چند اشک شونذر روح
قاسم کرنے کے اُن لوگون سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمھاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیون کا لشکر اور
اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہین یہ فرما کر ننگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ
سوار و پیدل سے یہان کے انتظام کے لئے چھوڑا اور قبرون پر فاتحہ خوان اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام
کر کے یہان سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب نثار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اُس سے زیادہ خراب پائی مالک
ین ملکوت شاہ لاولد مر چکا تھا اس بنا پر یہان بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طیمور نے یہان
بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے ناظم معین کر کے آپ جانب زرین آباد روانہ ہوا یہانتک
کہ جسقدر ملک طیمور کے آبائی تھے اُن سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے گو کہ لشکر طیمور کے ساتھ
بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور برجوت رعد آواز رفیقون مین رہ گیا
کیہی داروغہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہی چونکہ متواتر سفرون سے کسل بڑھ گیا تھا لہذا طیمور نے صحرائے
زرنجاباد مین قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز ٹھہر کر اب پردہ ظلمات کی راہ لون گا اور نئے نئے ملک پیدا کرون گا
اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن مین انشاء اللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھونگا برجوت رعد آواز
نے عرض کی کہ آپ صاحبقران زمانہ ہین جو ارادہ کیجیے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا مین مصروف ہین اور
کسل برطرف کر رہے ہین لیکن اول

دو کلمہ داستان خروج ضحاک خود پسند بادشاہ شہر ضحاکیہ کے بیان ہوتے ہین غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے ۔۔۔ جو اچھی طرح لحد مین فشار ہو جائے
کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو ۔۔۔ کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے
مٹے ہوے ہین ازل سے تری نگاہون پر ۔۔۔ ادھر بھی اک نظر لطف چشم یار ہو جائے
رکھین وہ دست حنائی جو میرے سینے پر ۔۔۔ ہرے ہون زخم جگر اک بہار ہو جائے
بُرا نہ پھر کہے رندون کو خانقہ مین شیخ ۔۔۔ کبھی جو دختر رز سے دوچار ہو جائے
گلون کے کان پہ رنگینی جون نہ او بلبل ۔۔۔ چمن مین نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے
یقین ہی جھولے ساون نہ اپنے جلے مین ۔۔۔ وہ گل گلے کا کسیدن جو ہار ہو جائے
جو دیکھ لون کہین پری تیرے ساتھ دشمن کو ۔۔۔ یقین ہی سر پہ مرے جن سوار ہو جائے
لگے ٹھکانے یون مٹی مری پس مردن ۔۔۔ کہ مٹ کے تیری گلی کا غبار ہو جائے
منیر آپ سا یہ ہیز گار دو دن ہین ۔۔۔ یہ بیحجاب ہو یون بادہ خوار ہو جائے

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہی کہ نہایت ظالم ہی اور نام بقائے بے بقا کا
عاشق ہی تصویر بقا اس کے پاس ہی اُسے دیکھا کرتا ہی اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہی کہ یا غدا وندا اگر میرے
زمانے مین آپ ہوتے تو مین عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز نجانے دیتا اور جن پیدا رشیدون نے

آپ پر ظلم کئے ہین اگر اُن کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولہ مین ایک دن اس نے مہتر نسیم بادپا سے عیار طرار سے کہا کہ اگر تو کسی خداپرست کو لاوے تو مین تجھے بہت کچھ انعام دون گا اور اُس خداپرست کو قتل کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالون گا مجھے یہ دیکھنا ہی کہ وہ کس قسم کے بندے ہین جنھون نے خداوند پر ظلم کئے اور خداوند نے بھی اُن پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم بادپا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگون نے کہ بڑے خداوند کو آزار پہونچائے تھے اُن مین سے تو اب کوئی بھی باقی نہین ہی سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہین معلوم اب وہ زندہ بھی ہین یا نہین ہان اولاد اُن کی بعض مقامات پر موجود ہین اور مثل اپنے بزرگون کے یہ لوگ بھی سرکش ہوگئے ہین بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہین سنا ہی کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہی اور وہ جانب طلسم زلزلہ تشریف لے گئے ہین مگر ہنوز رستے مین ہین اگر حکم ہو تو اُنھین مین سے جس کو پاؤن اُسے لے آؤن ہر چند کہ اُن لوگون کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہی اُن پر قابو پانا سخت دشوار ہی لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک شاہ خودپسند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہوسکے کسی نہ کسی کو گرفتار کر لا یہ سنکے مہتر نسیم بادپا نے چلنے کی تیاری کی لیکن دو وزیر ہین ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرکشتی اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہی ضمیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ اسوقت تک بزرگون سے یہی سنتے آئے ہین کہ جس نے ان خداپرستون کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو چھیڑا پھر جان ومال عزت وآبرو سب کا بچانا دشوار ہو جاتا ہی لہذا مناسب نہین ہی کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی جان کو لگ لیجئے سنا گیا ہی کہ جب نوشیروان کے بیٹے خداپرستون کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگے ہین اور اگر ملک باختر مین پناہ گزین ہوئے ہین تو صاحبقران اول نے لقا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد کردو تو مین چلا جاؤن مجھے تمھارے ملک ومال سے تعرض نہین ہی خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جہان جاکے پناہ لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو اپنی سات لاکھ فوج پر چند سردارون پر گھمنڈ ہی خداوند کے یہان کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے یا مطیع ہو کر مطیع ہوئے آپ ارادہ سے باز رہیئے ورنہ پچھتایئے گا یہ سنکے ضحاک شاہ خودپسند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایمان پر سے جان قربان ہی اگر خداپرست یہان آئین گے اور ہم نام خداوند لے کر اُن سے لڑین گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کرین گے اگر ہم نے ایک خداپرست کو بھی مارا تو عافیت بخیر ہوگئی انجام درست ہوگیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند مین پہونچگئے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم بادپا باندھے عیاری تن پر آراستہ کر کے پائے شاطری مارتا ہوا تبلاش خداپرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا شہر ضحاکیہ سے راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنجاباد سے ہو کے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم بادپا صحرائے زرنجاباد مین پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہی خیمہ برپا ہین بس یہ رنگ دیکھکر اس نے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک پیرمرد کی بنائی سپید داڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بردی کنٹھا گلے مین پڑا ہوا اس ہیبت سے یہ عیار مکار لشکر کی طرف چلا یہان شاہزادہ طیمور شیرپرور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے پندرہ سولہ رفیق ہمراہ تھے مہتر شاہور شیردل بھی موجود تھا طیمور اُس تالاب کو دیکھ دیکھکر کہہ رہا تھا کہ نہین معلوم یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہی وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تکلف کا تالاب بنوایا ہی کہ تمام سیڑھیان سنگ مرمر کی ہین اور کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہی اُس پر پچہ کاری کی ہوئی ہی کسی وقت مین مالک تالاب کنارے اس کے بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سو رہا ہی تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہی اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی مگر نہین پاتا ہی افسوس دنیا بھی عجب مقام عبرت ہی یہ چند روزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی لیکن مال دنیا سے کچھ کام نہین آتا ہی بقول شاعر۔ع۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے۔ اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے ایک مرد پیر باریش
سپید و دراز نمودار ہوا طیمور نے کہا کہ اسے بلاؤ یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لئے کہ مسن ہے شاہور قریب آیا اور کہا
کہ شاہ جی اس طرف آیئے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہین فقیر نے کہا کہ بابا بادشاہون کو فقیرون سے کیا کام ہے شاہور نے کہا
کہ کچھ تو کام ہے جو تمھین بلایا ہے فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا واللہ شاگردان شاہور نے
ہنس کے کہا کہ مدد اللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے بالکے ہو چکے ہو طیمور نے کہا کہ شاہ صاحب
آپ کا نام کیا ہے اور مسکن کہان ہے درویش نے کہا کہ بابا مجکو مردان شاہ کہتے ہین اور مسکن کو پوچھو تو فقیرون کا کیا کوچ
اور کیا مقام جگہ پائی جس جا وہین رہے آج اس صحرا مین کل اُس دشت مین کبھی کسی پہاڑ پر رات گذار دی کبھی کسی گاؤن
مین کبھی کسی شہر مین فقیر کی تو پھیری رہتی ہے طیمور نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا
دو چولے بدل چکا ہون اور اب پھر چولا بدلنے والا ہون اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہوگیا ہے طیمور نے کہا کہ اس تمام عمر مین اس
صحرا کے کے پھیرے ہوے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اسطرف کا ہو چکا ہے یہ چوتھا پھیرا ہے طیمور
نے کہا کہ پہلے پھیرے مین آپ نے یہان کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب
وسط شہر مین واقع تھا اور یہان کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہین ہے بیک
گردش چرخ نیلوفری ❊ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ❊ دوسرے پھیرے مین یہان کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اُس کا نام
مجھے یاد نہین تیسرے پھیرے مین مسلمانون کا دور دورا تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا یہ سنکے طیمور نے کہا کہ آج ہمارے
ہی یہان قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائین تاکہ آپ کا نام بھی مین اپنے
دل پر نقش کر لون طیمور نے کہا کہ مجکو طیمور شیر پرور بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن امیر حمزہ اول کہتے
ہین میرے بزرگون کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس مین کیا شک ہے اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہین
دل مین کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن عیار اس کا نہایت چالاک ہے دیکھیے جو اس کے ہوتے ہماری چل بھی جائے یہ سوچ کے
خاموش ہو رہا طیمور نے اس کو اپنے خیمہ مین جگہ دی اتنے مین شام ہو گئی داروغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ
کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہون فرمایا کہ نہین آج کچھ طبیعت کسل مند ہے داروغہ ارباب نشاط تو سلام کرکے چلا گیا
طیمور درویش سے ادھر اُدھر کی باتین کرتا رہا اتنے مین دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع
واقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا مین تو ترک
لذات کر چکا ہون مجھے اس نعمت سے کیا کام ہے طیمور نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پیش پروردگار دینا نہین ہوتا
ہے درویش نے طیمور کے اصرار سے کھانا کھایا جب ہاتھ منہ دھو کے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر اُدھر کی باتین رہین جب
کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کرکے رخصت ہوگئے طیمور نے درویش سے کہا کہ چاہیے ہمارے خیمہ مین سو رہیے
اور کہین درویش نے کہا کہ بابا مجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہے مین اسی کے کنارے رات بسر کرلون گا کچھ کوڑا کرکٹ
بٹور کے آگ روشن کرلون گا طیمور نے کہا کہ اے شاہور کچھ لکڑیان بھجوادو اور جو سامان درویش قبول کرے
وہ اُس کے لئے فراہم کر دو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرا دی جائے یا قلندری درویش نے کہا کہ بابا قلندر
کو قلندری سے کیا کام ہے ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہے بس تھوڑی سی لکڑیان بھیجدو جو رات بھر جلنے کو کافی ہون
صبح کو یہان سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل مین ہو شاہور نے کچھ لکڑیان بھجوا دین مردان شاہ نے ہوا کا
رخ دیکھکر کنارے تالاب کے آسن جمایا اور لکڑیان سلگا کے تاپنے لگا گرد خیمہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے چوکی پہرہ
قائم ہوگئے آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہوئین تین پہر رات شاہور اسی مقام پہ موجود رہا جب
پہر رات باقی رہی تو شاہور نے پہرے والون سے کہا کہ تم ہوشیار رہنا جنگل کا واسطہ ہے مین بادشاہ کی خبر لینے

جاتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہی پہرہ درست ہی یا نہین پہرہ بردارون نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمہ سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یاد الله حق الله کر رہا ہی بس شاہور مطمئن ہوکر جانب بارگاہ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہی شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھا لیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہی ہر طرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چل کر شاہزادے کو
جگاؤن یہ تو یاد خدا مین مصروف ہوئے لیکن مہتر نسیم بادپا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
داروے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اوس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے والے تھے اُن کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہی جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہی انھون نے اور اوپر کی سانس لے لے کے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طیمور کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہی بس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگایا ڈھائی گرہ عیاری کی سینے پر لگا کے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یونہین تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پوتا عمرو کا ہی مجھے رگید کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے بس اگر اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جا کے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اُس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر ضحاکیہ کا رخ کیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طیمور کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہردار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا اتنے سے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طیمور فرش خواب پر نہین ہی بس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پیٹرہ بھی لگا ہوا پایا بس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے اُن کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جا کے بادشاہ سے عرض کر دینا کہ تاوقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اسی جگہ
قیام فرمایئے گا یہان سے کہین نہ جایئے گا یہ کہکر اس نے بھی بانہائے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپ تو نہین گیا ہی اسی طرح دوڑتے دوڑتے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اُس طرف کی راہ لی کچھ دور جا کر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ پھر کے لشکر ہی مین چلا آیا ہی پھر ادھر اُدھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جا کے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا جاتے جاتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہر چند اِدھر اُدھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہو کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اُس پار چل کے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پھیر کے اُس پار آیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم بادپا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیر دل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جبتک مین واپس نہ آؤن یا کوئی خبر شاہزادے کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بر ہوت

رعد آوازکی راے کے موافق جاکر شہر زرنجاباد مین قیام کیا اور برہوت رعدآواز نے ہرکارون کو چار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگون کو تو انتظار مین چھوڑا جاتا ہی بیان

چند کلمہ داستان مہتر نسیم بادپا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہین

غزل برآغاز داستان

کس طرح حسرتون کو نکالون مین ایخدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
پھر پھر کے دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی بھی کوٹ کوٹ کے جس مین بھری نہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہین خودسری نہو
ہم سخت جان ہین اس کو ہین پر لگائیے
گم گشتہ دلپر آج مصیبت پڑی نہ ہو
ہونے دو پہلے جل کے دل محتسب کباب
فانوس دل مین شمع تجلی جلی نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہی دل مین کوئی خلش
میرے لباس تن مین تری بو بسی نہو
شمشاد آنسوؤن سے جسے سینچتے ہو تم
اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہو
وہ چاہتے ہین خانۂ دل مین کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہی اضطراب
شرمائی آنکھون مین نگہ دلبری نہو
آہین ذلیل ہین کہ اثر کچھ نہ کر سکین
اس شیشے مین کہین مے حسرت بھری نہو
عاشق حضور کا ہون یہ کیون پینے لگا
تیغ نگہ جو سان پر اب تک چڑھی نہو
ممکن نہین کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند و چھیڑ بادہ کشی کی ابھی نہو
کیون تھک گئی کہ اڑ نہین سکتی کسی طرف
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہی قسم خون محتسب
شاخ نہال غم ہی کہین یہ ہری نہ ہو
آتے ہی بند بڑے اُنھین تاخیر بھی نہ ہو
ممکن نہین کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دوستون سے تنگ ہین مرے دشمنی نہو
وہ بھی ہو کوئی دلبر و دلدار و دلفریب
اے آنسوؤ تمھاری کہین اب ہنسی نہو
ناصح کی ضد سے تو نے جو آفت مچائی ہی
سازش فلک کے ساتھ کہین آپ کی نہو
رہ رہ کے میری آنکھون سے آنسو نکلتے ہین
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سوراخ سینے مین نہین اُڑا ہی دود آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیون روح میرے سینے مین پاتی ہی تقویت
جوش بہار مین بھی اگر میکشی نہو

راوی بیان کرتا ہی کہ مہتر نسیم بادپا نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیمور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر مین پہونچگیا ضحاک شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے بادشاہ کے رکھدیا اور کھڑے ہوکر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اُس شخص کو لایا ہون جو نسل رستم زمان علمشاہ صفدر جنان سے ہی لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے اُس کے بعد مین ہوشیار کرون اُس سے پوچھیے ضحاک شاہ نے خوش ہو کے آہنگرون کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کرا کے سامنے اپنے طلب کیا نسیم بادپا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیمور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار مین پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ مین خواب انحس دیکھ رہا ہون مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی آگاہ ہو کہ یہ تو دربار مین ضحاک خودپسند کے ہی اور مین نسیم بادپا عیار ہون فقیر بنکر تجھے گرفتار کرکے لایا ہون بڑے دعوے تیرے عیار کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا خیر اب وقت تیرا برابر آپہونچا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہہ لے یہ سُنکے طیمور کو افسوس ہوا کہ مین نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آپھنسے جو کچھ قسمت دکھائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہی اور تو نے بندگان خداوند لقا کے ساتھ کیا کیا طیمور نے کہا کہ مین تو لقا کے زمانے مین نہ تھا لیکن افسانے اُس مردود کے سُنے ہین میرے بزرگون نے لقا کو خوب خوب ٹھیک بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے دختر لقا سے عقد کیا اور راتنے شبخون مار کے لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرعونیہ تک لقا کی جان نہ چھوڑی آخر گرفتار کرکے لقا کو تیرباران کر دیا اور مین نے اپنے زمانے مین ساریق ملعون برادر لقا کو دیکھا دو سردار جو ساریق کے لشکر مین سربرآوردہ تھے دونون کو مین زیر کر لایا اور اپنا مطیع کیا یہ سنکر ضحاک خودپسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہی کہ تجھے بھی قتل کیا جائے جلد

نسیم گردیا اس کو ے جا کل مین لے قتل کرون گا یہ سنکے ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ تجھے اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہین آتا ارے یہ وہ لوگ ہین جن پر خداوند بھی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہو کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگون کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہو کہ ایسے حسین کہین دنیا مین پیدا ہوتے ہین اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہین یہ سنکے ضحاک کا دل بھی پسیج گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہین اور اگر قید رکھتا ہون تو کوئی مددگار اس کا پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گردیا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع مین رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا بلا کے بد ہو وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر اختر شناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپ کے ملک مین جو دریائے کاہل ہو آج کل اُسکی یہ حالت ہو کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہو اور رات کو بسبب سردی کے جم کے برف ہو جاتا ہو لہذا کل کچھ دن رہے اس قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا مین بہا دیجیے جس وقت یہ بہ کے بیچ دریا مین پہونچ جائے گا اتنے عرصہ مین شام ہو جائے گی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہو یہ رائے ضحاک نے پسند کی اور طیمور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کاہل کے آیا اور لوگ طیمور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیمور نے کہا او ملعون نامرد معلوم ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہو ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیون کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو مین اُس پر آفرین کرتا اگر افسوس ہو تو یہی ہو کہ جس طرح جی چاہتا تھا اُس طرح موت نہ آئی لطف یہ تھا کہ چار طرف سیکڑون لاشین ہوتین بیچ مین ہماری لاش بھی ہوتی اور اس صورت سے مرنا کہ برف مین اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہو مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر مین یہی تھا کہ ایسی جگہ مرین کہ نہ گور و کفن نصیب ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہان سے کہان پہونچگئی دیکھنے والون کو بھی طیمور کی حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ نوپلٹ کے ایوان شاہی مین آیا اور اس خوشی مین کہ بہت بڑے شخص کو مین نے دریا برد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پُر زر دے کر مرغ زرین بنا دیا کہ تو نے بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہو کبھی جانب تحت سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا کشتی ہوا کے زور مین بہتی ہوئی چلی جاتی ہو اب جون جون آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہو سردی بڑھتی جاتی ہو پانی کی روانی مین فرق آتا جاتا ہو طیمور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہو اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہو کہ ہم ایسا بدنصیب بشر بھی کوئی نہوگا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت مان کا ورثہ ملا کہ کوئی دوست دشمن نظر نہین آتا اُن گواہی عالم بیکسی مین صحرا کی موت آئی ہمین دریا کی اُن کو درندے کھا گئے ہمین نہنگ اور سونس کھالین گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن صاحبان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہو بقول شاعر ہندی دوہا

جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے	بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے

ایکایک جانب شمال سے ابر اٹھا اور ہوا بدلی کشتی یا تو سامنے بہتی چلی جاتی تھی یا کنارے کی طرف بہتی چلی آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا چلا گیا اور کشتی آکر کنارے لگ گئی گویا وہ لکہ کشتی کا بادبان تھا اور ہوا بادمراد تھی طیمور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی چکی تھی بھوک کے مارے طیمور کی حالت بُری تھین پانون مین بیڑیان وغیرہ نہ تھین کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنون نے زیور آہن اُتار لیا تھا صرف ہتکڑیان چھوڑی تھین طیمور نے ہتکڑیان توڑ کے پھینک دین اور بنا سپتی کھا کر ایک درخت کے سایہ مین قرار لیا اب وہ وقت آگیا کہ دریائے آسمان پر زورق ماہتاب نمودار ہوئی اور کہکشان نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ مین اسقدر سردی ہوئی کہ دریا مین موجین اٹھنا موقوف ہوگیا اور آب روان آب مسطح معلوم ہونے لگا اور طیمور سے سردی کا

تحمل نہو سکا بس اس دانائے روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کئے اور اُن پر زور کرنا شروع کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھرون پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اُٹھاکر دور پھینکدیتا تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اُٹھا لاتا تھا اور کبھی ڈنڈ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا مین جاکے گرا کبھی کسی درخت کو اُکھاڑ کے پھینک دیا اسی حالت مین شب بسر کردی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے اُفق مشرق سے سر نکالا اور اوس دھوان بنکر اُڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ بستر برطرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسون شہریار پیادہ پا نکل گیا مگر بوے انسان نپائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور شیر پیرو تمام دن سرگردان وحیران رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گانون نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا راستے مین جنگلی سیب اور ناشپاتیان کچھ توڑ لی تھین انھین کو کھایا اور تیمم سے فریضہ ظہرین و مغربین کو ادا کیا شام ہوتے ہی پھر اُسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڈ پیل پیل کے اور پتھر اُچھال اُچھال کے کاٹی صبح کو پھر ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اُسی طرح سرگردانی وحیرانی مین گذرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان سے کوسون تک بوے انسان نہین ہی اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہی جہان دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو طیمور وہان پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر روز اول کی طرح بسر کی اسی حالت مین برابر نو روز طیمور کو گذرے آج نوین دن قریب شام طیمور پھر اُسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہان طیمور دریا سے نکلا تھا لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤن پھر شام ہوا چاہتی ہی اور کنارے دریا کے اور سردی ہوگی لیکن خیال جو کیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہی اور اُس پار دریا کے دور پر سواد شہر سا معلوم ہوتا ہی کچھ نشانات مکانون کے پائے جاتے ہین اور ایک بہت بڑی چاردیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہی اور دروازہ پر جو گنبد ہی اُسکا عکس چمک رہا ہی طیمور غور سے اُسطرف دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ اُدھر بستی معلوم ہوتی ہی لیکن اُس پار جائین تو کیونکر جائین نہ تو کوئی کشتی ہی نہ پل ہی نہ دریا اس قدر ہی کہ پیر کے نکل جائین یہ اسی سوچ مین تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک مور پنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہی طیمور اُس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے اس کشتی پر کون سوار ہی اور کدھر جاتا ہی لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر ضحاک شاہ کی ہی باغ اس کا یہان سے قریب ہی یہ کشتی پر سوار ہو کر سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہی ملکہ کا دل بس گیا ماہتون سے کہا کہ کشتی ہماری کنارے پر لے چلو دیکھین یہ کون شخص ہی وزیرزادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا مین سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہین رہتا ہی اور یہ وہ وادی ہی جہان رہنا بشر کا کام نہین جن لوگون کو سزاے موت دینا ہوتی ہی اور قتل اُن کا منظور نہین ہوتا ہی وہ اس وادی مین چھوڑ دیے جاتے ہین کوئی ہوگا آپ اُدھر نہ چلئے ملکہ نے کہا کہ مین تو ضرور جاؤنگی باپ میرا ظالم ہی مگر مین رحمدل ہون مجھسے نہین دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی رہے کہ ایسے حسین مرد کہین پیدا ہوتے ہین یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا مین چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مرا تھا جسطرح مین نے اور اکثر مجرمون کو رہا کر دیا ہی اسی طرح مین اسے بھی رہا کرونگی ماہتون نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم رہ گیا ہی ایسا نہو پلٹتے وقت ساحل تک نہ پہونچنے پائین اور شام ہو جائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نہ سکے گی اپنی جان کے لالے پڑ جائینگے ملکہ نے فرمایا کچھ ہی کیون نہو مین اسے نکالونگی ضرور ماہتون تابع فرمان تھین اپ کیا کہہ سکتی تھین جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پر لائین پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہی تو اور بھی جی خوش ہو گئی کہا

اے شخص تو کون ہو حال اپنا بیان کر طیمور نے کہا کہ انسان ہون اور کیا بیان کرون شل مشہور ہو کہ پیری مین جوانی کا بیان مفلسی مین تونگری کا بیان بیکار ہو ابتو مرد فقیر صحرانشین ہون ملکہ نے کہا کہ خیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہو کہ آپ کہین کے رئیس ہین لیکن اب زیادہ باتون مین ہم کیون آپ کی طرح مبتلائے بلا ہون گے شام ہوا چاہتی ہی برف گرا چاہتی ہو آپ کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچکے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کرین گے طیمور نے کہا اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ مجکو تجھپر رحم آیا تیرے شہر مین تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا یہ فرماکر کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کرلی انکھیون سے دیکھتی جاتی تھی وزیرزادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہو خدا خیر کرے ملکہ نے ماتحتون سے کہا کہ تمکو انعام دون گی جلد کشتی کو دوسرے ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے پیشتر تم نے کشتی نہ پہونچادی تو سزاے سخت دون گی ماتحتون نے کشتی کو کھینا شروع کیا بازو شل ہوگئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لاکے لگادی کشتی مہر ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق نہونے پائی تھی کہ یہ کشتی ساحل مراد پر پہونچگئی ملکہ نے ایک توڑا ماتحتون کو انعام مین دیا اور وہان سے سواری لگی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی نقاب چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیرزادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہاکرتا تھا اُس پر شاہزادہ طیمور سوار ہوے اور اب یہ تینون سوار مرکبون کو اڑاتے ہوئے چلے دیکھا طیمور نے کہ ایک چار دیواری نہایت بلند ہو اور دروازہ اُس کا کھلا ہوا ہو ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہان خواصون نے سب سامان درست کر رکھا تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھالا خواصون نے سامان میخواری مہیا کیا لیکن سبکی سب آپس مین سرگوشیان کر رہی تھین کہ یہ جوان کون ہو لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلاسکتی تھین ادھر ملکہ باربار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل مین ہنسی جاتی تھی وزیرزادی نے جام بھر کر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طیمور کے آگے بڑھادیا طیمور نے کہا کہ اے ملکہ شراب اچھی چیز نہین ہو اسے پیکر انسان ہوش مین نہین رہتا بقول شاعر ؎ اُن انکھڑیون مین اگر نشہ شراب آیا ؛ سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا ، اسوقت تک تو تم مجھ سے شرم کے ساتھ باتین کر رہی ہو مجھے تمھارا لحاظ ہو کہ مین تمھارا مہمان ہون جس وقت دونون بیخود ہوگئے اُسوقت یہ امتیاز نہ رہے گا اور ہوش مین آنے کے بعد دونون کو پشیمانی ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین اور نہایت اپنے کردار پر خفیف ہوئی اسیوقت کشتیان شراب کی اُٹھوادین اور کہا کہ چونکہ سردی زیادہ ہو چائے لاؤ اسیوقت چائے تیار ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہو کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہین لیکن صاف طور پر بغیر آپ کے بیان کئے ہوے معلوم نہین ہو سکتا کہ آپ کون ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے طیمور نے کہا کہ اے وزیرزادی مین گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا فرزند ہون نام میرا طیمور شیر پرور ہو ملکہ نے کہا کہ شیر پرور کا مطلب مین نہین سمجھی طیمور نے اپنی پرورش پانے کی تمام کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیرزادی نے کہا کہ سنا ہو کہ ایرج نوجوان شاہزادہ خاور سیاہ لعل غفتان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہان اور پردادا میرے عملشاہ نوجوان تھے وزیرزادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشمنان خداوند لقا ہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہان آنیکی کیفیت بیان کیجیے طیمور نے کہا کہ اے ملکہ مین صحراے زرنگار میں قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ مین نے خیمہ اپنا برپا کرایا تھا کہ مجکو صحرائیت زیادہ پسند ہو ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجکو گرفتار کرلایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہو کہ اُس نے مجکو کشتی پر بٹھا کے دریا مین بہادیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آلگی ہوا پلٹ گئی مین کشتی سے اُتر کر صحرا کی طرف روانہ ہوا نو روز سے اس صحرا مین سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمھاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھا کے مجھے لے آئین وزیرزادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نہ کہیے اس لئے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہین اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہین طیمور نے کہا کہ جو جیسا ہوگا ویسا کہا جائے گا اُس کی نالائقی اُس کے ساتھ ہو اور ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہو خیر اگر زندہ ہون تو دیکھا جائے گا اتنے مین چائے آئی ملکہ نے اُسی طرح چائے پیش کی شاہزادے ۲۰

نے چائے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے کہا کہ ملکہ دیر ہوگئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہین فرماتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہان جاؤگی ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مین دن بھر باغ مین رہتی ہون اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہون کہ وہ بغیر میرے کھانا نہین کھاتے فرمایا کہ مین تو نہ جانے دون گا یہان جو میرا اکیلے جی گھبرائے گا تو کیا کرون گا ملکہ نے کہا کہ مین وزیرزادی کو چھوڑے جاتی ہون آپ اس سے چوسر وغیرہ مین دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو نہ اپنے بدلے بھیجدو تم میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہی بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہو والد باجد گھبرا کے چلے آئین تو غضب ہوجائیگا اُن کا قاعدہ ہی کہ جب مجکو جانے مین دیر ہوتی ہی تو اکثر چلے آتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہی اگر وہ یہان آگیا تو آج ہی فیصلہ ہوجائے گا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمھارے ساتھ یہ سلوک کرین تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ مین دشمنی نہ کرون گا ملکہ یہ کھٹکا مٹجائے گا کہ بغیر وہان جائے تم رہ نہین سکتین ملکہ نے کہا کہ تمھین اپنے دین ومذہب کا واسطہ اس بارے مین اصرار نکرو ورنہ تمھاری جان جائے گی میری رسوائی ہوگی فرمایا خیر تمھاری خاطر ہی صرف تمھاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہون ورنہ میری جان تو سوا میرے خدا کے کوئی لے نہین سکتا ہی یہ فرماکر مسہری پر لیٹ رہے نو دن کے تھکے اور جاگے تھے سو گئے ملکہ سوار ہوکے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک شاہ کے پہونچی سلام کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی مین آدمی کو خیروعافیت کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کرون مین آج دن کو سوئی نہین شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہوجانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سوگئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہی کہ اب بھی مین ہوشیار نہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھاچکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا ساتھ دے کر اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اسوقت تم نے کچھ کھایا بھی نہین ملکہ نے کہا کہ جی ہان اشتہا ہی نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیون تکلیف کی کہلا بھیجا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کرین اور مین حاضر ہوکے بھی عذر نکرون بلکہ کہلا بھیجون یہ کیونکر ہوسکتا تھا الغرض ملکہ نے شب کو تو یہین آرام کیا لیکن آرام کہان نیند نہ آئی اور تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اُٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہونے پایا تھا کہ یہ پہونچگئی ادھر شاہزادہ بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر مین مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مین تو نہ جانے دونگا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم ہوگیا تمھاری جان نہ بچے گی وہ سات لاکھ کی فوج کا مالک ہی فرمایا کہ مین سات کروڑ سے بھی نہین ڈرتا ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا مین تم سے وعدہ کرتی ہون کہ آج شب کو مین کسی بہانے سے چلی آؤن گی وہان نرہون گی شاہزادے نے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہوگئی اور جاتے ہی دردسر کا بہانہ کرکے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین باغ چلی جاؤن آج دردسر بہت ہی یہان جی گھبراتا ہی بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اُسیوقت سوار ہوکے باغ مین چلی آئی طیمور نہایت خوش ہوا جب دوتین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار میری تلاش مین ضرور چلا ہوگا اگر تم کہو تو مین جاکے اُسے ڈھونڈھ لاؤن ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہی اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کردی تو غضب ہوجائے گا وہ تمھارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہوجائے گا فرمایا کہ مین شہر کی طرف نہین جاؤن گا بلکہ صحرا مین اُسے ڈھونڈھون گا ملکہ نے بمجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوا دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہین سے کہین نکل گیا شام ہوگئی آخر ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا حسب معمول اُسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے بیژن غران پانچسو سوارون سے جارہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جارہے ہین اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو بیرون باغ کی حفاظت

کے لئے فوج شاہی آئی ہو خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہون بس طیمور بھی اُنھین لوگون کے پیچھے پیچھے چل کھڑا
ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جاکر چارون طرف پھیل گئے اور بیزن سو سوارون سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ
رُک گیا اب انھون نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بھڑے دشوار ہو اُدھر ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت
تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت مین مبتلا ہو گیا کیا پیچ پڑا کہ اسوقت تک واپس نہین
آیا اتنے مین رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آگئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو اسلئے
کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہان ملکہ تو ہولین کھا رہی تھی اور وہان طیمور نے صحرا سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیزن تیغزن
کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہو جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیزن نے کہا کہ کیون
شامتین آئی ہین تو کون ہو نام اپنا بتا فرمایا نہین جانتا منم طیمور شیر پیرو بس یہ سنتے ہی بیزن نے کہا کہ ارے مار لو اسکو
یہ تو وہی ہو جسے بادشاہ نے دریا مین بہا دیا تھا یہ یہان کہان سے آگیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آگئے تلوارین کھینچ لین اُدھر
شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدائے بگیرو بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھون
تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہو اب جو دیکھتی ہو تو طیمور اکیلا سیکڑون سے لڑ رہا ہو جس پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے
ہوئے بس یہ بیتاب ہو گئی وزیرزادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہان سے تو ہم بچا کے لائے تھے
اور اس نے یہان مفت مین اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہو کہ کیا کرون لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان
نہو جیسے اتنے سپاہی اس شیر دل کا کچھ کر نہین سکتے ہین دیکھے جائیے یہ دم بھر مین سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایک
سو رما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہو مثل مشہور ہو کہ ایک کی دوا دو یہ کس کس سے لڑے گا اور کسے کسے قتل کرے گا وہان
بیزن نے جو دیکھا کہ اس نے تلوار کے نیچے سب کو دھر لیا ہو جس پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیزن تیغزن
للکارا کہ او سرکش تو بلائے بد معلوم ہوتا ہو مین نے چاہا تھا کہ مین تجھپر ہاتھ نہ اُٹھاؤن مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے
ہاتھ سے نہ مارا نجائے گا خیر لاحرب بہادری کی اب تجھے زندہ بے جانے کی کوشش کرنا بیکار ہو بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث
ہو تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دون گا کہ اُس نے اسی واسطے مجکو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر پر
شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا یا تو تلوار سر پر چکی تھی یا زمین مین
ڈوب کے نکلی بیزن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اُٹھا کر بھاگے وزیرزادی
نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہان آئیے ملکہ ہولین کھا رہی ہین شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اُسیوقت تصدق اُتروایا اور
کہا کہ تم نے برا کیا اب راز فاش ضرور ہو گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہو اگر قضا اسی بہانے آگئی ہو تو یہی سہی یہان کی
تو یہ حالت ہو اور اب اُدھر کی سنیے کہ لوگ لاش بیزن کی اُٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے
ضحاک شاہ آواز فریاد و بکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیون شور کر رہے ہو اُن لوگون
نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا مین بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے ٹوکا لڑائی
ہوئی سردار ہمارا بیزن تیغزن اُس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خودپسند تعجب مین آیا کہ یہ کیا ماجرا ہو وزیر سے کہا کہ یہ
خداپرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہین ضمیر اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اگر ان لوگون پر اپنا غضب نازل کیا جہنم
مین پھنکوا یا جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہین ہین ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بھڑ کا چھتا ہین ان لوگون کو نہ چھیڑیئے آپ نے
نہ مانا نسیم گردپا نے کہا کہ دیکھیے مین جاتا ہون اور ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکر نسیم گردپا جانب باغ ملکہ منیر روشن
تن روانہ ہوا وہان شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا ملکہ پہلو مین تھی وزیرزادی سامنے دست بستہ حاضر تھی ناچ ہو رہا تھا کہ نسیم
بادپا صورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولون کی ہاتھ مین یہان دیکھتا ہو تو اہا ہا ملکہ کے پہلو مین طیمور
بیٹھا ہوا ہو اس نے جاکر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہو عرض کی کہ وہ جو آپ کے گھر کی مالن ہو وہ بیمار ہو گئی ہو مین

اُس کی بہو ہوں مین نے سنا تھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہی جلسہ ہی مین حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام دلوادیا یہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو مین اُس کے بیٹھی ہین صحبت راگ رنگ کی ہی گستاخی معاف ہو سچ سچ کہنا ہمارا کام تھا ہم نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہی یہ سُنکے رنگ چہرۂ ضحاک کا متغیر ہو گیا کہا کہ جا اور دونون کو گرفتار کر لا نسیم گردپا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہان آئے اُسے آپ گرفتار کر لیجیے گا اور تیمور کو مین گرفتار کیے لاتا ہون ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہی تو اب ملکہ نہ آئے گی نسیم بادپا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر مین گرفتار کر لاؤن گا غرضکہ رات کو نو بجے تک حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ نہ آئی تو ضحاک نے نسیم بادپا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونون کو گرفتار کر لا جبتک وہ دونون اسیر ہو کے نہ آلینگے مین محل مین نجاؤن گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گردپا جانب باغ ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ مین اُتر کر ایک درخت کے پیچھے کھڑا ہو رہا حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤن اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب کرنے کو بیٹھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ مین ڈال کر اوپر سے خشک پتے سمیٹ کے ڈالدیے اور آپ اُسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصون مین مل کے کھڑا ہو رہا یہان صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ مین گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ مین آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم بادپا کھڑا تھا اُسی کی پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتین چپی کرنے لگین بس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملکے جھلنا شروع کیا دو تین جھپکون مین یہ سب بیہوش ہو گئے بس اس نے ملکہ کا پشتارا باندھا اور وہان سے چل کھڑا ہوا ملکہ کو تو لاکر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہان سے پھر باغ مین آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ مین آیا یہان جو عورتین باری پہ تھین وہ ملکہ کی صورت دیکھکر ٹل گئین کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہی کہ تخلیہ ہونا چاہیے سب ہٹ گئین بلکہ اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہین یہان نسیم گردپا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈالدیا ضحاک شاہ نے پھر ادہر دونون کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی کہ بابا جان اصل تو یہ ہی کہ مین مسلمان ہو چکی اب مین آپ کے کام کی نہین ہون یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے اور یا دونون کو قتل کر ڈالیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو مجھسے بڑھکر آپ کا کوئی دشمن نہو گا آگے اختیار ہی ضحاک شاہ دختر کی باتون پر تھرا گیا کہ ہماری پارۂ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہی ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی ہی اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہی کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کرون ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہین اے نسیم گردپا ان دونون کو لے جاکے قید کرو اور کل صبح کو مین انھین قتل کرون گا نسیم گردپا نے ایک پھول سنگھا کر ان دونون کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب

دو کلمہ داستان شاہ ہوشیر دل کے بیان ہوتے ہین

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
سینے مین خلش سی ہو رہی ہے
پھر ہے وہی جوش نوجوانی
پھر وہ ہین جگر کباب ہوگا
پھر چشم ہے خونفشان و خونخوار

بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر پہونچا ہے اب پیام الم کا
پھر بھا گئی اپنی زندگی
پھر چاہینگے ہم کسی حسین کو
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر دور شراب ناب ہوگا
پھر پھاڑینگے جیب و آستین کو
پھر ناوک درد دل فگن سے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
ہنڈیا مین اُبال پھر ہے آیا

پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے
پھر تمکو منیر کچھ ہے سوجھی

پھر جی مین خیال ہے کسی کا
پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
پھر خیر ہی نہین ہے جان وجی کی

کہ یہ تعاقب مین نسیم کردپا کے چلا تھا آتے آتے شہر ضحاکیہ پہونچا جہان تک پکی زمین تھی وہان تک تو پیرے کے نشان بخوبی ملے اور جہان سے کچی سڑکین آگئین وہان سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر مین ہے بس شاہور شیر دل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگون سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بادشاہ یہان کا بقا پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خدا پرست کو بلا کر پہلے تو دریا مین بہا دیا تھا وہان سے اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونون کو گرفتار کرکے حکم قتل دیا ہے آج ڈھنڈورا پٹا ہے کل صبح کو وہ دونون قتل ہونگے اب یہ سوچا کہ دفعتاً رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہور نے کوہ پر جاکے تصویر بقا نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی بقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا تھا قد نہ بڑھا سکا اسلئے کہ بقا کا قد بیس ارنج کا تھا اور شاہور کا قد کوئی دس ارنج کا تھا صورت بقا کی وہی شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اکثر یہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کرکے قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہور صورت بقا کی بن چکا تو پہاڑ کی گھاٹیون مین جا بجا دہن اژدر دہن شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جابجا سے لگا کر بالائے کوہ آکر آپ بیٹھا اور جو آئندہ و روندہ اُس طرف سے گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندہ من آگاہ باش کہ منم خداوند زمردشاہ باختری جن لوگون نے دیکھا انھون نے شہر مین جاکر اور لوگون کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق ہوکے چلے اُن مین بعض ایسے بھی تھے کہ صورت بقا کی پہچانتے تھے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھے انھون نے صورت پہچانی اور جاکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارا آپ کے ملک سے خروج کیا ہے بالائے کوہ تشریف فرما ہین چل کر خداوند کو لے آئیے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع اراکین دولت جانب کوہ روانہ ہوا یہان آکے جو دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیون مین سے اژدر و نہنگ و پلنگ و فیل و کرگدن وغیرہ جھانک رہے ہین اور بالائے کوہ خداوند کھڑے ہین بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا اور گڑگڑا گڑگڑا کر کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہان کب تشریف لائے بقائے نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی مجھے لے آئی ورنہ مین تو اپنے بندون سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہان سے چلا گیا اس زمانے مین تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا مین اس غرض سے آیا ہون کہ تیری مراد دل بر لاؤن اگر تجھے خدا پرستون سے قصاص لینا ہے تو تو خروج کر ہم تیرے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی ضحاک خوش ہوگیا اور کہنے لگا کہ یا خداوند مین نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق ہوگئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیمور کی طرف سے پھیر دیجیے بقا نے ہنس کے کہا کہ ہمین نے اُس کو شیدا کیا ہے مین اُس کا دل پھیرین اے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہین سمجھتا کہ جن بندون کی خاطر سے ہم نے دنیا کو ترک کرکے ملک عدم مین رہنا اختیار کیا اُن کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہین مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندون کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمین بھی نہین ملتے اور طیمور کو تو نہین جانتا کہ اُس کے خون مین نور خداوندی شریک ہے باپ اس کا نواسہ قدرت تھا خاص نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیون کو تو ان بندون پر فریفتہ ہی کر دیا تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی دختر کو اُسی کے سپرد کر دیکھ ایک صفت ادنی سی ہمارے خاص بندون مین یہ ہے کہ کسی نامحرم عورت کو نگاہ

اُس سے نکاح ہو لے ہاتھ نہین لگاتے ہین تیری دختر بھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہوگی طیمور نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا مین اسی نصیحت کے واسطے آیا ہون ہان دل طیمور کا تیری طرف پھیر دون گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اُس کے بعد تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہی کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہی کہ اس سے سامنا کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہو گیا اُسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتایئے کہ قد آپ کا کیون مختصر ہو گیا یہ سنکے بقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندۂ بد اعتقاد خداوند جتنا چاہین قد کو بڑھائین اور جتنا چاہین گھٹائین تجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہی جو ہمارا جی چاہتا ہی وہ کرتے ہین نسیم گرد پا خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرافراز کیا ہی تو شہر مین تشریف لے چلیے کہ آپ کے قدمون کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہوگا بقا نے کہا کہ چل جو تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت روان طلب کیا جسوقت تخت آیا تو بقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر مین دھوم مچ گئی کہ خداوند نے دوبارا خروج فرمایا ہی اب ملک ضحاکیہ ہم پایہ ملک باختر ہو گیا بلکہ باختر سے بہتر ہو گیا کہ وہ پہلا خروج خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہی لوگ مشتاق بقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری شہر مین پہونچی ہی تو دورویہ لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائین مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا باپ مر گیا ہی اُس نے اپنا مال نہین بتایا وہ تونگر تھا اور مین محتاج ہون مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے مین اُسے بہت دوست رکھتا تھا بقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اسی صورت سے ایوان شاہی مین داخل ہوا اب بقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ پیچھے کھڑے ہو کر مروحہ جنبانی کرنے لگا سب مودب ہو کے بیٹھے بقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ مین اُس کا دل تمھاری طرف سے پھیرا ہوا ہی تو رجوع کر دون گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندان چلا ملکہ منیر روشن تن اور شاہزادہ طیمور کی قید حاضر کی ان دونون حسرت زدون نے جانا کہ ہمین قتل کرنے کو بلایا ہی طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیون دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مین تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ مین تجھے لاتی نہ تو اس عذاب مین مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا واے ہو مجھپر کہ مین اپنی جان بچاؤن اور تم کو قتل ہو جانے دون یہ بات مروت و محبت سے دور ہی الحاصل جب دونون عاشق و معشوق دربار بادشاہی مین پہونچے اور نظر طیمور کی بقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن بقا ہنسنے لگا اور کہا اے بندۂ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھکر تو لاحول پڑھتا ہی شرط کہ ابھی تجھے غارت کر دون طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا تاب ہی تیری تو وہی ہی کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکون ملکون بھاگتا پھرا تو بودا تیرے پرستار بودے دیکھ تیرے پرستار ضحاک نے مجکو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہی یہی شان مردی و مردانگی ہی سات لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفس سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعہ سے اس نے اسیر کرایا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی سردار اس کے یہان لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمہ سنکے سردارون کے تیور بد ہوئے کہنے لگے کہ اے بادشاہ اسے رہا کر دے ہم سے یہ طعنے نہین سنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دون گا تو پھر یہ گرفتار نہو سکے گا طیمور نے کہا کہ اگر تجکو ہوس مقابلہ ہی تو پہلے مجھسے آنکھ ہی ملا کے دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے آنکھ ملائی نام اُس کا ہومان فیل کُش تھا نہایت زبردست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش ہو گیا یہ دیکھکر ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع مین اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی نگاہ تلوار کا کام کرتی ہی اُس کی تلوار کون اُٹھا سکتا ہی لیکن بقا نے کہا کہ اے بندۂ من مین نے تجکو وہ زور و طاقت عطا کی ہی کہ کیا تاب ہی کسی کی کہ تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجکو چاہیے کہ بچالون اپنے خداوند کو اور جو کچھ مین کہون

اُسے قبول کرو ہی تیرے حق مین بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہی معلوم ہوتا ہو کہ تو مرے پیر بھوت ہوگیا ہو مین بھوت سے نہین ڈرتا ہون مثل مشہور ہو کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہو اُسوقت بقا نے قلمدوات طلب کیا فوراً قرطاس وقلم دوات حاضر ہوئی بقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ مین ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے دیتا ہون تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کر کے لکھا کہ اے شہریار مین بقا نہین ہون بلکہ آپ کا غلام شاہور ہون جو کچھ مین لکھتا ہون اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہو آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا اور قتل خداپرستان کا عہدہ ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اے بندۂ من دیکھ اسے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑدادا وہان سب میرے پاس تھے اور جو مین کہتا تھا وہ کرتے تھے اب تو مجھسے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہی اور اسے نوشتۂ قسمت جان طیمور نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہو اہل دربار حیران ہوگئے کہ ایسے وحشی کو خداوند نے ایک انچھر مین رام کرلیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لئے کہ واہ خداوند اسی سے تجھے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہین بقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو مین نے تجھے دیا اب تجھکو چاہیے کہ ضحاک کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہوا طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہو سوا اس کے کہ مین تجھے سجدہ نہ کرونگا اور کسی خداپرست کو قتل نہونے دونگا بقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہو ہم نے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ پر سے سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید کاٹ دین بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑ کے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی دور ہوئی بقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ مین چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہوگیا ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہو طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو برا بھلا کہہ رہے تھے یا اطاعت کرلی یہ کیا معاملہ ہو فرمایا کہدونگا جب باغ مین پہونچے تو انیسین جلیسین ملکہ کی یا تو رو رہی تھین کہ اب کچھ دیر مین خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہوگئی یا حیرت مین آگئین اور خوش ہوکے دوڑین بلاگردان ہوئین کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئین شاہزادہ کو دیکھا اور بھی تعجب ہوا کہ ہم نگی یہان کیونکر بچی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو بقا بنا ہوا ہی یہ میرا عیار ہو اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب مین آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہو کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نہ سکا اب یہ دونون تو یہان مصروف عیش وعشرت ہین اور وہان لوگون نے روپیہ اشرفیان جواہر حسب حیثیت نذر کرنا شروع کیا سامنے تخت بقا کے انبار ہوگیا جب لوگ نذرین گذران چکے تو بقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہین جس وقت تمہارا لشکر تیار ہوجائیگا اُسوقت ہم آجائینگے ہمین بہشتون کا انتظام فرعون شاداد اور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہو اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندون نے ہمارے سامنے پیش کیا ہو اس سب کو ہم نے قبول کیا اسے فلان دامن کوہ مین امانت رکھوا دو خبردار اس مین سے ایک حبہ تلف نہونے پائے کہ یہ حق ان فرشتگان مقرب کا ہو جو ہماری خدمت کیا کرتے ہین ضحاک شاہ نے سب امانت دامن کوہ مین رکھوا دیا بقا اُٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوگیا جسوقت تنہائی مین پہونچا تو اس نے جاکر بڑا سا گڑھا ایک درخت کے نیچے کھودا اور سب مال واسباب لاکے اُسی گڑھے مین دفن کر دیا اور نشان قائم کرکے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہان تو خروج کی تیاری ہونے لگی فوجین تیار ہوئین قواعد لی جانے لگی وردیان نئی نئی بننے لگین اور وہان شاہزادہ باغ مین ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف تھا ناچ ہو رہا تھا عاشق ومعشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایکمرتبہ شاہور صورت ایک کلانوت بچے کی بن کے پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر طعنین لگانا شروع کین آواز جو شاہور کی کان مین طیمور کے پہونچی بیچین ہوکے ایک کہاری سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہو اسے بلا لا ملکہ نے کہا کہ یہ تمہین کیا ہوا ہو یا تو پردے کی تاکید کرتے تھے یا نامحرم کو اندر بلائے لیتے ہو فرمایا تم نہین جانتی ہو اس سے پردا

کیسا یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا کیا ہوا ہے تم گو تیے ہو مزا کے لئے الگ ہٹ گئے بیٹھو طیمور نے کہا کہ اے ملکہ ساتھ
کہاں کے ذات پوچھتی ہو ملکہ نے کہا میں کاہے کو ایسا جانتی تھی دل آرا نے کہا کہ ملکہ آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں خاندان
عمرو میں کون ایسا ہے جو گانا نہیں جانتا اور اولاد عمرو کو اولاد صاحبقران اپنا عزیز سمجھتی ہے یہ ان کا عیار ہے جیسے
بھائی کہتے ہیں کہاری باہر باغ کے آئی اور کہا کہ چلو تمکو ہمارے ولی نعمت نے یاد کیا ہے جواب دیا کہ میں نہ جاؤں گا
کہاری نے آکے اسی طرح کہدیا اسوقت شاہزادے نے کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے اسی پر یہ ناز کرتا ہے اے دل آرا
تو جا اور بلا لا دل آرا نے کہا میں نجاؤں گی میں سن چکی ہوں کہ یہ عیار نہایت شریر ہوتے ہیں مجھے ستائیں گے طیمور
نے کہا کہ اطمینان رکھو سوا زبانی شرارت کے وہ تجھے ہاتھ نہ لگائے گا دل آرا گئی بس نظر جو شاہور کی دل آرا
پر پڑی بیچین ہو گیا دل آرا نے کہا کہ چلو ملکہ یاد کرتی ہیں انعام دیں گی شاہور نے کہا کہ اگر ملکہ تمھیں انعام میں دیدیں
تو کیا مضائقہ ہے دل آرا نے کہا چہ خوش درست ہے شاہور نے کہا کیا تم مجھسے اچھی ہو دل آرا نے کہا میں اچھی ہوں یا
بری اپنے واسطے ہوں شاہور نے کہا کوئی اپنے واسطے نہیں ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے کہ عورت مرد کے لئے اور مرد
عورت کے لیئے دل آرا عاجز آکے کہنے لگی کہ اسی مارے میں نہیں آتی تھی تو آچاہے نہ آمیں تو جاتی ہوں یہ کہکر
بگڑ کے چلی شاہور اٹھا کہ جاتی کہاں ہو ٹھہرو تو سہی دل آرا بھاگی اور شاہور پیچھے دوڑا دل آرا بھاگ کے ملکہ
کے پیچھے جا چھپی شاہور نے پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ عورت میرے چٹکی لے کے بھاگی ہے میں بھی
اس کے چٹکی لوں گا ملکہ نے کہا کیوں دل آرا یہ کیا حرکت تھی یا تو جاتی نہ تھی گئی تو یہ شرارت کی تجھے غیر مردوے
سے شرم بھی نہ آئی دل آرا نے کھسیانی ہو کر کہا کہ ملکہ ہاتھ ٹوٹیں جس نے اس کے چٹکی لی ہو خدا بچائے ایسے مردوے
سے جو دل سے ایسی تہمتیں گھڑے ہے ہے میں ایسا بھی نہ جانتی تھی شاہور نے اپنے ہاتھ سے گال میں چٹکی لے کے
ملکہ کو دکھایا کہ دیکھیے یہ نشان بن گیا اس زور سے اس نے چٹکی لی ملکہ نے کہا سچ تو کہتا ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہے طیمور
نے کہا اے شاہور یہ وہی مثل ہو گئی کہ چومتے ہی گال کاٹا بس زیادہ نہ ستاؤ اب کچھ گانا سناؤ شاہور نے کہا کہ بندہ
کوئی گویا نہیں ہے آپ نے یہ پوچھا کہ تجھپر کیا گذری گانے کی فرمایش کر بیٹھے طیمور نے کہا جو گذر گئی اس کا ذکر
بیکار ہے آئندہ کی فکر چاہیے شاہور نے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی غزل

ہچکی بھی تو مجھکو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں جو بیٹھے
اک پھول سے بھی بوے محبت نہیں آئی
جب اس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آکے
یوں پھیریں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ چلدئے جو دے کے مرے دلکو تسلی
وہ قبر پہ آئے ہیں قیامت نہیں آئی

بار اہیں پہلے تو محبت نہیں آئی
ہم اٹھ نہ گئے کیوں تمھیں غیرت نہیں آئی
اندوہ والم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
میرے ہی لئے زیر ہوئی گردش گردون
پھر دل مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہی چل بھی
یاد اور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی رہے ہم شب وعدہ میں فقط شکر

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں آئی
اب کہتے ہیں کیوں مجکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آگئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے میں مے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
لکھی ہے قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہو جائے کہیں حشر کا دھوکا
ہاں یاد کمال ان کی شکایت نہیں آئی

اسی طرح دو چار غزلیں شاہور نے اس مزے سے گائیں کہ دل آرا بھی پس پس گئی کنکھیوں سے دیکھ دیکھ کے مسکرا
کی ملکہ نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تجھے کیا انعام دوں جو کچھ دوں وہ کم ہے شاہور نے عرض کی کہ جو کچھ دیجیے
وہ بہت ہے اس شہریار کے تصدق میں سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے میں نے خداوند ان کے بہت کچھ پیدا
کر لیا ہے ہاں اکیلے جی گھبرائے گا تنہائی کے بہلا دینے کی ضرورت ہے ملکہ سمجھ گئی کہا خیر دیکھا جائے گا اطمینان رکھو

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا معمہ تھا ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز شاہور نے کہا کہ مین ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہون طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردپا نہایت ہوشیار عیار ہی ایسا نہو کہ اُس پر تمھارے آنے کا حال کھلجائے تو بنا بنایا کھیل بگڑجائے گا شاہور نے کہا اے شہریار اس نے بڑا دھوکہ دیا ہی جبتک مین اسے زک نہ دے لون گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمھین اختیار ہی مگر ذرا ہوشیاری سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی چوک اور چوپڑ کا بازار بزازے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا اور اُس طرف سے مہتر نسیم گردپا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہی شاہور نے کہا کہ مسافر ہون بس نسیم سمجھ گیا کہ ہونہو یہ شاہور ہی کہا ارے پکڑ لو اسے یہ عیار ہی چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمندیں لیکے دوڑے شاہور نے نیمچہ عیاری کمر سے کھینچا اور لڑنا شروع کیا جس کو جست کر کے نیمچہ مارا اُسے خاک پر گرا دیا جب زیادہ شور و غل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جھپٹ کر کے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچگیا ساتھ ہی نسیم گردپا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالائے بام پہونچا آواز دی کہان جاتا ہی مین آپہونچا شاہور اس کوٹھے سے اُس کوٹھے پر اُس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی ساتھ ساتھ نسیم گردپا بھی چلا آتا ہی ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ زیر دیوار ایک گڑھا ہی لیکن چوڑی بہت ہی اور سوا پھاندنے کے کوئی چارا بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب مین چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھین بند کر کے جو جست کی تو کنارے پر گرا نسیم گردپا نے بھی جست کی ہنوز یہ زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے نیمچہ سے دھمکایا نسیم جھجکا جھجکنے کی وجہ سے کنارے نہ پہونچ سکا بیچ ہی مین گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہوکے روانہ ہوگیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے پر پہونچا حمامی سے کہا مین نہاؤن گا حمامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہان دیکھا کہ حمامی ایک ہی ہی کہا کہ کوئی کھیسہ کرنے والا بھی ہی حمامی نے کہا کہ ہین تو بہت سے لیکن اسوقت کوئی نہین ہی شاہور نے کپڑے اُتارے اور کہا کہ بیسن لا حمامی کھیسہ لے کے آیا شاہور نے ناک حمامی کی پکڑ کے مُڑ ور دی یہ غریب تو بیہوش ہوا شاہور نے اُسے کسی گوشہ مین چھپا کے کچھ کپڑے وغیرہ اس پر ڈالدئے اور آپ حمامی کی شکل بن کر دروازے پر آکے بیٹھ رہا کہ مردا مرے گا تو گورستان ہی مین آئے گا وہان نسیم گردپا غوطے کھاتے کھاتے بمشکل گڑھیا سے نکلا اتنے مین دو ایک شاگرد بھی آگئے نسیم گردپا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہی تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ مین لت پت حمام کی تلاش مین چلا یہان سے قریب یہی حمام تھا جہان پہلے ہی شاہور حمامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردپا اسی حمام مین آیا کپڑے اُتارے حمام مین داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لے آ ادھر حمامی نے بیسن لا کے سر مین منھ مین تمام جسم مین ملدیا اور آپ حمام سے نکلکر اُسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردپا کی جانب روانہ ہوا راستے مین صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کے کپڑے دیجائیے جورو اُس کی نہایت بدمزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیون مانگے ہین رات کو موا کہان رہا ہم اس لئے ہین کہ کپڑون کی نگہبانی کرین اور وہ اپنا منھ کالا کرنے کو کہین اور جائے اُس نے کہا کہ استاد حمام مین ہین اور مجھے نہین معلوم وہ اندر سے بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہین ملین گے یہ تو دتکارا گیا شاہور کو موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھسے سنیے وہ ایک کلوار کی بیٹی پر مرتے ہین وہین رات بھر رہے ہون گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہی اور یہ موا معلوم ہوتا ہی کہ کتا ہی جو نہین بتاتا ہی مین اُس کے سب کپڑے دیئے دیتی ہون تو لے جا اور اُس سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر پر نہ آنا جہان تیرا جی چاہے وہان رہ مین بادشاہ کو عرضی دے کر آدھی تنخواہ لے لون گی آدھی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے چاہے آپ صرف کر یہ کہکر پورا صندوق کپڑون کا لا کے دیدیا پہلا شاگرد تو بگڑ کے پہلے ہی چلا گیا تھا کہ جا کر اُستاد سے

کھون گا کہ اُستانی کپڑے نہین دیتین شاہور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لیکر باغ ملکہ کی جانب روانہ ہوا وہان سر اور منہ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ نورا اٹھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا جتنے بال تھے سب ہاتھون مین الجھ گئے پلکین بھوین سب گر گئین چار ابرو کا صفایا ہوگیا اب تو اس نے کہا کہ بلاؤ حمامی کو یہ اس نے کیا غضب کیا شاگرد اس کے حمامی کو تلاش کرنے لگے اُدھر حمامی کو ہوش آیا یہ جو گوشۂ حمام سے باہر آیا تو شاگردان نسیم گردیا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے اُستاد کے سر مین بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حمامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اُسے پیٹے جاتے تھے نسیم گردیا نے کہا کہ اسے میرے سامنے لاؤ جسوقت حمامی سامنے آیا تو نسیم گردیا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حمامی نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا مین آگاہ نہین مین نے تو نہ ایسا ملا نہ بیسن ملا وہ کوئی اور ہوگا ایک شخص نہانے کو آیا تھا اُس نے میری ناک دبا دی پھر مجھے ہوش نہین اسوقت ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے نسیم گردیا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہو سوا اُس کے یہ دوسرے کا کام نہین ہے شاگردون سے کہا کہ خیر جانے دو جو شاگرد کپڑے لینے گیا تھا اس نے آکر کہا کہ اُستانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گردیا نے ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کر پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہے صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہے جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گردیا نے کہا کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان جمائین جب نسیم گردیا نے اپنی آواز پہچنوائی تو اس نے کہا کہ بھڑوے یہ کیا شکل بنا کے آیا ہے نکل میرے گھر سے نسیم گردیا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہے میری مصیبت تو سن کہ شاہور عیار نے پہلے تو مجھے گڑھیا مین گرایا بعد اُس کے حمامی بن کے میرے سر مین نورا ملدیا جس سے بال گر گئے تم نے کپڑے نہ بھیجے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ مین تو سب کپڑے بھیج چکی ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کلوار کی بیٹی کے یہان ہے نسیم نے کہا کہ ارے معلوم ہوتا ہے کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی اُستادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اُسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسی قدر دیر ہو گئی بادشاہ کے سامنے ہو گیا اور ضحاک شاہ نے یہ صورت اُس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گردیا نے کہا کہ عیار طیمور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ جا نکل جا میرے گھر سے جس وقت اُس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے نکالا گیا اور وہان شاہور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اسوقت شاہزادہ اور شاہزادی دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھدیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے ایسی زک دی ہے کہ کچھ دنون کو تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اچھے وقت آگئے آؤ کھانا کھاؤ تو شاہور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھاپی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اسنے شاہور تو اتنی بڑی زک دے کے آیا ہے نسیم گردیا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا اچھا نہین ہے اتنے مین کچھ ہرکارے جو ملکہ کی جانب سے معین تھے انھون نے آکے خبر دی کہ نسیم عیار بادشاہ سے قول کر کے چلا ہے کہ مین شاہور شیر دل کا سر لینے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہور نے طیمور سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا ہی سر لیجائے گا اور یا مین اُسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکلکر شہر کی جانب روانہ ہوا اُدھر سے نسیم عیار شاہور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے لیکن اول حال شاہور کا سنئے کہ اس کے خیال مین آیا کہ لطف یہ ہے کہ یہ مجکو سارے زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور تو چلکر اسی کے گھر مین قیام کر اس کے ذہن مین آیا کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کلوار کی دختر کے سامنے نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کلوار کی دختر کو تلاش

کرنا چاہیے چلتے چلتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ماتھے پر ٹیکا سفید ورک کا دیا ہوا مانگ میں سیندور
بھرا ہوا پہونچیاں واستون میں پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شتاہور نے کہا اسیکو لینا چاہیے یہ تصور کرکے
شام ہو چکی تھی کتے کی چال چل کے اس کی دوکان میں ہوتا ہوا کوٹھری میں گھس گیا کلوارن دوڑ دوڑ کرتی
ہوئی دوڑی جیسے ہی کوٹھری میں پہونچی آپ پٹ سے لگے کھڑے تھے کلوارن کی ناک مسل دی وہ تو بیہوش ہوئی
بس جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیاری میں باندھا اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ
دوش پر لگا کے جانب مکان نسیم گرد پا روانہ ہوئے گھر میں آتے ہی پشتارہ کونے میں رکھ دیا بی بی نے کہا کہ تم تو دشمن کا
سر لینے گئے تھے کیا سارے پرے کو باندھ لائے اور اتنی جلدی لے آئے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آگئے شتاہور نے
کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس میں ایک راز ہے میں اب دشمن کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر مکان سے نکلکر چلے ادھر زوجہ کو
نسیم کی یہ شبہہ ہوا کہ کہیں یہ بھبڑوا اسی کلوارن کے مکان پر پہنچا ہوا اس کے یہاں ایک مرد ضعیف رہتا تھا کہ نام اسکا
محمدو تھا اُس سے کہا کہ اے محمدو جاکے دیکھ تو آ کہ یہ بھبڑوا کہاں گیا ہے یہاں محمدو لٹھیا پکڑ کے چلے دیکھا شتاہور
نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے یہ بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑ کے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے پاکھے میں چھپ کے
کھڑے ہوئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھوں یہ کہاں گیا ہے کہیں کسی مکان میں نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہ ہوگا یہ بیچارہ
جلدی جلدی دوڑا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے پاکھے پاس پہونچا آپ نے حباب بیہوشی مارا کہ
بڈھا بیہوش ہو کے گرا آپ نے اُس کے کپڑے اتار کے پہنے اور محمدو کو برہنہ کر کے ڈالدیا اور وہاں سے محمدو کی شکل
بنکر اندر مکان کے آگئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہاں دیکھ آئے ذرا اس کوٹھری کو تو کھولو تمہاری تو وہی مثل ہوئی کہ ع
| یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم | آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم | وہ کلوارن جس کا تمہیں شبہ تھا اس کوٹھری میں چھپی ہے اسنے سنا تھا
کہ اس پر شتاہور بھی عاشق ہو گیا ہے تو اسے خیال ہوا کہ ایسا نہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمہارا شوہر تمہارے خوف کے مارے اسکو
کوٹھری بنا کے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش میں گیا ہے یہ سنکے اسکو غصہ آیا کوٹھری کے پاس آئی کوٹھری کو کھولڈالا اور کلوارن
کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوارن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ میں کہاں نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی شتقل تو نے ہمارا گھر بگاڑا
ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہیں یہ کہکر جوتیاں مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری میں بند کر دیا میاں محمدو نے اور
کٹنے پر نمک مرچیں چھڑکیں جس سے یہ آگ بگولہ ہو گئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ جو تلاش میں شتاہور کی روانہ ہوا تھا تو
پہلے یہ باغ میں پہونچا شتاہور نے وہاں اپنی صورت پر ایک خواص کو ملکہ کے بنا کے چھوڑ دیا تھا وہ خواص بیچاری پیشاب
کی غرض سے جارہی تھی نسیم راستے میں حلقے کمند کے بچھا کے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اُس طرف سے گذری اس نے حلقے
کمند کے کھینچ لئے اور پکڑ کے اُس کا سر کاٹا اور سر لئے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے میں ہاتھ
خون سے آلودہ ہو گئے ایک کنوئیں پر بیٹھ کے ہاتھ دھوئے اب جو سر اٹھایا اور پانی اُس سر پر ٹپکا تو رنگ و روغن
چھوٹا اسکو شبہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہیں پٹکا اور دل میں پشیمان ہوا
کہ اے نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہاں سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ تمام زمانے میں تلاش کر کے تھک گیا تو گھر کی راہ
لی کہ خیر آج نہ ملا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں لیکن گھر میں جو آتا ہے تو واہ وا یہاں کے
اور ہی رنگ دیکھے کہ بی بی غصہ میں جوتی لیے بیٹھی ہیں نسیم نے کہا کہ کیوں تم غصہ میں کیوں بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ یہ کسے اپنی ماں کو لایا ہے
اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آگئی یہ قسمیں کھانے لگا کہ میں واقف نہیں کہ اسے کون
لایا بی بی نے کہا ہاں مونڈی کاٹے آپ ہی تو بھی باندھ کے یہاں رکھ گیا تھا اب کہتا ہے کہ میں واقف نہیں اے محمدو کیا
دیکھتے ہو مارو مردے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کر دیا محمدو نے کھتلا اتارا ادھر بی بی جوتی لے کے لی مار پیٹ
ہونے لگی محمدو کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چندیا ہل جاتی تھی دل میں کہتا تھا کہ بڈھے میں سختی تو ستم ہے یہاں ابھی بچا ہے بیٹا

ہو رہی تھی کہ وہان محمد واصلی کی آنکھ کھلی اپنے کو برہنہ پایا اُٹھ کے بھاگے بڑبڑاتے چلتے تھے کہ اس چھوکرے کے ہاتھون مین ذلیل ہوا نہ مین نسیم کی ٹوہ مین آتا نہ میرا یہ حال ہوتا یہ اُسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گھر مین چلا آیا یہان دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور کھڑا ہی اُدھر نسیم اور اُس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونون محمد و ہین یہ کیا ماجرا ہی بس نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہی یہ محمد واصلی ہی اور یہ جو پہلے سے کھڑا جو تان لگا رہا تھا یہ شاہور ہی بس نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر کے اندر چلا آیا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون شاہور نے بھی نعرہ کیا اور ہیچہ عیاری کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اسی کا نام ہی تو دھوکا دے کے طیمور کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا مین نے تیری کیا کیا گت بگاڑی ہی اب ان دونون مین ہیچہ چلنے لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر گوشۂ مکان سے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونون مین ہیچہ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان کوند رہی ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسون اُڑ گیا جب اُس نے ہاتھ مارا یہ اُڑ گیا اسی ردوبدل مین شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ ہلڑ ہو جائے اور اور لوگ بھی آجائین تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا تمام کرنا چاہیے یہ سوچ کے شاہور نے جھپٹ کے سر کی تبا کے جو کمر پر ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہوئے لاش پھڑکنے لگی بس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا اُدھر کلوانتی بھی سر پر پانون رکھ کے بھاگی کہ مین نے مفت مین جوتیان کھائین یہ وہی مثل ہی کہ گھوڑے گھوڑے لڑین اور موچی کا زین ٹوٹے بیچ غریب نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہوگئی اور یہان بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کر کے رونے لگی میان محمد و بھی کھڑے بسور رہے تھے لیکن شاہور کی شیردلی سنیئے کہ رات کا وقت تھا مکان کے اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر نہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آکے صورت اپنی نسیم کی بنائی اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ مین لیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ خودپسند روانہ ہوا وہان دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچگیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینکدیا اور کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہی انعام دلوائیے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے کہا کہ مین رات بھر کا تھکا ہوا ہون بڑی مشکل سے مین نے اسے مارا ہی دو پہر اس سے ہیچہ چلتا رہا اب مجھے اجازت ہو تو جا کر آرام کرون ضحاک شاہ نے کہا کہ جایہ تو سلام کر کے اور لے دے کے چلتے ہوئے یہان تھوڑی دیر مین بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار مین پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہی بادشاہ کی مین لٹ گئی کہین کی نرہی شاہور عیار نے مکان مین گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہون یہ کہکر لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈالدی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لے کر آیا تھا یہ سر اُس کا موجود ہی اور مین نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی گیا ہی یہ تو سب کرتب دیکھ ہی چکی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوائیے یہی سر میرے شوہر کا ہی اور وہ جو میرے شوہر کی صورت بنا ہوا آیا تھا یہی شاہور تھا اُس نے جرم بھی کیا اور لوٹے آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اُس کٹے ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع مین وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لے جا کر لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان مین آئی سامان کر کے جنازہ اس کا اُٹھایا اور وہان شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے پہونچا طیمور نے کہا شیر یا بھیڑ شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہین مارا مین نے اُس مکار کو اور اپنی صورت بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اُس سے لایا ہون یہ کہکر اشرفیان جواہر دکھایا طیمور نے آفرین کی اور بلکہ بہت ہنسی لیکن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان سے کیے جاتے ہیں مخمس

اُس گلی کے آگے بت خانہ برہمن چھوڑ دے — بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے — کوئے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے — کس طرح سر کٹ کے پلس تیغ آہن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیوں نشکل دشمن چھوڑ دے — خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن — خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن — خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش ہر برہمن چھوڑ دے

کچھ ہمیں پروائے مال و دولت عالم نہیں — کرتے ہیں خواہان نقد جان سے بھی کب ہم نہیں
یادگار اُس کا بھی اُس رشک پری سے کم نہیں — خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہیں
پر نشانی کا جو چھلا ہر سوزن چھوڑ دے

دھیان بیٹھے ہیں تجھے زلف پریشان کے عبث — داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جانان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہیں گردون گردان کے عبث — ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل نادان خیال روئے روشن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کر اب خوف خدا — اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا — دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجھکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن اے بیت الحزن — ہو بلائے ہمصفیروں کی ابھی سب انجمن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن — ہاتھ میں اُس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن
ہے یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اُس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے — اور اتر کے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی ٹھہر دیکھ لے — گردن ایسی اُس بت میکش کی ہر کر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے — کوئی قتل یا تو مثل سر کوئی گردش میں ہے
شستگو کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے — رشتہ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
پائے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آوروں سے تیجانوں سے جو ہو — کام تیروں سے نہ نکلے ان کمانوں سے جو ہو
نامور ہو جائیں اُس میں بے نشانوں سے جو ہو — پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اُس کی نرگسی آنکھون پر آجائے نہ پیار
اونچی ہوتی ہی نہین نظرین گئے کوئی ہزار
صاف دکھلاتی ہین یہ نرگس کے غنچون کی بہار
اُس پری کی شرگین آنکھین ہین کیونکر ہون وہ پیار
دیکھکر مجکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑدے

رنگ دکھلائے ہین کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکھا ہی مجکو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہی کسی کے عشق کے آزار نے
ان دلون چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح روان اب خانۂ تن چھوڑدے

کب ہی پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راستبازی آگئی حصہ مین اس کے سر بسر
قصد رکھتا ہی فلک کا یہ بھی مانند نظر
ہوگیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اُس کا توسن چھوڑدے

جو صنم کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند
گُھٹ کے یون رہنا نہ اس کا آئے گا مجکو پسند
ہی بہت نازک کہین دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑدے

کیون اُنھین کرتا ہی تو اے بے ہنر جراح بند
رخنہ پڑ جائے گا یہ ہون گے اگر جراح بند
رہ نہین سکتے ہین دم بھر ایسے در جراح بند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑدے

دوستی کا پہلے مجھ وحشی کے دم بھرنے لگا
منتین کر کر کے سر کو پانؤن پر دھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
جب مین چاک اپنے گریبان کیطرح کرنے لگا
قیس بیلا یا مرے صحرا کا دامن چھوڑدے

کب سلیقہ ظلم کا ہی چرخ میناکار کو
دیکھتا اس انقلاب عالم غدار کو
اک غریب آزاری آئی اس غریب آزار کو
رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑدے

یاس نے موزون کئے سرو قد بالا کے وصف
ہر جگہ موزون ہین گلزار رخ زیبا کے وصف
وصف نرگس کے ہین چشم شوخ و بے پروا کے وصف
یکقلم لکھے ہین ناسخ اُس گل رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑدے

بیا بشنو اے ہمدم داستان ، کہ باز آمدم بر سر داستان ، یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان متصل باغ کے اُترے ہوئے ہین ابریق جادو اور موّاج دریانشین کی رائے سے کوس رحلت بجوادیا ہی اور ان دونون ساحرون نے مشورہ کیا ہی کہ کیا کرنا چاہیے دونون کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سحر بہت جلد تیار کیا گیا ہی کیونکہ پہلے یہ باغ اس مقام پر نہ تھا اس کی شہادت غفلت سے زمین کن عیار نے بھی دی کہ جس وقت تک مین سطح سنوا تھا اُسوقت تک بھی یہ باغ تیار نہوا تھا نہ اس کی بنیاد پڑی تھی ابریق جادو نے کہا کہ جو سحر اُس نے رات مین تیار کیا ہی اگر ہم اُسے ایک رات کے ریاض مین نہ مٹاسکین تو واے ہو ہم پر موّاج دریانشین نے کہا کہ اے ابریق جادو یہ ساحر نہایت زبردست ہی اس باغ کو مٹا دینا تو زیادہ مشکل نہین ہی مشکل اسوقت پڑے گی جب شعلہ افگن جادو سے سامنا ہوگا ابریق جادو نے کہا کہ آج کی رات تم اس کے مٹانے کی فکر کرو اور ہم مقابلہ شعلہ افگن کے لیے سحر تیار کرتے ہین موّاج دریانشین نے قبول کیا اور کہا کہ اے ابریق جادو اس باغ کو مین مٹادونگا

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہین ہی یہی نا کہ مارا جاؤن گا جب بھی انجام بخیر ہی کہ حق کی طرف ہون اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہین ابریق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہین تو پھر شعلہ افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اے مواج دریانشین ہم نے گہانس نہین کہودی ہی دھوپ مین بال نہین سپید کیے ہین ہم نے بھی علم سحر پر ریاضت کیا ہی غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونون ساحر اپنے اپنے حجرۂ سحر مین داخل ہوئے اور سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئے اُدھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریانشین اپنے حجرہ سے نکلا اور ابریق جادو اپنے حجرہ سے باہر آیا یہ دونون ساحر نہنگ واژدر سحر پر سوار ہوئے پشت پران کے فوجین جانوران سحر پر سوار جھولیان سحر کی لگائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحب قران عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہو کے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علحدہ کھڑے ہوئے لیکن ابریق جادو اور مواج دریانشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ اے برادر اب ٹھہر و اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک تپلہ کاغذ کاکتر کے زمین پر پھینکا اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس تپلے پر مارے تپلہ ہیئت انسانی مین آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہی مواج دریانشین نے کہا کہ جا اس باغ کی سیر کرکے آ اور مجھسے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہی یہ سنکے تپلہ دروازہ باغ مین داخل ہوا ادھر تو تپلہ داخل باغ ہوا اُدھر طائرون نے شور کیا کہ یہ اپنون مین بیگانہ کہان سے آگیا اسے نکالو بس اس آواز کے اثر سے تمام درختون کی ڈالیان خود بخود زمین تک جھکین اور کنگرہ تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدیے ایک ڈالی مثل مار سیاہ کے اُس تپلے سے بھی لپٹ گئی اور تپلے کو باہر باغ کے پھینکدیا تپلا مثل مردہ کے زمین پر گرکے پڑا رہا اُسوقت مواج دریانشین نے پھر چند دانے ماش کے مارے پھر تپلے مین حرکت پیدا ہوئی اس نے پھر حکم دیا کہ جا باغ مین اور دو چار پھول توڑکے لا تپلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائرون نے شور کیا کہ یہ بے غیرت دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے یہین ختم کردو تپلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی تو لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور تپلے پر گرا کہ اُس کو جلا کے خاک کردیا بس مواج جادو نے سمجھ لیا کہ جو کچھ تاثیر ہی وہ ان طائرون کی آواز مین ہی بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر ٹیکے سیندور کے دئے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین کرکے کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اُس مین سے دھوان اُٹھ کر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہی کہ چھایا ہوا ہی طائر اس ابر کو دیکھکر گھبرائے مانند قفس کے باغ مین بند ہوگئے جدھر اُڑکے جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے اُدھر مواج دریانشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے لگی طائر درختون کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب اُلٹی تاثیر اس برف مین تھی کہ جونکڑا برف کا جس درخت پر گرا اُس مین آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہوگیا درخت دھر دھر جل رہے تھے جو طائر جس درخت کی آڑ مین چھپا ہوا تھا وہ وہین جل کے خاک ہوگیا تھوڑے عرصہ مین تمام باغ جل گیا اور ایک میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہوگیا اور راکھ تک جلی ہوئی درختون کی اڑگئی اب میدان بالکل صاف ہوگیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابریق جادو نے مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے گا اسوقت دقت پڑے گی ابریق جادو نے کہا کہ مین تم سے وعدہ کرچکا ہون کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہی اگر اُس نے سحر پر ریاضت کیا ہی تو ہم نے بھی برسون جانفشانی کی ہی خیر دیکھا جائے گا اگر ہم نہین ہین تو وہ بھی نہین ہی الحاصل

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابریق جادو حراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے سامنے قلعہ کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اُتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران زیر قلعہ آگیا ہے پس اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اُسیوقت سات ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت روزگار پنجہ گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آئے اور خیمے برپا کئے آخرین شعلہ افگن جادو قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکہ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان مین پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہ مدد ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین ساحران لشکر فریقین سحر جگانے مین مصروف ہوئے میدان مین ہر طرف اگیاریان روشن تھین بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا تھا تمام صحرا دھوان دھار تھا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند تھین تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف باندھ کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نشیب دے کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابریق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اُس ساحر کے پہونچا دونون مین کئی سحر کی رد و بدل رہی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اُس ابر نے آکر ابریق جادو کے ملازم پر عکس ڈالا یہ غریب جل کے خاک ہو گیا بعد اس کے جتنے ساحر مقابلے کو گئے اُن سب کا بھی یہی انجام ہوا اُسوقت موج دریا نشین نے کہا کہ اے برادر یہ سحر شعلہ افگن کا وہ ہے جس کے نام پر اُس نے اپنا نام رکھا اس کا رد ہونا بہت دشوار ہے ابریق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے زور کو آزمانا تھا کہ کہانتک اور کسقدر ہے اب دیکھو یا یہ سحر نہین یا ہمین نہین یہ کہکر ابریق جادو نے کچھ پھل روئی کے نکالے اور اُن کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ اسم سحر دم کر کے چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے وہ پھل روئی کے اُڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اُس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر مین آگ لگ گئی اور ابریق جادو کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اُسوقت ابریق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسا پس ابریق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہون کہ لاش میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیے گا فرمایا صاحبقران نے کہ اے ابریق جادو اگر تمکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نجاؤ ابریق جادو نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا مین ضرور جاؤن گا اس لئے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہین ہے یہ کہکر اس نے خاک اُٹھا کر دونون بازوؤن پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پرواز پیدا ہوئے پس ابریق جادو اُڑ کر بلند ہوا اور قریب اُس ابر سرخ رنگ کے پہونچکر اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اُس ابر پر گرائی پس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ سمٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن جادو نے دستک دی کہ ایک پریزاد شیشہ لیے ہوے پیدا ہوئی شعلہ افگن جادو نے شیشہ اُس کے ہاتھ سے لیکے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر جھولی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر پلٹ کر شعلہ افگن جادو پر گرے یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب پلٹے ہوئے سحر مٹا دیئے لیکن ابر سحر روکے نہ رکا اور کڑک کے سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اُسوقت اس نے اُف کی کہ شعلہ اس کے

دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب کے لشکر ابریق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہوگئے اُدھر وہ شعلہ سحر شعلہ افگن جادو کو جلاکر لشکر پر شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا سب کو جلاکے خاک کر دیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابریق جادو کے تشریف لائے اور بہت روئے لاش کو دفن کرایا مقبرہ بننے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے خاصہ نہیں تناول فرمایا اور تین روز ماتم برپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کر کے ابریق جادو کے فرزند کو روانہ فرمادیا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر حسن آگین کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمہ داستان ظفر نشان شاہزادہ طیمور شیر دل کے بیان ہوتے ہیں غزل بر آغاز داستان

دل جو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی میں طرف شہر خموشان نکلا
قتل پر اپنے ستمگر کو ابھارا میں نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے میں بھی عریان نکلا
مٹھیاں جب ترے دیوانے کی کھلوائی گئیں
بارہا کوچۂ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھنچی دل سے نہ ارمان نکلا
پردۂ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
گوش عبرت میں غم انگیز صدائیں آئیں
خونچکان ہاتھ میں اک دشنۂ پنہان نکلا
کل خدا جانے کہ بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرہ سے اک ایک بیابان نکلا

سیاہ بشنو اے ہمدم راستان ۔ کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیمور شیر پرور باغ ملکہ منیر روشن تن میں رونق افروز ہیں اور شاہور بھی حاضر ہے ملکہ بھی بیٹھی ہے چونکہ شاہور نسیم گرد پا کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کر بہت کچھ انعام بھی حاصل کر لیا ہے تو طیمور نے ہرکاروں کو روانہ کیا ہے کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کر بے عنوانی کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار نمر دشاہ بن کے بھی گیا تھا ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوگئے ہیں اور یہاں ضحاک خود پسند کو اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم قواعد علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار طرار کہاں گیا ہے اور خداوند جو خروج کا حکم دے گئے ہیں تو کب تک واپس آئیں گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کر کے جو غور کیا تو کہا اے بادشاہ خداوند کیسے کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے خداوند بن کے بھی یہی عیار مکار آیا تھا اور ہم سب کو بہکا گیا مجھے جب ہی شبہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو بچھتر ارج کا تھا یہ قد کیونکر کم ہو گیا اب معلوم ہو گیا کہ وہ خداوند نہ تھے بلکہ یہ عیار تھا بس یہ سُنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھسے گس رانی کرائی اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا عمر بھر کے واسطے مجھسے چھڑا دیا خیر کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے گو بہادر ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو دو کی دوا چار اے عنقائے شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیمور نکل کے جانے نپائے میں اور کمک تیرے لیے روانہ کروں گا اُسیوقت عنقائے شیر شکار چالیس ہزار سواروں سے جانب باغ روانہ ہوا بعد اس کے ضحاک خود پسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری [illegible] کے جائیں گے یہاں لشکر تیار ہونے لگا اُدھر ہرکاروں نے جاکر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعہ سے تمام راز بیان کر دیئے بادشاہ نے چالیس ہزار سواروں سے عنقائے شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے بس

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہان سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے مثل مشہور ہے کہ سورما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکوگے طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ مین وہ شخص ہون کہ تن تنہا دو کرور کی فوج کو تہ و بالا کر دیا آج چالیس ہزار کے خوف سے بھاگ جاؤن یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا دشوار ہے تم کو نہین معلوم کہ میرے خواہشمند اور بھی ہین لیکن مین نے تمہیں سے اپنی عزت اور جان دونون نثار کین اور کسی طرف رخ نہین کیا جب مین بے وارث ہو جاؤن گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یون اپنی کوئی حفاظت نہین کر سکتا ہے خدا کو یاد کرو اس مین شک نہین کہ مین یکہ و تنہا کس کس کو قتل کرون گا مگر اے ملکہ میرے خاندان مین ایسا ہوا نہین ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے بھاگا ہو ملکہ نے رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیئے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے زین فرس کو جلوہ دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہور نے حقہ ہاے آتش بازی درست کر کے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر ضحاکیہ دیکھنے لگا وزیرزادی نے ملکہ سے عرض کی کہ ہاے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام مین لیا اے ملکہ اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہریار نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہان تو طیمور انتظار لشکر مین کھڑا ہے اور وہان بہبوت رعد آواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون مین غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بہبوت کی آنکھ کھل گئی گھبرایا ہوا خدمت مین بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین کجکلاہ نے کہا کہ اے پہلوان زمان دریافت کرو کہ شاہزادہ کہان گیا ہے کس ملک مین ہے تو چل کر اس کی امداد کرین بہبوت رعد آواز نے عرض کی کہ مین نے ہرکارون سے چارون سمتین اس شہر کی دریافت کرائین معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام کے ہین اور ایک جانب ملک ضحاکیہ ہے ضحاک خود پسند وہان کا بادشاہ لقا پرست ہے میری رائے مین دوستون کے ملک مین جانا فضول ہے اگر وہان شاہزادہ ہوا بھی تو کیا اندیشہ ہے ہان اگر حریف کے ملک مین ہون گے تو خوف ہر طرح کا ہے میری رائے مین شہر ضحاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جس وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بہبوت رعد آواز مع لشکر کوچ کر کے جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار مین لشکر کے مسلح کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر ضحاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھریرے نشانون کے ہوا مین لہراتے ہوئے نظر آئے جس وقت قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے چالیس ہزار علمہائے زنگاری نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیر شکار پوست شیر کا لباس پہنے ہوئے کرگدن مست پر سوار نمودار ہوا ہیئت اس کی دیکھکر گھوڑے بدمزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو ایسا نہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ مین تیرے انتظار مین کھڑا ہون اگر چاہتا تو اب تک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر نہ آنم کہ روز جنگ بینی پشت من وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے * یہ آواز سنکے عنقائے شیر شکار کے ہوش اڑ گئے کہ اللہ رے تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان مین نے ایسا بہادر آج تک نہین دیکھا تیرا مثل و نظیر نہین ہے مگر مین حکم بادشاہ سے مجبور ہون یہ کہکے مرکب کو چمکا کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ مین تجھ پر کیا وار کرون پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے عنقائے شیر شکار نے تلوار ماری طیمور نے وار اس کا سپر پر کاٹا تھا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے تحک دی کہ تلوار عنقائے شیر شکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگالو عنقائے شیر شکار نے دوسری تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ مین ایک ضرب لگا چکا اب تمھاری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے تلوار ماری عنقائے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا بھلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت ہی مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین مین ڈوب کے نکلی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے بس مرتے ہی عنقائے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مارلو اسے جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ہمین بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چارون طرف سے گھیر لیا طیمور بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور بقا پرستون کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رُخ کیا صفین پامال کردین مورچے توڑ دیے لشکر کو درہم و برہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہ گوسفند مین ایک شیر گرسنہ آپڑا ہی جس مقام پر طیمور گھر جاتا تھا اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو شاہور حقہائے آتشبازی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھنٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سقف قصر سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھی مگر ہولین کھا رہی تھی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر پر دوڑ کے کسی کو تلوار سے مارا کسی کو نگاہ سے مارا جس سے آنکھ چار ہو گئی وہ بے حس و حرکت ہو گیا اسی ہنگامہ مین گرد اُڑی اور دو لاکھ سوار کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونون سپہ سالار ضحاک پہونچے اور اُنھون نے طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اے نامردو تم کو شرم نہین آتی ہی کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے مین دو لاکھ کا لشکر لے کے آئے ہو اگر دعوائے جرأت و بہادری ہی تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ سن کے ترکیب قوی بازو نے گینڈے کو چھیڑ کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفون کو توڑتا پرون کو مسمار کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سرخاب قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزون پر دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہو گا نیزہ بازون نے نیزے جھکائے اور طیمور کی طرف رُخ کیا اس شیر بیشۂ شجاعت نے نیزون کے نیستان مین گھس کے حملے کرنا شروع کیا جس پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہین معلوم ہوتی یہ اکیلا کہان تک لڑے گا بس اس نے بال سر کے کھولدیے اور بلبلک بلک کے دعائین کرنے لگی کہ اے بیکسون بیکسان واے دادرس غریبان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہی تو اسوقت طیمور کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہریار مارا گیا تو اس ہجوم مین لاش کا بھی پتہ نہ ملے گا اور مین تازہ مسلمان ہون میرے لیے بھی خرابی ہو گی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے برہوت رعد آواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا راستے مین اس کو خبر ملگئی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہی بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھون مین گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہی وہ کھیت پڑا ہی کہ لاکھون لاشین زمین پر پڑی ہین لیکن طیمور کو مطلق ہراس نہین ہی بس برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بے حیا خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا منم برہوت رعد آواز اس کے نعرے سے تمام صحرا ہل گیا اور دل سینون مین تھرائے گئے ملکہ یا تو دعا مین مصروف تھی یا اُچھل پڑی دل آرا وزیرزادی نے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق شکر خدا کیجیے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے براے مدد آپہونچا یقین ہی کہ عقب مین اور لشکر بھی آتا ہو گا خیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی مین برہوت رعد آواز کے حملون سے فوج ضحاکیہ پراگندہ ہونے لگی یہ تازہ دم آیا ہی برس رہا ہی ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلادئے

دوسرے اس کی ضرب کالنگر کس سے سنبھل سکتا ہے اُدھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے تھے اُن مین سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے کمک آگئی **ضحاک شاہ** نے کہا کہ کتنے لوگ ہون گے مخبرون نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہون گے لیکن اُن مین کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے **ضحاک شاہ** نے کہا کہ اتنا لشکر میرا کیا کر سکتا ہے مین ساتھ لاکھ کی فوج کا افسر ہون لاؤ تخت روان ہمارا یہ حکم پاتے ہی ملازمین نے تخت روان حاضر کیا **ضحاک خود پسند** تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اڑھائی لاکھ فوج تو پہلے ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حرب گاہ روانہ ہوئی ساڑھے چار لاکھ کا یورش گھوڑون کی ٹاپون سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آکر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے **طیمور** اور **برہوت رعد آواز** تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہین مگر ملکہ کی یہ حالت ہے کہ دہلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے **حسین کجکلاہ** اٹھاسی ہزار سوارون سے پیدا ہوا دیکھا **حسین کجکلاہ** نے کہ **برہوت رعد آواز** اور **طیمور شیر پرور** سات لاکھ کی فوج مین گھرے ہوئے ہین بارہ ہزار سوار **برہوت رعد آواز** کے ایک جانب لڑ رہے ہین ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائین مگر ممکن نہین کجا بارہ ہزار کجا سات لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے **حسین کجکلاہ** بھی اٹھاسی ہزار سے آکر اُن بارہ ہزار سوارون کا شریک ہوا اب ادھر بھی ایک لاکھ سوار کی جمعیت ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ **طیمور** تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو دیکھکر دل **طیمور** کا پہاڑ ہو گیا بس اس نے مرکب کو رانون مین دابا اور فوجون کو مسمار کرتا ہوا تخت **ضحاک شاہ** کی طرف چلا **ضحاک** کے پہلو مین دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا **سعید مغربی** اور دوسرے کا **مسعود مغربی** تھا اس نے اُن دونون سے کہا کہ جا کر اس جوان کو روکو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ان دونون نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہین جو لاکھون مین اس طرح با حواس لڑ رہا ہے ہم تنہا مقابلہ کر کے اُس کا کیا بنا لین گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کر کے یہ دونون بزدل اُس شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر **طیمور** باگ اُٹھائے چلا ہی آتا ہے جیسے ہی سامنا ہوا **سعید مغربی** داہنی جانب آگیا اور **مسعود مغربی** بائین جانب دونون نے برابر سے تلوار ماری بس **طیمور** نے ایک وار پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار مین دونون کے سر اُڑ گئے گھوڑے لاشون کو لئے کے بھاگے ادھر **طیمور** نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا میدان ملا بس اب جو اس نے مرکب کو رانون مین مسلا تو پھر صفون کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا اُدھر **برہوت رعد آواز** قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا **خورشید زرین علم** تھا بہت بڑا پہلوان تھا اس نے تلوار ماری **برہوت** نے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہو گئے دور گری **برہوت رعد آواز** نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگون ہوا ادھر **طیمور** قریب تخت **ضحاک** کے پہونچ گیا **ضحاک** نے تلوار ماری **طیمور** نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو سر سے بلند کر لیا **طویل بالا بلند** نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا **طیمور** نے **ضحاک** کو بجائے سپر کے سامنے کر دیا **طویل** نے ہاتھ روکا **ضحاک** نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان **ضحاک** نے قبول کیا **طیمور** نے **ضحاک** کو چھوڑ دیا ادھر **ضحاک** نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر **طیمور** نے اپنی فوج کو روکا

جنگ موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے پہلے تو باغ مین آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب تمھاری ہو ہی چکی لیکن بہتر یہ ہو کہ عقد ہو جائے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ جبتک عقد نہین ہو لیتا ہو عورت کو اپنے او پر حرام جانتے ہین اسوقت تک آپ کی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہو آپ کسیطرحکا شک اپنے دل مین نہ لائین خدا نے ہمین اتنا صبر وضبط دیا ہو کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہو تو ہاتھ نہ لگائین گے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہین مین نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتائے زمانہ ہو حسن وجمال مین عدیم المثال ہو زور وجرات مین یگانہ رستم زمانہ ہو خوشا نصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوشا نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا یا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہو گیا کہا اے فرزند مین اب جاتا ہون ملکہ کو بھیجتا ہو وہ آکر دختر کو سوار کرلیجائے گی مین شادی کا سامان کرتا ہون تم اسی باغ مین قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو ضحاک اسیوقت سوار ہو کے مع لشکر شہر مین آیا بتخانون کے انہدام کا حکم دیا تصویرین جو بنا رکھی تھی ان کی تصویر بنائی گئی تو مین جوتیون کا ہار ڈالا ناک کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرا دی کہ ہر آئندہ وروند دیکھے کہ یہ کیسا خرنا شخص ہو کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تاکہ لوگ اس کی جانب سے بداعتقاد ہو کر دین برحق کی جانب مائل ہون اور بعد اس کے مسجدون کی بنا ڈالی اور سامان شادی مین مصروف ہوا ادھر ملکہ کی ماں سوار ہو کے باغ مین آئی اور دختر کو لیجا کے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولھا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ منیر روشن تن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوتا ہو کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر مین آئے گا لیکن اب یہان سے

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان سے کئے جاتے ہین

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہے مجھکو
آہ فلک انداز کسی کی
آدمخوارون سے ہے جو لڑائی
منظور ہے مجھکو جو کہ سناتی
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشۂ دل سے
بادہ سرشک وچشم پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیچارہ شک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے مجھکو
شور فگن ہے بانگ تظلم
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبال جان ہے جینا
ہائے ہوئے مستانہ ہے نالہ
لیجئے تری اب آن بن ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
چپ ہو سن آواز کسی کی
صور شکن ہے بانگ تظلم
شمعون کی سنائی مجھکو کہانی
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم ہے زہرۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی ہے جان شکنی ہے

کہ یہ بادشاہ شہر شہاب ہو شہاب شمعر واس کا بیٹا ہو کئی سال گذرے کہ جب شہرہ حسن ملکہ منیر روشن تن کا ہوا ہو تو اس نے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اے برادر بجان برابر عقد اپنی دختر نیک اختر کا میرے فرزند کے سوا کسی کے ساتھ نکرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کرلیا تھا لیکن دل اس کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایک زنگی آدمخوار کے حوالے کر دون قضائے کار اس زمانے مین شمعون آدمخوار کو پھر خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہو گئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہو پھر آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنا خلاف عقل ہو اور شادی مین توقف کرنے سے دونون کی جوانی برباد ہوگی تمناؤن کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک شوقنامہ

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اُس کا گرگین گرانہ دندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کر کے طرف شہر شتابیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا مجلسین جوش پر تھین دربار کے وقت تو طیمور ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور شاہور کا دل بھی دل آرا وزیرزادی سے اُلجھا ہوا تھا ایک روز طیمور بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنکے ضحاک مثل بید کے کانپنے لگا اور پریشان ہو گیا طیمور نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین گرانہ دندان کو بلا لیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے دنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ ہاتھ مین ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نامہ کو دیکھکر طیمور کو دیدیا طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے برادر مین اس جوان کے ہاتھ کنار اپنے فرزند کی بھیجتا ہون تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ کردو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہوگی اور اگر عرصہ کروگے تو مجکو وہین موجود پاؤگے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی اور اُسوقت تم کو ذلت ہوگی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہو گئی نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور نامہ بر سے کہا کہ جا کر اُس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہو گئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان گدی سے کھینچ لونگا نہین جانتا کہ ملکہ ہمارے ناموس مین داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اس جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان مین ناشایستہ کلام کہے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری زبان گدی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہین کہ مین کون ہون میرے بادشاہ کی شان مین میرے سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا اُٹھا اور طیمور پر تلوار ماری طیمور نے بیٹھے بیٹھے ٹھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس کلائی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا بھیجے پر صدمہ پہونچا گرگین تڑپ کے مر گیا طیمور نے ٹانگ پکڑ کے لاش اس کی باہر پھینک دی اور اس کے ہمراہیون سے کہا کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین اگر اس طرف آئے گا تو سزا پائے گا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبردار ان خیالات کو دل مین نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی لے کر طرف ملک شتابیہ کے روانہ ہوئے اور یہان طیمور جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اے فرزند مین نے یہ نہین کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے لڑو غضب کیا تم نے کہ اُسے مار ڈالا اب ملک پر آفت آئے گی اور سب کی جان نہ بچے گی شمعون آدمخوار بلائے بیدرمان ہے مین سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کسی بہانہ سے ٹالوگے تم نے مفت جان عذاب مین ڈالی اور ایک بلا اپنے پیچھے لگائی طیمور نے کہا کہ اگر شمعون بلا ہے تو مین بلاکش ہون آپ اطمینان رکھیے مین کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کر سکتا جو اُس بیہودہ نے تحریر کیئے تھے بہروت رعد آواز نے کہا کہ اے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہریار کے زور و طاقت سے کما حقہ آگاہ نہین ہین یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے مجھ ایسے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے ساتھ رونکی کشتی مین باندھ لیا اور مین وہ شخص ہون جس نے دیوون کو پست کیا ہے آپ اُسے آنے تو دیجیے دیکھیے گا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہو رہا اب ان کو تو انتظار مین شمعون آدمخوار کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیئے جاتے ہین

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو آئے
ترے دماغ مین چمن گرگلون کی بو آئے
گلہ نہین جو کبھی وہ نہ روبرو آئے

یہ لطف کم ہی قریب رگِ گلو آئے
اٹھا ہی نالۂ فرقت مین انتہا کا گر
بسا ہوا ہی جو دل مین اُسی کی بو آئے
پڑے ہین اس لئے خلوت مین ابرو نیر مل
وہ میرے پھول جو سونگھے وفا کی بو آئے
شبِ فراق کچھ ایسی دعا مین ہو تاثیر
خدا کے گھر سے بھی ہم لے کے آرزو آئے
بہار مین مئے گلرنگ پی کے ہم میکش
اُدھر تم آؤ جدھر سے وفا کی بو آئے

کسی کی بزم اک میدہ گاہ عالم ہی
یہ چاہتے نہین بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ ملین بعد ذبح مثلِ حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ چھپ کے مرے دل مین چٹکیان لیتین
بلاؤن موت کو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کر ہاتھ سُرخ اے قاتل
اُٹھے جو صحنِ چمن سے کنارِ جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہین اک جام بھر کے دو تو قضا

کہ جو گئے وہ نئی لے کے آرزو آئے
اُٹھا کے خاک ہماری اگر کوئی سونگھے
جو بہ کے پاؤن تک اُن کے مرا لہو آئے
جما رہے پس مردن بھی رنگ الفت کا
مزا تو چھیڑ کا جب ہی کہ روبرو آئے
بتون کا وصل نہ کعبہ مین بھی نصیب ہوا
حنا وہ مل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھرو نہ گورِ غریبان مین ڈھونڈتے مری قبر
پئین ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سہ بیا بشنو اے ہمدم راستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل وقطع مناازل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا مین پہونچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو ہوئی کہ امیر با توقیر نے کل مراحل طے کئے کل داخلہ امیر کا اس ملک مین ہی یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہین وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہی ہٹا کے چلے آنا کونسا مشکل کام تھا یہان آکر امیر بہت پریشان ہون گے وہ ابھی یہان کے اسرار سے آگاہ نہین ہین آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمدِ مسلمانان کا دیکھین گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے بجائے بلند پر نصب کیا جائے ملازمین یہ حکم پا کے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہو گیا تھا لوگون نے خیمہ سبز اُس ٹیکرے پر نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع ارا کین دولت آکر خیمہ مین بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا کہ زمین وآسمان ایک ہو گئے

سہ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد وآسمان گشت ہشت ٭ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا لیکن ایک ہوائے ماراگر دکو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی علم نشانہ اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر ہرون پر علمون کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پیل گردن تا اٹالہ بارگاہ کا ساتھ لئے ہوئے نمودار ہوا ہرکارون نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران دار وغہ بارگاہ جبرئیل عمادی ہی پیش خیمہ لے کر آیا ہی اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران مین ہی اور کچھ قرابت بھی ہی ادھر جبرئیل عمادی نے جائے مناسب تجویز کر کے خیمہ برپا کیا بعد اُس کے دوسرے گرد اڑی اور لشکر طلحہ بن لندھور پہونچا آمد اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہی مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو کے گیا ہی طلحہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا اسکے بعد پھر گرد اڑی اور لشکر مملوک بن مالک پہونچا اور جانب یسار خیمہ برپا کیا ہرکارون نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہی بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر صاحبقران اوسط یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل مین زلزلہ نے آکر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمدگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکارون سے پوچھا کہ لشکر آگیا اور صاحبقران ابھی تک نہین آئے ہرکارون نے عرض کی کہ ابھی ربع حصہ لشکر آیا ہی اور تین حصہ لشکر باقی ہی یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اُڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر مین آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ مین بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھنا شروع کیا یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ پھریرون کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع البخت صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور آگین کو توڑ کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیا یہ لشکر بھی خیمہ زن ہوا اتمتمن گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھکر حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہین بھی ہوتی ہین بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع البخت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر شاہزادہ محتشم بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قمہور دیو پیر آیا پھر گرد اڑی اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہرکارے ایک ایک کا نام بتایا کیے شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ مین آکر بیٹھا اور تماشہ آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک برابر لشکر آیا کیا ساتوین روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پری پیکر پر سوار تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان و شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کو حیرت ہو گیا اس کو اپنے ہی حشم و خدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کی آنکھین کھل گئین یہ پلٹ کے اپنی بارگاہ مین آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا تو ہوشمند دانا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتین کنارے دریا کے جمع ہوتی ہین اور ملکہ نوارہ کھیلتی ہے اور لشکر حریف آچکا ہے لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اُسوقت حسین سبز قبا نے سکوت کیا دوسرا وزیر کہ نام اُس کا دانشمند تھا اُس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون کا تحریر کرین کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لین کہ ہم رسم سالگرہ موافق دستور ادا کر لین بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا ضرور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بات ہی بات کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہین ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچے گا تو وہ ایسے با مروت ہین کہ فوراً لشکر اپنا ہٹا لین گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا پس اُسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ ہے اور اُن لوگون کے آئین سے واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہان امیر با توقیر بارگاہ مین رونق افروز ہین تمام سردار اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون و دنگلون پر جمع ہین امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین سبز قبا کے روانہ کرین کہ ایک مرتبہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سُن کے صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آکر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت مین نہایت ادب کے ساتھ نامہ پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب مین تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہین ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو عزت نہ جانین کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اُسیوقت طیفور کی جانب دیکھکے ارشاد فرمایا

کہ جاکر ہماری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبر دار
کوئی اس مقام پر قیام نکرے جو یہان ٹھہرے گا وہ سزا پائے گا اُسیوقت خیمے اُکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اُٹھا کر دوسری جانب روانہ ہوگئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہین دیا جسوقت طیفور باد یہ گرد سبکو
ہٹا کے واپس آیا اُسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت مین پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ مین دیکھتا چلا آتا ہون کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہین ہی جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اُسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے مین کوئی نہو گا مجھ ناچیز کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زر نگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہی حسین سبز قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے نہوتے تو عالم عالم کو کس طرح تسخیر فرماتے اب اس نے محل مین حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا مین جاکر نوازہ کھیلے ہم نے انتظام کر دیا ہی کسی طرح کا خطرہ نہین ہی
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہی یا خوش ہوگئی اُسیوقت بجرون کی تیاری
کو حکم پہونچکے کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر مین ظاہر ہوگیا کہ ملکہ حسب دستور
نوازہ کھیلینگی آج کی رات تمام شہر مین سوا مردون کے ایک عورت بھی نہین رہجاتی ہی سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہین اور دریا پر تمام شہر کی عورتین جمع ہوتی ہین الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتین
چوکلین جلائے ہوئے تھال ہاتھون پر لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئین جو صاحب استطاعت تھین
اُن کی ناوین اور بجرے تیار تھے بجرون پر سامان رقص وغنا تھا دریا کنارے دو رویہ ٹٹیان روشن تھین
پانی مین آگ لگی ہوئی تھی مچھلیان تڑپ تڑپ کے پانی پر اُبھرتی تھین اور پھر تہ پر چلی جاتی تھین بڑے بڑے
جانور کوسون بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگین کی نازنینین
سب ایک وقت مین ایک جگہ جمع تھین اُن مین کی بُری بھی اچھون سے اچھی تھین اور جو حسین تھین اُن کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہین ہی برس دن کے بعد یہ سب ایک جگہ جمع ہوتی ہین بہت سی
عورتین ایسی ہین کہ اُن مین یون تو رسم و راہ نہین لیکن آج کے دن ایک دوسرے سے ملتی ہی تمام شہر کو
اس روز کا اشتیاق رہتا ہی ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہی جو آتی ہی پہلے ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہی اور
دعا مانگتی ہی پھر آپس مین ملاقاتین ہوتی ہین چونکہ ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہین ہی بجرا شام سے تیار
کھڑا ہی اور ناچ ہو رہا ہی عام اجازت ہی کہ جس کا جی چاہے وہ آکر ناچ دیکھے وہان شہزادی کو دادی اسکی
دُلہن بنا رہی ہی سہیلیان گرد ہجوم کئے ہوئے بلائگردان ہو رہی ہین لیکن یہان کا حال سنیے کہ طیفور
بادیہ گرد جو بالا دوی کو نکلا تھا پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھ سکتے کی سی
حالت ہوگئی اور وہان سے اُلٹے پاؤن پھرا اب وہ وقت ہی کہ امیر نے سویرے سے دربار برخاست کردیا
ہی آرام گاہ کی طرف چلے جاتے ہین کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہ کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی مین کہنے کی بات ہی امیر اُس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہوگیا ہی پہلے اسے عفو فرما دیجے تو پھر بیان کرون گا فرمایا کہ معاف
کیا بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہان کے حُسن کی سنی تھی اُس سے بڑھ کے پایا آج مین
بالا دوی کے واسطے گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہی کہ ملکہ کی سالگرہ

ہی تمام شہر کی عورتین دریا کنارے جمع ہین چراغان ہو رہا ہی بجرے مثل عروس شب اول کے آراستہ اُن پر طائفے رقص کر رہے ہین عورتین بے حجابی کے ساتھ آپس مین چہلین کر رہی ہین یا صاحبقران جس کے چہرہ پر نگاہ پڑی جی بےچین ہوگیا یہ عالم کبھی نگاہون سے نہ گذرا تھا نہ کسی نے دیکھا ہوگا صاحبقران کو بھی یہ سنکے اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تونے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہین ہی اس لئے کہ مین حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہون کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئے گا نہ کہ مین خود جاؤن طیفور نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہی کہ کوئی نہ آئے گا یہ وعدہ نہین کیا ہی کہ مین بھی نہ آؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اوچھی بات ہی طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھیے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہی لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن بیقرار رہا امیر مسہری پر لیٹے ادھر اُدھر دیر تک کروٹین بدلا کئے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی مین رنگ و روغن عیاری ملکر تمہین ایسی نازنین بنا دونگا کہ وہ عورتین خود تم سے لپٹین اور چمٹین صاحبقران یہ سنکے پسینے مین غرق ہوگئے فرمایا لاحول ولا قوۃ عورت بن کے چلون طیفور نے کہا پھر اس مین قباحت کیا ہی عورت بن کے عورت ہی پاس تو جایئے گا عورت بن کے مرد پاس جانا عیب ہی کہ وہ شاید چھیڑے ستائے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ داغ ایک بزرگ کی بدولت ملچکا ہی جس کا طعنہ آجتک دیا جاتا ہی مین اکثر تواریخ روشن دل مین اپنے بزرگون کے حالات دیکھا کرتا ہون جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہی اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے مین اُتارا تھا اور ڈومنی بنا کے اُن کی معشوقہ کی صحبت مین لے گئے تھے اُس روز سے وہ بدنامی عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آج تک لوگ طعنہ دیتے ہین اور عمرو بن رستم نے غیرت مین آکر اسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہی رات زیادہ گذر جائے گی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہی کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہی آپ کو نیند بھی نہین آتی ہی اور مجکو ان باتون سے فائدہ حاصل ہوگا اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہی اکثر عیاریان مین نے انھین کے تذکرون سے پیدا کی ہین اور کامیاب ہوا ہون صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران حلقہ در گوش گردن کشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنے جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلےٰ نے ملک باختر پر چڑھائی کی ہی اور نصف سبائل پر قبضہ کر لیا ہی تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ ناموس بہت ہین اور مقابلہ ساحرون اور پہلوانون سے ہی فتح و شکست کی خبر نہین ایسا نہو کہ کوئی لڑائی بگڑے اور ناموس پر تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہیے کہ ناموس کو اُس قلعہ مین جگہہ دی جائے اور چند سرداران زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کئے جائین یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسون نے نقشے بنا بنا کے پیش کیے صاحبقران نے ایک نقشہ کچھ ترمیم کر کے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو کون تیار کرائے چونکہ اس کام مین عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت بنوانے مین زیادہ مداخلت رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انھین کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم بھی ہمارے رشتے کے دادا تھے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم جو ہمارے حقیقی دادا تھے یہ اُن کے بڑے بھائی تھے اور دونون بھائیون مین اس قدر محبت تھی کہ دنیا مین ایسی محبتین کم ہوتی ہین الحاصل ہزارہا مزدور لگا دیے گئے کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعہ کے بنوانے مین مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے تھکے

ماندے شام کو مثل مزدورون کے خیمہ مین آکر بیہوش سو رہتے تھے یہان لشکر بقا سے برابر جنگ ہو رہی تھی جب بقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوئے بعض مطیع ہوئے اور بعض مارے گئے تو بقا نے ایک نامہ فریطاکوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریطاکوک بہت زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ بقا کا پہونچا تو فریطاکوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ مین سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کرون گا چنانچہ فریطاکوک عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ مین مصروف تھے پہلے فوج فریطاکوک کی گذری بقا کو خبر ہوئی بقا نے تام سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریطاکوک عقرب چشم کو استقبال کرکے لے گئے فریطاکوک اُن لوگون کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی قضائے کار جو بندے کھلے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا مین قلعہ تعمیر ہو رہا ہے اتفاقاً نظر عمرو بن رستم کی دختر فریطاکوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ مین دل قابو سے جاتا رہا جبتک ملکہ کی نظر صحرا مین رستم پر نہین پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی لیکن جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہارون نے کاندھا بدلا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اس نے جھجک کے منھ اپنا پردے مین کر لیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہانتک سامنا رہا ملکہ پردے سے جھانکا کی اس ایک نگاہ نے دونون کو گھائل کیا اُدھر تو ملکہ غمگین ہوئی اِدھر عمرو بن رستم نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ مین آکے بخار مین پڑتے ہین تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ وغیرہ موقوف ہو گئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ ؎ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی دن بدن لاغری و ناتوانی افزون ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر ہوتا تھا اِدھر ان کی یہ حالت تھی اُدھر فریطاکوک نے آتے ہی اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلے کرنا شروع کئے اسّی یا بیاسی سردار لشکر صاحبقران کے زخمی کئے امیر دن بھر میدان جنگ مین رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن ان کی حالت یوماً فیوماً بدتر ہی ہوتی چلی جاتی تھی طبیعت حیران تھی کہ کیا کرین کیا نکرین وہ تو مرض عشق تھا دوا اُس کی سوا شربت دیدار کے اور تھی ہی نہین صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تمھارے دادا عمرو نے پہچانا کہا حمزہ اگر مین تمھارے پوتے کو اچھا کر دون تو مجھے کیا دوگے صاحبقران نے فرمایا جو طبیبون کا حق ہے وہ تم کو ملجائے گا عمرو نے کہا کہ مین ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لون گا اگر تم کہو تو علاج شروع کرون صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس اب آج سے علاج اور عیادت دونون باتین موقوف کرو آج کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھ لینا لیکن مجھسے پوچھ کے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمھارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ مین آئے چہرہ کو نظر غور سے دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے مُنھ پر ہنسی کا نام بھی نہ تھا عمرو نے اُسوقت ایک قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا کہ پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی بیتی کہو سنو عمرو بن رستم نے کہا کہ خواجہ خدا کے واسطے بیان کیجیے اسوقت آپ کی باتون مین میرا جی بہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ کسی پر عاشق ہوئے ہین عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کیا اور کہا کہ اب مین جاتا ہون صاحبقران سے جتنی دیر کی اجازت لے کر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مین آپ کو جانے دون گا دادا صاحب سے کہلائے بھیجتا ہون عمرو نے کہا کہ مین تھوڑی دیر مین پھر آؤن گا اور

بیان کرونگا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پھر نہ گئے عمرو بن رستم کو اُس قصہ کا خیال جو رہا تو یاد مین
ملکہ کے پھوکی ہوئی اسی قدر وحشت مین کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت
کی کہ آپ خوب وعدہ کرگئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمہارے دادانے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا
سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز مین بالکل بے تکلف ہو گئے اور عمرو بن رستم
کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم مین سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھسے
چھپانا بیکار ہی یہ یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مراد بر آنا مشکل ہی صاف صاف بیان کر دو تمہارے باپ نے
شرم نہ کی جب تمہاری مان سے عشق ہوا تھا تو علمشاہ بھی اسی طرح تڑپتے تھے پھر ہمین نے کٹنا پا کیا تو کام
چلا اور تمہارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہین اُن کی کٹناپے مین عمر گذر گئی عمرو بن رستم
پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل نہوگا عمرو نے ایسا شیشہ مین اتارا اور
اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اُسوقت عمرو نے بہت تسلی و تشفی
کی اور کہا کہ گھبراتے کیون ہو مین آج ہی جاتا ہون اور وہان کی خبر لاتا ہون اگر وہ بھی تمھین دیکھ چکی ہی
تو کچھ مشکل نہین ہی ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہو جائیگا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہو جائے گی
جو کچھ دقت ہی اُسیوقت تک ہی جب تک تمھین اُس نے دیکھا نہین ہی یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین
تو ہی کہ اُس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لئے کہ وہ صحرا کی سیر مین محو تھی جب اُس نے میری طرف
دیکھا ہی تو اُسوقت بیہوش ہو گیا ہی غرضکہ عمرو خیمہ سے نکلکر جانب لشکر بقا روانہ ہوئے یہ کہکر صاحبقران
خاموش ہو رہے طیفور نے کہا کہ پھر کیا ہوا میرے کہا کہ مجھے زیادہ بکنے کی عادت نہین ہی اب پھر کسی وقت
بیان کر دونگا طیفور نے منتین کین کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کر دیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے
کہ الحاصل عمرو یعنی تمہارے دادا جانب لشکر بقا روانہ ہوئے تمام لشکر مین پھرے کہین پتہ نہ لگا آخر مین
معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک سبائل مین نہین ہی بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا برپا ہی تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے
پڑی ہی جس وقت عقد ملکہ کا یاقوت شاہ کے ساتھ ہوئے گا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہشت
بقا مین داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہین یہ دوسرے کے بس مین چلی گئی
تو برا ہوگا اچھا نہوگا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے خواجہ کنارے دریا کے آئے دیکھا
کہ دو ڈومنیین کھڑی ہوئی ہین اور ایک ناؤ ملاح لئے چلا آتا ہی بس انھون نے جلدی سے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پر ملکے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی ایسی بنائی اور اُن ڈومنیون مین جا کے
باتین کرنے لگے انھون نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہان رہتی ہو جواب دیا کہ مین خدمت خداوند مین گایا بجایا
کرتی ہون اندنون مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لے کے چلی آئی تھی آج دل
بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم دونون آپس مین بہنین ہین نام ہمارے
سیارہ اور ستارہ ہین ہم ملکہ ناہید بیج ابرو دختر فریطا کوک عقرب جشم کے ملازم ہین یہ وقت
نوکری کا ہی خیمہ ملکہ کا اُس پار ہی خیر اسوقت تو ہم مجبور ہین پھر کسی وقت آنا تو ہم تمہارا گانا سنینگے اپنا
گانا تمھین سنائینگے انھون نے کہا کہ اگر تمہارا کچھ ہرج نہو تو ہمین بھی لیے چلو ہمین گانے بجانے سے کچھ واسطہ
نہین ہی سنا ہی کہ ملکہ تمہاری نہایت حسین ہی ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انھون نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا ہرج ہی
خواجہ اُن دونون ڈومنیون کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اُس پار اترے مخدارہ نے اطلاع کی کہ مغنیتین
حاضر ہین ملکہ نے بلالیا خواجہ بھی اُن ڈومنیون کے ساتھ اندر پہونچے سلام کرکے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہی کہ تن بدن کا ہوش نہین ہی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی دل دادہ ہی اُن ڈومنیون نے ساز ملاکے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہان کوئی بھلا بھنا عاشقانہ شعر آگیا ملکہ بیچین ہوگئی بعضے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ دیکھا کئے جب یہ ڈومنیان گا چکین تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو دُلائی اوڑھے تمھارے ساتھ بیٹھی ہی یہ کون عورت ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے یہان گاتی بجاتی ہی ہماری برادری کی ہین حضور کی مشتاق جمال تھین مین اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمھارا کیا نام ہی خواجہ نے کہا جی مجکو سورستی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمھارا گانا سنین تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمین کاہے کو سناؤگی کہا کہ مین جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپ کی آپ بھی تو خداوند کی بہو بننے والی ہین ملکہ اس سخن پر بدمزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہہ سکتی تھی خواجہ نے انداز کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت بھی کرتی ہی خواجہ ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور کسی رند مزاج شاعر کے جلے بھنے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہوگئی وہ جو ڈومنیان خواجہ کو اپنے ساتھ لے گئی تھین وہ سکتے مین تھین ایسا گانا انھون نے کبھی کاہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش ہوئی اور ایک مالا موتیون کا گلے سے اُتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا اور ہمراہ انھین ڈومنیون کے سوار ہوکر گھر کی راہ لی راستے مین مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے اُن ڈومنیون نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصلی موتی تو زنبیل مین رکھ لئے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور اُن کو یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہی یہ شاہزادی کے گلے کے موتی ہین انھون نے خوش ہوکے کہا کہ ہمین تمھاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمین تو سوا اشرفی روپیہ کے کوئی شے کبھی انعام مین نہین ملی یہ تمھارا کمال اور تمھاری قسمت تمھاری بدولت ہمارا اچھا فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئین الحاصل خواجہ وہان سے رخصت ہوکر عمرو بن رستم کے پاس آئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا اُٹھ بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمین کیا اگر آپ جاکے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھون سے دیکھتے تو شاید ہمین بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہی کل تم بھی چلے چلو مگر یون چلنا ممکن نہین ہی جس صورت پر مین لیچلون اُس صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کہ کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بن کے چلنا ہوگا اُسوقت عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا اگر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عمرو بن رستم ڈومنی بن کے گئے تھے تو مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم راضی ہوگئے طیفور بیچ مین بول اُٹھا کہ اُس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سُنکے تادل کیوان شکوہ مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ کے ہو مین اُن کو بھی صورت بدل کے لیجا چکا ہون عمرو بن رستم عشق مین مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بن کے گئے تھے اگر وہ گئے بھی تھے تو مرد کے بھیس مین اپنی اصلی صورت مصلحت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو بن رستم کو شیشے مین اُتار کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری ملکر صورت اُن کی ڈومنی کی بنائی اور گت ساز پہنا یا نہ نانہ جوڑا زیب جسم کیا خواجہ اُسی صورت پر جس صورت سے ایکدن پیشتر ہو آئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے کے جانب ملکہ روانہ ہوئے جس طرح انھون نے عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اُسی طرح تو مجھے فقرہ دیتا ہی مگر مین تیری باتون مین آکر اپنی عزت نہین ڈبوؤنگا

مردہو کر چوڑیان نہ پہنون گا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہے جاہیے جایئے چاہیے نہ جایئے مگر عمرو بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجیے کہ وہاں پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو لے آئے طیفور نے کہا کہ اُسی طرح مشرح وبسط کے ساتھ بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے ناحق تجھسے بیان کیا تو نے بکواتے بکواتے بھیجا خالی کر دیا خیر سن خواجہ عمرو بن رستم کو اُسی ہیئت سے اپنے ساتھ لیے ہوئے پہلے تو انھیں سیارہ اور ستارہ ڈومنیون کے گھر پہ پہونچے وہ دونون نہایت اچھی طرح پیش آئین کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا تھا حالانکہ ظاہری نفع تھا باطناً اُن کو کچھ بھی نہ ملا تھا مال تو انھین کے قبضہ مین رہا تھا ڈومنیون نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمھارے ساتھ ہے عمرو نے کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس نے ضد کی کہ مین بھی ملکہ کی خدمت مین چلونگی یہ سُنکے وہ دونون شُکّین کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہان داخل کر دے گی اس کا نتیجہ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے مگر مجبور تھین اگر ساتھ نہ لیجائین تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایک ہی دن مین ملکہ کے دل پر سکہ بٹھا لیا ہے ایسا نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آئے گا ہم ضرور ہی نکال دیے جائین گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا تھا ہی اُدھر ملکہ نے سویرے سے ناؤ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہان سے خواجہ مع عمرو بن رستم ان دونون ڈومنیون کے ساتھ ناؤ پر سوار ہوکے اُس پار اترے اور وہان سے خدمت مین ملکہ کی پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہے خواجہ نے ملکہ سے بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھ کے کہا کہ ہائین تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا بھلا یہ سلام کیا کرتے یہ تو دل مین کٹے جاتے تھے کہ مین اس ہیئت سے کیون آیا مگر اب تو آپ چپکے سے خاموش بیٹھے رہے ملکہ نے کہا کہ شرم اس کے مزاج مین بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگون کا بیحیائی کا پیشہ مردون سے تو شرم کرتے نہین نہ کہ عورتون سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی بن بیاہیون سے اسی کو کہا ہے کہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اسے بھی گواؤ خواجہ نے کہا کہ مجیرا یہ خوب بجاتی ہے اور طبلے کی تو اسے ایسی ٹھیکی یاد ہین کہ مجھے بھی یاد نہین مگر وا مجھسے اچھا ناچتی ہے مگر اس پہ تو شرم بہت پڑی ہے یہ شرم نہین بدنصیبی ہے غرضکہ جو کچھ جی چاہا خواجہ نے کہا ان کو چپکے سُننے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل مین کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ مین اس صورت سے آیا اب اگر بولتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر اب تو جو ہو سو ہو سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بر سر من بانصیب چپکے ہی بیٹھے رہے دم نہین مارا خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

زلف شبگون ہے کہین مشک ختن سے بہتر	روے رنگین ہے ترا یار چمن سے بہتر
اُس مین یوسف ہی گرے ہمین گرے سیکڑون دل	چاہ کنعان بھی نہین چاہ ذقن سے بہتر
ٹپکے ہر تن پہ دکھاتے ہین گل زخم بہار	کوچۂ قاتل گلگو ہے چمن سے بہتر
یہ نزاکت ہے نہ یہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے	غنچۂ گل نہین اُس گل کے دہن سے بہتر
سحر رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد	جلبی آئینہ ہے مشک ختن سے بہتر
ہون مین وحشی مجھے عریان ہی کرین دفن احباب	دامن دشت کی چادر ہے کفن سے بہتر
دُر دندان کے مضامین ہین ہر جا تحریر	ہے ہر اک بیت مری ملک عدن سے بہتر
دزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہان کھٹکا ہے	منزل گور غریبان ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل مین بھی جسے دیکھیے لب بستہ ہو
جتنے مسکن ہین وہ دنیا پہ مرے جاتے ہین
دفن کردو تن پر داغ ہمارا عریان
اسے پہنے ہوئے جاتے ہین خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہر وہان نقص ترقی ہو یہان روز بروز
جام ہاتھون مین ہین یا شاخ پہ گل پھولے ہین
چھپے سنکے مرے پاس وہ گڑ و بولا

شاہد گل کی سجاوٹ ہر دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہین ارباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شئے نہین زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولون کی چادر ہی کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہین دنیا مین کفن سے بہتر
ہر ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہین داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہو چمن سے بہتر
زمزمے ہین ترے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ الیسی ایسی غزلین گائے کہ ملکہ کو رلا رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤن مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کردیہ فرماکر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسین جلیسین مصاحبین خواصین وغیرہ تھین سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائین تو آنا خبردار بے بلائے کوئی اندر نہ آئے سیارہ اور ستارہ بھی نکالدی گئین دل مین کہتی تھین کہ یہ بلا کہان سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کرلیا یہانتک جسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے سورستی اور ان کی بیٹی کے کوئی باقی نرہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤن ایک زمانے مین مجھے علم نجوم ورمل وغیرہ سے اسقدر شوق ہوا تھا کہ مین نے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گھر کا کام تھا اسوجہ سے پھر کرنے لگی ورنہ اصل مین مین نے علم نجوم مین کمال حاصل کیا تھا کل جو مین حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھکر شک ہوا مین نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہون خلاف ادب ہو اگر جان کی امان پاؤن تو عرض کرون ملکہ کو اشتیاق تھا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہو فرمایا کہ جو تمھارے علم مین ہوا اسے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہو جیسے کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہو اور اُس کے خیال مین محو ہوکر اپنے تن بدن سے بیخبر ہوجاتا ہو وہ حالت حضور کی ہو اگر میرا بیان سچا ہو تو کہدیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہو حب بغض و تسخیر سب کچھ جانتی ہون ملکہ عورت تو تھی ہی اتنی بھی چوٹ کی کہی قبول دی فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھتی جو جوان ہوگا کسی نہ کسی طرف اس کا میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے علم مین بھی بتا سکتی ہون کچھ تفصیل وار بیان کرو اُسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر مین نے مفصل بیان کردیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دون گی اب تو خواجہ نے پورے استاد دینا شروع کیے کہ جنگل تھا اُدھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑی ہو وہان کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہو اُسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہو اتنا سنتے ہی یا تو ملکہ لیٹی ہوئی تھی یا اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھین سورستی نے کہا کہ ہم لوگون کے سامنے سب ننگے ہین جس کا حال چاہین دریافت کرلین اب مجھسے چھپانا بیکار ہو لے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو مین تعویذ بھی دون اور ایسا تعویذ دون کہ کیسے تو خیال اُس شخص کا دلسے جاتا رہے اور کیسے وہ خود یہان آجائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہون مین اُس شخص کی دختر ہون جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہین اور یہ کمبختی کہ ایک مزدورون کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اُس نے مجھے دیکھا میری نظر اُس پر پڑی اُسوقت سے روح بے چین ہو جی چاہتا ہو کہ اُڑکر پہونچ جاؤن اور یہان میرے قتل کا

۲۱۶

سامان ہو رہا ہے باپ میرا اس لئے لایا ہے کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور مین اُس حرامزادے سے نفرت کرتی ہون میری قسمت خدا اُسی مزدورون کے جمعدار سے وابستہ کردے تو اچھا ہے یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مرگئی بلبل قفس مین ۔ نہو بندہ کسی بندہ کے بس مین اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لیٹ جائین لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر یہان بیٹھی رہوگی تو ضرور ہے کہ شادی تمھاری اُسی حرامزادے کے ساتھ ہوگی جس سے تمھین نفرت ہے ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہان جاؤن میری تو وہ مثل ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اسوقت سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور بقا سے مقابلہ کی طاقت رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے مین تامل تو نہ کروگی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ بقا سے مقابلہ بھی کرسکتا ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہوجائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق مین ہے اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہے تو مجھے اُس کا ساتھ بدل وجان منظور ہے خواہ اس مین جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا حال اچھی طرح دریافت کرلیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہین وہ مزدورونکا میٹ نہین ہے بلکہ بیٹا ہے رستم زمان علمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہے امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا سکہ عالم مین بیٹھا ہوا ہے تم تو ایک پہلوان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹون پوتون پر تو بقا کی بیٹیان عاشق ہوئین اور نکل گئین اس اس طرح ملکہ کو اُبھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمھاری حالت اُس نوجوان کے فراق مین ہے اس سے بدتر اُس کی حالت ہے اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہے مین دراصل عمرو عیار ہون اور اُسی کے واسطے مین نے اپنی یہ صورت بنائی اور اپنے کو تم تک پہونچایا اور یہ جس کو مین نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہے تمھارے ملنے کے اشتیاق مین اس نے یہ لباس اختیار کیا اور میرے ساتھ یہان تک آیا ہے اب تو ملکہ ہک دھک ہوگئی عمرو نے اٹھکر عمرو بن رستم کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتارا کپڑے زنانے جو اوپر سے پہنا دیے تھے اُتار ڈالے اب تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو مین نے دیکھا تھا مگر اے شہریار مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے مین کوئی عذر وانکار نہین ہے لیکن آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب سے میرا باپ اس مقام پر آیا اور اُس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اُتنی سردار زخمی کئے ہین جس وقت وہ میرے حال سے باخبر ہوگا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون روان ہوگا جو شخص فریطاکوک عقرب چشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے لے چلنے کا قصد کرے اسوقت عمرو بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار بقا مین قہرش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہین جب قہرش کو صاحبقران نے زیر کرلیا تو فریطاکوک کی کیا حقیقت ہے یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہوجائے گا ابھی تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہین آئی ہے ورنہ فریطاکوک بھی لشکر اسلام مین ہوتا تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہے کسی کی جو تمھین ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونون ڈومنیون کو رخصت کردیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کرینگے بعد روانہ ہونے ڈومنیون کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو بجرے پر سوار ہو کے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لئے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر مین آئے اور وہان سے ملکہ کو عمرو بن رستم کے ساتھ چھوڑ کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہے کہ مین جگاؤن

آپ مزاج سے شاہزادہ کے آگاہ ہین عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے کیا کر رہے ہین بھائی صاحب آپ کے فریطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اُسے بھگا کے قلعہ مین لائے ہین قلعہ تاتیار ہو کسی سردار کو سواری ساتھ کر کے بسیجد و اور بھاوج کو بلوا لو ایسا نہو یہ خبر مشہور ہوا ور لشکر لقا جاکے گھیرلے پھر ملکہ کا نکال کے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اُسیوقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعہ سے بھابی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہان وہ دونون ڈومنیان جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئین تو آپس مین کہتی ہوئی چلین کہ نہین معلوم یہ عورت کتنی ہی یا ساحرہ ہو کہ دو دن مین ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسون کے نوکر اور دودھ کی مکھی کی طرح الگ نکال کے پھینکدیے گئے اور مزا تو یہ ہو کہ اُس نے پہلے ہمین کو فریب دیا کہ ہم اُسے ملکہ تک لے گئے ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جائے گی اس سے بہتر یہ ہو کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کر دین یہ سوچتی ہوئی دونون کی دونون خدمت مین فریطاکوک عقرب چشم کے پہونچین اور کہا کہ جان کی امان پائین تو کچھ عرض کرین فریطاکوک نے کہا بیان کرو تمھاری جان تم کو بخشی یہ سُنکے اُن دونون نے کہا کہ کچھ دنون سے صاحبزادی کی طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہو اور ایک نئی عورت وہان گئی ہو اُس سے کچھ پوشیدہ باتین ہوا کرتی ہین یہ ہمین نہین معلوم کہ کیا باتین ہوتی ہین لہذا ہم نے از راہ خیرخواہی حضور کو مطلع کر دیا اب اگر کچھ اونچ نیچ پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سُنکے فریطاکوک عقرب چشم نے اُسیوقت ایک عورت کو بھیجا کہ جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کرو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہو کہ تم کو دیکھین تو دقت ہوتی ہو تم تک پہونچنے مین عرصہ ہوتا ہو وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فریطاکوک کا ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ مین پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہین ہین پوچھا کہان گئین خواصون نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئین ہین بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہین آئین مانجھیون کا بیان ہو کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ اُنھین کے ساتھ بجرے سے اُتر کر صحرا کی طرف چلی گئین بس یہ سُنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہو اُس نے خاندان کی ناک اسطرح کٹوا دی وہان سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا پتہ نہین کہ کہان گئین بس یہ سُنکے فریطاکوک بسبب شرم وحیا کے غرق عرق ہو گیا اپنے عیار کو بلا کے حکم دیا کہ جا اور خبر لا کہ ملکہ کہان گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فریطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام مین آیا اور گشت لگا کے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت وحراست مین لئے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہو اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہو اُنھون نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھکے بیان کر دیا کہ فریطاکوک عقرب چشم کی دختر ہو اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہو بس یہ سنتے ہی عیار وہان سے سر پر پاؤن رکھکے بھاگا اور آکر فریطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہو اور خالو قدرت ضیغم خون آشام کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت مین لئے جاتا ہو ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہین ہو بس یہ سنتے ہی فریطاکوک عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند وزورآور کہ نام اُس کا ضیغم تیغزن بمتابہ مسلح بیٹھا ہوا تھا فریطاکوک نے اُس سے کہا کہ تو جاکر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور مین بھی آتا ہون فریطاکوک عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم تیغزن اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہو گیا ادھر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لئے چلے آتے ہین دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہین ملکہ بھی دل مین خوش ہی کہ اب صاحبقران کی پوت بہو کہلاؤن گی اگر وہان رہتی تو ایک کافر کی بہو اور کافر کی جورو کہلاتی خدا کا شکر ہی کہ اُس نے عفریت خصال سے مجھے بچایا اور جسے مین چاہتی تھی اُسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور ہی چلی آتی تھی کہ ایکا مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور ضیغم تیغزن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہی کہ باپ تیرا خالو قدرت کہلاتا ہی اس رشتہ سے تو یاقوت شاہ کا چچا ہوا اور اُسی کی منگیتر کو ایک مجاور زادہ مکہ کے پوتے کے لئے لئے جاتا ہی تونے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خداوندا ایسا کرین گے تو دوسرون کو کیا دین خیال ہونے لگا بس خیر اسی مین ہی کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر مین چھین لون گا اُسوقت مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ او خدا ناشناس یہ کس ملت و مذہب مین روا ہی کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہی عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اُس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جس کی منگنی تھی اُس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ خاور سیاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بھاوج ہو چکی اب ادھر اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھین نکال لی جائین اور تو قرابت لقا کا جو طعنہ دیتا ہی تو میرا اسلام اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہی کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہون اور دل مین سمجھین کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اُس کے اُسے کیون چھوڑ دیتے بہتر یہی کہ تو بھی مذہب اسلام اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ عبد ہو کر معبود ہونے کا دعوی کرتا ہی اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطاکوک عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرش بن سوکہائی طوفانی کے اطاعت اختیار کرے گا یہ بھروسہ نہ کرنا کہ فریطاکوک کے ہاتھ سے اسی پچاسی سردار زخمی ہو چکے ہین ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان یا خود صاحبقران سے سامنا نہین ہوا ہی ورنہ فریطاکوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہوتا یہ سُنکے ضیغم تیغزن نہایت برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچکر مظفر پر حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھسے فیصلہ نہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام نے وار اُس کا رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغزن زخمی ہو کر جھومنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام ضیغم تیغزن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغزن پلٹنے نہین پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لے کے لشکر کی طرف نہین جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اُڑی اور خود فریطاکوک عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او مظفر کہان جاتا ہی خبردار کہ مین آ پہونچا فریطاکوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام مین پہونچنا غیر ممکن ہی اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہین سکتا یہ تو سہم گئی وہان مظفر نے کہا کہ او فریطاکوک عقرب چشم مین مثل لقا کے نہین ہون مین سپہگری کو خداوندی سے بہتر جانتا ہون اور کوئی کام دوسرون کے گھمنڈ پر نہین کرتا ہون اگر تیرے بازوؤن مین طاقت ہی تو ملکہ کو مجھسے چھین لے جبتک میرے دم مین دم ہی اُسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دون گا فریطاکوک نے کہا کہ مین بھی عاجز نہین ہون اور اب مجھے تیرا وہ پاس نہین ہی جو پہلے تھا اس لئے کہ پہلے مین عزیز خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے تجھے دیکھتا تھا اب تو خداوندی سے منحرف ہو گیا تو پھر بھی تیری اطاعت واجب نہین رہی یہ کہکے فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادھر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار کئے مگر فریطاکوک نے سب وار رد کر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطاکوک نے محافہ کے قریب آ کے دختر سے کچھ باتین کرنا چاہا ملکہ نے بسبب شرم کے باپ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہان شاہزادہ خاور سیاہ کو

خبر ہوگئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا اور وہ اپنی دختر کو لئے جاتا ہی بس یہ سنتے ہی قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے یہان فریطاکوک عقرب چشم محافہ کو ساتھ لے کر چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ ہے آفتاب مشرق دین پروری شہسوار ابر لال پوش خاوری۔ خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہان جاتا ہی مین آ پہونچا یہ دختر تیری اب ہماری عزت ہی فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی میدان انداریان ہوئین ان مین تو نے نکل کے سامنا نہ کیا مجھے تو حسرت صاحبقران اور علمشاہ نوجوان کے مقابلہ کی ہی اور کوئی سردار نظر مین نہین سماتا مگر آجتک نہ تیرا باپ ہی میرے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھسے مین کیا مقابلہ کرون قاسم نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہی فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہون قاسم نے کہا کہ مین وہ بچہ ہون کہ مین نے سات برس کے سن مین ترک توسن ملطاقی کو بارگاہ ہرمز و فرامرز مین گھس کر مارا طلسم افراسیاب کو فتح کیا مین تیری حقیقت کب سمجھتا ہون لا ضرب بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری قاسم نے چاہا بند دست پر ہاتھ ڈالدون لیکن قد فریطاکوک کا بہت بڑا تھا ہاتھ قاسم کا کلائی تک نہ پہونچا تھا کہ تیغہ سر پر آگیا اور تا دو ابرو اتر گیا قاسم نے جلدی سے داستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکلگیا لیکن قاسم پر غشی طاری ہوگئی کہ زخم گہرا تھا لیکن بعد قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زمان علمشاہ نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہو چکے تھے بس نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زورہ کہ بر تخت مرنہ وق افگندہ شورہ خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم مین آپہونچا فریطاکوک نے کہا کہ بیٹے کی محبت نے آج تمھین مقابلہ پر آمادہ کیا اتنی میدان انداریون مین کسی دن سامنا نہ کیا علمشاہ رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا یہ خلاف ہی کہ اور لوگون کو تجھسے تمنائے مقابلہ تھی مین ان کو نہ جانے دیتا اور کیا یہ میدان نہین ہی جہان مقابلہ ہوگیا وہی میدان جنگ ہی آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے تیغہ نیام مین کرکے گرز سنبھالا اور کہا کہ مین نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہی لہذا مین بھی مشتاق ہون یہ کہکر اس نے اپنے پندرہ سو من کے گرز کو سر پہ چرخ دے کر سر علمشاہ رومی پہ وار کیا علمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ علمشاہ اسوقت جلدی مین ایک نئے مرکب پہ سوار ہوکے دوڑ پڑے تھے ادھر تو کلہ گرز سے سنانے کی صدا پیدا ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب علمشاہ گرز کو روکین یا مرکب کو سنبھالین سپر تو سپر پر تھی گرز سر مرکب پر آیا کہ مرکب کا سر پاش پاش ہوگیا مرکب نے چرخ مارا علمشاہ نے زین خالی کیا اور دو گز لات ماری ادھر فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغہ مارا کہ سر علمشاہ کا زخمی ہوا بس علمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ فریطاکوک بھی زخمی ہوگیا اب تو یہ حالت ہی کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہی علمشاہ سپر بھی نہین بلند کرتے ہین اور سینہ پر وار روکتے ہین یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب علمشاہ نے وار کیا تو فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گہرا زخم کھایا دونون اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیکدیے اور خنجر کھینچ لئے تلوارین ٹیک دین ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن رستم فریطاکوک کی دختر کو لے آئے تھے یہ ساری بیماری عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہوگئی وہ آکر سد راہ ہوا مظفر بن ضیغم خون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب علمشاہ سے تلوار چل رہی ہی دونون زخمی ہین بس یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پر سوار ہوکر دوڑ پڑے آکے دیکھا تو واقع مین دونون اسقدر زخمی ہین کہ جھوم رہے ہین نہ علمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہی نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ رو گئے ہین بس یہ دیکھکر صاحبقران بیتاب ہوگئے کہ ادھر تو نور نظر ہو اُدھر بھی رستم لشکر لیتا ہو جو مارا گیا داغ دے جائیگا صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ یہ کیا جہالت ہو اور کس طریقے کی جنگ ہو بس اب لڑائی موقوف کرو جب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دونون مین اسی طرح جھوم جھوم کر تلوار چلتی ہی رہی تھی ایکسر نے بھی سماعت نہ کی بس امیر نے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے ہاتھ سے ہاتھ فریطاکوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاورو بس فریطاکوک عقرب چشم نے کہا کہ یا امیر افسوس ہو کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت نہ مجھے روکیے نہ رستم کو میرے اس کے فیصلہ ہو جانے دیجیے اب مجھے اپنی زندگی منظور نہین ہو اس لئے کہ آپ کے فرزند کی بدولت میری عزت پر حرف آیا یا مجھے ملکہ کو قتل کر ڈالنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اے فریطاکوک عقرب چشم یہ کیا جہالت ہو خدا نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہو یہی ہوتا چلا آیا ہو کہ کسی کی بیٹی کسی کا بیٹا کیا تم مجھے ذلیل سمجھتے ہو جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمھاری دامادی کے لائق نہین ہو فریطاکوک عقرب چشم نے کہا کہ اگر دو امر نہوتے تو میرا افتخار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہو کہ صاحبقران جہان کہلاتے ہین اور مین ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہون لیکن یہ طریقہ بہت برا ہوا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو پوشیدہ طور پر لے کے بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوندزادے کے ساتھ منگی ہوئی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو بن رستم نے یہ برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منگیتر تھی یہ عذر بیجا ہو اس لئے کہ جب ملکہ اُس کے ساتھ رضامند نہ تھی تو ملکہ کی شادی اُس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا ہو اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ نہوتے تو مین اسیوقت ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو مین اپنے ساتھ لے جاؤنگا جیسی تمھاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو بن رستم صورت بھی ملکہ کی نہ دیکھنے پائیگا جبتک تک میرے تمھارے فیصلہ نہوے گا اور مین مرہم سلیمانی تمھارے واسطے بھیجتا ہون تم ایک روز مین اچھے ہو جاؤگے یہ اشفاق و اخلاق صاحبقران دیکھکر فریطاکوک نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہو لیکن افسوس کہ بقا کی طرف سے ہماری کمک کو ابتک کوئی نہ آیا یہ کہکر اُسی حالت زخمداری مین پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران عالیشان محافہ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لئے ہوئے پلٹے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا کہ یہ امانت غیر ہو خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا نہونے پائے جب تک عقد نہولے اور مرہم سلیمانی منگوا کر علمشاہ کے زخمون مین ٹانکے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فریطاکوک عقرب چشم کے واسطے مرہم بھیجدیجیے اُس کے بعد مین اپنے زخمون کا علاج کرونگا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا یہان علمشاہ اس انتظار مین بیٹھے ہین کہ فریطاکوک کے زخمون مین مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پھر کے آئین تو مین بھی مرہم لگاؤن وہان فریطاکوک عقرب چشم اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اس معرکہ کی خبر مشہور ہوئی تو سرداران لشکر کفار عیادت کو آئے اور بقا خود سوار ہو کے آیا اس لئے کہ فریطاکوک عقرب چشم کو طرہ پیغمبری بھی دیچکا تھا ہمراہ بقا بھی بہت سے سردار آئے بارگاہ فریطاکوک عقرب چشم کی بھر گئی اُسوقت بقا نے کہا کہ تم لوگ بدکار عورتون کو لے کے خداوندزادے کی نظر کو آتے ہو وہ بھاگ جاتی ہین اور خداوند کو بدنام کرتی ہین اگر دختر تمھاری خراب تھی تو اُسے لے کے تم کیون آئے بس یہ سنکے فریطاکوک کو تاب ضبط نرہی چونکہ فریطاکوک عقرب چشم نہایت غیرت دار اور عقلمند تھا اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا اتنے مین خواجہ پہونچگئے اور کہا اے فریطاکوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمہارے واسطے بھیجا ہو اور شاہزادہ علمشاہ نے زخموں مین پٹیان نہین بندھوائی ہین جب تک تم یہ مرہم نہ لگاوگے اُسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگا ئین کے زخم اُسی طرح ہوا کھا رہے ہین یہ سُنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا اسلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہا کہ اب ہمارے آپ کے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کر ڈالیے گا اور یا اُس صورت سے عقد کر دیجیے گا جس طرح ماں باپ اولاد کا عقد کرتے ہین ہم تو اب دنیا سے جاتے ہین آپ نے اگر اپنی زبان سے اُس کو دختر کیا ہو تو اب ہمارے مقام پر آپ ہین اور خواجہ آپ میرے کلمہ کے شاہد رہیے گا مین نے لاکھ لاکھ لعنت کی ایسے خداوند پر جس کے یہان انصاف نہین اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہو یہ کہکر اس نے خنجر مار لیا عمرو ہائین ہائین کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہین کہ عمرو اُس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے کے پار ہوگیا فریطاکوک ایک تو یونہین زخمون مین چور نوبت بجان ہو رہا تھا سیہ اپنے ہاتھ سے خودکشی کر لی دم بھر مین پھڑک کے مرگیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ ملعون پکارا کہ اے بندگان من مین اس بندے کو اب کے اس سے زیادہ شہزور کر کے پیدا کرونگا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک چشمہ مین ڈلوادی اور دوسری روایت یہ ہو کہ عمرو یہ حال دیکھکے واپس ہوئے اور آکر سارا حال امیر سے بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھواکے دفن کرادی اور دو شب و روز کھانا نہین کھایا بعد اُس کے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر تو دیا مگر وہ خوشی جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرنے سے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چکی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اُس دن سے یہ بدنامی کا داغ عمرو بن رستم کے نام سے زندگی مین نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اُس روز سے سپہگری ترک کر دی کہ جن ہاتھون مین چوڑیان پہن لین اب اُن سے تلوار کیا اُٹھاؤن اگر مین میدان مین کسی کے مقابلہ کو نکلا اور اُس نے طعنہ دیا تو مرجانے کی جگہ ہو اے طیفور تو مجھے مثل عمرو بن رستم کے نہ سمجھ اگرچہ عمرو بن رستم بھی میرے دادا ہوتے تھے لیکن مین نسل سے شاہزادہ خاور سیاہ کی ہون جو اس ننگ و عار کو کبھی گوارا نہ کرتے بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم وہی ہو کہ گو ہر ملک کے ساتھ قفس مین بیٹھکر چار باغ گئے تھے یعنے چھپ کے بھاگے تھے قاسم نے ایسا کبھی نہین کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر عورت بن کے جانا آپ کی شان مردانگی و جرأت کے خلاف ہو تو مین آپ کو ایک جوگی کی صورت بنائے دیتا ہون اور خود آپ کا بالکا بنتا ہون اس ہیئت سے چل کے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے امیر نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہو بس طیفور بادیہ گرد نے اُسیوقت امیر کو شنجرفی تہمد بندھوائی منھ پر بھبوت ملا بڑی بڑی جٹین لگاکر خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بن کر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران کو لے کر چل کھڑا ہوا پہلے تو دور سے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر سے کہا کہ ان عورتون مین تو بغیر عورت بنے ہوئے جانا ممکن نہین اب ان سے علیحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو جدھر ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیئے کہ مین نے ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی ہو جب یہان کی عام عورتین ایسی ہین تو جو یہان کے لوگون مین حسین سمجھے جاتے ہین وہ کیسے ہون گے طیفور نے کہا کہ یہان سے قریب ایک مزار ہو کسی درویش کا میلہ کی حد سے الگ بھی ہو اور یقین ہو کہ ملکہ جائے متبرک سمجھکر اُس مزار تک ضرور آئے گی اُسی کو آباد کرنا چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری رائے طیفور امیر با توقیر کو ساتھ لئے

ہوے دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہین کہ جو عورت ہی حسن وجمال مین عدیم المثال ہی اور سوا جوانون کے کوئی سن رسیدہ نہین معلوم ہوتی نہ کوئی بدصورت دکھائی دیتی ہی سب کی سب آپس مین چہلین کر رہی ہین کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہی کوئی تھال ہاتھ مین لیے ہوئے پھول دریا مین بہار رہی ہی غرضکہ عجب طرح کی گہما گہمی ہی نظم

کوئی گل پھیر رہی نہاتی تھی
پھول کوئی بہانے جاتی تھی
نکلی دریا سے جو پری تمثال
راز پنہان ہوا زبان حال
غوطے ایک اک نے اس طرح مارے
جیسے غرق آسمان مین ہون تارے

صاحبقران سیر کرتے ہوے مزار مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہی زیر گنبد مزار مہربان شاہ کا ہی اوپر مزار کے لوح لگی ہوئی ہی لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہی صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے کہا اب آپ بیٹھے دیکھیے تو مین کیا سامان کرتا ہون لیکن جو کچھ اس سامان مین صرف ہوگا وہ آپ کو دینا پڑیگا امیر نے فرمایا مین دونگا بس اُسوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف مین آویزان کیے دیوارون مین نصب کیے فرش نہایت پر تکلف بچھایا اور اُس فرش پر ایک سیتل پاٹی بچھا دی اُس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرشی جھاڑ مردنگ بھی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اُس کے بعد بڑے بڑے گجرے پھولون کے ہر کنول کی شاخ مین لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے مین ڈالدیا ایک آپ پہن لیا اور عطر کے قرابے کے قرابے لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا مین بہا دیے اور کچھ طبق نہایت پُر تکلف بنا کے چھوڑ دیے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا اور ایسی خوشبو مہکی کہ جب ہوا اس طرف سے ہو کے گذری دامن مین اپنے شمیم لے گئی تو جہانتک پہونچی بسا دیا ہوا ابھی اُسی طرف کی تھی جدھر میلہ تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اُسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ اپنے بجرے پر سوار ہو کے چلی ہی تاج ملکہ کے سامنے ہو رہا ہی وزیرزادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہی باقی خواصین اور کنیزین ہین یا مانجھنین ہین اور یا گائنین بجرہ ملکہ کا دھارا کاٹتا ہوا چلا اس لیے کہ ملکہ ہر سال مزار مہربان شاہ پر بھی آتی ہی اور کچھ چڑھاتی ہی مجاور اس مزار کا کوئی نہین ہی جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہی وہ صبح کو جو پہلے پہونچگیا اُس کی قسمت کا ہوگیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہی اور اُس طرف سے طیفور کے بہائے ہوے طبق بہتے چلے آتے ہین ہوا جب آتی ہی مشام جان کو معطر کر دیتی ہی اور جتنا بجرا آگے بڑھتا جاتا ہی اُسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہی ملکہ حیران ہی وزیرزادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہی مزار درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آ رہی ہی کہ کبھی نہ آتی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہین وزیرزادی نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہونگے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہی یہانتک کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگر جگر کر رہی ہی اور بھی تعجب ہوا وزیرزادی سے کہا کہ ارے دیکھ تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہی مانجھیون نے بجرہ کو اور آگے بڑھایا اُدھر صاحبقران جوگی بنے ہوے مالا جپ رہے تھے کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا طیفور نے کہا کہ آپ کی کشش ملکہ کو یہین کھینچ کے لائیگی اور اچھا ہی کہ یہان تنہائی ہی ملکہ سے باتون کا موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہی کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو ضرور آئیگی علاوہ اس کے ہم نے سامان ایسا کیا ہی کہ میاں مبر ہمارا پہونچگیا ہوگا یعنے وہ عطر جو ہزارون روپیہ کا ہم نے لٹا دیا ہی اسکی خوشبو ملکہ کو بے چین کر کے ادھر بھیجدیگی جسوقت بجرا نمودار ہوا اور آراستگی بجرے کی دیکھی تو طیفور نے امیر سے کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو اس بجرے مین سوا ملکہ کے اور کوئی نہین ہی اتنے مین بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دردر گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین
غوطہ مارے دُلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ اسقدر
روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہیں ہوتی ہے اُدھر ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ آج تو
اس مقبرے مین ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن مین خدا جانے کیون یہ
جوگ اختیار کیا اُدھر وزیرزادی نے غور کرکے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے
مین جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ غیر مرد وا بیٹھا ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیون سے کون پردہ
کرتا ہے آپ اُنجنون نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اُتر کر مقبرہ مین داخل ہوئی پہلے تو قبر
مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اُس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ یہان کیسے آئے
ہین اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو مین اسوقت
نہین معلوم کس خیال مین ہون طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی فقیرون کی پھیری ہے اسطرف
بھی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران
بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہین اور وزیرزادی سے اور طیفور سے باتین ہو رہی ہین اُسوقت شاہزادی نے
ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروزان لوگون سے زیادہ باتین کرنا فضول ہے اس لئے کہ
یہ لوگ سیلانی ہوتے ہین کہ آج یہان کل وہان بقول حسن سے مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے بیت، مثل ہے جوگی ہوئے
کس کے میت، اُسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوئے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے
امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیرون اور بادشاہون کے دوستی کہین نبھ سکتی ہے کمان مین کہان آپ بقول شاعر

ہمیشہ ہم رہے اور تم رہیں پیکر کے یارانہ	مزاج اسکا ہی شاہانہ مری صورت فقیرانہ
کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی	محبت مین سبھی یکسان ہین جبکی جب سے بن آئی

اُسوقت وزیرزادی نے یہ شعر پڑھا
پہلے تو کچھ اشارون کنایون مین
باتین ہوتی رہین جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال مین ہو یہ صاحبقران
عالیشان ہین جوگی نہین ہین اور مین ان کا عیار ہون طیفور بادیہ گرد میرا نام ہے ایک مدت سے تمھارے
حُسن کا شہرہ سنا تھا ظاہر بظاہر آنا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمھارے ہی شوق دیدار
مین اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمھارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیرون
پاس کہان یہ شاہ ایسے ہین کہ جسے چاہین شاہ بنادین چونکہ یہ تاج بخش ہین اس بنا پر تاجداری سے کنارہ ہین
یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل مین خوش بھی ہوئی کہ غیب نے مجھے جو شخص پسند آیا وہ مجھسے بہتر ہے کمتر نہین ہے ملکہ نے
کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہین طیفور نے کہا کہ مین صورت اصلی امیر کی دکھائے دیتا ہون
یہ کہکر منہ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منہ بھی دھویا اور وہ لباس اُتار کر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ
پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہوگئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا ؎

جفا شعار سمجھ کر دیا ہے دل مین نے	تمہارا دوست ہون ایسا کہ اپنا دشمن ہون

افسوس کہ دشمن جان پر
دل آیا آپ تو ہمارے ملک کو تباہ کرنے آئے ہین اور ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہین ہائے یہ دل کی
کیا بُری چیز ہے اُسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ خیال نہ کرو کہ مین تمھارا یا تمھارے باپ کا دشمن ہون یا
خواہش ملک گیری مین اس طرف آیا ہون بلکہ مجھے طلسم زلزلہ پر جانا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمھارے
باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہوگی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے
حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر آشتی کا کام نکلا تو بہتر ہوگا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہ ہوگا یا امیر یہ وہ مقام

نہین ہو جیسے کوئی فتح کر سکے اور جن مرحلون کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہین وہ ایک کھیل تھا اصل مین تین قلعہ ہین جو اس ملک کی حفاظت کے لیے فہیم عالی نے تیار کیے ہین ایک قلعہ آبی ہو کہ مالک وہان کا غوغاک رعد آواز ہو اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہو اُس کا حاکم محیط آدمخوار ہو اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہو اُس کا قلعدار پیران کج ابرو ہو یہ مقام نہایت سخت ہین کیا ان مرحلون کو کوئی طے کر سکتا ہو اور نہ یہ ممکن ہو کہ مین آپ کے ساتھ چلی چلون کیونکہ یہان کی عورت دوسرے مقام پر جا نہین سکتی ادھر اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظرون سے غائب ہو گئی پھر پتہ نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان لہذا مین سمجھائے دیتی ہون کہ جہانتک ہو سکے بگاڑ نہ ڈالیے گا کہ پھر کچھ نہ بن پڑے گی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذریگا لہذا کوئی نشانی اپنی ہمین دو ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے مین پہن لیا اور انگوٹھی ہاتھ مین پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے کہا کہ اب رات کم رہ گئی ہو آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجیے اور مین بھی جاتی ہون ایسا نہو میری تلاش مین کوئی آ جائے اور یہ راز فاش ہو جائے صاحبقران نے ایک آہ بھر کے یہ شعر پڑھا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ✦ غرضکہ اُدھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے بجرے پر سوار ہو کے روانہ ہوئی اور ادھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران کو پھیر کے راستے سے لشکر مین لایا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے صبح ہونے سے کچھ پہلے امیر اپنی بارگاہ مین پہونچ گئے یہان صبح ہوتے ہی ملکہ سوار ہو کے اپنے دیوان مین آئی اور میلا درہم و برہم ہو گیا جب دوسرا دن ہوا تو حسین سبز قبا نے وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکریہ ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ مین نے آپ کو اس کمسنی مین جیسا خلیق پایا ایسا کسی کو نہین دیکھا لہذا مین چاہتا ہون کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہان آنے کی اجازت دیجیے کہ مجھے چند باتین آپ سے کہنا ہین وزیر دانشمند خدمت مین صاحبقران کی روانہ ہوا یہان امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آتا ہو فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب دانشمند حاضر ہوا مودب ہو کے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہو اور یہ کہا ہو کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے مین تامل ہو کسی مصلحت سے تو مین خود حاضر ہون مجھے چند باتین آپ سے کرنا ہین فرمایا اے دانشمند میری جانب سے کہدینا کہ مین تمھارے ملک پر حریفانہ طریقہ سے آیا ہون اور تم مجھسے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہین کہ اسوقت تو دوستانہ برتاؤ ہون اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا جبتک میرے تمھارے فیصلہ نہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران تاوقتیکہ بالمواجہہ باتین نہون گی فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہو بوسہ بہ پیغام کب تک رہے گا اس مین طول ہو گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر یہی ہو تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہو کہ بیچ مین ایک خیمہ نصب کیا جائے اس طرف سے ہم جائین اور اُس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اُسی خیمہ مین ملاقات ہو اور باتین ہون بلکہ خیمہ مین نصب کرائے دیتا ہون وزیر نے عرض کی کہ یہ راے نہایت مناسب ہو چلتے وقت صاحبقران نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفین کرتا ہوا اُدھر روانہ ہوا ادھر امیر نے نصف راستے پر خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل اُسیوقت جرنیل عادی سامان ہمراہ لے کر روانہ ہوے وہان وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ مین خیمہ نصب کرایا ہو اور فرمایا ہو کہ

کچھ ہم بڑھین اور کچھ حسین سبز قبا راستے مین ملاقات ہو اور وہین خیمہ مین بیٹھ کے باتین ہو جائین بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیر نہایت دانا معلوم ہوتے ہین اب ان کو تو اس انتظار مین چھوڑا جائے ہی کہ خیمہ تیار ہو تو جائین لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان تہمتن زور آور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان کئے جاتے ہین اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو اور دیگر سرداران لشکر اسلام کا گذارش ہوتا ہی غزل

بزم مین ہم جو بھری اُن کی نظر دیکھین گے
زندگی ہی تو ہم اک ادھر پہ مر دیکھین گے
آپکے دل مین نہ پائینگے اگر اپنی جگہ
کوئی پھولا جو وہ گلشن مین شجر دیکھینگے
آبرو خاک مین ملجائیگی اے ابر بہار
ہم کسی غنچہ کی مٹھی مین جو زر دیکھین گے
ہم کبھی کوچۂ الفت مین نہ رکھین گے قدم
اپنی آہون مین اگر کچھ بھی اثر دیکھین گے
نقص تجھ مین جو کوئی ہو تو ہی اُن کا کمال
تیری آمد جو ہم اے رشک قمر دیکھین گے
اب ملنے کا ہی یہ رنگ عیاذاً باللہ
جب تری شکل ہم اے رشک قمر دیکھینگے
ضعف بڑھکر ہمین اُن دو سے رہیگا مطلب
تجھے گریان جو ہم اے شمع سحر دیکھین گے
ہین تمھارے لب رنگین سے محبت جن کو
ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھین گے
شرمگین ہین وہ مری وصل کی گستاخی سے
ہم نہین ماننے کے ایک نظر دیکھین گے

اپنے نالون کا پھر اُسوقت اثر دیکھینگے
ہون گے دو چار کے دل تیر نظر سے زخمی
پھر شکایت نہو ہم بھی کوئی گھر دیکھین گے
قہر ڈھائینگی یہ دزدیدہ نگاہین اُن کی
جو غضب تیرا جو مرے دیدۂ تر دیکھین گے
جو ہی موہوم وہ اورون کو بھی کھو دیتا ہی
کچھ بھی اس راہ مین گر خوف و خطر دیکھینگے
چونک اُٹھتے ہین وہ آہون سے کہان چھوکون سے
پھول جائین گے اگر داغ جگر دیکھین گے
راہ پہ بھول وہ اور قبر کی سونی منزل
سب مٹائینگے جسے اہل ہنر دیکھین گے
اپنے سینے سے لگالین گے وہ سر کٹتی
یاد ہین دیکھینگے ہم یا تو کمر دیکھین گے
جانینگے سینۂ پر داغ کسی عاشق کا
وہ نہ بھولے سے بھی برگ گل تر دیکھینگے
ہم یہ جانین گے کہ دو لوٹ لے ہین بسمل
چار آنکھین نہ کرین گے نہ ادھر دیکھینگے
قتل ہونے کا ہین شوق بڑھا ہی ایسا

پاؤن اپنا رہ الفت مین کبھی دھر دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر اور اُدھر دیکھین گے
تن پر داغ ہمارا اُنھین یاد آئیگا
دل چرا لین گے جو وہ ایک نظر دیکھینگے
صاف جانینگے کہ ہی مال کسی ممسک کا
ہوش گم ہونگے جو اُس گل کی کمر دیکھینگے
اُن سے ہم وصل کے اُسوقت پہ طالب ہونگے
گر میان تیری ہم اے باد سحر دیکھینگے
سکۂ داغ جنون نذر کرین گے بڑھکر
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھین گے
داغ پر داغ پڑین گے دل غمدیدہ مین
ایکدن ہم یہ محبت کا ثمر دیکھین گے
یاد آجائیگا فرقت کی شبون کا رونا
ہم سیہ بخت جو دنیا مین سحر دیکھین گے
نظر آئیگا بتون مین بھی خدا کا جلوہ
جب تڑپتے ہوئے دل اور جگر دیکھین گے
حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تم کو
پاس جب دیکھینگے ہم اُن کی کمر دیکھینگے

سے بزم سخن طوطی خوشنوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو قلعہ سنگین حصار مین رونق افروز ہین اور ملغار دیوانہ حاضر رہتا ہی ایک روز چند دیوانون نے آکر خبر دی کہ یہان سے قریب شہر کافوریہ ہی اور بعضے اس کو شہر شتابیہ بھی کہتے ہین شمعون آدمخوار وہان کا حاکم ہی اب اُن آدمخوارون نے بہت سر اُٹھایا ہی وہ اپنے ملک سے نکلتے ہین اور جہان کہین اُن کو جو شخص ملجاتا ہی اُسے پکڑ کے لے جاتے ہین اور بھون کے کھا جاتے ہین یہ سنکے ملغار دیوانہ نے کہا کہ مین آدمخوار کو اس ناشایستہ حرکت کی سزا دون گا یا تو مین نے اسے مار کر بندگان خدا کو اس ظلم و ستم سے بچایا اور یا خود بھی لقمہ دہان آدمخواران ہوا یہ سنکے صاحبقران اوسط یعنی

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو مین جاؤنگا اور اُس آدمخوار کو سزا سے معقول دونگا
یہ فرماکر شاہزادہ سکندر رستم خو اُٹھ کھڑے ہوے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اُٹھ کھڑے ہوے
اور کہا کہ ہم بھی چلینگے یہان خالی بیٹھے ہوے کیا کرین نہ جنگ ہی نہ کوئی اور شغل ہی سکندر نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہی یہ تمام سرداران اسلام مرکبون پر سوار ہوے سکندر نے دیوانہ بلغار سے فرمایا کہ زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا ہی کہ شہر شہابیہ یہان سے قریب ہی اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمھارے ملک
پر چڑھائی ہو تو ہمین اطلاع کرنا ہم فوراً تمھاری مدد کو آئینگے یہ فرماکر صرف ایک دیوانے کو براے رہبری
ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوے سیر کرتے ہوے جانب شہر شہابیہ روانہ ہوے اب حال شہر شہابیہ کا سنیے
کہ شمعون آدمخوار انتظار مین جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہین اور
ایک لاش ساتھ ہی پوچھا کہ کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ مین
آیا ہوا ہی پہلے تو ضحاک خود پسند سے لڑائیان رہین آخر ضحاک نے اطاعت اُس کی اختیار کی اُسی کے
ساتھ ملکہ کی شادی کردی جسوقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خود پسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بہت
ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا بس یہ سنتے ہی شمعون
آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کرکے حکم دیا کہ جاکر اُس
طفل سرکش کو اسیر کرلا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کردے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ
لے کر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ
مین واسطے شکار کے جاتا ہون اگر کوئی آدمخوار آپ کے یہان یورش کرے تو مجھے اطلاع دیدیجیے گا مین
فوراً اس کے سرکوبی کے حاضر ہونگا ضحاک نے کہا کہ تمھین اختیار ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور سامان
شکار اپنے ساتھ لے کر جانب صحرا روانہ ہوے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوے
اُس کے دوسرے ہی دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج
ایک لاکھ آدمخوارون کی جمعیت سے آتا ہی یہ سنکے ضحاک تھرا گیا اور کہا کہ کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور
شیر پرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یون تو حضور کو اختیار ہی لیکن اگر ایسا کیجیے گا
تو طیمور اپنے دل مین کہینگے کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہین ہم جان نثار کس دن کے
واسطے ہین ابھی دو ایک میدان داریان ہمین لڑنے دیجیے اگر جنگ سر نہو گی تو اطلاع دیجیے گا اور عجب
نہین ہی کہ دو ہی ایک دن مین وہ خود تشریف لے آئین اس لئے کہ آدمخوارون سے بگاڑ کا باعث
وہی ہوئے ہین اُن کو معلوم ہی کہ آدمخوارون سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئے گی ضحاک خود پسند
خاموش ہو رہا مندویل چوب گردان سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لاکے خیمہ برپا کیا
تھوڑا سا دن ہوگا کہ مندویل سامنے اپنے خیمہ کے ٹہل رہا ہی سیر صحرا مین مصروف ہی کہ یکایک از
پردۂ بیابان گرد برخاست مگر گردِ تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ وباے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گردونے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ
سوار کا نمودار ہوے پھریرے علمون کے سیاہ تھے ہر پھریرے بخط سرخ تعریف بتون کی تحریر تھی اور
آگے آگے سب کے ایک گبر سیہ فام بوم سیرت دیو صورت گرگ منظر کرگدن سیاہ پر سوار پشت پر
ایک لاکھ آدمخوار ناخون بڑھے ہوے گینڈون پر سوار نمودار ہوے آمد اس فوج کی دیکھکر لشکر
ضحاک خود پسند کے زہرے آب ہوگئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ مین خیمہ برپا کیا اور

مندویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو جاکر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اُس طفل
کو باندھ کے بھیجدے اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق مین بہتر ہو ورنہ ایکدن
مین شہر کو تاراج کردونگا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا مندویل کو پہونچا اس نے جواب مین
کہلا بھیجا کہ کیون تیری شامتین آئی ہین اگر جان اپنی تجھے عزیز ہی تو پلٹ جا ملکہ اب ملک غیر ہوچکی تو پرائے
ناموس کو طلب کرتا ہی یہ کس ملت و مذہب مین جائز ہی اب ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا قسمت
تیری اچھی تھی کہ وہ شیر یہان موجود نہین ہی جس نے نامہ دار کو اسکی بدزبانی کے عوض مین سزا سے
موت دی تھی ورنہ تیرا ابھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کریگا تو ضرور اُس شیر بیشہ شجاعت سے
ہاتھ سے زک اُٹھائیگا اور جب تک وہ شہریار نہین ہی ہم سب نمکخوار اُس کے جانبازی کو موجود ہین
یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت مین اس نے طبل جنگ بجوا دیا
یہان مندویل چوب گردان نے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ
سوارون سے میدان مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے مندویل چوب گردان اپنی فوج کو لے کر
پہونچا اور صفین باندھ کے کھڑا ہوا دونون جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان کو
مثل آئنہ کے صاف کردیا جسوقت میدان تیار ہوچکا اور نقیب نقابت کرچکے تو عقاب آدمخوار میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان تبرزن نکلا عقاب آدمخوار سے سامنا کیا عقاب
آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا جاکے جنگل کی لکڑیان کاٹ یہ تبر تیرا
مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اُس کا سپر پر روک کے تبر مارا عقاب آدمخوار
نے تبر کو تلوار سے قلم کرکے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اس کے اقمر تبرزن نکلا
یہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدانداری مین تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوے اور جو مارے گئے
اُن کو آدمخوارون نے اُسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھالیا آخر مندویل چوب گردان نے
خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو چمکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی
مندویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے ببرکت اسلام ہوائی کیا بس لگا ہون مین اُس کے دنیا
تیرہ و تار ہوگئی تلوار کھینچ لی اور مندویل چوب گردان پر وار کیا مندویل نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
لنگر دار تھا سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا عقاب نے جھٹکا مارا تیغہ تا دوابرو اُتر آیا مندویل نے داستانہ
مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ
مار کر کام اس کا بھی تمام کرون اور بھون کے کھاجاؤن کہ تمام فوج دوڑ پڑی اُس طرف سے آدمخوار
آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی فوج صفاکیہ نے کسی طرح مندویل کو بچالیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر لڑتے
ہوے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخوار ان کو پسپا کرتے ہوے تا لب خندق آئے فوج صفاکیہ بھاگ کر قلعہ
مین پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہوگیا
بہت سی لاشین ہین انھین کھاؤ صبح کو دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائینگے
تو سہی ہو پھر پھرکے اندر میرے قلعہ خالی نہ کرایا یہ کہکر اس نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا فوج اتری اور
آدمخوارون نے خوب لاشین بھون بھون کے کھائین جب کھانے پینے سے فراغت ہوچکی تو عقاب آدمخوار

نے طبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ مین جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سوارون کو تلاش مین شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیمور کی تلاش مین روانہ ہوے یہان قلعہ دار نے قلعہ کو
خوب آراستہ کیا توپین چڑھا دی گئین مانے کا مسوالا کڑک کا پولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب
چیزین درست کر رکھین جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے کرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچسو آدمخوار
اپنے ہمراہ لے کر قلعہ کی راہ لی ادھر سے قلعہ دار نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا
شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آگئے ہین تو گولہ اندازون کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش
مین آیا اور قلعہ پر سے توپین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھوان دھار ہو گیا
جتنے آدمخوار تھے سب مارے گئے پانچسو لاشین میدان مین ڈھیر ہو گئین ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور
نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا
پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم مین ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے
تھوڑی دیر مین دھوان منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے
بس انھون نے مانے کا مسوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی کیے لیکن عقاب
آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گزر کر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ مصروف دعا ہوے
ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخواران نے قلعے کے
چار جانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول دیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و
اے دادرس غریبان اب اسوقت مشکل مین سوا تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہین آتا ہے ہنوز
سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ
انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے صاحبقران زور آور یعنی شاہزادہ طیمور
شیر پرور پیدا ہوا اسے آج صبح کو خبر ملی کہ آدمخوارون نے یورش کیا ہے پشت پر چند رفیق ساتھ تھے اور کچھ
شکار آرایون پر ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیمور کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا
کھول دیا اور طیمور نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہان جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آپہنچا
عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیمور نے آکر عقاب کا سامنا کیا
عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیمور نے چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا اسنے
جھلا کر تلوار ماری طیمور نے چشکی دی کہ تلوار پٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دہنا ہاتھ کمر زنجیر
کے بند مین ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکین طیفور خرد
پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کرا کے داخل خیمہ ہوے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو
طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیمور نے فرمایا کہ مین نے تجھے کس طرح زیر کیا عقاب نے کہا
جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہین اس طرح آپ نے میری مشکین باندھین فرمایا کیا کہتا ہے مذہب
کے بارے مین عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب مین زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت مین کب انکار ہو سکتا ہے
جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادہ نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب
آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور طیمور سے اجازت لے کر اپنے لشکر مین آیا اپنے عیار سے
کہا کہ مین نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کر لے تو مین اسے بادشاہ

کی خدمت مین لے چلون ورنہ جس وقت اسے معلوم ہوجائے گا کہ مین بدل مطیع نہین ہوا ہون تو یہ زندہ نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین آج ہی شب کو اُسے اسیر کر لاؤن گا یہ کہکر اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی سی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طیمور شیر پیکر روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اُس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب گٹھا گھاس کا لئے ہوے سارے لشکر مین پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر کے قریب پہونچا تو گٹھا سر سے اُتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چکی تھی یہ گٹھے کو لڑھکاتا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا اور اُسی گٹھے کی آڑ مین بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آئے گئے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کر کے پروانے بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر آکر جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو بیدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوے بس مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا کفچہ بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طیمور نے اوپکی نفس کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اُسوقت مہتر فریب نے چادر عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور لے نکلا کہین کتے کی چال کہین سانپ کی چال چلتا ہوا پہریدارون کی نگاہون سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہان عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور آپ انتظار مین بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہوگی کہ مہتر فریب پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے عقاب آدمخوار کے ڈالدیا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اُسی عالم بیہوشی مین جلدی جلدی ہتکڑیان بیڑیان ڈالدین دوہری قید مین جکڑ کے ارابے پر ڈالا اور کوچ کر کے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا یہان صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوئے خدمت مین ضحاک خودپسند کے پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ شب کو بستر خواب پر سے غایب ہوگیا ضحاک خودپسند نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہین ہے دریافت کروانے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کر کے مع لشکر فرار ہوگیا اب تو سب کو یقین ہوگیا ضحاک نے ضمیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم مین کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ کی کس کے ہاتھ سے ہے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر مین رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ رہائی طیمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہے جو یہان نہین ہے بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہون شاہزادہ بہت جلد رہا ہوجائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر و عافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خودپسند تو خاموش ہو رہا لیکن حال شاہ جور شیر دل کا سنیے کہ جب اسے طیمور کے غائب ہوجانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے خیمہ مین آکر دیکھا بیترا عیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب مین روانہ ہوا دیکھا کہ جہان لشکر عقاب آدمخوار کا اترا ہوا تھا اسی مقام تک پیتیرے کے نشان ہین اُس کے بعد ایک شخص کے نشان پا نہین بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہین یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان نہوا تھا جو اس نے دغا کی عیار سے چرہ والیا اور خود بھاگ گیا خیر کہان جائے گا یہ دل سے باتین کر کے تعاقب عقاب آدمخوار مین روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت مین اپنے بادشاہ شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طیمور شیر پیکر کی پیش کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے زیر کر کے لایا ہی کہا ہوشیار کرو جب طیمور شیر پیکر کو ہوشیار کیا طیمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کرلی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہین عین بیداری ہی ہوشیار ہوا اور دیکھ کہ تو کس حال مین ہی اور مآل تیرا اس سے بدتر
ہوا چاہتا ہی بس اسی منھ پر تو نے دعوائے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی منگیتر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ میرے سردار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دلمین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہی
فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہی کہ اس نے عیار کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہی مین نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اسکے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کسطرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو نے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہی مین تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو تین تین روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہی کہ نو نو دن تک مقابلے کرتا ہی اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کرلیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اڑے اور اس نے کہا کہ چارجی سے
کہو چارج دے کہ کل ہم اسے قتل کرکے گوشت اس کا تقسیم کرین گے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا کھانا منظور ہو وہ آئے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوا دیا چارجی نے چارج
دیا دوسرے روز صبح کو شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد سے کہا کہ اس طشت مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آکے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس پہنکر تیغ بکف کھڑا ہوا ادھر داروغہ زندان نے قید طیمور کی میدان مین پہونچائی
مہتر شاہور شیردل اسوقت پہونچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین ایسے وقت پہونچا کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا جائیگا اس نے گوپین
ہاتھ مین لی اور تماشائیون کے غول مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ کھینچکر سر پر طیمور کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ شاہور نے پتھر مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہوگیا جلاد چکرا کے
زمین پر گرا اور مرگیا ایک غل ہوا کہ یہ کون تھا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا یہ خنجر کھینچکر سر پر آیا پینترا بدلا چاہتا تھا کہ ہاتھ مارکے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے پھر پتھر مارا یہ پتھر کلائی پر جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھٹ پڑی لیکن اسکو مہتر
فریب نے دیکھ لیا آواز دی کہ کہان جاتا ہی مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے پنجہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آپڑا ادھر شاہور نے پنجہ کھینچا دونون مین حملے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہی ادھر شمعون کو یہ انتظار ہی کہ یہ اسیر ہولے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہو اور
پتھر مارکے جلاد کا کام تمام کرے قضائے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خو شہر شہباجہ
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ ہجوم ہی آئندہ و روند سے دریافت کیا کہ یہان کیا آج کوئی میلا ہی یا عرس ہی
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار ہوکے آیا ہی وہ قتل کیا جائیگا اور گوشت اسکا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار چکھینگے سنا ہی کہ وہ نہایت زبردست ہی کوئی اس سے مقابلہ مین سربر نہوسکا
آخر عیار نے اسے بیہوش کرکے گرفتار کیا یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اسکی واجب ہی ایک تو
یہ کہ خداپرست ہی دوسرے بہادر بھی ہی نہین معلوم وہ کون شخص ہی سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر گے اور سرداران اسلام بھی دوڑپڑے اور نعرہ کرکے لشکر شمعون آدمخوار پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہان سے آپڑے انھون نے بھی تلوارین کھینچین اور لڑنے لگے طیمور نے جو نعرہ سکندر کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑکر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا جاتا ہی طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتکڑی کھینچ ماری کہ سر اُس کا مینا چرخ بار ہوگیا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے اُس کا مرکب اپنی زیر ران کیا اور تلوار اُس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار نے کہا کہ مار لو اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سرداروں پر یورش کرکے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج بہت ہی اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آئے ہین کہانتک قتل کرینگے لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار ہی بس انھون نے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادہر عقاب آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جس نے لڑکون کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے اُلجھنے مین سوا ذلت کے اور کچھ حاصل نہوگا بس اس نے شاہزادہ سکندر کو ٹوکا سکندر رستم خو نے بڑھ کے آواز دی عقاب آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اُدہر شہاب شمعرو نے شہنشاہ صف شکن پر ارہ پشت نہنگ مارا شہنشاہ صف شکن نے ارہ کو قلم کیا اور ہاتھ کر کا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوے اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیون کو مارا اُدھر طیمور شیر پرور قریب تخت شمعون کے پہونچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل پہونچ ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کرکے آواز دی اوکیا کہتا ہی شناخت پروردگار یکتا مین شمعون نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ پونے دوسو خداوندون کو چھوڑ کر ایک کی اطاعت و بندگی اختیار کرون بس طیمور شیر پرور نے اس کو اُچھال دیا اور گرتے وقت چورنگ ہوائی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے جن کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوے جو گھر گئے تھے اُنھون نے صوت امان بلند کی طیمور نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی مین آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوے اور پوچھا کہ آپ یہان کیونکر گرفتار ہوگئے آئے طیمور نے تمام سرگذشت بیان کی جب لوگون نے صاحبقران کی خیر خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب نہین دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے رؤسا شہر و حوالی شہر آنے لگے نذرین گذرنے لگین طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اُس کا کافور پاک باطن تھا طیمور نے حال اُس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب پتہ سکونت کا پوچھا تو چپ ہوگیا اور رونے لگا اُسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہی کافور پاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اُسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہی طیمور نے کہا کہ تیرے باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اُس نے عرض کی کہ انھین آدمخوارون نے یورش کیا پہلے یہ جنگل اور پہاڑون مین رہتے تھے اور میرے ملک سے لوگون کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی مین صغیر السن تھا سنا ہی کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار کیا اور ملک پر قبضہ کرلیا مجکو اور میری مان کو چند نمک حلال لے کے نکلگئے تھے مین نے انھین لوگون کی نگہداشت مین پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خبر سنکے براے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوتی ہی اتنا امیدوار ہون کہ کچھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا مین مین بھی شامل ہو کر زندگی عافیت کے ساتھ بسر کرون طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہی کہ تمھارا حقدار سلطنت ہونا ثابت ہو کافور صاف باطن نے عرض کی کہ مین حق تو اپنا ظاہر بھی نہین کرتا ہون صرف گوشۂ عافیت چاہتا ہون لیکن وہی لوگ جو میرے عرفی ہین وہ تصدیق کر سکتے ہین کہ مین اُسی فغفور تاجدار کا بیٹا ہون جو قبل آدمخوارون کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا اُن لوگون کو بلاؤ کافور پاک باطن اُن لوگون کو لے آیا اُن مین ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ مین رازدار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے بیان کر دون تو آپ یقین کرین گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور مین اس بات کی تصدیق کرتا ہون کہ یہ لڑکا ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہی فرمایا کوئی راز بیان کر اُسوقت اُس پیر دانا نے عرض کی کہ ایشہریار متصل اس شہر کے ایک باغ ہی کہ وہان پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوے ہین اُن پانچون درختون کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلین گے ایک مین اسلحہ ہی ایک مین آلات حرب ہین ایک مین جواہر بیش بہا ہی دو مین اشرفیان ہین آپ اُن درختون کو جڑ سے کھدوا کر دیکھین اگر یہ چیزین برآمد ہون تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اُس پیرمرد اور کافور صاف باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اُس باغ مین تشریف لائے دیکھا کہ واقع مین پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوے ہین اور اُنھین کٹوا ڈالا اور کھدوایا تو پیرمرد کے کہنے کے موافق پانچون صندوق برآمد ہوے اور کھولا تو جو چیزین بیان کی تھین وہ نکلین طیمور اُن صندوقون کو بار کرا کے ساتھ اپنے لے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنا کر پیرمرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیرمرد بھی حیرت مین آگیا کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جو ملک کے ملک بخشدیتے ہین غرضکہ طیمور نے دونون صندوق اسلحہ اور آلات حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہین لی چونکہ یہ سب لوگ لامذہب تھے ان کو ہدایت کر کے دین اسلام کی طرف مائل کیا مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علحدہ برپا کرائی اور ضحاک حق پسند کو نامہ لکھا کہ مین اس مقام پر ہون الحمد للہ کہ مین نے آدمخوارون سے ملک شہابیہ کو پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم بہ ہوت رعد آواز کو مع لشکر روانہ کیجیے نامہ دار تو اُس طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہین جس مقام پر صاحبقران نہون وہان آپ قائم مقام صاحبقران ہین سکندر نے کہا کہ اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہان مین صاحبقران اوسط ہون ورنہ تم صاحبقران اول اور مین صاحبقران اوسط ہون اس بارگاہ مین اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمھارے دوسرا نہین ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہی کہ تمھارے سامنے نام صاحبقرانی لے اُس وقت سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم لشکر صاحبقران سے کس طرح علحدہ ہوے طیمور نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اُسی نسل سے ہین جس نسل سے مین ہون لیکن کچھ ننھیالی اثر بھی ہونا ضرور تھا وہی ظاہر ہوا یہ کلمہ درست راستون نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ نانا صاحبقران کے شاہزادہ نورالدہر ہوتے ہین سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس مین شک نہین

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر غلطانیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر ببر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے ماموں کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق جادو کی مدد کو روانہ ہوئے مین بھی ہمراہ تھا وہان پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہی کہ ساحر زبردست ہی کسی کا سحر اُس پہ کارگر نہین ہوتا ہی اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہی کہ جو اس گرز کو اُٹھالے وہ مجھسے مقابلہ کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز پر نام سام بن نریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہ یہان کیونکر آگیا مین نے اُس گرز کے اُٹھانے کا قصد کیا صاحبقران نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھے گا یہ سُنکے مین خاموش ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھا کر رکھدیا بعد اُس کے مین نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اُٹھا لیا اور جس دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہی جس کا شبہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج داج مین سے تھا اور لوٹ مین یہ گرز اس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے وہ گرز مجھسے نہین لیا اور کشیدہ خاطر رہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ صاحبقرانی میرا بہت کم ہی اور بعد میرے سوا تمھارے کوئی صاحبقران نہوگا پھر مین نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اسکے قبل تھی مجکو کمال رنج ہوا اور مین امیر سے علٰحدہ ہو گیا اور بہت سے ملکون کو مین نے آباد کیا اب جو صاحبقران کی رعایت سے میری رفاقت کرتا ہو وہ مکرے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ میرے ساتھ رہے یہ سُنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین طلحہ بن لندھور اور وحید الملک اور گردین بہرام وغیرہ موقع ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے ان سے علٰحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم زلزلہ کی غرض سے آتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو مین پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دون گا یہ کہکر طیمور تو اپنے رفیق کے انتظار مین ٹھہرتا ہی لیکن

دو کلمہ داستان زلزلۂ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہین غزل آغاز کلام

ہو عجب افسانہ بلبل چمن مین کیون نہین ۔ ذکر میرا یار تیری انجمن مین کیون نہین
اسقدر قربت لبون سے ہو تعجب کی جگہ ۔ آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
بارہا اُن کے لب شیرین سے کہین بوسے لئے ۔ پھر حلاوت قند کی میرے دہن مین کیون نہین
عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی مین بسر ۔ قبر میری دوستو صحن چمن مین کیون نہین
ایک مدت سے یہ ڈوبا ہی اسی کی چاہ مین ۔ دل ہمارا یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
ہمسری کا اس کو دعویٰ ہو اگر بیجا ہی سب ۔ اُن کی زلفون کی سی بو مشک ختن مین کیون نہین
سامنے جلتے ہین پروانے نہین پروا اُسے ۔ بے الفت دوستو شمع لگن مین کیون نہین
گو مین دیوانہ ہون پر کیون بھاگتے ہین مجھسے لوگ ۔ بو محبت کی مرے اہل وطن مین کیون نہین
جامۂ ہستی ہمارا نو بہ نو ہو آج تک ۔ ایک دھبہ بد اس رخت کہن [illegible] نہین

سادگی کیون ہوگئی ہی وضع قاتل ہین شریک / بانکپن کی بات اُسکے بانکپن مین کیون نہین
پیستا ہی گر ہین تو پیس ہی ڈالے کہین / آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
اپنے جیتے جی تو مین پہنا کیا عمدہ لباس / بو تکلف کی مرے دوگز کفن مین کیون نہین
یار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہی وحشت بھی ہی / اسقدر شرم و حیا ایدل ہرن مین کیون نہین
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب مٹاتے ہین اُسے / ہی تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہی دنیاے دون / پاس پھر رسم وفا اس پیر زن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر باتوقیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہی اور فرمایا کہ کل ہمارے تمھارے اُسی خیمہ مین باتین ہون گی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہی چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئین گے تو مین بھی تنہا جاؤن گا جب دوسرا دن ہوا تو اُس طرف سے صاحبقران زمان چلے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤن گا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اُسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اس کے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلے گا چونکہ یہ عیار ہی اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہی صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لے کر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام اراکین دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوئے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر بھی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرما کر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہ دی اور آپ دنگل پہ رونق افروز ہوئے عیار پشت پر کھڑے ہوکر رومال جھلنے لگا وزیر گوشۂ تخت پر مودب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے اُلوالعزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کئے طلسم توڑے خدا و نیان مٹا دین لیکن یہ مقام نہایت سخت ہی یہان سے گزرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہی جن مرحلون کو آپ نے توڑا یہ کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو اُن کے فتح کرنے مین بھی جو دقت پڑی ہوگی اُنھین آپ ہی جانتے ہون گے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپکے حسن شباب پر رحم آتا ہی مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملکہ کی سوالگدہ مین خلل اندازی نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لے جائین اتنی خوشی آپ ہی کی تھی لیکن مجھسے مقابلہ کا قصد نفرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہوجیے گا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دعوے زور و جراءت پر ہی تو میرے تین سردارون مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کرسکین گے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہی تو یہان سحر و ساحری کا معاملہ نہین ہی جسے آپ اسم اعظم کے ذریعہ سے مٹا سکین میرے تین قلعے اور تین قلعہ دار ایسے ہین کہ قلعہ دارون کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین لانا ممکن نہین ہی یا امیر اب آپسے مین کچھ رموز اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ اپنے ارادے

سے باز رہین اصل مین یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور حسینان عالم کو تلاش کر کے اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاقلی کے سپرد کیا یہ اُن کے شاگرد رشید تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کر کے دنیا سے رحلت کر گئے فہیم عاقلی نے تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہی اور حاکم وہان کا محیط آدمخوار ہی دوسرا قلعہ زمرد نگار ہی اُس کا ناظم پیران کج ابرو ہی تیسرے قلعہ کو قلعہ آہنی کہتے ہین اس قلعہ کا مالک غوغائے رعد آواز ہی بوقت مقابلہ اُن لوگون کی حقیقت معلوم ہوتی ہی اگر حکم دیدون تو ایک غوغائے رعد آواز آپ کے لشکر کے واسطے کافی ہی یہ تو انتظام ظاہری ہی اور انتظام باطنی یہ ہی کہ اگر یہان کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگا لے جانا چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہو جاتی ہی اگر یقین نہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام انتظامات کے فہیم عاقلی ہم سب سے ملکر جانب کوہ قاف روانہ ہو گئے اور وہان پہونچکے انتقال کیا چلتے وقت ایک ٹہنی نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہی باوصفیکہ کبھی اُس پر پانی کا چھینٹا بھی نہین دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہی اور ڈالی بھی سرسبز ہی ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہین اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے اُنھون نے گرد حصار مذکور کے وہ حصار قائم کیا تھا جسے توڑ کے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مار ڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن اُنھون نے اپنے غرور مین اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا جانا حکیم اشراق الحکمت تک ناممکن تھا خیر ہرچہ گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کیے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم کر کے اس ارادہ سے باز آئین اور مین راستہ دیدون آپ طلسم زلزلہ کو چلے جائین ملکہ دوستانہ طریق سے جب تک جائین میری دعوت قبول کرین اور اس ملک مین قیام پذیر رہین اگر یہان کے حسینون کا اشتیاق ہو تو مین چند عورتین عمائد شہر سے انتخاب کر کے آپ کی خدمت کے واسطے بھیجدون انھین آپ اپنی کنیزی مین لائین لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہی نہ مین کسی کو بھیج سکتا ہون نہ آپ لیجا سکتے ہین اور اُس گل نرگس کی سیر بھی مین آپ کو دکھا دون جس کی مین پرستش کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ خاموش ہوا اور صاحبقران دل مین سوچے کہ میرا چلے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو عیب جانیکی دلیل ہی علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر ہوگا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہین اور مین آپ کے سامنے نوعمر اور کمسن ہون مجھے تمام باتین آپ کی قبول ہین بشرطیکہ دو باتین آپ میری بھی منظور کرین کہا بیان کیجیے فرمایا کہ مین نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہون نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال مین لاتا ہون میرے نزدیک یہ سب فانی ہین اور ہیچ ہین مجھے دولت عقبےٰ کی خواہش ہی اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے مین سرگرم رہتا ہون لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہین کہ پرستش اُس کی چاہیے جس نے پیدا کیا ہو سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہین ہی اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی ہوئی شے کی پرستش کرنا صنعت پرستش مین داخل ہی اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی ٹہنی کیا چیز ہی جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہین ایسے ایسے عجائبات حکمانے بہت سے بنا ڈالے ہین یہ وہی ٹہنی ہی جسے فہیم عاقلی نے بنایا ہی اور دوسری خواہش میری یہ ہی کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ چاہیے اس شرط کو نہ منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا ضرور ہی بغیر اس کے مین اپنے ارادے سے باز نہ رہون گا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب صحیح ہی مگر

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم | دگرگون میشود احوال عالم | وہ قادر مطلق ایسا ہی کہ دن کو رات

اور رات کو دن کرتا ہی آپ کے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین ہین جو
آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہی جن مرحلون کو مین نے مددِ پروردگار سے شکستہ
کیا اُن کے ٹوٹنے کی کس کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائین گے ورنہ جس
بات کو آپ اسوقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم
زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوئے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا
یہ سُنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ کو فساد منظور ہی خیر مین نے از راہ نیکی سمجھایا مگر
آپ نے نہ مانا یا امیر اب اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہی
یہی آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے
اٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا
تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرماکر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا
اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوار گذار
معلوم ہوتا ہی مین نے جہان تک دریافت کیا ہی بیان بادشاہ ملک حسن آگین کا صحیح ہی فرمایا مین بھروسہ ذات
باریتعالے کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہی مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ
ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جہان جان جانے کا ضرر متصور ہو جبکہ مین قربۃً الی اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پرواہی
اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے
وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجواکر صاحبقران
سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ
ہو کے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جسوقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے
اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لے کے پھرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے آکر عرض
کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہی اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہی امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کند وکہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے
حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گذری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان
بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہوکے جانب میدان کارزار روانہ ہوے صاحبقران
عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہونچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار
اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر ہرا علم اژدہا پیکر کا
کھولا گیا ہوا جو آکر پھیرہرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اُس طرف
سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے
لشکر کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین اور ایک ایک پھول

نرگس کا ہر وردی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور پھریرے بھی نشانوں کے اودے تھے اور علم بشکل گل نرگس تھے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں تو غوغاے رعد آواز میدان میں آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلے کو آئے بس یہ کلمہ سنتے ہی زلازل بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مرکب سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام پیکر سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور سامنے غوغاے رعد آواز کے آیا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ کو آیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہے کہ تو چیختا خوب ہے ایک ہمارا سردار ہمنشین بھی ایسا ہی تھا کہ اس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگتے تھے اور لوگ بدحواس ہو جاتے تھے میرے اس کے اکثر مقابلہ ہوا ہے میں ان چیخوں کا عادی ہوں اسوقت غوغاے رعد آواز ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہیں ہے لے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہیں واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہیں کرتے ہیں اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغاے رعد آواز کا ٹوٹ گیا بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغاے رعد آواز نے شرمندہ ہو کے ایک چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بدمزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغاے رعد آواز نے اپنے مرکب سے کود کر اس کی مشکیں باندھیں اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و بطوق کر کے جانب زندان روانہ ہوئے اور یہاں غوغاے رعد آواز نے پھر مبارز طلب کیا اب کے اس کے مقابلہ کو تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع النجت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربہ سے آگاہ نہیں ہے میرا حربہ میری آواز ہے جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کہ پھر کیوں نہیں چیختا یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری تہمتن گرد نے کانوں میں انگلیاں دے لیں جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغاے رعد آواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود پہنے تھا خود کو تو تیغ نے کاٹا لیکن سر پر پہونچکے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری یہ تھرا کر سامنے آگیا اور ہوش و حواس جاتے رہے غوغاے رعد آواز نے اسے بھی اسیر کر کے زندانخانے میں بھجوا دیا اور پھر مبارز طلب کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسیر تاثیر کرتا ہے نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہے ایک چیخ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ کو جاتا وہاں گور میں جاتا ہے لیکن ایک سلسلہ بندھا ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغاے رعد آواز خود حیرت میں تھا کہ یہ کس کلیجے کے لوگ ہیں کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہیں غوغاے رعد آواز نے شام تک پچیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر با توقیر کمال حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور سکوت کے عالم میں بیٹھے

رہے جب وقت برخاست کا آگیا اُٹھ کر تمام سردار مع صاحبقران نامدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب
روانہ ہوئے وہاں غوغاے رعد آواز نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجا کیا
تمام رات دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی رہیں صبح کو دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف
میں پہونچکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے
کہ غوغاے رعد آواز میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ
کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمھارے حمایتی کس بے بسی سے اسیر ہوئے لہذا تمکو
چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جہاں چاہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمھارا بھی ہوگا یہ سُنکے
سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی تجھ ایسے بہت سے گبر
پیدا ہوئے اور ناپید ہوگئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ زیادہ آفتیں آچکیں اور رد بھی ہو چکیں
کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائے گا لیکن ابھی یہ نہیں معلوم ہی کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آئیگی جو لوگ
آج تیری قید میں ہیں کل رہا ہو جائیں گے غوغاے رعد آواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع۔
این خیال است ومحال است وجنون ہیں مثل دیگران نہیں ہوں میں اُس خدا وند بینا کو مانتا ہوں تم نے
جسے دیکھا بھی نہوگا میرے خداوند نے میری موت معین ہی نہیں کی ہی خیر ان باتوں سے کچھ حاصل
نہیں ہی جس کو مقابلہ کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سُنکے برجلیس بن اکوان پسر خواندہ آصف ابحم
ظلمت نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر گردن جھکائی اور اجازت خواہ
میدان کارزار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہیں کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہی
اور بیٹا اتنے بڑے شخص کا ہی جو خدا وند زرطاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام بچپنے سے اختیار کیا باپ کا
شریک نہوا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے برجلیس تم قصد نکلنے کا
نہ کرو اس لیے کہ تمھاری ماں تمھارے فراق میں روتے روتے مر جائے گی کہ اُس کا سوا تمھارے کوئی
سہارا نہیں ہی اُسوقت برجلیس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہی
حضور کے عہد حکومت میں کوئی لاوارث نہیں ہی اور اب تو میں دائرۂ اسلام میں آچکا ہوں آئین اسلام
کا پابند ہوں مجھ سے جہاد ساقط نہیں ہی اور اب اُس شخص کا بیٹا کہلاتا ہوں جس کی تلوار عالم میں مشہور
ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ میدان میں نکلکر بے لڑے واپس جاؤں بادشاہ اسلام نے مجبور ہوکر اجازت جنگ
مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا برجلیس بن اکوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت
سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچا تو غوغاے رعد آواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی
جنگ وجدال کے قابل نہیں ہی تجھ پر ہاتھ اُٹھاتے مجھے شرم آتی ہی برجلیس بن اکوان نے کہا کہ اے
شخص شاید تو مجھسے آگاہ نہیں ہی میں بیٹا خداوند زرطاق کا ہوں باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور میں نے
بندگی کو بہتر جانا ہی اور میں اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہوں باپ میرا جس قدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہی
لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا میں حق پر ہوں میرے لیے ہمیشہ فتح ہی کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس میں دنیا و آخرت دونوں بنیں اس
اُوا نہ پر اپنی نازاں نہو جس سے تو سرداروں کو بیہوش کر دیا کرتا ہی میرے باپ کے طلسم میں ایسے
ایسے نہیں معلوم کتنے کرشمے تھے لیکن مدد خدا سے وہ سب کرشمے مٹ گئے اور ایک نہ چلی اکوان
تاجدار سے شخص کو سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی میرے باپ کے روح اپنی نو پیکروں میں تقسیم کی تھی

کہ آٹھ بھی مار ڈالے جائین گے تو بھی مین مر نہین سکتا اور پیکر ہم کو لیجا کے طلسم باطن مین پوشیدہ کیا
تھا لیکن انھین صاحبقران رابع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جا کے **اکوان** تاجدار کو
مارا اور ساتھ **اکوان** تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جب روز یہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم بند ہی
یا سحر بند ہی اُسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر فتحیاب نہین ہو سکتا کہ حق ان کا شریک
ہی یہ سنکے **غوغاے رعد آواز** نے کہا کہ مین نے تو تجھپر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہی تجھے کیا قتل کرون
تو تجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت مین تجھی گرفتاری ہی اے برجلیس **بن اکوان** تو ننگ
خاندان نکلا کہ ایک خداوند کا بیٹا ہو کر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی عزت کو خاک
مین ملایا مین ایسا نہین ہون خراب آیا ہی تو حوصلہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت مین تجھی گرفتاری لکھی
ہوئی ہی اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سرداروں کو مین نے اسیر
کیا ہی یہ قتل ہو چکے ہوتے اب تو امید رہائی ہی گو موہوم ہی آئندہ کوئی امید نہوتی برجلیس بن اکوان
نے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا کی ہی اور دلیل فتح مسلمانون کی ہی کہ تو نے ان کو قتل نہین کیا معلوم ہوتا ہی
کہ عمرین ان کی دراز ہین وہ ابھی جئین گے تیرے ہاتھ سے قتل نہون گے بلکہ تو مارا جائے گا اور وہ
رہائی پائین گے **غوغاے رعد آواز** نے برہم ہو کے نیزہ مارا برجلیس **بن اکوان** کو **انجم
طلعت** نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہی اس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا
ردوبدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ برجلیس نے نیزہ ہاتھ سے **غوغاے رعد آواز**
کے نکال دیا **غوغاے رعد آواز** نے خفیف ہو کر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہلگیا اور برجلیس
بن اکوان پر غشی طاری ہوئی **غوغاے رعد آواز** نے اسیر کرکے زندانخانے کی جانب بھجوا دیا
اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ **آصف انجم طلعت** کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا
جیتنے کے تجھے کچھ بھی آتا ہی اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا اسی منھ پر دعواے سپہگری ہی
یہ کہتے ہوئے بغیر اجازت بادشاہ سامنے **غوغاے رعد آواز** کے پہونچکے **غوغاے رعد آواز**
نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے آئے جیسے یہ تمھارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہی ہمین نے
اس کو تربیت کیا اور ہمین نے پرورش کیا بس لاحربہ اپنا کہ زمانہ میری آنکھون مین تاریک ہو رہا ہی
یہ سنکے **غوغاے رعد آواز** نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہی
لو اسے کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہی یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی **آصف انجم طلعت** نے
مردانہ وار اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر پڑا تو ایک طراقہ ہوا تق گرد بلند ہوا **غوغاے
رعد آواز** نے زدم وبست کردم کا نعرہ کیا عیار **آصف انجم طلعت** کا چلاتا تھا کہ خبر اپنے آقا
کی لون وہان **آصف انجم طلعت** اس کی ضرب کو کب ملنے والے تھے تق گرد سے نکلکر پکارے
کہ ملعون کرا زدی وکرا بست کردی حریف تیرا مین موجود ہون سا تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن
جہہ شادی از دل فراموش کن ؎ یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر یہ کو پنجارہ من
من کی ضرب کو سر پہ چرخ دیا اور مرکب سے مرکب کو ملا کے جو وار کیا تو عیاذاً باللہ تق گرد بلند ہوا
طبقہ زمین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک تک پہونچی شعلہ فلک کو نکلیا مرکب **غوغاے رعد آواز**
کی کمر ٹوٹ گئی انھون نے بھی زدم وبست کردم کا نعرہ کیا تھوڑی دیر کے بعد **غوغاے رعد آواز**
گرد سے باہر آیا تو پیادہ پایا **آصف انجم طلعت** بھی اسے پیادہ دیکھکر پیادہ ہو گئے اور بڑھے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست وگریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی چیخ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے بس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کر کے بھیجدیا بعد ان کے شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھون نے بھی آتے ہی اس کو گردبرد کر دیا آخر یہ بھی گرفتار ہوئے آج بھی غوغاے رعد آواز نے ہتیس چالیس سردارون کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم پھرے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہوگئے تھے اور وہان غوغاے رعد آواز نے جا کر سب سردارون کو زندان مین بھیجدیا اور آپ مصروف عیش ونشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے نہین بجوایا یہان صاحبقران عالیشان نے منادی کر دی کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نکرے مین خود مقابلہ کرونگا طیفور نے دیکھا کہ اگر صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہوجائینگے کسی طرح امیر کو ہاتھ سے اس گبر کے بچانا چاہیے بس اس نے صورت تبدیل کی اور قنطورہ زربفتی و پاتابہ سقرلاتی وکسوت عیاری سے آراستہ ہوکر جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب راستہ طے ہوچکا اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ لب ساحل قلعہ ہے اور زیر قلعہ فوج اتری ہوئی ہے بس طیفور نے رنگ وروغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھکر اکتارا بجا بجا کے گانا شروع کر دیا جو لوگ قریب قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر سمٹ آئے دو چار جو یہان سے واپس گئے انھون نے اور لوگون کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہے کیا خوب گاتا ہے اور لشکر کے بیفکرے مشتاق ہوکے آئے اور گانا سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہان کیا بیٹھے گانا سن رہے ہین ایک جوگی آیا ہے کہ اگر اُس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کو بھولجائیے گا کیا الاپ رہا ہے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ جا کر اُسے ہمارے پاس لے آؤ لوگون نے آکر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک قلعہ بلاتے ہین جوگی نے جواب دیا کہ مین کسی کا نوکر نہین ہون اگر اس زمین پر بیٹھنا تمھین شاق ہے تو مین کسی اور جنگل کی راہ لونگا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہین نجائیے جو لوگ پیام غوغاے رعد آواز کا لیکر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جا کے غوغاے رعد آواز سے کہا کہ جوگی صاحب نہین آتے آپ خود تشریف لے چلیے اور اُن سے کہیے تو شاید آئین چونکہ غوغاے رعد آواز کو کچھ اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلائے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کرے تو سزا دون یہ سوچ کے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آکر کہا کہ گروجی تمھارا کیا نام ہے کہا کہ مجکو جوگی جونجال کہتے ہین غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول فرمایے جوگی نے کہا کہ بچہ کیون فقیرون سے صحبت بڑھاتا ہے جا تو امیر ہے امیر غریب کی صحبت برآور نہین ہوتی ہے غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے جانب قلعہ روانہ ہوے ایک ایک مقام کو اجنبی بن کے پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہے وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہے اس طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ مین لایا اور قریب اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہے لوگ جمع ہین ناچ ہورہا ہے لیکن جن لوگون نے طیفور کا گانا سن لیا تھا انھین کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل لگتا تھا جلدی سے مجرائی طائفہ کو برخاست کر کے غوغاے رعد آواز نے جوگی جونجال سے کہا کہ یہ گانا تو لہو ولعب کا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا اور عاقبت دونون بنین جوگی نے اکتارا چھیڑا

گانا شروع کیا پہلے دو ایک بھجن اور دھرپت گایا بعد اسکے یہ غزل شروع کی غزل

غرق ہو جائے ابھی کلبۂ احزان میرا
بزم شادی ہوا ابھی کلبۂ احزان میرا
آگئی فصل بہار المدد اے دست جنون
دیکھئے ہی نہین وہ حال پریشان میرا
دکھلائے گل دل پر داغ کے پھولونکی بہار
لگیا دامن محشر سے گریبان میرا
مین تڑپتا ہون شب ہجر مین اور ڈھونڈھے دل
خط توام مین لکھا جائے کا دیوان میرا
خط جدول نظر آنے لگے موئے گیسو
پھر گلا گھونٹنے آئی شب ہجران میرا
اُف جو کرتا ہون دھوان منھ سے نکلتا ہے
سنبلستان نظر آنے لگا دیوان میرا
یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہے
آج کچھ مجھسے خفا ہو گیا مہمان میرا
جسطرح ہوگا ترے گھر مین مین آج آؤنگا
ہوش پر آئے گا جس روز گلستان میرا
عشق لیلیٰ سے یہ وحشت ہو ہرن ہو جائے
خون بہائیگی تری تیغ صفاہان میرا
کفر و اسلام سے مطلب نہین دنیا مین مجھے

ہوش پر آئے اگر دیدۂ گریان میرا
الفت ابرو قاتل ہے گلے کو خنجر
تنگ کرتا ہے بہت مجھکو گریبان میرا
پھول کھلاتے ہین گلشن مین برستا ہے جو چشم
آجکل سیر کے قابل ہے گلستان میرا
حسرتون کا ہوا خون ہاتھ سے تیرے دلمین
واہ کیا خوب کیا آپ نے درمان میرا
کیسا دیوانہ ہو یان آئے تو عاقل ہو جائے
جب رقم ہونے لگا حال پریشان میرا
الفت ابروئے خمدار مین ہون گر خنجر
پھونکے دیتا ہے مرا تن دل احزان میرا
مین بھی اک صورت زیبا کا تماشائی ہون
چین دم بھر نہین لیتا دل نالان میرا
شرم سے باغ مین شمشاد و صنوبر گڑ گئین
کیا بنا لیتا ہے دیکھون ترا دربان میرا
الفت لب نے تری گیسو کے سودے مین
دیکھے قیس اگر آکے بیابان میرا
ناتوانی مجھے وحشت مین جھکا دیگی اگر
الفت خال رخ یار ہے ایمان میرا
آہ نکلا نہ کوئی دہر مین ارمان میرا

سیر کے طرائے اگر وہ گل خندان میرا
آجکل دست اجل مین ہے گریبان میرا
اُنکی زلفون کے بنانے مین ہین ایسے مصروف
کیون نہ رونے پہ ہنسے وہ گل خندان میرا
اسقدر چاک ہوا دست جنون سے پیچ
دیکھ سفاک ذرا گنج شہیدان میرا
حسرت وصل ہے شعرون مین ہر اک جا رقم
بھاگے سودا ابھی اگر دیکھے زندان میرا
الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو
ذبح کرنے لگا خود مجھکو گریبان میرا
وصف گیسوئے مسلسل کے جو لکھے ہین نے
آئینہ دیکھتا ہے کیا رخ حیران میرا
دلمین آتا نہین کیون صبح سے دلبر کا خیال
سیر کو آئے جو وہ سرو خرامان میرا
لہلہا اٹھینگے مرے سینے مین گل داغ کے
ہوا ظلمت مین نہان چشمۂ حیوان میرا
سر آنکھون پہ تری دیکھکے مر جاؤنگا
بیڑی بن جائیگا پاؤن کی گریبان میرا
سمجھے ہین ہم نہین سب دل ہی کی لیجائے یاس

جوگی چونچال نے محفل کو جو نہال کر دیا غوغائے رعدآواز تو جھومنے لگا طیفور نے خیال کیا کہ اگر رات بھر گایا کر دئے تو موقع اسیرون کی رہائی کا نہ ہاتھ آئیگا کسی صورت سے اس صحبت کو ختم ہی کرنا چاہیے یہ سوچ کے اکتارا ہاتھ سے رکھدیا اور کہا کہ بس بابا فقیر کو زیادہ نہ ستاؤ یہ وقت ہماری پوجا پات کا ہے رات کے بارہ بجچکے ہین غوغائے رعدآواز نے الا موتیون کا دیا جوگی نے لیا اور اٹھ کھڑا ہوا غوغائے رعدآواز نے کہا کہ باباجی پہلے نہ جائیے گا دعوت ہماری قبول کیجیے جوگی نے کہا کہ مین دریا کنارے پوجا کے واسطے جاتا ہون اگر تجھکو ایسا ہی دعوت کا خیال ہے تو وہین آکر جو چاہے کھلا دینا یہ کہکر جوگی چونچال یعنی طیفور کنارے دریا کے آیا اور بیٹھ کر جپ شروع کی تھوڑی دیر مین تھال حلوے کا لئے ہوئے غوغائے رعدآواز پہونچا اور سامنے جوگی کے تھال رکھدیا جوگی نے کہا کہ بابا تو بھی کھائیگا یا میرے ہی لیے لایا ہے غوغائے رعدآواز نے کہا کہ مین تو آپ ہی کے واسطے لایا ہون جوگی نے غصے سے کہا کہ اٹھا لیجا مین بھی نہ کھاؤنگا کیا تو نے مجھے مثل اور فقیرون کے شکم پرست سمجھا ہے اگر تو کھائیگا تو مین بھی کھاؤنگا ورنہ ہرگز نہ کھاؤنگا غوغائے رعدآواز نے دیکھا کہ تیور جوگی کے بدے ہین جلدی سے خود بھی بیٹھ گیا اور عذر کیا کہ مجھے آپکے ساتھ کھانے مین

عذر نہین لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے مین پرہیز کرین جوگی چونچال نے کہا کہ بابا سب بندے خدا کے برابر مین ہر اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی کم مایہ غرضکہ غوغاے رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ تک سرکاری طرف کے غوغاے رعد آواز کو دیے لیکن اس بلانوش پر کوئی اثر بیہوشی نہوتا تھا نہوا جب کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو غوغاے رعد آواز رخصت ہو کے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہو گیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ مین جا کے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سوارون کا پہرہ تھا یہان جوگی صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا زبانی غوغاے رعد آواز کے سب سن چکے تھے کہ قیدی فلان مقام پر ہین بس انھون نے لباس شبروی تن پر آراستہ کرکے درختون کی آڑ آڑ نگاہون سے نگہبانون کی بچتے ہوئے پشت زندان کی طرف پہونچ گئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کر دی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی جلدی سے وہین نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکلکر سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جسوقت طیفور کو پہچانا جلدی جلدی قیدین توڑین اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہین ہین پھر عیب ہے کیون چلین سب کے سب نعرے کر کرکے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول تھے ان پر سواری لی اور جو سپاہی ہتھیار سرھانے رکھے سو رہے تھے اُن کے ہتھیار لے کر قتل شروع کر دیا لشکر مین غوغا مچ گیا کہ ارے قیدی رہا ہوگئے خبردار جانے نپائین بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہین تلوار برسانا شروع کی قریب اسی پچاسی سردارون کے تھے جن مین ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی اُدھر طیفور نے خیمون پر قمقمے آتشبازی مارنا شروع کیے یہ خیمہ جلنے لگا اس خیمہ مین آگ لگ گئی کفار ادھر تو قتل ہو رہے تھے اُدھر جیتے جی دوزخ کی آگ مین جل رہے تھے بہت سے دریا کے اندر پھاند پڑے اور ڈوب کے مر گئے جوانان اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیمون خرگاہون کو جلا کے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام مین داخل ہو گئے جب یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی کہ طیفور نے جا کر تمام سردارون کو رہا کر لیا صاحبقران نہایت خوش ہوے بارگاہ مین لائی تشریف لائے سردارون سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کرون غوغاے رعد آواز نہین معلوم کون بلا ہے مین نے سات مثقال بیہوشی اس کو کھلا دی مگر کمبخت پر کوئی اثر نہوا معلوم ہوتا ہے کہ رسی اس کی دراز ہے کہ موت کے پنجہ مین آکے نکل گیا زہر بھی گیا اور کوئی تاثیر نہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا جب تک قضا اس کی نہین ہے اسوقت تک تو کچھ نہین ہو سکتا اور جب وقت اجل کا آجائیگا تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہان کا حال سنیے کہ جب غوغاے رعد آواز خواب مرگ سے بیدار ہوا اور قلعہ سے نکلکر لشکر مین آیا تو عجب تلاطم دیکھا کہ سیکڑون خیمے جلے پڑے ہین بہت سی لاشین میدان مین پڑی ہین کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور ہاے بھائی کے نعرے کر رہا ہے کوئی کہتا ہے کہ میرا بیٹا مار ڈالا گیا کوئی باپ کے لیے واویلا کر رہا ہے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ ارے کیا ہوا لوگون نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ دراصل صاحبقران کا عیار تھا اُسنے قیدیون کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدین توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہی ہتھیار چھینے ہمارے ہی

گھوڑے لیے اور ہمین کو قتل کیا اَسی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانون سے نہ رک سکے لاشین گراتے
ہوے صاف نکلے چلے گئے اور اُس عیار مکار نے خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ
مصروف جنگ تھے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہو گیا کیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل
بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغاے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا
اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے اس وقت تک حکم بادشاہ
سے رعایت کی کہ آپ کے سردارون کو گرفتار کیا قتل نہین کیا اور آپ کے سردارون نے رہا ہوکے
میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیون کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ
مرگ ہوکے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نرکھیے گا جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور امیر
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے غوغاے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری
تو پھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگون کی ہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی
منجانب خدا باقی تھی تیرے ذہن ہی مین نہ آیا کہ تو انھین قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھلے
جن کی زندگی ہو وہ ہرگز قتل نہون گے اور جن کی مدت عمر سپری ہو چکی ہو وہ مارے جائین گے یہ جواب
دیکھ کے غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستون کا کیا
حال کرتا ہون اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
لیکن لشکر اسلام مین ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی نہ حریف پر حربہ اثر کرتا ہی نہ اُس کی آواز
کا کوئی متحمل ہوتا ہی دیکھا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آتی ہو وہان غوغاے
رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
ہم نے حکم جہان پناہ سے لشکر حریف کے سردارون کو قتل نہین کیا بلکہ قید رکھا اُن لوگون نے
ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی جسوقت رہا ہوے تو مال لوٹا لوگون کو قتل کیا چھاؤنی مین آگ
لگا دی اور نکلے چلے گئے لہذا یا تو ہمین حکم جنگ نہ دیجیے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہین دشمن کو قتل
کرین چاہین قید رکھین جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہی لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہی تو ملکہ
حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہی اور یہ بھی سنا کہ غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہی اب اُس نے قتل
پر کمر باندھی بس یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیرزادی سے بیان کیا اس نے
عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دین تو مین جاؤن اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھون
ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نفرمایے گا
وزیرزادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر مین رکھا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوگئی یہان امیر با توقیر دربار برخاست کیے ہوے ابھی
آرامگاہ کی طرف تشریف لیے جاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کھڑا ہی نقابدار نے جو
صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہی نقابدار نے عرض کی کہ مین قاصد ہون ایک
شخص کا جواب کو مزار مہربان شاہ پر ملا تھا یہ سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوے سمجھ گئے

کہ ملکہ کا پیامی ہو اپنے ساتھ تخلیہ مین لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچہ پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا غدا کو یاد کرو اگر حیات میری باقی ہو تو غوغاے رعد آواز کی کیا حقیقت ہو ملک الموت بھی کچھ نہین کر سکتے اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہین سکتا اور یہ کب ہو سکتا ہو کہ مین نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہو اور اب مقابلہ نکرون زمانہ کیلئے گا تم خدا پر شاکر رہو وزیرزادی نے ہر چند سمجھایا مگر امیر نے نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ مین پہونچا دون وزیرزادی نے صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہو ہنسی کا نہین ہو امیر نے طیفور کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی بجانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو ملکہ تو اس حال پر ملال مین مبتلا ہو اور وہان طبل بجے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی ہوے دونون طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کرکے آلات حرب وضرب سے درست ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اور صفین آراستہ کرکے کھڑے ہوے آج غوغاے رعد آواز نہایت برہم میدان مین آیا ہو اور وقت کا منتظر ہو اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم وشان سے میدان مین پہونچی صاحبقران پایہ تخت پکڑے ہوے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوے تھے میدان مین پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب مین قائم ہوا امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے گھوڑے ہوے پھر ہرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آواز یا صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر غوغاے رعد آواز نے پودا باگ کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین تیری خدمتگذاری کو موجود ہون طیفور نے جلدی سے کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھاکر سامنے تخت شاہی کے آے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران سے گلے مل کے امیر کو رخصت کیا امیر بارہ دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے غوغاے رعد آواز کے آئے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھکر اور کس شے کے بھروسے پر مقابلہ کو آئے ہین فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغاے رعد آواز نے کہا کہ دیکھون آپ کا خدا آپکو کس طرح بچا لیتا ہو یہ کلمۂ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہو بیہودہ بکتا ہو دوہا جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے۔ جو تجھ سے ہو سکے کمی نکر غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہین ہوا اس لیے کہ یہ سحر نہین جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت مین نعرہ کیا کہ تمام صحرا ہلگیا پرند درختون سے اڑے گھوڑے بدمزاج ہوئے اور کرگدن غوغاے رعد آواز کا ڈر کے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہنچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہو گئے بس غوغاے رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لون کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا اور امیر کو لے گیا لیکن اب

چند کلمہ داستان غریق دریاے محبت ملکہ بردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جلد آ بہار آئی
ساعت جشن بادہ خوار آئی

آج تو دن ہے بادہ خواری کا
یہی موسم ہے تیری یاری کا

ہین حسینان شہر کے بھی چاؤ
شہر کے ٹھاٹھ ہین غضب بناؤ

چال مستانہ چل رہی ہے صبا
موج صہبا ہے صاف موج ہوا

کثرت گل سے ہین نہال شجر
شاخ اٹھاتی نہین ہے بار ثمر

کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
کار مشاطہ کر رہی ہے بہار

زلف سنبل مین روغن گل ہے
شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے

چمن افروز آتش گل ہے
نغمہ انگیز شور بلبل ہے

چشمک برق ہے یہی ہر بار
کہ مئی لالہ گون پئین میخوار

ایسے موسم مین ساقی مہرو
کس لئے دیر کر رہا ہے تو

بلبل طبع چہچہانے لگے
فکر رنگینیان دکھانے لگے

ہو تصدق چمن وار دماغ
بسکہ اسوقت ہے شگفتہ دماغ

مست کیف شراب ہونے دو
اک ذرا لب حباب ہونے دو

ساقیا لا شراب دیر نہ کر
مست کر دے شراب پر رنگ

وہ دکھاؤن گل سخن کی بہار
شوخ و رنگین سناؤن وہ اشعار

دل کو لہرا رہی ہے موتی جھیل
آب ہر ہے آب نے تاویل

دیکھ ٹھنڈی سڑک پہ جوبن ہے
کیا ہوا سبز و مشفق مین ہے

چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
چار سو نالہ کش ہین عاشق زار

دل کو بہاتا ہے سبزہ شاداب
جھومتا ہے برنگ مست سحاب

رنگ لائی ہے زور فصل بہار
گل تو کیا عکس گل سے نہر مین گلزار

لب گل پہ ہے قہر کی لالی
چشم نرگس غضب ہے متوالی

لب سوسن پہ کیا جمی ہے دھڑی
جی مین ہے چومتا گھڑی پہ گھڑی

سنبل آسا چمن دکھتے ہین
نکہت گل سے کیا مہکتے ہین

کرم ابر رحمت حق ہے
جلوہ شان قدرت حق ہے

دے کوئی جلد ساغر لبریز
پیر وہ ہو بادۂ مضامین خیز

نغمہ سنجو چلو جو جی چاہے
سنلو اب نغمون کو جو جی چاہے

ناظم داستان سرائی ہے
ابھی کچھ کچھ طبیعت آئی ہے

پھر تو جادو بیانیان سننا
نشہ مین لن ترانیان سننا

پھر مرا رنگ طبع موزون دیکھ
پھر جمال عروس مضمون دیکھ

غنچہ و گل تو وجد مین آئین
عندلیب کے ہوش اڑ جائین

ناظرین نکتہ بین پر واضح ولائح ہو کہ قبل اس سے اس مولف ہیچمدان نے اس جلد مین یہان تک تحریر کیا ہے کہ خضران پسر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بصد جہد وکوشش سکھائے اور وہ زور وقوت مین مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری مین شہرۂ آفاق ہوا اور اکثر کارہاے نمایان اس سے ظہور مین آئے ہمراہ اسکو لیکر بجمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اس پر بہزار دل مائل وشیفتہ ہوئی یہانتک کہ اس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور گرد یا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری ومکاری بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھ کر لے آیا تھا اور اثناے راہ مین خضران فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور گرد یا فراق ملکہ مذکورہ مین بہت بیقرار تھا شب وروز اس کو اسی کا تصور تھا اور نہایت اس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہوکے صدمہ وغم اس کا گوارا نکرکے ایک روز چاہا کہ عقد طیفور گرد یا کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کر دیا جاے تاکہ طیفور اپنی مراد کو پہنچے رنج وغم اس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچہ دل شگفتہ ہو یہ چاہ کے اپنے اکثر ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لے کر جائین اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ہمارے لشکر مین لے آئین تاکہ آج ہی عقد طیفور گرد یا کا ساتھ ملکہ کے کر دیا جاے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے در خیمہ
ملکہ پر پہونچکر کہا اے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی محافہ زرین
بہر سواری ہمارے ساتھ ارسال کیا ہی جلوس بھی بقدر ضرورت بھیجا ہی شکر کرو کہ قسمت نے تمھاری
یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمھارا ساتھ طیفور گردیا عیار نامدار بے مثل روزگار
سے کردیا جائے گا کیونکہ طیفور تمھاری زنجیر الفت مین اسیر ہی اور تمھارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن
ہر شب و روز تمھارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہی اور تم سے ملنے کی از حد آرزو رکھتا ہی یہ رتبہ سعید
کس کو میسر ہوتا ہی بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گردیا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف
ہوکر آرزوے دید اور تمناے وصل رکھتی ہین مگر ان کی تمنا بر نہین آتی ہی خوشا تقدیر تمھاری کہ اب تم
زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو
کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گردیا مین ہی وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہی لہذا
ہمارے کہنے پر عمل کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان کے فی الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ
نے تقریر ان لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوگئے یہ شعر زبان پر لائی ع وہ چھٹے ہم سے جسے کہ پیار کرین
جبر کیونکر یہ اختیار کرین ۔ بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان مرد و قوی ہیکل
نامی و نامور تجھپر فریفتہ ہی اور تو بھی اس پر بدل و جان شیفتہ ہی تیرا محبت سے بعید ہی کہ اپنے محبوب کو
چھوڑکے محافہ مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گردیا مین آوے ایک پیادہ ہی گوکہ
صاحبقران کا عیار ہی مگر بھی لائق میری قدر و منزلت کے نہین ہی تو شاہزادی ہی وہ ادنی عیار مکار ہی ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ سواے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد
کہین گے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کی اور حکم صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار مکار سے اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نہ کی نہ اپنی
محبت کرنے کا خیال کیا نہ اس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ
عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و نافہم عقل کی دشمن ذلت پسند نہین
ہوتی ہین اپنا امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ
ان کی عقل و فہم و تدبیر پر آفرین کرتے ہین اور تعریف ان کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور انکی
عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین بس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے
اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہوکر محافہ مین سوار ہوکر چلی جائے گی اور عقد تیرا ساتھ
طیفور گردیا کے ہو جائے گا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہین گے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو
قبول و منظور نہین کرتا ہی کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال
سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہوکر رسواے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہی کہ اس
دنیاے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر با عزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے
یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ع وہ چھٹے جسکو دل سے پیار کرین ۔ جبر کیونکر یہ اختیار کرین یہ کہکر بے اختیار زار زار بمثل
ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اس اثناے مین فرامرز
ثانی کہ خیمہ اس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے تھا آیا اور سبب گریہ و زاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ
نے کہا اسوقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین مع

جلوس میرے لینے کو آئے ہین ور خیمہ پر موجود ہین کہتے ہین کہ اے ملکہ محافہ مین سوار ہو کر چلو اب عقد
تمہارا ساتھ طیفور کر دیا عیار کے ہوگا اس خبر کے سننے سے مجکو بدرجہ کمال رنج ہے مین نہین چاہتی ہون
کہ بجز تمہارے پہلو کے اور کسی کے پہلو مین بیٹھون سوا اس کے شرط محبت و الفت بھی یہی ہے کہ
جس سے محبت کی بس اُسی سے الفت تا حیات کی تمہاری جدائی مجکو ناگوار ہے دل نہین چاہتا کہ حکم
بادشاہ پر عمل کرون فرامرز ثانی نے جواب دیا اے ملکہ تم ہرگز نہ جاؤ مجکو بھی منظور نہین کہ تم سے
مفارقت ہو اگر جدائی ہوگی تو تاب فرقت نہ لا کر جلد ہلاک ہو جاؤن گا یہ کہکے خاموش ہوا ملکہ نے
تقریر فرامرز ثانی کی سنکے تھوڑی دیر اسی عالم گریہ وزاری مین غور و فکر انجام کار مین کرکے آہ
دلسوز و شرربار دل سے کھینچی ارادہ چلنے کا کیا فرامرز ثانی نے پوچھا اے ملکہ کہان جاتی ہو
اُس نے جواب دیا بضرورت جانب لب دریا جاتی ہون مطمئن رہو کہ محافہ مین سوار ہوکے نجاؤنگی
فرامرز ثانی خوش ہوا چونکہ خیمہ ملکہ کا کنارے دریا تھا پردہ خیمہ کا اُٹھا کر روبرو اپنے کسی کو نہ پاکر
چند قدم راہ طے کرکے لب دریا آئی دیکھا کہ وہ دریا ہے ناپیدا کنار بحر زخار آفت زا شور افزا ایسا ہے کہ
ہر موج اُس کی بلند ہوکر سوے فلک جاتی ہے اور وہ تلاطم آب ہے کہ پناہ بخدا وہ جوش و خروش اُس کا
کہ عیاذاً باللہ بات اُس کا حد سے افزون تھا گویا دہان خونخوار کھولے ہوئے تھا مثل بخت سیاہ پانی اُس کا
تیرہ و تار تھا ایسا وہ بحر زخار تھا کہ بمصداق نظم اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان اجل اُس سے تھا چشمہ عمان

نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ | اگھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ | ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز | اُس قدر وہ مہیب دریا تھا | ساتھ مینڈھے کے دل اچھلتا تھا
کس کے دست قلم مین یہ طاقت | لکھے اُس بحر کی جو ماہیت | وہ محیط کنار ناپیدا دیکھکر

زہرہ آب ہوتا تھا دیکھتے ہی اُس بحر پر خوف و خطر کو پہلے تو خائف ہوئی پھر اپنی زندگی سے
بیزار ہوکر چادر آب کو کفن اور آب دریا آب غسل اور جس جگہ دریا مین پانی گھومتا تھا اور چکر کھاتا تھا
اُس کو بصورت قبر تصور کرکے جان دینا اپنا زندگی سے بہتر جان کر ارادہ دریا مین کودنے کا کیا اس
عرصہ مین فرامرز ثانی بھی گھبرا کر متردد ہوکر لب دریا آیا ملکہ نے فرامرز ثانی سے کہا ہم تو اب غرق
دریاے فنا ہونے ہین جان اپنی دیتے ہین پاس الفت و محبت کے کرنے کا کرتے ہین کوچۂ الفت
مین ثابت قدم ہین جگہ نہین چھوڑتے ہین نام الفت کا نہین ڈبوتے ہین دنیا سے پر حسرت و ارمان
جاتے ہین ہم ایسا بھی ناشاد و نامراد کوئی دنیا مین کم ہوا ہوگا کچھ بھی نخل جوانی مین پھل نہ آیا لطف
جوانی و زندگی نہ پایا افسوس ہمارے پھول نہ کھلے غنچہ آرزو شگفتہ نہوا باغ زندگانی کی بہار نہ دیکھی
عین جوانی و عنفوان شباب مین موت آئی اور اس طرح سے قضا آئی کہ بصدمہ و غم و الم خود جان
دیتی ہون دنیا سے جاتی ہون اب ہم سے اور تم سے ملاقات روز حشر ہوگی دیکھو خبردار میرے بعد
میرے غم مین بہت گریہ وزاری نکرنا جان اپنی نہ کھونا دل اپنا احباب مین اور سیر و شکار مین بہلانا
میری وصیت پر عمل کرنا ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا صاحب اصلا میرے جان دینے کا حتی الامکان
غم نہ کرنا ہر وقت میرا تصور نکرنا مجکو یاد کرکے نالہ و فغان نہ کرنا ہان کبھی کبھی اگر ہم تم کو یاد آجائین تو
ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے ہم کو شاد کرنا روح ہماری خوش ہوگی خیال کرو یہ دنیا گذرگاہ ہے کسی کو
یہان قیام مدام نہین ہے جو پیدا ہوا وہ ایک روز نابود ہوا القصہ جاے دنیا سر اسے فانی رزم
سور و مرگ نوجوانی ہے ٭ کسکو آئی نہین جہان مین اجل ٭ ہوا آسیب مرگ کا نہ خلل ٭ گل جو رکھتے تھے اپنے فنا

تاج و آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج + عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ سے ہلاک ہوئے + استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے + جان دیدین جو اپنی ہم اپنی دم تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم + دل کو ہم صحبتون مین بہلانا + لب دریا کبھی چلے آنا + فرامرز ثانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے آنکھون مین تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور اسی عالم گریہ وزاری مین چاہا تھا کہ ملکہ کو جان دینے سے مانع ہو اور بڑھ کر ہاتھ اُس کا پکڑ کے سمجھا کر خیمہ مین لے آئے اور غرق دریا ہونے دے لیکن جو مقدر مین ہوتا ہی اُس کا ظہور ضرور ہوتا ہی انسان مجبور و لاچار ہو جاتا ہی اگرچہ کیسا ہی دولتمند و زور آور ہو فرامرز ثانی بھی تحیر پریشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر خیمہ مین لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی مانع جان دینے کا اسوقت نہوا کثرت گریہ وزاری اور فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اس اثنا مین ملکہ نے اشکبار ہو کر افسوس اپنے نوجوان مرنے کا اور جان دینے کا کر کے دریا مین اپنے تئین ڈال دیا جسوقت ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اور اُس نے آب دریا مین غوطہ کھایا وہ دیدۂ چشم حباب اُس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ کے رویا دست امواج نے بلند ہو کر اُس کا ماتم کیا اکثر موجون نے اُس کی ناشاد و نامراد جان دینے پر نظر کر کے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا مین اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا ہنوز ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز ثانی نے دیکھا دل مین کہا غضب ہوا جو ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال رسوائی مین جان اپنی دیدی مین دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھکر ہاتھ بھی اُس کا پکڑ نہ سکا با وجود کثرت و قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پاؤن آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیرین پاؤن مین پڑ گئین یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے اُبھری جمال جہان آرا اُس کا نظر آیا فرامرز ثانی نے آگے بڑھ کر کہا اے ملکہ اگر تم نے اپنی جان دیدی تو مین بھی اب زندہ نہ رہون گا تمھارے ساتھ ہی جان دیدون گا شرط وفا یہ نہین ہی کہ معشوق یون جان دیدے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا ہو کر دنیا مین بسر کرے بعد تمھارے اس دنیاے دنی پر خاک ہی مین بھی عاشق باوفا ہون بیوفا نہین تمھاری جدائی مین زندگی تلخ گذرے گی اہل دنیا مجکو بیوفا کہین گے پس مین بھی آتا ہون تمھارے ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہون تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دون گا ہمراہ تمھارے سوئے ملک بقا چلون گا بعد تمھارے زندہ رہ کر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب مین بھی نظر نہ آئیگی یہ کہکر فی الفور اپنے تئین بھی پاس ملکہ کے دریا مین گرا دیا اسوقت جو لوگ وہان موجود تھے اُنھون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونون ہم آغوش ہو کر غوطے کھا کر ایک دو بار اُبھر کر دریا مین غائب ہو گئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھکر غمگین ہوئے فی الفور دیگر آدمیون سے یہ خبر بیان کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محافظ ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے متحیر ہو کر اسیوقت وہان سے روانہ ہو کر روبروئے بادشاہ موصوف گئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور فرامرز ثانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہ حکم دیا کہ جال ڈالے جائین غریق دریا نکالے جائین شاید زندہ نکل آئین حکم بادشاہ ممدوح سے ماہی گیرون نے تا دیر برابر جال ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال مین نہ آئے نشان بھی اُن کا دریا مین نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہو کر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبرو بادشاہ عرض کی حضور ہم نے بہت کوشش و جستجو کی اُن کے نکالنے مین لیکن اُنکا پتہ بھی نہ لگا نہین معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد غرق ہوگئے اور بیٹھ گئے جائے حیرت ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیرون کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہو جانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارہ نہ کی دونون نے اپنی جان یکے بعد دیگرے دیدی کیا معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ محافہ بہر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب نہ کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے یہ ارشاد کرکے خاموش ہوئے طیفور گردیا نے جو سانحہ جانگزا سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا اپنی معشوقہ کے غرق دریا ہو جانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی بکثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ یون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و غم نکرو ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سب کے سمجھانے سے فی الجملہ خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری مین کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران موصوف مین تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہونے کا ملال ہے خصوصاً طیفور گردیا اور خضران فرزند عمر و ثالث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال ہے ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہے خضران بن عمر و رخصت ہوکر صاحبقران سے ایک طرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جس کو چاہتا ہے اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے کوئی اُس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہے نہ پانی ڈبو سکتا ہے بمصداق

مین نظم	اُسی کے لیے ہے ہمیشہ ثبات	اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات	بلا شک وہی ہے علیم و خبیر

عیان اس پہ ہے حال مافی الضمیر
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
کرنے حکم تبدیل صورت اگر
وہی سب کا معبود و خلاق ہے

کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا
وہ چاہے تو قطرے مین دریا بہے
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے
تو ہر پھل بنے پھول قطرہ گہر
وہی جان و تن کا نگہدار ہے

نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
وہ چاہے مُردے مار کر پھر جلائے
اُسی کے ہے محکوم ہر ایک شے
وہی ہر بشر کا مددگار ہے

لاریب و بیشک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہے اور مسبب الاسباب ہے اپنے بندون کے واسطے ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہے کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہے چنانچہ جسوقت ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریائے رحمت عنایت الٰہی جوش مین آیا اپنے ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب اُن کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو جو بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اُس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر رحم کھا کر بسبب الفت اپنے دہن مین لے لیا بعدہ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹا کر واسطے کسی کام کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھول کر کہا شکر ہے خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہر چند کہ مین خوش اعمال نہ تھی مثل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر کرتی تھی مگر اُس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک شخص کو میرا مونس تنہائی کیا یہ کہکر مردون مین اپنے تئین شمار کر کے آنکھین بند کر لین اسی طرح فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جان کر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور کر کے آنکھین بخوبی وا کر کے چہار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہو کر بآواز نحیف کہا الحمد للہ و المنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور حور یہ بصورت معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہی نہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کر کے یقینی اپنے تئین مردہ جان کر آنکھین بند کر لین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہو کر آنکھین کھول کر جدا جدا تقریر کر کے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عمان جادو بارہ دری مین قریب ترملکہ و فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صدائے قدم سے گھبرا کر دونون نے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہو کر خیال کیا کہ شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہی بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرھانے آیا ہی کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہر چند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح کی نہین جاتی ہی لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرھانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ ہی اسکا آنا بے سبب نہین یہ خیال کر کے بہ تصور جان کندنی و ایذاے قبض روح خوف سے کانپنے لگے اور ارادہ کیا کہ اٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچائین ہنوز فرامرز و ملکہ نے کثرت خوف سے ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھ سے ڈرتے ہو مین تمھارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہی تمھاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جانتے تھے عمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب تم دونون اٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدائے دو جہان کر کے اٹھے اور عمان جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے سے لے آنیکا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا مین نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمھارے یہان لے آنے کا سبب یہ ہوا کہ مین دریا کی راہ سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرند و پرند و مرغان آبی و جانور ان دریا کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور ایسی تم دونون کی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ بے اختیار مین نے تم کو اٹھا لیا غرق دریا ہونے دیا پھر دریا سے تم کو یہان لا کر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیون دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع نام ابتدا سے تا انتہا بیان کر کے کہا سبب ہمارے دریا مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُن کو ڈوبتے دیکھکر مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبنے نہ دیا دریا سے نکال کر یہان لے آئے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا اپنا گوارہ کیا اور تم نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تم نے بیان کیے صرف یہی نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور ہلیفور گرد یا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا بھی عشق ملکہ سے ہونا پھر پے در پے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا واسطے سواری ملکہ کے محافہ ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف نے مجکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ اپنے عیار مذکور کے ساتھ میرا عقد کر دے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد ان کے زندہ رہنا گوارہ نکر کے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب تم دونون یہان رہو بیخوف و خطر شب و روز آرزوے دل برلایا کرو فرامرز نے جواب دیا ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصل سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین کہ ہم اپنی حسرت دل بر لا سکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ ملکہ کے ہو جائے گا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آؤن گا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے تمھاری راحت رسانی کے لے آؤن گا خاطر جمع رکھو سیر اس باغ خزان دیدہ کی دل اگر گھبرایا کرے تو کیا کرو اور اسی بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکید کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر باہر نجانا حالانکہ تھوڑے میرے ملازم جانثار و خیرخواہ نمک حلال درباغ پر موجود ہین مگر تم بھی باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہونچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون دشمن ہین جو مجکو ضرر پہونچائین گے عمان جادو نے کہا کہ اب یہ حال نہ پوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ اُن سے تمکو ضرر نہ پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام اُن کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہو جائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نفع اس حال کو تجسے دریافت نکرو باعث میرے ملال تازہ کا ہو گا اگر پوچھتے ہو تو بس اسقدر بتلائے دیتا ہون بمقتضاے این مضمون ٭ غمگین ہون بے دیار ہون صدمہ کشیدہ ہون ٭ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون ٭ فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے کیون اپنا مفصل حال مجھ سے بیان نہین کرتے کیا مجکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کر سکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے ہمپر احسان کیا ہے عوض احسان ہم بھی تم سے سلوک نیک کرین تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے دشمنون کو تم کیا قتل کر سکو گے اُن کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا گوش دل سے سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر مین بادشاہ شہر عمانیہ ہون پہلے ساحر نہ تھا اب مین نے سحر سیکھا ہو اپنے قلعہ مین رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھسے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھ سے شاد تھی سرفروشی اور جان نثاری پر
ہر وقت موجود تھی جملہ دو لاکھ سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار بہادر و نامدار تھے میرے
عدل سے سب ادنی اعلےٰ شہر کے خوش تھے شہر نہایت آباد تھا دربار مین میرے سیکڑون سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھ سے ڈرتے تھے کبھی مجھسے
بغاوت نہ کرتے تھے قصد جنگ و جدال بھی نہ کرتے تھے مین اپنی جگہ پر یعنی اپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل مین کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہو کہ اکثر سلاطین تجھسے خائف رہتے ہین اور کبھی تجھسے
آمادہ شر و فساد نہین ہوتے ہین کیا تیرا اقبال ہو اور کیا رعب و داب و سطوت و حکومت ہو غرضکہ
اپنے دل مین بیشتر ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور بہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندون کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا مین بھی اُس سے حتی الامکان
میدان مین جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ و جدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخر کار
دیو اسلم نے سحر کیا مین دفع سحر کر نہ سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہو کر مجبور و لاچار ہو کر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا ہلا نہ سکتے تھے اپنے حریفون کے ہاتھ سے قتل ہوتے
تھے اور جب اہل لشکر فرودگاہ سپاہ پر آتے تھے اپنے دست و پا اپنے قابو مین نہ پاتے تھے
اسی طرح مین بھی وقت جنگ میدان مین مسحور بہ سحر ہو کر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو مین پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہوگئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی مین تاب مقابلہ نہ لا کر مع چند سواران خیر خواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزان ہوا اور ساحرون سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کر کے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا تاکہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکالدون یا اُس کو قتل کرون اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہون جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلہ کے نکلا میدان مین صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی اکثر دیو اسلم
بھی پسپا ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا مین رد سحر کرتا تھا آخر کار ایک روز ہنگام جنگ مین نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کر کے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
نظر آیا پھر اُس سے صداے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہٗ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اُس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اُس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت جھولی
اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھی اور بجائے زیور ہاے مختلف رنگ استخوان اور کھوپڑیان
پہنے ہوئے ہو ہنوز مین اور میرے اہل لشکر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے بڑے زور سے یون نعرہ کیا کہ او عمان جادو آگاہ ہو کہ مین
آسیو ہون ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اُس کے قتل کا کیا حالانکہ
گذار زخم گہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے مثل برق جہندہ زمین پر آئی اور جھپٹ
کر دیو اسلم کو اُٹھا لے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ بعجلت
میدان جنگ مین آئی مین بھی روبرو اُس کے صف آراے سپاہ ہوا بعد صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو پنجہ بن کر اُٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم تھی اور نام اُس کا ازلال
جادو تھا بصد قہر و غضب میدان جنگ مین آئی اس طرح سے کہ بالائے تخت سحر سوار تھی اسباب
سحر سے ہوئے تھے آنکھین زرد و چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب مجھپر
اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے بآواز بلند بقہر و غضب پکار کر کہا
اے عمان نابکار بدخواہ و بداندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہے اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا
تھا اگر مین تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب مین تجکو کب زندہ چھوڑتی ہون جلد آ مجھسے مقابلہ کر مین نے
سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ مین آکر مجھپر سحر کر مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا ساحر ہے
اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کئے ہین اے فرامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے مین لیئے لشکر سے
نکلا روبرو اُس کے جاکر پکارا کہ او ساحرہ تجکو شرم نہین آتی ہے کہ مردون سے سر میدان جنگ لڑنیکو
آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور یقین جان تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن نہین
ہوا ہون اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال
کرتا ہون چاہتا ہون کہ ملک و مال میرا پھر مجکو ملجائے لہذا تجکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے
لے کر میرے قلعہ سے چلی جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزارون آدمیون کا کشت و خون لڑائی
مین ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی جنگ سے صلح بہتر
ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجکو منظور ہو تو میدان جنگ سے چلی جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے
جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے بصد طیش اس طرح جواب دیا کہ او عمان
کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز مین اور کسی کو میدان جنگ مین نہ بھیجونگی نہ خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی
فتح کیے جاؤنگی اب مجھ اس بارہ مین تقریر مکرر آ وہ جنگ ہو سحر مجھ پر کر اے فرامرز ثانی پہلوان
لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے مین نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کرکے مارا اُس نے قریب
گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کیے اس طرح رد سحر کرکے اُس نے کارد سحر مجھ پر
لگائی ہر چند سپر سحر سے مین نے اپنے تئین بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کرکے نکل گئی اے تا
زخمداری مین پھر مین نے دلیرانہ نارنج سحر خون پیشانی اپنا کارد سے اُس پر ٹپکا کر سامری و جمشید کو
پکار کر اُس پر مارا ہر چند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ نارنج اُس کے پاؤن اور تخت سحر پر پڑا تخت
ٹوٹا پاؤن اُس کا جو زخمی ہوا تخت سے بالائے زمین گری مین آگے بڑھا چاہا کہ کام اس ساحرہ کا تمام
کرون دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر
بارگاہ مین بھجوا دیا پھر مجھ سے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجکو نرغہ اعدا مین دیکھکر تاب تحمل نہ لاکر
مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر
بہادرون کے حریفون پر گرنے لگی تیر انداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزون سے اپنے دشمنون کو ہلاک
کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہائے گرانبار سے نعرے کرکے اپنے حریفون پر آ گرے اور ضرب ہائے
گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صدائے آہ و نالہ بحر و بیابان بلند ہوئی غبار گھوڑون کی کثرت
سے بکثرت بلند ہوا غرضکہ خوب جنگ مغلوبہ ہونے لگی مین نے قریب دیو اسلم کے جاکر نعرہ کرکے
ترنج پر سحر دم کرکے اُس پر لگایا ترنج پھٹا دھوان پیدا ہوا وہ اُس دود سحر مین پنہان ہوا بعد تھوڑی

دیکھے وہ دھوان دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلم مسحور بہ سحر ہو گیا ہی مدہوش و بیہوش
ہو گیا ہی مین نے جلدی تمام چاہا تھا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ یہ خبر ازلال جادو کو
پہونچی وہ بیٹھا بر تخت سحر پر سوار ہو کر آئی اور زمین سے سوئے فلک بلند ہو کے مجھپر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہو گئے حس و حرکت باقی نہ رہی آرزوے دل بر نہ آئی دیو اسلم کو قتل کرنا
مجبور و لاچار ہو کر زمین گیر ہو گیا اسی حالت مین ازلال جادو نے چند ماش میرے لشکر کی طرف سحر
دم کر کے مارے یا تو سب جم کر لڑ رہے تھے یا سب کے پاؤن اُٹھ گئے بے اختیار جنگاہ سے بھاگے جسوقت
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلم کے تھے انھون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کر کے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوے
جسوقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے بزور سحر ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سے سحر پر سے زمین پر آ کر مجھکو گرفتار کیا پھر مجھکو مع دیو اسلم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ مین لے گئی اور دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر قریب تر اس کے بیٹھکر مجھکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اُس کے مجھکو طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے سوزن میری زبان مین دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلم و ازلال جادو کے لے گئے اُسوقت ازلال جادو نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا
کیون عمان اب پھر بھی سر فساد و کینہ ہوگا پھر میرے اس محبوب و آشنا سے صادق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے مین نے سر جھکا لیا بے بسی سے اور اپنی حالت اسیری پر نظر کر کے آنکھون مین اشک بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے جھنجھلا کر کہا اے عمان مین تجھکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھا کر
تجھکو چھوڑے دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
مین تجھکو نہ دیکھون اگر اب کہین تجھکو دیکھ لون گی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دون گی یہ کہکر مجھکو رہا کر دیا ہی
سحر بھی مجھپر سے دفع کر دیا حالانکہ مین بعد رہائی و سوزن زبان سے دور کرنے کے سحر دفع کر سکتا تھا
الحاصل بعد رہا ہونے کے مین تن تنہا غمگین و حزین وہان سے چلا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ مجھکو ملے مین نے اُن سے بھاگنے کی شکایت کی اُنھون
نے کہا اے حاکم و آقا ہمارے نہین معلوم کیا ہوا کہ لڑتے لڑتے پاؤن ہمارے جنگاہ سے اُٹھ گئے اب
آپ فرمایئے کہ آپ کا اس حال مین ادھر آنا کیونکر ہوا مین نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعدہٗ
مین نے سب سے کہا اگر تمھارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان مین جاؤن میرے ہمراہ
چلو اُن سب مین سے تھوڑے سوارون خیر خواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمین آپ کی ہمراہی
بدل و جان منظور ہی کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہی ایسے وقت بد مین ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہونگے جہان آپ جائیے گا ہمراہ رکاب رہینگے یہ سنکے دل میرا اُن سے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر جانب ویرانہ اس طرف آیا دیکھا مین نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے مین
ہی ہر چند کہ باغ خزان رسیدہ ہی اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہی لیکن مین نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر معین کیا ہی اندر باغ کے آنے
نہین دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہدیا ہی کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ مین کون رہتا ہی تو ہرگز نہ بتانا اب اس باغ مین عمان جادو رہتا ہی
اور ہم اُس کے ملازم مین اے فرامرز ثانی جس روز سے مین اس باغ خزان دیدہ مین آیا ہون اسی

بارہ دری مین ہنگام شب آکر سورہتا ہون اور صبح کو یہان سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہون
اُسی دریا مین یعنی جس دریا سے مین تمکو نکال کر یہان لایا ہون بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہون
ہنگام شب دیکھ بھال کر خائف و ترسان یہان آکر کچھ اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر سو رہتا ہون
جان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہون دن کو پوشیدہ دریا مین رہتا ہون اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجکو قتل کرے گی کیونکہ کہہ چکی ہی کہ ابکی مرتبہ اگر تجکو کہین دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ مین نے تمھارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہی اب
مین تم کو یہان لایا ہون بخوشی و شادمانی یہان قیام پذیر ہوتا وقتیکہ مین قید رنج و تشویش سے رہا
ہون اور ازلال جادو اور اسلم دیو کے شر و فساد سے بےخوف و خطر ہون تم مع اپنی محبوبہ کے بآرام
وعیش و عشرت یہان رہو شب و روز تمنائے دلی بر لاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہو کر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اُس کا سُنکے افسوس کر کے کہا کہ تم نے ہمپر احسان کیا ہو ہم
دونون کو دریا سے نکالا ہی خیر اس کا عوض اگر ہم سے ہو سکے گا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہے گا او رائے عمان جادو ہم مسلمان ہین بغیر عقد کیے ہوے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہین سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہی اور باعث گناہ کبیرہ ہی عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان
ہو بغیر عقد و نکاح کیے عورت سے نزدیکی نہین کرتے خیر اس کی بھی تدبیر کی جائیگی دو ایک روز مین
کسی ایسے مسلمان کو جو صیغہ نکاح پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہان لے آؤنگا باہم تم دونون کا عقد
و نکاح کرا دونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ مین جو
چشمہ ہی اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمہ سے پیا عمان جادو
نے بھی علیحدہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کر کے دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا فرامرز ثانی سے ملکہ نے
کہا کہ عمان جادو کہان چلا گیا یکایک نظر سے غائب ہو گیا فرامرز نے جواب دیا اے ملکہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن کو
مین بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا مین رہتا ہون یقین ہی کہ دریا مین جا کر پوشیدہ ہوا
ہو یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کرین بعدہٗ اس بارہ دری کے تمام درجون کی بغور سیر کرین دل اپنا
بہلائین ملکہ نے منظور کیا دونون عاشق و معشوق اُٹھے بارہ دری سے باغ مین گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہی آتش گل سرد ہو گئی ہی جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہو گئے ہین غنچے سوکھے ہوے ہین مثل دلہاے ناامیدان کے سنبل لب جوے آب با موے
پریشان استادہ تو ہی مگر پژمردہ گرد و غبار سے بال اٹے ہوئے اگر قمریان آتی بھی ہین اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہین تو عوض خوشی و خوش الحانی کے آوازین فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہین بعدہٗ اُڑ جاتی ہین
اسی طرح بلبلین شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہین اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہین اپنی زبان مین فصل بہار کی تمنا کرتی ہین اور شکایت موسم خزان کرتی ہین اور ہر ایک گل و غنچہ
خوشیدہ و پژمردہ پر نظر کر کے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہین پھر فریاد کرتی ہوئی اُڑ جاتی ہین سواے قمری
و بلبل اور جو طائران خوش الحان ہین وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہین اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عمان و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہین اور اشجار
و میوہ و گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان مین فریاد کنان اُڑ جاتے ہین باغ مین خاک اُڑ رہی ہی

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت و انقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہی لالہ با دل داغدار
بحالت پژمردگی باغ مین ہی اس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہو کر پژمردہ و خشک ہو گیا ہی نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہین گل شبو بھی دست خزان سے
سرسبز نہین ہی کثرت غم سے بزانو ہی اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہی اشجار میوہ دار مانند
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہین ثمر بھی کوئی ان مین نہین ہی باد خزان سے سوکھے
ہوئے ٹکڑے ہین گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہین اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہین ان کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ محتاج آب ہین اپنی صاحب باغ کو راست و چپ دیکھتے ہین وہ نظر نہین آتا ہی
کہ آب رسانی سے ان کو سرسبز و شاداب کرے اور درختان گل کے تازہ و تر کرنے مین کوشش و
سعی کرے دیوارین باغ کی شق ہین بعض دیوارین یون خمیدہ ہین کہ قریب ہی گر پڑین ان کی خمیدگی
و شق ہونے سے ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم مین جگر ان کا شق ہو گیا ہی اور بار فرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہین کہ خمیدہ ہو گئی ہین دروازہ باغ مثل دل بستہ بند ہی
جا بجا سے شکستہ ہی صاحب باغ کے غم سے شکستہ دلی اس کی بھی ظاہر ہی ملکہ اور فرامرز نے باغ
مین جا کر سیر باغ کی کرکے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہی نہین معلوم کس اجرت سے کسینے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہون گے اشجار میوہ دار بٹھلائے ہون گے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ مین نہین ہی خدا معلوم زندہ ہی یا سوے ملک عدم گیا اس کے
نہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہو گیا ہی جاے عبرت و مقام افسوس ہی یہ کہکر
لب چشمہ شیرین دونون عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ پانی اس کا ابل رہا ہی بیقراری آب ہویدا
ہی چاہتا ہی کہ اپنے مالک و بنا کردہ کو ایک نظر دیکھون تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اسکو دکھائی نہین دیتا
ہی غرض فرامرز ثانی اور ملکہ دونون باغ کو دیکھکر تاسف کنان بارہ دری مین آئے یہ سمجھتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونون عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری مین گئے باہم یون تقریر کی
کہ اوقات اس بارہ دری کے حجرہ درجون کی سیر کرین آج اسی طور سے دن بسر کرین کیونکہ دل گھبراتا ہی
اس ویرانے مین آبادی سے آکر طبیعت بہت پریشان ہی آخر دونون باتفاق رائے بارہ دری کے
درجون مین جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو عنوان شایستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کرکے بنوایا ہوگا اور اسکی
گلکاری و نقش و نگار مین بکثرت زر سرخ و سفید معمارون اور نقاشون کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہین اور چھت پردے نفیس و رنگین موجود ہین مگر شکستہ ہین ظاہرا ان کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم مین جگر ان کا چاک چاک ہو گیا ہی شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے ان درجون مین نظر آتے ہین وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولون مین شمعدانے
مومی و کافوری دیکھین کچھ جلی ہوئی آنسو ان کے بہے ہوے ان کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم مین دل شکستہ ہین اور یہ شمعین اپنے صاحب بزم کی جدائی مین
ایسا روئی ہین کہ آنسو ان کے جاری ہوے ہین فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و تحفہ ہی
مگر بوسیدہ ہی بکثرت غبار اس پر پڑا ہوا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس فرش نے مفارقت مین اپنے

یا الگ وکمین کے اس درجہ صدمہ کیا ہی کہ ہمہ تن خاک ہوگیا ہی یا الم جدائی صاحب بارہ دری مین خاک بسر ہوا ہی الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونون تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کیے ہنگام شام اپنے مقام استراحت پر آئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و شہریار یا کسی وزیر و امیر نے بنوائی تھی جس زمانہ مین یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور صاحب باغ مع اپنے متعلقین کے یہان مقیم و ساکن ہوگا کیا زیب و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس مد ان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہی لیکن مکین کا حال معلوم نہین کہ اس پر کیا گذری آیا زندہ ہی یا مرگیا اگر زندہ ہی تو کہان ہی اُس کا نام و نشان بھی نہین شاید برباد و تباہ ہوگیا ہی یا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہی ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہان لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا دیکھیے آئندہ کیا پیش آنیوالا ہی بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہی جاے دم زدن نہین فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع مین بقول تمھارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہی یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نرہے یہی کارخانۂ جہان ہی مکان برلے چند سے رہ جاتے ہین اور صاحب مکان فنا ہوجاتے ہین دنیا ایک سراے فانی ہی کسی کو یہان قیام نہین ہر ایک آمادہ قضا و مہیاے سفر ہی بقول ایک شاعر کے کیا خوب اُس نے اس مخمس مین بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی مذمت مین قلم فرسائی کی ہی۔

مخمس

سراے دنیا ہی خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہی
رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہو فریدون یہان نہ جم ہی
مسافرانہ کے ہو اٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی
سفر ہی دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندہو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہی تمھارے سامنے کہان تک اُس کا کلام پڑھون واقعی جو کچھ اُس نے اس مخمس مین نظم کیا ہی سچ ہی دنیا گذرگاہ ہی حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین اس مین کوئی ہو امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی اور اس دنیاے فانی سے جانب عدم جانا ضرور ہی کسی کو بقا نہین بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا سے ثابت و یقین ہوچکا کہ مرنا ایک روز لابدی ہی تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر مین صرف کرنا چاہیے اور خواب غفلت مین نہ رہنا چاہیے نہین معلوم کس وقت اجل آجاے جہان تک ممکن ہو عبادت و ذکر الٰہی مین اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے براے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ مین صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا مین دے تا عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہی بڑے بڑے قصر شاہان اولوالعزم اور باغہاے عدیم النظیر بعد رحلت اُن شاہون کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہوگئے جیسے اس بارہ دری مین جانورون نے اپنے آشیانے بنائے ہین اسی طرح شاہی اکثر عمارتون مین جو اب باقی ہین بوم شوم نے آشیانے بنائے ہین زاغ و زغن وغیرہ بھی اُن عمارتون پر بیٹھتے ہین اکثر طایر سواے بوم کے بھی اُن قصرون مین آشیانے بنا کر رہتے ہین مکڑیون نے جالا لگا یا ہی خاک اُن مین

اُڑ رہی ہو شب کو اندھیرا رہتا ہی مقام عبرت ہی کہ جن محلون مین شاہ و شہریار و وزیر رہتے تھے اور
اُن کے اہل و عیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران و خراب ہین کوئی ایسا نہین کہ
اُن مین ایک ایک چراغ روشن کر دے یا جاروب کشی سے اُن قصور کی زینت فی الجملہ کرے یا
مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اولوالعزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے
مقبرہ کی یہ حالت ہوگئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہی ؎ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب + اسی طرح مکانات شاہی کا بھی حال ہی خلاصہ یہ کہ دنیا گذرگاہ ہی مکین
و مکان دونون ایک دن فانی ہونے والے ہین خزان و بہار سب کے واسطے فنا ہی اس مین انسان
ہو یا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار گا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ
گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہی ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہین رہتا ہی کبھی بہار کبھی خزان کبھی
راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی
حال ہی ذرا غور کرو تمھارے اور ہمارے واسطے اس دنیا مین کیا ہوا ایک طور سے زندگی اب تک
بسر نہین ہوئی اگر صدمے اُٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہی کہ دریا سے جانبر ہو کر اس
شکستہ و ویران بارہ دری مین ہم اور تم بیٹھے ہین شکر ہی خدا کا جو اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو
اب اُس کو مناسب ہوگا تمھارے اور ہمارے حق مین کرے گا اگر وہ دن راحت و آرام سے
سونے اور کھانے پینے کے عیش کرنے کے باقی نرہے تو یہ دن بھی باقی نرہین گے خداوند عالم
مسبب الاسباب ہی جب وہ کسی پر رحم کرتا ہی اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے
ہین دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہین کفار بہ نیکی پیش آتے ہین جیسا کہ عمان جادوگر بد مذہب
تھے اور ہم سے بدوستی پیش آیا ہی دریا سے نکالکر یہان لایا ہی یہ کارسازی اور قدرت شافی
و حفاظت اپنے بندون کی اُسی معبود حقیقی کی ہی ورنہ ایسے دریاے قہار مین خود کر یا اور پھر زندہ
رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طور سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نرہتے خورش جانوران آبی
ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہین اور اگر اس کی مصلحت
ہوتی ہی تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہین وہ قادر ہی اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر ؎
اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو اُس سے مایوس امیدوار مجھکو ذات منزلت سے امید قوی ہی کہ
وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہان بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو واقعی خداوند عالم مسبب الاسباب ہی ضرور کوئی سبب آرام و راحت کا اپنی قدرت کاملہ سے
ہویدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی مین پہونچاے گا ابھی دونون عاشق و معشوق باہم
باتین کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک دونون کے
روبرو رکھا بعد کو پوچھا کہ تم گھبرائے تو نہین طبیعت اس ویرانہ مین پریشان تو نہین ہوئی فرامرز
تاقی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ و بارہ دری مین بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ مین
بغیر تمھارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہانتک ممکن ہو اپنے دل کو بہلایا کرو خوش و
خرم رہا کرو مین بخوف انزلال جادو تمھارے پاس نہین رہ سکتا مجبور ہون ورنہ تم کو اکیلا یہان
نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہی کہ نکاح تم دونون کا کر دون کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو
یہان لے آؤن گا آج سے مین نے تم دونون کو بجاے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہی تم بھی

مجھ سے بدی پیش نہ آتا اگر نیکی کرنا ممکن نہو تو بدی بھی میرے ساتھ نکرنا فرامرز ثانی نے جوابدیا اب مین نکی یا چچا پدر آپ کو سمجھون گا بدی آپ سے کرنا تو بجا انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے دشمنون کو قتل کر کے تخت حکومت پر آپ کو بٹھا دون گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہٗ کہنے لگا اے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے مین اپنے ملک پر قابض و متصرف ہون گا تو اقرار کرتا ہون کہ تمھارا دین بھی اختیار کرون گا دین آبائی ترک کرون گا مگر اے فرزند میرے دشمنون کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہی تم غیر ساحر ہو تن تنہا کیونکر میرے اعدا کو قتل کروگے مین ساحر تھا اور سپاہ بھی بہت رکھتا تھا مہنگام جنگ دشمنون کو اپنے ہلاک کر سکا خود ہی اسیر ہوگیا زمانہ حیات باقی تھا کہ ازلال جادو نے رحم کھا کر بایں شرط کہ اب اس طرف کبھی آنے کا قصد نہ کرنا مجھے قید سے رہا کیا فرامرز ثانی نے جواب دیا اے پدر ہمارا خدا وہ ہی کہ قادر ہی اور پر تمام اشیا کے ہم کو اُس سے امید قوی ہی کہ وہ ہماری اعانت کرے تا ہم کو تمھارے اعدا پر فتحیاب کرے گا اگر تنہا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پاے گا تو اور کوئی ہمارا اس کام مین حکم خدا سے مین ویاور ہوگا بہرصورت انشاء اللہ تعالی دُر مقصود ہاتھ آئے گا آپ اس مقدمہ مین کچھ تردد نہ کیجیے اپنے حصول مطلب مین مایوس و نا امید ہرگز نہ ہوجیے عمان جادو یہ سنکے بہت شادمان ہوا بعد اکل و شرب ملکہ و فرامرز ثانی خود بھی سیر و سیراب ہوئے بعدہٗ تا دیر پاس بیٹھا رہا پھر بہ وجہ نظر ہت یہ کہکر غائب ہوگیا کہ اب تم دونون آرام کرو ہم بھی جاتے ہین نیند آتی ہی بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز ثانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکا یک ظاہر ہو کر بدستور میوہ تر و خشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونون اس میوہ ہاے لذیذ و خوش گوار کو کھاؤ اب مین جاتا ہون یہ کہکر سحر سے بصورت طائر بنکر اُڑ گیا بعد چند ساعت کے دو اہل اسلام کو لایا بصورت مبدل خود بھی اُن کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونون اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کر کے ہمراہ اُن دونون اہل علم کو لے کر بارہ دری مین گیا پھر اُن سے کہا کہ اس جوان کو مین نے اپنا فرزند کیا ہی اور جس عورت سے اس کا عقد مطلوب ہی وہ صاحب عفت و عصمت ہی کہ بجاے میری دختر کے ہی اس پردے کے پیچھے ہی لہذا آپ صاحبون کو مناسب ہی کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغۂ نکاح پڑھیے انھون نے بعد ایجاب و قبول مہر معینہ صیغہ نکاح اُن کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ اب عقد تمھارا تمھاری محبوبہ سے ہوگیا فرامرز ثانی نے شادمان ہوکے عمان جادو اور اُن اہل علم کو جنھون نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا اُن علمانے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو جانے عقد کے عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل اُن کو دے کر رخصت کیا بعدہٗ دوبارہ دروازہ باغ بند کر کے ملکہ سے کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونون زندگی اپنی بسر کرو مین جاتا ہون ہنگام شب آؤن گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اُڑ گیا یہان فرامرز ثانی نے خلوت پاکر بصد خوشی و بہ رغبت تمام ملکہ سے مدعاے دل حاصل کیا بعد ایک مدت کے در آرزو دستیاب ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسانمند ہوا بعد نزدیکی آب چشمہ سے دونون نے غسل کیا پھر نماز شکر پڑھی اتنی دیر مین عروس لیلاے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب عالمتاب چھپ گئے مغرب جا کر پنہان ہوا ہنوز زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونون زن و شوہر نے باادب سلام کیا اُس نے دعاے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

ابتو مراد دلی تمھاری برآئی فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہاے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور خود بھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین و سرد سے سیراب ہوے تھوڑی دیر توقف کرکے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونون نوشاہ و نوعروس بھی باہم لیٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ ہم سوے
صحرا واسطے شکار آہو کے جائین اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کرین اس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو چالیس سوار در باغ پر
ہین انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اسی جانب تمہ اشنہ ہے اب
حاکم وہان کا وہی ہے دشمن دیو اسلم ہے مبادا تم اس طرف جاؤ اور وہ تمھین بھی بہ بدی پیش
آئے فرامرز نے کہا اے پدر مین اقرار کرتا ہون کہ حتی الامکان اس طرف نہ جاؤنگا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے در باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سوارون سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو تکمیل کر چکین
تو انھین کے ہمراہ یہان چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سوارون نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل مین لائینگے یہ عرض کرکے سب مسلح و مکمل
ہوے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع ان سوارون کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شادان و
فرحان ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچا کہ اس صحرا مین غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزہ شاداب کوسون تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل مین بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضاے نظم ؎ سوے اس سبزہ پر اگر بیمار ÷ تندرستی کے ساتھ ہو بیدار ÷ مردہ اس فرش پر اگر لیٹے
ہو کے اکدم مین زندہ اٹھ بیٹھے ÷ فرامرز ثانی نے اس صحراے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کرکے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہے ہوا یہان کی مرغوب دل ہے ان سوارون نے عرض کیا حضور واقعی
یہ صحر العجب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے ہنوز سواران ہمراہی عرض کر رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بصد شوق اس سبزہ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے ان کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لیے
ہوے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب سب قریب ان آہوؤن کے پہونچے وہ آہوان کو
دیکھکر خوفناک ہو کر جست کنان بھاگے سوارون نے تاک تاک کر ان پر تیر لگائے کسی کا تیر کارگر
نہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر تنہا تابدا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ ہوے مجروح جست و خیز
کرتا ہوا کوسون چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوے تیر خوردہ سرحد شہر عمانیہ مین جو صحرا تھا اس صحرا مین پہونچا
حسب اتفاق اس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو بطن سے ازلال جادو کے تھا مع اپنے
رفقا کے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اس کے بھاگتا ہوا گیا اس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگا کہ وہ صدمہ زخم کاری سے بالاے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو یہان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثانی بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیر خوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر آمادہ ہو یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہوکر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیر خوردہ کو کہان لیجاے گا یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پُٹھے پر لگا ہی دیو سلیم نے چین بجبین ہوکے جواب دیا او بیوقوف اس آہو کا مین نے شکار کیا ہی ذرا آنکھین کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گو پر مارا ہی زخمی ہوکر جب یہ آہو گرا ہی تب مین نے اسے پایا ہی مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوے آہو کو تجھے نہ دون گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار مین ضرور تجھ سے لون گا اُس نے کہا کہ تو کیا مجھسے میرا شکار لے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا بھی شکار کرکے روبرو اپنے والد کے لے جاؤن گا وہ گوشت آدم زاد برغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثانی کو زیادہ تر غصہ آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کرکے وار شمشاد بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی خالی دے کر وار کیا فرامرز ثانی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرۂ شیرانہ کرکے گھوڑے کو بڑھا کر بعالم غصہ مین ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہوکر بالاے زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرنے سے زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال بد اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوے کہ فرامرز ثانی سے مقابلہ کر نہ سکے لاشہ فرزند دیو اسلم کا اُٹھا کر نالان و گریان باحال پریشان سمت قلعہ عانیہ روانہ ہوئے ادھر فرامرز ثانی اُس آہو کے زخمی کو ذبح کرکے شکار بند مین اُسے باندہ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ ہوے کیونکہ سواران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہ گئے تھے ہنوز فرامرز ثانی نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان باحال پریشان نظر آئی جب وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثانی نے مرکب کو روک کے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی ہین اس کا کیا سبب ہی اور نام تمھارے کیا ہین تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون مین سے جو زیادہ نالہ و فغان کرتا تھا اُس نے بصد نالہ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا خواجہ اشکبار ہی فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہی بعد مسکرانے کے دریافت کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہی اُس نے کہا زمانہ طفلی مین کہ شیر خوار تھا مین نے والدین سے سنا ہی کہ بہت روتا تھا اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہی پھر فرامرز نے دوسرے تاجر سے کہ وہ بھی از حد نالہ کنان تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا ہون نام میرا خواجہ بہار ہی فرامرز ثانی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہی اور یہ سب میرے ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے وہ سب قتل ہوے وجہ ہمارے اسقدر نالہ و فریادگی یہ ہی کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے وہ کوہ

سربلند جو ایک دامن صحرا مین ہو جب ہم سب قریب اُس کے آئے درۂ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے مسلح نکلکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہم سخن ہوے کہ اگر ہمارے مال و اسباب کو ہاتھ لگاؤ گے تو اچھا نہوگا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلے گی بہت کشت و خون ہوگا اس صحرا کی زمین کو تمھارے خون سے رنگین کر دین گے حتی الامکان یہ مال و اسباب و جواہر بیش قیمت کہ کروڑہا روپیہ کا ہی تم کو ہرگز نہ دین گے یہ سُنکے اُن قزاقون کے افسر نے جملہ قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو قتل کر دو یہ حکم اپنے مالک کا پاکر سب قزاقون نے چہار طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی و خوشامد کی کہ شاید عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا بعدہ ہم بھی آمادۂ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دوپہر تک لڑائی ہوئی آخر نو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اسوقت موجود ہین اسیر کیا جب ہم نے نالہ و فریاد کی تو رحم کھاکر ہتھیار ہمارے لے کر قزاقون کے افسر نے ہمارے تئین چھوڑ دیا ازاسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین خبردار تم اُس طرف نجانا ورنہ وہ قزاق سنگدل تم کو بھی لوٹ لین گے یہ گھوڑا تمھارا اور جو کچھ مال و اسباب تمھارے پاس پوشیدہ ہوگا وہ بھی بزور ظلم تم سے لے لین گے اگر آمادہ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کرین گے فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سنکے نہایت افسوس کر کے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمھارا تم کو دلوا دون گا خواجہ بہار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجیے گا ان پر کسطرح فتحیاب ہوجیے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملین گے چور اور قزاق مال و اسباب لے کر کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپ کا ہی فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ بہار ہمارے ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہی اگر وہ چاہے گا تو کل مال و اسباب تمھارا ملجائیگا یہ سنکے خواجہ مذکور خوش ہوکر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے یارو اس جوان بہادر کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمھارا اسباب اس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے کہا بہتر ہم آپ کے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کر کے وہ سب مع خواجہ بہار اور فرامرز نامدار کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اسی دامن صحرا مین روبروے کوہ پہونچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درۂ کوہ مین ہین کچھ بالائے کوہ ہین جو افسر اُن قزاقون کا ہی وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہی دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار ہی جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہی وہ بھی بالاے کوہ سے اسی طرف دیکھ رہا ہی فرامرز ثانی نے قریب کوہ جاکر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب مال و اسباب جو اِن کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سُنکے وہ افسر قزاقان سنگدل کوہ سے اُترکر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ ہی جو ان تاجرون کی حمایت کرنے آیا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال متاع تیرے

پاس ہو وہ یہان جو دہی رکھدے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہو اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتین نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجکو قتل کرکے تیرا بھی مال و اسباب لے لینگے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
موجودہ کو مجھ سے لے لے اور مجھے قتل کر سکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہو تو مجھسے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہو تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین افسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا او جوان بدزبان آگاہ ہو کہ مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و زیر کیا ہو ہزارون بہادر زبر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین ان مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدۂ روزگار آزمودہ کار
ہو بیس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ جام عمر تیرا لبریز ہوچکا ہو اجل تیری
کشان کشان تجکو یہان لائی ہو نام میرا قہور راہزن مشہور جہان ہو سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جس کا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہو آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہو اور جو اس صحرا مین آیا ہو وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوے نہین گیا ہو آج جو تو یہان معین و مددگار ان تاجرون کا بنکر آیا ہو اور مجھ سے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہو یقین ہو کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے سے لیے جائینگے مجھ سے مقابلہ کرکے پچھتائیگا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائیگا
کیونکہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہرچند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عام ہون مگر اپنے اس کوہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھ سے بوجہ میری شجاعت و جمعیت بہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہر ایک
ڈرتا ہو بھلا تو کیا مجھ سے لڑیگا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھ سے واپس لیگا مگر
بعوض و بخواہش مال و اسباب اپنی جان دیگا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی دست و پا و صورت پر ترس کھا کر تجھ سے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائیگی فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے
قہور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و غرور زبان پر جاری کیے اُس سے کیا حاصل اگر تجکو دعوے شجاعت ہو تو مجھ جوہر شمشیر دکھا
جس فن مین تجکو خوب کمال حاصل ہوا اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہو یہ سنکے قہور راہزن نے مرکب پر درست بیٹھکر نیزہ کو
تان کر بزور اپنی مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈال کر پکارا خبردار اے جوان
اپنے قلب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہو ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اُس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُس کے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قہور راہزن بے اختیار ہوکر
یکبارگی تعریف کرنے لگے شور و غل صداے تحسین و آفرین کا زبان دشمنان سے بلند ہوا تاجرون ۲۰

نے بھی تعریف کی اور دعاے نصرت کی پھر فرامرز ثانی نے اُس پر نیزے کا وار کیا اُس نے
بھی بجد وکد رد کیا پھر قہور نے نیزہ سینہ کو تاک کر بنہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز ثانی
نے بسہولت تمام اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی حریف زبردست معلوم ہوتا ہی ہمارے مالک و آقا سے تیز دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہی ایسے وقت مین دل چاہتا ہی کہ سب یکبارگی حملہ کرکے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کرین مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آجائے بعض قزاقون نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہی جو ہم اس کو قتل کرین انھون نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہی یہ کہکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قہور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہی کہ ایک جوان سے صدہا ہزارہا آدمی لڑین تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو جملہ قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صف آرا ہو کر ٹھہر گئے فرامرز ثانی نے دو وار اُس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ سے ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قہور یہ سنکے مسکرایا بعدہ جواب دیا
اے بہادر مین ہوشیار ہون وار کر ہاتھ سے نیزے کا نکلنا ممکن نہین یہ سنکے فرامرز ثانی نے نیزہ
کو تکان دے کر خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اُس نے بمشکل نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا ادھر فرامرز ثانی نے اس طرح اپنے نیزے کو کن دبا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اُس کے ہاتھ
سے نکلکر مثل تیر شہاب یا مانند جگنو کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری قہور متحیر ہوا نیز دن عرق انفعال
مین غرق ہو گیا تاجرون نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ رنگ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر گل ہو گیا قہور نے بعد ایک لحظہ کے پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اُس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت مدید کا ہی میرے زور بازو مین
کمی نہین ہی یہ کہکر غصہ مین آکر ڈانڈ نیزہ مذکور کی بصد غضب آگے بڑھکر سر فرامرز ثانی پر بقوت
تمام تر لگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اُس کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اُس کے نیزے
کی درمیان سے دو ٹکڑے ہو گئی قہور قزاق نے منفعل ہو کر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر بقہر و
غضب شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر یون پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ یہ وہ تیغ آبدار
ہی کہ بہتون کا قصہ ایک دم مین فیصلہ کرتی ہی خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہو گا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہی فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا
اے بہادر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر لگا مین ہوشیار ہون اللہ ہمارا نگہبان ہی وہی
بچانے والا ہی قہور قزاق نے بقوت تمام سر پر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائین
ہاتھ مین بعجلت تمام شمشیر و سپر لے کے اُس کی تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
ثانی نے آگے بڑھکر بائین جانب آکر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پر بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی تاجرون نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ جملہ
تیس ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال جدال دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجب پر قوت و پرفن ہی کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری مین زیادہ ہی انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہی کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہوے تھے ہم
مجبور ہین ہم کو حکم نہین دیتے ہین ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

گر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین لی
تھی شرمگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھاکر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھاکر زمین پر اسطرح پٹکے کہ سر مہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کرکے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکراکر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت زور کرکے اُس کو موافق قاعدہ بہادران پشت فرس سے اٹھاکر چرخ دیکر
آہستہ زمین پر گراکر جلد گھوڑے سے اتر کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہی کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اٹھاکر سر سے بلند کرکے گردش دے کے چاہا کہ بالا سے
خاک پٹکے اُس وقت قہور نے کہا اے جوان الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
و ایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل و جان منظور و قبول ہی یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہوکر اُس کو آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قہور قزاق زیر ہوکر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اُس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم و تلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو درہ کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا جائے صدر پر بٹھایا بعدہ نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر اور خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال و اسباب لوٹا تھا وہ اُن کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال و اسباب پاکر فرامرز ثانی کے حق مین دعاے خیر کرنے لگے اور رخصت ہوکر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہی کہ تاجران مذکور جملہ مال و اسباب
اپنا پاکر قیام پذیر رہے جب قہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی اُس
صحراے سبزہ زار مین کی اور دولت دین کی بہ رہنمائی فرامرز ثانی پائی اُسوقت بہت شادمان
ہوکر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہی اور مسکن تیرا کہان ہی فرامرز نے اپنا نام بتاکر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ عمان جادوگر ہی اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجھکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے عقب مین سرحد
شہر عمانیہ مین پہونچا وہان دیو اسلم کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت بجنگ پہونچی آخر اُس کو تہ تیغ کرکے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گریان
و نالان ملے ان کے حال پر ہم کو رحم آیا کہ ہم ان کے اسباب و مال کے دلانے کے واسطے ادھر آئے
یہان کئی روز گذرے لہذا اب ہم کو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف ہی اور گناہ بھی ہی اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جب
پیشہ قزاقی کو آپ نے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ
چلونگا یعنی تا بعد از آپ ایسے محسن و جان بخش و بہادر کے قدم سے جدا نہونگا فرامرز ثانی نے
خوش ہوکر کہا مختار تم کو اختیار ہی قہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے جملہ مال
و اسباب جو فراہم کیا ہی وہ اونٹون پر صندوقون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم ساتھ اپنے محسن و
آقا کے یہان سے کوچ کرینگے جملہ قزاق بہ تقریر اُس کی سنکے کار بند ہوئے دوسرے روز ہنگام سحر
جب آفتاب مشرق سے برآمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قہور وغیرہ بھی جملہ قزاق مرکبون پر

سوار ہوئے قطار مال واسباب اونٹون کی ہمراہ لی تاجران مذکور بھی ہمراہ ہوئے فرامرز اس جمعیت سے سوے باغ نعمان جادو روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب

دو کلمہ داستان گل گلزار موجد عیاری و مکاری سربرندہ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران قلعہ گیری جنگ رونق افزاے فریب اور رنگ یعنی خضران فرزند ارجمند خواجہ عمرو ے ثالث کے بیان کیے جاتے ہین

ذوق صہباے سخن طرفہ مزا دیتا ہے
گل گلرنگ سے کس طرح چھکا دیتا ہے
شوخ وطرار ہے کس طرح کا پہلو مین یہ دل
زلف کا جال دکھا کر سر شام وصلت
لطف بوسے بھی کچھ بڑھ گئے ہین ہجران
رہبری کوچۂ الفت کی بہت مشکل ہے
خاک ہونے پہ بھی مینش کی جان بندھیر
گیسوون مین احسان لون پھر ایسے گیسو کا بلا
شمع رو ہین سے یہ طرفہ صفت ہے کہ مجھے
زلف جانان مین کا کیا ہی کیا ہوتا گھسر
آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے مجھ اور سیر

سیرے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہے
آج دیکھون مرا ساقی مجھے کیا دیتا ہے
طرفہ عیار یاران دم بھر مین دغا دیتا ہے
طوطے ہاتھون کے وہ عیار اڑا دیتا ہے
منھ ہٹا لینا ترا اب کو مزا دیتا ہے
یہی رستہ ہے جہان خضر ونما دیتا ہے
لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہے
کیا فلک مجھکو مقدر سے سوا دیتا ہے
ٹھنڈا کرتا ہے کبھی گاہ جلا دیتا ہے
دل مجھے ایسے بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہے
اپنے دامن کی جو وہ مجھکو ہوا دیتا ہے

قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ خضران بعد دریا برد ہوئے اور غرق بظاہر ہوئے ملکہ اور فرامرز ثانی کے کثرت غم سے لشکر مین قیام پذیر نہو کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ زیارت حج کعبہ نالان گریان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل وطے مراحل ایک روز خضران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اے خضران تو جو سوے کعبہ جاتا ہے وہان قبلہ و کعبہ تیرے والد بزرگوار موجود ہین جب وہ تجھسے یہ سنین گے کہ جملہ بانے عیاری کے ایک عیار عیاری کرکے لیگیا تو وہ کیا فرماوینگے غالبا یہی ارشاد کرینگے کہ او ناخلف تو یہان سب اپنے عیاری کے گنوا کر آیا ہے غیرت و شرمندگی سے مرنہ گیا اسوقت اے خضران تجھکو نہایت خجالت و ندامت حاصل ہوگی لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ ابھی ارادہ بیت اللہ کے جانے کا نکر اور کسی جانب قدم فرسا ہو خداوند عالم کریم و رحیم ہے عجب نہین کہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب خوشی پیدا کردے یہ خیال کرکے ارادہ خانۂ کعبہ جانے کا دل سے دور کرکے رنگ و روغن لگاکر ایک مرد پیر فقیر کی صورت بن کر لباس فقیرانہ زیب تن کرکے یا حق یا معبود یا ہو باآواز بلند کہتا ہوا خدا کے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتا ہوا دشت و کوہ کی سیر دیکھتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا ایک روز قریب ایک ویرانے کے کہ قبرستان اور صحرا تھا جا پہونچا دور سے دیکھا کہ بہت سے درخت مولسری اور املی وغیرہ کے ہین اور اکثر نشان قبور پائے جاتے ہین اور کچھ آدمی بھی بیٹھے ہوے دکھائی دیتے

ہین حضران نے اپنے دل مین کہا کہ اس صحرا مین قبو مردم کا ہونا ایک مقام عجب ہی ذرا آگے بڑھکر دیکھنا چاہیے اور ان لوگون سے پوچھنا چاہیے کہ تم کون ہوا ور یہان کیون بیٹھے ہو یہ تجویز کرکے آگے بڑھا جب قریب اُس قبرستان کے پہونچا دیکھا کہ چالیس فقرا ہین و لیبار پوست آہو و حصیر پر لباس فقیرانہ پہنے ہوے بیٹھے ہین پیشانیون پر اُن کے نشان سجدہ ہین ہاتھون مین تسبیح ہین پوشاک سب کی رنگین گیروی وغیرہ ہی درمیان مین اُن فقرا کے ایک مرد درویش باریش دراز و سفید پوست آہو کا جامہ پہنے دستار سبز سر پر رکھے تسبیح بدست سرنگون بیٹھا ہی رنگ اُس کا سُرخ ہی اور موے سر بھی اُس کے مائل بسرخی ہین لبون کو اُس کے حرکت ہی دانہ ہاے تسبیح گردش مین ہین درختان مولسری و تمر ہندی وغیرہ جو ہین گنجان ہین وہ اُن پر سایہ فگن ہین قریب تر اُن فقرا کے چند درخت مولسری کے اور ہین اُن کے سایہ مین ایک کاٹھ کا کٹھرا ہی درمیان کٹھرے کے ایک قبر کلان ہی اُس پر چادر برنگ سبز پڑی ہی بالاے چادر پھولون کی چادر کہ تازہ و خوشبودار ہین پڑی ہی اور کشتی مین بالین قبر اگر سلگ رہا ہی دھوان بلند ہو رہا ہی قبرستان وسیع ہی ہزارہا قبور ہین پختہ و خام مگر کسی قبر پر نہ چادر ہی نہ گل ہی صرف بیکسی و یاس ہر ایک قبر سے ہویدا ہی مقام عبرت ہی ساکنان قبور قبرون مین ایسے غافل سو رہے ہین کہ ہوشیار نہین ہوتے ہین اجل کے مارے ہوے پڑے ہین گویا منتظر صدر رہگذرون سے ہین کہ ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ دیتے جاؤ اب ہم محتاج عمل خیر کے ہین گوشۂ قبر مین بے حس و حرکت پڑے ہین انتظار مین روز حشر کے کہ دیکھیے کب روز حشر آتا ہی اور ہم قبور سے نکلکر صحراے محشر مین جاتے ہین اور بعد حساب اپنے مکانات و مساکن مین جو خدا نے ہمارے واسطے مقرر و معین کیے قیام پذیر ہوتے ہین اکثر قبور پر خس و خاشاک ہی خاک اُڑ رہی ہی حضران بن عمرو نے بعد دیکھنے قبور مذکور اور افسوس کرنے کے پھر اُن فقرا کی طرف بڑھکر جو دیکھا تو معلوم ہوا اور سنا کہ ایک مطرب روبرو اُس فقیر صاحب دستار سبز کے بیٹھا ہوا ہی اور کچھ مثل ڈھولک کے بجا رہا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی + اشعار

نکال اے شاہ خوبان اب کوئی تدبیر وصلت کی	کہ دل کی بیقراری نے متاع صبر غارت کی
نہین منکر شہادت گر نہین ہی یہ رسالت کی	نبی کی پشت پر خالق نے خود مہر نبوت کی
سوے گردون اٹھا کر سر حباب بحر کہتے ہین	روانی دیکھتے ہین ہم تیرے دریاے قدرت کی

فقرا سن سنکے حالت وجد مین ہین اکثر یا حق یا ہو کہہ رہے ہین بعض فقرا مطالب اشعار مندرجہ بالا سمجھکر جھوم رہے ہین وہ درویش جو درمیان مین بیٹھا ہی اور سب کا مرشد معلوم ہوتا ہی اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین جھوم رہا ہی حالت وجد مین ہی گاہ پکار کر یا حق کہتا ہی کبھی یا معبود یا داتا کہتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اب تو زمانہ میری پیری کا ہی اے مالک مجھے طلب کر جس کا منتظر ہون اُسے بھیج تو جانتا ہی کہ امانت دار ہون کب تک امانت لیے بیٹھا رہون اب اپنے جوار رحمت مین بلا فقیر کو دنیاے فانی سے اٹھا میرے مرشد کی خدمت مین بعد مرگ مجھے پہونچا اُن کے دید کا کمال شوق ہی اور تیری لقا کا بدرجہ کمال اشتیاق ہی امید میری بر لا کہ تو ہی بر آرندہ حاجات جملہ مخلوقات ہی حضران اُن فقرا کو دیکھتا ہوا اور تقریر درویشان سنتا ہوا قریب تر اُن سب کے پہونچا پانون کی آہٹ سے اُس مرشد درویشان و دیگر فقرا نے سر اپنے اونچے کیے اور بہ نظر حیرت دیکھنے لگے وہ حال وقال موقوف ہوا مطرب خاموش ہوا اُس درویش سُرخ مو و سُرخ چہرہ نے کہ دعا کر رہا تھا۔

خضران

خضر ان کو دیکھا کہ ایک درویش باریش دراز و سفید جامۂ پارسائی و فقیری دربر دستار فقیری برسر سامنے سے آتا ہو دیکھتے ہی خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ الحمد للہ جس کا مین منتظر تھا وہ آ پہونچا مراد دلی بر آئی خدا نے دعا میری مستجاب کی خضر ان نے کہا داتا یا داللہ اُس فقیر نے کہا بابا عشق اللہ آؤ آؤ یہ کہکر اپنی جگہ سے نیم قد برائے تعظیم اُٹھا ہر چند کہ خضر ان نے کہا کہ داتا کیون اس خاکسار کی تعظیم و تکریم کرتے ہو مگر اُس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا مین تجھے اپنے علم سے جانتا ہون کہ تو بڑا شخص ہے بڑے نامی و نامور کا فرزند ہے گو کہ تو اس لباس مین ہے یہ کہکے پاس اپنے اُسی چبوترے پر بالائے فرش پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہان سے آنا ہوا کہان جانے کا ارادہ ہے خضر ان نے جواب دیا کہ داتا جہان سے سب آئے ہین مین بھی آیا ہون اور جہان سب جانے والے ہین ایک روز مین بھی جاؤنگا البتہ راستہ لیجانے والے کا دیکھ رہا ہون چند روز مین ضرور جاؤنگا یہان رہکر کیا کرونگا یہ مقام رہنے کا نہین ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصلی دور ہے جلد خدا وہان تک بخیریت پہونچا دے درمیان راہ مین کوئی خرابی نہو اُس درویش نے تقریر اس کی سمجھکر کہا بابا سچ کہتے ہو تم بھی فقرا کی بولی ٹھولی سے رمز و کنایہ سے خوب آگاہ ہو خضر ان نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہان فروکش ہین اس صحرائے بے آب و گیاہ و قبرستان مین کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ مو نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا معبود رازق العباد ہے رزاق مطلق ہے روزی رسان ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑون کو بھی اپنے رحم و کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ آسیا کہتی ہے ہر صبح با آواز بلند کہ رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے ۔ اسی جگہ معبود حقیقی ہر قسم کی نعمتین عطا فرماتا ہے ہم سب سیر و سیراب ہوتے ہین جو کوئی کبھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہین جو کچھ ممکن ہوتا ہے اُسکے آگے اکل و شربت سے رکھدیتے ہین آج تمھاری بھی فقیر مہمانی کرے گا جو ماحضر ہے کھلائے گا یا جس شے کی تم کو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائے گا پانی شیرین و سرد دلائے گا فضل خدا سے سب کچھ اس صحرا مین فقیر کو ممکن ہے ابھی تم کو تعجب ہوگا جب دیکھو گے تو کہو گے کہ یہ فقیر سچ کہتا ہے اب تم کو معلوم ہو کہ نام میرا مرجان سرخ مو ہے سب مجکو مرجان شاہ کہتے ہین اور یہ نام میرا اسوجہ سے میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور موے تن سرخ ہین اور یہ مزار جو سامنے ہے میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہین ان مین ہر ایک موحد و خدا پرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ مدید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مذکور کے یہان بیٹھا ہون اور وہ بھی برسون اسی جگہ بیٹھے رہے تھے اور جو لباس مین پہنے ہون یہی پوشاک وہ بھی پہنتے تھے اور اُنھون نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہین کہ اُنھون نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے ہمکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکر مسند نشین کرکے تاکیداً کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور پہن اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نجانا میرے مرقد کے قریب تر رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہین ہے مین نے پوچھا تھا کہ اس جامہ پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اُس کے کسی آدمی کے تئین یہ جامہ ہرگز نہ آئے گا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہی کہ جس کے تن مین یہ جامہ آ جائیگا وہ بصورت درویش یہان آئیگا اور یاد رکھ
کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کریگا ہم سے آ کر ملیگا مالک اس جامہ کا تجکو اپنے ہاتھ سے
غسل و کفن دیگا اور ہماری قبر کے پاس تجکو دفن کریگا پس یہ وصیت و نصیحت کر کے مرشد
موصوف نے رحلت کی حسب وصیت اُن کی مین نے اُن کو غسل و کفن دے کر بعد گریہ و
زاری دفن کیا بعدہٗ وہ پوستین مین نے پہن لیا دستار اپنے سر پر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اُسی روز
سے کیا کرتا ہون مجاور بنا ہوا یہان بیٹھا ہون شب کو شمع دن کو پھولون کی چادر چڑھاتا ہون جو کوئی
اس طرف سے گذرتا ہی اُسے مہمان کر کے جامۂ عطیہ امانت مرشد پہناتا ہون کسی کے ٹھیک اور درست
تن پر نہین آتا ہی آج تمکو بھی وہی جامہ پہناؤنگا پہلے تمھاری دعوت و ضیافت کر لون یہ کہکے اُسی
جامہ پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈالا اور کہا اے جامۂ پوستین مرشد اسوقت ایک فقیر صورت
بندۂ خدا پرست ہمارا مہمان ہوا ہی طعامہاے رنگا رنگ و لذیذ و خوشبودار و آب صاف و سرد خوشگوار
درکار ہی ابھی دستیاب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کہ قابین اور پلٹین سفید سے اور پلاؤ اور متنجن
کی گرما گرم اُس جیب سے برابر نکلنے لگین مرجان سرخ ہو بار بار اشیاے مطلوب جیب جامۂ مذکور
سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب بالائی شیرینی ہر قسم کی نان خستہ و مرغن و چرب لائق غذاے
شاہان تمام اشیا بواغذیہ و صراحی آب سرد و دستر خوان نکال کر بالاے دستر خوان رکھین پھر
آفتابہ اُٹھا کر ہاتھ دھلاے بعدہٗ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہی اب جس چیز کی خواہش ہو
وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہین ہی سب کچھ تو موجود
ہوا اور اسی دستر خوان پر وہ نعمتین ہین کہ شاہون کے بھی دستر خوان پر ایسی ہی نعمتین ہنگام خوان
طعام موجود ہوتی ہونگی ظاہر مین یہ کہا مگر دل مین کہا یہ پوستین عجب کرامت کی پوستین ہی گویا زنبیل
قبلہ و کعبہ ہمارے والد کی ہی جو اوصاف اُس مین تھے وہی اوصاف اس مین پائے جاتے ہین
یہ دل مین باتین کر کے اصرار کرنے سے اُس درویش سرخ مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا
مرجان سرخ مو اور وہ چالیس فقرا بھی شریک طعام ہوے جب سب سیراب و سیر بخوبی ہو چکے
تو ہر ایک نے آب گرم سے ہاتھ دھویا درویش مرجان سرخ مو نے پھر وہ دستر خوان اور قابین
وغیرہ جو کچھ اُس جیب سے باہر نکالی تھین پھر اسی جامۂ پوستین کی جیب مین داخل کر دین وہ غائب
ہو گئین خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہی یہ جامۂ پوستین
ہمارے مرشد کا عجیب کرامت رکھتا ہی ابھی تو نے کیا دیکھا ہی جو جو کہ اشیا اس مین ہین اور جو جو چیزین
حسب المطلب نکل سکتی ہین اور پھر غائب ہو جا سکتی ہین یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اُتار کر
پہلے اپنے چالیس مریدون سے کہا کہ تم سب یکے بعد دیگرے اس جامے کو پہنو جس کے تن پر یہ
جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہی ان چالیسون
مریدون نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا
آخر کار جب سب اُس کے پہننے سے عاجز و مجبور ہوے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا
اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اُس کو بسم اللہ زبان پر جاری کر کے پہنا ٹھیک و درست
ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل مین افسوس کیا مرجان سرخ مو نے کہا کہ اے
خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمھارے واسطے مرشد نے ہمارے ہم کو دیا تھا ہم اسکو

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو
ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کروگے تم کو فی الفور ملے گا تم عیار ابن خواجہ
عمرو ہو تمھارے جامۂ پوستین بہت کام آئے گا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے بانے
عیاری کے ہین از انجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈال کر
کہا اے جامۂ پوستین مرشد منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے
تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اُس منڈھی
کے رکھی اور کچھ اسمار اُس لوح سے ورد زبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا
اُس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز
ہو سکتی ہے اور جب چاہو بلند ہو کر جہان کا ارادہ کرو پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو اُسکو اُتار دیسکتی
ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اُس کے اسمار کو کہ صدہا ہین ورد زبان کروگے جس مطلب
کے واسطے جو اسم اس مین نقش ہے جب پڑھوگے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھوگے تو
ہر آفت بلا سے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر تمپر اثر نہ کریگا جو کوئی واسطے تمھاری گرفتاری کے
اس منڈھی کے اندر آجائیگا وہ فی الفور گرفتار ہوکر لٹک جائے گا سوا اس کے کوئی درندہ وگزندہ
اس کے اندر آ نہین سکتا ہے یہ بھی کرامت کی منڈھی ہے یہ کہکر اُس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسما پڑھے
وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی شاہ صاحب موصوف نے پھر اُس منڈھی کو داخل جیب جامۂ
پوستین کرکے ایک گلیم اُسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے
جب اس کو اوڑھ لوگے کوئی تم کو دیکھ نہ سکے گا نہ دریافت کرسکے گا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر
داخل جیب کرکے جامۂ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ اس کو اب پہن لو
جب خضران دوبارہ اُس جامۂ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک اکا
کہ اُس پر بہت خفی نقش اور طلسم کندہ تھے کھول کر کہا دیکھو اے خضران یہ اکا ضحاک
بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کرکے بے حد و انتہا زر سرخ و سفید
خرچ کرکے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اُس پر
جن و انس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آ نہین سکتا ہے بلکہ صاحب اکہ سے جو کوئی لڑے گا
وہ زیر ہوگا پس یہ اکا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو کہ تمھارے بہت کام آئیگا ہرگز اس کو اپنے
بازو سے بے ضرورت جدا نہ کرنا اس کی حفاظت و نگہبانی کرنا کہ نایاب تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو
تیار کراکر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اُس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے
قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کے مرشد کو کسی طور
سے دستیاب ہوا تھا جو اسوقت تم تک پہونچا ہے یہ عجب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف
کی جائے کم ہے خضران نے وہ اکا بھی لے کر اپنے قبضہ مین کیا اور اُسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا
مرجان شاہ نے بعد دینے اکے کے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا وصی و
جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمھارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک
کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین کی اطاعت کرنا جو یہ حکم
کرین اُس پر عمل کرنا خلاف ان کی رائے کے کوئی کام نکرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

بتعمیل کرین گے جب مرجان شاہ اپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاء کرامت خضران کو دے چکا اور اپنا وصی و جانشین بھی کر چکا اٹھ کر نہایا غسل کیا جامہ پاک و خوشبو پہنکر دو رکعت نماز شکر امانت رسانی و آرزوے دلی استجابت دعا بجالا کر خضران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہی کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت مرجاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے پڑھ کر برابر مرشد کے مزار کے قبر کھدواکر مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ رہنا ورنہ تمکو اختیار ہی میرے مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کرکے بضرورت چلے جانا دیکھو ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنی لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا تھوڑی دیر مین بحکم خدا مرگیا خضران نے حسب وصیت اوس کے اوس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین اوس کے مرشد کے برابر اوسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے فقیرون کے خضران نے ان چالیسون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پاکر اوس کو اپنا جانشین کرکے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا تا وقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی و مجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا مین بسر کرنا لہو ولعب مین گرفتار نہونا یہ تاکید کرکے وہان سے سب اشیاے عطیہ مرجان مرحوم درویش لے کر ایک جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی بہنگام ضرورت اس کا حال لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکار گاہ سے اٹھا کر نالان وگریان سمت دیو اسلم و قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے تحریر کیا جاتا ہی

چھپتا بیٹھا ہی کہے سے یہ مہمان اپنا
تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا
باغبان تو لیے بیٹھا رہ گلستان اپنا
گھر لیے جاتا ہی بلبل کو قفس مین صیاد
حشر مین بھی ہون مزے دور چلے جو ساقی
پھیر دے پھیر دے تلوار گلے پر قاتل
داغ دل کا ہو بھلا سیر کے لوٹینگے مزے

رہنے دے کنج میں پہلو سے تو پیکان اپنا
رکھہ یا کھینچ کے کیون غنچہ بہ بران اپنا
تجھے پھولون کو مبارک ہو بیابان اپنا
دیکھتی جاتی ہی قمری کے گلستان اپنا
میزبان ہم نہین اور کوئی ہو مہمان اپنا
سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا
حشر مین جاتے ہین ہم لے کے گلستان اپنا

جب وہ نابکار وبیدین لاشہ اوس دیو خشمگین کا اٹھائے نالان وگریان بادل دردناک در قلعہ عمانیہ پر پہونچے دیو اسلم اوسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اوس کے دربار مین یمین و یسار حاضر تھے ناگاہ شور گریہ و فغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہمارے در قلعہ پر ہی ملازمون نے جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لے کر آئے ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ آئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہی انھون نے عرض کیا کہ حضور جو کچھ حال ہی وہ ابھی ظاہر ہوجائے گا ہمارے منہ مین خاک ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آئے تھے

سر دربار لاشہ دیو سلیم کا نالان وگریان لائے دیو اسلم لاشۂ خون آلودہ اپنے فرزند دلبند کا دیکھ کر
بے اختیار نالان ہوکر تخت حکومت پر اشکبار ہوکر بہت حال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا
میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہی وہ کون ایسا قوی و بہادر دشمن تھا کہ جس نے میرے فرزند کو قتل
کر ڈالا کچھ مابدولت سے بھی نہ ڈرا اُن ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ
شاہزادے کے صحراے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ ہمارا بصد خوشی صحرا مین شکار آہو و ہزبر
کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان وخیزان دور سے ہمارے شاہزادے کے
روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُس کو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے
جاکر ارادہ اُس کے کباب یا خام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو بنی آدم سے
مرکب کو اپنے اڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُس نے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کس نے شکار
کیا ہی اس کو تو مین نے تیر لگایا تھا یہ شکار ہمارا ہی خیر جس نے اس کو شکار کیا ہی مین بھی اُس کا
شکار کرونگا بتاؤ وہ کون خیرہ سر ہی ہمارے بادشاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ ہم نے اسکو
شکار کیا ہی کیون مطلب تمھارا کیا ہی اُس جوان تندخو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ
آہو ہمارا شکار ہی ہمارے شاہزادے نے آہوے مذکور کے دینے سے انکار وہ جوان بدخو آمادہ
جنگ ہوا بعد حجت و تکرار بسیار کے شاہزادہ لڑائی پر مستعد ہوا ہرچند ہم سب نے عرض کیا حضور
تامل کرین اس جوان بدخو سے مقابلہ نکرین ہم جان نثار موجود ہین ابھی اس کو قتل کرین گے
لیکن شاہزادے نے ہمین روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا دیر تک جنگ ہوئی آخرکار اُس جوان
نے بضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُس نے ہمکو بھی زخمی
کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخرکار وہ جوان اُس آہو کو لے کر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ
شاہزادے کا اُٹھا کر یہان لے آئے ہین دیو اسلم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہی کہان رہتا ہی
اُن ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُس کے نام و جاے سکونت سے آگاہ نہین ہان
اُس کی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار
تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلم یہ سنکے کہنے لگا کہ اے نامردو تم سے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ
اُسے گھیر کر روکا گیا نہ مابدولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلاے بے درمان تھا
ہرچند چاہا کہ اُس کو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہو سکا نہ ہم اُس کو گھیر سکے نہ خبر اُسکے
آنے کی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لے کر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہو گئے دیو اسلم
یہ سنکے پہلے تو بہت رویا بعدہٗ کچھ اسماے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا
اُس نے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اس وقت تم نے مجکو کیون طلب کیا ہی مطلب تمھارا کیا
ہی بیان کرو دیو اسلم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا
کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آؤ وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار مین لے کر ایک جانب
پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک لکۂ ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا جب وہ درمیان
سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت سحر پر ازلال جادو بیٹھی
ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سحر کو نیچا کرکے دربار مین لائی پہلے
اُس نے جملہ اہل دربار کو نالان وگریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا کسی نے

جوشِ گریہ میں اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیو اسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریہ و بکا کیسا ہی سب رو رہے ہیں تم بھی نالان ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہی اور تم نے مجکو طائرِ سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیوں بلایا ہی دیو اسلم نے سر پیٹ کر کہا کہ ایصاحب غضب ہوا تمہارا فرزند قتل ہو گیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہی ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے لاشہ پر نظر کی کثرتِ غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت ہو گئی غش آگیا جب اُس کو غش سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارۂ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون بے درد تھا جس نے اس پر ہاتھ اٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیو اسلم نے کہا اے صاحب میں نے اس کے ہمراہیوں سے کہ اس کے ہمراہ شکار پر گئے تھے دریافت کیا تھا کسی نے اس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہیں بتایا مجبور ہو کر تم کو طلب کیا کہ تم بذریعہ سحر اُس کے قاتل کو دریافت کرو تاکہ اُس سے انتقام لیا جائے اور فی الجملہ اپنے قلبِ اغدار کو تسکین ہو سکے ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شہر پر جادو تھا طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہیں ہیں تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے اُستانی اسوقت میرے بھی حواس باختہ ہیں آپ کے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہوں ہوش و حواس میرے بھی کثرتِ غم والم سے بجا نہیں ہیں ازلال جادو نے اُسوقت ضبطِ گریہ کر کے ماش کا آٹا نکال کر اُس کو آبِ چاہِ شنبیدی سے گوندھ کر اپنے ہاتھ سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر تادیر اسماے سحر پڑھ پڑھ کر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کاردے سے اُس پر ڈالا اور منہ میں اُس کے ٹپکاتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ کھڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو تمہارا کیا مطلب ہی بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلۂ سحر ساحری میں چاہتی ہوں کہ تمام حال از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہی کیا اُس کا نام ہی کہاں رہتا ہی کون اُسکو یہاں تک لایا ہی شاید یہ تمان جادو نے میری عدم موجودگی میں صحت صورت اپنی بدل کر میرے پارۂ جگر کو مارا ہی اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلۂ سحر نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو آگاہ ہو کہ قاتل تمہارے فرزند دلبند کا راہ دور دراز سے آیا ہی تمان جادو اُسے لایا ہی وہ نسل رستم پیلتن سے ہی جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل ہی نامی و نامور ہی پہلے وہ داخل لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تھا و بردوان کی دختر پر عاشق تھا دختر شاہ مذکور بھی اُس پر دل و جان مائل تھی وہ بھی داخل لشکر تھا اور گو کہ کچھ علیحدہ و لشکر سے خیمہ زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اسکے نزدیک مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور کرد ہی وہ بھی دختر شاہ بردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ و لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کو محافہ میں سوار کر کے ہمارے لشکر میں لے آؤ کہ ہم اپنے عیار کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پا کر چند ملازم محافہ لے کر اُس کے لینے کو گئے اُس غیرت دار ملکہ نے لشکر میں جانا اور طیفور کرد عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے فی الفور اپنے تئیں دریا میں ڈالدیا تھا اسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرقِ آبِ دریا ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نکر کے خود بھی دریا میں پھاند پڑا ہنوز دونوں عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عثمان جادو بصورت سنگ وہان پہونچا اور اُن دونون کو لے کر اپنے باغ
مسکو نحر مین لایا وہان اُن کا عقد اُس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز ثانی واسطے
شکار کے صحرا مین گیا تھا ایک آہو کے اُس نے تیر مارا تھا وہ آہوے تیر خوردہ بھاگتا ہوا اُس جگہہ
آیا تھا جس جگہہ تمھارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس نے اُس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر مین
فرامرز بھی جو عقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوے آتا تھا اُس نے اپنے آہو کو دیکھکر تمھارے
فرزند سے اُس آہو کے لینے پر حجت و تکرار کر کے اصرار کیا وہ برہم ہوا یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ
اُسی بہادر نے تمھارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ بجمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب
باغ عثمان جادو آتا ہے باغ عثمان جادو کا بیابان سے جانب شمال ہے فلان ویرانہ و صحرا مین واقع
ہے عثمان جادو اپنے باغ مین موجود ہے یہ کہکر خاموش ہو کر خود بخود جلکر خاک ہو کر غائب ہو گیا
ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہو کے
ارادہ کیا کہ خود جا کر اُسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شریر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ اُستانی
جی صاحب آپ ایسے حالت رنج و غم مین اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن و کفن چھوڑ کر کہان جایئے گا مین ابھی
جاتی ہون اور آپ کے فرزند کے قاتل کو عثمان جادو کے باغ سے اسیر کر کے لیے آتی ہون ازلال
جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہو کے جانے لگی صمصام تیغزن
نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو
تو مین بھی مع اپنی تابع سپاہ کے ہمراہ شریر جادو جاؤن کیونکہ پتلہ سحر سامری نے بیان کیا ہے کہ
ہمراہ قاتل دیو سلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شریر جادو کا جانا مناسب نہین ہے ازلال جادو
و دیو اسلم نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شریر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو
اسیر کر کے لا پھر شریر جادو سے کہا کہ عثمان جادو کو بھی گرفتار کر لانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار
فرامرز نامدار کو دریا سے اپنے باغ مین نہ لاتا تو میرا فرزند کیون مارا جاتا شریر جادو یہ سنکے تخت
سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھ کے سب کو وہان نالان چھوڑ کر روانہ ہوئی اور
صمصام تیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے یہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مرکب دورکاب پر سوار ہو کر صحرانورد ہوا شریر جادو تخت سحر پر بروے ہوا جاتی تھی اور یہ سردار
شہور شعار بالاے زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شریر جادو و صمصام تیغزن وغیرہ در باغ عثمان
جادو پر پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شریر جادو نے کچھ اندیشہ کر کے اندر باغ کے جانا مناسب نجانا کر
صمصام تیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جا کر عثمان جادو کو پکارے صمصام
تیغزن نے سوار کو حکم دیا اُس نے جا کر عثمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہان آؤ عثمان اسوقت
باغ مین ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین و ملول تھی رو رہی تھی کہ چند
روز سے شوہر ہمارا نہین آیا ہے شکار کو گیا تھا نہین معلوم کیا ہوا جو اب تک یہان نہین آیا عثمان
جادو سمجھا رہا تھا کہ اے دختر گریہ و زاری نکر شوہر تیرا شکار آہو کو گیا ہے اب آتا ہوگا ناگاہ اسی اثنا
مین سنا کہ کوئی دروازے پر پکار رہا ہے سمجھا کہ فرامرز شکار سے آگیا بے اختیار اُٹھکر دروازہ باغ
کا کھولا دیکھا کہ شریر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوے ہین یہ حال دیکھکر سمجھا کہ ازلال
جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کسی سے حال میرا معلوم ہو گیا ہے

عمان جادو تو اپنی جان بچانے کی فکر مین تھا کہ اُس سوار نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا اور چند
سوار بھی بایماے صمصام تیغزن براے گرفتاری عمان جادو آگے بڑھے اُس نے سحر
کیا کہ وہ چند سوار پابگل ہوگئے شریر جادو نے یہ دیکھکر للکار کر کہا کہ او عمان پہلے تو سحر تجکو یاد
نہ تھا اب تو نے سحر بھی یاد کیا ہی ہمارے روبرو سحر کرتا ہی یہ بھی دن تجکو نصیب ہوا او ظالم غضب کیا
تو نے کہ فرامرز کو یہان لاکر اُس کے ہاتھ سے شاہزادہ دیو سلیم کو قتل کرا دیا اب تو بھی قتل کیا
جائیگا چل تجکو ازلال جادو نے طلب کیا ہی اگر بخوشی چلیگا تو خیر ورنہ تجکو اسیر کرکے لیجاؤنگی
یا سر تیرا کاٹ کر براے نذر ملکہ ازلال جادو یہان سے ارسال کرونگی عمان جادو نے
ہرچند عذر کیا کہ مین ان باتون سے آگاہ نہین لیکن شریر جادو نے نہ مانا آخر کار باہم کچھ لڑائی سحر
کی ہوئی شریر جادو غالب آئی عمان جادو کو اسیر کر لیا پھر ارادہ کیا کہ اس کو قتل کیجیے ہنوز
اسیر کیا تھا اور قتل کرنے کا ارادہ تھا کہ از پردۂ بیابان گردی برخاست گرد سے سر تیرہ و در فلک
کشیدہ شریر جادو وغیرہ جملہ مرد و زن جانب غبار دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ یہ غبار مرکب
ہی بعضے اشخاص خیال کرنے لگے کہ آندھی آئی ہی اکثر نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ آمد فوج کی علامت
ہی ابھی جملہ سواران سپاہ متحیر ہوکر سوے غبار دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ دست ہواے تند نے
چالاکی و تیزی سے دامن غبار کو پارہ پارہ کیا سب نے دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان خوش رو
و قوی بازو شور شعار مرد میدان کارزار مرکب دورکا پر سوار پہلو مین اُس کے دو ایک جوان
بہادر و دلاور وہ بھی مرکب پر سوار پس پشت تیس ہزار سواران نیزہ دار کہ ہر ایک ان مین پہلوان
چیدہ روزگار ہی گھوڑے دوڑاتے ہوے سب چلے آتے ہین شریر جادو آمد لشکر دیکھتے ہی
حیران ہوئی بعد دریافت اُس کو معلوم ہوا کہ یہی جوان خوش رو فرامرز ثانی ہی اسی نے دیو سلیم
کو شکارگاہ مین قتل کیا ہی یہ حال معلوم کرکے ہنوز شریر جادو سوے لشکر نگران تھی کہ فرامرز
ثانی نے قریب تر آکے عمان جادو کو اسیر دست اعدا دیکھکر برہم ہوکر نعرہ کیا کہ اے گروہ اعداے
دین کیون تم نے بے خطا عمان جادو کو اسیر کیا ہی بہتر و مناسب یہی ہی کہ ابھی اس کو رہا کرکے
ہمارے حوالے کرو ورنہ مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا صمصام تیغزن نے بایماے شریر جادو آگے
بڑھکر جواب دیا کہ اے جوان ظلم پسند واے قاتل دیو سلیم ازچند عمان جادو کو رہا کرنا کیسا
ہم تجکو بھی قتل و اسیر کرینگے اسوقت تیرے ہی آنے کا انتظار تھا خوب ہوا کہ تو وقت پر آگیا اجل
تیری یہان تجکو کشان کشان لے آئی فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار کیا بکتا ہی تو مجھے کیا
اسیر و قتل کریگا اگر دعوے بہادری رکھتا ہی تو مجھسے مقابلہ کر صمصام تیغزن نے برہم ہوکے
اپنے مرکب کو کاوے پر ڈال کر فنون جنگ و نیزہ بازی دکھا کر نیزہ سینۂ بے کینہ فرامرز پر لگایا
اس بہادر نے اپنے نیزے کی سنان پر اُس کے نیزے کی سنان کو روکا دیکھنے والون نے دیکھا کہ
دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوے باہم گتھے ہوے ہین دہن سے لوکے شرارے نکل رہے ہین
یہ دیکھکر جملہ دوست و دشمن تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے اس جوان خوش رو نے وار روکا
ابھی سب شور تحسین و آفرین بلند کر رہے تھے اور ملکہ یعنی دختر بردوان شاہ کان جادو
کے گرفتار ہونے اور فوج کے آنے سے اور اپنے شوہر کی آواز سننے سے بارہ دری سے باغ
مین آکر ایک بلندی سے لڑائی دیکھ رہی تھی اور واسطے فتح و نصرت اپنے شوہر کے خدا سے دعا

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ مین وار کرتا ہون اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شائستہ روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردوبدل ہوئی آخرکار فرامرز نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُسوقت ایک شور وغل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغزن سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین ایک نیزہ غرق ہو گیا بعد ایک لمحہ کے ڈانڈ نیزے کی غصہ مین آ کر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزے پر اس طرح سے روکی کہ ڈانڈا اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو خاک پر ڈال کر تیغہ خارا شگاف نیام سے کھینچکر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سر پر وار کیا ادھر فرامرز نے اُس کے تیغہ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش تمام ضرب شمشیر کی یونہین تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ و اسیر یا زیر کر کے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اثنائے جنگ مین جب اُس نے تیغہ لگایا چالاکی سے بازو پر تیغہ کی نظر کر کے مرکب کو اُس کے پہلو مین لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کر کے تیغہ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام تیغزن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر زمین پر یون پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کر کے عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمہ رکاب کا ٹوٹا پھر زور کر کے پشت فرس سے اُس کو اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اُسوقت صمصام تیغزن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور ایمان اُس نے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہو گے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت و جرات مین ہیٹا ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی و خوشی منظور ہو تو تم بھی دین اسلام اختیار کرو ورنہ تم کو اختیار ہے راوی ناقل ہے کہ یہ تقریر اپنے افسر کی سنکے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہونگے یہ سنکے صمصام تیغزن نے ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے ناگاہ شریر جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر غضبناک ہو کر کہا کہ او صمصام تیغزن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا خیر دیکھ تو سہی تیرا کیا حال کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شریر جادو ہون اور کوئی ساحرہ نہین ابھی تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی کے گالے نکالے اُن روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لے کر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے پھر وہ روئی کے گالے سوے فلک اُچھالے وہ بلند ہو کے باہم مل گئے ابر سیاہ کی صورت بنکر اور دور تک چھایا ہو کے برسنے لگے جس کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغزن و تمامی سواران جمہور راہزن پتھر کے

ہوگئے یہانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آب ابر سحر سے تر ہو کر پتھر
کی ہوگئی شریر جادو نے صرف فرامرز ثانی اور عمان جادو اور تہور راہزن اور صمصام
تیغزن کو پتھر کا نہین کیا بزور سحر ان کو گرفتار کر لیا بعدہٗ عمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر
چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اپنے تخت سحر پر ڈال کر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی اثناے راہ
مین شکل وصورت فرامرز ثانی پر نظر کر کے اور اس کی قوت کا خیال کر کے دل مین کہنے لگی کہ یہ
جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھائے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھائے
اس سے دل لگائے یہ باتین دل مین کر کے بدل وجان فرامرز ثانی پر شیفتہ ومائل ہوئی پھر
ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کر دون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نہ کیا
دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبروے ازلال جادو کے چل آئندہ دیکھا جائے گا یہ خیال کر کے
شریر جادو شادان وفرحان بعد قطع راہ روبروے دیو اسلم وازلال جادو گئی اور کہا
مین نے ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کر دیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام
تیغزن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم وازلال جادو اشخاص
مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر
ہو ان چارون کو تہ تیغ کرے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل
کرنے کا کیا اسوقت شریر جادو نے دست بستہ عرض کیا اے استانی جی فی الحال ان کا قتل کرنا کیا
ضرور ہے کیونکہ لاشہ ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعدہٗ ان کو بھی
تہ تیغ کرائیے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جا سکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جملہ
اعلے وادنے شہر کو جمع کر کے ان کے روبرو ان کو جلاد کے حوالے کیجیے گا تاکہ پھر کوئی شخص
ارادہ سرکشی ودشمنی نکرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین
لیجا کر قید کر حفاظت ونگہبانی ان کی تو بھی کرنا داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی نہ خیال
کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہو جائین تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید
سے رہا ہو کر ضرور فتنہ وفساد برپا کرین گے شریر جادو نے عرض کیا کہ یہ تابعدار ومطیع آپ کے
حکم پر عمل کرے گی یہ عرض کر کے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قید خانہ تیرہ وتاریک
مین بقید سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبردار ان اسیرون کی خوب حفاظت
کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہونا اس نے کہا کہ اے شریر جادو مین ہزار آدمیون کی جمعیت سے انکی
شب وروز حفاظت کرون گا گرد زندان چوکی پہرا رہے گا کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آئے
اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جا سکین شریر جادو
نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرون گی ان کی نگہداشت رکھون گی یہ کہکے
وہان سے دربار مین آئی یہان عجب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار
خصوصاً دیو اسلم اور ازلال جادو کا غیر حال تھا جب لاشہ اٹھ گیا اور موافق مذہب وملت خود
ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان وگریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم
نہایت غمگین وملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم والم
مین چھوڑا جاتا ہے اور اب

پ

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہی

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جلاد نہ کر	نیمجان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت مین مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر	روٹھ جائے گا عدو اُس کو تو ناشاد نہ کر
مرمٹون کو نہ مٹا دیکھ تو برباد نہ کر	درد مندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
ہاے وہ پہلی وفائین وہ رفاقت میری	یون فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی مین گذرے گی جوانی کی بہار	قفس ہجر مین بند او ستم ایجاد نہ کر
درد فرقت سے ہون بیکل تو بلا سے تیری	تو سوئے وصل اڑا غیر کو ناشاد نہ کر

کہ جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان سرخ مو کو دفن کر کے خضران بن عمرو ثالث پا پیادہ بصورت درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کر کے دل مین کہا کہ اے خضران عبث صعوبت پیادہ روی اختیار کرتا ہی خداوند عالم نے درویش مرجان سرخ مو سے عجب عجب اشیاے کرامت نشان دلوائی ہین اُن مین سے ایک منڈھی بھی ہی پس اُسی منڈھی مین بآرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل یہان سے چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندون اور گزندون کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر باین صورت کہین عیاری کرنا منظور ہو تو کیجیو یہ خیال کر کے ایک جگہ صحرا مین زیر درخت سایہ دار ٹھہر کر جیب مین ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامۂ درویش مرجان سرخ مو اسوقت مجکو منڈھی درکار ہی یہ کہنا تھا کہ فوراً وہ منڈھی ہاتھ مین آگئی خضران بن عمرو نے اُس کو کھول کر موافق ضرورت حکم دیا وہ منڈھی حسب الحکم دراز ہوگئی پھر درمیان مین اُس کے ایک چوکی کہ جس پر فرش نفیس تھا اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور ستون اور ریسمان اُس کی درست کر کے رنگ و روغن عیاری اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے ضو فگن تھا اور داڑھی ایسی لانبی کہ جو تا بناف طول مین تھی اور مثل شعاع مہر کے تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی زیب تن کی کہ جس کی چمک سے آنکھین خیرگی قبول کرین جب اس شکل و لباس سے مزین ہو چکا درمیان منڈھی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے منڈھی درویش مرجان سرخ مو بحکم درویش بلند ہو کر اس طرف مجھے لے چل وہ منڈھی بلند ہو کر اُسی طرف مثل ستارۂ سیارہ کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یون لکھا ہی کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان مین منڈھی کے لگی ہوئی تھی اُسمین سے وہ اسم جو مخصوص منڈھی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور منڈھی بلند ہو کر جانب باغ عمان جادو کہ اُسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ یا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو باین صورت مرقوم سوے باغ عمان جادو جاتا ہی اس کو تو راہ مین چھوڑیے اور اب

دو کلمہ داستان شریر جادو شاگرد ملکہ ازلال جادو کے سنیے

میرے عیسیٰ کوئی اعجاز دکھاتے جاؤ	کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ
اک نظر مجکو ذرا دیکھو لو مرتے ہی ایمان	چلتے چلتے تو کوئی تیر لگاتے جاؤ

اف بھی جو منھ سے لگاؤں تو گنہگار ہوں میں — دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ
شیوۂ عشق رہ و رسم محبت ہے یہی — روٹھے سو بار اگر یار مناتے جاؤ
بیخودی میں بھی یہ ساقی سے کہے جاتا ہوں — ہاں ابھی اور بھی مجھے اور پلاتے جاؤ
آنکھیں ملتا ہی وہ تلووں سے اُسے ملنے دو — راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ

کہ یہ ساحرہ کم سن اور حسینہ ہی اکثر شب و روز زندان مین در زندان وا کرکے جاتی ہی قیدیان مرقوم الصدر کو دیکھتی ہی خصوصًا فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہی دل مین کہتی تھی کہ افسوس یہ جوان جسپر میرا دل آیا ہی اس زندان مین اسیر ہی تاریکی زندان سے گھبراتا ہی کیا کرون کہ اس کو اس زندان سے رہا کرون ازلال جادو اپنی اُستانی سے ڈرتی ہون وہ بلا بے درمان ہی سحر و ساحری مین کامل ہی اُس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہی یہ باتین دل مین کرکے فرامرز سے آہستہ کہتی ہی کہ کیون جی اگر تم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اُس کے کہنے پر عمل کروگے اُس کے پہلو مین بیٹھوگے اپنے وصل سے اُسے شادکام کروگے فرامرز ثانی اُس کی تقریر کو سمجھکر منھ اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہی کچھ جواب نہین دیتا ہی یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہی اپنے مکان مین آکر فرش خواب پر گرکر تصور فرامرز مین تنہا کرتی ہی بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ آرزوے دل بر آئے دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والون کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستون کو میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شریر جادو اپنے مکان سے تخت سحر پر سوار ہوکر روبرو ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودب روبرو اُس کے بیٹھی ازلال جادو نے چہرہ اُس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اور شریر جادو مزاج تیرا کیسا ہی چہرہ تیرا اترا ہوا ہی آثار ملال تیرے رخ سے ہویدا ہین آنکھیں سرخ ہین اُس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہی کہ جب سے حضور نے اُن جادوان اسیرون کو میرے حوالے کیا ہی اور نگہبانی کے باب مین تاکید ہی مین شب و روز گرد زندان خود جاجاکر حفاظت کرتی ہون بہت کم سوتی ہون غذا بخوبی ہضم نہین ہوتی ہی طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہتی ہی ازلال جادو نے کہا کہ اے شریر جادو گرد زندان تو صدہا مردم نگہبانی کرتے ہین دارو غہ زندان بھی حفاظت کرتا ہی تو اسقدر کیون اپنے تئین حفاظت اسیران مین ہلاک کرتی ہی شب و روز مین دو چار بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلے جایا کر اسیرون کو زندان مین پابزنجیر دیکھکر چلی آیا کر تھوڑے ہی دنون ان اسیرون کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو مین ان کو قتل کرون گی ذرا ایام عزاے فرزند سے دوری ہوا اور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو تیرے ہاتھ سے اُن کو قتل کراؤن گی شریر جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہی لیکن ایک عرض میری ہی اگر حضور منظور کرین تو یہ خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اُس نے کہا کہ اے ملکہ آپ مثل مادر مہربان میرے حال پر مہربان ہین ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیرون کے سوے زندان جاتی ہون تو اسیرون کو زندان مین نالان و گریان پاتی ہون خصوصًا وہ جوان جس نے صمصام تیغزن کو زیر کرکے مسلمان کیا ہی وہ از حد روتا ہی اپنی نوجوانی مین قتل ہونے سے اور کہتا ہی کہ اگر جان میری بچ جائے اور قتل نہ کیا جاؤن تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کرون اُن کے دشمنون سے دلیرانہ لڑون جس ملک پر وہ فوج کشی کرین اور مجکو افسر کرکے روانہ کرین اُس ملک کو بزور تیغ لے لون وہان کے بادشاہ کو قتل کرون بس میرے نزدیک مناسب ہی کہ اُس نوجوان کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ مین

اُس کو آپ کی خدمت مین لیکر آؤن آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان و لطف و عنایت سے مطیع و فرمانبردار ہو کر ایسے ایسے کارہائے نمایان کرے گا کہ حضور کو حاکم و مالک کئی اقلیمون کا کردے گا ازلال جادو نے شریر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کرکے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہی میری شاگرد ہو کر مجکو سبق مکر دیتی ہی دام فریب مین مجکو لاتی ہی مین جہاندیدہ ہون صاحب عقل و فہم ہون سمجھتی ہون جو تیرا ارادہ ہی اگر کہے تو بیان کر دون اُس نے تھرا کر کہا حضور بیان فرمائین کہ میرا کیا قصد آپ نے کیا خیال کیا ہی ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہی اور چاہتی ہی کہ مجھے فریب دے کر اُسے رہا کرکے اپنے پہلو مین بٹھائے اُس سے تمنائے دلی بر لائے شب و روز اُس کے ساتھ عیش و عشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہی تو خوشی و شادمانی حاصل کرے شریر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہین ہی آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق دھرتی ہین ازلال جادو نے نہایت برہم ہو کر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہی دیکھ تو سہی اس گستاخی و فریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے شریر جادو اُس کے قہر و غضب کی تاب نہ لا کر وہان سے بصد رنج و غم کانپتی ہوئی اُٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی کچھ سوچ کر پہلے جملہ نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام تیغزن اور غمان جادو اور تہور راہزن کو قید سے رہا کیا غمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کرکے کہا کہ کل تک تو مین تمھاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمھاری ہون جان و ایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہین رکھتی ہون خصوصًا اے فرامرز ثانی تمھاری محبت مین اب اپنی جان دینا عالم شباب مین دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہون تم کو اس زندان سے رہا کرکے جہان سے لائی تھی وہان پہونچائے دیتی ہون مین نے جو تم کو اسیر کیا ہی یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اُس کی سنکے خوش ہوا دل مین کہنے لگا کیا شان و قدرت خدا ہی کہ جب وہ چاہتا ہی دشمن کو دوست کر دیتا ہی تکلیف کو مبدل براحت کر دیتا ہی قید سے رہا کرا دیتا ہی واقع خداوند عالم قادر و توانا ہی اور قابل تعریف ہی بقول شاعر اشعار ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور	کہ سب سے ہی نزدیک سب سے دور	وہ قدوس ہی اور سبوح ہی
خدائے ملک مالک روح ہی	وہ ہی باعث رفعت آسمان	اُسی نے بنایا ہی عالم جہان
سفید و سیہ روز و شب مہر و ماہ	یہ مصنوع ہین اور صانع الہ	اگر رنگ قدرت کرے آشکار
تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار		

یہ حمد و ثنائے خدا فرامرز ثانی نے کرکے شریر جادو سے کہا کہ ہم نے تمھاری خطا معاف کی پہلے تم ہماری دشمن تھین اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہو اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہی کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کر سکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل و ہلاک کر نہ سکے گی میری زندگی مین کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمھین ضرر پہونچا سکے قوت مین مین دیو اسلم وغیرہ سے کم نہین ہون الا سحر نہین جانتا ہون شریر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہو کر جلد ترنم و رسحر ایک تخت سحر تیار کیا اور اُس تخت سحر پر بعجلت تمام چارون اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھا کر خود بھی بالائے تخت مذکور سوار ہو کر

بعد عجلت جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر جھولی سے کچھ گلے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اُس شیشے سے اُن روئی کے گالون پر تھوڑا پانی چھڑک کر اسماے سحر ورد زبان کرکے اُن پر پھونکا فوراً وہ روئی کے گلے بلند ہوکر بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہونیلگی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر سے گرا اُس تصویر سے پہلے دھوان نکلا بعدہٗ وہ بحالت اصلی جاندار ہوگئے یہانتک کہ جسقدر سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغزن پتھر کے ہوگئے تھے سب بحالت اصلی ہوگئے اور ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان جو اندرون باغ پتھر کی ہوگئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہوگئی جب سب اپنی حالت اصلی پر آگئے شہر پر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی ابر نابود ہوا فرامرز ثانی ہر ایک سے ملا پھر اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بصد خوشی ملا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ بعد اظہار غم خوش ہوئی عمان جادو نے بھی باغ مین جاکر ملکہ کو پیار کیا اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلاے بلا ہوگئے تھے مگر اب نجات پائی ہی واقعی تمھارا دین اچھا ہی خدا تمھارا حالت تنگی مین مدد کرتا ہی یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تم مجھے اپنے دین مین لاؤ کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہوکر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شہر پر جادو بھی اندر باغ کے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے سے باین سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی مجکو ازلال جادو سے اطمینان نہین ہی وہ دشمن جان ہی اُس سے حتی الامکان بزور سحر و ساحری لڑنا ضرور ہی الحاصل باغ عمان مین گویا بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شہر پر جادو کا گذر پھر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش ہوا قمور راہزن و صمصام تیغزن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار تا مدار اپنے مرکب سے اُترکر خیمے مین آرام طلب ہوا صحرا مین آبادی ہوئی جنگل مین بہار آئی ساعت نیک آئی ویرانہ آباد ہوا چالیس ہزار سوارون کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہین استادہ نظر آنے لگین گھوڑے سوارون کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر مین ہونے لگا اکثر سواران لشکر بلاے سحر سے نجات و مخلصی پاکر خوش ہوکر انواع و اقسام کے باجے بجاکر گانے لگے کوئی سوار دف کوئی ڈہل اور بانسی بجاکر گانے لگا باغ مین بھی فرش نفیس بچھایا گیا بارگاہ برپا کی گئی مسند زرین بچھائی گئی بالاے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان بادشاہ شہر عمانیہ نے کہا اے فرزند آج روز خوشی و انبساط کا ہی چاہتا ہون کہ مسرت ظاہر کرون بزم عیش و عشرت آراستہ کرون کیونکہ خدا نے ہمکو قید سے رہا کیا ہی اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی ہی فرامرز نے جواب دیا آپ کو اختیار ہی آج کا دن تو خوشی کا بیشک ہی عمان مذکور نے اسی وقت ایک مطربہ خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہوکر روبروے عمان بادشاہ و فرامرز و ملکہ بعد چند طرح کے رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صدا ہاے ہر ساز بلند ہوئی

غزل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے
بلبل کی طرح جو نالہ کش ہو
دنیا کا نہیں ہے غم ذرا بھی
کیا تیغ تمام پی گیا ہے

سب پوری ہماری آرزو ہے
کس گل کی تباہ آرزو ہے
جبتک کہ ہمارے پاس تو ہے
خالی جو پڑا ہوا سبو ہے

دنیا سے نہین ذرا تعلق
دنیا مین وفا مین ہون یکتا
رہتا ہون جو رات دن پریشان
دشمن نے پڑھائی ہوئی ہی

غیب ہے کہ تمہاری آرزو ہے
مشہور جفا مین ایک تو ہے
کسکی مرے دلکو آرزو ہے
مجھسے جو خفا وہ ماہرو ہے

اعجاز یہ کہنا اُس پری کا
کیا وصل کی تجکو آرزو ہی

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے خوش ہوکر اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصًا عثمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے باواز بلند تعریف کرنے لگا اور زر وجواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام وکمال گا کر ختم کی عثمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ باداو ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی **غزل**

ہم پایہ کوے یار کے خلد برین نہین
وہ آسمان نہین ہے وہان وہ زمین نہین

تمسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین
دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمھین نہین

ٹھوکر لگا نہ مرقدِ حرمان نصیب پر
یہ حسرتون کا ڈھیر ہے ظالم زمین نہین

نالے کی تاب لانے کے قابل نہین فلک
وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین

مجھ سے نحیف وزار تک آنا بعید ہے
چشم اہل کچھ ایسی تو باریک بین نہین

بالاے بام جلوہ نما ہے وہ رشک بدر
کہتا ہے کون آج کی شب چودھوین نہین

تنگ آگئے ہین جور سے گردون کی دیکھنا
اک روز آسمان ہی نہین یا ہمین نہین

سمجھانا میرا حضرتِ دل یاد بھی رہے
بزم صنم مین جا کے مچلنا کہین نہین

چھین چھین کے نور آتا ہے باہر نقاب سے
پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین

اجڑا ہوا ہے دل مرا مین کوچہ گرد ہون
میرا کہین مکان نہین اس کا مکین نہین

غصہ مین اُن کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا
سوجھی بیاں مہر تجھے چھین چھین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گا کر غزل کو تمام کیا قوامر زادہ ملکہ دختر بیرو وان شاہ و عثمان شاہ و شہریہ جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آکے رقص ونغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا اُس کا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک عیش وعشرت مین ہے مگر یہ فلک دون چرخ نیلگون کب کسی کو راحت وعیش وآرام مین دیکھ سکتا ہے ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارہ نہین ہوتا ہے بربادی وخرابی کی ہمیشہ فکر کرتا ہے یہان بھی یہ محفل عیش گردون کو ناگوار ہوئی چنانچہ باعث مٹنے بزم عشرت کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہریہ جادو سامنے سے **ازلال جادو** کے اٹھ کر غصہ مین بھری ہوئی سوے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کر کے بہ سیر باغ **عثمان شاہ** لائی اور وہ بہر تک **ازلال جادو** کے روبرو نہ آئی **ازلال جادو** نے متردد ہو کر اپنی دوسری شاگرد ساحرہ مسماۃ **انتر جادو** کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ او چھوکری ذرا جاکے دیکھ تو کہ **شہریہ جادو** کہان ہے بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سوے زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اُسے میرے پاس بلا لا مین قبل اس کے اُس پر خفا ہوئی تھی **انتر جادو** حسب الحکم اُسی وقت تلاش **شہریہ جادو** مین گئی پہلے مکان پر جاکر دیکھا اُسے نپایا وہان سے پھر سوے زندان گئی دیکھا در زندان وا ہے داروغہ زندان مع صد ہا نگہبانان زندان کے بیہوش پڑا ہے یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو **ازلال جادو** کے آئی عرض کیا حضور شہریہ **جادو** کا کہین پتہ نہین ہے نہ تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہے نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہے در زندان کھلا ہوا ہے داروغہ زندان مع اپنے جملہ ماتحتون کے بیہوش پڑا ہوا ہے زندان مین کوئی اسیر

نہین ہی یہ خادمہ خود دیکھکر ابھی آئی ہی ازلال جادو یہ سنکے سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ مجھسے برہم ہوکر زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہی غالباً سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر نہایت برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بہ شہریر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بعد عجلت تخت سحر پر سوار ہوکر انتر جادو کو بھی ہمراہ لیکر سوے باغ عمان شاہ بصد غیظ و غضب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر کثیر بیرون باغ پڑا ہی خیام و بارگاہ دور تک استادہ ہین لشکر مین اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ ہی پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہی اہل بزم بگوش دل گانا اُس کا سُن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شہریر جادو اُن اسیرون کو رہا کرکے یہان لائی ہی اُن اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہوگیا کثرت غصہ سے تاب ضبط نہ لاکر انتر جادو سے کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جاکر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شہریر جادو گیسو بریدہ کو پکڑ کر لئے آتی ہون انتر جادو نے دست بستہ عرض کیا اُستانی جی آپ کیون اتنی زحمت و تکلیف گوارہ کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جاکر سب کو ایک ادنی سحر مین اسیر کرلون شہریر جادو کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپ کے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہی آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہی میری موجودگی مین آپ کا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہی آپ کا حق تعلیم و تربیت مجھپر بہت ہی آج کچھ تو یہ حق شاگردی ادا کرے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو انتر جادو کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہی تو جا فقط شہریر جادو کو اسیر کرلا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی نرکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشامد کرنے سے مجبور ہوکر اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہی انتر جادو نے عرض کیا حضور یہین سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھاکر باواز بلند پکاری کہ او شہریر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی اُستانی سے منحرف ہوئی اُن کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق اُستادی ادا کیا جو کرنا تھا وہ کیا تجکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی یہانتک چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی نکیا اب ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم نکرون گی حکم اُستانی جی کا بجالاؤن گی شہریر جادو نے گفتگوے انتر جادو سنکے بدحواس ہوکر عمان بادشاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ لو صاحبو اب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہی ہمراہ انتر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بے درمان ہی سحر مین اُس سے مین مقابلہ کر نہین سکتی ہون ایک ادنی سی اُسکی تعلیم یافتہ ہون لہذا یقین ہی کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہون گی اس نوجوانی مین دنیا سے سوے ملک عدم جاؤن گی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان دنیا سے چلی مگر جاے شکر ہی کہ کوچۂ محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان گنوائی ذرا جو بھول جائیے گا کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار اب قتل ہونے جاتی ہی آپ سب صاحب بھی ہوشیار ہوجایے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادہ جنگ ہو جائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرہ نامی سے ڈر گیا
مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہیں ہیں فقط میں اس بزم میں ساحرہ ہوں انتر جادو سے تو
مقابلہ کر سکتی ہوں مگر اُستانی سے ڈرتی ہوں اُس پر غالب نہ آؤں گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
باغ سے بلند ہوکر روبرو انتر جادو کے گئی ادھر **فرامرز ثانی و عمان** نے بزم عیش کو موقوف
رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمر بندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبوں پر سوار
ہوئے **فرامرز ثانی** اور **عمان** بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبوں پر بیٹھے پھر میدان میں صف آرا ہوکے
ارادہ کیا کہ جب **ازلال جادو** یہاں آئے گی اُسے نشانہ تیر کریں گے بالائے زمین تو مردان
جنگ جو صف آرا ہیں اُدھر بالائے ہوا **شریر جادو** نے سامنے **انتر جادو** جاکر کہا کہ او بدزبان و
بیہودہ گفتار جو کچھ میں نے کیا وہ خوب کیا مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجکو خیر خواہی ہیں اپنی اُستانی
کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر میں بھی تجھ سے سحر میں کچھ کم نہیں ہوں بلکہ زیادہ ہوں
تیری بھی یہ مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے اور مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر **شریر جادو** کی سُن کے
انتر جادو کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر اسمائے سحر اُس پر دم کرکے
نام سامری لے کر سینہ **شریر جادو** پر مارا ادھر **شریر جادو** نے کارد سحر سے اُس گولہ کے دو
ٹکڑے کرکے وہی کارد سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے **انتر جادو** کی طرف پھینکی اُس نے ہر چند
سپرہائے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور ان سپرہائے سحر کو کاٹ کر **انتر جادو** کے
سینہ پر کینہ پر اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک
ہوگئی اُس کے مرنے سے گونہ تاریکی ہوئی پیر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یوں پکارے افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من **انتر جادو** بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی اور
پیر اُس کے سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے **ازلال جادو** نے تمام حال جنگ دیکھکر
انتر جادو کے قتل ہوجانے کا ازحد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو
خوشامد اور سر کی قسم دے کر مجھ سے اجازت لے کر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب میں **انتر جادو**
اور اپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیوں سے لیتی ہوں یہ کہکر بزور سحر اژدر مہیب و کلان
بنکر شعلہ ہائے آتشیں دہن سے نکالتی ہوئی صحرا کے درختوں کو جلاتی ہوئی مثل بلائے بے درمان
کے منہ کھولے ہوئے سوئے **فرامرز ثانی و عمان و شریر جادو** وغیرہ باین خیال چلی کہ
سب کو اپنے نفس گرم و شعلہ ہائے آتش سوزان سحر سے جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنوں کو
نگل جائیے **شریر جادو** اُس کو آتے ہوئے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس **فرامرز ثانی**
وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلائے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر تو یہ بلائے بد اب
کسی کو زندہ نچھوڑے گی **فرامرز** نے جواب دیا کہ اے **شریر جادو** جائے خوف و اندیشہ نہیں کیونکہ
اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی زیادہ ہے دیکھو ہم اُس سے دعا کرتے ہیں اگر
اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمیں کسی طور سے اس ساحرہ کی شر سے بچائے گا اور اگر پروردگار عالم ہی کو
منظور نہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلا بلائے تازہ کرے گی یہ کہکے **فرامرز ثانی**
و عمان و صمصام تیغ زن و قہور راہزن وغیرہ برجوع قلب سوئے فلک ہاتھ اٹھا کر
اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود

انس وجان اے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات اے برآرندہ حاجات درماندگان و اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد تر ہمکو ساحل مراد پر پہونچا غرق دریاے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم وبلاے جان ستان سے کشت حیات ہماری پامال نکر تو ہر شے پر قادر ہی ہماری حالت مجبوری تجپر ظاہر ہی اس وقت بیکسی مین کوئی ہمارا مونس و مددگار نہین ہی تیرا ہی سہارا ہی توہی ہماری مدد کر اگر تیری مصلحت ہو تو اس بلا کو ہم سے دفع کر روے شاہد شادمانی دکھا اے حافظ حقیقی حامی ہمارا ہین ہماری کسی صورت سے بچا ورطہ الم سے نجات دے اس بلاے بد سے امان دے ذات تیری کارساز ہی توہی بیشک غریب نواز ہی ہر ایک بندے کو تجہی پر ناز ہی توہی حاجت رواے اہل عالم ہی توہی ناخداے کشتی بنی آدم ہی بیکسون کا معین و ناصر ہی لاریب توہی ایسا توانا و قادر ہی کہ بمصداق **نظم**

بیچ کشتی بچائے طوفان سے | ڈوبتی کو بچائے طوفان سے | کردیا وصل آدم و حوا

حافظ نوح ہر بلا مین رہا	خضر کا تو ہی راہ مین حافظ	رہا یوسف کا چاہ مین حافظ	آگ مین ہو گیا خلیل بہار
کردیا اُس پہ آگ کو گلزار	مصلحت مین ہی تیری دخل کسے	غرق کردے تو دم مین چاہے جسے	چلے تیری اگر ہواے کرم
شاخ پژمردہ سبز ہو اسدم	تیری جسدم ہو بارش افضال	شجر خشک بار سے ہو نہال	غم نہین اُس کو جو کہ مونس ہو
زندہ مچھلی مین رکھا یونس کو	اے خدا ہمکو بھی بلطف و عطا	ہمکو بھی اس بلاے بد سے بچا	کسی اپنے بندے کو اسوقت

ہماری نصرت کے واسطے بھیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچالے یا اس کو آکر قتل کرے ہنوز فرامرز وغیرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے تھے **ازلال جادو** بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک غبار ڈہیر عنو یا ایک ستارۂ درخشان دن کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب وغریب مشاہدہ کرکے متحیر ہوکر بغور اُسے دیکھنے لگا سب کی اُس طرف نظر کرنے سے **ازلال جادو** بھی جو بصورت اژدر منہ کہولے شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب غبارہ مذکور نے بلندی سے **فرامرز** وغیرہ کو دست بدعا دیکھکر اژدر مسطور کو اُن کی طرف آتے دیکھکر اُس غبارہ نما کو سوے پستی لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر مہیب کہان آتا ہی ٹھہر ٹھہر ہماری بے اجازت خاص بندون کو کیون ضرر پہونچایا چاہتا ہی ہی شرط کہ اپنی آتش قہر وغضب سے تجکو جلا کر خاک کردون کیا تو ہم کو نہین جانتا کہ ہم کون ہین ہمارے خوف سے بھی مطمئن ہی **ازلال جادو** کہ بشکل اژدر وہان آتی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تھم گئی سب نے دیکھا کہ ایک منڈھی مین کہ پرضو مانند سیارہ کے ہی ایک مرد ضعیف بارریش دراز لباس سفید وچمکدار پہنے بشان وشوکت بیٹھا ہی آنکہ اُسکے چہرۂ تابان پر اچھی طرح ٹھہر نہین سکتی ہی نظر خیرگی کرتی ہی وہ بلندی سے اُترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہی اور پکار پکار کر کہتا ہی منم درویش **آفتاب صورت** جب وہ بروے زمین آیا اپنے جامۂ پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک آئنہ کہ مسمی آئنہ حیرت تھا نکال کر عکس اُس کا اُس اژدر پر ڈالا عکس کے پڑتے ہی سحر دور ہوا **ازلال جادو** بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی مانند بید کے کانپتی ہوئی حواس باختہ سحر بھولی ہوئی خداوند **آفتاب صورت** نے منڈھی سے نکل کر بضرب شمشیر آبدار اُسے قتل کیا بعض راویون نے یون بھی کہا ہی کہ اُس صاحب غبارہ پرضو نے بالاے زمین آکر آئنہ حیرت کا عکس اُس پر ڈال کر صورت اصلی پر اُس کو لاکر نا آشناے

سحر عکس آئینہ سے کر کے **فرامرز** وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان
کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہین ہے **فرامرز** نے حسب الحکم تلوار سے **ازلال جادو**
کو قتل کیا غرض بہر طور جب **ازلال جادو** قتل ہوئی اور تڑپ کر مرگئی اُس کے مرنے سے تاریکی
محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا
اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا مجکو کہ نام میرا **ازلال جادو** تھا
یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اُسوقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ از حد سن رسیدہ
کریہہ منظر بہت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لہنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بر مین
ہے بال سفید سر پر برائے نام ہین دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوے آنکھین
چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی
شہپر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئین جوان بنائے رکھتی تھی خوب ہوا
کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر وشر سے میری اور سب صاحبون کی جانین بچگئین درویش **آفتاب
صورت** نے یہان آکر عجب کار نمایان کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف
حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑھی پھر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح **فرامرز و عمان بادشاہ**
وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کر کے عرض کیا اس باغ مین تشریف لائیے قدم رنجہ
فرمایئے چندے قیام فرمایئے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہون خداوند **آفتاب صورت**
نے عرض قبول کر کے اُس منڈھی اور آئینہ کو ایک دم مین غائب کر کے باغ مین جا کر قیام کیا **عمان
شاہ** وغیرہ نے از حد تکلف سے دعوت و ضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پھر ساحرہ مذکور
کے قتل ہونے کی خوشی مین جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش **آفتاب
صورت** کے ارباب نشاط مع سازندون کے حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط
سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی **غزل**

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانون مین — آپ آرام سے سویا کرین خسخانون مین
مسجد و کعبہ مین پرستش نہ صنم خانون مین — بت پرستون مین نہ ہم ہین نہ مسلمانون مین
ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادون کے — ہم رہا کرتے ہین ہر وقت پریخانون مین
جان و دل لے کے دیا بوسۂ رخسار تو کیا — یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانون مین
بلبلون کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال — پھول لالا کے لگا جاتی ہین گلدانون مین
سب سمجھتا ہون رقیبون کے کنائے دل مین — تجکو نادان نہ سمجھے کوئی انجانون مین
گھرے پڑ جاتے ہین ناسور ہمارے دل مین — ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانون مین
کچھ ہمین ضبط نہین عشق مین مجنون کی طرح — کیون ترے کوچے سے جانے لگے ویرانون مین
کافر عشق کو کہتے ہین برا واعظ و شیخ — آگیا ہے خلل ان دونون کے ایمانون مین
دیکھ تو مجلس رندان مین بجا نا واعظ — قدر کچھ بھی تو نہو گی تری میخانون مین
اور ہے کون جو آکر مرے دل مین رہتا — اک تصور ہے فقط آپ کا مہمانون مین
وہ بلا نوش ہین ساقی کہ اگر منھ سے لگے — ایک قطرہ بھی نچھوڑین ترے پیمانون مین
ہم سے کیا نوک کی لین خار مغیلان احسن — ہم قدم دیکھکے رکھتے ہین بیابانون مین

اہل بزم سننے لگے خصوصًا درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ بگوش دل سامع ہوے مطربہ مذکورہ انعام مین زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاست ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جاکر آرام پذیر ہوا فرامرز ثانی بھی جاکر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جاکر کہا کہ تونے مجکو پہچانا یا نہین اُس نے کہا مین نے تو آپ کو نہین پہچانا اسوقت مسکرا کر جواب دیا کہ مین خضران بن عمرو ہون اے فرزند آگاہ ہو کہ جب ملکہ نے اور تونے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا مین تیرے صدمہ جدائی مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ حج بیت روانہ ہوا تھا اثنا راہ مین دل مین آیا تھا کہ خانہ کعبہ مین ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہین جب اُن کو یہ معلوم ہوگا کہ مجھسے عیاری بیاری جملہ اسباب عیاری لے گیا تو وہ ناراض ہوکر ایسے کلمات فرماوینگے کہ جن سے مجکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانہ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جاکر جان اپنی دیدون چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرا نورد ہوا تھا کہ ویرانہ مین ایک قبرستان مین گذر ہوا مالک قبرستان درویش مرجان سرخ مو تھا اُس سے بہت سی اشیاے کرامت آثار مجکو دستیاب ہوئی ہین ازانجملہ منڈھی اور آئینہ حیرت ہے جس کو تونے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحرہ سحر بھول گئی اور بصورت اصلی ہوگئی پھر قتل کی گئی خداوند عالم نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ مین نے یہان آکر تمکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب مصلحتًا میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تم سے اپنا حال کہدیا ہے فرامرز یہ سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریا سے نکلکر یہان آئے فرامرز ثانی نے تمام حال عمان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر نے مع عمان شاہ اُس جگہ سے سوے قلعہ عمانیہ بارادہ جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان و فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم مین تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب صداے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم مین بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر معین تھے اُنھون نے روبروے فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ مین نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف مین آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے حسب راے درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر مین کوس حربی بعنایت ایزدی بجایا جاے ہنگام سحر جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی یعنی نقارہ جنگی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم مین آیا بعد درستی میدان جنگ دونون جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک

سپاہ کا جوانان پرجگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہوچکی دیو اسلم وارشمشاد ڈیکر میدان جنگ مین آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو مجھے قتل کر یا مین تجھکو ہلاک کرون کیا فائدہ کہ لشکر جانبین سے سرداران سپاہ جو بہادر نامور ہین نکلکر جنگ آزما ہون فرامرز ثانی نے صدا ے دیو اسلم سنکے جانب درویش آفتاب صورت دیکھا اُس نے قریب اپنے بلا کر آہستہ کہا کہ اے فرزند مین نے درویش مرجان سرخ موے ایک الکہ ایسا بھی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اسپر غالب نہو لہذا مین تیرے بازو پر وہی الکہ باندھ دون تاکہ دیو تجھپر غالب نہ آئے فرامرز نے عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ الکہ نہ باندھیے بغیر اسکے باندھے میرے زور بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہگری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہون درویش آفتاب صورت نقلی نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ برائے مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست مین تجھکو دیا اے فرزند حتی الامکان وار ضرب شمشاد سے اپنے تئین بچانا رکنے کا ارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان کارزار مین آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھہرا پھر طالب ضرب ہوا دیو مذکو ر نے فرامرز ثانی کو دیکھکر ہا و کیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا قاتل ہے اسی نے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے یہ باتین یاد کرکے آبدیدہ ہوکر وار شمشاد کہ از حد گران اور طویل تھی اپنے دونون ہاتھون مین محکم پکڑ کر بالاے سر گردش دے کر سپر پر فرامرز ثانی کے لگائی ادھر فرامرز نے وار شمشاد کا خالی دے کر مرکب کو بعجلت آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کر کے اس طرح اُس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یون گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کوچک دو ٹکڑے ہو کر بالاے زمین گرا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردمان سپاہ دیو اسلم دیکھتے ہی دنگ ہو گئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک ہی آدمی نے ایسے دیو قوی الجثہ کو ایک ہی وار مین کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردمان سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے ہم نے ایک مدت تک اپنے بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضاے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو زندہ اسکو جانے نہ دو سب نے کہا ہم تابع حکم ہین افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے فرامرز ثانی کو چار طرف گھیرنا چاہا ادھر سے بحکم درویش آفتاب صورت سے قہقہوں راہزن و صمصام تیغزن جملہ سپاہ کو ساتھ لے کر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے روانہ ہوئے جب دونون لشکر مانند دو دریاے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ عدا آسا نعرے کرنے لگے بارش خون دلاوران مجروح و مقتول زمین پر ہونے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام مین رکھکر مردمان سپاہ دشمن کو پناہ دی اُسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی میں آئے اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہین چاہتے ہین کہ آپ قلعہ مین تشریف لیچلین فرامرز ثانی

باپایے درویش **آفتاب صورت** مع اپنے افسران سپاہ و **عمان** بادشاہ وغیرہ کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی عمارتین عمدہ و نفیس ہین الا مردمان شہر حق پرست معلوم ہوتے ہین غرضکہ **فرامرز ثانی** شہر کو دیکھتا ہوا دربار مین پہونچا سرداران لشکر دلیر اسلام نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرما دین یہان کی بادشاہت کرین **فرامرز** نے تخت نشینی سے انکار کیا اُسوقت درویش **آفتاب صورت** نے **عمان** کو اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا دیا تاج شاہی بالاے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا و وزرا و سرداران سپاہ **عمان** بادشاہ سابق شہر عمانیہ کو نذرین دین بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانین اس کے تابع حکم رہین حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذرین دین درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے **فرامرز ثانی** قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا **قہور راہزن** و **صمصام تیغزن** وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذرین دینے کے حسب الحکم علے قدر مراتب کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علے قدر مراتب دربار مین بیٹھ چکے تو **عمان** بادشاہ نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرافراز کیا پھر **فرامرز ثانی** سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند تم نے مجھپر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر پھر مجکو قابض و متصرف کرا دیا میرے دشمنونکو قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کرون کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش ہون **فرامرز** نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہین ہی اگر عوض ہماری نیکی کا منظور ہو تو دین اسلام اختیار کرا اور اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کر آئین خدا پرستی اختیار کر مذہب باطل سے کنارہ کش ہو خدا وند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اُس کو سجدہ کر کہ وہی قابل سجدہ ہی **عمان** بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند مین تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب از سر نو روبروے اہل دربار مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا پھر اُسکے حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان آنے لگی لوگ پابند نماز ہوے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کر دیے گئے مردمان شہر اپنے بادشاہ سابق کے از سر نو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوے شہر مین رونق و زینت دوچند ہوئی **عمان** بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت **فرامرز ثانی** و درویش **آفتاب صورت** و ملکہ دختر **بردوان شاہ** و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بصد تکلف ہونے لگی بزم عشرت مین روبروے **عمان** و **فرامرز ثانی** و درویش موصوف نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگین زر و جواہر انعام مین پانے لگین از انجملہ ایک مطربہ نازنین و خوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش **عمان** شاہ گانا شروع کی

غزل

اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہی
ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہی

کیون تم کو ہماری آرزو ہی
تصویر نظر کے روبرو ہی

اچھی یہ مزے کی گفتگو ہی
تیری ہی شکل ہو بہو ہی

ہم بزم ہو حسین جو کوئی
آجائے ابھی جو ہو بہانہ
خنجر ہی الگ نیام سے کیون

بیکار یہ جام یہ سبو ہی
ہم سنتے ہین موت جیسے جو ہی
دو رنگ کا راستے کونسا گلو ہی

اشکون نے بدل دئی شکل اپنی
ساقی جو ہو شریک محفل
ہم جیسن سکو گے اسکو کیونکر

پانی نہین آنکھ مین لہو ہی
پھر بادۂ سرخ بھی لہو ہی
موتی کی گرہ مین آبرو ہی

روکے ہیں ہاتھ کو شب وصل
مضطر وہ بہت ہی تندخو ہے

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن سنکے خوش ہوکر تعریف کرنے لگے مطربہ مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل سات شبانہ روز تک بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت بصد تکلف ہوئی بعدہٗ اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی رائے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہمکو رخصت کرو کیونکہ یہان زیادہ قیام کرنا ہمین منظور نہین ہے سوے لشکر صاحبقران یہان سے جانا مطلوب ہے لشکر صاحبقران جانب طلسم نزلہ گیا ہے وہین ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلینگے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جائے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہان سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر حسب دلخواہ فراہم ہوگیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجاے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلے و ادنا کو حکم اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اُس کے سر پر مستعار رکھکر ساٹھ ہزار سوار ون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ چالیس ہزار تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی کو مع قہقہہ راہزن و صمصام تیغزن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج مذکور ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر بصد کر و فر شہر عمانیہ سے سوے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

یہان سے اب وقائع داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیے جاتے ہین

محبت دل کو تصور ہر گھڑی ہے روئے جاناں کا
خدایا دور رکھنا مجھسے سایہ ایسے انسان کا
وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان چراغان کا
شب فرقت خدا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
گمان اہل زمین کو ہوگا خورشید قیامت کا
تم اپنا آئینہ دیکھو بناؤ زلف پیچان کو
نچوڑینگے نچوڑینگے کبھی ہم دختر رز کو
نگاہ ناز یہ کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
قد انداز تم کیسے ہو میرے سامنے آؤ
بلاکر جرم گنن اپنی سناؤ یون نہ صلواتین
نہین ہے درد سے خالی مری صحرانوردی بھی

نہ لاے سر پہ کچھ آفت خیال اس آفت جان کا
نہین ہے پاس مطلق جس کو اپنے عہد و پیمان کا
چمک اٹھا ستارہ قسمت گور غریبان کا
سحر سے دل کو دھڑکا ہے بلاے شام ہجران کا
اگر سر کا کبھی بچا ہمارے داغ ہجران کا
تحسین کیا غیر ہے جو حال مجھ حیران پریشان کا
بلا سے زاہد اسمین ضرر ہو دین و ایمان کا
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکان کا
لگاوٹ تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگان کا
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ مہمان کا
دکھا دیتا ہے دل کو نوک خار بیابان کا

کہ ان کو جو پنچہ اثنائے جنگ و مقابلہ غوغائے رعد آواز مین گرگرا اُٹھا لے گیا تھا جب وہ پنچہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوجہ ہوا سے زیادہ بیہوش
و مدہوش ہوگئے کچھ بھی خبر نہین رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نرہی غرضکہ وہ پنچہ صاحبقران
کو لیے ہوئے پردۂ قاف مین درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوؤن نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اُس کی تعریف خوبی کیا بیان ہو سکتی ہے سامنے سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اسی قصر مین تشریف رکھتے تھے جا کر ڈالدیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہان پا گیا کیون ان کو اُٹھا لایا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایک مرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہین پانا یا اسکو بتلائے
یا دیکھنا تو فوراً اسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمائیے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان خلیلی ہون گے خال سبز چہرے پہ ہوگا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوئے پردۂ دنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اُدھر سے واپس
آتا تھا راہ مین دیکھا کہ دو طرف فوجین بکثرت جمع ہین میدان جنگ مین صف آرا ہین عرصۂ مصاف
مین ایک جوان سے یہ مقابل ہوئے اُس نے آواز بلند کر کے ان پر گرز گرانبار لگایا یہ بیہوش
ہوئے اُس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا مین نے فوراً پنچہ بن کر ان کو اُٹھا لیا وہان سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردۂ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہو کے اُسے
انعام دے کر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھسے خوش ہوئے دیو افغان
تو انعام لے کر وہان سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقارب سے
جو پریان تھین نیز دیگر پریون کو بلا کر اُن سے کہا کہ ان کو معرکۂ جنگ سے دیو افغان اُٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہین ان کو بتدابیر جلد ہوشیار کرو مین یہان سے محض اس خیال سے جاتا ہون کہ ہمارے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہون گے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہوگی یہ کہکے وہان سے ہٹ گئے
اُن پریون نے تدبیرین دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کین کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی رومال بازو پر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ حسن عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہائے خوشبو پردۂ قاف کے لاکر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بازو پر ہاتھ رکھکر دعائین پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منہ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ چہرے کا پونچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام کے نخلخے دافع
بیہوشی کے تیار کر کے قریب مشام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منہ دھلاؤ پانون بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھو تا کہ ہوش آ جائے بیہوشی دفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوئے فلک اُٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی فتیلے کہین سے لاکر انھین جلا کر سنگھانے لگی باین خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ دور ہو جائے آنکھین کھولین ہوش آ جائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ مین واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ اُن پریون نے صدہا تدبیرین کین کہ

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اُسوقت بہت سی پریان نادرالحسن وجمال صاحبقران
موصوف کے گرد قریب ترتھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی مہک
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش توکیا ہی اگر مردہ صد سالہ کے بھی مشام مین خوشبوہاے
مرقوم الصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہوجائے جب پریون نے تدابیر
مذکورکین اور گرد بیٹھین اور سر صاحبقران اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رُخ صاحبقران پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر صاحبقران سے کچھ خیال کرکے علیحدہ کیا
اس اثناے مین صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت وبخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہی اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہی اعمال تو میرے ایسے اچھے نتھے
کہ جن پر مجکو بھروسہ اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا غوغاے رعد
آواز کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت وآرام
بسر ہوگی وصل حوران جنان نصیب میوۂ باغ بہشت کھانے کو حلہ ہاے جنت پہننے کو آب
چشمۂ کوثر پینے کو سایۂ طوبیٰ راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو ملا ہی یقین ہی کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب صاحبقران اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزوے دلی برآئے اگر اُن سے ملاقات ہوجاے اُن کی قدمبوسی ضروری وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ ہمان پری وقریشیہ سلطان
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی اُن کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہی اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہوکر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہی کہ اُن جناب تک کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کردون گا بعدہٗ عرض کرون گا کہ دنیا سے کارہ تھا مسافرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ وجدال پیشتر کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی بارہا مشرکین پر کرنا پڑتی تھی شب وروز فکر واندیشہ وتدبیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت ومال جاہ وحشم کے بے فکری حاصل
نہ تھی مقام شکر ہی کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہی
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہی کیونکہ جنت
جاے راحت ہی مقام تکلیف نہین ہی اسی طرح سے بہت سی باتین کرکے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کرلین پریون نے جو تمام گفتگو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبراکر خدمت سلیمان صاحبقران مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ غشی
سے ہوشیار ہوکر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجب عجب باتین کررہے ہین وہ باتین اگر آپ سنتے

تو بہت ہنستے اگر مناسب ہو تو اسی حال مین تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتین کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہین ادھر پریون نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھین کھولین فرش سے اٹھین مسند زرین یا کرسی زرین پر بیٹھین اچھی طرح اپنے ہوش و حواس مین
آئین اپنے تئین مردہ تصور نفرمائین دشمن حضور کے مردہ نہین ہین فضل خدا سے ابھی حضور زندہ
ہین یہ مقام جنت نہین ہے یہ پردۂ قاف ہے ہمکو حورین نجانیے ہم سب پریان ہین اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمایئے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جس کو دیوون نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپ کو پردۂ دنیا سے دیو افغان مقابلہ غوغاے رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریون کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھین کھول کر دیکھا تو
واقع مین اپنے تئین پردۂ قاف مین پا کر دیپریون کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھکر بیٹھے اتنی دیر
مین سلیمان صاحبقران آئے اُن کو پہچان کر سلام کیا انھون نے جواب سلام دے کر حال مزاج
دریافت کیا جواب دیا شکر ہے خدا کا کہ زندہ ہون اپنے تئین پردۂ قاف مین پاتا ہون قبل اس کے
اپنے لشکر مین تھا غوغاے رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا سچ ہے
تم کو دیو افغان پنجہ بنکر اٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نہ کرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلہ سے آپ سے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ صاحبقران اعظم والد
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ اُن کے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اٹھ کر با ادب سلام کیا اُن جناب نے فرمایا اے فرزند بیٹھو ہم نے تمھارے یہان
آنے کی خبر سنی تمھارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اطلاع تمھارے
آنے کی پا کر اشتیاق دید مین یہان آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے آگے بڑھکر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ بے حد کی مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ فضل خدا آپ کی برکت دعا سے اچھا ہون یہ باتین جب ہو چکین صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازۂ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریون کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
نغمہ کرین پریون نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ اُن کی آوازین وہ صورتین بیعدیل وہ پوشاک
اُن کی لاجواب وہ اُن کا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریون کے رقص و نغمہ سے از حد خوش ہوے بعدہ سلطان صاحبقران کے
کہنے سے جا بجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئین ایک روز ہنگام سیر اُس قبرستان کی
کی طرف گذر ہوا جس قبرستان مین قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ بزرگون
کی تھین سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے گوشۂ قبر مین عجب خواب مین ہین کہ ہوشیار ہی نہین ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُس کا ہدیہ ثواب اُن کی
روح کو دے کر کہا کہ ہم بھی مسافر اس سرا مین ہین بعد چندے کے آپ سے آکر ملین گے آپ صاحبون کی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگون کے زندگی خردون کی بے لطف ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبون
سے جلد تر ملحق ہو جاؤن یہ کہکر اشکبار اشکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر با دب بیٹھکر
ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہان سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر
فیروزہ نگار مین آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا
کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہین معلوم بعد ہمارے یہان آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری
غوغاے رعد آواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سردارون کو ہنگام
جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کر کے گرفتار کر کے لیجا چکا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی سمجھ
مین نہین آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہم نے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُس نے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز
بخوبی نہین پڑا تھا فقط اُس کی جھڑپ اور ہوا لگی تھی اور اُس نے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا
ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا مین آپ سے معلوم ہوا کہ دیو افغان ہمین اُٹھا لایا دیکھیے
انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغاے رعد آواز قتل ہوتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قتل نہو سکے گا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور اُس کی صداے نعرہ کو سُنکے کوئی باحواس
نہین رہتا ہی خدا معلوم اس مین کیا اسرار ہی کس سے دریافت کرین سلیمان صاحبقران نے
کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہین اُس سے بابت غوغاے رعد آواز کے
پوچھتے ہین وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کرے گا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے
بلا لانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُس نے آکر
سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو با دب سلام کیا سلیمان
صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جان کر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُس نے بعد تھوڑی
دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجکو کیون طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان
صاحبقران نے تمام حال غوغاے رعد آواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کر کے پوچھا کہ غوغاے
رعد آواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریف
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس مین کیا اسرار ہی شمس جنی نے بقاعدہ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر فکر
کر کے عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس باب کے مین کہہ نہین سکتا کہ وہ کیونکر مارا جائے گا اور کس نے اس کو
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہین کہ تمام حال
مفصل طور سے غوغاے رعد آواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو اُس نے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات
غوغاے رعد آواز سے آگاہی منظور ہی تو حور جنی جو عامل زبردست و یگانہ روزگار ہین اور
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کر کے ایک حجرے مین رہنا اور رقیب ور و نہ عبادت خدا
کرنا اختیار کیا ہی اُن کے پاس جائیے اور اُن سے بابت غوغاے رعد آواز کے سوال کیجیے
وہ جواب شافی و حسب دلخواہ حضور دین گے مگر اُن جناب تک پہونچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور قوت و شجاعت مین لاجواب ہین مگر بہت دشوار ہی کہ اُن
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے ہم نہین

جاسکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمی دیو سرکش اثنائے راہ مین ہی بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف مین کرلیا ہی کئی لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہین دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہی غیر کو اپنے ملک مین بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہین آنے دیتا ہی اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
جن اُس طرف سے گذر نہین کرتا ہی کیونکہ وہ از حد قوی ہی اُس سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اُسکی ضرب
کو روک نہین سکتا ہی نہ قوت مین اُس سے کوئی برابری کر سکتا ہی جورجنی جو عامل زبردست ہین
وہ اُسی کے ملک کی سرحد مین ہین سنا ہی کہ پہلے وہ ملک جورجنی کے بزرگون کے قبضہ مین تھا
جورجنی نے دنیا کو ترک کر کے شوق عمل خوانی مین کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہین کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ مین ایک مدت دراز سے کرلیا ہی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے حال قوت دیو سرکش سُنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کر کے اُس کو
تہ تیغ کرین گے اور راہ کو پاک و صاف کر کے جورجنی تک جائین گے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیون تکلیف گوارہ کرین ہم تو موجود ہین اُس دیو سے سمجھ لین گے
جلد لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہون گے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کر کے قتل کرین گے
آپ یہان سیر کرین بآرام و راحت رہین تھوڑی مدت مین یہ مہم سر ہو جائے گی پھر جورجنی تک
چلیے گا اُن سے ملکہ غوغائے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہی ہمین کو بضرورت شدید پاس جورجنی کے جانا
منظور ہی لہذا ہمین کو مناسب ہی کہ ہمین دیو سرکش سے مقابلہ کر کے اُس کو پیوند خاک کرین آپ کو
لازم ہی کہ اس بارے مین اصرار نکرین ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش ملاحظہ کرین
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہین اگر خدانخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہون گے تو
اُسوقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ مین زیادہ تقریر کرنا
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہٗ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگا جب
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بصد کر و فر سوے ملک دیو سرکش
روانہ ہوے اثنائے راہ مین سیر عجائب و غرائب اشیا کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کو دکھاتے ہوے کوچ و مقام کرتے ہوے ایک روز سرحد ملک دیو سرکش پر پہونچے صحرائے
سبزہ زار مین لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہین برپا اور ایستادہ ہونے لگین دیوؤن نے جلد
جلد لشکر کے اترنے کا سامان کیا جب خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہو چکین تو سلیمان صاحبقران
تخت سے اُتر کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر داخل بارگاہ فلک فرسا ہوے
لشکر بھی اُترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار اپنے رفقا سے کہنے لگا تمکو معلوم ہی کہ یہ کون اجل رسیدہ
لشکر لے کر ادھر آیا ہی کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت سے خبر نہین ہی اُن رفقا نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے بادشاہ ہمارے ہم نے سنا ہی کہ سلیمان صاحبقران جو بادشاہ و مالک پردہ قاف کے
ہین اور شجاع و بہادر ہین وہی لشکر لے کر بارادہ جنگ ادھر آگئے ہین اور یہ بھی سنا ہی کہ بنی آدم سے
ایک شخص جس کو لوگ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین کسی طرح سے پردہ قاف
مین آیا ہی اُس کی بھی بہادری و شجاعت کا شہرہ ہی اور یہ دونون صاحبقران مذکور عزیزان قریب

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان سے ہین دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایک ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو اُن کے لشکر سے زندہ نچھوڑ دون گا اگر تمامی ساکنان
پر وہ قاف بھی مجھسے لڑین گے تو بھی مجھپر فتحیاب نہون گے رفقا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا بک رہا ہی چہرے سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب لشکر
فروکش ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ او دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے ملنے حورجنی عامل کامل کے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لے جا وہ دیو نامہ لے کر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لے کر
ایک دیو آتا ہی اُس نے حکم دیا کہ اُس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جسوقت وہ دیو نامہ لئے ہوے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اُس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اُس کو دیا اُس نے
مضمون نامہ پر نظر کر کے نہایت برہم ہو کے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرون گا حورجنی تک ہرگز تم کو جانے ندون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کروگے تو پچھتاؤگے تم کو اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کرون گا
کیا تم مجھسے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہی سرکشان دہر مجھسے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھوا چکا دیو نامہ بر کو دے کر رخصت کیا بعد جواب کے جواب کا منتظر ہوا دیو مذکور نے جواب نامہ کا سلیمان
صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اُس کی تحریر کو بدرجہ کمال غصہ آیا اُسیوقت
اُس کی تحریر کا یہ جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار ہوجا اگر روکنا اور ہم سے لڑنا منظور رہو تو
ہمارے مقابلہ پر آ ہم ضرور حورجنی تک جائین گے تیرے ڈرانے سے ہم شیر بیشہ جرأت ہرگز نڈرینگے
یہ عبارت اُس کے جواب نامہ مین لکھکر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اُس نے نامہ کو دیکھتے ہی از حد
غضبناک ہو کر پشت نامہ پر لکھا کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرون گا ہنگام جنگ
تم کو قتل کرون گا یہ جواب لکھکر دیو کو نامہ دے کر کہا کہ لیجا دیو تو نامہ لے کر خدمت سلیمان
صاحبقران مین آیا نامہ دیا سلیمان صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی ادھر
دیو سرکش تین لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے روانہ ہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران مقیم ہو کر
اپنے ملازمون سے گویا ہوا کہ ابھی ہمارے لشکر مین نقارۂ جنگی پر چوب لگاؤ صبح کو ہم میدان جنگ
مین جاکر سلیمان صاحبقران وغیرہ کو قتل کرین گے دیوؤن نے اُس کے حکم پر عمل کیا جب
صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی اور دیوؤن نے خدمت سلیمان صاحبقران مین حاضر ہو کر
زمین ادب کو لب عبودیت سے چوم کر عرض کیا کہ اے سلیمان صاحبقران پر وہ قاف دیو سرکش
نابکار آمادۂ مصاف ہی اسوقت اُس نے بمقابلہ حضور نقارۂ جنگی اپنے لشکر ہزیمت اثر مین بجوایا ہی
ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی خیریت
ہی سلیمان صاحبقران نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادہ کارزار ہو تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہین اُن دیوؤن نے
نقارہ نواز دیوؤن سے حکم صاحبقران پردہ قاف صاف صاف بیان کیا اُنھون نے بسم اللہ کہکر
کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو
بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و بیدین کی جمعیت
سے بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران بہمراہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سوے نبردگاہ بہزار عزوجاہ کئی لاکھ دیوؤن کے ساتھ خرامان خرامان گئے
جب بمقابلہ دیو سرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان
صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونون جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعدہٗ طرفین سے صف آرائی
ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بعد
صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالاے مرکب
پردہ قاف ایستادہ ہوے اُسوقت دیو سرکش وار شمشاد ہاتھ مین لے کر بصد غرور میدان جنگ
مین آکر بصداے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کر دیا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے
مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُنھین روک
کر کہا کہ آپ توقف کرین اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمین جانے دین ہرچند سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ آپ نہ جائیے ہمین لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نمانا آخرکار مجبور ہو کر سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھائیے ہم مشتاق
دید ہین ہمین اپنی جنگ دکھائیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر
روبرو دیو سرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مار کر کہا کہ اے آدم زاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنیکو
آیا ہے کیا تجھکو اپنی جان عزیز نہین ہے زندگی سے بیزار ہے جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہے کہ تجھے کیا مارون تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کرون سوا اس کے کہ تجھسے لڑنا باعث
اپنی بدنامی کا ہے کیونکہ تو ایک نحیف و ناتوان آدم زاد ہے جا کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے
بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا رہ سکے گا ہواے وار شمشاد سے وقت جنگ اُڑ جائے گا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہے
بس اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا او نابکار تو مجکو نظر حقارت سے دیکھتا
ہے میرے حال پر رحم کرتا ہے یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہے اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہے دیکھنا وقت
حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہون اور کیونکر تجکو تہ تیغ کرتا ہون کہ تو بھی وقت احتضار پچھتا رے
دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے او ناہنجار پروردگار عالم نے مجکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہے کہ دیو
اور جن بھی مجھسے لڑ نہین سکتے طاقت مین ہمسری کر نہین سکتے تو مجھسے کیا لڑے گا ایک دم مین میرے
ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کر کے میری اور سلیمان
صاحبقران کی اطاعت کر خوردنی تک جانے دے اُس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او آدم زاد تو
ایک لقمہ نرم و لذیذ ہے اسوقت تجکو ہلاک کر کے کھاؤن گا تیرے کہنے پر عمل نکرونگا تو اپنی قوت
دکھا دے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے جانبر نہو گا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہین یہ ہمارا اشعار نہین کہ پہلے حریف پر وار کرین جب ہمارا پروردگار تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجھہ پر ضرب لگائین گے دیو نے جواب دیا ثابت ہوا کہ تیری اجل ہی آگئی ہی مین نے تو بہت چاہا کہ تجھہ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑون تجھے ہلاک نکرون لیکن تو نہین مانتا خیر خبردار ہوجا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آتی ہی یہ کہکر دار شمشاد کو پکڑ کر دونون ہاتھون سے گردش دے کر بالاے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار علم کرکے اسقدر توقف کیا کہ دار شمشاد قریب آئے اُس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ دار شمشاد مانند خیار تر دو نیم ہوکر بالاے زمین گری اُس کے گرنے سے زمین مین ایک غار ہوگیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پردۂ قاف نے بڑھ کر بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دار شمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہی واقعی عجب کار نمایان کیا ہی ایسے گرانبار و طویل دار شمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہی کسی دیو سے ممکن نہین ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اُس دار شمشاد کو جو اُس کے ہاتھ مین تھا نادم و متحیر ہوکر زمین پر ڈال کر ارہ پشت نہنگ نہایت گران سنگ کو اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر بقوت تمام کمر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پا کر ایسی تلوار اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اُس کے گرنے سے ہل گیا گاؤ زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیوون نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے ازحد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہ گری کرکے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہی کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہی ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیو لشکر دیو سرکش کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لا کر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوے باہم اس امر مین اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادھر سے بھی حکم سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیو اُن کے روکنے کو آگے بڑھے جب دو لشکر باہم ملگئے طوفان عظیم برپا ہوا یعنے لڑائی ہونے لگی چوب چقماق دار شمشاد ارہ پشت نہنگ وغیرہ چلنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس جنگ مغلوبہ مین شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو زخمی اور قتل کیے آخر کار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل جنگ نہ لا کر پسپا ہو کر طالب امان ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُن کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار ہو کر مسلمان ہوے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نرہا تو سلیمان صاحبقران نے وہان سے سوے حور جنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ دور و دراز در حجرہ حور جنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہی حور جنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہی سلیمان صاحبقران نے چند دیوون سے کہا کہ حور جنی سے ہمارے یہان آنے کی خبر کرو اُن سے کہو کہ دروازہ حجرے کا وا کرین ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لئے آئے ہین تھوڑی دیر ہم سے ہم سخن ہون بعدہٗ ذکر خدا مین مصروف ہون اُن دیوون نے حکم کی تعمیل کی حور جنی نے دروازہ حجرہ کا وا کیا اندر حجرے کے بلایا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش حصیر سے اُٹھا اور سلام کیا پھر وہین سلیمان

صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھاکر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت کیا سلیمان صاحبقران نے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب کے سراپاے جور جنی عامل کامل پر اور اُس کے حجرۂ مسکونہ پر نظر کی معلوم ہوا کہ جور جنی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ باریش دراز وسفید نحیف و لاغر ہی باوجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ و عبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بر مین پوشاک پاک و صاف ہی دست حق پرست مین تسبیح ہی آنکھین محو نظارہ قدرت پروردگار ہین سینہ گنجینہ علم و کمال ہی کثرت لاغری سے رگین شکم و پشت وغیرہ اعضا کی ظاہر ہین ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے کوزہ پشت ہی حجرے مین مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہین ہی وسعت مین وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ وسیع نہین ہی کہنہ و بوسیدہ ہی اُس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اُس کی مدت درازکی ہی نہین معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جابجا سے شکستہ و بے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی مگر تنگ و تاریک نہین ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شے وہان نہین ہی نہ کوئی ظرف کسی قسم کا ہی پھر سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے جور جنی باعث ہمارے یہان آنے کا ایک امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا ہی منظور ہی جور جنی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو معلوم ہوگا تو بتا دینگے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین پردۂ دنیا پر آپ ہی صاحبقران ہین یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے براے فتح طلسم زلزلہ جاتے تھے اثناے راہ طلسم مذکور مین ان کو چار قلعے نظر آئے اُن قلعون سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا جو حاکم حسین پیکر تھا ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخرکار نوبت بجنگ پہونچی غوغاے رعد آواز سے مقابلہ ہوا جو بہادر و دلاور ہی اُس سے جاکر ہم نبرد ہوا اُس نے نعرہ کیا بمجرد نعرہ کرنے کے حریف اُس کا بیہوش ہوگیا اُس نے اُسے اسیر کرلیا اسی طرح بکثرت بہادرون کو ہنگام جنگ و مقابلہ اُس نے اسیر کیا ان کے عیار و فادار طیفور گردیلے نے بعیاری سرداران سپاہ اسیر شدہ کو رہا کیا آخرکار خود انہون نے اُس نابکار سے مقابلہ کیا اُس نے وار گرز گرانبار کا کیا گھوڑا ان کا ہلاک ہوا یہ بھی اُس کے نعرے سے قریب بہ غشی ہوے تھے دیو افغان ان کو بچہ بنکر اُٹھا لایا ہی پس کیا اسرار ہی کہ غوغاے رعد آواز کی صدا سے حریف اُس کا بیہوش ہوجاتا ہی اور وہ نابکار قتل ہو نہین سکتا ہی کیا تدبیر کی جاے کہ اُسپر یہ فتحیاب ہون اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکورہ پر فتحمند ہوکر سوے طلسم زلزلہ جائین آپ اپنے علم اور کمال سے مفصل حالات ارشاد کرین تاکہ اُس کی کوئی تدبیر کی جاے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی بھی قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کرکے ہم کو قید فکر و تردد سے رہا کرین جور جنی عامل زبردست نے تمام حال سنکے اپنے علم و کمال کے ذریعہ سے تادیر فکر کرکے جواب دیا کہ اے صاحبقران پردۂ قاف آپ کو معلوم ہو زمانہ بعید و دراز گذرا ہی کہ پردۂ دنیا پر ایک شخص عامل کامل مسمی فہیم عامل تھا اُس نے واسطے اظہار علم و کمال و حکمت اپنے کے و نیز بقاے نام اپنے کے بزور اپنے علم و کمال و حکمت و دانائی کے اثناے راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے بناے اور آباد کیے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور ایک ایک شخص کو قلعہ مین طلسم بنا کیا تھا کہ ہر ایک قلعہ طلسم بند کیا تھا تاکہ کوئی شاہ و شہریار اُن قلعون کو بزور شمشیر فتح نہ کرسکے جو کوئی بادشاہ ان قلعون کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب نہو
اگر لاکھون مردم حملہ ور ہون تو بھی وہ قلعہ فتح نہ کر سکین خود قتل و قید ہو جائین غرض بعد تیار کرنے
قلعون مذکور کے لوح طلسمی بھی اُن قلعون کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے مین کی تھی بعد تیار کرنے قلعون اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعہ سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے براے فتح طلسم نازل
جاے گا اثناے راہ مین ان قلعون کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشیدگی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریون اور کچھ جنون کو تسخیر
کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریون اور جنون کے پاس بیٹھتا تھا اپنی بزم مین بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریون کی اور جنون کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اُٹھاتا تھا اُن پریون سے ایک
خضران سبزپوش پری تھی اور دیگر پریان اور بھی تھین چنانچہ خضران سبزپوش پری ابتک
بقید حیات ہی از حد ضعیفہ ہوگئی ہی اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریون اور جنون کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پر دہ قاف مین آیا یہان آکر اُس نے بعد فکر
و تردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمی بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلوارین لٹکائین
کہ وہ ابتک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہین جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان مین اگر سہواً بھی چلا جاتا ہی یا حد طلسم مذکور مین قدم رکھتا ہی تو وہ دو تلوارین جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہین فی الفور در قلعہ سے جدا ہو کر مانند دو برقون کے اوپر اُس کے گرتی ہین اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہین اور پھر بدستور در قلعہ مین آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہین المدعا بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
قواعد و مرحلات طلسم مانند دیگر طلسمون کے اُسمین بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت مین مبتلا ہوا زندگی سے نا امید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
مین اب جانبر نہون گا دنیاے سوے عدم جاؤن گا اس بیماری سے نہ بچون گا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجکو اسواسطے بلایا ہی کہ چند وصیتین تجھ سے کر دین اور پابند اُن وصیتون کا تجکو کر دین تجھے بھی
لازم ہی کہ ہماری وصیتون پر عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتاے گا جان سے جائیگا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہی مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہی
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کرون گا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھون گا آپ
ارشاد فرمائین وہ نصائح اور وصیتین کیا ہین فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہی کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی مین زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نکرنا دوم یہ وصیت ہی کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل مین جگہ دینا مباد
فتاح اس طلسم کا کہ بنی آدم سے ہو گا یہان آئے اور تجکو قتل کرکے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشا سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم جاے خبردار اُسے اسیر کرکے بیرون طلسم لیجا کر
تہ تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہی کہ جب مین مرجاؤن یہ لوح طلسمی میرے پہلو مین میری قبر مین
رکھدینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرے کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہی دفن

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر یہین دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہی کہنا اس راز کو اپنے ہی دل مین رکھنا۔ چہارم وصیت یہ ہی کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری مع دیگر پریون کے میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئین تو ان کو نہ روکنا بلکہ ہمراہ اُن کے تا قبر خود بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اُٹھین اُنھین کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کلید قفل در طلسم شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کسیکے سپرد نکرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائیگا اُس پر کوئی آفت نہ آئے گی ہلاکت سے محفوظ رہے گا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہی تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نرہین اور خاص ہمراہ تیرے دوست غمخوار ہمارے مرقد پر آیا کرین اور ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرین یہ بھی ایک راز ہی خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی ہوگا نہ تو زندہ رہے گا نہ طلسم رہے گا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مر گیا تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور اُن جنون اہل اسلام کے جن کو فہیم عامل نے مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوا کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو مقبرہ تھا اُسی مقبرے مین لحد کھدوا کر اُسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف ابتک وہ طلسم بدستور ہی اور بادشاہ اُس کا بھی موجود ہی اگر اُن قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہی جو کہ اثناے راہ طلسم زلزلہ مین واقع ہین تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عامل نے حسب وصیت اپنی قبر مین رکھوائی ہی اُس کو حاصل کرنا چاہیے بغیر اُس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہین اور غوغاے رعد آواز وغیرہ بھی کہ طلسم بند ہین ہرگز فتح اور قتل نہون گے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہی تدبیر حصول لوح طلسمی مین آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اُس کے علم و زہد قناعت و عبادت کی ثنا کرکے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتون سے اطلاع نہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف مین ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والاصفات آپ کی باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہی یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے مین آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہی بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہان موجود نہین ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی کوئی خادم و خدمتگار بھی آپ کا یہان معلوم نہین ہوتا ہی حور جنی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہی سراے دنیا جاے راحت و آرام نہین ہی یہ تو اہل عقل کے نزدیک ایک قید خانہ ہی جو عاقل و دانا ہی وہ اس زندان مین مثل قیدی کے ہی بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہو جاتا ہی اُسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات مر جاتا ہی چند روز دار دنیا مین رہتا ہی رہنے کی یہ جگہ نہین ہی مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہی ذرا خیال کرو کیسے کیسے انبیا و اولیاے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر و یکتاے روزگار تھے دنیا مین آئے لیکن اب کہان ہین ہان زیر زمین نہان ہین خواب اجل مین ایسے سو رہے ہین کہ ہوشیار نہین ہوتے ہم بھی اُن رفتگان سے ملحق ہونے والے ہین اس سراے دنیا سے سوے عدم جانے والے ہین متردد و غمگین ہین کہ سفر دور و دراز در پیش ہی زاد راہ کچھ بھی پاس نہین ہی محض ہم تہی دست ہین سواے بار گناہ کے اعمال خیر ہمارے پاس نہین ہین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی خدا اپنی رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب مین جو کہا گیا نہین جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہر بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہی اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہی بہر طور سب کو رزق پہونچاتا ہی ہم گنہگار سراپا خطا کار پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہی صبح و شام طعام لذیذ و خوش ذائقہ بھیجتا ہی پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہی اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہی صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادھر آنا ہوا ہی دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہی یا دل گھبراتا ہی تو کھولتے ہین ہمین خادم و خدمتگار کی کیا ضرورت ہی کوئی کام ہمین درپیش نہین ہوتا ہی صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح عبادت خدا بھی نہین کر سکتے ہین پروردگار عالم کے بندۂ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین پھر لیکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہی ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس نہین رکھتے ہین فقیر [illegible] نادم و خجل ہین کچھ نذر زر و جواہر دے نہین سکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان دعوت و ضیافت کر سکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگذاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہی کہ یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رعایا سے شاہان اُولو العزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو اُن کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے ازراہ نوازش و الطاف بخاطر اُس مرد غریب و محتاج کے اُسی ماحضر کو تناول کیا اور عذر نہ کیا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خورجنی کو رنجیدہ خاطر کرنا گوارا نکر کے کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہی خورجنی نے شادمان ہو کر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ کیا پڑھا بعد ایک لمحہ کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نہ کرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک مشام مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہو گیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا اس اثناے مین خورجنی نے اُٹھکر گوشۂ حجرہ مین جا کر چند خوان پر از طعام رنگارنگ و لطف و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آب سرد کی تھین لا کر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھا کر موافق قاعدہ قابین اور پلیٹین اور تشتریان کہ جو پُر از طعام گرماگرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہ ابریق و آفتابہ نقرئی لاکر ہاتھ دھلا کر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج کی دعوت قبول فرمایئے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہی لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون خورجنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہون گے ارشاد آپ کا بجا لائینگے حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہی بسم اللہ نوش فرمایئے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ کھانا شروع کیا خورجنی بھی ہمراہ باادب کھانے لگا وہ طعام رنگارنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ و لذیذ و خوشبو و گرماگرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش خورجنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور دراصل عسل سے بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

کے تھے جب تینون اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہوچکے دستر خوان بڑھایا گیا ہر ایک نے حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اس اثنا مین وہ خوان طعام مع ظروف آب وطعام دفعتاً نظر سے غائب ہوگئے موکل اُن کو اُٹھا لیگئے بعدہٗ حور جنی عامل زبردست نے پھر کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہاے لذیذ ومقوی خشک وتر بہتر سے بہتر جاکر جلد لاؤ حسب الحکم موکل فرمانبردار جاکر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر مین نہایت حسن وخوبی سے میوہ ہاے طلب کردہ رکھکر لے آئے اور ایک کشتی نقرئی وطلائی مین وہ ظروف پُر میوہ رکھکر کشتی پوش زرین اُس پر ڈالکر روبروے حور جنی کے آہستہ سے رکھدیے حور جنی نے وہ کشتی پر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر وخشک بھی کھائیے سلیمان صاحبقران اور صاحبقران نے حور جنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر وخشک بھی کھایا بعدہٗ آب سرد سے ہاتھ دھوکر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہین موکل آپکے تابع فرمان ہین اس اداری مین صاحب اختیار ہین حکومت موکلون پر رکھتے ہین آپ بظاہر نادار ہین لیکن بادشاہت کرتے ہین بلکہ شاہون سے زیادہ آپ حکمران ہین ہماری خوشی اب یہ ہی کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کرین اپنے جد وآبا کے ملک پر قابض ومتصرف ہون تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرۂ تنگ سے باہر نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض ومتصرف ہوگیا تھا ہنگام جنگ قتل کیا ہی ملک کو بیدینون سے پاک وصاف کردیا اس کفرستان کو اسلام آباد کیا ہی وجہ قتل کرنے دیو سرکش کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتون کی وجہ سے آپ کے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمین روکا آمادہ شر وفساد ہوا آخر اُس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے اُن کو مسلمان کیا ہی راستہ پاک وصاف ہی اب کوئی دیو وجن بیدین اس ملک مین نہین ہی آپ بھی خدا پرست ہین اب ساکنان شہر بھی خدا پرست ہوے ہین اب کسی کی طرف سے خیال شر وفساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے حور جنی نے جوابدیا خداوند عالم آپکو جزاے نیک دے آپ نے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشون کو علے الخصوص دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اُس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بدآئین وسرکش ومغرور تھا اب اس ملک کو بھی میری آرزو یہ ہی کہ اپنے قبضہ مین رکھیے یہان کی بھی حکومت کیجیے مجکو حکمرانی سے اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ مین پیر زمین گیر ہون بار حکومت مجھسے نہ اُٹھے گا سوا اس کے خداوند عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہی عبادت سے باز رہون گا حکومت ملک کی کرنے مین عبادت الٰہی نہو سکے گی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہیے وہ ہو نہین سکتی ہی مجکو مال و دولت و ملک سے کیا مطلب ہی یہ حجرہ ہمکو بہتر حکومت ملک سے ہی کہ ایک گوشۂ عافیت ہی حیات چندروزہ اسی حجرے مین بسر ہو جائیگی خداوند عالم آپ صاحبون کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی حور جنی نے دعاے ترقی عمر و دولت وحکومت واقبال دے کر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبون کو مع الخیر رکھے مدام آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھے اور جملہ مطالب دینی ودنیوی حسن تیر برلائے سلیمان صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اُٹھکر بیرون حجرہ آکر تخت پر سوار ہوے دیوون اور پریزادون نے تخت اُٹھایا ادھر حجرہ خود بخود حور جنی کا بند ہوگیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کرکے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوے لشکر پریزاد اور دیو

عقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران پردۂ دنیا در قصر فیروزہ نگار پر پہونچے دیوؤن نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تخت سے اُتر کر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال کما حقہ حور حبشی سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غوغاے رعدآواز وغیرہ اُس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ ہم سے لوح طلسمی فہیم عامل کی قبر سے نکالی نجاے گی کیونکہ شرعًا قبر کا کھودنا ممنوع ہی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اگر اس طور سے آپ کو حصول کے بارے مین انکار ہی تو اپنے عیار کو اپنے لشکر سے یہان طلب کیجیے وہ بعیاری و مکاری لوح طلسمی جا کر کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان شکوہ نے پسند کر کے کہا کہ کسی دیو کو بطلب خواجہ طیفور گر دیار وانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران نے اُسی وقت ایک دیو کو بلا کر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتا کر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جا کر اُٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہو فرمایا اثناے راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے واقع ہوے ہین روبروے قلعہ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہی اگر حسب اتفاق جس صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھے پہلے بتایا ہی لشکر اسلام مین نہ ملے تو جس جگہ اُسی صورت کا انسان دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجھکو سزاے سخت دیجائے گی دیو مذکور حسب الحکم روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب یہان سے

دوکلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمھارے حسن پر برپا قیامت ہونے والی ہی
وہ کہتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہی
ہمارا ذکر پھر آنے لگا ہی اُن کی صحبت مین
ہمین ٹالیگا وعدے پر کہانتک آجکل کہکر
مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہی میرا
بنایا ہی دُلہن کمرہ سجا کر آج ساقی نے
پھر اُن کے ذکر سے ہونے لگی دلبستگی مجکو
ہمارے سامنے کر لاکھ وصف حور اے واعظ
بُرا جائی ہی جو تم نے رسم غیر دین سے تو اچھا ہی
نسیم اب اپنے پھیرے کرتے ہین پھر کو جاتا نکلے

یہی صورت ہی جو کچھ اور صورت ہونیوالی ہی
ہماری بھی تمھاری ہی سی حالت ہونیوالی ہی
سُنا ہی ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہی
کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہی
یہان نو عدگر اب میری حالت ہونیوالی ہی
یہ کس میخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہی
کدورت مٹ مٹا کر اب محبت ہونیوالی ہی
کہین یارون کی ڈانواڈول نیت ہونیوالی ہی
ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہی
نئے سر سے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہی

کہ جب بچہ صاحبقران کو اُٹھالے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ ذیجاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین سبز قبا سے مع غوغاے رعدآواز میدان جنگ سے فرودگاہ پر گئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام

جنگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سیاہ پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوے جملہ سرداران
سیاہ وتمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے مرکبون سے اُترکر اپنی اپنی بارگاہ وخیمہ مین جاکر ملول وحزین
بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسی حالت حزن وملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کر کے
اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے
کب ملاقات ہوگی اُنھون نے زائچہ کر کے اشکال پر نظر کر کے جوابدیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم
رمل ایسا ثابت ہوتا ہی کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اُٹھالے گیا ہی قریب ہفتہ عشرے کے عجب
نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سُنکے اُن کو خلعت دے کر
رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جاکر اپنے عیار رسمی
سباک رو کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن و مالک فہیم عامل نے ایک روز ہمسے تخلیہ مین
کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس طرف
سے سوے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیار سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی
دونون تباہ و برباد کنندان قلعون کے ہون گے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان
لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو اُن کے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض
نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو بچہ اُٹھالے گیا شاید فہیم عامل نے اُن کو
بقہر و غضب اپنے پاس کسی ذریعہ سے طلب کرالیا ہی اُن کو وہ سزاے مناسب دین گے اُن کی تو
شر و ضرر رسانی سے ہم بیخوف ہوے اب اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہی اُس کے دفع کرنے کی تدبیر
ہونا چاہیے یہ کہکے ایک نامہ لکھوا کر عیار سباک رو کو دے کر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے لیجاؤ اور جواب اس کا لے آؤ عیار سباک رو نامے کو لے کر مانند نامہ بَرون کے نامہ دستار
مین رکھکر پچاس ساٹھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصلی قلعہ سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ
ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جاکر بیان کی کہ اسوقت مہتر سباک رو عیار
بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لئے ہوے اس طرف تھوڑے عیارون کے ساتھ آتا ہی
بادشاہ موصوف نے یہ خبر سُنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گردیا چند عیارون کے جاکر استقبال اُس کا کر کے
اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی بخلق و مروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ براے نامہ بری آتا ہی
خواجہ طیفور گردیا حسب الحکم اُسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لے کر اُس کے لینے کو روانہ ہوے
اثناے راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہی اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گردیا ہمارے
بادشاہ نے ہمین ایک نامہ دیا ہی فرمایا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ لیکر
آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو حکم اپنے بادشاہ کا بجالاؤ ہم تمھارے لینے کے واسطے یہان آئے تھے
اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارہ کی یہ باتین باہم کرتے ہوے دونون داخل
لشکر ہوے مہتر سباک رو اجازت حاصل کر کے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا پہلے بادب
سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے کیا اوج حاصل
کیا ہی کیا کیا سرداران سیاہ نامی و نامور ہین کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہی ہنوز مہتر سباک رو
جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ عیاران مین اشارہ
بیٹھنے کا کیا وہ سلام کر کے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گردیا کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس پر بیٹھ گیا پھر موافق

جلد ۳

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف اُسے جام پراز بادۂ گلگون دیا اُس نے وہ جام دست ساقی سے لے کر شراب پی جب دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا یعنے نشہ ہوا پکارا منم نامہ دار حسین سبز قبا بادشاہ ہرچہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کرکے ارشاد کیا کہ اسکو بآواز بلند پڑھو تاکہ سب اہل دربار سنین اُس نے لفافہ کو چاک کرکے عبارت نامہ کو بآواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف آکر ہم سے برسر فساد و جنگ ہوے اور اُنھون نے ارادہ ہمین قتل کرنے کا کیا فہیم عاقل نے اُن پر عتاب کرکے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریے بہتر یہ ہی کہ آٹھ روز کی مدت مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو بہت پچھتایئے گا ہم غوغاے رعد آواز کو روانہ کرکے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کر ڈالین گے آپ کو بھی زندہ نہ رکھین گے اطلاع دیدی گئی ہی بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ اے حسین سبز قبا حاکم ہرچہار قلعہ نامہ تمھارا بدست سبک رو عیار ہمین پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی موافق تمھارے کہنے کے ہم جہان تک ہو سکیگا جلد یہان سے چلے جائین گے مگر آٹھ روز کی مدت مین ہمارا یہان سے جانا نا ممکن ہی ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہی یہ عبارت لکھوا کر مہتر سبک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرافراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف ہمراہ اپنے شاگردون کے روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا حاکم ہرچہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہی اپنے حسن و جمال پر مغرور ہی نازو ادا سے چلتی ہی کبھی ٹھیر جاتی ہی سبزے کی سیر کرتی ہی کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہی مہتر سبک رو نے اسے پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہان کا ارادہ ہی اُس نے کہا کہ کیا کہون اسوقت بارادۂ گرفتاری خواجہ طیفور گردپا نکلی ہون اُس نے بہت صدمے ہماری ملکہ کی وزیرزادی کو دیے ہین ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہین والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و پرفن سے خوف و خطر ہی مہتر سبک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ فی الحال تمھاری ملکہ کیسی ہین مزاج اُن کا بحال ہی خوش و خرم صحت سے ہین یا نہین نرگس نے مہتر سبک رو کو علحدہ لے جا کر تنہائی مین آہستہ کہا کہ اے سبک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے پنجہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے رعد آواز سے اُٹھاے گیا ہی اُن کا عجب حال ہی گویا دیوانی ہو گئی ہین اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہین کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی ہین کبھی فرش خواب پر خاموش غمگین و حزین لیٹی رہتی ہین کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتی ہین کبھی کچھ خیال کرکے ہنستی ہین معلوم ہوتا ہی کہ عشق مین صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی مین ملکہ کا یہ حال ہی اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائین گی کیونکہ آب و طعام مین اُن کے کمی ہی اکثر اوقات کچھ بھی غذا نہین کھاتی ہین کبھی سب کے کہنے سے کچھ براے نام کھا لیتی ہین اے مہتر سبک رو عیار مین نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہی تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سبک رو نے کہا اچھا مین کسی سے نہ کہونگا اب تم یہان سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گردپا کو پکڑ لاؤگی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ واہ تم نے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہی مین اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو اُسے

اپنے دام مکر مین اسیر کرلون مہتر سباک رو نے ہنسکر کہا ہمکو یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو لو جاؤ
اب آگے نجاؤ یہ کہکر ہمراہ اُس کو لیکر قلعہ مین گیا نرگس تو خدمت ملکہ مین گئی مہتر سباک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اُس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملین گے اُن کو عبث اُن کے آنے کا انتظار ہے خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبر ہونگے
بعدہٗ غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائین گے یہ کہکے
خاموش ہوا مہتر سباک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ مین آکر اپنے شاگردون سے کچھ باتین کرکے
اُن کو کچھ سمجھا کے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو بیس چالیس شاگرد اُس کے ہمراہ ہوے مہتر سباک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ وبے مرمت مین کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا پھر رنگ وروغن عیاری لگاکر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین مہر قبا بنایا پوشاک شاہزادیون کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیارون کو ملکہ
کی ہمجولیون کی صورت پر بنایا بہت سے عیارون کو بشکل وصورت کنیزون کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزون نقلی کو ہمراہ اپنے لیکر ایک لالٹین روشن کرکے انھین
کنیزون سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لئے ہوے آگے آگے ہنگام شب چلی
مہتر سباک رو لالٹین کی روشنی مین چند کنیزون نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خرامان خرامان
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مردان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گرد یا کا کہان ہے انھون
نے بتا دیا زن مذکورہ اندر خیمے کے گئی دیکھا کہ طیفور گرد یا بیٹھا ہے کوئی اُس کے پاس نہین ہے تنہائی
مین کچھ فکر کر رہا ہے زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہٗ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گرد یا ہے خواجہ نے
کہا کہ ہان سب مجھی کو طیفور گرد یا کہتے ہین تم کون ہو کہان سے آئی ہو مجھ سے تمھارا مطلب کیا ہے
اُس نے کہا کہ مین فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہون تمکو انھون نے اسوقت بلایا ہے کچھ کہنا ضرور
ہے کیا تم مجھے نہین جانتے ہو میرا نام نرگس ہے رفقائے ملکہ ممدوحہ سے ہون خواجہ طیفور گرد یا نے
پوچھا ملکہ کہان ہین اُس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران وکہنہ
ہے اُس مین آئی ہین ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزون کے لائی ہین
دیر سے اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین چونکہ طیفور گرد یا عاشق فتانہ بہار آرا ہے نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اُٹھ کر چلنے پر آمادہ ہوا دل مین کہا اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہین معلوم کیون
اُس نے بلایا ہے وہان جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھون گا علاوہ اس کے اپنی محبوبہ ومعشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھون گا اُس سے ہم سخن ہون گا اظہار اشتیاق وصل بایمائے اشارہ کرونگا
یہ دل مین باتین کرکے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گرد یا کہان جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
باب مین کہنے کے طیفور گرد یا جلد جلد ہمراہ اُس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گرد یا باغ
مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ مین فرش نفیس مختصر بچھا ہے مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا بمحزون
بیٹھی ہے قریب اُس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہے چند کنیزین عقب ہاتھون مین لئے پس پشت
ملکہ استادہ ہین روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہے طیفور گرد یا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوشی سے گویا بیخود ہو گیا کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گرد یا آئے آپ اُن کا

انتظار کر رہی تھین نرگس جاکر اُنھین نے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفور گر دیا دیکھا ادھر خواجہ طیفور گر دیا بڑھ کر اُس کے رو برو گئے ملکہ کو ملکہ اصلی جان کر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ رو برو وے ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لمحہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران مین آپنے مجھے کیون طلب کیا ہی اور آپ ایسے باغ مین کہ جو ویران ہی کیون آکر تشریف فرما ہوئی ہین ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فتانہ بہار آرا نے بناز و ادا و بعشوہ و غمزہ جواب دیا او طیفور مین تو تجھ سے کبھی بات نہ کرتی لیکن مجبوری کلام کرتی ہون آگاہ ہو کہ جسوقت سے صاحبقران ان کو غوغاے رعد آواز کے مقابلہ سے پنجہ اُٹھالے گیا ہی ان کو سخت صدمہ ہی خواب خور گویا ترک ہی تم کو تو تمام حال سے ان کے اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہی اسوقت شب مین اپنے والد و دیگر اغیار سے پوشیدہ ہو کر یہان آئی ہین تم کو اس واسطے بلایا ہی کہ حال صاحبقران تم سے دریافت کرین کہ اُن کو کون لے گیا کب تک یہان آئین گے طیفور گر دیا نے ہنوز کچھ جواب نہ دیا تھا معشوقہ رو برو تھی بناز انداز باتین کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگران تھا محو خیال محبوب تھا کہ یکایک چار طرف سے تیس چالیس حلقہ ہاے کمند اس کی گردن مین پڑے ایسی حالت مین کیا بیچ سکتا تھا اسیر حلقہاے کمند ہو گیا مہتر سبک رو نے نعرہ کیا کہ ہم مہتر سبک رو او نا عیار تجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ یون عیاری کر کے تجھے گرفتار کر لیا یہ کہکے سب اپنے شاگردونکو ہمراہ لے کر طیفور گر دیا کو اسیر کئے ہوے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہوئی کہ اُس کی رہائی مین کوشش کرتا غرضکہ بعد قطع راہ مہتر سبک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار کے شر و فساد سے اندیشہ تھا مین نے عیاری کر کے ابھی اس کو اسیر کیا ہی حسین سبز قبا اپنے عیار کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت مین رکھو صبح کو اس کو قتل کر دون گا دل کو اطمینان ہو جائے گا خوف بربادی قلعہ ہر چہار انھین دو نون سے تھا صاحبقران کو تو پنجہ لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے کار نمایان کیا مہتر سبک رو نے خلعت و انعام پا کر طیفور کو گلستان لے جاکر زندان مین قید کیا غل و زنجیر و طوق مین خوب جکڑ دیا در زندان بند کر کے خود مع اپنے شاگردون کے گرد زندان بیٹھکر حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہوا جب صبح ہوئی ملعون حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ مین یہ منادی کرائی کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قومی تھا قتل کیا جائے گا جس کو دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے لشکر اہل اسلام مین بھی خبردارون نے خبر دی کہ طیفور گر دیا کسی طور سے گرفتار ہو گیا ہی اسوقت قتل کیا جائے گا مگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہی غوغاے رعد آواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیارون اور سردارون کو دیا کہ طیفور گر دیا کو دست اعدا سے چھڑا لاؤ وہ قتل نہونے پاے حسب الحکم اس طرف عیار واسطے عیاری کے گئے اور سرداران لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے بعجلت کمال مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر سوے قلعہ روانہ ہوے مہتر سبک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد کو طلب کر کے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور مقام قتل مین کشتان

گلستان لے گیا حسب دستور چبوترہ ریگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور گرد پا کو بٹھا کر گردن پر کو ٹلہ سے خط کھینچا تیغہ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور گرد پا اب کوئی دم مین رشتۂ حیات تمھارا منقطع ہو جاے گا جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو اپنے دل کی نکال لو یہ وقت آخری ہے اسے غنیمت جانو پھر تمھارے سر و گردن مین جدائی ہو جائے گی طیفور گرد پا نے جواب دیا کہ او جلاد مجکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشک سے سیراب ہون ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا ان سے رخصت ہوتا اُس جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین نجہ اُن کو اُٹھا لیگیا ہے اور اگر وہ یہان موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری بر نہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور گرد پا نے اپنے تئین زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوے فلک کر کے برجوع قلب خدا وند عالم سے اس طرح مناجات و دعا کرنی شروع کی . مناجات

اے خطا پوش اے محیط عطا
اے غفور اے سحاب لطف و سخا
روح پاک رسول کا صدقہ
بیکسی بتول کا صدقہ
روسیہ ہون گنہگار ہون مین
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
نام آمرزگار ہی تیرا
عفو کرنا شعار ہی تیرا
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
غرق دریاے اضطراب ہون مین
آب رحمت سے دھو دل ابتر
گرد عصیان سے پاک دامن کر
تجھسے تو جو ہوئی زبون کاری
وہ تو لائق تھی میرے اے باری
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہی
کس لیے تو رحیم و رحمان ہی
مین ہون بے چارہ چارہ ساز ہی تو
مین گدا ہون گدا نواز ہی تو
گو سراپا گنہگار ہون مین
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
تا کہ باقی رہے شمار نفس
تیری الفت کا دل مین داغ رہے
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
مئے الفت سے تیری مست رہون
بلبل گلشن الست رہون
خلوت دل مین یاد غیر نہو
نے ترے کچھ مراد غیر نہو
روح قالب سے جب روان ہووے
نام تیرا مری زبان ہووے
قبر کی ہی بہت کڑی منزل
سہل کر دیجیو مری مشکل
مجھکو رسوا نہ حشر مین کیجو
پردہ اے پردہ پوش رکھیو

اے خدا اے میرے خالق ارض و سما و اے حافظ و نگہبان مین اسوقت قتل ہوا چاہتا ہون اس نوجوانی مین سوے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یاور نہین ہی تو ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہی باغ عالم مین مجھے رہنے دے سن و سال بھی ابھی میرا کچھ نہین ہی نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علے الخصوص صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا از حد شوق باقی ہی نہی مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو صحرا مین ڈالدینگے درندے مجھ مقتول جفا کا گوشت کھا جائینگے لیشتے چوپاے ہڈیان بھی میری چبا کر کھا جائینگے نہ غسل کوئی دیگا نہ کفن نہ گوشۂ قبر سونے کو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے مجکو بھی پیدا کیا ہی یہ گوشت و پوست و استخوان میرے تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوے ہین والدین نے بڑی محنت

ومشقت سے پرورش کیا ہے ناز ونعم سے پالا ہے اب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہے زمانہ طفلی گذرا ہے چمن عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہے چاہتا ہون کہ ابھی باغ پر بہار حیات کی سیر کرون اور گلہاے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو شجر حسرت پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے درد حسد ورشک سے نالان ہون دنیا مین کار خیر کرون تیری عبادت وبندگی مین شب وروز بسر کرون وردزبان تیرا ہی نام رہے ہردم تیرا ہی خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ وترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ دین اسلام اختیار کرین تو ہوالمراد ورنہ اُن کو قتل کرون دنیا مین کارہاے نمایان کرون امور خیر کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا ومساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ وگرسنہ لوگون کو سیر وسیراب کیا کرون زنبیل سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون گاہ فقرا وغربا کی حاجت براری چاہون زاد آخرت کچھ تو مہیا کرون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر سے نامہ عمل میرا سادہ ہے کچھ بھی نیکیان میری کرام الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہے تو مسبب الاسباب وبے نیاز ہے مجکو تیری قدرت وخالقی پر ناز ہے اسی وجہ سے ایسی تقریر کررہا ہون تیرے فضل وکرم پر مجکو بھروسا ہے تیری ہی قدرت کاملہ کا قائل ہون توہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر اُن کو حبس شکم ماہی سے نجات دی توہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر اُن کو ملک مصر تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوے توہی نے اپنی قدرت سے انھین زندان سے رہا کراکے عزیز مصر کیا توہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار وسرد کردی توہی نے اپنے بندون کو ہر بلا وآفت سے اکثر بچایا ہے مشکلین اپنے بندون کی آسان کردی ہین جس نے تجھ سے مدد چاہی ہے اُس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہے جس نے مشکل سخت ودشوار مین تجکو پکارا ہے اُس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکلکشائی کی ہے مین بھی ایک بندۂ عاصی وخاطی نافرمان تیرا ہون اسوقت بدین تجھ سے طالب مدد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا کر کوئی سبب اے مسبب الاسباب ایسا ہویدا کر کہ جان میری بچ جائے قتل نہون خون میرا اس ریگ کے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ ملے یہ نابکار جلاد جفا شعار ہی ہلاک ہو جائے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہو جائے نام ونشان اس کا باقی نہ رہے اس نے میرے دل کو دکھایا ہے زیر تیغ بٹھایا ہے تو دیکھتا ہے کہ تیغ بکف آمادہ قتل کھڑا ہے منتظر حکم ثانی ہے خلقت کا ہجوم ہے ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین کیسے سب نابکار خوش ہورہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجکو سخت ودرشت کہہ رہے ہین یقین اس امر کا ان کو ہے کہ مین قتل ضرور ہونگا تجکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوے ہین یہی جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا پس اے قادر وتوانا قدرت اپنی دکھادے مجھکو قتل ہونے سے بچالے کفار کو حیرت ہو جائے کشت شادمانی پر اُن کے اوس پڑ جائے خوشی اُنکی مبدل بغم ہو جائے نخل آرزو مین ان کے پھل نہ آئے حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ حصار حسرت وافسوس مین اسیر ہو جائے مہتہ مسیاب لہ و عیار نابکار زمانہ تیری قدرت کا دیکھکر دنگ

ہو جائے اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گر دیا گریہ وزاری درگاہ جناب
باری میں برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ نے وہ خنجر دے چکا تھا پسر اعظم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم ثالث تھا کفار کا بے حد جماؤ تھا لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آچکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعے
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گر دیا کو قتل سے بچائیں گے غوغاے رعد آواز نابکار
سے بھی کچھ اندیشہ نکریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر ناہنجار چیختے چیختے تھک جائے گا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزارہا بہادر دلیرانہ در قلعہ کو بضرب
گرز گران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردان سپاہ حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ ہمیں روکیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑینگے
سب کو تہ تیغ کر کے در آرزو قلعہ میں جا کر حاصل کریں گے عیاران بھی جس قدر تھے وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ ہو گئے تھے سب نے کھینچ لئے تھے کمندیں اٹھالی تھیں ارادہ یہ تھا کہ لڑ بھڑ کر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہائے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعہ کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائیں گے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل نہونے دیں گے کہ ناگاہ سوے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی نمعلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گر دیا کو چبوترہ ریگ سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا کہ مثل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گر دیا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعہ کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گر دیا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واثق ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آ کر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور متردد و متفکر ہے ادھر حسین سبز قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغاے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرائیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجودہ کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض افسوس کنان وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش و غمگین اپنے اماکن کی طرف گئے حسین سبز قبا بادشاہ حصار
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عالی نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگر ہم نے صاحبقران و طیفور گر دیا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و معین و مالک فہیم عالی نے ان کو سزائے معقول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا غرض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
ملگیا ہمارا مطلب اس طرح بھی نکلا انہیں دونوں دشمنوں کی خبر ہم کو فہیم عالی نے دی تھی

انھین سے خوف وخطر تھا اب کچھ کسی سے خوف واندیشہ نہین روے زمین پر اب کوئی بہادر ایسا نہین ہی کہ ان قلعون کو فتح کر سکے ہم کو اسوقت سے اطمینان کامل ہوگیا کہ دشمن ہمارے نیست روے زمین سے اُٹھ گئے اس کا ہمین جشن کرنا ضرور ہی کیونکہ اب دل ہمارا شادمان ہوا ہی خوشی ظاہر کرنا مناسب وقت ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اب کسی سے کچھ خوف نہین ہی جو دو دشمن تھے وہ شکار پنجہ برق مثال ہوگئے اندیشہ وخوف دل سے دور ہوا خوشی اس کی ضرور کرنا چاہیے حسین سبز قبا نے اہل دربار کو بھی موافق اپنی راے کے پاکر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے سامان خوشی وسرور مہیا ہو ارباب نشاط حاضر ہون حسب الحکم ملازم کاربند ہوے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی حسین سبز قبا مع اپنے جملہ اہل دربار وغوغاے رعد آواز کے بصد تکلف بزم عشرت مین آکر بیٹھا ساقیان سیمین ساق حسب الحکم بادشاہ مذکور کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ وساغر بناز وانداز لیکر حاضر بزم عشرت ہوئین پھر بادۂ ناب شیشون سے ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کر شاہ مذکور وجملہ اہل محفل کو دینے لگین ہر ایک بادہ پرست شراب پینے لگا جب سب اہل بزم بصد خوشی شراب پی چکے ساقیان گلرخ کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم عیش سے چلی گئین بعد جانے ساقیان گل اندام کے عین حالت نشہ مین حسین سبز قبا نے حکم دیا کہ ارباب نشاط سے کوئی نازنین خوب رو وخوش گلو حاضر بزم عشرت ہوکر روبرو ہمارے رقص ونغمہ کرے بمجرد حکم ایک نازنین مہ جبین سراپا ناز نہایت خوش آواز بصد ناز وانداز ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین اسطرح آئی کہ اُس کی رفتار سے دل دیکھنے والون کے پس گئے مانند حنا یا مثل سبزہ پامال ہوگئے جوانان اہل جلسہ عیش نے اُس کے رخ زیبا پر نظر کرکے بہزار دل وجان عاشق وفریفتہ ہوکے بے اختیار آہ کی دل سینون مین مضطر وبیقرار ہوگئے سب اُس کے عاشق زار ہوگئے خواہش وصل دل مین پیدا ہوئی آنکھونکو اُس کی دید مد نظر ہوئی ہر ایک اُس کے برق حسن سے سکتے مین تھا محو جمال مطربہ مذکورہ تھا بادشاہ مذکور بھی اُس کی شمع حسن دلفریب پر فریفتہ ہوگیا بے اختیار اُس کو دیکھنے لگا اُس نازنین نے بادشاہ مندرجہ بالا کو بہزار ناز وانداز سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے سب کو اپنی طرف متوجہ پاکر ناچنا شروع کیا اہل بزم بغور دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اُس کے رقص کی کرنے لگے حسین سبز قبا بھی اُس کے رقص کو پسند کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ نازنین کیا خوب ناچتی ہی اپنے فن مین کامل ہی وہ نازنین تا دیر رقص کرکے دلون کو اہل محفل کے ہنگام رقص ہی پامال کرکے حسب فرمایش بادشاہ حسین سبز قبا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم اُس کی طرف متوجہ ہوے

غزل

نکالی ہو مرے دردِ جگر نے دل لگی اچھی	کیا کرتا ہی سینے مین یہ بیٹھا گدگدی اچھی
ہوا مشہور مین سارے جہان مین اُن کی الفت سے	حسینون کی بدولت میری شہرت ہوگئی اچھی
جفا وظلم سے اب ناک مین دم آگیا تیرا	سزا عشق حسینان کی تجھے ایدل ملی اچھی
عدو کا بھول کر وہ گھر مرے گھر مین چلے آئے	شب تاریک مین تقدیر چمکی ہی مری اچھی
دلِ ناشاد کا میرے لہو ملتے ہاتھون مین	وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کہ کیا مہندی رچی اچھی
زمانے کے حسینون سے تمھارا حسن اچھا ہی	جہان کے دلبرون سے بھی تمھاری دلبری اچھی

یہ ہی بے مثل دنیا مین وہ یکتا ہی زمانے مین ॥ ہمارا رنج اچھا ہی تمھاری ہی خوشی اچھی
جو بازو پر تمھارے ہی وہی ہی نورتن اچھا ॥ گلے مین جو تمھارے ہو وہی چمپاکلی اچھی
اندھیری رات ہو برسات ہو ساون ہو دلبر ہو ॥ گھٹا ہو باغ ہو سب کچھ ہو جب ہو مے کشی اچھی
عدو کے سامنے تلووں سے یون ملتے ہو کیون اسکو ॥ ہمارے دل کی تم نے قدر کی ہی واہ جی اچھی
صدا یہ مرقد مجنون سے اب دن رات آتی ہی ॥ حسینون کا نہ عشق اچھا نہ ان کی عاشقی اچھی
ملاتے ہی نظر لیجاتے ہو پہلو سے دل میرا ॥ یہ تم نے سیکھی ہی اے جان شان دلبری اچھی
تمھین ہنستے ہو تم نے ہی چرایا ہی اسے بیشک ॥ بس اب دیدو ہمارا دل نہین یہ دل لگی اچھی
بری باتین سکھا کر تجکو یہ بدخو بنا مین گے ॥ سمجھے تو نہین ہی دشمنون کی دوستی اچھی
بہت برہم ہوے جب چھیڑ کر مین نے کہا غلب ॥ پری سے حور اچھی اور تم سے ہی پری اچھی

اہل جلسہ اشعار مندرجہ غزل سن سنکے بہت خوش ہونے لگے اہل فہم دل مین تعریف کرنے لگے نازنین خوش گلو نے اس حسن سے ہر ایک شعر کو گایا کہ حسین سبز قبا بھی وجد مین آکر جھومنے لگا بے اختیار تعریف کرنے لگا جب غزل مندرجہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی شاہ مذکور نے انعام کثیر اسے دے کر رخصت کیا پھر دوسری مطربہ کو طلب کیا وہ بھی مثل مطربہ اول کے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم بخوشی و برغبت گانا اس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے حسین سبز قبا تو مع اپنے ارکان دولت و اہل دربار کے بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ہی ناچ دیکھ رہا ہی گانا نازنینون کا سن رہا ہی سات روز کا اس نے جشن کیا ہی اس کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب

دو کلمہ داستان اس پنجہ کے جو طیفور گردیا کو اٹھا کر لے گیا ہی بیان کیے جاتے ہین

تڑپتے لوٹتے اک عمر فرقت مین کٹی میری ॥ بھلا یہ بھی کوئی ہی زندگی مین زندگی میری
کبھی تبس نے نہ اپنی اور نہ بھولے سے سنی میری ॥ بھلا وہ کب نکالیگا تمنائے دلی میری
پلانا جام مے دشمن کو اور پھر سامنے میرے ॥ یہ کیفیت رہی تو ہوگی اکدن آپ کی میری
لیا اک دل کا دل اور داغ حسرت دیگئی لاکھون ॥ غضب ہی پھر بھی چوٹی آپ کی ہی مدعی میری
ہوا کل دوست ظالم آج دشمن میرا بن بیٹھا ॥ نہ دو دن بھی نبھائی واہ تو نے دوستی میری
بھلا دشمن بھلے تم اور بھلی اس کی محبت ہی ॥ بجا ہی مین برا ہیچ ہی بہت صحبت بری میری
ہوا دل اتنا ٹھنڈا آپ کا دشمن کی بن آئی ॥ لبون پر میرے دم آیا ہوئی حالت بری میری
وہ بزم غیر مین بے پردہ کس شوخی سے بیٹھے تھے ॥ قیامت بنکے اٹھ بیٹھے جو صورت دیکھ لی میری
سر بالین کوئی بیٹھا ہوا دیتا ہی دامن کی ॥ فدا شو ہوش اس پہ ہی یہ اچھی بیخودی میری

جب وہ پنجہ طیفور گردیا کو اٹھا کر بلند ہوا تو خواجہ طیفور گردیا موج ہوا سے بیہوش ہو گئے پنجہ مذکور خواجہ کو لیے ہوے بعد قطع راہ پردۂ قاف مین روبروے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پہونچا باستہ ہی خواجہ کو سامنے ڈالدیا سلیمان صاحبقران نے پوچھا

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہو اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تابعدار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اثناے راہ مین چار قلعے مجکو نظر آئے قلعہ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فرو کش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو متردد ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہ مجمع ہو یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہو اشتاب آنکھون مین ہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا ہو یہ دیکھتے ہی مین پنجہ بیکران کو اُٹھالایا بھوکا اُسوقت بہت تھا جلاد کو کھاگیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا کہ اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا خصوص اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کرے گا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے **سلیمان صاحبقران** اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے **صاحبقران** اور **سلیمان صاحبقران** اور چند پریون کو پایا فی الفور
خوش ہوکر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبراکر پوچھا کہ اے **صاحبقران** ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور **حسین سبز قبا**
کے نامہ بھیجنے کا مفصل بیان کیا **صاحبقران** نے کہا کہ ہمکو بھی ایک دیو یہان اُٹھالایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کرکے تمکو بھی وہان سے بلوالیا الحمد للہ کہ دیو ایسے وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمھین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہو کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہو ارشاد ہوا **صاحبقران** نے
تمام حال دیو سرگشتہ سے لڑنے کا اور **شمس جنی** سے **غوغاے رعد آواز** کے قتل ہونیکا
اور **حور جنی** عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر پہلوے قبر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ بہدایت لوح طلسمی سے **غوغاے رعد آواز** وغیرہ اشخاص جو سحر بند ہین ہم اُنکو یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہو مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جاسکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہو اور **خضران پری** کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون **سلیمان صاحبقران** نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو **خضران پری** تک پہونچا دینگے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو **خضران پری** سے آگاہی ہو کہ وہ کہان رہتی ہو پردۂ قاف مین کہان اُس کا مکان ہو اُس سے
تمکو رسم وبراہ بھی ہو یا نہین اُن پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے **صاحبقران** پردۂ
قاف مین **خضران پری** کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھسے اور اُس سے
رسم وراہ بھی ہو مگر وہ یہان سے بہت دور ہو حوالی پردۂ قاف مین رہتی ہو **سلیمان صاحبقران** نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ **خضران پری** کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ طیفور
گر دیانے عیاری سوجھکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ وروغن سے

اور بعض راویون نے یہان کہا ہو کہ بمعجزہ صورت اپنی پری کی بنائی بہرطور جب خواجہ موصوف بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اُس کا الگن پری تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کرکے سوے خضران پری روانہ ہوے اثناے راہ مین خواجہ پردہ قاف کے عجائبات وغرائب اشیاء دیکھتے ہوے بصورت پری بنی ہوئی جاتے تھے اور الگن پری سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب خضران پری کے سامنے لے جانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اے جو کچھ آپ نے کہا ہو ایسا ہی کرون گی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز الگن پری خضران پری کے مکان پر پہونچی تخت اپنا اُتارا دیکھا کہ خضران پری اپنے مکان مین بیٹھی ہوئی ہو چند پریان بھی اُس کے قریب بیٹھی ہین کچھ باتین کر رہی ہین الگن پری نے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے پہچان بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے الگن پری بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آج ادھر تمھارا آنا ہوا مزاج تمھارا کیسا ہو باعث تمھارے آنے کا کیا ہو فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش ہو اُس نے کہا کہ اے خضران پری آپ کو مین نے ایک زمانہ دراز سے نہین دیکھا تھا اسلیے شوق آپ سے ملنے کا از حد تھا آج محض آپ سے ملنے کو آئی ہون کوئی کام سواے ملاقات نہین ہے خضران پری نے خوش ہوکر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمھارے ساتھ جو آئی ہو یہ تمھاری کوئی عزیزہ ہو یا غیر ہو نام اس کا کیا ہو ہم نے کبھی اس پری کو نہین دیکھا ہو اُس نے کہا کہ یہ پری میرے عزیزون سے ہو نام اس کا حسین خوش گلو پری ہو واقع آپ نے کبھی اس کو نہین دیکھا ہو یہ ماشاء اللہ خوب ناچتی ہو اور گاتی ہو تو ایسا ہو کہ پردہ قاف مین مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی آواز اس کی ایسی اچھی ہو کہ تعریف ہو نہین سکتی خضران پری نے بہت مشتاق ہوکر کہا کہ اے الگن پری اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو ہمیشہ سے ہو کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی مین ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہوے وہ آواز نہین رہی مگر کبھی کبھی اب تک کچھ بجاے خود گاتے ہین اور گانا سنتے ہین گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہو لہذا حسین خوش گلو پری کے گانے کی آرزو ہو اور گانا سننے کے مشتاق ہین الگن پری نے کہا کہ اے حسین خوش گلو پری ہماری بہن خضران بھی تمھارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہین ان کے سامنے اسوقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انھین دکھاؤ ناچنے گانے مین یہان نہ شرماؤ حسین خوش گلو پری نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار الگن پری سے مجبور ہوکر روبرو خضران پری کے ایستادہ ہوکر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران ہوگئے خصوصًا خضران پری دنگ ہوگئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی حسین خوش گلو پری نے خضران پری وغیرہ کو متوجہ پاکر یہ غزل حسب فرمائش الگن پری شروع کی غزل

پھول کیا کہتے ہین فصل کھلے گلستانون مین ۔ تخت کھلجاتے ہین جو پڑجائین ترے کانون مین
دل سے تیار رہو جان سے تیار رہو ۔ حکم آتا ہو یہ لکھا ہوا فرمانون مین
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے ۔ رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانون مین
میکشی چھوڑ کے اب اس پہ قناعت کرلی ۔ کیفیت ملتی ہو انگور کے دو دانون مین

دل میں چبھ جائیں تو برسوں میں خلش جاتی ہے / خوب نوکین تیرے تیر دلن کی ہیں پیکانوں میں
ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا مجھکو / تیرے مداحوں میں دشمن کے ثناخوانوں میں
لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم / کون کہتا ہے وہ ظالم ہے مسلمانوں میں
نہ وفا کا ہے سلیقہ نہ جفا کی ہے تمیز / چشم بد دور ابھی آپ ہیں نادانوں میں
پھیر رہ صبر سے تو ایک جگہ اے مجنون / خاک اڑاتا ہے عبث دشت کے میدانوں میں
اپنے مطلب کی تو میں بات سمجھ لیتا ہون / وہ سمجھتے ہیں تو سمجھیں مجھے دیوانوں میں
بیشک آغوش میں لینے کے خطاوار ہیں یہ / تیر دو اور لگا دے تجھے ان شانوں میں
تیرے بیمار کو صحت سے نہ مطلب نہ غرض / نہ دواخانوں میں جانا نہ شفاخانوں میں
خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ / سب بھرے ہیں دل صد چاک کے ارمانوں میں
بزم عشاق میں وہ شوخ نہ آئے گا دلیر / حور آجائے گی کس طرح سے انسانوں میں

خضران پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھکے دنگ تھیں سب کی سب تصویر کی ہو گئی تھیں ایسی محو و بیخود و متحیر تھیں کیونکہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچتی گاتی تھی کہ بمصداق

نظم

نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اینچ پلٹ
دل پہ لگتا تھا آکے تیر پہ تیر
ان سروں کی نشست جوش پائے
نغمہ سنجان باغ دہر تھے دنگ
ہوگئے چشم ساز گوہر بار

الغرض تھی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن الگ اک نغمہ
گت تھی وہ اس رشک حور کی تھی ستم
ذلتے سے جہان کے دل اچھلے
سماں بندھ گیا یہ رنگ جما
بندھ گئے تار آنسوؤں کے تار

تان کیا لی کہ چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سُر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنے قانون سے زیادہ نہ کم
سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
اہل محفل کو ہو گیا سکتہ

حسین خوش گلو پری نے جب ناچ گاکر غزل مندرجہ کو بھی تمام کرکے توقف کیا تو خضران پری وغیرہ کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا حواس درست ہوے تو ہر ایک نے تعریف کی پھر خضران پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہوکے کہا کہ واقعی تمہارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے میں نہیں ہے یہ تو بتاؤ کہ تم نے کس اُستاد سے سیکھا ہے اس سن و سال میں یہ کمال اللہ تم کو نظر بد سے بچائے زندہ سلامت رکھے تم نے اسوقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنایا کہ میں نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا ناچ نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ میں نے اکثر پریوں سے ناچ گانا سیکھا ہے بہت سی باتیں اپنی طبیعت سے ایجاد کی ہیں محنت و مشقت حصول علم موسیقی میں بہت کی ہے شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ میں برسوں میں نے بسر کیے ہیں مگر اب بھی کچھ بھی نہیں جانتی ہوں محض مبتدی ہوں آپ کا حسن سماعت ہے کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہیں ازراہ قدردانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہیں خضران پری نے جواب دیا کہ واقعی تمہیں لائق تعریف ہو اس سن میں یہ کمال رکھتی ہو گانا سننے والوں کو حیرت ہوتی ہے ناچ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے ہنگام رقص برق کی طرح کوند جاتی ہو سچ تو یہ ہے کہ ناچنے کے وقت دلہاے اہل محفل مانند سبزہ یا مثل حنا پامال کرلی ہو ایک روز ہم تمہارا گانا پھر سنیں گے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہے اُن کے مرقد پر ہم جاوینگے تمکو بھی اپنے ساتھ لے جاوینگے وہاں تمہارا

گانا سُنین گے روح ہمارے مخدوم وموصوف کی تمہارے رقص ونغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہان رہو الگن پری بھی رہین جب عُرس ہو جائیگا تو چلی جانا حسین خوش گلو پری نے کہا مجھے کچھ عذر نہین ہی اگر الگن پری یہان رہین گی تو مین بھی رہون گی الگن پری نے جواب دیا کہ مین اپنی بہن کی خلاف مرضی یہان سے نجاؤن گی خضران پری یہ سُنکے خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الگن پری وحسین خوش گلو پری و دیگر پریون کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوکر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اُترکر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سامنے جو چشمہ ہی اُس مین ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلے فرمانروائی در برکیے و تنہا ظاہر ہوا جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمہارا ہمکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عُرس فہیم عالمی ہی آؤ ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہوا اور بعضے راویون نے بیان کیا ہی کہ قبل اپنے جانے کے خضران پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اُس سے کہا کہ چشمہ نیلگون مین اس کو ڈالآ دیو نے حکم کی تعمیل کی پھر خضران پری ہمراہ سب پریون مذکورہ کے مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہوکر سوے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئین جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان پر پہونچین حاکم و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ در برکیے و تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمہارا کیسا ہی اُس نے کہا کہ تمہاری دعا سے اچھا ہون رقعہ تمہارا پہونچا تھا دیر سے مین تمہارا منتظر تھا یہ کہکے ہمراہی پریون پر نظر کرکے کچھ متردد ہوکے پوچھا کہ آج تمہارے ساتھ یہ کون پری ہی کبھی تم اس کو اپنے ہمراہ نہین لائی تھین آج اسکے یہان لانے کا کیا سبب ہی خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الگن پری کی عزیز ہی چونکہ آج روز عُرس فہیم عالمی ہی الگن پری بھی بشرکت عُرس یہان آئی ہین اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ لائی ہین کچھ تم تردد نکرو مین یہان کسی غیر کو کبھی نہ لاؤنگی تمہاری دوست ہون دشمن نہین برق جادو یہ سُنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل مین نہ رہا بیخوف ہوکر اپنے تخت سحر سے اُترکر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ تلوارین جو دروازے پر لٹکی ہوئی جنبان تھین دفعتاً وہ ٹھہر گئین حرکت سے باز رہین دروازہ کھل گیا برق جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لیکر اندر اُس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا وہ تلوارین بدستور ہلنے لگین اور دروازہ قلعہ بند ہو گیا حسین خوش گلو پری نے اندر اُس قلعے کے جا کے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر اُن کو بتفصیل بیان کیا جاے تو نہایت طول ہوگا خلاصہ یہ کہ بہت سی عجائب و غرائب اشیاء کا مشاہدہ کیا اُن کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ وخوش قطعہ دروازہ اُس کا مقفل تھا برق جادو نے اُس دروازے پر جاکر قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا اور دروازہ مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الگن پری وغیرہ کے اندر اُس مقبرے کے گئی قبر فہیم عالمی کے پاس بیٹھکر بے اختیار اشکبار ہوئی دیگر پریان بھی آبدیدہ ہوئین برق جادو بھی محزون ہوا حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جاکر چار طرف نظر کرکے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہی

عمارت پختہ و منقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہے جھاڑون اور کنولون مین شمعین مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہین آئینے کلان طلائی کار چہار طرف بقاعدہ مناسب دیوار مقبرہ سے ملحق آویزان ہین وہ آئینے ایسے صاف و شفاف ہین کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہوتا علاوہ آئینہ ہاے مذکور کے چند قطعات و آیات بخط نسخ و نستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھون کے لکھے ہوے انجام مرگ و بے ثباتی عالم و عالمیان کے مضمون کے تختون مین زیر آئینہ نہایت خوبی کے ساتھ دیوارہاے مقبرہ مذکور مین آویزان ہین درمیان مقبرہ قبر پختہ فہیم عالی کی ہے گرداس کے نقرئی کٹھرہ ہے قبر پہ چادر کمخواب پڑی ہے بالاے چادر مذکور چادر گل پڑی ہے بالین قبر ایک کشتی نقرئی رکھی ہے اگر سوز نقرئی مع مورچھل اس مین رکھا ہے اگر سوز آتش غم فہیم عالی مین وہ دود آہ دل سوزان ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کے جابجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہین غرضکہ مقبرہ مذکور مین جملہ اشیاے ضروری سے زیب و زینت دیکھی خضران پری نے سامان عرس کا حکم دیا پریون نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل تر و تازہ بالاے قبر چڑھائی گئی اگر اگر سوز مین مگر سلگایا گیا طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ کی تیاری براے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی پریان مصروف کار ہوئین خضران پری نے بعد فراغ بعض کار مرجوعہ سب پریون کو یک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اسوقت خضران پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اس وقت مزار فہیم عالی کے روبرو معرفت الٰہی مین گاؤ یا کوئی غزل عاشقانہ گاکر روح کو ان مرحوم کی خوش کرو آج ان کا عرس ہے یہ دنیا مین عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سو رہے ہین ہم ان کو رو رہے ہین زندگی مین یہ عامل زبردست تھے آج یہ عمل خیر کے دوسرون سے محتاج و خواہان ہین حسین خوش گلو پری نے حسب فرمائش خضران پری پہلے تو غزلین وغیرہ معرفت خدا مین خوب گائین اور خوب رقص کیا ہر ایک حالت وجد مین جھومنے لگا کلمہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا خصوصاً خضران پری کو تو گویا حال آگیا بیخود ہوگئی برق جادو بھی علحدہ بیٹھا ہوا آنچ دیکھا کیا گانا سنا کیا بعد تھوڑی دیر کے خضران پری سے رخصت ہوکر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہین رہو گی ہنگام شام جاؤ گی اس نے کہا کہ ہان حسب دستور قدیم آج شب کو مین یہان سے جاؤن گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا پھر تو پری یہ غزل بخوش گلوئی گانے لگی

غزل

فصل بہار آئی ہے دیوانہ پن ہوا
گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا

بستر پہ ہون مگر کوئی پاتا نہین مجھے
اس درجہ تیرے ہجر مین لاغر بدن ہوا

دل آپ کے فراق مین محزون رہا مدام
سینہ ہمارا غیرت بیت الحزن ہوا

مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے
دریا جو میرے آنسوؤن کا موجزن ہوا

بیکس نہوگا کوئی بھی مجھ سا جہان مین
بعد فنا نصیب نہ گور و کفن ہوا

مرقد مین حشر تک مری آنکھین کھلی نہین
دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا

رویا جو ہجر مین تو ہوئے داغ دل ہرے
بارش کی فصل آئی ہے تازہ چمن ہوا

پائے تھے غم عزیز و احباب کے اس قدر
غربت مین بھی نہ ہم کو خیال وطن ہوا

نکلی جو دل سے آہ شرربار ہجر مین
جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

بزم مین مرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو — کیا کیا خجل رقیب سر انجمن ہوا
دیتے نہین جواب جو میرے سوال کا — غائب تمھارا اشکل کمر کیا دہن ہوا
گیسو جو اُس نے ڈال دیے رخ پہ بزم مین — غل ہو گیا جہان مین کہ سورج گہن ہوا
لائق جو دل لیا کسی محمل نشین نے چھین — سمجھا جسے رفیق وہی راہزن ہوا

خضران پری مالگن پری و دیگر پریان جو اُس جلسے مین موجود تہین وہ اشعار غزل مندرجہ بین سنکے اور رقص دیکھکر بہت خوش ہوکر بار بار بے اختیار تعریف کرنے لگین بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا مین آپ کا فرمانا بجا لائی اب چاہتی ہون کہ آپ کچھ گائین خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اُس نے شروع کی غزل

دل کو چین ہجوم غم دلبر مین نہین — صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر مین نہین
مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی — جو رگاوٹ ترے دل مین ہے وہ خنجر مین نہین
اے غم عشق نہ جا تا مرے دل سے باہر — ایسی مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوے پھرتے ہو — یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر مین نہین
مجھ سے بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون — تم سے امید کسی طرح کی محشر مین نہین
آپ کے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہے — کہ گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین
کس لیے جاتے ہین شیدائی گیسو سارے — کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر مین نہین
سخت جانون سے جو منھ پھیر لیا ہے قاتل — عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین
مین نے کیا جانیے کیون سجدہ کیا ہے اُسکو — جانتا ہون کہ خدا اور ہے پتھر مین نہین
غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث او اے داغ — اُس کی تقدیر مین ہے تیرے مقدر مین نہین

اہل بزم اشعار سننے لگے اور متوجہ ہوکر جانب خضران پری جو دیکھنے لگے تو وہ مرقد فہیم عاملی کی طرف دیکھ دیکھکے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل پڑھ بھی جاتی تھی کہ پریان اُس کے گانے کی تعریف کرتی تھین جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اُس کی ثنا کی پھر ایک پری خضران پری کے کہنے سے گانے لگی اس اثنا مین حسین خوش گلو پری اُٹھی خضران پری نے پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا بضرورت جاتی ہون ابھی آتی ہون یہ کہکے باہر مقبرے کے جا کے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکے بعجلت تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر مین خواجہ طیفور گبر نہ پانقب لگاتے ہوے پہلوے قبر فہیم عاملی تک پہونچے اُس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ گوشۂ قبر فہیم عاملی مین ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اُسے اُٹھاکر نذر زنبیل کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر دہن نقب کو بند کرکے دست و پاے گرد و غبار و خاک کو دور کرکے خرامان خرامان اندر مقبرے کے جاکر پاس مالگن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے دفع بول و براز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورۂ فاتحہ فہیم عاملی کی روح کو بخشتا پھر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورۂ فاتحہ پڑھا پھر روشنی کرکے اغذیہ انواع و اقسام پر بھی سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اُس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگون کو دیا گیا اتنے عرصہ مین برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریان اُٹھین باہر مقبرے کے آئین برق جادو نے کچھ آہستہ پڑھا ۱۰
دروازہ مقبرے کا بند ہو گیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقۂ زنجیر مین جاکر آویزان ہوا برق جادو

نے ہمراہ خضران پری کے قریب درِ قلعہ آکر کچھ اسمائے سحر آہستہ زبان پر جاری کیے دروازہ قلعہ کا کھل گیا وہ تلواریں جنبش سے باز رہیں جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعہ کے چلے گئیں اور برق جادو نے پھر سوے درِ قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہو گیا وہ تلواریں بھی اُسی طرح ہلنے لگیں برق جادو خضران سے رخصت ہو کر نظر سے غائب ہو گیا خضران پری سے الگن پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت جانے کی دی الگن پری تخت پر حسین خوش گلو پری کو بٹھا کر سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوئی اُدھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریوں کے اپنے مکان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونوں داخل قصر فیروزہ نگار ہوئیں دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہیں باہم کچھ باتیں کر رہے ہیں یکایک الگن پری نے اور خواجہ طیفور گردیلے نے جو بصورت پری بنے ہوئے تھے باادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہو کر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور اعانت خدا سے لوح طلسمی لے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت خوش ہو کر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو جلد پیش کیا صاحبقران نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند قمر کے پرضو تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشہ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیے کہ چشمۂ ماہیان میں اس اسم اعظم الٰہی کو پڑھ کر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش و اسمائے الٰہی اُسے نظر آئیں اور لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح ہر چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران موصوف عبارت لوح پر نظر کر کے سلطان صاحبقران سے گویا ہوئے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ چشمۂ ماہیان میں لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ممکن ہے چشمۂ ماہیان تک جائیے کچھ دشوار امر نہیں ہے یہ کہکے خواجہ طیفور گردیلے کی اس کار نمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی از راہ قدر دانی ستائش کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجھکو کیا فائدہ ہوا رنگ و روغن و لباس کے مہیا کرنے میں میرا زر کثیر صرف ہوا ہے صاحبقران نے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان صاحبقران نے خواجہ کو زر و جواہر مرحمت کیا خواجہ نے لے کر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران سے پوچھا کہ چشمہ ماہیان یہاں سے کب جائیے گا جواب پایا کہ اے خواجہ کل وقت سحر جاؤں گا مگر ضرورت راہبر کی ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کریں گے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کر کے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھا کر خود بھی پس پشت اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کر کے سوے چشمہ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمہ مذکور کے پہونچا تخت کنارے چشمے کے اُتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمہ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آب گہر سے بہتر ہے مچھلیاں صدہا رنگ کی اُس میں دکھائی دیتی ہیں پانی اُس کا یوں رواں ہے کہ جیسے عمر رواں اور شیریں اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیریں یا عسل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر کے طائران رنگارنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہیں مصروف خوش الحانی ہیں سیر دریا سے قدرت پروردگار

دیکھ رہے ہیں اپنی زبان مین حمد و ثناے خالق بحر و بر کر رہے ہین درختان میوہ دار اکثر کنارے اُس چشمے
کے ہین مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب و غریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اُس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہان توقف نہ فرمائین یہ جگہ ٹھہرنے کی نہین ہی
مقام پُر خطر ہی اندیشہ ضرر کا ہی جلد یہان سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے سبب خوف و خطر اُس
جن سے دریافت نکیے لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اُس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کر کے لوح کو چشمہ ماہیان مین ڈال کر دھویا پھر جو اُس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش و طلسم نظر آنے لگے اور نظر اُس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اُس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوے وہ جن بھی تعجات تخت پر پس پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کر کے وہان سے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اُتر کر داخل قصر مذکور ہوئے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمہ ماہیان مین دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہان لوح کو چشمہ ماہیان مین غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہی صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اُٹھا کر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اُس مین یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
یہ ہی کہ در قلعہ یعنے دروازہ پر طلسم شمشیر جنبان کے جائے دیوار قلعہ سے ہٹ گے یہ اسم الٰہی با این تعداد و ترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہو کر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہ ہی کہ ہدایت لوح پر عمل کیجیے صاحبقران اسی وقت مرکب پر سوار
ہوکے تنہا سوے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئے عقب مین اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو و جن گئے جب صاحبقران روبروے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہونچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلوارین آویزان ہین جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہین قلعہ محکم ہی در قلعہ پر کوئی ساحر و غیرہ ساحر
نہین ہی سناٹا ہی در قلعہ بند ہی یہ دیکھکر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد و ترکیب
باوضو پڑھا بعد پڑھنے کے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوارہاے قلعہ تھرائین تڑاقا ایسا ہوا اور
ایسی صداے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دشت کانپنے لگی پردہاے گوش گویا کر ہو گئے تاریکی پیدا
ہوئی اُس تاریکی مین شور و غل و فریاد و نالہ پیدا ہوا دھوان بھی در و دیوار سے ظاہر ہوا بعد ہٗ دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونون تلوارین در قلعہ سے جدا ہو کر قبضہ مین طلسم کشاے موصوف کے آگئین
صاحبقران نے وہ تلوارین کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہو کر ہاتھ مین آگئی تھین اپنے قبضے مین کر کے
بعجلت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو دیر نہ کرو نہ خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے مین جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے اپنے تئین حسب ہدایت لوح فی الفور اُسی شور و
تاریکی مین داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہوئے تھے کہ دفعتاً برق جادو
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ و غضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہو کے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہی دونون تلوارین قبضہ طلسم کشا مین ہین لوح طلسمی گلے مین صاحبقران
کے پڑی ہی طلسم کشا داخل قلعہ ہو گیا ہی یہ حال دیکھکر بصد قہر و غضب پکارا کہ او طلسم کشا او برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جان ما تو کس طرح لوح طلسمی پا گیا حال لوح سے تو بجز میرے

کسی کو خبر نہ تھی لوح تو فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد مین پوشیدہ کی تھی اور مقبرہ وقبر اپنی بخیال حفاظت لوح طلسمی اندر قلعہ طلسمی کے بنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعے کے داخل نہو سکے اور گوشۂ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسمی کے تجھکو کس طرح لوح طلسمی حاصل ہوگئی مجھ ایسا بیدار مغز وہوشیار مدام حفاظت لوح طلسمی مین شب و روز سرگرم رہتا تھا بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان اس قلعہ مین نہ آنے دیتا تھا اور اُن کا بھی نگران رہتا تھا اُن سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا ہے غضب ہوا کہ لوح طلسمی تیرے ہاتھ آگئی یقین ہے کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہان آنا ہوا یا تیرے عیار کا گذر ہوا روز عُرس فہیم عالی یہ لوح طلسمی مرقد بانی طلسم سے کوئی نہ کوئی لے گیا نہین معلوم حال لوح سے کس نے آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن ماہر لوح طلسمی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہین ہے کہ بآسانی فتح ہو جائے یاد رکھ قیامت برپا کرون گا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دونگا مرحلات طلسم پر سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسمی تیرے قبضے سے نکل جائیگی اسیر ہو جائیگا بعدہ تجھکو قتل کرونگا یہ کہکے خوف عکس لوح سے قریب نہ آیا ساحران طلسم کو ہوشیار و آگاہ کرکے خود فے الحال از نامناسب سمجھکر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جانے برق جادو حاکم قلعہ مذکور کے لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگر یہ ہیچمدان مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان و کیفیت جنگ و جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے تو انتہا طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوشربا کے ہو جائیگی اور جو مطالب کہ لکھنا منظور ہین وہ تحریر سے رہ جاینگے لہذا طول دینا مناسب نجان کر مفصل حالات کو ترک کرکے یون خلاصہ لکھتا ہے کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسمی آگے مرحلۂ اول پر جاکر بعد جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسمی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ مین صعوبت بہت اٹھاکر مرحلہ دوم پر جاکر توقف کیا فریب جادو مالک مرحلہ دوم نے دام مکر و فریب مین طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسمی چھین لینا چاہا لیکن جابجا لوح کو جو دیکھا اُس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار ہنگام جنگ عظیم موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے مرحلہ دوم کے قیام پذیر نہو کر حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ مین اکثر عجائب و غرائب نظر آئے کہین دریائے مہیب حائل ہوا کہین صحرائے پُرخار ملا کہین باغ مین اشجار و اثمار و گُل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً جلتے اور پھولتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے گاہ سرسبز و شاداب ہو کر بارور ہوتے تھے کہین گلشن سیر ستان حسینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا اُن کی صحبت مین گذر ہوا انھون نے بناز و انداز اپنے اوپر مائل کرکے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو دیکھکر دشمن جان اُن کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طور سے راہ طے کرکے جملہ آفات و و شر دشمنان سے بچکر مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اُس نے بہت باغ سبز فریب اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اُس کے بھی شر و ضرر رسانی سے بچایا لوح طلسمی کام آئی اُسنے ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اُس کی ہدایت سے اور فضل خدا سے مبتلائے بلا نہوا انجام کار وہ پر سر

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح اُس نابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا سہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ مین پھولا نہ سمایا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بے بس ہو گیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہو گیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اس اثنا مین پہل تیغ کا
کھا کر ذائقہ موت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم مین پامال ہو گئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس ہے
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا سہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز دے کر پریان سحر
کے لاشے کو اُٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھکر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریب جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر سہال جادو کہ برادرزادہ تھا اس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اُسی
صدمے مین اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کر کے لاشہ سہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کر کے کہا کہ اے نانی دست طلسم کشا سے پے در پے صدمات
مجھکو پہونچے ہین اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہین باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آئے گا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے مین
اُس پر غالب نہو سکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجھکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے مین ہے قتل کرے نام و نشان
اس طلسم کا باقی نرہیگا صرف مقبرہ قیصر عالی کا باقی رہے گا پس جہان تک آپ سے ہوسکے ایسی تدبیر
کیجیے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجیے اور اس کو اسیر کر لیجیے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آئے گا بہت اُس دشمن سے ہوشیار رہیے گا مین تو قلعہ مین پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہین
نکلتا ہون دن میرے کی زمانہ نہایت سخت ہین کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون خلاف حکم عمل کر نہین
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہین کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے کرنا ورنہ تو قتل
ہو جائے گا بس اسی کہنے کے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ رشک ماہیان زمرد رنگ و
آفات ہمارہ دست وادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بے قرار ہے اپنی زندگی سے کیون ناامید و مایوس ہے ابھی تو مین زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات مین طلسم کشا تجھکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بیخوف و خطر ہنسی خوشی سے رہ
مین سمجھ لونگی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آئے تو دیکھون کیسا طلسم کشا ہے یہ تقریر غصہ مین کر کے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہو کے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے سہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیاے عجائب و غرائب کے ایک باغ پر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پر بہار تھا دروازہ اُس کا کھلا دیکھکر خوشبو گلہاے رنگارنگ کی سونگھ کر
اور اُس باغ مین ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کم سن و رنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو حلقہ
نازنینان مین خرامان اور سیر کنان دیکھکر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہو کے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب الطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بنی
بارہ دری مین جا کر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ بھی بیٹھی تھین

صاحبقران

صاحبقران بھی قریب مسند کے جاکر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق مین ہوش و حواس درست نہ تھے عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن مین تمیز نہ تھی اُس کی الفت مین مبہوت تھے ایسے وقت مین صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہی اُس نے تو کثرت حُسن و فرطِ غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوش شر و جواہر پوش ہی یہ دختر نیک اختر ہین سکندر شاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ مین مصروف سیر تھین کہ ایک پنجہ گرا اور ان کو یہان اٹھالایا یہ بیہوش ہوگئی تھین جب ان کو ہوش آیا انھون نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان ان کے پاس بیٹھا ہی یہ اُس کو دیکھکر ڈرین اُس نے کہا کہ مجھسے خائف نہو مین تمھارا عاشق ہون تم کو اُٹھالایا ہون نام میرا مانوس جن ہی اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ مین رہتی ہین ہم سب ان کی خادمہ ہین مانوس جن ہنگام شب آتا ہی تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھکر آپ کا عشق مین عجیب حال ہوا ہم نے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہان تشریف رکھین جب وہ جن یہان آئیگا آپ کہین پوشیدہ ہو جائیے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھکر غضبناک ہوکر بر سر جنگ ہوگا غالبًا آپ کے دشمنون کو ضرر پہونچاے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو ہرگز اُس جن سے ڈر کر پوشیدہ نہون گا یوہین بیٹھا رہون گا اگر وہ آمادہ شر ہوگا تو اُسے قتل کرون گا وہ نازنین یہ تقریر سُنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص و نغمہ کرو سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اُسیوقت ایک کنیز نوجوان و چالاک کشتی شراب کی لائی مع شیشہ و ساغر بلورین کے پھر بارہ نازنین مذکورہ بالا انھین مہ جبینون مین سے ایکنے رقص و نغمہ کرنا آغاز کیا تھا تا دیر وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گایا کی تھی ہنگام شام چند نازنینون نے طلسم کشا سے مند رج سے عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب کا ہی لباس تن سے اُتار دیجیے صرف پوشاک شب خوابی پہنے رہیے اسلحہ بھی تن سے دور کیجیے یہ وقت آرام کا ہی چلیے مسہری پر آرام کیجیے ملکہ بھی سویرے سے آرام کرتی ہین ہم ان کو لے کر مسہری پر سُلانے کو لاتے ہین یہ کہکے خود و تلوار کمر سے کھولنے لگین کوئی زرہ اُتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اُتار لی تھی لوح اُتار لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکراکر کچھ اسمار سحر آہستہ پڑھکر سوے صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پاے طلسم کشا بحس و حرکت ہوگئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہوکر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ جادو دیکھا او طلسم کشا یون دام مکر مین گرفتار کر لیتے ہین جب یہ نعرہ سُنا تھا اُسوقت صاحبقران کو ہوش آیا تھا وہ بیخودی و غفلت جو اُس کے عشق مین تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ اپنی گرفتاری کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور جملہ ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے سحر اپنا دور کرکے نیرنگ جادو نے زندان مین بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری طلسم کشا نابود ہوگیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحرون نے حکم نیرنگ جادو سے گرد زندان بیٹھکر نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ایک ساحر مسمی آتش باز جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈال کر اپنے سحر مین طلسم کشا کو مبتلا کرکے برق جادو کے پاس لے جا اور یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دیدینا اور میری

جانب سے کہہ دیا کہ او چھوکرے اسی طلسم کشا سے مجکو خوف جان تھا مین نے اس کو اسیر کر لیا لوح طلسمی اس سے لے لی اب اس اسیر کا تجکو اختیار ہی چاہے قتل کر خواہ قید کر آتشبار جادو حسب الحکم نیرنگ جادو لوح طلسمی کو لے کر رومال مین لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے تخت سحر پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہو کے تخت سحر کو بلند کر کے بصد خوشی سوئے برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہی کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران مع سپاہ اور خواجہ طیفور گرد پا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران وغیرہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سوم پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے تھے راہ مین نیچے ایک درخت کے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے رکھا تھا انگیٹھی مین آگ رکھی تھی لکڑی اس مین دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھکر نعرے مار رہا تھا کبھی سامری کبھی جمشید کو پکار رہا تھا ناگاہ درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر تخت سحر پر بیٹھا ہوا کسی کو تخت پر ڈالے ہوئے جاتا ہی درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے ٹھہر جا کہان جاتا ہی ساعت بد ہی کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ مین تجکو مار ڈالین گے آتشبار جادو یہ سنکے گھبرایا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھکر بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہی تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ مین آگے نہ گیا تیرے کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ مین کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہین جانتا مین ایک مدت سے یہان بیٹھتا ہون ہزارون ساکنان طلسم اپنے امور مشکل مین مجھسے رجوع کرتے ہین یہان تک شاہ بھی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہی قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا مین نے کہدیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح طلسمی اس سے چھین لی جائے گی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کر کے تیرے پاس لائے گا بس جو مین نے کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ مین مار ڈالا جائے گا عیار طرار طلسم کشا تجھے قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت تیرے حق مین بہت بری ہی ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جانا قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی چونکہ آتشبار جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھوان نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی وہ دھوان ساحر مذکور کے جو دماغ مین پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شاہ سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہین معلوم کیا سبب ہی کہ سر کو گردش ہی درویش نے جواب دیا تھا کہ بابا یہ فصل گرما کی ہی دور سے تو آتا ہی اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہی ذرا اٹھکر ٹہل پانی موجود ہی ہاتھ منھ دھو ڈال ساحر مذکور اٹھا تھا ارادہ ٹہلنے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار میرے آقائے نامدار کو گرفتار کئے ہوئے لئے جاتا تھا کہ از دست من زندہ و سلامت میروی یہ کہکر فی الفور اٹھکر نیمچہ آبدار سے قتل کرنا چاہا پہلے آتشبار جادو کی زبان مین سوزن دے کر اس کو ہوشیار کر کے کلمات سخت اس کو کہکے ہدایت دین اسلام کی اس نے گردن ہلائی یعنی اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہونگا خواجہ نے برہم ہو کر نیمچہ سے اس کے دو ٹکڑے کر دئے تھے ساحر مذکور دو نیم ہو کر تڑپ کر مر گیا تھا اس کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی بیرون ۲۰

نے اُس کے نام سے بآواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہو کر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر و طوق مین گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بنا کر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ یہ فرمانبردار طیفور گیہ دیا ہی یہ ساحر مقتول تخت سحر پر ڈالے ہوئے آپ کو بروئے ہوا جاتا تھا مین نے اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہی دیکھیے یہ لوح طلسمی ہی اسے اپنے گلے مین ڈال لیجیے اور یہ تینون تلوارین ہین ان کو اپنے قبضہ مین کیجیے مین سوہن نکالتا ہون زنجیر و طوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ کار کردی از دست دشمن مارا رہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب وقت رہائی ہوتا ہی ہمارے نزدیک طوق و سلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہی یہ فرما کر جوش شجاعت مین زور کر کے طوق و سلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا تھا پھر لوح طلسمی کو اُٹھا کر اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین یعنے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھین اور بہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان اُس جگہ آگئے تھے اُنھون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے اُن سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا لشکر اُسی جگہ اُترا تھا نیرنگ جادو مالکہ دربند چہارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی تھی کہ نیرنگ جادو نے بمکر و فریب بصورت نازنین مہجبین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ مگر طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ خاص شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی تھی اور جملہ اشیاے مذکور مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو ادھر کو روانہ کی تھین اثناے راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری و مکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کر کے طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہی یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کار نمایان کیا تھا مگر بدی مقدر سے اپنے کام بن کے بگڑ گیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ بیجا متردد ہون آپ کی نانی صاحبہ پھر طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلین گی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے گونہ اطمینان ہوا تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کر کے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری فضل خدا سے رہائی ہو تو لازم ہی کہ اس جگہ سے سوئے جنوب روانہ ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہی اب ہوشیار رہنا کسی ساحر و ساحرہ کے دام مکر و فریب مین نہ آنا ورنہ پھر قبضہ دست ساحران مین ہو جانے کا اندیشہ ہی صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب اُسی وقت سب سے رخصت ہو کر یکہ و تنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم پر پہونچے تھے نیرنگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تبنول وغیرہ حربون سے زخمی کر کے ہلاک کرو ساحرون نے کہ تعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تبسول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشانے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اے قاتل ساحران ان ساحرون کی جمعیت سے نہ گھبراؤ وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجکو دستیاب ہوئی ہے اُسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز نیرنگ جادو کو قتل کر اور عکس لوح بار بار ساحرون پر ڈال تاکہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار تر سول اور نیسول وغیرہ حربے جنگ کے ہاتھون مین لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے سامری و جمشید کے اسمار زبان پر جاری کرتے ہوئے قریب تر آ گئے تھے حربے مذکور چہار سمت سے لگنے لگے تھے نیرنگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ہان بہادرو حق نمک ادا کرو جانبازی و سرفروشی کر کے طلسم کشا کو قتل کرو یا ہجوم کر کے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اُتار کر لے آؤ مین خلعت و انعام کثیر دونگی شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہو کر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چہار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہی ایک شخص کا گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہین ہی دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل نکرنا طلسم کشا سے خائف و ترسان ہو کر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار نیرنگ جادو کے حکم سے بڑھ بڑھ کر وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچکر نعرہ کوہ شگاف کر کے اُن ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار اُن ساحرون پر عکس لوح طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ مین وہی تلوار تھی بائین ہاتھ مین لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے تھے جو ساحر خوف طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسمار سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے عکس لوح سے سحر بھی بھول جاتے تھے اجسام مین اُن کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا ہوتی تھی جسکی وجہ سے معذور و مجبور ہو کر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران اُن ساحرون تک پہونچکر بضرب شمشیر آبدار انھین قتل کرتے تھے جب ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی مین قتل ہوئے زمین اُن کے خون نجس سے رنگین ہوئی تاریکی اُن کے مرنے سے پے در پے ہوئی جا بجا لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر میدان کارزار مین ہوئے باقی ماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پس پا ہونے لگے تھے صاحبقران دلیرانہ نعرے کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہر چند نیرنگ جادو پکار پکار کر کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹے آتے ہو بڑھکر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگر وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہی تو لوح طلسمی ہی اُس سے چھین لو لیکن اُس جنگ مین کوئی ساحر آواز نیرنگ جادو نہ سنتا تھا نہ اُس کے کہنے پر کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر نیرنگ جادو کے پہونچے تھے وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اُس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسمار سحر ورد زبان کرنیکو تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہو کر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا مین صاحبقران نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین نیرنگ جادو تک پہونچا اور یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہی اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کر کے نیرنگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کرے گا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ تک تیرا پہونچنا مشکل ہوگا جبتک یہ ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جنگ رستمانہ کرکے جلد تر اپنے تئین نزدیک اُس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکور نے سحر نہ پڑھا تھا غرق زمین بزور سحر نہوئی تھی کہ وہی اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے طول مین کرگئے ایک وجب زمین پر اتر آئی تھی وہ ساحرہ دونیم ہوکر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُسکے مرنے سے جملہ ساحران نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے اختیار بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی سید لے رعد آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے باواز بلند یون پکارا تھا کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا مجکو طلسم کشانے کہ نام میرا نیرنگ جادو و تھا ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دے کے بیر اُس کے سحر کے نالان و گریان ایک ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل نیرنگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو بخوف جان نہ آیا تھا غرضکہ بعد مرنے نیرنگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اُس بونڈلے مین لاشہ نیرنگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا پھر وہ بونڈلا لاشہ نیرنگ جادو کا جانب برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا دھڑ سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا مثل نانی کے کوئی معین و مددگار نرہا چارون مرحلے یعنے چارون دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے اب طلسم کشا ہماری جانب آئے گا حسب ہدایت لوح اُسی شمشیر سے کہ جو اُس کے قبضہ مین ہے اور جسکی ضرب سے ہماری اجل ہے وہی تلوار ہم پر لگائے گا ہمین قتل کرے گا ہمین یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ نرہین گے ضرور قتل ہوجائین گے یہ طلسم ٹوٹ جائے گا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہے گا ہان صرف مقبرہ فہیم عالمی کا کہ اصلی عمارت ہے باقی رہے گا یہ کہکے بہت اشکبار ہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نانی کا لاشہ موافق اپنے ملت و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھاکر آگ مین جلادیا تھا بعد اس کے اپنے دربار مین آکر ساحران نامی و نامور مانند وزرا کے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہوکر کہا تھا کہ ہرچند کتاب سامری سے پایا گیا ہے اور نجومیون اور کاہنون نے اپنے علم کے قاعدے سے حکم لگایا ہے کہ چالیس دن نہایت سخت ہین سامنا طلسم کشا کا ان دنون مین کرنا اچھا نہین ہے لیکن مین خلاف کتاب سامری و احکام نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کرون گا تم سب بھی میرے معین رہنا جان نثاری و سرفروشی کرنا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و اعانت سے دست بردار نہونا اس وقت بد مین ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت و نامی و نامور نے دست بستہ قسم سامری و جمشید کی کھاکر عرض کیا تھا کہ ہم سب سرفروشی و جانبازی کو حاضر ہین ہم نے برسون نمک شاہ کھایا ہے اس وقت مین حضور کی رفاقت سے دست بردار نہون گے جانین اپنی دین گے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرین گے حتی الامکان اُس کو روکین گے جہان تک ہوسکے گا اُسے اسیر کرین گے حضور تک نہ آنے دینگے

خصوصاً آفات جادو و مہیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و بلائے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگر چار دن و بہند طلسم کشا نے ہدایت لوح طلسمی سے فتح کر لئے ہین تو کیا اندیشہ ہر حضور اپنی حیات سے ناامید نہون ابھی ہماری موجودگی ہین خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکرین ہم جانباز و سرفروش کس دن کے واسطے ہین پہلے ہماری جانبازی و سرفروشی حضور دیکھ لین ہمین واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائین جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئین اُسوقت مین حضور کو اختیار ہر طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین اُن کی خیر خواہی پر کر کے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے خود نکرین گے تم مین سے کسی کو اُس کے روکنے کے واسطے روانہ کرینگے جو کوئی تم مین سے طلسم کشا کو اسیر کرے گا ہم اُسے مالامال کر دینگے وہ خلعت و انعام دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے معزز ملازم کو بھی نہ دیا ہوگا یہ سنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ نمکخوار قدیم امیدوار ہر کہ پہلے سب کے یہی خیر خواہ مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلۂ چہارم پر ہوگا اس طرف اُس نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اُس کی عرض قبول کی تھی اُسی وقت اُس کو اجازت جانے کی دی تھی آفات جادو چھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے سامان جنگ کر کے اژدر آتشین پر سوار ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لے کر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحرون کو قتل کر کے باقی ماندہ ساحرون کو بھگا کر کے مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کر کے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ جادو زندہ تھی یہان کیا عمارتین نظر آتی تھین اب خاک اُڑ رہی ہر کف دست میدان ہر جابجا کچھ ٹیلے دکھائی دیتے ہین وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان اُن کا نہ رہا کارخانۂ سحر بھی عجب حیرت افزا ہر یقیناً سب عمارتین اور باغ پُر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اُسی ساحرہ کے سحر کے زور سے سب بنے ہوئے تھے اب میدان مین لاشے ساحرون کے پڑے ہوئے ہین اور کچھ بھی نہین ہر کہ یکایک سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گرد باد راہ پاکر اُس جگہ آئے تھے صاحبقران سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو مفصل بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران طیفور گرد باد مژدہ فتح سنکے خوش ہوکر اُسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے خیمے بارگاہین اُسی جگہ استادہ ہوگئی تھین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے دو آخر روز اور شب اُسی جگہ بسر کی تھی دیون نے وہ لاشے ساحرون کے صحرا مین پاکر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے تھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ سامنے سے برف سے ہوا چند لکۂ ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے اُن ابر کے ٹکڑون مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ لکہ ہائے ابر شق ہوئے تھے طلسم کشائے موصوف نے دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ درون تخت و طاؤس و بط و عقاب و ہنس آتشین وغیرہ سحر کی سواریون پر سوار چلے آتے ہین جھولیان تھیلیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُن کے دوش پر ہین دھوتیان کثیف باندھے ہین مرزائیان گاڑھے کی پہنے ہین ٹوپیان ہارگین وغیرہ لباس نجس و کثیف کی بالائے سر ہین

ہاتھون پر اُن کے قشقہ سفید ورکا ہی جو تنگے ہین لپیٹے مرزائی نہین پہنے ہین اُن کے بازؤن پر نشان کنو چندن
ہین ہاتھون مین ترسول اور ترسول وغیرہ حربے لیے ہین سامری وجمشید کے نام اُن کی زبانون پر جاری
ہین جمعیت اُن کی چھ ہزار ہی اکثر تحت ہاے سحر پر اُڑالہ خیام وبارگاہ ہی آگے آگے اُن ساحرون کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہی نہایت بدصورت و ترش رو سیہ چہرہ ہی لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحرون کے اچھا ہی ہنوز صاحبقران اُن ساحرون کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بالاے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر اُترے
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام وبارگاہین صحرا مین استادہ ہوئی تھین لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھکر پکارکر کہا تھا کہ اے طلسم کشا
بس اب آگے قدم نہ بڑھانا مین فرستادہ بادشاہ طلسم ہون واسطے تمھارے قتل کرنے کے آیا ہون
تم سے طبل جنگ بجواکر لڑونگا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے کردو یہان سے
زندہ وسلامت چلے جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تم کو اسیر نکرونگا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کروگے
تو بہ بدی پیش آؤنگا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون نام میرا آفات جادو ہی ہزارہا آفتین
برپا کرونگا حتی الامکان تم کو اسیر کرونگا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤنگا وہ تم کو ضرور قتل کریگا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دینگے اگر تجھ کو دعواے سحر وساحری ہی تو مقابلہ کرکے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمین اسیر کرلے او نابکار بداندیش ظاہر اثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجھکو یہانتک کشتان
کشتان لائی ہی جس طرح ہم نے گلنار جادو ونہال جادو وفریب جادو ونیرنگ جادو وغیرہ
ساحرون کو تہ تیغ کیا ہی تجکو بھی قتل کرینگے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ مین ہی کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جنبان ڈرتے ہین موت اُن کی اُسی تیغ سے ہی دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ واختیار مین
ہی کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہی تو ہمین کیا اسیر و
قتل کریگا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہوکے
تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر مین اُسی وقت طبل جنگ بجوایا تھا صداے نفیر سحر وطبل سحر کی بلند ہوئی تھی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تر بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طیفور گردپا نے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر مین کوس حربی بجوایا تھا اُس روز و
شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحرون نے اگیاری کی تھی گوگل اور لوبان سلگایا
تھا سحر خوانی مین مصروف ہوئے تھے بھینٹ سور وغیرہ چوپاؤن کے دیے تھے بیر سحر کے موجود ہوئے
تھے جب وہ روز وشب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اس طرف سے صاحبقران فتح طلسم شمشیر جنبان
نماز سحر سے فارغ ہوکر مسلح ومکمل ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح کو ملاحظہ کرکے سوئے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکر وفر میدان جنگ مین آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر اسماے سحر اُس نے زبان پر جاری کرکے ایک ترنج پر دم کرکے سوئے صحرا
پھینکا تھا وہ دور جاکر پھٹا تھا دھوان اور شعلے اُس مین سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئین سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہوکر روبرو آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجکو بعد مدت مدید کیون طلب کیا ہی کیا کار دشوار درپیش ہی کس دشمن قوی

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت مین نے تجسکو
اسواسطے طلب کیا ہو کہ وہ سوار جو کھڑا ہو اُس سے تجکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو میری بھینٹ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر لہو اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو مین لے کر کہا لے اُس نے سنہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ گیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتاً بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہوگیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی
اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کرکے روبرو طلسم کشا کے آگے مرکب کو روک کر پکارکر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا مین بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون گا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرون گا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہے گا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہوجائے گا بہتر یہ ہو کہ پہلے تو شمشیر
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگالے وار کرلے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہونگے
تجھ پر بھی وار کرین گے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہوگیا تھا نام ونشان اُس کا باقی نرہا تھا سحر آفات جادو
کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اس طرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر گاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہوکر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہو بہتر یہ ہو کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کیجئے تاکہ مدعاے دل تیرا بر آئے دُر آرزو تجکو دستیاب ہو یہ سمجھ کر اُس ساحر مکار نے قریب شام
نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجوا کر صاحبقران ممدوح سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھ سے لڑنا نادانی ہو مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سر بر نہوگا لہذا مین اب نہ
مقابلہ کرون گا اپنے گھر جاؤن گا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھ سے مقابلہ کرکے
ندون گا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہو سحر کوئی کارگر نہین ہوتا ہو ہر ایک سحر میرا باطل ہوجاتا ہو مجکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوتی ہو یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین یعنے سلیمان صاحبقران
کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فرو کش ہوا تھا شب اُس
جگہ براحت بسر کرکے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعاے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کرکے مسلح ہوکے
مرکب پر سوار ہوکے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑکے بلکہ طیفور گر دیا کو بھی اُسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دو پہر کے قریب ایک
گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکایک آواز کراہنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہوکر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گرد یا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہی دمبدم آہ و فریاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہائے وہ درد ہی کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہی افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہی کہ یار ہی نہ مددگار ہی تنہائی ہی تنہائی ہی کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہی نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہو گیا ہی یقین ہی کہ اس درد شدید سے جانبر ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہی اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہی کس قیامت کا درد ہی کوئی یہاں معالج بھی نہی صاحبقران ممدوح نے طیفور گرد یا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھا اور اُس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے جلد تر اُس کے
سرھانے جا کے مرکب سے اتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گرد یا کیا حال ہی کیسا مزاج ہی اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کرکے کہا شکر ہی امید و حسرت دلی بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہی کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہی اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہے گا تو روح تن سے نکل جائیگی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گرد یا یہاں تمھارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہی نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہی سخت
مجبوری ہی مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دیگا غالبًا یہ درد ریاحی ہی طیفور گرد یا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہی تو جانبری مشکل ہی بیشک مر جاؤنگا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہی صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نکرو ہم کو صدمہ ہوتا ہی ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمھارے جگر کا دفع ہو جائے
تم کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گرد یا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہی اسمائے الٰہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہی آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہی بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائیں
کندہ ہوں گی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجھکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہی کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گرد یا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتًا دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوکر ادھر آئے تھے طیفور گرد یا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمھارے یہاں آنے کے طیفور گرد یا کس راہ سے یہاں آ گیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کرکے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گرد یا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیدیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اُٹھا چاہتا
ہی کھٹک شروع ہو گئی ہی صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرما کر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گرد یا عیار تمھارا نہیں ہی یہ آفات جادو ہی بصورت طیفور گرد یا سحر کے زور سے بنکر مکر

ورد و جگر ظاہر کرتا ہی اور تجکو فریب دے کر لوح طلسمی تجھسے لینا چاہتا ہی ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر
ہو جائیگا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت مین دیکھکر
وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تو نے خیال کیا خیر ہوئی اب تجکو لازم ہی کہ اس اسم کو جو کوشہ لوح پر
ہی تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی قبضہ پر دم کر کے تلوار مذکور اس پر ارنگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران
نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اُسی تلوار پر دم کر کے قبضہ شمشیر پر ہاتھ
بڑھایا تھا کہ طیفور گردیانے تڑپ کر ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا ادھر صاحبقران نے بعد عجلت
تلوار علم کر کے طیفور گردیا نقلی کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر و تن مین اُس کے جدائی
ہو گئی تھی اور ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی کے آگ اُس کے جسم مین لگ گئی تھی مثل شمع کافوری لاشہ
اُس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اُس کا جل کر خاک ہو گیا تھا اُس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی
ہوئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پیرون نے اُس کے
سحر کے اُس کے نام سے یون پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا آفات جادو تھا
ہنوز ساحر مذکور کے پیرون نے صدا دی تھی کہ اُن اشجار سایہ دار پر جو پرندے صدہا چھپے ہوئے چونچ
کی آڑ مین بیٹھے تھے وہ دراصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند
بنکر اشجار پر پوشیدہ ہو کر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لا کر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر
گر کے بصورت اصلی ہو کر ترسول اور ترپسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگے تھے اور ہر
چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت مین صاحبقران نے جلد ترمرکب پر سوار ہو کر اُسی تلوار سے
اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہو کے لاشے اُن کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح و سالم
اُن ساحران مقتول کی لاشون کو دیکھکر یہ خیال کر کے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہو جائینگے بے اختیار اُس جگہ
سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہو گیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صدہا تخت سحر پر سوار ہو کر
زمین سے بلند ہو کر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے شکر خدا
کیا تھا اتنی دیر مین لشکر آ گیا تھا سلیمان صاحبقران و طیفور گردیانے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے
پڑے ہین صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم و دانائی
صاحبقران کی تعریف کی تھی طیفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت
مین آپ نے لوح کو دیکھا پھر طیفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُس
نابکار نے میری صورت بنکر لوح کا بھی لے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری صورت
بنکر ہوا تھا خدا نکرے کہ میرے درد جگر ہو اُس کی اس تقریر پر سلیمان صاحبقران و صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اُسی جگہ لشکر اُترا تھا بارگاہین خیام ایستادہ و برپا ہوئے تھے
صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہو کر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ
بھاگ گئے تھے مضطر و پریشان نالان و گریان اُسوقت روبروئے شاہ طلسم پہونچے تھے کہ وہ دربار مین
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور و نامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے اُن کو دیکھتے ہی
اپنے دل مین کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس اثنا مین اُن سب نے بادب سلام
کر کے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیون فریاد کرتے ہو اُنھون نے
تمام حال جنگ و قتل آفات جادو جو صاف صاف و صحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا گونہ رنج ہوا تھا پھر اُن ساحرون سے برہم ہوکر کہا تھا کہ اے نامردو دور ہو میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کراکے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے یہان آئے ہو وہ ساحر رو بروئے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و نیر جادو وغیرہ ساحران نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا ہر ایک ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشائے ممدوح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم کو ہر ایک نامبردہ ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخرکار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کرکے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزان ہونا گوارہ نکر کے حکم دیا تھا کہ سامان جنگ مہیا کرو اثالہ بارگاہ کا سوئے طلسم کشا قبل سے روانہ کر دو دو چار جو ساحران نامی تھے انھون نے حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کرو فرو بجاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا لڑنا اور اُس کی تدبیرین رکھنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی قہر کی تھین اور سحر اُس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اُس کے شر و مکر و سحر سے بچا کیا لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہوکر میدان جنگ مین آکر طلسم کشا سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیارے کشت و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہوکر برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اُس کے گلے سے اتار کرلے جاے لیکن عکس لوح سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہوکر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت مین طلسم کشا نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہوکر برق بنکر تجھپر گرے اور عکس لوح سے وہ اُس وقت خاص مین بھول جائے تو تجکو لازم ہی کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الٰہی جو وسط لوح مین کندہ ہی سات مرتبہ پڑھکر اُس تیغ پر جو نیلگون ہی اور جس کا قبضہ یاقوت سُرخ و جواہر نگار زنگار رنگ کا ہی اور تونے در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے پائی ہی سر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر مذکور سے شاہ طلسم کی قضا ہی اور کسی تلوار و دیگر حربون سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر بچکر سامنے سے تیرے چلا جائیگا تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا لہذا تاخیر نکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اُسی اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کرکے بعجلت تمام مرکب کو بڑھا کر اُس کے قریب تر جاکر نعرہ کرکے تلوار اُس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے ایسے ہنگام مین سحر کرکے زمین مین غرق ہوکر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپرین برائے حفاظت سر و جان بالائے فرق پیدا ہوئی تھین لیکن طلسم کشائے موصوف نے دوبارہ عکس لوح کا ڈال کر تلوار لگائی جو ہین تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ خیر مردانہ مارا گیا حوصلہ اپنے دل کا لڑائی مین نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو کاٹ کر گلے مین اور گلے سے سینہ مین اور سینے سے کمر تک کمر سے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہ روح اُس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اُس کے مرنے سے از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روئے آفتاب عالمتاب نہان ہوگیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک و پر غبار ہو گیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسون اُڑ گئے تھے ابر سیہ بھی محیط ہوا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی ساحران سپاہ شاہ طلسم کو حیرت عظیم و صدمہ جانکاہ تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرہ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر کے بیرون نے شاہ طلسم کے نام سے یون بآواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس جو حوصلہ دل کا تھا جنگ مین نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ او مردانہ قتل ہوئے ہم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا ہم کو طلسم کشا نے کہ نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تھے وہی تلوار ہم پر چلی جو فہیم عالمی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لئے بنائی تھی اور در قلعہ پہ لگائی تھی ہمارے قتل ہونے سے یہ طلسم ٹوٹ گیا تباہ برباد ہو گیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز بیرون سحر کے دے کر نالان اور گریان ایک جانب چلے گئے تھے بیران جادو جو ساحر نامی قتل ہونے سے باقی رہا تھا اُس نے اپنے بادشاہ کو قتل ہوتے دیکھ کر اور تقریر سحر کے بیرون کی سنکے از حد غمگین ہو کر جملہ ساحرون سے کہا کہ وہ چھ ہزار تھے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے یہ ہی کہ ہمارے ساتھ ہو کر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ کہ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جائے سبھون نے کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہی اُس پر فتحیاب ہونا دشوار ہی ہان لڑ بھڑ کر مر جانے کے لئے ہم موجود ہین یہ سنکے بیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول اور سبول وغیرہ حربے لگانے شروع کئے تھے ادھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بڑھے تھے لیکن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیوؤن کا لڑنا خلاف انصاف ہی مین خود ان ساحرون سے بہ ہدایت لوح لڑون گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری تھا اور سوائے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحرون کے واسطے اور غوغائے رعد آواز قلعہ دار قلعہ اول و بیران کج ابرو قلعہ دار قلعہ دوم و محیط رویین تن قلعہ دار قلعہ سوم کے کہ یہ بھی طلسم بند تھے قتل کے واسطے فہیم عالمی نے تیار کی تھی اور ساحرون پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت سا ساحر قتل ہوئے تھے پسپا ہوئے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسی حالت مین بیران جادو نے مجبور ہو کر امان طلب کی تھی طلسم کشا نے موصوف نے فرمایا تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اُس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے روکا تھا بیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھدیا تھا اور عرض کیا تھا کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین مین مجھے لائیے صاحبقران نے خوش ہو کر کلمہ طیبہ اُس کو پڑھا کر مسلمان کر کے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر عفو کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحرون کو اُس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اُس کوٹھی مین جس مین خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ مین کیا تھا بعدہ بیران جادو کو وہان حاکم کر کے خلعت و انعام اُسے دیا تھا حالانکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم کے جو عمارتین اور اشیا سحر سے نمود تھین وہ نابود ہو گئی تھین مگر کچھ مکان پختہ و خام او مقبرہ فہیم عالمی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسون تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اُس

گئے دست میدان کو دیکھکر نمود بے بود سحر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہوکر بہ نظر حیرت و عبرت چہار طرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان صاحبقران اُس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے تھے فاعتبروا یا اولو الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہان کیا کچھ اورہی آبادی و رونق و زیب و زینت تھی اسوقت یہان خاک اُڑ رہی ہی جہان تک نظر پہونچتی ہی میدان ہی میدان نظر آتا ہی غرضکہ بعد بہت افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اُسی جگہ اُس روز خیام اور بارگاہین استادہ و برپا کرکے صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردیا و ہزبر جادو نے مبارکبادی فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی تھی امروز علم صاحبقران سے وہان جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لے کر ہزبر جادو سے رخصت ہوکر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردیا سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوئے تھے اور بعد قطع راہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم شمشیر جنبان کو فتح کرکے قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک کو خبر ہوئی یہ دونون بھی قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران واسطے تعظیم کے اُٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم شمشیر جنبان دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کوچک نے بھی مبارکبادی دی بعد تھوڑی دیر کے دونون صاحب موصوف الصدر رخصت ہوئے اُس کے دوسرے روز صاحبقران اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے خلوے مین فرمایا کہ دختر سلیمان کوچک مسماۃ جواہر پری اب بخوبی جوان ہوئی ہی قابل عقد ہونے الحال اتفاق سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان آنا ہوا ہی قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت مین مثل اپنے آبا و اجداد کے ہی لہذا ہماری رائے یہ ہی عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری کے ساتھ اگر ہوجائے تو اچھا ہی آپس کا معاملہ ہی سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے آپ کی بہت خوب ہی مین پسند کرتا ہون مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی ضرور ہی آج کی شب اس بارہ مین اُن سے پوچھا جائے گا چنانچہ ہنگام شب تخلیہ مین کہ صرف وہان طیفور گردیا تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکراکر فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہی کہ یہان تمھارا آپس مین نزدیک کے عزیزون مین ایک خوبرو پری سے عقد کردین تاکہ نسل سے تمھاری فرزند و دختر دنیا مین ہون ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ و شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکا لیا سلیمان صاحبقران نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بمنزلہ اقرار کے ہی یہ سمجھکر خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ ہم تمھارا عقد دختر سلیمان کوچک جواہر پری سے کیے دیتے ہین طیفور گردیا نے ادب سے کہا کہ کیا مین عقد سے محروم رہون گا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے نہوگا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہین ہی خلاف قاعدہ قدیم کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے مسکراکر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمھارا عقد بھی وزیرزادی ملکہ جواہر پری مسماۃ اسرار پری سے کیا جائے گا اگر اس شادی مین در گئیر

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھون روپیہ نکالتا ہون گے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار پری کی یہی خواہش ہی کہ دھوم سے شادی ہو لاکھون کرورون روپیہ کا جانبین سے خرچ ہو خواجہ طیفور گردپا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل مین دو کوڑیان بھی نہین ہین خاک اڑ رہی ہی نہین معلوم کس طرح ہماری بسر اوقات ہوتی ہی زنبیل کا نام ہی نام ہی اس مین کچھ بھی نہین ہی آپ ملاحظہ کرلین مین لاکھون روپیہ شادی کے واسطے کہان سے لاؤن خود قرضدار ہون مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ کا تقاضا کرتے ہین مین اُن سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہون کبھی اُن سے پوشیدہ ہوتا ہون پس آپ ہی اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا مین محتاج ہون بلکہ فاقہ کش ہون چار روپیہ کا پیادہ ہون کچھ آمدنی نہین رکھتا ہون **سلیمان صاحبقران** و **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** **طیفور گردپا** کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو مین بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونون طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر کہ نہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** کا ساتھ **جواہر پری** دختر **سلیمان کوچک** سے ہوا اور مہر کرورہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا اور عقد خواجہ **طیفور گردپا** کا **اسرار پری** وزیرزادی ملکہ **جواہر پری** کے ساتھ ہوا اس کے مہر مین بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والون کی طرف سے کہا گیا کہ سات کرور کا مہر مقرر کیا جائے خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کرور کے مہر کو کہا خواجہ نے محتاجی اپنی ظاہر کی پھر پانچ کرور کے مہر کی خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اسی قدر مہر مجھسے ندیا جائے گا یہان تک لکھا ہی کہ ایک لاکھ روپیہ تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ مین نادار ہون لاکھ روپیہ کہان سے لاؤن ہان لاکھ کی اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدونگا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے آخر کار جسقدر کم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ مین تہی دست ہون جبکہ دو کوڑیان بھی میرے پاس نہین ہین کہ انھین کوڑیون کو مہر مین دون انجام کار بعد بہت ہنسی اور دل لگی کے **صاحبقران** نے زرمہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد ہونے دونون عقدون کے **صاحبقران** اپنی زوجہ **جواہر پری** سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے اور خواجہ **طیفور گردپا** نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونون پریان حاملہ ہوگئین **جواہر پری** کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جوڑا پیدا ہوگا نام اُس کا **صفدر صف شکن** پریزاد ہوگا اور جوڑا ہم صورت خواجہ **طیفور گردپا** بطن **اسرار پری** سے ہوگا نام اُس کا **سیفور بن طیفور سبک رو** ہوگا کہ جو مثل خواجہ **عمرو** کے نامور ہوگا اور **صفدر صف شکن** پریزاد بھی ازحد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونون کا حال لکھا جائیگا اور ان سے کارہائے نمایان ہون گے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** نے **سلیمان صاحبقران** و **صاحبقران اعظم** و **سلیمان کوچک** سے بادب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا بمقابلہ **غوغاے رعد آواز** برادر بابی **طیفور گردپا** کے معلوم ہوا ہی کہ **حسین سبز قبا** بادشاہ مالک ہر چار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہان آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آپ ہماری سرزمین سے آٹھ روز کی مدت مین چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو ہم **غوغاے رعد آواز**

کو روانہ کرکے تمام لشکر کو آپ کے درہم وبرہم کرادینگے غوغاے رعدآواز آپ کے لشکر کے نامور سرداروں کو تہ تیغ کرکے لشکریوں کو مار بھگا دے گا آپ کو بھی قتل یا اسیر کرے گا چنانچہ ہم کو یہان آئے ہوئے آج نوان روز ہی غالباً آج لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہوگا بغیر ہمارے وہان جانے کے بہت کشت وخون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ وبرباد وقتل ہو جائے گا کیونکہ غوغاے رعدآواز طلسم بند ہی اُس کے نعرے سے حریف بیہوش ہو جاتا ہی اسی حالت مین وہ اسیر یا قتل کرتا ہی سلیمان صاحبقران وصاحبقران اعظم وسلیمان کوچک نے ایسی حالت مین رکنا مناسب نجان کر بمجبوری کہا کہ اچھا جاؤ خدا حافظ ونگہبان تمھارا رہے یہ کہکے چند دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی مرصع کار لاؤ انھون نے حکم کی تعمیل کی ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ طیفور گردپا اپنی اپنی زوجہ سے جاکر رخصت ہوئے اُن سے اقرار پھر آنے کا کرکے اسی تخت پہ سوار ہوئے خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ طیفور گردپا نے صاحبقران اعظم وسلیمان صاحبقران وسلیمان کوچک کو باادب سلام کیا سب نے بعد دعاے درازی عمر وترقی جاہ ومراتب حشم وخدم کے سلطان کیوان شکوہ سے کہا کہ تمھارے ساتھ چلین تمکو تمھارے لشکر تک پہونچا دین صاحبقران نے جواب دیا کہ آپ حضرات کیون تکلیف گوارہ کرین فقط آپ صاحبون کی دعا میرے حق مین کافی ہی خداوند عالم حافظ ونگہبان ہی اُس نے کہان کہان نہین مجکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہی اب بھی باقی ماندہ دشمنون کے شر سے بچاے گا اُس سے امید قوی ہی یہ تقریر سنکے سبھون نے کہا کہ اچھا جو تمھاری خوشی یہ کہکر دیوون سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر مین مع الخیر پہونچا کر رسیدان سے خیر وعافیت سے پہونچنے کی لے کر یہان آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائے گی دیوون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرینگے یہ عرض کرکے انھون نے تخت اپنے دوش پر اٹھا کر رکھا بعدہٗ زمین سے بلند ہوکر سوئے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبزقبا بادشاہ ومالک ہر چہار قلعہ ولشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کبتک تری جدائی کے صدمے سہا کرون — مر جاؤن زہر کھا کے نہ اے جان تو کیا کرون
تلوار مجپہ کھینچ کے دکھلا دے بانکپن — قربان جاؤن جان کو تجپر فدا کرون
تیور چڑھے ہین ہاتھ مین خنجر کھچا ہوا — ایسے مین خاص امر کیا التجا کرون
کوسین وہ مجکو شوق سے اسمین بھی ہی بھلا — مین ان کی جان ومال کو بیٹھا دعا کرون
اے دل عدو کی بزم مین ہرگز نجاؤن گا — ظالم مین روز تیرا کہان تک کہا کرون
آنسو بہین نہ ہجر مین - اُن کا یہ حکم ہی — مقصود ہی کہ خون جگر مین پیا کرون
دامن کے پرزے یونہین اُڑینگے بہار مین — کیا فائدہ جو روز مین بیٹھا سیا کرون

متوالے ساقی ہین تری آنکھون پہ ہون نثار
وہ اور ہون گے دوست سے جو دشمنی کرین

پیمانے بھر کے دے مجھے جب تک پیا کرون
مین تو عدو کے ساتھ بھی یار و وفا کرون

کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران سلطان سلیمان شکوہ و طیفور گردیا عیار کو کیے بعد دیگرے پنجے اٹھائے گئے جن دشمنون سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالائے زمین نہ رہے کسی آفت مین مبتلا ہوگئے بعد ختم ہونے ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسین سبز قبا نے نوین روز علی الصباح برہم ہوکر غوغاے رعد آواز کو بلاکر اُس سے کہا کہ اے غوغاے رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین باوجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہو آپ آٹھ روز مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع لشکر اپنے کے چلے جائیے ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہوگا لیکن آج تک کہ نوان روز ہو وہ ہماری سرزمین سے نہین گئے ہین ہمارے کہنے پر اُنھون نے عمل نہین کیا ہو ازراہ کبر و نخوت سرکشی کی ہو لہذا ہم تجکو حکم دیتے ہین کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ مین جاکر ان اہل اسلام کا خاتمہ کردے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اُسے قتل کر طبل یورش بجاکر یکبارگی حملہ کر فرداً فرداً اہل اسلام سے مقابلہ نکر اُس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہو حکم حضور بجالاتا ہو یہ کہکے اُسیوقت اپنے قلعہ مُرخ مین آکر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہوکر مرکبون پہ سوار ہوئے غوغاے رعد آواز بھی مسلح ہوکر اپنے گینڈے پر گرز بکف سوار ہوکر قلعہ سے نکلکر میدان جنگ مین آکر باواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام و اے سرداران لشکر اہل اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ روز مین ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نوان روز ہو لہذا ہم حکم بادشاہ سے طبل یورش بجوا کر برائے جنگ آئے ہین تم کو قتل کرین گے کسی کو زندہ نچھوڑین گے بس تم سب ہوشیار ہوجاؤ مسلح و مکمل ہوجاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہوجاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ ساغر عمر تمھارا لبریز ہوگیا ہو اجل تمھاری تمھارے قریب آگئی ہو تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہو اب سر تمھارے تمھارے اجسام سے جدا ہون گے زمین عرصۂ جنگ تمھارے خون سے رنگین ہوگی میرے نعرے سے تم کو غفلت مرگ آئے گی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہونچادیگی نام و نشان تمھارا باقی نرہے گا مال و اسباب تمھارا لوٹ لیا جائے گا نہ علم لشکر رہے گا نہ علمدار رہے گا نہ تخت حکومت رہے گا نہ تمھارا بادشاہ زندہ رہے گا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا مین کرسکے گا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہوگا آج تمھارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا اسباب سفر درست کرلو سیر و سیراب ہوکر مرکبون پر سوار ہولو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت ہولو کہ وقفہ اجل کے آنے مین نہین ہو آمادہ قضا ہوجاؤ جانا تم کو دور ہو ذرا ہوشیار ہوجاؤ یہ نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت مین دھوکے سے ہمین قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و مجادلہ غوغاے رعد آواز نے نہ کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل یورش بجوایا جاوے بموجب حکم اُس نابکار کے اُس کے ملازمون نے اُسیوقت طبل یورش بجایا صداے طبل یورش بلند ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ غوغاے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کمر بندی کا دیا جملہ سردار و سوار بعد عجلت مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی مستعد و مشغلا اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہوئے نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبوں نے صدائے دور باش با ادب باش دینا شروع کی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگاہ تک نہ پہونچی تھی کہ غوغاے رعد آواز برہم ہو کر زبکت اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لیے کر دلیرانہ حملہ آور ہو کر لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سواران ہمراہی اس کے بہ نیزہ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام پر وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑنے لگے قتل ہونے لگے غوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصہ جنگ میں لاش پر لاش گرنے لگی جا بجا لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہونے لگی بلکہ ہوے خون زمین پر جاری ہونے لگی کشتے زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے صدائے فریاد و نالہ مجروحان ہر طرف سے بلند ہوئی گھوڑوں کی گشت سے غبار ایسا اٹھا کہ روئے آفتاب نظر سے نہان ہونے لگا ایسی جنگ عظیم میں اہل اسلام دست غوغاے رعد آواز سے صدہا قتل ہوئے ہزاروں زخمی ہوئے آخر اہل اسلام غوغاے رعد آواز سے عاجز ہوئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی حربہ کسی کا کارگر نہیں ہوتا تھا وہ جس کو چاہتا ہی بڑھ کر قتل کرتا تھا اسی حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھ کر دست دعا سوئے فلک بلند کر کے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھوں پر رکھ کر یوں دعا کی کہ۔ نظم۔

اے قادر ذوالجلال از بہر بتول
اے دافع ہر بلا ز اولاد رسول
از دست عدوئے خود بتنگ آمدہ ام
حیرانم و ناچارم و مغموم و ملول

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام برجوع قلب دعا کر رہے تھے اشک آنکھوں میں تھے اکثر سرداران سپاہ آمین مکرر کہہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغاے رعد آواز نعرے کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعاے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو پردۂ قاف سے چلے تھے دیوان کا تخت اٹھائے نزدیک لشکر اہل اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغاے رعد آواز کو اپنے لشکر پر حملہ ور دیکھ کر اور اپنے لشکر کو اس کے ہاتھ سے عاجز پا کر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھ کر برہم ہو کر وہیں سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغاے رعد آواز مغرور و سرکش و بد اندیش باش باش کہ ما رسیدیم دست خود را نگہدار از ما جنگ آزما شو یہ نعرہ صاحبقران سنتے غوغاے رعد آواز نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوئے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کار پر صاحبقران شادان فرحان بیٹھے ہیں پیچھے ان کے خواجہ طیفور کرد پا بیٹھے ہیں دیو تخت اٹھائے ہیں اسی طرف لاتے ہیں یہ حال دیکھ کر متحیر ہوا دل میں کہنے لگا کہ ان دونوں کو تو دیو اٹھا لے گئے تھے امید ان کے آنے کی نہ تھی جائے عجب ہی کہ پھر یہ دونوں دشمن جان و ایمان زندہ سلامت یہاں آتے ہیں یہ خیال کر کے پھر قصد لڑنے کا کیا گینڈا اپنا آگے بڑھایا صاحبقران موصوف نے پھر بلندی سے فرمایا کہ او غوغاے رعد آواز او ناسعت ہاتھ اپنا جنگ سے نہیں روکتا لڑائی سے

باز نہین آتا یاد کر آٹھ روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا مین مقابلہ و جنگ مین
پنجہ ہمکو اٹھالے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آئے ہین شرط انصاف یہی اور
دھرم بہادری کا بھی یہی ہو کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین لڑتا
ہو کیسا بہادر ہو نامردون کی سی حرکت کرتا ہو تجھے شرم بھی نہین آتی ہو کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہو غوغاے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آتے ہین انہین سے لڑنا مناسب ہو یہ باتین دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے از حد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی بر آئی ابھی اشتار مین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے غوغاے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اُس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت مردی
صاحبقران زمین پر رکھا پھر اُنھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دے دیجیے
صاحبقران نے تخت سے اُترکر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لیکر سوئے قاف روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بصد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی طیفور گردپا سے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو پنجے لے گئے تھے پھر وہی دونون عدو کے جان آ گئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان پنجے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہو غوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہو رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہو جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اس کی اجل آتی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ غوغاے رعد آواز
نے بڑھکر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا اُسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثناء
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اُٹھالے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آگئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہو
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آگیا ہو اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصۂ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہوجانیکا
رنج و افسوس کرکے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھالے جائین موافق شریعت
ابراہیمی اُن کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعد آواز نے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حرب گاہ سے اُٹھوا کر موافق اپنی ملت کے اُنھین دفن کیا اُس طرف غوغاے رعد آواز اپنے قلعہ داخل ہوکر آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اُتر کر اپنے اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اُتر کر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران سے علاج اُن کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اُسی عالم خوشی مین واسطے اظہار کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت شمامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اُٹھالے گیا تھا ہمکو نہایت رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا برا ہو اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہم نے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے کس کے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جاکر سرافراز کیا کوئی نئی محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمین تو آپ نے یاد بھی نہین کیا اب آپ آئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیر خواہ ہمراز کو دیکر کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی مین اُنھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ چار قلعہ کی وہ سمجھ جائینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہونے پائے اس کا بہت خیال رکھنا اُس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کرکے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے دربارگاہ تک آکے سنا تا بارگاہ مین پاکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے باادب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوے ہین اسوقت کچھ امور مرجوعہ ضروریہ مین فکر مند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کرسکتے ہین الا جواب تمھارے نامہ کا دینگے ہمین تمھارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زر و جواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پر بحالی نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال اُسکے

دور ہوا یہان تو باغ مین اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد مجلیسین بیٹھی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین وہان قلعہ مین اُسی وقت مہتر سبک رو نے حسین سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر تخلیہ پاکر بعد سلام کرنے کے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ عرض کیا چاہتا ہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سبک رو بیان کر واُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا ہے کہ ملکہ صاحبقران پر مائل ہین اُن کے عشق مین مبتلا ہین جس روز سے بجبر اُن کو اُٹھالے گیا ہی اُن کو ایسا صدمہ ہو کہ ہنسنا بولنا چھوڑ دیا ہی بلکہ آب و غذا مین بھی بہت کمی ہی چہرہ اُداس ہی اشک آنکھون مین ہین رنگ چہرہ فرط الم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہی کیونکہ جب وہ لشکر مین تھے اُن کو کسی طور سے دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھین جس وقت سے وہ لشکر مین نہین ہین یعنی جب سے اُن کو اُٹھا لے گیا اُسوقت سے ملول و حزین ہین اے بادشاہ عالی جاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہی اس بارے مین جو مناسب ہو وہ حضور کرین یہ عرض کر کے مہتر سبک رو تو اپنے خیمے مین چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ نے برہم ہو کر اُسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی در باغ پر آئے اور عرض کیا اے ملکۂ عالم چلیے آپ کے والد نے آپ کو یاد کیا ہی ملکہ مذکورہ بصد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے متردد ہو کر فی الفور محافے مین سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جا کر جھک کے سلام کیا شاہ حصار قلعہ یعنی حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم چہرے پر نہ پا کر کچھ خیال کر کے کہا اے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمھین بلایا تھا اب تم قلعہ مین رہا کرو باغ مین نہ رہا کرو کیونکہ بیشتر اوقات تمھارے دیکھنے کو دل چاہتا ہی ملکہ نے کہا کہ اب مین موافق آپ کی ارشاد کے قلعہ مین رہون گی باغ مین نہ رہون گی ملکہ تو اب قلعہ مین ہی صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین ہین لیکن اب وہ کلمہ واستان غوغاے رعد آواز کے بیان کیے جاتے ہین کہ یہ نابکار سیہ درون جو میدان کارزار سے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مرّخ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے ہنگام جنگ قتل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی جو ہرکارے لشکر اہل اسلام کے براے خبر رسانی مقرر و معین تھے انھون نے بخوبی خبر سے آگاہی حاصل کر کے جلد تر جا کر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین بہوئچکر حسب قاعدہ باادب تمام یعنی اوصاف و ثنا و دعا وغیرہ کر کے خبر طبل جنگ بجوانے غوغاے رعد آواز کی بیان کرنے لگے کہ بمصداق نظم

وان قطب سعادت کہ بود ستارہ را
جز سمت در گشش نکند عقل اختیار
وانرا کہ از حدیقۂ لطف گل شگفت
ہر دم بآستین کرم بستر و غبار
بشناریاے حزم پیش از تو کس ندید
در مرغزار ملک بدین فربہی شکار
بیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان

آن بحر مکرمت کہ ز امداد فیض تو
ہموارہ گرد مرکز حکمت بود مدار
آنرا کہ در تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار نیارد دنا دخار
آنکس کہ یکدم از پی عصیانت ست شد
برابلق زمانہ بدین جلبے سوار
گیتی ہنوز جو تو خاکیست بے ملک
ہرگز مین منظمہ نشناخت از یسار

دائم عزیق نعمت تو ہست روزگار
چون مشتبہ بود جہت کعبۂ نجات
اجرام آسمان نتواند کرد خوار
اے ملک کہ راے تو از رہ کملک دین
تا نغم صور نشکند ش زحمت خمار
گیتنلے دست عزم کہ کس رونو فتاد
خورشید پیش لے تو لغزیست بر عیار
در سلک دہر بود شبہ ہمسر گہر

در باغ ملک بود که و همسر خیار
تا روزگار خطبۂ اقبال تو نخواند
کس اندرون پردۂ تقدیر نیست بار
جاہ تو ہمچو دولت فردوس بے زوال

زان نقطہ بار کار جہان انتظام یافت
ممکن نبود عرصہ شود بر مدار اقتدار
دوران دولت تو کہ نظم جہان ازوست
عمر تو ہمچو مدت افلاک بے شمار

کاندر پناہ جاہ تو آمد بہ زینہار
تا از برائے نظم ممالک درین جہان
بادا چو نظم من ابداللہ بر پائدار

اسوقت غوغاے رعدآواز بانی فساد و بداندیش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس عدوے قوی کا یہ ہے کہ صبح کو آکے میدان جنگ مین شعلہ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے صاحبقران موصوف نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے توکل بخدا کر کے حکم دیا کہ بعد و ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے ذات خدا سے امید قوی ہے کہ وہ ہم کو اوپر غوغاے رعدآواز کے غالب کرے گا اُن ہرکارون نے نقارخانے مین جاکر حکم صاحبقران سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون نے حسب قاعدہ قدیم چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کر کے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوکر گوش تک گئی اہل لشکر ادنے و اعلے صداے نقارۂ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو پھر غوغاے رعدآواز سے مقابلہ صاحبقران ہوگا یہ سمجھکر اُسیوقت سے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول رہے بہادران لشکر اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیر و کمان حسب دلخواہ تیار و درست کر کے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو بھی درست کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزون کو دیکھنے بھالنے مین مصروف ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار و سوار و پیادہ سامان جنگ و جدال کرنے لگا جانب غوغاے رعدآواز بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا بہادرون نے اگرچہ وقت شب تھا خواب و راحت و آرام سے دست بردار ہوکر درستی آلات حرب و ضرب مین بیداری اختیار کی اُس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ فلک فرسا سے برآمد ہوکر دربار در بار مین تشریف لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران دست یمین و یسار و اہل دربار بعد تعظیم و تکریم بقاعدہ آداب و تسلیم بجا لاکے پھر اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ پر علے قدر مراتب بیٹھے اس اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار مین تشریف لاے طیفور کرد یا بھی ہمراہ رکاب تھا ہر ایک سردار واسطے تعظیم صاحبقران ممدوح کے سرو قد اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ سے اٹھا یہان تک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی کسی قدر تخت سے اٹھکر تعظیم کی پھر ہر ایک سردار سپاہ دست راستی و چپی نے باادب صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران جواب سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور کرد یا بھی اپنی جگہہ پر بالاے کرسی جا بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کی جانب نظر کر کے دست حنائی صاحبقران کے ملاحظہ کر کے متبسم ہوکے مزاحاً فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی و شادی سر دست آپکے دست حنائی سے ہویدا ہے کیا رنگ دست حنائی ہے کہ پنجۂ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہے شوخی حناے دست شاہد ہے کہ فے الحال کوئی خوشی عشرت حاصل ہوئی ہے پوشیدہ طور سے کوئی شادی و عقد کیا گیا ہے مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہین سکتا ہے علاوہ دست حنائی کے لباس بھی آپ کا گواہی شادی دیتا ہے عطر عروس و سہاگ سے معطر ہے عرق تن سے بھی بوے ہم آغوشی عروس نو آتی ہے خدا مبارک و ہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی مین نہوئی اور ہمین آگاہی

سنوئی صاحبقران نے سر جھکاکر باادب عرض کیا کہ ارشاد آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شاہد شادی نے رُخ انور اپنا دکھایا ہے ظہور امر خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اُس کا مصلحت نہین ہے بعد اس کے عرض کیا جائے گا پھر بادشاہ لشکر نے پوچھا کہ اسوقت تین تلوارین آپ کی زیب کمر ہین ان مین سے دو تلوارین ایسی ہین کہ اُن کے قبضون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلوارین نئے الحال دستیاب ہوئی ہین اور ایک لوح بھی آپ کے گلے مین ہے یہ سب اشیا کہان سے اور کیونکر ممکن ہوئین صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلوارون کا اور اس لوح کا بھی یک قلم آپ پر ظاہر ہوجائے گا بالفعل عرض نہین کرسکتا بادشاہ لشکر یہ تقریر صاحبقران کی سُنکے خاموش ہوئے پھر اہل دربار سے جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے اُنھون نے بھی عنوان شائستہ سے صاحبقران کو مبارکباد ی خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرائے پھر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب اعلےٰ و ادنیٰ خاموش بیٹھے رہے اسی طرح بخشم اور برابر والے و دیگر عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور گرد یا کے دست حنائی پر نظر کرکے کہا مبارک ہو سر دست کوئی شادی ظہور مین آئی خواجہ نے کہا کہ ہان اُس شادی مین محتاج ہوگیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل مین تھا وہ سب اسی شادی مین صرف ہوگیا بلکہ لاکھون روپیہ کا قرضدار ہوگیا جہیز کی قسم سے کچھ نہین ملا زنبیل میری خالی ہوگئی خاک اُڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل مین باقی نہ رہی اس شادی مین تباہ برباد ہوگیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث عسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہو ئی بلکہ رنج ہوا اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی مین صرف ہوگیا وہ تو ہوگیا قرضدارون کو زر قرضہ کیونکر دون گا ہان اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہین گے اور علےٰ قدر مراتب مجھے دین گے بطریق شربت پلائی کے تو البتہ وہ سات آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہوجائے گا یہ تقریر خواجہ کی سُنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضدارون کی طرف سے تردد نکیجیے انشاءاللہ قرضہ ادا ہوجائے گا ہم سب کوئی فکر کرین گے خواجہ اُن کی تقریر سنکے چین بجبین ہوکے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتین ہین کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائے گی نہین معلوم کب کی جائے گی فی الحال تو مہاجن جنسے روپیہ قرض لے کر شادی مین صرف کیا ہے وہ تقاضائے شدید کرتے ہین عدالت مجاز مین نالش کرنے کو کہتے ہین میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیرین کر رہے ہین جو کچھ فکر و تدبیر تمھین کرنا ہو ابھی کرو روپیہ ایک جگہ جمع کرو مین وہ سب روپیہ اُس قرض کی ادائی مین دیدون آبرو و عزت اپنی اُن مہاجنون سے بچاؤن شاگردون وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کرکے کچھ کچھ روپیہ سب نے جمع کیا پھر خواجہ کے حوالے کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کرکے اپنے پاس جمع کرکے کہا کہ اب کسی روز ان مہاجنون کو یہ روپیہ جاکر دیدون گا وہ سب خواجہ کی باتون پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم ہمیشہ ان کی ایسی ہی باتین سنا کئے ہین الحاصل وہ شب انھین باتون مین اور طبل جنگ بجنے مین قریب نصف کے گذری بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین گیا صاحبقران اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے طیفور گرد یا اپنے خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گذر کر سحر ہوئی سفیدہ سحری آسمان پہ نمودار ہوا سیاہی شب دور ہونے لگی موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان بھی آثار سحر فلک پر پلکے چہچہانے لگے اپنی زبان مین حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سیاہے

اور ستارے پنہان ہونے لگی روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی
بنے نوری رخ اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بہ روشنی ہونے لگی
عابد وزاہد وعبادت گزار پابند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے براے ادا ے نماز سحر اپنے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اُٹھے طہارت وضو کرکے جانمازون پر رو بقبلہ کھڑے ہوکر بعد اذان واقامت
تکبیرۃ الاحرام کرکے قرأت سورۂ فاتحہ وغیرہ سورون مین برجوع قلب مصروف ومشغول ہوئے
رکوع وسجود بخشوع کرکے پھر ایستادہ ہوکے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع وسجود بجالاکر تشہد پڑھکر سلام ہر سہ معینہ ومقررہ پر نماز کو ختم وتمام کرکے
اوراد ووظائف مین مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام مین جملہ اہل اسلام
بنیک سیر ہنگام سحر بیدار ہوئے بعد وضو آمادہ ادا ے نماز ہوئے اس اثنا مین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہوکر باوضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے باادب تمام سلام کیا صاحبقران ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی صفین آراستہ ہوئین نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجماعت پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی ودنیوی کے واسطے دعا کی علی الخصوص
واسطے فتح وظفر کے خداوند عالم وعالمیان سے دعا کی اسی طرح صاحبقران وجملہ اہل اسلام نے
جو اُسوقت وہان موجود تھے اپنی اپنی اجراے حاجات اخروی دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
ادا ے نماز سحر صاحبقران نے حکم دیا کہ سب مسلح ہون حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ وجوشن
وچار آئنہ سے مزین ہوکر مسلح ہوئے صاحبقران موصوف بھی بعد اداے وظیفہ مسلح ہوکر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت بہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھہرے یکایک پردہ بارگاہ اُٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تاج شاہی برسر قبلے فرمانروائی در بر بصد
سطوت وصولت وشان وشوکت بالاے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کہاریان نوجوان وخوبصورت رنگین
لباس تخت اپنے کاندھون پر رکھے ہوئے تا در دولت آئین کہار جو وردیان نفیس وتوبانات کی پہنے
ہوئے موجود تھے اُنھون نے کہاریون سے تخت زرین مذکور کو لے کر اپنے دوش پر رکھا نقیبون نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ دین پناہ کی عمر ودولت واقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہوگئے روبرو
بادشاہ نے نظر اُٹھائی صاحبقران وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ باادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما واشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران ذیشان پہلے اپنے مرکب
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارے پر چوب پڑی نقیبون نے صداے دورباش بلند کی سواری
بادشاہ بکر وفر ہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خرامان خرامان روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوئے حربگاہ کا پاین کروفر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تاروں
کا نہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزہ ہائے چمن سبز شگفتہ شاداب کا لہلہانا طائران خوش الحان کا نغمے کرنا بلبلون کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان مین شگفتہ ہونا وہ اُن کی بہار وہ اوس کی تراوٹ
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل ذیل ذیل باادب قاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ دہیان

حلقہ برداران سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہونا قابل دید تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ مین پہونچی حکم بادشاہ سے ٹھہری ہنوز بادشاہ دین پناہ جنگگاہ مین پہونچے تھے کہ سلاسل درقلعہ سرخ کھلا سب نے دیکھا کہ غوغائے رعد آواز مسلح و مکمل بصد غرور و نخوت گردن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ظاہر ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ مین بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکم سے غوغائے رعد آواز و صاحبقران ذیجاہ سرافراز کے بیلچہ بردار و تبردار دونون لشکرون سے باہر نکلے اُنہون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعدہ دونون سمت سپاہ سے سقے مشکین پُرآب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ مین آئے اُنہون نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصاف سرد و تر ہوگئی گرد و غبار دور ہوا پھر بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونون لشکرون مین صف آرائی ظہور مین آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ قلب و جناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر مین مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور کے کلے سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھرہرے سے اُس کے بوئے عنبر و مشک کی آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہوگیا میدان کارزار بوئے خوش سے بس گیا سوائے علم مذکور اور بھی علمدارون نے اپنے اپنے لشکر کے علمون کو جلوہ دیا جملہ علمہائے لشکر اہل اسلام وا ہوکر سربلند ہوئے پھرہرے ہوا سے حرکت مین آنے لگے جنگی بلجے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول مین سپاہ کے بجنے لگے جب شور و خروش باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز و کڑکیت نکل کر میدان مین آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق

نظم

اے نامورو وہ نام کرنا	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا		تم سب ہو بہادر و دلاور	دنیا مین نہین تمھارا ہمسر

دیکھو آج عرصہ کارزار مین حریفون سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد و آبا کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت و آبرو کھونا بہادرون مین ذلیل و رسوا نہ ہونا برائے امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا یہی جانین اجل سے کسی کو گریز نہین ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ حضر ہو یا سفر ہو کہین ہو کوئی قضا سے بچ نہین سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہین غور تو کرو تمھارے آبا و اجداد جو نامی و نامور شجاع و بہادر تھے وہ آج کہان ہین کچھ بھی اُن کے نام و نشان ہین دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک نہان ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی مین دیکھ بھی نہین سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہین سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہائے لحد مین پڑے سوتے ہین ایسے غافل ہین کہ اگر اُن کو پکارین تو وہ جواب نہ دین خواب غفلت سے ہوشیار ہون مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کر جائے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے بہ نیکی یاد کرین پس تم سب بھی بہادر و دلاور ہو مثل اپنے جد و آبا کے شجاع و بہادر ہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار مین دکھانا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے اخبار مین اہل اخبار تمھاری بہادریان درج کرین شہرہ تمھاری دلاوری کا دور دور ہوجائے دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہوجاؤ اپنے دشمنون سے منھ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت وہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی مردون مین شمار تمھارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤگے اگر اپنے آقا و خداوند نعمت کی رفاقت و نصرت سے ہاتھ اُٹھاؤ آبرو گئے پھر آبرو نہین ملتی پھر دست یاب نہین ہوتی ہے لازم ہے تم کو دلیرانہ لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھکر حریفون کو تلوار لگانا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی ہوکر بہادرون مین سُرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریف سے قتل بھی ہوجاؤگے تو شہرۂ دنیا مین بہادر کہلاؤگے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم مین تمھاری بہادری بیان کرینگے اور اگر دشمنو پر اپنے فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤگے عہدے تمھارے بڑھینگے اہل دنیا تم کو بہادر کہینگے غرضکہ ثبات قدمی جنگاہ مین ہمہ تن تمھاری خوب ہے اور جنگاہ سے بھاگنا معیوب ہے ہمارے نزدیک حیات چندروزہ کے واسطے خوف قتل سے طریق فرار پسند نکرنا آگے تمکو اختیار ہے ❊ بر رسولان بلاغ باشد و بس ❊ یہ کہکے نقیب اور کرکیت وسط میدان جنگ سے علٰحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اُسوقت کا سناٹا وہ جملہ جوانون کا خاموش ہوکر گوش دل تقریر نقیبان سنکے جوش شجاعت مین آنا اکثر بہادرون کا نیامون کو توڑکر پھینک دینا تلوارون کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعدا کو درہم و برہم کردین بلکہ سب کو تہ تیغ کرین دلیری اپنی دکھائین بڑھ بڑھکر تلوارین لگائین دشمنون کو دونیم کرکے مرکبون سے گرائین اپنی شجاعت دکھائین جد و آبا کے نام روشن کرین معرکہ جنگ مین سُرخ رو ہون زخمی ہوکر خون مین نہائین معرض امتحان مین آئین ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر میدان جنگ مین نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کر رہا تھا مرنے کو جنگاہ مین زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک **غوغاے رعد آواز** اپنے کرگدن کو چھیڑکر میدان مصاف مین آکر باآواز بلند پکارا کہ اے **صاحبقران** آؤ مجھسے مقابلہ کرو اُس روز تو ہنگام جنگ تم کو پنجہ اُٹھانے گیا تھا میرے دست سے بچگئے قتل نہوئے آج ضرور قتل کرونگا بس تاخیر نکرو جلد آکر مجھسے مصروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھسے لڑنے کا کیا تھا آج اُس وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے خاموش ہوا ادھر **صاحبقران** نے مرکب اپنا بڑھایا روبروئے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ نے فرمایا جائیے حوالہ خدا کیا امیر باتوقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رُخ اپنا سوئے حریف کیا اُسوقت علمون کو علمدارون نے از سرِ نو جلوہ دیا لشکر اہل اسلام مین جنگی باجے بجے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران نامور براے فتح **صاحبقران** دل سے دست بدعا ہوئے **صاحبقران** نے اثنائے راہ مین اسی لوح طلسمی پر جو قبر **فہیم** عاملی سے دستیاب ہوئی تھی باین نیت نظر کی کہ **غوغاے رعد آواز** سے کیونکر لڑنا چاہیے اور کیونکر اُس کو قتل کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی کہ اے **صاحبقران** یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اوپر اپنے دم کرلو ببرکت اس اسم اعظم الٰہی کے **غوغاے رعد آواز** کے نعرہ و صدا سے تم بیہوش نہوگے اور اس اسم اعظم باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سُنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہوجائے گا یہ حکم لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو **غوغاے رعد آواز** کے جاکر مرکب کو روکا طیفور کردیا عقب **صاحبقران** کھڑا ہوا **غوغاے رعد آواز** نے **صاحبقران**

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہی کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگانا منظور ہو مجھ پر لگا لو حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہی ضرب سے میری زندہ نہ ہو گے صاحبقران نے جواب دیا اے غوغاے رعد آواز یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہین ہی کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائین تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز یا تلوار سے ہمین بچایا تو ہم بھی بخنجر ضرب شمشیر لگائین گے یہ سنکے اُس نے موافق قاعدہ دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا صاحبقران کو اُس کے نعرہ کرنے سے بہ برکت اُسی اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بیہوشی و غفلت نہوئی بعد نعرہ کرنے کے غوغاے رعد آواز نے اپنے گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ادھر صاحبقران نے اُس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر روکا اور گرز غوغاے رعد آواز بالاے گرز صاحبقران جو پڑا وہ عظیم و مہیب صدا پیدا ہوئی کہ پناہ بخدا سننے والون کے گوش گویا کر ہو گئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تھرائی پانون مرکب کے گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے غبار عظیم بلند ہوا اُس غبار مین صاحبقران نہان ہو گئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر غوغاے رعد آواز نے ضرب گرز لگا کر اپنے دل مین یقین جان کر کہ صاحبقران ہلاک ہو گئے ہون گے استخوان اُن کے ریزہ ریزہ ہو گئے ہون گے بلکہ پیوند خاک ہو گئے ہون گے مرکب بھی اُن کا مر گیا ہوگا راکب و مرکب کا نام و نشان بھی نہوگا آواز بلند پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام والے سرداران سپاہ اسلام والے طیفور گردیا اندر اس غبار کے دیکھو تو کہ صاحبقران کا کیا حال ہوا ڈھونڈھو کوئی استخوان اُن کا ملتا بھی ہی یا نہین آج مین نے وہ ضرب گرز لگائی ہی کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہی کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہو گئے ہون گے ذرا اُن کی آکر خبر لو لاش اُن کی تمکو ہرگز نہ ملے گی کہ تم اُن کو دفن کرو میرے گرز گران نے اُن کو زمین مین ایسا دفن کیا ہی کہ سرمہ سا کر کے اُن کو خاک مین ملا دیا ہی اب تم کو اُن کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی تم کو اُن کی دلاوری پر بہت ناز تھا اُن کا غرور پست ہو گیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہو گئے غربال سے چھانو گے تو ریزہ ہاے استخوان بھی اُن کے نہ پاؤ گے یہ کلمات غوغاے رعد آواز کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام از حد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہوئے سب نے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر حال صاحبقران مشاہدہ کرین لیکن سب کے پہلے طیفور گردیا نے چھاگل پر از آب زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ صاحبقران زندہ و سلامت ہین گرز ہاتھ مین مانند ستون کے قائم ہین گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہی کسی قدر چہرہ متغیر ہی عرق آگیا ہی آنکھین بند ہین مرکب گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی ہمہ تن پسینے مین تر ہی تھرا رہا ہی قریب ہی کہ گر پڑے یہ حال دیکھکر خواجہ طیفور گردیا کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ صاحبقران مع الخیر ہین فی الفور پانی کے چند چھینٹے چہرے پر دیئے اور عرض کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے حریف آپ کا ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہی صاحبقران نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ جملہ سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہان آگئے ہین سب نے مزاج پرسی کی امیر با توقیر نے جواب دیا کہ فضل خدا سے اچھا ہون سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفون مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر مین آئے ادھر صاحبقران نے اپنے مرکب کو مہمیز کر کے وہان سے

نکلا وہ گویا ایک طبقہ خاک لے کر نکلا اُسوقت غوغاے رعد آواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر نہایت متحیر و متفکر ہوا دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا ابھی غوغاے رعد آواز غرق دریاے حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگا کر اپنے خیال خام مین کیا سمجھکر لاف وگذاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرتا تھا خوش ہو کر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پہ آئی ہو تلوار کا وار کرتا ہون وار تیرا روک کر اب تجھپر وار کرتا ہون کہ بمصداق

شعر۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ✦ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✦

اب بھی وحدانیت خدا کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجکو نہایت حیرت ہو کہ تم میرے نعرے سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے مگر حیات تمھارا شاید مضبوط تھا ورنہ میرے نعرے سے ممکن نہین کہ حریف بیہوش نہو جائے اور میری ضرب گرز سے پیوند خاک نہو جائے خیر جانے عجب ہو کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی جو چاہے مجھ پر حربہ لگاؤ مجکو ہدایت نکرو مین تمھارا دین قبول نکرونگا یہ کہکر بے خوف و خطر کھڑا رہا با این خیال کہ مجھ پر تو کوئی حربہ کارگر کبھی نہوگا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچے گا کیونکہ طلسم بند ہون نہ حریف کو میرے لوح طلسم شمشیر جنبان اور وہ شمشیر بران جو خاص واسطے قتل ساحرون اور اشخاص طلسم بند کے تہمیم عالی نے تیار کی ہو دستیاب ہوگی نہ مین قتل ہونگا اِدھر صاحبقران نے تقریر اُس کی سُنکے اُس کے دین اسلام نہ قبول کرنے سے برہم ہو کر نعرہ کوہ شگاف کر کے وہی شمشیر تیز جس کا قبضہ سُنہری تھا حسب ہدایت لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کر کے شمشیر پر دم کر کے مرکب کو آگے بڑھاکر سر پر غوغاے رعد آواز کے لگائی اُس نے احتیاطاً سپر کو اُٹھاکر سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا تلوار سپر کو کاٹ کر اُس کے سر پر آئی سر سے گذر کر صراحی گردن سے بھی گذر کر سینے مین ذرا دم نے کر شکم و کمر کو کاٹ کر گردن پر آئی پھر اُس کو مثل راکب کے دو ٹکڑے کر کے مانند برق جہندہ زمین پر آئی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر مانند کوہ بالاے خاک گرے اسیر با توقیر نے نعرہ تکبیر بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز کو قتل کیا سب کو ازحد خوشی حاصل ہوئی شور تحسین و آفرین بلند ہو کر قصر فلک اول تک پہونچا سواران سپاہ غوغاے رعد آواز پہلے تو اپنے حاکم و مالک غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے پھر برہم ہو کر سب نے یکبارگی صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے اور صاحبقران بھی اُن کے اس طرف آنے سے ہوشیار ہوئے اُن سوارون نے گھوڑے دوڑا کر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر و تبر و تیر لگانے لگے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ و کافی مردان لشکر کو ہمراہ لیکر گھوڑے اُٹھاکر اُن سوارون پر حملہ ور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر میدان جنگ مین چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار مرکبون سے گر کر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ تڑپ کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اُس جنگ مغلوبہ مین بضرب شمشیر آبدار اُن سواران نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیر زنی کی کہ سواران سپاہ غوغاے رعد آواز تاب ثبات قدمی نہ لاکر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دوم سبز نگار کے کہ مالک اس قلعہ کا بیران کج ابرو ہی بھاگے اہل اسلام نے کچھ اُن کا تعاقب کیا بعدہٗ تمام خیمہ و خرگاہ غوغاے رعد آواز لوٹ لیا یہ حال

حسین سبز قبا نے کہ بادشاہ ہر چہار قلعہ ہی اپنے قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہوکر بجاے خود کہا کہ یہ کیا واقعہ درپیش آیا غوغاے رعدآواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہوگیا ہاے یہ کیا غضب ہوا کچھ سمجھ مین نہین آتا عقل اس جگہ حیران ہی غوغاے رعدآواز کی موت تو بجز اُس شمشیر کے جو در قلعہ شمشیر جنبان پر لٹکتی ہی اور کسی حربے سے تھی نہین وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہوگئی جو غوغاے رعدآواز آج میدان جنگ مین قتل ہوگیا یہ باتین شاہ مذکور بالاے قلعہ کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغاے رعدآواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوئے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا فتحیابی سے سجدۂ شکر پروردگار عالم کیا پھر بصد مسرت و جشن قلعہ مین قیام کیا مال و زر جو قلعہ مین تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فروکش ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور ہین مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ ایسے بدحواس اور مضطر و پریشان ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ مین بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان و خیزان باحال پریشان قلعہ دوم سبز نگار پر پہونچے قلعدار سبز نگار اپنے قلعے مین بآرام و راحت کرسی زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے پھر غوغاے رعدآواز سے مقابلہ کیا ہی یقین ہی کہ آج غوغاے رعدآواز اُن کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازان اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا ظفر فتحیاب ہون گے حضور تھوڑی دیر مین یہ خبر سُن لین گے کہ صاحبقران دست غوغاے رعدآواز سے مارے گئے بہران گنج ابرو قلعدار و پہلوان زبردست مسکرا کر جواب اُن کو دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغاے رعدآواز صاحبقران سے قتل و زیر نہوگا اس مین ایک راز ہی بلکہ صاحبقران پر کیا موقوف ہی وہ کسی سے قتل نہوگا مثل اُس کے ہم بھی ہین کہ ہمارے اوپر تیغ و تبر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا کارگر ہو ہی نہین سکتا ہی ہم وہ بہادر ہین کہ ہمسے کوئی دنیا مین لڑ ہی نہین سکتا ہی ہان وہی ہم سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہوگا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر ہین کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہین ہی دنیا مین کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہین سکتا ہی کوئی صاحب ضرب نیزہ و گرز حضور سے بچکر زندہ رہ نہین سکتا ہی شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر حضور کا زیر فلک بالاے زمین کوئی نہین ہی بہران گنج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان مین صداے شور نالہ و فریاد آئی گھبرا کر اپنے رفقا وغیرہ ملازمون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد کیسا ہی حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحہ کے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغاے رعدآواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان باحال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر آئے ہین اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت غوغاے رعدآواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ عرصۂ جنگ مین مارا گیا لاشہ اُس کا جنگاہ مین پڑا ہی قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہی سب فریادی حضور کے پاس آئے ہین بہران گنج ابرو یہ خبر سنتے ہی پہلے تو دنگ ہوگیا حیرت و غم سے چہرے کا زرد رنگ

ہوا بحر مواج حیرت و افسوس مین غوطہ زن ہوا اوس خمسہ بجانب سکتہ سا ہوگیا لیکن پھر کچھ خیال
کرکے اُن ملازمون پر غصہ کرکے بولا کہ اے بدخواہو نمک حرامو کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان
سے نکالتے ہو تمھارے دریافت کرنے اور سننے مین فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد
آواز مارا نہ گیا ہوگا اُسے دنیا مین کون قتل کرسکتا ہے اُس پر کسی کا حربہ کارگر ہوہی نہین سکتا ہے ہرگز ہرگز
وہ قتل نہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالایق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم تو قہر و
غضب بیران کج ابرو سے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن بیران کج ابرو نے
واسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازمون سے کہا کہ اُن سوارون کو جو در قلعہ پر آئے ہین
اُن سب کو تو یہان نہ لاؤ ہان اُن مین سے چند سوارون کو ہمارے روبرو بلالاؤ ملازم گئے اور اُن
سوارون مین سے چند سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے بیران کج ابرو کے لے گئے سواران
مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار بیران کج ابرو کو بادب تمام سلام کیا اُس نے اُن سے پوچھا
کہ تم سب یہان کیون نالہ کنان آئے ہو باعث تمھارے نالہ و فغان کا کیا ہے اُنھون نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا اثنا
ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کرکے ایسے زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار
مین نہان ہوگئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہوگئے
یہ یقین کرکے وہ خوش ہوکر کلمات دل شکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر نگذری
تھی کہ صاحبقران نے اُس گرد و غبار سے زندہ و ظاہر ہوکر بعد گفتگوے بسیار ایسی تلوار ہمارے
آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے گینڈا نہین نہین گرگدن اُن کا بھی جس پر وہ
سوار تھے دو ٹکڑے ہوا اسپ و مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ مصیبت افزا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے
نامدار غوغاے رعد آواز کا اُن سے لین اُن کو تہ تیغ کرین ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے
گھوڑے اُٹھاے تھے کہ ناگاہ حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب
ہم وہ ملگئے تلوار چلنے لگی ہمنے دلیرانہ صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم مین سے بھی ہزارون قتل ہوئے
جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخرکار وہ سب لاکھون تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لاکر میدان
جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کنان آئے ہین لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم مین
پڑا ہے ہم اُن کے لاشے تک بھی نہ جاسکے لاشہ اُن کا اُٹھا نہ سکے بیران کج ابرو یہ خبر حیرت اثر
سنکے بہت حیران و پریشان خاطر ہوکر دنگ ہوگیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گل ہوگیا دیر تک
اُس کو سکتہ سا رہا اُس کے رفقا بھی جو اُس کے پاس بیٹھے تھے اُن کے چہرون سے بھی رنگ اُڑگیا
ہر ایک کا چہرہ فق ہوگیا غم سے جسم مین خون خشک ہوگیا صورت تصویر بےحس و حرکت و خاموش
ہوگئے دریاے حسرت و الم مین غوطہ زن ہوئے بیران کج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار
اُن سوارون سے کہا کہ تم سب جاکر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو ہمین حال قتل غوغاے رعد
آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائے گا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا
وہ سوار یہ سنکے قلعہ سے نکلکر بیرون قلعہ آکر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے بیران کج ابرو نے
پھر قلعہ سے [illegible] ہوکر [illegible] تمام عجب [illegible] غوغاے رعد آواز و صاحبقران

سے مارا گیا صاحبقران کو وہ اختیار کہان سے دستیاب ہوئین کہ جس سے غوغاے رعدآواز
کی قضا تھی ان اختیار تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور اُن کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن وعقل مین نہین
آتا ہی وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہی لیکن بظاہر یہ ثابت ہوتا ہی کہ فی زمانہ
غوغاے رعدآواز خداوندگل نرگس سے بد اعتقاد ہو گیا ہوگا اسی وجہ سے خداوندگل نرگس
نے برہم ہو کر صاحبقران کو اُس پر مسلط کیا اُنھون نے اُس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی
بات ذہن مین نہین آتی ہی رفقانے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ احتمال قریب القیاس ہی ورنہ
غوغاے رعدآواز قتل نہوتا پیران کج ابرو نے کہا کہ مین خداوندگل نرگس سے کبھی بداعتقاد
نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہی مین اُنھین کی پرستش کرتا ہون مجھ سے خداوندگل نرگس خوش
ہون گے مین معتوب خداوند کبھی نہونگا بس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے
مقابلہ ومجادلہ کرکے انتقام خون غوغاے رعدآواز اُن سے لین گے سر میدان اُن کو اسطرح
قتل کرین گے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُن کے حال زار پر نالان وگریان ہون گے دیکھنے
والون کو بھی حیرت ہوگی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجوایا صداے کوس حربی بلند ہوئی
لشکری پیران کج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی ہمارے
آقا ومالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت
لڑین گے لہذا سامان جنگ وجدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ادھر پیران
کج ابرو قلعدار قلعہ دوم سبزنگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہی صداے طبل جنگی بلند ہی لیکن اب حال
ہرکاران لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جو ہرکارے یار جاسوس وخبر رسانی بصورت مبدل
در قلعہ دوم پر موجود تھے اُنھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کرکے طبل جنگ بجتے دیکھکے بعجلت
اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر موافق
قاعدہ بصد ادب دست بستہ ہون دعا دیناوا وصاف شجاعت وجودہمت صاحبقران اپنی زبان
پر لاکر خبر نواخت طبل جنگ بیان کی کہ بمقتضاے این

نظم

بر پیدا عالم غیب است رای انور تو
ز بزم تو چو معطر شود مشام جہان
بہر طرف کہ رود رایت مظفر تو
اگرچہ خصم تو دعواے سلطنت سازد
بود مسخر دوران چرخ و اختر تو

بسر فرازی ازان پایہ سر گذشت کنہا
فلک عرق کند از شرم بوسہ مجمر تو
بماند دشمن دجال صورت در گل
زمانہ فتح نماید بہ بخت و افسر تو

قوی کہ ملک افتخر کند بگوہر تو
ہماے سایہ تو اند فگند بر سر تو
ہمیشہ نصرت تائید پیش رو آید
چو خرز صاعقہ گرز گاو پیکر تو
ہمیشہ تار دل اندر جہان کون وفساد

بعون عصمت حق دولت جہان بادا
کہ چرخ از بن دندان شود مسخر تو

حضور کی خبر دیا ہو سواران لشکر غوغاے رعدآواز میدان جنگ سے بھاگ کر در قلعہ دوم سبزنگار پر گئے تھے
نالہ وفریاد اُن کی سنکے قلعدار قلعہ دوم سبزنگار مسمی پیران کج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے اُن کو
طلب کرکے اُن سے حال پوچھا تھا اُنھون نے تمام حال قتل غوغاے رعدآواز وجنگ مغلوبہ کا
بیان کیا تھا قلعدار دوم مذکور نے بعد حیرت وافسوس بسیار آخرکار برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس
بد اندیش کا یہ ہی کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آکر ملازمان حضور سے ہم نبرد
ہو آئی جیت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ دہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جائے

ہم کو بہران کج ابرو سے کچھ خوف نہین ہو کیونکہ اگر وہ قوی ہو تو نگہبان ہمارا اسسے قوی تر ہو بمصداق این مصرع * دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است * انشاء اللہ تعالیٰ مثل غوغاے رعد آواز کے بہران کج ابرو کو بھی قتل کرینگے یہ فرماکر خاموش ہوئے اُن ہرکارون نے نقارہ نوازون سے جاکر حکم صاحبقران بیان کیا اُنھون نے موافق قاعدہ چوب اُٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کرکے نقارے پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیون نے بھی دیگر نقارے بجائے صداے نقارہ ہاے رزمی تاگنبد فلک گئی اہل لشکر اعلےٰ ادنیٰ صداے نقارہ ہاے رزمی سنکے باخبر ہوئے کہ صبح کو پھر میدان جنگ مین لڑائی ہوگی تلوار چلے گی یہ خیال کرکے سب صغار و کبار سردار و سوار تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جانبین مین تو نقارہ جنگی بج رہا ہو دونون طرف تیاری جنگ خوب ہو رہی ہو لیکن اب حال حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کا لکھا جاتا ہو کہ جس وقت سے اس نے بالاے قلعے سے غوغاے رعد آواز کو قتل ہوتے دیکھا ہو نہایت متردد و متفکر و حیران ہو بار بار زانو پر ہاتھ مارتا ہو اور کہتا ہو کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا غوغاے رعد آواز کس طرح قتل ہوگیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ اثر ہی نکرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار فہیم عالی نے دور جاکر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہان کبھی انسان کا گذر ہی نہو اور اگر گذر بھی کسی طرح سے ہو تو دستیاب نہو سکے جب تک لوح طلسمی اُس کو نہ ملے اور لوح ہدایت نکرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہان کسی کو گمان لوح کے ہونے کا کبھی نہو اور وہان تک کبھی کسی کا گذر نہو سواے چند زن و مرد کے کہ وہ دشمن نہین ہین دوست ہین کیا صاحبقران مقام لوح طلسمی تک پہونچگئے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کرلیا وہ دونون تلوارین ہاتھ لگین جو غوغاے رعد آواز انھین ایک تلوار سے دو نیم ہوگیا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوئی قتل غوغاے رعد آواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھون یہ باتین تنہائی مین خود ہی کرتا تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت مین اس کو خیال آیا کہ لاشہ غوغاے رعد آواز کا میدان جنگ مین پڑا ہو سوا اُس کے لاشے کے اور بھی لاشے صدہا سواران مقتول کے مقتل مین پڑے ہین مین بادشاہ ہر چہار قلعہ ہون صاحب اقتدار و اختیار ہون میری زندگی مین لاشہ ہاے مذکورہ کا مقتل سے نہ اُٹھنا باعث ننگ و بدنامی ہو لہذا مناسب ہو کہ اپنے ملازمون کو حکم لاشون کے اُٹھانے کا دون فکر و غم و حیرت مین تابکے رہون جو کچھ ہونے والا ہوگا اُس کا ظہور ہوگا یہ خیالات کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ غوغاے رعد آواز و دیگر ہمارے مذہب و ملت والون کا جو آج قتل ہوئے ہین جاکر اُٹھاؤ دیر نہ لگاؤ ملازم اسی وقت گئے لاشے میدان جنگ سے اُٹھائے پھر موافق ملت بادشاہ ہر چہار قلعہ اُن کو دفن کیا صاحبقران نے بھی اپنے ملازمون کو روانہ کرکے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے اُن کو موافق شریعت ابراہیمی دفن کرایا بعد ازین حکم صاحبقران سے بیرون قلعہ سرخ میدان وسیع مین بارگاہین اور خیام استادہ و برپا ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و اکثر سرداران لشکر کی راے سے اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت مین نازنینان خوبرو و خوشگلو رو برو ہوئے بادشاہ لشکر موصوف و صاحبقران ممدوح و جملہ سرداران سپاہ کے رقص و نغمہ کرنے لگین ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی۔ غزل

وہ نور حسن شمع جو پرتو فگن ہوا	پروانۂ جمال دل انجمن ہوا
اب تک نہ مجکو یار کا ثابت دہن ہوا	

اثبات ہی کی فکر مین ہین کم سخن ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے ہی عین بیخودی
آتے ہی فصل گل مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہین سماتی ہی بلبل چمن مین آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہیگا قیامت مین سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملا کے مست غزال ختن ہوا
کیون چٹکیون مین یار اڑانے لگا مجھے
رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اُس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فداے امام زمن ہوا
منظور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہر مین ہون قیس ہی وحشت کا جوش ہر
کیا صحبت رقیب مین پھر بد چلن ہوا
مین جان نثار اُس بت خوش پیرہن کا ہون
واعظ کہے پکار کے مین برہمن ہوا
اے مہدوی یہ ہاتف غیبی کا فیض ہی

اہل بزم خوش ہوکر بجاے خود اُس نازنین خوش گلو کی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین رہے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی جملہ اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خدا سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بعد اداے فریضۂ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی پھر صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ و کمر بندی کا دیا ہر ایک سردار و سوار مسلح و مکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنی دیر مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران و تمامی سرداران لشکر نے بادب سلام کیا بعد ازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلے ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل بادب ہمراہ سواری بادشاہ جمجاہ چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اُسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبرد گاہ مین پہونچی سب ٹھہرے انتظار آنے بیران گج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ بیران گج ابرو ترش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہی مسلح و مکمل گینڈے پر سوار ہی نیزہ طویل اُس کے ہاتھ مین ہی چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہی کمر مین تیغہ خارا شگاف ہی زرہ و چار آئنہ و خود جھلم وغیرہ لباس و اجبات جنگ سے آراستہ ہی ساتھ ساتھ اُس کے اعرابے پر ایک گرز گاؤ سر طویل و نہایت گران ہی پس پشت اُس کے چالیس پچاس ہزار سواران آزمودہ کار ہین اس شان و شوکت و صولت سے دلیرانہ و شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہی صاحبقران موصوف و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بیران گج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان و پہلوان کیا اچھا ہی عجب خوشی و مسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہوا ابھی جملہ صغار و کبار آمد بیران گج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آ پہونچا گینڈے کو روک کر ٹھہرا غور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہت اپنا عروج و فروغ کیا ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر و عظیم ہی سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ و چیدہ و منتخب ہین بظاہر دلاور و بہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منحرف خداوند گل نرگس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے پھر حکم بیلدار بھاڑوے کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان نئی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان مارکین وغیرہ بازیہ غشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے بیلچہ بردار چند در چند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے زمین ناہموار کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر کھاڑہ وون سے کھود کر میدان رزم سے دور کیا بلکہ خار وخس کو میدان کارزار مین رہنے نہ دیا صورت آئنہ صاف و پاک و برابر میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نرہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی بیلدار و بیلچہ بردار جنگاہ سے ہٹ گئے فوراً دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے ہوئے بہت سے نکلے انھون نے میدان جنگ مین آکر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو تر کیا گرد وغبار کو دور کیا ایسا سرد تر کیا کہ میدان رزم سے ہوائے سرد آنے لگی مجروح مزاجون کو وہ ہوائے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ سے لپنے اپنے لشکر مین داخل ہو کر پس پشت لشکر کھڑے اسی اثنا مین علم بیران پنج ابرو وعلم صاحبقران سے دونون سمت صف آرائی ہوئی میمنہ ومیسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیلتن و صف شکن یمین و یسار لشکر مقرر کیے گئے افسران سپاہ وسرداران ذیجاہ جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے وہ لشکرون کے یمین ویسار ایستادہ کیے گئے اور قلب لشکر مین مانند دل کے بادشاہ لشکر اسلام اکثر سرداران نامور کے حلقے مین مانند ماہ انور کے ستارون مین جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ وکمین گاہ قلب وجناح ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار وسرداران تہور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعہدہ سپہ سالاری کھڑے ہوئے یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالائے مرکب بفروشتان ایستادہ ہوئے علم مذکور سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھریرے سے ایسی خوشبو تمام میدان رزم مین نکلکر پھیلی کہ سب میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مندرجہ بالا سے نکلتی ہر بہتر از بوئے مشک وعنبر تھی دماغ ہر ایک سردار وسوار کا خوشبو سے معطر وعنبر ہو گیا ہر ایک اہل اسلام درود پڑھتا تھا اور عالم وجد مین تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے بسا ہوا تھا اسی طرح بکثرت علم لشکر سر بلند ہوئے پھریرے اُن کے کھلے علمداران لشکر علمون کو جلوہ دینے لگے سرداران سپاہ اپنی اپنی فوج وسپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول وہر گروہ لشکر مین بجنے لگے لشکری اُن باجون کی صدائے دل پسند کو سنکے گویا مست ہو کر جھومنے لگے اس اثنا مین دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت نکلکر وسط میدان مصاف مین آکر اپنے اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح باآواز بلند اُن کو آمادہ جنگ وکارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم وعالمیان مین اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے اُن کو موت یاد دلانے لگے کہ اے جوانان نامدار وسرداران تہور شعار اے دلیران جنگجو اے بہادران خونخوار اے شیران دشت وغا والے صف شکنان عرصہ ہیجا آگاہ ہو ذرا بگوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمھارے مطلب کی ہر جملہ جوانان لشکر اُن کی طرف متوجہ ہوئے شور باجون کا موقوف ہوا نقیب اور کڑکیت پکار کر کہنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہر اور اہل دنیا بھی فانی ہین ایک روز ایسا آنے والا ہر کہ ہم اور تم اس دنیا سے سوئے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے جائین گے اہل دنیا کی نظر سے نہان ہو جائین گے زیر خاک جاکر مقیم ہون گے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمھارے گوشت و پوست کو کھالینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نرہینگی وہ بھی خاک ہوکر
خاک مین ملجاینگی نام و نشان باقی نرہیگا جسطرح ہمارے اور تمھارے آبا و اجداد دنیا مین نرہے
ہم تم بھی ایک روز اس سرای فانی مین نرہینگے جسطرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے
دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نلے گئے مثل اُنکے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سواے اعمال
نیک و بد نلے جاینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جاینگے اسباب دنیا سے کچھ
بھی ساتھ نلے جاینگے سب اسباب دنیا جسکو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام
کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جاینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب
اسی دار فانی مین چھوڑ جاینگے اغیار و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے
قبضے مین کرینگے روح کو اس مال و متاع کی جدائی اور احباب و عزیزان سے مفارقت کا سخت
رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچالیگا اگر قلعہ مضبوط
و مستحکم مین بھی جاکر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہنچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا
قبض روح ہو جاتیگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال تو کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم
پیلتن اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و
نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاوس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور
افراسیاب و گشتاسب شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و
خزانہ اُنکا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُنکے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہے
افسوس ہزار افسوس کشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہوکر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو
اُنکے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُنکو قضا سے نہ بچایا آخرکار وہ سب نامی
و نامدار مرکر زیر زمین پنہان ہوئے گوشۂ قبر مین جاکر سو رہے اب تک وہ سب خاک مین دبے ہوئے
ہین ہزار من مٹی اوپر اُنکے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا ناگوار جانتے
تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے نہ دیتے تھے یا اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین
اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُنکی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُنکی قبرونکا
نشان اب تک باقی ہے مقبرے اُنکے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُنکی قبرون پر جاروب کشی
و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا نہین یا ذکر کے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر
کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر۔ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت * بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
واقعی یہی حال اُنکے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جاے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ
نامور نرہے تو ہم بھی نرہینگے بجز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے بمصداق آیہ وافی
ہدایہ کل من علیہا فان کے دیکھو کشتگان مذکور اب نہین ہین مگر انھون نے جو کارہاے نمایان دنیا
مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا اب تک زندہ ہین ذکر اُنکا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُنکی سخاوت
و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر صحبتون مین بزمون مین
کشتگان کو بذکر اُنکے افعال کے یاد کیا کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب
و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ شاہون کو بوجہ
اُنکی عدالت کے پس آج وہ روز ہے کہ سامنا تم سے تمھارے حریفون کا ہے روز امتحان جرأت و

شجاعت ہر یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہی ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اسی میدان
مین ظاہر ہو جاتی ہی کچھ دیر اب نہین ہی وقت جنگ و جدال قریب ہی صفین ہر دو سپاہ کی آراستہ
ہین تلوار چلنے ہی کو ہی عجب نہین کہ ابھی کا حال کھلنے پر ہی لہذا تم کو لازم و مناسب ہی کہ تم بھی مانند گذشتگان
مذکور کے آج اس جنگ مین ایسے کارہاے نمایان کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہے مانند رستم و زال
و سام و سہراب پہلوانان نامی و نامور کے تمھاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بلکہ تمھارے
تمکو بھی اہل دنیا مانند رستم پہلتن وغیرہ کے یاد کرین تمھاری بھی شجاعت کا ذکر کرین دنیا سے جاؤ
تو عمل نیک کرکے جاؤ یہ نیکی اپنے عمل مین لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ بلکہ نیکیان ساتھ لیے
لیتے جاؤ ان نیکیون مین سے ایک نیکی یہ بھی ہی کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ
دشمنون سے لڑو بڑھ بڑھ کر تلوار اور نیزہ و گرز و تیر اپنے حریفون کو لگاؤ نعرے شیرانہ کرو حتی الامکان
لڑائی مین قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاک تاک کر اپنے حریفون کو قتل کرو خون اعدا سے زمین عرصۂ
جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنون پر کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ رتبہ
اپنا بہادرون مین نہ گھٹاؤ مرد میدان نبرد ہو کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ گرگیت اپنی سپاہ کے جوانون
کی طرف متوجہ ہو کر یون آواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان جنگ کنندہ و اے دلیران نامی و نامدار خبردار
ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی یہان ہمیشہ کسی کو قیام نہین ہی خیال کرو کہ فہیم عالی اسوقت کہان ہین
دنیا سے چلے گئے جہان وہ گئے تم سب کو بھی وہین جانا ہی دیکھو غوغاے رعد آواز کیسا زبردست
پہلوان تھا کہ مثل اس کا کم کوئی روے زمین پر ہوگا وہ بھی مرا اپنی بد اعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند
گل نرگس سے بد اعتقاد نہ ہوتا تو قتل نہ ہوتا تم سب بھی خداوند مذکور سے منحرف نہ ہونا باوجودیکہ غوغاے
رعد آواز قتل ہو گیا وہ مرا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا مین رہ گیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا
ہی تم کو لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑنا لڑائی مین کوتاہی نہ کرنا دشمنون سے
نہ ڈرنا پیران کج ابرو ایسا بہادر تمھارا افسر و سردار تمھارے ہمراہ ہی کہ جس سے کوئی دنیا مین مقابلہ
و مجادلہ کرنے مین غالب نہین ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی مین ثبات قدمی اختیار
کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا مرد میدان کارزار ہو عورتون کی طرح
برق شمشیر چمکتے دیکھکر ڈر کر اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہ ہونا اور اپنی ہر میدان
جنگ سامنے بہادرون کے نہ دنیا ذلیل و رسواے خلق نہ ہونا اپنے خداوند کو ناراض نہ کرنا ہم نے تمکو سمجھا دیا ہی
آئندہ تم کو اختیار ہی یہ کہکر نقیب گرگیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ صفوف لشکر پر آتش سناٹا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیباے خوش گو کی سنکے آمادہ جنگ
تھا دنیا کو بے ثبات یقین کرکے ہر ایک نے نامودی کا ارادہ کیا چاہا تھا کہ صف لشکر سے نکلکر پہلے ہی
اپنے حریفون سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کرین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے بے اختیار سب تحسین
و آفرین کرین نام ہمارے دفتر شجاعان روزگار مین لکھ لین لیکن ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر مرکب کو
چھیڑ کر نکلا نہ تھا کہ پیران کج ابرو نے گینڈے کو اپنے بڑھا کر وسط میدان کارزار مین آکر گینڈے
کو روک سوے لشکر اہل اسلام نظر تند و تیز سے دیکھکر با آواز بلند مانند شیر کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ خاص کر تمھین میرے سامنے آؤ مجھسے مقابلہ کرو کسی اور کو
میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو مین تمھین سے مقابلہ کرون گا نہ غوغاے رعد آواز کو نہین معلوم

کس عنوان وتدبیر سے قتل کیا ہو اُس کے خون کا عوض تجھسے لون گا جبتک تم کو قتل نکرون گا مجکو خوشی حاصل نہوگی دل کو میرے قرار نہوگا تم غوغاے رعدآواز دل سے دور نہوگا قلب کو سرور حاصل نہوگا آج یہ نیزہ سر تیز تمھارے خون قلب وجگر سے رنگین کرونگا صاحبقران موصوف حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود ہی مرکب کو بڑھا کر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ ندی تھی کہ مملوک بن مالک سہراب بن لندھور یوسف مصری وغیرہ سرداران نامی ونامور نے عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائین ہم مین سے کسی کو واسطے مجادلہ ومقابلہ کے روانہ فرمائین تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھین کہ ہم کس طرح بہران بیج ابرو سے لڑتے ہین ہم کو آرزو یہی کہ اس بیدین سے جنگ آزما ہون بعد ہمارے آپ کو اختیار ہی اس نابکار سے واسطے مقابلے کے جائیے گا صاحبقران نے جواب دیا تمنے سنا ہوگا کہ بہران بیج ابرو نے خاص ہمین کو واسطے مقابلے کے طلب کیا ہی وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑے گا اور ہم سے بھی یہ نہین ہوسکتا کہ حریف ہم کو طلب کرے اور ہم اُس سے مقابلہ نکرین لہذا تم سب ہمین کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور لاجواب وخاموش رہے اسی حالت مین بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ دے کر فرمایا جائیے آپ کو خدا ورسول کے حوالے کیا انشاءاللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب ہوجیے گا صاحبقران نے اجازت حاصل کرکے مرکب پر درست بیٹھکر لوح طلسم شمشیر جنبان کو باین نیت دیکھا کہ بہران بیج ابرو سے کیونکر لڑون کہ یہ نابکار طلسم بند ہی اس کے قتل کرنے کی تدبیر کیا ہی لوح طلسمی مذکور نے جوکچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرلیا اپنے ذہن مین رکھا بعدہ مرکب کو جولان کیا سوے حریف مذکور رخ کیا اسوقت لشکر کے علمون کو علمدارون نے جلوہ دیا جنگی باجے بجے غول ہر چہار سو بجائے گئے شور باجون کا تا فلک پہونچا اتنی دیر مین صاحبقران روبرو بہران بیج ابرو کے جاکر مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوئے حریف مندرجہ بالا نے صاحبقران کے سراپا پہ نظر کرکے پوچھا کہ تمھین صاحبقران قاتل غوغاے رعدآواز ہو تمھین نے یہان آکر شعلہ نار فتنہ وفساد کو بلند کیا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ ہان مین ہی ایک بندہ حقیر خالق کون ومکان کا ہون سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غوغاے رعدآواز کو قتل کیا ہی اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجکو بھی قتل کرونگا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک وخون مین بھرنا دل کو ناگوار ہی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو پھر تجکو قتل نکرون تیرے خون سے زمین کو رنگین نکرون اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مجکو ہدایت دین اسلام نکرو مین ہرگز سواے خداوند گل نرگس کے کسی کو سجدہ نکرونگا مذہب کے باب مین تقریر عبث ہی یہ جاے جنگ ہی نہ مقام ہدایت جو حوصلہ تمھارے دل مین ہو نکالو جس حربے سے لڑنے کا قصد ہو اُس حربے سے مجھسے لڑو ضرب گرز لگاؤ یا نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ لڑنے مین حریف پر سبقت کرین پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہین یا خالی دیتے ہین بعدہٗ ہم وار کرتے ہین پس پہلے تو ہمپر کوئی وار کر جب خدا ہمارا تیری ضرب سے بچالے گا اسوقت ہم بھی وار کرینگے یہ سنکے بہران بیج ابرو نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری تمھارے نزدیک آگئی ہی خیر ہوشیار وخبردار ہوجاؤ یہ کہکر اُس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت مین محکم پکڑ کر گینڈے کو بطور مرکب کے

کا دے پڑا ادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح وہ اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر دیکھا تھا اُسے چند مرتبہ ورد زبان کرکے اُسی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچا اُس پر دم کیا ادہر بہران کج ابرو فن نیزہ بازی دکھا کر نیزہ تکان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا چنبر قلب کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے بفن سپہ گری پھرتی سے مرکب کو بڑھا کر ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہوا دیکھنے والون نے خصوصًا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خاص کر بہران کج ابرو اپنے نیزے کے قلم ہونے سے ایسا غمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت مین تر ہو گیا بلکہ ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک غرق دریاے حیرت و ندامت رہا بعد ازان نیزۂ قلم شدہ کو خاک پر ڈال کر برہم ہو کر اعراب سے گرز گاؤسر کو جو نہایت گرانبار تھا رستم پیلتن بھی اُس کو اگر اُٹھاتا تو نہ اٹھ سکتا بسہولت اٹھا کر بصد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہو گے ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضا کے تمھارے سر پر آتا ہے یہ وہ بلا ہے کہ ٹالے سے نہین ٹلتی ہے یہ وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤن تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک لے یا اس کی ضرب شدید سے جانبر ہو دیو اور جن بھی میرے اس گرز کی ضرب سے بچ نہین سکتا ہنگام ضرب گرز قلعہ گردون ہل جاتا ہے گاؤ زمین دہل جاتی ہے تا دیر تھراتی ہے بجز میرے کوئی پہلوان دنیا مین ایسا نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے سکے بلکہ گردش دینا تو کجا اعراب سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہین سکتا ہے سوا میرے کسی مین ایسی طاقت و قوت نہین کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے کر سر دشمن پر لگائے یہ تقریر مین نے اسواسطے کی ہے کہ تم کو اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہی ہو جائے تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ یہ عذر نہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اُس کی تقریر غرور آمیز سنکے دل مین کہا کہ اس نابکار نے بہت اپنے زور بازو کی تعلّی کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے انتہا کا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکا لے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان ہر دو لشکر کی نظر سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کر کے خاموش رہے اس اثنا مین اُس نابکار نے وہی گرز گاؤسر اٹھا کر پھر کہا ہوشیار و خبردار باش صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا ہم ہوشیار ہین ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نکرنا ہمارے سر کو ریزہ ریزہ کر دینا اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہین کہتے ہین جو کچھ کہتے ہین وہی کر دکھاتے ہین یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گھوڑے کو آگے بڑھا کے یا خداوند گی نرکس کہکر سر صاحبقران پر دودستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو حریف کے پہلوے چپ کی طرف بڑھایا وار کو خالی دیا گرز تو اس زور سے زمین پر گرا کہ اُس کے گرنے سے زمین تھرائی گرز زمین مین دہ آیا ایک غار زمین مین ہو گیا گرد و غبار اٹھا بہران کج ابرو نے خوش ہو کر پکار کر کہا زدم و بست کردم حریف خود را اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ مین نے کس بہادری و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو بضرب گرز گران پیوند خاک کیا ہے کہین صاحبقران کا نام و نشان بھی نہ ملا زمین مین مع اسپ و عسکر غرق زمین ہو گئے پیوند خاک ہو گئے آخر ضرب گرز سے جانبر نہو سکے دیکھو جو مین نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو ہلاک کیا عوض خون مخوغاے

رعد آواز نے لیا دل کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا ساری صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک مین ملگئی جن کی شجاعت پر تم کو ناز تھا وہ مثل قارون زمین مین دھنس گئے اب اگر تم کو حوصلہ
جنگ ہو تو آؤ مجھسے مقابلہ کرو ورنہ میرے قلعے کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نکرنا ہنوز بہیران کج ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد وغبار بلند تھا کہ صاحبقران نے چالاکی سے
بڑھکر کلائی اُس کی مروڑ کر ہاتھ سے اُس کے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پر غرور کرا زدی
ونرا بست کردی سم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہین کہ تجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہین او بیدین بیہودہ گو تجکو اپنی اسی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوا دیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہوگیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا مین نہوگا تونے عجب کارنمایان کیا جو کچھ تونے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہین تو سب کی نظر مین کھب گیا ہر ایک قوت و زور بازو کا قائل ہوگیا خوب تونے عوض خون غوغلے
رعد آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تونے دکھائی ہے یہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین سبز قبا تیرا بادشاہ اس کارنمایان پر تیرے نظر کرکے تجکو خلعت اور
انعام دیگا مرتبہ تیرا زیادہ کریگا او بیدین تونے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوند گل نرگس
کو پکارا تھا اُس سے اعانت و مدد چاہی تھی اُس نے ہی خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اُس نے نظر توجہ نکی بیان گل دیگر شگفت ہوا جو تونے چاہا تھا وہ نہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری نہوئی مطلق پھلی نہ پھولی دیکھنے والون کو حیرت ہو گئی یقین ہے تجکو بھی حیرت ہوئی ہوگی کیا
جلد تیرے نخل غرور پر خزان آئی باغ حسرت تیرا شاداب نہوا چمن امید تیرا صرف خزان ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزان سے کیا جلد تر پژمردہ ہوگیا کچھ بھی بہار باقی نرہی او خداوند گل نرگس پرست
کیا متحیر آنکھین ہوگئے ہین ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہی گرز گاؤسر تیرا ہے جو ہمارے دست
قوی مین ہے یا یہ گرز اور کسی کا ہے جواب دے کیون خاموش ہے کیون گھور رہا ہے آنکھین تو تیری بڑی بڑی
ہین کیا مانند گل نرگس تیری آنکھون مین روشنی نہین ہے بہیران کج ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہوکر جواب دیا اے صاحبقران مین نے تو اپنی دانست مین تمھارے ہی سر پر گرز مارا تھا نہین معلوم
تم کسطرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد و غبار بلند ہوا تھا اُس گرد و غبار مین مین نے
تمکو نہین دیکھا اسوجہ سے مین نے کہا کہ صاحبقران کو مین نے ہلاک کیا اور اُسی کثرت غبار مین
تم نے حالت غفلت و ناواقفی مین میرے ہاتھ سے کہ مضبوط گرز کو مین نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھے تمھارا خیال بھی نہوا مین سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب اسی گرز کو دیتے کیون اپنے ہاتھ مین رکھیے کہ دشمن کا کام تمام ہوچکا ہے مین نے بھی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس باین وجہ و خیال مین نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہون
مین کہ غفلت و نادانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہوجاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز چھینتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر مین اس گرز کو نہ چھوڑتا اور تم مجکو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ مین اپنے قول مین صادق ہون واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہوگا اور جسقدر مجھ مین قوت ہے ایسی طاقت رستم پیلتن مین بھی نہوگی

اتفاقاً دھوکے سے یہ واقعہ ہوا ہے تم مجکو نشانہ تیر ملامت نکرو منصف ہو تو انصاف کرو کہ یون بھی کوئی
پہلوان اپنے حریف کو سر میدان جنگ گرز اپنے ہاتھ سے دیدیتا ہے کہ مجھ ایسا شجاع و بہادر و قوی
بازو گرز کو تم ایسے حریف کو جان بوجھ کر دیدیتا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا پھر اگر دھوکے
تونے گرز کو اپنے ہاتھ سے ہمین دیدیا ہی تو یہ گرز پھر ہم تجکو دیتے ہین تو پھر ہم پر ضرب گرز لگا کے ہم
آگاہ کیے دیتے ہین کہ ہم تیرے ہاتھ سے گرز پھر چھین لین گے ذرا ہوشیار و خبردار رہنا گرز کو مضبوط
پکڑے رہنا اگر ہم چھینین ہرگز نہ چھوڑنا اُس نے کہا ہان اب تم نے آگاہ کر دیا پھر دھوکا نہ کھاؤنگا دیکھون
تم اب کی مرتبہ کیونکر جابر ہوتے ہو اور گرز میرے ہاتھ سے چھین لیتے ہو یہ تقریر بہران کج ابرو کی سنکے
صاحبقران نے بے اختیار مسکرا کر گرز اُس کے حوالے کیے کہا کہ ہان اے رشک رستم و اسفندیار
پھر اس گرز گران کا وار کر خبردار اب کی دفعہ بقوت تمام تر ضرب گرز لگانا حتی الامکان میرے مار ڈالنے
مین کوتاہی نکرنا اور اگر مین گرز تیرے ہاتھ سے چھینون تو نہ چھوڑنا اُس نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا یہ
کہکر گرز کو اپنے گرد سر گردش دے کر پھر سر صاحبقران پر لگایا اب کی مرتبہ صاحبقران نے بفن سپہ گری
بعجلت تمام گھوڑا اپنا حریف مذکور کے آگے کسی قدر بڑھائے گرز کے اوپر نظر کی جب گرز قریب سر آیا جھٹ
سر مشت بہران مذکور پر ہاتھ اپنا ڈالکر زور کرکے بکشش و قوت بازو پھر اُس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا
اسوقت بہران کج ابرو نے غضبناک ہوکر جھک کر ہاتھ اپنا جانب کمر صاحبقران بڑھایا تب
اور ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران کی کمر کے کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر پشت فرس سے اٹھا کر خاک پر پٹک کر
ہلاک کیجیے کہ صاحبقران اُس کے ارادے سے آگاہ ہوکر اُس کے گرز کو بالاے خاک ڈال کر
فی الفور وہی شمشیر آبدار جسکا قبضہ سنہری تھا اور جس پہ قبل اس کے حسب ہدایت لوح طلسمی
اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کیا تھا نیام سے کھینچکر چالاکی سے اس طرح اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گیندے سے گرا وہ گیا گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران
نے نعرۂ تکبیر کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو نہایت
صدمہ ہوا دیکھتے ہی اس حال کے سواران لشکر بہران کج ابرو تاب ضبط نہ لاکر برہم ہوکر
صاحبقران پر حملہ ور ہوئے ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سپاہ اہل اسلام بڑھی جب
دونون فوجین ملگئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی صاحبقران بھی اُن سواران بد بند کو تہ تیغ
کرنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے برق شمشیر چمکنے لگی
بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے زخمیون کے خون کی بارش زمین پر ہونے لگی زمین خون
مجروحان و مقتولان سے رنگین ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار پیدا ہوا حسین [illegible]
بادشاہ ہر چہار قلعہ نے اپنے خاص قلعے پر سے قتل ہونا بہران کج ابرو کا اور جنگ اس کی دیکھی
یہ جنگ بھی دیکھکر متحیر ہوکر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا آج دست صاحبقران
سے بہران کج ابرو بھی مارا گیا ہنوز بادشاہ مذکور بالاے قلعہ سے لڑائی دیکھکر افسوس کرکے
متحیر و متردد ہو رہا تھا اپنے وزیر دانشمند سے کہہ رہا تھا کہ کچھ یہ راز سمجھ مین نہین آیا کہ صاحبقران
نے غوغاے رعد آوازہ و بہران کج ابرو کو یکے بعد دیگرے کس تدبیر سے قتل کیا یہ پہلوانان
نامی تو کسی کے ہاتھ سے قتل نہوسکتے تھے کہ سواران لشکر بہران کج ابرو تاب جنگ و پیکار نہ لاکر
بے اختیار خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر لاشہ بہران کج ابرو کا بھی نہ اٹھا کر اسطرح مضطر و بدحواس

ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سبزنگار پر بھی نہ گئے سیدھے افغان وخیزان در قلعہ سوم زرنگار کی طرف جس کا قلعدار مسمی کچھطاروین تن تھا گریزان ہوئے صاحبقران کو فتح وظفر حاصل ہوئی اہل اسلام نے تمام خیمہ و خرگاہ بیران بج ابرو کا لوٹ لیا اور اُن سواران بے دین کا کچھ دور تک تعاقب کیا پھر ہمراہ صاحبقران ذیشان شادی کنان داخل قلعہ دوم سبزنگار ہوئے یہ قلعہ بھی ہاتھ آیا مال و اسباب جو کچھ قلعے مین تھا اُس پر قابض و متصرف ہوئے از بس سب کو خوشی حاصل ہوئے عنایت و اعانت خدا سے فتح کفار پر حاصل ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فتحیاب ہوکر قلعہ دوم سبزنگار مین داخل ہوکر سجدہ شکر خداوند عالم کیا بعدہ حکم دیا کہ جو اہل لشکر ہنگام جنگ کام آئے ہین اُن کو غسل وکفن دے کر دفن کرو اور جو اہل اسلام زخمی ہوئے ہین اُن کا علاج کیا جاے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے لشکر فرودگاہ سیاہ پر اترا بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز دیگر سرداران سپاہ کی راے سے بزم عشرت آراستہ ہوئی جشن فتحیابی قلعہ دوم کا ہونے لگا نازنینان خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت مین حاضر ہوکر اندر قلعے کے روبرو ئے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ نیکنام کے رقص و نغمہ کرنے لگین اہل بزم خوش وخرم ہوکر گانا اُن کا سننے لگے ازانجملہ ایک نازنین خوش رو و خوش گلو نے بزم عشرت مین روبروئے اہل بزم یہ غزل شروع کی بالحان خوش گانے لگی اہل جلسۂ عشرت سننے لگے۔

غزل

رشک اُس کو اگر ملا ہوتا
مین نہ جاتا اگر تو کیا ہوتا
رنج بے حد سے نہین جاتے
ایک دل اور بھی دیا ہوتا
رنج ہوتا اگر نہ تم تھکر
مجھ سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا
اُسے ظالم اگر کیا پیدا
مجھے دشمن بنا دیا ہوتا
وہ کسی سے نہ آشنا ہوگا

غیر دو دن مین مر گیا ہوتا
پہلے مائل ہوئے آپ کہ مین
مجھے یارب اُٹھا لیا ہوتا
خلق مین کیا تیری کمی ہوتی
عشق ہوتا تو بے مزا ہوتا
غم اُٹھانے کو گھر بنایا تھا
تو مجھے بے وفا کیا ہوتا
غم سے پھر ذہن تلخ ہوتا کم
مجھسے ہوتا تو آشنا ہوتا
عاشق زار مر گیا ہوتا

بزم دشمن مین کیون ذلیل ہوا
اتنا انصاف تو کیا ہوتا
ایک جاتا تو دوسرا رہتا
مجھے پیدا نہ گر کیا ہوتا
اُن پہ مائل کیا غضب کیا ہی
تو مجھے اپنا غم دیا ہوتا
دیکھنا شوق مین یہ کہتا ہون
کر کے بند آنکھ پی لیا ہوتا
بزم دشمن مین تو نے بات نہ کی

نازنین مندرجۂ بالا نے غزل مندرجہ اس خوبی سے بہ ہزار عشوہ و ناز و ادا گائی کہ اکثر اہل بزم نے بجاے خود اُس کی تعریف کی نازنین کو انعام دیا گیا وہ انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے چلی گئی پھر اور ایک مطربہ حاضر بزم عیش ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگی اور یون فتح کی مبارکباد دینے لگی۔ ع

صاحبقران و شاہ زمان و بلند جاہ
روشن ہے جہان مین ترا نام مثل مہ
ہر روز روز عید ہو ہر شب شب برات

منصور رہ ہدایت و ذی رتبہ دین پناہ
جب تک ہون زیب چرخ شب و روز مہر و ماہ
دشمن ہون پائمال ترے شاد خیر خواہ

قلعہ دوم مین تو جشن فتحیابی قلعہ و خوشی قتل بیران بج ابرو ہو رہی ہی ہر شخص بادۂ عشرت سے سرشار ہی دور دل سے غم روزگار ہی جس طرف دیکھیے صداے نوشا نوش ہی ہر ایک نشۂ عیش سے بیخود و مدہوش ہی

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہین

که جو بعد قتل ہونے بہران کج ابرو کے میدان جنگ مین اہل اسلام سے لڑکر سوئے قلعہ سوم بھاگے تھے وہ جملہ سواران نابکار فریاد کنان افتان وخیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیط روئین تن قلعدار قلعہ سوم زرنگار بالاے کرسی زرنگار حلقۂ رفقا مین خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر مئے ناب ہو رہا تھا ساقی گلپیرہن محیط روئین تن وغیرہ کو جام بلورین مین شراب ناب بھر بھر کے دے رہا تھا محیط روئین تن وغیرہ سب بے دین مشغول میخواری تھے بعض اُس کے رفقا مین سے اُس سے باادب عرض کر رہے تھے کہ آج بہران کج ابرو نے مقابلہ ومجادلہ صاحبقران سے کیا ہی سنا ہی کہ بہران کج ابرو نے میدان رزم مین دلیرانہ مقابلہ کیا ہی بعد نیزہ بازی کے دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف پر لگائی ہی کار نمایان کیا ہی محیط روئین تن عالم میخواری مین اس طرح جواب دے رہا تھا کہ بہران کج ابرو پہلوان زبردست ہی نہایت قوی بازو ہی ہمادولت کا عزیز قریب ہی جنگ آزمودہ ہی سحر بند ہی اُس پر کوئی فتحیاب ہو محال ہی وہ صاحبقران اور اُن کے تمامی لشکر کو قتل وتباہ وبرباد کر دے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا ہا بدولت کے جنگ کرنے کی اب ضرورت نہوگی کہ یکایک کان مین صداے فریاد وفغان آئی محیط روئین تن نے متردد ہوکر چند اپنے ملازمان ادنی سے کہا جلد جاکر دریافت تو کرو یہ شور ونالہ وفریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہی ہماری حکومت مین کس نے بے خوف وخطر ہوکر کس غریب پر ظلم کیا ہی کیا ہمارا اُس ظالم وجفاکار کو خوف نہین ہی کیا وہ ستمگار آگاہ نہین ہی کہ مالک وقلعدار اس سرزمین واس قلعہ کا محیط روئین تن ایسا فرمانروا عادل وشجاع وبہادر ہی کہ جو اپنا مثل ونظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہی قسم ہی خداوند کل نرگس کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم وستم کیا ہی ایسی اُس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا ملازمان مذکور حسب الحکم محیط روئین تن اُسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزارہا سواران لشکر بہران کج ابرو گریان ونالان ہین اکثر ان مین زخمی ہین یہ حال دیکھکر اُن سے پوچھا کہ سبب تمھارے نالہ وفریاد وفغان کا کیا ہی بیان کرو ہمارے آقا ومالک نے ہمین روانہ کرکے تمھارا احوال زار سننے کے منتظر ہین اُنھون نے بصد گریہ وبکا تمام حال قتل بہران کج ابرو کا بیان کرکے کہا ہماری جانب سے بعد ادب محیط روئین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہی حاضر ہین یا کہین چلے جائین وہ ملازم یہ حال پر از ملال سنکے اندر قلعے کے جاکر روبروے محیط روئین تن استادہ ہوکر دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوندنعمت ہم حسب الحکم حضور براے دریافت خبر گئے تھے جو کچھ ہمنے وہان دیکھا ہی اور سنا ہی اُسے ہم فدوی کیا عرض کرین ہم فدویون سے عرض نہین کیا جاتا کہ خبر غم والم ہی ہم نمکخوار نہین چاہتے کہ خبر مذکور بیان کرکے حضور کو غمگین کرین اس عالم میخواری وعیش وعشرت مین خبر غم بیان کرین محیط روئین تن نے متردد ہوکر پوچھا کہ وہ کونسی خبر غم اثر ہی کہ جس کو تم بیان نہین کرتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اُس خبر کے سننے سے مجکو رنج ہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور وہ ایسی ہی ایک خبر ہی کہ فدویون سے بیان نہین کی جاتی محیط روئین تن نے برہم ہوکے کہا کہ تم ہمارے

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد رفع ہو اُن ملازمون نے جو کچھ اُن سوارون سے سُنا
تھا حرف بحرف بیان کیا محیط روئین تن خبر قتل پیران کج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا
کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اُس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغرمے کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا
نے بھی اُس کے میخواری سے ہاتھ اُٹھا کر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک
محیط روئین تن نے گریہ وبکا کرکے اپنے رفقا سے مخاطب ہوکے کہا کہ جاے عجب اور مقام
حیرت ہی کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز اور پیران کج ابرو کو قتل کیا نہین معلوم
باعث قتل نامبردگان کا کیا ہی شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہی کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندونکو
قتل کروا رہے ہین اہل اسلام سے خوش ہین اپنی خاص پرستش کرنے والون سے ناراض ہین حالانکہ
اہل اسلام اُن کو بُرا کہتے ہین اُن کی خداوندی کے قائل نہین ہین رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا
ثابت ہوتا ہی کہ اس مین کچھ اسرار ہی جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہین ہی بھلا کب ہو سکتا ہی کہ خداوند
اپنے بندون کو دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے اپنے دشمنون سے نیکی کرین گے دوستون سے
دشمنی کرین گے ہان ایک بات ذہن مین آتی ہی شاید یہی وجہ قتل غوغاے رعد آواز و پیران
کج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونون نے فی زمانہ اُن کی پرستش موقوف کردی ہوگی یا اُن سے منحرف
ہوگئے ہون گے یا بد اعتقاد ہوگئے ہون گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہوئے ہون گے یا اور
کوئی سبب ہوا ہوگا کہ جس کو ہم بیان کر نہین سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہی کہ اس مین کوئی
راز مخفی ہی محیط روئین تن نے جواب دیا کہ غوغاے رعد آواز و پیران کج ابرو تو خداوند سے
منحرف تھے ہمکو خوب معلوم ہی ہان ایک اندیشہ ہی اور اُس کا خیال ہی عجب نہین کہ جو ہمکو خیال اسوقت
ہوا ہی وہی امر ہوا ہو لیکن یہ بھی ذہن مین نہین آتا کہ اُس کا انتظام صاحبقران نے کیونکر کیا ہوگا
وہان تک رسائی کیونکر ہوئی ہوگی وہان تو انسان کا گذر ممکن نہین اور بالفرض و محال گذر بھی کسی
تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہون تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے
کیونکہ غیر تو درون دروازہ مکان معلومہ مین جا نہین سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے
ایک آن مین قتل ہو جائے تا وقتیکہ ایسی کوئی شے اُس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازۂ معلومہ مکان
کے اندر جانے کی تدبیر نہ بتلاے اور وہ شے کسی غیر کو معلوم نہین بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص
ایسے معتبر و معتمد ہین اور ایسے امین راز ہین کہ انھون نے ہرگز افشاے راز نہ کیا ہوگا پس ایسی صورت
مین تقاضاے عقل یہی ہی کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہوگی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک
ایسی شے ملے کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعہ اران و بندگان خداوند
گل نرگس کی ظہور مین آئے رفقاے مذکور نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ
تقریر حضور نے کی ہی امیدوار ہین کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کرین تا کہ ہم بھی سمجھین
محیط روئین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمین جانتے ہین یا دو چار اشخاص اس راز
سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہین ہی مبادا دشمنون کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھون نے
عرض کیا کہ یہان تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہین ہی ہمین سب نمکخوار جان نثار رفقاے حضور ہین
محیط روئین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہین ہی کہ خردمندون نے کہا ہی کہ
دیوار ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکرین گے ہرگز بیان

نہ کرین گے اپنے ہی دل مین رکھین گے ہنوز محیط رہ ویمن تن تقریر کر رہا تھا کہ فرمان حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ حسب الطلب آیا محیط ر ویمن تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد ہین تنہا بیٹھا ہوا ہی کوئی پاس نہین ہی سر جھکائے ہوئے ہی جب اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا محیط رہ ویمن تن نے بادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی پر بیٹھنے کا کیا محیط ر ویمن تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی زرنگار پر بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ اے محیط ر ویمن تن سنا تم نے کہ غوغائے رعد آواز و بیران بج ابرو قلعہ داران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی فقط تمھارا اور ہمارا قلعہ باقی ہی صرف ہم اور تم زندہ ہین بعد تمھارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونون قلعون پر قابض و متصرف ہو جائین گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہی کہ تم سے رائے لین اس بارے مین کہ اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمھارا کیا ارادہ ہی اور واقعہ کیسا حیرت افزا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کہ جو قلعدار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہی وہ مارا جاتا ہی غوغائے رعد آواز و بیران بج ابرو یکے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہو گئے تم اس راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونون بغیر اُس تلوار کے کہ جو فہیم عاقل نے در قلعہ شمشیر جنبان پر ساتھ اُس تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے لٹکائی تھی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہو گئی ہی اُن کے قبضے مین آگئی ہی مقتضائے عقل تو یہ نہین ہی کہ ایسا ہی خیال کیا جائے کیونکہ وہان تک جانا ان کا غیر ممکن ہی پھر کیا سبب ہوا ہی کہ یہ دونون غوغائے رعد آواز و بیران بج ابرو قتل ہو گئے محیط ر ویمن تن نے بادب جواب دیا کہ اے بادشاہ جمجاہ مین بھی اسی فکر و تردد مین ہون ہر چند اس بارے مین مین نے بہت فکر کی مگر کچھ بھی سمجھ مین نہین آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند گل نرگس ناراض ہو گئے تھے اس وجہ سے غوغائے رعد آواز و بیران بج ابرو کو انھون نے دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہی میرا ارادہ ہی کہ آج کی شب خداوندی پرستش کر کے کہونگا کہ اب عتاب نفرمائیے اہل اسلام پر مجکو غالب کیجیے یقین ہی کہ عرض میری قبول کرین پھر مین طبل جنگ بجوا کر ہنگام سحر صاحبقران سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرونگا انتقام خون غوغائے رعد آواز و بیران بج ابرو سر میدان لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کر کے دونون قلعون کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے مین کرونگا حسین سبز قبا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمھاری رائے ہم پسند کرتے ہین خیر اب جاؤ لاشہ بیران بج ابرو کا مع لاشے ان سوارون کے جو ہمارے لشکر کے قتل ہوئے اُٹھاؤ اور پھر طبل جنگ اپنے نام پر بجوا کر صبح کو صاحبقران سے لڑو ان کو قتل کر و رنج و غم ہمارے دل سے دور کرو محیط ر ویمن تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت ہو کر اپنے قلعے مین آیا ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ بیران بج ابرو کا میدان جنگ سے اُٹھاؤ اور اُن کے لشکر کے سواران مقتول کو بھی عرصہ جنگ سے اُٹھاؤ ملازم فی الفور گئے محیط ر ویمن تن کے حکم کی تعمیل کر آئے محیط ر ویمن تن نے اپنے خداوندی پرستش کر کے بہت عذر و معذرت اور اعانت چاہ کر سر شام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین کوس حربی بجایا جائے وقت سحر

ہم صاحبقران سے عرصۂ جنگ مین مقابلہ کرین گے ایک دم مین بضرب گرز گران اُن کو پیوند خاک کرین گے وہ ہم سے کیا لڑسکتے ہین اور ہمین کیا قتل کرسکتے ہین اول تو ہم رومین تن ہین ہم پر کوئی حربہ اثر کرہی نہین سکتا ہی دوسرے ایک سبب اور بھی ہی کہ اُس سبب سے کوئی حربہ جنگیا ہم پر اثر نکرے گا ہم سب کو قتل کرین گے کوئی ہمین قتل نکرسکے گا ملازمون نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ عرض کرکے اُنھون نے نقارہ نوازون سے جاکر کہا حکم محیط رومین تن یہ ہی کہ طبل جنگی بجایا جاے کیونکہ صبح کو ارادہ صاحبقران سے لڑنے کا ہی نقارہ نوازون نے حکم کی تعمیل کی اُسی وقت نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی و خبررسانی لشکر اسلام کے معین و مقرر تھے وہ تمام حال دریافت کرکے صداے طبل رزمی سُنکے جلد تر اپنے آقا و مالک یعنی صاحبقران کی خدمت مین گئے شرائط عبودیت و قواعد فدویانہ بجالاکر اس طرح ثنا و صفت دعا اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی عرض کرنے لگے کہ بمصداق این

نظم

نکرد ہیچ کسی از ہیچ بقعہ استیصال
بہ جنگ کہ تن بزبان تیغ اُفتد
ہبودہ اور اخبر یا گلوے خصم وصال
زمین سینۂ اعدا بہ تیغ بشگافی
ز انقلاب امور و تغیر احوال
بپروردہ مرکب تو دست از صبا و ربود

مثال ساحت میدان بست تیغ فلک
کند زبانہ تیغت زبان گردون لال
جہان بعہد تو ہرگز خراب چون گردد
ببین آنکہی کہ بنشانی و بہ زیر نہال
جہان ز ذات تو خالی مباد گرچہ توئی
بہ بستہ حشمت تو راہ ہر جنوب و شمال

زہے سپاہ ترا بیشتر ز فتح و ظفر
نمونہ سر چوگان تست شکل ہلال
بزاد تیغ تو چندین ہزار بچہ فتح
چو تو برسم دہاقین روی بروز قتال
ہمیشہ تا ز جہان نیست موضعے خالی
بذات خویش جہانی بگیر و با دجلال

اسوقت یہ ملفوظ ار سرکار عالی وقار درقلعہ سوم زرنگار رنگ بصورت مبدل براے جاسوسی گئے تھے قلعدار قلعہ سوم زرنگار مسمی محیط رومین تن نے بعد غم و الم کرنے بیران کج ابرو کے اپنے نام پر طبل جنگ اپنے لشکر مین بجایا ہی ارادہ اُس بیہودہ کا یہ ہی کہ ہنگام سحر بجمعیت اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آکر بدخواہان حضور سے جنگ آزما ہو سو اُس سے یہ معلوم ہوا ہی کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ غوغاے رعد آواز و بیران کج ابرو کے قتل ہونے سے نہایت محزون و متردد ہی باقی خیریت ہی صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ بعہد و ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے فتح و ظفر شکست و ہزیمت خدا کی مصلحت سے ہوگی جو کچھ اُس کو منظور ہوگا وہ ہوگا انسان کو بالکل اپنے امور کے انصرام مین اختیار نہین ہی دل مین کہا کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے مجکو لوح طلسمی عطا کرادی مین نے ساحرونکو قتل کیا غوغاے رعد آواز و بیران کج ابرو وغیرہ کو تہ تیغ کیا اب انشاء اللہ محیط رومین تن کو بھی شمشیر آبدار سے قتل کرون گا ہرکارے حسب الحکم نقارخانے مین گئے نقارچیون سے حکم صاحبقران بیان کیا اُنھون نے اُسی وقت چوب اٹھا کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی لشکر اسلام مین بھی بلند ہوئی دونون طرف تیاری جنگ و جدال خوب ہونے لگی جوانان شمشیرزن اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے نیزہ باز اپنے نیزون کو دیکھ بھال کر ترکشون مین بھرنے لگے تیرانداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے کمانون کو حسب دلخواہ تیار کرنے لگے پہلوانان صف شکن اپنے اپنے گرزہاے گاؤسر کی طرف نظر کرکے نشۂ صہباے شجاعت مین جھوم جھوم کے باہم کہنے لگے کہ انشاء اللہ کل یہ گرزگران ہمارے ہین اور سرہاے اعدا ہین نہایت شوق جنگ ہی کہین جلدی سحر ہو میدان جنگ مین جائین زور بازو اپنا پے درپے ضرب گرز لگاکر بہادران لشکر کو دکھائین

لشکر محیط روئین تن مین جو سوار بزدل و ناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ جب سے نقارۂ جنگی بجا تھا خوف جان سے دل اُن کے دھڑک رہے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے جس جس جگہ چند بزدل بیٹھے ہوئے تھے باہم کہتے تھے کہ بھائیو غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ ہو رہا ہی کل صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہو کر میدان جنگ مین جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ اپنا بھی سوارون مین لکھا ہی ایک مدت سے ملازم ہین برسون سے محیط روئین تن و حسین سبز قبا کے نمکخوار ہین جنگاہ مین برق شمشیر چمکے گی کشت و خون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونون لشکر باہم ملجائین گے اضطراب و بدحواسی مین اُس وقت جو کوئی کسی کے سامنے آئے گا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ و تبر و گرز و تیر لگا کر قتل کرے گا خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہمنے آج تک کوئی لڑائی نہین دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہان نوکری ہوئی چہرہ سوارون مین لکھا گیا راحت و آرام سے شب و روز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کی کسی دشمن سے اپنے کبھی نہین لڑے آج یہ آفت تازہ اور بلائے ناگہانی درپیش ہوئی ہی کہ طبل جنگ بجایا گیا ہی لڑائی مین خوف جان ضرور ہی اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری خاک مین ملگئی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ لڑے نہ بھاگے فقط صف لشکر مین کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت و خون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نجائیگی خون ہمارا ہلکا ہی بارہا آزمایا ہی کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہی اور اُس کے گلے سے خون نکلا ہی اور وہ زمین پر تڑپا ہی تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمین غش ایسا آیا ہی کہ قریب مرگ ہوگئے ہین دانت بیٹھ گئے ہین آنکھین پتھرا گئی ہین عزیز و اقارب و احباب ہماری ردی حالت پر نظر کر کے رونے پیٹنے لگے ہین نالہ و فریاد کرنے لگے ہین سامان خرید کفن و تیاری قبر کا کرنے لگے ہین جب بڑی مشکل اور بڑی دیر مین ہمکو بدیر کل سے ہوش آیا ہی تو سب عزیز و اقارب و احبا کو خوشی حاصل ہوئی ہی ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمین بڑے ناز و نعم سے پالا ہی کیونکہ اول تو الفت پدری و مادری دوسرے وہ صاحب مال و دولت تھے نوکر چاکر اندر باہر بہت تھے اسپ و فیل بھی اصطبل خانہ اور فیلخانہ مین تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہوتے تھے اگر کبھی والد ہمارے یا عزیزان دیگر ہم کو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار رونے لگتے تھے بلکہ چیخنے لگتے تھے اس اندیشے سے کہ کہین گر نہ پڑین چوٹ نہ لگے یا گرنے مین پامال ہم اسپ نہو جائین لوگ دوڑ کر ہمکو گھوڑے سے اُتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت و شفقت پیش آتے تھے علے الخصوص والدین از حد بیحد الطاف کرتے تھے اُس روز ضرور صدقہ ہم پر سے اُتارا جاتا تھا اور فیل کے اوپر سوار ہونا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتون مین شب و روز رہا کرتے تھے محل تھا اور ہم تھے اگر بروز عید فطر یا بروز عید الضحیٰ والد وغیرہ بزرگون کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم ہمارے راست و چپ اور پشت و روبرو ہوتے تھے درمیان مین اُنکے ہم اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ مین اگر گھوڑا یا ہاتھی یا اونٹ یا گھی کہین ملجاتی تھی تو نہایت خائف و ترسان ہو کر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اب سے دور تسلی و تشفی دے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمین اپنی آغوش مین اُٹھا لیتے تھے سینے و جگر سے لپٹا لیتے تھے اور سیر اثنا ے راہ سے ہمین گھر مین لے آتے تھے عید گاہ تک نہ لے جاتے تھے ہم جس بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے موافق ہماری خوشی کے عمل کرتے تھے کبھی انھون نے ہمارے اوپر غصہ نہین کیا نظر تند و تیز سے کبھی نہین دیکھا پھول کی چھڑی بھی کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہین لگائی جب انھون نے انتقال کیا وہ مال و دولت والدین ہمنے اپنی نادانی سے تھوڑی مدت مین صرف کر ڈالا ابلاے تکلیف نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات والدین مین عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہوئے تھے اہل و عیال کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی محیط روئین تن و حسین سنبر قبا بادشاہ مہر جبار رقبہ کی خدمت مین حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے چہرہ سوارون مین لکھ گیا گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات تکلف سے بسر ہوتا تھا اب یہان سامان بید عجب ہے طبل جنگ بج چکا ہے تیاری جنگ ہو رہی ہے کل صبح کو قیامت کا سامنا ہے حریفون سے مقابلہ ہے ہمین ابتک تلوار کا لگانا نیزے سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر بیٹھنا کچھ بھی معلوم نہین ہے یہ ہتھیار فقط دکھانے کے واسطے حکم حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کیے ہین والا ہمین مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہین ہے بس ہمارا جنگاہ مین جانا بیکار ہے ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاے گا نہ ہم متحمل زخمی ہونے کے ہون گے مقام غور و انصاف ہے کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولون کی چھڑی کبھی نہین کھائی ہے تو زخم تیغ و تبر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے اس تن پرورده ناز و نعمت پر کیونکر کھائین گے اور کیونکر متحمل ایذاے زخم کے ہون گے ایک ہی ضرب دشمن سے گھوڑے سے گر پڑین گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپین گے خاک پر ایڑیان رگڑین گے کوئی نابکار ایسی حالت مین ہماری خبر نہ لے گا گھوڑون کے سمون کے نیچے آجائین گے پامال سم اسپان ہو جائین گے کسی نامعقول کو ہمارا خیال بھی نہو گا نہ ملال ہو گا بیوی پیاری پیاری ہماری بیوہ ہو جائے گی بچے یتیم ہو جائین گے ہمکو گور و کفن بھی نصیب نہو گا لاشہ میدان جنگ مین پڑا رہے گا شب کو درندے گزندے آکر گوشت ہمارا مزے سے برغبت کھا لین گے ہاے ہڈیان بھی چبا لین گے ہمارے لاشے کا نام و نشان بھی نرکھین گے اہل و عیال ہمارے غم و الم مین ہمارے روتے روتے مرجائین گے کوئی اُن کو تسلی و تشفی بھی ندے گا نہ کوئی اُن کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری مین جان جاے اہل و عیال تباہ و برباد و غمگین ہو کر مرجائین صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے واسطے نہین کی ہے فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہے جان عزیز ایسی شے ہم سے ہرگز نہ دیجاے گی کوئی ہمین برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم اس کے کہنے سے نامرد نہو جائین گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیان موجود ہین اور بیوی حاملہ بھی ہین ہم نامرد کیونکر ہونے لگے اب رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والون کا بیجا و درست نہین یہ محض عقلمندی ہے کہ انسان اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئین ضرر سے بچائے جہان لڑائی ہوتی ہو وہان سے ٹل جاے جان اپنی ایسے مقام خوفناک پر ٹھہر کر ندے دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو ہمارے کہ مدلل ہے اور صحیح ہے تسلیم نکرے تو نکرے جس قدر اُس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے نامرد کہے ہم تو کیا ہین برا کہنے والے بڑے بڑون کو برا کہتے ہین لوگ بادشاہون کو امیرون کو اولیائک کو

برا کہتے ہین ان کے برا کہنے سے وہ برے ہو نہین جاتے ہین بیٹ و یچے اکثر آدمی نیکون کو برا کہتے ہین ذرا تاریکی شب محیط عالم ہو جائے تو لشکر محیط رومین تن سے نکلکر اپنے گھر کا راستہ لین اپنے اہل و عیال مین جا کر شب بسر کرین چین سے بے خوف و خطر سوئین صبح کو رزق دینے والا رزق پہونچائیگا یہان کی نوکری سے دست بردار ہوئے کہین کسی کی نوکری کرین گے اگر نوکری نہ ملے گی تو بھیک مانگین گے بہر طور اپنی زندگی بسر کرین گے لیکن یہان اپنی جان ندین گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری مین جان جائے اہل و عیال تباہ و برباد ہو کر مر جائین ہمارے مان باپ نے اس روز بد کے واسطے پالا پوسا نہین یا الاتفاق کہ میدان جنگ مین دشمنون کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہو کر جان عبث جان کو دینا دشمنون سے لڑنا زخمی ہونا یہ عقلمندی نہین ہے عین جہالت ہے ایسے ہم جاہل نہین ہین کہ جو اپنے نفع و ضرر کو نہ سمجھین یہ باتین کر کے خاموش ہوئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد و بزدل باتفاق رائے اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے گھرون کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو ان سے پوچھا کہ اسوقت گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو خیر تو ہے انھون نے جواب دیا کہ ہان جان کی خیر ہے بضرورت جاتے ہین ابھی آتے ہین یہ کہتے ہوئے سیدھے اپنے گھرون کو چلے گئے اکثر سواران لشکر امید و بیم مین تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار جو لشکر غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو کی سپاہ سے تھے وہ باہم یہ عہد کیے تھے کہ جب تک محیط رومین تن قتل نہوگا جنگگاہ مین رہین گے جس وقت محیط رومین تن دست صاحبقران سے مانند غوغائے رعد آواز و بیران تیغ ابرو کے قتل ہوگا اسی وقت میدان جنگ سے گریزان ہون گے ایک دم بھی پھر وہان قیام نہ کرین گے اور جو سوار شور شعار تھے وہ تیاری جنگ مین مصروف تھے ارادہ ان کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونون لشکر و نمین شب بھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ بمصداق

نظم

سحر سے ہوا جلوہ گر آسمان

رہا کم سیاہی شب کا نشان ✢ ہوئی روشنی آسمان پر عیان	لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ✢ موذن اذان ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✢ لگی چلنے جیدم نسیم سحر	لگے بولنے ہر طرف جانور ✢ معبد لیئے طاعت سب بے نیاز

اٹھے بستروں سے برائے نماز

صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالی مقام و تمام مردمان لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہو کر اپنے اپنے بستر سے اٹھے بعد وضو آمادہ طاعت باری تعالیٰ ہوئے صفین آراستہ ہوئین بعد اذان و اقامت تکبیر تحریمۃ الاحرام کہی گئی نماز بجماعت ہونے لگی جب اتمام نماز وظیفہ و دعائے فتح و ظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمربندی کا حکم دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے تھوڑی دیر مین سب مسلح ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب و ضرب زرہ پہنکر آراستہ کیے پھر صاحبقران ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے بادب سلام کیا امیر با توقیر نے جواب سلام دے کر ان سب کو ہمراہ لے کر دربارگاہ بادشاہ عالیجاہ پر جا کر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ موصوف بالائے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج بر سر قبائے شاہی در بر کہاریان نوجوان نوجوان حسین و خوش رو اپنے دوش پر تخت زرین اٹھائے ہوئے نقیبانے باواز بلند کہا ظل اللہ برآمد شد سبھون نے سوے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ ممدوح نے دیکھا کہ صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ بادب تمام سلام کیا بادشاہ ممدوح نے حسب دستور سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران و جملہ سرداران لشکر کو لشکر

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ
بخدم وحشم و بشان وشوکت وتجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اُس وقت
روانی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح مانند باد بہاری کے میدان جنگ
مین آئی ہنوز سواری بادشاہ ممدوح جنگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اُس طرف سے محیطار وئین تن ساٹھ ہزار
سوارون کی جمعیت سے کرگدن پر سوار بصد کبر وغرور وچین بجبین میدان جنگ مین آیا اُس کشتہ
صاحبقران پر نظر کرکے حیران ہوا تا دیر بنظر تند وتیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بیلچہ بردار
موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے اُنھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس وخاشاک
دور کرکے پست وبلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو
سرد کیا گرد وغبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ وکمینگاہ
ہر ایک لشکر کا جوانان پرجگر سے مزین وآراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقبائے
خوش تقریر اور محیط روئین تن کی سپاہ سے کرگیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے
وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقبائے مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کر باواز بلند
کہا کہ اے بہادران بے مثال واے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی
ونامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہی کہ سپہگری مین وہ یکتائے روزگار اور شجاعت وہمت مین وحید دہر تھے
یکہ وتنہا میدان جنگ مین ہزارون اعدا سے باحواس ہو کر ثبات قدمی اختیار کرکے شیرانہ لڑتے تھے
تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی
تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کرکے درہم وبرہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہمت سے بھاگتے
تھے صف شکن وتیغ زن مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑکر اُن کو میدان مصاف سے
بھگا دیتے تھے ہجوم اعدا سے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے
تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال
اپنے زخمی ہونے کا نہ کرکے یون دشمنون پر حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر حملہ
کرے اگرچہ وہ دنیا مین نہ رہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہی ایسے ایسے کارہائے نمایان
لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہی
تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون وجگر ہو شجاعت وبہادری مین مانند انھین کے ہو ورثہ
مین شجاعت بھی آئی ہی لہذا تم کو بھی لازم ہی کہ مثل اپنے جد وآبا کے جنگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کر دکھو
آج سامنا کفار سے ہی لشکر محیط ار وئین تن میدان مین صف آرا ہی ہر ایک سوار لشکر کفار کام سے
آمادۂ جنگ وکارزار ہی جان دینے اور مرنے پر تیار ہی ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہی تم بھی ان کو
تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کرکے ان بیدینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ
کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا نکرنا روبرو
بہادرون کے ذلیل وبے عزت ہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت وآبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے
بزرگون کے مقابلہ ومجادلہ کرنا اپنے آبا واجداد کا سر میدان نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو
کافرون سے لڑائی ہی حق وباطل کا سامنا ہی ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت وآبرو کا دھیان
رہے کافرون سے مغلوب ہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی نہ رہے گا آخر ایک روز ضرور مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی مناسب یہی ہی کہ بے خوف وخطر دشمنون سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے عہدے تمھارے بڑھین گے بہادرون مین محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ دست دشمنان سے قتل ہو جاؤگے تو بھی تمھارے حق مین بہتر ہوگا غازی و جوانمرد کہلاؤگے آخرت مین اجران کا فزون سے لڑنے کا پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمھاری نہین آئی ہی تو کسی دشمن سے لڑائی مین قتل نہوگے قضا تمھاری خود تمھاری حافظ رہے گی تیغ و تیر و نیزہ و گرز دشمنان بے دین سے ہلاک نہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہی تو کسی طرح جانبر نہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمھاری سد راہ ہوگی بخوبی بھاگ نہ سکوگے کہ قضا زنجیر پا ہوجائیگی کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ رہوگے پس ایسی حالت مین بھاگنا اور ہنگام جنگ دشمنون سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہی کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہین سرکتے سر کٹ جاتا ہی مگر پاؤن جنگگاہ سے نہین ہٹلتے تم بھی نادان نہین ہو عاقل و دانا ہو اپنے نیک و بد امور پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر ضرور عمل کرو کہ ان دشمنان بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سب کو وقت مقابلہ قتل کر دیون جو ہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھاؤ کہ بمصداق

نظم مؤلف

سپر ہاتھ مین ہو نہ وقت مصاف
بجاے سپر روکو سینے پہ وار
ہر اک ضرب شمشیر ایسی تو ہو
کہین سب تحسین مرحبا مرحبا

علم کرکے شمشیر الماس رنگ
کہے دیتے ہین تم سے ہم صاف صاف
دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم
کہ اک وار مین دشمن جان ہو دو

نیاموں کو توڑ دو بہ ہنگام جنگ
کرے وار جب دشمن نابکار
علمدار لشکر سے چھینو علم
کرو اس طرح دشمنون سے وغا

لشکر کفار کے کرکیت اپنے لشکر کے جوانون سے متوجہ ہوکر اس طرح بآواز بلند ان سے کہتے تھے کہ اے جوانان شمشیر زن والے لشکریان محیط رومین تن آگاہ ہو کہ آج سامنا اہل اسلام کا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ تمھارے دشمن جان و ایمان ہین ان کو قتل کرنا لازم ہی کیونکہ نہایت سرکش ہین اپنے دین کا فروغ چاہتے ہین اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہین ہمارے نزدیک ان کا قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ تمھارے خداوند کی پرستش نہین کرتے اُن کو برا کہتے ہین سوا اس کے آمادہ شر و فساد ہین تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نچھوڑنا ان کی خونریزی مین کوشش کرنا حتے الامکان ان مین سے کسی کا نام و نشان نرکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے نہ دینا انھون نے یہان آکر پے در پے صدمہ و رنج دیا ہی غوغاے رعد آواز و ببران کج ابرو کو کہ جو پہلوانان بے مثل و نظیر تھے انھین قتل کیا ہی آج تم اُن کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا خداوند تم سے خوش ہون گے محیط رومین تن اور حسین سبز قبا بادشاہ جنگلے ہم اور تم نمکخوار ہین وہ بھی تم سے رضامند ہوکر خلعت و انعام دین گے دیکھو دنیا بے ثبات ہی اور اہل دنیا فانی ہین حیات چند روزہ کے واسطے دنیا مین پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہی جس طرح کہ آبا و اجداد تمھارے دنیا مین نرہے یاد رکھو کہ تم بھی نرہوگے اجل کو اپنے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل لگے ہوئے تاک ہر کسی پر ہی	ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی

زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہی نہ انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہی بس مناسب ہی کہ حیات چند روزہ مین وہ کام دنیا مین انسان کر جائے

که بعد مرنے کے اہل دنیا اُس کو یاد کرین مطلب ہمار ااس تقریر سے یہ ہی که آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو که لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گرگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گرگیت اور نقبا کی تقریر سُنکے ایسے آمادہ جنگ ہوئے که مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے جو یلے نام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفونپر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضونپر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا که یکایک سب کے پہلے محیط رویین تن نے جوش شجاعت مین اپنا گرگدن بڑھاکر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا که اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہی که جس کا نام صاحبقران ہی اور غوغاے رعد آواز و ہیران گج ابرو کا قاتل ہی چاہتا ہون که وہی میرے مقابلے کو آئے مجھسے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس کی سُنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے لوح طلسمی کو بانیت دیکھنے لگے که محیط رویین تن سے کیونکر مقابلہ ومجادلہ کیا جائے اور یہ نابکار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہی لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف مذکور کے پہونچے مرکب کو روک کر کہا که اے جوان جس کو تونے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غوغاے رعد آواز و ہیران گج ابرو کو قتل کیا ہی اسوقت تجکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہی صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہی شجاعت میری مشہور عالم ہی محیط رویین تن نے بصد غرور وتکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی که نظم مولف

نہین میرا ثانی کوئی بہر جنگ
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین یہ مرا قول کذب و غلاف
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو سمجھون لُٹے پشہ ناتوان
لڑے مجھسے میدان مین گر کوئی دیو
مرے تن پہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا بروے زمین
بھلا تم کروگے مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب وجدال وقتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی رہے پھر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہوسکتے ہی میرا غریو
یل نامور صفدر وصف شکن
جو مجکو کرے قتل از روئے کین

مین ہون وہ جہان مین یل نامور
تو لے شیر بھی ڈر کے راہ گریز
مری تیغ بران ہی خارا شگاف
در آتا ہی نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہوکر مجھسے پیل دمان
کسی بار لشکر کو دی ہی شکست
لگے عدو گرچہ تیغ و تبر
محیط دلاور ہون مین رویین تن
یہان لائی ہی خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون که دلیران روے زمین مجھسے زیر و پست ہین میرے نزدیک مثل پشون کے فیلان مست ہین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین کچھ بھی یہ تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھا دونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہی مجکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہی علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برلے ہلاک عدو کافی ہی نعرہ شیرانہ میرا سر میدان جنگ براے پروانگی مرغ روح عدو وافی ہی جس کو نظر تند سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہوجاے جس کے خرمن تن پہ برق شمشیر میری گرے وہ جل کر خاک ہوجاے تم پہلتن شاید میرے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قائل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مطیع دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر وصف شکن ہوتا ہین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا مین وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت گر گدن سے نہین اٹھاتا وہ مجھ سے آمادۂ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنۂ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سوائے حسین سبز قبا
بادشاہ فیجاہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جنون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہو اگر ان سے میدان مصاف مین کارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعہ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریاے شہامت ہون
فرمانروائے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرأت مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون شجاع و صفدر وصف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری رشک طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تادیر تقریر کر کے
خاموش ہوا جبتک اُس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے سپر کی آڑ مین دوبارہ باین نیت لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اُسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث تجکو اپنی شجاعت پر ناز ہی اور دعوائے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہت سے بہادر خدا نے پیدا کیے ہین مانند اسفندیار کے کہ وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھ سے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
او یا وہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان کیا بھاگے گا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال سمجھے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین گیا در آئے گا ضرب گرز
سے او دروغ گو کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار تر ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہوگی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ تیرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو یا اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہی اور یہ تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی خلاف ہی جس طرح اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اُسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہوگا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوٰون کا
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی اپنے روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بارور نہوگا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہوگا دنیا سراے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جس وقت اجل تیری آئے گی تو بھی نہ بچیگا
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچائے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگا یا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے اور ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں ہے دعویٰ بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہر ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعویٰ با دلیل خوب ہے پس جو جو تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں اُن کو بدلائل صحیح ثابت کرو ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھکو یاوہ گو اور کاذب تصور کریں گے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو جیسے وار کرلو شمشیر و نیزہ و گرز لگا لو تمنا لے جنگ لے کر دنیا سے نہ جاؤ دیکھو میں سپر سر جھکائے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمھارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمھارا تمام کروں گا صاحبقران نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی میں سبقت کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچالے گا اُسوقت ہم بھی تلوار لگائیں گے محیط روئین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری آگئی خیر اگر تمھاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ تم سے رُک سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم خبردار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی نکر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگا مگر اپنے نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ قلم ہو جائے سر دست ندامت اس مجمع کثیر میں تجھکو حاصل ہو محیط روئین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آجتک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ خطی کو کیا قلم کروگے یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کر کے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی کہ نیزہ درمیان سے مانند نے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا محیط روئین تن کو حیرت ہوئی ندامت سے ہمہ تن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک لمحہ کے محیط روئین تن نے برہم ہو کر ڈانڈ نیزے کی کر گردن کو بڑھا کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اُس کا خالی دے کر مسکرا کر کہا کہ اے محیط روئین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہوا نیزہ ہی تیرا تیرے غرور سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعووں کا خیال کر قول کو اپنے یاد کر محیط روئین تن نے کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دے کر اپنے خداوند گل نرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں رکھکر مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر کلہ گرز پر نظر کر کے دوسرا ہاتھ اپنا برابر مشت محیط روئین تن پہونچا کر نعرہ کر کے بزور قوت بازو زور کر کے گرز اُس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین بلند کیا مردان لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصاً حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھین جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا ادھر محیط روئین تن کے بھی ہوش و حواس حیرت سے بجا نرہے گھبرا گیا سارا نشہ بادہ غرور اُتر گیا خجالت سے سر جھکا کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس اگر ضرب میرے اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت حاصل نہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلجاتا افسوس نہ کرتا صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے محیط روئین تن ہر چند کہ کوئی عاقل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اُس کو نہیں دیتا ہے مگر ہم تجھکو

دیتے ہین لے یہ گرز ایکی مرتبہ پھر بقوت تمام ضرب لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ہمین منظور یہ ہی کہ تجکو اس میدان جنگ مین اچھی طرح ذلیل و نادم کرکے قتل کرین یہ فرماکر اُس کو گرز دیدیا اُس نے گرز لیکر دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایکی مرتبہ امیر باتوقیر نے وار اُس کا خالی دیا محیط روئین تن گرانی گرز سے جھکا اسی حالت مین بعجلت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو اُس کی کلائی مروڑ کر چھین لیا بعدہٗ خاک پر ڈال کر جلد ہاتھ اپنا زنجیر کمر محیط روئین تن مین ڈال کر نعرہ کرکے جھٹکا دیا کہ رکابین اُس کے قدمون سے جدا ہوئین پھر زور کرکے پشت فرس سے اُس کو تا سینہ اٹھایا زور دوم مین برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے پٹکا محیط نے ارادہ اٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اُتر کر اُس کے سینۂ پُر کینہ پر قدم رکھکر پوچھا کہ حالا ورشناختن پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اُس بے دین و بدانجام نے جواب دیا کہ بجز خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکرون گا یا صاحبقران تمھارے خدا کو اپنا خدا بجا نون گا ایسے وقت مین اپنے خداوند سے منحرف ہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار ہون گا یہ کلام اُس بدانجام کا سنکے امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا فی الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح طلسمی مین دیکھکر یاد کر لیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اُس کی اُس کے تن سے جدا ہوگئی ایسے وقت مین صاحبقران نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ امیر کشورگیر نے محیط روئین تن کو قتل کیا یکبارگی اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر سواران لشکر محیط روئین تن کو رنج ہوا علی الخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط روئین تن کا صدمہ ہوا تا دیر سر بزانو رہا دریاے حیرت مین غرق رہا بعدہٗ سر زانو سے اُٹھاکر اپنے وزیر دانشمند سے کہا جاے تعجب ہی کہ شمشیر صاحبقران سے محیط روئین تن قتل ہوگیا کیسی تلوار تھی کہ روئین تن پر بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین بھی متحیر ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا غضب ہوا تینون پہلوان جو طلسم بند تھے وہ یون قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ مسمیٰ دانشمند تھا اسم بامسمیٰ تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسماے الٰہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آتے تھے اور لوح مذکور نے انھین اُن اسم اعظم الٰہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار غوغاے رعد آواز و ہبران کج ابرو و محیط روئین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم بند تھے کبھی قتل نہوتے خصوصاً محیط روئین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور الصدر تو بالاے قلعہ سبز نگار دریاے حیرت مین غرق تھے ادھر لاشہ محیط روئین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر محیط روئین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط روئین تن پر نظر کی ایسا خوف و رعب صاحبقران و اہل اسلام کا اُن پر غالب ہوا کہ بغیر لڑے بے اختیار جنگاہ سے سوے قلعہ چہارم سبز نگار بھاگے سب لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب اُن کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک اُن کا تعاقب کیا آخر کار حکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار از حد خوش ہوا خصوصاً اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف از حد شادمان ہوئے سجدۂ شکر پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے حکم بادشاہ لشکر اسلام وراے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام زینت افزاے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو و خوب رو حسب الحکم بادشاہ موصوف و صاحبقران ممدوح مع اپنے سازندون کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ مرتبہ والا اس جشن سے خوش تھا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص و نغمہ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوب رویون سے ایک مطربہ خوبصورت و خوش گلو نے یہ غزل شروع کی - غزل

ہر وقت خلش کی گفتگو ہی / کانٹون کیطرح ہماری خو ہی
وہ دل کی تلاش پر یہ بولے / کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہی
حیران بنا کھڑا ہے کوئی / آئینہ تمھارے روبرو ہی
یہ گنبد آسمان بھی رندو / خم خانۂ دہر کا سبو ہی
کیونکر تجھے ہیچو دیکھین ڈھونڈھین / اب تو ہمین اپنی جستجو ہی
ہم ہونگے وہین جہان وہ ہو گا / ساقی سے ہماری آبرو ہی
قاتل دیکھے تو مین دکھاؤن / یہ دل ہی یہ خون آرزو ہی
مشتاق صدا ہین کان احسان / ہم سنتے ہین یار خوش گلو ہی
اس لہجہ کا دیکھ لو تماشہ / ٹھہرو کہ ہجوم آرزو ہی
کیون کھینچیے حور کی تمنا / کیا تم سے زیادہ خوبرو ہی
دل کو تو کرے پسند ناوک / خنجر کے لیے مرا گلو ہے
مانے گی نہ نبلے اٹھے سر بزم / یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہی
کہتے ہین وہ سنکے وصف گیسو / الجھی ہوئی تیری گفتگو ہی
دل کشتہ غم کا تھا جو نازک / پھولون مین بھی جھینی جھینی بو ہی
کس طرح رگ گلو کٹے گی / اے یار اسی کے پاس تو ہی

تمامی اہل بزم اشعار مندرجہ غزل بگوش سننے لگے ماہران فن شعر و سخن جو وہان موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجاے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش آوازی کے ثناخوان ہوئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر با توقیر سے اُسے انعام کثیر دیا گیا وہ انعام لے کر بزم سے باہر گئی بعدہٗ حسب الحکم اور ایک مہ جبین نہایت حسین و کم سن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی و خرمی ناچ گانا اُس کا دیکھا سُنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست و موقوف ہوئی بادشاہ و صاحبقران و جملہ شاہ و شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد اداے نماز سحر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر و غور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب و آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت و امداد خداوند عالم و عالمیان سے ہم نے تینون قلعے فتح کیے غوغاے رعد آواز و ببران کج ابرو و محیط روئین تن کو تہ تیغ کیا قلعون پر اپنا قبضہ کیا اب آپ کو کیا منظور ہی سر میدان ہم سے مقابلہ و مجادلت کیجیے گا یا قلعہ بند ہو جیے گا ہم آپ کو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہین کہ آپ راہ حق اختیار کرین راہ باطل کو چھوڑین طریق ضلالت سے روگردان ہون اب خداوند گل نرگس کی پرستش نکرین باغ پُر بہار دین اسلام کی سیر کرین کہ دین حق یہی ہی بہتر اس دین سے کوئی دین نہین ہی جاے عجب ہی کہ آپ ایسا عاقل و فہمیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز و شاداب دیکھکر اُس کو خداوند بصدق و یقین جان کر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہین ہی اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہین ہی مانند دیگر شاخہاے گل کے ہی ہان لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جانیے کہ وہ باغبان عالم کون و مکان ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان مہر و ماہ درخشان شجر حجر برگ و بار گل و غنچہ و شاخ چرند و پرند انسان و حیوان دیو و جن و پری و حور و غلمان

ملائکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہی اور قابل ثنائے لاتعد وہ رب لایزال ہی کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہائے رنگین و شجر و غنچہ ہائے رنگ برنگ کو گلستان عالم مین ہویدا کیا ہی کہ بمصداق این **نظم**

ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہی اور سبوح ہی خدائے ملک مالک روح ہی
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ یہ مصنوع ہین اور صانع الہ
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اُسیکے لیے ہی ہمیشہ ثبات اُسیکے ہی قبضے مین موت اور حیات
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
ستارون سے کی زینت آسمان بشر سے مزین زمین جہان
کسی شے کی اُسکو نہین احتیاج وہ چاہے جسے دے اُسی تخت و تاج
وہ جبار ہی اور قہار ہی وہ غفار ہی اور ستار ہی
وہ ہی مرتفع اُس کا قصر جلال کہ ہی نارسا مرغ وہم و خیال
نہین چشم و گوش اُسکے اے بوالعجب یہ بینا ہی وہ اور سنتا ہی سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
یہ کیا تاب بر عکس حکم الہ کرین مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم سے اُسکے پروانہ آئے یہ کیا تاب پھر شمع اُسکو جلائے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار
سر خار رشک رگ گل بنے دھوان آہ بلبل کا سنبل بنے
یوہین جزو مین گر جگہ کل کو دے تو اک غنچہ مٹھی مین گلشن کو لے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمور عالم بنے وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے
وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور کہ ہی سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہی باعث رفعت آسمان اُسی نے بنایا ہی سارا جہان
بشر تھا نجس ایک قطرہ مگر کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہی باعث فضل و احسان و جود کیا اُس نے کون و مکان کو نمود
بلا شک وہی ہی علیم و خبیر عیان اُس پہ ہی حال مافی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے بہر بشر عیان ظلمت شب سے نور سحر
وہی اُس کو بخشتا مناسب جو ہی اُسیکے ہین مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
محب ہی وہی اور محبوب ہی ہی طالب وہی اور مطلوب ہی
لکھے کل جہان وصف اُسکا اگر رہے تا ابد مبتدا بے خبر
عیان ہی جو یہ صنعت ذو الجلال نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
زہے حکم خلاق دشت و جبل کہ چلتا ہی دریا سر کے بل
کھلین گل جو بے حکم پروردگار تو ہون شاخ پر بار مانند خار
دکھائے بہم وہ اگر لطف و قہر تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اس رنگ سے بوستان کہ ہو غیرت افزائے باغ جنان
کرے گل کو گر جزو سے آشکار تو اک گل سے پیدا ہون گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بہے وہ چاہے تو قطرون مین دریا رہے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہی ہر شے پر ہر رنگ گل مین قدرت اُس کی آشکار ہی اور غنچہ و نخل و شاخ و ثمر سے صنعت اُس کی اظہار ہی شاخ گل نرگس بھی اُسی کی مخلوق ہے ہی پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اُس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہی مناسب و لازم ہی کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ مین شاخ خداوندی نہ پیدا کیجیے گمراہ نہ ہوجیے راہ راست پر آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اُسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہوجیے بندگان نیک خداوند عالم مین داخل ہوجیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کس وقت اجل آجائے تو دنیا سے باسلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا مین چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہین لے گئے سکندر را ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر ع فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملکی اور مالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہین ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہین جاتا ہی عاقل کو لازم ہی کہ دولت جو کہ ساتھ چھوڑنے والا ہی اُس کی طرف توجہ نہ کرے اپنے عقائد دینیہ کی طرف نظر کرے اُن کی درستی مین شب و روز سعی کرے تاکہ انجام بخیر ہو روز حشر داخل جنت ہو

آپ بھی اپنے عقائد مذکور درست کیجیے مذہب باطل کو ترک کیجیے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجیے خداوند
گل نرگس کی پرستش سے انحراف اختیار کیجیے جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے جواب اس
نامے کا جلد ارسال کیجیے تاکہ موافق جواب نامہ عمل کیا جاے یعنی اگر آپ دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ سامان جنگ کیا جاے جب نامہ باین مضمون میر منشی لکھ چکا سر نامے مین نامہ رکھکر مزین بمہر صاحبقران
کیا گیا حسب قاعدہ سر نامہ بھی درست کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سر دربار موافق
قاعدہ قدیم ایک چوکی نقرئی مرصع کار پر نامہ اور جام شربت اپنے ملازمون سے رکھوا کر باواز بلند فرمایا کہ
اے سرداران لشکر اسلام واے دلیران سپاہ اہل اسلام خیر انجام تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ یہ جام
شربت پیے اور اس نامے کو حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار تک پہونچا کر جواب اس نامے کا لائے
ہنوز صاحبقران نے بابت نامہ بری ارشاد کیا تھا کہ یکایک اپنے دنگل سے مملوک بن مالک
نے اٹھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین نامے جاؤن صاحبقران نے فرمایا تم کو اختیار ہے مملوک بن
مالک نے وہ جام شربت نوش کر کے بیڑہ پان کا کھایا اور اس نامے کو باحترام اپنی کلاہ زرین مین رکھکر
بالاے سر رکھا بعد میں دربار سے باہر جا کر اپنے لشکر سے ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار منتخب کر کے مرکب
پر سوار ہو کے اُن کو اپنے ساتھ لے کر سوئے قلعہ سبز نگار مرکب کو جولان کیا ہنوز دلاور مذکور قلعہ
مذکور تک نہ پہونچا تھا کہ جتہ سنگ پانے اپنے بادشاہ حسین سبز قبا سے جا کر مملوک بن مالک
کے نامے لے کر آنے کی خبر بیان کی شاہ مذکور نے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو انواع واقسام کی زینتون
سے مزین کیا جائے اور نامہ دار کو نہ روکا جائے بلکہ اُس کے استقبال کے واسطے اپنے وزیر دانشمند
واکثر امراے نامی کو بجمعیت سپاہ کثیر روانہ کیا وزیر وامراے مذکور نے ہمراہی سپاہ کثیر قلعہ سے باہر جا کر
مملوک بن مالک کا استقبال کیا بعدہ اُسکو بصد عزت وحرمت داخل قلعہ کیا جب مملوک
بن مالک داخل قلعہ ہوا ہر طرف براے سیر نگران ہوا شہر کو پاکیزہ وآباد دیکھا مرد وزن کو نہایت
حسین وخوبرو پایا شہر مین عمارات پختہ ونفیس بکثرت نظر آئین سوا اس کے شہر کو انواع واقسام کی
زینت وآرائش سے آراستہ دیکھا مگر جملہ ساکنان قلعہ مذکور کو بے دین وبداعتقاد پایا کہین مسلمان و
خداپرست نہ دیکھا غرضکہ دلاور موصوف شہر کی سیر کرتا ہوا دربار حسین سبز قبا مین پہونچا دربار کو نہایت
آراستہ پایا انواع واقسام کی زینتون سے مزین دیکھا سرداران سپاہ وامرا ورفقا کا مجمع دربار مین دیکھا
ہر ایک کو حسب قدر مراتب دنگل کرسی سیمین وغیرہ پر باادب بیٹھے دیکھا اور صدر دربار مین بالاے تخت زرین
حسین سبز قبا کو تاج جواہر نگار بر سر قباے شاہی در بر کئے ہوئے بیٹھا ہوا پایا جب مملوک
بن مالک قریب شاہ مذکور پہونچا بادشاہ نے بھی نامہ دار کو شاہزادہ وذی عزت جان کر کچھ تخت
سے اٹھکر استقبال کیا یا کرنا چاہا اور نظر اٹھا کر دیکھا نامہ دار ممدوح نے موافق دستور سلام بطرز اہل اسلام
کیا شاہ مذکور نے قریب اپنے بالاے دنگل زرین وجواہر نگار اشارہ بیٹھنے کا کیا نامہ دار اسی دنگل پر
بیٹھا اسی وقت شاہ مذکور نے ایک ساقی کو کہ وہ خداپرست تھا طلب کیا وکشتی شراب کی مع شیشہ و
ساغر لے کر حاضر دربار ہوا پھر بایمار بادشاہ ساقی نے جام بلورین شراب ناب سے بھر کر مملوک
بن مالک کو دیا اُس نے اُس کو مسلمان پاکر جام اُس کے ہاتھ سے لے کر شراب پی جب نشہ شراب
ہوا اور دماغ بادہ تند وتیز سے گرم ہوا یکبارگی منہ نامہ دار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
شاہ مذکور نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے شاہ مذکور سے احترام نامہ مذکور کا کرا کر جیسا کہ

قاعدہ و دستور ہی اُنھیں شرائط پر شاہ مذکور سے عمل کرا کر کلاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا کو دیا اُس نے نامے کو باحترام لے کر میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سر نامے کو چاک کرکے نامہ نکال کر حکم بادشاہ سے باواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سُنکے اپنے وزیر دانشمند سے بمقدمہ جواب نامہ مشورہ کرکے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب کے یہ عبارت جواب مین اس نامے کے بالاے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام نامہ آپ کا ہمین پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہمکو ہدایت دین اسلام کی کی ہی ہمین مسلمان ہونے مین سوا اس کے اور کوئی عذر نہین ہی کہ فہیم عالی جو عامل زبردست تھے جنھون نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چارون قلعے مع تین قلعدار کہ جن کو آپ نے کسی تدبیر سے قتل کیا ہی اور ہم کو اب تک اُن کے قتل ہونے کی حیرت ہی بناے تھے اور ایک شاخ گل نرگس اس قلعے مین بالاے طاق رکھ گئے تھے اور یہ کہہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہین اُنھین خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا اُسوقت سے ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہین باین دلیل قوی اُن کو خداوند اپنا جانتے ہین کہ فہیم عالی کو یہان سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید گذرا ہی اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اُسی طور سے سر سبز ہی ذرا بھی خشک و پژمردہ نہین ہوئی ہی نہ وہ گل نرگس سوکھا ہی اُسی طرح سے اب تک تر و تازہ ہی اور شاخ بھی ہری ہی اگر ہمکو اسرار گل و شاخ مذکور کے سر سبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جاے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جائے تو بیشک ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند سمجھانین اور آپ کی ہدایت پر عمل کرین اگر آپ اس باب مذکورۂ بالا مین کوشش کرکے اسرار سر سبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دین تو پھر ہم بے عذر و انکار مع اپنے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جائین ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہین ہی فقط مسلمان ہونے مین یہی عذر ہی کہ کیا وجہ ہی جو برسون سے شاخ مذکور اُسی طور سے سبز و شاداب ہی اس مین کیا بھید ہی جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے مین وہی نامہ مع جواب رکھکر سر بمہر کرکے سر نامہ حسب قاعدہ درست کرکے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ مملوک بن مالک کو دیا پھر کشتی خلعت فاخرہ کی کہ لائق بادشاہون کے وہ خلعت تھا طلب کرکے مملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے مخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت صاحبقران مین آیا نامہ مذکور دے کر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا بعدہٗ اپنے دنگل پر بیٹھا صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کرکے کچھ نہ فرمایا جب دربار برخاست ہوا امیر باتوقیر اپنی بارگاہ مین گئے طیفور گرد پا بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گرد پا سے تخلیے مین فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سر سبز رہنے شاخ گل نرگس کا ظاہر ہو تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اُس کے دین اسلام اختیار کرین ترقی دین اسلام ہو خواجہ طیفور گرد پا نے عرض کیا کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائین شاید اُس سے کچھ حال سر سبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر باتوقیر نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اُس کو مثل سابق روشن نہ پایا طیفور نے عرض کیا کہ مین اس بارے مین کوشش کرونگا چنانچہ اُسی روز سے طیفور گرد پا نے نہایت ضعیف لوگون سے جا کر یہ دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہی سب نے تو بیان کیا کہ ہمکو آگاہی نہین ہی لیکن ایک مرد پیر زن مین گیر از حد ضعیف

ہمہ تن پوست واستخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ مین رہنے والا شام کا ہون عنوان شباب مین
اپنے وطن سے یہان آیا تھا اُسی زمانے مین مجھسے اور فہیم عاملی سے رسم وراہ ہوگئی تھی کہ اکثر مین
اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عامل کامل علم وحکمت وعمل خوانی مین وحید روزگار
تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم وحکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چارون قلعے
زر لا تعد صرف کرکے بصد فکر وکوشش بنوائے تھے تین قلعہ دار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر
کیا تھا اور قلعون کو آباد کیا تھا پھر وہ یہان سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک صحرا ہی وہان گیا تھا
اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہان اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اس طرف سے جو کوئی
گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا
ایک روز مین دور تر اُس باغ سے ایک بلندی پر جاکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین ایک مسافر اُس طرف سے
گذرا جب وہ حد باغ طائران مین آیا دیکھا مین نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر
بیٹھے اُن مین سے جو طائر سبز تھا اور سب طائرون سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ
سے آنکھ ملائی با آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن
آوارہ وطن فی الفور گھُل کر پانی ہوگیا وہ طائر سبز رنگ باغ مین چلے گئے مین یہ حال عجیب وغریب بچشم خود
دیکھکر حیران وپریشان خاطر افتان وخیزان اپنے مکان مین آیا پھر سُنا گیا کہ فہیم عاملی جانب پردۂ
قاف گیا ہی اُس زمانے سے اب تک وہ یہان نہین آیا نہین معلوم وہ زندہ ہی یا مر گیا اس قدر حال مجکو
معلوم ہی سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہین ہی کہ جس کو اس قدر بھی حال معلوم ہو خواجہ طیفور
گردپا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سُنا تھا وہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر بیان کیا
امیر باتوقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کرکے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمھارا کیا مذہب ہی اور تمنے
کیا یہان آگے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یہ فدوی اہل اسلام سے
ہی بعد اس کے جو کچھ حال طیفور گردپا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان
کرکے کہا کہ افسوس فہیم عاملی نہین معلوم ہم سے جدا ہوکر کہان گیا اب زندہ ہی یا مر گیا یہ کہکر پوچھا کہ
آپ نے مجکو کیون طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عاملی کا کیون مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ
فہیم عاملی تو پردۂ قاف مین جاکر مر گیا پردۂ قاف مین اُس کا بنایا ہوا طلسم ہی ہمنے بعنایت الٰہی اور بہدایت
لوح طلسمی فتح کیا یہان آکر تین قلعدارون کو بھی بہدایت لوح طلسمی قتل کیا قلعون کو اپنے قبضے مین
مین کیا ہی حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہم نے ہدایت دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر
دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہی کہ فہیم عاملی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہی وہ سر سبز
اب تک کیون ہی اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہین اگر شاخ مذکور کے سر سبز رہنے کا
اسرار ہم پر آشکار ہو جائے یا وہ شاخ سوکھ جاوے تو ہم بے عذر دین اسلام اختیار کرلین پس اگر تم کو کچھ
حال سر سبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تم نے کہا وہ تو ہم نے سنا مرد شامی
نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یقیناً تو مین عرض کر نہین سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہون کہ عجب نہین کہ بنائے
باغ طائران باعث سر سبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہان تک جانا نا ممکن ہی کوئی سرحد باغ مین قدم
رکھکر زندہ رہ نہین سکتا ہی جیسا کہ قبل اس کے مین نے بیان کیا ہی کہ ایک طائر سبز افسوس کہتا ہی اُسکے
کہتے ہی وہ شخص جس نے سرحد باغ مین قدم رکھا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی آج تک کوئی اُس راہ سے زندہ

یہانتک نہین آیا ہو اب راستہ بند ہو کوئی اُدھر نہین جاتا ہو ایک صحرائے مہیب اُس باغ کے پاس ہو گیا ہو وہ راہ نہایت پر خوف و خطر ہو ضروری اُس راہ مین جان کے جانے کا خوف ہو یہ حال بیان کرکے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے بناء باغ طائران سبز فہیم عالمی کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شامی دعائے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شامی کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ مائل بہ سیاہی ہو گئی تھی آب طاہر سے دھو کر صحرا مین ایک خیمہ استادہ کرا کر برجوع قلب خداوند عالم سے اس امر مین دعا کی کہ یہ لوح طلسمی روشن ہو جائے اور حال سے سرسبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین ہو دعاے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہو جانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عالمی نے قلعہ سبز نگار مین بالاے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فتاح طلسم شمشیر جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سرسبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہو کہ فہیم عالمی نے بزور اپنے عمل کے چند جنون کو باغ مین طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہو اور اُسی باغ مین اُن کو مقرر کیا ہو اُن مین سے ایک طائر سبز کلان ہو جب کوئی شخص حد مین باغ مذکور مین قدم رکھتا ہو وہ طائر مع دیگر طائرون کے بالاے دیوار باغ آتا ہو اور اُس شخص کو دیکھکر باواز بلند کہتا ہو افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہکر خاموش ہوتا ہو وہ شخص پانی ہو کر بہ جاتا ہو نام اُس طائر سبز کلان کا غراب جنی ہو وہ اسی کام پر مقرر ہو تاوقتیکہ وہ طائر کلان ہلاک نہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہو کہ یہان سے سوے باغ مذکور تنہا جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا مین قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پر آئین گے اُسوقت کہو کہ اے غراب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عالمی مر گیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینون قلعے یعنی قلعہ سرخ نگار اور قلعہ زرنگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہو گئے قلعہ داران یعنی غوغاے رعد آواز و ببران گج ابرو و محیط رو و بکن تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہو گئے اب صرف قلعہ سبز نگار باقی ہو وہ فتح نہین ہوا ہو انشاء اللہ تعالی قریب وہ بھی فتح ہو جائے گا وہ شاخ گل نرگس جو فہیم عالمی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی ہو وہ بھی خشک ہو جائے گی تیری اجل آئیگی دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے مین ہو یہ کہکر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلان نہایت غمگین ہو کر باواز بلند و دردناک افسوس کہے گا اُسوقت تجکو لازم ہو کہ یہ اسم اعظم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہو تین مرتبہ پڑھکر تیر پر دم کرکے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار کھولنے اور افسوس کہنے کی مدت مین تیر تمھارا اُس کے حلق مین پہونچکر پشت سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمھاری حاصل ہوگی اور اگر کچھ دیر تیر لگنے مین کمی کی تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہو کر بہ جاؤ گے کچھ بھی لوح طلسمی تمھاری حفاظت نہ کرے گی لہذا لازم ہو کہ جلدی تیر کے لگانے مین کرنا اور حتی الامکان اس طرح تیر تاک کر لگانا کہ تیر خطا نہ کرے ورنہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہوگا اور اب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر اُس اسم اعظم الہی کو یاد کرکے روبرو ئے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور تمام حال اپنا بیچ کے اُٹھالے جانے کا پردۂ قاف مین پہونچنے کا وہان تور جنی سے ملنے کا اور لوح کے حاصل کرنے کا پھر طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہٗ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کرکے عرض

کیا اب ہم کو لوح طلسمی نے جو ہدایت کی اُس پر عمل کرنا ضرور ہی تاکہ وہ شتاح گل نرگس خشک ہو جائے غراب جنی مارا جائے یہ مرحلہ بھی سر ہو جائے حسنین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جائے لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہین جانب باغ طائران سبز جاتے ہین اگر دو تین روز کی مدت مین ہم وہان سے یہان آجائین تو فہوالمراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے براہ عدم اختیار کی دنیائے فانی سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم والم مین حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہان سے مع لشکر کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہان قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہان آجائے تو اُس سے حال ہمارے انتقال کا کہہ دیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف مین جا کر صاحبقران اعظم وسلیمان صاحبقران وسلیمان کوچک وجواہر پری ہماری زوجہ منکوحہ سے کہدے وہان بھی سب کو حال انتقال ہمارا معلوم ہو جائے اور بعد ہمارے انتقال کے ہمارے دفن وکفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران سبز مین نہ جائیے گا ورنہ خدانخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران سبز سے دستیاب نہوگا ہم پانی ہو کر بہ جائین گے استخوان بھی باقی نہ رہین گے ایسی صورت مین صبر کیجیے گا ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہی خداوند عالم فتحیاب کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد ومحزون ہو کے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت وصعب ہی کہ جان کے جانے کا خوف ہی تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہی آپ کی ذات سے جملہ امور کا انصرام وانتظام ہی اور بہت مردان لشکر اعلےٰ ادنیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین بغیر آپ کے یہ جمعیت درہم وبرہم ہو جائے گی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہی سفر مین ہو یا حضر مین بلکہ ہر ایک مخلوق کا اپنی نگہبان ہی جب تک اجل نہین آتی ہی کوئی کسی کو ہلاک کر نہین سکتا ہی جس وقت قضا آجاتی ہی اگرچہ قلعہ مستحکم مین بھی کوئی ہو زندہ رہ نہین سکتا ہی پس اگر ہماری اجل آئی ہی تو یہان بھی رہنے سے اور وہان بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہون گے اور اگر حیات ہماری باقی ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہان سے حد باغ طائران سبز مین جا کر حسب ہدایت لوح طلسمی غراب جنی کو ہلاک کر کے مع الخیر یہان پھر چلے آئین گے آپ کچھ تردد نہ فرمائین ہمارے جانے سے متردد ومحزون نہون دعا فرمائین بادشاہ ممدوح نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپ کا مصمم جانے کا ہی تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلین گے تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہمین ایسے حال مین تنہا آپ کا جانا گوارا نہین ہی امیر با توقیر نے عرض کیا کہ ہم کو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہی کہ یہان سے جانب باغ طائران سبز تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل کر سکتے ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام وجملہ سرداران نیک انجام گفتگوے صاحبقران عالی مقام سنکے بمجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہو کر لوح طلسمی کو اپنے گلے مین ڈال کر بسم اللہ اور آیۂ نصر من اللہ زبان پر جاری کر کے سوے باغ طائران سبز چلے خواجہ طیفور گرد یا ہمراہ رکاب ہوئے ہر چند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ مقدمہ طلسمی ثابت ہوتا ہی لوح نے تنہا جانے کا حکم دیا ہی لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یہ فدوی وجان نثار و خیر خواہ اکیلا ہرگز آپ کو جانے نہ دے گا خود بھی ہمراہ رکاب چلے گا صاحبقران نے لاچار ومجبور ہو کر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گذرے یہان آکر بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہدینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور گرد یا بھی بعدہ

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے
دیکھا کہ صحرائے مہیب ہی اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہی سناٹا ایسا ہی کہ دل کو
وحشت ہوتی ہی بلکہ زہرہ آب ہوتا ہی ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہی اول تو میدان ہی
اگر کچھ درخت کلان بھی ہین تو وہ آپس مین گنجان ہین جسوقت وہ ہوائے تند سے حرکت مین آتے
ہین اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہین اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہی وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہی
کہ پناہ بذات خدا اگر رستم پہلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہو جائے سوا اس کے صاحبقران
نے دیکھا کہ صحرا مین ہوائے تند سے جا بجا گرد و غبار بلند ہو رہا ہی غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہی
گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشت ناک ہی کہ غبار بھی اُس سر زمین دشت سے سوئے فلک گریزان ہی
کوسون تک نہ چاہ ہی نہ چشمہ ہی نہ کوئی پرند ہی الاکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندون کے نظر آتے ہین
صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور کر دیانے قریب
آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پر خوف و خطر ہی باوجود
اس کے کہ مین نے اکثر صحرا دیکھے ہین مگر ایسا مہیب و پر خطر صحرا کوئی نہین دیکھا ہی صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمھارے پر خوف و خطر ہی لیکن ہمین علانا ضرور ہی اول تو
ہمکو ترقی دین اسلام کی مدنظر ہی اسوجہ سے اس صحرائے جان ستان مین قدم رکھا ہی تاکہ باغ کی
سرحد تک مین جا کر موافق ہدایت لوح کار بند ہوں یہ مرحلہ سر کرین تاکہ گل نرگس خشک ہو جائے
حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ طیبہ پڑھکر دائرہ دین اسلام مین آئے دوسرے
ہم کو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہین اگر خوف جان سے اس جگہ سے آگے نہ جائین تو اہل دنیا
ہمین کیا کہین گے ہم خود بھی یہان سے بے نیل مرام سوئے لشکر جانا خلاف ہمت جانتے ہین بھیا
اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہان سے آگے جاتے ہین وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہی تم ہمکو دیکھتے
رہنا اگر خدانخواستہ ہم سرحد باغ مین پہونچکر ہلاک ہو جائین تو ہمارے پاس نہ آنا اسی جگہ سے
سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران اسلام سے
کہدینا ہم نے تم کو مکرر تاکیداً فہمائش کی ہی یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پھر کمان کیانی دوش سے
لے کر ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی جس کو گوشہ لوح پر دیکھکر یاد کر لیا تھا تین مرتبہ زبان پر
بہ رجوع قلب جاری کر کے تیر کو چلہ کمان مین رکھکر تھوڑی راہ طے کر کے سرحد زمین باغ طائران سبز
مین قدم رکھا فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران نے طائرون کو
دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے غراب حبشی آگاہ ہو کہ مہتم طلسم کشائے طلسم ششیر جنبان دیکھ یہ لوح طلسمی
میرے گلے مین ہی لاکہ فہیم عاملی نے پردہ قاف مین جا کر اندرون طلسم ششیر جنبان قبر مین اپنی لوح
طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم ششیر جنبان فتح کیا
برق جادو بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردہ قاف سے یہان آکر عوغائے رعد آواز
و بہران کج اسر و محیط ار وئین تن کو حسب ہدایت اسی لوح کے قتل کیا ہر چند کہ وہ طلسم بند
تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے ببرکت اسمائے الٰہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہان ہم آگئے ہین تجکو
بھی قتل کرین گے فہیم عاملی دنیا سے جا چکا ہی تجکو بھی اسی کے پاس روانہ کرین گے بہت دنون
تو نے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہی ہوشیار ہو جا ہم تجکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہان آئے

آئے ہین یہ سنکے اُن مین سے جو طائر سبز رنگ سب طائرون سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر باتوقیر بہ نظر تند و تیز دیکھکر منقار اپنی وا کر کے کہا افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت پروردگار عالم سے وہ تیر عین اُس کے حلق مین لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانہ تیر مذکور ہوکر دیوار باغ سے بالائے زمین گرکر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مرگیا وہ طائران سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہوکر روبروئے صاحبقران آکر بادب سلام کرکے یون ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عاملی نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپ نے تیر مارکر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اُس کا یہ پڑا ہے اس باغ مین قید و معین کیا تھا ہم سب بصورت طائران سبز رہتے تھے تاکہ شاخ گل نرگس جو فہیم عاملی نے بزور عمل تیار کی تھی سرسبز رہے اب غراب جنی آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب تر و تازہ نہی ہو گی خشک ہوگئی ہوگی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپ کو دے دنیا مین تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر پاے صاحبقران پر گرے امیر باتوقیر نے اُن کے سر اٹھاکر اپنے سینے سے لگائے اتنی دیر مین طیفور کو دیا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کرنے لگا بعدہٗ غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہوگئی وہ وحشت اُس کی باقی نرہی صاحبقران نے ان جنون سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پاس جاؤ ہم بھی وہان آتے ہین اور تمام حال فہیم عاملی کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے کہنا کہ عامل مذکور نے ہمکو عمل کے زور سے باغ طائران مین اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس سرسبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عاملی نے پڑھکر ہمکو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی عمل تھا کہ جس سے شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہوگیا اور ہم اپنی صورت اصلی پر آئے وہ شاخ گل نرگس جو بالائے طاق اس قلعے مین عامل مذکور نے رکھی تھی ہری نرہی ہوگی اُن جنون نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہین اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجا لاتے ہین کیونکہ آپ ہمارے محسن ہین آپ نے ہمین قید سے رہا کیا ہے یہ کہکر وہ چند جن نظر سے غائب ہوکر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد اُن کے جانے کے امیر باتوقیر نے اُس باغ طائران مین جاکر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہوگیا ہے گل و غنچہ و ثمر و نہال و نخل سب سوکھکر کانٹا ہوگئے ہین پہلے سرسبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی باغ پر خزان آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی کھل گیا صورت صحرا بھی بدل گئی ہے صاحبقران نے اُس باغ طائران کو چہار جانب سے دیکھکر تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر طیفور کو دیا سے فرمایا کہ مقدمہ عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے دور سے دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے وہ کیسے سرسبز و شاداب دکھائی دیتے تھے بوے گلہائے رنگا رنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ وہی ہے کہ خاک اُڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہین ہے سب خشک ہوگئے ہین طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہوگیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دور خزان کا وقت آگیا ہی آپ نے یہ عجب کار نمایان کیا ہی اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نکر کے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچائی تیر جو آپنے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق مین لگایا تھا اُس نے خطا نہ کی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی سر ہوگیا یہ ہمت و حوصلہ وجرأت آپ کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوف وخطر مین قدم نہ رکھتا کہ یہان جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ لوح طلسمی نے بھی ہدایت کی تھی کہ طائر سبز کلان کو اسم اعظم الٰہی تیر پہ دم کرکے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہوکر بہ جاؤگے الحمد للہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہوگئی ہوگی کیونکہ حیات غراب جنی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عاملی یہی تھا محض اسی واسطے کیا تھا کہ جبتک غراب جنی زندہ رہے اور بصورت طائر سبز رنگ رہے شاخ گل نرگس بھی سر سبز وہری رہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور کردیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ وطائر کے کہا سچ کہا فہیم عاملی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت دراز تک ہرا رکھکر ہزارون بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہین معلوم اُس نے پھر کیون یہ امور خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کرکے گمراہ کیا تھا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو کہ ہم اس سے آگاہ نہین ہین یہ فرما کر اُس باغ خزان رسیدہ سے باہر تشریف لاکر مرکب پر سوار ہوکر طیفور کو دیا کو ہمراہ لے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوگئے اثناے راہ مین جو لوح کو دیکھا سراسر اُس کو تاریک و تیرہ پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہی جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہی وہ سب امور ہو چکے اسوجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر مین نہ کرے گی یہ سمجھ کر بصد خوشی ومسرت مرکب کو جولان کرکے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران تو مع اپنے عیار کے سوئے قلعہ سبز نگار جاتے ہین مگر اب

دو کلمہ داستان اُن جنون کے مع دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

محفل مین دیکھ بھال کے پہچانتے نہین
ناآشنا بنے ہین مجھے جانتے نہین

ہم بھی کبھی تھے آپ کے مدنظر جناب
اب آپ ہم کو جانتے پہچانتے نہین

حاضر ہین وار سینے کو میرے دل و جگر
کیون تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہین

بدلا نہ مین نہ آپ ہوئے دوسرے حضور
پھر کیا خطا کہ بات مری مانتے نہین

سب عہد بھولے دوستی دو دن نہ نبھ سکی
اپنے پرانے قول وہ گردانتے نہین

دل دے کے مین نے آپ کو دشمن بنالیا
ہان ہان بجا ہی آپ مجھے جانتے نہین

جب وہ جن حسب الحکم امیر با توقیر دربار مین حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہونچے دیکھا کہ وہ بادشاہ بالاے تخت حکومت بیٹھا ہی جملہ اہل دربار یمین و یسار علی قدر مراتب دنگل کرسی وغیرہ پر باادب بیٹھے ہین دربار نہایت آراستہ ہی ہنوز وہ جن بصورت انسان خوش رو بالباس نفیس وپاکیزہ دربار مین داخل ہوئے تھے بھی بادشاہ مذکور کو سلام بھی نہ کیا تھا کہ شاہ قلعہ سبز نگار نے اُن کو دیکھکر برہم ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو بے حکم و اجازت ہمارے دربار مین

ہمارے کیون آئے ہو کیا مطلب ہی کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت لے کر یہان آئے
ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزاے سخت دیجائیگی کہ دربار مین ہم ایسے بادشاہ کے
بے طلب وبے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی اُنھون نے
بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم دراصل جن ہین فہیم عالمی نے ایک عمل
اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز بغرض سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کے بناکر
باغ طائران مین چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعے مین بالاے طاق
رکھدی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جان کر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اُسی شاخ
کو اپنا خداوند جانتے ہین فہیم عالمی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ
کیا تھا نہین معلوم اس باب مین اُس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل جدید جاری کرکے بندگان خدا کو
گمراہ کرکے مرگیا اب مقام شکر کا ہی پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پردۂ قاف
مین جاکر لوح طلسمی قبر سے فہیم عالمی کے کسی تدبیر سے حاصل کرکے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کیا بادشاہ
طلسم مذکور کو کہ نام اُس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہان آکر بہدایت لوح
طلسمی غوغاے رعد آواز وبہران کج ابرو وخیطار ومین تن کو قتل وہلاک کیا کہ یہ ہرسہ
پہلوانان نامی طلسم بند تھے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہ ہوسکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے
وہ باغ جس کو فہیم عالمی نے بزور عمل سرسبز وشاداب ہمیشہ کا بنایا تھا اور ہم سب جنون کو بصورت
طائران سبز بناکر باغ مذکور مین قید کیا تھا اُسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کردیا غراب جنی
کو جس کو کہ ہمیرا افسر کیا تھا اُسے قتل کیا ہی لاشہ اُس کا ابھی تک درباغ مذکور پہ پڑا ہی باغ خشک
ہوگیا ہی رنگ دگرگون ہوگیا ہی ملاحظہ فرمایئے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہوگئی ہوگی ہم حسب الحکم
صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکورہ کے آپ کے پاس آئے ہین وہ جناب بھی تشریف لاتے
ہین غالبًا تھوڑی دیر مین اس دربار مین داخل ہونگے حسین سبز قبا نے تمام حال اُن جنون
سے سنکے متحیر وخوش ہوکے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ حسب الحکم کرسیون پر بیٹھے شاہ مذکور نے
اُسی وقت اُس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اُسے خشک پایا ازحد خوش ہوکر صاحبقران کے کارہاے
نمایان پر بجاے خود تحسین وآفرین کہکے حکم دیا کہ دربار ہمارا مع تمامی شہر انواع واقسام کی زینتون
سے ایک دو ساعت مین آراستہ ہو تاخیر نہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد جلد ہر قسم
کی زینتون سے ایسا مردم نے آراستہ کیا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت مین
اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہوگا اور اس طرح اپنے شہر کو بھی زینتون سے رونق دی ہوگی
جب دربار وشہر بخوبی تمام آراستہ ہوچکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف
کا ہوا بلکہ جملہ اپنے اراکین دولت واعیان مملکت کو حکم دیا کہ جلد بجمعیت تمامی ہمارے لشکر کے
سوے باغ طائران سبز جاؤ غالبًا وہ اثناے راہ مین تم کو ملینگے اُن کا استقبال باحترام وتعظیم و
تکریم کرکے یہان اُن کو لاؤ اُنھون نے عجب کار نمایان کیا ہی ہم سب کو فہیم عالمی نے شاخ گل نرگس
طاق پہ رکھکر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر وشجاعت سے اُس شاخ کو خشک کردیا ہی جو
اسرار ہرا رہنے شاخ مذکور کا تھا وہ ہم پر ظاہر کردیا ہی نہایت ہم پر احسان کیا ہی گمراہی سے بچایا ہی
راہ راست کی ہدایت کی ہی ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج اُن کی بدولت اپنی

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عالمی نے ہم سے عجب بدسلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے ظاہر ہوجانے اسرار شادابی گل نرگس کا جشن کرین گے سامان جشن کے مہیا کیے جائین گے ارباب نشاط طلب کیے جائین گے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریر بادشاہ سنکے اُسیوقت مع جملہ مردمان سپاہ کے کہ تخمیناً اسّی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان وشادان تشریف لاتے ہین ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گردیا ہین ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی باادب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض براے استقبال جناب آئے ہین بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبزنگار چلے چونکہ اُسوقت چند ہرکارے لشکر اہل اسلام اُس جگہ واسطے بالادوی کے ونیز خبر کے آئے تھے اُنھون نے تمام حال دیکھکے اور کچھ باتین سنکے شکر خدا کیا بعدہٗ صاحبقران موصوف کو باادب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بعد خوشی وخرمی روانہ ہوئے لشکر مین پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر سر دربار اسطرح اوصاف حمیدہ وثنا و دعاے شاہ موصوف حسب دستور قدیم بجا لاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این نظم

تو گر درا ز صولت آتش امان دہد
ہرست چرخ واختر بخت تو نوجوان
گشت حکم تو بہ سایۂ چتر آشیان دہد
اعجاز موسوی نبود ہر کجا کسے
اقبال درکف چو تو صاحب جہان دہد
ہر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تا روز بوسہ بر قدم پاسبان دہد
در عہد چون تو شاہی کز فضلۂ سحاب
گاہ از شہاب سوزن وگہ ریسمان دہد

ہر جا کہ رایت از در تدبیر وا شود
آن بہ کہ پیر نوبت خود با جوان دہد
ہر آہنے کہ بر سر چوبے کنند راست
چوبے شعیب وار بدست سنان دہد
در رزم رستمی تو در بزم حاتمے
قہرت چو آب اُو بزبان سنان دہد
پوشیدہ زہرہ جامۂ زربفت مشتری
دستور چرخ رایت دریا وکان دہد
بادا چنانکہ کسوت عمر ترا قضا

اے خسروی کہ حفظ تو ہنگام اہتمام
تقریر برو سادہ حکمش مکان دہد
فرہماے سلطنت آنرا بود بحق
چون رمح تو چگونہ قرار جہان دہد
صد شر از این جہان گذرد تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح ہر آن دہد
در گرد بارگاہ تو کیوان شب نطاق
محتاج خرقہ الیست کہ طیلسان دہد
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
یکسر طراز مملکت جاودان دہد

اُسوقت عنایت خدا و کرم کبریا سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان وشادان مع خواجہ طیفور گردیا مرحلۂ باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے کہ اشارہ سے حسب الحکم حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت وحرمت واحترام قلعہ سبزنگار کو لے گئے ہین لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر وعافیت تشریف لائے ہین اور حسین سبز قبا نے اپنے دربار وشہر کو انواع واقسام کی زینتون سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عالمی نے بالاے طاق قلعہ سبزنگار مین رکھی تھی خشک ہوگئی ہے غالباً اب شاہ قلعہ سبزنگار موافق اقرار مطیع وفرمانبردار ہوکر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر مندرجہ بالا ہرکارون سے سنکے ازحد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکارون کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے جملہ اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام مین تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے مگر رونیا زہوری کے دل

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کا لکھا جاتا ہی

جھکائے سر کھڑا ہون وار تیرا کیون نہین ہوتا
اگر ہونا نہین ہی وصل اُس گل کا تو موت آئے
غضب ہی بھولے پن سے نعش پر میری وہ کہتے ہین
کوئی جا کر بت پردہ نشین سے پوچھدے اتنا
نہین ری مبتلا تیر تو پھر بتلائیے مجکو
یہ باعث ہی کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
ادب لے ہمنفس مانع ہی اُس قاتل کا مقتل مین
شناور بحر الفت کے لب گور آ نکلتے ہین۔

ترے قربان قاتل طے یہ قصا کیون نہین ہوتا
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہی پورا کیون نہین ہوتا
کہو اب وصل کا ہے تقاضا کیون نہین ہوتا
جو پردہ ہی تو پھر غیرون سے پردا کیون نہین ہوتا
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیون نہین ہوتا
مجھے یارون کے کہنے کا بھروسا کیون نہین ہوتا
وگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیون نہین ہوتا
یہ ساری باتین جھوٹی ہین کنارا کیون نہین ہوتا

ہمارے ان کے یہ اک راز ہی پوچھو نہ اے یارو۔
وہ اچھا کیون نہین کرتے ہین اچھا کیون نہین ہوتا

کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر دانشمند و امرائے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبز نگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہی جا بجا سامان خوشی و سرور ہی ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتون سے مزین کیا گیا ہی صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا مین پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کسی قدر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور کو بھی موافق اپنے عہدے کے دربار مین جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علے قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہائے نمایان کیے ہمین آگاہی ہوئی ان جنون سے جو ہمارے دربار مین بیٹھے ہین اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہی تمام حال ہم نے سنا ہی آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہین سکتی زبان آپ کی ثنا مین قاصر ہی نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کر کے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہی وہ باطل ہی آپ کا دین حق ہی شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سر سبزی شاخ گل نرگس ہم پر ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالا مال کیجیے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقع مین دین اسلام دین حق ہی آج تک ہم سب گمراہ تھے فہیم عاملی کے کہنے سے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اُسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اُس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ ہی لائق خداوندی نہین ہی صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سنکے نہایت خوش ہو کے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعدہ حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر اعلی ادنی عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرایشون سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن مین حسین سبز قبا ۱۰

نے بادشاہ لشکر اہل اسلام وجملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطیع بادشاہ لشکر اہل اسلام ہوا
سامان دعوت وضیافت صاحبقران وبادشاہ لشکر اہل اسلام وسرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا
نہایت عنوان شایستہ سے کیا گیا بزم عیش وعشرت وجشن مین ساقیان گلچہرہ ہن وگلبدن حسب الحکم
حسین سبز قبا کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ ہاے بلورین لیکر حاضر ہوئے جملہ اہل بزم عشرت کو
جام پُر از مئے صہباے گلگون دینے لگے ہر ایک مئے ناب خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہان مراد
شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ گلرنگ وخوشبودار مقوی قلب ودماغ وجگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام
ہر ایک بزم عیش وعشرت مین نوش کرتے ہین نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر کہین
اس جلد مین اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آجائے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جائے بلکہ اسی
عرق مقوی قلب ودماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ بین مین خیال ہے الحاصل جب سب اہل بزم عشرت
شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادۂ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان
سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بزم عیش سے لے گئے بعدہٗ نازنینان ماہر ونہایت خوش گلو
یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگین اہل بزم بصد خوشی
ناچ اور گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے محلسرا مین جب سے دختر حسین سبز قبا نے خبر تشریف آوری
صاحبقران سنی ہے اور حال فتحیابی مرحلہ باغ طائران سبز سنا ہے نہایت شادمان ہے کلمۂ طیبہ بھی اپنے
باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اُس کی دختر وزیر دانشمند مسماۃ
فتانہ بہار آرا وجملہ اعلیٰ ادنیٰ عورتین بھی مسلمان ہو چکی ہین سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ
حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی
سے خلوت مین اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دلی بر آئی اس قلعے مین صاحبقران تشریف لائے لڑائی موقوف
ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و
ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت صاحبقران مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور
مذہب اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا مین ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی
بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آراے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینون کا
دیکھین اور سنین وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی صاحبقران سے ہو گی
والد آپ کے یقین ہے کہ صاحبقران ہی سے آپ کو منسوب کرین گے جو شعلہ اشتیاق وصل نکلے گا تمناے
دل بر آئے گی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا مین حسب الحکم حضور سامان بزم عیش وعشرت کرتی ہون
آپ بھی محلسرا مین خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجیے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجکو نہ بھول جائیگا
گاہ گاہ تو یاد فرمائیے گا ملکہ نے کچھ شرمگین اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے ہم تجکو نہ
بھولین گے ملکہ اپنے ہی پاس رکھین گے تو گھبرا نہین خدا وہ دن تو دکھائے ہم نے سنا ہے کہ جس شاہزادی
کے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوتا ہے اُس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح اُن کے یار وفادار نامی و
نامدار خواجہ طیفور گرد پا عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونون ایک ہی جگہ رہتی ہین
فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھا کر سر جھکا کر کچھ شرما کر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجکو حضور کا ساتھ
منظور نہین ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طور سے ہو چار روپیہ کے پیادے نگوڑے عیار مکار سے میرا
عقد ہو حالانکہ وہ عیار بلاے روزگار مجھپر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجکو عیار کا ساتھ منظور نہوگا

یہ ذلت گوارا ہوگی آپ کی وزیر زادی ہوکر ایک عیار سے منسوب ہون باعث میری ذلت ورسوائی کا ہی ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تجکو اپنے عقد کے بارے مین کیا اختیار ہی جو ہم نے قبل اس کے کہا ہی دیکھ ہی لینا اُس کا ظہور ہوگا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر اللہ کے چاہے کوئی کار نیک نہین ہوتا ہی یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہوکر خاموش ہوئی وزیر زادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت محلسرا کی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ اُس کی ہمراز وہم جلیس عورتین بزم عشرت مین بیٹھین نازنین رقص کرکے گانے لگین اُن مین سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی۔ **غزل**

اے دل تجھے اُس کی آرزو ہی
اُن کے مرے آج دو بدو ہی
خلوت مین ذرا تو چلکے سُن لے
ہان حور بھی یون تو خوب رو ہی
اظہار وفا یہ سچ کیسا
اب اُن کو وفا کی جستجو ہے
انصاف ترے ستم کا او بت
اس عشق مین خاک آبرو ہی

وہ لاکھ مین ایک تندخو ہی
اُس بُت کو لکھا ہی حال گریہ
مطلب ہی کی تیرے گفتگو ہی
جب کام کا یہ نہین تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہی
کیا جلوۂ مہر و ماہ دیکھون
محشر مین خدا کے روبرو ہی
کیا سجدہ کرین بتون کی صورت

ہنگامۂ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کہان جمال تو بہ
پھر کس لیے دل کی آرزو ہی
دل کو مرے خاک مین ملاکر
آنکھون مین مری پسند تو ہی
شامت ہی مری جو دل لگاؤن
ہر وقت ہمارے روبرو ہی

اے رشک ملو عدو سے جاکر
ملنے کی جو اُس کے آرزو ہی

ملکہ حسین **گلگون قبا** اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بزم مین بیٹھی تھین سب اشعار غزل سننے لگین بجاے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگین خصوصًا ملکہ اور وزیر زادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہوکر مطربہ کو انعام دینے لگین وہ مطربہ بھی انعام کثیر پاکر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ واصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گاکر غزل اُس نے تمام کی بعدہٗ اُس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پاکر غزلین عاشقانہ گانی شروع کین ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے محلسرا مین تو بزم عشرت آراستہ ہی جیساکہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہی مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسین **سبز قبا** نے آراستہ کرائی ہی تحریر کی جاتی ہی کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو واز حد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جس کا حُسن وجمال مشہور دور دور تھا ہزارون خاص و عام اُس کے اوپر عاشق تھے وہ جفا جو مغرور حُسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق مین مبتلاے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا ابھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسین **سبز قبا** مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر بعد درست ہونے سازون کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم عیش بھی اُس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوئے بعضے جوانان عاشق خو اُس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوئے محو جمال ہوکر سکتہ سا اُن کو ہوگیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اُس کا دیکھکر باہم آہستہ یہ کہنے لگے کہ یہ مطربہ کس قدر حسین ہی کیا خوب اس کا جمال ہی آنکھین مانند چشم غزال کے ہین پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہی عارض مثل گل تر

کے ہین مژگان عجب برچھیان ہین یا تیر دلدوز ہین ابروئے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان کھنچے ہوئے ہین دہن مانند غنچہ تنگ کے ہر بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہی گویا نظر سے مفقود ہی گردن بصورت صراحی بلورین ہی شانے بازو بھرے بھرے ہین کلائی عجب کلائی ہی کہ بغیر ان کے دستیاب ہونے کے عشاق کو نہ کل آئی پنجہ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہین عشاق کے خون سے شاید اس قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہین اگر سر دست یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئین تو عشاق سرفراز ہو جائین روح کو اُن کی راحت ہو دل آرام پاے سینہ وہ گنجینہ حسن ہی کہ جس کو دیکھکر عابد بھی دست ہوس بڑھائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہی یہ دو قمقمہ بلورین ہین یا دو ڈبیان معجون مبہی کی ہین یا یہ دو سرکش ہین کمر اس نازنین کی ایسی باریک ہی کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہی پانون وہ پانون ہین کہ دل عشاق کے پامال کرنے مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین مانند سبزے کے پامال کیا کرتے ہین چال اس کی قیامت ہی کبک دری اس کی رفتار سے محجوب ہی خوشا مقدر اُس کا جس سے یہ نازنین ہم آغوش ہو اہل بزم تو اُس مہ جبین کو دیکھ رہے تھے اور باہم آہستہ اُس کے حسن و جمال کی تعریف کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظرون سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندون نے اُس کے جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم ناچ اور گانا اُس کا بغور دیکھنے لگے تادیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جوانان اہل بزم کے دلون کو اُس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اُس کے ناچنے کی بجاے خود کی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

دو دن کی بہار رہی نمو ہی
سرخی نہین نشہ کی یہ زاہد
مین کون ہون کیا ہی میری عزت
امید وفا کی بیوفا سے

بلبل کی صدا یہ چار سو ہی
آنکھون مین چھلک رہا لہو ہی
اغیار کی اب تو آبرو ہی
کیونکر ہو وہ شوخ تند خو ہی

دل مین ہر بسی ہوئی محبت
کرتے ہین نگاہون مین وہ باتین
دل مین مرے اوبت پریوش
آنسو کی طرح گرا نظر سے

اب ورد زبان تگی تو ہی تو ہی
کیا طرز ہی کیا ہی گفتگو ہی
غم تیرا ہی تیری آرزو ہی
کیا ابر کی خاک آبرو ہی

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سننے لگے تعریف اشعار اور ثنا اُس مطربہ کی اس حسن و خوبی سے گانے کی بجا خود کرنے لگے جب اُس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اُس کو انعام کثیر دیا وہ انعام لے کر بزم سے باہر گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش مین حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم گانا اُس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے اسی طرح چار روز و شب نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کین پانچوین روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھین کہ حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہی ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کرین زر و مال کی آپ کو احتیاج نہین کچھ آپ ملک و مال دوسرون کو دیتے ہین الا ایک نور نظر پارہ جگر کہ جسکو ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین نذر کرتے ہین امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے منہ سبک رو سے حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی مین کہہ دیا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کرین فی الفور ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بمجرد اشارہ کرنے کے ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینے پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

بادشاہان ہی کہ جس شخص کو اپنی دامادی مین قبول کرتے ہین سر بزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا حکم دیتے ہین پس حسین سبز قبانے بھی شاید صاحبقران کو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی اسی وجہ سے دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہی یہ سمجھکے سب شادمان ہوئے امیر باتوقیر نے بھی خوش ہوکر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی صاحبقران نے مسکراکر خاموشی اختیار کی کچھ جواب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہوگیا کہ منظور ہی خواجہ طیفور گردپا یہ رنگ خوشی وشادی دیکھکر پہلے تو خوش ہوے بعدہ جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے چونکہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہوچکا تھا کہ جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہین اُس شاہزادی کی وزیر زادی صاحبقران کے عیار سے منسوب ہوتی ہی پس بنا بر این قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور گردپا پر لگایا خواجہ بھی بہت خوش ہوئے دل مین خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دلی میری بھی برآئی اب فتانہ بہار آرا دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال کرکے ازحد خوش ہوئے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص ونغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی گانا شروع کی تمام اہل بزم بصد خوشی سننے لگے نازنین کو باربار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبا نے زمانہ جشن مذکور مین نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ مین کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے عقد ونکاح کے سعد ومبارک ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کرین گے یہ کہکے نجومیون نے ستارون کی نحوست اور سعادت پر نظر کرکے اور رمالون نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر فکر وغور کرکے متفق الرائے ہوکر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم ہمکو ہمارے علم اور قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ پرسون کی تاریخ سعد ہی کیونکہ ماہ ومہر ایک برج مین یکجا ہون گے قران السعدین ہی اور روز جمعہ ہی دن بھی مبارک ونیک ہی لہذا وقت شب بساعت نیک اگر عقد ونکاح ہو تو خوب ہی مدام زن وشوہر مین دوستی والفت وانس ومحبت ازحد رہے گی اور کبھی نااتفاقی ودشمنی باہم نہوگی حسین سبز قبا نے اُن کی تقریر سنکے بہت خوش ہوکے اُنکو خلعت وانعام دے کر رخصت کیا جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیون اور رمالون کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد ونکاح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پچاس کرور زر سرخ وغیرہ پر بعد ایجاب وقبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور گردپا کا ساتھ فتانہ بہار آرا کے ہوا مگر درباب زیادتی مہر کے خواجہ طیفور گردپا نے انکار کیا تادیر مقدمہ مہر مین گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخرکار صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر تعداد مہر ہم تم کو دین گے تم اُس زر کثیر کو ادائے مہر مین دینا خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے مین سہو فرمائین تو مین غریب ومحتاج کیا کرون گا ادائے مہر کیونکر کرونگا لہذا اسیوقت زر مہر مرحمت ہو تاکہ دل کو میرے اطمینان ہوجائے امیر باتوقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل مین رکھکر کہا کہ دادا جان اس روپیے کو بہت حفاظت سے رکھیے گا کوئی روپیہ اس مین سے کم نہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گننے بھی نپائے ورنہ بیحد نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر تمنے ہمکو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کیا کہ وہ روپیہ موجود ہی دیدیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہی اہل بزم گفتگوے خواجہ پر ہنسے صاحبقران بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے مطلع ہوکر

مسکرایا ناظرین پر واضح ہو کہ مؤلف و مصنف **گلستان باختر** نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی کے سامان کو مثل مانجھا و ساچق و حنابندی وغیرہ کے ترک کیا ہی فقط حال عقد **صاحبقران** و خواجہ **طیفور گرد پا** خلاصہ طور سے تحریر کیا ہی الحاصل جب عقد و نکاح شاہانہ طور سے **صاحبقران** کا ہو چکا اور نازنینان خوبرو نے سر بزم مبارکباد گا کے زر کثیر انعام مین پایا جب شب عقد نصف سے کچھ گذری تو امیر باتوقیر و خواجہ **طیفور گرد پا** بزم شادی سے حسب الطلب محلسرا مین گئے امیر باتوقیر بعد رسوم نسوان اپنی زوجہ ملکہ حسین **گلگون قبا** کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ **فتانہ بہار آرا** کے نزدیک گئے جب دونون عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی برآئی صبح کو **صاحبقران** و خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اُس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی مین دونون طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازمون کو علی قدر مراتب انعام اور جوڑے دیے گئے خلاصہ یہ کہ دونون جانب اس شادی مین لاتعد و بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی لی کی گئی چوتھے روز **حسین سبز قبا** نے **صاحبقران** سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہی یہ بھی ہم نے اسوقت دیدیا **صاحبقران** نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمین احتیاج نہین ہی یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو **حسین سبز قبا** نے **صاحبقران** کی اس سیر چشمی پر بجاے خود ثنا کی اور بزم عشرت و عیش موقوف نکی بدستور اُسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کین بعد چند روز کے **صاحبقران** نے **حسین سبز قبا** سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائین ہمین یہان سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہی اُس طلسم کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کرینگے اب تک تو طلسم مذکور تک پہونچگئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زرد اور یاقوت رنگ پر جنگ و جدال واقع ہوتی **حسین سبز قبا** نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگین ہی یہان کے زن و مرد نہایت خوبصورت شرمگین و باحیا ہوتے ہین خصوصاً عورتین یہان کی بہت صاحبہ عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہین اپنے شہر سے کہین دور جانا گوارہ نہین کرتی ہین میری دختر نیک اختر بھی یہان سے سوے طلسم زلزلہ جانا قبول نکرے گی لہذا اپنے عزم کو موقوف رکھیے سوا اس کے دل کو گوارہ نہین کہ آپ سے جدائی ہو ہمسے کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دین دیدہ و دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دین چندے یہان قیام پذیر ہو جیسے ہم بھی یہان سے سامان سفر کر کے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلینگے **صاحبقران** نے بادشاہ مذکور کے کہنے سے مجبور ہو کر براے چندے قلعہ سبز نگار مین قیام کیا ہی حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب دو کلمہ داستان دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و عراق حسن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ کے بیان کیے جاتے ہین

ہوا نہو جو کبھی فصل گل مین زندانی
مجھے نصیب ہی قسمت سے زمزمہ خوانی

وہ خاک جانے مرا حال درد پنہانی
مگر قفس مین مجھے حسرت و پریشانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

خوشی عروج پہ کرتا ہی سخت نادانی ہوا مین بھر کے نہ تو زمزمہ خوانی
نہ دیکھہ چشم حقارت سے مرغ بستانی کہ جانتا نہین آزاد حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

نہ پوچھہ حال دل زار مرغ بستانی نہین ہی قابل اظہار درد پنہانی
رہون قفس مین نہ کیون صرف مرثیہ خوانی نہ دیدہ گل ہی نہ آب و ہوائے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

مین اس چمن مین ہون وہ نامراد زندانی کہ بال بال ہی وابستۂ پریشانی
فضائے باغ کہان اور کہان خوش الحانی ستا رہا ہی مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

جب جانسوز بن مہترقران نظرکردہ شاہ مردان دنیا سے جانب ملک عدم جانے لگا تھا تو اُس کی زوجہ منکوحہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل مین تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک پرچے پر کچھہ اپنے ہاتھہ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھہ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار و ہوشیار ہو تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا اب مجکو امید حیات نہین ہی عجب نہین کہ دو چار روز مین دنیا سے جانب ملک بقا روانہ ہون بعد میرے تم زیادہ تر میرے غم والم مین نالہ و فغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران مین داخل ہوکر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہان تمھارا دل چاہے وہان سکونت اختیار کرنا اگر فضل و عنایت خدا سے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم مین حتی الامکان کوشش کرنا جاہل اُسے نہ رہنے دینا معلم کے حوالے کردینا تاکہ وہ پڑھہ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے آگاہ و ماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری و فغان جواب دیا تھا کہ خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ تم دنیا مین نہ ہو اور مین تمھاری وصیت پر عمل کرون تم سے پہلے اگر مین دنیا سے سوے ملک عدم چلی جاؤن تو میرے حق مین اچھا ہی پروردگار عالم تم کو زندہ و سلامت رکھے جانسوز نے کہا تھا کہ بظاہر میرا جانبر ہونا دشوار ہی اجل میری قریب آئی ہی آثار قضا ہویدا ہین ہمیشہ دنیا مین کون رہا ہی ایک روز سب کو مرنا ضرور ہی جب خاصان خدا دنیا مین نرہے تو پھر کون رہ سکتا ہی بہت ایسا ہوا ہی کہ شوہرون نے انتقال کیا ہی اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہین جو حکم خدا ہوتا ہی وہ ہوتا ہی تم بھی ہمارے غم مین صبر اختیار کرنا پہلے ہم تمسے دنیا سے جاتے ہین یہ دنیا ایک سرا ہی اس سرا مین اتنی ہی مدت ہمارا قیام منظور خالق خاص و عام تھا اب بظاہر یہان حکم رہنے کا نہین ہی جو اُس کی خوشی بشر کو لازم ہی کہ رضاے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاء الٰہی پر راضی رہو اشکبار و بیقرار میرے غم مین ابھی سے نہو کہ زندہ ہون بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وصیتین کرکے دو چار دن

کے بعد جانسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز وتکفین کے کثرت غم سے لشکر اہل اسلام مین رہنا قبول کرکے دوسری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت وشکل مین بعینہ اپنے باپ کے تھا زوجہ جانسوز عیار نے نام اُس طفل کا دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کر دیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی مدت مین پڑھا اور لکھوا کر اس قابل کر دیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہوگئی تھی ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر جانسوز بن قران کی یہ یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے ایک رقعہ لکھکر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھ لو جب لڑکا تمھارے شکم سے پیدا ہوکر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے مین اُسے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہدینا کہ اے فرزند جو کچھ تمھارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر تمھین لکھا ہی لازم ہی کہ اُس پر عمل کرو پس بمجرد یاد آنے وصیت مذکور کے زوجہ جانسوز بن مہتر قران نے وہ تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچہ کاغذ کو ہنگام قرب رحلت تمھارے باپ مرحوم ومغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھکر ہمین دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہدینا کہ جو کچھ اس کاغذ پر لکھا ہی اُس پر عمل کرو اب چونکہ بفضل خدا سے تمھارا سن گیارہ سال کا ہوا ہی اور مجکو بھی اب تمھارے باپ کی وصیت یاد آئی ہی اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس مین لکھا ہی اُس پر عمل کرو دلسوز نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لے کر اُسے جو پڑھا تو اُس مین بعد دعاے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی ونامور عیار تھے نام اُن کا مشہور جہان ہی خاص وعام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظرکردہ شاہ مردان تھے بعد نظرکردہ ہونے کے وہ تاعمر گرفتار نہین ہوئے ہان جب اجل اُن کی آئی اُسوقت اسیر پنجہ قضا ہوئے تھے کبھی انھون نے عورت بنکر عیاری نہین کی تھی ہمیشہ بصورت مرد عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن کے جاتے تھے اور بضرب بغدہ گران کام دشمن کا تمام کرتے تھے ذیجاہ وذی وقار تھے شہر حلب کے فرمانروا کے دلبند تھے تمکو بھی لازم ہی کہ پیشہ عیاری اختیار کرنا کسی مکار سے مکر وفریب یاد کرنا تم پوتے ہو مہتر قران نظرکردہ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری مین نام برآوردہ ہونا ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا مین روشن کرنا ہمنے برسون لشکر صاحبقران مین رہکر ہزارہا عیاریان کی تھین خلعت وانعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی مانند ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا عیاری ومکاری مین بے مثل ونظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی فرزند ہی جو اپنے باپ دادا کے خصائل وعادات وحرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہین ہی جو خلاف اپنے آبا واجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کروگے زیادہ والدعا دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اُس پرچہ قرطاس مین لکھی ہوئی دیکھی اور اُسکی عبارت کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اُس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہوکے اپنے شوہر کو یاد کرکے کہا کہ اے فرزند باپ تمھارا قبل تمھاری ولادت کے کچھ زر وجواہر مجکو دے کر مرگیا تھا سو آجتک اُسی روپیہ سے مین نے اپنی زندگی بسر کی اور تمھین بھی پالا پڑھایا لکھوایا اب ماشاءاللہ تم

قریب عہد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہی جو تمہارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کرکے زر و مال بقوت بازوے خود پیدا کرو تاکہ تمہاری اور میری زندگی بآرام بسر ہو مین نے تم کو بنہایت محنت و مشقت سے پالا ہی کفار سے اپنے تئین اور تمہین بچایا ہی آبادی شہر کو چھوڑ کر ویرانے مین جاے امن پاکر سکونت اختیار کی ہی دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجکو یہ تحریر دکھا دیتین تو اب تک مین نے بہت کچھ زر و مال پیدا کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زر کی فکر کی جائے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا مگر بالفعل کچھ روپے کی ضرورت ہی سفر مین روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہان سے دور تک جانے کا ہی کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر دلسوز نے پانچ روپیے اُسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہین ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالے رازق العباد ہی کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت مزدوری سے میری بسر ہو جائے گی دلسوز نے وہ پانچ روپیے اپنی مادر سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے خیال رہے گا انشاء اللہ کہین نہ کہین سے مال و دولت حاصل کرکے یہان آکر وہ دولت و مال آپکو دے جاؤنگا بآرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہی چندے زمانہ تکلیف ہی پھر انشاء اللہ زمانہ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جائے گی یہ کہکر لباس اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہو کر اُس کو اپنی جدائی مین گریان چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہی اور بھیڑیے نے بھی دلسوز کو دیکھکر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل مین اپنے خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہون شکار پنجہ گرگ نہ ہون ہر چند کہ اس وقت ہاتھ مین کوئی حربہ کسی قسم کا نہین ہی مگر خدا نے عقل تو دی ہی عقل سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کرکے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت کلان ہی تنہ اُس درخت کا ایسا ہی کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش مین لینا چاہین تو اُس درخت کی جڑ آغوش مین نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر نیچے اُس شجر کے پہونچا اتنی دیر مین وہ گرگ بھی اپنے جنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز اُس درخت کی جڑ مین چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تا دیر اُس گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور برجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہی کہ جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہو کر دعا کرتا ہی تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہی دلسوز کی بھی ایسی حالت مین دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب اتفاق ایک سوار سامنے سے ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیرا ہی دل مین اُس کے رحم آیا فی الفور اپنے مرکب کو کوڑا مارا وہ ضرب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہی ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہی خبردار اس طفل کو ہلاک نکرنا مین آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نہ گھبرانا مین آتا ہون اس گرگ کے پنجے سے تجھے بچاتا ہون دلسوز نے صداے سوار سنکے کچھ سوچکر جانب سوار مذکور نظر کرکے تین چار روپیے گرد اُس درخت کی جڑ کے ڈالدیے اس اثنا مین وہ سوار نیزہ بدست عنقریب

آگیا اُس کے نعرے سے گرگ مذکور خائف ہو کر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب ہو کر چین بجبین ہو کر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار ارے غضب کیا تو نے کہ گرگ زردار کو نعرہ کر کے بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہو کر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا مین بدی و شکایت ہی مین نے تو رحم کھا کر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تو مجھسے شاکی ہی یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجۂ گرگ خونخوار سے بچ گئی از سر نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہی اگر تو بینا ہی تو دیکھ لے یہ چار روپے پڑے ہین ہر گردش مین ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر دیتا تھا ابھی چار ہی روپے چار گردشون مین گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تو نے آ کر اُسے بھگا دیا افسوس ہزار افسوس کہ سو دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ تمام روپیہ اپنے شکم مین بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہی ایسی بات کہتا ہی کہ جس کو عقل قبول نہین کرتی ارے کہین گرگ بھی روپیہ اُگلتا ہی کیا اُسکے پیٹ مین روپے بھرے ہوئے ہوتے ہین دلسوز نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او جوان نادان یہ گرگ اسی طور کا ہی دلیل صداقت میرے قول کی ظاہر ہی دیکھ یہ چارون روپے پڑے ہین کیا ممکن نہین ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت سے گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اُگلے اور اُس کے پیٹ مین روپے بھرے ہون ہر روز وہ زر اُگلتا ہو ہر روز روپے شکم مین پیدا ہوتے ہون سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور کی سنکے روپے زمین پر پڑے ہوئے دیکھکر دل مین کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہی کہ جس کو عقل قبول کرتی ہی بیشک خدا مین ایسی ہی قدرت ہی بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہی وہ جو چاہے کرے یہ باتین دل مین کر کے اُس لڑکے سے کہا کہ خیر اے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا مین اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو گرگ کو مین نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش مین تیرے سامنے ایک روپیہ منھ سے نکال کر تجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہی تو بیان کر دلسوز نے کہا کہ اپنے مرکب سے اُتر کر پیادہ جاؤ دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہی آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہی جب چند مرتبہ اس طور سے تم اُس سے کہوگے اور اپنی ناواقفی ظاہر کروگے اور اُس سے عذر بہت کروگے یقین ہی وہ گرگ پلٹ آئے گا یہ گرگ اس قسم کا ہی کہ آدم خوار مثل اور گرگ کے نہین ہی اگرچہ بظاہر درندہ ہی لیکن کسی بشر کا گوشت نہین کھاتا ہی لڑکون سے کھیلتا ہی روپے دیتا ہی سوار مذکور گفتگوے دلسوز سنکے فی الفور اپنے مرکب سے اُتر کر گھوڑے کو وہین چھوڑ کر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ بآواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار مین تیرے حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر مین نے تجکو بھگا دیا واقعی بُرا کیا مگر وہ گرگ صحرائی عذر سوار مذکور کب سنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل مین کہنے لگا کہ اب یہ گرگ زردار جھاڑی مین جاتا ہی تم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھیرو ہر پھیرے اور ہر گردش مین اس جھاڑی کے یہ گرگ تم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اُگل کر دے گا اُسوقت سے شام تک کی گردشون مین زر کثیر ہاتھ آ جائے گا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیون گوارا کرو اس گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کر کے اپنے گھر لے چلو ہمارے گھر مین درخت کلان نیب کا ہی اُسی درخت کے

گرد ساتھ اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زردار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالے کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ مین اس کے جس قدر روپیہ ہو وہ لے لو اور چھٹی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئیگا اپنے اہل وعیال کے حوائج مین صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی مین چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تاکہ مثل اُس طفل کے مجکو بھی یہ گرگ زردار ایک روپیہ ہر گردش مین دے جب چند مرتبہ گرد
اُس جھاڑی کے پھرا گویا اُس جھاڑی اور گرگ کے صدقے وقربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زردار میرے ساتھ
کیون اس جھاڑی کے گرد نہین پھرتا مجکو کیون نہین مثل اُس لڑکے کے زر دیتا مین تو جوان ہون خوب
گردش کرتا ہون چند گردشین کر بھی چکا ہون تو دیکھ بھی چکا ہی کیا وجہ ہی کہ مجکو ہر گردش مین زر نہین
دیتا ہی کیا تو مجھسے بوجہ وہان سے بھگا دینے کے ناراض وناخوش ہی اگر رنجیدہ ہی تو مین تجھسے طالب عفو
تقصیر ہون خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
تجکو مار ڈالون گا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ مین بھرا ہوا ہی نکال لونگا جان
تیری مفت جائے گی بہتر یہی ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
مین ایک روپیہ مجکو بھی دے گرگ مذکور کب اُس سوار کی تقریر سمجھتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
مانند کتے کے غصہ مین بھونکا کیا سوار تو حرص حصول زر مین پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
مین پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا نے جانے کا پاکر جلد اُس عربی وتیز رو کی پشت پر
سوار ہو کر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پانون سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق رائے
ایک طرف بسرعت وشتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہی اور گھوڑے کو دوڑاے ہوئے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی غضبناک ہو کر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہی گھوڑا میرا کیون لیے جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین آتا ہون دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار نادان وبیوقوف آگاہ ہو کہ منم دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو مین نے کی ہی کیا فریب تجکو دیا ہی اور گھوڑا تیرا لیا ہی اب اس گھوڑے سے صبر کر تجکو یہ اب
کبھی نہ دونگا تو مجھے اب پا نہین سکتا اگر آئیگا تو کیا پائے گا گر دسمند بھی تو تجھے نہ ملے گی گھوڑا ملنا تو کجا مین
جانسوز ایسے عیار طرار خنجر گذار کا فرزند ہون جو کچھ لے لیتا ہون پھر نہین دیتا ہون اور یہ پہلے بھی تجھسے
کہا گیا ہی کہ یہ پہلی عیاری مین نے کی ہی بھلا پہلی عیاری مین جو مال ودولت وغیرہ ہاتھ آئے اسے دیدینا
ایسا ہی کہ جیسے مشہور ہی عوام مین کہ بہنی کے وقت نسیٹ کا ہونا یہ آواز بلند کہکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار کلیجہ اپنا اپنے ہاتھون سے پکڑے ہوئے نالان وگریان پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخر کار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نرہی عرق مین سراپا تر ہو گیا مجبور ولاچار ہو کر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن مین تو تیری یہ چالاکی وہوشیاری ومکر وفریب ہی آگے
جوان ہو کر تو نہین معلوم تو کیا قیامت برپا کرے گا مجھ ایسے زیرک کو تونے فریب دیا اور مین بھی تیرے
فریب مین آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر مین بھی رسالے کا سوار ہون جہان تو جائے گا مین بھی اپنے تئین
وہان پہونچاؤنگا گھوڑا تجھسے ضرور لے کر تجھے قتل کرونگا کہ تونے مجکو اپنے دام فریب مین پھنسایا ہی

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نجاؤنگا رسالے مین جاکر رسالہ دار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منھ دکھاؤنگا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالہ دار صاحب
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جانکر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دینگے نوکری سے برطرف
ہوجاؤنگا روزگار جاتا رہیگا پھر ایسی نوکری نہ ملیگی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلائے عسرت ہوکر ہلاک ہوجائینگے مین بھی کثرت فاقہ کشی سے مرجاؤنگا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آتا ہی حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال دلسوز بن جانسوز کا لکھا جاتا ہی کہ یہ طفل بلائے
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے یہ کہتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہی منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہی آج اس سرا مین قیام کرینگے صبح کو پھر یہان سے روانہ ہونگے دلسوز
نے اُن کی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمھارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہونگے اُنھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہی دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہی سرا مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرونگا
اسوقت تو صعوبت راہ دور و دراز سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تم کو راحت ملیگی دلسوز نے اُن بھٹیاریون کیطرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنلائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے انگیا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لہنگا کمخواب سوتی کا
پہنے ہوئے سر سے پاتک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہی جملہ زیور تخمیناً دو تین ہزار
روپے کا ہی زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہی کہ یہ یہ زیور بناکر پہنا ہی پس اب لازم ہی اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب بھر یہان قیام پذیر ہوکر صبح کو یہان سے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہو لیا اور اُس کے یہان مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھاکر فرش مثل غالیچہ
پلنگ پر بچھاکر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہٗ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ تو یہ روپیہ اسمین دانہ واسطے ہمارے گھوڑے کے لے آؤ اور جو مناسب ہو وہ پکاؤ مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ بڑھکر
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا بی بھٹیاری تمھارا نام کیا ہی اُس نے کہا کہ نام میرا پیاری ہی یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھدو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اس کو دیدو مگر مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نرکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے بھی کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمھاری سرا مین آئے ہین اُس نے کہا کہ میان صاحبزادے جو کچھ تمنے کہا ہی مین وہی کرونگی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری
کے یہان آئے اسباب اپنا اتار کر بیٹھے اتنی دیر مین پیاری کا شوہر آیا اُس کو پیاری نے وہ ایک روپیہ

اور جو کچھ مسافرون سے ملا تھا تمام و کمال روپے پیسے دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیاء خرید لاؤ اور واسطے
گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیاء مطلوب و آرد و گوشت بازار
سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اُس نے جملہ اشیاء اپنی زوجہ کو
دے کر چنے بھگو کر توبڑے مین رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اُسے
پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافرون کے طعام
تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعدہ سیر و سیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر اُن مسافرون
سے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو کہان جاؤ گے کس غرض سے تمنے سفر کیا ہی اُنھون نے تباہی و پریشان
حالی ظاہر کر کے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بہزار دشواری محنت و مزدوری کرتے
ہوئے راہ مین بھٹکتے ہوئے یہان تک آئے ہین ارادہ ہی کہ راجہ **اقبال** بہادر کی خدمت مین
جا کر درخواست ملازمت گذرانین یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ سب مسافر غریب و محتاج ہین ان کے
پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہوگا یہ خیال کر کے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار
ہو کر سب کو خواب غفلت مین پا کر وہ چار روپے جو اس کے پاس تھے اُسنے گھوڑے کی لید مین اُٹھکر
رکھدیے پھر اپنے بستر پر آکر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوئے یہ بھی اپنے بستر سے اُٹھا
وضو کر کے دو رکعت نماز سحر بجا لایا اتنی دیر مین پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اُس سے کہا کہ اے
پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اُس لید مین ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا
کہ میان مسافر گھوڑے کی لید مین کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہوگا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ
لید مین آلودہ کراتے ہو تمکو اس سے کیا فائدہ ہی دلسوز نے جواب دیا اُٹھکر دیکھو تو ممکن نہین کہ
لید مین ہمارے مرکب بے مثل و نظیر کے کچھ نہو یہ وہ گھوڑا نہین ہی کہ جو دانہ کھائے اور لید مین
اُس کی مال دنیا سے نہو بھٹیاری یہ سنکے اُٹھی گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اُس مین سے چار روپے پائے
متحیر ہو کر وہ روپے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمھارے گھوڑے کی لید
مین یہ چار روپے مین نے پائے ہین انھین لے لو دلسوز نے وہ روپے لے کر برہم ہو کر کہا کہ کیون بی
بھٹیاری ہمنے تمسے تاکیداً کہا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تمنے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا
یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہی جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہی اُسی قدر اس کی لید مین زیادہ روپے صبح کو
نکلتے ہین افسوس ہزار افسوس تمنے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اُس نے بھی چار ہی روپے
دیے یہ کہکر محزون ہو کر سر بزانو ہو کر بیٹھا بھٹیاری مذکورہ بالا نے بجاے خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی
نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے مین آیا ہی یہ تو عجب نایاب گھوڑا ہی اکسیر اس کے قدم کی خاک ہی اگر یہ گھوڑا
اس لڑکے سے بمکر و فریب و التجا ہاتھ آجائے تو کیا اچھا ہو دنیا مین مثل میرے کوئی بے محنت و مشقت
روپیہ حاصل نکر سکے کیمیا گری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نہ رہے دو چار مہینے کی مدت مین مالا مال
ہو جاؤن سوداگرون اور مہاجنون کی دولت سے بھی سوا مالدار ہو جاؤن یہ خیال کر کے اُٹھی اور
دلسوز کے پاس آکر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی مین چلو مجھے تمسے کچھ کہنا ہی۔
دلسوز اپنے بستر سے اُٹھکر بمقام خلوت گیا اُس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑ کر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر
بعاجزی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجکو دیدو مین اس کو اپنے پاس
رکھون گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل و نایاب ہی مین اس کو نہ بیچون گا پھر ایسا

گھوڑا اب مجھے نہ ملے گا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہی اُنھون نے سفر کیا تھا گذر اُن کا ایک جزیرے مین ہوا تھا
وہان یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر اُنھون نے قیمت دے کر اِس کو خرید کیا تھا بعد
مرنے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد اُن کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے مین
آیا ہی ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہین کبھی اس کو بھوکا نہین رکھتے ہین جب سے یہ
گھوڑا ہاتھ آیا ہی سنا ہی کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہین کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیا گیا یہ گھوڑا ہی ہر صبح چالیس پچاس روپے لید مین اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد اُن کے ہم کو بھی اُسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہین آج تمھارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بالفرض بیچنا بھی
چاہین تو دنیا مین کون اس کو خرید سکتا ہی قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہین سکتا ہی تم بیچاری اسکو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میان صاحبزادے مین تو ایک غریب بھٹیاری ہون مسافرون کی
خدمتگذار ہون زیادہ مال و دولت نہین رکھتی ہون لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہون تخمیناً
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہی اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہی زیادہ میری
اوقات نہین ہی دلسوز نے جواب دیا کہ تمھاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر خیر ہم قبول
کر لین گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمھارے پاس رہے گا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم آ کر اپنے
اس گھوڑے کو [illegible] لے لین گے بیچاری بھٹیاری نے اپنے دل مین کہا کہ زیور اپنا دے کر واسطے
ایک ہی سال کے اس گھوڑے کو لے لو بعد ایک سال کے جب یہ لڑکا آئے گا تو ہم سے یہ گھوڑا کیا
لے جائے گا اسوقت مصلحت یہی ہی کہ جو کچھ یہ کہتا ہی اُسی کو قبول کرو یہ باتین اپنے دل مین کر کے کہا کہ
مین اقرار کرتی ہون کہ بعد ایک سال کے یہ سمند تمکو دیدون گی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کہ کبھی خلاف اقرار نکرون گی یہ کہکے کڑے اور کنگن بالیان بجلیان ہیکل
طوق پازیب چوہے دہتیان زنجیر چھڑے چھاگل انگوٹھیان چھلے چوڑیان ۔ لچکے ستھے پاؤن کے کڑے
وغیرہ تمام زیور اپنا اتار کر دلسوز کے حوالے کیا طفل مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے مین کیا پھر کچھ طعام لذیذ اُس بھٹیاری نے پیش کش کر کے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا مین مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھکر گھبرا کر پوچھا کہ کیون رہی تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ تجکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا ہمنے جو چاہا
وہ کیا ہمین نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمین نہین بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہی کیا کیا تو تو شوہر
ہمارا برائے نام ہی ہمنے ہزارون مسافرون کی خدمت کر کے شب کو اُن کے پہلو مین سو کے تکلیف
اُٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہ اُس زیور مین کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
ہمسے اُس زیور کو اس طرح پوچھتا ہی شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل مین کہا کہ اب اس سرا مین ٹھہرنا اچھا نہین ہی یہان سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ سوار کہ جس کا یہ گھوڑا ہی ہمکو تلاش کرتا ہوا یہان آجائے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
رائے سے پھیر لیوے تو اچھا نہو گا یہ خیال کر کے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکلکر پیادہ ایک سمت
روانہ ہوا ادھر بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اُس گھوڑے کو بکر کھلائے اور پانی بھی

گئی مرتبہ اُس کے سامنے لے گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہوگیا دست اُس کو آنے لگے بیاری
بھٹیاری متردد ہوئی بعد مین گھوڑے کی کوڑی بھی نہ دیکھکر بلکہ اُس کو قریب ہلاکت پاکر نہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی سرا مین
تو بھٹیاری مذکورہ مبتلاے صدمہ و غم ہی گھوڑا بیمار ہی قریب ہلاکت ہی زمین پر پڑا ہوا ہی برابر دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہی پیاری بھٹیاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہی مگر اب حال جانسوز عیار کے فرزند کے لکھا جاتا ہی کہ دلسوز سرا سے نکلکر جو ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحراے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اُترنے کا سامان ہو رہا ہی بارگاہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اُتر کر ٹہل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو قوی بازو ہی اُس کے چہرے سے آثار شجاعت و بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہر کار طلائی مانند سُکھپال یا مثل منڈفی کے ہی اُس گنبد طلائی جواہر کار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہی شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہی تو وہ گنبد
طلائی جواہر کار مانند آفتاب کے ضو دے رہا ہی نظر اُس گنبد پر اچھی طرح نہین پڑتی ہی جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہی اُسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہر کار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہی نظر
خیرگی کرتی ہی کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہی اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نسب ہین کہ اُن کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہی سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لگا ہی اُن کی بھی ضو اور چمک از حد ہی درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پر ضو شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالاے سر کلاہ درویشی بصورت تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہی اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اُٹھائے ہوئے ایستادہ ہین درویش موصوف ریش سفید و دراز رکھتا ہی چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہی ہاتھ کی اُنگلیون مین اس کے انگوٹھیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزۂ شاداب دیکھ رہا ہی دلسوز بن جانسوز نے اُس لشکر اور اُس جوان رشک رُستم ہیلتن اور اُس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہی اور یہ جوان خوش رو قوی بازو کون ہی اس کا
نام کیا ہی اور نام اس درویش کا کہ جو اس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہی کیا ہی اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہی اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر دراصل فرامرز ثانی کا ہی اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہی دیکھ وہ عمان شاہ بالاے تخت زرین تاج بر سر رکھے فرمانروائی در بر کئے بشوکت شان
بیٹھا ہوا ہی جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اُٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو قوی بازو فرامرز ثانی ہی شجاع و بہادر ایسا ہی کہ چیدۂ روزگار ہی دراصل سپہ سالار اور
بادشاہ لشکر یہی جوان ہی اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہی وجہ تسمیہ
یہ ہی کہ ان کا چہرہ پر ضو ایسا ہی کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر کر نہین سکتا ہی اور لشکر کثیر شہر عمانیہ
سے یہان تک آیا ہی اب فرودگش ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف کا جانب طلسم زلزلہ جاتا ہی ہنوز اثناے راہ مین ہی
یہ کہکر اُس سوار نے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہی کہان سے یہان آیا ہی اب کہان جانے کا ارادہ ہی

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا اطرار ہی دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور فاقہ کش ہون کہین جانے کا ارادہ نہین ہی بلاے عسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہون چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دے کر خواستگار اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہو کر اس عسرت مین میرے دستگیر ہون ابھی فرزند جانسوز اُس سوار سے ہم سخن تھا کہ بحکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی جواہر کار اپنے کاندھون سے اُتار کر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کھا کر کہا کہ اے لڑکے اگر تجھکو عرض حال کرنا منظور ہی تو جا یہ وقت خوب ہی کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اُتار کر بالاے زمین رکھدیا ہی درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین سیر سبزہ زار کر رہے ہین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ اُن کی استادہ ہو چکی ہی دلسوز یہ سنکے سامنے درویش موصوف کے گیا با دب جُھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سراپاے طفل مذکور پر نظر کرکے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہی مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہی نام تیرا کیا ہی دلسوز نے سر جھکا کر کہا کہ نام میرا اطرار ہی مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ آپ کے مریدون مین داخل ہو کر آپ کے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے جو نرمی آواز سے یہ دردناک تقریر کی درویش موصوف کو اُس کے حال پر رحم آگیا اُس کی عرض کو قبول کرکے کہا کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اُتار لی کہ درویش موصوف کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کر چکا شاہ صاحب نے خوش ہو کر کہا کہ اے مرید من اب عسرت تیری دور ہو جائے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اُس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہی یہ کہکر اشارہ اُس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کرکے اُس خیمے کی طرف چند قدم جاکر درویش ممدوح کی نظر بچا کر لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اُس گنبد طلائی جواہر کار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا عثمان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے اُتر کر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین داخل ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اُتر کر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کرکے خیام مین گئے سلاح جنگ تن سے دور کرکے اپنے اپنے بستر پر آرام پذیر ہوئے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہو کر ہنگام شام براے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس سے خالی دیکھکر متحیر ہو کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو آج میرا مرید ہوا ہی وہی وقت بیعت کرنے کے میری اُنگلی سے انگوٹھی اُتار لے گیا ہی غضب کا چالاک و ہوشیار و عیار لڑکا ہی کہ مجھ ایسے عیار نامدار کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اُتار کر لے گیا کہ مجکو خبر بھی نہوئی یہ خیال کرکے حکم دیا کہ اُس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہمسے بیعت کی تھی ملازمون نے ہر چند تلاش اُس کی کی لیکن کہین لشکر مین اُس کو نپایا آخرکار درویش ممدوح سے مجبور ہو کر ان ملازمون نے

عرض کیا کہ ہمنے ہرچند حسب الحکم تمام لشکر مین اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا کہین لشکر سے چلا گیا
درویش موصوف نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کہ اس سن وسال مین تو یہ لڑکا ایسا چالاک و دزد کامل ہی
جوان ہوگا تو قیامت ہی برپا کریگا عیارون مکارون کے کان کاٹے گا نہین معلوم یہ لڑکا کس کا تھا
کہان سے آیا تھا اور اب کہان گیا یہ باتین دل مین کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغرب
پڑھی شب کو لشکر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام تیغزن دس ہزار سوارون کی
جمعیت سے اثالہ بارگاہ وخیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام تیغزن کے درویش آفتاب
صورت و فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوے دلسوز جو لشکر
عمان شاہ سے نکلکر آگے روانہ ہوا تھا اثناء راہ مین زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت
راہ سے آگے جانا مناسب نجان کر نیچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ جو ہمراہ اسکے لایا تھا دفن
کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ صحرا تھا خوف درندون اور گزندون سے بہت تھا جب صبح کاذب
نمایان ہوئی جلد درخت سے اُترکر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز سحر پڑھکر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا
اُسے تناول کرکے اُسی چشمے سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ
آگے جانے کا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد وغبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست
بادتند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سوارون کی جمعیت سے اثالہ بارگاہ وخیام کا
لیے آتا ہی دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بصد شتابی آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
شہر مین داخل ہوا مردمان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہی بادشاہ یہان کا کون ہی کیا مذہب رکھتا ہی
اُنھون نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہی اس نے جواب دیا کہ ہان اسیوقت اس شہر مین داخل
ہوا ہون اسی وجہ سے ناواقف ہون اُنھون نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا غراقیہ ہی حاکم یہان کا
غراق آہن کلاہ ہی نہایت شجاع و بہادر ہی فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہی مذہب اُس کا
بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرست ہی تین لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہی حالانکہ اکثر سرداران
سپاہ ہین لیکن دو سردار مسمیان پیران ببر سوار و اسفندیار رویین تن ایسے نامی ونامور و
بہادر شجاع ہین کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہین دلسوز نے پوچھا کہ لشکر گاہ تمھارے شاہ کا
کہان ہی یہان سے کتنی دور ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک ہی وہ سامنے قلعہ سربفلک کشیدہ ہی
اس قلعے مین کچھ لشکر ہی کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ مین فروکش ہی ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے مین
رہتا ہی اور ایک سردار بیرون قلعہ مع لشکر قیام پذیر رہتا ہی بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک
مکان مین رونق افزا ہی دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
در قلعہ مذکور تک پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہین درمیان
خیام ایک بارگاہ ہی در بارگاہ پر ایک سردار تہور شعار بالاے کرسی زرنگار بیٹھا ہی یمین و یسار اسکے
بیس سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیون پر بیٹھے ہین سواران سپاہ بھی اکثر اُس کی خدمت مین
ایستادہ ہین دلسوز نے آگے بڑھکر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر بادب سلام کیا اُس نے
پوچھا کہ او لڑکے کہان سے آیا ہی کیا تیرا مطلب ہی دلسوز نے جواب دیا کہ مین ایک یتیم و مبتلاے دام غربت
ہون تازہ وارد ہون اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہان کے بادشاہ کی سنکے آیا ہون آپ کا بھی
خیرخواہ ہون چاہتا ہون کہ آپ قتل نہون یہ قلعہ قبضۂ دیگران مین نجاے اسفندیار آہن کلاہ نے پوچھا کہ

اے لڑکے کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین کرتا ہی بھلا مجھے کون قتل کر سکتا ہی اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہی
اگر تو ہمارا خیر خواہ ہی تو کوئی خیر خواہی کر دعویٰ بادلیل اچھا ہوتا ہی دلسوز نے کہا کہ جو مین نے دعویٰ
خیر خواہی کیا ہی خلاف نہین کیا ہی دلیل دعوے یہ ہی کہ مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ ایک بادشاہ تین لاکھ
سوارون کی جمعیت سے ادھر آتا ہی اُس کے لشکر کا ایک سردار اتالہ اُس کی بارگاہ وخیام کا لیکر دس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہی عجب نہین کہ دو تین ساعت مین
وہ سردار لشکر داخل شہر ہو کر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے بادشاہ کو بھی
تمھارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجاع و آزمودہ کار ہی اسفندیار کجکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح نہوئی جو تو نے دی ہی تو کیا سزا اس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہی جو چاہیے گا سزاے سخت دیجیے گا اسفندیار کجکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اُسیوقت اپنے لشکر سے چیدہ ومنتخب دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر
مرکب دورکا پر مسلح ہو کر سوار ہوا اور دلسوز کو ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ بعجلت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار تہور شعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اتالہ پر
دس ہزار سوارون کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہی یہ دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تو نے جو خبر دی تھی صحیح دی تھی مین تجھکو انعام کثیر دون گا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت مین یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ غراقیہ مین داخل ہو جاتا باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیر خواہ ہی یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیر افگن کر کے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی ادھر آنے کا جو ارادہ کیا ہی مطلب کیا ہی آیا واسطے ملک گیری کے تیرا بادشاہ آتا ہی یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغزن نے جواب دیا کہ او مغرور نام میرا صمصام تیغزن ہی ایک سردار
ہون سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہی بادشاہ ہمارا
عقب مین ہمارے مع فوج کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہی ارادہ ہی کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران ابن سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف اثناء راہ
طلسم زلزلہ مین فروکش ہی اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ادھر سے
تجکو اور تیرے بادشاہ کو راہ جانے کی نہ ملے گی بہتر یہی ہی کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا نکرو ورنہ
پچھتائے گا میرے ہاتھ سے مارا جائے گا صمصام تیغزن نے برہم ہو کر نعرہ شیر آسا کر کے جواب دیا کہ
او نابکار تو مجھے کیا روکے گا اور کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہی مین اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤنگا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائے گا مین بھی کچھ تجھسے پایہ کم کا نہین رکھتا ہون
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھسے مقابلہ و مجادلہ کرونگا اپنی تیغ آبدار سے
تجکو قتل کرونگا اسفندیار کجکلاہ نے تقریر صمصام تیغزن کی سنکے از حد غضبناک ہو کے مرکب
اپنا آگے بڑھا کر کہا کہ او سرکش اگر دعویٰ بہادری ہی تو مجھ سے مقابلہ کر دیکھون تو مجھے قتل کرتا ہی یا
مین تجکو قتل کرتا ہون صمصام تیغزن دلیرانہ اُس کے سامنے آیا اسفندیار کجکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھا کر گھوڑے کو اپنے کاوے پر ڈال کر حریف کو اپنے بنظر قہر دیکھکر سینہ تاک کر نیزہ سر تیز بقوت تمام
بالاے سینہ صمصام تیغزن لگایا ادھر اس بہادر نے بفن نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے سنان
نیزہ اُس کی اپنی سنان نیزہ پر روکی دو سنانون کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین او

دیکھنے والون کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو مار سیاہ یا دو اژدر زبانین اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے منھ ملائے ہوئے شعلہ فشان ہین اسفندیار کجکلاہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی سے خوب ماہر ہی وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اُس نے روکا ہی اگر فن نیزہ بازی سے ماہر بخوبی نہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سردار سپاہ مذکور اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی حریف اندا ثا کر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغزن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغزن نے بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی اُسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج نے اُس کی بھی بجائے خود ثنا کی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغزن نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزۂ اسفندیار کجکلاہ سے نکالدی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُسوقت سواران لشکر صمصام تیغزن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار کجکلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار کجکلاہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت مین غرق ہو گیا سر میدان جنگ ذلیل ہوا بعد دیر کے سر اُٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغزن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ کم قوتی کے نہین نکل گئی ہی اہل دنیا جانتے ہین کہ مین نہایت قوی بازو ہون قوت و توانائی مین میرے کسی طرح کمی نہین ہی ہان خطا چوب نیزہ کی ہی کہ کہنہ و بوسیدہ ہو گئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ نکل گئی ہی غرض جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر بقہر و غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغزن پر لگائی اودھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی دو ٹکڑے ہو گئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہو کر چوب شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضہ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہی ہون کا جھگڑا یہ ایک دم مین تیغ مین دو حریفون کے ٹکڑے کر دیتی ہی ہان خبردار وہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آتی ہی یہ تیغ میری گویا تیغ اجل ہی اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانون اور دلاورون کو مین نے قتل کیا ہی بہت سے بہادرون کا اس نے خون بہایا ہی زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوتی ہی اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا بھی خون بہائے گی راستہ ملک عدم کا رہنما ہو کر تجھے بتائے گی یہ کہکر تیغ بران نیام سے نکال کر علم کی صمصام تیغزن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیون اسقدر زور کرتا ہی اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہی حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہی کیا خوب تو نے نیزہ بازی مین کمال حاصل کیا ہی اسی طرح تیغزنی مین بھی تو ماہر ہو گا اگر تلوار علم کی ہی تو جوہر تیغ شجاعت بھی دکھا دیر کیون کرتا ہی ضرب شمشیر لگا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہی اگر اُس کی مصلحت ہو گی تو وہ ہم کو تیرے شر سے بچائے گا تو ہمکو ہرگز قتل نکر سکے گا جو اُس کو منظور ہو گا اُس کا ظہور ہو گا اسفندیار کجکلاہ کہ لات پرست ہی نام خدا سنتے ہی غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اُسکو تلوار کی زد پر دیکھکر تیغ بالائے سر لگائی اودھر صمصام تیغزن نے سپر اٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے اتفاقاً مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اُس کا کج ہوا تیغ آبدار گرانبار سر پر ایسی پڑی کہ تا جبین اتر آئی صمصام نے اُسی حالت مین مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن جا در خون کی سر سے جو نکلی ہمہ تن خون مین نہا گیا صمصام کو زخمی ہو کر از حد غصہ آیا مشہور ہی کہ جب فقیر نر زخمی

ہوتا ہی تو اُسے پھر غضب کا غیظ آتا ہی چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا بحالت غصہ و زخمداری مین رومال سے
زخم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کھینچکر اُس کے بھی سر پر یہ کہکر لگائی کہ شعر تو ضرب بے زوری ضرب من نوش کن
ہمہ شادی ار دل فراموش کن ۔ اسفندیار کجکلاہ نے کوکہ سپر کو اپنے چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغزن اُس کی سپر کو کاٹ کر دو انگل اُس کے سر مین در آئی ابھی آگے نہ بڑھی تھی کہ اُسنے
بھی دانستہ مارا تلوار سر سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا بہا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغزن
ضرب شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھین بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھوٹنے لگی رکابون سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالاے زین گرنے لگا
اسی حالت مین سواران لشکر صمصام تیغزن تاب ضبط نہ لا سکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر اپنے سردار کو
لشکر مین لے آئین چارہ زخم سر کرین اُدھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھا کر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغزن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغزن نے ارادۂ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہوکر
اٹالہ بارگاہ و خیام کا چھوڑکر اُس کی حفاظت کا ایسے وقت مین چندان خیال نکرکے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے شر سے بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اُدھر سے بھی اس صورت مین حملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونون لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار جانبین مین ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کرکے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
مین جنگ مغلوبہ مین فکر و غور کرکے دیکھا کہ اٹالہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہی وہان کوئی اُس کا محافظ نہین
دل مین کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغزن تو لڑ بھڑ کر اپنے سردار کو جنگگاہ سے لے گئے ہین اور اسوقت
جنگ مین مصروف ہین تو اٹالہ بارگاہ کا لے لے اُسی پر اپنا قبضہ کرے کچھ تو نام پیدا کر یہان سے اٹالہ
بارگاہ کا لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین جا بادشاہ تجکو خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہوگا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہوگا یہ دل مین خیال کرکے تین چار ہزار سوارون کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جا کر اٹالہ بارگاہ کا اپنے قبضے مین کرکے طبل بازگشت بجوادیا اہل اسلام نے
لڑائی سے ہاتھ روکا لات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافرون سے اہل اسلام علحدہ
ہوئے اٹالہ بارگاہ و خیام کا نہ دیکھکر ملول ہوئے پھر اسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اٹالہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہان سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغزن کو آمادہ جنگ پا کر اُسیوقت وہان سے اٹالہ لے کر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغزن
نے چاہا کہ حملہ کرکے لڑ بھڑ کر اٹالہ چھین لین لیکن بعض بعض سوارون نے کہا کہ اٹالہ بارگاہ و خیام کا ہاتھ آنا
دشوار ہی حالت ہمارے سردار صمصام تیغزن کی بھی زخم کاری سے اچھی نہین ہی مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہی ہی کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کرین اٹالہ بارگاہ کا کہان جانے گا فرامرز
ثانی سپہ سالار وہ بہادر ہی کہ اس خبر کے سنتے ہی شہر غزاقیہ کو تباہ و برباد کر دے گا ملک وال غزاق
آہن کلاہ کا مع اپنے اٹالہ بارگاہ کے اپنے قبضے مین کرے گا ہمین ہمارے نزدیک ستیزہ راہ ہونا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہین ہی چونکہ صمصام تیغزن زخمی ہو چکا تھا جوانان لشکر اُسکے
زخمی ہونے سے گونہ بے دل بھی تھے اسوجہ سے سب نے اُن کی راے پسند کی پھر بذریعہ چند
سوارون کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ و درویش آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغزن کے علاج مین کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو وہین

دفن کیا جب بذریعہ سواران لشکر فرامرز ثانی و عمان شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ اثالہ بارگاہ کا بعد جنگ و جدال صمصام تیغزن سے لیگیا ہی اور صمصام کو اُس نے زخمی کیا ہی نہایت غصہ آیا لشکر کو حکم دیا کہ ابھی جگہہ فرو کش ہو بعد اُترنے لشکر کے موافق رائے کردویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی عمان شاہ نے بادشاہ شہر غراقیہ کو بعد القاب و آداب کے اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تمھارے سردار سپاہ مسمی اسفندیار کجکلاہ نے ہمارے لشکر کے ایک سردار مسمی صمصام تیغزن کو زخمی کر کے اور خود بھی اُس کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بیچ جنگ مغلوبہ مین قابو پا کر اثالہ ہماری بارگاہ کا لے لیا ہی لهذا بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے اُس سردار بدکردار کو سزا دو اور اثالہ بارگاہ و خیام کا اُسی سردار کے ہاتھ بھیجدو اور اپنے دین باطل سے انحراف کر کے خالق کون و مکان کو سجدہ کرو بہتری اپنی اور اپنے شہر کی اسی مین سمجھو ورنہ طبل جنگ بجوا کر ہم سے مقابلہ و مجادلہ کرو اور جواب ہمارے نامے کا فی الفور ارسال کرو جب نامہ باین مضمون تیار ہو چکا سر نامے مین رکھکر سر نامے کو مہر شاہی سے مزین کیا بعدہٗ نامہ مذکور قمہور قزاق کو دے کر کہا کہ اس نامے کو پاس غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ کے لے جاؤ اور اس کا جواب اُس سے لاؤ قمہور قزاق کہ اب ایک سردار سپاہ ہی حسب الحکم عمان شاہ و فرامرز ثانی کے نامہ لے کو بجمعیت ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار کے جانب شہر غراقیہ روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال اسفندیار کجکلاہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سردار بعد جنگ بسیار اثالہ بارگاہ و خیام عمان شاہ کا لے کر بخوشی و خرمی مع اپنی ہمراہی سپاہ کے داخل شہر ہوا یہ خبر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ کو ہوئی اُس نے بہت خوش ہو کر اسفندیار کجکلاہ کو طلب کر کے بعد تحسین و آفرین خلعت و انعام اُسے دیا اور کہا اے بہادر تو نے خوب کیا کہ اہل اسلام کا پیش خیمہ جو ہمارے شہر کی طرف صمصام تیغزن لاتا تھا چھین لیا کار نمایان کیا اسفندیار کجکلاہ خلعت و انعام پا کر نہایت خوش ہوا پھر دربار بادشاہ سے مخلع بخلعت ہو کر اپنے خیمے مین گیا دلسوز کو طلب کر کے اُس کی خیر خواہی خبر رسانی کی تعریف کر کے زر و جواہر اُسے دے کر کہا کہ اے لڑکے تو اب ہمارے خیمے کے برابر رہا کر دلسوز زر و جواہر پا کر خوش ہوا اور ایک خیمے مین برابر خیمہ اسفندیار رہنے لگا ایک روز شہر غراقیہ مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک سردار لشکر عمان شاہ ساٹھ ہزار سوارون کی جمعیت سے نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر ادھر آتا ہی جب سیہ دار مذکور سرحد غراقیہ پر پہونچا بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ جو سردار نامہ لے کر آیا ہی اُسے آنے دو قمہور قزاق ہمراہ اکثر ملازمان بادشاہ شہر غراقیہ کے داخل شہر ہوا شہر کو نہایت آباد دیکھا کوچہ و بازار کو صاف و پاکیزہ پایا کثرت مردم کی بازارون مین دیکھی رعایائے شہر کو آسودہ خاطر مشاہدہ کیا غرضکہ قمہور قزاق سیر شہر غراقیہ کی کرتا ہوا دربار مین بادشاہ شہر غراقیہ کے پہونچا دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہی ارکان دولت و سرداران سپاہ وغیرہ امرا سے دربار بھرا ہوا ہی غراق آہن کلاہ بسطوت و صولت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قباے شاہی پہنے ہوئے بالاے تخت بیٹھا ہوا ہی وزرا حاضر ہین قمہور نے بادشاہ و اہل دربار پر نظر کر کے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام کا نہ دیا بلکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہوا بغیر اشارہ بیٹھنے کا کیا قمہور قزاق قریب تخت بادشاہ بالاے کرسی زرین بیٹھا چونکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہو چکا تھا ساقی کو بھی نہ طلب کیا قمہور سے نامہ طلب کیا اُس نے حسب قاعدہ لشکر اسلام نامہ دیا بادشاہ نے نامے کو میر منشی کے

۱۷

حوالے کیا اُس نے سرنامہ چاک کرکے نامہ نکال کر باآواز عبارت نامہ پڑھی جب غراق آہن کلاہ تمام وکمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہوکر میر منشی سے مخاطب ہوکر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو دین اسلام قبول کرنا اور اثاثہ تمھاری بارگاہ کا دینا منظور نہین ہی ہان ہمکو تمسے جنگ منظور ہی اگر ہمارے سردار سپاہ نے تمھارا اثاثہ بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو عداوت قدیمی ہی میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے بانپائے بادشاہ خود قمہور کے حوالے کیا یہ سردار نامدار جواب نامہ لے کر بادشاہ سے رخصت ہوکر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر مین جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ ومجادلہ کرین گے یہ لوگ خداپرست ہین ان کی خونریزی ہمین منظور ہی ملازمون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی اور اکثر راویون نے یون بھی بیان کیا ہی کہ جب قمہور دربار سے جواب نامہ لے کر چلا گیا شاہ غراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ وپیران پیر سوار وغیرہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوئے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمہور صف شکن جواب نامہ لے کر اپنے لشکر مین داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھاکر سنا معلوم ہوا کہ شاہ غراقیہ کو جنگ منظور ہی ہنوز قمہور صف شکن اپنے لشکر مین داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکر بارگاہ وخیام صحراے سبزہ زار مین ایستادہ کراکر فروکش ہوئے اور بمقابلہ لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوئے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے دلسوز تو اہل اسلام سے ہی جائے عجب ہی کہ ہمراہ کافرون کے ہی اُن کی خیرخواہی مین سرگرم ہی تجھکو لازم ہی کہ اس لشکر کفار سے نکلکر کچھ تحفے برائے درویش آفتاب صورت لے جا اور عذرخواہ ہوکر اپنا نام اصلی اور اپنے جد کا نام اُن سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ خضران فرزند خواجہ عمرو کے ہین عیار نامدار ہین وہ تجھکو پیشۂ عیاری خوب تعلیم کرین گے یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوے دلسوز یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا جو مردان سپاہ اُسوقت بیدار تھے اُن سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انھون نے کہا ابھی نصف شب بھی نہین گذری ہی دلسوز یہ سنکے اپنے خیمے سے نکلا دل مین خیال کرنے لگا کہ کیا تحفے واسطے درویش آفتاب صورت کے لے جاؤن کہ جن تحفون سے وہ خوش ہون بعد فکر بسیار ذہن مین آیا کہ یہان سے پاے شاطری مارتا ہوا محلسراے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ تک اپنے تئین پہونچا وہان پہونچکر تحائف کے باب مین فکر کرنا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب مین بسرعت تمام سوئے محلسرا غراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسرا مذکور کے پہونچا نگہبانون کو غافل دیکھکر کمند جو اُس نے بہم پہونچائی تھی اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر مارکر بذریعہ حلقہاے کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے گیا دیکھا کہ غراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل وبیخبر سو رہا ہی تلوار اُس کی اور تاج اُس کا علیحدہ قریب اُس کے رکھا ہوا ہی محلسرا مین بھی سب عورتین سو رہی ہین دلسوز نے سب کو غافل خواب مین دیکھکر وہ شمشیر وتاج شاہی جواہر دونون لے کر پھر بذریعہ کمند دیوار

مجلسرا سے اٹھکر سوئے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اُس کے پہونچنے کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب
حال اُس سوار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کر لے لیا تھا اور سرا مین کے پیاری
بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اُس کے مرکب پر سوار ہوکر مرکب
کو جولان کرکے اُس کی نظر سے غائب و پنہان ہوا سوار مذکور تلاش مین دور دور گیا چند روز تک
سرگردان رہا آخر کار تلاش کنان اُسی سرا مین آیا جس سرا مین پیاری بھٹیاری رہتی تھی دیکھا کہ گھوڑا
سرا مین موجود تو ہی مگر بیمار ہی سوار نے اُس بھٹیاری سے کہا کہ یہ تو گھوڑا میرا ہی تونے کیونکر پایا تیرے
ہاتھ کسطرح آیا اُس نے اشکبار ہوکر کہا میاں کیا کہون مین لٹ گئی تباہ ہوگئی کبھی ایسے دام فریب مین
نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہون سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کر کیونکر لٹ گئین تباہ ہوگئین
اُس نے کہا کہ میاں ایک روز سرشام چند مسافر اس سرا مین آگئے اُن مین ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس
گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے میاں آکر ٹھہرا مجکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس
روپے مین ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا
بھوکا نرہے مین نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اُس
لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اُس لڑکے نے مجھسے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید مین دیکھو جو کچھ ہوے آؤ
مین گئی گھوڑے کی لید مین جو دیکھا تو چار روپے پائے وہ روپے مین اُس لڑکے کے حوالے کرکے اپنے
کاروبار مین مصروف ہوئی اُس نے افسوس کرکے کہا کہ بی بھٹیاری تُنے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اس
گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھرکے اس کو دانہ دیتین تو چالیس پچاس روپے اس کی لید مین نکلتے مین نے
پوچھا کہ یہ گھوڑا کہان سے تمھین ملا اُس نے بیان کیا کہ مین نے اپنے بزرگون کے ورثہ مین پایا ہی یہ گھوڑا
نایاب ہی مجھے طمع زر ہوئی مین نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اُس نے بعد تقریر بسیار کے کہا کہ خیر
تمھارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کرون گا قیمت مین اس گھوڑے کی مین نے اپنا تمام اسباب و
زیور طلائی و نقرئی جو ڈھائی تین ہزار روپے کا تھا اُسے دیدیا وہ گھوڑا یہان چھوڑ کر زیور مذکور لیکر چلا گیا
مین نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہوگیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہین اس سے کھڑا نہین
ہوا جاتا ہر وقت پڑا رہتا ہی حالت اس کی خراب ہی دیکھون زندہ رہتا ہی یا نہین مین نے تو اُس لڑکے
کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اسوجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے مجکو اس کی لید سے
نکلین گے لیکن آج تک اس کی لید مین سے ایک کوڑی بھی نہین نکلی ہی گیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہی
مجھے لوٹ کر گیا ہی تمام زیور میرا لے گیا ہی اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان
کرکے کہا کہ مجھے بھی اُسی طفل نے فریب دیا ہی سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا
تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چمارون کے حوالے
کیا لیکن پیاری بھٹیاری خود بھی کثرت غم زیور سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے
کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ اُس لڑکے کی جستجو مین کوشش کرو جہان وہ ملجائے اُس سے
روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور مین تو اُس کو تلوار سے قتل کرون گا زندہ نہ چھوڑون گا پیاری
بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اُسی وقت اُس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش مین چلی کوچہ کوچہ
محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ اور مقام کرتی ہوئی لشکر عمان مین آئی سواران لشکر سے پوچھنے لگی
کہ اس لشکر مین کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہین آیا ہی سوارون نے جواب دیا

کہ ہان ایک لڑکا آیا تو تھا جسنے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جا کر اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو تمھارا کیا مطلب ہی سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمائیے وہ لڑکا آفتِ روزگار کہان ہی درویش نے مسکرا کر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھ پیر جہاندیدہ کو بھی فریب دیا ہی میرے ہاتھ سے ایک انگشتری الماس کی نہایت بیش قیمت اُتار لے گیا ہی اب نہین معلوم وہ کہان ہی مجکو بھی اُس کی تلاش ہی تم دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کو بکو پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہی وہ لڑکا بلاے روزگار ہی اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہی اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اُس کی تلاش کرین گے جہان وہ ہمین ملجائیگا ضرور اُس کو مار ڈالین گے درویش موصوف نے اُن دونون کے حال زار پر رحم کر کے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بیاری بھٹیاری کو کچھ زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دے کر اپنے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دے کر رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عمان شاہ ہو کر روبروے درویش موصوف جا کر بادب سلام کر کے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر و خطا کی ہی اُسے بحل فرمائیے یہ انگوٹھی آپ کی موجود ہی مجکو آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہی عالم خواب مین مجھسے ایک مرد بزرگ نے آپ کی تمام کیفیت بیان فرما کر ہدایت بھی کی ہی اور مین واسطے آپ کے دو تحفے بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دوز بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر مذکور قبول کر کے پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور تجھسے مرد بزرگ نے کیا بیان کیا تھا صاف صاف بیان کر اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ تمام و کمال بیان کر کے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہی مین فرزند ہون جانسوز بن فہتر قران کا آپ تو ان سے آگاہ ہون گے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہو کے اُسکو اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اُتار لی تھی وہ ہمنے بخوشی تجھکو دیدی تجکو لازم ہی کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہی وہ سب جا کر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرین گے عیاریان تجھے بتائین گے اگر خدا چاہے گا تو مانند فہتر قران کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائیگا دلسوز تقریر درویش موصوف سنکے خوش ہوا بعدہٗ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جا کر جو کچھ اُس کے پاس مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دے کر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کر کے شب کو قیام کیا صبح کو اپنی مادر سے رخصت ہو کر بعد قطع راہ پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آ کر بادب سلام کیا درویش نے خوش ہو کر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرین گے تربیت و تعلیم مین

تیری کوشش کرین گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ خضران بن خواجہ عمرو ہین اسمین ایک مصلحت ہی
اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہی مین بسر و چشم بجالاؤن گا خلاف حکم نکرونگا درویش موصوف
اُسی روز سے اُس کو طریقے عیاری و مکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت مین تاکہ راز افشا نہو دلسوز
بھی ذہین و عاقل تھا بتوجہ تمام طریقے عیارون کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی
خواجہ خضران مین گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقلی نے ایک روز ہنگام صبح عمان
شاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے بعد جواب نامہ اپنے سرداران
سپاہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران جرار سے برائے جنگ و جدال تورانہ کیا ہی اور وہ آکر ہمارے
مقابلے مین فروکش ہوئے ہین مگر ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہم چند
روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہین نہ یہ لات و منات پرست طبل جنگ بجوا کر ہمسے مجادلہ و مقابلہ کرتے ہین
نہ ہم اُن کے روبرو سے بغیر مقابلہ و مجادلہ و بے صلح و آشتی جا سکتے ہین جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضروری
اسی ارادے سے یہانتک آئے ہین عمان شاہ و فرامرز ثانی نے بادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ
نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہین بجوایا ہی کوئی اسمین مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی
عمان شاہ درویش موصوف سے ہم سخن تھے کہ یکایک غراق آہن کلاہ بہمراہی ارکان دولت
و جمعیت سپاہ قریب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ و ببران ببر سوار وغیرہ سرداران سپاہ
نے جاکر اُس کا استقبال کیا جب شاہ مذکور لشکر مین داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا مین جاکر بالائے
تخت زرین بیٹھکر ببران ببر سوار و اسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہی
یا نہین انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا و نیز ہمکو
حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہین دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی شاہ
مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہین بجوایا ہی تو اب ملازمان بادولت کو کہ جو نقارہ نواز ہین حکم
دیا جاوے کہ وہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائین سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازون کو حکم
بادشاہ سے آگاہی دی انھون نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صدائے
نقارۂ جنگی بلند ہوئی لشکریان غراق آہن کلاہ آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجایا گیا ہی کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ مین تلوار چلے گی کشت و
خون ہوگا بس ہمین آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان غراق آہن کلاہ درستی
آلات حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اُدھر دلسوز کہ واسطے بالا دوی کے آیا تھا صدائے نقارۂ
جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربارہ و بردۂ جہاندار و فرمانروائے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ
ذیجاہ کے جاکر حسب دستور پایہ تخت کو بوسہ دے کر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بعد ادب ثنا و
دعائے بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ نظم

اے خسروی کہ در صف ہیجا تو خرد
در چشم باشہ و دل باز آشیان نہاد
دست سر مخالف دین را بہار داد
خود تو داغ بر دل دریا و کان نہاد
جز سرمۂ اجل نبرد خیرگی دہر

ہیبتائے پیل جنگی و شیر ژیان نہاد
چشم بنفشہ صورت قہرت بخواب دید
زان باد ہاکہ در سر گرز گران نہاد
طبع جہان اگرچہ پر از شور فتنہ بود
در چشم دشمن تو بنوک سنان نہاد

از انتقام عدل تو با ضعف خویش کیک
سر چون عدوت بر سر زانو از ان نہاد
جاہ تو اسپ بر سر مہر و سپہر تاخت
عدل تو باز عادت امن و امان نہاد
تیر تو مصرعہ ست کہ بیش از زرہ کمان

تقدیر مژدۂ ظفرش در دہان نہاد | تا در قبول عقل نباید کہ آدمی | دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جاوید زہی کہ نوبت ملک ترا قضا | در وجہ دفع فتنۂ آخر زمان نہاد

اسوقت غراق آہن کلاہ نے بہمراہی ارکان دولت و اعیان مملکت وجمعیت سپاہ کے آکر داخل لشکر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہی کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ آکر نائرہ آتش فتنہ وجنگ بلند کرے باقی خیریت ہی عمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر اُس کی بگوش دل سُنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہی ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہی مگر کس قدر ہمارا خیر خواہ ہی اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خرد مند ہی ابھی سے تو یہ طفل البساطرا رہی جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہٗ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الہٰی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین دلسوز نے فوراً دربار سے جاکر حکم عمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون سے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ الی آخرہ کے چوب نقارۂ رزمی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سُنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر غراق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آئے گا آج ہی اور اُس کے تنکخوارون سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ہوئے دونون طرف کبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ومشغول ہوئے جب وہ دن گذر کر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدہ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر الہٰی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان غراق آہن کلاہ گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک کلی ہونے لگی بلبلین چہچہے کرنے لگین شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان وعالیجاہ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وتمامی اہل لشکر عمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرکے آمادہ تیاری جنگ ہوے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ وجدال ہوئے یک بیک عمان شاہ اپنی بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے بادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلام لے کر اشارہ سوئے میدان رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی و قہور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے اُسی گنبد طلائی و نقرئی مین جس مین جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے فزون تر تھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قہور وغیرہ نے بادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد طلائی جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھایا سواری عمان شاہ سوئے جانب جنگگاہ مثل باد بہاری بڑھی جملہ اعلےٰ ادنیٰ ہمراہ سواری حسب قاعدہ بصد ادب چلے درویش آفتاب صورت بھی براے دید جنگ وجدال سوئے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عمان شاہ عالی جاہ عرصۂ جنگ مین پہونچا ہی تھا کہ اُس جانب سے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت سے بصد کر و فر میدان مصاف مین آیا بنظر تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام نے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہی تو بھی جوان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے غراق آہن کلاہ اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصًا فرامرز ثانی نے غراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران سپاہ کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہی اور سرداران لشکر بھی اسکے شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہین کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج و اہل شہر کے مسلمان ہو ہنوز فرامرز ثانی اپنے حریفون کو دیکھکر تمنا اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا تھا کہ یکایک دونون بادشاہون کے حکم سے جانبین کے لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاڑوے اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ مین آکر انھون نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک سنگ و کلوخ دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح میدان رزم صاف اور درست ہوچکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پر آب دوش پر رکھے ہوئے دونون طرف سے نکلے انھون نے پانی چھڑک کر عرصہ کارزار کو سرد کردیا غبار دور ہوا گرد برطرف ہوئی بعد آب پاشی کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علیحدہ ہوئے دونون طرف صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب ہر لشکر مین بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امرا وزرا پہلوانان قوی بازو و جوانان جنگجو مقرر معین کیے گئے بعد ازین دونون لشکرون سے نقباے خوش آواز اور کڑکیت نکلکر وسط میدان کارزار مین آئے انھون نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب ہوکر آواز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن و اے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم و اسفندیار روئین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و شغاد و گستہم و برزو قوی بازو و خودنماد و افراسیاب و کیخسرو و سکندر و دارا و کیقباد و کیکاوس و سکندر و فریدون و نوشیروان عادل ملک کسریٰ و جمشید و ضحاک یاران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہان ہین ان مین سے کسی کا بھی کچھ نشان ہی قبرین بھی اُن سب کی ظاہر نہون گی اس دنیاے فانی سے ناموران نامبردگان چلے گئے خاک مین مل گئے ہزارون من مٹی مین دب گئے زمین کے کیڑون نے اُن کا گوشت پوست کھالیا ہڈیان بھی اُن کی باقی نرہین مگر دنیا مین انھون نے جو کارہاے نمایان کیے اور جو نیکیان کی ہین اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے ابتک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہین ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہین ہرچند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہوئے ہین لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ اب تک زندہ ہین اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر کرتے ہین تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہین وہ تو دنیا مین نرہے لیکن نام اُن کا رہگیا بقول شخصے کہ شعر۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا، مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا، اسی طرح شاہان مندرجہ بالا دنیا مین نرہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ اب تک مردمان دہر اُن کی تعریف کرتے ہین اور جو گذشتگان سے بد افعال ہین اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ و اخبار مین اُن کی برائیان لکھی ہوئی دیکھکر انھین برا کہتے ہین بہ بدی اُن کو یاد کرتے ہین پس لازم ہی کہ حیات چندروزہ مین انسان دنیا مین ایسے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو بہ نیکنامی یاد کرین اور ایسے امور بد اُس سراے فانیہ مین نکرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو بہ بدی یاد کرین یہ تقریر ہمنے تمھارے سامنے اسواسطے کی ہی کہ آج سامنا اور لڑنا حریفون سے ہی

دیکھو دلیرانہ اپنے دشمنون سے بڑھ بڑھکر لڑنا شجاعت و بہادری اپنی دکھانا اپنے آبا و اجداد کا نام
سرِ میدان روشن کرنا تیغ و خنجر و شمشیر و تبر و گرز بڑھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثبات قدمی اس میدان
رزم مین اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاے مگر قدم عرصۂ جنگ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا مین مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرین گے
تواریخ و اخبار مین تمہاری شجاعت مورخ و اخبار نویس تحریر کرین گے شہرہ شجاعت تمہارا دور دور
ہوگا حاکم و آقا و بادشاہ بھی تمہارا تمسے خوش ہوگا نمک حلال و خیر خواہ و جان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تم کو نامرد و بزدل
کہین گے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت مین رنجیدہ کروگے اسکی حمایت و مدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس نخل بدی کا پھل شیرین نہوگا تمکو کبھی اہل دنیا اچھا نہ کہین گے
خواہ زندہ رہوگے یا مرجاؤگے تیر نشانہ ملامت ایسی صورت مین ضرور ہوگے دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام و لات پرستون کا ہی عداوت مذہبی بھی ہی ابھی سے اپنے اپنے حریف کو تاک لو آمادہ مارڈالنے
اور خود قتل ہوجانے پر ہوجاؤ خبردار اے بہادرو جنگ سے منھ نہ پھیرنا دشمنون سے پسپا نہونا مرد
میدان نبرد ہوکے نامرد و بزدل مشہور دنیا نہونا آبرو بھاگنے مین گھٹ جائے گی پھر عزت ہاتھ نہ آئیگی
اگر ثبات قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور قضا تمہاری نہین ہی تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی حریف کے
ہاتھ سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمہاری آئی ہی تو بھاگنے سے ہرگز ہرگز جانبر نہوگے ضرور کسی حریف
کے ہاتھ سے قتل ہوجاؤگے ہمنے تم کو بطور نصیحت تاکید کی ہی ماننے نہ ماننے کا تمھین اختیار ہی ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو نیک و بد امور سے آگاہ کردین بقولے کہ ع - بر رسولان بلاغ باشد و بس
نقبا اور کڑکیت نے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایک نے بگوش ہوش
سنی اگرچہ لاکھون جوانون کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جب نقبا اور کڑکیت چپ ہوئے دیکھنے والون
نے دیکھا کہ ہر ایک نشۂ بادہ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگا قبضۂ شمشیر کو چومنے لگا ارادہ کرنے لگا
کہ سب سے پہلے ہمین صف لشکر سے نکلکر لشکر دشمن پر حملہ آور ہون اس طرح دلیرانہ لڑین کہ سب کو
حیرت ہوجائے اور وہ کارہاے نمایان کرین کہ اہل دنیا کارزار رستم و سہراب و اسفندیار وغیرہ
پہلوانون کا بھول جائین باوجود عزم مصمم مذکور کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار کجکلاہ نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دورکا بہ اپنا صف لشکر
سے نکالا اسوقت لشکر غراق آہن کلاہ مین جنگی باجے بجے علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا
غراق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر براے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہی گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہی جو کوئی اس کے سامنے آئیگا یہ اسکو ایک ہی ضرب مین
دو کرے گا یہی ایک سردار تہور شعار ہمارا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہی چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرے گا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اسفندیار کجکلاہ اپنے
وقت کا اسفندیار روئین تن ہی صرف فرق یہ ہی کہ یہ روئین تن نہین ہی بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سنکے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ مین جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھکر دل مین خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہٗ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارز طلب کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر میرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگے خصوصًا فرامرز ثانی اُس کی جانب متوجہ ہوا بجاے خود اُس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار بجلاد ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق مین تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روک کر اس طرح اپنی مدح و ثنا کرنے لگا

نظم مولف

مین ہون وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہون شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کرون اُس کو چورنگ اک آن مین
دکھاتا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کرون اُس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جسے زندگی اپنی دشوار ہو

نہین میرے مانند کوئی جوان
لرز جائے میدان جو ہون نعرہ زن
کرون اُس کو دم مین تہِ تیغ تیز
اٹھاؤن جو میدان مین گرز گران
اُٹھاؤن مین اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہون مین سردار جنگی سپاہ
کیا مین نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سب پر مری آشکار
مین ہون غیرتِ رستم پیلتن
مقابل ہو گر دیو میدان مین
کہے کو وہ بھی الامان الامان
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کہ جو لے گیا چھین کر بارگاہ
وہی مجھسے سرگرم پیکار ہو

اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار بجلاد ہے تابع حکم میرے جنگی سپاہ ہے تم سب مین جسکو سوئے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا مثل صمصام تیغ زن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم مین سے کوئی جوان بوجہ خوف جان کے روبرو میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو مین ہی یکہ و تنہا تمہارے لشکر پر حملہ آور ہون تم سب کو تہ تیغ کرون یہ کہکر خاموش ہوکر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول قہور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے فرامرز ثانی سے اجازت جنگ چاہی فرامرز ثانی نے اُس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہے اس نے صمصام تیغ زن کو زخمی کیا ہے تم اس بے دین سے لڑنے نجاؤ ہم اپس سے جنگ آزما ہونگے سنلیجئے کہ اس کے اشعار جز کس درجہ مبالغہ آمیز ہین قہور صف شکن فرامرز ثانی کے روکنے سے مجبور ہوکر داخل صف لشکر ہوا فرامرز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکلکر عمان شاہ سے کہ اس کو بضرورت بادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہے اجازت رزم لیکر پاس درویش آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن مصاف ہوا درویش موصوف نے بسرگوشی کہا کہ اے فرامرز ثانی یہ سردار مسمی اسفندیار بجلاد نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہے مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ اکہ جو درویش مرجان سُرخ مو سے ہمین دستیاب ہوا ہے اور اُس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جاے وہ کسی سے زیر و مغلوب نہین ہوتا ہے اور بہ برکت اسماے الٰہی و نقوش اکہ مذکور غالبًا غالب ہی ہوتا ہے اسوقت وہی اکہ جیب جامہ درویش مرجان سُرخ مو سے نکالکر تمھارے بازو پر باندھے دیتا ہون یہ کہکر جیب جامہ مذکو مین ہاتھ ڈالا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری سکھلے ہین تربیت و تعلیم کی ہے ذرا اسوقت میرے قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے اکہ مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالےٰ بغیر اُس اکہ کے مین اس سردار سپاہ سے مقابلہ کرونگا اور بمدد الٰہی و نیز برکت دعاے جناب سے اس بے دین سے مغلوب نہونگا بلکہ اُس پر غالب ہونگا

ارادہ ہی کہ ہنگام جنگ اس سردار شہور شعار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نہ کرونگا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہوکر بغیر اُسکے باندھنے کے اجازت جنگ دیدی
فرامرز ثانی نے سرگوشی میں سب باتیں کرکے کسی کو اپنی تقریر نہ سُناکے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوئے حریف جولان کیا اور شیرانہ و دلیرانہ روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
و متکبر اب کیا انتظار ہی کوئی حربہ جنگ اُٹھا وار کر بہت تونے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہی
ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت و شجاعت کس قدر ہی اسفندیار نے سراپاے فرامرز ثانی پر نظر
کرکے جوان قوی بازو و خوش رو دیکھکر پوچھا کہ اے جوان کیستی و چہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام نشان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہی نسل رستم پہلتن سے ہون اور سپہ سالار لشکر عثمان
شاہ کا ہون اکثر شجاعان جہان و پہلوانان دوران کو میں نے بزور بازوے سخت زیر کیا ہی اور بہت سے
سرکشون کو تہ تیغ کیا ہی تو میرے حال پر عبث رحم کھاتا ہی وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال اُس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف میرا سالم نہیں رہتا اور رہا نہیں ہوتا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ تو ہی پہلے مجھپر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہی کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہیں لگاتے ہیں
پہلے وار اُس کا روک لیتے ہیں بعدہٗ اُس پر ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہیں اسفندیار کجکلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہی تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہی ہوشیار و خبردار ہوجا یہ کہکر نیزہ از زمین سے
اُٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر سینہ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پاکر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن و خوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجاے خود
شاد کرنے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل میں تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ روکنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور میں بے اختیار خوش ہوکر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اُٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے تمنے ضرب نیزۂ حریف روکی ہے
ماشاء اللہ خدا تمکو نظر بد سے بچاے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانون کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون کے دہن سے شعلہاے
خفیف ظاہر ہوئے اسفندیار کجکلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی میں شاید کامل ہی ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ روکتا ابھی حریف
بیدین مذکور الصدر اپنے دل میں احتمال کمال اپنے حریف کا خیال کر رہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اُس کے پہلو پر نیزہ لگایا اُس نے بھی دلیرانہ نیزے پر نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہاے
نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار ایک بند نادر باندھ کر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام میں شور تحسین و آفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہوکر صدمہ
بے انتہا ہوا اور اُس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہوگیا اسفندیار
کجکلاہ سنان نیزے کی نکلجانے سے سخت نادم و خجل ہوکر تھوڑی دیر سر جھکاے رہا بعدہٗ از حد برہم ہوکر
مرکب کو آگے بڑھا کر نہایت سرعت و چالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملا کر زنجیر کمر

فرامرز ثانی مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے یہ چاہنے لگا کہ حریف کو پشت فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے اس طرح بالاے خاک پٹکے کہ پیوند خاک ہوجائے اُستخوان تک ریزہ ریزہ ہوجائین فرامرز ثانی نے ایسی حالت مین مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ مین نیزۂ سر تیز ہی اگر چاہون تو بضرب نیزہ تجھے ہلاک کرسکتا ہون اسوقت تیرا مار ڈالنا بہت ہی سہل ہی مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح منظور نہین ہی اگر تو آمادہ زور آوری و کُشتی ہی تو خیر ہم اسمین بھی تجھسے بند نہین ہین دیکھو نیزے کو اپنے ہاتھ سے رکھے دیتے ہین تجھے ہلاک نہین کرتے ہین تیرے بازو مین جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر زور کر آپنی دانست مین کمی نکر تجکو پشت فرس سے اُٹھا لے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر مین ڈال دیا دونون بہادر جانبین سے خوب زور کرنے لگے یہانتک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری کے متحمل نہوکر زبانین دہن سے نکال کر زمین پر بیٹھنے لگے ایسی حالت مین دلسوز و دیگر لات پرستون نے قریب اُن کے جاکر کہا کہ اے جوانان بے نظیر واے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمھارا کُشتی لڑنے کا ہی تو فرس سے اُتر کر بالاے زمین کُشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بےچارے بے زبان تمھاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہین کیون ان کے خون ناحق مین مبتلا ہوتے ہو یہ سُنکے دونون بہادر فرسون سے اُتر کر دامن عبا و قبا کو گردان کر تُھانٹہ بدل کر کُشتی بہ تیر دستی لڑنے لگے اُسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وعزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ نے خیال کیا کہ یہ کُشتی پہر دو پہر مین نہوگی غالبًا دو تین روز مین ان دونون مین سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح صف آرا رہنا خوب نہین ہی یہ خیال کرکے دونون بادشاہون نے حکم دیا کہ اس میدان رزم مین فرش و دنگل و کرسیان وغیرہ جلد تر بچھائی جائین اور خیام و بارگاہین بھی ایستادہ کی جائین حسب الحکم دونون بادشاہون کے ملازمون نے جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اُسوقت دونون بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے مرکب سے اُتر اُتر کر گھوڑون کو سائیسون کے حوالے کرکے مسلح علیٰ قدر مراتب بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہون مین بالاے تخت زرین بیٹھے پردے بارگاہون کے اُٹھوا دیے درویش آفتاب صورت بھی ایک کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دلسوز پس پشت ٹھہرا تمھور صف شکن بھی موافق اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا صمصام تیغزن اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی اشتیاق دید کُشتی مین ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا پردے خیمے کے اُٹھا دیے سواران ہر دو لشکر بھی اکثر بالاے فرش اکثر زین پوشون پر بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کُشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ زبردستی کرنا چاہتا تھا فرامرز ثانی بقوت بازو اُس کو دستی کرنے سے باز رکھتا تھا اور جب کوئی داؤن فرامرز ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونون پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داؤن پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داؤن سے بچتا تھا منصف مزاج ناظرین کُشتی مین دونون بہادرون کی ہر مقام پر تعریف و ثنا کرنے لگے جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا تاریکی آنًا فانًا زیادہ ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے بازوے فرامرز ثانی پر ہاتھ رکھکر کُشتی لڑنے سے اُسے روک کر کہا کہ اے بہادر روز واسطے محنت و مشقت کے ہی اور شب واسطے راحت و آرام کے ہی لہذا ہم تم کل صبح پھر زور آزما ہون گے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب نہان ہوگیا ہی زمانہ شب آگیا ہی مگر بادشاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب کو دن کی مثل کر دینا کچھ دشوار نہین ہی یہ تاریکی دفع ہوجائے گی اور جو بہادر ہوتے ہین وہ بغیر حریف کو زیر کیے نہین ہٹتے ہین یا خود زیر ہوجاتے

ہین بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگگاہ سے قدم نہین ہٹاتے ہین ہان اگر تمھارے اعضا مین درد پیدا ہو گیا ہو اور کشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہی اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ میری قوت مین ابھی مطلق فرق نہین آیا ہی نہ اعضا میرے دردمند ہین اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہان سے نہ جاؤگے تو مین بھی اب نجاؤنگا ورنہ نزدیک تمھارے اور بقول تمھارے زمرۂ بہادران سے شمار نہ کیا جاؤنگا یہ کہکر اپنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُس نے حکم دیا کہ جھاڑ بیٹھک کے اور کنول اور فانوس اور پنجشاخے اسقدر روشن کیے جائین کہ یہ شب گویا روز روشن ہو جائے حسب الحکم ملازمون نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا دیا انھون نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونون شاہون کے حکم سے دونون جانب اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہو گئی پھر گھڑے شیر خالص کے اور کانسے دونون طرف سے آگئے دونون بہادرون نے بعوض غذائے نان و گوشت و برنج وغیرہ وہ شیر گاؤ کانسے مین بھر بھر کر نوش کیا جب دونون دلاور سیر و سیراب خوب ہو چکے گھڑے اور کانسے دور کرکے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اُس روشنی مین جملہ ناظرین اہل اسلام اور کفار کشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور مرقوم سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی ہونے لگی داؤن پیچ دونون طرف سے درپے ہونے لگے ماہران فن کشتی نے غور سے جو دیکھا تو دونون بہادرون مین سے کسی مین کمی قوت مین نہ دیکھی کہان تک مفصل حال اس کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب و مغلوب نہوا بعدۂ اسفندیار کجکلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شبین مین تم سے کشتی لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہین تم زور کرو اُس نے دونون ہاتھ اپنے دونون شانون پر فرامرز ثانی کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے ملاکر بقوت تمام زور کرکے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی تیس قدم تک پسپا ہوا پھر اسفندیار کجکلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیا کہ ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا جب زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تھک کر کہنے لگا کہ اے بہادر مین تمام قوت اپنی صرف کر چکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہی فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہین تم بھی خبردار ہو جاؤ اُس نے کہا کہ مین ہوشیار ہون فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار کجکلاہ کے جو زور کیا تو ساٹھ قدم تک حریف کو پسپا کرکے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونون پاؤن اُس کے زمین سے آشنا ہوئے اسی حالت مین اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے زمین سے گھٹنون تک اُسے اٹھایا بعدۂ زور دوم مین سینے تک زور سوم مین سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا در شناختن خالق کون و مکان ہیچگونگی اُس نے طالب امان ہو کر کہا مجکو یقین کامل ہو گیا کہ دین اسلام دین حق ہی مجھے مسلمان کرو مین نے ان تین روز و شب مین لات و منات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد نہ کی یہان تک کہ تمنے مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہو گیا کہ تمھارا دین برحق ہی اور تمھارا خدا حق ہی کہ اُس نے تمکو مجھ ایسے پہلوان زبردست پر غالب کیا لات و منات کچھ بھی نہین فقط پتھر کی مورتین ہین فرامرز ثانی نے از حد خوش ہو کر اُس کو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اس طور سے زیر ہو کر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینے سے

لگا یا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اوس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اوس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و قہور صف شکن و صمصام تیغزن و جملہ اہل اسلام از حد شادمان
ہوئے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اوس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ بھی غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار کجکلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کرکے مسلمان کر لیا ہی دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہی فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہی کفار کو تو صدمہ بیحد ہوا
لیکن اسفندیار کجکلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرکے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ غراقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ ذیجاہ شہر غراقیہ مین نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہی آپ کو بھی لازم ہی کہ اس بہادر سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہی اختیار کیجیے آپ کے حق مین بہتر ہوگا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے سر فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اُترکر سلاح جنگ اتن سے دور کرکے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف غراق آہن کلاہ
بھی نہایت حزین و غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ پر
پہونچا تخت سے اُترکر بارگاہ مین داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
علیٰ قدر مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج مابدولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہونے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہی ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ بیران ببر سوار نے
اپنے دنگل سے اٹھکر باادب تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار کجکلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی مین زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کرین بنام اس نمکخوار کے طبل جنگ بجوائین مین ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو بضرب شمشیر آبدار دو نیم کرون گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کرون گا اسفندیار کجکلاہ
تین روز و شب کشتی لڑکر زور آخری کرکے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کرکے لنگر بھی اُس کا نہ اُٹھایا یہ نمکخوار قدیم مانند اوس کے کم ہمت نہین ہی حضور ملاحظہ کرین گے کہ ہنگام
مقابلہ و مجادلہ فرامرز ثانی کو کس طرح تہ تیغ یا زیر کرکے ہلاک کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُسکے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا اور مجکو افسوس ذرا بھی نہوگا بلکہ خوشی بے حد ہوگی اُس کو ہلاک کرکے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کرکے تمام مال و اسباب لوٹ کر حضور کو خوشنود کرون گا عوض زیر کرنے اسفندیار کجکلاہ
کا اس طور سے لون گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑون گا مگر اسفندیار کجکلاہ کو قتل نکرونگا بلکہ فہمایش
دین آبائی اختیار کرنے کی کرون گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت مین لے آؤن گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کرون گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہین کیا کیا مین نے کارہائے نمایان کیے
ہین فرامرز ثانی اور مردان سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہین ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہین ہی بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کرکے جب اہل اسلام پر حملہ کرون گا تو سب مانند گلہ گوسفندان
جنگاہ سے بھاگین گے اُسوقت مثل اہل اسلام کے اُن کو ذبح کرون گا زمین پر خون اُن کا بہاؤن گا
غراق آہن کلاہ گفتگوے بیران ببر سوار سردار سپاہ جرار اپنےکے عین صدمہ و ملال مین خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیان ہوے اسی صورت سے ارکان دولت و اعیان مملکت نے بھی عرض کیا
کہ اے بادشاہ فیجاہ بہران بہر سوار واقعی مرد میدان کارزار ہی غالبًا جو کچھ اس نے عرض کیا ہی یہ بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر فرامرز ثانی
طشت مین روبروئے حضور رکھا ہوگا بلکہ سرہاے عمان شاہ و مہور صف شکن و درویش آفتاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزون پر علم ہون گے اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام مین ہی کل بعد قتل فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوگا ہمین
یقین ہی کہ اسفندیار کجکلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہین کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کارآزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہوکر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات و منات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہین کہ وہ قابو پاکر آج کی شب سر فرامرز ثانی شمشیر آبدار سے قلم کرکے برائے نذر
حضور لائے کیونکہ وہ ہم سردار و ہم عیار ہی بارہا ہم نمکخوارون نے اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری و عیاری و کذب سے نہین پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ و ملال نکرین اگر وہ زیر ہوگیا تو
ہوگیا یہی ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مغلوب
ہونے سے حضور کے لشکر مین کیا کمی ہوگئی اول تو بہران بہر سوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور مین موجود
ہین ہر ایک جان نثار شور شعار شمشیرزن شیر افگن ہی خصوصًا بہران بہر سوار سب سردارون مین بیمثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہین کہ اسفندیار کجکلاہ سے بہران بہر سوار بدرجہا شجاع و بہادر و قوی
ہی ہماری بھی راے ہی کہ حضور بنام بہران بہر سوار طبل جنگ بیدرنگ بجوائین کل اس کی لڑائی کا تماشہ
دیکھین جسقدر آج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہوجے کیونکہ بہران بہر سوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اس مین فرق نہوگا ہان آفت ارضی و سماوی سے ہمین
آگاہی نہین ہی کیونکہ بیشتر سنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہین جو حیرت انگیز ہوتے ہین جیسا کہ بعض
عقرب زہردار ایسے ہوتے ہین کہ اُن کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کفچہ دار جو نہایت زہردار ہوتے ہین مانند
آب کے ہوکر بہ جاتے ہین چھوٹے جانور بڑے جانورون پر غالب آجاتے ہین فتح و شکست کی خبر نہین
جس کے جو مقدر مین ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھکر انسان نیک و بد جان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہین رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی بظاہر ہاتھی ہاتھی ہی اور مورچہ
مورچہ ہی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح لحاظ کرنا چاہیے کہ اسفندیار کچھ فرامرز ثانی سے
تن و توش وغیرہ مین کم نہ تھا بلکہ کچھ فرامرز ثانی سے قوی الجثہ تھا یہی مقدر سے آج اپنے جثہ سے زیر
ہوگیا ہی غرضکہ اقبالی و بداقبالی سے کسی کی کوئی واقف و آگاہ نہین ہی یہ موقوف بخوبی و بدی مقدر ہی
غراق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو بدولت پسند کرتے ہین اور بہران بہر سوار کی شجاعت
و بہادری پر نظر کرکے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہین یہ کہکر اُسیوقت اپنے ملازمون سے کہا کہ
کہدو نقارچیون سے کہ ہمارے لشکر مین بنام بہران بہر سوار طبل جنگ و نقارہ رزمی پر چوب
لگائین ملازمون نے اپنے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کفار صداے نقارۂ جنگی سنکے
آگاہ ہوئے کہ کل پھر میدان رزم مین لڑائی ہوگی ابکی مرتبہ نقارہ جنگی بنام بہران بہر سوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی بظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگون کا ستارۂ اقبال

پستی اختیار کیے ہوئے ہی دلیل ہماری اس فہم و فراست کی یہ ہی کہ اسفندیار کجکلاہ بظاہر فرامرز ثانی سے قوی ہین زیادہ تھا یقین تھا کہ سردار سپاہ ہمارا سپہ سالار اہل اسلام پر فتحیاب ہوگا لیکن بوجہ بد اقبالی بادشاہ کے خلاف و برعکس سمجھنے ہمارے کے ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا ہم سب فرمانبردار ہین ہمین کیا اختیار ہی جو حکم بادشاہ ہین اُس پر عمل کرنا ضرور ہی اب جو کچھ ہوگا اُسے دیکھین گے بالفعل تو حکم شاہ سے تیاری جنگ مین مصروف ہوتے ہین یہ دل مین خیالات کر کے تیاری جنگ مین مصروف ہوکے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کفار تو نقارۂ جنگی بجنے سے تیاری جنگ مین مصروف ہوتے ہین لیکن دلسوز بن جانسوز عیار طرار کہ پاس پردۂ بارگاہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ کے بصورت خدمتگار کھڑا تھا واسطے دریافت کرنے خبر کے آیا تھا تمام تقریر بادشاہ مذکور و بہران ببر سوار و ارکان دولت و صداے نقارۂ جنگی بگوش خود سنکے جلد تر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسوقت بارگاہ عمان شاہ مین پہونچا کہ دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و قہور صف شکن و صمصام تیغزن وغیرہ بڑے قدر مراتب دنگون پر بیٹھے ہوئے تھے شاہ موصوف بالاے تخت زرین بصد خوشی بیٹھا تھا تعریف شجاعت و دلاوری فرامرز ثانی کی کر رہا تھا کہ دلسوز بن جانسوز نے حسب دستور مراسم عبودیت و فدویت بجا لاکر پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کر ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اس طرح اپنی زبان پر جاری کر کے خبر نواخت طبل جنگی بیان کی کہ۔ **نظم**

شاہا اساس ملک بتو استوار باد
ہمچون عروس ملک ترا در کنار باد
گر در ممالک تو پریشانی اورد
درویش اگر نہ جود تو باشد چنار باد
صیت تو تا بسیط زمین زیر پے کند
جانش ہمیشہ خستۂ تیر خمار باد
بازیکہ بر سر عظمت دارد آشیان
تا حشر دائرت فلک را مدار باد
گردون تیز حملہ کہ تندی ازو برند
از خرمی ہمیشہ چو دار القرار باد
وقتے کہ جنبش سپہ فتنہ بود
بر فرق خصم گوہر تیغت نثار باد
از دفتر اسامی و القاب بندگانت
حفظت ہمیشہ بر سر این ہفت و چار باد

عمر تو ہمچو دور فلک پایدار باد
ہر گل کہ راحتے بدل آرد نسیم او
در زلف لعبتان خطا و تتار باد
تا زل ترین منازل قدر تو چرخ شد
بر ابلق زمانہ بسرعت سوار باد
وان اژدہا کہ در دم او کم بود جحیم
ہموارہ گرگ سان سپہرش شکار باد
وز نعل مرکب تو کہ خلخال نصرت ست
در پیش قہر تو چو زمین بردبار باد
تا زہرۂ عدو چو زمرد برون جہد
حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد
در مغز فتنہ خنجر چون گندنات را
اول ورق سپہر دوم روزگار باد

ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگذرد
در چشم دشمن تو نکہت چو خار باد
در عہد تو بنفشہ حزین ست پیش نے
عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
آنکس کہ جز بیاد تو نوشد مئے نشاط
پیش زبان تیغ تو در زینہار باد
بر مرکز مراد تو کان قطب دولت ست
در گوش آسمان ز شرف گوشوار باد
دار الممالکت کہ مقر سعادت ست
در دست تو بمور کہ زنج چو مار باد
جائیکہ جلوہ گاہ عروس ظفر بود
تا نفخ صور خاصیت کوکنار باد
تا ہفت چرخ بر سر این چار عنصر ست

بعض اہل دربار نے کہا کہ بیشک باد دلسوز بن جانسوز نے بعد ثنا و دعا کے تمام تقریر غراق آہن کلاہ آبدیدہ ہوکر اور اظہار صدمہ اُس کا اور گفتگوے بہران ببر سوار و تقریر ارکان دولت حرف بحرف بیان کر کے عرض کیا کہ غراق آہن کلاہ نے بہران ببر سوار کے کہنے سے اور ارکان دولت کی رائے سے بنام بہران ببر سوار طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین مع اپنی تمامی سپاہ کے آکر معرکہ آراے نبرد ہو باقی خیریت ہی شاہ موصوف نے تقریر اُس کی بگوش مفصل سماعت کر کے فرمایا کہ دو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی طبل جنگی و نقارۂ رزمی

پر چوب لگائی جائے ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہی کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہے
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شادان و فرحان کرے گا اور امید دلی ہماری بر لائے گا کہم اہل اسلام
ہین اور کفار کو صدمہ ہوگا جیسا کہ ہوا ہی اور تو نے ظاہر کیا ہی دلسوزین جانسوزنے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارخانے مین جاکر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھون نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے چوب اُٹھاکر نقارہ پر لگائی صدائے نقارہ زنی بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہوکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب مین مصروف تھے یعنی غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبروئے تصاویر لات و منات گیا اُن کی پرستش کرکے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے پھر مقابلہ و مجادلہ ہی سردار سپاہ میرا مسمی بیران بیر سوار
فرامرز ثانی سے مقابلہ کرے گا چاہتا ہون کہ سردار سپاہ مذکور فرامرز ثانی پر غالب ہو اُس کو قتل
کرے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کردے مجکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و قتل ہوجائین تاکہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل نہوئی اور مسلمان مجھ پر فتحیاب ہوئے یعنی بیران بیر سوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
فرامرز ثانی سے زیر ہوگیا یا دست نامردہ سے قتل ہوگیا تو مین تمھاری پرستش سے دست بردار ہوکر
خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤن گا تمسے بد اعتقاد ہوجاؤن گا مین
امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کرکے میری مدد کیجیے گا تمنائے دلی میری بر لائیے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو دربارگاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہوکر سب کو حکم سوار ہوکر سوئے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہارون
نے اُٹھایا غراق آہن کلاہ ساڑھے تین لاکھ سوارون وغیرہ کی جمعیت سے مع بیران بیر سوار
جانب جنگگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف مین پہونچکر انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ نیجاہ مع فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و صمصام تیغزن
مجروح و تہمور صف شکن و درویش آفتاب صورت بجمعیت تین لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُسوقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کرکے میدان سے علحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے ثباتی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کرکے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کرکے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول بیران بیر سوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے بصد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ مین
آکر ٹھہر کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر چین بجبین ہوکر نیزہ اُٹھاکر فن نیزہ بازی دکھاکر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا بیران بیر سوار ہی شجاعان جہان سے بہتر و افضل ہون جملہ سرکشان جہان مجھسے
ڈرتے ہین ہزارہا پہلوانون کو مین نے زیر کیا ہی صدہا بہادرون کو ہنگام جنگ قتل کیا ہی بیشتر تنہا لشکرون
کو شکست دی ہی شیران صحرا کو مانند سگ بازاری کے ٹکرا کر مار ڈالا ہی اکثر فیلان مست کو ضرب مشت سے

مین نے ہلاک کیا ہی بارہا مین نے اپنے گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو قتل کیا ہی سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے کبھی ڈرتے ہین ضرب گرز میری سر کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہی نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی تیغ میرا خارا شگاف ہی ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ تیز سے دو کیا ہی دیو وجن کی ہنگام جنگ کچھ اصل وحقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشہ کے شمار کرتا ہون مجکو مثل اسفندیار کجکلاہ خیال نکرنا مین وہ ہون کہ فنون سپہ گری وشجاعت وہمت مین وحید عصر ہون قوت وطاقت وجوانمردی مین یکتاے روزگار ہون میرے نعرہ کوہ شگاف سے کوہ ودشت وصحرا تھراتے ہین درندے اور دیو وجن خائف وترسان ہو کر بھاگ جاتے ہین زیر فلک وبالاے زمین کوئی شجاع و بہادر ایسا نہین ہی کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن نہین ہین ورنہ اُن سے مقابلہ کرکے اُن کو زیر کرکے اپنا مطیع وفرمانبردار وحلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھ سے کیا لڑوگے میرے ایک حملے کے متحمل نہوگے اس طرف تم سب کو تمہاری اجل لے کر آئی ہی یہان سے زندہ تم سب کا جانا دشوار وناممکن ہی مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا آج ہی تمہارا خاتمہ کرونگا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرون پھر تمسے سمجھونگا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہی لشکر مین ہی یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہی اگر لشکر مین ہو تو اُسے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہو کر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہو کر انتظار کرنے لگا تقریر بہران ببر سوار کی جب ختم ہوئی اسفندیار کجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اُسوقت فرامرز ثانی نے اُسے روک کر کہا کہ اے بہادر کیا تمنے نہین سنا کہ بہران ببر سوار واسطے مقابلہ ومجادلہ کے مجھے طلب کرتا ہی اور یہ قاعدہ اہل اسلام کا ہی کہ حریف میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہی وہی اُس سے جاکر مقابلہ کرتا ہی پس تم توقف کرو ہم جاکر بہران ببر سوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے عمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش آفتاب صورت کی خدمت مین گیا اُن سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین کہا کہ اے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت وہمت وقوت مین تیرے کچھ شک نہین ہی مگر ابھی تین روز اور تین شب برابر تو کشتی لڑ چکا ہی اعضا تیرے خستہ و دردمند ہونگے ایسی حالت مین بہران ببر سوار سے کہ یہ سردار اسفندیار کجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی لڑنے کو جاتا ہی میری رائے یہ ہی کہ ایسے وقت مین وہ اکہ کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر جنگاہ کی طرف جا تاکہ حریف تیرا تجھے زیر نکر سکے اُس نے جواب دیا آپ کچھ تردد نفرماوین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اکہ بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار کجکلاہ کے بہران ببر سوار کو بھی زیر کرونگا اگر اکہ باندھ کر حریف سے مقابلہ کیا تو کیا میرے نزدیک خلاف شجاعت ہی یہ اکہ تو ایسی جگہ بازو پر میرے باندھیے گا کہ جہان ضرورت شدید اکہ باندھنے کی ہوگی مثلاً جب مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑونگا اُسوقت یہ اکہ باندھ دیجیے گا کیونکہ صاحبقران وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت دادالہی سے زیر کرتے ہین لہذا یہان اکہ باندھنے کی ضرورت نہین ہی بعوض اکہ باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپ کی برکت دعا سے خداوند عالم مجکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف تقریر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہو کر خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان وخندان سوئے حریف مذکور گیا جب اُس کے قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ طویل ہی اگر بتفصیل لکھی جائے تو خیال ناظرین

کے ناخوش ہونے کا ہو اور ناظرین بھی وہ ناظرین دفاتر جو مختصر پسند ہین لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و خلاصہ تحریر کرنا منظور رہا جب فرامرز ثانی پیران ہبر سوار سے خواہان ضرب ہوا اُس نے نیزہ مارا اس بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند طعنہاے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک ہنڈنا دبا باندھ کر اُس کے ہاتھ سے نکالدی اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً غزاق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران ہبر سوار نے منفعل ہوکر ڈانڈ نیزے کی اٹھاکر سر فرامرز پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسطور سے اُسے روکا کہ چوب نیزہ پیران ہبر سوار شکستہ ہوگئی پھر شور تحسین آفرین ہوا غزاق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر پیران ہبر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغ آبدار و کار انبار نیام سے کھینچکر از حد غضبناک ہوکر مرکب کو بڑھاکر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر بائین ہاتھ مین لیکر بارھ پر اُس کے تیغ کے نظر کی جب تیغہ اُس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بسرعت تمام اُس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑکر تیغہ اُس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اُس نے جھلاکر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال گرز زور کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھاکر زمین پر پٹک دیجیے لیکن فرامرز ثانی پشت فرس سے جدا نہوسکا آخر کار اکثر مردم کے کہنے سے مرکبون سے اتر کر دامن عبا و قبا کمر دان کر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اُسوقت دونون بادشاہون کے حکم سے بارگاہین اور خیمے برپا و استادہ کیے گئے فرش بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلیٰ ادنیٰ سواریون سے اتر کر حسب قدر مراتب بیٹھے کشتی دیکھنے لگے بعد تین روز اور تین شبون کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ کو زیر کیا تھا اُسی طرح پیران ہبر سوار کو بھی زیر کیا اور کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا غزاق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران ہبر سوار کو زیر کرکے دائرہ دین اسلام مین لاکر غزاق آہن کلاہ سے مخاطب ہوکر بآواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر غزاقیہ ہمنے بعنایت الٰہی و بامداد رب کارساز تمہارے دونون سردار نامی و نامورون کو سر میدان جنگ زیر کرکے مسلمان کیا اب اور کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود ہمسے آکر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز صرف آیا ہی تین پہر دن باقی ہی یہ روز جنگ و جدال مین بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو توصلح کیجیے دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اُسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ اُٹھایئے کیہ دین لاطائل و باطل ہی دین اسلام دین حق ہی خیال کرو کہ شجر و حجر گل و ثمر مہر و ماہ زمین و آسمان انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خداوند عالم سے ہین پتھر بھی مخلوق خدا سے ہی سنگ تراشون نے پتھر کو تراش کر تصویرین بنائی ہین وہ کچھ قدرت نہین رکھتی ہین جاے عجب تمہاری عقل و فہم سے کہ سنگ تراشون کی تصویرین بنائی ہوئی کو تم اپنا خداوند جان کر اُن کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا تمہارے خداوند ہین کہ بنائے ہوئے سنگ تراشون کے ہین جن مین کچھ قدرت نہین لائق سجدہ و پرستش وہ خالق کون و مکان ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو پیدا کیا ہی نہ پتھر کی مورتین دیکھو ہمنے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اُس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے لشکر کے دونون سردارون کو بمدد خداوند عالم ہمنے زیر کیا غالباً تمنے بھی اپنے خداوندسے اعانت چاہی ہوگی اُنھون نے کچھ تمہاری مدد نکی غزاق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی ہمکو تمسے لڑنا منظور نہین ہی حالانکہ سرداران سپاہ موجود ہین ہم بھی شجاعان جہان سے ہین لشکر کثیر رکھتے ہین مگر ہم سمجھگئے

کہ دین اسلام دین حق ہے اور تمھارا خدا برحق ہے لہذا ہمکو تلقین کلمہ شہادتین کرو مثل ہمارے سرداران سپاہ کے ہمکو بھی مسلمان کرو فرامرز ثانی نے بدرجہا شادمان ہو کر انسے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کیونکہ شاہ مذکور نے قبل مقابلہ کرنے بیران پیر سوار کے وقت التجا کرنے کے روبرو تصاویر لات و منات کہا تھا کہ اگر اے خداوند میری مدد نہ پہنچے گا اور بیران پیر سوار زیر ہوجائیگا تو میں مسلمان ہوجاؤنگا غرضکہ غراق آہن کلاہ جب مسلمان ہوا عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ جملہ اہل لشکر اسلام کو اسلام لانے سے شاہ مذکور کے خوشی حاصل ہوئی عمان شاہ غراق آہن کلاہ سے برادر دینی اپنا جان کر اور ہم رتبہ اپنا سمجھ کر بگلے ملا درویش آفتاب صورت سے غراق آہن کلاہ فقیر کامل و خدا رسیدہ جان کر ملا پھر جملہ سواران سپاہ کو اپنے مسلمان کرکے عمان شاہ اور فرامرز ثانی وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بصد خوشی اپنے لشکر میں لے چلا بعد قطع راہ داخل شہر ہوا عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے دیکھا کہ شہر غراقیہ نہایت وسیع ہے عمارات پختہ سڑکین پختہ و صاف بازارین نادر خوش قطع و نفیس ہر کوچہ شہر پاک و پاکیزہ و آباد پایا سیر شہر کی کرکے دل خوش ہوا جب راہ طے ہوئی غراق شاہ اپنے دربار میں عمان شاہ و فرامرز ثانی وغیرہ چیدہ چیدہ اشخاص کو لے گیا اول عمان شاہ سے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ رونق افزا ہوجیے عمان شاہ نے انکار کیا پھر فرامرز ثانی سے کہا کہ آپ اس تخت پر جلوس کریں فرامرز ثانی نے کہا کہ ہمیں تخت و تاج کی احتیاج نہیں ہے یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہمیں ترقی دین اسلام منظور ہے یہی درکار ہے کہ ترقی دین اسلام ہو مذاہب باطل سے مردمان تارک ہوں معبود حقیقی کو پہچانیں یہ کہکر غراق آہن کلاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھادیا عمان شاہ برابر اس کے تخت زرین پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی علے قدر مراتب بیٹھے درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و صمصام تیغ زن و قہور صف شکن و بیران پیر سوار و اسفندیار کجکلاہ کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے شاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت نہایت خوبی و تکلف سے کیا جائے اور بزم عشرت بھی آراستہ کی جائے کہ آج ہمنے برہنمائی فرامرز ثانی راہ راست دیکھی پہلے باطل پرست تھے اب حق پرست ہوئے ہیں اس کی خوشی کرنا ضرور ہے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی علاوہ سامان دعوت و ضیافت کے بزم عشرت آراستہ ہوئی ارباب نشاط حاضر بزم ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگیں اہل بزم بصد خوشی دیکھنے سننے لگے عین بزم عشرت میں بحکم غراق آہن کلاہ ساقیان گل پیرہن کشتیاں شراب ناب یعنی عرق مقوی قلب و دماغ و خوشبو بہتر از مشک و از عنبر مع ساغرہاے بلوریں و شیشہ ہاے پر از عرق مذکور لے کر حاضر ہوئے بناز و انداز ساغرہاے بلوریں میں وہ شراب ہر ایک اہل بزم کو پلانے لگے جب ہر ایک شخص دو دو جام صہباے مذکور پی چکا ساقیان خوب رو کشتیاں مے ناب کی اٹھا کر بزم عشرت سے چلے گئے اہل بزم بعدہ خواہی پھر نازنینان خوب رو کی طرف متوجہ ہوئے گانا ان کا سننے لگے اسی طرح چھ روز دعوت و جشن کو گذرے تھے کہ غراق آہن کلاہ کے حکم سے انھیں چھ دنوں کے درمیان میں جملہ ساکنان شہر غراقیہ مسلمان ہوئے تھے بتوں کو اپنے گھروں سے دور کیا تھا بتخانے منہدم کرا کے مساجد کی بنا ڈالی تھی جا بجا آواز اذان آنے لگی تھی مردمان شہر پابند صوم و صلوۃ ہوئے تھے کہ ساتویں روز بزم جشن میں ایک مطربہ خوش گلو خوب رو یہ غزل گا رہی تھی غزل

حاضر ہے جام پر سبو ہے
زاہد پی لے اگر وضو ہے
اک داغ سا ہر جگر میں
اک خون شدہ دل میں آرزو ہے

قسمت سے یہ کون آگیا ہی
مجھسے تو کچھ عشق مین نہوگا
ارمان پڑے بھٹک رہے ہین
تلوار کا تیری پیٹ بھر جاے
عالم مین پتا نہین تمھارا

آج اپنی یہ کس سے گفتگو ہی
ایسا ہی جو پاس آبرو ہی
دم توڑتی دل مین آرزو ہی
اتنا مجھ مین کہان لہو ہی
عالم کو تمھاری جستجو ہی
ملنا ہی عزیز اب بھی ان سے

بگڑی بگڑی سی ہی طبیعت
تصویر مین اُس کی کیا دھرا ہی
مجھسے بھی تو مدعا پوچھ
مین ہون نالے ہین اور شب غم
تجھ سا کوئی اور ہی فدائی
جن کو کہ محبت عدو ہی

اُکھڑی اُکھڑی سی گفتگو ہی
جو کچھ ہی سواے خیال تو ہی
میرے بھی تو دل مین آرزو ہی
وہ اپن خلوت ہی اور عدو ہی
تم سا کوئی اور خوب رو ہی

اہل بزم بگوش سن رہے تھے بجاے خود تعریف خوش گلوئی مطربہ و اشعار غزل مندرجہ کر رہے تھے نازنین بھی نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار معزز لباس فاخرہ پہنے ہوے منادیل وزارت سر پر رکھے ہوئے در دولت بادشاہ شہر غراقیہ پر آیا ناقے سے اُترکر اجازت حاصل کرکے بزم عشرت مین گیا اُس کے آنے سے نازنین مذکورہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت سے انعام لے کر چلی گئی جب وہ وزیر داخل محفل عیش ہوا حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کرکے اشارہ پاکر موافق اپنی عزت کے بیٹھا شاہ غراقیہ نے اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی کہان سے آیا ہی نام تیرا کیا ہی یہان کس غرض سے آیا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ کمترین وزیر ہی شاہ ماہر نقش بین کا شہر نقش بین سے یہان آیا ہی نام اس خاکسار کا روشن راے ہی ایک نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر آیا ہون سنا ہی کہ اس دیار مین ایک درویش نیک خو خلیق و بے آرزو صاحب کمال عدیم المثال خدا رسیدہ عابد و پارسا متقی و پرہیزگار بندہ برگزیدہ پروردگار صاحب کرامات ہمراہ عمان شاہ والی شہر عمان و فرامرز ثانی پہلوان لاثانی شہر غراقیہ نو اسلام آباد مین تشریف لائے ہین اُن کو ایک نامہ بطور رقعہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے لکھکر میرے ہاتھ روانہ کیا ہی مین ایک نامہ دار ہون چاہتا ہون کہ درویش موصوف کی خدمت عالی مین جاکر وہ نامہ اُن جناب کو دون اور جواب حاصل کرکے اپنے بادشاہ عالی جاہ کی خدمت مین جاؤن شاہ غراقیہ نے کہا کہ اے وزیر روشن راے تمکو جن صاحب کمالات کی تلاش ہی دیکھو وہ سامنے تشریف فرما ہین واقعی بقول تمھارے یہ درویش نہایت نیک و صاحب کمال ہین ان کی زبان مین اثر ہی وزیر نے اٹھکر باادب سلام کرکے عرض کیا کہ بارے شکر ہی بعد بہت جستجو کے دُر مدعا ہاتھ آیا مین نے آپ کو پایا اب امید ہی کہ مراد دلی بھی بر آئے گی جس واسطے مین نے اتنی مسافت بعیدہ اُٹھائی ہی وہ کام سرانجام پائے گا آپ کے سبب سے مدعاے دلی برآئے گا درویش موصوف نے اپنی ریش دراز و سفید پر ہاتھ رکھکر آواز خفیف پوچھا کہ اے وزیر خوش تدبیر قبل نامہ دینے کے یہ تو بیان کر کہ تیرا بادشاہ کس امر کی مجھسے اعانت چاہتا ہی آیا خواستگار دعا ہی یا اولاد کی حاجت رکھتا ہی حالانکہ اس فقیر کو آگاہی ہی جس واسطے تو آیا ہی مگر بیان کہ فضل خدا سے ہم لاچار نہین ہین اُس نے عرض کیا کہ واقعی آپ درویش کامل ہین شہرہ آپ کا دور دور ہی ہمارے بادشاہ نے بھی اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمالات عجیب و غریب آپ کے سنے ہین بیں آپ سے اظہار حاجت کیا ضرور ہی آپ تو خود ہی اُس حاجت سے ماہر و آگاہ ہوچکے ہین درویش موصوف نے مسکراکر ارشاد کیا اس مین تو شک نہین کہ مجکو سب حال سے تیرے شہر کے آگاہی ہی مگر نامہ بادشاہ کا نہ لینا اور اُسے نہ دیکھنا یہ بھی خلاف ادب ہی یہ سنکے وزیر مذکور نے نامہ دیا درویش موصوف نے نامے کو دیکھکر عبارت نامہ پڑھکر کہا کہ ہان وہی لکھا ہی جس سے

مجھے آگاہی ہو چکی ہی عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغ زن و قہور صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہین کہ آپ عبارت سے اس نامہ کی ہمین آگاہ فرمائین یا مضمون نامہ سے اطلاع دین درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھ لو جو کچھ اس مین لکھا ہی عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اُس نامہ مین لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال و اے شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجھکو صدمہ و ملال ہی اور سبب رنج و غم یہ ہی کہ میرے شہر کی حد مین ایک کوہ واقع ہی نام اُس کا کوہ صندلین ہی اور اُس پر کسی زمانے کا ایک قلعہ بنا ہوا ہی رنگ قلعہ صندلی ہی اسو جہ سے اُس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہین قبل چند ماہ مین اپنے شہر مین بآرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل نہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے رخ بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ مین تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و یکتاے روزگار رشک رستم پیلتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اُس سردار تہور شعار کا صارف تیغ زن تھا یکایک ایک دیو مثل بلاے ناگہانی میرے شہر مین آکر بالاے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہین سے ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اُس نے اُس نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ مذکور سے جملہ نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تلشے چاک چاک ہوگئے ہر ایک نقارہ دہل کا بسبب صداے نقارہ مذکور سے شق ہوگیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہون کیسا غصہ مجکو آیا کہ حد اُس کے اظہار نہین کی جا سکتی اسی عالم غصہ و غضب مین مین نے حکم کیا کہ جلد سب فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے مین مع سامان جنگ تمامی لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہی نقارہ بھی رکھا ہی یہ دیکھکے مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیر اندازون کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو پس لشکر تیر اندازون نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اُس دیو تک نہ پہونچا آخر کار سردار سپاہ میرا مسمی صارف تیغ زن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر بآواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و ناہنجار اگر مرد ہی تو کوہ سے اُتر کر میرے سامنے آمردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالاے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہی دیو نے زیر کوہ مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالاے تخت زرین مشاہدہ کرکے دل مین اپنے یہ خیال کر کے کہ اسی بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اسقدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہی اور تیر اندازون کو حکم دیا ہی کہ مجھے تیر لگائین اپنی جگہ سے بصد غضب اُٹھا اور مجکو بالاے تخت زرین سے لے گیا مین بیہوش ہوگیا جب مجکو ہوش آیا اُس دیو نے مجھسے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجھپر غضبناک ہوکر یہ فوج لایا ہی شرط کہ ابھی مجکو کھا جاؤن مین نے کہا کہ ہان مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہو گی دیو نے مجھے بالاے کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا مین تو جانبر ہوکے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر مین چلا آیا اور فکر مین رہا لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اُس کا ملکہ روشن آراے جہان ہی حمام مین نہاکر بالاے بام جاکر ارادہ اپنے بالون کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزین وغیرہ عورتین بہت سی حاضر خدمت تھین کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر پنجہ بنکر اُٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ہوئی الفت فرزندی و نیز کثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لاکر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پھر گیا یا مین ارادہ کہ ابکی بھی مرتبہ دیو سیاہ اُٹھا کر لے جائے گا اور کھائے گا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فرصت ہوگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیو نے غضبناک ہو کر ایک نفیر نکال کر بجائی مین اور سب لشکر میرا بیہوش ہو گیا وہ دیو مجکو اُٹھا لے گیا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہوئی روکر اُس دیو سے کہہ رہی ہی کہ اے دیو وا اے تجھپر کہ تجھسے دعوئے الفت رکھتا ہی اور میرے سامنے میرے والد کو کھاتا ہی دیو کہہ رہا ہی کہ ایک مرتبہ مین نے تمھارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر بسر جنگ ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہی اس وجہ سے اس کو کھاتا ہون کہ یہ دشمن میری جان کا ہی میری دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہو اور ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو زیر کوہ پہونچا دو ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا مین ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدون گی دیو نے یہ تقریر میری دختر کی سُنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک مین اپنی دختر کی جدائی مین نالان و گریان ہون باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہون جملہ سامان عیش و راحت کے موجود و مہیا ہین مگر فراق دختر کے غم سے زندگی تلخ ہی چاہتا ہون کہ جلد ہلاک ہو جاؤن یا اپنی دختر مذکورہ کو پاؤن چونکہ اس زمانے مین سنا گیا اور اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال بہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے اطرف قدم رنجہ کیا ہی اور آپ کی برکت دعا سے فرامرز ثانی نے اسفندیار کجکلاہ و بیران بیرسوار کو زیر کر کے مسلمان کیا ہی اور عزاق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اپنی تمامی رعایا کو بھی مسلمان کیا ہی اسوجہ سے بامید حاجت روائی خود یہ نامہ آپ کی خدمت عالی مین بدست وزیر اعظم اپنے کے روانہ کیا ہی امیدوار ہون کہ براے اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کر کے یہان تشریف لا کر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعہ سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شر دیو سے آئندہ بھی مطمئن کر دیجیے گا تو مین بھی مثل عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ کے دین اسلام اختیار کرون گا دین آبائی جو بتا پرستی ہی اُس سے تارک ہونگا تا زندگی آپ کا احسان مند رہون گا زیادہ کیا لکھون جب نامہ مذکور باین عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا جملہ اہل بزم عشرت نے مانند فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ کے پوچھا کہ اس نامے کے جواب مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین درویش آفتاب صورت نے ہاتھ اپنا اپنی ریش دراز و سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی شاہ ماہر فرمانروا ے شہر نقش بین کی حاجت بر آئے گی چونکہ اُس نے بصد التجا نامہ لکھا ہی اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہی لہذا ہم یہان سے اُس کے شہر مین جا کر بمدد الہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دین گے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہین ہی یہ فقیر جامع کمالات ہی پس اے عمان شاہ اب جلدتر یہان سے سوئے شہر نقش بین روانہ ہو کار خیر مین تعجیل کرنا کیا ضرور ہی یہ سنکے وزیر روشن رای ازحد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عمان شاہ نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عزاق آہن کلاہ نے فرامرز ثانی و عمان شاہ سے کہا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلون گا یہ کہکر حکم دیا کہ آج ہمارے شہر کے جملہ عمائد ہمارے دربار مین آئین و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار رہون حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار دربار مین حاضر ہو کر علی قدر مراتب بیٹھے شاہ عزاقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ اے ایہالناس آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر نقش بین جانا منظور ہی لہذا براے چندے ہمنے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو بجاے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم سب کو لازم و مناسب ہی کہ بجاے ہمارے اس وزیر کو جان کر اسکی فرمانبرداری و اطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

کرنا ورنہ ہم شہر نقش بین سے آکر سزائے سخت دینگے اہل دربار و جملہ عمائد شہر نے عرض کیا کہ ہم حضور کے حکم کی تعمیل کرینگے بادشاہ مذکور اپنے سامنے اہل دربار و عمائد شہر سے وزیر مذکور کو نذرین تخت نشینی کی دلواکر ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت و انعام دلواکر تمام ساکنان شہر کو وزیر کا فرمانبردار کراکر پچاس ہزار فوج واسطے انتظام شہر کے چھوڑ کر سامان سفر مہیا کرکے تین لاکھ سواران آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر ساتھ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ کے ہوکر اپنے شہر سے سوئے شہر نقش بین چلا درویش آفتاب صورت کے ہمراہ رکاب زیرک و روشن رائے و دلسوز بین جانسوز بین مہتر قران ہوا اب چھ لاکھ سواروں کا لشکر مع سرداران سپاہ یعنی صمصام تیغزن و قہور صف شکن و بہرام ببر سوار و اسفندیار کجکلاہ و دو بادشاہ عمان شاہ اور غراق آہن کلاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت ہوا فرامرز ثانی بعہدہ سپہ سالاری ہمراہ لشکر مندرجہ بالا ہوا درویش موصوف باین جمعیت سپاہ گران شادان و فرحان سوئے شہر نقش بین روانہ ہوئے اثنائے راہ مین سیر کرتے ہوئے کوہ و دشت و صحرا کی بہار و کیفیت دیکھتے ہوئے جابجا شہر و آبادی کی سیر کرتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے قریب شہر نقش بین کے پہونچے وزیر روشن رائے نے اپنے بادشاہ کو درویش آفتاب صورت کے آنے کی اطلاع دی وہ بصد خوشی اپنے ارکان دولت و اعیان مملکت کے ساتھ مع تین لاکھ سواروں کے واسطے استقبال درویش موصوف کے آیا اثنائے راہ مین ملاقات شادمان ہوا عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی سے بھی ملا پھر درویش موصوف وغیرہ کا استقبال کرکے اپنے شہر مین بصد عزت و حرمت و تعظیم و تکریم لے گیا اپنے مکانات وسیع و آراستہ مین فروکش کیا سامان دعوت و ضیافت کا کیا دعوت و ضیافت درویش موصوف و شاہان موصوف و سرداران سپاہ مذکور وغیرہ کی نہایت حسن و خوبی و تکلف سے ہونے لگی بعد چند روز کے شاہ ماہر والی شہر نقش بین نے درویش آفتاب صورت سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آپ اُس کوہ کو ملاحظہ کرکے کوئی فکر ایسی کرین کہ وہ دیو ہلاک ہو دختر میری مجھسے ملجائے رنج و غم دل سے دور ہوجائے آپ کے برکت قدم سے مراد دلی میری برآئے درویش نے ارادہ جانب کوہ جانے کا کیا تھا سواری طلب کی تھی فکر و غور کرکے کچھ عیاری کرنے کا ارادہ کیا تھا دلسوز جو اُس جگہ موجود تھا اُسنے باادب عرض کیا کہ آپ ابھی وہان نہ جائین تکلیف نہ اُٹھائین مجکو اجازت جانے کی دین پہلے مین وہان جاکر دیکھ آؤن جو دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہو اُسے دیکھ آؤن اور دریافت کر آؤن پھر آپ وہان تشریف لے جائیے گا درویش موصوف نے متحیر ہوکے کہا کہ او چھوکرے تو وہان جاکر کیا کار نمایان کرے گا مثل مشہور ہے کہ آمدی و کے پیر شدی چند روز سے تو ہماری خدمت مین رہتا ہے ابھی تجکو کیا ایسا فیض ہے حاصل ہوا ہے جو ایسے کار نمایان کے کرنے کا ارادہ کیا ہے ارے وہ دیو سیاہ ہے تجکو پکڑ کر کھا جائے گا مفت جان تیری جائے گی مدعائے دلی تیرا بر نہ آئے گا تاوقتیکہ ہم وہان نہ جائین گے گوہر مطلب ہاتھ نہ آئے گا ہم ہمین ہین تو تو ہے کیا تیرا وہان کام جانے کا نہین ہے بعد دو چار برس کے ہماری خدمت مین رہنے سے اور ہماری تربیت و تعلیم کی وجہ سے لائق ایسے کارہائے نمایان کے ہوگا ابھی تو اُس دیو کی صورت دیکھکر ڈر کر مر جائے گا تیری جان جائے گی ہمکو صدمہ ہوگا دلسوز نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت جانے کی تو دین دیکھیے گا کہ مین وہان جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون کیونکر اُس نابکار کو اسیر کرتا ہون شاہ ماہر یہ تقریر دلسوز کی سُنکے حیران ہوا دل مین اپنے کہنے لگا کہ اس درویش کے مرید اور مرید بھی کیسے کہ

نشاہ

طفل اُن کی یہ حالت ہی کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرکے زیر کوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہین کیا یہ درویش کامل ہین اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہی ابھی شاہ ماہر اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے بمجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زیر کوہ آئین گے دلسوز یہ سُنکے وہان سے سوئے کوہ تنہا روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیاے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو چکے ہین جاتے جاتے صحرا مین ایک جھاڑی مین بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو اپنے رکھکر صورت اپنی ایک نٹنی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھ کر کنگھی چوٹی کرکے انگوٹھیان چھلے ہاتھ کی انگلیون مین پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل نٹنی کی سی بناکر لباس بھی معقول پہنکر ڈھولک لیکر زیر کوہ بجاکر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا۔

غزل

خبر یہ نامہ بر نے آج لاکر مجکو دی اچھی	ملے گا جلد تیرا یار قسمت ہی تری اچھی
بتون کے ہجر مین رونا تڑپنا جان و دل کھونا	مقدر مین یہ میرے بات کاتب نے لکھی اچھی
دلِ ناشاد کا میرے لہو مل کے ہاتھون مین	وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنسکر کہ کیا مہندی رچی اچھی
جمال یار کو جب چاہتے ہین دیکھ لیتے ہین	ہماری آنکھ مین دی ہی خدا نے روشنی اچھی
گلِ خلدِ بریں سے خار دشت کی ایسکے بہتر ہین	فضا مین باغ جنت سے مدینے کی گلی اچھی
ملین گے بیت جنت مین مجھے ہر بیت کے بدلے	لکھی ہی نعت احمد مین نے میری شاعری اچھی
ریاض ظاہری مین بو ریا کی پائی جاتی ہی	جہان تک ہوسکے لے برق طاعات خفی اچھی

نٹنی نقلی ڈھولک تال سُر سے بجاکر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و مبہوت ہوگئے تھے دیو سیاہ نے بالاے کوہ سے جو صداے دلسوز سنی بے اختیار ہوکر کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہی کہ دل کو میرے اُس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی مین ابھی جاکر اُس کو اٹھائے لاتا ہون اُس کو بھی تمھارے پاس رکھون گا وہ گایا کرے گی مین بھی خوش ہونگا تمھارا بھی دل بہلے گا ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی دیو اُسیوقت بالاے کوہ سے نیچہ بنکر گرا نٹنی مذکورہ نے اپنی امان خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اُس کو کوہ پر لے گیا جب اُس کو ہوش آیا دیو کو دیکھکر وہ نٹنی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجکو میری مان خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھالے دیو نے کہا کہ او نٹنی مین تجکو ہرگز نہ کھاؤن گا اطمینان رکھ کہ تجکو جب میرا دل چاہے گا زیر کوہ پہونچاؤن گا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جسطرح تو زیر کوہ گا رہی تھی ہم تجکو انعام دین گے نٹنی نے بہت سی باتین بناکر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجاکر یہ غزل شروع کی

غزل

اے شیخ بھرا ہوا سبو ہی	پڑھ لیجیے نماز اگر وضو ہی	مانا کہ عدو کی آبرو ہی	تم تم ہو شرف عدو عدو ہی
اس بوت کے ہاتھون جی رہا ہون	مرتا ہون کہ تیری آرزو ہی	ہم گل سے ملا کے گال دیکھو	ان دونون مین کون خوبرو ہی
کھانے ہین قسم سمجھ کے مصحف	آئینہ جو اُن کے روبرو ہی	سینے کو تمھارے دیکھتا ہون	تمسے بھی سوا لے سے نمو ہی
ہی وصل و وصال دونون کا لطف	خنجر ہی ترا امر الگو ہی	اپنا ہی پتہ نہین ہی مجکو	کس برتے پہ اُسکی آرزو ہی
مقتل سے سرک اے میرے قاتل	بسمل ترا تجھسے سرخرو ہی	اُبھرے ہوئے سینے سے دبا دو	دل مین مرے درد آرزو ہی
غش ہون گلِ یاسمن کی بو پر	تیرے ہی پسینے کی سی بو ہی	دامن سے نہین چھٹے گا قاتل	کچھ اور نہین مرا لہو ہی

گردش مین ہی چشم مست حیرت	کیا اس کو بھی تیری جستجو ہی	دشنام تو بات بات پر ہی	یہ آپ کی طرز گفتگو ہی

دیو خوش ہوکر بے اختیار اٹھکر ناچنے لگا اور کہنے لگا کہ او ننھی واہ وا کیا خوب گاتی ہی ہان ہان یہی شعر پھر گا
کیا مضمون اس کا اچھا ہی مجھے بہت پسند ہی ننھی وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ
بے تکان اچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر آتا تھا کبھی اچکتا تھا
گاہ خوش ہوکر نعرہ کرتا تھا بار بار ننھی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تادیر ننھی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب ننھی نے
غزل کے تمام اشعار گاکر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اس کے ناچنے اور اچکنے سے
بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمھارے خوش ہونے کے واسطے
مین لے آیا ہون تمکو کس قدر چاہتا ہون تمھاری خوشی مجکو مدنظر ہی مگر تم میرا کہنا نہین مانتی ہو میرے وصل
سے انکار کرتی ہو جب سے تمکو یہان لایا ہون آجتک تمنے میری آرزو نہین نکالی مجھے ہاتھ بھی نہین لگنے
دیا یہ تمھاری جفا اور یہ میری وفا ہی خیر تمکو چاہتا ہون تمھاری صورت ہی دیکھکر تمھارا گانا ہی سنکر دل کو
اپنے خوش کر لیتا ہون جبر تمپر نہین کرتا ہون تمکو لازم ہی کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمھاری خوشی کا
خواہان ہی اور طرح طرح کے میوے نفیس و نایاب و شیرین تمھارے واسطے دور دور سے لاکر تمھین کھلاتا ہی
اس کے حال پر رحم کرو کبھی کبھی اس کی بھی خوشی کیا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین
ہوکر بناز و ادا جواب دیا کہ او بدزبان دور ہو کیا بیہودہ باتین بکتا ہی امر محال کا خواہان ہی دیو اور انسان
سے وصل ہو نہین سکتا دیو ملکہ کی ان باتون پر گویا مرگیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالاے
کوہ تو ننھی گاتی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی ننھی کو دیو نے میوہ دیا ہی وہ کھا رہی ہی باتین بنا رہی ہی مگر اب
حال درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش بین کا لکھا جاتا ہی کہ بعد جلنے
دلسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبراکر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم سوے
کوہ جاینگے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کرینگے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوئے فوج
عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہوکر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہوئے
فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش آفتاب صورت نے اپنی جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو
سے منڈھی نکالی اسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈھی سو گز کی طول مین ہوجا وہ منڈھی
ویسی ہی ہوگئی درویش نے اس منڈھی مین بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈھی ہمکو سوے کوہ صندلین لے چل وہ
منڈھی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصًا ماہر شاہ اور
اس کا وزیر دونون حیران ہوئے غرض سواری درویش آفتاب صورت بروئے ہوا چلی نولاکھ سواران
آزمودہ کار مع تین بادشاہون اور تمامی سردارون کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ چلا جب
اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ صندلین کے پہونچے ٹھہر گئے اور سب کو زیر کوہ ٹھہراکر
سوئے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالاے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکایک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز
ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلاکر کشتی لڑکر زیر کرون یا بضرب گرز
گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کرون درویش آفتاب صورت نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا
آخر فرامرز ثانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہی تو نیچے کوہ کے آکر مجھسے مقابلہ کر اس دیو نے نعرہ
اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا نولاکھ سوارون کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست
دیکھا از حد غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمھارے والد بہ فوج کثیر لے کر زیر کوہ آئے ہین ابکی مرتبہ

ہین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نچھوڑون گا جتنے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرون گا
خصوصًا اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤن گا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر وہی
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدا اُس نفیر کی جو زیر کوہ آئی سوائے درویش آفتاب صورت
کے کہ اس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کر لیا تھا سب کے سب مرکبون سے دھم دھم بیہوش ہوکر بالائے خاک گرے عمان شاہ و عراق
آہین کلاہ و شاہ باہر و جملہ سرداران سپاہ و فرامرز ثانی بھی تخت ہائے زرین اور مرکبون سے برو کے
زمین گرے بالائے کوہ سوائے دلسوز کے کہ اُس کے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوئے یعنی ملکہ روشن آرائے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اُس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار ہوگیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہے اور دلسوز بھی آنکھین بند کیے ہوئے بصورت دُتنی پڑا ہے اور زیر کوہ سب اعلیٰ ادنیٰ
خاک پر بیہوش پڑے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالائے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالائے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور دُتنی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہٗ
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ مین جاتا ہون نمک اور مرچ لے آؤن تو اس آدم زاد کے کباب کھاؤن دُتنی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائین گے کیونکہ ہم کباب
آدم زاد کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ مین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤن گا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمیٰ قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا یہان پر ملکہ
روشن آرائے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی دُتنی نقلی سمجھ گئی کہ ملکہ اس
جوان پر عاشق ہوئی دُتنی مذکور نے پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو اسوقت آپ کے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر ہمین رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہے تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھالے گا اس بیچارے کی جان جائے گی اسی وجہ سے ہمنے آہ کی دُتنی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجکو بہت
انعام دون گی مالامال کردون گی مگر تو عورت بلکہ چھوکری ہے اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچاے گی کیا حکمت و تدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرون گی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جاے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہو گا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
ہمین تیری بات کا یقین نہین ہے بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہے دیوانی ہے دُتنی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچالون گی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھوڑا دون گی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دون گی دیو کو قتل یا اسیر کرون گی مجکو دیوانی
نجانیے دُتنی نخیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہے دُتنی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دست ظلم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آئے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہہ دیجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین اب تک اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسوجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ و نفیر و تختی کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا مجھے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اُس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال سے دُتنی کے آگاہ ہوکر اس کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے دلسوز کیونکر اس دیو سے دریافت کرون کہ وہ مجھسے صاف صاف

کہدے دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہی کہ دیو قران آپ سے الفت رکھتا ہی اگر آپ واسطے تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کرکے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر و تختی تجکو کہان سے ملی ہی تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہی اور تو ہی ان دونون کو بجا سکتا ہی یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا ہی اور جو تاثیر و اثر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہین اگر کوئی اور ان دونون کو بجائے تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہوگی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح تمنے بتایا ہی اسی طرح اُس سے پوچھون گی ابھی ملکہ دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قران دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا مٹنی نے خوش ہوکر کہا کہ ہان اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھائین گے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے کباب تیار کرنا آتے ہین کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤ گے تو بہت خوش ہوگے کبھی اس لذت و ذائقے کے کباب نہ کھائے ہون گے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر مٹنی نے بکری اور نمک مرچ آتش اُس سے لےکر علیحدہ جاکر بکری ذبح کرکے گوشت کے چار حصے کرکے ایک حصے کے کباب بغیر بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب مین بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور بہ روبرو ملکہ مذکورہ اور اُس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت مین بیہوشی نہین ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے روبرو رکھے ملکہ نے اُس مین سے کچھ کباب کھائے مٹنی نقلی نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ او مٹنی تو نے ہمارے واسطے کباب تیار نہین کیے مٹنی نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لون تو ابھی تیار کرتی ہون دیو نے کہا کہ مین گوشت اس آدم زاد کا کاٹتا ہون جلد نمک مرچ لا مٹنی نے کہا کہ ابھی گوشت اس آدم زاد کا نہ کاٹو مجھے نمک مرچ پیس لینے دو ورنہ اتنی دیر مین سڑ جائے گا بد مزہ و خراب ہو جائے گا کیونکہ گوشت آدم زاد کا نرم و نازک ہوتا ہی جلد سڑ جاتا ہی یہ سنکے دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا مٹنی تو نمک مرچ پیسنے گئی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب تر جاکر ہاتھ اپنا اُس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ تختی تجکو کہان سے دستیاب ہوئی ہی تیرے ہی بجانے سے ان مین یہ تاثیر ہوتی ہی کہ نقارے پھٹ جاتے ہین اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہین یا دوسرون کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہوگی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اُس سے علیحدہ رہتی تھی کبھی اُس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اُس کے قریب تر بیٹھی اور دست نازک اپنا اُس کی شاخ سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل مین سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھسے الفت کرنے لگی ہی مدعاے دلی میرا بر آئے گا عجب نہین کہ آج ہی وصل اسکا میسر ہو یہ سمجھکر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا نہین ہی مگر تمسے بیان کرتا ہون کہ جب آصف بن برخیا نے جملہ حکما و اہل علم کو جمع کرکے محلات طلسم بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کین بعد ازان اُن کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایک روز لٹ جائیگا کیونکہ جب لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے طلسم کو بھی فتح کرے گا نام و نشان طلسم باقی نہ رہے گا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی کبھی پا جائے تو بھی طلسم کو فتح نکر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لحہ مین اسیر کرکے اُسے قتل کر ڈالے یہ خیال کرکے پھر اُنھون نے حکما اور اہل علم کو جمع کرکے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم ایسی تیار کرو کہ جو نایاب زمانہ ہون کسی نے ویسی اشیا نہ بنائی ہون بلکہ کسی حکیم نے بھی نہ تیار کی ہون اور وہ اشیا ایسی ہون کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی ملجائے اور اُس کے گلے مین بھی لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور جو نقارہ کلان یا خرد اُس کے لشکر کے ساتھ ہون

وہ بھی سالم شہر مین اور سب مردان لشکر ایک آن مین اسیر ہو جائین بادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے بذریعہ اُن اشیاء کے طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن مین مثل نوبت و نقارہ کر کے اسیر کرلے حکمانے متفق الرائے ہو کر نہایت محنت و جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمھارے سامنے رکھا ہی اور نام اس کا نقارہ سنگین ہی تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہی کہ جو کوئی اس نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائے گی جسقدر نقارے اور ڈہل و تاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جاوینگے بعد اس نقارہ تیار کرنے کے حکما و علمانے از حد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہی تاثیر اس کی آواز کی تمنے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہین تا وقتیکہ یہ تختی اُن کے تنون سے مس نہ کی جائے یا عکس اس کا اُن پر نہ ڈالا جائے گا اُسوقت تک اُن کو ہوش نہ آئے گا مگر اس تیاری مین ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہی کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہی وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہی اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونون اشیاء نادر زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف بن برخیا کو دین وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کرکے یہی دو تین اشیاء نادر روزگار ایک دیو کے ہاتھ اُنھون نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جب طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو جمع کر کے زر و جواہر بے انتہا خرچ کر کے تیار کرایا تھا اُس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا اُس کے پاس یہی تین اشیاء یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی چونکہ مین خدمت آصف بن برخیا مین اکثر جایا کرتا تھا اُن اشیاء کے حال سے مجکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجکو راہ مین ملا تھا مین نے اُس سے پوچھا تھا کہ کہان جاتا ہی اُس نے کہا کہ یہ چند اشیاء لیے جاتا ہون شاہ طلسم کو دینے جاتا ہون مین نے اس اشیاء کو دیکھکر پہچان کر اُس دیو کو مار ڈالا اُس سے یہ اشیاء لے کر بیرون قاف سے یہان آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور پھر عاشق و شیدا ہو کر تمھین اُٹھا لایا آج تمکو اپنے حال پر مہربان پاتا ہون امید کرتا ہون کہ اب تمھارے وصل سے شاد کام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور نقلی ٹُنّی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنے کے دیو نے کہا کہ او ٹُنّی ارے ابھی تک تو نے نمک مرچ نہین پیسا اُس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہون فی الفور ٹُنّی مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز لے کر پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ پہلے یہ کباب گوسفند کھائیے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہین ملکہ بھی کھا چکی ہین مین بھی کھا چکی ہون بعد ان کباب کے کھانے کے اس آدم زاد کے کباب کھانا نمک مرچ یہ موجود ہی دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منھ مین رکھ لیے ایسے اُٹھتے تھے کہ دیو قران کھاتے ہی لذت سے خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے ٹُنّی کیا خوب تو نے کباب تیار کیے ہین مگر کھاتے ہی گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہی ٹُنّی نے عرض کیا کہ ان کبابون کی یہی تاثیر ہی ذرا اُٹھکر ٹہل کر دل کو بہلائیے ہوا کھائیے دیو اُٹھا وہ کیا اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بے اختیار مانند کوہ کے بالائے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران او قران دیو نابکار یون عیاری کر کے تجھ ایسے دیو زبردست کو مین نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرائے جہان دلسوز کے اس کار نمایان پر حیران ہو کے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے مین کی اور ایک پھاہا سفوف بیہوشی کا بنا کر اُس کے دماغ پر رکھدیا تاکہ ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کر کے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا بلکہ عکس اُس تختی کا اُس پر ڈالا تھا اُس کو ہوش آنے لگا تھا کہ یکایک درویش آفتاب صورت اپنی منڈھی مین بیٹھے ہوئے بالائے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہو کر اُٹھ رہا ہی دیو بیہوش

پڑا ہوا ہی ملکہ مذکورہ بیٹھی ہی جب تک ملکہ مذکورہ اُٹھکر پوشیدہ ہو فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا اتنی دیر مین درویش موصوف نے دیکھ بھال کر دلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے یہان تشریف لانے کی زحمت کیون گوارہ کی مین سب کام کر چکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کر چکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کر چکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کر چکا فرامرز ثانی کو شر دیو سے بچا چکا لیجیے یہ نقارہ ہی نام اس کا سہمگین ہی اور یہ نفیر ہی اور یہ تختی وہ ہی
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صدائے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہی اس کے بعد جو کچھ ان اشیاء کی بابت دیو سے سُنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کر کے اُس کے اس کار نمایان کے کرنے پر تحسین و آفرین کر کے نقارہ و نفیر
کو اُس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کر اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا منڈھی پر ڈال کر ملکہ روشن آرائے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو منڈھی
مین داخل کر کے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالائے کوہ صندلین تھا اُس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کر کے منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو یہان سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے منڈھی وہان سے زیر کوہ سب کو لے کر آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو منڈھی سے باہر کر کے اُس تختی کا عکس ماہر شاہ والی و حاکم
شہر نقش بین پر ڈالا اُس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش بین دیکھو یہی تمھاری دختر
ہی اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ مین بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہی کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہوئے تھے یا نہین شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اُس سے ملا دوڑ کر اُس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ وزاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی فکر و تدبیر کی پردے مین اُسے محافے کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہین ہی آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری حاجت و آرزو کے بر لانے مین خوب سعی کی تا زندہ ایم بندہ ایم درویش موصوف نے کہا کہ
جو تمنے اقرار کیا تھا اُس کا بھی تمھین کچھ خیال ہی اُس نے کہا کہ ہان یاد ہی آپ مجکو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجیے درویش ممدوح نے اُس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اُس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اُسی تختی کا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اکثر نے ہاتھ چومے ہزارون سوار قدمبوس ہوئے عزاق
آہنین کلاہ بادشاہ شہر غرافیہ و عمان شاہ نے بھی کہ ابھی تک یہ دونون بادشاہ بھی حال درویش
آفتاب صورت سے ماہر و آگاہ نہین ہین بہت کچھ ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے جملہ بیہوشون کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اس کو اسیر نکرین بلکہ ہوشیار کرین درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہو گا تو بدشمنی پیش آئے گا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہین جا سکے درویش ممدوح نے عکس اُس تختی کا تو
اُس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کر کے پیالا بیہوشی کا

اُس کے دماغ سے دور کرکے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سُنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئین زیر کوہ پایا حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او قران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ و نفیر و لوح تجسے لیگئی ملکہ روشن آرائے جہان اپنے والدین سے ملی تجکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہی اگر تو اطاعت ہماری کریگا تو زر و انعام پاویگا تجھے لازم ہی کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجکو واسطے کھانے کے اسقدر دیا جائیگا کہ تو سیر ہوجائیگا قران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ جانے کا کیا اسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بصد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کر سر اُس کا دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصًا درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہوکر اُسکے زور بازو کی ثنا کی ماہر شاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت مین اچھا پایا اپنے خیال واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس نے میری دختر کو بالائے کوہ جاکر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب یہی ہی کہ اُسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کردون ایسا جوان پھر بہر دامادی نہ ملیگا یہ خیال کرکے خاموش رہا پھر وہان سے بصد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر مین آیا ملکہ روشن آرائے جہان محافہ زرین سے اُترکر داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے ازحد شادمان ہوئین خصوصًا مادر ملکہ مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو باادب سلام کیا اُس نے اس کو اپنے سینے سے لگاکر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئین بعد گریہ و بکا کے اور ملنے کے سامان خوشی و جشن ہوا محلسرا مین ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزارہا روپیہ اشرفیان جواہرات تصدق کیا گیا غربا محتاجون کو دیا گیا فقرا وہ تصدق پاکر امیر کبیر ہوگئے بادشاہ شہر نقش بین نے اپنے دربار مین آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ اداکرکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ دونون شاہون مین سے کوئی صاحب جلوس کرین مجکو اپنا فرمانبردار جانئین عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش آفتاب صورت نے کہا کہ مین ایک درویش ہون مجکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو یہ کہکے ماہر شاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا پھر خود بھی برابر تخت ماہر شاہ کے بالائے کرسی بیٹھے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہر شاہ کے تختہائے زرین پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی علے قدر مراتب دنگلون پر رونق افزا ہوئے خصوصًا فرامرز ثانی برابر تخت ماہر شاہ کے زرین دنگل پر بیٹھا شاہ شہر نقش بین نے پہلے اپنے اہل دربار کو پھر تمامی ساکنان شہر کو حکم دیا کہ جملہ ادنی اعلی آفتاب پرستی چھوڑکر حق پرستی اختیار کرین کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہون حکم بادشاہ موصوف سے جملہ اعلی ادنی مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقش بین مین آواز اذان موذن اکثر جگہ بلند ہونے لگی مردان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پھر حکم سے بادشاہ کے اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی کی شہر نقش بین اس خوشی مین ایسا آراستہ کیا گیا کہ رشک نگار خانہ چین و ماچین ہوگیا بادشاہ شہر نے بھی ہمات روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان خوبرو و خوش گلو نے حاضر بزم عشرت ہوکر مبارکباد ملکہ کے آنے کی دی غزلین بھی عاشقانہ گائین اہل بزم خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غراق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قمور صف شکن و صمصام تیغ‌زن و بہران ببر سوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغ‌زن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و نامور کی بخشش و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت مین اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق گلشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبودار شیشون مین مع ساغرہاے بلورین لاکر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت باین طور میخواری کرنے لگے اثناے زمانہ جشن مذکور مین ماہر شاہ فرمانرواے شہر نقش بین
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کر دیا جہیز مین علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش بین بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دلی برآئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہر شاہ والی شہر نقش بین سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہان ہمین زمانہ زیادہ گذرا ہمین جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف روان ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہان اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہو جائے تو پھر یہان سے روانہ
ہوجیے ہم بھی ہمراہ چلین گے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہو چکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی لکہ جو
درویش مرجان سرخ موسے ہاتھ آیا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ لکہ باندھ دیا جاے
وہ کبھی کسی سے زیر نہو جیب جامہ درویش مرجان سرخ موسے نکال کر باندھا اور اوس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہٗ قمور صف شکن و صمصام تیغ‌زن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغ‌زن ان چارون سرداران نامی و نامور کو بھی نقاب دار سبز بنا کر رفیق فرامرز ثانی ان کو قرار دیا
اور علمدار لشکر جملہ سپاہ گران بہران ببر سوار کو کیا علم سبز و طویل اوس کو دیا سوا اوس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کر کے ان کو بھی علم دیے علاوہ اس کے جملہ سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کر کے
ماہر شاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھایئے واسطے انتظام شہر کے یہین تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہر شاہ نے ہمراہ چلنا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغ‌زن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی ہنگام سفر داخل محلسرا ہو کر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہر چند اوس نے کہا کہ ابھی یہان سے نجاؤ مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اے ملکہ ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو جلد وہان سے آکر تمسے ملینگے
اس سفر مین تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہین ہے اس تقریر فرامرز سے ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی اوسکو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کر کے بمشکل اجازت جانے کی لے کر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہر شاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہر شاہ ہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہٗ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثناء مین نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خرد و کلان آگاہ ہوئے کہ
اب یہان سے لشکر کا کوچ ہے فوراً اسپ سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ
بادشاہ شہر غراقیہ بھی آمادہ سفر ہوئے پوشاک پہنکر تاج شاہی سرون پر رکھکر تختہاے زرین پر بیٹھے
کہارون نے اپنے کاندھون پر تخت اٹھائے درویش آفتاب صورت بھی اپنے اوسی گنبد طلائی

جواہر نگار مین کہ جو بہزار زیب و زینت آراستہ تھا وہی لباس پر صد زیب تن کرکے بیٹھے کہارون نے اُس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اُٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز بیخ و تہمور صف شکن و صمصام تیغزن و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن بھی نقابداران سبز و رفقائے فرامرز ثانی بر کبوتر سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نو لاکھ تھے بسرعت تمام مرکبون پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان و شوکت و جلوس و نوبت و نقارہ و طبل و علم سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست و بلند پر نشان پیچھے اُن کے صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولین زرین اور ہودے نقرئی و طلائی تھے فیلبان وردیان زرق برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب مین اُن کے اشتر کئی ہزار زرین مہار نوبت و نقارہ ہائے کلان کی آواز شہنائی کی صدا علمہائے رنگ برنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھرہرے اُن کے ہوا سے اُڑتے ہوئے پیران پر سوار علمدار خاص سپاہ تہور شعار علم سبز کلان لیے ہوئے مرکب پر اور بقولے شیر پر سوار پھرہرے پر اُس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزارون جھنڈے اور برچھے بردار یہ بھی قطار در قطار نو لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار مرکبون پر سوار رہروی مین برابر دو دو سوار تہور شعار نیزے ہاتھون مین لیے ہوئے سنانین نیزون کی چمکتی ہوئی ہر ایک گروہ و غول کے ساتھ ایک ایک سردار و علمدار علم لیے ہوئے پھرہرا علم کا کھولے ہوئے پھرہرے ہوا سے اُڑتے ہوئے سقے برابر راہ مین پانی چھڑکتے ہوئے گرد و غبار راہ دور کرتے ہوئے نقیبان خوش آواز چوبدار و عصابردار بولتے ہوئے اسطرح آوازین لگاتے ہوئے کہ شعر

ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی	سواری ہے یہ شاہ ذرہ پرور مہر صورت کی

نگاہ صدائے دور و باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار و سرداران سپاہ باادب روان بادشاہان شہر و دیار ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ و جلال و شوکت و اقبال و جلوس بے حد و انتہا پر نظر کرتے ہوئے بار بار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زیرہ سی آنکھون سے یمین و یسار دیکھتے ہوئے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوئے روان ہین جانب انجم حصار جاتے ہین حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا انشاءاللہ تعالے ایسا

دو کلمہ داستان ساریق بن بقا برادر لقا مثل ابلیس مردود بارگاہ خدا و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ تند و تیز	کہ اب آگیا وقت جنگ و ستیز	ترے ہاتھ سے گر مین پاؤن شراب
تعاقب مین دشمن کے جاؤن شتاب	نہ دم بھر بھی ٹھہرون کہین زینہار	روانہ ہون مین سمت انجم حصار
گیا ہے اُسی سمت ساریق اب	بقا کا خلف اسکو کہتے ہین سب	خدائی کا کرتا ہے دعوی وہ گبر
بغیر اُس کے مارے نہ آئے گا صبر	وہین جاؤن گا وہ جہان جائے گا	مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا
پے درج حالات کب ہے قلم	مرے ہاتھ مین تیغ ہے یہ علم	

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ و عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق بن لقا خداوند مشرکین و کفار بے حیا بعد جنگ و جدال خوف قتل سے اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر و حیران باخاطر پریشان مع جمعیت فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا اثنائے راہ مین خوف صاحبقران سے آرام و راحت و پناہ کی جگہ بنا کر کہین چندے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جا کر ایک روز قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی و مسافت راہ سے عاجز ہو کر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن لقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین نہایت مضطر و پریشان ہین کچھ فوج بھی اُن کے ہمراہ ہی یہ خبر سُنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا و اُمرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار مذکور سے ملکر بصد عزت و حرمت و تکریم و تعظیم انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت و ضیافت کیا بعدہٗ سبب ادھر آنے کا دریافت کیا ساریق بن لقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے صدمہائے سخت اُٹھائے ہین آخر یہان تک آئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر ہو کے تمام حالات سُنکے کہا بڑے عجب ہی کہ آپ نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے مردان سپاہ کو تقدیر کر کے تباہ و برباد و ہلاک کیون نہ کیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے کیون آئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ اُس کے وزیر اور شیطان بارگاہ سختگان بن سختگان نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا و ظلم و جور صاحبقران و اہل اسلام اُٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی کے اُن کو تباہ و غارت نہین کرتے ہین ذلت و رسوائی اپنی گوارا کرتے ہین یہی سبب ہی کہ آج تک اُن کو نیست و نابود نہین کیا ہے کہتے ہین کہ ان لوگون کو کیا برباد و تباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس نہین ہین جب جہالت سے باز آئین گے مجکو پہچانین گے فی الحال یہ آپ کے پاس طالب پناہ ہو کر آئے ہین آپ کو مناسب ہی کہ ان کی مدد و اعانت فرمایئے پناہ دیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر و فساد سے ان کو بچایئے کوکب انجم حصاری نے گفتگوئے سختگان سُنکے ساریق بن لقا کو اپنا مہمان کیا دعوت و ضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی چونکہ کوکب انجم حصاری کہ ایک بادشاہ ہی حوالی و قرب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا ہی ماتحت و فرمانبردار ہود سر مست بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہی اور ہود سر مست پوتا ساحر ششمش کا ہی اسوجہ سے کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند ساریق بن لقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز و شکست کھا کر مضطر و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین مین نے اُن کو مہمان کیا ہی ساتھ اُن کے اُن کا وزیر و شیطان بارگاہ سختگان ہی اور کچھ سپاہ ہی اگر ارشاد ہو اور مناسب ہو تو مین اُن کو پناہ دون اور اگر حکم پناہ دینے کا نہو تو اُن کو پناہ نہ دے کر انجم حصار سے باہر کر دون امیدوار جواب کا ہون جب نامہ بعد القاب و آداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا سر نامہ درست کر کے نامے کو اندر لفافے کے رکھکر مقیم جادو دیا کہ جو ہود سر مست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین رہتا ہی اور خدمت اُسکی اسکے متعلق ہی کہ جب نامہ بھیجنے یا کچھ عرض و دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہی تو اُسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہی وہ ساحر جا کر نامہ یا پیغام ہود سر مست کو پہونچا دیتا ہی

اور جواب بھی گاہ گاہ لا دیتا ہی فی الحال بھی بدستور مرقوم نامہ اُسی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لے کر گیا بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت ہود سر مست مین پہونچایا شاہ طلسم مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کند و مقیم جادو سے کہ وہ کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بمقدمہ پناہ دینے ساریق بن بقا کے ہم سمجھکر جواب دینگے بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہین گلستان باختر سے یہان تک آئے ہین جو ساحر نامہ مقیم جادو سے لے گئے تھے انھون نے مقیم جادو سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا مقیم جادو نے انجم حصار مین آکر تخلیہ مین کوکب انجم حصاری سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ بیان کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور رہکر ساریق بن بقا کو مہمان رکھا ہی حال اس کا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائے گا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان مردم ربا سے بے درنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہی

ہین گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ بدظن کی طرف
رک رہا کیون آتے آتے میرے مدفن کی طرف

آگئی فصل بہاری دوڑتے ہین اے جنون
پاؤن صحرا کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف

جب نہ پایا بعد میرے کوئی مجھسا باوفا
بیکسی گھبرا کے دوڑی میرے مدفن کی طرف

گلشن آفاق مین وہ سوختہ قسمت ہون مین
آتے آتے رک رہی بجلی نشیمن کی طرف

بزم دنیا مین نہو گا کوئی مجھسا صلح کل
دوست کی نظرون سے دیکھا ہی دشمن کی طرف

پاس ہی دونون کا مجھ وحشی کو راہ عشق مین
آنکھ ہی رہرو کی جانب دل ہی رہزن کی طرف

کشتۂ رخسار رہتا دو گل چڑھاتے بعد مرگ
خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف

سینۂ پر داغ تا کانا وک دلدوز نے
راہ یہ اچھی نکالی میرے گلشن کی طرف

کوئی دیکھے تجکو تیری آرسی کا دیکھنا
ٹکٹکی سی لگ گئی ہی روے روشن کی طرف

چودھوین شب بام پر تم سورہے ہوتے نقاب
چاند کو دیکھے کوئی یا روے روشن کی طرف

شاعری کا ہی تنزل قدر اے واحد کہان
اہل جوہر کی توجہ کیا ہو اس فن کی طرف

کہ بعد عقد کرنے کے قلعہ سبز نگار مین شب و روز براحت و آرام چندے بسر کرکے اور وصل ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا فرمانروای قلعہ سبز نگار موصوف شہر حسن آگین سے شاد کام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسین سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے اجازت یہان سے جانے کی دیجیے یہان زیادہ توقف خوب نہین ہی ہمین تعاقب مین ساریق بن بقا خداوند مردمان گمراہ مین جانا ہی گلستان باختر سے ہم یہان تک اُس کے تعاقب مین آئے ہین اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگ کر جانب انجم حصار گیا ہی ہمین تعاقب مین

اُس نابکار کے جانا ضرور ہی جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روئے زمین
سے نہ مٹا لین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہوگا بادشاہ قلعہ سبزنگار معروف شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ منکوحہ ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نا ہیچ اُس کا ہی ہر بعد گفتگوئے بسیار بمشکل رخصت ہوکر اقرار پھر آنے کا
کرکے محلسرا سے باہر تشریف لاکر حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے سوئے انجم حصار روانہ کیا جائے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہون گے حسب الحکم اُسیوقت سہراب بن لندھور اثالہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے ملکہ حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثنائے راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک صحرائے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے اُس صحرائے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحرائے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہی بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین حسب الحکم نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
گئی صدائے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہی کہ آواز نقارہ سلیمانی چونسٹھ کوس تک جاتی ہی ادھر
جملہ مردان سپاہ صدائے نقارہ سلیمانی سنتے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بجت آگاہی قیام بجایا گیا ہی
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحرائے سبزہ زار پُر بہار مین دور تک
استادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر یعنے انجم حصار مین ساریق بن بقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا تشنگان بھی موجود تھا ساقی خوب روکشتی شراب ناب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مئے گلگون بھر کے جام مذکور ساریق بن بقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ میخواری کا
کیا تھا کہ یکایک صدائے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن بقا آواز نقارہ مذکور
سنکے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالائے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن بقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبراکر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ اُٹھکر بھاگنے کا کیا مگر وحشت دل کے تھرانے اور کانپنے سے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہی کیا حال ہی یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہو گیا تب لرزہ آگئی بڑا اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہی یا خود برہم ہوکر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا ہی کیا شراب ناقص ہی غصہ سے آپ تھرا رہے ہین یا اور کوئی وجہ ہی مفصل
بیان فرمائیے ساریق بن بقا سے توبسبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے کہ تھرا رہا
تھا مثل بید کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر تشنگان نے عرض کیا کہ حضور مجھسے سبب اس
ساغر مے کے گرنے کا سنیے مین خوب آگاہ ہو گیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہین ہی جو اس
قسم کا ... ہین یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی یہ بھی اچھی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
خداوند کو نہین ہی کانپنا ان کا نہ غصہ سے ہی نہ تپ لرزہ آئی ہی صاف صاف یہ ہی کہ نقارہ سلیمانی

چونکہ صاحبقران بین ہی ائس کی آواز اُنھون نے ابھی ابھی کیا سنی ہی گویا کوس رحلت کی صدا سنی ہ صاحبقران قریب انجم حصار کیا آگئے گویا واسطے قبض روح خداوندکے ملک الموت آگئے ہین کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اے خداوند کچھ تردد و خوف نکیجیے اگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جنکے ہاتھ سے آپ کو صدمہ و رنج پہونچا ہی یہان آگئے ہین تو کیا اندیشہ ہی سامان جنگ یہان موجود ہی علاوہ سپاہ کثیر کے تین نقابدار طلسمی ہود سیر مست کی جانب سے میرے اختیار مین ہین کہ ان کا اگر لاکھون سوار دنیا دمی مقابلہ کرین توبھی ان کو کوئی قتل نہین کر سکتا ہی وہ سب کو اسیر کرسکتے ہین قبل اس کے چار نقابدار تھے ایک نقابدار آپ کو معلوم ہی کہ کام آگیا ہی مجھے جواب کا انتظار ہی مین نے آپ کی تشریف لانے کی خبر بادشاہ طلسم زلزلہ کو کی تھی نامہ روانہ کیا تھا ابھی تک جواب نامہ نہین آیا ہی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جواب ابتک جواب نامہ نہین آیا اب مین پھر نامہ روانہ کرتا ہون جو حکم ہوگا اُس پر عمل کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ بعد القاب وآداب شاہی کے اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان ایک نامہ بطریق عرضداشت قبل اس کے خدمت حضور مین ارسال کرچکا ہون اب دوسرا نامہ ارسال کرتا ہون امیدوار جواب کا ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جن کے خوف سے ساریق بن لقا گلستان باختر سے بھاگ کر یہان آئے تھے وہ آج مع فوج کثیر آگئے ہین صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہین ایسی حالت مین مجھے کیا حکم ہوتا ہی خداوند ساریق بن لقا کو پناہ دے کران کے دشمن جان صاحبقران مذکور السطور سے ارادہ جنگ کرون یا نہین جب نامہ باین مضمون لکھ چکا لفافے مین رکھکر سر نامہ درست کرکے پھر مقیم جادو کے ہاتھ نامہ مذکور روانہ کیا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ایک نامہ کوکب انجم حصاری کے واسطے بعد القاب وآداب شاہی کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے شاہ انجم حصار خبردار ہو کہ ساریق بن لقا نابکار بدترین روزگار دعویٰ خدائی کرتا ہی مردم کو گمراہ کرتا ہی فی الحال ہمارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا تمھارے پاس آیا ہی طالب پناہ ہوا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ ساریق بن لقا کو ہمارے حوالے کردو یا پناہ اُس کو نہ دو اُس کی مدد و اعانت نہ کرو آمادہ جنگ و جدال ہم سے نہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ طبل جنگ بجوا کر ہم سے مقابلہ کرو جب نامہ باین مضمون لکھا گیا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر مہر سے مزین کرکے حسب قاعدہ لشکر اہل اسلام مین سر دربار بالائے چوکی زرین رکھا گیا اور جام شربت بھی ساتھ ہی اُسکے رکھکر امیر یا توقیر نے باواز بلند فرمایا کہ اے بہادران نامدار واے سرداران تہور شعار تم سب مین کون ایسا جری و دلاور ہی کہ جو اس جام کے شربت کو پی کر یہ نامہ کوکب انجم حصاری کو پہونچا کر جواب اُس کا لیکر آئے ہنوز صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ مملوک بن مالک نے اپنے دنگل سے اُٹھکر عرض کیا کہ مین حکم کی تعمیل کرونگا یہ کہکر اُس جام کو اُٹھا کر شربت پی کر بیڑہ پان کا کھا کر نامہ کو اپنی کلاہ زرین مین بالائے سر رکھکر دربار سے باہر آکر اپنی سپاہ سے بیس ہزار جوانان آزمودہ کار و سواران تہور شعار چیدہ کرکے اُن کو اپنے ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہوکر باین شان وشوکت جانب انجم حصار سیر کنان روانہ ہوا اُسی وقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے برائے دریافت خبر خواجہ طیفور گرد یا بھی بصورت مبدل جانب انجم حصار بعجلت روانہ ہوئے قبل پہونچنے مملوک بن مالک کے داخل دربار کوکب انجم حصاری ہوئے دیکھا کہ دربار آراستہ ہی کوکب انجم حصاری

بالاے تخت حکومت بیٹھا ہی ساریق بن بقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہی سخنگان بھی موجود ہی ارکان دولت حاضر دربار ہین ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ و دربار کوکب انجم حصاری ہوے تھے بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ یکایک کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُسنے اپنے اہل دربار امراے نامدار وارکان دولت ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سوارون کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا اُنھون نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُسکو بعزت وحرمت دربار مین لائے مملوک بن مالک نے دربار واہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام ندیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے کفار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری نے مملوک بن مالک کو ذی عزت ولیاقت جان کر قریب اپنے تخت کے کرسی زرین پر اشارہ بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سخنگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہان قدم مبارک آئے ہین نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لیکر آئے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اس دربار مین کون کون آتا ہی آثار اچھے پائے نہین جاتے ہین کوکب انجم حصاری نے بنظر تند وتیز جانب سخنگان دیکھکر کہا کہ اے سخنگان کیا بکتے ہو اُس نے کہا کہ اے بادشاہ جوکچھ مین نے کہا سچ کہا ہی مین جہان دیدہ وآزمودہ کار ہون ایسے امور کا مجھے تجربہ ہوچکا ہی اسی وجہ سے مین نے کہا ہی کہ آثار اچھے نظر نہین آتے ہین ساریق بن بقا نے کہا کہ اس کی باتون پر کچھ خیال نکرنا چاہیے یہ شیطان درگاہ بادولت ہی بیشتر ایسی ہی باتین کرتا ہی کوکب انجم حصاری نے گفتگوے ساریق بن بقا سنکے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ وساغر بلورین لایا اپنے بادشاہ کے حکم سے شراب ساغر بلورین مین روبروے نامہ دار موصوف لے گیا نامہ دار نے میخواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائیگا شاہ مذکور نے شرائط کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اُٹھ کر چند قدم بڑھ کر نامہ لیجیے بعدہ اس نامے پر کشتیان زر وجواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ کیجیے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو پڑھوا کر مضمون نامہ سے مطلع ہو جیسے یہی شرائط ہین ملک جی بیٹھے ہین ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط اس نامے کے لینے کے ہین یا نہین شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سخنگان کیا اُس نے عرض کیا کہ بیشک وشبہ یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہین مگر نامہ لینے والون کو اختیار ہی خواہ اعزاز نامہ کرین یا نکرین نامہ لین یا نہ لین چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا لہذا سخنگان کی بیہودہ وشرآمیز تقریر پسند نکرکے کشتیان زر وجواہر کی طلب کین ملازمون نے فی الفور حاضر کین پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اُٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیان زر وجواہر کی نثار کی گئین دربار مین زر وجواہر جا بجا گرا خدمتگارون نے ارادہ اُس کے اُٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور گردیا نے فی الفور زنبیل سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر وجواہر پر مارا تمام زر وجواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا اور کچھ پگڑیان خدمتگارون کی جو واسطے لینے زر وجواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہان زر وجواہر پڑا تھا سب جال مین آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور سر ننگے ہوگئے نہایت حیران و پریشان ہوئے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر وجواہر سے کچھ بھی نپایا بلکہ گرہ سے اپنے اپنے سر کی پگڑیان کھوئین

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی سختگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہو گئے خدمتگارون
سے کہا کہ اے نالائقو کیون حیران پریشان ہو دور ہو شکر کرو کہ بلا سر سے ٹل گئی پگڑیون ہی کے سر سے
جلنے سے خیر گذری تمکو خبر نہین ہی کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قنطورہ درنگ قلعہ گیر
بے جنگ سر برندہ ساحران دریش تراشندہ کافران خواجہ طیفور گردیا تشریف لائے ہین دربار مین
اُنھون نے قدم رنجہ کیا ہی یہ زر و جواہر جو نثار بالائے نامہ کیا گیا تھا انھین کا حق تھا تمنے بطمع حصول زر
کیون ہاتھ بڑھایا تھا تمھارے ہاتھ بڑھانے کی سر دست تمکو سزا ملگئی پگڑیان تمھارے سر سے اُتر گئین
نذر زنبیل ہو گئین یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہو کر بعجز و انکسار کہا کہ آپ نے یہان قدم رنجہ کیا ہی تو میرے
حال پر رحم فرمائے گا مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے گا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر بین براہ خرچ کے واسطے نذر کرون
خواجہ طیفور گردیا سختگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران مین جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری مین دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے مین گئے اُس طرف کوکب انجم حصاری سے نے نامہ
صاحبقران ممدوح میر منشی کو دیا اُس نے لفافہ چاک کر کے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا شاہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جائے ہنوز اسی فکر مین تھا
کہ مقیم جادو و طلسم زلزلے آیا اُس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
پر جو نظر کی یہ لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند ساریق بن بقا طالب پناہ ہو کر آئے
ہین تو اُن کو پناہ دو اور دشمنون کے شر سے اُن کو بچاؤ جو کوئی اُن کا دشمن ہو اُسے قتل کر و اگر
صاحبقران آئے ہین اور آمادۂ جنگ ہین تو مقابلہ کرو نقادارون سے اُن کو مع اُن کے مردمان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اُسیوقت مملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دے کر میر منشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ مین یہ عبارت لکھدے
کہ ہم کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہین ہی اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہین ہی خداوند
ساریق بن بقا یہان آکر طالب پناہ ہوئے ہین خلاف مروت ہی کہ ہم اُن کو پناہ ندین اور آپکے
حوالے اُن کو کر دین ہان مقابلہ کرنا منظور ہی میر منشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کر دی
پھر سر نامے کو درست کر کے نامہ سر نامے مین رکھکر بادشاہ کو دیا اُس نے مملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و بہادر شہسوار موصوف جواب نامہ لیکر دربار سے اُٹھکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہو کے مع اپنے ہمراہی سوارون کے اپنے لشکر مین آیا مرکب سے اُتر کر روبروئے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا امیر
کشور گیر نے وہ نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سر دربار آواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہو کے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی خیر
دیکھا جائے گا ابھی صاحبقران یہ فرماتے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سر شام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بمجرد حکم ملازمون نے نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ زرین
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برائے
دریافت خبر وہان موجود تھے صدائے نقارۂ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کر کے وہان سے بعجلت

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آئے اور بعد ثنا و دعاے بادشاہ
اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

آیا شہے کہ ہمت پیگاہ بخشش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
بجفت تخت حسودت چنانکہ پنداری
سبیل رابستم ہیئت جوار دہد
وران زمان کہ بیاد اش چشم خصم ترا
کہ ہفت قلعہ افلاک را حصار دہد
سر پر ملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار دہد
عداوت مثل تو آنگہ شود کہ خنجر بید
برات دار فنا مہلت مدار دہد

بکان و دریا چو سرمایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز وشتش کوک کو کنار دہد
ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر
قضا بمیل سنان سرمہ غبار دہد
نہال رمح گر جوئے فتح آب خورد
بجاے خویش بود ہر چہ کردگار دہد
اگر بناے اہل منہدم شود یزدان
بروز معرکہ آثار ذوالفقار دہد
تو پائدار بمان زانکہ جاے اندازی

سپہر خرقہ در اندازد از طرب چو بضرب
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان زخم تو از چرخ سر کشیدہ چنانکہ
ہمین بود کہ نیابت بروزگار دہد
سیاہی بے عداوت ہم آن بود آن روز
بوقت حملہ سر بد سگال بار دہد
عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تا کہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پائدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر مین معین و مددگار ساریق بن بقا ہوکر طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سیاہ رو سیاہ کوکب انجم حصاری مین سنکے جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بایماے بادشاہ موصوف حکم دیا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی و نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی جاے اُن ہرکارون نے نقارہ نوازون کو حکم صاحبقران جاکر سنایا اُنھون نے موافق قاعدۂ قدیم خواجہ طیفور گردیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہوکر تیاری آلات جنگ مین مصروف ہوئے جب دونون طرف طبل و نقارۂ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن بقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا کو پناہ دے کر اُس کے معین و مددگار ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران کے بھی لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجایا گیا ہی دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہی صبحکو میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہو چکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہو چکے تھے حال عشق و الفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہی غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکور نے اُسی حالت اضطراب مین اپنے کوکا مسمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا رازدار ہی بلا کر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت مین جاکر تنہائی مین اُن سے کہنا کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہی تھوڑی دیر کے واسطے جسطرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران مین جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہی اُن سے کہدینا اور اُن کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہی مگر انجم حصار مین اُن کا بلانا اچھا نہین ہی مبادا دشمنونکو آگاہی ہو جائے تو باعث تمھاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق مین بھی اچھا نہوگا میری لئے

یہ ہی کہ بیرون انجم حصار جو تمھارا باغ ہی اسوقت تم اپنے باغ مین جاؤ مین وہین اُن کو ہمراہ لیکر
آؤن گا ملکہ مذکورہ کو راے اپنے کوکا کی پسند آئی اُسی وقت سوار ہوکر چند کنیزین وغیرہ جو ہمراز
تھین فقط انھین کو ہمراہ لے کر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اس طرف لشکر اسلام مین نقارہ جنگی
پر چوب پڑتے ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اُٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا مین آئے خواجہ طیفور گردیا
بھی ہمراہ امیر باتوقیر آئے ہنوز امیر کشورگیر اپنی بارگاہ مین داخل ہو کر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہو کر باادب سلام کیا صاحبقران موصوف نے اُس کو پہچان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کر کے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا امیر باتوقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمھارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہی زمانہ دراز ہوا کہ ہمنے
اُن کو نہین دیکھا ہی مشتاق اُن کی دید کے ہین اور یہ بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب مین
کیون آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جب سے آپ اس سرزمین مین تشریف لائے ہین اور ملکہ نے
خبر آپ کے تشریف لانے کی سُنی ہین متردد بہت ہین مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ جانبین
سے بجایا گیا ہی اُسوقت سے نہایت متردد ہین مجکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہی کہ ساتھ اپنے صاحبقران
ذی وقار کو لے آؤ ہمین کچھ اُن سے باتین کرنا منظور ہین اور مشتاق دید بھی ہین بس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلیے صاحبقران گفتگوے خورشید زرین قبا سُنکے بہت خوش ہوئے چونکہ محبوب
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اُٹھ کر خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ لے کر ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اُسی باغ مین صاحبقران کو لے گیا
امیر باتوقیر نے داخل باغ ہو کر دیکھا کہ ملکہ ہلال ابرو صحن باغ مین بالاے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہی سرور جنگ نواز اور حضور جنگ نواز دونون مصاحبین ملکہ موصوفہ کی ہین کہ ان مین ایک تو
خواجہ طیفور گردیا پر مائل ہی اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضران بن عمرو ثالث پر عاشق ہی
اور چند کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین مختصر روشنی ہی کچھ کنول اور فانوسین شمعہاے
موی و کافوری روشن ہین باغ پر بہار ہی ملکہ ہلال ابرو و دیگر نازنینان گل رو کے وہان موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ پر ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو انتہا خوش ہوئے سرور جنگ نواز خواجہ طیفور گردیا کو دیکھتے ہی شادمان ہو کر مسند زرین
سے اُٹھی صاحبقران اُس کے برابر بیٹھے ماہ و مہر یا گل و بلبل ایک جا ہوئے اسوقت طالب و
مطلوب کا ایک مسند پر بیٹھنا وہ ملکہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دید کرنا صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاے کہ خیال طول عبارت کا ہی خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جبسوقت سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہی مجکو نہایت تردد و فکر ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غالب
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہین کہ اُن کو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہی
خیال جنگ نہین رہتا ہی اسی حالت مین وہ نقابدار طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہین خدا
اُن کے شر سے آپ کو بچاے جہان تک ممکن ہو اُن نقابدارون سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس اتبک ہمارے بھائی دو دو شریک خورشید زرین قبا نے کچھ فکر ان نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہو گئے ہوتے تو آج مجکو کیوں تردد وانتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہیں اور اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہیں مگر اُن سے ڈرنا عبث ہے خداوند عالم و عالمیان حافظ و نگہبان ہے بقول کہ مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست۔ جو ہمارے مقدر مین کاتب تقدیر نے لکھا ہے اُس کا ظہور ہوگا تمنہ از راہ الفت کہا ہے لیکن بغیر مقابلہ اب کیا چارہ ہے طرفین سے طبل و نقارہ جنگی بج چکا ہے سامان جنگ دونوں لشکروں میں ہو رہا ہے ایک پہر شب آچکی ہے تین پہر شب باقی ہے صبح کو جو ہونا ہوگا اُس کا ظہور ہوگا تم کچھ تردد و فکر و پریشان خاطر نہو اللہ مسبب الاسباب ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب فتحیابی پیدا کر دے گا یہ نقابدار طلسمی کیا ہین اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جائے غرض اسی طور سے تا دیر باتین باہم ہوئین گفتگو ہائے ناز و نیاز طالب و مطلوب ہین دو ساعت تک رہین پھر صحبت میخواری ہوئی کنیزین کشتی شراب یعنی وہی عرق مقوی قلب و دماغ لے آئین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو جام مے مذکور دیا ملکہ نے جام لیکر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کر کے صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی ملکہ سے سند رجہ بالا لیکر بصد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے	زاہد نہیں ہوں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

ایک طرف تو امیر باتوقیر ملکہ سے ہم سخن تھے دوسری طرف اسی طور حضور جنگ نواز خواجہ طیفور کر دیا سے شکوہ و شکایت کر رہی تھی باہم باتین راز و نیاز کی ہو رہی تھین جب صاحبقران میخواری سے فارغ ہوئے حضور جنگ نواز نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ خضران بن عمر و ثالث آپ کے ساتھ نہین آئے کیا سبب ہوا صاحبقران نے کہا کہ خضران ہم سے ناراض ہو کر جانب خانہ کعبہ چلا گیا حضور جنگ نواز کو یہ سنکے ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ خضران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اُس کی سمت خانہ کعبہ جانے کی سنکے غمگین ہوئی خضران بن عمرو کا تصور کر کے آبدیدہ ہو کے خاموش بیٹھی رہی امیر باتوقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور گردیا کے روانہ ہوئے اور ملکہ ہلال ابرو ہمراہ اپنی مصاحبوں اور کنیزون کے سوئے انجم حصار گئی اور خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ بہار باغ کی باقی نرہی صاحبقران بعد قطع راہ ہمراہ اپنے عیار و وفادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتون مخصوص مذکور کے کوئی اس حال سے ماہر نہوا جب وہ نصف شب بھی بسر ہو کے وہ وقت آیا کہ آثار سحر بالائے فلک ظاہر ہوئے سفیدۂ صبح گردون پر عیان ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکلکر نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان مین حمد خدا کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین موذنون نے مساجد مین بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کافور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے ماہتاب کے منہ پر اُداسی چھائی انجمن ماہ پر بلائے بربادی پر رونق آئی عبادت گذار و طاعت گذار برائے ادائے نماز سحری اپنے اپنے بستروں سے بیدار ہو کے اُٹھے خصوصًا صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردمان سپاہ اسلام خواب غفلت سے ہوشیار ہو کے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بستروں سے اُٹھے بعد وضو و طہارت نماز بجماعت پڑھی بعد اختتام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دیندار نے دعائے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا مین التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمین شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بند
ہین تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمین اُن پر غالب کرے گا تو غالب ہون گے ورنہ ہم اُن نقابداروں پر
غالب نہون گے غالبًا مغلوب ہون گے تھوڑی دیر مین یہان سے میدان جنگ مین جائین گے
امیدوار ہین کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا نہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمین گریزان نہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمین عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاے تو بھی قدم اپنا جنگاہ سے
نہ ہٹے یہ دعائین جملہ اہل و دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اُٹھے صاحبقران کشورستان
نے حکم کمر بندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سب نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار
ہوے سواری بادشاہ ذیجاہ موصوف بحشم و حشم و شان و شوکت سوئے جنگاہ روانہ ہوئی
جملہ سردار و سوار ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری کشل یا دبہاری جنگاہ مین پہونچی انتظار
کوکب انجم حصاری کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصاری بھی مع سپاہ
کثیر اور تین نقابداران طلسمی کے بکر و فر عرصہ کارزار مین آیا پہلے حسب قاعدہ قدیم درستی میدان
مصاف ہوئی پھر دونون طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازین دونون لشکرون سے
نقیب خوش آواز اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہو کر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہو کر اس طرح اُن کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ باواز بلند گویا ہوئے اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار والے دلاوران بے مثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونون فانی ہین ثبات کسی کو نہین ہی جو پیدا ہوا ہی اُس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہی خواہ کہین ہو
صحرا مین ہو دریا مین ہو یا بالاے کوہ ہو یا شہر مین ہو یا سفر مین ہو یا قلعہ مستحکم مین ہو یا جنگاہ پر ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو جب ملک الموت سے ہنگام مرگ پہنچے گا لاکھ تدبیرین دفع مرگ کی
کرے گا کچھ فائدہ نہوگا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن وصف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اُس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے کیسے قوی
اس دنیا مین تھے جب اُن کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس سپنجی خانۂ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فرعون مانند سکندر رو
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب بختنصر وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل ہی اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہر چند اُن کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ وافر
اُن کے قبضے مین تھا مگر نہ علاج حکما سے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہو سکی سب دیکھتے رہے وہ سوئے عدم چلے گئے زیر خاک جا کر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے بھی
گرد و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزار ہا من مٹی مین دب گئے زیر زمین کیڑون نے
اُن کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان اُن کی قبور کا بھی نہین ہی اگر کسی بادشاہ

گذشتہ کا کہین مقبرہ بھی ہو تو عبرت افزا ہی شکستہ و بوسیدہ ہو درون مقبرہ و بالاے مقبرہ پرندون
نے اپنے آشیانے بنائے ہین خس و خاشاک و گرد و غبار بکثرت ہو کوئی ایسا دلسوز نہین کہ اُنکی
قبر پر شمع روشن کرے اگر سُلگائے چادر گل چڑھاے جاروب کشی سے خس و خاشاک دور کرے
مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہوکر کہتا ہو کہ فاعتبروا
یااولی الابصار دیس عاقلون کو چاہیے کہ اس دنیاے فانی مین حیات چند نفس کی کچھ فکر بقا
بذلت و رسوائی نکرین بلکہ کسی حال مین بھی تدبیر بقاے حیات نکرین راضی برضاے الہی رہین
حفاظت حیات ہر مخلوق خود اُس کی موت کرتی ہو جب تک اُس کی زندگی ہو خاصکر اے جوانان
شورشعار واے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ اس
تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہوگا اگر اجل تمھاری آئی ہو تو بھاگنے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور
قتل ہوجاؤگے اور اگر تمھاری حیات باقی ہو تو کوئی تمکو قتل کر نہین سکتا ہو نہ انسان نہ دیو نہ جن
نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اسوقت تمھارے سامنے موجود ہین کیونکہ قضا تمھاری خود ایک
تعویذ حفاظت واسطے تمھارے ہو ایسی حالت مین مقتضاے عقل وہمت و شجاعت یہ ہو کہ دلیرانہ
کفار سے بڑھ بڑھ کر لڑو زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنون پر لگاؤ پیچھے قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار
جاے امتحان بہادران ہو یہ تو نقیباے دیندار کی تقریر بیان کی گئی اب لشکر کفار کے لڑکیتون کی گفتگو تحریر
کی جاتی ہو کہ وہ نابکار اپنے جوانان سیاہ سے متوجہ ہوکر بآواز بلند یون کہنے لگے کہ اے دلیران
میدان وغا واے بہادران عرصہ ہیجا دیکھو آج سامنا تمسے اہل اسلام کا ہو یہ وہ لوگ ہین کہ تمکو اور
تمھارے خداوندون کو بُرا کہتے ہین بدزبان و سرکش انتہا کے ہین راہ دور و دراز سے یہان
لڑنے کو آئے ہین تمھاری خونریزی پر آمادہ ہین تمھارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہین کہ اس کو
قابو پاکر قتل کرین انجم حصار پر اپنا قبضہ کرین ساکنان انجم حصار کو اپنے دین مین لائین سب کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کرین مساجد کی بنا ڈالین اس شہر کو اسلام آباد کرین خلاصہ یہ کہ اہل اسلام
تمھارے اور تمھارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہین ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار
ان کے حال پر رحم نکرکے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی مین کمی نکرنا ان دشمنون کا مار ڈالنا بہت
ومناسب ہو ان سے وقت کارزار روگردانی نکرنا بڑھ بڑھ کر تلوارین لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے
خون سے زمین عرصہ جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ خاک پر تڑپتا نہ چھوڑنا ایک ہاتھ ایسا تلوار کا
لگا دینا کہ ہلاک ہوجائے دنیا سے جلد سوئے عدم جائے حتی الامکان ان سب اہل اسلام سے
ایک بھی زندہ نہ رہنے پائے وقت جنگ مغلوبہ کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ
و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نہ گنوانا
مطلق ان سے خوف نہ کرنا کیونکہ اول تو معین تمھارا بادشاہ تمھارا کوکب انجم حصاری ہو اور
یہ تین نقابدار طلسمی ہین کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہین سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر
وغیرہ لگا نہین سکتا ہو ان کو خاک و خون مین ملا نہین سکتا ہو یہی لاکھون کو اسیر کرسکتے ہین سوا
ان کے ہودسر مست جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمھاری حمایت و اعانت کو موجود ہو لہذا
قوی دل ہوکر ان مسلمانون سے لڑنا خبردار خبردار تم سب ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف
ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمھارے حق مین بُرا ہوگا جان بھی جائے گی ایمان بھی جائے گا تعبا اور

گرڈگیت اپنی اپنی تقریر کرکے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے ہٹ گئے
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ صفون پر سناٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقع مین
نتیپرا و گرڈگیت سچ کہتے ہین آج نام کرنے کا دن ہی یہ میدان جنگ جائے امتحان ہی شجاعت و جوانمردی
اپنی دکھانا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہوجائین لیکن معرکہ جنگ
سے قدم نہ ہٹائین یہ خیال کرکے ہزارون بہادرون نے تلوارین علم کرکے نیامون کو توڑکر پھینکدیا
صدہا دلاورون نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و بیخوف ہونے اپنے کے سپرون کو پھینک دیا
زرہین تن سے دور کین باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اس لباس باریک کو پہنکر
لڑین گے بڑھکر تلوارین مارین گے سینون پر بجائے سپر تلوارین روکین گے اکثر نے ارادہ کیا کہ
پہلے ہم صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین جائین مبارز کو طلب کرین ہنر جنگ اس کو دکھاکر
قتل کرین سر میدان جنگ نام کرین دیکھنے والے تحسین و آفرین کرین ہنوز کوئی دلاوران مذکور
سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب انجم حصاری سے نقابدار
حور القا مرکب کو جولان کرکے وسط میدان کارزار مین آیا سب نے دیکھا کہ اُس کے پاس نہ تلوار
ہی نہ نیزہ ہی نہ تیر و کمان ہی نہ خنجر ہی کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہین ہی ابھی سب اہل اسلام
نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے باآواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم مین سے جس کو
حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف
دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروئے صاحبقران
ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اُس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب
جولان کرکے سوئے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اُس کے پہونچا مرکب کو روک کر نقابدار
مذکور سے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی تو نے مجھ سے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی
زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہی جو تو نے ایسا ارادہ کیا ہی سہراب نے جوابدیا
او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہی فرزند دلبند لندھور کا ہون شجاعان روزگار سے
ہون تیری تو کیا حقیقت ہی کسی سے ہنگام جنگ نہین ڈرتا ہون زندگی و حیات گو سب کو عزیز ہی
مگر مجکو دین اسلام کی ترقی چاہیے مین اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتبہ شہادت پانے مین عزیز
نہین ہی اب توقف نکر کوئی وار کر اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار و تیر و نیزہ نہین ہی کہ
جس سے تجپر وار کرون پہلے تو میری صورت پر نظر کر بعدہ جلاد تجپر ضرب شمشیر لگائے گا یہ کہکر
نقاب اپنے چہرے سے اٹھاکر کہنے لگا مصرع اے جوان بنگر مرا شاید کہ بپسندی مرا۔ سہراب
بن لندھور نے جو اُس کے رخ زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی اُس پر شیفتہ و فریفتہ ہوگیا اظہار عشق
کرنے لگا طالب وصل زن خوب رو سمجھکر ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہوگیا کچھ خیال جنگ و جدال نرہا دوست دشمن کی تمیز نرہی
دونون ہاتھ اُس کی طرف بڑھاکر گویا ہوا کہ مجکو شوق ہم آغوشی از حد ہی نقابدار نے جواب دیا
اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا میرے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح تن پر آراستہ کرکے
بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا ابھی تو مجھسے اظہار محبت و الفت کرتا ہی معلوم ہوا کہ تو کاذب ہی
اور سزائے کاذب مین نے یہ تجویز کی ہی کہ اُس کو اسیر کرون یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال کر زنجیر و طوق

طلب کرکے اُس کو طوق وسلاسل مین اسیر کیا سہراب نے بخوشی وخرمی اپنے تئین اسیر کرا دیا اور بہنگام
اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب دلجو مجھے اپنے اس دست نازک سے اسیر کیے لیتا
معلوم ہوتا ہی کہ تو مجکو اپنے ہاتھ سے اسیر کرتا ہی جب نقاب دار حور لقا سہراب بن لندھور کو طوق و
زنجیر مین اسیر کر چکا پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان مین اسیر کرو جلادان کوکب انجم حصاری
فی الفور آئے اور سہراب بن لندھور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب
بن لندھور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصا صاحبقران وبادشاہ اہل اسلام کو رنج وغم زیادہ ہوا
اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصا کوکب انجم حصاری اور ساریق بن لقا بہت خوش
ہوئے بعد خوش ہونے کے ساریق بن لقا نے سختگان سے مسکرا کر کہا دیکھا تو نے کہ ہتھنے
جھکنے کیا تقدیر معقول کی کہ بغیر شمشیر ونیزہ وتیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود
اپنے تئین بخوشی اسیر کرائے دیتے ہین مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائین گے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وبادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائین گے جب یہ کل
اہل اسلام قید ہو جائین گے اُسوقت ہم ایسی تقدیر کرین گے کہ سب قتل ہو جائین گے لقا جی
یعنی سختگان نے عرض کیا کہ خداوند تقدیر تو آپنے خوب کی ہی مگر پلٹ نہ دیجیے گا پیشتر ایسا ہو چکا ہی کہ
آپ تقدیر کرکے تقدیر پلٹ بھی دیتے ہین اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہی فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہی
مگر دل مین کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کرے گا خود اس کی تقدیر گردش مین ہی گلستان باختر سے
یہان تک بھاگتا ہوا آیا ہی بدی مقدر نے در بدر کی ٹھوکرین کھلوائی ہین کوبکو پھرایا ہی کوہ کوہ دشت
دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہی عبث اپنی خداوندی مانند دال کے بگھارتا ہی اس کی تقریر خود دال
ہی کہ یہ کاذب ہی کچھ بھی قدرت نہین رکھتا ہی ناحق اپنے تئین خداوند کہلاتا ہی بندون کو گمراہ کرتا ہی
ابھی کفار خوش ہو رہے تھے اور سختگان اپنے دل مین تقریر مندرجہ بالا کر رہا تھا کہ یکایک
نقابدار حور لقا نے پھر مبارز طلب کیا امیر باتوقیر نے پھر سوئے یمین دیکھا فورا یوسف مکرانی
صف لشکر سے نکلکر اذن جنگ امیر باتوقیر سے حاصل کرکے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگوے
دریافت نام ونشان واظہار اسم وشجاعت حریف نقاب دار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر
کہنے لگا کہ او یوسف مکرانی دیکھو مجکو شاید کہ پہچانو مجکو یوسف مکرانی نے جو اس کی صورت پر
نظر کی دیکھتے ہی بدل وجان خریدار اُس کا ہو گیا حواس خمسہ درست نہ رہے اُس سے اظہار عشق
کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہماری عاشقی کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہم تمکو اسیر کرین تمہارا
امتحان کرین دیکھین کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہین یوسف مکرانی نے جواب دیا کہ ہم
سچے عاشق ہین واسطے امتحان دینے کے موجود ہین نقابدار مذکور نے زنجیر وطوق بیڑیان ہتکڑیان
طلب کرکے اس کو اسیر کرا دیا پھر مردم کو طلب کرکے کہا کہ لے جاؤ اس کو بھی جہان سہراب
بن لندھور کو اسیر کیا ہی اس کو بھی قید کرو وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لندھور
کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا مملوک بن مالک صف لشکر سے نکل کر
اجازت رزم لیکر گھوڑے کو دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت
کرکے نقاب اٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھ تو سہی تو مجکو بھی پہچانتا ہی جو لڑنے کو مجھسے آیا ہی مملوک
اُس کے رخ پر نظر کرتے ہی بیخود و بے حواس ہو گیا اُس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت و

الفت کرنے لگا نقاب دار نے کہا کہ تمھارے قول کا ہمکو یقین کیونکر ہو مملوک نے کہا کہ میری
الفت و محبت کا امتحان کرلو اگر کہو تو آپ مین کو ڈیڑ ون اگر حکم کرو تو دریا مین اپنے تئین گرا دون
اگر تمھارا فرمان ہو تو اپنی تلوار سے اپنے گلے کو کاٹون غرضکہ جو کہو وہ حکم بجالاؤن مجھے کچھ عذر
نہین ہی نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہم تمکو گرفتار کرتے ہین آگے آؤ مملوک قریب آ گیا اُس نے
بدستور مرقوم اس بہادر کو بھی زیور آہنی مین آراستہ کرکے ملازمون کے حوالے کیا وہ اس دلاور
کو بھی لے گئے اسی زندان مین اسے بھی قید کیا کفار ہر مرتبہ اسیری سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام سے
از حد شادمان ہوتے تھے باجے خوشی کے بجاتے تھے باہم کہتے تھے کہ یہی نقابدار اسی طور سے
چند مدت مین ان سب اہل اسلام کو اسیر کرے گا ساریق بن لقا بھی کہ سامنے لشکر اہل اسلام کے
بالاے تخت زرین سوار تھا اور پہلو مین اُس کے سخنگان تجرے پر بیٹھا ہوا تھا ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
اے شیطان درگاہ من دیدی چہ خوش تقدیر کردہ ام سخنگان جواب دیتا تھا کہ تقدیر تو
معقول کی ہی مگر ثبات اس تقدیر کو ہونا چاہیے اور یہ ناممکن ہی کیونکہ زمانہ ایک رنگ پر نہین رہتا ہی
دگرگون ہو جاتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام پر کوئی سختی ہوتی ہی اور وہ قتل ہوتے ہین
یا اسیر ہوتے ہین تو منجانب خدا و از طرف غیب اُن کی مدد ہوتی ہی کوئی نہ کوئی اُن کا معین و مددگار اگر
اُن کو اُس بلا سے بچاتا ہی پس کیا عجب ہی کہ اب بھی صاحبقران اور اُن کے سرداران سپاہ
بروقت تنگ ہی کوئی اُن کا مددگار بحکم خدا سے یہان آئے اور اس نقاب دار کے شر سے اہل اسلام
کو بچائے ساریق بن لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ من آگاہ ہو کہ ابھی مین نے تقدیر
مضبوط کی ہی بودی نہین کی ہی اس تقادیر کو ثبات حاصل ہوگا اُس نے کہا کہ مجھے یقین نہین کیونکہ
مصرع۔ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ اند۔ ابھی سخنگان ساریق بن لقا سے ہم سخن تھا
کہ نقاب دار نے پھر اپنا حریف طلب کیا جانب یسار سے ایک سردار مسمی تہمن کوہی صف لشکر
سے نکل کر صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوا امیر کشور گیر نے اُس کو اجازت جنگ دی
وہ دلاور گھوڑا جولان کرتا ہوا سوئے نقاب دار مذکور روانہ ہوا جسوقت روبروئے نقابدار
جور القا گیا وہی شکل اُس کی دیکھتے ہی مثل سہراب بن لندھور و یوسف مکرانی و
مملوک بن مالک کے فریفتہ نقاب دار مذکور ہو کر جنگ سے باز رہ کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
الفت اپنی ظاہر کرنے لگا نقاب دار مذکور نے نقاب اپنے رخ پر ڈال کر دست و پا مین اُس کے
بیڑیان ہتھکڑیان گلے مین طوق خاردار ڈال کر سلاسل مین گرفتار کرکے بدستور مرقوم ملازمون کے
حوالے کیا وہ اُس دلاور کو زندان مین لے گئے اسی طرح صمصام فیل زور و ایوب سالم
مصری و ابوسہیل مصری و حمید دمشقی و معالی ہمدانی و ہمسم عراقی و اعظم
عظیم الجثہ و خمین زاد یونانی سرداران سپاہ اہل اسلام کو دو پہر دن تک اسیر کیا جب بارہ
سرداران نامی و نامور کو اسیر کر چکا بوجہ حرارت آفتاب و خستگی کے میدان جنگ سے لشکر کوکب
انجم حصاری مین چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار سرخ پوش مسمی نقابدار گل رخسار
کہ نام صحیح اس کا یہی ہی لشکر سے نکل کر مرکب کو جولان کرکے وسط میدان مصاف مین ٹھہر کر سوئے
لشکر اہل اسلام دیکھکر پکارا کہ اے فرقہ اہل اسلام تم سب مین جس کو دعوے شجاعت و دلاوری
ہو وہ مجھسے آکر مقابل ہو مین اس میدان رزم مین نہین آیا ہون گویا موسم بہار آیا ہی اور فصل بہار

مین اکثر مردم کو وحشت و دیوانگی وازخود رفتگی سے صحرا نوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہے
لہذا تم سب مین جس کو میرے گلہاے عارض کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آئے دیر نہ لگائے کیونکہ پھر
ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقاب دار دوم سرخ پوش کی گفتگو
سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سردار ان لشکر کے خائف و ترسان نہوکر اسیری و قتل سے
خوفناک نہوکر جادۂ جان نثاری و شجاعت و دلاوری پر قدم رکھکر دیدہ و دانستہ اسیری
منظور و قبول کرکے آمادہ صفوف لشکر سے نکلنے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار
چینی سردار زبردست و نامور نے جانب میسرۂ لشکر سے سمند اپنا نکالا پھر صاحبقران سے
رخصت عرصہ کارزار لے کر بصد شوق جنگ سوے نقاب دار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ
روبروے اُس کے جاکر مرکب کو روک کر شہرانقاب دار مذکور نے پوچھا کہ اے جوان تنومند و
قوی بازو نام تیرا کیا ہے بہت تیز و تند میری طرف آیا ہے آلات حرب و ضرب بھی اپنے تن پر آراستہ
کیے ہے زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہے یہ سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ آیا
کس واسطے تونے اپنے تن پر آراستہ کیے ہین بہادر مذکور نے جواب دیا کہ اے نقاب دار گلرخسار
سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار چینی ہے مین وہ بہادر و دلاور ہون کہ اقلیم چین مین مجھ سا
کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہے مین نے ہزارہا دلاورون کو سر میدان جنگ ضرب ہاے گرز نیزہ و شمشیر سے
ہلاک کیا ہے شہرون مین شہرہ میری شجاعت کا ہے کوئی دنیا مین دلاورون سے ایسا نہین ہے کہ میری
بہادری سے آگاہ نہو اگر تو بہادر ہے تو ضرور تونے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اخبار مین میری
شجاعت کے حالات دیکھے ہون گے آج ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کرون گا ہرچند کہ تو
سرخ پوش ہے مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سر سے رنگین کرون گا نام و نشان تیرا دنیا مین
نہ رکھون گا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن عدم تجھے شمشیر آبدار میری دکھلائے گی رنگین چمن شباب
مین تیرے خزان آئے گی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نرہے گی خلش خار قضا سے
تجھکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزان مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہوجا
کہ اب گل حیات تیرا خزان دیدہ ہوا چاہتا ہے اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر مین اسواسطے اپنے
تن پر آراستہ کیے ہون کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہین تلوار کارگر نہو نقاب دار
سرخ پوش نے جواب دیا کہ تونے بڑا عزم کیا ہے تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو شجاعان جہان سے
ہے میرے چمن ہستی کو برباد کردینے کا ارادہ کرتا ہے خیر پھر تجھکو قتل کرنا پہلے میری صورت پر نظر کرکے
تجھکو پہچان تو لے یہ کہکے اُس نے اپنے رُخ سے نقاب اُٹھائی افتخار چینی نے اُس کے رُخ زیبا پر نظر
کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسق کیا اُس کے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار چینی بھول گیا ازخود رفتہ
ہوکر محو جمال روے نقاب دار ایسا ہوا کہ گویا تصویر حیرت بن گیا پھر دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے
صحرا نوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک
کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پُرزے پُرزے کرکے یہ شعر اپنی زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی
سے بہتر نہین دنیا مین لباس ۔ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہین سیدھا اُلٹا نہ گا وہ اُسی حالت دیوانگی مین
اظہار عشق کرکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی کچھ خیال کرکے اپنے ہاتھون سے سر اپنا پیٹتا تھا موئے سر
نوچتا تھا آخرکار مرکب سے اُتر کر لباس اپنا زیادہ تر پارہ پارہ کرکے اور عزم صحرا نوردی جوش جنون مین

کرکے یہ مطلع اپنی زبان پر لایا۔ مطلع قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو
نقاب دار سُرخ پوش نے پوچھا کہ اے افتخار چینی کہو کیا ارادہ ہی اب ہمکو قتل کروگے یا سوئے
صحرا جاؤگے دشت کی ہوا کھاؤگے اُس نے کہا کیا مجال میری کہ تجھ ایسے حسین دلربا پر ہاتھ اُٹھاؤن
ٹوٹے وہ ہاتھ جو تیرے قتل کے واسطے اُٹھے اور پھوٹے وہ آنکھ جو تجھ ایسے جوان محبوب کو بُری نظر سے دیکھے
ہان شوق دشت نوردی ہی ہوائے صحرا مرغوب دل ہی چاہتا ہون کہ سیدھا یہان سے بیابان جاؤن
نقاب دار نے کہا کہ اگر ارادہ صحرا کی طرف جانے کا ہی تو مزین بطوق و سلاسل ہوکر جانب صحرا جاؤ
بہار دشت دیکھو جنگل کی ہوا کھاؤ گردباد کا تماشہ دیکھو خود بھی خاک اُڑاؤ افتخار چینی نے کہا کہ
بہتر تو ہی کہ زیور آہن پہنکر شور و غل کرتا ہوا سوئے بیابان جاؤن کیونکہ فصل بہار آگئی ہی جسطرف
دیکھتا ہون سبزہ زار و گلزار نظر آتا ہی نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہمارے قریب آؤ دلاور مذکور حالت
دیوانگی مین نزدیک اُس کے گیا اُس نے سلاسل مین گرفتار کرکے ملازمون کو بلاکر کہا کہ یہ ہمارے
شیفتہ حسن و جمال ہین بہادر عدیم المثال ہین ہمارے عشق مین دیوانے ہوگئے ہین آلات
حرب و ضرب ان کے اُتارکر ان کو منزل دیوانگان یعنے زندان مین لے جاؤ یہ پابند سلسلہ محبت و
الفت ہین زندان مین ان کو بند کرو بعد دو تین ساعت کے ان کو ہوش آئیگا جوش جنون
دور ہوگا ملازم مذکور سردار سپاہ مسطور کو سوئے زندان لے گئے جملہ اہل اسلام اسیری افتخار چینی
پر متاسف ہوکر مغموم ہوئے علی الخصوص صاحبقران کو صدمہ ہوا کوکب انجم حصاری کو خوشی
حاصل ہوئی ساریق بن بقا شادان و فرحان گرفتاری افتخار چینی سے ہوکر سنگتکان سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھو اے شیطان درگاہ من اب ہمنے عنوان گرفتاری اہل اسلام تقدیر کرکے
بدل دیا ہمکو منظور ہوا کہ اہل اسلام تمام دیوانہ و از خود رفتہ ہوکر خود اسیری اپنی بخوشی منظور
کرین اُس نے عرض کیا کہ کہین بھولے سے برعکس تقدیر نہ کیجیے گا نہین تو غضب ہوجائیگا یہان سے
بھی بھاگنا ہوگا بالفعل یہ جاے امن و راحت ہی بعد ایک مدت کے یہان باطمینان چند روز بسر
ہوئے ہین حالانکہ اطمینان خاطر بخوبی نہین ہی آج گرفتاری اہل اسلام کی خوشی ہی کل نہین معلوم
کیا ہوگا ساریق بن بقا نے کہا کہ اب اور کچھ بھی نہوگا بس یہی ہوگا کہ جملہ اہل اسلام مع صاحبقران
و بادشاہ لشکر اہل اسلام سب اسیر و گرفتار ہونگے ملک جی یعنی سنگتکان نے عرض کیا کہ مجھے
یقین نہین ہی کہ یہ سب اہل اسلام اسیر ہوجائینگے غرضکہ بعد اسیر کرنے افتخار چینی کے نقابدار
سرخ پوش نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ لشکر اہل اسلام سے قہور دیوبند نعمانی واسطے اُسکے
مقابلے کے گیا بعد گفتگوے بسیار نقاب دار نے اُس کو چہرہ اپنا دکھاکر دیوانہ کرکے مثل افتخار چینی
کے اسیر کرکے ملازمون کے حوالے کیا وہ زندان مین لے گئے کہان تک بتفصیل لکھا جائے مختصر
یہ کہ قریب شام تک نقاب دار سرخ پوش نے بتیس سرداران سپاہ کو شکل اپنی نقاب اُٹھاکے
دکھلاکے دیوانہ کرکے اسیر کیا نام اُن کے یہ تھے شیر افگن اسد غورض عتبان شیر خشیم ہزبر
ہمدانی سہم ناوک فگن منصور شامی سرخ کلاہ شہزادہ اقتدار بلند قدر شہزادہ فرخ کیوان
بخت بلیمی کبود چشم قسیم ابن موسیٰ اعجب چینی خدیو شیر افگن جمیل تیغزن سیستانی
کمال سیستانی فرخ زاد چینی جمہور دیوبند عراقی حسام دکھنی مسعود تبریزی لقمان
کجکلاہ سعید مکرانی سہیل خاوری نیزہ دار خونریز سبز کلاہ ضیغم خیبری گرز بردار

احتشام غازی۔ ہلال تیغزن۔ رافع فیل زوروکمنی۔ قہوبر فراخ پیشانی۔ فرخ خشتکین۔
کمال تیرانداز۔ حران عراقی۔ خالد زنگباری۔ مبارک خنجر گذار۔ رسد ہمدانی نعرہ زن
شہزادہ منصور رومی۔ ہنوز نقاب دار سرخ پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھاکے
صورت اپنی دکھاکے دیوانہ اُس کو کرکے سلاسل مین گرفتار کرکے سوے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ یکایک ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھتے ہی متردد ہوئے نقاب دار سرخ پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا۔
دل مین کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہی ایسا غبار کبھی آنکھون نے نہین دیکھا ہی اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہین تو بھی ذہن قبول نہین کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہین ہوتا ہی بظاہر یہ معلوم
ہوتا ہی کہ آمد سپاہ کثیر ہی یہ خیال کرکے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے مین مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا یہ آندھی زور شور سے آتی ہی اُس نے جواب دیا کہ کہین سے کوئی شاہ وشہریار بجمعیت فوج
بسیار ادھر آتا ہی سارق بن بقا بھی سمت غبار دیکھکر سختگان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ من حالا چہ تقدیر نوکردہ ام میدانی اُس نے جواب دیا واہ واہ خود آپ نے تو نئی
تقدیر کی ہی اور مجھ سے پوچھتے ہین کہ کیا تقدیر کی ہی مجھے کیا علم لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایسی تقدیر
بُری کی ہی کہ جس سے آپ کی تقدیر کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا یہان سے بھگائیگی
ابھی سختگان سارق بن بقا سے ہم سخن تھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اُسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے اُدھر نقابدار
سرخ پوش مسمی مگر خسپار سمت غبار جنگ سے دست بردار ہوکر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
وسارق بن بقا وسختگان وغیرہ بھی سب متحیر ہوکے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ یکایک دست باد تند وتیز سے دامن غبار چاک ہوا جملہ کفار واہل اسلام
نے دیکھا کہ آمد جلوس ولشکر گران ہی پھر ہر ایک کافر ومسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہی صاحب لشکر
کون ہی اور یہ لشکر اس طرف کیون آتا ہی کوئی معین ومددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہی یا کوئی
ناصر بہر کمک صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہی غرضکہ سب اسی فکر وتردد مین تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلان جس کی جھول نہایت زرین تھی پیدا ہوا اُس پر نشان شیر تھا بعد اُس کے دو
دو ہاتھیون کی قطار آگے پیچھے سب کی جھولین زرین اور ہودے نقرئی وطلائی فیلبان نوجوان
پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے وردیان زرق برق پہنے ہوئے کج بانک ہاتھون مین لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد اُن کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹون پر بھی
عمدہ ونفیس وپُر زر گدی عماریین اُن کی شتربان اُن پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح کے گذرے بعد ازان نوبت ونقارے کی صدا آئی شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقارخانون مین بیٹھے ہوئے نقارون کو بجاتے ہوئے گذرے
بعد ازان جھنڈی بردار اور برچھے بردار بیشمار برچھیان وجھنڈیان رنگ برنگ وزرین ہاتھون مین
لیے ہوئے گذرے پھر دو دو سواران جنگی مسلح ومکمل مرکبون پر سوار آنے لگے ہر رسالہ وگروہ کے
ساتھ سردار وعلم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان وشکوہ دکھاتے ہوئے سردار گروہ ورسالہ دار نامی و

تاجدار شور شعار آہستہ آہستہ خرامان خرامان گذرنے لگے یہان تک کہ نولاکھ سوار اسی طور سے
گذر گئے بعد ازان دو بادشاہ ذی وقار تختہاے زرین پر سوار کہار تخت اٹھائے ہوے اور گنبد
طلائی مین جو جواہر کار واز حد خوبی سے آراستہ تھا درویش آفتاب صورت لباس زرین و زرق
برق پہنے ہوئے کہ جس پر اچھی طرح بوجہ تپک اور ضو کے نظر نہ پڑسکتی تھی بیٹھے ہوئے نقیبا و چوبدار
عصابردار آگے آگے باواز بلند یہ کہتے ہوئے مطلع ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی ؛
سواری ہی یہ شاہ ذرہ پرور مہر صورت کی ہی یمین و یسار پانچ چار نقاب دار سبز پوش مرکبون پر
سوار ایک علمدار خاص کل سپاہ ذی جاہ علم ہاتھ مین دلیرانہ لیے ہوئے مرکبون پر سوار زیر سایہ
علم سپہ سالار فرامرز ثانی نامدار نقاب دار ہر ایک علم پر حمد خدا اور نعت جناب ابراہیم خلیل اللہ
بخط جلی مرقوم یہ سب بھی قریب آئے درمیان دونون لشکرون کے گذرے درویش آفتاب
صورت نے دونون لشکرون پر بغور نظر کر کے میدان جنگ مین دونون لشکرون کو صف آرا
دیکھکے سواری اپنی ٹھہراکے باواز بلند کہا کہ یہ صف آرائی ہر دو جانب کیون ہی کس واسطے لڑتے ہو
باہم جنگ و جدال کیون کرتے ہو بہتر یہ ہو کہ جنگ و جدال موقوف کرو باہم صلح کرو اگر صلح نکرو گے
تو اب ہم یہان آئے ہین فیصلہ کر دین گے یہ تقریر کوکب انجم حصاری اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سنی دونون کو حیرت ہوئی کہ یہ درویش باین عظم و شان و شوکت
کون ہی کہان سے آئے ہین یہ کیا فیصلہ کرین گے آیا دونون لشکرون کا فیصلہ کرین گے یعنی
دونون لشکرون کو قتل کرین گے یا فیصلہ باین معنی کہ فساد و حجت و دشمنی باہمی کو دور کرین گے
امیر باتوقیر اور کوکب انجم حصاری تو اسی فکر و تردد مین رہے درویش موصوف کے حکم
سے سواری آگے بڑھی سب نے دیکھا کہ جانب شمال جا کر صحراے سبزہ زار مین درویش موصوف
علحدہ دونون لشکرون کے بارگاہ و خیام بکثرت برپا و ایستادہ کرا کے فروکش ہوئے لشکر
نولاکھ کا اترا ہر ایک اعلی ادنی اپنی اپنی سواری سے اترکر داخل بارگاہ و خیمہ ہوا چونکہ لشکر
درویش آفتاب صورت کے آنے اور دیکھنے مین لڑائی موقوف ہو گئی تھی اور اس عرصے مین
شام بھی ہو گئی تھی نقاب دار سرخ پوش طبل بازگشت بجوا کر مع کوکب انجم حصاری و ساریق
بن لقا و تمامی سپاہ بصد خوشی و خرمی فرودگاہ سپاہ پر گیا اس طرف صاحبقران بھی مع اپنے
تمامی لشکر اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر کے محزون و ملول سمت لشکرگاہ روانہ
ہوئے جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر اہل اسلام مغموم تخت زرین سے اترکر داخل
بارگاہ ہوئے پھر صاحبقران موصوف و جملہ سرداران سپاہ موجودہ بھی اپنے مرکبون سے
اترا اترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کیے بعد ایک دو ساعت کے
دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین صاحبقران اور جملہ سرداران سپاہ موجودہ جاکر اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین پر رونق افزا تھے اور جس قدر سرداران
سپاہ نقاب دارون کی صورتین دیکھکر فریفتہ و دیوانے ہو کر اسیر و گرفتار ہوئے تھے ان کے
دنگلون پر غاشیے ڈالدیے گئے تھے اور وہ سرداران اسیر شدہ بعد اسیری دو چار ساعت کے
زندان مین ہوشیار ہو گئے تھے دیوانگی و عشق و الفت کا اثر ان مین کچھ بھی نرہا تھا حیرت سے
اپنے حال پر نظر کرتے تھے طوق و زنجیر وغیرہ مین جکڑے ہوئے زندان مین بیٹھے تھے باہم کہتے تھے

کہ نہین معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہان ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا ہم تو اپنے لشکر سے نکل کر نقاب دارسے لڑنے کو گئے تھے پھر نہین معلوم کیا ہوا اس زندان مین آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ تو زندان مین متحیر ہوکر باہم گفتگوئے حیرت آمیز اسیری کرتے ہین زندان مین مبتلائے طوق وسلاسل ہین مگراب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہی کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہین معلوم یہ دونون نقاب دار کیسے بلاے روزگار تھے کہ انکی صورتین دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ وجدال دست نقاب داران سے اپنے تئین اسیر کرادیا اور بعد خوشی اسیر ہوکے سوئے زندان چلے گئے صاحبقران نے بادب تمام جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ دونون نقاب دار طلسمی ہین اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ صورت اُن کی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع وبہادر ایسے ہین کہ وحید عصر ہین اور چیدہ روزگار ہین ایک ایک اُن مین ہزارون سوارون سے میدان جنگ مین لڑسکتا ہی ہزارون کو شکست دے سکتا ہی بعد ذکر نقاب داران وسرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ طیفور گرد پاسے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت مین جاکر دریافت تو کرو کہ یہ فقیر کون ہی کہان سے آیا ہی بڑے شان وشوکت وجاہ وحشمت سے اس طرف آیا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی خواجہ طیفور اُسی وقت رنگ وروغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار مین گئے دیکھا کہ درمیان مین بارگاہ فلک فرسا دو بادشاہ ذی وقار برابر دو تختون زرین پر بیٹھے ہین اور چار پانچ نقاب داران سبز پوش عمدہ ونفیس دنگلون پر بصد صولت وشوکت جلوہ گر ہین اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلون پر بیٹھے ہین درویش مذکور اُسی اپنے گنبد طلائی مین بہ نخوت رعب وصولت بیٹھے ہین حاضرین دربار بادب تمام حاضر دربار ہین دربار شاہانہ ہی کوئی ادب ورعب سے درویش موصوف کے بات نہین کرتا ہی سب بادب خاموش بیٹھے ہین ابھی طیفور گرد پا داخل دربار مذکور ہوکر بصورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس درویش نے ایک نقابدار سے متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہان آئے ورنہ آج ہی ان دونون صاحبان ہر دو لشکر وسپاہ کا فیصلہ بعنوان احسن کردیتے خیر آیندہ دیکھا جائے گا اُس نقابدار سبز پوش نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین جب تک آپ فیصلہ نفرمائین گے یہ دونون شاہ وشہریار باہم جنگ وجدال سے باز نہ آئینگے کشت وخون مردمان سپاہ ہوا کرے گا ہزارہا بندگان خدا کی جانین تلف ہون گی یہ گفتگو نقاب دار مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور گرد پانے یہ تقریر فقیر ونقاب دار سنکے کچھ اپنے مطلب کی بات نہ سنکے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر وسائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہی کہان سے آیا ہی صاحب لشکر کون ہی کیا اُس کا نام ہی مین ایک سائل محتاج ہون دور سے بامید حاجت روائی آیا ہون سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ دراصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت کا ہی شہر عزاقیہ سے یہان آیا ہی اگر تو حاجتمند ہی تو دن کو یہان آنا تجکو زر وجواہر موافق تیری حاجت کے ملجائے گا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار درویش مین دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم نہوا کہ یہ درویش

دراصل کون ہی صاحبقران یہ سُنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بعد خوشی و خرمی میدان جنگ سے گیا تھا بعد قطع راہ اپنے دربار مین جاکر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے علیٰ قدر مراتب کُرسیون دنگون پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سخنگان دربار کوکب انجم حصاری مین بعزت تمام تخت پر بیٹھا پہلے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ خداوند دیکھا آپ نے نقاب دارون نے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران کو اسیر کیا ہی چند روز مین یہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دین گے بلکہ صاحبقران کو بھی مثل سرداران اسیر شدہ کے اسیر کرین گے بادشاہ لشکر اہل اسلام یا تو خوف نقاب داران طلسمی سے شب تاریک مین پوشیدہ طور سے یہان سے بھاگ جائین گے یا وہ بھی مانند اورون کے اسیر ہونگے ہمارا ارادہ ہی کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرالین اور اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرا دین پھر سب اسیرون کو آپ کے روبرو قتل کرائین آپ کو شادمان و فرحان کرین ساریق بن بقا نے مسکرا کر جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کے باعث درحقیقت ہم ہین ہمین نے یہ تقدیر کی ہی کہ نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری نے خلاف طبع ساریق بن بقا جواب ندیا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج یہ درویش باکمال نہین معلوم کہان سے یہان آیا ہی بظاہر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہی ہمکو فقرا سے ایک اُنس ہی خصوصاً اُن فقیرون سے جو صاحب کمال ہون جسوقت سے یہ درویش یہان آیا ہی ہمین یہی فکر ہی کہ اس کے حال سے بخوبی آگاہی ہوجائے کونسی تدبیر کی جائے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہوجائے بعض اہل دربار نے باادب عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ کسی شخص کو واسطے دریافت کرنے حال درویش مشارالیہ کے حضور روانہ فرمائین تاکہ تمام حال درویش سے حضور کو آگاہی ہوجائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ راے تمھاری ہم پسند کرتے ہین مگر کس شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر درویش سے ہم سخن ہوکر کل حال دریافت کرکے ہمسے آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا ہماری راے یہ ہی کہ سخنگان کو حضور روانہ فرمائین ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی راے خوب ہی سخنگان جاکر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کر آئے گا اس کام کے لائق یہی ہی کوکب انجم حصاری نے سخنگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملک جی تم پاس درویش نووارد کے جاؤگے حالات اُس کے دریافت کر آؤگے اُس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہین ہی لیکن خالی ہاتھ اُس درویش کے پاس نجاؤن گا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذیقدر و ذی اقتدار ہی حضور نے آج جاہ و حشم اُس کا ملاحظہ کیا ہی کس شان و شوکت سے آیا ہی علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان شاہانہ کے نو لاکھ سواران مسلح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار پابند تابعدار و فرمانبردار اُس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہی اگر چند کشتیان زر و جواہر کی اور کچھ تحف و ہدایا میرے ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اُس درویش سے جاکر ملون اور جو یہان سے لے جاؤن بطور نذر پیش کرون تاکہ اُس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب ہوکے ہم سخن ہو اور مین اُس سے حالات اُس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

سخنگان سنگے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ جو کچھ اس نے کہا سچ کہا ہی یہ فہیم و عاقل ہی اسکی رائے خوب ہی کوکب انجم حصاری نے اسی وقت چند کشتیان زر سرخ و سفید و جواہرات کی اور چند تحفہ ہاے نادر و نایاب طلب کرکے سخنگان کو دے کے کہا کہ اب تو تجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی اس نے عرض کیا کہ اب کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اُن کشتیون کو اور تحائف مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے کر مع چند خدمتگارون کے اپنی چھری پر سوار ہوکر سوے لشکر درویش مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا درویش موصوف کو خبر ہوئی اُس کے رتبے کے موافق چند ادنی سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ استقبال اُس کا کرکے اُس کو ہمارے روبرو لاؤ سرداران مذکور حسب الحکم درویش فی الفور گئے اور استقبال کرکے ملک جی کو سامنے درویش ممدوح کے عین دربار مین لائے سخنگان نے اہل دربار پر نظر کرکے دل مین اپنے کہا کہ یہ دربار اس درویش کا تو ایسا ہی کہ جیسا دربار شاہان اولوالعزم کا ہوتا ہی یہ فقیر کاہے کو ہی شاہ ہی بلکہ شہنشاہ ہی جملہ سامان شاہانہ اس کے دربار مین موجود ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے روبروے درویش موصوف جاکے باادب سلام کرکے وہ کشتیان اور تحف نذر دے کر رعب و صولت و شوکت درویش ممدوح سے ایستادہ رہا بلکہ رعشہ اُس کے دست و پا مین پیدا ہوا درویش موصوف نے نذر مذکور کو شکر اگر قبول کرکے اشارہ بیٹھنے کا کیا سخنگان دوبارہ باادب سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے شاہ صاحب نے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا مطلب تیرا ہی کیا غرض لے کر مجھ درویش کے پاس آیا ہی جو حاجت ہو بیان کر کہ تیری حاجت برلائی جائے گی ہرچند بظاہر مین فقیر ہون لیکن حکم خدا سے جس کو چاہتا ہون بادشاہ کر دیتا ہون بہت سے غریب و محتاجون کو مین نے امیر کبیر و بادشاہ کر دیا ہی زبان مین میری خدا نے اثر دیا ہی اسوقت بھی جس کو چاہون بادشاہ کر دون اور جس بادشاہ کو چاہون فقیر کر دون خداوند عالم کی پرستش اور اُس کی عبادت و ریاضت کرنے سے زبان مین میری اثر پیدا ہو گیا ہی حالانکہ مین تجھسے اور تیرے جد و آبا سے اور تیرے مطلب سے آگاہ ہو چکا ہون مگر ان اہل دربار کے روبرو تیرا ہی بیان منظور خاطر ہی تاکہ میرے اہل دربار بھی سنین اور تو مجکو ایسا مجبور و لاچار درویش نہ سمجھنا اگر چاہون تو ابھی تجکو نابینا کر دون اور اگر ارادہ کرون تو ابھی تجکو جلا کر خاک کر دون صرف زبان کو حرکت دینے پڑیگی فی الفور جو چاہون گا وہ ہو جاوے گا تاخیر مطلق نہ ہوگی سخنگان گفتگوے درویش موصوف سنکے زیادہ تر خائف و ترسان ہوکر مانند بید کانپنے لگا دل مین کہنے لگا کہ اے سخنگان تو یہان کیون آیا اگر اس درویش نے تجھسے ناراض ہوکے اپنی زبان کو حرکت دی اور بددعا کی تو غضب ہو جائے گا یا اندھا یا شعلۂ آتش غضب درویش سے جل کر خاک ہو جائے گا خیر اب تو یہان تو آیا ہی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی زندہ یہان سے جاتا ہی یا نہین آنکھون مین میری روشنی بھی رہتی ہی یا نہین اس فقیر سے ڈرنا چاہیے جان اور آنکھین اپنی بچانا چاہیے خلاف طبع اس کے کوئی کلمہ اپنی زبان پہ نہ لانا چاہیے جو کچھ اس کی خوشی ہو وہی کرنا چاہیے ہرچند کہ تیری عادت یہ ہی کہ بیشتر کلمات بیہودہ تیری زبان پر جاری ہوتے ہین بارہا جھوٹ بھی بولتا ہی بغیر ان باتون کے تجکو چین آرام نہین ملتا ہی مگر یہان اپنی عادت و خصلت کو

ترک کر دے تھوڑی دیر تک اپنی حرکت سے باز رہ زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھ ابھی
سخنگان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُس کے چہرے کو متغیر دیکھکر
دست دپا میں رعشہ خوف سے پاکر کہا کہ خائف نہو حواس اپنے درست کرکے جو کچھ ہمنے پوچھا ہے
اُس کا جواب دے سخنگان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک جی بھی
کہتے ہیں نام میرا سخنگان ہے بیٹا بخنگان کا ہوں بخنگان پسر بخنگک کا تھا بخنگک فرزند
بختیارک کا تھا خداوند ساریق بن بقا کا وزیر یا کلید عقل یا شیطان بارگاہ یا مونس وہمدم
یار رفیق صادق جو کچھ سمجھیے وہ میں ہوں معزز ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدہ جلیل پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اولی کا اُس جہان میں بُرا ہو منہ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلا کرے کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کا آبا و اجداد سے حلوا بنکر صلصال بن
دال بن دیوبن شمامہ جادو کو کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اولی کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے مجکو اور خداوندوں کو صدمات پہونچے ہیں عمرو نے داڑھی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگوں کو جوتیاں لگائی تھیں مال وزیور لوٹا تھا تباہ وبرباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں وہی تھیں حال میں حضران عیار نابکار پسر خواجہ عمرو ثالث نے گلستان باختر
ہمارے خداوند ساریق بن بقا سے چھوڑایا ہے وہاں سے بھاگ کر خداوند یہاں آئے ہیں میں بھی
انہیں کے ساتھ آیا ہوں حضران نالائق کا میں بھی شاکی ہوں اُس نے بھی مجکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپ کی خدمت عالی میں واسطے آپ کی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دیں
کرامات وکمالات تو آپ کے ظاہر و آشکار ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ مرشد کا آپ کے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقرا سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہاں ہے
یہاں کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت وحشم کیونکر آپ کو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے ہے آپ نے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم وحشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہوں اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت نے تقریر
سخنگان کی سنکے از حد برہم ہوکے غصے کو ضبط کرکے پوچھا کہ ملک جی یہ تو بتاؤ کہ عیاران لشکر اسلام
کی خصوصًا اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تمکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ شناخت
اولاد خواجہ عمرو عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سبز ہوتا ہے دیکھنے سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ عیار
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سخنگان سے آنکھ ملاکر آنکھ اپنی پھیلا کر چشم کو آگے وقت
دے کر تل اپنی آنکھ کا اُسے دکھایا سخنگان سبز تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ حضران
بن عمرو ثالث عیار ہے بلائے روزگار ہے یہ وہی ہے جسنے ایک لقاب دار طلسمی کو مارا ہے خداوند
ساریق بن بقا کو ایسا عاجز و پریشان کیا ہے کہ وہ بھاگ کر یہاں آئے ہیں ہمکو اس کے ہاتھ سے
بہت سے صدمے پہونچے ہیں جوتیاں انہوں نے میرے سر پر لگائی ہیں بیشتر ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاریاں کرکے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے بعد سمجھنے کے کہ یہ حضران عیار ہے اپنے دل میں کہنے لگا کہ

اے سخنگان غضب کیا تونے کہ سر دربار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران بن عمرو کو
نادانستہ تونے برا اور سخت وسست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کیونکہ خضران سے جان تیری بچتی ہی
یہان سے دیکھیے تو زندہ روبروے خداوند سارلق بن بقا جاتا بھی ہی یا نہین تقریر تو ایسی تونے
بیان کی ہی کہ اگر خضران بن عمرو تیرا ابھی حلوا گھوٹ کر خداوند سارلق بن بقا اور کوکب انجم حصاری
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہین ہی ہائے تونے اپنی عادت بد سے یہان بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت برا کیا زبان اپنی تونے نزد کی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران کو
تونے بدی یاد کیا یہ باتین اپنے دل مین کرکے سبز تل آنکھ مین خضران بن عمرو کے دیکھتے ہی گویا
خوف سے مرگیا دم نکل گیا لہو خشک ہوگیا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا سناٹا سا ہوگیا بلکہ سکتہ ہوگیا
بعدہٗ دل مین خیال کرنے لگا کہ اے سخنگان جو کچھ تونے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
اپنی خضران بن عمرو سے بچ جاے تو یہان سے زندہ وسلامت دربار مین کوکب انجم حصاری
کے جاے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوچا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو برا کہا ہی اس سے زیادہ ان کی ثنا وصفت کرے شاید اس تدبیر سے جانبری ہو
یہ خیال کرکے دست بستہ تھرا کر کہنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہوگیا غور سے
جو حضور کے رخ زیبا پہ نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ وعالی مرتبہ ہین مثل ونظیر اپنا دنیا مین نہین
رکھتے ہین وحید عصر ہین جیدہ روزگار ہین آپ کے کمالات سب پر ظاہر وآشکار ہین کسی کو آپ کے
کمالات مین کلام ہی آپ دنیا مین وہ ہین کہ ثانی اپنا نہین رکھتے ہین شہرہ آپ کی خوبی وکمالات کا
مشہور دور دور ہی آپ کے جد وآبا بھی اپنے اپنے زمانے مین یکتا وبے مثل وبے نظیر تھے سب
وحید عصر وبے عدیل زمانہ تھے خدا ان کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہون خدا ان کی عمر
مین ترقی کرے میرے آبا واجداد آپ کے بزرگون سے فیضیاب ہوئے ہین یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہی بیشتر خدمتگذاری کی ہی سر اطاعت جھکایا ہی غیظ وغضب حضور بسر وچشم
قبول ومنظور کیا ہی آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہین یہ سر میرا شاہد ہی دماغ گواہ ہی
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہی حضور آگاہ ہین درویش آفتاب صورت نے سخنگان کی
گفتگو سنکے کچھ مسکراکے بعدہٗ برہم ہوکر کہا کہ اس مردود زنگی کا لباس اتار کر پرانی نعلینون سے
خوب مارو سزاے معقول دو بعدہٗ ایک لنگوٹی بندھوا کر ہمارے دربار سے دور کرکے چرخی پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازمون نے فی الفور اس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بندھوا کر جوتون سے مارنا شروع کیا سخنگان نالہ وفریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جاے مین اپنی سزا کو پہونچ گیا دماغ جوتیون سے درد کرنے لگا
جابجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج درد سر ہوگیا سر ہلکا ہوگیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہین
ہی بدستور سابق فیضیاب ہوچکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہوچکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہوگئی سر اونچا ہوگیا دماغ جوتیون کی ضرب سے سوج گیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہین ہی
رحم فرمایئے للہ رحم فرمایئے اس غلام بلکہ تلام بلکہ اختلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
وجملہ اہل دربار ملک جی یعنی سخنگان کی گفتگو پر بے اختیار مسکراے درویش موصوف نے اپنے
ملازمون سے ایما واشارہ کہا کہ بس اب نہ مارو یہان سے اس کو نکال دو انھون نے حسب الحکم

اُسی حال سے اُس کو دربار سے نکال کر خچر پر سوار کر کے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا نکرنا سوائے فرامرز
ثانی کے کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی بخوبی نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے اُف اُف ہائے ہائے کرتے ہوئے اپنے خچر کو دوڑاتے ہوئے جلدی جلدی بھاگتے
ہوئے اس خیال کہ مبادا پھر درویش موصوف الصدر نہ گرفتار کرا کے سزائے سخت دین
قریب دربار کوکب انجم حصاری پہونچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت و خواری آتے ہین کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا ہنوز
فکر و تردد مین بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار مین حاضر تھے ساریق بن لقا بھی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھون مین
بھرے ہوئے دربار مین آئے اہل دربار سختگان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے مسکرائے
بعضے متحیر ہوئے ساریق بن لقا نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری نے از حد متحیر ہو کے پوچھا کہ اے سختگان یہ کیا تمھارا حال ہی کس نے تمھارے کپڑے
اُتار لیے کیا واقعہ گذرا کیون آہ آہ کرتے ہو کس نے تمھارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سختگان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا کر دیا آتی ہو تیان درویش کے ملازمون نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہین کہ میرے
سر کی یہ صورت ہو گئی ہی خون جابجا سے جاری ہی سر بہت سوج گیا ہی درد بہت ہو رہا ہی کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازمون نے اُتار لیے اور ننگا لنگوٹی باندھ کر مجکو اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق و بیکار مین یہان سے گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھسے اس طرح بہ بدی پیش آئے گا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کرون کہ نہین سکتا
ہون اسقدر عرض کرتا ہون کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنون سے ہی اس کا یہان آنا
اچھا نہوا مجکو یقین ہی کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائے گا عملداری اہل اسلام کی یہان بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہان زندہ نرہے گا سب قتل ہو جائین گے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائین گے یہ شہر اسلام آباد ہو جائیگا ہزار افسوس خداوند بھی یہان راحت و
آرام سے نرہین گے نہین معلوم ان کا کیا حال ہوگا اس درویش نے یہان آکر پہلے مجھپر ہاتھ صاف
کیا ہی آئندہ دیکھیے کیا کرتا ہی ہائے جو یہان آتا ہی ہمارا اور خداوند ساریق بن لقا کا دشمن ہی آتا ہی
یہ کہکے اشکبار رہا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سختگان سے سنکے از حد غضبناک ہو کے کہا کہ
اس درویش سرکش و بدکردار کی قضا آئی ہی اجل اس کی اُس کو یہان لائی اپنے جاہ و حشم و خدم و سپاہ
پر بہت مغرور ہی بادہ نخوت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفا کاری اختیار کی ہی ناحق و
غبث سختگان کو زدوکوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہی تو سہی جو اس کو بھی سزائے سخت نہ دون
اس کو بھی رسوائے خلق کر کے نہ قتل کرون پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کرون گا بعدہٗ
صاحبقران سے جنگ آزما ہونگا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین نقارۂ جنگی پر چوب
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بد افعال سے سمجھون گا نقاب دار سرخ پوش اس کو

اسقدر رہا رہے گہنے سے سر پٹوائے گا کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہوجائے گا یہ تقریر غصے کے عالم مین کرکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا تلوار چلیگی کشت وخون ہوگا زمین عرصۂ جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی جنگ مغلوبہ مین جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہون گے برق شمشیر چمکیگی گھٹا ڈھالون کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہون گے زمین پر بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار مین جوئے خون روان ہوگی لہذا درستی آلات حرب وضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری جنگ مین مصروف ہوئے دلسوز کہ بصورت مبدل بارگاہ کوکب انجم حصاری مین واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر سخنگان وگفتگو کوکب انجم حصاری سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے جاکر بادب تمام جو کہ سخنگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو کچھ شاہ انجم حصاری نے عالم غصہ مین بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے نہایت برہم ہوکر اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ کثیر و نقاب داران طلسمی میدان جنگ مین آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران سنکے از حد غضبناک ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاے یہ حکم دے کے نقارۂ سہمگین کو جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو سے تنہائی مین نکال کر نقارہ نوازون کو دیا گیا کہ آج اس نقارے پر چوب لگائی جائے حسب الحکم نقارہ نوازون نے پہلے نقارۂ سہمگین پر چوب لگائی صدا اس نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری ولشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تک گئی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری مین تھے سب پھٹ گئے گویا ہیبت آواز نقارۂ سہمگین سے جگر نقارون اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نواز یہ واقعہ عجیب وغریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار کے یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران مین بھی صداے نقارۂ سہمگین سے سواے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری ونقارۂ سلیمانی کی آوازین بہت کم رہ گئین درویش آفتاب صورت کی سپاہ مین بھی جسقدر طبل ونقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سہمگین سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حال اس نقارے کا قبل اس کے لکھا گیا ہے غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری وسپاہ درویش آفتاب صورت مین نقارۂ جنگی بجائے گئے اور صدائین اُن کی بلند ہوئین ہرکارے لشکر صاحبقران کشورگیر کے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہر دو سپاہ مذکورے کر بعجلت تمام دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر بصد ادب اس طرح دعا وثناے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لاکر خبر نواخت نقارۂ جنگی بیان کرنے لگے نظم

خسروا گر کین تو بر آسمان سازد مقام — مشتری بہرام گردد زہرہ کیوانی کند
ساکنان ربع مسکون راکہ منقاد تواند — مہر تو در ہر مکان چون روح حیوانی کند
ہر مبارز روز ہیجا تیغ مہ توئی تو دید — پیکرش ابر نیان خود و خفتانی کند
تیغ تو ابریست خون افشان کہ موج سیل او — ہر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبہت بہ وقت کسوف — جبہتش را خاک درگاہ تو نورانی کند
خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف — آن خلاف الحق از وسواس شیطانی کند
تیر عزمت از کمان فتح چون گردد جدا — موئے بر اعضاے اعداے تو پیکانی کند
تا وجود عقل کامل جہل را نقصان دہد — تا بقاے عدل شامل فتنہ را فانی کند
باش باقی در جہان بانی ز عدل شاملت — تا ز فتنہ راے تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک جی یعنی سخنگان حکم کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب صورت مین چند کشتیان زر و جواہر کی لے کر گیا تھا وہان اُس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ درویش مذکور نے کپڑے اُس کے اتروا کے لنگوٹی بند ہوا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے اُس کو نکلوا دیا اُس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری نے غضبناک ہو کر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارۂ جنگی بجوایا ہے درویش مسطور کی سپاہ مین بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہے کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈہل وغیرہ جو باجے کھال سے منڈھے ہوئے لشکر انجم حصاری و سپاہ درویش کے پھٹ گئے ہین اور سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈہل پھٹ گئے ہین فقط نقارہ سکندری اور نقارہ سلیمانی سالم ہین باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے سوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے سے حیران ہو کے حکم دیا کہ نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے کل لشکر ہمارا ابھی میدان جنگ مین صف آرا ہوگا اگر کسیسے کوئی دونون لشکرون مین سے خواہان رزم و پیکار ہوگا تو اس سے لڑین گے ورنہ میدان جنگ مین صف آرا ہو کر دیکھین گے کہ شاہ انجم حصاری درویش آفتاب صورت سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرتا ہے اور درویش مذکور کس طرح کوکب انجم حصاری سے لڑتا ہے یہ فرما کر خاموش ہوئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری و نقارہ سلیمانی بجوایا دونون نقارون سے صدا بعد بہ بعد پیدا ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تو وہ نقارے تھے کہ جو بے مثل و بے نظیر تھے جنکی آواز چونسٹھ کوس تک جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے پرانے ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا ظاہر ہو سبب ان نقارون کی بدی آواز کا اُسی نقارۂ سیاہ درویش کی صدا ہے جو بجایا گیا تھا جیسا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا ہے امیر با توقیر تو دربار مین بیٹھے ہوئے ہین ذکر نقارۂ سیاہ درویش کا کر رہے ہین فرما رہے ہین کہ غضب کا نقارہ ہے درویش اس کو کہان سے لایا ہے کیونکر اس کے ہاتھ یہ نایاب نقارہ آیا ہے مگر اہل اسلام نقارۂ جنگی بجنے سے خبردار ہو کر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے ہین اور

اسی طرح سے لشکر درویش و عمان شاہ و کوکب انجم حصاری مین بھی سامان جنگ ہو رہا ہی ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر رہا ہی مگر اب حال دلسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہی چونکہ اس عیار نے ایک روز درویش آفتاب صورت سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمرو بنگہ سے تمام بلنے عیاری کے اور زنبیل بھی لے لی ہی عیاری کی ہی دل مین اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کر کے عوض اپنے استاد کا طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جب شب مین بلک جی یعنی سختگان کو ملازمون نے حکم درویش موصوف سے جوتیان لگائی تھین لنگوٹی بند ہو کر دربار سے نکال دیا تھا اور تینون لشکرون مین طبل جنگ بجا تھا نقارے تینون لشکرون کے نقارہ سمگین کی صدا سے پھٹے جاتے تھے رنگ و روغن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بن کر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا راہ مین آ کر دیکھا کہ خواجہ موصوف بصورت اصلی چلے جاتے ہین اس نے پاس جا کر با ادب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہی اس نے کہا کہ نام میرا طرار ہی ایک رقعہ لے کر آیا ہون لیجیے اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہی کہان سے لایا ہی طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو پڑھیے خود حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب مین یہ رقعہ یہان کیونکر پڑھا جائیگا ہمراہ میرے میرے لشکر مین چل وہان روشنی مین اس رقعہ کو پڑھ کر جواب اس رقعہ کا دونگا طرار نے کہا کہ اپنے لشکر مین مجھکو کیون لیجائیے اتنی تاخیر جواب رقعہ مین کیون کیجیے اسی جگہ کیون نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اسکو روشن کر کے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی مین یہ رقعہ پڑھ لیجیے صاحب فرستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ تہ بتہ تھا خواجہ طیفور گردپا اس کو کھولنے لگے اتنی دیر مین دود بیہوشی جو دماغ مین پہونچا سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گر کے بیہوش ہوئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے پڑا رہا دلسوز نے نعرہ کر کے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمرو اولی کے وقت سے ورثے مین ان کی اولاد کو ملتا رہا ہی وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا کے نکال لیا بعدہ چند گلہاے دافع غشی جو سفوف بیہوشی سے ہو سوراخہاے بینی خواجہ طیفور کے برابر اسواسطے ڈالدیے تاکہ خواجہ کو ان گلون کی بو سے ہوش آ جاے پھر اس جگہ سے بعجلہ شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا روبروے درویش نقلی جا کر تخلیے مین وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمرو اولی کا پیش کر کے عرض کیا کہ مین نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کر کے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہی اب ان دونون کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف دلسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت خوش ہوئے گلے سے لگایا بعدہ اس خنجر و کلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ درویش مرجان شیرخ ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر و کلاہ کو نہ پا کر بہت متردد ہو کر اس رقعے کو لے کر لشکر مین اپنے جا کر پڑھا اس مین لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپ کو معلوم

کہ نام میرا دلسوز ہی فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
مین نے اختیار کی ہی واسطے آگاہ کرنے کے وہنیز اشیاء بزرگان کو تبرکاً اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کرکے مین نے کلاہ وخنجر آپ سے لے لیا ہی اطلاعاً یہ رقعہ لکھا گیا ہی آپ کچھ تردد وفکر
نفرمائیے گا خنجر وکلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہین گیا ہی میرے پاس ہی یہ نشانیان اور تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہے گا خواجہ طیفور گرد یانے رقعہ کو پڑھکر دل مین کہا کہ یہ چھوکرا
اس سن وسال مین نہایت چالاک عیاری کرنے مین مشتاق ہی تجھ ایسے عیار پیر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا مال لے گیا جوان ہو کر بلاے بے درمان ہوگا عیاری کرنے مین نامی و
نامور ہوگا خیر اس طفل سے کیا بدی پیش آؤن روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤن مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کرون ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزا ے سخت
دیتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالاے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمے مین داخل ہو کر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہوئے
طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہے کنان ہوئے بلبلین نغمہ سرا ہوئین جملہ طیور
اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام دیندار براے طاعت خالق
لیل ونہار اپنے بسترون سے بیدار ہو کر اٹھے خصوصاً بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران
عالی مقام وجملہ سرداران وسواران لشکر اسلام ودرویش آفتاب صورت وعمان شاہ
وغراق آہن کلاہ وفرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمانیہ نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بصد خضوع وخشوع پڑھی پھر اوراد ووظیفہ سے فارغ ہو کر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے بتضرع وزاری خالق باری اسے براے فتحیابی ودیگر حاجات
کی برآری کے لیے دعا کی بعدہٗ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح ومکمل
ہوئے اُدھر حکم عمان شاہ وفرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اسعرف
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہو کر مرکبون کو جولان کرکے سوئے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ مین پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری وعمان شاہ ودرویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے یکایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ ودرویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ ونقاب داران کے بصد کر وفر وبہزار شوکت وحشم وخدم پیدا
ہو کے عرصۂ کارزار مین آئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقاب داران طلسمی
سارلیق بن لقا وسخنگان وتمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف مین آیا تین سمت ہر سہ لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینون لشکرون سے حکم سے تینون بادشاہان مسطور کے بیلدار اور بیلچہ بردار
براے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصۂ جنگ کے آکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و
خاشاک کو دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار وملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصۂ جنگ کی درستی
کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے سقون نے تینون لشکرون سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد وغبار دفع کیا بعد اس کے صف آرائی ہوئی پھر تینون لشکرون سے حسب دستور قدیم
نقیب اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہو کے اپنے اپنے لشکر کے جوانون سے

مخاطب ہوئے پہلے نقباے ہردو لشکر اسلام نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے بہادران نامی و نامداران آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین مخلوقات خداوند عالم و عالمیان سے کسی کو بقا نہین ہی سواے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہی ہمیشہ سے ہی وہ اور ہمیشہ رہیگا باقی سب کو ایک روز فنا ہی کوئی باقی نرہیگا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے سوئے عدم جائیگا اس مین کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہی ایسی صورت یقین مین عاقل و دانا کو لازم و مناسب ہی کہ اپنی حیات چند روزہ مین کچھ ایسے کار نمایان دنیا مین کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و جلسے مین ذکر کرین ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نکرین غور کرو کہ اسوقت پہلوانان نامی و نامور مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار روئین تن کے کہان ہین اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہان موجود ہین افراسیاب و سکندر و فریدون و نوشیروان ملک عادل کسریٰ وغیرہ زیر خاک پنہان ہین مگر انھون نے جو اپنی زندگی مین عدل و انصاف کیا ہی اس وجہ سے اُن کو اب تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہین تعریف اُن کی کرتے ہین گو وہ بادشاہان نامی مرگئے ہین مگر نیکیان کرنے سے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا وہ اب تک زندہ ہین اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی مین ایسے ایسے کارہاے نمایان کیے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھون نے کی ہی کہ بعد اُن کے مرنے کے بھی ساکنان جہان اُن کو اکثر یاد کیا کرتے ہین خصوصاً جو لوگ مرد میدان نبرد ہین وہ بیشتر اُن کو یاد کرتے ہین تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو بحر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمھارے شجاع و دلیر تھے شہرۂ آفاق تھے چاہیے کہ آج شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ لڑ بھڑ کر روشن کرو بڑھ بڑھکر اپنے حریفون سے لڑو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ مین ثبات قدمی اختیار کرو جہان تک ممکن ہو وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنون کو شمشیر و نیزہ و خنجر و تیر و گرز گرانبار وغیرہ آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہاے نمایان سر میدان کرو تابعہ تمھارے تمکو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرینگے زندگی مین بھی عزت و توقیر حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے تین لشکر تین طرف صف آرا ہین بادشاہان ہر سہ لشکر مستعد جنگ و جدال ہین یہ صحراے سبزہ زار تمام فوجون کی کثرت سے مملو ہی جہان تک کہ یک نظر جاتا ہی سیاہ ہی سیاہ نظر آتی ہی گاو زمین بار ان لشکرہاے کثیر کا نہین اٹھا سکتی ہی کبھی کم ایسی فوجین میدان کارزار مین جمع ہوئی ہونگی غالباً آج لڑائی بھی ان تینون لشکرون مین ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ مغلوبہ وہ تلوار چلے گی کہ عیاذاً باللہ یادگار یہ لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبار مین اس جنگ عظیم کو خوب لکھینگے مورخ بھی درج کرینگے ہر ایک بادشاہ لشکر یہی چاہیگا کہ ہم فتحیاب ہون پس ایسی جنگ عظیم مین تمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت تمھاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمھاری شجاعت کی تعریف کرین اگر برعکس ہمت و شجاعت کروگے تو اپنے حق مین برا کروگے دنیا مین بدنام ہوگے نامرد و بزدل

کھلاؤگے ہاتھ سے دشمنون کے بھاگنے کی حالت مین مارے جاؤگے جب نقبائے ہر دو لشکر
اپنے اپنے لشکر کے جوانون کو اپنی تقریر مسطور سے آمادۂ جنگ و مصاف کرچکے تو گرگیت اپنے
جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر باآواز بلند یون کہنے لگے کہ اے جوانان رشک بیژن و گیو و اے
بہادران شکست دہندۂ جمعیت دیو تمھارے سامنے تمھارے دشمنان آدمزاد کی کیا حقیقت
ہے بہادران انجم حصاری مشہور جہان ہو شہرہ تمھاری شجاعت کا مشرق سے تامغرب جنوب
سے تاشمال ہے تمھارے آباواجداد بھی بڑے بڑے بہادر تھے غیرت رستم و اسفندیار رویین تن
تھے میدان جنگ مین وہ ایسی بہادری و دلیری سے بارہا لڑے تھے کہ آج تک اُن کی شجاعت
زبان زد اہل دنیا ہے کیا کیا کارہائے نمایان انھون نے کیے ہین کہ رستم پیلتن سے بھی وہ کارہا
نمایان نہوسکتے انھین کے تم فرزند ہو مثل اُن کے شجاع و صف شکن ہو تمھاری دلاوری و بہادری
مین کس کو کلام ہے فرد شجاعان جہان مین اول تمھارے ہی نام ہین تم وہ بہادر ہو کہ تمھارا مثل و
نظیر روئے زمین پر نہین ہے دیکھو آج تین لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہین مردمان سپاہ
اہل اسلام آمادۂ جنگ ہین لڑنے پر تیار مستعد کارزار ہین چاہتے ہین کہ دلیرانہ ڈٹکر انجم حصار
پر اپنا قبضہ کرین سر میدان جنگ شجاعت اپنی ظاہر کرین تمکو لازم و مناسب ہے کہ اہل اسلام سے
آج اس طرح لڑو کہ شکست فاش کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہون تمکو فتح حاصل ہو مال و
اسباب خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ اسباب بے حد تمھارے ہاتھ آئے مال غنیمت سے غنی ہوجاؤ
حق نمک کوکب انجم حصاری اپنے بادشاہ ذیجاہ سے ادا ہوجاؤ تمنے برسون اپنے شاہ کا نمک
کھایا ہے آج روز تمکو ادا کرنے کا ہے دیکھو میدان جنگ سے پیچھے قدم نہ ہٹنے پائے ہنگام جنگ
حرف شجاعت پر نہ آنے پائے بھاگنا تو کجا خیال بھی بھاگنے کا دل مین نہ آئے ایسی ثبات قدمی
میدان کارزار مین اختیار کرو کہ ہنگام جنگ و مقابلہ اپنے حریفون سے منہ نہ پھیرنا ہرگز پسپا نہ ہونا
سر عرصہ کارزار لڑھون جوانان جنگ جو کے روبرو بے آبرو و ذلیل نہونا آئندہ تمکو اختیار ہے ہمنے
رہ نیک و بد سے تمکو آگاہ کردیا ہے یہ کہکے گرگیت خاموش ہوکر درمیان لشکر سے علیحدہ ہوئے
نقبائے مذکور بھی وسط میدان جنگ سے چلے گئے اُسوقت تینون لشکرون کی صفون پر دیکھنے والون
نے جو نظر کی ثابت ہوا کہ ہر ایک سوار و سردار سپاہ لڑنے اور جان دینے پر آمادہ و تیار ہے کیونکہ
اکثر جوانون نے نقبا کی تقریر دل پذیر سنکے تلوارین نیامون سے نکال کر نیامون کو توڑ ڈالا اکثر
بہادران دیندار نے اس خیال سے کہ آج شجاعت اپنی دکھا کر لڑ بھڑ کر مرجائین کفن پہن لیے
عزیز و احباب سے رخصت ہونے لگے باہم خطا و قصور عفو کرانے لگے کفار کی سپاہ مین بھی گرگیتون
کی گفتگو سے ایک جوش پیدا ہوا ہر ایک جوان نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تلوارون کے
قبضون پر ہاتھ ڈالے نیزہ دارون نے نیزون کو سنبھالا پہلوانون نے اعرابون کی طرف نظر
کرکے گرزہائے گران کے اُٹھانے کے واسطے ہاتھ بڑھائے نقاب داران طلسمی مذکور نے بھی
اپنے مرکبون کو صف لشکر سے نکلنے کا قصد کیا ابھی ہر ایک کافر و دیندار جنگی سوار و سردار
نے صف لشکر سے بارادہ جنگ نکلنا چاہا تھا کوئی صف سے باہر نہ نکلا تھا کہ یکایک سب سے
پہلے حشام رستم انجم حصاری نے کہ پہلوان از حد زبردست و شجاع و بہادر و آزمودہ کار تھا
جوش شجاعت سے تاب و تحمل تاخیر جنگ نہ رکھکے مرکب اپنا شیرانہ صف لشکر سے نکالا بعدہٗ روبرو

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار کے جاکر اجازت جنگ چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
حسام رستم انجم حصاری سب جانتے ہین کہ مین تجکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہون اور
ذات تیری زینت لشکر ہی تجہی سے میری سپاہ کی رونق ہی توہی سپہ سالار فوج ہی توہی فی زمانہ
شجاعت مین یکتا ہی ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہرون مین کوئی پہلوان نہین ہی لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہی تجکو اجازت جنگ نہ دون گا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ مین جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہی ان
نقاب دار طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائے گا و مثل
روز گذشتہ اہل اسلام کو نقاب اُٹھا کر صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کرکے اسیر کرے گا تجکو لازم ہی کہ صف لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو کر نقاب داران طلسمی کی جنگ
و کارزار دیکھا کر اُن وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفون سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہین ہی ایک نقابدار
طلسمی ان دونون لشکرون کے جملہ سردارون اور سوارون کو کافی ہی سب کو اسیر کرے گا
اہل اسلام سے قید خانون کو بھر دے گا تنہا لڑائی فتح کرے گا کوئی اُس پر فتحیاب نہو گا حسام
رستم انجم حصاری نے باادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی مگر اب تو یہ نمکخوار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہی جو انان ہر سہ لشکر مجکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہین شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہین رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہون اگر ایسی صورت مین بغیر حریفون سے لڑے صف لشکر مین جاؤن گا تو باعث میری خجلت
و بدنامی کا ہوگا ہر سہ اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان فرد اسمار شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالین گے اور فرد اسماء بزدلان و نامردان مین اسم میرا درج کر دین گے اب اپنی عمر
مین جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہی وہ مٹ جائے گا جلیل ہو کر ذلیل ہوجاؤن گا
رسوائے خلق ہو کر شمشیر غم سے ہلاک ہوجاؤن گا زندہ نہ رہون گا لہذا امیدوار ہون کہ حضور اذن
جنگ دین تا وسط میدان جنگ مین جاکر درویش آفتاب صورت کو یا اُس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کرون مین نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہی کچھ حق نمکخواری ادا کرون
دو چار ہی سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کرون بعدہٗ صف لشکر مین چلا جاؤن گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمایئے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار حسام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہو کر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہی جا صرف ایک ہی اپنے حریف کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کرکے چلا آ و داخل صف لشکر ہو جا حسام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہو کر مرکب دورکا یہ
کو جولان کرکے وسط میدان مصاف مین آکر گھوڑے کو روک کر سوئے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کرکے بآواز بلند پکارا کہ اے درویش جفاکار ستم شعار بد افعال و
بد کردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہان ہی تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہی تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج تجھے
یا تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہی تو نے یہان آکر بڑا ستم کیا ہی ملک جی بیچارے پر

ظلم کیا ہی لباس اُس بے قصور کا اُتروا کر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد و کوب کرایا
ہی ہمارے بادشاہ عالی جاہ و خداوند سارایق بن بقا کے قلوب کو صدمہ پہونچایا ہی اے توسی
جو عوض ستم مذکور کا مجھسے نہ لون شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام
میرا احتشام ہی لقب میرا مشہور خاص و عام رستم انجم حصاری ہی زمانہ سابق مین رستم پیلتن
پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہی
جو میری شجاعت و جوانمردی و بہادری و ہمت سے واقف ہی وہ تو واقف ہی اور جو آگاہ
نہین ہی وہ اب ماہرو آگاہ ہو کہ مین وہ بہادر یکتائے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست
و زیر ہین وہ کون بہادر ہی جو میرے نام سے مانند صاحب تپ لرزہ نہین کانپتا ہی اور زیر فلک
وہ کون دلاور ہی جو مجھسے نہین ڈرتا ہی صدہا پہلوانان نامی و نامور زیر کر کے میرے حلقہ بگوش
ہین بارہا عرصۂ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور
ہو کے الٹ دیا ہی کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگا کر زمین عرصہ جنگ کو خون جوانان سپاہ
سے گلرنگ کر دیا ہی بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی
سے مجھسے لڑا ہی تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہی کیونکہ شیر بیشۂ جنگ ہون
بحر شجاعت کا نہنگ ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑ سکے جن کی
کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصۂ جنگ تھرائے بہادران نامی کو بھی
خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے نیزہ
سر تیز میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ
کرتی ہی مجکو اپنے قوت بازو پر نازہی اگر چاہون تو فیل مست کو بائین ہاتھ سے اٹھا لون اگر
للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگا دون لشکر حریف کی سفون کو چیونٹیون کی
قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک و خون مین بھرتا ہون پس جس کو
زندگی اپنی دشوار ہو اور حیات سے اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جو ہر میری شمشیر
شجاعت کے دیکھے زیادہ تعریف اپنی اپنے منہ سے خوب نہین ہی اسوجہ سے مین اپنی شجاعت
و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت
نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہو کے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ لشکر سے
نکلنے کا کیا اُسوقت فرامرز ثانی نے باادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے ہین لڑنے
اس حریف سے کیون جاتے ہین مجکو اجازت دیجیے مین جا کر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون
سار اغرور اس کا خاک مین ملا دون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہی لیکن میرے قوت بازو
کے آگے پست ہی اس کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو اس کو مع راکب و مرکب چورنگ کرون اگر
ارشاد ہو تو زیر کر کے اسیر کرون بھلا میری موجودگی مین آپ اس ادنی سے کیا مقابلہ کیجیے گا
یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی ہرچند کہ بیہودہ گو نے اول یہی خواہش اپنی ظاہر کی تھی
کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر پھر یہ بھی اس نے کہا ہی کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو غصہ درویش آفتاب صورت کا تقریر فرامرز ثانی سے کم ہوا کہا اچھا
تم ہی اس مغرور سے جا کر مقابلہ و مجادلہ کرو اس کی بابت تمکو اختیار ہی کہ چاہے اس کو قتل کرو

چاہے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ سے بھی اجازت جنگ حاصل کرکے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا پھر گھوڑے جولان کرکے روبرو ہوئے خشتام رستم انجم حصاری آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا اُس نے سراپاے فرامرز ثانی پر نظر کرکے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب مین نہان ہی شناخت تیری ہو نہین سکتی ہی اپنے نام سے آگاہ کرتا کہ بے دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل نہو فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے خشتام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہی کہ تیرا حریف ہون یہ میدان جنگ ہی تقریر کا مقام نہین ہی یہ جاے جنگ ہی وار کر نام بہادران زبان تیغ تیز سے ظاہر ہو جائیگا خشتام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجھکو اپنے اظہار نام مین تامل ہی تو نہ بتا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار کرلے میری ضرب سے جانبر نہو گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام مین حریف سے جنگ مین سبقت نہین کرتے ہین طریقہ ہمارا یہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین جب خداوند کریم ہمکو تیری ضرب سے بچائیگا اُسوقت ہم بھی تجھپر وار کرینگے خشتام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو خبردار و ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے ہشت مین محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزۂ سر تیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پاکر نیزہ سینۂ فرامرز ثانی پر لگایا اس طرف اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا خشتام کو تعجب ہوا دیکھنے والون نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہی جب دو سنانین باہم مین اُن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون نے شعلے اپنے دہنون سے نکالے بعد ضرب مذکور روکنے کے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی دیکھنے والون منصف طبع نے دونون بہادرون کی تعریف کی خصوصًا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے نقاب دار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی کی بجاے خود بہت ثنا کی اور فرمایا کہ یہ نقاب دار سبزپوش نیزہ بازی مین کامل ہی آخر کار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا باندھکر خشتام سے کہا ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی سر میدان تیری نیزہ بازی پر حرف آجائیگا تجھکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے مسکرا کر غصے مین کہا کہ آج تک تو کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہین نکالا ہی بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ دارون سے مین نے مقابلہ کیا ہی بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزے سے نکال دیگا فرامرز ثانی نے یہ تقریر اُس کی سنکے اس طرح نیزے کو کج دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزۂ خشتام سے مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی نکل کر دور جا کر گری اُسوقت منصف طبع جوانان لشکریون نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصًا درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہوکر تعریف کی خشتام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہوکے سرنگون ہوا تا دیر غرق دریاے ندامت و خجالت رہا ہمہ تن پسینے مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا بعد ازان سر اُٹھا کر کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت مین مطلق کمی نہین ہی نہایت قوی بازو ہون کچھ میرا قصور نہین ہی اور فن نیزہ بازی مین میرے نقص و خرابی

بھی نہین ہی ہان خرابی اس چوب نیزہ کی ہی کہنہ ہوگئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ نکلگئی اُس سنان نیزہ کے نکلجانے سے اپنے دل مین زیادہ شادمان نہو اپنے قوت بازو پر ناز نکرنا مجھے کمزور نہ خیال کرنا ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکالدینے کا عوض تجھسے لیتا ہون تجھے ہلاک کرتا ہون ہوشیار ہوجا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے جوان ہماری اور تیری قوت وکمال نیزہ بازی کو جوانان ہر سہ لشکر کے دیکھ لیا ہی اگر بقول تیرے تیری قوت مین کمی نہین ہی تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار وخبردار ہین حشام نے غضبناک ہوکر وہی چوب نیزہ دودستی مرکب کو بڑھاکر سر پر بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اُس کی نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی جملہ اہل اسلام نے خوش ہوکر شور تحسین وآفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو سخت صدمہ ہوا حشام نے وہ چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ مین لے کر کہا کہ اے جوان خبردار وہوشیار کہ میری ضرب تبر سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہی اکثر بہادرون کو مین نے بضرب تبر قتل وہلاک کیا ہی ضرب تبر میری بہر دشمن باعث اجل ہوتی ہی کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہین سکتا نقاب دار ممدوح نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین اس حربے سے بھی تیرے خدا ہمین بچائے گا حشام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالا کمر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے چالاکی وہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلوے حریف مذکور مین جاکر بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور مین ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اُٹھالیجیے ہرچند اُسنے چاہا کہ ہاتھ اپنا زنجیر کمر فرامرز مین ڈال کر خود بھی زور کرکے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کرکے بالاے خاک پٹکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اُس کو ندی کہ وہ تمناے دل اپنی بر لاے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالے اور بعجلت تمام زور کرکے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوکے کچھ بلند ہوئے اسی حالت مین حشام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کرکے اُس کو مع مرکب زمین سے اُٹھاکر سر سے بلند کرکے اس طور سے گردش دی کہ بالکل قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوئے مرکب اُس کا بالاے خاک گرا بعد ازان حشام کو بھی گردش دے کر بالاے زمین زور سے پٹکا چونکہ حشام تنومند وقوی ہیکل جوان تھا زمین پر گرتے ہی ارادہ اُس نے اُٹھنے کا کیا اُسوقت دلسوز بن جانسوز قریب نقاب دار مذکور کھڑا تھا فی الفور کمند مار کر حلقہاے کمند مین اُسے اسیر کیا فرامرز نے بھی وقت اسیری حشام مرکب سے اُتر کر اعانت دلسوز کی حشام رستم انجم حصاری مجبور ہوکے اسیر ہوگیا درویش آفتاب صورت وجملہ مردمان لشکر عمان شاہ نے شور تحسین وآفرین بلند کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی بجاے خود قوت وبہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی بادشاہ لشکر اہل اسلام وسرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت وہمت وشجاعت نقاب دار مسطور پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہی کوکب انجم حصاری کو اپنے سپہ سالار کے اسیر ہوجانے کا ایسا صدمہ وملال ہوا کہ آبدیدہ ہوکر از حد حیرت وتعجب کرکے دلمین کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اسقدر جلد اسیر ہوجائے حیرت کی جا ہی کوئی اس مین اسرار ہی شاید یہ درویش عامل ہی بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبز پوش کو حشام رستم انجم حصاری پر غالب کیا ہی وگرنہ یہ حشام کسی سے اسیر نہوتا یہ خیال سراسر خام کرکے نقابدار

حور القا سے مخاطب ہو کر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کر کے اپنے دل خوش کرین ہنوز کوکب انجم حصاری عالم صدمہ اسیری حشام مین نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھا اور نقابدار حور القا نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر مین اسیر کر کے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کر اکے کہا کہ اے نقاب دار ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تمنے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار نے اُس کو باادب سلام کیا اس اثناء مین نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ اُس سے آہستہ کہا اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جاے گا ابھی اُس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت انتظام کیا اتنی دیر مین نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ مین آکر مرکب کو روکا کر باآواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کر یا اور کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے یا تو خود آکر مجھسے جنگ آزما ہو درویش آفتاب صورت نے باآواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ کے بھیجنے کی ضرورت نہین ہم آتے ہین تجھسے مقابلہ کرین گے یا آج تو ہی نہین یا ہم ہی کو تو مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسون اپنے مرشد کی خدمت کی ہے فیضیاب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھاوے گا اس فقیر کو تونے طلب کیا اپنے حق مین اچھا نہ کیا یہ کہکے جس بارے مین نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اُس کا انتظام بخوبی کر کے جلد تر امور مطلوب سے فارغ ہو کے کہارون سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے سوئے نبردگاہ چلے جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے دیکھا اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے برائے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا دیدہ و دانستہ اپنے تئین اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھکر مانند دیگر سواران لشکر صاحبقران کے بے خود و از خود رفتہ ہو کر عاشق فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہو کر اسیر ہو جائیگا اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اُس کو عزم جنگ و پیکار پر آتے دیکھکر بے اختیار ہنسے اور باہم کہنے لگے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ آتا ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے مین نہ بسر کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو فنون جنگ مین بھی دخل ہے تو روبروئے نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جاے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کر کے ملازمون کے حوالے کر دے گا وہ زندان مین لیجا کر بند کر دینگے ساری فقیری بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھکر دوسرے سواروں سے کہتے تھے کہ

اس فقیر کو اجل نے گھیرا ہی اپنے ہاتھون موت کے منھ مین چلا ہی بھلا اسکی کیا مجال وطاقت ہی کہ یہ نقابدار حورالقا سے سر بر ہو سکے بعض بعض جو سمجھدار تھے اُن کا قول تھا کہ بھائی یہ نہ کہو ہر فرعونرا موسیٰ کچھ تو اس فقیر کو زور ہی جو یہ یون ہمت کرکے اُس کے سامنے چلا ہی ورنہ دیکھو ہر سہ لشکر مین سے کسی کا اتنا دل نہین ہی کہ اس نقابدار سے مقابلہ کرسکے یہ فقیر بہت کامل واکمل ہی عجب نہین کہ اپنے کمال سے کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ نقابدار خود ہی وارفتہ ہو جاوے ادھر لشکر اسلام مین صاحبقران ذیشان کو حیرت و تعجب نے گھیرا تھا بار بار سرداران لشکر سے فرما رہے تھے کہ خداوند کریم اس درویش کو نقابدار کے ہاتھ سے بچائے اس سے مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہی کہ صورت دیکھتے ہی آدمی آپ سے گذر جاتا ہی اور عشق نقابدار مین خود رفتہ ہو کر آپ اپنے تئین گرفتار کروا دیتا ہی بھلا یہ درویش صاحب اُسکے سامنے جاکر کیا کرلین گے اپنا سا منھ لے کر پھر آ نکلے ساری فقیری کے ڈھکوسلے بھول جائین گے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ کہنا آپ کا بجا و درست ہی لیکن یہ شخص بھی بہت خدارسیدہ اور کامل معلوم ہوتا ہی دیکھا نہ آپ نے کہ اس کے نقارے کی آواز سے سوائے نقارہاے سلیمانی کے ہر دو لشکر کے نقارے پھٹ گئے پھر ایسے شخص سے نقابدار کو گرفتار کر لینا کیا دور ہی ادھر تو یہ باتین تھین اُدھر درویش علم آفتاب صورت مقابلے مین نقابدار حورالقا کے جاکے ٹھہرے نقابدار نے جو صورت درویش آفتاب صورت کی دیکھی تو اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ اس بوڑھے کی شامت آئی ہی جو میرے مقابلے مین آیا ہی نہایت زور سے قہقہہ لگایا اور بولا او بوڑھے درویش تجھکو تو چاہیے تھا کہ کسی کونے مین بیٹھکر یاد خدا کرتا دنیا کے لوگون سے کم ملتا جلتا یہ کیا کہ بادشاہ بنکر اور فوج لے کر شہر بہ شہر پھرتا ہی لوگون کے خون ناحق سے مفت ہاتھ بھرتا ہی دیکھ اسوقت تجھکو وہ سزا دیجائیگی کہ عمر بھر یاد رہے پھر تو کسی کے منھ نہ چڑھے تجھے شرم نہین آئی کہ تو نے اپنے دربار مین ہمارے ملک جی کی یہ گت بنوائی اب تجھے تجھسے اُس کا بدلا لینا ہی ہشیار ہو جا مین کوئی تلوار و تبر و گرز و خنجر نہین رکھتا ہون صرف تیغ ابرو سے کام لیتا ہون لیکن میرا مارا کبھی پانی نہین مانگتا ہی سیدھا ملک عدم کو سدھارتا ہی درویش آفتاب صورت نے کہا کہ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہون گے جو تیری صورت دیکھکر ہوش و حواس کھو دیتے ہین آبرو ڈبو دیتے ہین ہمنے ایسے ایسے کھیل بہت سے کھیلے ہین برسون یہ پاپڑ بیلے ہین دنیا کے حسین آنکھون سے گذرے ہین ہم کہین تیرے دام مین آنے والے ہین تجھ ایسے نہین معلوم کتنے ہمارے دیکھے بھالے ہین یہی گو یہی میدان ہی ہر دو لشکر نگران ہی آج تجھے اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تو جو اپنی صورت و شکل پر بہت بھولا ہی یہ اک دم مین مٹ جائے گی دم بھر کی مہلت نہ پائے گی صیاد اجل تیری گھات مین لگا ہی وقت تیرا پورا ہو گیا ہی اب تک جو جو کار بد تو نے کیے ہون اُن کی خدا سے معافی مانگ لے پھر مہلت نہین ملے گی دل کی دل ہی مین رہے گی نقابدار حورالقا کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور اُسنے لگا یک یہ کہکر بر من نظر بر من نظر شاید کہ بشناسی مرا نقاب اٹھائی ادھر درویش آفتاب صورت نے زیر جامے سے قران دیو والی نفیر نکال کر اور منھ اپنا نیچے رکھکر جو بجائی تو مع نقابداران تینون لشکر بیہوش ہو گئے اُسوقت درویش آفتاب صورت نے بڑھکر نقابدار حورالقا کی مع دوسرے نقابدار کے گردن کاٹ ڈالی اور جو جو کفار بیہوش تھے اُن کی تلاشی وغیرہ لے کر جو جو مال ملا سب خزانہ سرکاری مین

داخل کیا اور بعد اُس کے عکس تخنی کا ڈال کر ہر ایک کو ہوش میں لایا مردمان ہر سہ لشکر کو جب ہوش آیا تو عجب سانحہ ہوش ربا دیکھا یعنی آنکھوں کے سامنے نقابداروں کے لاشے پڑے تھے درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے حواس باختہ ہوے زانو پر ہاتھ مار کر بے ساختہ پکار اُٹھا کہ ہاے یہ کیا ستم ہوا کسنے ان نقابداروں کو مارا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر ہر دو لشکر کے مردمان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن میں ان نقابداروں کا خاتمہ ہوگیا ہم لوگوں نے کچھ دیکھا بھی نہیں خدا جانے اس درویش نے کیا جادو پھونکا کہ ہم لوگوں کو مطلق ہوش نہ رہا واقعی یہ درویش صاحب کمال ہے اس سے سربر ہو کس کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو شکست فاش دے گا اُسکو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوے تو ساریق بن بقا سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابداروں کا جنکا دنیا میں مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہیں کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا سختگان تو چوتڑوں پر ہاتھ رکھکر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ساریق سے بولا صلوٰۃ بر محمد و بر آل محمد میں نہ کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہیں ابھی انھوں نے ہزاروں ساحروں کی مقعد میں سیخ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابداروں کی کیا حقیقت تھی اور میری تو چندیا اب تک ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہاں ان کے قدم جاویں وہ شہر اسلام آباد ہو گیا معنی بس خیریت اسی میں ہے کہ جلد یہاں سے بھاگیے ورنہ کوئی دم میں یہ فوج دریا موج ہم سب کا قیمہ بنا ڈالے گی میں تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر اُلٹ جائے گی آپ بھی مثل اپنے باپ دادا کے بودی ہی تقدیر ہمیشہ کیا کرتے ہیں کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ کی جو ایک جگہ آرام سے بیٹھنا نصیب ہوتا در بدر ناقسمت میں لکھا ہے وہ بھی جب تک کہ مقدر رسید ھا ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی درویش کے ہاتھوں اپنی موت ہے ساریق بن بقا سختگان سے یہ کلمات سنکے گھبرایا اور بولا حالا چہ تقدیر کنم ملک جی بولے کہ تقدیر فرار ورنہ جان ما و شما در دست اجل است شاہ انجم حصار خر سیدم است این را گذاشتہ راہ گریز اختیار کنید ساریق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو دیکھکر میرے تن بدن میں رعشہ پڑا جاتا ہے دل کانپ اُٹھتا ہے خدا جانے پیر کون بدبلا ہے سختگان نے کہا لِلّٰہ ابھی میرے منہ سے کچھ نہ کہلوائیے خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھے جائیے یہ وہ شخص ہے جسکے نام سے گور کا قران تھراتی ہے اسکے سامنے سب خداوندوں کو بھی موت آتی ہے دنیا میں کون ہے جو اس سے مقابلہ کریگا آپ نے تقدیر تو خوب کی کہ اُلٹے نقابداروں ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے تھے کہ کچھ دنوں یہاں آرام کرینگے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ درویش ہمارے دونوں نقابداروں کو قتل کرکے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو لشکر تبہ اپنے مردمان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ تک رہے ہو بڑھکر اس درویش سگ خصلت کو ٹکڑے اُڑا دو اس نے میرے دل میں ناسور کر دیے ہیں خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر تک پھر کر نہ جانے پائے یہ سُنکر اہل لشکر تلواریں میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے ادھر سے عمان شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونوں فوجیں آپس میں غث پٹ ہو گئیں لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز ثانی نے بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھون مین اندھیاری چھائی ایک برق شرربار تھی کہ ادھر آئی اُدھر نکل جاتی تھی لوگون کو نظر نہ آتی تھی سیدان مین کشتون کے پشتے لاشون کا انبار تھا کوئی دو تو کوئی چار تھا ایک پر ایک گر رہا تھا خون کا دریا موجزن تھا تکبیر و ہزن کی صداسے گنبد گردون ہلا جاتا تھا لشکر پر لشکر پلا جاتا تھا نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے جو تھا اس کا مدح خوان تھا اُن ہزارون مین یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو منھ پر چڑھتے تھے منھ کی کھاتے تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ مین عجب کارنمایان کیا کہ ہزارون کو قلابہ نفتی سے پھونک دیا جس نے ذرا بھی سر اُٹھایا اس نے وہین اُس کو نیچا دکھایا مرتے ہوے گے ایک اور خنجر رسید کیا جب وہ مرگیا تو اُس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد جنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ مین رکھا ہزارون کے کپڑے اُتار کے خاک مین دبا دیا لاکھون کو تلوار کے سائے مین سُلا دیا جب کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت تنگ ہو طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلوارون کو میان مین کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ و خرگاہ پھرایا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور زر و جواہر نثار کراتا ہوا لشکر مین لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ آپ نے کیا کارنمایان کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران ذیشان کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان مین ایک ایک چیدہ روزگار ہی جو ہی وہ لاجواب ہی سراپا انتخاب ہی ذرا خوب سمجھکر ان لوگون سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہین جنکا دنیا مین مثل و نظیر نہین ہی ان کے نام سے بہادران جہان تھراتے ہین ان کے نعرون سے زمین و آسمان ہل جاتے ہین فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ درکار ہی کل دیکھیے گا مین کس طرح ان سے لڑتا ہون اور کیا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو باندھ کے سامنے حاضر کرون گا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر مجرا بجا لا پہلے مجرا عرض کر کے خدمت مین درویش کے وہ نقد و جنس جو کفارون کے مردون سے دستیاب ہوا تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھسے بہت خوش ہین تو نے خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہی ورنہ یہ بندہ کیا ہی۔ اب یہان تو سب خوش خوش نظر آتے ہین شادیانے خوشی کے بج رہے ہین عیش و عشرت کا ہنگامہ ہی اور لشکر صاحبقران مین ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہی کہ نہین معلوم یہ درویش کون ہی اور دیکھیے کل ہمسے اس سے کیسی نبٹتی ہی ان دونون کو تو اسی حالت مین رکھا جاتا ہی پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب دو کلمہ داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اژدر در شہزادہ طیمور شیر پیکر ورکے معرض بیان مین آتے ہین صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف مین ان کو بلانا اور سرکشان قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کان مین پہننا ساقی نامہ مؤلف

چھکا دے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہی پرستان کی پری ہی وہ نہ رکھ شیشہ مین بند اسکو	ہوائے دختر رز پھر مرے دل مین سمائی ہی + مرے دل کو دلاے جانستان کیا اسکی بھائی ہی

گروں مین سیر کوہ قاف پی کر ساغر گلگون — نئی وحشت یہ اب وزون مرے دل میں سمائی ہے
مین اک مدت کا مہکش ہون ہے میری جان دختِ رز — ہے باطن مین تو اس کا وصل ظاہر مین جدائی ہے
یہ وہ چسکا ہے اے ساقی کہ اس سودا الفت مین — برائی مین بھلائی ہے بھلائی مین برائی ہے
مری خاطر سے اب تو پی بھی لے اک جام او زاہد — ارے کمبخت یہ کالی گھٹا گردون پہ چھائی ہے
بہت دن ہو گئے صحرا نوردی سے ہون تنگ آیا — خدا نے اب کوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہے

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہ راہ سخندانی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ شہزادہ طیمور شیر پیکر جو صاحبقران سے رنجیدہ ہو کر ایک طرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر صفاکیہ مین پہونچے اور ایک سبزہ زار مین ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہے اٹھارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص مین داخل ہین ہمراہ ہین ایک آہو شکار کر کے کباب بنائے گئے ہین سب مل کر کھا رہے ہین آپس مین چہلین ہو رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتین ہو رہی ہین کہ ارادہ اُن کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ آجکل شہر انجم حصار مین کوکب انجم حصاری سے ہم نبرد ہین اُس نے ان کے بہت سے سرداروں کو اسیر کر لیا ہے ایک نقابدار نمر دیو شہر ہفت مین خدا جانے کیا سحر ہے کہ جو کوئی اُس کی صورت دیکھ لیتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہو کر خود اپنے تئین گرفتار کرا دیتا ہے اور یہ بھی بیان کرنے والے نے کہا تھا کہ کوئی درویش ہے مسمی آفتاب صورت اُسنے لشکر کشی کی ہے دو بادشاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہے بڑون بڑون کو اس نے نیچا دکھایا ہے قران دیو ایسے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش بین کی دختر کو اُس سے ملایا ہے اور اُس شہر کو اسلام آباد کیا ہے نو لاکھ کا لشکر اُس کے ہمراہ ہے اور ہر ایک اُن مین رستم وقت ہے اور عجیب لشکر و سپاہ ہے شہزادہ طیمور شیر پیکر نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہو کر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت مین اُن لوگون کی مدد کرنا چاہیے تھی خیر دیکھا جاوے گا اب میرا ارادہ ہے کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چل کر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہان یہ بھی کوئی شخص ہے ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین وہان سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک روز اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین وزرا و روسا بارگاہ جمع ہین کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہو کر باریابی کے اجازت خواہ ہوئے جب سلیمان صاحبقران نے اجازت دی تو انھون نے روبرو آ کر اور مجرا گاہ سے مجرا عرض کر کے یون دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہے ان دشمنان دین نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اُس پر مسلط ہو کر تمام دیوان نو مسلم کو قتل و غارت کرین لہذا ہم برائے خبر حاضر خدمت ہوئے ہے کہ حضور اُس طرف کسی سردار کو اُن کی سرکوبی کو روانہ فرمائین ورنہ آئندہ پھر بہت مشکل پڑ جائے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کس سردار کو اُدھر روانہ کیا جائے اور اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان قاف روز بروز بہت سر اٹھاتے جاتے ہین اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہین کس کے ہاتھ سے ہے لوگون عرض کیا کہ حضور شمس جنی کو جو نجومی کامل ہے طلب فرمائین اور اُس سے استفسار فرمائین جس کے نام پر اُس کی فتح ہو اُس کو طلب کیا جائے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب منشورہ شمس جنی کو طلب کیا اور سب حال اُس سے بیان کر کے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری

فاتح کون ہی اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹیگا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار بنہایت
ادب سے عرض کیا کہ میر النجوم تو یہ بتلاتا ہی کہ اگر شہزادہ ظہور شیر پیرو اس طرف جائیگا تو ضرور
فتحیاب ہوگا کفار اُس کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوا اس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہی کہ زر و جواہر
اور وہ اشیاے نادر زمانہ وہان سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آئیگا.
تمام دشمن بیدین اُس سے زیر ہوکر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان قاف اپنی سرکشی سے باز آئینگے
جو اطاعت اُسکی نکریگا وہ قتل ہوگا حضور اُن کو پروانہ دیجیے تاکہ اُس طرف روانہ فرماوین انشاء اللہ
جو کچھ مین عرض کر رہا ہون حضور آنکھون سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ خبر وہ سنکر
بہت خوش ہوے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا بعدہٗ انھین دیوؤن کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ
اب تم جاؤ وہ سلام کرکے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا
کہ اب تم اپنے قاعدہ رمل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ ظہور شیر پیرو فی الحال کہان ہی کس سرزمین
پر ہی اور کس کار مین مشغول ہی اور ہماری طلبی پر وہ آئیگا بھی یا نہین اُس نے موافق طریقہ رمل
زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر کرکے خوش و مسرور ہوکر عرض کیا کہ حضور میرے قاعدہ نجوم سے ایسا ظاہر
ہوتا ہی کہ شاہزادہ موصوف مع کچھ شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحراے سبزہ زار مین
شکار کھیل رہا ہی قبل اس کے جو آہو کو شکار کیا تھا اُس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہین اور
صحراے مذکور سرزمین ضحاکیہ مین ہی ضحاک شاہ وہان کا حاکم ہی اور شہزادہ ذیجاہ کو اُسنے یہان
نہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہی اگر حضور طلب فرمائینگے تو وہ یقینی تمام بسر و چشم حاضر خدمت
ہوکر کار معہودہ انجام کو پہونچائیگا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سنکر شادمان ہوکر
اُسیوقت چند دیوؤن کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ضحاکیہ روانہ ہو وہان
ایک صحراے سبزہ زار مین شاہزادہ ظہور شیر پیرو شکار کھیل رہے ہین ہماری جانب سے اُن کو
بہت بہت دعاے ترقی عمر و دولت کے بعد بادب کہنا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت
شدید بلایا ہی اگر وہ شہزادہ ذیجاہ آمادہ یہان آنے پر ہو تو بحفاظت تمام تخت پر بٹھاکر ہمارے پاس
لیے آنا ورنہ جو کچھ وہ تمسے کہے ہمسے آکر بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران
اُسیوقت ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر اٹھاکر سمت شہر ضحاکیہ روانہ ہوے بعد قطع
راہ دور و دراز اُسی صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ ظہور شیر پیرو بہزار خوشی
و رغبت ہمراہی اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان شوخ چشم مین مصروف ہی صحراے سبزہ زار
ایسا ہی کہ جہانتک نگاہ نظر جا سکتا ہی زمین پر فرش سبزہ شاداب کا ہی یا مخمل سبز کا فرش ہی اُس
سبزہ کے دیکھنے سے آنکھون مین تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہی مردہ دلون کے واسطے
وہان کی ہواے سرد گویا عیسیٰ نفس ہی کوسون تک سبزہ لہلہا رہا ہی گل خودرو جابجا شگفتہ ہو
بہار اپنی دکھا رہے ہین انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوے اُن رنگینی و بو سے
خوش ہے قدرت پروردگار عالم آشکارا ہی عجب اُس تختہ گل کی بہار ہی دیوانگان محبت کے لیے
تو گویا وہ زمین رشک ارم ہی کہین گل گریبان چاک کہین نرگس چشم پرنم ہی وحشت زدگان کوے
الفت کا اگر اس صحرا مین گذر ہو جائے تو چاک جیب و گریبان کرکے دل و جگر کے ٹکڑے اڑاوین
نعرہ ہاے عاشقانہ سے زمین سر پر اٹھاوین شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت آجائے سچ پوچھو تو

اُس بیچارے کی شامت آے طائران صحرا الحان خوش چہچہہ کر رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کا دم بھر رہے ہین زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے دنیا والو اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنایا ہی اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہی یہان خزان و بہار یکسان ہی سبزہ فرش و آسمان سائبان ہی یہ وہ سرزمین ہی جس کی ہوا مین بوے مشک چین ہی دیکھیے تازو انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہی گویا گلزار سبزہ مین بجلی رہی ہی سبزہ شاداب لہلہا کر زبان حال سے سناتا ہی ہر ایک کے دل کو لبھار ہا ہی کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہین کانٹون مین نہ اُلجھنا دامن سمیٹے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھون پرزے اُڑتے پھرین گے ڈھونڈھنے سے بھی جیب و دامان نہ ملین گے ایک طرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا شکارگاہ سے دور دور جنگل تمام اُس سبزہ شاداب کو چر رہے ہین دیکھنے والون کے دل قدمون سے مل رہے ہین اُن کی مست آنکھین دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہی ہر ادائے مستانہ دل کو برماتی ہی وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر چوکڑیان بھرنا وہ شوخی و طراری سے پھلانگین مارنا وہ ذرا سی آہٹ پر چوکنا ہو کر ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ تھا کہ

سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ	مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ	سوے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدا	تھی ہوا اُسکی یا دم عیسیٰ	روح آتی تھی جسم مین گویا
سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تھا	شان اللہ کی دکھاتا تھا	

دیوؤن نے صحراے مذکور مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کو شکار آہو مین مصروف دیکھکر اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کر کے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہی جسکی طلبی کے لیے سلیمان صاحبقران نے ہمکو بھیجا ہی یہ کہکر بروے ہوا سے نیچے اُتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکور مین سے ایک ہمراہی سے یون پوچھنے لگے کہ کیون بھئی یہ کون سرزمین ہی اور یہان کا کون بادشاہ ہی یہ شاہزادے کون کون ہین اور وہ جو سب مین خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان معلوم ہوتا ہی کون ہی ادہر اس صحراے سبزہ زار مین یہ سب صرف براے شکار ہی آئے ہین یا اور بھی کوئی کام درپیش ہی اُس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی نو وارد ہی اچھا سُن یہ جو سب مین سردار معلوم ہوتا ہی یہ صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم شکوہ واژدر در شہزادہ طیمور شیر پرور ہی جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے دشمن ڈرتے ہین اُسکے نام سے پہلوان جہان چونک چونک اٹھتے ہین یہ وہ صاحب رتبہ و شان ہی کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے مقابلے مین گوے سبقت لے گیا اور کل بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو کچھ کرتے نہ بن پڑا اور آخر مین اُن سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہین یہ سب رفیق خاص با اختصاص ہین ایک ایک ان مین ہزارون پر بھاری ہی رستم ان کے سامنے ایک ادنی مردم بازاری ہی یہ سرزمین شہر ضحاکیہ ہی بادشاہ یہان کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہی اُسنے بڑی دھوم سے مہمانی کی ہی یہان یہ براے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہی وہ دیو یہ سُنکر بہت خوش ہوئے کہ فضل خدا سے منزل پر پہونچے بعدہٗ روبروے شہزادہ طیمور شیر پرور جاکر بصد ادب خادمانہ سلام کیا اور یون دعا و ثناے شاہی بجا لائے۔ ع

الٰہی در جہان باشی باقبال	جوان بخت و جوان دولت جوان سال

۸۰ شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزون ترقی پر رہے دوست شاد دشمن برباد ہون شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہی اُنھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادہ ذیجاہ ہم پردۂ قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پردۂ قاف حاضر خدمت حضور ہوے ہین سلیمان صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین و جواہر کار براے سواری حضور عالی ارسال کیا ہی بضرورت شدید آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پردۂ قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمایئے ہم خادمون کی امید بر لایئے ورنہ جو حکم ہو ہم فدویان و فرمانبردار عمل مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو اپنے ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے گفتگو اُن دیوون کی سنکے اور نام سلیمان ثانی استماع کرکے مسکراکر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پردۂ قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر فنون جنگ اُنھون نے ہمکو سکھائے ہین ہمنے اُن سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہم پر بزرگانہ شفیق ہین اور مانند اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم اُن کے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمہارے ہمراہ ہوے پردۂ قاف چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرماوینگے اُسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی اُن کے حکم سے سرتابی نکرینگے یہ کہکر اور شکار آہوان سبزہ زار سے دست بردار ہوکر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اندر کل حال طلبی سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید تھوڑے دنون کے لیے عازم قاف ہین تم ہمارے بعد بہزاد رعد آواز سپہ سالار لشکر کو بجاے ہمارے سمجھتے رہنا اُسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور نکرنا ہم انشاءاللہ بہت جلد وہان سے لوٹ کر پھر تمسے ملینگے یہ کہکر بہزاد رعد آواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار کیا اور بعد اُسکے ضحاک شاہ والی قلعہ ضحاکیہ سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوے ضحاک شاہ نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپ کے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہی مین آپ کی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھاکر مثل خادمان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون نہ کہ کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر بھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری یہ ہی کہ آپ یہ بھی کہہ چکے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون اچھا رخصت ہو جایئے خداوند کریم پھر بخیریت ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائے اور آپ کو مدارج عالیہ پر پہونچائے شہزادہ طیمور شیر پرور ضحاک شاہ سے رخصت ہوکر شہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالیوقار و شاہزادہ رفیع الجثت وغیرہ اٹھارہ انیس شہزادگان اولاد اسد نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور مسکراکر یون گویا ہوے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہوکر سوے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان ہمارا کب تک آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار ہوتے ہین اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو براے چندے آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لے جائین اُن کے ساتھ لشکر مین رہین جب ہم یہان آئینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلالینگے آپ سب صاحب کچھ چلے آئیے گا مجکو آپ حضرات کی جدائی شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری و معذوری کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جا سکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ انجم حصار مین فروکش ہی

اور شاہ انجم حصاری سے معاملہ جنگ در پیش ہے علاوہ اسکے ایک اور لشکر بھی موجود ہے اس لیے میرے خیال مین
یہ بہتر ہوگا کہ اسوقت آپ سب صاحب جا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہاتھ بٹایے جنگ کے جوہر
دکھایے تاکہ کفاران جہان کا کام تمام ہو دنیا مین آپ کا نام ہو آپ سب صاحب نسل اسد مین جو نظر کردہ
امیر عرب تھے آپ کے بزرگون نے ہزارہا شہر اسلام آباد کیے ہین کروڑہا کفار کو تہ تیغ اتارا ہی بڑے بڑے
سر برآوردگان جہان کو مارا ہی اسد بن کرب غازی دلاور کی نقل مشہور ہی کہ صغر سنی مین وہ وہ کارہاے
نمایان کیے ہین کہ بڑون بڑون کے چھکے چھڑا دیے ہین بس آپ سب کو بھی یہ چاہیے کہ اسوقت صاحبقران پر
ایسا احسان کیجیے کہ وہ بھی مان جائین ہر ایک سے آپ کی مدح وثنا فرمائین یہی وقت ہی کہ آپ
اُن کو اپنا مشکور کر سکین اُن پر احسان دھر سکین ایسے ہی وقت کے عقلمند جویا رہتے ہین ایسے ہی توقین
اپنے اور بیگانے پہچانے جاتے ہین اگر مجھے یہ ضرورت نہ در پیش آجاتی تو اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی مدد کرکے عالم کو دکھا دیتا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یون تخم الفت کو مزرع دلین
بوتے ہین مگر کیا کرون مجبور و معذور ہون سلیمان صاحبقران کا حکم بھی ٹال نہین سکتا ہون اگر زندہ رہا
تو پھر کبھی سہی شاید طلسم زلزلہ مین میری آپ کی ملاقات ہو کیونکہ ارادہ صاحبقران کا اُس طرف
جانے کا ہی لہذا ہم بھی کوہ قاف سے وہین واپس آئینگے اور اگر وہان جانے کو دل نہ چاہتا ہو یا آپ
لوگون کی کچھ اور مصلحت ہو تو بصد راحت و آرام قلعہ ضحاکیہ مین رہیے یہان آپ کو کسی قسم کی تکلیف
ہونے پایگی ہر قسم کا سامان راحت ہر وقت موجود رہے گا سیر و شکار سے دل بہلایے گا انشاءاللہ
یہ زمانہ فرقت باسانی کٹ جائے گا پھر ہم آپ ایک جا ہونگے سامان عیش مہیا ہونگے سچ جانیے کہ مین آپ
سب کو اپنا قوت بازو جانتا ہون اور مجھے امید ہی کہ آپ بھی مجھے فراموش نکرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے میرا کچھ ذکر نہ آنے پائے بلکہ اگر وہ آپ سے دریافت
بھی فرمائین تو کہدیجیے گا کہ ہمین کچھ حال اُس کا نہین معلوم اور دیکھیے صاحبقران کو اپنا بزرگ جان کر
کبھی اُن کے کسی حکم مین سرتابی نہ کیجیے گا خدا اُن کو زندہ و سلامت رکھے وہ اسوقت ہمارے سردار
ہین ہم ہر طرح سے اُن کے خادم و تابعدار ہین شاہزادگان موصوف الصدر نے باتفاق راے عرض کیا
کہ جب آپ یہان سے بردۂ قاف تشریف لیے جاتے ہین تو یہان ہمارا رہنا اچھا نہین بغیر آپ کے
دل گھبرائے گا ایک ایک منٹ ایک ایک سال نظر آئے گا ہم سب تو آپ ہی کے دامن دولت سے
وابستہ ہین جب تک زندہ ہین بندہ ہین اس سے انسب یہی ہی کہ ہم سب سلطان کیوان شکوہ کے
لشکر مین جا کر داخل ہون تا وقتیکہ آپ کوہ قاف سے یہان تشریف لائین ہم سب صاحبقران ہی کے لشکر
مین رہین وہان دل بہل جائے گا زمانہ فرقت کسی نہ کسی طرح گذر جائے گا امید ہی کہ وہان قلوب ہمارے
مانند گل شگفتہ رہینگے شہزادہ طیمور شمشیر پرور نے ارشاد کیا اچھا جو آپ سب صاحبون کی خوشی مجکو
بہر حال سب کی خوشی منظور ہی یہ کہکر ادھر ایک سے شہزادہ رخصت ہو کر بشرط حیات مستعار و زندگی
ناپایدار وعدہ [illegible] قاف سے آنے کا کرکے اور ہر ایک سے گلے ملکے اور اپنا کہا سنا بخشواکے اُس تخت
زرین و جواہر نگار پر بیٹھے جو تخت زرین دیو بردۂ قاف سے لائے تھے اُسوقت بر ہو در عدا آواز رخصت
ہو کر جانب ضحاکیہ مع مردمان سپاہ روانہ ہوا پھر شاہزادگان موصوف بھی ضحاک شاہ والی شہر ضحاکیہ سے رخصت
ہو کر اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو کر سامان سفر مہیا کرکے سوے انجم حصار روانہ ہوے دیکھیے کبتک یہ لشکر صاحبقران
مین پہونچتے ہین حال ان شاہزادگان علحدہ علحدہ موقع موقع پر بیان کیا جائیگا بعد جانے بر ہو در عدا آواز سپاہ لا لشکر

طیمور شیر پرور وجملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت اُٹھاؤ سوے پردۂ قاف چلو حسب الحکم اُنھون نے تخت اٹھاکر اپنے کاندھون پر رکھا پھر زمین سے بلند ہوکر سوے پردۂ قاف روانہ ہوے دیکھیے یہ شاہزادۂ عالی جاہ کب تک پردۂ قاف مین پہونچتا ہی اور وہان جاکر کیا کیا کارہاے نمایان کرتا ہی اور کب وہان سے سوے قلعہ صنحاکیہ آتا ہی

اب دو کلمہ داستان درویش آفتاب صورت وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ وکوکب انجم حصاری وسارِیق بن بقا وحائل بن شمائل بن کامل خان بیدین ومرتد وجنگ جو کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقی بھردے پیالہ ساغر پھر
گُل مضمون بیان لٹاؤن مین
مسلم اور کافرون کے لشکر ہون

نشہ کا ہوچکا قرار آخر
گرم بازار اب فنا کا ہو
سب تلے سامنے برابر ہون

پھول سی گر شراب پاؤن مین
جان کی دشمنون کا سودا ہو

راویان عدیم المثال ومحرران حالات جنگ وجدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے واسیر ہوجانے حشام رستم انجم حصاری سپہ سالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا بعد اداے نماز مغرب مع کے بصد خوشی ومسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی ونقابداران سبزپوش وغیرہ معززین کے بیٹھا اُسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی ومسرت وانبساط اظہار کرنے کا ہی جلسہ عشرت آراستہ کرنے کا ہی کیونکہ حشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار زمردپوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ تنہا جنگ کرکے اسیر کیا ہی اور ہر سہ نقابداران کو آپنے اپنے حسن وتدبیر وکمال سے نیست ونابود کیا ہی اُن کے شر وفساد سے اہل اسلام کو بچایا ہی کمال اپنا ظاہر کیا ہی فتح عظیم حاصل ہوئی ہی نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاے روزگار تھے کہ ان کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا کوئی اُن کو قتل وہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سامنے اُنھون نے پنتالیس سرداران نامی ونامور لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت اپنی دکھاکر دیوانہ وعاشق اپنا کرکے بیخود وخودرفتہ کرکے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے سرداروں کو اُسی طور سے اسیر کرتے مگر آپ نے کیا کار نمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش کرکے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردمان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے آج تک ایسا کمال کسی درویش خدارسیدہ نے نہین دکھایا نہ ہمنے کبھی دیکھا آپ کے اس اظہار کمال وکار نمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہی درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکے مسکرائے پھر عمان شاہ نے ایماء درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہ جبین خوش گلو حاضر ہوئین اُن مین سے ایک نازنین خوب رو وخوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبروے عمان شاہ دغراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ ودرویش آفتاب صورت ونقابداران سبزپوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے سازون کے بنا زوانداز ایستادہ ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ نازنین بعد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے بجائے خود اُس کے رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رو ناچ چکی یہ غزل گانے لگی اہل بزم کے دلونکو رجھانے لگی غزل

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہی میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہی ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آئی میرے شیون سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہی

آنسو سوزش سے عشق کی ہین رواں
ہار جاتا ہون یار پرفن سے
دل خم زلف مین لٹکتا ہی
کم نہین زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کہان دوا اختر
اس کا بخیہ نہو گا سوزن سے

اہل بزم عشرت بخوشی سننے لگے بجائے خود اُس کی خوش گوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوے نازنین غزل مندرجہ تمام وکمال گاکر انعام کثیر لیکر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے بعد دیگرے نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکر رقص و نغمہ اپنے سے اہل بزم کو خوش کرتی رہین تمام شب بزم عشرت آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف و شاہان ممدوح وغیرہ جملہ اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز سحر درویش موصوف کے ایماسے عمان شاہ نے حشام رستم انجم حصاری کو کہ اسیر تھا روبرو اپنے سر دربار طلب کرکے ہدایت دین اسلام کی اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہی مین کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابلہ نقابدار سبزپوش مین نے اپنے خداوند سے اعانت چاہی لیکن خداوند نے مدد نہ کی نقابدار سبزپوش کے خدا نے ایسی مدد نقابدار سبزپوش کی کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھالیا پھر مرکب سے جدا کرکے مجکو گردش دیکر زمین پر پٹکا آخر مین اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہی لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوکر قدم نقابدار موصوف کی طرف جھکا نقابدار نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگاکر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے دنگل کے اُس کو ایک دنگل پر بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف وجملہ نقابداران سبزپوش وغیرہ خوش ہوے بعد مسلمان ہونے حشام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ درویش موصوف نے ایک نامہ باین مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آپنے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح مین نے نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہ کمال دیگر یہ اپنا دکھایا کہ ایک دم مین سب کو ہوشیار کردیا اگر چاہتا مین تو حالت بیہوشی مین اورون کو بھی قتل و ہلاک کرتا مگر مین نے بجز نقابدارون کے کسی کو قتل نہین کیا سب کو ہوشیار کردیا آپ کو مناسب ہی کہ مجھسے آمادۂ جنگ نہوجیے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہی میرے پاس تشریف لائیے طالب صلح ہوجیے ارادۂ جنگ سے باز آئیے بیشتر ایسا ہوا ہی کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات فقرا کے گئے ہین اگر آپ بھی میرے پاس بخواہش صلح چلے آئیے گا تو کچھ خلاف شان نہوگا جواب اس نامے کا روانہ فرمائیے گا جب نامہ میر منشی تحریر کرچکا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر مہر سے مزین

کیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اے بہادر یہ نامہ لیجا کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامہ لے آؤ وہ دلاور مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہو کر نامہ بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر بصد شان و شوکت سوے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو براے خبر رسانی معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور کے بعجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ اُسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شیرانہ بیٹھے ہوے تھے یمین و یسار دنگلون پر صدہا سرداران نامی و نامور صف شکن بھی بیٹھے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالاے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکارون مذکورہ نے حسب قاعدہ پایہ تخت شاہی کا بوسہ بادب لیا اور پھر سر فرمانبرداری جھکا کے شرائط فدویت و خادمیت بجا لائے بعدہ دست بستہ اسی طرح تھا دعاے بادشاہ موصوف زبان پر لا کر خبر آمد نقابدار سبزپوش عرض کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

ایا شہی کہ برندہ چو باد حملۂ تو
برد ز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ

ز بہر نقل جلال تو بستہ اند ازنگ
مثال بزم تو پرداخت نقشبند ازل

چنان بدور تو کار زمانہ منظوم است
کہ پوست از سر زین بار شد بہ پشت پلنگ

کہ آمدست پدید از میان آہن و سنگ
دران زمان کہ اجل دشمنان جاہ ترا

چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند
زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ

بقفل دل شدگان بہادران جاک و سنگ
قیامت ست ز تیغ تو در ممالک روم

ہمیشہ تا بہ تجارت زہرہ و شہجان کس
بسوے عامل و سارہی بیاورد نارنگ

بسوز نے کہ نہ آتش گذر دش نے رنگ
برات بخشش تو بر وجود عامل مرد

تو کی کہ خوشہ پروین برین واق بنا
ہنوز باز دہ نقش وجود انیر نگ

اگرچہ آتش و آب ست حجرت پہ عجب
شود مخالف آمال و ورشتاب و درنگ

کند سنان تو بازی بجان خصم چنانکہ
مصیبت ست ز گرز تو در بلاد فرنگ

تن عدوے تو نارنگ ایاز دہ باد
معاش دشمنت از نقد قاضی پیر زنگ

اُسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اُس افسر نقابداران سبز کے جس نے حشام رستم انجم حصاری کو مرکب سے اُٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبزپوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سوارون کی جمعیت سے بطور نامہ داری آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کر کے ہرکارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے جانب امیر با توقیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم عطا کرین صاحبقران ذیشان نے حسب ایماے بادشاہ موصوف ملازمون سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت حُسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروے بادشاہ ذیجاہ دربار مین بچھا دو تاکہ نامہ وار یہان آ کر اُسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبزپوش جو نامہ لیے آتا ہے جوان زبردست اور بظاہر مرد معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبزپوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے اُس کی عزت افزائی کے براے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازمون نے بعجلت تمام دربار کو ایسا آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ نہوچکا تھا کہ ہمراہ شاہان ہفت ملک کہ انھون نے اثناے راہ مین استقبال اُس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب دربار آیا پھر مرکب سے اُتر کر سواران ہمراہی کو میدان وسیع مین چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتون سے پیراستہ ہے صدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلون پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین گرد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہادران عالم کا مجمع ہی یمین و یسار تمامی سرداران با دب بیٹھے ہوے ہین صاحبقران مانند ضیغم دنگل شوکت پر رونق افزا ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین و جواہر کار پر بصد رعب و سطوت تشریف فرما ہین ندیم و رفقا و حکما وغیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہین علی قدر مراتب بیٹھے ہوے ہین نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کرکے دنگ ہو گیا بعدۂ بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا کیا نقابدار موصوف اُسی دنگل پر جو خاص اُسکے واسطے بچھوایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوب رو کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین لے کر دربار مین حاضر ہوئے پھر حسب قاعدہ سلام کرکے بایماے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبوے مذکور شیشے سے ساغر بلورین مین بھر کر ایک ایک ساقی نے نقابدار سبز پوش نامہ دار مذکور کو دیا اُس نے وہ عرق مقوی اعضاے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر عرق پیا اسی طور سے تین چار جام اُس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی عرق ساغر و جام مین بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بصد خوشی و رغبت اُس عرق کو نوش کیا جب سب اہل دربار مے گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلرخسار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر دربار سے لے گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبز پوش کو نشہ ہوا دماغ بادۂ تند سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے بایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام نامہ طلب کیا اُس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُسنے لفافے کو چاک کرکے نامہ نکال کر بآواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت نامہ کو سنکے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نیک کیا اہل اسلام کو اُن کی شر سے بچایا ہم ممنون منت ہوے مگر نفیر و نقارہ سہگین سے ہمین کچھ خوف نہین ہی اور اسلیے مذکور کے پاس ہونے سے ہم درویش مذکور کو صاحب کمال نہین خیال کرتے ہین اور صلح اچھی ہی مگر ہم درویش آفتاب صورت کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر طبل جنگ بجوائین گے مقابلہ کرین گے درویش مذکور کو اختیار ہی کہ نفیر مذکور دم دے کر سب کو بیہوش کرے یا نکرے مردانہ و دلیرانہ ہمسے لڑے یہ فرماکر میر منشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھدے کہ ہمکو مقابلہ و مجادلہ منظور ہے تمھارے پاس براے صلح آنا گوارا نہین ہی کہ باعث ہماری کسر شان کا ہی حسب الحکم میر منشی نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے مین رکھکر نقابدار موصوف کے حوالے کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھین نقارہ سہگین اور نفیر یہ دونون بجائے نہین جائین گے یہ عرض کرکے خاموش ہوا امیر با توقیر نے ملازمون سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انھون نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ نقابدار کو دیا اُس نے لےکر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نہ کیا پھر رخصت ہوکر دربار سے باہر جاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
اور خلق صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہی تو یہ فقیر بھی عنایت
خدا سے عاجز نہین ہی یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہی انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے مگر نقارہ سنگین نہ بجایا جائے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت الٰہی کیا جائے گا قوت بازوے صاحبقران کی بھی جانچی
کہ انکو بہت اپنے قوت بازو پر ناز ہی دیکھین ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہین اگر عاجز ہو جاوین تو یہ فقیر
اپنا نام دفتر فقرا سے کاٹ سے نکال ڈالے یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارہ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے انھون نے
صداے نقارہ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرایط فدویت و پایہ تخت
بوسی بجا لاکر ثنا و دعاے عظمی بجالاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبزپوش
جب یہان سے جواب نامہ لے کر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ امیر با توقیر یہان تشریف نہ لاے جویاے صلح نہوے جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی کچھ لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہین ہی وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑے گی یہ کہکر حکم طبل رزمی بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارہ جنگی پر لگائی مگر نقارہ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کردیا تھا کہ نقارہ سنگین پر چوب نہ لگائی جائے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارہ جنگی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین اگر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارہ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہی ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارہ سنگین
نہین بجوایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہرکارون نے ہمراہی
خواجہ طیفور کردیا جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر با توقیر بیان کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور کردیا کو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارہ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارہ جنگی دونون لشکرون مین
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ پہلے درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبزپوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا ہی دونون لشکرون مین طبل و نقارہ
رزمی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام صبح خاص صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہمین دریافت ہوا ہی کہ حشام رستم انجم حصاری درویش و عمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہوگیا ہی درویش نے اُسے خلعت دیا ہی اب وہ اُس کے دربار مین دنگل پر بیٹھا ہی باقی خیریت ہی
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہو جانے سے افسوس کرکے ہرکارون
سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہرچند کہ ابھی شہنشاہ ساحران حاکم طلسم لرزہ

نے ہمارے نامہ کا جواب نہین ارسال کیا ہی مگر ایسی حالت مین کہ دونون اہل اسلام کے لشکرون مین نقارۂ جنگی بجوایا گیا ہی ہمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ نقارۂ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سیاہ میدان کارزار مین جائین اگر درویش یا صاحبقران ہمسے آمادۂ جنگ ہون تو اُن سے مقابلہ و محبادلہ کرین ورنہ صف آرا ہوکر تماشہ لڑائی کا دیکھین اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہون ہم خوش ہون ہرکارون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اُسیوقت جاکر لشکر مین طبل جنگ بجوایا صدائے نقارہ تینون لشکرون مین بلند ہوئی مردان ہر سہ سپاہ و جوانان ہر سہ لشکر صدائے نقارہ ودہل جنگی سنکے درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ہوئے تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیر اندازتیرون کو حسب دلخواہ درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو موافق طبع درست کرنے لگے مرد میدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کس کو فتح کس کو شکست ہوتی ہی ہمتو یہی ارادہ کیے ہین کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑین گے حتی الامکان بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون کو قتل کرین گے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائین گے اگرچہ سر بھی تن سے قلم ہوجائے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہی دوسرے ہمنے مدت مدید اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی اداے حق نمکخواری بھی ضرور ہی آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان جنگ نام کرین ہنر جنگ دکھائین بہادرون مین سرخرو ہون زخم نیزہ و شمشیر کھائین اور جو سوار بزدل نامرد تھے حال اُن کا یہ تھا کہ جب وقت سے نقارۂ جنگی بجایا گیا تھا صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی تھی دل اُن کے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہرون پر اُداسی چھائی ہوئی تھی حواس خمسہ بجا نہ تھے گھبراے ہوے ادھر سے اُدھر جاتے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہان نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہین کی تھی اگر لشکر مین رہ گئے تو صبح کو مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے لڑنا ہوگا اگر دشمنون کے ہاتھون سے زخمی یا قتل ہوے تو غضب ہوجائے گا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہوجائین گے یہ کہتے ہوے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے جو جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات اُنھون نے تیاری آلات حرب وضرب و شوق جنگ مین بسر کی یہانتک کہ سپیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا تاریکی شب دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اُداسی چھائی نسیم سحر چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر بولنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے گلشنون مین نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلین چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگین موذن مسجدون مین اذان دینے لگے ہر طرف سے صداے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار براے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہوکر اپنے فرش خواب سے اُٹھے بعد وضو واسطے اداے نماز سحر کے روبقبلہ ایستادہ ہوے بعد اذان و اقامت نیت نماز سحر کرکے تکبیرۃ الاحرام کرکے تلاوت و قرأت سورۂ حمد و دیگر سورون مین مصروف بخشوع و خضوع ہوے پھر رکوع و سجود بجا لاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے بہ رجوع قلب پڑھ کر رکوع مین جاکر ذکر رکوع کرکے دو سجدون سے فراغت حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیر کر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ سے زبان کو آشنا کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

لشکر نے بھی بیدار ہوکے بعد وضو نماز سحر پڑھی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
کے بھی لشکر مین ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونون لشکرون کے بادشاہون نے
مردان سپاہ کو حکم کمربندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونون لشکرون کے جلد جلد مسلح ہوے
اس طرف سے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ ہمراہ درویش آفتاب صورت یمین و یسار تختہاے
جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبز پوش جلو مین پس پشت نو لاکھ سواران جنگجو مرکبون پر سوار آزمودہ کار
مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار مین آکے اُس جانب سے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام
و جمعیت سپاہ کثیر بصد خدم و حشم عرصۂ جنگ مین تشریف لاے انجم حصار سے کوکب انجم حصاری
بھی مع سیارلق بن بقا و سختگان و تمامی فوج اپنی کے بکرّ و فر جنگ آوری آیا جب تینون لشکرہاے
مذکور میدان مصاف مین آگئے وہ صحراے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہوگیا
جہان تک یک نظر جا سکتا تھا تین طرف فوجین ہی فوجین دکھائی دیتی تھین بجز خیمہ و بارگاہ و سواران
جنگی و طبل و علم و نشانہاے سپاہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہاے بے شمار سُم سمندان
سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاو زمین بار کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی
زیر فلک ایسے لشکر عظیم میدان مصاف مین مقابل کبھی نہوے ہون گے الحاصل جب تینون لشکر
مذکور وارد میدان نبرد ہوے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک
بادشاہ لشکر کے براے درستی میدان جنگ نکلے اُنھون نے جھاڑی جھنڈی خار و خس
میدان کارزار سے دور کرکے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے
باہر آکے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران پر بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا
جب سقے او بیلچے بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر
حسب دلخواہ صف آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا جوانان
آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا قلب ہر سہ لشکرہاے مذکور مین بادشاہ ہر سہ
لشکر مانند دل کے جاگزین ہوے علمہاے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھریرے
علمون کے کھلے جنگی باجے ہر ایک لشکر مین بجے جوانان ہر سہ لشکر اُن باجون کی آواز بو قلمون
و دلپذیر سنکے عالم وجد مین جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار مین قبضہاے شمشیر چھونے لگے
مست و مبہوت ہوکر آمادۂ ستیز ہوے بعدہٗ شور باجون کا موقوف ہوا نقیبا اور کڑکیت بھی
حسب قاعدہ قدیم تینون لشکرون سے نکل کر وسط میدان کارزار مین آکر ٹھہرے اول نقباے
خوش آواز نے اپنے اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنا شروع کیا اور
اس طور سے اُن کو آمادۂ جنگ کیا کہ اے جوانان عرصۂ وغا و اے دلاوران میدان ہیجا ذرا
ہماری طرف متوجہ ہوکر تقریر ہماری کہ مفید تمھارے ہی بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ و خبردار
ہو کہ دنیا ایک سراے فانی ہی مورد آفات ناگہانی ہی اہل دنیا بھی فانی ہین مسافرانہ مقیم ہین
سفر دور و دراز پیش ہی قیام مدام کی امید نہین بلکہ یقین نہین حالات گذشتگان پیش نظر ہین ہر وقت
و ہر ساعت بخوف سفر ملک عدم ہی تعداد زمانہ حیات سے بیخبر ہین کہ نہین معلوم کس وقت
اجل آئے اور اس سراے دہر سے کوچ ہو جاے خاصان خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

مگر کے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منھ پھیر کے یاد آلہی مین اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہی جب وہ دنیا سے گئے ہین تو اپنے نامۂ اعمال مین عبادت اور نیکیان
کرام الکاتبین سے لکھوا کر گئے ہین اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کر کے انکی
ثنا کرتے ہین اور اہل جنان اُن کو جانتے ہین خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہین اس مین کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجون اور مسکینون اور غریبون
کے ساتھ نیکی کرتا ہو یا پیاسون اور بھوکون کو سیر و سیراب کرتا ہو یا غربائے عریان تن کو لباس
دیتا ہو یا اہل حاجت کی حاجت شرعیہ بر لاتا ہو یا اپنے آقا کے سینہ سپر ہوتا ہو دشمنون سے اُسے
بچاتا ہو ذرا غور کرو تمھارے بادشاہ نے تمسے کیسا سلوک نیک کیا ہی ایک زمانۂ دراز سے
تمھاری تنخواہ معین کی ہی بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہی زر خزانہ تمھارے واسطے وا کیا ہی راحت و
آرام سے تمھین رکھا ہی خاص اسی روز کے واسطے کہ میدان جنگ مین اپنے بادشاہ کے دشمنون
سے دلیرانہ لڑو دشمنون سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق تنخواری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منھ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نہ کرو یہ عمل بد ہی اپنے فرد عمل مین کرام الکاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
مین ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار ہو دنیا مین آقا و مالک و بادشاہ تمھارا تمسے شادمان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمھاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کرین بہادران
عالم مین محسوب ہو مردان عالم مین شامل ہو دلاورون مین سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفون اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام سر میدان جنگ روشن کرو
بڑھ بڑھ کر دشمنون سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جاے امتحان ہی مرد و نامرد کی میدان جنگ
ہی مین تمیز کی جاتی ہی اسوقت لاکھون جوانون کا یہان مجمع ہی ان کے سامنے ایسے ایسے کارہاے
نمایان کرو کہ حاسدون کو رشک ہو مانند رستم پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار روئین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مرنا ایک روز ضرور ہی
کچھ قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پسپا بھی نہو دشمنون کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردون کو ننگ و عار ہی جو بہادر و شجاع ہین وہ لڑ بھڑ کر نزد دشمنان و انبوہ
بد اندیشان سے خائف و ترسان نہو کر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی خیال کر کے
قتل ہو جاتے ہین مگر پیچھے قدم نہین ہٹاتے ہین زندگی بذلت سے مرجانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہین اگر لاکھون بہادرون کے سامنے سے بھاگ کر ذلیل سر میدان ہو کر زندہ رہنے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہی جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہو گئے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی بس اے بہادران
عرصۂ مصاف تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نہ کرنا یہ کہکر نقبا ہر دو لشکر اہل اسلام خاموش ہوے کہ گیت جو لشکر کوکب انجم حصاری
سے نکلے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کر پکارے کہ اے جوانان جنگجو ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہی اس روز کے دلیران عالم مشتاق رہتے ہین خوبی تقدیر سے آج تین لشکر
میدان جنگ مین صف آرا ہین شکوہ مناسب ہی بحد خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ
مین سرفرو ہونا پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا نکرنا یہ کہکر گیت اور نقبا اپنے اپنے لشکر مین داخل ہوے
اسوقت جوانان ہرسہ لشکر اپنے آمادہ جنگ ہوے کہ فرط شجاعت وہمت سے ہرایک جوان لڑنے
اور قتل ہوجانے پر آمادہ ہوگیا اکثر دلیرون نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان
لشکر کوکب قہر تصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر
عمان شاہ سے نقابدار سبزپوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی الکہ اس کے بازو پر بندھا ہوا ہی جو
حضرت الیاس بن عمرو کو درویش مرجان سرخ موے سے جامہ وغیرہ ہاتھ آیا تھا اور خاصیت وتاثیر اس
الکہ منقش کی یہ ہی کہ جس کے بازو پر بندھا ہووے کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت مین کبھی
اس کی کمی نہو غرضکہ جب نقابدار مذکور عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہوکر
صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ مین آیا مرکب کو روک کر سوے لشکر بادشاہ لشکر اہل اسلام
رخ اپنا کرکے باواز بلند یون گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام مین چاہتا ہون کہ آپ ہی سے
مجادلہ ومقابلہ کرون آپ کے لشکر کے سردارون سے جنگ آزما نہون جنگ کو طول ندون اگر آپ پر
فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفریاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ بھی صف شکن وتیغزن جملہ
سرداران لشکر سے زیادہ تر ہین آپ ہی میرے روبرو بہر مقابلہ ومجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ
کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ نہ فرمائیے کہ مین بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما نہونگا کیونکہ مجھکو
آپ ہی سے اشتیاق جنگ ہی شہرہ آپ کی شجاعت وقوت وفنون سپہ گری کا سنا ہی اسوقت قوت
آپ کی دیکھنا منظور خاطر ہی یہ کہکے خاموش ہوا اسوقت علمہاے لشکر جلوہ گر ہوے صاحبقران نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہی سچ کہتا ہی کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ
از مردانا معقول ہی یہ باتین دل مین کرکے زیر علم اژدہا پیکر سے روبروے بادشاہ لشکر جاکر
اجازت جنگ حاصل کرکے دلیرانہ مرکب کو سوے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار
سبزپوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبزپوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی
واسطے مقابلے کے آئے ہین مشتاق تمہاری ضرب نیزہ وشمشیر وگرز کے ہین لہذا وار کرو فنون جنگ
ہمپر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگوے صاحبقران سنکے نیزہ اٹھاکے مرکب کو اپنے کاوے پر
ڈالکر نیزے کو گردش دے کے ہنر نیزہ بازی تا دیر دکھا کے عرق مین سراپا تر ہوگیے نیزہ بازان
کامل سے تعریف وثنا اپنی نیزہ بازی کی کرا کے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہوجائیے کہ
اب مین وار کرتا ہون یہ کہکر نیزے کو گردش دے کر بچالاکی تمام پہلوے صاحبقران عالی مقام پر ضرب
نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اس کی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانون کے ملنے سے اور باہم رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون نے اپنے دہانون
سے شعلہاے آتش نکالے دیکھنے والون نے تعریف نقابدار کے نیزہ لگانے کی اور صاحبقران کے
نیزہ روکنے کی بہت کی پھر صاحبقران نے نیزے کا وار اسکے سینے پر کیا اس نے بھی اس خوبی سے روکا
کہ دیکھنے والون کا تو کیا ذکر خود صاحبقران خوش ہوگئے دل مین کہنے لگے کہ یہ طریقہ نیزہ بازی تو
ہمارے بیان کا ہی سوا ہمارے اور کہین یہ طریق نیزہ بازی نہین ہی جانے عجب ہی کہ اس نقابدار نے یہ طریق

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہی نہین معلوم کہ یہ جوان کون ہی نقاب اسکے چہرے پہ ہی شناخت ہو نہین سکتی ہی ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے اور منصف طبع ثناے نقابدار مذکور کر رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبز پوش اپنے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہو کر نہایت حُسن وخوبی سے لڑ رہا تھا چالاکی وہوشیاری سے وار کرتا تھا اور روکتا بھی تھا ہنر نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے اُستاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبز پوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن ہاے نیزہ کی باہم ردوبدل ہوئی دیکھنے والون نے متحیر ہو کر دونون بہادرون کو فن نیزہ بازی مین کامل واکمل پا کر بے حد تعریف کی خصوصًا صاحبقران نے خود اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبز پوش اگلی مرتبہ اپنی سنان نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کرین مین ہوشیار ہون حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزے سے نکلنے نہ دونگا صاحبقران نے یہ تقریر اُس کی سنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا وار نیزے کا کر کے باندھا اور ایسا کس بقوت بازوے قوی دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور سے نکلکر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے بجاے خود صاحبقران کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ ومنفعل ہوا کثرت شرمندگی سے عرق مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو ونیز اُسکے مردان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لحظہ کے نقابدار سبز پوش نے سر اپنا اُٹھا کر غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار سبز پوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈال کر عرابے پر سے گرز گرانبار اُٹھا کر کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہو جایئے گرز گران سر اُٹھایئے میری ضرب گرز کو روکیے شجاعان جہان سے میری ضرب گرز رک نہین سکتی ہی جس حریف پر مین نے اس گرز گرانبار کا وار کیا ہی اُس کو تہِ خاک جانا نصیب ہوا ہی پیوند خاک کر دیا ہی استخوان تک اُس کے سالم نہین رہے ہین راکب ومرکب دونون راہی ملک عدم ہوے ہین بہت سے پہلوانون اور سرداران نامی و نامور کو اسی گرز سے مین نے پیوند خاک کر دیا ہی میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر ہو نہین سکتا ہی اطلاعًا آپ سے کہا ہی صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤ سر نہایت گرانبار اُٹھا کر فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری وقوت وہمت مین کلام نہین ہی اور تیری لیاقت مین بھی شک وشبہ نہین ہم خبردار وہوشیار ہین خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمین بچالیگا تا خیر نکر ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہین دیکھین کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہی نقابدار نے دونون ہاتھون سے گرز کو محکم پکڑ کر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالاے سر گردش دے کر بقوت تمام بالاے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دلیرانہ اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا۔

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوے مگر دو فیلون مین
بصد غضب ہوئی دیکھنے والون کے دل سینون مین تھرا گئے اکثر جوانان کفار تھرا کر مرکبون سے
گر پڑے زمین بھی کانپی غبار بلند ہوا دونون دلیران مذکور غبار مین نہان ہوے نقابدار سبز پوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و پست کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گردیا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اُس غبار مین جا کر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین بند ہین گرز دونون ہاتھون مین مثل میل
فولادی بلند کیے ہوے ہین پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سمون تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہین یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لے کر چھینٹا منھ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھین کھولین خواجہ نے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے فرمایا الحمد للہ
اچھا ہون زندہ و سلامت ہون کچھ تردد نکرو ہان ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازوون پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بقوت تمام گویا ایک طبقہ
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اُس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور گردیا
کے صاحبقران نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر فرمایا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ ارشاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر چرخ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار کہکر ضرب گرز بالاے سر نقابدار سبز پوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے چالاکی و دلاوری سے اپنے کلہ گرز پر ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بہ نسبت
ضرب گرز نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صداے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑکے اکثر سواران
لشکر کفار خاک پر گرے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرائے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلونکو
جو سیاہ کنار مین تھے غش آگیا غبار زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نرہی دلسوز سے کہا کہ جلد جا کر دیکھو تو سہی کہ نقابدار سبز پوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ اپنے لے کر اُس غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھین بند ہین دل درد مند ہے گرز گران بار ہاتھون مین بلند ہے ہمہ تن پسینے مین تر ہے گھوڑا
تا کمر زمین مین غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اُس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالاے خاک گرا نہین
ہے نقابدار باوجود اس کے کہ آنکھین بند کیے ہے اور سراپا عرق مین تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو مین لے کر منھ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھین کھولین دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اُس نے جواب دیا
کہ الحمد للہ اچھا ہون مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیون اور بازوون کو سخت صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت متردد ہین مرکب سے اُتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جیے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہو رہے ہین احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبز پوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہو کے مرکب مردہ سے
اُترنے کے ارادے کرنے مرکب صاحبقران کا گیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اُتر کر اُسے روکا اُس نے بہم پہونچ کے زنجیر کمر صاحبقران مین ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرنا شروع کیا دونون جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی پیٹ کر ہونے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ دونون طرف سے ہونے لگے دستی
زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ نکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانیکی
فکر مین ہوا غرض ہر ایک دونون بہادرون مذکور سے اپنے اپنے داؤن کی فکر کرنے لگا کشتی بہر دستی
ہونے لگی جملہ جوانان ہر سہ سپاہ بنظر رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونون لشکرون کے ہرکارون
ونقبا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہین ہے
کہ دو چار گھڑی مین ہو جائے ان مین سے ایک غالب و مغلوب جلد ہی سے ہو جائے یہ کشتی غالبا
کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہو گے اور صف آرا رہو گے لہذا بہتر و
مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر اتر کر خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرا کے تخت و کرسی و فرش
پر بیٹھکر بآرام و راحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تا کہ لطف کشتی دیکھنے کا بآرام و بخوبی حاصل
ہو بادشاہان ہر سہ سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارے وغیرہ سچ کہتے ہین
یہ کشتی چند روز تک ہوگی اس طور سے کب تک بالاے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھین گے یہ خیال کرکے
ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ استادہ و برپا جلد تر ہون جملہ
سردار و سوار مرکبون سے اتر کر علی قدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی
دیکھین کیونکہ یہ دونون جوان نامی و نامور ہین کشتی ان کی قابل دید و یادگار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے
نہ دیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور وحید عصر و جریدہ
روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو نہ دیکھے گا وہ پچھتاے گا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید
ہووے نہو یہ حکم شاہان لشکر سنکے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہین اور خیمے قریب جاے کشتی
کے دور تک بکثرت ایستادہ و برپا کرکے تخت زرین اور کرسیان زرین و چوبین اور فرش نفیس
وغیر نفیس بمقام و جاے مناسب بچھایا پردے خیمون اور بارگاہون کے اٹھا دیے جب یہ انتظام
ملازمون مذکور نے کیا ہر ایک بادشاہ لشکر مع تمامی مردمان سپاہ اعلی و ادنی کے اپنی اپنی سواری
اور مرکب سے اتر کر سائیسون کو مرکب حوالے کرکے ہر ایک علی قدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا
بادشاہان لشکر بالاے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی عنقریب مقام کشتی بقوے
اپنے اسی گنبد طلائی مین بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالاے کرسی زرین بیٹھے اور باواز اوسط تعریف
و ثناے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہ بھی تعریف و ثنا کرنے سے
چمک چمک کر تیزی و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلی ادنی بمقامات تعریف دونون
بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے بآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جا کر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام
نقابدار سبز پوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روک کر کہا
کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمائیے کہ آفتاب نہان ہو گیا تاریکی شب نمود ہوئی ہے یہ
ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے
لہذا اگر مناسب ہو تو جا کر اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہو جیے صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑیے گا مین نے
صرف آپ کے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمائیے گا کہ نقابدار سبز پوش کشتی
لڑتے لڑتے تنگ گیا ہے دم اس کا اگیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب ہوے کشتی موقوف نہین کرتے ہین اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہون کے
مشکل نہین ہی ممکن ہی کہ اسقدر روشنی کر دی جاے کہ اس میدان جنگ مین کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہو جائے اب رہا کلام اکل و شرب کے بارے مین اس بارے مین
بھی ہو سکتا ہی کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبز پوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہی مجکو رات کو بھی لڑنے مین کچھ عذر و تامل نہین ہی یہ کہکے واسطے روشنی
کرنے کے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازمون نے سامان روشنی کرنے کا کیا پٹھک کے جھاڑ چند در چند بمقام کشتی
لاکر رکھا یے کنولون مین شمعہاے مومی و کافوری چڑھا دین پھر روشن کر دین سوا ان کے
ہزارہا دو ہزار کنول اور فانوسین اور لاکھون مشعلین اور پنجشاخے جس جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے لشکر مین روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ مین سیاہی شب کا اثر بھی نرہا جب اس طرح روشنی ہو چکی گھڑے شیر خالص سے بھرے ہوے
چند در چند ملازم مع کاسہ مسی و جام بلورین لے کر دونون جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر گاو کاسون مین بھروا کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگا کر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازمون نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونون بہادرون نے کاسہ دہن سے لگا کر وہ
شیر نوش کیا اسی طور سے کئی کاسے شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہو کر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم گھڑے اور کاسے اٹھا کے لے گئے دلاوران موصوف بعد اداے نماز مغرب بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جملہ اعلیٰ ادنیٰ صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونون دلاور برابر کشتی لڑا کیے
کسی کے زور مین کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد اداے نماز سحر اور شیر گاو سے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتین برابر کشتی ہوئی دونون مین سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت مین کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہین کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہین ابھی تک ان مین سے کوئی زیر نہین ہوا نہ کسی کی قوت مین
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہین یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور مین بڑھ گئے ہین خیر صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہین اس نقابدار سبز پوش کی
قوت پر عجب ہی کہ اس کی اب تک قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل مین خیال کیا کہ جاے حیرت اور مقام عجب ہی کہ اب تک یہ
نقابدار سبز پوش بطریق روز اول ہی سے کشتی لڑ رہا ہی آٹھ روز اور آٹھ شبین گذر کر یہ نوان روز ہی
ابھی تک اس کی قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا بعینہ
ہمارے ہی بیان کا ہی شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پرور ہی وہ بھی ہمسے آکر اسی طور سے کشتی
لڑا تھا مگر حیرت یہ ہی کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبز پوش ہی اگر طیمور شیر پرور ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھا چاہیے کہ آخر یہ کون ہی طیمور شیر پرور ہی
یا کوئی اور ہی کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہین ہی کسی طرح اس کی قوت مین کمی ہوتی ہی نہین ہے یہ

انسان ہی یا جن ہی یا کوئی اور ہی یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے اُس کے نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم مجھسے کشتی لڑ رہے ہو تم تو دریا میں ہمراہ ملکہ کر کے غرق دریاے مواج ہوگئے تھے کیونکر دریا سے بکنار سلامتی پہونچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور وقوت تمنے کہان سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہو کر خدا سے اسقدر قوت طلب کر کے دنیا مین ہمسے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل ہوا ہی جاے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز نقابدار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکایک از جانب صحرا گرد ے برخاست گردی تیرہ تیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ درمیان گرد وغبار تیرہ جلوہ برق عیان مردان ہر سہ سپاہ طرف اُس گرد وغبار عظیم کے دیکھکر مختلف خیالات کرنے لگے اکثر مردان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے سیاہ آندھی آتی ہی برق بھی چمکتی ہوئی دمبدم نظر آتی ہی ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور بارگاہین آندھی مین اڑ جائینگی بعض بعض سوارون نے کہا کہ خیال تمھارا غلط ہی یہ آندھی نہین ہی ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی اگر یہ ابر سیاہ محیط ہو کر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی یہ خیام و بارگاہ اس ابر دریا بار سے اس صحرا مین حباب آسا نظر آئینگے ہزارون آدمی طغیانی آب سے بہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے ضرر نہ پہونچے اکثر مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہین غالبًا کوئی بادشاہ بجمعیت فوج کثیر ادھر آتا ہی نہین معلوم وہ ہمارا اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو فہو المراد اور اگر دشمن ہی تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا مین ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت وخون از حد ہوگا لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر اس صحرا مین جا بجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحراے سبزہ زار خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جاویگا دریاے خون اس صحراے سبزہ زار مین روان ہوگا اسوقت تین لشکر ہاے عظیم یہان موجود ہین جو تھا لشکر عظیم یہ آتا ہی سخت تلوار چلیگی جنگ مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھون مردان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپ کر نالہ وفریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردان سپاہ کشمکش مین دب کر مرکبون سے گر کے مانند سبزہ صحرا پامال سم اسپان ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضاے عقل یہ ہی کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو تلوارین علم کر لو نیزے ہاتھون مین سنبھال لو گرز گران سر اٹھا لو دیکھو پھر مہلت اتنی نہ ملیگی کہ مرکبون پر سوار ہو کر آلات حرب وضرب سے لیس دشمنون کو قتل کر سکو اکثرون نے اُن کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہین ہی محض بیوقوف ہو جوانان لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسرون کو بھی ڈراتے ہو بزدلون کی سی باتین کرتے ہو قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل وزخمی ہو جانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی نہین ہو نہ کوئی اولیا ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمھارے قول کا اعتبار کیا جاوے تمھین ایسے لوگ مردان جنگجو کو بھی میدان جنگ مین ثابت قدم رہنے نہین دیتے ہین جو کوئی آتا ہی آئے کیا اندیشہ ہی مرنا ایک روز ضرور ہی اگر آندھی آتی ہی تو آئے اور اگر ابر آتا ہی تو وہ بھی آئے پانی برسے اگر لشکر آتا ہی تو آئے جو کوئی ہمسے لڑے گا ہم اُس کے فرشتون سے آمادہ جنگ ہونگے حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہی تو قتل ہو جاینگے

گھبراہٹ عبث ہے یہ اضطراب و خوف بیکار ہے جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا بجانب گرد و غبار دیت
دیکھتے ہوا دھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم سخن ہوے تھے پہلے کشتی
لڑ رہے تھے اب کشتی موقوف ہے نہین معلوم کیا سبب ہے ہم اور تم تو دور ہین اگر قریب ہوتے تو
مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر سہ سپاہ یہ تقریر کر رہے تھے اکثر جانب
گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونون بہادر سوے غبار
دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار دست باد تند سے صد چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند
قامت چلے آتے ہین آگے سب ہاتھیون کے جو فیل کلان ہے اُس پر بھی نشان ہے ایک جوان زبردست
مسلح نشان لئے ہوے بالاے پشت فیل بیٹھا ہے رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہے علامت و
نشان فوج کفار کے آنے کا ہے اُس ہاتھی کے خرطوم مین دو بڑے تیغے دو طرفہ دھار نہایت آبدار
ہی بندھے ہین پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہین ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زبردست
مسلح بیٹھا ہوا ہے اور مثل فیل اول کے جبہہ پر نشان ہے ہر ایک ہاتھی کی سونڈ مین دو بڑے طویل
دو طرفہ دھار دار بہت آبدار بندھے ہوے ہین جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہے وہ
تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہین پچاس ہزار ہاتھی ہین سو ہزار تیغے ہین اُن سو ہزار تیغون کی چمک پناہ
بذات خدا یکبارگی سو ہزار بجلیون کا چمکنا عیاذاً باللہ تمام صحراے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہے پیچھے
اُن سب ہاتھیون کے ایک لاکھ سواران جنگی ہین حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار ہے چتر زر
اُس کے سر پر ہے جوان از حد قوی ہیکل دیو پیکر ہے اُس ہاتھی کی بھی سونڈ مین دو بڑے بندھے
ہوے ہین مستک پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بد صورت ترش رو مہیب صورت مسلح بیٹھا
ہے گرز گران اُس کے ہاتھ مین ہے وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوے
فیلبان فیلون کو گج بانگ سے ہولتے ہوے بصد عجلت آتے ہین یہ حال دیکھکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہوکر زمین سے اُٹھے ملازمون سے مرکبون کو
طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سردارون اور سوارون کو حکم دیا کہ جلد مرکبون پر
سوار ہو نہین معلوم یہ کون بد اندیش ادھر آتا ہے اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
و غراق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبون پر
سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت پر سے اٹھکر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا
ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام مرکبون پر سوار ہوے تھے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ مین تھے
کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا مین آہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحراے سبزہ زار گویا جنگل بن ہو گیا
گویا تمام صحرا ہاتھیون سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیون کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل بن
جنبائل کہ پوتا پروتا النہ صور بن سعد ان کا ہے ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے حسب الاتفاق
اُس طرف آیا جس جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری مضطر و پریشان
خاطر ہوکر ساریق بن بقا سے کہہ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے نہین معلوم یہ لشکر اس کروفر سے
کسکا آیا ہے ساریق بن بقا جواب مین اُس کے کہہ رہا تھا کہ اسوقت کہنے تقدیر تازہ کی ہے کیون
گھبراتا ہے تجھپر تمام حال منکشف ہو جاے گا یکایک حمائل خان نے قریب آکر ساریق بن بقا کو

پہچان کر باادب سلام کرکے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر اس صحرا مین کس کس کے فروکش ہین اور یہ لشکر کس کا ہی اُس نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہی اور وہ لشکر عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت کا ہی یہ دونون لشکر اہل اسلام کے ہین جب سے یہ دونون لشکر اس سرزمین پر آئے ہین کیا کہون کہ کیسے کیسے صدمات میرے قلب کو پہونچے ہین اور یہ لشکر میرا ہی اس وقت نقابداران سبزپوش اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ باتین ہوئین کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ روز و شب نامبردہ گان سے برابر کشتی ہوئی تھی تمھارے آنے سے مردان لشکر کچھ مرکبون پر سوار ہوچکے ہین لاکھون ابھی تک سوار ہونے کی فکر مین ہین اپنے مرکبون کو سائیسون سے طلب کررہے ہین کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبون کو لیے ہوے چلے آتے ہین شور و ہنگامہ ہورہا ہی یقین ہی کہ ان اہل اسلام کا مصمم یہی ارادہ ہی کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کرین حمائل خان نے یہ تقریر کوکب انجم حصاری کی سُنکے از حد برہم ہوکے حکم سب فیلبانون کو دیا کہ وہ بولی بولین کہ جس بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھ جاتے ہین کہ ہمارے تئین خرطوم ہلانے کو کہتے ہین اور پٹے ہلانے کا حکم دیتے ہین فیلبانون نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعدی بولی کہ جو ہاتھیون کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اُس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ ہمسے اسوقت سونڈ ہلانے اور پٹے ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہین فی الفور وہ قواعددان ہاتھی سونڈین ہلانے لگے۔ اسوقت حمائل خان بن شمائل بن جدائل خان نے سب فیلبانون کو حکم دیا کہ یکبارگی سب ہاتھی ان دونون لشکرون اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا مین پھیلے ہوے ہین بڑھاؤ دونون لشکرون کے مردان کو ان ہاتھیون کے پیرون سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بہ تیر و نیزہ و شمشیر اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمھارے قریب تمھارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آجائے ایسے دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منھ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگون کو قتل کیا ہی اور مسلمان کیا ہی اور یہان آکر خداوند سارلق کو گھیرا ہی ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہی کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گھیرا ہی برباد و تباہ کرنے انجم حصار کا قصد کیا ہی سخت صدمے پہونچائے ہین یہ لوگ خداپرست ہین ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہی ہمکو ان سے انتقام لینا منظور ہی ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہین ہین لقاپرستون کے دشمن جان و ایمان ہین فی الحال خداوند ساریق بن لقا کے قتل کرنے پر موجود ہین فیلبانون نے حکم سے حمائل خان بدین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سیاہ درویش آفتاب صورت کی طرف کہ صحرا مین مردمان سیاہ پھیلے ہوے تھے ہاتھی بڑھاکے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی دوڑتے ہوے سوے مردمان ہردو لشکر اہل اسلام متفرق طور سے بڑھے خرطوم اپنی ہر ایک ہاتھی ہلاتا ہوا اپنے یمین و یسار خرطوم کے بندھے ہوے پیون سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا بڑھا یہ حال دیکھکر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبون پر سوار ہوچکے تھے بغرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکور کے سمت صاحبقران مرکبونکو جولان کرکے روانہ ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردمان لشکر اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین و گنبد طلائی مین سوار ہوے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری مین مصروف ہوے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ بعجلت تمام اے سائیسو گھوڑے لاؤ یہ جنگی قواعد دان ہاتھی ادھر بقصد جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کر لے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوے مردان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اس اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ ہی گئے صحرا مین جہان جہان اہل اسلام تھے پھیل گئے مردان لشکر کو اُن ٹیون دو طرفہ دھاردار
سے کہین و بسیار خرطومین ہلاک و قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی اُن ہاتھیون کے
ٹیون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور قرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
بصد چالاکی و ہوشیاری و خبرداری اُن ہاتھیون کے ٹیون کی ضرب سے بچ بچکر اُن کے پانون
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبان اُن کے بھی ہاتھیون کے
پانون قلم ہونے سے نیچون پر گر کے بنیزہ و تیغ لڑنے لگے دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے اور اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ لڑ رہے ہین ہزارہا
مردمان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی پٹے ہلا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین کچھ ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہے شور و غل اسقدر بلند ہے کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر گھوڑون سے گر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پاے فیلان مندرجہ بالا پڑے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین پٹے راست و
چپ حرکت مین ہین چمک اُن کی ایسی ہے گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہے کہ بجلیان ٹیون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جمائے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے اُن کے پانون قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہے زمین پر طپان ہو کر چنگھاڑتا ہے فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہے اہل اسلام قابو
پا کر اُس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین ادھر وہ مردمان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہین اور اُن مین صدہا سوار نہین ہوے ہین ہزارون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھائے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان اُدھر لے گئے ہین پا پیادہ جو سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اُس طرف
مردمان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین اُن مین سے کوئی قتل و
زخمی نہین ہوتا ہے اہل اسلام جو اُس طرف ہین مجبوری پسپا ہو رہے ہین ہزارہا سوار ٹیون کی ضرب
سے دو نیم بلکہ چو رنگ ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون بہادران سے گلنار ہو رہا ہے جو سردار و سوار منچلے ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر اُن
ہاتھیون کے پانون قلم کرنے کی کوشش کر رہے ہین مگر پیادہ سوار تاب اُن ہاتھیون کے ٹیون کی
ضرب کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین اور جس سمت لشکر عمان شاہ ہے اُس جانب بھی
فیلان جنگی ہین مگر کم ہین درویش آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقہاے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک تہلکہ عظیم ہے سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے ٹیون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ بچ نہین سکتا ہے جو کوئی

سامنے آجاتا ہی دو ٹکڑے ہو جاتا ہی دمبدم ہر جگہ لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار صحرا سے سبزہ زار ہین ہوتے جاتے ہین فیلون نے آفت عظیم سپاہ کی ہر زخمی خاک پر پڑے ہین چلا رہے ہین کوئی ایسے ہنگامے مین اُن کی خبر نہین لیتا ہی ایسی حالت مین حمائل خان نے بالائے ہودہ برج فیل کلان سے غور کر کے دیکھا کہ جس طرف بادشاہ لشکر اہل اسلام ہین اُس جانب تو بکثرت فیل ہین اور فیلبان فیلون کو بڑھاتے ہوے چلے جاتے ہین اور بادشاہ موصوف پیچھے ہٹتے ہوے چلے جاتے ہین اُس طرف کشت و خون زیادہ ہوا ہی اور جس طرف صاحبقران اور فرامرز ثانی ہین اُس سمت مجمع مردان سپاہ زیادہ ہی ہر چند کہ بہت سے قتل و زخمی ہوے ہین مگر قدم جمائے ہوے لڑ رہے ہین اکثر فیل بھی زخمی شدہ و پا بریدہ زمین پر پڑے ہین چنگھاڑ رہے ہین اور جس رخ عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ ہین اُس طرف بھی فیل کم ہین مردان سپاہ کا بہت مجمع ہی ہر چند خونریزی زیادہ ہوئی ہی مگر مردان سپاہ بھاگتے نہین ہین یہ رنگ جنگ فیلان قواعد دان و مردان سپاہ دیکھکر غضبناک ہوکر ایک لاکھ اپنے ہمراہی سوارون کو ساتھ اپنے کر جس جانب امیر با توقیر لڑ رہے تھے اُسی طرف حملہ آور ہوا ساتھ اُس کے سپاہ برق بن بقا بھی مع سنگان بسواری تخت زرین وغیرہ حمائل خان کے کہنے سے چلا کوکب انجم حصاری بھی تاب تحمل نہ لاکر مع تمامی اپنی سپاہ کے جانب عمان شاہ و درویش آفتاب صورت حملہ کنان ہوا اب یہ دونون لشکر دونون لشکر اہل اسلام کے متصل پہنچے جوانان لشکر حمائل خان و مردان سپاہ کوکب انجم حصاری تلوارین نیامون سے کھینچ کر نیزون کو ہاتھون مین لے کر گرزہاے گرانبار پہلوانان نابکار اٹھا کر اہل اسلام کو قتل کرنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی مومن و گبر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی نیزہ دار نیزے لگانے لگے پہلوانان ہر جہار سپاہ گرز گران سے اپنے حریفون کو پیوند خاک کرنے لگے اب بہ نسبت قبل کشت و خون زیادہ ہونے لگا شور بزن و بگیر ہونے لگا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار صحرا سے سبزہ زار ہین بجا بجا زیادہ ہونے لگے جوے خون زور سے صحرا مین روان ہونے لگی تلوار چلنے لگی چقاچاق کی صدا بلند ہوے کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے جوانان لشکر نشانہ تیر ہونے لگے ابر سیاہ دھالون کا اٹھا برق تیغ ہر طرف چمکنے لگی مینہ خون بہادران کا زخمون اور تلوارون سے زمین پر برسنے لگا سر سرداران کے مانند اولون کے تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے جوے خون مین حباب آسا تیرنے لگے لاشے سوارون کے مانند ماہیان کلان کے اُس جوے خون دلاوران مین غایت ہونے لگے آثار بارش اور سیل خون میدان جنگ مین نظر آنے لگے کیونکہ ایسی جنگ عظیم عہد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین کبھی نہوئی تھی نہ ایسا کشت و خون ہوا تھا نہ چار لشکرہاے عظیم و کثیر میدان جنگ مین جمع ہوے تھے نہ چار ایسے لشکرون مین جنگ مغلوبہ ہوئی تھی نہ کوئی بادشاہ و شہریار پچاس ہزار ایسے جنگی و قواعد دان فیلون کو ساتھ اپنے لیکر میدان جنگ مین آیا تھا یہ جنگ زیر فلک ایسی ہوئی کہ چشم پیر فلک نے کم ایسی لڑائی دیکھی ہوگی بلکہ شاید نہ دیکھی ہوگی کیونکہ اُس صحرا سے سبزہ زار مین ہر جگہ ہر گروہ ہر غول مین درمیان کفار اور اہل اسلام کے یون لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک سردار کا سر تھا اور ایک سوار کی تلوار تھی کسی جوان کا سینہ کسی جری کا نیزہ کسی کا جگر کسی تیر انداز کا تیر کسی کا پہلو کسی کا خنجر کسی پہلوان کا سر

کسی قوی بازو کا گرز گران تھا کوئی جوان زخمہاے کاری سے خون مین سراپا تر کسی سوار کا شمشیر
آبدار حریف سے دوپارہ سر کوئی نعرہ زن کوئی دلیر زخمون سے مبتلاے محن کوئی جوان زخمہاے
کاری سے خاک پر پریشان کوئی حریف بیدین شادان و خندان کسی کا گلا کسی بہادر دیندار
کا خنجر پر آب و ضیا کسی بیدین نے کسی جوان دیندار کو للکارا کسی خدا پرست نے کسی بقا پرست
کا سر تن سے اتارا کوئی جری خون مین نہاے ہوے کوئی بہادر دست حریف سے زخم کھاے
ہوے کوئی جوان کسی غول مین نعرہ زن کوئی جری کسی گروہ مین غضبناک گھوڑے لیے سوار
صحرا مین رواں دواں کہین لاشے مقتولون کے پامال سم اسپان اکثر مجروحان طالب آب ہیں
بعض بعض جوان کثرت جراحت سے زرد و شند و بیخود ہر غول و ہر گروہ مین بلکہ ہر جگہ اُس صحراے
سبزہ زار مین یہی حال تھا ہر جگہ کفار و دیندار سرگرم کارزار تھے جوش شجاعت سے لڑنے پر
تیار تھے کثرت شمشیر زنی سے صدہا بہادرون کے ہاتھون مین قبضہاے شمشیر آبدار پیوست
ہو گئے تھے پنجہ دست و انگشتہاے دست پر ورم آگیا تھا سختی سے قبضے تلوارون کے چھلا
ہوئے تھے کلائیان اور بازو تھک گئے تھے قتل کرتے کرتے حریفون کو عاجز آگئے تھے دشمن
بڑھتے ہی چلے آتے تھے صحرا مین بیشمار انبار کفار و دیندار کے کشتون کے نمودار تھے ہر سو ڈھیر
لاشون کے دکھائی دیتے تھے ہر چند کہ صاحبقران نے صدہا کفار کو بضرب تیغ آبدار قتل کیا تھا
مگر کفار کم ہوتے نہ تھے فرامرز ثانی بھی دلیرانہ لڑ رہا تھا کفار تہ تیغ کر رہا تھا لاشے کفار کے خاک پر
تڑپتے تھے وہ بہادر اُن کو پامال سم اسپ کرتا تھا بہ عربدہ نعرہ کرکے لڑتا تھا حریفون کے
سر و تن مین جدائی کرتا تھا نقابداران سبز پوش یعنی صمصام تیغ زن و تہمورث شکن پران
بہر سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارم تیغ زن بھی قریب فرامرز ثانی کے دلیرانہ لڑ رہے تھے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا رہے تھے ڈھیر ڈھیر کر تلوارین مار رہے تھے ایک سمت کوکب انجم حصاری
لشکر عمان شاہ و درویش آفتاب صورت پر حملہ کنان تھا بہادران مردان کارزار و دلاوران
دیندار کوکب انجم حصاری کے جوانان نابکار سے لڑ رہے تھے بازار اجل گرم تھا سودا
جنس جان کا ہو رہا تھا ہر جگہ اُس لشکر میں سر و تن کے ڈھیر تھے کفار و دیندار قتل کیے
ہوے پڑے تھے عمان شاہ و سراقہ آہن کلاہ بھی اسی ہنگامہ گیر و دار مین لڑ رہے تھے
درویش آفتاب صورت کی جس حریف کو دیکھتے تھے اُس کو زندہ نہ چھوڑتے تھے دستور بھی
ہمراہ اُن کے تھا وہ بھی نیچے سے لڑ رہا تھا کفار کو قتل و زخمی کرتا تھا لیتے نہیں دیکھا جاتا تھا چالاکی و
ہوشیاری سے لڑتا تھا فیلان جنگی کے قریب بھی جاتا تھا اس طرف تو اس طور سے لڑائی ہو رہی ہی
جیسا کہ لکھا گیا ہی مگر اب حال اُس سمت کا رقم کیا جاتا ہی کہ جس سمت بادشاہ لشکر اہل اسلام جنگ آزما
ہین اُدھر فیلان قواعد دان مذکور کو فیلبان لیا دہ لے گئے سوا فیلون کے کفاران ہر دو لشکر
سے سواران نابکار نہین ہین ان فیلبان بقا پرست مسلح ہاتھیون کی مستک پر بیٹھے ہین تیر وہ
ہے بیر اہل اسلام کو لگ رہے ہین ہاتھی بیچ بھر رہے ہین ہزارون اہل اسلام ہاتھیون کی ضرب سے
قتل کیے چلے ہین بہت سے دیندار زخمی ہوے ہین اہل اسلام ہٹتے جاتے ہین فیلبان ہاتھیون کو
بڑھاتے چلے ہین اگر جوش شجاعت سے چند بہادر آگے قدم بڑھاتے اُن ہاتھیون سے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہین اُن کی خرطوم تک بھی شمشیر و نیزہ لے جانے نہین پاتے ہین کہ ان

ہاتھیون کی پٹیون کی ضرب سے دو نیم ہو جاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گردتخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے پٹون کی ضرب سے بچاتے بھی ہین ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہوکر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر نہوکر دست دعا بدرگاہ کبریا اٹھاکر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب والے مسبب الاسباب اے معین واماندگان والے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات والے رب مخلوقات تو حاضر و ناظر ہے اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجہپر ظاہر ہے واسطہ تجکو اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ تجکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگارا تجکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیق اللہ کا اسوقت ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قواعددان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام مکرر آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ و خوف ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سوے غبار دیکھا جب دست بادتند سے دامن غبار پارہ پارہ ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو و قوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے ہوے بصد عجلت ادھر آتے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ اُن جوانان تہور شعار و شاہزادگان نامی و نامور نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا پاکر بے اختیار ہر ایک نے نعرہ کرکے اُن فیلان جنگی و قواعددان کے پس پشت جاکے سب نے تلوارین نیامون سے کھینچکر فیلون کے پانون قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پانون پر جس دلاور نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پانون مثل خیار ترکٹ گیا اُن انیس بہادرون نے پہلی ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پانون قلم کیے وہ ہاتھی پا بریدہ خاک پر گرے فیلبانون کو بھی اُن کے تہ تیغ کیا فیلان پا بریدہ مذکور چنگھاڑ کے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر ہاتھیون کی خرطوم کو بچالاکی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پانون بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبان اُن کے ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوے ہنگام جنگ اُن کو تہ تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اہل اسلام خوش ہوے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے فرزند ار دست راستی ہین اور کچھ دست چپی ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر دل مین کہا کہ ہمارا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خداوند عالم نے ان شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کرکے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پانون اور سونڈین قلم کی ہین فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھاتے ہین فیلون کو روکے ہوے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کرتے بے اختیار ایک سمت صحرا کے

بھاگے جاتے ہین اوسان اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہین ہین بھاگے ہوے چلے جاتے ہین
ہر چند فیلبان اُن ہاتھیون کو روکتے ہین مگر وہ نہین رُکتے ہین یہ حالت اُن فیلون کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازون کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہین بڑھتے ہین ان کو تیر مارو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہوکر انھین ہاتھیون کی طرف بھاگین تیراندازون نے حکم کی تعمیل کی مینہ تیرون کا اُن
ہاتھیون پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار بھی تیر لگے وہ زخمی ہوکر منھ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف اور
ہاتھی بھاگے ہوے گئے اُسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازون سے اس جانب سے
تیر لگاکر ہاتھیون کو زخمی کرکے منھ اُن کا سوے صحرا جدھر لشکر اسلام نہ تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور نے پس پشت سے ہاتھیون کے پانون فیلان جنگی کے قلم کیے اور سونڈین اُنکی
بجالاکی روبرو اُن کے آگے قلم کین تھوڑی دیر مین صدہا ہاتھی اسی طور سے قتل و زخمی ہوے
اور بھاگنا شروع کیا آخرکار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی متحمل باران تیر کے نہوکر بھاگے میدان ہاتھیون
سے اس طرف خالی ہوگیا کوئی ہاتھی نرہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہان سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کہ جہان جنگ عظیم ہورہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی اپنے پٹون سے
مردان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوے اثناے راہ مین اُن شاہزادون سے ملے شاہزادگان
ممدوح نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ نے خوش ہوکے جواب سلام دیا بعدہٗ فرمایا کہ اسوقت آپ
سب صاحبون نے یہان آکر فیلان جنگی سے جان بچائی ہزارون کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کرچکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر مین ہم سب کو بھی اپنے پٹون کی ضرب سے قتل کرتے ہم مین سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہان سے چلنا ضرور ہے ہم تو پسپا ہوکے یہانتک
آئے تھے یہ فرماکے ہمراہ اُن شاہزادگان موصوف کے چلے بعد قطع راہ اس جگہ پہونچے جہان تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام بجمعیت سپاہ شریک جنگ ہوے اسی اثناے مین مقبول بن مقبل
دس ہزار تیراندازون کی جمعیت سے آکر شریک جنگ ہوا اس کے حکم سے تیراندازون نے یکبارگی
دس ہزار تیر اُن فیلان جنگی اور کفار پر لگاے صدہا کفار تیر کھاکر ہلاک ہوے ہزارون کافران نابکار
زخمی ہوے فیلان مذکور بھی زخمی ہوکر چنگھاڑے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیون کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیون کی پشت پر جاکر پانون اُن کے قلم کیے اکثر ہاتھیون کی سونڈین
مانند خیار تر کے تلوارون سے کاٹین فیلان کوہ پیکر زمین پر گرکے چنگھاڑے خرطوم بریدہ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا یا تو قبل اس کے کفار نابکار بڑھتے آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے یا اب اہل اسلام نے فیلان جنگی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
خوش ہوکر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا ابقاپرست و سارق بن ابقاپرست پسپا
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیراندازون کے پھر بار بار دونون لشکرون
کفار پر مینہ تیرون کا برسانا شروع کیا کافران نابکار نشانہ ہاے تیر ہوکر راہی دار البوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ ہرد و لشکر اہل اسلام نے اُن فیلان قواعد دان کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگ جانے کے سبب سے فی الجملہ مطمئن اور شادمان ہوکر
اُن کے خوف سے اور اُن کے شر سے نجات پاکر دلیرانہ بڑھ بڑھکر کافرون کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے ہاتھی فیلان جنگی پر بان اور گولے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان مثل سکندر بر رستم خرو شاہزادۂ شہریار عالی وقار و شاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ نے جو شاہزادہ طیمور شیر پرور کی ہمراہی سے ادھر آئے تھے انھون نے بھی پے در پے
حملہائے دلیرانہ و غیرانہ کرکے چن چن کے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کرکے کافرون کو تہ تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت و بہادری دکھائی بعض بعض اُن مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا فراوزناق
و نقابداران سبزپوش و سواران سپاہ عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہوکر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر و نیزہ و شمشیر و گرز قتل کرنے لگے
لاش پر لاش کافران نابکار کی گرانے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کفار کو شیرانہ بضرب شمشیر آبدار قتل کرتے اور نعرہ ہاے کوہ شگاف بھرتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت ساریق بن بقا پہونچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوکر سخنگان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ من حالا چہ
تدبیر کنم اُس نے کہا کہ اب تدبیر گریز کیجیے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بھڑتے آگئے
ہین تلوار ہاتھ مین علم ہی لہو سے رنگین ہو رہے ہے آثار قہر و غضب بکثرت آشکار ہین ساریق
بن بقا نے سخنگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ یکایک صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا ساریق بن بقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگے بدحواس ہوگیا
گھبرا کر یمین و یسار اپنے معین و مددگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اُڑ گیا
کثرت مردان سپاہ سے راہ گریز نہ پاکر مجبور ہو گیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے عنقریب اُسکے
پہونچکر ہاتھ اپنا اُس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ بھرکے تخت زرین سے اسے اٹھا لیا خواجہ طیفور
گردیا کہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر کمر سخنگان مین ہاتھ ڈال کر جبرے پر سے
اُس کو اٹھا لیا اور صاحبقران نے ساریق بن بقا کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سخنگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھے کہ پنجہ ہاے
شیران مین آگئے اب زندگی دشوار ہی ضرور قتل کیے جائین گے کسی طرح جانبر نہون گے ابھی
نابکاران مذکور زندگی سے اپنی مایوس و ناامید تھے کہ صاحبقران نے ساریق بن بقا کو چرخ
دے کر زمین پر آہستہ پٹکا خواجہ نے حباب بیہوشی مار کر اُس کو بیہوش کرکے اُس ہنگامہ گیرودار مین
ایک ہاتھ سے بعجلت نذر زنبیل کیا پھر اسی طور سے سخنگان کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا
صاحبقران موصوف لڑتے ہوے آگے بڑھے جس طرف حمائل خان بن شمائل بن جمائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر چلہ کمان مین رکھ رکھکر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ و سواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خدا پرستون پر فتحیاب ہو مین تمکو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمہارے
حوصلے و تمنا سے زیادہ ہوگا زر سفید و سرخ سے ڈھالین تمہاری بھر دونگا علاوہ اس کے

خلعت زرین دونگا اس لڑائی کو مردانہ و دلیرانہ فتح کرو جہان تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرکے میدان جنگ سے اُن کو بھگا دو خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب انکا لوٹ لو جسنے لوٹ کا اسباب و مال تمکو دیا اے بہادرو جان اپنی لڑائی مین لڑا دو دیکھو صاحبقران وہ لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین دلیرانہ ان پر حملہ کرو تم سب گھیر کر ان کو قتل کر ڈالو جب تک یہ قتل نہونگے فوج اہل اسلام کو شکست نہوگی یہ لڑائی فتح نہوگی سرداران سپاہ اور سواران رو سیاہ اُسکے لالچ دینے سے سوے صاحبقران موصوف سخت حملہ کرکے بڑھے اور اُس ہنگامہ مین صاحبقران نے کچھ تقریر حمائل خان بے دین کی سُنی سخت غصہ آیا اکثر کو بہت سے کافرون کو قتل کرکے قریب اُس کے فیل کے اپنے تئین پہونچا کر اپنے مرکب کو اُس کے ہودہ فیل تک اسطرح اُڑایا کہ مرکب نے دونون پاؤن اپنے سر فیل پر رکھدیے فیلبان نے ارادہ تلوار لگانے کا کیا فی الفور صاحبقران نے اسپر شمشیر آبدار ایسی لگائی کہ وہ فیلبان دو ہو کر خاک پر گرا بلکہ سر فیل بھی زخمی ہوا لیکن مرکب کے جست کرنے سے اور فیلبان پر تلوار لگنے سے خود سر صاحبقران سر سے ہٹ گیا تھا اسی حالت مین حمائل خان نے تلوار سر صاحبقران پر لگائی تلوار سر پر پڑی دو انگل سر مین در آئی تھی کہ صاحبقران نے دستانہ مارا تلوار اُس کی سر سے نکل گئی صاحبقران زخمی ہوکر مع مرکب بالاے زمین آئے مگر گھوڑے سے نہین گرے مرکب پر سوار رہے ایسی صورت مین جلد صاحبقران نے رومال سے زخم سر کو باندھ کر ایسی تلوار پاے فیل پر لگائی کہ پاؤن اُس کا مانند خیار تر کے قلم ہوا ہاتھی سنبھل نہ سکا پاؤن کے کٹ جانے سے زمین پر گرا صاحبقران نے ارادہ اُس کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھانے کا کیا تھا کہ حمائل خان نے پھر تلوار لگائی صاحبقران نے تلوار اُس کی بند دست پر ہاتھ ڈالکر چھین لی پھر اُس کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور دوسرے راوی نے صحیح طور سے یون کہا ہے کہ جب صاحبقران نے ساریق بن بقا کو اُس کے تخت پر سے اٹھا کر اپنے سر سے ایک ہاتھ پر بلند کیا ساریق بن بقا بہت گھبرایا از حد غمگین ہوا زندگی سے اپنے ناامید ہو کر چلایا کہ یارو مدد کرو میری دست صاحبقران سے مجھے بچاؤ اور اے حمائل خان اسوقت تم میری حمایت کرو اس بندۂ بے ادب نے مجھے اٹھا لیا ہے جلد اس کے ہاتھ سے مجھے چھڑاؤ چونکہ نزدیک حمائل کے ساریق بن بقا تھا حمائل خان نے اپنے خداوند کی تقریر سنکے نعرہ کرکے کہا کہ اے صاحبقران غضب کیا ہے کہ خداوند کے ساتھ ایسی بے ادبی کی کچھ خیال اُنکے قہر و غضب کا نہ کیا دیکھو تو اس بے ادبی و گستاخی کرنے کی کیسی سزا دیتا ہون یہ کہکر فیلبان سے اُدھر ہاتھی اپنا بڑھوایا ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین رکھکر سینہ صاحبقران کو تاک کر ارادہ تیر لگانے کا کیا ادھر صاحبقران نے ساریق بن بقا کو سپر قرار دے کر اُس پر تیر کا روکنا چاہا حمائل خان تیر لگانے سے باز رہا کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنے خداوند کے چھاتی پر تیر کا لگانا مناسب نہ جان کر تیر نہ لگایا صاحبقران نے چالاکی و ہوشیاری سے اُس کے فیل کے پاؤن کو قلم کیا ہاتھی اُس کا منہ کے بھل گرا فیلبان نے سنبھل کر قصد تلوار لگانے کا کیا صاحبقران نے مہلت اُس کو تلوار لگانے کی نہ دے کر اپنے ہاتھ سے ایسی تلوار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوا پھر حمائل خان کی طرف کہ وہ تا ایکایکی سنبھل کر بیٹھا تھا توجہ کرکے کہا کہ اے حمائل خان تم اپنے خداوند

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ ان کی حمایت کرو اور اپنی بھی خیر چاہو فکر اپنی جانبری کی کرو یہ سنکے اُس نے شمشیر آبدار لگائی صاحبقران نے ساریق بن بقا کے اوپر اُس کی تلوار کو روکنا چاہا بجائے سپر ساریق بن بقا کو اپنے سر کی پناہ کیا حمائل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر صاحبقران نے بائین ہاتھ مین تلوار کو بھی لے کر دہنے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دست پر ہاتھ ڈال کر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالائے زمین ڈال کر کمر کی زنجیر مین اُس کے ہاتھ ڈال کر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اُٹھالیا پھر ساریق بن بقا کو چرخ دے کر زمین پر پٹکا خواجہ طیفور گردیلے نے جلد اُس کو حلقہاے کمند مین اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے لیجا کر قید کیا بعدہٗ خواجہ نے سختگان کو قتل کرکے چھرے پر سے اُس کو اُٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا فرامرز ثانی نے سپہ سالار حمائل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھالیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طور سے اٹھایا اسی طرح جملہ شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اُٹھالیا اس اثنا مین صاحبقران و سکندر رستم خو نے ساریق بن بقا و کوکب انجم حصاری کو بالاے سر چرخ دے کر ارادہ زمین پر پٹک دینے کا کیا اُسوقت وہ دونون امان طلب ہوے مردان سپاہ ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہون کو دست اعدا پر بلند دیکھکر بیدل ہو کر امان چاہی اور چادرین ہلائین ہزارون کفار جنگاہ سے بھاگ گئے جب شور الامان بلند ہوا اور کوکب انجم حصاری اور حمائل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دی جائے گی حمائل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے اُس کو زمین پر پٹکا عیارون حلقہاے کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اسوقت ہمکو چھوڑ دیجیے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آکر جواب اس کا دینگے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت رہائی لے کر اُس کو چھوڑ دیا بالاے زمین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہو کر صاحبقران سے کہا کہ ہمارے خداوند ساریق اور سختگان کو بھی رہا کر دیجیے آج شب کو ہم مع خداوند ساریق کے آپ کے پاس آئینگے جو کچھ آپ فرمائینگے اُسے بجا لائینگے صاحبقران نے عیارون سے ساریق کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہین خبردار سرکشی نکرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام مین آنا اور اگر تو نہ آئے گا اور جہان بھاگ کر جائے گا ہم بھی مانند تیری قضا کے وہین پہونچینگے اُس نے کہا کہ ہم نہ بھاگینگے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہو کر سوئے سختگان دیکھکر کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجیے امیر یا توقیر نے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اُسکو امیر کشورگیر کے ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا کے نہ آئے گا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالونگا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے مین پھر کفار نے امان چاہی صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی اُنھون نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کرینگے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کرینگے یہ سنکے صاحبقران نے نقارۂ امان بجوایا ہر ایک اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع ساریق بن لقا اور سنگان و سپاہ
باقی ماندہ خود و نیز سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی تھی جانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہوا
ادھر شاہزادگان موصوف و فرامرز تاتاری نے جن سرداروں کو مرکبوں سے اٹھا کر اپنے ہاتھ پر اونچا کیا تھا اُن کو
پٹخ دیا وہ طالب امان ہوئے ان سے بھی سب نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کروگے تو تمکو امان
دیجائے گی انھون نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا فرامرز تاتاری اور ان
سترہ اٹھارہ شاہزادون نے اُن سرداروں کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے فرامرز تاتاری
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون امیر باتوقیر نے کہا اے فرامرز تاتاری
آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تمسے کچھ باتین کرنا اور پوچھنا منظور ہین اُس نے آنے کا اقرار کیا پھر
مع اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غراق آہن کلاہ اپنے فرودگاہ لشکر
لشکر پر گیا ادھر صاحبقران مظفر و منصور ہو کر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکر گاہ مع تمامی
سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل
بارگاہ ہو چکے تو ملازمون کو طلب فرماکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم مین جسقدر سوار کام
آئے ہین اُن دیندار و غازیان و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد
اُن کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگاہ سے لاشون کو اٹھا کر ایک جگہ عمیق دور تک کھدوا کر غسل و
کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھ کر اسی غار عمیق مین سب کو دفن کیا گو یا گنج شہیدان بنایا اسی طرح حکم
عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و فرامرز تاتاری سے ملازمون نے اپنے
لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے
لشکر کے کشتون کو دفن کیا ہے بمجرد سننے خبر مذکور کے اُس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام
اچھا ہے میت اور کشتون کو میدان جنگ مین پڑا نہین رہنے دیتے ہین غسل و کفن دے کر دفن
کر دیتے ہین لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتون کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی
لقا پرست و ساریق پرست تھے یہ خیال کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے
ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتون کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتون کی بیان
کرو ملازم کاربند ہوئے کفار نے کفار کے لاشون کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعدہٗ کوکب
انجم حصاری کے روبرو جا کر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکرون کے ملازم و سوار
سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے یہ سنکے افسوس کیا اسی طور
سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتون مذکور کے خدمت
صاحبقران مین جا کر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل
ہوئے اور بہت سے زخمی ہین تعداد زخمیون کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر باتوقیر نے بہت
افسوس کر کے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا مین لڑ کر سوئے جنان گئے خداوند عالم ہمارا بھی انجام
بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی باسلام و ایمان جب اُس کی مرضی ہو اٹھائے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ
جو سوار و سردار و سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہین اُن کا علاج کیا جائے پٹیان مرہم کی اُن کے
زخمون پر چڑھائی جائین ملازمون نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و درویش
موصوف کے ملازمون نے بھی بعد دفن کرنے کشتون کے جا کر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کہ ہمنے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی اُنھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوئے ہین اور پچاس ہزار سوار و سردار زخمی ہوے ہین ایاب درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ فصد و جراح حاضر ہون زخمیون کا علاج کرین ملازم کاربند ہوے جراح حاضر ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن ہوجانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر دربار ہوے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ مین گئے پہلے بادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراے بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ نے بھی جواب سلام دے کر نیم قد اٹھ کر تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے سروقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہٗ صاحبقران اپنے دنگل پُر شوکت پر بیٹھے پھر سب اپنی اپنی جگہہ پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ آجکی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوے اور چالیس ہزار سوار و سردار لشکر زخمی ہوے شکر ہے خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ سُنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوے تھے کہ شاہزادگان سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آئے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر یمین و یسار بٹھایا اُن کی شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کارہاے نمایان کیے لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہٗ بہت سے کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم حصاری و سرداران سپاہ ہر دو لشکر کفار کو ہنگام جنگ مرکبون پر سے اور تخت سے اٹھا لیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر رستم خو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کرکے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان نہین کیا ہان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے مگر مجمل طور سے اُنھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو جانب طلسم زلزلہ لایا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے اجازت حاصل کرکے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین ہمین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کرکے اپنے گو کا خورشید زرین قبا کو کہ وہ عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کرکے اُسے بیہوش کرکے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے بخوبی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر مجکو واسطے تمھاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کرکے اس ساحر نابکار کو بیہوش کیا اب اُس کو مار ڈالون گا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمھارا دل چاہے وہان جاؤ یہ سُنکے ہم سب وہان سے چلے اثناے راہ مین سُنا کہ شاہزادہ طیمور شیر پر ورکی قید آدم خوارون مین آئی ہے یہ سُنکے ہمنے بعجلت جاکے دلیرانہ اُن آدمخوارون سے مقابلہ کرکے اُن کو قتل کیا سیکڑون کو

بھگا دیا آخر سردار آدمخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا ہی اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ طیمور شیر پرور کو قید سے رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار مین لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہان کے بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئین تخت پر بٹھایا پھر ہم ہمراہی مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز صحراے سبزہ زار مین شکار آہو ہمراہ طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کباب اُن کے تیار کرا کے کھا رہے تھے کہ یکایک چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوے آئے انھون نے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردہ قاف سے آئے ہین برسواری حضور یہ تخت زرین و جواہر کار لائے ہین سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہی ایک کار ضروری آپ سے درپیش ہی اسی واسطے آپ کو بلایا ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر اُن دیوون کی سُنکے ہم سب کے باب مین کہا کہ اگر تمھارا دل چاہے تو قلعہ ضحاکیہ مین رہو تاوقتیکہ ہم پردہ قاف سے یہان آئین اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر داخل ہو ہمنے قلعہ ضحاکیہ مین رہنا قبول نہ کرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران مین جائینگے انھون نے کہا کہ بہتر ہی پھر انھون نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے اور ہم سبھون سے رخصت ہوکر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھاکر اپنے دوش پر رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہوکر سوے پردہ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمدللہ والمنہ کیا اچھے وقت یہان آکر پہونچے شریک جنگ ہوے ہمنے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکی ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہین دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور جانب پردہ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہی بعد اس آگاہی کے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ صاحبون کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہان آپ سب صاحبون کے آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبون سے ہی یہان تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے ہمسخن ہین لیکن اب حال فرامرز تاتی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر میدان جنگ سے اپنے لشکر مین گیا اور سواران مقتول دفن ہوچکے اور اکل و شرب سے بھی فراغت حاصل ہوچکی اُسوقت اُس نے درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنے کو فرمایا تھا مین نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہی اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤن حال تو میرا اُن پر ظاہر ہوگیا ہی ہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اُٹھاکر مجھے پہچان چکے ہین پھر جو کچھ انھون نے مجھسے باتین کین وہ بھی آپ سن چکے ہین درویش موصوف نے گفتگوے فرامرز تاتی سُنکے کہا اگر صاحبقران نے تمھین بلایا ہی اور تمنے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہی تو جاؤ کچھ اندیشہ نہین ہی یہ سُنکے فرامرز تاتی نے کچھ آہستہ سرگوشی مین پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی مین جواب اُسکا دیا عثمان شاہ و غراق آہن کلاہ و سرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز تاتی نے کیا پوچھا اور درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرضکہ فرامرز تاتی درویش ممدوح سے اجازت لیکر پوشاک نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر کچھ سوارون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا ہرکارون نے خبر آمد فرامرز تاتی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُنھون نے جاکر اُس کا استقبال کیا پھر اُسکو
بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے فرامرز ثانی نے دربار مین آکر بطریق
اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر با توقیر نے بعزت وحرمت
اُس کو دنگل پر موافق اُس کی عزت ورُتبے کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف
نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد گرنے ملکہ کے دریا مین گر کے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ
کے تمنے بھی اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا ہر چند ہمنے ماہی گیرون سے جال دریا مین ڈلوائے
لیکن تمھارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نملا تھا ہمکو سخت تمھارا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہوکر صبر اختیار
کیا تھا اور دل مین اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور گر دیا
کے کرین گے تو ملکہ اور تم دونون اپنے تئین دریا مین ڈالدوگے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری
ملکہ کے نہ بھیجتے اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور گر دیا کے قرار دیتے خیر شکر ہی خدا کا کہ تمکو ہمنے
دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوے بعد ازان یہ لشکر کثیر کس طور
سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان کے بھی حالات سے اطلاع دو
اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے تھے مفصل تمام حالات بیان کرو
تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا
ساتھ خواجہ طیفور گر دیا کے کرنا چاہا اپنے عیار کا رنج و ملال گوارہ کیا اور محافہ واسطے سواری
ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انھین ملازمون سے یہ معلوم ہوا
کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہی کہ عقد و نکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور گر دیا کے کردین یہ امر اسکے
ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھ سے
بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ
سے وہ محافے مین سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشور گیر نے واسطے میری سواری
کے محافہ بھیجا ہی اور اُن ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہی کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور گر دیا کے کر دیا
جائیگا لہذا مجکو اپنا عقد و نکاح ساتھ خواجہ طیفور گر دیا کے کسی طرح منظور نہین ہی مجکو تمسے الفت ہی
اگر اس لشکر مین رہونگی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کر دینگے اُس کے
جواب مین مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین اختیار ہی جس کے ساتھ مناسب جانو
اُس کے ساتھ کرو تمپر جبر نہ کیا جائیگا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہی چلی جاؤ تعمیل حکم کرو
اُن کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے
محافے مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جانا کسی طرح منظور نہین ہی باعث میری بے آبروئی کا
ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہین ہی بلکہ اس حالت خوف تلف عفت وعصمت مین اپنا
زندہ رہنا گوارہ نہین ہی لہذا اگر ہم اپنی جان دین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم
غمگین نہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سُنکے آبدیدہ ہوکے کہا تھا کہ اے ملکہ
یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمھارے بعد زندہ نہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ
خبردار ایسا نہ کرنا میرے بعد اور کسی زن خوب رو سے الفت کر کے زندگی اپنی بآرام وراحت
بسر کرنا لاکبھی کبھی ہمکو بھی یاد کرلینا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ کرنا یہ کہکر روتی ہوئی

اُٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک
جاتی ہون دل گھبراتا ہی وقت گرمی کا ہی کنارے دریا جاکر ہوا سے سرد سے میرے دل کو فرحت
ہوگی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جاکر اپنے تئین دریا
مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہوکر
کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آپ دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا
اُس کے بعد زندہ رہنا گوارہ نہ کیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ
ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتًا یہ معلوم ہوا کہ مجکو کوئی جانور آکے نگل گیا بعد دو ساعت
کے مین نے اپنے تئین ایک باغ ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین
کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کرکے پھر آنکھین بند
کرکے کہا تھا شکر ہی خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطا کار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ
سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجکو ملکہ سے
الفت قلبی ہی اور اُسکی مفارقت گوارہ نکرکے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے
اللہ نے میرے حال پر رحم کرکے ایک حور بھی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہی وہ میرے
پہلو مین لیٹی ہی تاکہ مین خوش ہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر
مذکور کرکے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہشیار ہوکر آنکھین کھول کر مثل میرے
بارہ دری اور باغ پر اور مجپر نظر کرکے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کرکے یہ کہا تھا کہ الحمد للہ بعد
ہمارے مرنے کے خدا نے ہمپر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہی اور جس شخص سے دنیا مین
ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لٹا دیا ہی تاکہ بعد مرگ دل
خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص
بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آکے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ نہ خیال کرو میرے خوف سے
یہ کانپو مین تمہارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت خیال نکرو آنکھین کیون بند کرلی ہین کھولو اُٹھکر بیٹھو مین
تمہارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین ادھر سے ادھر آتا تھا تمکو ڈوبتے
دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آکر تمکو اُگل کر مین
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عمان جادو ہی مین انسان ہون مجھسے
خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان
پاکر اُسکے کہنے سے اُٹھے اُس نے کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اُس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ
سے بارہ دری مین گئے جاکر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھکر خوش ہوئے پھر عمان جادو کا شکریہ ادا کیا
ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہو گیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دے کر کہا کہ اس میوے کو
کھاؤ باغ مین جاکر چشمے سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤن گا یہ کہکر وہ نظر سے
غائب ہو گیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عمان جادو آیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک
لایا ہم دونون کو دیا اسی طرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز
مین نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے
پاس روشنی مین بیٹھے ہو پھر نظر سے غائب ہو جاتے ہو اس کا کیا باعث ہی مفصل بیان کرو پہلے تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہوکر اسطرح اپنا حال بیان کیا کہ در اصل مین بادشاہ شہر عمانیہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا یکایک میرے شہر مین ایک دیو مسمی دیو اسلم کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجکو یاد نہ تھا مین نے شور و غوغائے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُس کے دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادۂ جنگ ہوا ہنگام جنگ و جدال اُس نے مجھپر اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجکو گرفتار کرکے خود بالائے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا مطیع بجبر کرکے اُن پر سے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اس شہر سے چلا جائے اور پھر یہان نہ آئے مجھسے نہ لڑے تو مین تجکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تمسے کبھی نہ لڑونگا اس شہر سے چلا جاؤنگا اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جاکر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند در چند سحر یاد کر چکا تو کچھ فوج جمع کرکے حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر و فا نکرکے اُس سے آمادۂ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعہ سے نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کرکے اُس پر سحر کیا تا دیر یو ہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ ہوکر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی ازلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق تھی اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُس نے دیو اسلم کو کچھ سکھائے تھے مانند بلائے بد آئی اور مجھپر غضبناک ہوکر اُس دیو کو اٹھالے گئی پھر آکر مجھسے لڑی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی مجکو اُس نے پکڑکر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے قلعے مین جاکر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھاکر مجکو طلب کرکے کہا کہ او عمان جادو دل تو یہی چاہتا ہی کہ تجکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی تجھپر آتا ہی کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ابکی مرتبہ مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت ندکھاؤنگا اور نہ کبھی برائے جنگ ادھر آؤنگا تو مین تجکو چھوڑ دون مین نے جان کے خوف سے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا کہ اگر اب کہین تجکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے مین آوارہ و پریشان خاطر ہوکر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ و بارہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آکر کچھ اکل و شرب کرکے سو رہتا ہون جس زمانے مین مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے دروازے کے سامنے میدان مین فروکش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار اسی ویرانے مین فروکش ہین مجکو ازلال جادو سے اسقدر خوف ہی کہ دن کو بصورت اصلی بھی نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا ازلال جادو میرے حال سے آگاہ ہوجائے یہان آکر مجکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہوکر بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کرکے کہا تھا کہ اے عمان جادو ۸۰

تمنے ہمپر احسان کیا ہی اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمھارے احسان کے تمکو تمھارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمھاری کون ہی مین نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہین دختر بادشاہ ہین ان سے مجسے محبت ہی لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہین ہی اُس نے وجہ پوچھی تھی مینے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہین تا وقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہین کرتے نزدیکی اُس سے نہین کرتے ہین یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا پھر وہ ایک روز دو نکاح پڑھنے والون کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کر دیا ہم اُس روز سے بصد عیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری مین رہا کرتے تھے ایک روز مین نے
عمان جادو سے کہا کہ بہت دل چاہتا ہی کہ واسطے شکار آہو کے صحرا مین جائین اگر تمھاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آئین اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا ازلال جادو سے تمھین صدمہ پہونچیگا تم اُس سے
مقابلہ کر نہین سکتے ہو اول تو وہ دیو ہی دوسرے ساحر ہی سوا اس کے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بلاے بے درمان ہی مین نے کہا تھا کہ مین شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ اکثین
اپنے ملازم سوارون کو کہ تعداد مین تخمیناً چار سو یا پانسو ہونگے بالکم کر دیا تھا غرضکہ مین ہمراہ اُن سوارون کے
جانب صحراے سبزہ زار گیا اور صحرا مین شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہین خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکار گاہ مین تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُس کے تعاقب
مین جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ مین ایک صحراے سبزہ زار تھا وہ آہوے
تیر خوردہ اُسی صحرا مین بھاگتا ہوا گیا وہان دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر اُسے گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ یکایک مین بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے پہلے حجت و تکرار ہوئی تھی آخر کار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ مین نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضے مین کیا تھا اس اثناے مین
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش مین وہان آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہی مین وہان سے سوے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اُٹھا کر سوے قلعہ عمانیہ لے گئے تھے ہنوز تھوڑی راہ مین نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان باحال پریشان آئے
مین نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہم سوداگر ہین اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھون روپیہ کا واسطے تجارت کے یہان لاے تھے قافلہ ہمارا صحرا مین
زیر کوہ سے گذرا بالاے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہین اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو جملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کرکے
چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم نالان ہین کہ تہیدست ہوگئے ہین ہمراہی سب مارے گئے ہین
مین نے اُن پر رحم کرکے کہا کہ ہمکو اُن قزاقون کے پاس لے چلو ہم تمھارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دین گے اور اگر وہ ندین گے تو اُن کو قتل کرین گے اُن کو پہلے تو ہمارے قول کا یقین نہ آیا مگر بعدہٗ وہ ہمکو اُسی صحرا مین روبروے کوہ لے گئے وہان جاکر ہمنے دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ ہے اُسمین ہزارہا قزاق ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین یہ دیکھتے ہی ہمنے نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو ان کے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہے کہ مال و اسباب جو کچھ ان کا لوٹا ہے اُن کو واپس دو ورنہ ہم تمکو قتل کرین گے یہ سنکے افسر قزاق کہ نام اُس کا قہور قزاق تھا تمام قزاقون کو اپنے ہمراہ لے کر زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہو کر مع جملہ پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالاے کوہ لے گیا بعد دعوت وضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے ایک طرف روانہ ہوے قہور قزاق نے پیشہ قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کر کے ہمکو اپنا مہمان کیا اے صاحبقران عالی مقام یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین گر کے غائب ہو گئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق ہو جانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور چونکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہو کر آپ سے رخصت ہو کر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین اُنھون نے خیال کیا تھا کہ جب ہم خانہ کعبہ جائین گے تو خواجہ عمرو زنبیل و بانہاے عیاری و اسباب عیاری ندیکھکر پوچھین گے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اُسوقت اگر سچ سچ کہا جائے گا کہ خواجہ طیفور گرفیل نے آپ کی صورت رنگ و روغن سے بنکر عیاری کر کے تمام بانے عیاری کے مع زنبیل ہمسے لے لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہکر بہت ناخوش ہون گے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجا اور کسی سمت چل یہ خیال کر کے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہونچے تھے بالاے کوہ جا کر ارادہ کوہ پر سے اپنے کو گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُن کو ہدایت کی تھی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہے یہان سے فلان جانب جا وہان تجکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر دستیاب ہونگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہو کے کوہ سے اتر کے موافق ارشاد اُن بزرگ کے ایک سمت روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہونچے تھے وہان ایک درویش کامل روشن ضمیر خدا پرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ خضران موصوف نے قریب اُس کے جا کے اُسے سلام کیا تھا اُس نے جواب سلام دے کر کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمھارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جس کو اُنھون نے کہا ہے کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجا لاے گا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلا کے درویش مرجان سرخ مو نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہے جو بڑے صاحب کمال تھے قریب اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دے کر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے پاس آئے کہ جس کے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اُسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُن کے جو کوئی

شخص میرے پاس اس ویرانے مین آیا مین نے حسب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
وٹھیک نہوا آج یہ بندۂ خدا کہ مین اس کے حالات سے خوب آگاہ ہون آیا ہی اس کو بھی حسب دستور قدیم
یہ جامہ پہناؤن گا چاہتا ہون کہ پہلے اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمھارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکے ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہوا سب مرید اپنی بد قسمتی سے افسوس کنان ہوے بعد اُن مریدون کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران بن عمرو کو پہنایا بالطاف خدا سے اُن کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے مسکرا کر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہی کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین ہی یہ
جامہ میرے مرشد کا ہی اُنھون نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طور سے ہفتاد و فقرا تک اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہی یہان تک کہ مجھسے تم تک پہونچا ہی خاص تمھارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر کرو خدا کا کہ ایسی بے مثل شئے دستیاب ہوئی ہی خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اے درویش مرجان سرخ مو تمنے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہین لیکن
میری سمجھ مین نہ آیا کہ باعث اسقدر اس کی تعریف کا کیا ہی درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ مین نے تعریف کی ہی زیادہ نہین کی ہی بلکہ کم کی ہی فقیر خدا پرست ہی جھوٹ نہین بولتا ہی
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہی ذرا یہ جامہ اُتار کر مجکو دے تو ابھی اس کی خوبی تجھپر ظاہر کرون خواجہ نے وہ
جامہ اتار کر اُس درویش کو دیا اُس نے پہن کر اُسی جامے کی جیب مین ہاتھ ڈال کر پہلے ایک اکہ
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ اکہ ہی کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھ کر اپنے حریف سے لڑے گا تو کبھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو اُسپر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہوگا تو زیر بھی نہوگا
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہی کہ اگر اس کو حکم کرون تو دو چار ہزار آدمیون کے
بیٹھنے کی اس مین گنجایش ہو جائے جب حکم کرون یہ بلند ہو کر جہان چاہون یہ منڈھی مجھے لیجائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی مین بیٹھے اُس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے ہر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طور سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہون تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب مین ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمھارے ہاتھ مین آجاے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب مین رکھوگے غائب ہو جائے گی وقت ضرورت اگر اُسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ مین آجائے گی کہان تک اس کی اشیاے نادر تمکو نکال کر دکھاؤن
اور اس کی تعریف کرون یہ کہکر وہ جامہ اتار کر پھر خواجہ خضران کو دیدیا تھا خواجہ خضران
اُس درویش کے مرنے کے بعد اُن چالیسون مریدون مین سے ایک مرید کو اُن سب مریدون کا
افسر کر کے رنگ و روغن عیاری سے صورت اپنی تبدیل کر کے اُسی منڈھی مین بیٹھکر زمین سے
بلند ہو کر اس ویرانے سے چلے تھے مین نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقا اُس کے لاشے کو
لے کر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے جب وہ قلعے مین پہونچے تو اُس کے باپ نے یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ وزاری کر کے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہی
رفقاے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان فرامرز ثانی آیا تھا اُس نے اس آپ کے فرزند کو
قتل کیا ہی یہ سنکے دیو اسلم نالہ کنان ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہٗ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکم سے تھا دفن کرکے یا جلا کے یا دریا مین بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو فلان صحرا مین جو باغ ہے اُس مین ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کرکے اُس نے ایک سردار مسمی صمصام تیغزن کو چند ہزار
سوارون کی جمعیت سے مع ایک شاگرد ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جاکر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھکر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکلکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری مین کچھ اُس سے کم نہ تھا ادھر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر عمانیہ اُس ساحرہ سے لڑ رہا تھا اُدھر ملکہ یعنی میری زوجہ باغ مین پریشان و بدحواس تھی کہ
مین قہور راہزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقون کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیر کوہ مذکور سے
عین وقت جنگ پر پہونچا صمصام تیغزن نے مجھسے مقابلہ کیا مین نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا بعدہٗ
اُس کو مسلمان کرکے چھوڑ دیا تمام مردمان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوے اس عرصے مین اتفاقاً
وہ ساحرہ سحر مین عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے سوزن اس کی زبان مین
دے کے اُس نے ہمکو اور صمصام تیغزن اور قہور تیغزن کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کیا پھر
ملکہ اور تمامی مردمان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کا کرکے ہم چارون اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈالکر
سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو اسلم و ازلال جادو کے پاس جاکر تمام حال جنگ
بیان کرکے ہم چارون کو دکھا کر کہا کہ مین ان کو گرفتار کرلائی ہون اور ساٹھ ہزار سوارون کو اپنے
سحر سے پتھر کا کرآئی ہون ازلال جادو نے اُس سے خوش ہوکر کہا کہ تو نے کار نمایان کیا اب مین
ان چارون کو قتل کرتی ہون چونکہ وہ ساحرہ اثناے راہ مین مجھپر مائل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجیے بعد ایام عزاے شاہزادہ دیو سلیم ان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کی راے
کو پسند کرکے کہا کہ ان چارون مجرمون کو زندان مین لے جاکر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیون کی نگہبانی کرنا تا وقتیکہ مین ان کو قتل کرون وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی استانی کے زندان مین لے گئی تھی پابزنجیر سب کو کیا اکثر زندان مین آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی مین اُس کے وصل سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزاے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چارون قیدیون کو زندان سے لے آ تا کہ اُن کو قتل کرون اپنے
فرزند کے قاتلون اور دشمنون کو تہ تیغ کرون اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے مین تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات نازیبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت صدمہ
ہوا اُسی عالم صدمہ مین سوے زندان جاکر داروغہ و جملہ نگہبانون پر پوشیدہ ہوکر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہوگئے پھر وہ ساحرہ زندان مین آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو مین تمہاری دشمن
تھی تمکو اسیر کرکے لائی تھی اب تمہاری دوست ہون اور تمہاری شریک ہون ازلال جادو
کی دشمن جان ہون اس زندان سے نکلو چلو مین تمکو تمہارے باغ مین پہونچا دون یہ کہکر زنجیر وغیرہ
صمصام تیغزن و قہور صف شکن کے تن سے دور کرکے ہم چارون کو قید سے رہا کرکے
بہت عذر و معذرت کرکے ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جاکر تخت سحر کو نیچے
اُتارا ہم اور وہ ساحرہ وغیرہ تخت سحر سے اُترے ساحرہ مذکورہ نے اُن ساٹھ ہزار سوارون اور

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آئے پھر ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوے ملکہ سے ملے یہ خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ نے اُن قیدیون کو رہا کیا اور خود اُن کی شریک ہو گئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار ہو کر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو لیکر مع تمامی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اُس کی شاگردہ ساحرہ نے در باغ پر آکر پکار کر کہا کہ او عمان جادو ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اُسی ساحرہ نے جو ہمراہ آئی ہوئی تھی اُس ساحرہ سے سحر و ساحری مین مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اُس ساحرہ کو اس ساحرہ نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوے ازلال جادو جو دور سے بالاے تخت سحر بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھکر غضبناک ہو کر بزور سحر اژدر آتشین بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اُسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ بروے ہوا ایک درویش ایک منڈھی مین بیٹھے ہوے ظاہر ہوے انھون نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ او ساحرہ کیا کرتی ہے ٹھہر ٹھہر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدر تھی اُس درویش کی آواز سنکے ٹھہری اتنے مین وہ درویش بلندی سے بروے زمین آئے فی الفور انھون نے اپنی جیب سے ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینہ کے معائنہ سے بصورت اصلی ہو کر سحر بھول گئی اسی حالت مین درویش موصوف نے کہ خواجہ خضران بن عمرو تھے منڈھی سے نکل کر اُس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی ہمنے قتل کرکے فتحیاب ہو کے قلعہ عمانیہ مین جاکے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عمانیہ سے ہمراہی عمان شاہ و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زلزلہ کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا بجز میرے سب سے اپنے تئین پوشیدہ رکھا سوا میرے ابتک کوئی میرے لشکر مین یہ نہین جانتا کہ درویش آفتاب صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہین غرضکہ جب ہم روانہ ہوے قلعہ عمانیہ سے اثناے راہ مین صمصام تیغزن کو زخمی کرکے اسفندیار کجکلاہ نے کہ سردار سپاہ غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ کا تھا اُنا لہ بارگاہ کا چھین لیا تھا جب یہ خبر ہمکو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخر کار اسفندیار کجکلاہ اور بہران ببر سوار دونون سرداران سپاہ کو اُس کے ہمنے بقوت بازو زیر کیا وہ سردار مذکور اب تک ہمارے ہمراہ ہین پھر غراق شاہ بھی مسلمان ہو کر ہمارے ہمراہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے ہوا اثناے راہ مین ایک ناقہ سوار فرستادہ شاہ نقش بین بادشاہ شہر نقش بین سے ملاقات ہوئی اُسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش بین نے درویش آفتاب صورت کو نامہ لکھا ہے اور بعجز و انکسار اسواسطے طلب کیا ہے کہ اُس کے شہر مین جو پہاڑ ہے اُس پر ایک اژدہا کلان کہین سے آکر مسکن گزین ہوا ہے وہ مردمان شہر کو اذیت رسان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نامہ لایا ہے وزیر اعظم بادشاہ شہر نقش بین کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر بلاے اژدر آتش فشان میرے شہر سے دفع ہو جائے گی تو مین بصدق دل مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جاؤنگا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی دستور معظم مذکور سے معلوم ہوے درویش نے اقرار چلنے کا کیا پھر ہمراہ اُس وزیر کے درویش موصوف مع سپاہ مذکور اور سرداران مسطور کے اُسی شہر کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر اُس

اژدرہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ نقش بن حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغزن مع تین لاکھ سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا ہنگام کشتی آپ نے نقاب میرے چہرے سے اُٹھاکر مجکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکہ جو درویش مرجان سرخ مو سے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندھ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زبر نہون اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایساہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا صاحبقران نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان سرخ مو ایسا ملگیا کہ جو مثل زنبیل خواجہ طیفور گر دیلا کے ہے اور ہم تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہمسے خفا و ناخوش ہین تو ہم جاکر اُن کو منا کر لے آتے ہین یہ فرما کر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب در بارگاہ پر لائے صاحبقران دربار سے اُٹھکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب لشکر عمان شاہ روانہ ہوے دلسوز نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف واسطے آپ کی دید کے و نیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ اُن کا یہی کہ آپ سے مل کر آپ کو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہوکر مع عمان شاہ و غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ و ببران ببر سوار و اسفندیار کجکلاہ و قہور تیغزن و صمصام صف شکن و صارف تیغزن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت سرداروں اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر براے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی اُن کے استقبال کے واسطے جاتے ہین اثناے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت پہونچے صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو ے نامدار ہم آپ کے لینے کو آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہمنے کیا آپ کے پاس خود آئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین چلیے نادانستہ بابت ملکہ اور فرامرز ثانی کے جو ہمسے وقوع مین آیا ہی اُس صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو یعنی اُن کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ خضران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران بن عمرو کو بٹھایا اور اُن کے ہمراہیون کو علے قدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور گردیلا نے بزرگ اپنا جان کر خواجہ خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہٗ عذر خواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے ہی تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ براے خبر رسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب انجم حصاری حسب وعدہ مع ساریق بن بقا و سنگکان اور اُن انتالیس سرداران سپاہ کے جن کو نقابداران طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھاکر دیوانہ و شیفتہ کر کے اسیر کر کے داخل زندان کیا تھا

اس طرف آتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر ہرکارون سے سُنکے پایاے بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران
عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا
شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت وحرمت
بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے کسے دل مین خیال کیا
کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو
اشارہ کیا وہ بعزت وحرمت بیٹھا ساریق بن بقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سنگتگان نے ساریق کو
سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام مین جاکر دربار مین داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہی کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہین اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا
پس موافق راے سنگتگان کے ساریق بن بقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول
راوی دیگر سلام کسی کو نہین کیا غرض بہر طور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن بقا موافق
اپنے رتبے کے بیٹھا سنگتگان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ مین تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہون خواجہ طیفور کر دیا دخواجہ خضران بن عمرو کا فرمانبردار
ہون بدل مسلمان ہون خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتون پر منھ بادشاہ لشکر اہل اسلام
کی طرف سے پھیر کر مسکرائے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغ گو ہی صاحبقران نے بایماے بادشاہ
اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھا پھر وہ انتالیسون
سردار لشکر صاحبقران کے باادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار
مین اپنے اپنے دنگل پر ہر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو اُن سردارون کے رہا ہوکر آنے سے
خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم
فی الفور جاکر اُس کو دربار مین لاے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر
کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو
طوق و سلاسل مین گرفتار ہمسے دیکھا نہین جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آگیا ہی
حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہی ہمکو یہ منظور نہین کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان
کی اسیری سے ملول ہو ملازمون نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت وحرمت دربار مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سنگتگان و ساریق بن بقا سے
مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و ہمیشگی
و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے
حمائل خان شور شعار و اے ساریق بن بقا و اے سنگتگان آگاہ ہو کہ لائق حمد و ثنا ذات
خدا ہی سزاوار حمد پروردگار ہی ہی اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہی بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ
نہین ہی سجدۂ معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہی کہ جسکو کبھی زوال نہین ہی ہمیشہ سے ہی
اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہی وہ حادث نہین ہی طفلی اور جوانی و ضعیفی جسطرح کہ واسطے

انسان وحیوان کے ہی اُس کے واسطے نہین ہی ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہی اور مدام بدستور
مرقوم رہے گا تغیر اُس کے واسطے نہین ہی اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی
وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ہی نہ اُس کا کوئی بیٹا ہی نہ وہ مل کر کسی شے سے بنا ہی نہ وہ جسم رکھتا ہی صرف نور ہی ہی
دیکھنے مین نہ وہ کبھی کسی کے آیا ہی نہ آئے گا حضرت موسی علیہ السلام کی امت نے حضرت موسی سے کہا تھا
کہ تم اپنے خدا کو ہمین دکھاؤ دیکھین وہ کیسا ہی اور اگر تم اپنے خدا کو ہمین نہ دکھاؤ گے تو پھر ہم گوسالہ
پرستی بدستور کرین گے ہم اُس کو دیکھتے بھی تھے وہ بولتی بھی تھی باتین بھی کرتی تھی حضرت موسی نے اُن کو
جواب دیا کہ تم اپنے اس ارادہ سے باز آؤ تمناے دید خداوند عالم وعالمیان نکرو وہ تمھارے دیکھنے مین
نہ آئے گا نہ تم اُس کو دیکھ سکو گے اُنھون نے نمانا آخرکار جناب موسی علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر
عرض کیا کہ پروردگارا میری امت کے مردمان جاہل تجکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہین ہر چند
مین نے اُن کو سمجھایا کہ اس تمنا وارادہ سے باز آؤ مگر وہ ایسے جاہل اور سخن ناشنو ہین کہ نہین مانتے ہین
یہ کہتے ہین کہ اے موسی تم اپنے خدا کو ہمین دکھاؤ دیکھین وہ کیسا ہی پروردگارا تو عالم و دانا ہی کہ
مین نے بہت اُن کو اس باب مین فہمائش کی لیکن وہ ہرگز نہین مانتے ہین میرے ہمراہ سب آئے ہین
تیرے دیکھنے کے مشتاق ہین اُسوقت جانب خدا سے آواز آئی کہ اے موسی کہد و کہ تم اپنے معبود حقیقی
کو دیکھ نہ سکو گے سوا تمھارے کوئی بھی نہ دیکھے گا پھر حضرت موسی نے موافق حکم خدا کے اپنی امت
کے مردمان کو دید خدا سے باز رہنے کو فرمایا اُنھون نے کہا کہ اے موسی اگر تم اپنے خدا کو نہین دکھاؤ گے
تو ہم گوسالہ پرستی کرین گے وہ اپنا دیدار دکھاتا ہی باتین کرتا ہی یہ قصہ طویل ہی خداوند عالم نے قرآن مین
اس قصے کو ذکر بھی فرمایا ہی مختصر یہ کہ آخرکار برق چمکی حضرت موسی کو غش آگیا کوہ طور جل گیا وہ لوگ
بھی جو خدا کے دیکھنے پر مصر تھے جل کر خاک ہوگئے اُس نور مین اختلاف کیا ہی بعض علما کا قول ہی کہ وہ
نور محمدی تھا جو مانند برق چمکا تھا بعض کا یہ خیال ہی کہ وہ نور کسی کروبی کا تھا نہ کہ جلوۂ چہرۂ پر نور خدا
تھا کیونکہ وہ جسم وجسمانیت سے پاک ومنزہ ہی غرضکہ حضرت موسی کو ہوش آیا کوہ طور کو اور اُن جلا کو
جلا ہوا پایا جب حضرت موسی تاب نظارہ نور مذکور جو مانند برق کے چمکا تھا نہ لا سکے بیہوش ہوگئے تو
اور کوئی کب خدا کو دیکھ سکیگا جاننا چاہیے کہ خدا وحدہ لاشریک ہی صفاتیہ ثبوتیہ اُس کے یہ آٹھ ہین نظم

آٹھ ثابت صفات ہین اُس کی
جانے سب بھید اور پہچانے
سب کا خالق ہی سب جگہ حاضر
ہی ہمیشہ سے اور رہے گا سدا
بیٹا بیٹی نہ اُس کے مان ہی نہ باپ

زندہ ہی موت اُسے نہین ہی کبھی
بولے قدرت سے اور وہ بات کرے
سب کے اعمال اُس پہ ہین ظاہر
یہ کہے جو بیان صفات اُس کے
ہی نرنکار سب سے آپ ہی آپ

سب پہ قادر ہی سب کے تئین جانے
سنے اور دیکھے اپنی قدرت سے
سچا ہی اور آپ ہی سچا
سبھی جانو ہین عین ذات اُس
اور یہ آٹھ صفتین اُس کی وہ ہین

جو لائق اُس کی ذات کے نہین ہین انھین کو صفات سلبیہ کہتے ہین نظم

ذات اُس کی کوئی نہین پاے
سب کا خالق ہی بندے سب اُس کے
نہین وہ جسم اور نہین محتاج
اُس نے پیدا کیا ہی ہم سب کو
چھ طرف ہی مکان نہ جان اُس کا

دیکھنے مین نہ یان نہ وان آئے
نہ کسی چیز مین سمائے وہ
پہلے جیسا تھا ویسا ہے وہ آج
نہ برائی وہ چاہے اے خوشخو
نا مکمل ہی نہین مکان اُس کا

نہ وہ مل کر بنا کسی شے سے
نہ کہین جاے اور نہ آئے وہ
نہین وہ رنگ اور نہین وہ بو
نہ برا فعل بھاتا ہی اُس کو
نہین ہین یہ صفات لائق شان

	ہم ہین بندون ہین اور وہ سبحان ہ	

خداوند عالم وعالمیان عادل ہی ظالم نہین ہی عدل وانصاف کرتا ہی ظلم کسی پر نہین کرتا ہی جو خدا کو عادل نجانے وہ دوزخی ہی اور گمراہ ہی اللہ وعدہ جھوٹ اور خلاف نہین کرتا ہی کسی پر ظلم وستم نہین کرتا ہی کفرو کافری سے کسی کی راضی نہین ہی ذات اُس کی مدام ظلم سے پاک ہی اور ظالم کرنے والون پر لعنت اُس کی ہمیشہ ہی نہ وہ ہمسے برے افعال کرانا چاہتا ہی نہ بری باتین ہمسے کراتا ہی نہ کسی اپنی مخلوق سے افعال بد کراتا ہی نہ کسی کو وہ گمراہ کرتا ہی مخلوقات خدا کو اُنپے افعال کے کرنے پر مجبوری نہین ہی اُسنے اپنی مخلوقات کو علے قدر مراتب انسان وحیوان کو عقل وفہم وشعور وسمجھ دی ہی اور واسطے ہدایت کرنے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقولے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبرون کو دنیا مین بھیجا ہی کہ وہ انسان وجن وغیرہ کو ہدایت کرین راہ راست دکھائین جیسا کہ اس نظم سے ظاہر ہی کہ۔ نظم۔

اور عادل ہی وہ کرے انصاف	کام اُس کا نہین ہی جھوٹ خلاف	نہ کسی ذات پر ستم وہ کرے
نہین راضی وہ کفرو کافر سے	ظلم سے پاک ذات ہی وہ مدام	کرے لعنت وہ ظالمون پہ تمام
نہ بدی پر ہماری اُس کی چاہ	نہ کسی کو کبھی کرے گمراہ۔	اپنے فعلون پہ ہم نہین مجبور۔
ہی برے اور بھلے کا ہمکو شعور	سمجھ اور عقل پہلے ہمکو دی	بھیجا پیغمبرون کو پھر بخوشی
کہ دکھا دین وہ راہ دین سب کو	یاد ہر دم کیا کرین رب کو۔	اصول دین پانچ ہین پہلے توحید

یعنی خدا کو وحدہٗ لا شریک لہ یقیناً جاننا۔ دوسرے خدا کو عادل جاننا تیسری اصل نبوت ہی یعنی اپنے پیغمبر کو پیغمبر برحق جاننا اور اُسکی امر ونہی پر عمل کرنا اور جملہ پیغمبران ماسلف کو بھی پیغمبران برحق اور معصوم جاننا اور مذہب حق مین چوتھی اصل دین کی امامت ہی یعنی اپنے پیغمبر کے بعد اُن کی اولاد کو کہ بارہ امام ہین اُن کو اپنے پیغمبر دینی کا وصی برحق اور جانشین مطلق جاننا اور اُن کو مثل اپنے پیغمبر کے معصوم یقیناً جاننا اور مانند اپنے نبی کے اُن کے احکام پر عمل کرنا پانچویں اصل معاد یعنی قیامت ہی اُس روز پروردگار عالم جملہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کرے گا اور وہ روز سب کے اعمال نیک وبد کی جزاو سزا کا ہی میزان عمل مین اعمال نیک وبد اُسی روز تولے جائین گے جن کے اعمال اچھے ہین وہ حکم خدا سے داخل جنت ہون گے اور جن کے اعمال بد ہین وہ داخل نار دوزخ ہون گے وہ روز پرسش اعمال کا ہوگا لہذا آپ صاحبون کو لازم ومناسب ہی کہ اپنے معبود حقیقی اور نبی پیغمبر وآل پیغمبر کو جانیے امر دینی خدا ورسول پر عمل کیجیے تاکہ رستگار ہوجیے راہ باطل سے روگردان ہوجیے راہ حق پر قدم رکھیے دین حق کہ دین اسلام ہی اختیار کیجیے گناہان کبیرہ وصغیرہ سے توبہ کیجیے تاکہ انجام بخیر ہو یہ سراے دنیا ہی چند روز یہان ہر ایک کا قیام ہی ہمیشہ تو وہین رہنا ہی اس دنیا مین خاص کر انس وجن اسواسطے پیدا کیے ہین کہ وہ عبادت کرین اور خدا کو پہچانین اور خدا وہی ہی کہ جس نے بغیر ستونون کے اسقدر وسیع بلند آسمان پیدا کیا ہی دیکھیے کوئی خیمہ بغیر چوب کے ایستادہ نہین ہوتا ہی اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر چوب خیمۂ فلک کو ایستادہ کیا ہی اور یہ جو دکھائی دیتا ہی سوا اس آسمان کے چھ آسمان اور خدانے پیدا کیے ہین ایک آسمان سے دوسرا آسمان ایسا بڑا ہی کہ جیسے دانہ خردل صحراے وسیع مین ہو ایک آسمان کو خدانے کواکب سے زینت دی ہی آٹھوان عرش ہی جسکو عرش الہی اور عرش اعظم کہتے ہین وہ ایسا عظیم ہی کہ کوئی اُس کی عظمت کا حقہ کیا بیان کرسکتا ہی عرش کے ساٹھ ہزار قائمے ہین ہر قائمہ ایسی وسعت رکھتا ہی کہ یہ کون ومکان اگر ساٹھ ہزار درجہ وسیع ہوجائین تو بھی اُس مین سماجائین چنانچہ عظمت

عرش مین لکھا ہی کہ ایک فرشتہ ہی نام اُس کا دردائیل ہی خداوند عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرمائے ہین ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اپنے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مجھسے کوئی فرشتہ زیادہ پر و بال مثل میرے نہ رکھتا ہو گا خدا نے مجکو ساٹھ ہزار پر عطا فرمائے ہین کسی روز عظمت عرش کو دریافت کرون اُڑ کر ابتدا و انتہاے عرش معظم کو معلوم کرون چونکہ خدا عالم و دانا و دانندہ راز نہان ہی دردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار حصہ زیادہ پر عطا فرما کر حکم دیا کہ تو اُڑ کر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اُڑا ساٹھ ہزار سال تک اُڑا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخر کار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کر سکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال اُس کے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ و زاری پر خدا نے رحم کیا فرزند رسولخدا کے تن اطہر سے تن اپنا اُسنے آکر مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُس کو پر و بال عطا فرمائے وہ شادان و فرحان سوے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہین جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات اور اس عالم دنیا کے سیزدہ ہزار عالم پیدا کیے ہین کہ ایک عالم کے لوگون کو دوسرے عالم کے لوگون اور دوسرے عالم سے آگاہی نہین ہی وہی خالق کون و مکان و ہیزدہ ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند و کل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی برآرندۂ حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کسی اپنی مخلوق کو ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جائے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستارون اور سیارون کو خلق کر کے آسمانون کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہین کہ اُن کی تعداد کا علم اُسی کو ہی یا وہ جس کو چاہے آگاہ کر دے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بمصلحت خود نہین ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی اسپر اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہین سکتے ہین اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہین ہی مثالاً سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحراے لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمامی دنیا کو بمنزلہ دانۂ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے بدر کو مہر سے چھوٹا کم پیدا کیا ہی باوجود اس کے ماہتاب بھی دنیا سے چھوٹا نہین ہی بڑا ہی ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ شہسوار کی ہی آسمان اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ قائم کیے ہین اول کرۂ ہوا ہی بعدہٗ کرۂ آتش ہی پھر کرۂ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی کوئی قطرہ اُس کا زمین پر بے حکم خدا نہین گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

انس وجن وحوش وطیور کوہ و دشت و دریا شجر وحجر گل وثمر سبزہ شاداب ہر قسم کے پھول ہر قسم کی جنس وغلہ ہر ایک طرح کا میوۂ شیرین وترش کھٹا میٹھا گرم وسرد ومعتدل وتمامی اشیاے ضروری جو اہل عالم کو درکار ہین پیدا کیے ہین پھولون کو غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ کیسے کیسے رنگ برنگ کے پھول خدا نے گلشن دنیا مین پیدا کیے ہین کہ اُن کی نازکی ورنگ وبو وہ ہی کہ جس سے شان قدرت وصنعت خدا آشکار ہی کوئی دنیا مین ایسا بھی ہی کہ مانند گلہاے باغ کے کوئی پھول بنا سکے اور رنگ سکے اور بو اُس مین پیدا کر سکے اور تر وتازہ کر سکے کسی مین اتنی قدرت نہین بجز باغبان جہان کے کہ اُسنے عجب پھول خوشبودار رنگ برنگ کے پیدا کیے ہین کہ جن کے سونگھنے سے دماغ معطر ہوتا ہی دل کو فرحت ہوتی ہی طبیعت خوش ہوتی ہی قدرت خدا اُن کی رنگ ولطافت وبو سے ظاہر ہوتی ہی غنچون کو اُس نے پہلے سربستہ خلق کیا پھر نسیم سحر سے اُن کو شگفتہ کرایا بلبل کو گل پر شیفتہ کیا وہ حسن وخوبی گل کو دی کہ بلبل ہزار جان سے گل پر عاشق ہوئی سرو کو وہ راست قامت خلق کیا ہی کہ اُس کی قامت دلجو اور رعنائی پر قمری شیفتہ وفریفتہ ہی دم عاشقی کے بھرتی ہی نرگس کو اہل نظر اگر دیکھین تو روشن ہو جاے کہ خداوند عالم بے شک وشبہہ قادر وتوانا ہی نرگس کے پھول بعینہٖ چشم کی صورت خلق کیے ہین گلشن مین نرگس تماشاے قدرت الٰہی ہی ہر طرف نگران صنعت کبریائی ہی لالہ نعمان کو عجب رنگین خلق کیا ہی زیب گلشن اسکا بھی رنگ ہی داغدار ہونا اس کا خالی از سبب نہین شاید لالہ عشق الٰہی مین داغدار ہی نسرین ونسترن چمپا جوہی سوسن نافرمان گل اشرفی سورج مکھی داؤدی گل عباسی گل جعفری گل صد برگ وغیرہ ہر ایک پھول جداگانہ رنگ وبو ولطافت رکھتا ہی نظر غور کرنے سے ان گلون پر قدرت پروردگار آشکار ہوتی ہی جو گل ہی وہ نادر ونایاب وبے مثل ونظیر ہی جو غنچہ ہی وہ لاجواب ہی مظہر قدرت صنعت صانع ازل ہی انسان اگر بچشم غور وفکر دیکھے تو اُس پر ثابت ہو کہ سراپا مین کیا کیا عضو ہین کہ ہر ایک عضو سے انسان بہرہ مند وفائدہ مند ہی سر کو دیکھیے کہ خداوند عالم نے محل عقل اُس کو کیا ہی حفاظت دماغ وزینت سر کے واسطے بال پیدا کر دیے ہین ذرا بھی دماغ مین اگر خلل کسی وجہ سے ہو جاتا ہی تو حواس خمسہ درست نہین رہتے ہین بدحواس ہو کر دیوانہ ہو جاتا ہی تمیز نیک وبد امر مین نہین کر سکتا ہی عقل مین فتور پیدا ہو جاتا ہی خرابی دماغ سے انسان گویا حیوان بلکہ حیوان سے بدتر ہو تا ہی آنکھین وہ نعمت عظمیٰ ہین کہ اگر پروردگار اپنی عین عنایت سے انسان کو نہ دیتا تو انسان کوئی شے دیکھ نہ سکتا نہ کوئی کار کر سکتا نہ اچھی شے اور بری چیز مین تمیز کر سکتا مانند دیوار بے حس وحرکت ہوتا بے آنکھ کی روشنی کے بخوبی کہین جا نہ سکتا آنکھون مین خدا نے نور عطا فرمایا ہی نور کو سات پردون مین رکھا ہی مردمک کے درمیان مین ایک تل ہی کہ جس مین نور ہی اُس نور اور چشم کی کیا حفاظت کی ہی کہ پلکین پیدا کی ہین تاکہ دفعتہً کوئی شے ہوا سے اُڑ کر آنکھ مین نجاے آنکھ اور بصارت کو ضرر نہ پہونچے پلکین پردک لین گوش اگر خدا نہ دیتا تو بھی انسان بیکار رہتا کچھ سُن نہ سکتا تھا کارہاے دنیا کا اچھی طرح انصرام نہ کر سکتا بینی اگر نہوتی تو تمیز بوے خوش وبد مین کبھی انسان نکر سکتا اگر زبان خدا نہ دیتا تو انسان کلام نکر سکتا مانند بتون کے ہوتا ذکر خدا بھی نہ کر سکتا انواع واقسام کی باتین بھی کرنا ممکن نہوتین تمیز لذت ہاے طعام نمکین وشیرین وذائقہ فواکہات کی نہوتی اگر دانت نہوتے تو لطف غذا وغیرہ کے کھانے کا ممکن ومیسر نہوتا اور کلام کرنے مین بھی کلام ہوتا اچھے طور سے الفاظ بھی نکال نہ سکتا اسی طرح اگر عارض نہوتے تو چہرے کی رونق وزیبائی وخوبی نہوتی حُسن دلفریب چہرے سے

پیدا نہوتا اگر گردن نہوتی تو بھی ایک صورت جسم انسان مین خرابی کی ظاہر ہوتی خوشنمائی نہوتی
علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم مین جاتا ہی وہ بغیر مری اور نرخرے کے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ مین
کیونکر پہونچ سکتا پہلے مین خداوند عالم نے ایک پہلو مین دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف اعضاے از سرتاپا
ہی جگہ دی ہی اگر دل نہوتا تو کسی شے کی خواہش نہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہی وہ خود نہین چاہتا ہی بلکہ
اُس کا دل خواہش کرتا ہی تن ہر فرد بشر مین دل ایک گھر ہی یا دخدا کا دوسرے پہلو مین جگر ہی یہ بھی
اعضاے رئیسہ سے ہی اگر اس کو خدا تن انسان مین خلق نکرتا تو غذا کے ہضم مین فتور رہتا بلکہ ہضم نہو سکتی
سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہین کہانتک شرح اعضا اور خوبی ہاے اعضا کا بیان کیا جاے جو
عضو ہی وہ خالی از فائدہ رسانی نہین ہی دست و پا عجب نعمت ہاے عمدہ ہین اگر ہاتھ نہوتے تو کاروبار
دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤن نہوتے تو راہروی سے باز رہتا اگر عقل نہوتی تو بھی انسان بیکار رہتا غرضکہ
انسان سراپا مین جسقدر اپنے عضو رکھتا ہی سب اعضاے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام
خدا کے ہین اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے مظہر ہین اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت
پروردگار ہویدا و آشکار ہی درختون کو دیکھو اُن کے پتون پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و
نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہین رنگین پتون کی کیسی باریک ہین کہ جن کے
دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہی۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختون کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہین رکھا ہی
ہر قسم کے گل و ثمر اشجار کو عطا فرمائے ہین اُس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی نہال ہین
باغ دنیا مین پہولے پہلے ہین ہواے یا دالہی مین عالم وجد مین جھومتے ہین چرند و پرند پر نظر کرو تو بھی
قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہی کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا
و شکل و صورت کے پیدا کئے ہین فتبارک اللہ احسن الخالقین سربلندی کوہ و درازی و طوالت کوہ ہاے
مختلف سنگ اگر نظر کی جاے تو بھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جاے پہاڑون کے ہونے سے
بڑے بڑے فوائد متصور ہین زمین پانی پر بچھائی گئی ہی پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوے ہین سوا اسکے
پہاڑون سے پانی لعل بدخشانی وغیرہ اشیاے نفیس و بکار آمد پیدا ہوتی ہین دریا خدا نے بہر احتیاج
بندگان ہر ایک شہر و دیار مین بلکہ صحرا و دشت مین جاری کیے ہین اُس کے فیض انعام سے اور اُسکے
چشمہ لطف و کرم سے اور اُس کے بحر مواج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہین ہی پانی کی
ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہی باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہی جیسا کہ
مشہور ہی کل شی حی من الماء اس مین شک نہین کہ کل چیزون کی حیات پانی سے ہی اگر ابر حکم خدا
سے نہ برسے تو اجناس کی پیدایش نہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب
وغیرہ سب تابع حکم خدا ہین جسوقت جو اُس کا حکم ہوتا ہی اُسے بجا لاتے ہین جس کام پر معین ہین اُسی
کام مین سرگرم رہتے ہین کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کرین مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر
کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہین روز و شب فرمانبرداری خدا مین بسر کرتے ہین
یہ تقریر صاحبقران نے ہدایت آمیز حائل خان و کوکب انجم حصاری و سختگان و ساریق
بن لقا سے مخاطب ہو کر کی ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکور کے صاحبقران نے مخصوص
ساریق بن لقا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن لقا تم جو دعوی خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کرکے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو مانند
پروردگار عالم کے پیدا کر سکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ کہین تمنے بھی ہویدا کیا ہی آفتاب و
ماہتاب وستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین ہی کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر
ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر وماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب و ماہتاب پیدا کیے ہین کوہ ودشت
واشجار وبحر وجود دریا واثمار وگل وغنچہ وحیوان وانسان وچرند وپرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر
پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین بھی کچھ قدرت ہی تمھارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمھاری زمین
کس جگہہ ہی خداوند عالم تو ہیردہ ہزار عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز وشب
سیر وسیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم عالم ہی تم بھی راز دل سے کسی کے آگاہ
اسلیے واسطے ہمیشہ بقا ہی تمکو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرینگے کاذب ودروغ گو
جانینگے جسطرح تمھارے آبا واجداد مرگئے ہین اسی طرح تم بھی ایک روز مرجاؤگے بقا اسوقت کہان ہی
زمرد شاہ باختری کا کچھ بھی نشان ہی تمتیا یتادم خبیثہ سراقہ یکا یکچہ لات ومنات وجبل وغیرہ فی الحال
کہان ہین سب نیست ونابود ہوگئے کیسے وہ مردود خدائی کا دعوی کرتے تھے کہ باقی رہے فنا ہوگئے
فنا ہو جانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعوی خدائی کرتے ہو اور ایسے عاجز ہو
گلستان باختر سے خائف وترسان ہوکر یہان تک بھاگتے ہوے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی
ہمنے تمکو تخت سے بقوت بازو اٹھا لیا ہی تم اٹھ آئے ہو طالب امان ہوے ہو اسی اپنی عاجزی پر
دعوی خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندۂ خداے دو جہان ہوکر دعوی خدائی کرتے ہو بندون کو خدا سے
گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو گناہ کبیرہ وصغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو
سوتے ہو جاگتے ہو بول وبراز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو تن اور اعضا رکھتے ہو جو باتین کہ ذات خدا و صفات
خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعوی خدائی کرتے ہو
اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر وغضب وعذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ واستغفار کرو اپنے تئین ایک
ادنی وکمتر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور جانبری تمھاری اسی صورت مین ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا دنیا ودین مین
تمھارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچھتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعوی خدائی نکرو
ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جس طرح اکثر مردود نابکار
دنیا مین دعوی خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل انکے ایک روز اس دار فانی سے سوے
عدم جاؤگے نار دوزخ مین مبتلاے عذاب شدید ہمیشہ رہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد نمرود
وغیرہ کہان ہین مانند انکے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال ودولت دنیا کوئی چیز نہین ہی یہ بھی فانی ہی
حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایکدن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے سوا
اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلے جاؤگے تمھارے پاس اعمال نیک کہان ہین بجز
اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ بنا و بذات خدا تم اپنے تئین بندۂ خدا ہوکر خدا کہلواتے ہو تمکو واجب
لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا
ہی خدا جانے کہ تمنے کیا سمجھ کے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت وحکومت کیا کروگے
ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین ہی نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک ومال و دولت

ہمیشہ کسی کے قبضے مین رہی ہی نہ رہے گی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیون فکر و تدبیر ایسی کی ہی کہ
جس سے مردود خدا ہوگئے ہو اب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری بکار آمد ہو جاے گی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہی حق تعالی ارحم الراحمین ہی تمھاری توبہ قبول کرے گا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھارے اگر اسکی
مصلحت ہوگی تو عفو بھی فرمائے گا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہی حق تعالی کو
عاجزی پسند ہی کسی کا غرور اُس کو پسند نہین ہی سزا وار غرور بجز اُس کے کوئی نہین ہی عبث چند نفس
کی زندگی مین ایسے عزم پر کمر باندھی ہی کہ جس سے خداے کون و مکان غضبناک ہو بہتر و لازم ہی کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان مین بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پر توجہ نکرو دولت رستگاری عقبیٰ کی چاہو ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدانے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندون کے خلق
کیا ہی تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہین بنایا ہی نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہی کچھ بھی تم مین قدرت ہی ذرا بھی تمنے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہی کوئی بھی ایسا کام کیا ہی کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہوکر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہوکر تمنے دعوی خدائی
کیا ہی ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہی کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اتنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے مین اور خود گمراہ ہو جانے مین بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہین کیا بیک دنیا ہوکر طالب دنیا رہے دنیا مین بھی بخوبی بآرام و راحت
بسر نہ کی اچھے طور سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی اطمینان تمکو حاصل نہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعوی خدائی نہ کیا ہمارے ہاتھ سے دربدر بھاگا کیے یہان تک کہ گلستان باختر سے بھاگ کر انجم حصار
مین آکر کوکب انجم حصاری سے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہین اُن سے تم طالب پناہ ہوے اُنھون نے
رحم کھاکر تمکو پناہ دی کیسے تم خداوند بودے ہو کہ بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو ایسی بے قدرتی و
عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہی بڑی ذلت کی بات ہی باز آؤ افعال بد سے
خصوصًا دعوی خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور پہچانو اُس کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہی
سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی یہ ہدایت کرکے خاموش ہوے سارِیق بن لقا
نے سر اپنا جھکالیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار کے صیقل
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا بے تامل صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پر موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہی کہ جو بقول آپ کے خالق کونین
ہی سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی افسوس اتنی زندگی مین نے اپنی ناخداشناسی اور
باطل پرستی مین بسر کی جاے شکر ہی کہ اسوقت آپ کی ہدایت سے مین راہ راست پر آیا راہ خدا مجکو
معلوم ہوئی مذہب حق بیشک دین اسلام ہی بڑا احسان کیا آپ نے کہ مجکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجھے نکالا جلوۂ نور ایمان کی طرف مائل کیا چاہتا ہون کہ اب آپ مجکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران نے از حد شادمان ہوکے کلمہ شہادتین اُسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اُس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا کہ مجکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمایئے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اُسکو بھی کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر ساریق بن بقا کی جانب سے سختگان نے صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالی مقام جاے خوشی و شادمانی بیحد ہے اور مقام فخر و افتخار کا ہے کہ آپ کی ہدایت و رہنمائی سے یہ خداوند بھی کہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئین سجدہ کراتے تھے معبود دو جہان کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہین اور بندون مین خدا کے اپنے تئین بھی شامل کرنا چاہتے ہین دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خداشناسی و عبادت الٰہی مین بسر کرنا چاہتے ہین کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند اسوقت آپ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پر آمادہ ہین ان کو کلمہ طیبہ پڑھائیے مسلمان کیجیے اور مین تو بہ باطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا بظاہر ان خداوندگو خداوند کہدیتا تھا خلوت مین نمازین پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو برجوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوندکی ہمراہی مین اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونون کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپ کو یا اور کسی صاحب کو اس دربار دربار و فیض آثار مین میرے قول کا یقین نہو تو وہ سُن لین یہ تقریر کرکے باآواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پہ جاری کیا اہل دربار اُس کی باتون پر مسکرائے اور اُس کے مسلمان ہونے سے خوش ہوے خصوصاً صاحبقران کشورستان شادمان ہوے خواجہ طیفور گرد یا بھی مسکرائے بعدہٗ خوش ہوے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر ساریق بن بقا کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ صغار و کبار بہت خوش و خرم ہوے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن بقا جو دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگیا جملہ اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوے اور سب کو یہ یقین ہوگیا کہ چارون اشخاص نامبردہ مسلمان ہوے لیکن خضران بن عمرو تانی نے جو چہرہ ہاے نامبردگان پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان اور سختگان و ساریق بن بقا کی پیشانیان روشن نہین ہین تاریکی کفر سے تیرہ ہین جب خواجہ موصوف کو پیشانیون کے دیکھنے سے ثابت ہوگیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینون اشخاص مذکور مسلمان نہین ہوے ہین جھک کر گوش صاحبقران مین کہا کہ ساریق بن بقا اور سختگان اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہین ہوے ہین ان کی پیشانیان سیاہ ہین نور ایمان سے روشن نہین ہین ہان کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اس کی پیشانی نورانی البتہ ہے صاحبقران نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ اے عموے نامدار آپ خبردار رہین کہ عمل شرع شریف ظاہر امر ہے بطون سے تعلق نہین ہے اسوقت تو ان لوگون نے ہماری ہدایت سے کلمہ پڑھا ہے ہمکو لازم ہے کہ ہم ان کو مسلمان جانین اگرچہ انھون نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری نہ کیا ہو ظاہر پہ عمل کرنا ضرور ہے اب اس مین شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہین ہوے ہین اور کسی وقت کفر اپنا ظاہر کرین گے یا ہم سے بدشمنی پیش آئین گے تو اسوقت دیکھا جاے گا یہ بچکر ہمارے ہاتھ سے کہان جائین گے انشاء اللہ ایسی صورت مین ہم ان کو قتل کرین گے بالفعل تو ہم ان کو اپنا دوست

اور مسلمان جانتے ہین خواجہ خضران یہ سنکے خاموش رہے اس اثناے مین وقت دربار کے برخاست کا آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح سے رخصت ہوکر مع ساریق بن بقا وسخنگان وحمائل خان اپنی دولت سرا کی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان وساریق بن بقا وسخنگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کرکے خود اپنی محلسرا مین گیا اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان وساریق بن بقا وسخنگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدۂ اپنی دختر مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کرچکی تھی بظاہر بقا وساریق پرست تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر بصد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور لڑائیان ہوئین مین نے بقا اور ساریق بن بقا اور تیتا میتا دم حبشیہ وغیرہ بہت سے خداوندون کی طرف متوجہ ہوکر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف ہوجائے اور جان آپ کی دشمنون سے بچ جاے تو طعام لذیذ ولطیف تیار کراکے نذر دے کر غربا ومساکین وگرسنگان کو کھلاؤن گی مگر کسی خداوند نے اعانت ومدد نہ کی تمناے دلی میری بر نہ آئی یہانتک کہ نقابداران طلسمی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکور کے باب مین مدد چاہی تو حاجت میری بر آئی جان آپ کی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک ومال عزت وآبرو میری بھی بچی لہذا کل ایفاے عہد کرون گی طعام ہاے خوش ذائقہ پکوا کر بطہارت تمام تیار کراکے نذر خدا اہل اسلام کو کھلواؤن گی اہل اسلام مین سب سے بہتر وافضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وخواجہ طیفور گردیا وخواجہ خضران بن عمرو ثانی کے نہین ہین بس کل آپ اُن کو بذریعہ اپنے وزیر مسمی جلیسا کے یہان بلاکر نذر خداے دوجہان محلسرا مین کھلوایے گا مین بخوبی کھلنے کا انتظام کرون گی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھون گی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین سمجھ گیا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے اُن کا بلانا اس کو مقصود ہے چونکہ خود بھی اپنے دل مین یہ ارادہ کرچکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرون گا اُسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکے خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہین ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہوجائے گا تو بھی کچھ بے عزتی نہین ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرون گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے ہنسکر اپنی دختر مذکور سے کہا کہ اچھا تمھارے کہنے کے موافق عمل کیا جائے گا تم طعام ہاے لذیذ وخوش ذائقہ کل صبح کو پکوانا ہم اپنے وزیر کو روانہ کرکے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرین گے تم انھین کو کھانا کھلوانا یہ سنکے ملکہ مذکور اور حضور جناب نواز اور سرور جنگ نواز کہ یہ دونون معشوقہ خواجہ طیفور گردیا اور خضران بن عمرو ثانی کی تھین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خواب پر جاکر راحت وآرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہوکر اپنی رفقا ہمبردہ سے مخاطب ہوکر آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہین کہ تمھاری مراد دلی جلد بر آئے انھون نے مسکرا کر عرض کیا کہ ہماری مراد دلی اُسیوقت بر آئے گی جب آپ کی تمناے دلی بر آئیگی اسی قسم کی باتین ہوتی رہین اور اسیوقت سے انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین محلسرا مین

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی محلسرا مین بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہی مگر اب حال ساریق بن بقا و حمائل خان و سختگان کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ ہر سہ کس بلکہ ناکس داخل مکان ہو کر ایک جا بیٹھے سختگان نے ساریق بن بقا سے کہا کہ اے خداوند آج آپ نے میری راے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر نہوتے نہ مین بچتا مین نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس مین کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری باتین شب و روز مین زبان پر جاری ہوتی ہین از انجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین مین خلل نہین آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہی اور باطنی فعل اور ہوتا ہی آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جاے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جاے گا اہل دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی کیا نادان ہین اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہین کہ ہمارے ان خداوند کے کلمہ پڑھنے سے خوش ہو گئے دل مین سب سمجھے کہ دراصل خداوند مسلمان ہو گئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند اور مسلمان ہون گے حمائل خان نے ہنس کر سختگان سے کہا کہ ملک جی ہمنے بھی فقط اپنی جان بچانے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہی ظاہرا مسلمان ہوے ہین بباطن ہم اپنے دین آبائی پر ہین بیشک بقول تمھارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھکر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچایئے آئندہ دیکھا جاے گا جب اپنا قابو ہو گا اس کا انتقام لے لیا جاے گا ساریق بن بقا حمائل خان اور سختگان کی گفتگو سنکے مسکرایا پھر گویا ہوا کہ ہمنے تو سختگان کی راے پر عمل کیا اُسی کی راے کے موافق تقدیر بھی کی ہی آئندہ تقدیر تازہ حسب دلخواہ کی جاے گی فی الحال مصلحت ایسی ہی تھی تقدیر کی گئی ہی حمائل خان نے عرض کیا کہ درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حمائل خان وغیرہ کہ مہمان کوکب انجم حصاری تھے بعد اکل و شرب راحت پذیر فرش خواب ہوے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے حمام مین جا کر غسل کیا بعد غسل و طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادیون جلیل القدر کی پہنی عورات نے مانند عروس شب اول زیور جواہرات و پنا و سنگار و حنا و مہندی سے آراستہ کیا اُسوقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و جمال دلفریب تھا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھ لیتے تو اُس کے مصحف رخ کی دید مین محو ہوتے جا نماز کو سلام کرتے صورت اُسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتون راز دار نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتون نے فرش و آراستگی محلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے انتظام ہو رہا تھا مابقی سمجکو بھی محلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتون سے کی گئی باورچیون نے حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائین نفیس و لطیف تیار کین کہ جو بادشاہون کے کھانے کے لائق تھین وہ طعامہاے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ مین نکال کر ایک مقام پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی مین قریب طعامہاے رنگارنگ مذکور اگر سوز کہ جس مین انواع و اقسام اشیاے خوشبو دار کے بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر اعظم مسمی اجلیپا کو کہ زیرک و خیرخواہ تھا طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر باادب میری جانب سے عرض کرنا کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا الطہارت اپنے ملازمون سے تیار کرایا ہی باین سبب کہ اُس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جاے گی تو مین نذر خدا دو تین اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤن گی بس مراد اُس کی بر آئی ہی آپ سے بہتر اور خواجہ طیفور کر دیا اور

خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہین آتا ہی لہذا تکلیف فرماکر محلسرا مین مع ہر دو خواجہ موصوفین تشریف لاکر طعام نذر مذکور نوش فرمایئے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہو کر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر جانب بارگاہ صاحبقران روانہ ہوا ادھر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر مین منادی کرائی کہ جو کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکریگا قتل کیا جاے گا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے دین اسلام قبول کیا برنا و پیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے بتکدے منہدم ہو گئے مساجد کی بنا ہوئی ادھر وزیر مذکور خدمت صاحبقران مین آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا باادب عرض کیا صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طعام نذر خدا کھلانے کو جو بلایا ہی مطلب اُس کا محض دیکھنے اور کلام کرنے کا ہی اور خواجہ طیفور گردیا اور خواجہ خضران کو اسواسطے بلایا ہی کہ ان کی محبوب و معشوقون نے اُس سے کہا ہوگا کہ اُن کو بھی بلایئے ہم بھی ان کو دیکھین مشتاق دیکھنے اور ہم سخن ہونے کی ہین غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہو کر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی ہم چلنے کو موجود ہین یہ فرماکر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لاے صاحبقران پوشاک نفیس پہنکر گھوڑے پر سوار ہو کر خواجہ خضران بن عمرو و خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ اپنے لیکر بکمال شادمانی ساتھ وزیر مذکور کے سوے محلسراے کوکب انجم حصاری روانہ ہوے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران کشور ستان تشریف لاتے ہین فوراً مع اپنے ارکان دولت کے گھر کے واسطے استقبال صاحبقران کے آیا اثناے راہ مین استقبال کرکے بصد تعظیم و تکریم محلسرا مین لے گیا چونکہ پردہ ہو چکا تھا صاحبقران مع خضران و طیفور و کوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ ہی شاہانہ سامان ہی ایک درجے مین محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ ہین سامنے اُس درجے کے جو مقابل اُس کے دوسرا درجہ ہی اُس مین طعام رنگارنگ ظروف مین زیر چادر نہان رکھا ہوا ہی اگر سوزین لوبان وغیرہ اشیاء خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہی ایک مقام صدر پر چند دنگل کرسیان نقرئی و چوبی رکھی ہین اُنھی صاحبقران آراستگی محلسرا پر بجاے خود تعریف کر رہے تھے ملکہ موصوفہ کی دید کے مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری نے بالاے کرسی زرین صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دنگل پر کہ وہ بھی موجود ہی بیٹھئے پھر خواجہ خضران بن عمرو ثانی و خواجہ طیفور گردیا کو بھی عقب صاحبقران بالاے کرسی ہاے چوبی کے بٹھایا پھر ملازم عورتون سے مخاطب ہوکے کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشور ستان تشریف لاے ہین مین اسوقت بضرورت جاتا ہون طعام پر نذر دلواکر حسب قاعدہ شاہانہ دسترخوان بچھا کر طعام نذر خدا صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شائستہ کھلاؤ یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لے کر حیلہ ضرورت کرکے اُس جگہ سے چلا گیا بعد اُس کے جانے کے اکثر عورتین بھی بہ بہانہ و حیلہ ہٹ گئین صرف ملکہ موصوفہ اور وہ عورتین جو رازدار تھین رہ گئین اُسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ مین نے آپ کو یہان تشریف لانے کی تکلیف دی ہی جب بلایا ہی تو آپ آئے ہین ورنہ یہان آنے کی آپ کو کیا ضرورت ہم پر کم توجہی آپ کی ظاہر ہی خیر یہ خوبی اپنے مقدر کی ہی کسی سے کیا گلہ اور شکوہ اس کھانے پر نذر دے کر نوش فرمایئے خواجہ طیفور گردیا اور خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نذر کیجیے میری امید بر آئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد مع تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوے اس محلسرا مین بھی

جملہ عورتین مسلمان ہوئین انکے یہان قدم آئے خدا نے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی کہ روبرو مادر و پدر کے کبھی آپ کا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئے گی اُسوقت نذر دلوا کر کھانا کھلاؤنگی بس موافق عہد و اقرار مجکو ایفاے عہد کرنا پڑا ہی صاحبقران نے جواب دیا شکایت تمھاری بجا ہی مگر بمجبوری کم فرصتی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل نے راحت آرام سے نہین رکھا دوری مین تمھاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمھارا ہی خیال رہا لیکن بخیال افشاے راز و آبرو ریزی صبر و تحمل کیا اب خدا نے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس طعام پر نذر دی بعد و کچھ کھانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہی کیا اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ کھانا بی ترتی پھرتی کی نذر کا ہی تاکہ جو مراد دلی ہی وہ جلد تر بر آئے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہ بی ترتی پھرتی کون ہین اُن کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین ہنگام خواہش مراد و تمناے دلی یہ نیت کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے بر آئے گی تو ہم بی ترتی پھرتی کی نذر دلائین گے بیشتر سنا ہی کہ اس نیت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین بر آئی ہین حالانکہ حاجت روا خداوند عالم و عالمیان ہی کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائے گا مگر یہ طریقہ نسوان ہی عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا شعار معروف ہی مگر سب عورتین ایسی نہین ہین ہمنے یہ طعام بی ترتی پھرتی کی نذر کا علیحدہ اپنے ہاتھ سے نہین رکھا ہی یہ اور عورتون نے رکھا ہی اور انھون نے بی ترتی پھرتی سے اپنی مراد دلی کے بر آنیکی التجا کی ہی وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہم جلیس ہین یہ کام انھین کا ہی صاحبقران ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرا ے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی اپنی محبوبہ و معشوقہ کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثناے مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہی بسم اللہ ماحضر موجود ہی نوش کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائین گے تاوقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اُس کا منظور نکرکے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہی یہان دشمنون سے کون ہی نہ کوئی شخص یہان ایسا ہی کہ اُس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا تمھین عذر ہی تمھاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہی پھر اب کس کا لحاظ مانع ہی پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور گرد باد اور خواجہ خضران بن عمرو نامدار بھی کھانا کھانے سے غالبًا انکار کرین گے خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر ابہیر کشور گیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز وغیرہ دیگر عورتون راز دار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہی کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران ضرور ہی گو آپ شرمگین بہت ہین شرم و حیا مانع ہی مگر مصلحت وقت یہی ہی کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے چلیے پردے سے نکلیے جمال جہان آرا اپنا اپنے مشتاق دید کو دکھایئے آپ اُن کے چہرۂ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہوجیے خدا کا شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہوگئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات کی طرح بسر کیجیے عنقریب عقد و نکاح آپ کا صاحبقران سے ہو جائے گا آپ کے والد ماجد کو قرینہ قیاس اور شاید کسی کے اطلاع دینے سے حال آپکے عشق و الفت کا معلوم ہوگیا ہی اسیوجہ سے وہ یہان سے ہٹ گئے ہین بہانہ

وحیلہ ضرورت کار کے سے چلے گئے ہین مرزبا قلی وفہیم ہین کچھ نادان و نافہم نہین ہین ورنہ
آپ کے والد تنہا آپ کو فقط ہم چند عورتون کے یہان چھوڑ کر چلے نہ جاتے ملکہ موصوفہ نے آہستہ جواب دیا
کہ تمہاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ تمکو اپنے چاہنے والون کے وصل کی خوشی ہو اپنے چاہنے والونکے
پہلو مین بیٹھنا چاہتی ہو اُن کو دیکھنا دکھانا اپنے تئین تمھین منظور ہو در پردہ شوق دید تمھین اُنھین کا ہو مجکو
عبث مژدۂ وصل دیتی ہو انھون نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور کے
طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچین گے ملکہ نے حضور جنگ نوازا ور سرور جنگ نواز کی تقریر مندرجہ بالا
سے بظاہر مجبور بباطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران کیہوکر کہا کہ خیر تمہاری خوشی تمکو منظور ہو یہ کہکر پردہ سے
اسطرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشان اور ہم جلیسین اُس کی مانند ستارہ ہاے روشن تھے اُس
پر پر وکو جو بہزار زیب وزینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوے کہ گویا ہمہ تن
تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گردپا اور خضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر
اُس کی زیب وزینت وحسن پر نظر کرکے بیخود ہوے شوق واشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب
دیر کیا ہو اغیار سے مکان خالی ہو مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر وصبر ہرایک نے اپنے تئین دست درازی
وہم آغوشی سے باز رکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن اُن کے دیکھنے سے ہرایک نہایت خوش ہوا
پھر بعد گفتگوے شکوہ وشکایت بسیار ہرایک عاشق نے اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر بصد
خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازان کنیزین آفتابہ وسلفچی لائین ہرایک نے ہاتھ دھویا بعدہٗ تا دیر ہرایک نے
اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتین راز ونیاز کی کین پھر برسم متعارف بیڑہ پان کھاکر ہرایک
اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا گیا صاحبقران نے بمقام دربار کوکب انجم حصاری
پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار مین بیٹھا ہو ہنوز صاحبقران نے
دربار مین قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی
صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سروقد اُٹھا پھر عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ
کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا مین سربلندی وعزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ
جلوس فرمائین صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت وتاج تمہارا تمکو مبارک ہو ہمین تخت نشینی کی خواہش
نہین ہو تم نے دین اسلام اختیار کیا ہو اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھ کر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر
تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بصد تکلف بچھوا رکھا تھا اُسی دنگل پر صاحبقران کوکب
انجم حصاری کو تخت پر بٹھا کر بیٹھے پھر سب ارکان دولت وحمائل خان وسختگان وغیرہ بھی اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتین کرکے وقت رخصت سرگوشی مین
کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمہاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلایا تم نے دین اسلام لاکر ہماری
کچھ دعوت وضیافت معقول نہین کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سمجھکر سرگوشی مین
جواب دیا کہ یہ کمترین وناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپ کے نہین رکھتا ہو الا ارشاد آپ کا
یہ خاکسار سمجھا ہو انشاء اللہ حسب تمنا آپ کے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہو
اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت وضیافت بھی آپ کی ہوگی جو آپ چاہتے ہین اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ
آپ کے اُس کا سامان کیا جائے گا تامل وتاخیر نہ کی جائے گی اطمینان رکھیے صاحبقران کفورستان ۱۰
گفتگوے کوکب انجم حصاری سُنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور وخواجہ خضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین آئے دوسرے روز پھر کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
تخلیے مین طلب کر کے اُس سے کچھ باتین بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کر کے بہر آگاہی و اطلاع
ظاہری خدمت صاحبقران مین روانہ کیا صاحبقران کو جو اُسکے آنے کی ہرکارون سے خبر معلوم ہوئی
چند سرداروں کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا پھر اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی دارا ابن داراب سیمین زرہ مین لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر باشارہ بادشاہ ممدوح دربار مین موافق اپنی عزت کے بیٹھا
صاحبقران نے بایماے بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُسنے بخندان پیشانی باادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لے کر آیا ہی مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے بہر دامادی تجویز کیا ہی ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہی کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپ کی خدمت عالی
مین بھیجا ہی لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نرہین ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی مین مصروف ہی
اپنے ملازمون کو حکم دیدیا ہی کہ جملہ اسباب و سامان شادی نہایت حُسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جائے
خیر خواہ دولت انتظام شادی مین سرگرم ہین در خزانہ سلطانی وا ہی بیشمار زر سامان شادی مذکور مین
صرف ہو رہا ہی عنقریب رسم بانجام ہونے والی ہی بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سُنکے از حد شادمان ہوئے اُسی عالم خوشی مین حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور خلع بخلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا بعدہ
جو کچھ اُس نے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ مین دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حُسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے نہ کیا ہو اور میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ یہ شادی ایسی کرونگا
کہ کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے کبھی
کرے گا کیونکہ مین بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہین رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد کی
یہ زر چند خزانے کا اسی شادی مین صرف کرنا مقصود ہی بلکہ فکر زر دیگر ہی عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائے گا غالبًا علاقون سے زر کثیر آ جائے گا وہ بھی اسی شادی مین صرف کر دیا
جائے گا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آگیا ہی امید ترقی حیات نہین ہی نہین معلوم کہ سال آئندہ
تک یا ماہ آئندہ تک زندہ رہون یا نہ رہون لہذا حوصلہ اپنے دل کا نکالون گا موافق اپنی لیاقت و
مرتبے کے یہ شادی کرون گا دیکھنے اور سننے والون کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصًا سلاطین جہان کو رشک
حسد ہوگا تمکو معلوم ہی کہ چندرہ خزانے ہین سب روپیہ صرف کرون گا زر خزانہ ہاے مذکور سے
ایک حبہ بھی ایک خرمہرہ بھی باقی نرکھون گا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی مین صرف کرونگا دیکھون
کہ تو کیا انتظام کرتا ہی وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے جیسا انتظام یہ خیر خواہ
حسب دلخواہ حضور کرے گا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہان اے وزیر خوش تدبیر انتظام کر تاکہ ہم
جسقدر روپیے کی ضرورت ہو ہمارے خزانہ ہاے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر مذکور
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانون سے دلوا دیے گئے وزیر مذکور وغیرہ و دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی مین مصروف ہوئے بادشاہ مذکور بھی بنفس نفیس خود بظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے مین سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام

سرداران سپاہ وشاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہمی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوئی سننے والون کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس وصداے نوبت و نقارہ و دہل وشور جلاجل وبوق وشہنا وغیرہ وکثرت جلوس سپاہ کثیر وزیادتی فیل وشتر قطار در قطار و دیگر جلوس بجلہ ونقرئی جواہر کار چوکے وابریق نقرئی وطلائی وکثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس وسکہپال ومحافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور جھک کر بچشم غور وتعجب نگران ہوا گاو زمین بھی کثرت اسپ وفیل وشتر ومردم جلوس سے بیقرار وبیچین ہوئی باجون کی آواز سے گوش انسان وحیوان گویا کر ہوگئے شور مختلف وانواع واقسام کے باجون کا تا گنبد فلک پہونچا کہان تک مفصل حال جلوس ونوبت و نقارہ وخوش انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزارہا باجون کے شور وغل سے کسی شاہان گذشتہ وموجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر وجواہر نثار نہوا ہوگا غربا ومساکین کو لیوز رسم مذکور کسی نے شاہون سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور جس خوبی وحسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور اُسکے وزرا وغیرہ ارکان دولت واعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام مین پہونچا اور دن کا کیا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان وجلوس وکثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کرکے حیران ہوئے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہمکو اس تزک سے مانجھا آنے کی اُمید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت وحوصلہ ہی خیر ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس وسامان وتزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری کاے خود مقر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اُس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی مجھ سے بہ نسبت اُن کے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہی انشاء اللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتین تھین کہ سواریان بعد مانجھا آنے کے بارگاہون اور خیام مین اُترنے لگین بعد اُترنے سواریون عورتون کے نازنینان خوبرو ومہ جبینان خوش گلو روبروے اُن عورتون کے رقص ونغمہ کرنے لگی غزلین وغیرہ گانے لگین ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو خوش گو نے یہ غزل روبروے زنان مذکور شروع کی۔

غزل

مین اگر رنگ لب احمر جانان دیکھون	پھر نہ تجکو کبھی اے لعل بدخشان دیکھون
گر نہ آئین رخ قاتل پہ لٹک کر گیسو	ذبح کے وقت بھی اُس کا رخ تابان دیکھون
چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن	کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھون
حشر پر وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہی	یا خدا جلد رخ مہر درخشان دیکھون
چشم جانان کا بصد ناز اشارہ ہی یہی	کیون مین اُلفت سے سوے عاشق گریان دیکھون
وہ پری غیر کو خاتم نہ مرے سامنے دے	بزم مین اُسکے نہ مین رشک سلیمان دیکھون
یاد آئے مرے رونے پہ کسی کا ہنستا	گل کو مین گریۂ شبنم پہ جو خندان دیکھون
دل مین مردہ ہون ارمان پہ جگر کٹتا ہی	اپنے پہلو مین نہ مین تیغ شہیدان دیکھون

زنان مذکورہ اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے لگین اکثر عورتین اُنکو جواہرات واشرفیان انعام مین

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام وکمال اشعار مندرجہ غزل بالحان خوش گائے اسقدر جہ
جواہر وزر اُس کو عورتون نے خوش ہوکر انعام مین دیا کہ وہ مالامال ہوگئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی
عورتون ساز بجانے والیون سے بھی وہ زر وجواہر اُٹھ نہ سکا آخرکار بہزار تدبیر وہ تمام زر وجواہر لے کر
بزم عشرت سے علٰحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص ونغمہ کرنے لگی اسی طرح
ہر ایک بارگاہ وخیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ مانجھے کے آئی تھین روبرو اُن کے نازنینان خوبرو
رقص ونغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سنکے ناچنا اُن کا مشاہدہ کرکے شادمان ہوکے زرکثیر انعام
مین دینے لگین خصوصًا وہ زن خوبرو جو برشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے
زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر ناچ راگ رنگ رہا صداے سازہاے رنگارنگ بلند رہی گرخان خوش گلو گا
چکین آخرکار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین بعد پردہ ہونے کے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ
ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین
وجواہر کار برنگ زرد پہنائی زیور گل بھی مانند ہار بدھی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اُسوقت اُس جگہ
ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حسن وخوبی سے مبارکباد گاتی کہ سب عورتین
سننے والیان خوش ہوئین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم
ادا کرنے کے وہ سب عورتین فلنسون مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہوچکین
جس تزک اور جلوس سے مانجھا وہ لے کر آئی تھین اُسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی
زوجہ نے اپنی دختر کو از حد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ
شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو وخوش گلو روبرو زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ
ناہید ہلال ابرو کے رقص ونغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد کا تا گنبد فلک پہونچا محلسرا
مہمان عورتون سے مملو تھی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن ومرد سے بھرے تھے علاوہ
اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت وضیافت ومہمانداری
نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی ومراسم شادی بہ تفصیل وطوالت
سے تحریر کیے جائین تو بہت طول ہوگا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ ومختصر حال شادی
وعقد رقم کیا جاتا ہی کہ بعد رسم مانجھے کے ودیگر رسوم طرفین دولہ دلہن والون کے برات ایسے جلوس
وسامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور منصف مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت
جلوس وتزک اس برات کے جلوس وتزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران
وجملہ سرداران سپاہ وبادشاہ داراین داراب تمکین ذرہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے
کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کرکے خود متفکر ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان وجلوس سے
نہین بھیجا تھا جس سامان وجلوس وخدم وحشم وتزک وشان وشوکت سے یہ برات آئی ہی غرضکہ
جو مکانات شاہی قبل سے آراستہ فرش وشیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے اُنھین مین براتی
فروکش ہوے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ وسلاطین وشاہزادگان وشاہان ہفت ملک
علے قدر مراتب دنگلون کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران
کے رقص ونغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے اُن مین سے ایک مطربہ
حسین وجمیل وخوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکلتا تو کیا ہوتا

عبث اے دوستو ماتم میں سر پیٹ پیٹ کے روتے ہو
سوئے ملک عدم بالفرض جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

دو بالا بوسہ کیوں مانگے مثل حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھنگ کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سننے لگے عاشق طبع اشعار عاشقانہ مندرجہ سنکے خوش ہوکر بجائے خود تعریف خوش گلوئی مطربہ و ثنائے اشعار کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی پھر کیے بعد دیگرے نازنینان مہجبین ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے ناچنے گانے لگین اہل محفل سننے لگے آخر کار بعد ساعت و قبول اہل علم نے بزم عشرت مین بساعت نیک و سعید صیغہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہوجانے کے نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین بار بار انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و عقد و نکاح حسب الطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو اٹھا کر محافہ زرین مین سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اُس کی ہو نہین سکتی کو ختکہ برات رخصت ہوئی مکانات انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ مین برات اتری یعنی صاحبقران نے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو محافہ زرین سے اُسی مکان مین اتارا جب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران نے اِس ملکہ ناہید ہلال ابرو کے جا کر مدعاے دل حاصل کیا تمناے حسرت طالب و مطلوب برآئی غنچہ ہاے قلوب شگفتہ ہوے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہو کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو کے برسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیسا کہ کہا گیا ہو غرض بہر طور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور جنگ نواز سے عقد خواجہ خضران کا ہوا اور حضور جنگ نواز سے خواجہ طیفور گردیا کا عقد ہوا یہ دونون بھی اپنی اپنی محبوبہ زوجہ سے ہم بستر ہوے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی داخل حمام ہوے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس و عمدہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران و ہرد و خواجہ مذکور دربار پادشاہ لشکر اہل اسلام مین گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بھی بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے اس اثناے مین کوکب انجم حصاری کو صاحبقران نے دیکھکر اب اپنا خسرا اور بزرگ تصور کرکے سلام کیا اُس نے دعاے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہو کہ میرے تخت حکومت پر تم بیٹھو اور حکمران ہو مین نے بخوشی تمام تمکو ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ایک ساحر مسمی معین جادو ساکنان طلسم زلزلہ سے ہر حسب اتفاق و کسی ضرورت سے سوے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ بادشاہ طلسم زلزلہ تھا بہر اسے دریافت خبر انجم حصار مین آیا تھا اُس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہوکر تمام حالات اپنی آنکھ سے دیکھے خصوصاً مسلمان ہوکر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشور گیر کا محلسرا مین جاکر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران مین بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور براے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اور اُن کا تخت نشینی سے انکار کرنا بعدہٗ سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا الحاصل ابھی صاحبقران گشورستان و ہر دو خواجہ مذکور دربار میں بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی بھی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اکثر شاہ و شہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہہ رہے تھے کہ مبارک ہو آپ کا عقد و نکاح دختر کوکب انجم حصار سے ہوگا صاحبقران جواب میں اُن کے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ ہوے بعد دو ساعت کے ہرکارون نے روبروے بادشاہ لشکر اہل سلام و صاحبقران عالیمقام حاضر ہوکر بعد ادب یہ عرض کیا کہ اسوقت ایک سوداگر مسمی طلماس رومی مال و اسباب کثیر و بیش بہا انواع و اقسام کا لے کر براے تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہی یہان سے آگے قافلہ اُس کا اترا ہی باقی خیریت ہی اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہی کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر سے روانہ ہوکر اکثر شہرون میں مال و اسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا خانہ کعبہ گیا تھا وہان سے اس طرف آیا ہی صاحبقران نے ایماے بادشاہ سے باین خیال کہ تاجر مذکور سے حال صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک و جملہ شاہزادون کا کہ وہ سب خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ میں ہین دریافت ہوگا و نیز مال و اسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا مطلوب ہی ہرکارون سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال و اسباب اُس کے ہمارے روبرو لاؤ ابھی جاکر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اُترا تھا پہونچے اُس سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی تمام مال و اسباب تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو غالباً کل مال و اسباب تمھارا بشرط پسند صاحبقران لے لین گے سوداگر مذکور ہرکارون سے تقریر اُن کی سنکے اُسیوقت وہان سے مع تمامی مال و اسباب و غلام و کنیزون و شترون کے چند در چند کشتیون میں تحائف نفیس و نادر مانند جواہرات وغیرہ کے براے نذر بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈال کر اپنے غلامون وغیرہ کے سرون پر اُن کشتیون کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہوکر قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکر فروکش ہوا پھر وہ کشتیان اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ہرکارون کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر باشارہ بادشاہ اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ و صاحبقران وہ کشتیان تحائف کی نذر دے کر بیٹھا بادشاہ و صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی کس شہر سے یہان آئے ہو مال و اسباب تجارتی تمھارے پاس کس کس قسم کا ہی فہرست قیمت مال و اسباب تم اپنے ساتھ لائے ہو یا نہین اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بمقدار کا طلماس ہی چونکہ روم وطن ہے اسوجہ سے خاص و عام اس نحیف کو طلماس رومی کہتے ہین اپنے وطن سے مال و اسباب تجارتی لیکر اونٹون پر بار کرکے بہت سے ملازمون اور غلامون کو اپنے ہمراہ لے کے ساتھ قافلہ تاجرون کے بغرض تجارت سوے شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہان کے بادشاہ و حاکم کا نام طوفان ارزق چشم ہی جب اُس کی عملداری میں پہونچا اور اُسکو قافلہ تاجرون کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجرون نے روبرو اُس کے جاکر بعد ادب و قاعدہ سلام کرکے نذرین دین کشتیان مال و اسباب نادر و نفیس کی

پیش کین اُس نے نذر قبول کرکے پوچھا کہ تم سب تاجر کہان سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے نام بتا کر عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہین یہ سُنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور چین بجبین ہوکر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ بدولت دشمن جان اہل اسلام ہین دیگر خداوندون کی پرستش کرتے ہین خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہین لشکر ہمنے بحد وبے شمار واسطے قتل وخونریزی اہل اسلام کے خصوصًا بادشاہ لشکر اہل اسلام دارابن داراب سیمین زرہ وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے سرداران سپاہ وجملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ رشک رستم وسُہراب وفرامرز وگیو وگستہم وبیژن وغیرہ پہلوانون کے جمع کیے ہین سامان جنگ مہیا کیا ہی اور کررہے ہین عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہان سے ہم بجمعیت سپاہ بے شمار وکثیر وتمامی سرداران سپاہ بے نظیر براے مجادلہ ومقابلہ بادشاہ وصاحبقران موصوفین روانہ ہون اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ لشکر اُن کا جانب انجم حصار وطلسم زلزلہ فروکش ہی اُنھون نے ہمارے آبا واجداد کو بے خطا وقصور قتل کیا ہی خون اُن بے گناہون کا بہایا ہی اُن کے لشکریون نے مال واسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیز دار عورتون کو اسیر کیا ہی اُن بے گناہون کے خون ناحق کا ہمین اُن سے انتقام لینا ہی اسیوجہ سے ہمنے لشکر بے حد وبے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر ویکتاے روزگار ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین صاحبقران کو سُنا ہی کہ اپنی قوت وشجاعت پر بہت ناز وغرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت مردان لشکر پر نہایت نخوت وتکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ ومجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان لشکر کو تہ تیغ نکرون اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکرون اُنھون نے اپنا شعار یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور کچھ سردار قوی بازو فراہم کرکے دارابن داراب سیمین زرہ کو براے نام اپنے لشکر کا بادشاہ کرکے ہر طرف لشکرکشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہین ہین اُن سے جاکر وہ مقابلہ ومجادلہ کرتے ہین خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہین اگر اُن سے شکست کھا کر بالخائف وترسان ہوکر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول واختیار کرلیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہین کرتے ہین چھوڑ دیتے ہین اور جس بادشاہ وغیر بادشاہ نے دین اسلام کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو اُنھون نے قتل وتباہ وبرباد کردیا ہی چنانچہ بہت سے ملک وشہر اُنھون نے اسلام آباد اسی طور سے کیے ہین ہمارے آبا واجداد کو بھی اُنھون نے چاہا تھا کہ دین اسلام اختیار کرین لیکن اُنھون نے اپنا دین آبائی ترک نہ کیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا واجداد نے قتل کیا ہی اور یہ بھی مثل اپنے آبا واجداد کے غیر مذہب والون کو قتل وہلاک کیا کرتے ہین غرضکہ طریقہ وشعار اپنا خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہین ہی انجام اس کا اُن کے حق مین اچھا نہوگا تم سب اگر زندہ رہوگے تو سن لینا کہ ہمنے اپنے آبا واجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو اور ہمارے شہر مین واسطے تجارت کے آئے ہو باین خیال ہم تم سب کو قتل نہین کرتے ہین اگرچہ تم بھی مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہین کہ دو تین روز کی مدت مین ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ صورتین اپنی ہمین نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے ہمین چین نہین آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہان سے زندہ نجاؤگے تمام مال واسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائے گا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائے گا اے صاحبقران کشورگیر یہ تقریر اُس بادشاہ بے دین وبے ایمان کی ہم سب سُنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان ومال کچھ جواب

اُسکو ندے سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالی جاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرین گے آج ہی یہان سے کوچ کرین گے یہ کہکے اُس بیدین وبے ایمان کے دربار سے باہر آکر ایکدم بھی توقف نکرکے اسباب ومال و متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کرکے اُس شہر سے کوچ کیا اثنائے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن ومرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُس طرف سے گذرا جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُس کا واقعی بہت بڑا ہے مردمان سپاہ بے حد وبے شمار نظر آئے منزلون تک خیام وبارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران سپاہ کو بھی دیکھا کہ وہ دیو صورت وعفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے بعجلت تمام بخوف جان ومال روانہ ہوے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نہ کیا تھوڑی دیر توقف کرکے پھر کوچ کیا شب وروز برابر رہروی کرکے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہ کئی روز تک مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال واسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانہ کعبہ گئے حج سے مشرف ہوے مال واسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال واسباب تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے فضل خدا سے وہ مع الخیر ہین اور تمامی رفقا وسرداران سپاہ وجملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال واسباب خرید کیا تھا اور بلطف ومدارا ہمسے پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادہ تجارت اس طرف روانہ ہوے حوالی خانہ کعبہ کے قریب شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ وشاہزادگان عالی مقام وخواجہ عمرو ثانی کے زندہ وسلامت ہین لیکن وہان غلہ واجناس کی قلت ہے گرانی غلہ زیادہ ہے ہر ایک برنا وپیر اعلیٰ وادنیٰ مبتلاے بلاے گرانی غلہ ہے ہرچند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے مگر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ واجناس کے کوشش بلیغ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا الدعا جب ہم صاحبقران ثالث کے روبرو گئے بادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری وذرہ نوازی وعزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہٗ سامان دعوت وضیافت ہم سب کا اُن کے ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیہ لطیف وآب سرد سے ہمکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر وسیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر کا نہ کیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمھارے پاس مال واسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے بعد چند در چند تحائف کے دینے کے جملہ مال واسباب بیش بہا وبیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے اور اُن کے رفقا نے مال واسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال واسباب ہم سب کو دی بعد ازان ہمین آمادہ سفر پاکر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم حصار جانے کا ہے سنا ہے کہ اُسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین اثنائے راہ مین مال واسباب بیچتے اور خریدتے ہوے ضرور جائین گے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت شجاع وبہادر

ونجیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کرلین گے نفع کثیر ہوگا یہ سُنکے اُن جناب نے ارشاد کیا کہ اگر قصد مصمم تم سب کا جانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہی تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُن کو دیدینا اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہی زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا یہ نحیف نامہ لے کر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال واسباب اشترون پر بار کرکے وہان سے اسطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین جابجا مال واسباب فروخت کرتا ہوا اور انواع واقسام کا مال واسباب خرید کرتا ہوا کوچ ومقام کرتا ہوا راہ دور و دراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا ہی تھا کہ حسب الطلب حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اسکے مال واسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی صاحبقران کشورستان نے نامہ و فرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لے کر نامے کو حوالے میر منشی کے کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو وا کرکے بآواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ ہون میر منشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب وآداب کے عبارت ومضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا وسلام کے صاحبقران رابع سلطان کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون ومکان بصحت وعافیت ہین مشتاق تمھارے دیکھنے کے ہین اور تمام رفقا وشاہزادگان وسرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہین سب کی جانب سے درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادون اور سرداران سپاہ کو تسلیم وسلام دعا پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان وشاہزادہ نورالدہر وشاہزادہ عین الزمان و شاہزادہ نورالزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادون وسردارون کو درجہ بدرجہ تسلیم وسلام و دعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بہت ہی بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمر وثانی خواجہ خضران کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند ہمنے تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع مین روانہ کیا تھا کہ طیفور گرد پا کو طریقہ وفن عیاری تعلیم کردو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تاکیداً تمکو لکھا گیا ہی زیادہ دعا اور ہماری طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ اہل دربار کو علی قدر مراتب ومناسب تسلیم وسلام و دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام وکمال میر منشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اُسوقت بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ رفقائے صاحبقران ثانی وشاہزادگان مرقوم کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے ان سب کو یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلدتر وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوکر اُن سے ملین اُن کی مفارقت مین زندگی بے لطف گذرتی ہی جب تمامی شاہزادگان وجملہ سرداران لشکر تقریر اپنی ختم وتمام کرکے خاموش ہوے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا کہ مین کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکیداً تحریر کیا ہی کہ دیکھتے ہی ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی وناراضی کا ہوگا لہذا مین آپ سے رخصت ابھی سے ہوتا ہون پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی ہوئی ہو تو آپ اُسے معاف فرمائیے گا کیونکہ گناہ وخطائے بندگان عظیم ہی خطا وگناہ تو خدا کا ایسا ہی کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشندے گا مگر خطاے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نکرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نکرینگے صورت
نجات ظہور مین نہ آئے گی خواجہ کے جواب مین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہین آپنے
کوئی خطا و قصور ہمارا نہین کیا ہی اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو اُسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی
شاق ہی دل نہین چاہتا کہ آپ ہمسے جدا ہون مگر مجبوری ہی روک بھی نہین سکتے ہین آپ عزم خانۂ کعبہ
کر چکے ہین ایسے مقام متبرک کی طرف سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے تقریر خضران بن عمر وثانی سُنکے اُسیوقت ایک نامہ میر منشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے
اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمین آپ کا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی
آپ کے پاس آنے کے واسطے بیقرار ہی انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپ کی خدمت مین ہم
آئین گے اور دس خزانے واسطے آپ کے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے
بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہین امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف مین لائیے گا اور
صاحبقران ثانی کو بھی پانچ خزانے ان خزانون مین سے براے صرف و خرچ امور ضروری کے دیدیجیے گا
اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کہیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادون اور سردارون
کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا
پھر نامہ لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمر وثانی
کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیدیجیے گا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جائیے گا
وہ بھی اُن جناب کو دیدیجیے گا اور یہان کے حالات زبانی بھی کہدیجیے گا ہرچند کہ آپ کا جانا ناگوارہ ہی لیکن
بمجبوری ہم آپ کو رخصت کرتے ہین خواجہ خضران نے کہا کہ مین تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا
راہ مین لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤن گا راہزن خزانے لے لین گے مجکو قتل کر ڈالین گے صاحبقران
نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب مین ان خزانون کو رکھ لیجیے یہ جیب آپ کے اس جامے کی زنبیل
کی مانند ہی بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکین گے اور آپ کو وہ کیا قتل کر سکین گے
آپ وہ شاہ عیاران ہین کہ خود اُن کو لوٹ کر اُنھین کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھون دشمنون کو بیہوش
و مدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہین
ہی یہ کہکے دلسوز کو پاس اپنے بلاکر وہ جامہ اپنے تن سے اُتار کر نے اور نقارہ سہگین روبروے صاحبقران
رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادر زمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے مین بخوشی خاطر آپ کو دیتا ہون صاحبقران نے
فرمایا کہ نے کو توڑ ڈالیے کہ یہ شے مردون کے لائق نہین ہی نامردون کے واسطے خوب ہی کہ اسکو بجا کر
اپنے حریفون کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالین ہم مرد میدان نبرد ہین خداوند عالم نے ہمکو ہمت و شجاعت
و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہی ہمین ایسی شے کی احتیاج نہین ہی ہان یہ نقارہ سہگین واسطے زینت
لشکر و نقارخانہ لشکر کے خوب ہی یہ فرماکر وہ نے جو دیوقران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ ڈالی اور نقارہ
سہگین کو حکم دیا کہ اسکو نقارخانے مین جاکر رکھین ہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگانیکا حکم دیا جائیگا
حریف کے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جائین گے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس
نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اٹھاکر نقارخانۂ لشکر مین رکھ آئے خواجہ
خضران بن عمر وثانی نے اُس جامہ درویش مرجان سرخ مو کو اپنے ہاتھ مین لیکر دلسوز بن
جانسوز بن مہترقران سے کہا کہ او چھوکرے تونے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہی اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہی خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی لے اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پر درست ہوگا تو مین تجھے دیدونگا دلسوز نے بصد خوشی وتمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
غضنفران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامہ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہی اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت وضرورت وطلب اس جامے کی جیب سے نکلسکتی
ہین تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب مین ہاتھ ڈال کر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شے کی ضرورت ہی
حکم درویش مرجان سرخ موسے جلد دے فوراً وہ شے جس کو طلب کیا ہی ہاتھ مین آجاے گی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب مین منڈھی بھی ہی جو کہ
تو نے دیکھی ہی اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہین شادمان ہو کہ مین نے تجکو زنبیل خواجہ عمرو
اولی گویا دیدی ہی دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شے مجکو عطا فرمائی ہی
کہ اس کا مثل ونظیر بجز زنبیل اور کوئی نہین ہی اس عطیہ سے میری عزت افزائی فرمائی مین بھی تاحیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا مین روشن کرونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہی کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ غضنفران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ مین تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہون اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
وہوشیار وبلاے بے درمان عیار ہی حضور کے حوالے کیے جاتا ہون یہ آپ کی خدمت مین رہے گا مجھے
امید ہی کہ یہ کارہاے نمایان کرے گا عیار نامی ونامور ہوگا اپنے اب وجد کے نامون کو روشن کرے گا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن مہتر قران کا ہی آفت روزگار بلاے
بے درمان ہی اس کے آفت روزگار وعیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق مین یہ عیاری اس کی ہی
ملاحظہ ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولی اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گردیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیون طیفور گردیا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہین یہ تمھاری کلاہ ہی اور یہ وہ خنجر ہی
کہ جو خواجہ عمرو اولی کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمھاری کمر مین ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب نامہ بربن کر فتیلہ بیہوشی روشن کر کے تمکو بیہوش کر کے تمھاری یہ کلاہ اس نے اتار لی
تھی اور یہ خنجر تمھاری کمر سے اس نے لے لیا تھا پھر تمھاری سوراخ ہاے بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈال کر تمھارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کر کے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمھارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ اہل دربار کے روبرو
مین اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہون تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس تین روز کے میرے شاگرد
نے تمکو چٹ پٹ کر دیا تمپر عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب مین آگئے شب تاریک مین نامہ
پڑھنے کی تمھین فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
مین تم اُس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تمنے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمھارے
دماغ تک پہونچا تمام بیہوش ہوے تھے اس نے تمھاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمھارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنادی اور خنجر اُس کی کمر مین لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

سمجھا

مجکو یقین ہی کہ یہ چھوکرا جوان ہوکر عیار بے نظیر ہوگا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہی خود بھی یہ عقلمند ہی اپنی طبیعت سے ایک بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہی رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند خون کے بھری ہوئی ہی مکر و فریب کرنے اور دینے مین یہ مشاق ہی رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہی نقارہ سہمگین اور نے جو توڑ ڈالے گئی اسی نے عیاری کرکے دیوقران سے لے لی تھی اُس زمانے مین یہ دو روزہ کا میرا شاگرد تھا دیو مہیب صورت کے نہ ڈرا دیو سے اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالاے کوہ جاکر دیو مذکور پر عیاری کرکے اُس کو بیہوش کرکے نے اور نقارہ مذکور اُس سے اس نے لے لیا تھا اور ملکہ روشن آرا جہان کو اس کے قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کارہاے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری و چالاکی پر حیرت ہوئی ہی بڑا ہوشیار و چالاک ہی خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچاے اس سن و سال مین آفت روزگار ہی طیفور گردیا سے عیاری مکاری مین زیادہ تر ہی ابھی تو اس کا یہ حال ہی آئندہ یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہوگا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہوگا لشکر حضور کے تمام عیارون سے یہ بڑھ کر عیار ہوگا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ خضران سُنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہی کہ ہمین حیرت ہوئی اگر بقول تمھارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہی تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھائین گے عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرین گے اپنا عیار اس کو شمار کرین گے بیشتر اس کو خلعت و انعام دیا کرین گے یہ فرماکے بادشاہ موصوف خاموش ہوے خواجہ طیفور گردیا کو ملال و رنج ہوا دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامہ درویش مرجان سُرخ مو مجھے ندیا اس اپنے چند روزہ شاگرد کو دیدیا اس جامۂ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیب تھا نہ اس طفل کو بھلا اس چھوکرے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو دیدیا اور ہمسر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجھسے ملال ابتک ہی مین نے جو عیاری کرکے بانے عیاری کے مع زنبیل ان سے لے لیے مین اسی کا ان کو ابتک ملال مجھسے ہی یہ خیال کرکے سر جھکاکر خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب ندیا اسی اثناے مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہی تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب یہ ہی کہ لشکر صاحبقران مین رہو بآرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہے گا بذریعہ خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہے گی اور ہمکو بھی تمھارے حال سے آگاہی رہے گی فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نرہون گا آپ کے ہمراہ ضرور چلون گا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اُس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اُٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم ہوے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد بیرون بارگاہ جانے خواجہ خضران کے وہ فرد اسباب و مال جو طہماس تاجر نے دی تھی اُسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ طہماسب کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدو اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسب رومی سے لے کر مال خانے مین داخل کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لا کر دیدیا پھر طہماسب نے تمام مال و اسباب اپنے غلامون وغیرہ سے منگوا کر اُن ملازمون کے حوالے کیا اُنھون نے مال خانے مین داخل کیا صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعدہٗ حسب التماس اُسکی اُسے رخصت کیا ہنگام رخصت اُس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت کی دے کر کے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اُس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپیے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو ہمراہ اُن خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطور اور نامبردگان کو ہمراہ اپنے لے کر مع خزانہ ہاے مندرجہ بالا بجمیعت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ ہوے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ اُن کے تھوڑی دور تک گئے بعد ازان اُن سے رخصت ہو کر لشکر مین آئے مگر محزون اُدھر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہم جلیس سرور جنگ نواز زوجہ خواجہ خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور اُن سے خوب مل کر اُن کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پا کر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول اُن کی جدائی مین بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام رونق افزاے تخت حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آ کر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب دست راست صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوے تھے کوکب انجم حصاری و ساریق بن بقا و سختگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوے تھے مگر سب خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا دلسوز بن جانسوز بن مہترقران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا اُن کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہرچند دربار بادشاہ پانچہزار پانچ سو پچیس سردارون اور بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سنّاٹا تھا اکثر سردار سر جھکاے ہوے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پر درد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام دارا ابن داراب سیمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج خضران بن عمرو و ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہی کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہی صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی اُن کی مفارقت مین یہی حال ہی مگر وہ سوے خانہ کعبہ گئے ہین ارادہ اُن کا حج کا بھی ہی گام فرساے راہ خیر ہوے ہین چندان اُن کی جدائی کا ملال نفرمائیے خداوند عالم اُن کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچاے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر اُن کے واسطے کرنا ضرور ہی کیونکہ سفر دور و دراز اُنھون نے اختیار کیا ہی راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہی ہرچند ہمراہ اُن کے اور خزانہ ہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہی اثناے راہ مین دشت و کوہ دریا ہین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ مین بعض بعض مقامون پر پانی نایاب وکمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے مین اکثر مقام وصحرا ایسے ملتے ہین کہ کوسون تک
سایہ کا نام بھی نہین کوئی درخت منزلون تک نظر نہین آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے اُن منازل مین
سایہ شجر کا نظر بھی نہین آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت وحفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہین
اور دن کو مقام کرتے ہین خصوصاً قبل دوپہر سے رہروی موقوف کرتے ہین باوجود اس حفاظت
جان وآرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دور و دراز سے علیل وخستہ ومانده ہوجاتے
ہین اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ وصعوبت سفر نہ لاکر مرجاتے ہین خانہ کعبہ تک جانا اُن کو میسر
نہین ہوتا ہی جن کی اجل آتی ہی اُن کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا ممکن نہین ہوتا ہی راہ ہی مین
ہلاک ہوجاتے ہین اور جن لوگون کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اُٹھا کر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہین حج سے مشرف ہوتے ہین خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضران وفرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے ضرر نہ پہونچے مع الخیر تا خانۂ کعبہ پہونچین یہ عرض کر کے خاموش
ہوے اہل دربار سے اکثر نے بجاے خود اُن کے واسطے دعا کی بادشاہ موصوف نے بھی اُن کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا مین ساریق بن بقا نے سختگان کی راے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبراتا ہی سیر وشکار کی طرف دل مائل ہی صحراے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دین تو ہم چند روز کے واسطے سوے سبزہ زار
جائین سیر صحراے سبزہ زار بھی کرین شکار بھی کھیلین اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین قبل اسکے ارادہ
ہمنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہین صاحبقران نے گفتگوے ساریق بن بقا سنکے کچھ فکر کر کے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ گریز اختیار نکرنا اور کوئی فتنہ و
فساد برپا نکرنا ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا سختگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہیین کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمۂ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوے ہین مین بھی کلمہ پڑھ چکا ہون فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہون آپ اطمینان رکھین
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سختگان ہمنے احتیاطاً کہا ہی اور اطلاعاً کہا ہی یہ فرما کر اپنے لشکر کے کچھ
سوارون کو حکم دیا کہ ہمراہ ساریق بن بقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہو کر مرکبون پر
سوار ہوے ساریق بن بقا اور سختگان دربار سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کر کے ہمراہ اُن سوارون کے خود بھی سوار ہو کر جانب صحراے سبزہ زار دونون نامبردہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے کہ جسمین
کوسون تک سبز و سبز وشاداب تھا فرش سبزہ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا ہواے سرد فرحت افزا
اُس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم وشوخ و چالاک بکثرت تھے جا بجا غول و
گروہ اُن کے نظر آتے تھے نہرین بھی بہتی ہوئی نظر آتی تھین ساریق بن بقا اور سختگان اُس
صحراے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیون سے گویا ہوے کہ یہ صحراے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا مین
شکار آہو کھیلین گے اب آگے یہان سے نجائین گے یہین خیام ایستادہ کرو بارگاہین برپا کرو
خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی ساریق بن بقا اور سختگان مع اپنے ہمراہیون کے شکار آہو

مین مصروف ہوے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن بقانے ملازمون کو حکم دیا کہ ایک آہو کے کباب تیار کرو اُنھون نے کباب آہوے مذکور کے تیار کیے اُسوقت ساریق بن بقا اور سخنگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اُتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قاب مین اور پلیٹون مین رکھکر پیش کیے پھر اُس کے حکم سے جملہ ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین متفرق ہوے جس طرف غول آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لے کر چلہ کمانین جوڑ کر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے دوڑا کر جانے لگے کچھ خدام پاس ساریق بن بقا کے رہ گئے ساریق بن بقانے کباب آہوے شکار کردہ پر نظر کر کے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کر کے آبدیدہ ہو کر آہ کی سخنگان نے پوچھا کہ اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہی یہ صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہی سبزہ لہلہا رہا ہی ہواے سرد چل رہی ہی ابر سیاہ آیا ہی عجب نہین کہ ترشح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے بعد میخواری یہ کباب آہو کھائیے شادمان ہوجیے یہ صحراے سبزہ زار جاے فرحت و سرور ہی نہ جاے آہ و بکا ہی چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن بقانے زیادہ تر اشکبار ہو کے کہا کہ اے سخنگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجالاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار ہمارا نہ رہا دست صاحبقران سے تباہ برباد و ذلیل و رسوا ہوے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اُٹھائی تھی خداوند ہو کے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اس تیری تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی خیال سے ہم اشکبار ہوے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہوگیا سخنگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہی صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے بہلائیے فکر و تدبیر سے غافل نرہیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیے گا تو ہلاک ہوجائیے گا آپ کا رنج و غم کرنا بجا ہے افسوس ہزار افسوس کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپ کو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہو کے تابع حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہوگئے آزادی نرہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نرہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپ کا باقی نرہا لیکن غنیمت جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان نہوتے مثل طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن مین جدائی ہوجاتی آپ کے خون سے زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپ کا باقی نرہتا آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کرلیا اب میری یہ راے ہی کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نفرمائیے ایسا نہو کہ افشاے راز ہو اور صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضب ہو گھبرائیے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہی کہ دیر آید درست آید آیندہ دیکھا جائے گا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی باز نہ آون گا ان کو

کسی نہ کسی بلا مین اپنی تدبیر سے مبتلا کرونگا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤن گا بالفعل صبر و شکیبائی اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد نہ کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہین گذری ہی جس کو عروج ہوا ہی اُسے زوال بھی ہوا ہی ہمیشہ زمانہ بہار کا نہین رہتا ہی خزان کا بھی دور ہوتا ہی بڑے بڑے سلاطین روزگار گردش فلک کجرفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوگئے نہ تخت و تاج رہا نہ ملک و مال رہا نہ طبل و علم رہا نہ لشکر رہا نہ وہ رہے بسا عجب ہی کہ آپ صبر و تحمل نہین کرتے ہین دیکھیے کہ آئندہ کیا ہوتا ہی کوئی تو تدبیر یہ حقیر کرے گا کوئی نہ کوئی صورت آئینہ تدبیر مین پیدا ہوگی ساریق نے جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ من صبر و تحمل مجھ سے نہین ہوسکتا ہی اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی ہی کہ بیان نہین ہوسکتی افسوس ہین اور صاحبقران کی اطاعت اور مشکار آہو کی اُن سے اجازت یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بآواز بلند رونے لگا سختگان بھی بارگاہ سے باہر آکر اُسے سمجھانے لگا اور خود بھی اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونون کو تو صحرا مین مشغول نالہ و فغان چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست حاکم طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر کوکب الانجم حصاری و حال صاحبقران طلسم زلزلہ سے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہوکر تمام حال مسلمان ہونے کوکب الانجم حصاری و تمامی رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے لکھا گیا ہی ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے راہ مین وہ صحرائے سبزہ زار مین صدائے نالہ و فغان سنکے متردد ہوگیے دل مین کہنے لگا کہ دریافت کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہین کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین یہ باتین اپنے دل مین کرکے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بناکر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ ساریق بن بقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونون کون مبتلائے رنج و محن ہین جو رو رہے ہین خدام و سواران مذکور نے کہا تم نہین جانتے کہ یہ کون ہین اُس نے کہا کہ اگر مین آگاہ ہوتا تو تم سے کیون دریافت کرتا مین تو ایک مرد دہقانی ہون ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا ہی اس صحرائے سبزہ زار مین تم سب کا مجمع دیکھا ہی ان دونون اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہی خدام اور سوارون سے دو چار آدمیون نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونون شخص جو رو رہے ہین ان مین ایک تو ساریق بن بقا ہی جو خداوند اپنے تئین جانتا ہی اور دوسرا اُس کا وزیر سختگان ہی دہقانی نقلی نے پوچھا یہ تو بیان کرو کہ یہ کیون اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہین کیا زبردست مصیبت پڑی ہی کس درد جانستان مین مبتلا ہین کس بات کا ان کو غم ہی کیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہی اُن سوارون اور خادمون نے جواب دیا کہ ہمین ان کے رونے کا سبب معلوم نہین ہی ہان ہم یہ جانتے ہین کہ اس صحرائے سبزہ زار مین یہ دونون واسطے شکار آہو کے آئے ہین ہم سب ان کے ساتھ آئے ہین تھوڑی دیر گذری ہی کہ دو آہو شکار کیے تھے اُن مین سے ایک آہو کے کباب تیار کرکے اُن کے روبرو لے گئے تھے انھون نے کباب تو نہ کھائے نہین معلوم کیا خیال کرکے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تمکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو ان کے پاس جاکر پوچھو یہ تمسے بیان کرین گے دہقان مذکور نے پاس ساریق بن بقا کے جاکر سختگان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اور یہ تمھارے پاس جو رو رہے ہین نالہ و فغان کر رہے ہین ان کا کیا نام ہی اور سبب نالہ و فغان کیا ہی سختگان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہی اور سبب نالہ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہی ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہین تجھے کیون بتائین اور جس صدمہ و غم مین مبتلا ہین تجھسے کیون بیان کرین ہمکو تجھسے یہ امید نہین کہ ہم دونون دردرسیدہ کا تو کوئی علاج کریگا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ اظہار نام و سبب نالہ و فغان مین تمھین عبث تامل ہی اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ نہ کرو شاید تمھارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہوسکے درد دل کے بیان کرنے مین کیا قباحت متصور ہی آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہی سخنگان نے کہا کہ ہمین اندیشہ افشاے راز کا ہی اسوجہ سے اظہار رنج و غم مین تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو چل بارگاہ مین بیٹھ ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہی کہ مفصل نہ ہم بیان کر سکتے ہین نہ تو سن سکتا ہی ہان بطور اختصار و خلاصہ بیان کرینگے مگر یہ تو بتادے کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تاکہ ہمین بھی تو معلوم ہو کہ تو ہمارے دوستون سے ہی یا دشمنون سے اُس نے کہا کہ مین بھی اپنا نام تمھین بتا دونگا پہلے تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو سخنگان ساریق بن بقا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا وہ مرد دہقانی یعنی معین جادو بھی اُن کے ہمراہ آکر بارگاہ مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے اُس سے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند ساریق بن بقا ہین ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین ان کے بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر مین تخت حکومت پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے خداوند مشہور تھے اور اب بھی یہ خداوند اپنے تئین جانتے ہین صاحب عزت و وقار ہین ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہ وہ مسلمان ہین اور صاحب زور و قوت و مال و لشکر کثیر ہین اُن کے لشکر کے بادشاہ کا نام داراب دارابن سیمین زرہ ہی بوجہ عداوت مذہب و ملت کے ان پر لشکرکشی کی تھی گلستان باختر مین جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی ہوئی تھی کشت و خون بہت ہوا تھا مردمان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخرکار بخیال خونریزی بندگان یہ وہان سے روانہ ہوے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اسطرف روانہ ہوے انھون نے ان کا تعاقب کیا انھون نے اُن کا برا نہ چاہا اُن کے برباد و تباہ و غارت کرنے کی فکر کی اُن کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہان بھی آکر اُن کے ہاتھ سے ان کو راحت نہ ملی کوکب انجم حصاری کے یہان یہ مقیم ہوے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع لشکر گران ان کے تعاقب مین یہان بھی آئے کوکب انجم حصاری نے انکی اعانت کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا گئی لڑائیان ہوئین کشت و خون بہت ہوا اس اثناے مین ایک درویش آفتاب صورت نو لاکھ سوارون کی جمعیت سے اور چند نقابداران سبزپوش مع دو بادشاہون کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمرو ثانی ہی اور خداپرست ہی پہلے اُس کے سردار نے ایک سردار سپاہ مسمی احتشام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا پھر اُس درویش یعنی خضران بن عمرو ثانی نے ایک نفیر بجاکر مردمان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کرکے نقابداران طلسمی یعنی نقابدار حور اللقا و نقابدار گل رخسار سرخ پوش وغیرہ کو گڑھاؤ مین ڈالکر کھولتے ہوے تیل مین جلا دیا پھر اُس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی قرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما ہوا سات روز کے بعد آٹھوین روز صاحبقران نے عین کشتی لڑنے مین اُس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہی پہلے کچھ باہم باتین ہوئین پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثناے مین
حمائل خان کہ لقا پرست تھا ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا اُس کے ساتھ پچاس ہزار جنگی
ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضران کی سپاہ پر آپڑا و رہوے کوکب انجم حصاری بھی
اُس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی
ہوئی تینون لشکرون کے چھ سات لاکھ مردمان سپاہ کام آئے تمام صحراے حرب گاہ کشتون سے
بھر گیا ہاتھیون نے ہزارہا مردمان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زرین سے اُتار لیا اُنھون نے
دم نہ مارا خاموش رہے فکر اُن کے تبارہ کرنے کی نہ کی اب یہ اپنے حال پر نظر کر کے گریان ہین صاحبقران
دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کر کے اور خود اُس کو بھی مسلمان کر کے عیش و عشرت مین ہین
عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر چکے ہین تمام رعایاے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہی اور
صاحبقران کو خوشی حاصل ہی ان کو رنج و ملال ہی مین ان کا وزیر ہون تمام میر سختگان ہی ان کا ہمدم و
خیر خواہ ہون صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہون چاہتا ہون کہ ہم دونون کی طرح
وہ بھی کسی رنج و غم مین مبتلا ہون جس طرح ہم رو رہے ہین وہ بھی روئین خلاصہ حال تمام و کمال
ہمنے تجسے کہدیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو حسب و عہدہ اپنا نام بتاؤ ہمارے درد دل کا علاج
کرو اُس دہقانی نے سنکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک کچھ اپنے دل مین سوچا کیا بعدہ سایق
بن بقا اور سختگان کی نظر سے غائب ہو گیا ملک جی کو حیرت ہوئی سایق بن لقا بھی دریاے حیرت
مین غوطہ زن ہوا اُن خدام اور سوارون کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اُس سے سختگان نے
گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا جاتے ہوے بھی نمعلوم ہوا سب کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام
مسطور شکار کھیلنا آہو کا بھول گئے خود شکار بچہ شہباز حیرت ہوے ان سب کو تو مبتلاے فکر و حیرت
چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال معین جادو ناہنجار کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس نے تمام حال سختگان
سے سنا دل مین اپنے خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین یہان آکر کوکب انجم حصاری وغیرہ
کو انھون نے مسلمان کیا اُس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی
کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اُس کو اپنا فرمانبردار کیا ہی اپنے دین مین اُس کو لاکر
دین آبائی اُس کا اُس سے ترک کرایا ہی ان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانون نے
ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہی ان کے بھی بادشاہ لشکر
کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا پھر سوے لشکر اہل اسلام و جانب انجم حصار گیا
جب انجم حصار کی حد مین پہونچا وقت شب کا تھا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام
جو صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد
بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و گرد بارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف مکرانی دس ہزار سوار کی
جمعیت سے طلایہ پھر رہا تھا صدا اے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اُس کے دے رہے
تھے مشعلین اور پنجشاخے وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران مین موجود تھے
حفاظت اُن کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جا کر دیکھ لیتے تھے سواران

طلایہ گرد لشکر پھر رہے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھرتے تھے خیام
سرداران سپاہ کے بھی چہار طرف گردش کررہے تھے معین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو عقل وفہم سے ونیز بزور سحر دریافت کرکے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی وہ سواران طلایہ اُس ہوائے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کیں خواب غالب ہوا کسی کو حواس وہوش نرہا سب غافل ہوگئے معین جادو اُن سب کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سو رہے ہین
بارگاہ مین روشنی ہی شمعین مومی وکافوری روشن ہین شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہی
بعد دیکھنے زینت بارگاہ کے قریب بادشاہ موصوف جاکر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعد ازان
بارگاہ سے باہر آکر سوے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جانا مناسب نہ جان کر انجم حصار
مین شب بسر کرکے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسی صحراے
سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ساریق بن بقا وسختگان وغیرہ صحرا مین ہنگام سحر مصروف شکار ہین یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالاے زمین آیا سختگان وساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز کو اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہی جب وہ قریب آیا سختگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پرند کھیلوگے اُس نے
جواب دیا کہ مین شکار کھیل آیا سختگان نے کہا کہ یہ باز ہمین دو تھوڑی دیر ہم اس باز سے طائرون کو شکار کرین
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہین ہی کہ ہم تمکو دیدین اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سختگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت نکرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طائران نہین ہی ساریق بن بقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہی اُس نے
کہا کہ تمھارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہون یہان سے بارگاہ مین چلو تخلیے مین بیان کرونگا ساریق
بن بقا اور سختگان اُسکو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لاکر بیٹھے تنہائی مین اُس نے کہا آگاہ ہوجیے کہ یہ باز
دراصل نہین ہی یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہین مین ساحر ہون نام میرا معین جادو ہی حاکم طلسم زلزلہ
نے مجکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری ولشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا مین نے
یہان آکر تمام حال سے آگاہ ہوکر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤن کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہان سے
لے جاؤن پس مجکو لشکر اسلام مین سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو روبرو اپنے بادشاہ وحاکم کے
لے جاؤنگا تمام حال جو دیکھا ہی اور سنا ہی وہ بیان کرونگا یقین ہی کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کرکے مجھے انعام دے گا مجھسے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے نہ باز آئیگا
ضرور اس کو قتل کرے گا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہی علاوہ اس کے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین وملول ہوکر
یہان سے کسی طرف چلے جائین گے یا کثرت صدمہ ورنج سے ہلاک ہوجائین گے ساریق بن بقا و
سختگان نے بہت خوش ہوکے کہا کہ ہمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لے چلو ہم اُن کے دیکھنے اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہین سوا اس کے اگر ہم دونون اُن تک پہونچ جائین گے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائین گے تمھارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبون کا
وہان لیجانا اچھا نہین ہی مبادا شہنشاہ ناراض ہون سختگان نے کہا کہ اے معین جادو
یہ کیا کہتے ہو بھلا ان کے اور ہمارے وہان لے جانے سے بادشاہ طلسم تمسے ناخوش ہونگے ہرگز نہین

بلکہ بہت تمسے خوش ہونگے انعام کثیر دینگے ہم تمھاری تعریف اُن سے کرینگے خلعت و انعام کثیر تمکو دلوائینگے خداوند بھی تمسے خوش ہونگے تمھاری بہبودی چاہینگے معین جادو نے سنختگان و ساریق بن بقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسماے سحر اُن پر دم کرکے اُن دونون پر مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونون زاغون کو بالاے ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سوارون وغیرہ کو چھوڑ کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن بقا نے ہر چند کہ شور و غل کیا اور تعاقب اُس کا کیا مگر کچھ فائدہ نہوا وہ دفعتًا زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت مین سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور و لاچار ہوکر صحراے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بنا کر لے گیا اور وہ شب گذر کر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر براے اداے نماز صبح بیدار ہوے اور وہ سوار طلایہ بھی ہوشیار ہوے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر اُن پر کیا تھا کہ جس سحر کا اثر فقط شب تک رہا کیونکہ مدت بقاے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش مین آئے ہر ایک نے بعد طہارت وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصد اداے فریضۂ سحری کیا جب ہر ایک شخص اعلیٰ ادنیٰ نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربارگاہ صاحبقران عالی مقام پر آئے اس اثناے مین صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوے ہر ایک سردار و سوار نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر سب سردارون کو ہمراہ اپنے لے کر دربارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر جا کر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کر کے متردد ہوکے سرداران سپاہ سے فرمایا آج کیا باعث ہی کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہین ہوے وقت برآمد ہونے کا گذر گیا اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین کبھی ایسا نہین ہوا کہ اتنی دیر برآمد ہونے مین ظل اللہ کے ہوئی ہو مقام تردد ہی خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ مین جا کر دیکھا جائے صاحبقران نے کہا کہ ہان ہماری بھی یہی راے ہی یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوے اکثر سردار و عیار بھی بارگاہ مین گئے وہان عجب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ دل ہر ایک کا کثرت رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ تن مانند مرغ بسمل تڑپنے لگا بے اختیار ہر ایک متحیر ہوکر رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان کیون ہی سبب نالہ کیا ہی خیریت تو ہی ہرکارون عیارون نے رو کر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہین بچشم خود دیکھ آئے ہین کسی دشمن نے سر اُن کا شمشیر آبدار سے کاٹ کر اُن کے سینے پر رکھدیا ہی پوشاک ظل اللہ و فرش مسہری تمام خون سے تر ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ مین داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا ہی حالت خواب غفلت مین بادشاہ عالیجاہ کو قتل کیا ہی کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہی اگر مرد ہوتا تو حالت بیداری مین مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیارون سے سنکے بے اختیار رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر مین جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا بفلک پہونچا کسی نے اس غم مین گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑائی کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کو اس خبر کے سننے سے سکتا سا ہو گیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچکر کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نرہا بادشاہ ہمارا قتل ہو گیا اُن کے غم مین ہم بھی اپنے تئین ہلاک کرتے ہین بعد اُن کے زندگی خوب نہین یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا جو سوار وغیرہ اُس کے قریب کھڑے تھے اور رو رہے تھے اُنھون نے دوڑ کر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر خودکشی اچھی نہین ہی کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتے ہو حالانکہ صدمہ قتل بادشاہ موصوف بہت ہی مگر ذرا دریافت اچھی طرح تو کر لو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوے ہین یا نہین کوئی سردار سیاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم مین سر اپنا بے کلاہ کرتا تھا کوئی یہ خبر جانگسل سنکے بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم جانگاہ مین کھونے لگا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی اس صدمے مین جان سے گذرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعہ سے بیقرار ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گر کے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھائل ہوا کسی نے اس ماتم مین اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے افراط الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے تلوار نکالی کوئی آہ سرد بھر کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہو کر کہنے لگا حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا شاہان ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانین کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گر کے غش کر گئے دیکھنے والون نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نہ لا کر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم مین محزون ہوا کسی کی آنکھون سے اس غم مین بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو ساریق و سختگان نے قتل کیا ہو وہی دونون حیلہ شکار کھیلنے کا کر کے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار ہو کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو حمائل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ یہ نابکار لشکر مین موجود ہی دل سے مسلمان نہوا ہوگا عداوت اس کے دل مین ہوگی صاحبقران سے تو بس نہ چلا ان کو تو خوف سے قتل کر نہ سکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہین گیا تاکہ قتل کرنا ثابت نہو کسی نے رو کر اُسے جواب دیا کہ یہ کام حمائل خان کا بظاہر معلوم نہین ہوتا ہی اور کوئی بداندیش کا یہ کام ہی بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ مین جا کر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزارون سواران لشکر طلایہ لشکر کر رہے تھے اُن سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ مین جاتے ہوے نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کہ کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اُٹھا کوئی چوب خیمہ سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہمکو قتل کرتا سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یون گویا ہوا کہ ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا ہی کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے سینے پر کیون رکھدیا ہی اس کا کیا باعث ہی کوئی دیندار زار زار رو کر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہی کہ ہم اپنے بادشاہ سے جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ مین روے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوون سے بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہوئی صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف مین روتے روتے رومال آنسوون سے تر کیے اسقدر

روئے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکرگاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلیٰ ادنیٰ صغیر و کبیر
برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوے ہر ایک کی نظر مین اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آخرکار
بعد گریہ و زاری بیحد و بسیار کے حسب اتفاق راے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالی جاہ
سامان دفن و کفن ہونے لگا اُسوقت بعض بعض عقلا نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
عرض کیا کہ ابھی لاشہ بادشاہ نہ اُٹھایئے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام زندہ ہین قتل نہین ہوے ہین ذرا خواجہ زادون کو طلب فرمائیے اُن سے پوچھیے وہ
بزرجمہر کے فرزند ہین علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہین وہ اگر موافق اپنے قاعدہ اور علم کے
کہین کہ بادشاہ لشکر موصوف ضرور قتل ہوگئے تو اُسوقت میت اُٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ
نہ کہین ہرگز میت بادشاہ نہ اُٹھائیے ہمین کچھ اس مین اسرار پایا جاتا ہی شک و شبہہ بھی ہوتا ہی کہ یہ لاشہ
بادشاہ لشکر کا نہین ہی دلیل اس کی یہ ہی کہ اگر دراصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے
جدا کرکے لے جاتا بالاے سینہ نہ رکھ جاتا یہ کارخانہ سحر ثابت ہوتا ہی صاحبقران نے اُن عقلا کی تقریر سنکے
فی الفور خواجہ مہران و خواجہ خورشید پسران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لائے بعد سلام
انھون نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم مین آپ نے ہمین کیون طلب کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ
صاحبون کو اسواسطے طلب کیا ہی کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت
کرنا منظور ہی لہذا آپ دونون صاحب موافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ
لشکر اسلام زندہ ہین یا نہین اور اگر زندہ ہین تو کہان ہین اور کب تک وہ لشکر مین تشریف لائین گے
اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتایئے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہی یا اور کسی شخص کا
ہی خواجہ زادون نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت بہ رجوع قلب پڑھکر قرعہ
ڈالا اُن کی اشکال پر نظر کرکے زائچہ کیا پھر اشکال پر بخوبی تمام نظر کرکے خوش ہوکر کہا یا صاحبقران
کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خدا سے زندہ ہین
خانہ حیات اُن کا اس کا شاہد ہی کہ وہ ضرور زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین خدا چاہے گا تو ایک
زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ آپ سے ملین گے آپ اُن سے ملیے گا بعدہٗ وہ پھر اس لشکر مین آئین گے
اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہی کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہی یا اور کسی کا ہی اس بارۂ خاص مین ہمکو ہمارے
علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین ہی الا اُن کا ہم شبیہہ ہی پس
آپ کو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہین اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہی صاحبقران
خواجہ زادون سے یہ مژدہ جان فزا سنکے فی الجملہ شادمان ہوے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
و شاہزادگان عالی جاہ و تمامی مردمان لشکر اس خوشخبری سے شادمان ہوے وہ رنج و غم وہ صدمۂ
الم وہ نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادون کے حکم مذکور لگانے سے
قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیان خلعتہاے فاخرہ کی طلب کرکے خواجہ زادون کے
پیش کین پھر ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب ملکر نہلاؤ
اگر رنگ اور روغن سے صورت تبدیل کی ہی تو صاف اس تدبیر سے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے گا ملازمون
نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اُس وقت
صاحبقران نے خواجہ زادون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آپ صاحبون نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین کسی اور شخص کا ہی حالانکہ ہمارے ملازمون نے آب گرم تیز سے لاشہ
مذکور کو دھویا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم اب بھی کہتے ہین کہ یہ
لاشہ بادشاہ موصوف کا نہین ہی اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلوایا اور کچھ فرق ثابت ہوا
تو جائے اعتراض نہین ہی کیونکہ یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنانے والے نے
نہین بنایا ہی کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ بزور سحر یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ بنایا ہی خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم
کیا ہی لہذا آبِ وضو کٹورے سے پانی پر اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کر کے وہی پانی چہرہ و پیکر لاشہ ہم شبیہ
بادشاہ پر چھڑکیے ببرکت اسم اعظم الٰہی سحر دفع ہو جائے گا صورت اصلی ہویدا ہوگی صاحبقران
کشورستان نے جو موافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مدعا آئینۂ ظہور مین آئی یعنی
وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کر کے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ
ہی لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہین ہی صاحبقران اور جملہ اعلیٰ ادنیٰ ظاہر ہونے سے لاشہ
مرد کوہی کے بیحد خوش ہوے وہ جو کسی قدر شک و شبہہ و تردد تھا وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے
چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوے خصوصاً صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوے اُسوقت
صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کر دو بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل و
کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل و
کمال کی بہت تعریف کر کے اُن سے بیحد خوش ہو کے دوبارہ اُن کو خلعتہاے فاخرہ دے کر رخصت
کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ والمنہ یہ تو یقین کامل
ہو گیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جس کو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد
خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین پس
قبضۂ دشمن مین ہونا بادشاہ موصوف کا چندان جان گسل نہین ہی ایسا بارہا ہوا ہی ہمارے
بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہین اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئے گا کہ ہم تم اُن سے ملینگے
جو زمانہ اُن کی مفارقت کا ہی وہ بہر لازم ہی کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ و تر صدمہ و
رنج و ملال نہ بسر کیا جائے اُن کی تلاش و جستجو کی جائے اور اُن کے دشمن کو دریافت کیا جائے
تاکہ اُس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہی یوہین عمل کرنا چاہیے
ہنوز سرداران سپاہ صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہو کر خاموش ہوے تھے کہ وہ خدام و
سواران جنگی اور بہلیے میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے سوے صحراے
سبزہ زار براے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روبروے صاحبقران آئے سب نے
باادب سلام کیا صاحبقران نے اُن سے پوچھا کہ ساریق بن بقا و سختگان کہان ہین تم اُن کو کہان
چھوڑ آئے اُن کے ہمراہ کیون نہ آئے اُنھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اُن کا حال عجیب و
غریب ہی جو واقعہ گذرا ہی اور دیکھا ہی وہ حیرت افزا ہی صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اُنھون نے
عرض کیا کہ ہم سب نمکخوار حضور حسب الحکم ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے سوے صحراے سبزہ زار
گئے تھے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے نامبردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین ہم خادمون نے
دو آہو تیر سے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائین ملازمون نے اُسکے کہنے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کبابِ
آہو کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سخنگان سے کر کے بارگاہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار مین بآوازِ بلند رونے لگا
سخنگان اُسے سمجھانے لگا ہم غمخوار شکار آہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہوکر قریب
اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم غمخوارون نے وجہ نالہ و فغان دریافت نہ کی تھی
کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہمسے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین
ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن بقا ہی دوسرا شخص ان مین سخنگان نامی ہی پھر اُس نے
پوچھا یہ دونون کیون روتے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین تم خود اُن سے پوچھو
اُس نے اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم دونون کیون اسطرح بیقراری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا تم پر مصیبت
پڑی ہی کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اُسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سخنگان نے اُس سے
کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہمسے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہی
جہان تجھے جانا مطلوب ہی وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سخنگان اُس دہقانی کو مع
ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان روروکر نادیر اُس سے تمام حال ساریق بن بقا کا بیان کیا پھر وہ
دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و نہان ہو گیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام سحر اور ایک
شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھائے ہوے تھا سخنگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ
کیا تم بھی پرندون کا شکار کھیلو گے اُس نے جواب دیا مین بڑا شکار کھیل آیا اب شکار نہ کھیلونگا سخنگان
نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے
سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہی ساریق نے پوچھا
کہ کیا وجہ ہی جو باز قابل شکار نہین ہی اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکرو جب بہت اُس سے
اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اُسوقت سخنگان اور ساریق بن بقا
اُس نووارد شخص کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ کے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے
آہستہ آہستہ کیا کہا دور سے ہمنے جو دیکھا تو سخنگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا پھر باہم کچھ چپکے
چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سُنا بعدہ ہمنے دیکھا کہ اُسی شخص نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ ساریق
اور سخنگان دونون زاغ سیاہ ہوگئے پھر وہ شخص دونون زاغہاے مذکور کو اپنے دونون شانون پر
بٹھاکر بارگاہ سے نکلکر دفعتًا غائب ہو گیا ہر چند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار
ہوکر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور
نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سوارون وغیرہ سے تمام حال سُنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین
داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمر بندی کی اب تکلیف نہ اُٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران
مذکور وغیرہ سلام کر کے داخل لشکر ہوکر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان سوارون وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ساحر یا دشمن لشکر اہل اسلام
کو بارگاہ سے باز بناکر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن بقا اور سخنگان کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے
بناکر اپنے شانون پر بٹھاکر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے نہان ہو گیا اب ہمکو ضرور
فکر و جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہی اور اُس شخص کا بھی مقام قیام اور نام دریافت
کرنا لازم ہوا ان سوارون کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور ساریق بن بقا اور سخنگان کو لے گیا ہی سبھون نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا صحیح ہی یہ کام ضرور کسی ساحر نابکار کا ہی نہین معلوم وہ نابکار کہان رہتا ہی کس سمت گیا ہی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہے گا تو سب حال معلوم ہو جائے گا بالفعل یہان کوئی ایسا نہین ہی کہ اُس سے پوچھین اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا تھوڑا زمانہ گذرا ہی بلکہ قبل آپ کے یہان تشریف لانے کے انجم حصار مین ایک مرد دیندار و ابرار و متقی و پرہیزگار مسلمان مسمی حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا مین مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل مین عاجز آ کر اُن سے سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی گم ہو جاتا تھا اور لوگ اُن سے گم شدہ کو پوچھتے تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلان جانب گیا ہی افسوس اب حال اُن کا معلوم نہین کہ وہ کہان ہین انجم حصار سے کہین چلے گئے ہین اگر وہ جناب یہان ہوتے تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا اُن سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری کی سُنکے تادیر کچھ فکر کر کے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و قہور صف شکن و ببران ببر سوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حشام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ خضران جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو سوے خانہ کعبہ گئے ساتھ لنگے فرامرز ثانی بھی گیا یہان بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبو پر ظاہر ہی اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ہم بوجہ ہونے لشکر مین بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر ہین ارادہ ہی کہ لشکر سے اپنے علیحدہ ہو کر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑ کر کسی طرف بہر جستجوے بادشاہ موصوف جائین سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہین ہی لہذا آپ سب صاحبون سے کہا جاتا ہی کہ اگر مناسب ہو تو اپنے اپنے سرداروں کو لیکر مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنے اپنے شہر مین جا کر حکمران ہو جیے یہان کیون تکلیف گوارہ فرمئیے ہم بخوشی خاطر آپ صاحبون کو رخصت کرنا چاہتے ہین لہذا آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سُنکے جملہ نامبردگان نے باادب عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر مین تاحیات داخل رہین مگر آپ کے ارشاد سے مجبور ہو کر آپ کی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کر کے عمان شاہ نے اپنے ملازمون اور لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کر کے آج ہی یہان سے سوے شہر عمانیہ روانہ ہو اسیطرح عزاق آہن کلاہ نے اپنے ملازمون سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر فی الفور درست کیا عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر مع اپنے اپنے سرداران سپاہ اور اپنے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے بعد جانے دونون بادشاہون کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش ہین بھی مع اپنی سپاہ کے سوے شہر نقش ہین روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حمائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مین بھی جاؤن اپنے شہر کا بند و بست کرون اہل شہر کو مسلمان کرون بتخانے منہدم کراؤن مسجدین بناؤن اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ حمائل خان خوش ہو کر سامان سفر درست کر کے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حشام رستم انجم حصاری نے صاحبقران ۱

سے دست بستہ عرض کیا کہ یہ فدوی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی فرامرز ثانی سے زیر ہو کر داخل لشکر فرامرز ثانی ہوا تھا فرامرز ثانی تو سوے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہی اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اپنے بادشاہ کی اختیار کرین گے صاحبقران نے سوے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر حشام بدستور قدیم میرا نمکخوار ہونا چاہتا ہی تو مجھے بھی کچھ عذر نہین ہی حشام رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اُٹھکر سوے قدم کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہو کر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر مین داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہو کے داخل لشکر ہوا تھا وہ بھی حکم صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر مین رہ گئے جنکی تعداد پانچہزار پانچ سو پچیس ہی جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر ہو کے صبح ہوئی بعد نماز سحر صاحبقران نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار آہو کرین ہمارا دل بہت پریشان ہی چندروز تک صحراے سبزہ زار مین جا کر شکار کھیل کر دل اپنا بہلائین گے صدمۂ فراق بادشاہ اہل اسلام مین سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازمون نے درستی سامان شکار خوب کیا صاحبقران جملہ سردارون سے رخصت ہو کر سوے صحراے سبزہ زار واسطے شکار آہو کے ہمراہی خواجہ طیفور کر دیا و مختصر سوارون وغیرہ کے روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر مذکور صحراے سبزہ زار سے ساریق بن بقا و سختگان کو بزور سحر زاغہاے سیاہ بنا کر دوش پر اپنے بٹھا کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے اُس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہی اور تیرے شانے پر ایک ایک زاغ سیاہ کیسے بیٹھے ہین در اصل یہ طائر نہین ہین بشر ہین اگر ساحر ہی تو ہم بھی ساحر ہین تجھ سے ہزار حصہ زیادہ سحر و ساحری مین ہین بلکہ ایسے ساحر زیر دست ہین کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلۂ اول کیا ہی تجھ سے تو ہم آگاہ ہین اور تیری آمد و رفت کی ممانعت نہین کرتے ہین اغیار کو ہم بغیر حکم شہنشاہ ساحران کے ہرگز نجانے دین گے کیونکہ زمانۂ بقا اس طلسم کا کم ہی اور فتاح اس طلسم کا ایک اہل اسلام ہی پس یہ باز بھی در اصل بشر ہی اور اہل اسلام ہی اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور ہم تجکو اسے لے جانے کی اجازت دیدین تو عتاب شہنشاہ مین مبتلا ہون گے معین جادو نے کہا کہ مین شہنشاہ کا خیر خواہ ہون بدخواہ نہین ہون جو طلسم کشا کو داخل طلسم کرون اور یہ طلسم کشا نہین ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام ہی نام اس کا دارا ابن داراب سیمین زرہ ہی اور یہ دونون زاغ سیاہ اہل اسلام سے نہین ہین ان مین ایک ساریق بن بقا ہی اور دوسرا ساریق کا وزیر سختگان ہی یہ تحفہ ہاے نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہون مالک مرحلۂ اول نے ترش رو ہو کر جواب دیا کہ ان طائرون مین کوئی بھی صورت کیون نہو خواہ بقا پرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو جانے ندین گے تا وقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نہ کر لین گے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمھارے اس طور سے آنے کی اطلاع دین گے جو کچھ حکم ہوگا اُس پر عمل کرین گے معین جادو مجبور ہو کر ٹھہرا مالک مرحلۂ اول نے ایک عریضہ بمقدمہ معین جادو اس مضمون کا لکھا کہ آج خلاف عادت و قاعدہ

طلسم معین جادو تین آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بنا کر لایا ہی سحر حد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی فدوی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی و نیز خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی نہ رکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسماے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُڑتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لے جا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو اُسے مجھ تک پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کار مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا کہ کوئی امر عظیم کے واسطے تمنے مجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باز تیز پرواز کے اُڑ کر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہود سرمست پوتا ساحر شمشش کا کہ مالک و حاکم طلسم زلزلہ ہی اور دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جاکر وہ عریضہ آغوش شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہود سرمست نے اُس عریضے کو اٹھا کر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جائے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم ہود سرمست سے آگاہ کر کے ایک سمت چلا گیا یہان شہنشاہ ہود سرمست نے اپنے طلسم کے جملہ مرحلات و مقامات پر پروانجات مالکان و حاکمان مرحلات و دربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران روانہ کر کے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ و ملازم قدیم کو نہ روکنا اُسے آنے دینا جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ مسطورہ سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی معین جادو باز و زاغناے مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات و مقامات صعب و سخت طلسم زلزلہ سے گذر کر اسوقت دربار شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا جملہ ساحران نامی و نامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا و ساحران نامی و نامور کے حکیم جالوس ساکن و حاکم شہر جالوسیہ کا کہ عاقل و فہیم تھا ہود سرمست جادو نے اُس کو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اسوقت بعہدہ وزارت حاضر دربار تھا جالوس مرید باطن و دشمن مسلمانان و دین اسلام ہی اور سالوس اُس کا بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بد اعتماد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی مائل بہ فساد و خونریزی و دشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہود سرمست جادو جاکر بصد ادب سلام کیا اُس نے اُس باز و زاغناے سیاہ پر نظر کر کے پوچھا کہ انھین کیون لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُس باز کو نذر کے طریق سے پیش کیا ہود سرمست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ کے یہ نمک خوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و دریافت احوال جنگ و جدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض جنگ و جدال کے سامان خوشی و شادی وہان نظر آیا ناچ رانگ رنگ بزم عشرت ہی پایا نوبت و نقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بچشم خود رقص و نغمہ کرتے ہوے دیکھا جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان و خداپرست پایا کوکب انجم حصاری و دختر کوکب انجم حصاری

و جملہ زنان محلسرا و تمامی زن و مرد کو مسلمان و فرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران دیکھا بعدہٗ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری شاہانہ سامان و جلوس سے ہوتے دیکھا اے شہنشاہ ذیجاہ یہ خیرخواہ جملہ اہل اسلام کو شادی و عقد مذکور مین شادان و خندان دیکھکر اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیدا کنار مشاہدہ کرکے ناخوش ہوا اور بہی طبع اپنی سے تحمل عشرت و خوشی اہل اسلام کا نکرکے فدوی نے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ و فریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران و ملکہ ناہید ہلال ابرو مین شادان و خندان ہوے ہین اُس سے زیادہ تر گریہ و بکا و نالہ و فغان کرین اہل لشکر پریشان و متفرق ہوجائین مجمع بجملہ مردمان سپاہ کا منتشر ہوجائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران کے بیدل و پریشان ہوکر کہین چلا جائے نام و نشان سپاہ بے قیاس باقی نرہے غرضکہ بعد فکر بسیار اس نمکخوار نے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہی تجویز کیا کہ اگر بادشاہ لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ و پریشان ہوجائیگا یہ خیال کرکے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر بازبنا کرکے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ و سرگردان و نالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کرکے سحر اپنا دفع کرکے باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بصورت اصلی ہوکر بہت متحیر ہوکر اپنی بارگاہ مین اپنے تئین نپاکر از حد حیران ہوکر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکرکے یقیناً بیدار اپنے تئین جانکر بادشاہ طلسم زلزلہ اور اُس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ رو سیاہ رنگ مہیب صورت دیو پیکر بالاے تخت زرین بیٹھا ہی کہ بمصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کرے اُسکے رخ کی طرف گر نگاہ
سیہ قلب و بدصورت و تیرہ رو

ترش رو و بدصورت و بدمزاج
تو ڈر جائے بس دن کو دیو سیاہ

نہایت ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر رکھے ہوے سر پہ تاج
قوی ہیکل و ساحر تند خو

دربار مین اُس کے ہزارون ساحران نامی و گرامی کو علی قدر مراتب و مناصب کرسیون ہچون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نامدار سے بھرا ہوا پایا ہر ایک ساحر اُن مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور و ساحران کیطرف دیکھ رہے تھے کہ ہود سرمست نے چین بجبین ہوکر پوچھا کہ تمنے ہمکو سجدہ و سلام کیون نکیا کیا ہمکو لائق سجدہ و سلام تمنے نجانا یا از راہ غرور تمنے ہمین سلام نہ کیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا کہ او نامرد بیدین و ظالم و ناانصاف تو عبث سلام و سجدہ نہ کرنے کی شکایت کرتا ہی اہل عزت و شاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین و نامرد و ظلم پسند کو سلام کرنا اچھا نہین جانتے ہین اگر ہمنے سلام نہ کیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ و عار ہی خداوند عالم نے ہمکو رتبہ شاہی و تخت نشینی کا دیا ہی سیکڑون شاہ و شہریار و عزت دار خود ہمکو با دب سلام کرتے ہین ہرگز تو خر بیدم لائق سجدہ نہین ہی ہان قابل پرستش و عبادت ذات خالق کونین ہی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے کل مخلوقات کو پیدا کیا ہی کیونکر تجھکو کوئی مرد عاقل و دانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ نہین ہی اوصاف خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندہ گنہگار خدا ہی مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہی گمراہ کرتا ہی اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہی نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہی ظلم و خود پسندی و غرور کسی کا
خدا کو پسند نہین ہی اِن باتون سے باز آ عدل و انصاف و خدا شناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہود سرمست گفتگوے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے ازحد
برہم ہوا عالم غصہ مین کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہو لائق قتل ہو مجھ ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمسے اور تمھارے مردمان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہون معین جادو نے اچھا کیا کہ تمکو یہان لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بمجرد حکم جلاد تیغ بکف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیون مجکو طلب کیا ہی کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہی بازو پر قوت تیغ آبدار رکھتا ہون دل مین نام کو بھی رحم نہین رکھتا ہون تابع حکم
شہنشاہ ہون ہود سرمست نے کہا کہ ہمنے تجکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہی کہ تجھسے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کرا ئین ابھی تیغ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازو بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغہ اٹھایا ارادہ قتل کرنے کا کیا اُسوقت حکم جالوس وزیر کہ دین اسلام
کی طرف سے ایک مدت سے بدشمنی مائل تھا ہود سرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہین ہی خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہو جائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرحد مین طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہی علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اُسے قتل کرین بس میری راے یہ ہی کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کرین ہود سرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کرکے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اُس نے بعد فکر عرض کیا میری رائے یہ ہی کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اختر شناس رہتا ہی وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہی اُسی کے پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو اسیر کرکے روانہ فرمائیے اور حکمنامہ اس مضمون کا اُسے روانہ کیجیے کہ سر اس کا تن سے جدا کرکے
لاشہ ان کا دفن کر دے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہود سرمست کو راے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون متذکرہ
وزیر کے لکھا گیا سرنامہ مہر ہود سرمست سے درست ہوا بعدہٗ شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیرخواہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قید سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر
ڈال کر پاس اسرار اختر شناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اُس کو دے کر کہدینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکیداً زبانی بھی یہ حکم دیا ہی کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تمسے انجام پائے گا
تو ہم تمسے بہت خوش ہون گے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لے کر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ڈال کر خود بھی سحر کی سواریون پر مانند عقاب و طاؤس سحر و اژدر سحر
کے سوار ہوکر بعجلت تمام سوے مکان اسرار اختر شناس منجم کے روانہ ہوے حال ان کا آئندہ
لکھا جائے گا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے پھر حال ہود سرمست کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحرون کے پاس منجم مذکور کے روانہ کر چکا معین جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانون پر بٹھا کر لایا ہی یہ کون ہین

ان کے حال سے آگاہ کرا اور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کرا اور ان کو بھی بحالت اصلی لا معین جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونون زاغ سیاہ مردان نامی ونامور ہین ان مین ایک تو ساریق بن بقا ہی جو اپنے تئین خداوند جان کر مردمان سے اپنے تئین سجدہ کراتا ہی اور ایک ان مین اُس کا وزیر ہی نام اُس کا سخنگان ہی شہنشاہ کو یاد ہوگا کوکب انجم حصاری نے دو تین عریضون مین حال ان کے آنے کا اور جنگ وجدال کا تحریر کیا تھا یہ دونون ایک صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہے تھے صید آہو مین مصروف تھے ناگاہ انھون نے مجکو دیکھکر بصد عاجزی پاس اپنے بلا کر کہا کہ ہم دونون کو اشتیاق حضوری وباریابی شہنشاہ ساحران مالک وحاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہی لہذا تم ہمکو اُن کی خدمت عالی مین لے چلو ہر چند مین نے اُن سے عذر کیا لیکن اُنھون نے عذر میرا نمانا آخر اُن کے اصرار اور عاجزی سے کہنے سے بزور سحر زاغہاے سیاہ بنا کر یہان لایا ہون یہ کہکر اُن پر سے سحر اپنا دفع کیا دونون نے بصورت اصلی ہو کر شاہ طلسم واہل دربار کو دیکھا معین جادو نے کہا کہ اے سخنگان واے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمھارے بالاے تخت زرین رونق افزاے دربار ہین مقام ادب ہی سلام کرو سخنگان وساریق بن بقا نے معین جادو کے کہنے سے ہو دسر مست جادو کو سلام کیا اُس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق بن بقا بالاے کرسی زرین اور سخنگان ایک کرسی چوبی پر عقب ساریق بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے مدح وثناے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کر کے دست بستہ عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت مین آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ حضور کی خدمت مین باریاب ہون گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا اب خوبی تقدیر سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا روبروے حضور آنا ہوا مدعاے دلی بر آیا صاحبقران ومردم لشکر صاحبقران سے جان بھی ہماری اور ان خداوندگی بچی جو جاہ وحشم وخدم وسطوت وصولت وخوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہان آکر بچشم خود دیکھی ہو دسر مست جادو نے کہا کہ اے ساریق بن بقا تم دعوی خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور اُنکے مردمان سیاہ سے عاجز ہو کیسے خداوند ہو کہ گلستان باختر سے بھاگتے ہوے صاحبقران کے خوف سے مضطر و پریشان ہو کر ہماری سرحد مین آئے ہو طالب پناہ ہوے ہو تم یو دے خداوند او بنے ہوے خداوند ہو ہم بھی خداوندی کا دعوی کرتے ہین ساکنان طلسم زلزلہ ہمین اپنا خداوند جانتے ہین اگر تم بھی اپنا ہمین خداوند جان کر ہمین سجدہ کرو تو حق مین تمھارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجائیگی اور عزت وحرمت تمھاری کی جائے گی ورنہ مثل بادشاہ لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمھارے وزیر کو ہم قتل کرائین گے دو خداوندون کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہی ساریق بن بقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیکر مڑ کر سوے سخنگان دیکھا اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ بابت سجدہ کرنے کے ہمارے خداوند سے نفرمایئے ہان یہ آپ کی دیگر امور مین متابعت کرین گے حضور غور فرمائین یہ بھی خداوند ہین جو خود مردم سے سجدہ کرائے وہ دوسرے کو کیونکر سجدہ کر سکتا ہی خداوند خداوند کو سجدہ نہین کر سکتا ہو دسر مست نے جواب دیا کہ او سخنگان آگاہ ہو کہ ہمکو سب خبر ہی کیا یہ جانتا ہی کہ ہم بیخبر ہین ہمین معلوم ہو چکا ہی کہ تو نے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کر کے کلمہ پڑھا ہی تیرے خداوند دعوی خداوندی کر کے مسلمان ہو چکے ہین یہان پر دعوی خداوندی کر کے

ہمارے تئین سجدہ کرنے سے انھین انکار ہی معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہی اور تیرا خداوند بھی مکار ہی
دروغگوئی و فریب تم دونون کا شعار ہی سختگان نے تھرا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ارشاد حضور
نسبت ہم دونون کے کلمہ پڑھنے کے بجا و درست ہی مگر بصدق کلمہ اپنی زبانون پر جاری نہین کیا تھا
محض واسطے اپنی جانین بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر پر بھی صبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و مسلمانی باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہین سکتی ہی ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر ہو تم دونون سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاوگے ہم تم دونون کو بھی
ابھی اسرار اختر شناس کے پاس بھیجدین گے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمنے براے قتل
اُس کے پاس بھیجدیا ہی ساریق بن بقا و سختگان اس گفتگوے شاہ طلسم زلزلہ سے بخوف قتل
کانپنے لگے ساریق بن بقا نے سوے سختگان دیکھکر بایماے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ مین کیا مجھکو قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جائے گا مجھکو بھی قتل کرائے گا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجھکو بھی
قتل ہونے سے بچا سختگان نے اُس کے اشارے سے مطلب دل اُس کا سمجھ کر دست بستہ بصد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا شعر کہ عرض حال من گوش کن ٭ اگر خوش نہ آید فراموش کن
ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہی سختگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرنے مین اب اگر عذر ہی تو یہ ہی کہ صاحبقران اور جملہ اُن کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہین ہر چند کہ
حضور نے اُن کو واسطے قتل کرانے کے روانہ کیا ہی لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہین ہوے ہین
نہین معلوم قتل ہون یا نہون کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایک نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہی دشمن اُن کے دوست اُن کے ہو جاتے ہین جانین اُن کی بچ جاتی ہین
قتل نہین ہوتے ہین بیشتر جانبر ہو جاتے ہین پس عجب نہین کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جائین جب سب دشمنان خداوند ساریق بن بقا نیست و نابود ہو جائین گے اور کوئی دشمنان
مذکور سے زندہ نرہے گا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالین گے اُسوقت ہمارے خداوند اپنے سے زبردست
خداوند آپ کو جان کر ضرور سجدہ آپ کو کرین گے یہی شرط بابت سجدہ کرنے کے ہی آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہین اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہین بامید اعانت و تباہ در دولت
حضور تک آئے ہین اختیار ہی چاہے ہم دونون کو قتل کرین چاہین اس التماس کو ہماری قبول فرمائین
یہ سر ہمارے حاضر ہین ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لین جو مناسب ہو عمل مین لائین یہ کہکر سختگان نے
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کرین بعدہ خداوند ساریق بن بقا کے بارے مین جو مناسب ہو کرین یہ کہکے رونے لگا بہے
اشک آنکھون سے بہانے لگا بے اختیار سر دربار نالہ و فغان کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگا آخر کار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سختگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اُس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سختگان
گریہ و زاری موقوف کر وہ ہے عرض تیری قبول کی ذرا ایفاے شرط کا خیال رہے تمھارے خداوند
ساریق بن بقا کو بقول تیرے ایفاے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران اور اُن کے
سردار

تمام مردمان سپاہ کو اسیر وقتل کرنا کچھ مشکل نہین ہی بلکہ ایک ادنی ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کرسکتا ہی اہل اسلام ساحر نہین ہین ایک ساحران سب کے واسطے کافی ہی وہ سب کو اپنے سحر مین
مبتلا کرکے ہلاک کر ڈالے گا تمھارے اور تمھارے خاندانی دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑیگا
بلکہ کوکب انجم حصاری کو بھی سزا دینا مقصود ہی کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوکے مطیع
صاحبقران ایسا ہوگیا ہی کہ مسلمان ہوکر اُس نے اپنی دختر کو اُن کے ساتھ منسوب کردیا ہی بالفعل
تم اور تمھارے خداوند ہمارے طلسم مین قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص مین دیکھا جائے گا
جلدی اس کام مین کیا ضرور ہی یہ کوئی کام دشوار و مشکل نہین ہی واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور جب ہم ارادہ کرین گے ایک ساحر کو روانہ کرکے سب تمھارے دشمنون کو نیست و
نابود کرادین گے سخنگان یہ سنکے بہت خوش ہوکے پایہ تخت کو چوم کر دعائین دینے لگا شاہ طلسم
اُس سے خوش ہوا پھر اُن دونون کو حکم دیا کہ معلین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم مین بآرام و
راحت رہو آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو یہ کہکے معلین جادو کو خلعت دے کر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان مین مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی کارگذاری مذکور
سے خلعت سے سرفراز ہوکر سخنگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجا کر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان مین اُن کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کردیے گئے دونون نابکار
و مردود مذکور بآرام و راحت مکان مذکور مین رہنے لگے آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے خیر معلین جادو سخنگان و ساریق بن بقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سخنگان نے تو غضب ہی کیا تھا درباب قتل ہونے بادشاہ لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہین شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جاکر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کرائے مگر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سخنگان کی اُس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہوتا یہان تو ہو دست
جادو و درباریان بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہی جالنوس وزیر حاضر دربار ہی سخنگان و ساریق
بن بقا دونون نابکار و ناہنجار بآرام و راحت طلسم زلزلہ مین ہین مگر اب حال اُن ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہی کہ جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر مین مبتلا
کیے ہوے اُن کو تخت سحر پر ڈالے ہوے خود مختلف سواریون پر سحر کی سوار سیر دشت و کوہ طلسم
دیکھتے ہوے بصد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آئے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار دروازے پر کھڑے ہین ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
لباس شاہی پہنے ہوے محزون و غمگین بے حس و حرکت پڑا ہی چہرے سے اُس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہی ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل مین
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوش رو کون ہی اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہین اور یہ بھی خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہین ہی کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے حکمنامہ بادشاہ
طلسم زلزلہ اُس کو دیا اور سب ساحرون نے اُسے سلام کیا ہی پھر جو زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر اُن کی سنکے عبارت حکمنامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمین بجا آوری حکم شہنشاہ مین کیا عذر ہی ہم اُن کے تابع فرمان ہین تم یہان توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی قتل کرتے ہین مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہین ہی باعث خرابی و تباہی و بربادی قاتل و حاکم جسکے حکم سے قتل کیا جائے ہوتی ہی لہذا اس جوان کو ہمارے گھر مین لے چلو زیر سقف اس کو قتل کرینگے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہین یہ کہکر اپنے گھر مین گیا اپنی دختر مساۃ سفیہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے پاس برائے قتل لائے ہین ہم بحکم بادشاہ طلسم زلزلہ اُس جوان کو قتل کرینگے دختر اسکی حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ اب اس جوان کو اٹھا کر گھر مین لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اُس کے گھر مین زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے ساحرون سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو اطمینان رکھو یہ جوان مجھ سے بھاگ کر جانے سکیگا انہون نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے دفع کیا دست و پائے شاہ موصوف حس و حرکت مین آئے پھر منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھوگے تو سحر بھول جاؤگے دیوانے ہو جاؤگے وہ ساحر جملہ گفتگوے منجم مذکور کو سچ جانکر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین ہو گیا کہ آپ ہمارے شہنشاہ ذیجاہ کے خیرخواہ ہین اور ہمارے بھی دوست ہین خرابی و بربادی ہماری نہین چاہتے ہین اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے جالوس اپنے وزیر خوش تدبیر کی رائے سے اس جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہی یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفیہ دختر نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو آپ حکم شاہ طلسم سے قتل کیجیے گا خون اس بے گناہ کا زمین پر بہائیے گا اس نوجوان کے خون مین گرفتار ہو جیے گا کچھ روز باز پرس کا خیال نہ کیجیے گا خوف خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل مین کہا کہ یقینًا دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہوئی ہی جب ہی تو ایسی تقریر کرتی ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے آہستہ اُس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز جبکہ تیرے عقد کے مقدمے مین زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل و نجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوش رو کہ وہ بادشاہ ہوگا اُسکے ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ ظہور اس زائچے کے حکم کا اب ہوا تو باطمینان تمام بیٹھی رہ ہم اس جوان کو قتل نکرینگے کیا ہمکو روز حشر کا خیال نہین ہی دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے سر جھکا کر دل مین خوش ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسکو تلوار برہنہ لاتے ہوئے دیکھکر پہلے تو پروردگار عالم سے برجوع قلب دعا کی بعدہ دل مین کہا کہ اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئے گا تو دیکھا جائے گا سحر ہمارے سر سے دفع ہو گیا ہی دست ہائے پاؤن قابو مین ہین مرد پیر ہی ہم جوان ہین طاقت و قوت مین اس سے زیادہ تر ہین تلوار اس کی ہاتھ سے چھین لینگے اگر یہ شخص مسلمان نہین ہی تو اس کو ہدایت کرینگے ابھی بادشاہ موصوف یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا باادب سلام کرکے کہنے لگا آپ بیخوف و خطر تشریف رکھین یہ تلوار برہنہ واسطے آپ کے قتل کرنے کے علم نہین کی ہی کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کرین آپ کے مراتب سے ہمین آگاہی ہی یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ چہار دیواری مین رہتا تھا اُس مرد پیر بیدین کو منجم مذکور نے جاکر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن مین لپیٹ کر کشان کشان دیوار شکستہ کی طرف اپنے مکان مین لاکر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے تہ خانے مین پوشیدہ کر کے اُن ساحرون کو پھر اپنے مکان مین بلا کر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ کو مینے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہی اب تم سب میت اس مجرم کی بیرون مکان لیچلو ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لے گئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپٹی ہوئی تھی پہچان نہ سکے کہ یہ میت کس کی ہی اور نہ اُس لاشے کی اُنھین ضرورت دیکھنے کی تھی کہ جو کفن کو چہرے سے ہٹا کر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اپنے بادشاہ کا خیرخواہ پہلے ہی سے سمجھے ہوے تھے غرضکہ لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کر کے قبر ایک جگہ اُس سے کُھدوا کے اُس لاشہ مذکور کو روبرو اُن ساحرون کے قبر مین دفن کیا پھر بدستور قبر بنا دی گئی بعدہ منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے مین نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل عریضہ ہذا کے قتل کر کے دفن کر دیا اب جو حکم ہوا سے بجالاؤن کیونکہ تابع حکم حضور ہون جب عریضہ باین مضمون لکھ چکا ملفوف کر کے سرنامہ عریضہ درست کر کے ساحران مذکور کے حوالے کر کے کہا کہ اب تم سب جاؤ یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دیدینا اور یہ کہدینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کر کے کفن دے کر قبر مین دفن کر دیا ساحران نابکار عریضہ مذکور لیکر مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہو کے زمین سے بلند ہو کے صوبے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم مین جاکر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دے کر جو کچھ اسرار اختر شناس منجم نے کہدیا تھا لفظ بلفظ حرف بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھوا کر مضمون سے اُس کے آگاہ ہوکر خوش ہوکر کہا کہ سنجنگان اور ساریق بن بقا کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ساحران نابکار بعجلت تمام گئے دونون نامبردگان سے جاکر کہا کہ چلو تمکو شہنشاہ ساحران نے یاد کیا ہی سنجنگان و ساریق بن بقا ہمراہ اُن ساحرون کے دربار مین آئے دونون نے بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق و سنجنگان حسب الحکم علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سنجنگان کو دیا اور کہا کہ اس عریضے کو پڑھکر ساریق بن بقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ باواز بلند پڑھ کر ساریق کو سُنایا شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سنجنگان و اے ساریق بن بقا دیکھا تمنے کہ ہمارے حکم سے بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ دفن بھی ہو گئے لشکر صاحبقران تو بغیر بادشاہ کا ہو گیا آیندہ صاحبقران اور اُن کے تمامی مردمان سپاہ کی بھی فکر کی جائے گی اُن سب کو بھی قتل کرینگے ساریق بن بقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم سنکے بہت خوش ہوا سنجنگان بھی بظاہر شادمان ہوا لیکن اس بدذات نے اپنے دل مین کہا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل ہو جانا خلاف عقل ہی ہرگز ہرگز وہ قتل نہوے ہون گے کسی طور سے زندہ بچگئے ہون گے لیکن اسوقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہونگے قتل نہوے ہونگے لازم و مناسب نہین ہی

مبادا بادشاہ طلسم زلزلہ باین خیال ناخوش و غضبناک ہو کہ ہمکو سختگان در و نگو جانتا ہو پس مصلحت وقت یہی ہو کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتین دل مین کر کے خاموش بیٹھا رہا جب شاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سختگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ مین گئے سختگان نے داخل مکان مذکور ہو کر ساریق بن بقا سے کہا مجھے یقین نہین ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوے ہون کیونکہ اہل اسلام خصوصًا سرداران لشکر اہل اسلام تو قتل ہوتے ہی نہین ہان زخمی و اسیر ہو جاتے ہین پھر صحت پاتے ہین اور رہا ہو جاتے ہین ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہو کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہین سر و تن مین جدائی نہین ہوتی ہو شاید اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہو کے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر جلد قتل ہو جانا خلاف قیاس و عقل ہو ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ مین خاموش رہ یہان ایسی باتین نہ کر دیوار و در ہم گوش دارد مبادا پس دیوار کوئی سنتا ہو اور یہ طلسم زلزلہ ہو ساحران نابکار کی کثرت ہو اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کر کے یہان موجود ہو اور تیری باتین سنکے شہنشاہ ساحران سے جا کر کہدے تو کیا ہو یقینًا باعث غضب و قہر شہنشاہ ساحران ہو ایسا نہو کہ تو قتل کیا جائے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو یا تجکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہو کر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کر دے تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہو اگر بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوے یا قتل نہین ہوے ہین زندہ ہین تو ہمارا اور تیرا یہان کیا کر سکتے ہین یہ جائے محفوظ ہو اُن کا یہان گذر ہو نہین سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور ہمین بھی آرام و راحت سے یہان رہنے دے بعد مدت کے اس جائے محفوظ مین اپنا آنا ہوا ہو یہان کسی دشمن کا گذر ہو نہین سکتا ہو جبتک یہ طلسم باقی ہو کوئی ہمکو اور تجکو ضرر پہونچا نہین سکتا ہو ذرا خیال تو کر کہ ہمنے کیسی برجستہ تقدیر کی ہو کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہو سختگان نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہان آیا ہو ضرور ہو کہ بعد چندے آپ کے نحوست قدم سے یہ طلسم ٹوٹ جائے گا دیکھ ہی لیجیے گا تباہ و برباد ہو جائے گا یہان سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا دشمن آپ کے یہان بھی ایک روز ضرور آ جائین گے اس مقام محفوظ مین بھی آپ آرام و راحت سے نرہ سکین گے جو تقدیر آپ نے کی ہو وہ پلٹ جائے گی اس تقدیر کو ثبات نہو گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہین لشکر اُن کا بدستور فراہم و موجود ہو سرداران سپاہ اُن کے تمام و کمال ابھی لشکر مین ہین مجکو اندیشہ قوی ہو کہ یہان بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہو گا آپ کے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہو گا جس طرح گلستان باختر سے بھاگتے ہوے یہان تک آئے ہین یہان سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہو گا بشرطیکہ ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور وغیرہ کے قتل نہوے اور اگر دشمنون کے ہاتھ آ گئے تو ابکی مرتبہ جانبری دشوار ہو ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او بداندیش و بدخواہ مین بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آثار ہو جب تو تقریر کرتا ہو بری ہی باتین اپنی زبان پر جاری کرتا ہو خیال بد ہی کرتا ہو ما بدولت کو قتل ہونے سے ڈراتا ہو زبان تیری رکتی ہی نہین سختگان ساریق بن بقا کے کہنے سے خاموش ہو کر بیٹھا ہو ان دونون کو

تو طلسم زلزلہ مین چھوڑا جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائیگا مگر اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو واسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت فزا ہی کوسون تک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ ایسا ہی کہ بے اختیار اِس سبزۂ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اُس کے آنکھون کو خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہر چند کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگا رنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام کے رنگا رنگ کے پھول شگفتہ ہین کہ اُن سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اُس سبزۂ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اُس کی ثنا کیا رقم ہو کہ مصداق این شعر کوڑیالے کے وصف کیا ہون بیان + غیرت زلف یار پُر افشان + بیلین گلون کی اُس سبزۂ شاداب و نرم و نازک پر ایسی نظر آتی ہین کہ بمقتضاے مضمون این شعر بیل بوٹے یہ تھا بنا جوبن + دامن دشت پر کڑھی تھی چکن + ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اُس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھائے تو جلد شفا پائے اُس سبزہ زار مین آہوے شوخ چشم بہت تھے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ شعر مثل اطفال حور وشش ہر سو + مست تھے جست و خیز مین آہو + صاحبقران اُس صحراے سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا مین بمقام مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا مین شکار کھیلین گے اس صحرا سے بہتر کوئی صحرا واسطے شکار کھیلنے کے نہوگا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی بلکہ قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے اُن آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑائے ہر ایک نے کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر قریب آہوون کے پہونچکر اُن کو تاک تاک کر تیر لگاے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے پیچھے پر تیر لگایا تیر نشانے پر پہونچا آہو زخمی و تیر خوردہ ہوکر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا تعاقب مین اُس آہو کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب آہوے مذکور مین مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز تک گیا سب ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران موصوف نے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ نہ اُٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشۂ زین پوش پکڑے ہوے پاے غاطری مارتے ہوے ہمراہ سواری صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کر کے تھک گیا زخم کاری تیر سے درد مند ہو کر نیچے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گرا صاحبقران نے بعجلت پہونچکر اُس آہوے خستہ و ماندہ کو کہ زمین پر تڑپ رہا تھا گھوڑے سے اُتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ اسی جگہ اس آہو کے کباب کھائین لطف شکار آہو اُٹھائین خواجہ مصروف تیاری کباب آہو ہوے ہنوز کباب آہو کے تیار نہوے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار کر رہا ہی اور جانب صاحبقران نگران ہی امیر با توقیر نے بآواز بلند کہا کہ السلام علیک اے بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خدا کے ہی

خوشا مقدر تمہارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کر رہے ہو ہم بھی تمہارے پاس آئے ہیں اُس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دے کر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے میں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھکو آپ کا انتظار تھا الحمدللہ والمنہ کہ آپ تشریف لائے آئیے پہاڑی پر مجکو سرفراز کیجیے خوشا قسمت میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران اُس مرد پیر روشن ضمیر کے نام سے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا سے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر ہو گیا ہے اوّل تو تمنے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی تمھیں بلاتا ہے لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کباب آہو ابھی تیار بھی نہیں ہوئے ہیں جبتک کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور گرد پا سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کرو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اس مرد پیر کے پاس پہونچے وہ مصلے پر سے اُٹھا سر و قد تعظیم کر کے عرض کیا کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اُس فرش پاکیزہ و نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن مجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی نہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر و نادار کے ہوجیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے تخت شاہی سے یہ فرما کر اُس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو باادب بیٹھا بعدہ مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذرتے ہیں فی زمانہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کوئی بداندیش و بدخواہ فرش خواب پر سے اُٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحراے سبزہ زار میں محض براے شکار نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کب تک اس صدمے میں ہم مبتلا رہتے ہیں اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اُس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے حال سے آگاہ ہو جائیے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونگے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور اُن کے حال سے آگاہ ہونگے اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ نام میرا سالوک ہے خاص و عام مجکو سالوک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں کچھ عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند حال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ ساریق بن بقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی پر آ کر بیٹھا ہوں شب و روز براحت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق رزق رسان ہے نعمتہاے گوناگون

اس صحرائے سبزہ زار مین مجھے دیتا ہو زبان اُس کی شکر گذاری مین قاصر ہو وہ ایسا رازق العباد ہو کہ علاوہ انس وجن وحوش وطیور کے دہن سنگ مین بھی رزق پہونچاتا ہو چنانکہ بقول شعر۔ آسیا کہتی ہو ہر صبح باآواز بلند ٭ رزق سے بھرتا ہو رزاق دہن پتھر کے ٭ مجھکو کچھ فکر آب وطعام کے لانے کی نہین ہوتی ہو اس پہاڑی پر اُس راحت سے زندگی خداوند عالم میری بسر کرتا ہو اور بے منت خلق نعمتین طرح طرح کی دیتا ہو کہ شکر کچھ بھی مجھسے اپنے رب کا ادا ہو نہین سکتا ہو ہر چند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و عقرب ہو اور یہ صحرا مسکن وحوش و درندگان کا ہو لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہو ہر ایک دشمن کے ضرر سے مجھے بچاتا ہو کوئی درندون گزندون سے میرے قریب بھی نہین آتا ہو دراصل مین ایک بندہ گنہگار اُس کا ہون وہ ارحم الرحمین ہو میرے حال پر رحم فرماتا ہو بلکہ جملہ اپنی مخلوق پر رحم و کرم کرتا ہو کوئی مخلوقات خداسے ایسا نہین ہو کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتون سے محروم ہو علی قدر مراتب ہر ایک کو رزق دیتا ہو ہر ایک کا حاجت روا ہو ہر ایک کا حافظ و نگہبان ہو مجھ سے اُس کی فرمانبرداری کچھ بھی نہین ہو سکتی عبادت و یادِ خدا جیسی کرنا چاہیے ممکن نہین ہو باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت کرنی چاہیے اُس کے ہزارون حصون مین سے ایک حصہ بھی عبادت مین نے نہین کی ہو لیکن اُس پروردگار عالم نے میرے قلیل عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہو دل میرا روشن کردیا ہو آپ محزون و ملول نہون خدا چاہے گا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیگا جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہو بس وہی ہو پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیگا وہ آپ سے ملین گے رنج دوری دور ہو جائیگا اور یہ جو آپ نے ارشاد کیا ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھائیے گا تدبیر اُس کی یہ ہو کہ ایک ساحر معزز مسمی بحرین جادو ہمارا دوست قدیم ہو ہر چند کہ وہ کافر ہو اور ہم اہل اسلام ہین مگر وہ ہم سے بدوستی پیش آتا ہو اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاؤ رکھتے ہین گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہین کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہو ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہین اُس کے پاس ایک آئینہ ہو نام اُس کا آئینہ حیرت ہو واقعی وہ آئینہ عجیب و غریب و حیرت افزا آئینہ ہو نہین معلوم کس مرد کامل نے اُسے بنایا ہو یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہو یا کسی عامل زبردست نے بزور کسی عمل کے اُسکو بنایا ہو اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہو اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہین یا وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہو حکمانے اُسکو اپنی حکمت و علم سے تیار کیا ہو خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہو کہ اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہے اور اُس سے باتین کرنا چاہے اگرچہ وہ مشرق مین ہو اور دیکھنے والا مغرب مین ہو تو بھی اُس آئینے مین اُسکو معائنہ کر سکتا ہو اور باتین بھی اُس سے کر سکتا ہو وہ اُس آئینہ مین بعد نظر آنے کے ہمکلام بھی ہو سکتا ہو اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہو سوا اس کے یہ بھی اُس آئینے مین معلوم ہو سکتا ہو کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے مین دیکھے اور یہ کہے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہو پس اُس آئینے مین حال زید کا معلوم ہو جائیگا اگر زید کوہ کے زیر ہو تو بالائے کوہ نظر آئیگا اور دریا مین ہو تو دریا مین دکھائی دیگا اور اگر دشت یا مکان یا درخت پر ہو تو جہان وہ ہو وہ جگہ آئینے مین نظر آئے گی اگر زندہ ہو تو زندہ نظر آئیگا اگر مر گیا ہو تو مردہ دکھائی دیگا آئینہ مذکور اُس کے آبا و اجداد سے یکے بعد دیگرے وراثت مین اُس تک پہونچا ہو اپنے قلمرو کا حاکم ہو دریا دشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہو اپنے مقبوضہ بحر و بر کا گویا بادشاہ ہو ہزار ڈیڑھ ہزار ساحر اُس کے مطیع و فرمانبردار ہین وہ بھی ساحر زبردست ہو

اُس آئینے کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا مین مشہور و روشن سب پر ہی کہ بحرین جادو صاحب
آئینہ حیرت ہو فی زمانہ اُس کی عملداری مین ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونے والا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے ہمین قبل اس کے آگاہ کرکے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے مین باقی ہین یہان سے بحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگر پیادہ یا کوئی جائے
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی درمیان
مین دو دریا حائل ہین وہ دونون دریا ملے ہوئے ہین نہایت پرخوف و خطر ہین بہت زور شور سے
بہتے ہین کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤن سے عبور کرسکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور مین قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤن سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی سرحد مین
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے مین تمکو اپنے ہمراہ وہان
لے چلونگا بحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہین آپ سے ملنے کو آئے ہین اور نیز
ایک اپنے معشوق یا اپنے دوست صادق سے جدا ہوگئے ہین اُس کی جدائی مین مضطر و بیقرار
و مغموم و حزین ہین کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتین کرتے ہین جس وقت کچھ حواس خمسہ درست
ہوتے ہین اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہین اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہین کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہین معلوم کہان ہی زندہ
ہی یا مر گیا ہی جب مین اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دے گا کہ جائیے اُس آئینے مین اپنے معشوق کو معائنہ کیجیے اگر باتین کرنا مقصود
ہون تو باتین بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جاکے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتین کرنے کے اُٹھائیے گا اُس آئینے مین وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتین بھی کر لیجیے گا مگر یہان سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کر لیجیے گا موے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانون کی صورت و شان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اسوقت شاہانہ اپنے جسم مین پہنے ہین اُسے اُتار دالیے گا
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور اُن سے باتین
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد و پرہیزگار سالوک
صحرانشین کی سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ آپ یہان سے بحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہین قیام فرمائین دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہان سے میرے ہمراہ وہان
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہوکے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہان سے چلنے مین ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپ کے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین کار خیر مین تکلیف کا خیال
کرنا نچاہیے خوشا سعد روز ہے نصیب میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
مدعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین مین بہبودی حاصل
ہو ابھی سالوک صحرانشین درویش خو صاحبقران موصوف سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
گردپائے کباب آہوے مذکور کے تیار کرکے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن مین وہ کباب رکھکر
پیالہ چینی پر جاکر روبروے صاحبقران رکھے امیر باتوقیر نے سالوک صحرانشین سے فرمایا کہ یہ
کباب آہو موجود ہین ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کباب آہو آپ ہی تناول فرمائین یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہین ہے جسوقت میرے کھانا کھانے کا وقت آئے گا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائے گا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھا کر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منھ دھو کر یاد خدا و ذکر الٰہی مین مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران مین وہان آئے خواجہ طیفور گردیا
نے اُن سے بآواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہین سواران مذکور بالائے پہاڑی آکر ٹھہرے اس اثنائے مین وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اُسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر
پڑھکر ارادہ جانب بحر بہ مسکن بحر بین جادو کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردیا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار کے مرکب پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ طیفور گردیا کو ساتھ لے کر جملہ سوارون کو وہین چھوڑ کر اُن سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہان ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہان آئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام مین چلے جانا سرداران لشکر سے
کہدینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز براے تدبیر فتح طلسم زلزلہ گئے ہین تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مقیم رہو یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اثنائے راہ مین صاحبقران نے موافق کہنے
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک میلی اور جابجا سے چاک چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانون کی سی صورت بنائی بعدہٗ سوار ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے آگے روانہ ہوے
اثنائے راہ مین سیر دشت و کوہ دریا کرتے ہوے جابجا مقام کرتے ہوے بعد کئی روز کے ایک روز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پر خوف و خطر کے پہونچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب تھا کہ الحذر وہ مہیب دریا کہ الحفیظ
کوسون تک پاٹ اُس کا تھا خجل اُس سے بحر عمان تھا گھاٹ اُس کا گویا قضا کا گھاٹ تھا دیکھکر اسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ مینڈھون کا اچھلنا کہ ساتھ اُن کے دل
سینون مین خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا سخن مکرر کی طرح بے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن گور
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک چادر اُس کی بہر قطع کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریاے ناپیدا کنار کا
مانند طول عمل عاصی و گنہگار تھا عرض مین مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنی موج اُس کی شور انگیزی
ہر ایک تنور حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریاے پر خطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا مین جانا اور پیرنا تو کجا خوف بیجا سے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور بحر مذکور سے قریب ساحل بھی نہ آتا تھا دور ہی سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریا سے کنارہ اختیار کرتا تھا پیاسا رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارہ کرتا تھا اور کنارے جاکر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا دمبدم اُس دریا مین بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور ماہیان کلان اچھلتی تھین اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا مین ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آہی نہ سکتا تھا کوئی تاجر بھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور اُس دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی ہمنے نہ دیکھا تھا نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرانشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے صاحبقران دریاے بحرین یہی ہی دو دریا مل کر بنے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے فوراً غرق بحر فنا ہو جائے طعمہ نہنگ و ماہیان ہو جائے یہ جو آپ گھڑیال اور مگر اور ماہیان کلان اس دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تاکہ کوئی بغیر ہماری اجازت کے اس دریا سے عبور نکرنے پاے اور اگر کوئی دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اُسے ہلاک کرین اور پانی اس دریاے سحر کا اُسے ایک دم مین غرق کرے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی و نامور ہی عاقل و ہوشیار منتظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی دریا سے عبور کرین گے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جہاز کے آنے کا کیجیے گا چندے یہان توقف ہوگا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئے گی ہم کو اور آپ کو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچائے گی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائے گی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کرے گا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرانشین درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور کرد پا بنظر غور اُس دریاے شور افزا کو دیکھکر صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریاے پُر خوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب مین نے کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ مذکور کیونکر اُس دریا کو مہیب و پُر خوف و خطر نہ کہتے کہ دراصل وہ دریا ہی ایسا تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز
اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان
گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
خجل اُس سے تھا چشمۂ عمان
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز

ابھی خواجہ اُس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہمسخن تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجیب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک صحرانشین پڑھ چکا بعدہٗ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر دریا مین اُس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا اور منھ اپنا اُس نے کھولا سالوک نے وہ ٹھیکری اُس کے منھ مین ڈال کر کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ یہ سنکے دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کرد پا کشتی اس طرح آتے دیکھکر حیران ہوے یکایک وہ کشتی کنارے پر آکر ٹھہر گئی اُس ساحر نے سلام کر کے کہا کہ اے سالوک صحرانشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور آپ کی دستخطی ٹھیکری اُن کو دکھائی تھی اُنھون نے خوش ہو کر مجکو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ دریا کے لے جا کر سالوک اور اُن کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کر کے کنارہ دریا تک لے آئین حسب الحکم کشتی لایا ہون سوار ہو جیے بحرین جادو آپ کے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپ کے ہمراہی خائف نہون آپ کے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائے گی سالوک صحرانشین گفتگوے ساحر مذکور سنکے خوش ہوا صاحبقران سے گویا ہوا تشریف لائیے اس کشتی پر سوار ہو جیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ہمراہ سالوک و خواجہ طیفور گرد یا کے بالائے کشتی بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و شور تلاطم آب باقی نہ رہا کشتی مذکور خود بخود جانب بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جا بجا نہنگ و ماہیان دریانے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک کو دیکھکر بزبان فصیح سلام کرکے کہا کہ آپ کے تشریف لانے کی خبر جب ہمارے مالک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دیگئی کہ سالوک ہمارے دوست صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہین خبردار کچھ مزاحم اُن سے ہونا پس آپ اور آپ کے ہمراہی بیخوف و خطر دریا سے عبور کرین سوا آپ کے اور کس کی مجال تھی کہ ہماری یہان موجودگی مین دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جانوران آبی کہ وہ سب ساحر تھے دریا مین غائب ہو گئے خواجہ طیفور گرد یا متحیر ہو کر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل مین اپنے کہنے لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہے خواجہ مذکور بحر حیرت مین غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک صحرا نشین و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گرد یا مع اُس ساحر کے کشتی سے اُتر کر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے اُنھون نے بعد سلام دست بستہ عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہین تشریف لے چلیے بحرین جادو آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہین منتظر آپ کے ہین یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہین ہم مرکبون پر سوار ہو کر چلین گے تخت سحر پر بیٹھکر نہ چلین گے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے سالوک و صاحبقران عالیشان گھوڑون پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گرد یا ہمراہ رکاب امیر با توقیر ہوئے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے ساتھ چلے اثنائے راہ مین غرائب و عجائب اشیا کی سیر کرتے ہوئے دولتسرائے بحرین جادو تک پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بڑی گرمجوشی سے ملا خیر و عافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہون پھر سالوک نے اُس کی خیر و عافیت استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بہمہ وجوہ اچھا ہون کوئی فکر و تردد و غم نہین ہے نہ کسی درد و بیماری کی شکایت ہے ہان ایک تمھارا خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمھارے یہان آنے سے ایسی طبیعت خوش ہوئی ہے کہ اگر دولت و ملک مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہوتی جیسا تمھارے آنے سے دل خوش ہوا ہے یہ باتین کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک و صاحبقران کے اپنی نشست گاہ پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک و صاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہائے زرین بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اُس کے دربار مختصر مین علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے بخندہ پیشانی سالوک سے پوچھا کہ تمھارا آنا فی زمانہ قبل زمانہ ایام خوشی اور میلہ جو ہوا ہے خیر تو ہے کبھی ان ایام مین تم یہان نہین آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ ان دو صاحبون کو بھی لائے ہو کچھ ان کی تعریف بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ لانے کا اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک صحرا نشین نے جانب صاحبقران اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہمارے ایک دوست ہین نامی و نامور ہین اہل عزت سے ہین مرد معقول و شریف و لائق ہین چونکہ جوان ہین طبیعت ان کی مائل بعیش و عشرت و عیاشی ہے قبل اس کے ان کا ایک معشوق خوبرو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب ان کی نظر مین کہین نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم ان کو نہ تھا نہ کوئی ان کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے ناز بردار تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے بجز وصلت کے فراق کا زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی ان کو منہ اپنا نہ دکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر ان کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہم نشینون سے کہا کرتے تھے کہ عشاق کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہی کوئی عاشق اپنی محبوبہ کی جدائی مین آہ سرد کرتا ہی کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر مین فریاد کرتا ہی کوئی اسیر زنجیر زلف اپنے گلرو کے فراق مین نالہ کرتا ہی کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت مین روتا ہی جوے اشک آنکھون سے بہاتا ہی کوئی فریفتہ گیسوے عنبرین یار سرو قامت کے فراق مین سودائی ہوجاتا ہی سر و پا کا اُسے ہوش نہین رہتا ہی کوئی عاشق اپنی شاہد لیلیٰ وش کے ہجر مین مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے صحرا نکلجاتا ہی جنگلون مین پھرتا ہی آہ و فغان کرتا ہی رہروی سے تلوے خار صحرا اُسے فگار کرتا ہی آبلہ پا اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کرکے رحم و افسوس کرتے ہین شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہی دن کو صحرا نوردی مین جدھر وہ نالہ کنان جاتے ہین گرد باد اٹھکر اُن کو دیکھتے ہین اکثر عشاق دشت پیمائی مین ہلاک ہو جاتے ہین دامن دشت سے کفن بھی اُن کو نہین ملتا ہی ان میت عریان پر اُن کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہی کانٹے دشت وحشت اثر کے میت اُس کی اُٹھاتے ہین شبنم اُن کو غسل دیتی ہی غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہی گویا ان کو زیر خاک دفن کر دیتا ہی کوئی عاشق دور افتادہ کوچہ یار تشنہ دید مین سایہ دیوار دلربا مین تڑپ تڑپ کر جان کھوتا ہی فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہین ہوتا ہی کوئی عاشق زار در یار تک اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا بے اعتنا مین جانا اُس کو نصیب نہین ہوتا ہی آستانہ در یار پر سر ٹکرا کر یا زیر سایۂ دیوار یار تڑپ کر مرتا ہی اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہی ایک ہم ہین کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا ہمارے روبرو ہی ہر وقت وصل اُس سے نصیب ہی ہمنے کبھی خواب مین بھی روے ہجر و فرقت و مفارقت و جدائی محبوب نہین دیکھا ہی نہ امید ہی کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہون گے رفقا ان کے ان سے عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہین کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہی یہ غرور و تکبر ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق ان سے ایسا جدا ہو گیا ہی کہ مفقود الخبر ہی دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اُسکی جدائی مین ان کی یہ حالت ہو گئی ہی کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہی بقول ع گریبان پرزے پرزے ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں ہی۔ شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین اکثر سوے ویرانہ نکلجاتے ہین چوپایون سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ کہو تمنے کہین ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہین دیکھا ہی کبھی باد صبا سے کہتے ہین کہ اے باد صبا جہان کہین میرا محبوب ہو وہان جا کر میرے حال سے اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہین کبھی یہ ہنستے ہین کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہین کبھی فی الجملہ ہوش و حواس مین آجاتے ہین اسوقت جو تمھارے روبرو بیٹھے ہین فی الجملہ حواس و ہوش ان کے بجا ہین یہ ایک روز مفارقت محبوب مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے مین نے تمھاری

دوستی کے بھروسے پر ان سے وعدہ کرلیا ہی کہ ہم تمکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس لے جاکر آئینے مین دکھادینگے تم اُس سے باتین کرلینا یہ بھی دریافت کرلینا کہ تو کس سرزمین پر ہی کس مکان مین ہی اور کس حال مین ہی اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر مذکور سے خوش ہوے جان دینے سے باز رہے اب مین ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہون مجکو امید تمھاری دوستی و الطاف و محبت سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھاؤ مجھپر یہ احسان کرو کہ آئینہ حیرت تک ان کو جانے دو اُس آئینے مین جاکر یہ اپنے محبوب کو معائنہ کرین تجھ اُس سے باتین کرلین اپنے حال زار سے اُس کو اطلاع دین یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ یہان آنے کی ہوئی ہی لہذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت برلاؤ مجھپر احسان کرو ورنہ جو مناسب ہو وہ کہو سحرین جادو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سُنکے صاحبقران کے سراپا پر ظاہری نظر کرکے نہ بزور سحر دریافت حال کرکے مُسکرا کر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق ہو اور یہ تمھارے دوست ہین تو پھر مین کیا عذر کرسکتا ہون ان کو اجازت آئینہ حیرت تک جانے کی دی جائے گی یہ اُس آئینے مین اپنے محبوب کو معائنہ کرلین گے بالفعل تو آپ رہین اور توقف کرین ہمارے مہمان ہون طعام دعوت و ضیافت کھائین ہمارے قلمرو مین جو اشیاے عجائب و غرائب ہین اُن کی سیر کرین بعد ازان گوہر مراد بھی اُن کے ہاتھ آجائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے محبوب مفقود الخبر کے حال سے کماحقہ آگاہ ہوجائین گے عشق معشوقان خوبرو سے عقلا کو بچنا چاہیے کبھی اس منزل پرخوف مین قدم نرکھنا چاہیے یہ وہ وادی پرخطر ہی کہ جس مین صدہا آفات ہین یہ وہ دریاے قہار موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا مین قدم رکھا اور آشناے بحر مذکور ہوا وہ غرق قلزم بلاہاے رنج و الم ہوا آخرکار قدم فرساے منزل ملک عدم ہوا یہ وہ مرض لاعلاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہین اس کی کوئی دوا ہی نہین ہی بجز دواے شربت وصل محبوب کے کہان تک عشق بہوشان مین جو رسوائیان اور ذلتین اور بدنامیان اور خرابیان ہوتی ہین بیان کی جائین یہ کوچہ بہت بُرا ہی جیسا کہ بمصداق این اشعار

عشق ایسی بری بلا ہی آہ
کرتا ہی ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اس مین ہوگئے دلبند
ہوئے دیوانے اس مین دانشمند
سیکڑون اس مین ہوگئے مجنون
عاقل و ذی فنون ہوئے مفتون
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

یہ تقریر کرکے چند ساعت بیٹھکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اُس مکان مین جس مین جملہ راحت و آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہین اور طرح طرح کے آئینون سے آراستہ ہی لے جاؤ اور ان کی فرمانبرداری خدمت مین سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا سالوک سحر انشین و صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور کرد یا و غیرہ بھی اُٹھے ملازمان مذکور حسب الحکم سحرین جادو اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو بادب اپنے ہمراہ لے چلے سحرین جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہان تک کہ اُس مکان مین پہونچا سالوک وغیرہ سے کہا کہ اس مکان مین آپ سب صاحب قیام پذیر ہون کسی طرح کی تکلیف نہوگی یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہین گے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب دیدہ دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کر کے رخصت ہوے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہان صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور مین داخل ہو کر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہی شاہی مکانات سے ہی شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ جملہ اسباب ضروری و اشیاے
راحت و آرام سے بخوبی آراستہ ہی بادشاہون کی بود و باش کے قابل ہی غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک ملحرالنشین فروکش ہوے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
و نیز میوہ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازمون کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازمون کو دیدیا وہ بہت خوش ہوے اسی طور سے دو چار روز گذرے ایک روز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لے کر دربار بحرین جادو مین گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی براے تعظیم اٹھا پھر اپنے برابر بالاے
کرسی ہاے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علحدہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمین یہان آئے کئی روز ہوے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہم کلام ہونے کے بہت مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو آج یہ جا کر
اُس آئینے مین اپنی معشوقہ کا معائنہ کرین تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہون وحشت و دیوانگی و
غم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لین اُس سے باتین
کر لین مگر تنہا جائین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جائین جسوقت قریب آئینہ حیرت کے پہونچین پوشش
آئینہ مذکور سے اس نیت سے اُٹھائین کہ معشوق ہمارا اے آئینہ حیرت ہمکو نظر آئے ہمسے ہمکلام ہو
بعدہٗ آئینہ مین دیکھین مطلوب ان کا آئینے مین نظر آئے گا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کرینگے وہ جواب دے گا لیکن ان کو لازم ہی کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائین کچھ قدم آئینے سے ہٹ کر
ہم سخن ہون بیتابی و بیقراری مین آئینے مین معشوق کو دیکھکر کہین آئینے سے لپٹ نہ جائین ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا ہمنے اطلاعاً کہدیا ہی اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہو جائے گا یعنی ٹوٹ کر یہ صفت
اُس کی نرہے گی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس مین دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکیداً کہدیجے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح اچھی طرح نہین ہی مبادا یہ دیکھتے ہی اپنے معشوق کو آئینے سے لپٹ جائین سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہو کے کہا کہ سنا آپنے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہے
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے سنا جو کچھ انھون نے کہا ہی ہم آئینے سے دور رہینگے بحرین جادو
نے گفتگوے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینہ حیرت مین لے جاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے نجانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے ندین تو کہدینا کہ یہ بحکم و با جازت بحرین جادو آئے ہین ان کو نرو کو اندر گنبد
کے پاس آئینۂ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لے کر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار مین بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ انھین ملازمون کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثناے راہ مین آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوے جاتے تھے جملہ مرد و زن بیدین و
بدآئین نظر آتے تھے بازارین مردم سے بھری ہوئین دوکان دار دوطرفہ دوکانون پر بیٹھے ہوے
ہر قسم کی اشیا رکھی ہوئین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریدارون کا ہجوم تھا گذرنا بازارون
سے مشکل تھا محلات پختہ و خام بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردمان بازار صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہی ساکنان بحرینہ سے نہین ہی نہین معلوم کہان سے
یہان آیا ہی صاحبقران تقریر اُن کی سنتے ہوے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینہ حیرت کے پہونچے اُن ملازمون نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینہ حیرت ہی
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چہار دیواری پختہ ہی دروازہ کلان اُس احاطے کا ہی اُس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوے ہین مانند دربانون کے تپائیون پر بیٹھے ہین جب صاحبقران ہمراہ اُن ملازمون کے
اندر اُس احاطہ پختہ کے جانے لگے اُن دربانون نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے اُن سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرین جادو نے ان کو گنبد آئینہ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہی ہمکو ان کے ہمراہ
کیا ہی وہ دربان یہ سنکے کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یہی ہی تو اچھا ان کو لے جاو ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اُس احاطہ پختہ کے لے گئے امیر باتوقیر نے جاکر اندر اُس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض وطول مین خوشنما و وسیع زیادہ ہی درمیان مین اُس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی مگر مربع ہی
اُس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہی اور بہت خوشنما و نقش ونگار ہین ہی کلس اُس کا طلائی ہی اُس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہی در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوے
دف و دائرہ بجا رہے ہین کچھ اُن مین سے بھجن گا رہے ہین اکثر لوگ با دب بیٹھے ہوے سُن رہے
ہین وہ گانے والے پھول ہار بدھی وغیرہ گلے مین ڈالے ہین گنشور چندان کے نشان اُن کی
پیشانی اور بازوؤن پر ہین قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہی گرد اُس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولون کے چمن ہین ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہی کوئی چمن گلاب کا ہی کوئی چمن نسترن کا
ہی کوئی نسرین کا چمن ہی لالے کا چمن کسی طرف بہار اپنی دکھا رہا ہی کوئی چمن داؤدی کا ہی
کوئی چمن گل صدبرگ کا ہی غرضکہ بکثرت طرح طرح کے گلون کے چمن ہین ہر ایک چمن تر و تازہ ہی مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہی ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہی احاطہ گلہاے رنگا رنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہی خوشبو
پھولون کی اسقدر ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہاے مذکور کرکے
جونہی قریب اُس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہان بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو پوجا ری
تھے سب کے سب صاحبقران کو دیکھکر برہم ہوکر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینہ حیرت کے نجانا بلکہ چبوترے
پر بھی قدم نہ رکھنا تمکو کسی نے روکا نہین یہان تم کیونکر چلے آئے بتاو تو تم کون ہو کہان سے آئے
ہو تم تو ساکنان بحرینہ سے نہین ہو تمھارے پوشاک یہان کے ساکنون کی سی نہین ہی ہنوز صاحبقران
نے جواب اُن کے سوالات کا ندیا تھا کہ اُن ملازمون نے بڑھکر اُن سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمھارے حاکم بحرین جادو
کے دوست ہین راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینہ حیرت کے آئے ہین انکا معشوق
مفقود الخبر ہو گیا ہی اُس کا حال انھین دریافت کرنا اور اُسے دیکھنا منظور ہی بحرین جادو نے انکے
ہمراہ ہمین بھیجا ہی تم سب سے تاکیداً کہا ہی کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینہ حیرت کے جانے دینا مزاحم
ہونا پس اگر تم ان کو روکو گے تو عتاب حاکم تمپر ہوگا یہ سنکے وہ سب بیدین مجبور ہوکر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے بارے مین یہی ہی تو خیر ان کو اب ہم نہ روکین گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اُس چبوترہ سنگ مرمر پر گئے پھر آگے بڑھ کے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اُس گنبد کے گئے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہو تصویرین طرح طرح کی آویزان ہین اندر سے بھی گنبد منقش ہی

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہی پھول ہار اُس آئینے پر بکثرت چڑھے ہوے ہین گرد اُس آئینہ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہی تصویرین بہت سی عکسی و خیالی شیشون ہین تختیون مین جابجا دیوارون پر آویزان ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے چہار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل مین کہا کہ اے آئینہ حیرت مین چاہتا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام دار ابن داراب سیمین زرہ کو دیکھون اُن سے ہم کلام ہون یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا بمجرد دیکھنے آئینہ مذکور کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام آئینے مین ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر باادب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی آپ کس سرزمین پر ہین کس کے مکان مین تشریف رکھتے ہین اسیر ہین یا رہا ہین راحت سے ہین یا تکلیف مین ہین مفصل حال اپنا ارشاد فرمائیے تاکہ ہمارے تئین معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہی کہ ہم اپنی بارگاہ مین ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہود سر مست بادشاہ طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر انجم حصار مین آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اتنے مین راہ مین ساریق بن لقا و سنخگان کو ایک صحرا مین اُس نے نالہ کنان دیکھکر بلندی سے بالاے زمین آکر بصورت مبدل پاس ساریق و سنخگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس نے یعنی سنخگان نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہم سبھی کی اور جفا و تعدی آپ کی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہان آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہی اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہی ہمکو دیا اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہی اسیوجہ سے ہم نالہ و فریاد کرتے ہین کہ اب کہان جائین سوا اس کے اور کچھ باتین ایسی کہین کہ اُس ساحر نے ہماری بارگاہ مین آکر ہمارے ہم شبیہہ ایک شخص کو سحر سے بناکر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر رکھکر اور ہمکو بزور سحر بصورت باز بناکر لے آیا پھر اُسی صحرا مین پاس سنخگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر اُن سے کہا کہ دیکھو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر اپنے ہاتھ پر بٹھاکر لے آیا ہون اب تو تم خوش ہوے اگر تم سے مین سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھسے کچھ ایسی باتین کہ جس سے مجھے غیظ و غصہ آیا تھا نہ بیان کرتے تو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز بناکر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ مین نے دیکھا ہی اور جو کچھ مین نے تمسے سُنا ہی سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہی کہ وہ تمام مردان لشکر اہل اسلام کو برہم ہوکے قتل و تباہ و برباد کریگا سنخگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ مین روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور اُن دونون کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بناکر دونون شانون پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا تھا کہ مان دربندنے اُسے روکا تھا آخر بعد حصول اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم لے گیا تھا وہان ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سُنا تھا بیان کیا تھا بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتین ہمسے کرکے بہت برہم ہوکے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلاد بیداد

تیغہ بکف موجود ہوا تھا اس اثنا مین بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اس کا جالوس
ہی شاہ زلزلہ کو ہمارے قتل کرنے سے اسوقت باز رکھکر کہا تھا کہ بیرون طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام گو کہ یہ مسلمان ہین قتل کرائیے بلکہ بہتر تو یہ ہی کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بیرون
طلسم زلزلہ رہتا ہی اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہی ان کو روانہ کر دیجیے وہ سر ان کا کاٹ کر حضور کے
پاس بھیجدیگا یا بعد قتل کرنے کے سر و تن ایک چادر مین لپیٹ کر زمین مین دفن کر دے گا
شاہ طلسم کو رائے اپنے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحرون کے بیرون طلسم زلزلہ
پاس اسی منجم کے بھیجدیا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اس کی ہمین دیکھکر ہم پر مائل ہوکر
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے مین چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایے کے ایک مرد بیدین کو قتل کر کے چادر مین لپیٹ کے
روبرو انھین ساحرون کے قبر مین دفن کر دیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے تھے
اس روز سے ہم براحت و آرام مکان مین اسرار اختر شناس منجم کے ہین مکان منجم مذکور بیرون
طلسم زلزلہ ہی آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہین انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ سے ملین گے اور
اے صاحبقران یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ مین جاکر دیکھا ہی کہ یہ طلسم بہت بڑا ہی
اور نہایت سخت ہی در بند بھی اس کے از حد دشوار گذار ہین بندوبست و انتظام بھی خوب ہی لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم مذکور سے باز آئیے ساریق بن نقا کے قتل سے دست بردار ہوجیے اپنی جان کا
خیال کیجیے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو مین اپنے
تئین آپ تک پہونچاؤنگا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کرونگا ساریق نابکار کو تہ تیغ کرونگا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان بدل ہوجائیگا تو اسے قتل نہ کرونگا یہ کہکر
خاموش ہوے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے مین سے
غائب ہوگئی امیر باتوقیر نے بابت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکر کے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اس گنبد سے بعد خوشی نکل کر انھین ملازمون کے ہمراہ راہ قطع کر کے دربار مین آئے سالوک
و بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہین یہ رنگ دیکھکر سالوک و بحرین جادو
نے پوچھا کہ کہیے آپ نے آئینے مین اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہان ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے مین دیکھا اور اس سے ہمسخن بھی ہوے دل خوش ہوگیا آرزوے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبون کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے سالوک صحرانشین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہی کہ مسکن ہمارا یہان سے کسقدر
دور ہی چند روز ہمین رہروی مین بسر ہونگے بعد ازان مقام قیام پر پہونچین گے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے ان دوست کا مطلب تھا وہ دونون کام ہوچکے ہین بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک ہفتے یہان اور تشریف رکھیے بعد ازان یہان سے جائیے گا
ابھی ہم آپ کو رخصت نہ کرین گے کیونکہ زمانہ خداوند کا پلٹ کے چولا بدلنے کا عنقریب ہی اور
اس خوشی کا میلہ بھی عنقریب ہی بعد میلہ ہونے کے آپ یہان سے جائیے گا ابھی سالوک نے
جواب ندیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بے اختیار ہنسے بحرین جادو نے پوچھا کہ
اسوقت کیون بے محل و موقع آپ ہنسے باعث ہنسنے کا کیا تھا صاف صاف بیان کیجیے ہین

آپ کے ہنسنے سے تردد ہوا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپ کا سخن ہوا آپ نے جو خداوند کا پاپلٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہین کہ جنکو کاپاپلٹ کہتے ہین ہمنے بہت سے مکار و نابکار خداوند سنے ہین ازانجملہ زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا اور ہتیک میتنک دم خیشہ سر اکا جھڑاکا بچھڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پاپلٹ آج ہی سنا ہی کیا خداوند ہین جن کا یہ نام ہی بحرینی جادو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے غصے تھرانے لگا چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہوے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم یہ ہوتا ہی کہ آپ مسلمان ہین از راہ طعن و تشنیع آپنے یہ تقریر کی ہی اور ہمارے خداوند کے نام نامی کو سنکے آپ ہنسے ہین کیا کہون مجھے صرف یہ خیال مجبور کیے ہوے ہی کہ اول تو آپ ہمارے دوست کے ہین دوسرے یہ کہ آپ ہمارے مہمان ہین غریب الوطن ہین ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصہ مین جو کچھ ہمسے امور ستر او خیر تاسر زد ہوتے وہ کم نہ تھے قبل اس کے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہی کہ ایک جوگی صاحب یہان آئے تھے اُن کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوے تھے ہمارے آبا و اجداد پے بعد دیگرے انھین خداوند کی پرستش کرتے آئے یہان تک کہ وہ مرگئے اب ہم ان کی پرستش کرتے ہین اور تمامی ساکنان بحرینہ خداوند کا پاپلٹ کی پرستش کرتے ہین حکومت بحرینہ بھی بارہ تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحرینہ پر قابض و متصرف ہوتے آئے ہین یہان تک کہ بعد اُن کے یہان کی حکومت اب ہم کرتے ہین تمام ساکن اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہین ہمکو اپنا حاکم جانتے ہین خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس کے چولا اپنا بدلتے ہین بارہ تیرہ سو برس کی مدت مین بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہین جب چولا اُن کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہی تو قومی اور نیا چولا بدلتے ہین فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری لوگ جو ندی جو ہمارے قلمرو مین ہی اُس کے کنارے پر مقیم ہین جو مردہ بہتا ہوا ندی مین آتا ہی اُسے نکال کر دیکھتے ہین اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملے گا تو وہ بصد خوشی اسکو لاکر خداوند کے حوالے کردین گے وہ اس نوجوان کے گھٹ مین اُتر آئینگے اپنا چولا چھوڑ دین گے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جملہ ادنی اعلی یہان کے بصد خوشی و شادمانی کنارے اُسی ندی کے لے جائین گے لکڑیان جمع کرکے اُس کو جلائین گے جب وہ چولا خداوند کا خاک ہو جائے گا تو تمام یہان کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے کی بطور پرشاد جس کو تبرک کہتے ہین وہان سے لے آئین گے اُس کو بحفاظت تمام رکھین گے کیونکہ وہ خاک بہتر اکسیر سے ہوگی جو مریض ہوگا اُس کے تن پر ملی جائے گی صحت و شفا اُسے حاصل ہو جائے گی ابھی تک یقیناً کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہین آیا ہی ورنہ پوجاری لوگ وغیرہ اُسے بہزار خوشی و شادمانی لے آتے خداوند کے حوالے کردیتے خداوند اپنے گنبد کا پاپلٹ مین اُن لوگون کے آنے کے منتظر ہون گے ہم سب خداوند کے آرام و راحت کا خیال رکھتے ہین طعامہاے لذیذ و نفیس نمکین و شیرین انھین پہونچاتے رہتے ہین گنبد کے روشن دان کلان سے اُن کو دیدیتے ہین وہ ہدیہ و نذر یہان کے ساکنون کی قبول کرتے ہین ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہاے تر و خشک و طعامہاے لذیذ

ونفیس وغیرہ کا ہدیہ ہر روز خداوند کو دیا جاتا ہے وہ کسی کے ہدیے کو واپس نہین کرتے قبول ہی کر لیتے ہین صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے خداوند بڑے مکار اور گمراہ کنندہ مردمان ہین یہان کے ساکنون کو گمراہ کر چکے ہین خصوصاً آپ کو اور آپ کے آبا و اجداد کو اُس نے گمراہ کیا ہے اپنے تئین اُسی جوگی نے خداوند ظاہر کرکے سب سے سجدہ کرایا ہے جائے عجب ہے کہ آپ کے آبا و اجداد نے اُس کے دام فریب مین آکر اُس کو اپنا خداوند جانا تھا اور اب آپ اُسکو اپنا خداوند جانتے ہین ہرچند کہ صاحب عقل و فہم ہین مگر اُس جوگی کے دام فریب مین پھنسے ہوے ہین اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہین ہین تو چولا کیونکر بدلتا ہے صورت اُس کی یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہے کہ اُس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے کے جسم مین لے جاتے ہین یہ روح کا دوسرے کے جسم مین لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ ہے جو کوئی اُس علم و قاعدے کے اوپر عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ مین لے جا سکتا ہے آپکو لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نجانیے اُس کو سجدہ نہ کیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہے وہ جسم نہین رکھتا ہے نہ کسی شے مین سماتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ دیکھنے مین آتا ہے نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا ہے نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو ہے نہ اُس کو تغیر ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور ہمیشہ ایک ہی طور سے رہے گا اُسکو ہمیشہ بقا ہے فنا نہین ہے اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے زمانے کے ہین خاص و عام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہمنے ہدایت دین اسلام پر کمر باندھی ہے جو لوگ خداشناس نہین ہین ہم ان کو ہدایت کرتے ہین راہ راست دکھلاتے ہین آپ کو بھی ہدایت کرتے ہین کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و مافیہا کو یقینی اپنا معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا یہ پلٹ کہتے ہین اُس کی پرستش سے باز آئیے بہت آپ شراب میخانہ کفر سے پی چکے اب بادہ عرفان خالق کون و مکان لینے ساقی ہادی سے لیجیے آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بمقتضائے

نظم

پلا وہ مے نور ایمان فروز — جسے کہتے ہین اہل دین نور سوز
وہ مے خضر کی جو ہوئی خضر راہ — وہ مے جس کی تھی ماہ کنعان کو چاہ
وہ مے جس کا پینا ہے شرعاً حلال — وہ مے آب رحمت ہے جسکا زلال
وہ مے جام جسکا ہے عارف کا دل — وہ مے جس سے ہو شہد جنت خجل
وہ مے جس سے ہو پاک تر دامنی — وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی
وہ مے جسکے پینے سے ہو خوش سیر — ہے صورت یار پیش نظر

اگر مہر ہے تو اے ساقی نیک پے — عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے انبیا جسکے پیتے تھے جان — وہ مے جسکے تھے اولیا ہیچ خوان
وہ مے جسکی ہے قدسیون کو بھی تاک — وہ مے جو کہ ہے آب گوہر سے پاک
وہ مے جسکو قاضی بھی فرمائے نوش — وہ مے جسکا ہر جرعہ ہے جرم پوش
وہ مے جسکی کشتی ہے نوح نجات — وہ مے جو کہ ہے رشک آب حیات
وہ مے جسکا شیشہ ہے رشک پری — وہ مے جو کہ ہر عیب سے ہے بری

اس مے عرفان خدا کے پینے سے آپ رستگار ہونگے آئندہ آپ کو اختیار ہے بحرین جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سنکے کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہین اپنے دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہین کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہین ہان اگر کوئی خرابی کی صورت ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہین پھر کرسالوک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست صادق مین آپ سے جائے عجب اور مقام شکایت ہے کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے روبرو برا کہے اپنے ساتھ لے کر آئے ہین ہم مجبور ہین کہ یہ ہمارے مہمان ہین اور آپ کے دوست ہین ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہنے کا ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے سر جھکا کر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہان ان کو لا کر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہی اب باہم زیادہ حجت و تکرار نہ کیجیے ہماری راے تو یہ ہی کہ دو باتون مین اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یا پلٹ لائق پرستش ہین اور صاحبقران کہتے ہین کہ خداوند کا یا پلٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہی کوئی جوگی ہی کہ وہ اپنے علم و قاعدے سے روح اپنی جسم میت مین لے جاتا ہی چولا بدلا کرتا ہی پس اگر یہ کسی فکر و تدبیر سے اس جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دین یا کوئی ایسی تدبیر و فکر کرین کہ جس سے آپ اُس کو لائق خداوندی نجانین تو آپ دین اسلام اختیار کرین اور اگر صاحبقران خداوند کا یا پلٹ کی شعبدہ بازی و مکاری و فریب دہی آپ پر ثابت نکر سکین تو خود خداوند کا یا پلٹ کی پرستش کرین یہی شرط فیما بین ہو جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ اے دوست صادق مین تمھاری راے پسند کرتا ہون اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی و فریب دہی و مکاری ہم پر ظاہر و ثابت کر دین گے تو ہم اقرار کرتے ہین کہ خود بھی دین اسلام اختیار کرین گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کرین گے اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی و مکاری ثابت نکر سکین تو ان سے بھی اقرار کرا لیجیے کہ یہی دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کرین سالوک صحرا نشین نے یہ تقریر بحرین جادو کی سُنکے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور کر دیا نظر کر کے پوچھا کہ کیون خواجہ اس بارے مین کچھ فکر و تدبیر تمسے ہوسکے گی ہم اقرار کر لین خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بلا تامل اقرار و عہد کر لین یہ کام کوئی مشکل نہین ہی انشاء اللہ تعالی جلد اس کام کا سرانجام حسب دلخواہ کرون گا خداوند کا یا پلٹ کی اصل و حقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دون گا صاحبقران نے گفتگوے خواجہ مذکور سُنکے روبرو سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم نہ ثابت کر سکین گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند کا پلٹ کی پرستش اختیار کرین گے بحرین جادو یہ سُنکے گویا ہوا کہ اس کام کا انصرام کب تک ہوگا صاحبقران نے براے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتے عشرے کے درمیان مین اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر خفی آپ پر جلی ہو جائے گا ہنوز صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض کیا کہ مین واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہون اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی مین کر کے اور بظاہر اجازت براے سیر جانے کی لے کے دربار سے اُٹھ کر ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوے اثناے راہ مین آیند و روند سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہان ہی جس ندی پر ملازمان بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے اچھے چولے خداوند کا یا پلٹ کی فکر مین بیٹھے ہین انھون نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی ہی اگر اس طرف سیدھے چلے جاؤگے تو اسی ندی کے کنارے پہونچ جاؤگے خواجہ طیفور کر دیا اسی سمت روانہ ہوے بعد قطع راہ کنارے اُس چھوٹی ندی کے پہونچے دیکھا کہ بہت سے ملازمان بحرین جادو اور اکثر پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہین بعضے ڈفلی بجا کر کچھ گا رہے ہین اکثر کچھ باہم باتین کر رہے ہین بعض بعض خداوند کا یا پلٹ کے چولے کی بابت کہ رہے ہین کہ ابھی تلک کوئی چولا لائق خداوند کے دستیاب نہین ہوا ہی دیکھیے کب ہاتھ آتا ہی زمانہ خداوند کے چولا بدلنے کا کم رہگیا ہی ابھی وہ

آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دو مردے ٹکٹیو پر رکھے ہوے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاری وغیرہ اُن کو دیکھکر خوش ہوے اُن مین سے دو چار دریا مین کودے اُن دونون مردون کو
مع ٹکٹیون کے کنارے پر لائے پوجاریون نے ٹکٹیون سے مردون کو کھول کر کپڑا اُن کے مُنھ سے
ہٹا کر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان مین ایک عورت بڑھیا ہی اور ایک مرد نہایت ضعیف ہی خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہین ہی ہم چاہتے ہین کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تاکہ اُس مردہ تازہ کے ہوتے ہین خداوند کا پاپلٹ سمائین چولا اپنا بدلین خوشی و شادمانی ہم سب کو
حاصل ہو میلہ اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور گر دیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ و روغن سے بن کر تمام تقریر اُن پوجاریون کی اُن کے قریب بیٹھ کے بخوبی سُنکے کچھ سوچ کے
وہان سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوے بعد قطع راہ دور کنارے اُسی چھوٹی ندی
کے بیٹھ کر زنبیل سے کچھ بانس اور نیا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزین مطلوب تھین نکال کر اُس صحرا
مین کہ گرد و پیش کوئی نہین تھا ٹکٹی تیار کی پھر زنبیل سے معجزہ طلب کر کے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے بنے بعدہٗ مہندی اپنے ہاتھون مین مل کر سہرا پھولون کا اپنے سر پر باندھ کر
وہ جامہ نو اپنے سراپا پر لپیٹ کر ٹکٹی پر لیٹ کر مردہ بنکر ٹکٹی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مروجہ سے
مزین کر کے یہ گنگے ندی مین ڈالدی۔ دریں دریاے بے پایان دریں طوفان موج افزا۔ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسہا۔ ہر چند کہ خواجہ عمرو اولی موت اور دریا اور نقابدار سے ڈرتے تھے دریا سے
علیحدہ رہتے تھے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا مین بخوف غرق قدم نرکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گر دیانے کہ اُن کی نسل سے ہین کچھ خوف پانی سے نہ کیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نہ کیا نہایت بہادری
و دلاوری سے ٹکٹی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی مین بہتے ہوے مع ٹکٹی چلے جب وہ ٹکٹی اُس جگہ
بہتی ہوئی پہونچی جس جگہ ملازمان بحرین جادو و پوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا گیا ہی بیٹھے ہوے تھے
تو ایسدم اُن مین کچھ لوگون نے اُس ٹکٹی کو دیکھکر خوش ہو کر کہا کہ دیکھو ایک ٹکٹی مع مردہ بہتی ہوئی
آتی ہی سب دیکھنے لگے بعدہٗ چند کس اُن مین سے دریا مین اُترے اور گہری ملاحی پیر کر اُس ٹکٹی تک
پہونچکر اُسے کنارے پر لائے خواجہ مذکور نے اُسوقت اپنی سانس کو روک لیا پس ایسا دم کھا کہ
گویا مردہ ہو گئے پوجاریون وغیرہ نے کفن کو دور کر کے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بن بیاہا مرا ہی اس کے ماں باپ یا دیگر عزیزون نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہی مہندی لگا دی ہی ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اسے دولہ بنا کر دیکھ لیا ہی یہ جوان ایسا خوبصورت ہی کہ لاکھون جوانون مین ایک ہی نہین معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہی فصل بہار مین خزان سے دوچار ہوا ہی اس نوجوانی مین افسوس
اس نے انتقال کیا ہی اس کے غم مین والدین اس کے زندہ نرہین گے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مرجائے بھلا وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہی غرضکہ ایسی ہی تقریر تا دیر کر کے بہت افسوس کر کے باہم خوش
ہوکے کہا کہ اب کی مرتبہ ایسا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہی کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا پاپلٹ
کو ممکن نہوا تھا عجب یہ جوان خوبرو ہی تازہ مرا ہی پنڈا ابھی تک اس کا گونہ گرم ہی تن اس کا بوسیدہ
مطلق نہین ہوا ہی ایسی خوبی تقدیر سے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہی یہ باتین کر کے اُن ملازمون نے
بحرین جادو کے جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساکنان بحرینہ کو اطلاع دی ہر ایک بصد خوشی کنارے دریاے مذکور

آیا سامان اُٹھانے کا کیا گیا غرضکہ نہایت جلوس سے مردہ مذکور اُٹھایا گیا ساکنان بحرینہ بصد شادمانی
باجے بجاتے ہوے گاتے ہوے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریون نے عرض کیا کہ دیکھیے اگلی مرتبہ اس چولے مین خداوند سامین کے یہی شکل
خداوند کی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ اگلی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہی خیر لے جاؤ معلوم ہوا کہ اگلی مرتبہ خداوند کی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ حکم بحرین جادو
سے فی الفور اُسی طرح گاتے بجاتے ہوے سنکہ پھونکتے ہوے گھنٹے بجاتے ہوے شور و غل کرتے
ہوے ٹکٹی کو کاندھون پر رکھے ہوے برابر گنبد قیام خداوند کایاپلٹ کے پہونچے اُسوقت چند
پوجاریون نے پکار کر کہا کہ اے خداوند کایہ پلٹ آپ کے چولا تبدیل کرنے کا زمانہ آگیا ہی لیجیے یہ
تازہ و نوجوان و خوش رو مردہ ہی اُسدم دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس گنبد کے روشندان کلان
وکشادہ کے برابر دو ہاتھ بلند ہوے پوجاریون نے ٹکٹی پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اُسی روشندان مین سے دیدی بعد ازان سب خرد و کلان اُسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر بالاے زمین رکھکر سراپاے مردہ مذکور پر نظر
کر کے بہت خوش ہو کے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اُس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اُس بھونرے کے تن بے جان اُس کا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی جانب
دہن میت مرقوم الصدر چلی فی الفور خواجہ طیفور گرد یا اُٹھ بیٹھے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کدھر آتا ہی دور ہو کیا مجھ زندہ مین سمائے گا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی پھر اُسی کے دہن کیطرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور گرد یا نے فی الفور خداوند مذکور کے منھ کو بند کر کے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل مین سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ مین بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل مین رکھ لیا تھا اسوقت اُسی مردے کو نکال کر اُس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوند نابکار ناہنجار اس بندر مین سما جا ورنہ تجکو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہی
کہ اس بندر مین حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوند کایہ پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی بمجبوری ولاچاری اُس بندر کے منھ مین جا کر تمامی اعضا مین اُس کے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ مین دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہو کے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اُس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑ کر زنجیر کو اُس میخ مین باندھا بعد ازان اُس تن بے جان وضعیف و لاغر کو روشندان
گنبد سے باہر کر دیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اُس تن بے جان کو ہاتھون ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور ٹکٹی پر رکھکر اُسی جلوس و سامان و تزک
وجمعیت سے بصد خوشی گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اُسوقت کوئی ساکنان بحرینہ سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھون مردم کا مجمع تھا
گھنٹے دمبدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم بھجن وغیرہ گاتے تھے طرح طرح کے
باجے بجتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوند کایاپلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلی ادنی بصد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہونچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیان جمع کر کے وہ مردہ اُن لکڑیون پر

رکھکر آگ لکڑیون مین لگادی گئی ساتھ لکڑیون کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلہ آتش بلند ہونے لگا اُسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی و خوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام و کمال جل کر خاک ہوگیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھون اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی تھوڑی خاک ہر ایک نے اُٹھا کر باحتیاط ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ مین رکھ لی بحرین جادو نے بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اُٹھا لی پھر سب وہان سے بصد خوشی اپنے اپنے گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگون نے جن کا ذکر ہوا ہی اندر گنبد قیام خداوند کا یا پلٹ کے دربان اور پوجاری وغیرہ کے اُس بزم عیش و عشرت مین اور کوئی نہین گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت مین بیٹھے رہے سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کین خداوند مذکور اندر گنبد کے بیٹھے ہوے سُنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبروے گنبد خداوند کا یا پلٹ آراستہ رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تقرری روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر ہونے کا خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہی ابھی تک آپ نے خداوند کی شعبدہ بازی و مکاری اور فریب دہی ہمپر ثابت نہین کی ہی زمانہ آپ کے وعدے کا گذر رہا ہی چونکہ خواجہ طیفور گر دیا کئی روز سے گنبد مین بیٹھے ہوے تھے صاحبقران کی خدمت مین حاضر نہین ہوے تھے اسوجہ سے صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہی خداوند کا یا پلٹ کو اُلٹ پلٹ دیا ہی یا اُن کو گرفتار کیا ہی کچھ نہ کچھ خداوند سے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہان سے جاکر سلوک بد کیا ہی یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ حال مکاری و فریب دہی و تمام حقیقت آپ کے خداوند کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چل کر آئینے مین معائنہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے دوست سالوک اور صاحبقران کو لیکر اُسی روز گنبد آئینہ حیرت مین گیا حاجب جادو دربان در گنبد مذکور نے کہ ساحر معزز تھے سلام کیا بعدہٗ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون احاطہ گنبد آئینہ حیرت تھے سب نے باادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور کے ہو کے صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینہ حیرت فی الحال جو شکل و صورت خداوند کا یا پلٹ کی ہی وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند مین ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت کرنے کے پوشش آئینے پر سے دور کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان خوبصورت بندر زنجیر مین بندھا ہوا لئے موجود ہوا یعنی آئینے مین آیا صاحبقران زمان سلطان کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے مین بستہ زنجیر دیکھکر بے اختیار ہنسے سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ بندر کیسا ہی یہ کیا واقعہ ہی مجکو آئینے مین عوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ مین زنجیر مین بندھا ہوا دکھائی دیتا ہی کیا ابکی مرتبہ خداوند کا یا پلٹ بندر بن گئے ہین گھٹ مین اور چولے مین بندر کے سماگئے ہین ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوے بوزنہ مذکور بنظر حیرت دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بار بار مسکرا رہے تھے سالوک صحرانشین درویش خو بھی بچشم حیرت آئینہ حیرت مین نگران تھا حاجب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو آئینے مین معائنہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دانت اپنے نکال کر

کُتّے کی طرح دُم ہلا کر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت نکال کر دُم ہلا کر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی اور یہ شخص کون ہی اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی کہ جس نے خداوند کا یہ پلٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر کیا تھا مردہ بندر کے جسم مین سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک بحرینہ آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد کے عہد مین ہم مردمردہ کے اجسام مین بارہ تیرہ سو برس سے سماتے رہے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمین جانا کیے زمانہ مقررہ مین مردمردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے اپنے ملازمون کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام مین بھیجا کیے ہم بآرام و راحت اپنے گنبد مین رہے اکل و شرب سے لطف اُٹھایا کیے دعوی خدائی و خداوندی کیا کیے تمھارے عہد مین ہم اس بلا مین مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تمنے اور سب نے اس شخص کو جو ہمین زنجیر مین گرفتار کیے ہوے ہی مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا مردہ نہ تھا اس نے ہمین ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمین بندر کے جسم مین سمانا پڑا افسوس ہے تمنے غفلت کی ایکی مرتبہ تمنے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہین لیا کہ یہ دراصل مردہ ہی یا زندہ ہی پس تم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد مین بھیجا جس کے گنبد مین آنے سے ہماری یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی کی فکر کرو اس بارے مین تاخیر و غفلت نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائین گے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائین گے تم سب سے ناخوش ہو کر جائین گے یہ کہکر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان آئینے مین نظر سے غائب ہو گیا بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سنکے تمام حال سے آگاہ ہو کے ملول ہوا سر جھکائے ہوے وہان سے اپنے دربار مین آیا سالوک صحرانشین درویش خو اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اُس کے دربار مین آئے بحرین جادو نے اپنے اہل دربار کو جمع کر کے سالوک صحرانشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوند کا یہ پلٹ مین داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس گنبد مین ہی مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اُس نوجوان مرد خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اُسوقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک صحرانشین درویش خو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و حاجب جادو دربار مین بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان وشکیل مرد ایک بندر کو زنجیر مین باندھے ہوے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہی ابھی سب جانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا گاہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبائے بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے چولے سے مجھے یعنی میری روح کو کسی انسان کے مردے مین جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے لائیے یا کسی سے منگوائیے بحرین جادو نے اُس کے حرکات و اشارات دیکھکر برہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہی اگر سچ کہے گا تو خیر

ورنہ ہم بہت بُرے طور سے تجھسے پیش آئین گے بندر نے مجبور ہوکر سر جھکا کر بزبان فصیح کہا کہ اے
بحرین جادو سچ تو یہ ہی کہ مین جوگی ہون تمھارے آبا و اجداد گذشتگان کے زمانے مین اس سرزمین
پر آیا تھا یہ سرزمین مجکو اچھی معلوم ہوئی تھی یہان مین نے سکونت اختیار کی تھی جب سن میرا زیادہ ہوا
بذریعہ ایک عمل کے کہ مین اُسے کرتا ہون اور جانتا ہون ایک روز کنارے دریا کے جاکر بیٹھا تھا ناگاہ
ایک مردہ بہتا ہوا ایک جوان کا مین نے آتے دیکھا فوراً دریا مین کود پڑا اور بذریعہ عمل مذکور کے
اُس مردے کے جسم مین اپنی روح کو لے گیا تھا چولا اپنا پُرانا مین نے چھوڑ دیا تھا وہ میرا چولا تو
دریا مین بہہ گیا تھا مین نوجوان ہوکر دریا سے نکلا تھا دیکھنے والون نے حیران ہوکر مجھسے پوچھا تھا کہ
تم کون ہو مین نے اپنے تئین خداوند کا پلٹ ظاہر کیا تھا یہ خبر آپ کے بزرگان سلف جو اُس زمانے مین
یہان کے حاکم تھے اُن کو پہونچی تھی وہ بھی متحیر ہوکر کنارۂ دریا آئے تھے اور میرے حالات سے
آگاہ ہوکر میرے معتقد ہوکر خداوند مجکو خیال کرنے لگے تھے اور یہ گنبد جو اب تک موجود ہی اُنھون نے
میری خواہش سے واسطے میرے رہنے کے بنوا دیا تھا آب و طعام اپنی سرکار سے واسطے میرے
روانہ کیا کرتے تھے مین بآرام تمام گنبد مین رہا کرتا تھا جس کو کچھ مجھسے پوچھنا ہوتا تھا وہ روشندان
گنبد مذکور کے پاس آکر بآواز بلند مجھسے پوچھتا تھا مین اُس کو جواب دیتا تھا موافق میرے حکم کے وہ
کاربند ہوتا تھا اسی طرح جملہ امور میرے حکم سے یہان کے باشندے کرتے تھے جس بات کو مین منع
کرتا تھا اُسکو کوئی نہ کرتا تھا اُس زمانے سے اب تک مین نے اکثر چولے بدلے ہین مجھے اس سرزمین
پر آئے ہوے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہی ابکی مرتبہ ایسا مردہ واسطے میرے چولا بدلنے کے
یہان کے باشندے لائے کہ وہ دراصل زندہ تھا اور اسوقت تک زندہ موجود ہی تمھارے
روبرو کھڑا ہی زنجیر ہاتھ مین پکڑے ہوے ہی مجھے گرفتار کیے ہوے ہی مین اس ظالم سے مجبور ہوگیا اسنے
میری روح کو پُرانے چولے مین بھی جانے نہ دیا ایک بندر مردہ اپنے پاس سے نکال کر مجھسے بجبر و ظلم کہا
کہ اگر اپنی خیر چاہتا ہی تو اس مردہ بندر کے جسم مین سما جا اے بحرین جادو مجبوری تو بڑی بلا ہی اگر اسکے
کہنے پر عمل نہ کرتا تو کیا کرتا لاچار ہوکر مردہ بندر کے جسم مین سما گیا ہون جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اب
تمسے امیدوار ہون کہ جلد کوئی مردہ انسان کا کہین سے منگواؤ کہ مین بزور اپنے عمل قدیم کے اپنی
روح اُس مردے کے تن مین لے جاؤن بندر کے چولے کو چھوڑون راز میرا افشا ہوگیا بڑی ذلت
و رسوائی میری ہوئی آئندہ خیال رکھنا خوب دیکھ بھال کر مردے کو واسطے میرے چولا بدلنے کے
اپنے ملازمون کے ہاتھ گنبد مین بھیجا کرنا اور اس مرد جفاکار و ظالم عیار و مکار کو سزا اسے سخت دیجیے
کہ اسنے میرا راز فاش کیا ہی مجھے بندر بنا کر زنجیر مین باندھ کر گنبد سے یہان تک لایا ہی بحرین جادو
نے ازحد برہم ہوکر کہا کہ او جوگی نابکار و مکار تو نے اپنے عمل سے شعبدہ کا یہ پلٹ کا دکھا کر ہمارے
آبا و اجداد اور یہان کے تمام باشندون کو گمراہ کیا اپنے تئین خداوند کا پلٹ ظاہر کیا اپنے تئین
سب سے سجدہ کرایا اعلیٰ ادنیٰ کو بہکایا بددین و بدآئین کیا بڑا غضب کیا بعد بارہ تیرہ سو برس کے
آج کما حقہ تیرے حال سے ہمین آگاہی ہوئی اب بھی تو یہ چاہتا ہی کہ بزور اپنے عمل کے روح اپنی
کسی تن بے جان انسان مین لے جائے اور پھر گنبد مین جاکر بیٹھے خداوندی کرے لوگون کو
گمراہ کرے راز تیرا افشا ہوگیا اب کوئی تجھے خداوند اپنا نہ جانے گا نہ کوئی تجھے سجدہ کرے گا وہ ہوا
جو تیری بندھی ہوئی تھی وہ گئی دیدہ و دانستہ اب تیری پرستش کوئی نہ کرے گا بلکہ یہان رکنے کا

بھی کوئی شخص روادار نہوگا اگر تو یہان رہے گا تو لوگ تجھسے بہ بدی پیش آئین گے یقیناً تجھے
مار ڈالین گے تیرے حال پر مطلق رحم نہ کرین گے آب و طعام بھی تجھے ندین گے بہتر یہی ہی کہ اب تو
یہان سے کہین چلا جا بندر نے نہایت عاجزی کرکے کہا کہ حسب الحکم حضور مین یہان نرہونگا کہین
چلا جاؤنگا لیکن اسقدر میرے حال پر رحم کیا جائے کہ کوئی مردہ انسان کا ابھی کہین سے تلاش
کرکے منگا یا جائے تاکہ بزور عمل مین اپنی روح کو اُس مردے کے تن بیجان مین لے جا کر یہان سے
چلا جاؤن اگر بصورت بندر کے یہان سے کہین جاؤنگا تو جو مجھے دیکھے گا وہ ڈھیلا غلہ لکڑی
ڈنڈا مجھے مارے گا کہین بیٹھنے ندے گا دھکا دے گا زندگی میری بے لطف گذرے گی بحرین جادو
نے پوچھا کہ تو اب بھی اپنی روح کو تن مُردہ مین لے جاسکتا ہی ہمین بھی اپنا کرتب عمل کا دکھا سکتا ہی
بندر نے کہا کہ ہان کوئی مردہ منگوائیے پھر تماشہ دیکھیے بحرین جادو نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
اگر کوئی مردہ کہین کسی کا دستیاب ہو تو جلد لے آؤ ملازم واسطے جستجو کے گئے ہرچند مردہ انسان
کی تلاش کی لیکن نہ ملا آخرکار مجبور ہوکر پھرے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک کبوتر مرا ہوا پڑا ہی ملازمون
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مردہ انسان کا دستیاب نہوا تو کبوتر مردہ ہی کو لے چلنا چاہیے خالی
نہ جانا چاہیے جوگی جی کا کایہ پلٹ ہونے کا تماشہ دیکھ لینا چاہیے کہ کس طرح وہ اپنے عمل سے تن مردہ
مین بزور عمل اپنی روح کو لیجاتے ہین یہ تماشہ قابل دید ہی یہ خیال کرکے اُس مردہ کبوتر کو اٹھا کر روبرو
بحرین جادو کے لاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہمنے مردہ انسان کا کہین نہین پایا ہرچند تلاش کیا
مگر کہین دستیاب نہوا مجبور ہوکر یہ کبوتر کا مردہ لے آئے ہین بحرین جادو نے کہا کہ ہمکو مطلب سیر و تماشہ
دیکھنے سے ہی کوئی مردہ کیسا ہی ہو انسان ہو یا جانور کا مردہ ہو یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کبوتر مردہ
کو روبرو بندر کے رکھدو انھون نے حکم کی تعمیل کی بحرین جادو نے بندر سے کہا کہ بالفعل تو
اس کبوتر کے تن بے جان مین تو اپنی روح کو لے جا عمل کا یہ پلٹ کا ہمین دکھا آئندہ دیکھا جائے گا
بندر نے کچھ الفاظ واسما بہت آہستہ آہستہ کہ کسی نے نہین سنے اپنی زبان پر جاری کیے بعدہٗ
سب نے دیکھا کہ بصورت بھونرے کے ایک پرندہ اُس کے دہن سے نکل دہن کبوتر مردہ مین
چلا گیا بندر مردہ ہوگیا کبوتر زندہ ہوگیا اُسوقت تمام اہل دربار خصوصاً بحرین جادو وغیرہ نہایت
حیران ہوے جوگی مذکور نے روح اپنی مردہ کبوتر مین لے جاکر بحرین جادو اور اُس نوجوان خوش خود
خوش رو سے مخاطب ہوکر بزبان فصیح غضبناک ہوکر کہا کہ اے بحرین جادو واے ظالم اظلم
تم دونون آگاہ ہو کہ اسوقت تو مین جاتا ہون آئندہ قابو پاکر تم دونون سے سمجھونگا حتی الامکان
تمکو زندہ نچھوڑونگا تمنے مجکو کلمات سخت و درشت سر دربار کہے ہین ذلیل کیا ہی اور اس نوجوان
نابکار نے مجھپر بڑا ظلم کیا ہی یہ کہکر پر تول کر بحرین جادو کو کلمات نامناسب کہکر اڑا اُس وقت
بحرین جادو نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ جوگی نابکار ہمین
کلمات سخت کہکر اور ہمسے بہ بدی پیش آنے کی ہمین اطلاع دے کر جاتا ہی اس کو جانے ندیجیے اگر
ممکن ہو تو ہلاک کیجیے حالانکہ ہم ساحر نامی ہین بزور سحر ابھی اس کو ہلاک کرسکتے ہین لیکن بایں خیال
اپنے ہاتھ سے اس کی ہلاکت نہین چاہتے ہین کہ ایک مدت تک ہمنے لاعلمی مین اس کو خداوند
جان کر سجدہ کیا ہی اور صدہا برس تک ہمارے آبا و اجداد نے اس کی پرستش کی ہی پس جس کو
خداوند جانا ہو اور سجدہ کیا ہو اُسے قتل و ہلاک کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی صاحبقران سلطان

کیوان

کیوان شکوہ نے گفتگوے بحرین جادو سنکے شادمان ہوکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر نکال کرچلہ کمان مین رکھکر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہوکر ایک جانب ارادہ جانے کا کرتا تھا کہ اسی حالت مین صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر مین چھد کر قریب دربار کے بروے زمین گر کر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کر مرگیا روح اُس بیدین و گمراہ کنندہ کی سوے جہنم روانہ ہوئی اُس کے مرنے سے سب خوش ہوے خصوصًا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و سالوک صحرانشین درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان ہوے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل مین کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے سوے سقر گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے اُس نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہی کہان رہتا ہی نام تیرا کیا ہی تونے کس حکمت و تدبیر سے جوگی جی کو بندر مردہ کے تن مین اُترنے اور سمانے کو کہا تھا بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجکو نہین جانتے ہین بحرین جادو نے جواب دیا کہ بیشک مین تجھسے آگاہ نہین ہون جوان خوب رو مسطور نے صاحبقران کی جانب مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ آپ مجھسے آگاہ ہین یا نہین صاحبقران نے بعقل و فہم سمجھ کر جواب دیا کہ ہان ہم تجسے ماہر ہین تمھین خوب جانتے ہین جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہین تو بتایئے میرا کیا نام ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمھارا خواجہ طیفور گردیا ہی تم ہمارے برادر و عیار ہو ہرچند کہ اسوقت صورت تمھاری اور ہی لیکن تمھین ہمارے عیار وفادار ہو یہ سنکے اُس جوان خوش رو نے مسکرا کر عرض کیا کہ آپ نے مجھے خوب پہچانا مین ہی طیفور گردیا ہون یہ عرض کرکے بصورت اصلی ہوکر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی خصوصًا بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اُس کی عیاری کی ثنا کی بعدہٗ باشارہ بحرین جادو بالاے کرسی خواجہ طیفور گردیا نے بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا ابتدا سے تا انتہا مفصل بیان کیا ہر ایک نے پھر ثنا کی جب خواجہ طیفور گردیا حال اپنی عیاری کا بیان کرکے خاموش ہوے سالوک صحرانشین درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے کہا کہ کہیے آپ پر حال خداوند کا یہ پلٹ کا کیا حقہ ظاہر ہوگیا یا نہین اگر ظاہر ہوگیا ہی تو آپ ایفاے شرط مین کیا تامل ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوند کا یہ پلٹ کا ہمپر حالی اور ثابت ہوگیا کہ وہ جوگی تھا اُس نے ہمین گمراہ کیا تھا آپ صاحبون کے یہان آنے سے اور اے صاحبقران آپ کی ہدایت سے ہم راہ راست پر آئے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلے اور مسلمان ہونے مین ہمین اب کوئی عذر نہین ہی الا ہمکو آگاہی یہ ہی کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ ہین زمانہ فتح طلسم زلزلے کا قریب آگیا ہی ہمین یہ منظور ہی کہ آپ کی اس بارے مین شرکت کرین لڑائیون مین آپ کے ہمراہ رہین آپ کے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرین دشمنون کی شر سے آپ کو بچائین اگر اسوقت کلمہ پڑھکر ہم مسلمان ہوجائین گے تو سحر بھول جائین گے پھر آپ کے دشمنون ساحرون سے مقابلہ و مجادلہ نہ کرسکین گے آپ نے ہمپر ہدایت دین اسلام کرکے احسان عظیم کیا ہی پھر ہم کچھ بھی عوض آپ کے اس احسان کا نہ کرسکین گے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمین کلمہ پڑھا کر مسلمان نہ کیجیے ہان بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھکر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہین اور تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہی حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہین اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان
کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم سچ کہتے ہو ہم تمھاری رے
کو پسند کرتے ہین اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بعدہ
ہم یہان سے طرف اپنے لشکر کے جائین تمسے رخصت ہوتے ہین ہمین یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ ہوا ہی
بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہوگئے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم
دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوے مساجد کی بنانے مین
سرگرم ہوے اپنے قدیم معبدون کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینہ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہی قبول کیجیے اپنے پاس رکھیے
اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہونگے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس جگہ ہی
کس ساحر کے قبضے مین ہی حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار
ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقامون پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ
چھوٹا سا طلسم نہین ہی بہت بڑا طلسم ہی لاکھون ساحران نامی وغیر نامی اس طلسم مین ہین دربند
بھی از حد سخت گذار ہین مالکان دربند بھی ایسے ہی دربان آفت روزگار اپنے وقت کے سامری و
جمشید ہین یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہین اور لوح طلسمی کے بارے مین تو کچھ بھی معلوم
نہین ہی کہ وہ کہان رکھی گئی ہی صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ اگر طلسم زلزلہ بہت بڑا طلسم ہی اور
ساحران نامی وغیر نامی اُس طلسم مین لاکھون ہین تو ہون کچھ اندیشہ نہین ہی خداوند عالم حافظ
حقیقی ہی وہ ہمین اُن کی شر سے بچائے گا وہ نابکار ہمین قتل نہ کر سکین گے اگر دشمن ہمارے قوی
ہین تو نگہبان ہمارا قوی تر ہی اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہی ع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کر دیگا
کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہونگے دربند سخت گذار سے گذر جائین گے مالکان
دربند جو سامری وقت و جمشید روزگار بقول تمھارے ہین وہ بھی ہمین روک ٹوک نہ سکین گے
اگر سد راہ ہونگے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بابت آئینہ حیرت کے جو تمنے کہا ہی کہ اس
آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی پاس رکھنا مناسب ہی اس رائے کو بھی تمھاری ہم پسند کرتے ہین
الا پہلے اس آئینے کا امتحان اس صورت سے کیا جائے کہ گنبد آئینہ حیرت سے آئینہ حیرت کو
اُٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعدہ بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شے کے آئینے مین دیکھا جائے
اگر بدستور سابق آئینہ مذکور مین وہی شخص یا وہی شے جس کے دیکھنے کی نیت کی جائے نظر آئے تو
البتہ آئینہ حیرت عجب آئینہ ہی ضرور ہم اُس کو اپنے ساتھ رکھین گے اس تمھارے ہدیے کو قبول
کرینگے اور اگر دوسری جگہ آئینہ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعاے دلی ظاہر نہو تو آئینہ مذکور
قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے
درمیان رکھا ہی اُس نے خاص گنبد مذکور ہی مین آئینہ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال
مخصوص کی ہی بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینہ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود مع
صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینہ حیرت ہم سالوک سحر النشین کے حال سے آگاہ ہونا

چاہتے ہین

چاہتے ہین کہ وہ اسوقت کہان ہین کس کار مین مصروف ہین باین نیت پردہ آئینے پرسے اٹھا کر
دیکھا آئینے مین کچھ نظر نہ آیا اسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینہ حیرت کو طلب
کرکے فرمایا کہ اے حاجب جادو اس آئینے کو اٹھا کر پھر اسی گنبد مین رکھ اور اس کی دربانی کر اُسنے
عرض کیا کہ اس آئینے کی قلعی آپ پر کھل گئی ہے آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا ہے مین ایک مدت تک دربانی
اس آئینے اور گنبد کی کر چکا ہون اب یہ دل چاہتا ہے کہ آپ کے در دولت کی دربانی کرون ہمراہ
رکاب آپ کے رہون با عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کرون اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان
سے روشن کرون لہذا امیدوار ہون کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب
ہو وہ کیجیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت مین گذری ہے اب کچھ زندگی
جو باقی ہے عبادت الٰہی و خدا پرستی مین بسر کرون صاحبقران نے اس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ
اس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا کہتا ہون سے اپنے تائب ہوا صاحبقران
نے آئینہ حیرت کو بکار آمد نہ جان کر توڑ وا ڈالا پھر گنبد آئینہ حیرت اور گنبد قیام خداوند کا یہ پلٹ کو
منہدم کرا کر حکم کیا کہ ان دونون مقامات پر مساجد بنائی جائین حسب الحکم مسجدون کی بنا ڈالی گئی
بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمین رخصت کر اس نے عرض کیا کہ آج آپ
توقف فرمائین یہان قیام کیجیے کل یہان سے تشریف لے جائیے گا یہ مرہون منت بھی آپ کے ہمراہ
چلے گا صاحبقران نے اس کے کہنے سے اس روز بھی وہان قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر
بعد پڑھنے نماز صبح کے صاحبقران نے ارادہ چلنے کا کیا بحرین جادو بجائے خود حاجب جادو
کو مالک و حاکم بحرینہ کا کرکے رعایا کو مطیع و فرمانبردار اس کا کر کے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کرکے
ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحرون کا بزور سحر
اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر
کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندون اور پرندون پر سوار
ہوئے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحرون کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر
ابر سحر مین غائب ہو کر سوئے لشکر صاحبقران چلا امیر با توقیر سالوک صحرانشین و خواجہ طیفور کر دیا
کو ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر تخت سحر پر ساتھ بحرین جادو کے بیٹھ کر یا ناپسند کر کے وہان سے الگ
روانہ ہوئے اثنائے راہ مین منزل بمنزل قیام کوچ کرتے ہوئے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے
ہوئے دریائے بحرین سے عبور کر کے قطع منازل کر کے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہنچے
ہرکارون نے لشکر اہل اسلام کے خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی
بجر دسننے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ برائے
استقبال صاحبقران مرکبون پر سوار ہو کر بصد خوشی روانہ ہوئے اثنائے راہ مین استقبال
صاحبقران سے سرافرازی و شادمانی حاصل کر کے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر مین
لائے صاحبقران موصوف داخل لشکر ہو کر مرکب سے اتر کر بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے
سالوک بھی مرکب سے اترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ مین گئے بحرین جادو بھی
مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالائے زمین آیا کثرت مردمان لشکر اہل اسلام پر نظر کر کے خوش ہوا
پھر خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحر کی سواریون سے اتر کر داخل

خیام ہوئے جملہ مردمان اہل لشکر صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل سلام مین صاحبقران
کیا داخل ہوئے گویا بہار باغ مین آئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار و رئیس شادمان ہوا صدائے
نقارہ ہاے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی
بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار مین جاکر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر و شاہان
ہفت ملک نے حاضر دربار ہوکر باادب سلام کیا بعد ازان ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا
سالوک صحرا نشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور گردیا بھی دربار مین آکے
علی قدر مراتب دربار مین بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل سلام نے بعد مزاج پرسی
عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے
پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد مین شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہی کہ جو
سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم
ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرا نشین درویش خو کے سمت بحرینہ براے دریافت حال بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے گئے ہین یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف
لائے تو ہمارے غنچہ ہاے قلوب کثرت خوشی سے شگفتہ ہوگئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران
کشورستان نے فرمایا کہ ہان ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے کہ وہ ہمارے ہمراہ آئے
ہین اور یہ دربار مین بیٹھے ہین سوے بحرینہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمایئے کچھ حال
بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہین امیر باتوقیر نے تمام حال جو کچھ بحرینہ مین گذرا تھا
مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شادمان ہوا
ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہین بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت
کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہان ہی بانیان طلسم نے اُسکو
کس جگہ بحفاظت رکھا ہی امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم
نہین ہوا ہی اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے کوکب انجم حصاری
نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہین ہی جب سے ہود سرمست بادشاہ
طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہوکر ہماری دختر نیک اختر کو
اپنی دختر تصور کرکے وہی چند نقابداران طلسمی جن کو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو
نیست و نابود کیا ہی حوالے کیے تھے دختر میری اُن نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور
میری دختر کے فرمانبردار تھے سواے اُن نقابداروں کے اور کوئی تے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر
کے حوالے شاہ طلسم نے نہین کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ
اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم ہمسے کچھ سنے ہوے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کر چکے ہو
اور بابت لوح طلسمی کے بھی یہ کہہ چکے ہو کہ جائے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہین ہی لیکن کچھ تمھی
بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ تمنے سنا ہی اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے
اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کمترین نے ایک میلہ کیا تھا اُس میلے مین مین نے
اکثر سلاطین و حاکمان دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا از انجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ
۲۰ طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہین آیا تھا مگر اُس نے بعوض

اپنے اپنے وزیر اعظم دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے مین بڑے سامان وجلوس و شان وشوکت سے بھیجدیا تھا وہ بصد کر وفر مع سپاہ کثیر ساحران بحرینہ کے میلے مین آیا تھا بہت بڑا میلہ ہوا تھا تمام صحرا تا کنار بحرینہ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے صحرائے مذکور مین راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کرون تو میری تقریر کو بہت طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کہین کسی جگہ مثال اُس میلے کے نہو اُس میلے مین بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے آئے تھے اور علیٰ قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے ازانجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا مین نے اُس کو بعزت و حرمت مہمان اپنا کیا تھا دعوت وضیافت وخاطر داری سب سے زیادہ مین نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا مین نے اُس سے تخلیے مین یہ دریافت کیا تھا کہ تمھارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل مین ہی اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہی بدستور سابق ہی یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوے ہین کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقاے طلسم زلزلہ اب بہت کم باقی رہا ہی اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمھارے بادشاہ کے قبضے مین ہی یا نہین اور اگر لوح طلسمی قبضہ شاہ موصوف مین ہی تو جائے محفوظ مین ہی یا نہین کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ پیدا ہونیوالا ہی اُس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہر چند زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہی مگر اے بحرین جادو طلسم زلزلہ وہ طلسم ہی کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہی دربند ایسے ایسے سخت و دشوار گذار ہین کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی اُن دربندون سے اور مرحلون سے گذر نہین سکتے ہین ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنیٰ سا ایسا دربند اور مرحلہ ہی گویا ایک مختصر طلسم ہی بند و بست و انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہی کہ اگر مفصل بیان کرون تو تمکو حیرت ہو جائے اور ایسے ایسے ساحران نامی و نامور وحید عصر و یکتاے روزگار سامری وقت جمشید روزگار حاکم و مالک جانب بادشاہ طلسم زلزلہ سے مرحلون اور دربندون کے ہین جو بلاے روزگار ہین سحر و ساحری مین یگانہ آفاق ہین فریب و مکاری و عیاری مین بے عدیل و نظیر ہین اُن کے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر نہین ہو سکتا ہی بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہی بھلا اُس کے اختیارات اور سحر کا کیا حال اظہار کیا جائے اُس کی جانب سے مین نے ایسے ایسے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہین کہ اُن کو زبان پر بخیال افشاے راز لا نہین سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ مین مین نے اپنے حسن تدبیر سے رکھا ہی کہ وہان تک کسی کا گذر ہو نہین سکتا کوئی وہان تک جا نہین سکتا کوئی مقام لوح طلسمی تک طلسم کشا کو پہونچا نہین سکتا مجھکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اُس کو بھی مین نے ازراہ خیر خواہی اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہی کہ وہان تک کوئی فرد بشر جا نہین سکتا دلیرانہ اُس کو رہا نہین کر سکتا مین نے اُس سے پوچھا تھا کہ کس اپنے عزیز کو تمنے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہی اُس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بدخواہ تصور نہ کر کے اسقدر بیان کیا تھا کہ ہمارا برادر خرد جو حقیقی بھائی ہی اور نام اُس کا حکیم سالوس ہی نہایت عاقل و فہیم و دانا ہی علم رمل و نجوم وغیرہ علوم مین مہارت کامل رکھتا ہی مین جب بضرورت کار اپنے شہر جالوسیہ مین جاتا تھا اپنے اہل و عیال مین چندے بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ و نیز حال مرحلات طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کہ طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ بگوش دل
سنا کرتا تھا اور اکثر باتین وہ بھی مجھسے پوچھا کرتا تھا مین اپنی کو اپنا بھائی اور امین راز جان کر بتا دیا
کرتا تھا مجھ اُس سے مجکو خوف افشاے رازا ور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا ایک زمانہ ایسا
آیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا مین نے بخیال دور اندیشی اُس کو بارہا سمجھایا کہ
اے برادر بجان برابر تمھارے اطوار و طرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہو کہ تمکو رغبت طرف دین اسلام
کے ہی لہذا اپنے دین آبائی کو برانہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب دیا تھا کہ اے
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی ہی مین اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہون ہرگز رغبت مجکو دین اسلام
کی طرف نہین ہی لیکن مجکو اُس کے کہنے کا یقین نہوا بجاے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم زلزلہ کے
مین نے اس کے سامنے بیان کیے ہین اور کچھ وہ بھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ اپنے علوم
کے آگاہ ہو سکتا ہی اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جائے گا یا خود طلسم کشا اس کے پاس لے اپنے تئین
پہونچائے گا اور رازہاے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریافت کرے گا
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتادے گا تو غضب ہو جائے گا یہ خیال کر کے مین
اپنے بھائی کو گرفتار کر کے جالوس سے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا اور تمام اپنے
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھسے بہت خوش ہو کر بہت بڑا خیر خواہ اپنا مجکو
جان کر مجھسے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے مین کیا تدبیر کی جائے مین نے
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہین قید کرین یا کسی اپنے معتمد و معتبر ملازم کے حوالے کرین کہ وہ
اس کو لے جا کر کہین ایسی جگہ قید کرے کہ کوئی اس تک جا نہ سکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیرانہ رہا
کر سکے شاہ طلسم نے گفتگو میری سنکے تعریف میری خیر خواہی کی کر کے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ سمجھنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہی
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہی اور کچھ رازہاے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہی اس سے
اندیشہ دشمنی ہی لہذا اس کو لیے صحراے ہولناک مین لے جا کر اپنے سخت تر سحر مین اسطرح
اسیر کر کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر و تدبیر سے رہا کر نہ سکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اس بدخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کرونگا کہ وہ مقام پر خوف و خطر ہوگا اور اسے
اپنے سحر مین مبتلا کرونگا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نکر سکے علاوہ قید سحر کے حکمت حکما کی بھی
اپنے سحر مین شرکت کرونگا اور خود مع اپنے قبیلہ ہاے سحر کے نگہبانی کرونگا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی مین کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہو کر اُسے خلعت و انعام
کثیر دیا تھا وہ میرے برادر کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اسوقت مین نے کچھ خیال کر کے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے مین تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا مین نے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق و ہمدم و ہمراز ہین شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہی بیان کیے ہون اور وہ طلسم کشا
سے وہی رازہاے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی و مرحلات وغیرہ کے ہین بیان کر دین تو بھی
باعث و سبب خرابی و بربادی اس طلسم کا ہوگا پس مین اُن کو بھی جا کر گرفتار کر لاؤن تاکہ

اسی رازدان کے ساتھ وہ بھی قید کیے جائیں شہنشاہ موصوف نے میری دور اندیشی و عقل و فہم و فراست پر غور کر کے خیرخواہ طلسم زلزلہ و نیز اپنا خیرخواہ یقینی جان کے سر دربار میری بہت تعریف کی بعدہ خلعت فاخرہ مجھے دیا میں نے خلعت سے سرافراز ہو کر سوے جالوسیہ جا کر پھر چار رفقاے برادر خود اپنے کو اپنے سحر میں اسیر کیا تھا پھر بعجلت داخل دربار شہنشاہ ہو کر اُن چاروں اشخاص رفقاے برادر کو بھی حوالے ابرباران جادو کے کر دیا تھا وہ اُسی وقت پانچوں آدمیوں کو دربار سے واسطے قید کرنے کے لے گیا تھا چنانچہ جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی کیا تھا میرے بھائی کو مع اُن چاروں رفقا اُس کے بقید شدید سحر و شرکت حکمت و تدبیر علما اسیر کیا تھا اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ وہ پانچوں اشخاص مذکور اب تک قید میں ابرباران جادو وان کا نگہبان ہے لوح طلسمی ایسی جگہ رکھی گئی ہے کہ دستیاب ہونا وہاں سے بہت مشکل و بسیار دشوار ہے طلسم کشا اگر ظاہر ہوگا تو بھی کیا کر سکتا ہے جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا کوئی اُسے مقام پوشیدگی لوح طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا سکے گا اور وہ لوح مذکور پا نہ سکے گا تو فتح طلسم زلزلہ کیونکر ہوگی میں نے اُس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابرباران جادو نے تمھارے بھائی وغیرہ کو کہاں قید کیا ہے جالوس نے بتانے میں تامل کیا تھا اور یہ پوچھا کہ تم کیوں دریافت کرتے ہو میں نے جواب دیا تھا کہ یونہی پوچھتا ہوں تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا خیرخواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں دل چاہے بتاؤ نہ دل چاہے تو نہ بتاؤ اس راز کو ہم سے چھپاؤ ہم کو اپنا دشمن جان کر اخفا کرو میری اس تقریر سے حکیم موصوف نے بخیال میرے ملول ہونے کے اور بسبب مجھے اپنا دوست جاننے کے مقام قید اپنے بھائی کا بتا دیا تھا پھر وہ بعد ختم میلے کے مجھ سے رخصت ہو کر چلا گیا تھا چونکہ ابرباران جادو میرا دوست قدیم ہے اب تک واسطے اُس سے ملنے کے جایا کرتا ہوں اے صاحبقران عالی جاہ میں حالات طلسم زلزلہ سے بس اسی قدر جانتا ہوں مقام لوح طلسمی سے مجھے آگاہی نہیں ہے اگر سالوس رہا ہو تو شاید اُس سے حال لوح طلسمی کا معلوم ہو اور اُس کے سبب شراکت سے لوح مذکور دستیاب ہو ورنہ لوح طلسم زلزلے کا دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پوچھا کہ ہم کو مقام زندان حکیم سالوس وغیرہ لیجا سکتے ہو اور وہ زندان یہاں سے کتنی دور ہے بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ کمترین آپ کو جائے زندان حکیم سالوس تک لیجا سکتا ہے مقام زندان حکیم سالوس یہاں سے آٹھ ساتھ منزل کے فاصلے پر ہے چنداں دور تر نہیں ہے وہاں تک آپ کو لیجانا تو آسان ہے مگر رہائی حکیم سالوس کی دشوار ہے کیونکہ حکیم صاحب موصوف اسیر سحر ابرباران جادو ہیں سحر ساحر مذکور کا دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ سحر اُس کا نہایت زبردست و سخت ہے الا بمکر و فریب و حیلہ و عیاری شاید در مدعا ہاتھ آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم ہمارا معین و مددگار اس کار خیر میں ہوگا ہمیں اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ کوئی ایسا سبب پیدا کرے گا کہ جس سے ابرباران جادو مغلوب ہو جائے گا خداوند عالم ہم کو اُس پر غالب کرے گا ہم بفضلہ تعالیٰ حکیم سالوس کو زندان سے رہا کرائیں گے اُس کے رفقا کو بھی قید سے چھوڑائیں گے کوئی تدبیر و حکمت وہ قادر و توانا ہم سے یا ہمارے خیرخواہوں سے کسی عنوان سے ایسی کرائے گا کہ جو بکار آمد ہوگی یہ ارشاد کر کے خاموش ہوے بعدہ دربار برخاست کیا ہر ایک اہل دربار و سرداران تہور شعار و شاہان

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گیا صاحبقران اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سالوک صحرانشین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گئے اور ہر ایک اپنے کار ضروری مین مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس و غیرہ کی و نیز ذکر ابر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور گردپا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا ۔ مخمس

اے زن دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار
اے مسافر زاد عقبیٰ کھونے والے ہوشیار
دیکھ اے کشت ضلالت بونے والے ہوشیار
بے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونک اب گرگ اجل کرنے کو ہی تیرا شکار

پھینک دے دامن سے گل بس کر چکا سیر چمن
ہوش مین آ ترک کر دے الفت اولاد و زن
جا چکا ہنگام عشرت آگیا وقت محن
کھول آنکھیں بے خبر کر فکر کافور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر جائے مزار

کچھ بتا تو دولت دنیا پہ کیون مغرور ہی
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیون مغرور ہی
حشمت و اجلال نازیبا پہ کیون مغرور ہی
فرش بزم و مخمل و دیبا پہ کیون مغرور ہی
حال کھل جائے گا جسدم قبر مین ہو گا فشار

دیکھ فرش مخمل و دیبا نہین ہے دائمی
یاد رکھ جاہ و حشم تیرا نہین ہی دائمی
گر تصور عشرت دنیا نہین ہی دائمی
اس سرا مین بے خبر رہنا نہین ہی دائمی
ایک ساعت مین گذر جائیگا یہی رہگذار

کور باطن کی طرح کا تو بنا ہے دیدہ ور
مطمئن بیٹھا ہوا ہی دھیان ہی تیرا کدھر
ہی سفر نزدیک کر لے جمع کچھ زاد سفر
وائے ہو غفلت پہ تیری کچھ نہین تجکو خبر
رشتۂ خام نفس کو جانتا ہی استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے
چاہنے والون سے فرقت کا تصور چاہیے
اے بے خبر وقت مصیبت کا تصور چاہیے
گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہی بہت ناپائدار

دل ترا ہو جائے گا درد و محن سے چاک چاک
نقص سے دنیا مین جن کو جانتا ہی صاف و پاک
وہ نہ آئینگے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
ایکدن ان نرگسی آنکھون مین بھر جائے گی خاک
خواب ہو جائے گا ذکر سرو دنبالہ دار

صحبت وعظ و نصیحت کی نہین ہی تجکو خو
مان لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجکو جو
یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہی کچھ دیکھ تو
بے ثباتی جہان کے ذکر پر برہم نہو
یاد رکھ اس حال پر اسکو نہین دم بھر قرار

محرران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے بحرینہ سے چند روز تک اپنے لشکر

ظفراثر مین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم یہان سے جانب مقام زندان حکیم سالوس برائے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہذا لازم ہے بحرین جادو سامان سفر درست کرلینا اور اشیائے ضروری فراہم کرلینا ہمارے ہمراہ چلکے مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین دکھادینا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے فکر رہائی حکیم صاحب موصوف کرین گے ابر باران جادو اگر سامنے آیا تو اُس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ لڑین گے اُس کو مع اُس کے اہل لشکر کے قتل کرین گے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر نکرے اور اگر سحر بھی کرے گا تو خیر ہم سب جان نثار و سر فروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین پیدا واسطے چند روزہ حیات کے ہوئے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہی ایک روز مرنا ضرور ہی ابر باران جادو پر نلنہہ تیرون کا برسا کر حوصلہ جنگ نکال کر اُس کے سحر سے بے قابو ہو کر مرجائین گے دنیا مین نام کرجائینگے صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئین گے وہان توقف نہ کرین گے بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے اس طرف آئین گے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی مہلت نہ دی تو مجبوری ہی پھر جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجے گا الا ثواب سورہ فاتحہ سے ہمین محروم نہ کیجیے گا گاہ گاہ یاد کر لیجیے گا بھول نہ جائیے گا بحرین جادو سے سنا ہی کہ ابر باران جادو سحر مین کامل ہی سحر اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر دفع نہین کرسکتا ہی اُس کو اپنے سحر پر ناز و غرور ہی غالب اُس سے بھی سامنا ہو گا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سر فروشون کا بھی ہمراہ رکاب چلنا بہتر معلوم ہوتا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہی کہ ایک ساحر ملازم شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اُس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے لے جائین گے ہم تو تنہا مع خواجہ طیفور گردیا کے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے مگر مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جائے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہی ہمین وہان تک لے جائے گا ورنہ ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کرکے تنہا مع خواجہ کے جاتے بس آپ صاحبون کا وہان چلنا مناسب نہین ہی یہ فرما کر خاموش ہوے سرداران سپاہ نے ہمراہ رکاب چلنے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نہ کی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہی وہان جا کر کرے گا یہ عرض کرکے خاموش ہو کر اُسی وقت سے درستی سامان جنگ مین مصروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری احتیاطاً فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوکے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف آمد شاہ خاور سے جانب غرب جا کر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم بے رونق ہونے لگی شاہ انجم سپاہ کے چہرے پر خال نیزہ ہائے خطوط شعاعی شاہ خاور سے اوداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی رخ انور سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہوگیا سپیدی سحر دمبدم زیادہ ہونے لگی سیاہی شب دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی خیمے لیلی شب کے اُکھڑنے لگے مرغان خوش الحان چہچے کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین ذکر خدا

کرنے لگے جہونکے بادِ سحر کے چلنے لگے خیمہ لیلی شب کا اُٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آنًا فانًا روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد مین بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوکے فکر اداے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وجملہ سرداران حق پژوہ وتمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوکے فکر اداے نماز سحری کرنے لگے بستروں سے اُٹھے ہر ایک نے بعد وضو کرنے کے سجادۂ بچھایا صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداروں اور سواروں نے بصد ادب سلام کیا صاحبقران عالی مقام جواب سلام دے کر اپنے سجادۂ عبادت پر تشریف لائے موذن نے بآواز بلند وخوش الحانی اذان کہی دیندار ونمازگذاروں نے عقب امیر کشورگیر صفین آراستہ کین بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بعد نیت اداے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی پھر ہر ایک نے بنیت اداے نماز صبح تکبیر بآواز بلند کہی نماز بجماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ صفوف مین تھا وہ قرات سورہ ہاے قرانی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایک نے رکوع کیا بعد ازان سب سجود بجالاے پھر ساتھ اپنے پیش نماز کے سب اُٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی مین بھی دو سورہ فرقان کی بخوش آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھ کر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی متابعت اپنے پیش نماز ممدوح کی کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے مین گئے برجوع قلب ذکر سجدہ کرکے سجدے سے سر اُٹھاکے استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدہ کا بھی کرکے سب نمازی درست ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر کر نماز کو ختم کیا بعدہٗ ہر ایک دیندار وظائف مین مصروف ہوا خصوصًا صاحبقران واکثر سرداران لشکر اہل اسلام وظائف مین مشغول ہوے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام وجملہ مردان لشکر اہل اسلام نے دست دعا سوے فلک بلند کیے حاجت ہاے دنیا وآخرت کی برآری خالق کون ومکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی حکیم سمالوس کے بھی برجوع قلب خداوند عالم وعالمیان سے دعا کی بعد دعا سجدہ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدۂ شکر خدا کیا پھر سب نے سجدۂ شکر سے سر اُٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدۂ شکر مصلے سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا حسب الحکم سمند تیز قدم کو خدام نے کر زین ولجام سے آراستہ کرکے دربارگاہ پر لائے اس اثناے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ سے مانند آفتاب تابان نمایان ہوے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوے بعد سوار ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک وجملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبون اور تخت پر بیٹھے ہر ایک سردار سپاہ وشاہ وبادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہت سے سواران جنگی بھی گھوڑون پر جلد جلد سوار ہوے بحرین جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی سپاہ کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوا خواجہ طیفور کردیا نے چند عیارون کو شیرینی سفوف بیہوشی اثر کھلاکر بیہوش کرکے اُن کو نذر زنبیل یہ کہکے کیا کہ ان عیارون سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو براحت وآرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویون کے خواجہ موصوف نے چند عیارون کو اپنے ہمراہ لیا اُن کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہین کیا غرض بہر طور خواجہ نے چند عیارون کو اپنے ساتھ لیا

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جملہ ہمراہیان مذکور بہزار ادب واسطے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوے بحرین جادو وغادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ آگے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ معہ
شاہان ہفت ملک وتمامی سرداران لشکر اہل اسلام مین سیر دشت وکوہ آبادی کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار مین کہ جسمین چرند وپرند بکثرت تھے خصوصاً
غزالان شوخ چشم بے شمار تھے ہرطرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزۂ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار مختلف اقسام وانواع گونہ گون رنگ وصورت کے کہ
جو مانند عنادل خوش آواز وخوش الحان تھے دکھائی دیتے تھے گروہ گروہ چہچہے کرتے ہوے ایکطرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی اشجار میوہ دار پر شگفتہ خاطر ہوکر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع واقسام کے بے حد تھے کئی نہرین بھی اُس صحراے سبزہ زار مین فاصلے فاصلے سے روان تھین
پانی اُن کا برف سے زیادہ سرد اور مانند عسل مصفّٰی کے شیرین تھا صفائی آب انہار سے آب گوہر بھی
محجوب وشرمندہ تھا سبزۂ شاداب ونرم غیرت دہ مخمل سبز تھا ہواے صحراے مذکور سرد وفرحت افزا
بلکہ مسیحاے بیماران وافسردہ دلان تھی صاحبقران نے اُس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
واکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا دل چاہتا ہی کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر
ہوکر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم وشکار طیور کرین یہان سے آگے نہ جائین ایک
منزل راہ ہی طے کی ہو اسی وادی سبزہ زار مین شب بسر کرین کوکب انجم حصاری وشاہان
ہفت ملک وسرداران نامی ونامورون نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر وشکار ہی بہتر ومناسب
یہی ہی کہ یہین قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجائیے ایسا مقام راحت وسیر وشکار چھوڑکر
رہروی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہی واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہی
کبھی ایسا وادی سرسبز وشاداب مملو آہوان وطیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر اُنکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہدو کہ اب آگے نجائین یہین قیام کرین خیام وبارگاہین ایستادہ کرائین
ملازمون نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشورستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم ٹھہر گئے
بعدہٗ کنارہ نہر بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے لگے امیر باتوقیر کثرت شوق صیدافگنی سے دم بھر بھی
مرکب سے اترکر راحت پذیر نہوکر ساتھ اکثر سردارون کے شکار آہو مین مصروف ہوے اکثر سرداران
تہور شعار صیدافگنی طیور پر مائل ہوے کمانین دوش سے لیکر ترکشون سے تیر نکال نکال کر چلہ کمان
مین جوڑ جوڑ کر غزالان دشت وطیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند وپرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وصدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
وہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران کباب آہوان شکار کردہ وطیور مذبوح کے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران وتمامی
مردان ہمراہی صاحبقران نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین بالاے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازمون نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم وقیام
صاحبقران سے آباد رشک گلستان ہوگیا کیونکہ صدہا جوانان گلرخ کا وہان مجمع تھا جاے حیرت تھی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن بھر سے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن و نور دنیا
مین گویا ہوگیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو ولیور صاحبقران و جملہ شاہان و سرداران ہمراہی نے
بصد خوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی دماغ و قلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوئے بعد ازان اکل و شرب آب و طعام
سے فراغت حاصل کرکے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جاکر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوئے خواجہ طیفور گرد بارگاہ پر برائے حفاظت و نگہبانی بیٹے یوسف مکرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ و خیام گردش کرنے لگا نگہبانی و حفاظت مین مصروف ہوا سوار آوازین خبردار و ہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ و خیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہوگئے سحر ہوئی صاحبقران و جملہ شاہ و شہریار و سرداران شہور شعار اپنے اپنے بسترون سے بیدار
ہوکر برائے ادائے فریضہ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحر ادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوئے بعد دعا سب نے سجدہ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز فراغت
ہر ایک دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جاکر بیٹھا پھر ہمراہ امیر باتوقیر جملہ نامورون نے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل و شرب اُس صحرا سے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر باتوقیر لیکر آگے روانہ ہوئے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے تمامی شاہ و شہریار
و سرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوئے ہمراہ رکاب امیر کشورگیر اُس صحرائے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو دشت و جبل ملے اُن کو دیکھتے ہوئے عجائب و غرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوئے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے بھی کچھ زیادہ راہ
طے کرچکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ و شاہ
و شہریار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین فروکش ہوکر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوئے جب وہ روز و شب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد ادائے نماز سحر و اکل و شرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر باتوقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ منزل سخت قریب شام کنارے
ایک دریائے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور و شور سے روان ہی ہر ایک موج
اُس کی سوئے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہی کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کرکے بحرین جادو و اکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجب دریائے مہیب و پرخوف و خطر ہی کس قدر زور و شور سے بہتا ہی پاٹ بھی اس دریا کا ایسا
ہی کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ و خیام
ایستادہ و برپا کیے جائین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریائے مواج نہایت
مہیب دریا ہی یہ عرض کرکے ملازمون سے بارگاہ و خیام ایستادہ کرا کے جملہ شاہ و شہریار و سرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُتر کر داخل خیام و بارگاہ ہوئے بعد
اکل و شرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ و شہریار و سرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اُٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جاکر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر باتوقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہی لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہی مبادا کوئی دشمن فوج لے کر بارادہ جنگ آئے مردان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہی زیادہ تر خوف ہودس سرمست جادو بادشاہ و حاکم طلسم زلزلے کا ہی سب نے عرض کیا ہرچند کہ دل ہمارے یہ گوارہ نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہوکر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئین گے چندروزہ بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہین گے ہماری خوشی یہی ہی کہ آپ یہان سے لشکر مین جایئے الفت و خیرخواہی و بہادری آپ صاحبون کی ہمپر ظاہر ہی یہ فرماکر جملہ شاہ و شہریار و تمامی سرداران تہور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب نا بمجبوری و لاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے امیر باتوقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور گردپا بھی بالاے کشتی بیٹھے کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر لے چلا بجرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران ہمراہی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوکے ہمراہ بجرین جادو زمین سے بلند ہوکے عجایب و غرایب سحر کے دکھلاتے ہوے چلے بعد دوپہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر دریاے مذکور کے پہونچایا امیر باتوقیر کشتی سے اُتر کر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دے کر آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پرخوف مین پہونچے بجرین جادو مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے بروے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراے پھر اُسی دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ جو صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوے تھے وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے مردان سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بجرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس کتنی دور ہی اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہی کل دوپہر تک یا قبل دوپہر مقام زندان حکیم سالوس تک پہونچ جائین گے امیر باتوقیر نے تقریر بجرین جادو کی سنکے خوش ہوکے فرمایا الحمد للہ کہ منزل مقصد کے قریب پہونچ گئے ہمین کیا خوشی حاصل ہوگی جسوقت حکیم صاحب سالوس کو قید سے رہا کرین گے یہ فرماکر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہوکے سحر ہوئی صاحبقران وہان سے مع خواجہ و بجرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پرہول و خوف و خطر مین پہونچے کہ اگر رستم پیلتن بھی اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہوجاتا ہرچند کہ دشت اور کچھار مسکن شیر ہی لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و سموم آلود چلتی تھی گرد باد اُٹھ اُٹھکر زمین سے اُس طرف آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تمکو درکار ہی تو پلٹ جاؤ یہ صحرا الصحراے جان ستان ہی اگر اس صحرا مین قدم رکھوگے تو ہلاک ہوجاؤگے یہ جاے پرخوف و خطر ہی متاع جان تلف ہوجانے کا ڈر ہی

ہوا بھی یہان سے دب کر بصد خوف گذرتی ہو دیکھو اس صحرا سے خوفناک ہو کر غبار سوے فلک جاتا ہو کوئی
درندہ وگزندے کا بھی یہان گذر نہین انسان کی تو کیا مجال ہو دیو اور جن بھی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر نہین سکتے ہین شیاطین بھی یہان سے بھاگتے ہین صاحبقران نے دشت مذکور مین پہونچکر
صحراے مہیب و ہولناک مسطور پر نظر کر کے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہو اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہو بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا یہی ہو جس مین حکیم سالوس قید ہو ملاحظہ فرمایئے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پہ ایک تالاب ہو درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہو بالاے تالاب ابر سحر محیط ہو
آثار سحر آب تالاب و ابر محیط سے ظاہر ہین یہی سحر ابر باران جادو کا ہو وہ بھی کہین اس صحرا مین ضرور
بالضرور براے نگہبانی و حفاظت موجود ہو گیہ وہ سحر ابر باران جادو کا ہے کہ بجز ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہین سکتا اور نہ بیرا بر سحر کوئی انس و جن بھی جا نہین سکتا ہو اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہین رکھ سکتا ہو کیونکہ یہ تالاب وسیع و مربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہین بنایا ہو اس مین شرکت حکما کی بھی ہو نیچے اس تالاب کے زندان ہو جس مین حکیم
سالوس اور اُس کے رفقا قید ہین سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہو کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہو اب آگے یہان سے تشریف نہ لے جایئے خصوصًا زیر سایۂ ابر سحر نجایئے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی وہ فی الفور سامنے آجائے گا ہم سب کو دیکھکر برہم ہو کر بدی
پیش آئے گا عجب نہین کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کرے آپ صاحب اسم اعظم ہین
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اُس کا اثر پذیر نہو گا الّا ہم سب پر سحر اُس کا کارگر ہو گا
جنگ عظیم ہو گی ہمراہی ساحر میرے سب مارے جائینگے مین بھی اُس پر غالب نہونگا اگرچہ تا دیر
اُس سے سحر مین مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہون سامان جنگ درست کر کے یہان
آیا ہون مگر کیا ضرور ہو کہ جنگ و جدال ہو یہ صحرا ساحرون کے لاشون سے بھر جائے کشت و خون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو بفاصلہ قریب ایک میل اُس
میدان صحرا مین دیکھا تو عجب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب پختہ وسیع مین پانی بھرا ہوا ہو پانی بستہ ہو
روان نہین ہو آب تالاب سے دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہ ہاے آتش نکل کر بلند ہو کر سوے
فلک جاتے ہین جو ابر کہ بالاے تالاب محیط ہو اُس مین برق کی چمک دمبدم ہو بار بار صداے رعد
اُس ابر سے ایسی آتی ہو کہ پناہ بذات خدا وہ مہیب و بلند آواز ہو کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہین دل سینون مین دھڑک رہے ہین اعضا خوف سے کانپ رہے ہین سب کے
چہرے اُداس ہین ہرچند کہ زندہ ہین لیکن خوف جان سے گویا مردے ہین کبھی اُس ابر سے
انگارے برستے ہین گاہ سنگ باری ہوتی ہو کبھی برف باری ہوتی ہو گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہو کڑک ایسی ہوتی ہو کہ وہ تمامی صحرا تھرا جاتا ہو شیر و پلنگ و گرگ و طیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہین شیران دشت کے زہرے آب ہو جاتے ہین اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہین بعض بیہوش ہو جاتے ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب و ابر سحر دیکھکر بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری راے پر عمل کر کے ہم یہان سے جانب
تالاب نجائین اور اسی جگہ ٹھہرے رہین تو کیا فائدہ ہو گا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہو گی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کرکے آگے جائین گے تالاب کے کنارے تک اپنے تئین پہونچائین گے بلکہ
تالاب مین بھی قدم رکھین گے جب ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی اور وہ نابکار ہمارے سامنے
آئے گا تو دیکھا جائے گا اگر اُسکو اپنے اس سحر پر ناز ہی تو ہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہین ہمکو برکت و تاثیر و اثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ و بھروسہ ہی آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہی سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہو اے بحرین جادو تم نہین جانتے کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت و جرأت ہین ابر باران جادو
تو کیا ہی ایک ساحر ہی ہم شجاعان نامی سے نہین ڈرتے ہین یہ فرما کر آگے قدم بڑھایا بحرین جادو کچھ خیال
کرکے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گر کر یون ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپ کے شجاع و بہادر ہونے مین کلام نہین ہی اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہی کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہین مگر آپ کے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لے جانے سے انجام اچھا نہوگا جنگ عظیم ہوگی ابر باران جادو غضبناک ہوکر
سامنے آجائے گا اپنے ابر سحر سے آگ برسا کر میرے تمامی لشکر کے ساحرون کو ہلاک کرے گا مجھسے بھی
لڑے گا میرے ہلاک کرنے مین کوشش کرے گا ہرچند کہ مین اُس سے لڑ سکتا ہون مگر اُس پر غالب
نہوسکونگا اُس کے اس سحر کو دفع نہ کر سکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہو سکے گی گذر زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا دُر مدعا دستیاب نہوگا یہان تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر و نقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہو جائے گا سوا اس کے
ہنگام جنگ و مقابلہ ابر باران جادو آپ کے روبرو نہ آئے گا آگاہ ہو جائے گا کہ آپ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ و نیز صاحب اسم اعظم ہین ہان دور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائے گا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپ کے آنے کی خبر کر دے گا وہ بہر مدد و کمک ساحران نامی و نامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کرے گا وہ یہان آکر آفت برپا کرین گے کسی طرح آپ کو تالاب تک جانے نہ دین گے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک چلے بھی جائیے گا اور کسی ساحر کے روکے نہ رکیے گا تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب مین قدم رکھیے گا مانند اولے کے گھل جائیے گا کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہین ہی ایسا تیزاب ہی کہ فولاد کو بھی ایک دم مین پانی کر دیتا ہی پس ایسی حالت مین
دشمن آپ کے ہلاک ہو جائین گے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین جائیے گا تو کشتی بھی تیزی تیزاب
سے گل جائے گی آپ کو بھی خدانخواستہ ضرر پہونچے گا علاوہ اس کے یہ بھی خیال ہی کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لے جائیے گا تو ضرور ابر باران جادو کو آپ کے آنے کی اطلاع ہو جائے گی
فی الفور وہ نمایان ہوگا پہلے تو ابر سحر سے قیامت برپا کرے گا آخر بوجہ اسم اعظم الٰہی کے آپ پر قابو
نہ پاکر سحر سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سے کہین اور لے جائے گا یہان نہ رکھے گا اور پھر
نہین معلوم کہان لے جائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان مین قید ہی
مجکو معلوم ہی لہذا میری التماس کو قبول کیجیے آگے یہان سے نہ جائیے جو کچھ مین عرض کرون اُس پر
عمل کیجیے یہان شجاعت و بہادری سے کام نہ نکلے گا بلکہ دلاوری و جرأت حضور سے کام بگڑ جائے گا
دُر آرزو ہاتھ نہ آئے گا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اُس کی عاجزی و انکساری پر نظر کرکے تمام تقریر اُس کی سنکے ارشاد کیا کہ اے بحرین جادو
سر اپنا قدم سے اٹھاؤ بیان کرو کہ پھر رہائی حکیم صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اُس نے قدم امیر با توقیر

سے سر اُٹھا کر عرض کیا کہ اگر حضور میری رائے پر عمل کرین گے تو امید قوی ہے کہ ضرور حکیم سالوس کو زندان سے آپ رہا کر سکین گے اور ہم سب بھی مع الخیر رہین گے لیکن کسی قدر تو ہین آپ کی ضرور بظاہر ہوگی یعنی مین آپ کو ایک خیمے مین طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھاؤن گا بعدہ دام مکر پھیلاؤنگا صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا اگر تھوڑی دیر کے واسطے ہم پابزنجیر ہو کر بیٹھین گے تو رہائی حکیم صاحب کی ہو جائے گی تمھارے دام مکر مین ابر باران جادو پھنس جائے گا اُس نے عرض کیا مین امید کرتا ہون کہ اس تدبیر سے ضرور مدعاے دلی حضور بر آئے گا امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اس شرط سے ہمین اپنی اسیری بھی منظور ہے کہ پہلے تم آب تالاب کا تیزاب ہونا ہمپر ثابت کردو اُس نے عرض کیا کہ ضرور آب تالاب کا تیزاب ہونا آپ پر ظاہر کر دون گا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کروگے تو ہم بھی براے چند نفس تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارہ کرلین گے بحرین جادو نے یہ سنکے پہلے ایک خیمہ کلان کہ جس مین دو ہزار آدمی بیٹھ سکین ایستادہ کرایا اور گرد اُس کے حصار سحر کیا اُس خیمے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور گردیا اور جملہ اپنے لشکر کے ساحرون کو بٹھا کر کہا کہ اِس خیمۂ حفاظت سے باہر نہ نکلیے گا پردے خیمے کے اُٹھا دیے جاتے ہین جو کچھ درپیش واقعہ ہوا سے دیکھیے گا پھر سب ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بھی کوئی اس خیمۂ حفاظت سے جب تک ہم نہ کہین باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جائے گا بعد نصب کرنے خیمہ حفاظت کے اوان سب کو درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور گردیا سے کہا کہ ہمین چند آدمی ایسے چاہیے ہین کہ جو واجب القتل ہون اور ایک کشتی درکار ہے خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے چند قیدی اور ایک ملاح کافر کہ وہ سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان زنبیل خواجہ طیفور گردیا ہمہ تن پوست و استخوان ہین لباس اُن کے تن پر نہین ہے صرف لنگوٹیان باندھے ہین ہاتھون مین اُن کے چھ چھ ماشہ کی گڑ کی ڈلی ہے ناخن اُن کے مانند انگشت دست کو چک گئے بڑھے ہوے ہین اسی طرح موے سر و ریش بیحد و انتہا زیادہ ہین مٹی اور گرد و غبار مین سراپا آلودہ ہین ٹوکریان مٹی اُٹھانے کی اُن کے ہاتھون مین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین کثرت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہے دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر ہین بحرین جادو نے اُن سب کے سراپا پر نظر کرکے اُن کے حال پر اپنے دل مین افسوس کرکے پوچھا کہ تم زنبیل مین کب سے قید ہو وہان کیا کام کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ ہم پانچ برس سے زنبیل مین قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکلے ہین ہواے دنیا کھائی ہے زنبیل مین سخت مصیبت مین مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری مین مٹی بھر کر سر پر رکھکر اُس پشتے پر جو ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہے ڈالا کرتے تھے ایک گڑ کی ڈلی چھ ماشے کی فی ٹوکری ہمین ملا کرتی تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک گڑ کی ڈلی ہمارے ہاتھ مین ہے دوسرے ہاتھ مین ٹوکری ہے سراپا ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہے کھانا زنبیل مین نہین ملتا تھا صرف مٹھی مٹھی بھر چنے ہر ایک کو ملتے تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے بھوکے رہتے رہتے اسقدر دبلے ہوگئے ہین کہ اُٹھنا اور بیٹھنا بھی دشوار ہے یہ کہکے وہ رونے لگے اُسوقت اشارہ خواجہ طیفور گردیا سے بحرین جادو نے اُن سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تمکو قید سے رہا کرا دین جہان تمھارا دل چاہے

وہان چلے جاؤ یہ سنتے اُن کے تن لاغر مین قوت آگئی جسم مین گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہوکر عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہوا ہے بجا لائین مگر آپ ایفاے وعدہ کیجیے گا قید سے چھڑا دیجیے گا خلاف وعدہ نہ کیجیے گا خواجہ طیفور گردپا سے ہم بہت ڈرتے ہین ایسا نہو کہ پھر برہم ہوکر ہم سب کو زنبیل مین ڈالدین بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل مین نہ ڈالے جاؤ گے بشرطیکہ جو کچھ ہم کہین وہ کام کرو انھون نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہی بیان کیجیے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی اٹھا کر تم سب یہان سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب مین کشتی ڈال کر بالاے کشتی بیٹھو اور جو تم سب مین ملاح ہی وہ کشتی کو کھے کر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے اگر تم سب تالاب سے پھر کر ہم تک آؤ گے تو ہم تمکو چھوڑ دین گے قید سے آزاد کرائین گے تم اپنے اپنے وطن چلے جانا اپنے اہل وعیال سے ملنا انھون نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھکر باہم کہا کہ بھائیو ہر چند کہ مقام خوف وخطر ہی مگر ایسے کام کے بجالانے پر رہائی منحصر ہی چلو کشتی اٹھاؤ تاکہ تالاب مین کشتی کو ڈال کر اُس پر سوار ہوکر میل فولادی تک جاکر یہان واپس آکر قید سے رہائی پائین اگر زندہ وہان سے پلٹ کر نہ بھی آئین گے تو بھی اچھا ہی قید ہستی سے چھوٹ جائین گے یہ تقریر باہم کرکے نوکری ہر ایک نے خواجہ کو دی گڑگڑی ڈلی کھائی پھر سب نے وہ کشتی خر بمشکل اٹھائی بعد ازان اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جاکر اور اُس کو آب تالاب مین ڈال کر خود بھی اُس پر سوار ہوے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی لے چلا صاحبقران وبحرین جادو وخواجہ طیفور گردپا وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھے کر کشتی کو دو چار قدم بھی سوے میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب مین تلاطم ہوا موجین بلند ہوئین دھوان اور شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سحر سے انگارے اور سنگ وپارہ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالاے تالاب محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ بجز صاحبقران سب کے قلب وجگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اڑ گیا چہرہ متغیر ہوگیا لیکن صحرا مین بیرون خیمہ حفاظت کھڑا رہا اس اثناے مین اُس ابر سے مانند اولون کے آگ کے انگارے اور سنگ گران اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگ واخگر سے پٹ گیا روے زمین صحرا آتش وسنگ سے کوسون تک نہان ہوگیا ادھر تو ابر سحر مذکور سے آتش وسنگ برابر برس رہے تھے سواے صاحبقران کشورستان خیمہ حفاظت مین سب ڈر رہے تھے قضا کا سامنا تھا جان بچنے کے لالے پڑے تھے کسی کو امید جانبری نہ تھی ہواے تند وتیز سحر چل رہی تھی بڑے بڑے اشجار صحرائی مذکور جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کر اُس باد تند سحر مین مانند خس وخاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا کر گر رہے تھے آفت برپا تھی ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ تھے گنتے کچھ تھے منھ سے کچھ نکلتا تھا آواز بھی خوف سے کم نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی جاتی تھی اُدھر تالاب مین اُس کشتی کو صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ جیسے ہی ملاح کشتی کو تالاب مین ڈال کر سب کو سوار کر کے سوے میل فولادی چلا پانی مین تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجین بلند ہونے لگین شعلے ہزار در ہزار آب تالاب سے نکل کر سوے فلک جانے لگے کشتی مانند رانگے کے آتش سحر وآب تیز ابستالاب سے

گھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیون اور ملاح کے گھل کر تیزاب مین مل گئی نیست و نابود ہوگئی استخوان تک بھی اُن قیدیون کے گھل گئے سب کے سب بحر جہان سے پار ہوگئے حباب آسا زندگی آب تالاب مین مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھو کر وہ قیدی زنبیل بحر فنا مین مانند اولون کے گھل گھل کر غائب ہوگئے ایسے غرق دریاے فنا ہوے کہ پھر نہ اُبھرے آشناے شاہد مرگ ہوگئے قید ہستی سے ایک دم مین چھٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہوگئے اُس کشتی کا مع اہل کشتی تھل بیڑا نہ ملا بقول شعر۔ نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی رہے ۔ ستم سحر کے سب نے ایسے سہے

ابھی صاحبقران جانب تالاب دیکھکر متحیر تھے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ عجب تالاب و آب تالاب ہی کہ کشتی کو مع چند قیدیون کے ایک دم مین گھلا دیا واقعی بحرین جادو نے کہا تھا وہی ہوا آب تالاب محض پانی نہین ہی بلکہ تیزاب ہی اور ابر باران جادو بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین کامل ہی خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیر خواہی کی ہمکو آب تالاب مین جانے نہ دیا اگر ہم جاتے تو جو قیدیون کا حال ہوا وہی ہمارا ابھی حال ہوتا یکایک برق کی کڑک اسقدر ہوئی کہ تمام وہ صحرا تھرا گیا ابر گرج کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابر باران جادو بصد غیظ و غضب بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ہی پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر مرکبون پر سوار ہین آنکھین ابر باران جادو کی غصے سے سرخ ہین بلکہ روے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و غضب سے سُرخ ہی کف دہن مین ہی بلندی سے سوے پستی آرہا ہی ہنوز بحرین جادو وغیرہ دیکھ رہے تھے کہ ابر باران جادو خیمۂ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیون کی باتون کی سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ اے ابر باران جادو ہاے عجب اور مقام حیرت ہی کہ تیرے سحر سے اس خیمے کے آدمیون کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری سے نہ جلا تو نے تو اپنے سحر سے ایسے آگ کے انگارے اور بڑے بڑے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ یہ صحرا تمام پتھر سے کوہستان بن گیا ہی اور آگ کے انگارون سے ایک کوہ آتش فشان نمایان ہی کہ جس نے تمام اشجار صحرا جلا کر خاک کر دیے ہین اور ہواے سحر ایسی چلائی ہی کہ اگر اس صحرا مین کوئی پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی اُڑجاتا مگر یہ خیمہ بدستور ایستادہ رہا اور گرا نہین نہ ہواے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو کیا سبب ہی یہ کس کا خیمہ ہی کون اس مین ہی یہ باتین کرتا ہوا پاس خیمے کے بروے زمین آیا سواران بھی اُس کے بروے زمین آکر اُس کے اشارے سے ایک جانب ٹھہرے پھر غور کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہی مگر بالاے خیمہ کچھ اثر انگارہاے آتش سحر و سنگہاے سحر کا مطلق نہین ہی ابھی ابر باران جادو قریب خیمۂ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ یکایک نظر اسکی بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا مین بغیر ہماری آگاہی کے قدم رکھا ہمکو تم سے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہوگیا کہ تم ہمارے اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو بربادی طلسم زلزلہ چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو ہماری قید مین ہی اُسے رہا کرنے آئے ہو طلسم کشا سے مل گئے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہی اسوجہ سے براے فتاح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہی دیکھو چونکہ اس راز سے ہمنے تمکو آگاہ کر دیا ہی کہ حکیم سالوس ہماری قید مین ہی اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہی ہر چند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہی وہان تازہ بند و بست ہوگیا ہی انسان کی تو کیا مجال ہی جن اور دیو کا بھی وہان گذر نہین ہو سکتا ہی

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ خود جا سکتا نہ کسی کو اُس کا نشان بخوبی بتا سکتا نہ
طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا ہمکو کہ تم محض برائے رہائی حکیم صاحب موصوف یہان آئے تھے
تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیون کو سوار کرکے تالاب مین سوے کیل فولادی بھیجا تھا لیکن تدبیر
تمھاری کچھ بن نہ پڑی مدعاے دلی تمھارا بر نہ آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہو سکی وہ سب ہمارے
سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تمنے چند آدمیون کو ہمارے سحر و تدبیر سے ہلاک کرایا خود تالاب مین دلیرانہ قدم
رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہمسے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر تمنے جو خلاف
جادہ دوستی تھا اُس جادے پر قدم رکھا ہی ہے تم ہمارے عدو ہوے تو اب ہمسے بھی امید دوستی کی نرکھو
خبردار رہو ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہین تم دفع کرو کیا قریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے
کارد یا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ مین اپنے اٹھاؤ اگر اسباب سحر سے کچھ پاس نہو تو ہمسے لو اسلحے سحر
دم کرکے نارنج ترنج کوئی تو ہمپر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہمین بھی دکھاؤ سر میدان ہمسے مقابلہ کرو دیکھین تو
سہی کہ کیسے کیسے سحر تمھین یاد ہین نام تو تمھارا بحرین جادو ہے ذرا روانی بحر سحر بھی دکھاؤ ہمسے لڑو تو سہی
دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے ہمین بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے کہ اپنے بحر سحر مین ڈبو دوگے ہم وہ ساحر نہین
ہین کہ جو تمھارے ورطۂ سحر مین پھنس جائین ساحل دریاے مرگ تک پہونچ جائین لاکھ تم بھی ساحر زبردست
ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمھاری یہ مجال نہین کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعویٰ ہے
تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو عداوت روبرو کرو پوشیدہ جو فوج
ساحران ساتھ لے کر آئے تھے وہ فوج کہان چھپائی ہے اس خیمے مین تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہے انھین
ساحرون کو خیمے سے نکال کر ہمسے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہین کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہین ہے
یہ سوار ہمارے سحر کے پتلے ہین در اصل یہ ساحر نہین ہین تم اپنے تمامی ساحرون کی جمعیت سے ہمسے لڑو
جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر ہمپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جانبر نہوگے
اس صحرا سے زندہ نجاؤگے اس دشمنی کے عوض مین ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگے دُنیا سے آرزوے
حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل مین لیکر جاؤگے ہم تمسے دیر سے کہ رہے ہین مہلت
حوصلۂ دل نکالنے کی دے رہے ہین تامل کیا ہے آمادہ جنگ ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر
کرین گے تو پچھتاؤگے مبتلاے سحر سخت ہو جاؤگے پھر دفع سحر تم نہ کر سکوگے حسرت سحر کرنے کی دل مین
رہ جائے گی جان تمھاری جائے گی ہمکو تمسے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر ہمپر چڑھ آؤگے
دوست قدیم ہو کر ہمسے دشمنی کروگے سچ ہے ہمین سے نادانی ہوئی کہ ہمنے ہمیشہ تمکو اپنا دوست تصور کیا
تمھاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مطلع وفا کا لاکھ جہان مین کرے قرار کوئی ہ کرے کسی کی نہ الفت
کا اعتبار کوئی ہ آج سے اعتبار تمھاری دوستی کا نرہا دشمنی تمھاری ثابت ہو گئی اگر ہم عاقل و ہوشیار
نگہبان و خبردار زندان حکیم سالوس نہوتے اور اس جگہ موجود نہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہین معلوم
تم کیا کیا مکر و تدبیرین کرتے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہان سے رہا کرکے لیجاتے ہمکو معتوب
شہنشاہ ساحران کرتے دنیا مین ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کرکے لوح طلسم زلزلہ
تک طلسم کشا کو لے کر جاتے بعد حصول لوح شریک طلسم کشا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی
کرتے خبر نہوئی کہ ہم یہان موجود تھے ہمین تمھارے یہان آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تمسے دشمنی کا
اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہمسے دعویٰ دوستی کرکے تم نے

خصومت کی نتیجہ اس عداوت کا اب یہ ہوگا کہ تمھین قتل کرکے سر تمھارا تن سے جدا کرکے پاس شاہ طلسم زلزلہ کے ہم لے جائین گے تمام حال دشمنی کا اُس شہنشاہ ساحران سے بیان کرین گے وہ بھی غالبًا ایسا غضبناک ہوگا کہ بڑے نامی ساحرون سے کسی ساحر کو سوے بحرینہ روانہ کرکے بحرینہ کو بحر سحر مین غرق کردے گا کوئی اہل بحرینہ سے زندہ نہ چھوٹے گا اے بحرین جادو آگاہ ہوکہ تمنے جو ہمسے دشمنی کی ہی فوج اپنے ساحرون کی لیکر ادھر آئے ہو سمجھ لو کہ خود اپنے پانون سے اپنے جاے مرگ پر آئے ہو یا قضا تمھاری خود تمکو کشان کشان یہان تک لائی ہی یہ تمام تقریر ابر باران جادو نے عالم غصہ مین کرکے کارد سحر اٹھاکے کہا کہ اے بحرین جادو اب بھی جو سحر کرنا ہو وہ کرو مقابلہ ومجادلہ سحر و ساحری مین ہمسے کرلو ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ اس کارد سحر سے ہم تمھین ہلاک کرین گے بحرین جادو نے مسکراکر جواب دیا ع انچہ از دوست میرسد نیکوست اچھا بہتر و مناسب یہی ہی کہ دوست کو کاردسے ذبح کیجیے کارد سحر کا وار کیجیے صاحب بڑے آپ عقلمند ہین خوب پہچانا کہ ہم براے دشمنی و عداوت ادھر آئے ہین حکیم سالوس کی رہائی کی غرض سے اس صحرا مین وارد ہوے ہین واہ وا نیکی برباد گنہ لازم سچ کہا ہی کسی نے کہ نادان ونافہم کی دوستی مین ضرر ہوتا ہی یہ تو نہ پوچھا کہ بعد ایک مدت کے کیون آئے مزاج کیسا تھا نہ یہ خیال کیا کہ بحرین جادو دوست قدیم ہمارا بے سبب وبے وجہ یہان نہ آیا ہوگا ذرا دریافت تو کرین کہ کیون آیا ہی کیا کام اس کو ہمسے درپیش ہی اگر خیال کیا بھی تو بدخیال کیا دوست کو اپنا دشمن تصور کیا بلکہ یقینًا اپنا دشمن جان کر آمادہ جنگ ہوے وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے کہ جو دل شکن تھے اور صدمہ رسان تھے ہمکو تمسے اے ابر باران جادو یہ امید نہ تھی خوب تمنے حق دوستی ادا کیا بے سمجھے ہمکو اپنا دشمن جان سمجھکر کلمات نامناسب اپنی زبان پر جاری کرکے کارد سحر اٹھائی ارادہ ہمارے ہلاک کرنے کا کیا ہمکو رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے کیا غرض لوح طلسم زلزلہ کے حاصل کرنے کی فکر سے کیا مطلب شہنشاہ ساحران یعنی مالک وحاکم طلسم زلزلہ سے دشمنی کرنے کی کیا وجہ بربادی طلسم زلزلہ سے ہمین کیا فائدہ ہم تمھارے اور شاہ طلسم زلزلہ کے دوست و خیرخواہ ہین یا عدوے جان ومال ہین بوجہ ہم ملت وہم مذہب ہونے کے تمسے اور تمھارے شہنشاہ سے بہ نیکی پیش آئین گے یا بدشمنی تمسا کوئی شخص دنیا مین دشمن فہم و عقل و بدنفس نہوگا ایسی قدر اپنے دوست کی کون کرے گا جیسی عزت و توقیر تمنے ہماری کی ہی ع این کار از تو آید ومردان چنین کنند ہمنے تو محض تمھاری دوستی وخیرخواہی سے کتب مین زمانہ آخر طلسم زلزلہ کا حال دیکھکر طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے ادھر راہ دور و دراز سے آنا گوارہ کیا ہنوز ہمنے طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا تحفہ بھی پیش نہ کیا تھا کہ تمنے ہمکو اپنا دشمن جان کر ارادہ ہمارے قتل کا کیا اگر یہ کہو کہ اپنے آنے سے ہمین آگاہ کیون نہ کیا جواب اس کا یہ ہی کہ ہمکو ابکی مرتبہ یہی منظور ہوا کہ چند آدمی ایک کشتی پر سوار کرکے اس تالاب مین بھیجین اس عنوان سے اپنے آنے کی اطلاع تمکو دین علاوہ اس کے ہمکو امتحان دوستی لینا منظور تھا انھین وجوہ سے ہمنے اپنے آنے کی بذریعہ نامہ اطلاع نہین دی کیا معلوم تھا کہ تم ہمسے اس طرح پیش آؤگے خیر جو کچھ تمنے ہماری نسبت خیال کیا اور جو کچھ زبان سے کہا بہت خوب کیا یہی مناسب تھا مگر ہمکو اس امتحان سے حال دوستی ظاہری تمھارا معلوم ہوگیا ہم سمجھ گئے کہ تم ہمارے دشمن جان ہو دوست نہین ہو ہمنے بڑی نادانی کی کہ تم ایسے دشمن سے یہ دوستی کی

کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمھارے پاس لائے آئندہ کسی طور سے تمسے دوستی نکرینگے
دشمن ہی تمکو تصور کیا جائے گا ہمنے تو طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری ومحنت وکوشش
بایں خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمھاری نذر کرین گے تم خوش ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاؤ گے وہ تمکو اپنا بہت خیرخواہ جانکر خلعت وانعام کثیر دے گا تمھارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونے سے محفوظ رہے گا طلسم کشا کو قتل کرائے گا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی ونافہمی کے ہماری
دوستی ومحنت وکوشش پر نظر نہ کرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہین طلسم کشائے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہین بحرینہ مین پہونچکر چھوڑ دین گے قید سے رہا کر دین گے تمسے ترک ملاقات ودوستی
کرین گے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے خیرخواہو سامان یہان سے چلنے کا کرو خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھاکر تخت سحر پر رکھو طلسم کشا کو جس طرح یہان لائے تھے اسیطرح لے چلو ابر باران جادو نے
یہ تقریر بحرین جادو کی سنکے بہت نادم ومنفعل ہوکے بہت عذر نافہمی وغلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق مین اس ہماری بے اعتنائی وبدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمین اس حال سے
آگاہی نہ تھی غصے مین کچھ خیال تمھاری دوستی کا نرہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمھارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمھاری نسبت نہ کرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
وبیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم ومنفعل ہوے اب رنج وملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہوکر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تمسے نادم ہوے افسوس ہمنے عالم غصہ مین تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا مین ہوگا کہ جو ایسا خیرخواہ ہو کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ
کو بصد فکر وکوشش واسطے ہمارے بہبودی ونامور کے اسیر کرکے ہمارے پاس لے کر آئے
اے بحرین جادو تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ہے ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہے کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا مین نکرے گا تمنے اسیری طلسم کشائے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہے
کہ خوشی وخرمی سے ہمارا غنچۂ دل شگفتہ وباغ باغ ہوگیا ہے اس تمھاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ ہمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ ہمین انعام مین دے
وہ کم ہے اگر تمامی اپنے طلسم کا ہمین مختار کار کردے تو عجب نہین اے دوست صادق مین تم نے
عجب کار نمایان کیا ہے کہ کوئی ساحر بہ دلیری وبہادری ایسا کام نہین کرسکتا یہ کہکر درمیان خیمۂ
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل مین اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہوکر نہایت گرمجوشی سے ہاتھ بحرین جادو کا پکڑکر کہا کہ اے حبیب واثق ہمسے اب تو رنجیدہ نہین ہو
ہمنے اسقدر تمسے کیا ہے کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کردی یا نہین بحرین جادو نے پہلے اپنے
دل مین کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار تمھارے دام فریب مین آگیا تمھین اپنا دوست سمجھا اب یہ ناہنجار
کہان بچکر جاسکتا ہے یہ میرے دام فریب مین کیا آیا ہے گویا اسکی اجل آئی ہے بعدہ مسکراکر کہا کہ
اے مہربان ابر باران جادو خیر تمھارے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج وملال دور ہوگیا
یہ کہکے جلدتر ایک بارگاہ برپا کراکر فرش وکرسی ومسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت وآرام
سے آراستہ کراکر ابر باران جادو کو اسی بارگاہ مین لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اسکے بیٹھا
ابر باران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمھارا ادا نہین کرسکتے نہ حسب دلخواہ تمھاری

خاطر و دعوت و ضیافت یہان کرسکتے ہین مگر حتی الامکان دعوت تمھاری کی جائے گی چندروز تک تمکو یہان قیام پذیر ہونا پڑے گا بعد ہ ہم تم ساتھ ساتھ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بحالت اسیری خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین لے چلین گے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمین تمھارے ساتھ چلنے مین تو کچھ عذر نہین ہی الا ہم چاہتے ہین کہ ایکی مرتبہ ہم تمھاری دعوت و ضیافت کرین جس طرح تمنے ہدیہ و تحفہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا قبول کیا ہی اُسی طرح دعوت و ضیافت بھی منظور و قبول کرو ہمکو خوش و مسرور کرو حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ ہی کہ ہم ہی تمھارے پاس آئین ہم ہی تمھاری دعوت و ضیافت کرین مگر خوشی ہماری اسی مین ہی کہ دعوت و ضیافت بالفعل ہماری تم منظور و قبول کرو ابر باران جادو نے کہا کہ اے مخلص خالص مین تمنے ایسا ہمین خوش کیا ہی کہ اس خوشی مین ہی تمھاری ہی خوشی منظور رہی بحرین جادو نے یہ سنکے خوش ہوکر اُس کے پاس سے بحیلہ فکر و تدبیر و برا حکم تیاری طعامہائے دعوت و ضیافت وغیرہ اُٹھکر خیمۂ حفاظت مین کہ بارگاہ سے کچھ دور تھا جاکر صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا مین نے ابر باران جادو کو کیونکر دام فریب مین اپنے پھنسایا ہی یہ عرض کرکے خواجہ طیفور کر دیا سے کچھ سرگوشی مین کہا خواجہ نے اقرار کرکے کہا کہ ہان ممکن ہی تم ابر باران جادو کے پاس جاؤ ہم سر رستی تمھارے کام کی حسب دلخواہ کرتے ہین بحرین جادو نے خواجہ طیفور کر دیا سے کچھ کہ سنکے اپنے ملازمونکو حکم تیاری طعامہائے لذیذ دے کے خیمۂ حفاظت سے نکل کر پاس ابر باران جادو کے جاکر کہا کہ اے دوست خالص مین اگر تمنے ہماری دعوت و ضیافت قبول کرکے ہمین خوش کیا ہی تو ہم بھی دوسرا ہدیہ ایسا تمھین دیکے خوش کرین گے کہ تم کثرت خوشی سے اپنے جامے مین نہ سماسکوگے وہ ہدیہ خاص ہم تمھارے واسطے لائے ہین عجب نایاب ہدیہ ہی کہ جس کے دیکھنے سے بہت خوش ہوگے ابر باران جادو نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ بعد اکل و شرب و میخواری وہ ہدیہ مرغوب دل تمھارے آگے آئے گا اُس کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ خود ہی اُس ہدیے کو دیکھ لوگے اور مقر ہوگے کہ ہان یہ ہدیہ دلپسند ہی ابر باران جادو یہ سُنکے خاموش ہوا بحرین جادو نے اُن نازنینون مین سے جو کہ ہمراہ لشکر آئی تھین ایک نازنین سبزہ رنگ خوش گلو کو طلب کیا وہ خوب رو حسب الطلب مع اپنے سازندون کے بارگاہ مین آئی باران جادو و بحرین جادو کو باادب و ناز و انداز سلام کرکے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ مطربہ ناچنے لگی ابر باران جادو و بحرین جادو رقص اُس کا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کرچکی یہ غزل گانے لگی۔

غزل

ہوئی جب سے محبت اک حسین سے
تو اُن کو چاہیے ملنا ہمین سے
جہان پر دفن ہین کشتے تمھارے
مقابل آسمان کب ہی زمین سے
اگر وہ بُت جھلک اپنی دکھادے
کہا سب حال دل کا اُس حسین سے
نہین مطلب ہمین دنیا و دین سے
وہ بجلی کی چمک ہے کیون نہ چمکین
قیامت سر اُٹھائے گی وہین سے
تری فرقت مین اے ظالم یہ ہی حال
نہ سنبھلے دین و ایمان اہل دین سے
چمک جاتی نہین درد نہان کی
تلاش عاشق بیادق اگر ہے
مشابہ ہی یہ آہ آتشین سے
عذاب گور سے ہو جان ثابت
دُھکی رہتی ہین آنکھین آستین سے
برا ہوا اس ہجوم بیخودی کا
ہوئی الفت جو اک پردہ نشین سے
فضا ہو جائے میخانے مین اخگر
جو دس بیس اور آجائین ہمین سے

باران جادو کہ عاشق مزاج تھا بعض بعض اشعار غزل مندرجہ کو پسند کرکے تعریف کرنے لگا نازنین مذکورہ اشعار غزل بعد ناز و ادا بتا بتاکے گانے لگی ہر دو ساحران بزم اُس کے رقص و نغمے سے

خوش ہونے لگے اس اثنا ے مین طعام دعوت تیار ہوا ملازمون نے اجازت حاصل کر کے دسترخوان حسب قاعدہ بچھا کر طعام لذیذ نفیس و لطیف ظروف مین لاکر بالا ے دسترخوان رکھا پھر باران جادو و بحرین جادو آفتابے مین ہاتھ دھوکر باہم طعامہا ے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد پلانے لگے جب دونون اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو چکے پھر آفتابے مین ہاتھ دھوکر بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لے کر حاضر ہوے ایک ساقی گلبدن شیشہ مے سے ساغر بلورین مین شراب تند بھر بھر کر ابر باران جادو و بحرین جادو کو جام مے ناب دینے لگا دونون ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری باران جادو نے بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص من اب تو ہم تم آب و طعام سے بھی سیر و سیراب ہو چکے میخواری سے بھی لطف اُٹھا چکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ ہدیہ ابھی تک تمنے نہین دیا ہم اُس تحفے کے بہت مشتاق ہین جاؤ جلد اُسے لاؤ ہمین دکھاؤ بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہون اُس تحفہ بیمثل و بے نظیر کو تمھارے سامنے لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے اُٹھ کر اپنی خیمہ حفاظت مین گیا خواجہ طیفور کر دیا اتنی دیر مین بصورت زن حسین و حور لقا بن چکے تھے زیور جواہر نگار طلائی و نقرہ سر سے تا پا مع لباس رنگین و نفیس قیمتی پہن چکے تھے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران و دیگر عیاران کو جن کو زنبیل مین ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے طبلے سارنگی منجیرے وغیرہ ضروری سازان کو دے چکے تھے مستعد بیٹھے ہوے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو متحیر ہو کر صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہان سے آئی ہے خواجہ طیفور کر دیا کہان ہین صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور گر دیا ہین بحرین جادو نے اپنے دل مین کہا کہ خواجہ بھی عیار بلا ے روزگار ہین ایسی زن جمیلہ و حور صورت بنے ہین کہ مین نے نہ پہچانا یہ باتین بجاے خود کر کے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروے باران جادو چل رقص و نغمہ کر ایسا کمال اپنا دکھا کہ دُر آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر و کمال دکھاتی ہون کہ تمکو حیرت ہو جائے مدعائے دلی بر آئے یہ کہکے مع اپنے سازندون کے اُسکی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگے کہ دیکھنے والون کے قلوب مانند حنا یا مثل سبزہ شاداب پس گئے اکثر ناواقف حسن و جمال پر نظر کر کے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ مین روبروے باران جادو پہونچی حسن و جمال اپنا بناز و ادا و عشوہ و غمزہ دکھا کر شرم و حیا سے ابر باران جادو کی طرف سے روگردان ہوئی ابر باران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی بہزار دل اسیر شیفتہ ہو گیا اشتیاق وصل دل مین پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کیون مہربان یہ ہدیہ مرغوب طبع ہوا یا نہین اُس نے آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے عدیل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اس کی تعریف نہین ہو سکتی ہے ایسی نازنین خوب رو روے زمین پر نہو گی حسن مین بے نظیر جمال مین لاثانی رفتار مین غیرت رفتار طاؤس طناز ہے واقعی نازنین نقلی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ بمصداق مضامین اشعار ہذا۔ اشعار

مثل رکھتی نہ تھی وہ دنیا مین
اُسکے عارض سے مہ نے کھایا داغ
آنکھ نرگس سے جب لڑائی تھی

سیکڑون اُسکی تھے تمنا مین
لاکھون ہی مہ وشون نے پایا داغ
پانون اُس کا بھی لڑکھڑائی تھی

خوبصورت جو تھی سوا وہ مین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
باغ مین غم سے ہوئی تھی وہ خم

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
ایک عالم کی وہ بنی قاتل
شرم سے ہوتا تھا عجب عالم

شجر باغ نوجوانی تھی
صورت شعلہ تھی سراپا نور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش
تھی نظرین سحر ہرن اوڑ ہوش

گل گلزار کامرانی تھی
شمع قامت اُن تھی تجلی طور
زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
تیر مژگان اجل سے ہم آغوش

جوش پر تھی بہار حسن شباب
تھی جبین آفتاب صبح بلور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے

گل رخ تھا شگفتہ وشاداب
موے سر رشک دود شعلہ طور
سحر کرتی تھی چشم پرفن سے

جب ابر باران جادو نے نظر سحر نو ڈال کر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اُس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اُس کے حسن و جمال وخوبی کی بحرین جادو سے کرکے اُس کی دوستی کا متقر ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا تو بحرین جادو نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمھارے دل کو مرغوب وپسند ہوا ابر باران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تمنے ہمین ایسا دیا ہے کہ ہمکو بہت خوش کیا ہم تمھارے ممنون احسان ہوسے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہون کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمین دکھاتی جاے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغ بسمل دل اپنا بیتاب ہے اس کے نازو انداز وادانے ہمین مارا ہے بحرین جادو نے نازنین نقلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ نازو انداز شوخی و شرارت و شرم وحیا و ظلم وجفا وجور وبے اعتنائی طریقہ خوبروبان ہے علی الخصوص تیرا شعار ہے لیکن انتہا ہر شئے کی ہوتی ہے بس زیادہ نازوادا شرم وحیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابر باران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہین ملاوہ اس کے طالب دیدار بھی ہین اس طرف رخ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محب خالص کو دکھا گانا اپنا سنا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہوجائے اگر یہ شادمان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت وآبرو تیری بڑھیگی دولت بے انتہا تجکو ملے گی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہے یہ ہمارے دوست ہین ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہے نازنین مذکورہ نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم وحیا و نازوادا جانب ابر باران جادو رخ اپنا کیا سازندون نے ابر باران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رعنائے بوستان خوبی و سرو حدیقہ محبوبی کو نظر بد سے نہ دیکھیے گا کہین پسند نہ کرلیجیے گا یہ دُر ناسفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہے یہ وہ گوہر ہے کہ لاجواب ہے دنیا مین یہ نازنین انتخاب ہے ہم لوگ اس کے دعاگو اور خیرخواہ ہین اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہین خلعت وانعام وزر تونگرون سے پاتے ہین عاشقون کی خواہش سے ہمیشہ اسے بچاتے رہتے ہین اور یہ کہتے ہین مطلع

نگاہ بد سے اور مکر ودغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابر باران جادو گفتگوے سازندہ نازنین مذکورہ سنکے مسکرایا سازندون کو کچھ جواب نہ دیا سازندون نے حسب ایما نازنین مذکورہ سازون کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار۔ اشعار

وہ گگ بائین کی وطبلے کی رگ تھاپ
نور کا تھا ہر ایک سازندہ
اور وہ سارنگیون کے سُر کی ملاپ
سحر کار ایک اک نوازندہ
جب سازندے سازونکو درست

کرکے سازندہ دمساز بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ اپنے براے رقص اٹھائے سازندون نے بھی سرون مین اُس کا ساتھ دیا غرضکہ اس عنوان وحسن وخوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ بمصداق مضامین اشعار

ٹھوکرون سے جگر کیا پامال
ناچنے مین اگر اٹھایا ہاتھ
وہین انشا مین پڑا زلزال
سازنے بھی دیا سرون مین ساتھ
اپنا توڑا تو کردیا بسمل۔

بچھ گیا پانوں کے تلے ہر دل
کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
کچھ نہ تھی اُس کو حاجتِ مشعل

ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفتِ ہوش
طرز طاؤس بوستان کا تھا
راس و چپ مشعلون کا یون انداز

سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرتِ مشعل
جیسے کھولے پری پر پروانہ

ابر باران جادو بصد خوشی و برغبت رقص نازنین مذکورہ دیکھکر بار بار تعریف کرنے لگا نازنین مسطورہ نے حالت رقص مین یہ غزل شروع کی * غزل

دیکھتا پھر وہ نہ پھولے سے اُٹھا کر آئنہ — کر بناتا میری خاطر سے سکندر آئنہ
موت کی صورت نظر آتی ہی مجھ جانباز کو — صاف روشن ہی کہ ہی قاتل کا خنجر آئنہ
شاید اُس کم سن کو میرے دل کا کچھ دھوکا ہو — سیکڑون ٹکڑے کیے اُس نے پٹک کر آئنہ
میری آنکھون مین نظر آتا تھا وہ کافر ضرور — ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئنہ
یہ مرا مطلب نہین ہم شب کو تھے دشمن کے گھر — اپنی صورت تو ذرا دیکھو اُٹھا کر آئنہ
تیری صورت کے تصدق تیرے جلوے کے نثار — جام سمجھا ہم مرے دل کو سکندر آئنہ
تیرے جلوے کے مقابل کس کا جلتا ہی چراغ — ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئنہ
طرفہ حیرت ہی تمھارے عکس عارض سے مجھے — یون نظر آتا ہی آئینے کے اندر آئنہ
سنگ در کو دیکھ لیتا ہون تو پس جاتا ہون مین — ہو گیا رفتار سے اُس بت کے پتھر آئنہ
عشق تیرے رخ کا عالم بھر کو ہی جلتا ہون مین — دیکھلے اب تو نظر آتا ہی گھر گھر آئنہ
تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہی مجھے — دل مین رکھ لیتا ہی عکس روے انور آئنہ
دیکھتا ہون اپنی بھی آنکھ اُس کا جلوہ دیکھکر — رکھتا ہون سینے مین دل سینے سے باہر آئنہ
نازکی تیری عیان ہی تیرے خواب ناز سے — عکس آئینہ ہی تو اور تیرا پیکر آئنہ
ہی یہ کیا اندھیر وہ جلوہ مہ و خور مین نہین — بنگیا ہی میری قسمت کا ہرا اختر آئنہ
طور پر دیکھا تھا جلوہ اُس کا موسیٰ نے کلیم — آنکھ رکھتا ہو تو ہو جاتا ہی پتھر آئنہ

ابر باران جادو و سحرین جادو دونون اشعار غزل بھی سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے بلحن داؤدی گانے لگی ساحران مذکور اُس کے پُر تاثیر گانے سے عالم وجد مین جو بہلے بار گاہ سے سر ٹکرانے لگے گاہ آہ کبھی واہ لب پر لانے لگے اُسوقت نازنین سے گر رقص و نغمے سے ایک سان بندھ گیا کیونکہ در حقیقت رقص و نغمہ اُن کا ایسا ہی تھا کہ بمصداق مضامین این اشعار اشعار

دیکھکر اُس کے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہی
حور کو ایسی وہ ٹھسک بھائے
وجد کرنے لگا تدرو ادا
سننے والون کے کٹے کلیجے یہ ہاتھ
ڈھاڑی کہتے تھے اے علی کی امان
جس کو تیوری بدل کے بتلایا
جائے سبزہ دلون کو روند گئی

ساکن خلد کہتے تھے باہم
ناچ اُس گل کا لاکھ آرائے پری
دامن صبر دل مسک جائے
ناز سے منہ پہ رکھکے اُلٹا ہاتھ
دم بھر کتا تھا ہر ادا کے ساتھ
کب وہ دست ادا بتاتی تھی بھاؤ
وہین تیورا کے اُس کو غش آیا
ناچنے والون کا ہوا توڑا

بزم انسان مین حور رقصان ہی
پر وہ چتون کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ با لطف
گائی وہ کافر اس ادا کے ساتھ
جب وہ لیتی تھی کوئی پوربی تان
حسن کے عکس کا بتاتی تھی بھاؤ
برق آسا نظر مین کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

اسی حالت رقص و نغمہ مین نازنین نے اشعار غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کیے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون مست و مدہوش ہو گئے کچھ دین و دُنیا کا ہوش نرہا مطربہ یہ حال اہل انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست و بجا ہوے ابر باران جادو نے از حد تعریف کرکے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمے سے تیرا با زر ہنا میرے دل کو شاق ہی چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دون گا سازندون نے عرض کیا کہ اے جمشید فریدون فر ہم زر کثیر و جواہر بیش قیمت شاہون اور شہریارون سے جب پاتے ہین اُسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربا ے خوش آواز بھی اُسی ہنگام مین کمال علم موسیقی اپنا دکھاتی ہی جب حسب دلخواہ انعام پاتی ہی وعدہ وعید سے ہم لوگ مطمئن و خوش نہین ہوتے ہین اُسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہی کہ اگر کسی شاہ و شہریار یا کسی اہل فن یا قدردان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالامال کر دیتا زر و جواہر سے ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا ناقدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا عبث ہی ابر باران جادو نے تقریر سازندون کی سُنکے فی الفور اپنے گلے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا نہین تھی اُتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دے کر کہا کہ اے مہ جبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہٗ اور انعام تجھے دون گا نقد دل کے دینے مین بھی عذر و انکار نکرون گا جو کچھ تو مانگے گی دون گا مگر ایک غزل اور بناز و ادا اسی خوش آوازی سے گا کہ مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا اُس کے ہاتھ سے لے کر اپنی کمر تک لاکر غائب کر دیا بعدہ یہ غزل اُس نے شروع کی

غزل

لگا کر دل بتِ پردہ نشین سے
جلایا ہم نے آہِ آتشین سے
موے پر بھی نہ نکلی حسرت دید
ملا یا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہاے جب بابِ اثر تک
کہین ہان تو کرے ظالم نہین سے
بگڑ کر وہ جو اُٹھتے ہین دمِ نزع
صدا رونے کی آتی ہی کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اُٹھے تھے
فلک جھک جھک کے ملتا ہی زمین سے
وہ دروازے تک آکر آپ لے جائین
ہوا گم دیدۂ اہلِ یقین سے
کھو گیا کنج تنہائی مین دیکھا
قیامت تک دلِ اندوہگین سے
اگر دیکھین تری محشر خرامی
کمندِ آہ بس ٹوٹے وہین سے
نگاہِ ناز نے جس دل کو تاکا
مناتا ہون نگاہِ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پر
دوپٹہ ہٹ گیا ہوتا کہین سے
پس مردن ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دینے آیا ہی کہین سے
لگے مل کر بتِ ناز آفرین سے
شب غم مین چراغ داغ ہجران
یہ پوچھین گے کسی خلوت نشین سے
غبار دل نہین دود فغان مین
قدم اُٹھ اُٹھکے لین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشانہ اُڑ گیا اُس کا وہین سے
دل غمگین خدا جانے کہان ہی
ذرا کہہ دو نگاہ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کوچے مین تمھارے
اُٹھا لو پھول دستِ نازنین سے
جگر تم بھول جاتے ہو خدا کو

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے حالت رقص مین گانے لگی یہانتک کہ بحرین جادو بہت خوش ہو کر مبہوت ہو گیا گاہ وجد مین جھومنے لگا مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہو گیا بار بار بے اختیار ہر شعر کو سُنکے بیحد تعریف کرکے قلب و جگر پر ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین اُف اُف تو نے مار ڈالا دل و جگر تو نے حالت رقص و نغمہ مین اپنے تیرہاے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا کیا کہنا دنیا مین بے مثل و نظیر ہی نہ مانند تیرے کوئی خوب رو ہی نہ مثل تیرے کوئی مطربہ خوش گلو ہی خوش آوازی

بُلبُل بھی تیرے آگے ہیچ ہی کیا پاکیزہ تیرا گلا ہی کیا اچھی تان لیتی ہی کیا بانکی تیری چتون ہی تونے
حالتِ رقص مین میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت وحُسنِ زیبا پر یہ آواز و یہ کمالات
علم موسیقی مین نے تجھی مین پائے ہین تو بھی مجمع خوبی وکمال ہی دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
وحُسن وجمال مین کوئی نہوگا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے ابربارانِ جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہی کہ گھر بیٹھے ایسا معشوق خوب رو و خوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر وافتخار کرون تو بجا ہی اور جسقدر بحرین جادو کی دوستی ومحبت قلبی کا
شکر کرون وہ کم ہی حیف تیری نادانی پر کہ تونے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بدا ور بد باطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھسے صاف دل
نہوتا دوست ہوکر دشمن جان تیرا ہوجاتا بلکہ حتی الامکان تجکو اُسیوقت مار ڈالتا نام ونشان تیرا نرکھتا
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہی میری ایسی بدباطنی پر بھی اُس نے
چندان توجہ نہ کی اور صرف کچھ عذر کرنے سے دل اُس کا مجھسے صاف ہوگیا گرد ملال اُس کے
آئینہ دل سے دور ہوگئی کوئی دوست دنیا مین کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دو تحفے ایسے اپنے دوست کو
راہ دور دراز سے لاکر دے خیر مین بھی عوض ان ہدایہ کا کرون گا بالفعل تو اس نازنین کے وصل
سے آج کی شب شاد کام ہون کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پابزنجیر تخت سحر پر ڈال کر روبرو اپنے بادشاہ ہود سرمست جادو و بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤن گا کہون گا کہ مین نے زندان مین حکیم سالوس کے بھی حفاظت ونگہبانی کی
اور طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بھی مین نے اسیر کیا امید قوی ہی کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے ندے دے وہ کم ہی عجب نہین کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار سپید و
سیہ کا مجھی کو دیدے کبھی چہرۂ نازنین مذکورہ پر نظر کرکے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آکر لپٹ جا تاب دوری نہین ہی دل پہلو مین بیقرار ہی آرزومند
ہم آغوشی ہی نازنین مندرجۂ بالا بھی باپا و اشارہ جواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال آرزو کرتا ہی ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پریرو سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئے گی اس آرزو مین تیری جان
جائے گی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام و بدشکل تجھے شرم نہین آتی
ہی کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے ہوش وحواس مین آ اپنے
سراپا پر نظر کرکے میری آرزو کر بارہا جوانان قوی بازو میری صورت پر مائل ہوکر میرے ہاتھ سے
سوے عدم گئے ہین آج تجکو بھی اس دار فنا سے روانہ سوے ملک فنا کردون گی تو بھی مانند
اُنھین جوانون کے میرے وصل کی حسرت مین نالان سوے عدم جائے گا او نابکار کسی کو بھی میرا
وصل میسر ہوا ہی کہ تجھ ہی کو ہوگا ابربارانِ جادو گفتگوے نازنین وجوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یون پکار اُٹھتا تھا شعر ہم تو ہین طالب تمھاری وصل کے خوش کر دیا قتل جو چاہو کرو۔
کبھی کسی شعر غزل مندرجہ کے مضمون کو پسند کرکے کہتا تھا کہ اس شعر کو مکرر گاؤ کیا خوب کہا ہی
میرے دل کو مرغوب ہی نازنین اُسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر بتا بتا کے گاتی تھی ساحر مذکور
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد مین اپنے سر کو چوب بارگاہ سے ٹکراتا تھا گاہ آہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار ثنا کرتا تھا غرضکہ جبتک نازنین مذکور اشعار غزل گاتی گئی اور ناچتی گئی ابر باران جادو کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گا کر غزل کو تمام کیا ابر باران جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست سچے اب ہمکو نیند کا غلبہ ہے پہر رات سے زیادہ گذر چکی ہے دل چاہتا ہے کہ سو رہیں مگر اکیلے نہیں اس نازنین کے ساتھ لہذا مین تو جاکر مسہری پر لیٹتا ہون تم اس نازنین کو میرے پاس بہیجدینا کیونکہ مجکو اس کے وصل کا ازحد اشتیاق ہے صبر نہیں ہو سکتا ہے مجبوری سے بے حجابانہ تمسے کہا ہے میرے کہنے سے یہ نازنین میرے ساتھ مسہری پر نہ چلے گی الا تمہارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آئے گی آرزوے دلی میری بر آئیگی بعد بہیجدینے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے مین آرام پذیر ہونا یہان تخلیہ کر دینا بلکہ تاکیدا کہدینا کہ کوئی اس بارگاہ مین قدم نہ رکھے سازندے بھی یہان سے چلے جائین ہم عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی گفتگو ہوگی اُس طرف ناز اس طرف نیاز کبھی ہوگا پس یہ سب باتین کوئی نہ دیکھے نہ سُنے ہر چند کہ یہ باتین تمسے کہنا بد تہذیبی و بے حجابی پر دال ہین لیکن تمکو اپنا سچا دوست جان کر ان کامون کے کرنے کو بھی کہا ہے بحرین جادو نے مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ خیر کیا یاد کروگے ہم یہ سب کام بھی کرینگے ہم ایسا دوست کوئی دنیا مین نپاؤگے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمہارے کہنے سے اس نازنین کو سمجھا کر تمہارے پاس بہیجدینگے ابر باران جادو یہ سُنکے بہت خوش ہوا دوستی بحرین جادو کا مقر ہو کے مسند زرین سے اُٹھکر مسہری پر جاکر لیٹا ادہر بحرین جادو نے نازنین مذکورہ سے مخاطب ہو کر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہو کہ ابر باران جادو تجہپر فریفتہ ہوا ہے تیرے وصل کا طالب ہے ساحر نامی و نامور ہے شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر یہ بھی ہے ذی عزت و ذی لیاقت ہے کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہے اگر اس کی خوشی پر تو عمل کریگی تو حق مین تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجکو یہ مالا مال کر دیگا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اُس کے پاس چلی جا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر بناز و ادا جانے سے انکار کیا بعدہ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکرکے خاموش ہوئی لیکن سازندون نے اس امر سے آگاہ ہو کر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہو کہ دلربائے خوش آواز ابھی نا کتخدا ہے نزدیکی مرد سے ناآشنا ہے یہی باعث ہمارے حصول دولت و مال کی ہے ہم ہرگز اس کو پاس ابر باران جادو کے نہ جانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چین بجبین ہوکے کہا کہ تمکو اس بارے مین کیا دخل ہے بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہان سے چلے جاؤ سازندے تو خائف ہو کر بظاہر شور و غل کرکے خاموش ہوے لیکن بائی جی ضعیفہ جو ہمراہ دلربائے خوش آواز کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اُس نے آزردہ خاطر ہو کر کہا کہ اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپنے تجویز کی ہے مجھے منظور نہین ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہیے ہمکو مع دلربا رخصت کیجیے ظلم و جفا ہمپر نہ کیجیے ورنہ ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فساد عظیم بھی کرینگے ہم سب اپنی جانین دیدینگے مگر جو آپ چاہتے ہین ہرگز اُس بات کو گوارہ نکرینگے ہر چند کہ پیشہ ہمارا بڑا ہے مگر بے عزتی گوارہ نہین ہے جبر و ظلم خوب نہین ہے ہم کو اپنی دلربا کو یہان واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اور

کسی بد کام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہین ہی بجز مجرے کے ہم دلربائے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہین لے جاتے ہین یہان بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر ہمکو یہان آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص مین کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑون بلکہ ہزارون عاشق و مائل موجود ہین ہر ایک طالب اس کے وصل کا
ہی ہزار ہا روپے کا لالچ ہمین دیتا ہی شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہین ملک و مال دیتے ہین مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہین ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابرباران جادو بھی دلربائے خوش آواز پر فریفتہ ہین زر و جواہر کثیر دیئے دیتے ہین
اگر تمھاری خوشی و مرضی نہین ہی تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہین کرتے ہین تمھین دلربائے خوش آواز
کا اختیار ہی مگر بائی جی اس امر مین تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابرباران جادو کے بھیج دو اس غرض سے کہ اُس کے پاس جا کر بیٹھے اور کچھ باتین کر کے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض مین زر و جواہر کثیر لو اُس نے کہا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہی لیکن
اور کوئی بات بزور اُس سے نہ لی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابرباران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کر دینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائین گے
دور سے اُس سے باتین کرین گے صورت اُس کی دیکھین گے دل اپنا خوش کرین گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کرین تو مین دلربا کو بھیجدون یا خود بھی
اُس کے ساتھ جاؤن بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمھارے ساتھ جانے کی ضرورت نہین ہی
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر مین پھر وہ تمھارے پاس چلی آئے گی ہم تمسے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو نے سازندون
اور بائی جی نے جو اسقدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابرباران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا مبادا حسب الطلب اُس کے اگر دلربائے خوش آواز کو بھیجدیا جاتا تو
اُس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور سحر حال دلربا کو دریافت کر لیتا چنانچہ جب تمام تقریر
سازندون کی اور بائی جی کی ابرباران جادو نے مسہری پر جا کر سنی اُس کو یقین کامل ہو گیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہی بابت دلربا کے سازندون اور بائی جی سے تقریر بغرض اجرائے
مطلب کر رہا ہی سوا اس کے اور کچھ اُس کے خیال مین نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس نے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہو جانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابرباران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندون نقلی کے بارگاہ سے اٹھکر اُس خیمے مین جس مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے آیا اور سرگوشی مین تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا کہ مین نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہی اب خواجہ طیفور کہدیا دیکھیے کیا کار نمایان کرتے ہین اُس کو سفوف
بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتے ہین یا خنجر سے اُس کا کام تمام کرتے ہین صاحبقران نے جواب دیا
کہ غالبًا خواجہ اُس کو بیہوش ہی کرین گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہو ورنہ اندیشہ ہی
خواجہ کے اسیر ہو جانے کا خیال ہی کیونکہ ساحر زبردست ہی اگر اُس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو بُرا ہوگا یہ تمام تدبیر برباد و بے سود ہو جائے گی بحرین جادو نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر مین

جو کچھ ہوگا وہ آپ پر ظاہر ہی ہو جائے گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھا اُدھر نازنین نقلی یعنی خواجہ طیفور گردیا بصد ناز و ادا ڈرتی ہوئی ہر ایک قدم پر جھجکتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی نیچی نظرون سے دیکھتی بھالتی ہوئی ابر باران جادو کے قریب جاکر زیر مسہری ایستادہ ہوئی ساحر مذکور نے ہر چند بصد عاجزی و خوشامد بالائے مسہری بلایا نازنین مذکورہ نے انکار کیا آخر بعد گفتگوے عاجزی کے ابر باران جادو عاجز ہو کر نازنین مذکورہ پر قابو نہ پاکر دل مین خیال کرنے لگا کہ اے ابر باران جادو اس نازنین کو شراب پلا کر اپنا مدعاے دلی حاصل کر جس وقت اس کو نشۂ شراب ہوگا اُسوقت جو تو کہے گا یہ نازنین وہی کرے گی بے حجابانہ مسہری پر قدم رکھے گی عالم نشے مین خود تجھسے لپٹ جائیگی اُس حالت مین بصد شوق و رغبت اس سے ہم بستر ہونا بغیر اس تدبیر کے یہ نازنین تیرے کہنے پر عمل نکرے گی وصل اس کا تجکو میسر نہوگا یہ خیال کر کے مسہری سے اُتر کر ہاتھ نازنین کا گرمجوشی سے پکڑ کر عاجزی و خوشامد کر کے بٹھایا خود بھی زیر مسہری بیٹھا دست درازی کرنے لگا جانب سینۂ نازنین کبھی ہاتھ بڑھانے لگا کبھی اُس کو اپنی آغوش کیطرف بصد اُلفت کھینچنے لگا نازنین مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی چین بجبین ہو کر کہنے لگی کہ دیکھو نچلے بیٹھو ذرا اپنے ہوش و حواس مین آؤ یہ ہاتھا پائی یہ دست درازی مجھے پسند نہین ہی مین ان باتون کی عادی نہین ہون یہ کہکے پھر غمزہ و ناز کر کے یہ کہنے لگی نظم

بولی غمزہ جتا کے وہ خوش خو
لپٹے جانا مجھے نہین بھاتا
اتنا بد ذات مین نہ جانتی تھی

ہین ہین کیا خوب ہوش مین آؤ
ابھی چسکا پڑا ہوا تھا کون
یہ تری گھات مین نہ جانتی تھی

گفتگو کیجیے الگ سے ذرا
کسکو سکتا تھا مر رہا تھا کون
ابر باران جادو نے یہ جواب دیا نظم

جب سے صورت کو تیری دیکھا ہی
یا مری جان تجھ پہ ہی غلطا ہر
پاؤن پر گر پڑا وہ یہ کہکر
تھامے دل کا اور ہی عالم
اسلیئے چھیڑ چھاڑ کرتا تھا

کیا کہون دل کا اور کیا کیا ہی
پوست اور گوشت تیری نذر کیا
نہ برا مانتا تو اے دلبر
ضبط بالکل نہ کر سکا اے ماہ
جان و دل کر چکا تھا دونون فدا

مین ہون بس اپنے حال سے باہر
جامۂ عشق تن پہ مین نے سیا
حرکت مجھسے جو ہوئی اس دم
بات کرنے کی پائی کوئی نہ راہ
یہ کہکے کشتی شراب سے شیشہ و

ساغر اٹھا کر شراب گلرنگ جام بلورین مین بھر کر قسمین دے کر کہنے لگا کہ اے نازنین یہ جام محبت ہی ہمارے ہاتھ سے لے لے اسقدر تو ہماری بات مان لے اُس گلرخسار نے بناز و ادا جواب دیا کہ یہ شراب واہیات مین نہین پیتی تم ہی ایسی شراب پیو مین وہ شراب ناب پیتی ہون کہ جس کا ایک قطرہ مست و مدہوش کر دیتا ہی ساحر مذکور نے پوچھا کہ وہ شراب کیسی ہوتی ہی کہان ملتی ہی اگر معلوم ہو جائے تو مین ابھی جاکر تیرے واسطے لاؤن یا کسی سے منگواؤن نازنین نے مسکرا کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر اشارے سے کہا کہ دیکھو ہم ایسی شراب خالص پیتے ہین ابر باران جادو نے دیکھا کہ اُس نازنین کے بالاے سینہ درمیان دو حبابہاے بلورین یا دو قمقمون نور کے یا دو معجون مہی کی ڈبیون کے بیچ مین ایک قلم شراب آتش رنگ کی رکھی ہی رنگ یاقوت احمر اُس کے رنگ سے شرماتا ہی ایسا ثابت ہوتا ہی کہ بیڑہ پان جو اُس نازک بدن نے کھایا ہی ایک لکیر سرخی کی سینے پر نمودار ہی ابر باران جادو نے اُس قلم شراب یاقوت رنگ کو سینۂ محبوب پر دیکھکر بہزار عاجزی و خوشامد کہا کہ اے نازنین اس قلم شراب سے ذرا سی شراب مجھے بھی اپنے

ہاتھ سے دینا مین بھی دیکھون کہ یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہی مین نے بارہا شاہ طلسم زلزلہ کے ہمتکنے کی شراب پی ہی اکثر شاہ طلسم زلزلہ کے پینے کی شراب بھی پی ہی کہ جس کا مثل و نظیر نہین ہی نازنین نے جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا مین کوئی شراب نہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب مین خوشبو اور مزہ اور نشہ نہوگا یہ شراب شاہون کو بھی میسر نہین ہی ایک شاہان جہان سے جمشید گذرا ہی اسکو بھی ایسی شراب ممکن نہوئی ہوگی یہ قلم شراب نہایت قیمتی ہی اس شراب کے نشے مین عجب عجب سیر چمن و گلشن میخوار کرتا ہی ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمہارے سینے سے مس ہی جو کچھ اس کی تعریف کرو وہ کم ہی بیشک اس شراب ناب مین نشہ زیادہ ہوگا خوش مزہ بھی ہوگی اسوقت تمہارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے مین بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے پینے سے زیادہ تر ثابت ہوگی آج مرتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ سے یہ شراب مجھے دوگی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا مین اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر کرون وہ کم ہی اب تاب ضبط نہین ہی شوق اس میخواری کا بے حد ہی جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی پیو نازنین مذکورہ نے اُس کے کہنے سے وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالاے سینہ سے نکالی پھر جام بلورین اٹھا کر تھوڑی سی شراب اُس مین سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر منھ پھیر کر کہا کہ لو تمہاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمھین جام مے دیتے ہین ساحر مذکور نے وہ جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے لے کر بے دغدغہ انجام دہن سے ملا کر شراب پی بعدہٗ کہا کہ اے نازنین چاہتا ہون کہ ایک جام اور اسی مئے ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اب کے بہت سی شراب جام بلورین مین اونڈیل کر اُسکو جام مے دیا اُس نے وہ جام بھی بصد خوشی لے کر میخواری کا لطف بجا اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اُترتے ہی اُس نے نشہ کیا ہوش و حواس اُس کے بجا نہ رہے دماغ اُس کا اُس بادۂ ناب سے گرم ہو گیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھین سرخ نظر آئین اسی حالت نشہ مین بے اختیار ہاتھ اپنا اُس نے سوے نازنین بڑھایا چاہا کہ اپنی آغوش مین کھینچکر مدعاے دل حاصل کرے نازنین نے اُس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اُس جگہ سے اٹھکر بظاہر ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اُٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ نازنین مذکورہ کا بڑھکر پکڑے کہ یکایک اُس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ تیورا کر بالاے فرش گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اُسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار تو مجکو نازنین سمجھے ہوے تھا میرے وصل کا طالب تھا سحر و ساحری مین زبردست ساحر تھا بڑا عاقل و ہوشیار تھا مجکو نہ پہچان سکا آخر میرے دام مکر و فریب مین گرفتار ہوا کچھ بھی ہوشیاری تیری تیرے بکار آمد نہوئی او ناہنجار تو نے عجب تدبیر و حکمت سے حکیم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہی دیکھ تو سہی کہ تجھسے کس طرح پیش آتا ہون یہ نعرہ کر کے تکلے کی مانند سوزن زبان مین اُس کے دے کر بعجلت تمام نذر زنبیل کیا بعدہٗ جملہ اشیاے جو وہان موجود تھین اُن سب کو بھی اٹھا اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لا کر پوشاک بھی تبدیل کر کے درِ بارگاہ سے نکلکر خرامان خرامان خواجہ مسکراتے ہوے جانب خیمۂ حفاظت مذکور چلے یہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع ڈیڑھ ہزار ساحرون کے بحرین جادو کی رلے سے پابزنجیر بیٹھے ہوے تھے

بحرین جادو باادب روبرو بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوے دیر ہوئی نہیں معلوم ابر باران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجکو اندیشہ ہی کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہی اگر اُس نے بزور سحر دریافت
لیا تو ساری تدبیر میری ضائع و برباد ہو جائیگی صاحبقران موصوف فرما رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد یا فی زمانتا عیاری و مکاری و فریب دہی مین بے مثل ہین وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اُس نابکار کو ضرور بیہوش کرین گے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر ابر باران
جادو بھی بلاے بے درمان ہی عقل کا پتلہ ہی بڑا عقیل و فہیم ہی مجکو سخت اندیشہ ہی خواجہ تنہا گئے
ہین کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہین لے گئے ہین باعث تردد ہی اکیلے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرین گے کوئی عیار بھی ہمراہ اُن کے اُن کا معین نہین ہی دلسوز وغیرہ
عیارون نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طیفور گرد یا گویا عانت دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہین ہی اگرچہ ابر باران جادو بلاے بے درمان ہی تو وہ بھی آفت روزگار
ہین بڑی بڑی اُنھون نے عیاریان کی ہین اس ساحر نابکار کی اُن کے آگے کیا حقیقت ہی تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اُس کو بیہوش کر کے یہان آئین گے تم ابھی خواجہ کی عیاریون
سے چندان آگاہ نہین ہو اُن کے کمالات سے بخوبی ماہر نہین ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہی تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہین ہی کہ یکایک سامنے سے خواجہ طیفور گرد یا آئے صاحبقران نے پوچھا کہ کہو
خواجہ شیر یا بھیڑ ابر باران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہان سے چلے آئے اُس سے عیاری نکر سکے
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُس کو اپنے دام مکر مین گرفتار کر کے
بیہوش کر کے نذر زنبیل کر لیا ہی بھلا مین شیر بیشۂ عیاری و مکاری ہو کر بزدلی کر سکتا ہون خالی ہاتھ
بے گوہر مراد آسکتا ہون یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و جملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہرون پر آثار خوشی ظاہر ہوے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پاؤن سے حالت خوشی مین دور کر کے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابر باران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمہ سے مضبوط اُسے باندھو
تاکہ اُس کو ہدایت کرین خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر میری تو راے یہ ہی کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نہ کیجیے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالون تاکہ سحر اُس کا برطرف
ہو ابر جو بالاے تالاب محیط ہی دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت مخلصی حکیم سالوس وغیرہ جملہ
ظہور مین آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے راے خواجہ کی پسند نکر کے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہی شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلین گے خواجہ نے حسب الحکم ابر باران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ مین محکم باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اُسے ہوشیار
کیا اُسنے ہوشیار ہو کر اپنے تئین چوب خیمہ سے بندھے ہوے دیکھا زبان مین اپنے سوزن پایا
سخت برہم و غضبناک ہو کر بہ نظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلاے مگر چونکہ دست و پا اُس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ مین بندھے ہوے
تھے رہا ہو نہ سکا بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے آخر عاجز ہو کر سوے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اُسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابرباران جادو آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی ہم طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین دیکھ کس طور سے ہمارے عیار وفادار نے تجکو بمکر وفریب بیہوش کر کے اسیر کیا ہی اگر تو مسلمان ہو یا مطیع دین اسلام ہو تو ہم تجکو رہا کردین تیری خونریزی سے باز آئین رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کرین اپنے رفقا مین تجھے داخل کرین اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا تو ابھی سر تیرا تیغ بران سے کاٹا جائے گا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ نے اُسے دکھایا اور کہا کہ اے ابرباران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہی مگر تو اشارے سے اس تحریر کا جواب دے اُسنے بایما واشارہ عبارت مذکور پڑھ کر جواب دیا کہ اے صاحبقران مین نے تو سُنا تھا کہ آپ شجاعان روزگار سے ہین لیکن اسوقت ثابت ہوگیا کہ بڑے بزدل ہین باوجودیکہ بحرین جادو ایسے ساحر زیر دست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و چند عیارون کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترسان ہین کہ میرے ہاتھ بھی پس پشت بندھوا دیے ہین زبان مین سوزن کلان دیدیا ہی نہ تو مین ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہون نہ زبان سے جواب دے سکتا ہون اگر آپ واقعی شجاع و بہادر ہین تو مجھے رہا کرا دیجیے بعدہ مجھسے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران نے اُس کی اس ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہو کر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھول دو سوزن بھی اسکی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خدا ہمارا معین و مددگار ہی یہ ساحر اگر ہمسے بعد رہائی دشمنی بھی کرے گا تو ہمین ضرر نہ پہونچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت مین کلام ہی اپنی سحر و ساحری پر نازان ہی دیکھین رہا ہو کر کیا کرتا ہی اور کس طرح ہمسے بدشمنی پیش آتا ہی خواجہ طیفور کر دیا اور بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو اپنا دشمن سخت جانیے ہرگز یہ مسلمان نہوگا نہ مطیع دین اسلام ہوگا نہ اطاعت آپ کی اختیار کرے گا بلکہ یقین کامل ہی کہ بدشمنی پیش آئے گا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابرباران جادو نے جانب بحرین جادو دیکھ کر بایما و اشارہ کہا کہ اے بحرین جادو مجھے تجکو یہ امید نہ تھی افسوس تمنے مجھسے دغا کی بہادری و دلاوری سے تمنے مجھے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے اسیر کیا کچھ تو حق دوستی اسوقت ادا کرو دشمنی تو کیے ہوے ہو کچھ دوستی بھی کرو مجھے رہا کرا دو پھر جو کچھ مجھے کہنا ہی وہ صاحبقران سے کہونگا بحرین جادو نے تو اُسے پھر اُس کی تقریر کا جواب نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کر دو کچھ اندیشہ کسی طرح کا نکرو یہ سچ کہتا ہی کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہی کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کرین خواجہ نے مجبور ہو کر ہاتھ اور پاؤن اُس کے رسن سے کھولنا شروع کیے بحرین جادو نے متردد ہو کر اسباب سحر پر ہاتھ بڑھایا اپنے ہمراہی ساحرون سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تاریخ و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھون مین اٹھا لو اسمائے سحر جلد پڑھکر اسباب سحر پر دم کر لو ابرباران جادو رہا ہوتے ہی غالباً آمادۂ جنگ ہوگا ابھی بحرین جادو اپنے لشکر کے ساحرون سے ہم سخن تھا اور خود بھی گولہ فولادی اٹھا کر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابرباران جادو قید سے رہا ہوگیا اُسوقت اُس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے اُس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابرباران جادو کہو اب کیا کہتا ہی

وہ زبان کو اپنے دہن مین لے جاکر اور جوش کر اسماے سحر زبان پر جاری کرکے مشل پرکالہ آتش سوے فلک جاکر بصد غیظ و غضب گڑگڑا کر مانند برق جہندہ بلندی سے بالاے سر صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحرون کی آنکھون مین خیرگی ہوئی اسی حالت مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہو کر بعجلت تمام اسم اعظم الٰہی ورد زبان کرکے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالکے برق مذکور پر پھونکا فی الفور ببرکت اسم اعظم و معظم الٰہی ابربار ان جادو بصورت اصلی ہو کر سحر بھول کر سامنے بالاے زمین گرا اُسوقت امیر کشورگیر نے نعرہ کوہ شگاف کرکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس طرح اُس نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و ہمت صاحبقران موصوف کرکے عرض کیا کہ کیا جلدی آپ نے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ گرکے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا اتنی بھی مہلت آپ نے نہ دی کہ سنبھل کر گریزان ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے ثنا کی دیگر ساحرون کو حیرت ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر باتوقیر کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابربار ان جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہو گیا پانی بھی اُس تالاب کا اسطرح خشک ہو گیا کہ گویا کبھی اس جگہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اڑنے لگی مگر ابھی درمیان تالاب جو میل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اُسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہواے تند و تیز چلی اور ایسی آندھی سیاہ بزور و شور سے آئی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسون اُڑ گئے سوا اس کے ابر سیاہ بالاے فلک پیدا ہوا اُس ابر مین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باری و برف باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کہ وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند شب تاریک کے ہو گیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعدہٗ وہ ابر اور سنگ باری و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اُسوقت ساحر مقتول کے بیرون نے اُسی کے نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم نام ما ابربار ان جادو بود بعدہٗ نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثناے مین آفتاب عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہو گیا ہے ابر سحر جو بالاے تالاب محیط تھا وہ دفع ہو گیا ہے تالاب مین خاک اُڑ رہی ہے لاشہ دو نیم ابربار ان جادو خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بحرین جادو نے ازحد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یہ وقت غفلت کرنے کا ہے اسوقت چوکیے نہین میری راے یہ ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کر لیجیے دیر نہ لگائیے یقین کامل ہے کہ ابربار ان جادو کے مرنے کی حکیم جالوس وزیر اعظم بادشاہ طلسم زلزلہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہو گی وہان سے فوراً ساحران نامی و نامور مع لشکر ساحران یہان آجائین گے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد ہونگے یا خود حکیم جالوس بصد قہر و غضب قتل ابربار ان جادو سے آگاہ ہو کر یہان آئے گا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہو گا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھے گا لہذا مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف الصدر کیجیے صاحبقران سلطان

سلطان

کیوان شکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ مین نے قبل اس کے بھی کچھ عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سُنا ہی کہ زیر میل فولادی ایک زندان تاریک ہی اُسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس آپ کو مناسب ہی کہ جو میل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُس کو بقوت بازو ایک زور مین اُکھیڑیے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جائیے گا بس زندان حکیم سالوس تک پہونچ جائیے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپ کے اور کوئی شخص ساحر و غیر ساحر کرسکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین اور بابت دریافت لوح طلسمی رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کررہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس سے آگاہ ہوکر بے تامل آگے بڑھکر درمیان مین تالاب مذکور کے جاکر میل فولادی مذکور پر ہاتھ رکھکر اور اُس کو محکم پکڑکر جو جھٹکا دے کر زور کیا تو آناً فاناً مین اُس جگہ سے اُکھاڑکر دور پھینکدیا بحرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادمان و حیران ہوکے بہت تعریف کی اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بجرد اُکھڑنے اُس میل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گونہ تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازۂ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جائیے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے ملیے گا جلد اُن کو رہا کرکے یہان تشریف لائیے گا دیر نہ لگائیے گا ورنہ باعث تردد و انتشار ہوگا یہ خیرخواہ اسی جگہ حاضر رہے گا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کا بھیجا ہوا یہان آئے گا تو مین اُسے حتی الامکان روکونگا تالاب اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا مگر ہرگز کسی دشمن کو قدم آگے بڑھانے ندونگا تاوقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لے کر یہان تشریف نہ لائیے گا صاحبقران نے موافق کہنے بحرین جادو کے عمل کرنا چاہا اُسوقت خواجہ طیفور گرد عیار باوفا نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپ کو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے ندے گا خود بھی ساتھ چلیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تمھارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمین کو جانے دو تم ہمارے ساتھ نہ چلو خواجہ نے ادباً تو کچھ جواب ندیا مگر جسوقت امیر باتوقیر بسم اللہ کہکر اُس دہنہ نقب مین کود پڑے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے خود بھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اُسوقت دونون اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون کے پانون زمین سے آشنا ہوے اول صاحبقران نے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سوا بے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثلاً قبر کافر کہیے تو بجا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اُس زندان کو پردۂ ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اُس قیدخانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا سیاہی شب دیجور سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب نظر قائم ہوئی غور کرکے جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہخانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اندر اُس کے کئی درجے ہین ہر ایک درجہ وسیع ہی تہخانہ بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تہخانے کو دیکھ رہے تھے

کہ خواجہ طیفور گردپا بھی عقب صاحبقران پہونچے جب امیر با توقیر آگے روانہ ہوے خواجہ بھی پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجے مین چار شخص نہایت ناتوان ولاغر لباس کثیف برنگ خاک پہنے ہوے سر جھکاے ہوے بیٹھے ہین سراپا طوق وسلاسل مین گرفتار ہین اُس کے مقابل مین جو دوسرا درجہ ہی اُس مین ایک مرد نحیف الجثہ چادر اوڑھے ہوے سو رہا ہی خواب ایسا اُس پر غالب ہی کہ گویا بیہوش و مدہوش پڑا ہوا ہی وہ شخص بھی مسلسل و مطوق ہی بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل مین شکر خدا کیا اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقاے حکیم سالوس ہین اور وہ جو شخص سو رہا ہی غالبًا حکیم سالوس ہی یہ باتین دل مین کر کے آگے بڑھے جب قریب اُن قیدیون کے پہونچے پاؤن کی آہٹ سے اُن چارون نے سر اپنے زانوے غم سے اُٹھا کر دیکھا اُن مین سے ایک شخص نے صاحبقران کو دیکھکر باواز نحیف کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعدہٗ اپنے اُن ہم نشینون سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا اُن تینون قیدیون نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہی کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری کر رہے ہو اُس نے باواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت و تکلیف سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدۂ شکر خدا کرو کہ اس زندان ستم مین غالبًا ملک الموت کا گذر ہوا ہی سوا اُن کے یہان کون آسکتا ہی کس مین اتنی قوت و طاقت ہی کہ یہان قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہان آ نہین سکتا ہی جو یہان آکر رہا کرے حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان مین طلسم کشاے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہین معلوم کب طلسم کشا یہان آئے گا ہمارے نزدیک تو گذر ابھی طلسم کشا کا نہوگا خیر جو کچھ ہوگا وہ کسی وقت و زمانے مین ہوگا بالفعل تو اس زندان مین قابض ارواح کا گذر ہوا ہی عجب نہین کہ ہماری ہی قبض روح کو آئے ہون یا ہم مین سے کسی کی قبض روح کے واسطے یہان ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہی تم سب بھی دیکھ لو وہ ادھر آتے ہین بس ہم بھی خوش ہین تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کر لو اپنے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کر لو اعتقادات پر اپنے ثابت قدم رہو شکر خدا کرو کہ یہان بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لائے اب قید ہستی ہی سے رہا ہو جائین گے اور جو مصائب اُٹھانے تھے وہ اُٹھا چکے آئندہ اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت حاصل ہو جائے گی یہ کہکر وہ شخص خاموش ہوا ہم نشین تینون قیدی اُس کے کہنے سے بنظر غور دیکھکر کہنے لگے کہ اے برادر تمنے سچ کہا تھا واقعی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہین نہین معلوم کون ہین یا تو بقول تمھارے ملک الموت ہین یا کوئی جن ہین یا کوئی فرد بشر ہین مگر بقول تمھارے یہ تو وہ زندان ہی کہ اس زندان مین بجز ہم اسیرون کے کوئی قدم رکھتا ہی نہین نہ کوئی اس زندان مین آسکتا ہی کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو ہی جس نے ہمین قید کیا ہی وہ ایسا زبردست ساحر ہی کہ اُس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا بھلا طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کیے یہان کب آسکتا ہی اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل نہین ہی بہت دشوار ہی ہان اگر ہمارے مقدر مین رہائی ہی تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قید خانے مین مر جائین گے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
ہنوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ جب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم آواز نحیف وضعیف یہ باتین کر رہے تھے
اور کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کر رہے تھے کہ صاحبقران نے اُن کے قریب تر
جاکے اُن پر سلام کیا اُنھون نے خائف ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہوا ور تم مین حکیم سالوس کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ
یہ فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین اور ایسے زندان تیرہ و تاریک مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہے یہ زندان تو محض ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہے ہم سب اس محبس تیرہ و تاریک مین
کیا ہین گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم اب کسی کو اس قید خانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب ہے
آپ بنی جان سے ہین یا بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان تکلیف سے آزاد کیجیے ہر ایک فرد بشر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہے ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اُن کی تقریر سنکے اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ تو بنی جان سے ہین نہ
ملائکہ سے ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و عام ہمکو صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے حکیم سالوس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہے
اُن چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا نزدیک آگیا ہے
غالباً اس زندان مین طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت بہت سی گولیان ادویہ کی
ہمین دے کر خدا سے اُنھون نے دعا کی تھی کہ ہمیں اُسوقت تک خواب کو غالب کر جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ ہمین جگائے جب ہی ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہے اُس روز سے وہ اب تک سو رہے ہین دیکھیے اُس درجے مین آرام پذیر ہین
وہی گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھاتے تھے
اُن کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہے کہ قیدیون کو بھی آب و طعام دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوئے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہے نہ ہوا کا یہان
گذر ہے آج تک صرف قدرت خدا سے زندہ ہین آپ نے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہے کہ ابر باران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپ کو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے عنایت و مدد خدا سے ابر باران جادو کو تہ تیغ
کیا ہے سحر اُس کا دور ہوگیا ہے یہ سنکے رفقائے حکیم صاحب ممدوح خوش ہوئے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوئے پھر بمشکل برائے تعظیم اُٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور خلاف شان والا نہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ پہلے ہمنے آپ کی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری تعظیم نکرین بیٹھ جائین پاؤن آپکے کانپ رہے ہین اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہی ہم کو اتنی فرصت نہین ہی کہ آپکے پاس بیٹھین ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کرکے اس زندان سے مع آپکے جلد بیرون قیدخانہ جانا منظور ہی مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل ہو جانے کی خبر ہو جائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبون کی رہائی مین مشکل و دشواری ہوگی یہ سُنکے وہ چارون شخص بھراکر بمشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے مین پہونچے دیکھا کر زیر چادر حکیم صاحب موصوف سو رہے ہین مگر ایسے نحیف و ناتوان ہین کہ بجز چادر کے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ نیچے چادر کے کوئی شخص بھی ہی صاحبقران نے بالین سر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ یہ کہا کہ حکیم صاحب خواب سے بیدار ہو جیے مدت قید منقضی ہوئی زمانہ رہائی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب مین پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہوکے بمشکل اُٹھے اور چہرہ صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا صاحبقران نے موافق قاعدہ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین فتاح طلسم زلزلہ آپ ہی ہین امیر با توقیر نے فرمایا کہ ہان عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہی یہ سُنکے حکیم سالوس نے خوش ہوکر کہا کہ مرحبا جزاک اللہ آپنے بڑے عزم پر کمر باندھی ہی طلسم زلزلہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہی ہمین اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہی کہ آپ ہی برباد و شکست کنندہ طلسم زلزلہ اور جویاے لوح طلسم زلزلہ ہین ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اس کار خیر کی آپ کو کونین مین جزا دے ہمکو جو کچھ بمقدمہ لوح طلسم زلزلہ معلوم ہوا ہی سے آپکو آگاہ کر دینگے اور بربادی طلسم زلزلہ مین ہم آپ کی شرکت بھی کرین گے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور اب ظاہرا طور سے مسلمان ہین یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا پھر صاحبقران کی ہمت و شجاعت کی تعریف کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ مین تو ایک ادنی بندہ خدا ہون قابل تعریف و ثنا نہین ہون یہ کہکے فرمایا کہ اب یہان سے بیرون زندان مع رفقا کے جلد تشریف لے چلیے تا خیر نفرمایئے حکیم صاحب موصوف بمجرد سُننے اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اُٹھے اتنی دیر مین خواجہ طیفور گردیا بھی آگئے اُنھون نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر اُن کے رفقاے مذکور کو بھی ہمراہ لیا بعد کہ اُس جگہ سے بصد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران باہر لائے بحرین جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہین آئے ہین اندیشہ ہی کہ ابر باران جادو مارا گیا ہی اگر اُس کے قتل ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم جالوس کو ہوگی تو غضب ہو جائے گا ساحران نامی کو مع ساحران وغیر ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کرے گا وہ یہان آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ چاہین گے جنگ عظیم بھی ہوگی نہین معلوم ایسی صورت مین انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کر رہا تھا کہ صاحبقران موصوف و خواجہ طیفور گردیا و حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہوکر براے استقبال صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اُسی خیمہ حفاظت مین لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لمحہ کے عرض کیا کہ مقام شکر و جاے خوشی و خرمی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آپ بزور دلی تھی برائی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابر بارہ ان جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابر باران جادو پہونچے گی تو وہ غضبناک ہو کر بیان ساحران نامی کو مع سپاہ کثیر روانہ کرے گا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ کچھ تردد نکرو شاہ طلسم زلزلہ سے نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحر سے اسیر نہین کرا سکتا ہمکو تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے حالت غفلت مین اسیر کیا تھا اب اُس کی کیا مجال کہ ہمین اسیر کر سکے کیونکہ اب ہم ہوشیار ہین اسیطرح صاحبقران نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابر بارہ ان جادو و حکیم جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائے گی تو کیا اندیشہ ہے خداوند عالم معین و مددگار ہے یہ فرما کر حسب راے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران نے اُس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوے حکیم صاحب موصوف سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہان سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر نجائیے مبادا پھر آپ کے بھائی آپ سے بعناد پیش آئین حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان بالفعل تو ہمین شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکرین اور تدبیرین بابت حصول لوح طلسمی کرنا منظور ہین لہذا آپ اپنے لشکر مین جایے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار بعد انصرام امور مرجوعہ آپ کے لشکر مین ضرور آئین گے جہان تک ممکن ہوگا جلد آئین گے ہمارے آنے کا انتظار کیجیے گا بغیر ہمارے آئے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیے گا ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہو کر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائین گے آپ نے ہمسے نیکی کی ہے ہم بھی یہ نیکی پیش آئین گے بربادی و شکستگی و تباہی طلسم زلزلہ مین شریک آپ کے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائین گے ہماری شرکت آپ کے بہت مفید ہوگی یہ کہکر خاموش ہوے اُسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کیا جائے گا بغیر آپ کی راے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائے گا مگر جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا تاخیر نفرمایئے گا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہم آئین گے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سنکے مطمئن ہو کے بوجہ اشتہاے طعام کے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ دستر خوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور خوش ذائقہ ظروف مین لا کر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی چکا تھا اُس صحرا سے کوچ کیا حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری اشتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہان سے چلے اثناے راہ مین دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوے بعد قطع راہ اپنے شہر مین داخل ہوے مردمان شہر کو اُن کے آنے کی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے اُن کا استقبال کیا بعدہٗ اُن کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری سے اُتر کر داخل محلسرا ہوے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتین محلسرا کی شاد و خرم ہوئین اسی طرح جملہ ساکنان شہر شاد مان ہوئے

اُن کے آنے سے شہر مین دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش وعشرت کا کیا شہر مین چراغان ہوا نوبت ونقارے اس خوشی مین جابجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے جملہ اہل دربار کو جمع کرکے حکم دیا کہ سب ساکنان شہر خدا پرست ہون دین اسلام اختیار کرین حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ نے حکم حکیم صاحب کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف اُن تدابیر مین مصروف ہوے جو تدبیرین اُن کو کرنا منظور تھین اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھین حکیم صاحب تو مصروف تدابیر حسب دلخواہ ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی آیندہ حال ان کا بیان کیا جائے گا مگر اب حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہی کہ جب حکیم صاحب موصوف اثنای راہ سے رخصت ہو کر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع بحرین جادو و خواجہ طیفور گردیا وغیرہ روانہ ہوے بعد قطع راہ بعید اپنے لشکر کے قریب پہونچے لشکر کے ہرکارون نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہو کر بصد عجلت اپنے لشکر مین جا کر شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری امیر باتوقیر دی تمامی سرداران سپاہ و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادمان ہوکے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی و خرمی براے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ ہوے بعد قطع راہ استقبال کرکے لشکر فیروزی اثر مین لائے امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوے دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری حاضر دربار ہوے ہر ایک علیٰ قدر مراتب بیٹھا امیر باتوقیر اپنے دنگل شوکت پیرا رونق افزا ہوے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے باادب پوچھا ارشاد ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہین اور اُس نے نشان لوح طلسم زلزلہ آپ کو بتایا یا نہین ہم سب امیدوار ہین کہ یہان سے جا کر جو امور درپیش آئے ہون اُن کو بطور اختصار بیان فرمائیے تاکہ ہم سب خیرخواہون کو خوشی حاصل ہو امیر باتوقیر نے جو کچھ حالات گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر اُن کا اپنے شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر مین آنے کا ظاہر کیا ہر ایک نے سنکے خوش ہو کر تعریف ہمت و شجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر باتوقیر نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہان تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہین ہوا خیر و عافیت سے ہمارا لشکر یہان فروکش رہا سب نے عرض کیا کہ فضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش نہین ہوا امیر باتوقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کرکے خوش ہوے بعد ازان اپنے لشکر مین شب و روز براحت و آرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے ان کو تو انتظار حکیم صاحب موصوف مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ و حکیم سالوس کا بیان کیا جاتا ہی کہ جن دنون مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو کے جا کر صحراے ہولناک مین ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قید خانے سے رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

مسکونہ مین کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہی داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل وانجام بین وکارگذار وخیر خواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہی بعد اسیر کرنے اپنے برادر حکیم سالوس کے اس نے بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت اپنے بھائی کی اسیری اور ابر باران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہوا کرے یہ خیال کرکے اس نے ایک گلدستہ اپنے سحر سے حیات ابر باران جادو و محافظ ونگہبان حکیم سالوس کا بنا کر اپنی خوابگاہ مین روبرو اپنے رکھا تھا صبح وشام اور جس وقت چاہتا تھا اسکو دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی تروتازگی وشادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابر باران جادو بقید حیات ہی اور بھائی میرا اُس کی حفاظت وحراست مین اسیر زندان ہی غرضکہ یہ تروتازگی وشگفتگی گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر وشگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی عقل وفہم پر فخر وناز سے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ مین نے خیر خواہی مین اپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ رازدار لوح طلسمی تھا قید کرلیا ہی اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابر باران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحراے وحشت ناک وہولناک مین ایسی تدبیر سے قید کیا ہی کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہین کرسکتا ہی بلکہ تالاب مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ کبھی آب تالاب مین نہین جاسکتا ہی ابر باران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح وشام ہر وقت وساعت کررہا ہی سحر اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہین کرسکتا ہی بلکہ کوئی اُس صحرا مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی نہ کسی کو سواے میرے اور شہنشاہ کے مقام قیدخانہ حکیم سالوس سے آگاہی ہی پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہی رہا نہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہی کہ وہان بھی پہونچنا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی اگر طلسم کشاے طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ دستیاب نہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ ودستور حکیم جالوس نے اپنے مکان مین داخل ہوکر اپنی خوابگاہ مین جاکر گلدستہ مذکور پر نظر کی تو دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ وخشک ہوگیا ہی بلکہ جل گیا ہی یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اُڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ ابر باران جادو مارا گیا ہی گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہی اُسی وقت بیتاب وبیقرار ہوکے از حد متردد ہوکے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان مین اسیر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا مین جاکر ابر باران جادو کو تیغ آبدار سے قتل کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہی حکیم سالوس اپنے شہر مین رہا ہوگیا ہی صاحبقران فتاح طلسم کشاے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہی ابھی تک نشان لوح مذکور نہین بتایا ہی جب یہ حال تمام وکمال پتلہ سحر نے کاغذ پر لکھدیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو اُٹھاکر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ وتردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متحیر ہوکے صدمہ بیحد وانتہا کرکے اُسی وقت حواس باختہ وپریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین گیا اور تمام حال جو اپنے پتلہ سحر کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے تخلیے مین حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم بڑا غضب ہوا کہ رسائی طلسم کشا کی مقام زندان حکیم سالوس تک ہوگئی نہین معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس نے ابر باران جادو

کو نہین معلوم کیونکر قتل کر کے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
نشان لوح طلسمی بتائے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھین یہ نمک خوار و خیر خواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کر کے
اجازت اپنے شہر کے جانے کی حاصل کر کے اُسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہون بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازان ہو کر ثنا خوان ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
مین پہونچکر دیکھا کہ مردمان شہر نے جا بجا مساجد بنانا شروع کی ہین اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کر کے دار العمارت شاہی مین آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادائے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف مین مصروف ہی جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اُسکے
جا کر باادب سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذیجاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہین حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہان آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت مین ہمین اسیر کر کے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بصد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
مین خطا کار و گنہگار ہون مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور مین آئی قابل سزا و نفرین ہون محض
برائے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سر مست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے مین نے آپ کو بے خطا
و قصور حالت غفلت مین اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہی چاہتا ہون کہ حال میرا بگوش دل سنکے دروغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمائیے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسون ہنگام شب مین نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ مین طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیرین پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا تھا عالم خواب مین مین نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع مین میرا گذر ہوا ہی بکثرت
مردم اُس میدان مین جمع ہین کہ اُن کا شمار نہین ہو سکتا ہی ہر ایک شخص اپنے حال مین مبتلا ہی مین بھی
اُنھین لوگون مین جا کر کھڑے ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف مین میری زبان قاصر ہی اُس باغ کے گلون کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہین ہو سکتی ہی ایسے خوشبو دار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہو رہا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ مین قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیرین تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر آتا تھا لب بند ہوے
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا اندر اُس باغ کے قصرہائے رفیع در و
یاقوت و زبرجد وغیرہ جواہرات کے نظر آتے تھے عورتین بھی اُس باغ جنت بہار مین بالباس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھائی دیتی تھین کہ جن کا حسن و جمال رشک مہر و ماہ درخشان تھا
مانند اُن عورتون کبھی مین نے دنیا مین کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہین دیکھا بلکہ اُن

عورتون کے حُسن و جمال نے شرعشیر بھی کسی عورت کو دنیا مین حسین نہین پایا اُن کے لباس و صورت زیبا و خرام ناز کی کیا ثنا ہو سکتی ہی زبان عاجز ہی نگاہ اُن کی دید سے خیرگی کرتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے چہرون سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب مین بھی وہ نور و ضیا نہین ہوا جو اُس باغ کی جانب سے آتی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان مین جان آجاتی تھی بائین طرف جو مین نے دیکھا تو عجب آتش سوزان کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دمبدم بلند ہوتے تھے وہ آتش سوزان بھی ایک احاطے مین کہ جو از حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اُس احاطے مین بھی ایک دروازہ کلان تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ کا تھا سانپ بچھو بڑے بڑے اُن مکانات مین غور کرکے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ اُن مکانات مین دکھائی دیتے تھے اکثر اُن مین جہ تن آگ کے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے دکھائی دیتے تھے باوجود ایسی حالت کے وہ لوگ باواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمین جلائے دیتی ہی قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہی ہم تحمل اس عذاب نار کے نہین ہو سکتے ہین توبہ اپنے گناہون سے کرتے ہین خدا وندا ہمارے گناہون کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان کرکے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبت ناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرز ہائے آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانون مین نالہ و فریاد کرتے تھے سو کلان عقوبت پھر اُنکو گرز ہائے آتش سے صدمہ پہونچا کر اُن سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمھارا نالہ و فریاد کرنا اور توبہ کرنا عبث ہی تمنے دنیا مین سخت گناہ کیے ہین بے توبہ کیے مرے ہو تمنے اپنی زندگی بت پرستی مین بسر کی ہی تمنے اپنے معبود حقیقی کو نہین جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اُس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا نہ نماز پڑھی نہ اُس کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر دینی پر عمل کیا خلاف حکم خدا اور رسول دنیا مین کام کیے یہ انھین کارہائے بد کی اور بدینی کی تمکو سزا دیجاتی ہی اگر تم سب دنیا مین عمل نیک و امور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہی اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش نکرتے تو آج اس عذاب الیم مین مبتلا نہوتے ان مکانات آتش مین مسکن گزین نہوتے اُس باغ پر بہار کے مکانات مین بآرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوتے بس جیسے تمنے اعمال دنیا مین کیے ہین ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہی اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے دہن سے ماران سیاہ بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور اُنکو کاٹ رہے تھے وہ لوگ اول تو عذاب نار کی اذیت سے دوسرے اُن سانپون کے کاٹنے سے سخت نالہ کنان تھے ہر چند اُن کو دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہوتے تھے اگر بھاگتے تھے تو بھاگ بھی نہ سکتے تھے آگ اُن کو کھینچ لیتی تھی بعض اشخاص اُس نار مین ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد فریاد کنان تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی دل و جگر جلاتی تھی مین نے اُس آتش سوزان کو اور اہل نار کو مبتلائے عذاب دیکھکر خوف سے کانپ کر ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہی اس کا کیا نام ہی اور یہ احاطہ جس مین دروازہ کلان لگا ہی اور درمیان مین اس کے بے شمار مکانات ہین اُن مین

مردم مبتلاے عذاب نار دکھائی دیتے ہین اس کا نام کیا ہی اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہی اس باغ مین وہی لوگ داخل ہونگے جو خداپرست ہین خصوصًا اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار ہین نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو جو تو دیکھ رہا ہی اس کا نام جہنم ہی اس مین وہی لوگ ہین جو گناہگار ہین اور بے دین و ایمان ہین فاسق و فاجر ہین نہایت بداعمال ہین مین نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے مین بہت ڈرتا ہون خوف سے کانپ رہا ہون حالانکہ دور ہون عجب جہنم کی آگ ہی کہ اُس آگ کی گرمی مجھ تک پہونچتی ہی اعضا میرے جلے جاتے ہین اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس تم بھی بیدین و بدآئین بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ مین ڈالدیے جاؤگے مانند انھین لوگون کے جاوگے نالہ و فریاد کروگے تمھارے بھی تن پر سانپ بچھو لپٹین گے موکلان عذاب جہنم اسی طور سے تمکو بھی گرز ہاے آتش جہنم سے اذیت رسان ہونگے تم بھی انھین لوگون کی طرح نار جہنم مین جلوگے کیونکہ بیدین و بدآئین ہو اعمال تمھارے نہایت بد ہین اے برادر عالی قدر مین نے بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو کے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہی کہ مبتلاے عذاب نار نہون باغ جنت مین جاؤن اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہان اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ کرے حکم خدا اور رسول پر عمل کرے تو عجب نہین کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کر کے تجھے رستگار کرے اس باغ مین داخل کرے قصر جنت تجھے رہنے کو عطا فرمائے یہ عورتین حسین و خوبرو کہ سب حورین ہین ان مین سے ایک یا کئی حورین تجکو بھی ملین آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم ہی اور ہر ایک شے پر قادر ہی اور توانا ہی اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے ناامید نہونا چاہیے بقولے + اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو اُس سے مایوس امیدوار + مین نے اُس مرد ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہین کس کے پاس جاؤن کس سے کہون کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعاے توبہ پڑھاے آئین خداپرستی تعلیم و تلقین کرے عقاید دین سے آگاہ کرے طریقہ اداے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کر کے اپنی رحمت سے میرے تمامی گناہون کو بخشدے مجھ اہل نار کو اہل جنت کر دے اُس مرد دیندار نے مجھسے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہی تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر جالوسیہ مین جا پہلے اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعد کا اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہ کہ وہ تجکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرے عقاید دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجالانے کا تجھے سکھائے تجھسے صاف باطن ہو کے جو تو نے اُس کی خطائی ہی اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر رحم کرکے جو تو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہی اُس گناہ کو معاف کرین اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین سب کو ایک دن فنا ہی بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق زمین و آسمان کسی کو بقا نہین ہی ایک روز سب کو مرنا ہی نہ کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی اور نہ رہے گا جس طرح تیرے جد و آبا مر گئے ہین ایک روز تو بھی مر جائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم جائیگا مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا ہان مال دنیا سے اگر تیرے مقدر مین ہی تو

نفع

کفن پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہون یا اعمال بد ہون وہ تیرے ساتھ رہین گے سوائے اعمال کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نکرے گا سب تجھ سے جدا ہو جائین گے مال و دولت و ملک جو تیرا ہی وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئے گا شاہ طلسم زلزلہ جس کا تو بہت خیر خواہ ہی وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچا سکے گا پس لازم ہی کہ مال دنیا پر توجہ نکر دولت عقبیٰ پر نظر کر مال دنیا فانی ہی دولت عقبیٰ کو زوال نہین ہی ملازمت شاہ طلسم ترک کر اُس کی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری احکام احکم الحاکمین مین بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگی اپنی عبادت خدا مین آخر کر تارک مال دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے آنکھ میری کُھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہون نہ وہ صحرا و میدان ہی نہ وہ مجمع ہی نہ وہ باغ ہی نہ وہ جہنم ہی پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب مین نے بیقراری مین بسر کی دل مین سوچا کیا کہ اس خواب کو ایسا خیال تصور کرون یا رویاے صادقہ جان کر اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کرون بعد فکر بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہین ہی فکر راحت و آرام عقبیٰ کر جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کر کے وقت دربار روبروے شاہ طلسم زلزلہ جا کر مین نے اپنی ملازمت سے استعفا دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن مین نے صحیح طور سے اسکو جواب ندے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہین سکتی ہی یہ عرض کر کے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے روانہ ہو کر ابھی آپ کے پاس آیا ہون چاہتا ہون کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف کیجیے اور اُن سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازان مجکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خدا پرست و نیک خو و سادہ لوح ہی اپنے بھائی کی تقریر سُنکے اُس کے خواب کو جھوٹا اور اُس کو کاذب تصور نکر کے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا از راہ الفت سے اُس کو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہی خدا کا کہ تمکو عالم خواب مین ایک مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینۂ دل تمھارا دور ہوا شاباش و مرحبا تمنے خیال آخرت کیا دنیاے دون پر توجہ نکی راہ کفر سے روگردان ہوے جادۂ دین حق کے جویان ہوے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل مین پیدا کیا ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُس کا خیال نہ رہا دل اپنا تمسے مانند آئینہ صاف ہو گیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا یہ کہکے اپنے رفقا کو طلب کر کے اُن سے تمام حال حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم رکھنے کا مفصل بیان کر کے کہا کہ ہمنے تو جو کچھ خطا و قصور انھون نے کیا تھا بخشی عفو کیا تم بھی ان سے ملجا و قلوب اپنے ان سے صاف کرو ان کی خطا معاف کر دو اب یہ بتوفیق الٰہی تمھارے برادر دینی ہوا چاہتے ہین مقام شکر ہی کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نعمات آخرت کا ہوا دنیا کو انھون نے ہیچ سمجھا سچ ہی بقول شخصے ع + بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی + دیکھو ان کے بیدین و بدآئین ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا بوجہ ان کے کافر ہونے کے قلب ان کا کیسا تیرہ و سیاہ تھا دین اسلام اور اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب بتوفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہی راہ راست اختیار کرنے کا انھون نے ارادہ کیا ہی مسلمان ہونے پر آمادہ ہوے ہین دین باطل کو

چھوڑتے ہین خداپرستی پر مائل ہوے ہین اُنھون نے عرض کیاکہ واقعی جائے حیرت ہی مقام عجب ہی کہ دفعتاً آپ کے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوے اگر آپ کے نزدیک یہ صادق القول ہین اور آپ نے خطا ان کی عفو کر دی ہی تو آپ کے ارشاد و حکم سے ہمنے بھی قصور ان کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینۂ دل سے دور کیا یہ کہکے خود اُٹھ کے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعدہٗ عرض کیاکہ آج سے آپ کے بھی ہم خادم و خیرخواہ ہین حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقا کی سنکے بظاہر خوش و شادمان ہو کے کہنے لگاکہ واقعی مجھکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی توفیق الٰہی سے دفعتاً دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خداپرستی پر ہو گیا ہی عجب مجکو بشارت ہوئی ہی کہ ظلمت کفر سے نکلنے کی مین نے آرزو کی ہی اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہی چاہتا ہون کہ اب تامل و تاخیر نہو جلد دعاے توبہ پڑھ کر تائب ہون اور کلمۂ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری کر کے مسلمان ہون اتنی عمر تو میری کفر مین بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا مین گذرے بس اے برادر عالی مرتبت مین اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے توبہ کرتا ہون بہش خدا میرے اس توبہ کرنے کی اور تائب ہونے کی شہادت دیجیے گا بعد توبہ کرنیکے اپنے بھائی سے کہاکہ اب آپ مجکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور اگر آپ فرمائین تو مین خود ہی کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرون کیونکہ کتب اہل اسلام مین کلمۂ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہون مجکو یاد ہی حکیم سالوس نے کہاکہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمۂ شہادتین سے آگاہی ہی تو بصدق دل خود ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہی حکیم جالوس نے بے صدق دلی زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اس طرح کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیاکہ حکیم سالوس اور اُس کے رفقا نے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین مین تھا اسوجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جان کر سمجھاکہ بیشک یہ مسلمان ہو گیا ہی کلمۂ طیبہ اپنی زبان پر جاری کر چکا ہی ظلمت کفر سے باہر آچکا ہی اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت ادا نکر سکے کہ دوبارہ آواز بلند صحیح طور سے اُس کو کلمۂ شہادتین پڑھوائین اور بگوش خود سنین غرضکہ حکیم جالوس بظاہر کلمہ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کر کے نزدیک اپنے بھائی کے اور اُس کے رفقا کے مسلمان ہوا اُسوقت حکیم سالوس نے اُٹھکر نہایت الفت سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازمون کو حکم دیاکہ سامان اس خوشی کے جشن کا کرین اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کرین حسب الحکم ملازم کاربند ہوے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی ارباب نشاط چیدہ چیدہ طلب کیے گئے تیاری طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے عمائد شہر بزم عشرت مین آئے تمامی مردمان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی مین شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا وہ رفقا اُس کے جو ساتھ اُس کے زندان مین قید ہوئے تھے وہ بھی جلسۂ عیش و عشرت مین آکر بیٹھے جب بزم عیش مذکور عمائد و رؤسائے شہر جالوسیہ سے مملو ہو گئی اُسوقت نازنینان خوب رو و خوش گلو یکے بعد دیگرے ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کے

مبارکبادی مسلمان ہونے حکیم جالوس کی گانے لگین رقص کرنے لگین اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بھی بزم مذکور مین بیٹھکر نغمۂ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام مین دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پاکے کمال علم موسیقی دکھلانے لگے بنہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین بنہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی نے کہ جو اُس زمانے مین مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی

غزل

بے نشانی کا مین لے چرخ سزاوار تھا — دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا — جب تلک دل کو سنبھالون مین دل زار نہ تھا
جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا — وہ دیے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی — اُٹھ گئی آنکھ تو کو سون کوئی ہشیار نہ تھا
بات رکھلی مری قاتل نے گنہگار ہون مین — اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار — ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
صاف دو ہاتھ سر وہی کے اگر چل جائے — پھر تجھے تجھسے تمھین تجھسے سرو کار نہ تھا
کیا مزہ تجکو ملا دے کے فلک تجکو شکست — عہد ساقی مین نہ تھا تو یہ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے جما یا تھا غضب کا لاکھا — لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا

وقت بد مین نہوا کوئی اسیر اپنا شریک — یار سمجھا تھا مین جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس اپنے ملازمون سے حکم کرکے بار بار زر کثیر انعام مین اُس کو دلوانے لگا نازنین بھی کمال اپنا دکھلانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گانے کی اور ناچنے کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوار سے ٹکرانے لگے بعضے حالت وجد مین جھومنے لگے نوجوانان ماہر و جو اُس بزم عشرت مین بیٹھے ہوے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ تھے کچھ اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوے آہ آہ کرتے تھے کوئی دمبدم بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہی چرند و پرند جو وہان تھے وہ بھی آواز نغمۂ نازنین جب سنکے مست و بیخود تھے ہنگام رقص نازنین دلہائے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گاکر غزل کو تمام کیا حکیم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب نصف شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ شاہ و شہریار دستر خوان نفیس پر طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ جواہرات مین لاکر رکھا پھر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقائے حکیم سالوس و روسائے شہر و عمائد شہر نے حسب دستور کھانا کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالوسیہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کرکے رخصت ہوکر اپنے اماکن کی طرف گئے صرف رفقائے حکیم سالوس رہ گئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقائے مذکور اندر بارگاہ کے مسہریون وغیرہ پر

راحت پذیر ہوے جب رفقاے مذکور الصدر اور حکیم سالوس پر خواب غالب ہوا اور بے خبر ہوکے سوگئے تو حکیم جالوس نے اٹھکر اپنے سحر سے جملہ دربانان بارگاہ وغیرہ کو جو وہان جاگ رہے تھے بیہوش کیا بعدہ باآواز اوسط کہا کہ اے برادر حکیم سالوس واے تمھاری حکمت و دانائی پر کہ تم میرے دام فریب مین آگئے جو کچھ مین نے اظہار کیا اُس کو سچ سمجھے مجھ ایسے دشمن جان ستان کو اپنا دوست اور برادر خیر خواہ سمجھے یہ خیال نہ کیا کہ بھلا مین مسلمان ہونگا دین آبائی و قدیم اپنا ترک کرونگا اہل اسلام کے خدا کی پرستش کرونگا کلمۂ طیبہ بصدق دل اپنی زبان پر جاری کرونگا شہنشاہ ساحران یعنی خداوند ہو و سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کی ملازمت کو ترک کرونگا حکومت و دولت دنیا سے دست بردار ہونگا عاقل بے نظیر و رمال بیچ ہون لہ تمکو ایک مرتبہ براے خیر خواہی و خوشنودی بادشاہ طلسم زلزلہ قید کر چکا تھا خوبی تقدیر سے تم رہا ہوگئے تھے مجھے تمھاری رہائی نہایت ناگوار تھی کیونکہ باعث اندیشہ بربادی طلسم زلزلہ تھی اسوجہ سے یہان آیا تھا کہ تمھین کسی تدبیر سے ہلاک کرون اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کہ تمسے بمکر و حیلہ و فریب دشمنی کرون اگر دلیرانہ تمسے مقابلہ کرتا تو غالبًا غالب نہوتا تم عامل کامل ہے علوم رمل وغیرہ سے آگاہ ہے سحر میرا تم پر بحالت ہوشیاری مین کارگر نہوتا یہ کہکے خنجر بران سے پہلے اپنے بھائی کا سر کاٹا پھر اُس کے چارون رفیقون کو قتل کیا سر اُن کے تنون سے جدا کیے بعدہ بجائے خود کہا کہ اے حکیم جالوس اب کوئی سراغ لوح طلسمی لگانے والا نشان لوح طلسم زلزلہ بتلانے والا باقی نہرہا اندیشہ دشمنی برادر مقتول نہرہا تردد دفع ہوگیا اب کوئی اندیشہ نہین رہا صرف صاحبقران کی طرف سے خیال دشمنی ہے اُن کے قتل کی بھی کوئی فکر کی جائے گی حالانکہ اب کوئی دشمنون سے لوح طلسم زلزلہ کا پتہ بتانے والا نہین ہے جب لوح ہی طلسم زلزلہ کی طلسم کشا کو دستیاب نہوگی تو وہ کس طرح طلسم کو فتح کرے گا مگر دشمن کو حقیر جاننا اور اُس سے غافل ہونا خلاف عقل و نادانی ہے لازم و مناسب یہی ہے کہ خیر خواہی شاہ طلسم زلزلہ مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بھی قتل کرونگا اُن کی جانب سے بھی اندیشہ باقی نہ رکھونگا پھر کون طلسم زلزلہ کو فتح کرے گا ہمیشہ یہ طلسم قایم رہے گا میری اس تدبیر سے شاہ طلسم بہت خوش ہوگا خلعت و انعام کے سوا جو کچھ وہ مجھے دے وہ کم ہے جب مین اُس کے ساتھ ایسی خیر خواہی کرونگا تو وہ بھی ضرور مجکو اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ جانے گا رتبہ میرا بڑھ جائے گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے پانچون سرون کو لیکے لاشون کو فرش خواب پر تڑپتا چھوڑ کے دربارگاہ سے باہر آکر تخت سحر پر سرون کو رکھکر خود بھی بالاے تخت سحر بیٹھکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر ارادہ سوے فلک جانے کا کیا اُسوقت اپنے شہر جالوسیہ پر نظر کرکے دل مین خیال کرنے لگا کہ اے حکیم جالوس تیرے شہر کے باشندون نے تیرے برادر کے رہا ہوکے آنے کی بہت خوشی کی ہے اور اُن کی حکم و فرمانبرداری ایسی کی ہے کہ اپنا دین آبائی ترک کرکے سب نے دین اسلام اختیار کیا ہے یہ سب باشندے تیرے برادر دشمن کے دوست ہین یہ بھی تو تیرے دشمن ہین لہذا ان کو بھی اس شب تاریک مین سزا دینی چاہیے ساکنان شہر اور مکانات شہر کو تباہ و برباد و منہدم کر دینا چاہیے اِس شہر آباد کو مثل صحرا کر دینا چاہیے یہ خیال کرکے تھوڑی سی روئی کے گالے نکال کر اُن پر شیشے سے چاہ جمشید کا پانی چھڑک کر اسماے سحر اُن پر دم کیا وہ روئی کے گالے بصورت پارہاے ابر بلند ہوکے محیط شہر ہونے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ روئی کے گالے ابر سیاہ ہوکے محیط شہر

جالوسیہ ہوگئے پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اُس مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز پیدا ہوئی بارش آتش و سنگ گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردمان شہر جلنے لگے جس پر آتش سحر کی گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش سحر پڑی وہ مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان اور مکان پر سنگ سحر گرا وہ دب کر فنا ہوگیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند ہونے لگا آتش سحر سے مکان و مکین دونون جلنے لگے شعلے ہر مکان و در و دیوار سے بلند ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی سے دوچار ہوکر اکثر بھاگنے لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سو رہے تھے وہ بھی اس آفت مین مبتلا ہوکے بیدار ہوکر اپنے جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اُسوقت شہر جالوسیہ اور باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے دھوان زمین سے بلند ہوکے سوے فلک بکثرت جاتا تھا مردمان شہر جل رہے تھے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا پتھر الگ برس رہے تھے بڑے بڑے مکانات مستحکم و پختہ گو گر رہے تھے ہزارہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور حشر تھا آتش و سنگ سحر کے برسنے سے ایک قیامت بپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر سحر سے صداے رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخرکار حکیم جالوس نے اپنی دانست مین تمامی شہر اور تمامی مردمان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو خود ہی دفع کر کے عالم غصہ مین پکار کر کہا کہ کیون اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تمسے انتقام لیا تم سب میرے بھائی کے رہا ہوکر آنے سے بہت خوش ہوکر اُس کی ہدایت سے مسلمان ہوگئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان باواز بلند کہتے تھے نمازین پڑھتے تھے خداپرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا ہمارے برادر دشمن کے دوست ہوے تھے ہمارا انھین کچھ بھی خیال نہ رہا تھا اگر باشندگان شہر سے کوئی زندہ ہو تو وہ سن لے اور جانے کہ مین حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ حکیم سالوس و رفقاے حکیم سالوس کے سرون کو تن سے جدا کر کے خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین لیے جاتا ہون خبردار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خداپرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد جانے حکیم جالوس کے اور رفع ہونے ابر سحر کے وہ آتش باری اور سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردمان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہوگئے تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزارہا مکان جل کر خاک ہوگئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے اُنھون نے خدا کا شکر کیا اس اثناے مین آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آئے صحرا سے شہر مین داخل ہوے عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہوگیا قابل بود و باش نہ رہا نہین معلوم یہ بلاے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پر کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی اُنھون نے تمام حال بیان کر کے کہا کہ اس شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے محض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ اُن کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا ہمنے بگوش خود

ایسی ہی تقریر حکیم جالوس کی سنی ہی یہ بھی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ مین حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کے سرتن سے جدا کر کے برائے نذر حاکم طلسم زلزلہ لیے جاتا ہون چلو دیکھین لاشے بھی مقتولان بے خطا کے ہین یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہو گئے جس طرح کہ مردمان شہر اور مکانات شہر لاکھون جل گئے ہین یہ باتین کر کے نماز سحر پڑھکے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشین اُن کی پڑی ہین قدرت اور حفاظت خدا سے نہین جلی ہین لاشے اُن کے خون آلود دیکھکر وہ سب بہت روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا حکیم جالوس کے بارے مین بد دعا کی اُن لوگون مین سعید رومی بھی تھا لاکھون روپے کا مال و اسباب تجارتی برائے سوداگری لایا تھا سیکڑون خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ اُس تاجر ذیجاہ کے ساتھ خدام اُس کے لائے تھے ہنوز وہ روبروے حکیم سالوس مال و متاع تجارتی پیش کرنے نہ گیا تھا کہ وقت شب حکیم جالوس نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا مال و اسباب تاجر مذکور کا بہت سا مع اکثر خدام و غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلامون کے باقی رہ گیا تھا وہ بھی مثل اہل شہر جالوسیہ کے نالان و گریان تھا تباہ و برباد ہو گیا تھا اپنی بدقسمتی پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ اہل شہر اس طرح اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع اپنے چند غلامون کے اور اسقدر مال و اسباب کے زندہ و باقی رہا وائے برحال اُن لوگون کے کہ جو مع اپنے مال و اسباب و مکان جل گئے ہین اور ایسے جلے ہین کہ خاک ہو گئے ہین دفن کرنے کے قابل بھی نہین ہین دیکھو اس شہر مین لاکھون آدمیون کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیون کے کوئی بھی شہر مین نظر آتا ہی سب جل گئے ہین مکانات بھی جل کر خاک ہو گئے ہین شہر ویران و تباہ و خاک سیاہ ہو گیا ہی کسی کا مال و اسباب نام کو بھی باقی نہین رہا ہی ہم سب بھی محتاج و تباہ ہو گئے ہین تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہو گئے ہین صرف وہ مکانات نہین جلے ہین جن پر آگ پتھر نہین گرے ہین باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک ہو گئے ہین کسی کا کبھی کچھ نشان ہی ہان ہر طرف خاک کے ڈھیر ہین وہی آدمی زندہ رہ گئے ہین جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہی جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا غیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جو اسباب و مال تمھارا لاکھون روپے کا جل گیا ہی وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیان اور غلام و خدام تمھارے جل کر ضائع ہوے ہین وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ نہو جائینگے پس صبر کرو تمھاری جان بچ گئی اس کا شکر کرو تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تمکو ممکن ہو جائے گا خداوند عالم فضل و کرم کرے گا پھر تمکو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اُسیوقت اُن سب سے رخصت ہو کے مع اپنے مال و اسباب تجارت کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوے انجم حصار روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب لکھا جائے گا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بعد رنج و غم اُسی شہر مین کار و بار مین مصروف ہوے زندگی اپنی بصدمہ و اندوہ بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو اپنے سحر سے تباہ و برباد کر کے مع سرہاے مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسوقت سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو نے اپنی دولتسرا سے

باہر آکر دربار مین ہنگام سحر بالاے تخت حکومت جلوس کیا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار ہوے تھے ہزارہا ساحران نامی و نامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شہنشاہ مذکور نے مضطر ہوکر اپنی زندگی اور اپنی بقاے طلسم سے ناامید ہوکر نجومیون رمال کاہنون کو جو بڑے بڑے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زمانے مین کیسے ہین جان ہماری طلسم کشا سے بچے گی یا نہین اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ٹوٹنے سے بچے گا یا نہین اُنھون نے زائچہ کھینچکر قرعہ ڈالکر اشکال پر نظر کرکے بہت فکر و غور کرکے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اے شہنشاہ اگر جان بخشی ہو تو جو ہمکو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہی اُسے ہم صاف صاف بیان کرین حاکم طلسم زلزلہ نے کہا تھا کہ جانین تمھاری ہمنے بخشین بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علوم سے تمکو ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہمکو ہمارے علوم سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ فی زمانہ دن آپ کے ازحد سخت ہین تین مہینے شہنشاہ پر گران ہین خوف جان و مال کے ضائع ہونے کا ہی سوا اس کے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دوست ہین شہنشاہ فلک بارگاہ کے اُن مین سے اکثر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہوجائینگے شریک صاحبقران ہونگے اُنکی اعانت کرینگے آپ سے دشمنی کرینگے بربادی و تباہی طلسم چاہینگے شب و روز فکر و کوشش ایسی کرینگے کہ یہ طلسم ٹوٹ جائے تباہ و برباد ہوجائے نام اُنکے ظاہر نہین ہوسکتے ہین مگر وہ رعایا و نمکخوار حضور سے ہونگے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہونگے لہذا اگر شہنشاہ فلک بارگاہ ہم خیرخواہون کی عرض کو پذیرا فرماکر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کرینگے تو عجب نہین کہ جان و مال و طلسم شر و فساد طلسم کشاے طلسم زلزلہ سے بچ جائے ورنہ باعث خرابی و ضرر ہوگا اہل درباری سے حضور کو ضرر و صدمہ پہونچیگا خیرخواہون نمکخوارون عزیزون ہی سے خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہی شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم کے موافق کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو ہم اُن احکام پر بخیال حفظ جان و مال و ملک عمل کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ ہماری راے یہ ہی کہ بضرورت و بحفاظت جان تین ماہ تک آپ طلسم باطن مین تشریف رکھین طلسم ظاہر مین بھی نرہین کیونکہ دوستون اور نمکخوارون سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہی حالانکہ حضور پر چالیس روز ازحد سخت و گران ہین اور مابقی ایام چندان گران نہین ہین مگر احتیاطاً مناسب یہ ہی کہ تین ماہ تک طلسم باطن مین قیام پذیر رہین اگر تین ماہ مع الخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشاے طلسم زلزلہ و دیگر دشمنون سے کچھ اندیشہ نہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ قبل ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہی یہ عرض کرکے خاموش ہوے تھے شاہ طلسم نے کشتیان خلعت فاخرہ کی طلب کرکے اُن نجومیون اور رمالون کاہنون کو دی تھین علاوہ اس کے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر جانے کو تھے کہ حکیم جالوس مرحلات و دربندہاے طلسم زلزلہ کوطے کرکے دربار شاہ طلسم مین آیا تخت سحر سے اُترکر اُن سرون کو طشت طلا مین رکھکر اور لقوے کشتی مین رکھکر سامنے اپنے بادشاہ کے آکر بادب سلام کرکے وہ طشت طلا یا وہ کشتی نقرئی کہ جسپر کشتی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم من اس مین کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین یہ کہکے کشتی پوش دور کیا یا بالاے طشت سے رومال علیحدہ کیا غرض بہر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ کٹے ہوے سر ہین جو خون مین آلودہ ہین متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہین ان کو کیون قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیون لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا ہی جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سُنا تھا اور قبل اس کے مین نے اُس کو گرفتار کرکے حسب براے حضور ابر باران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا مین جاکر ایک تالاب کے نیچے تہ خانے مین اُس کو اسیر کیا تھا جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت کرکے ابر باران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر مین گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اب یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتائے گا بلکہ خود وہان سے جاکے حصول لوح مذکور مین کوشش کرے گا بس اسی خیال سے خیرخواہی حضور مین مین نے اپنے شہر مین جاکر مکر و فریب اس سے تقریر کرکے عذر خواہ ہوکر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب مین اس کو اور اس کے ان چارون رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر براے نذر شہنشاہ لے کر آیا ہون اس نمکخوار نے حضور کی خیرخواہی کے آگے کچھ رنج و خیال اپنے برادر حقیقی کے قتل کا نکیا شہنشاہ ساحران یعنی ہود مست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے ازحد متحیر و متعجب ہوکے دل مین کہا کہ حکیم جالوس سے بہتر دنیا مین میرا کوئی خیرخواہ نہین ہی اس نے صرف میری خیرخواہی سے اپنے بھائی کو قتل کرڈالا ہی یہ خیال کرکے پوچھا کہ اس کے ان چارون رفقا کو کیون قتل کیا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ مین نے ان کو باین خیال قتل کیا ہی کہ یہ چارون شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیرخواہ تھے شاید اُنھیے حال لوح طلسم زلزلے کا کہدیا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتادیا ہو اور یہ صاحبقران سے ملجائین مقام لوح کے رکھنے کا اُن کو بتائین اور وہ کسی طور سے وہان جاکر لوح طلسم مذکور کو حاصل کرلین تو غضب ہوجائے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہوجائے گا حالانکہ مین نے اچھی طرح پورے طور سے مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے بھی ظاہر نہین کیا تھا اور یقیناً اُس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہوگا مگر مین نے احتیاطاً ان سب کو قتل کرڈالا تاکہ اطمینان حاصل ہوجائے نہ یہ سب زندہ رہین گے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ کی ایسی جگہ رکھی گئی ہی ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہی کہ وہان تک پہونچنا دشوار تر ہی سوا میرے اور حضور کے کوئی بھی بخوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہین ہی کہ وہ کس جگہ ہی کہان رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی کون اُس کا محافظ ہی شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم جالوس کی سنکے دیر تک حیرت مین غرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تجکو اپنا ایسا خیرخواہ و دور اندیش نہ جانتے تھے نہ ایسی خیرخواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہی کہ کبھی سنگ دل اور کسی بیرحم قاتل سے بھی نہوگا اور تو نے وہ خیرخواہی مابدولت کی کی ہی کہ کوئی نمکخوار ہمارا ہم سے ایسی خیرخواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجکو اپنا بہت بڑا خیرخواہ جاننے لگے فقط اس احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کرڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتادین حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب ان سرون کو ہمارے سامنے سے دور کر جو مناسب ہو وہ ان کے

خوش ہوکر بیٹھ گئے اپنے ملازمون سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ بمجرد حکم ملازمون نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دور اندیشی و خیر خواہی خوش ہوکر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اُس نے با دب سلام کرکے بصد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دور اندیشی و
خیر خواہی سے دنگ ہو گئے گو کہ اُسوقت دربار مین ہزارہا ساحران نامی و نامور غمخوار و خیر خواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوئے تھے مگر اُن مین سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہم سے کبھی ایسا کام خیر خواہی مین نہوسکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہرگز خونریزی نہوسکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اس نے
وہ کام کیا ہو کہ ہم سے کبھی نہوسکتا ابھی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار مین ہمہ تن تصویر
حیرت ہوگیا تھا کہ حکیم جالوس نے سرہاے مذکور اٹھواکر کہا کہ ان کو بیرون طلسم لیجاکر ڈال دو
یا زمین تھوڑی سی کھدواکر ان سرون کو دفن کردو ساحران دربار سے ایک ساحر مسمی سر بنگ
جادو نے وہ سر اٹھاکر طلسم سے باہر جاکر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہٗ دربار مین آکر بیٹھا اس
اثناے مین شہنشاہ ساحران نے کچھ متردد ہوکر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار مین جملہ ساحران با عزت
مردوزن سب آئین جو کبھی ہمارے دربار مین نہین آئے ہین وہ سب ساحر بھی آئین ہمین ایک
کار ضروری کرنا منظور ہی چاہتے ہین کہ سامنے سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہون یا غیر درباری
ہون وہ کار ضروری کیا جائے جو ساحران نامی یہان سے دور دور ہین اُن کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جائے یہ حکم اپنے ملازمون کو دے کر دربار برخاست کیا اہلکارون نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام ماتحتان دربند طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا اُن کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحرہ ذی مرتبہ تھین سب کو طلبی پروانے لکھ
لکھکر مہر شاہی سے مزین کرکے بدست ساحران روانہ کیے ساحرون نے جلد جاجاکے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحرون اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دے کر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ یہ ہے کہ
کل سب ہمارے دربار دربار مین آئین ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حکم شہنشاہ سے
اور نیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہوکر بجائے خود کہا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار مین طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تزک سے بکر و فر طرح کی سواریون پر سوار ہوکر دربار شہنشاہ مذکور مین آآکے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکارون نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ نہوا
تھا اس اثناے مین ہزارہا ساحرون اور ساحرہ کے آنے سے وہ دربار وسیع تمام مملو ہوگیا اسوقت
شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اُٹھے پھر ہر ایک نے بصد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لے کر سب کو بنظر غور دیکھکر تخت حکومت پر بیٹھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کرکے اپنی جاے مقررہ پر بیٹھا اُسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کرکے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبردارون کو بکثرت و بے شمار مشاہدہ کرکے بجائے خود
ناز و فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازان سب سے مخاطب ہوکے باواز بلند کہا کہ اے سلیمان

پایہ دولت والے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہی فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہی اس بار ان جادو کو قتل کر چکا ہی حکیم
سالوس برادر حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو رہا کر چکا ہی حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دور اندیشی ہماری خیر خواہی مین اپنے برادر مذکور کو مع اُسکے
رفقا کے باین اندیشہ قتل کر ڈالا ہی کہ مبادا طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلائے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کرکے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیر خواہی سے بہت خوش
ہوے اور جو کوئی تم سب مین پایہ دولت کا خیر خواہ ہوگا اور خیر خواہی کرے گا اُس سے بھی پایہ دولت
خوش ہو کر خلعت و انعام دین گے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اُس کو انعام کثیر دے گا مرتبہ و
رتبہ اُس کا زیادہ کرے گا کل ہنے کاہنون نجومیون رمالون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگاؤ کہ فی زمانہ دن ہمارے کیسے ہین اُن سب نے بعد فکر و غور اپنے
اپنے علم کے ذریعے سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہین ازانجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گران ہین خوف جان و مال ملک ہی یہ عرض کرکے انھون نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت مین لازم و مناسب ہی کہ طلسم باطن مین تشریف رکھین پس
پایہ دولت واسطے انتظام احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیر خواہ و خوش تدبیر و عاقل ہی اپنا جانشین کرتے ہین تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہے گا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کرین گے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن مین قیام پذیر ہونگے مگر تم سب کے امور اور خیر خواہی
سے ہمکو اطلاع ہوتی رہے گی ہم تمہاری کارگذاری و خیر خواہی سے خوش ہو کر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہین گے پس تم سب کو واجب و لازم ہی کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہمکو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اُس کو بجا لانا خلاف اس کے حکم کے عمل نکرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز ہرگز نکرنا ورنہ
تمہارے حق مین اچھا نہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اُس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
روبرو اس کو اپنا حاکم جان کر نذرین علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو پھر واس حکم کرنے کے جملہ امرا اور روسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری باادب تمام نذرین دین حکیم مذکور نے خوش ہو کر ہر ایک
کی نذر قبول کرکے اُس کی نذر پر ہاتھ رکھا جب سب حاضرین دربار نذرین دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہمارے اور اے شہنشاہ ہمارے آپکے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کرین گے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نکرین گے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نکرین گے ان کو بھی لازم ہی کہ ہم کو اپنا اور
شہنشاہ کا خیر خواہ و فرمانبردار جان کر بہ نیکی پیش آئین تعدی و ظلم خلاف عدالت نکرین شہنشاہ
مطمئن رہین کہ ہم سرفروش و جان نثار جب تک زندہ ہین کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم مین قدم رکھ سکین فتح کرنا در بندون کا تو امر محال ہی ہو دسر مست جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذرین دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے ہر ایک کی سنکے خوش ہوکے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار دینے کے ارادے سے کشتیان ہزار در ہزار خلعت کی طلب کین پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو کشتی خلعت کی مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زرین ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت کی کشتیان علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئین ہر ایک ساحر و ساحرہ نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدر شناسی کی ثنا کی اس دربار مین ساریق بن بقا اور سختگان بھی تھے انھون نے بھی تمام تقریر شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو کی سنی تھی اور نذرین حکیم جالوس کو برائے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھین ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سختگان تمام باتین سنکے اور رنگ دربار دیکھکے بار بار چاہتا تھا کہ کچھ تقریر کرے مگر ساریق بن بقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کہتا تھا چپکا بیٹھا ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اُسے سُنتا تھا دل مین اپنے کہتا تھا کہ ساریق بن بقا کے اس طلسم مین قدم آئے ہین بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہی یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے ہین جدھر ان کا گذر ہوتا ہی وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہوجاتا ہی یہ طلسم بھی دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائیگا لاکھ ہود سرمست جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین جاکر اپنی جان کی حفاظت کرے گا لیکن کچھ فائدہ نہوگا ضرور دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دوست صاحبقران کے ضرور پیدا ہو جائینگے یہی اہل دربار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہین یہی اکثر اُن کے دوست ہو جائینگے گھر ہی سے آگ لگ جائے گی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع نہوگا افسوس ہزار افسوس کہ مجکو اور ساریق بن بقا کو بعد چندے کے یہان بھی امان نملے گی شیر بیشۂ شجاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان بھی گذر ہوگا یا تو اُن کے ہاتھ سے قتل ہونا نصیب ہوگا یا یہان سے اور کسی طرف بھاگنا ہوگا آرام و راحت سے یہان بھی بیٹھنا نملے گا دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہی سختگان تو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا مگر ساحران نامی و نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زرین ہار گلون مین ڈالے ہوئے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے مکرر سب ساحرون اور ساحرہ حاضرین دربار سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نکرنا جو کچھ مابدولت نے تمسے نسبت اطاعت و فرمانبرداری حکیم جالوس کے اور خیرخواہی کے کہا ہی اُس کے برعکس عمل نکرنا سب نے عرض کیا کہ اے خداوند ہم نمکخوارون سے اطمینان رکھیے سوائے خیرخواہی بدخواہی نکرین گے اور خلاف حکم حکیم جالوس کے قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اُٹھائین گے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی سب سے عہد و اقرار لے لیا اور سب کو رخصت کر کے خود بھی اُسیوقت طلسم باطن مین جاکر مکین ہوا امور حکومت و سلطنت و انتظام سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت حکومت پر بیٹھکر کاروبار ملکی و مالی کرنے لگا مالکان دربندون سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام مین شب و روز بسر کرنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ مین حسب دلخواہ سرگرم ہی مگر اب حال سعید سوداگر کا لکھا جاتا ہی کہ تاجر مذکور جو شہر جالوسیہ سے سوئے انجم حصار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ

دور و دراز بعجلت تمام انجم حصار مین پہونچا دیکھا کہ سرحد انجم حصار مین ایک لشکر بے شمار فروکش ہی لوگون سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی ساکنان انجم حصار نے جواب دیا کہ یہ لشکر ظفر اثر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہی تاجر مذکور بخیال فروخت اسباب و مال سمت لشکر مذکور چلا ادھر ہرکارون سے صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ایک تاجر شہر جالوسیہ سے ادھر آیا ہی بمجرد سننے اس خبر کے صاحبقران نے حکم دیا کہ اُس سوداگر کو ہمارے روبرو لاؤ اُس سے حال شہر جالوسیہ و حکیم سالوس کا معلوم ہوگا ہرکارون نے تاجر مذکور سے جاکر کہا کہ چلو تمکو ہمارے مالک و آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی اُس نے کنارۂ لشکر خیام مین فروکش ہوکر چند کشتیون مین اسباب نفیس و نادر رکھا اور وہ کشتیان اپنے غلامون کو دیکر اُن کو ہمراہ لیے کر خدمت امیر بالوقیر مین آیا باادب سلام کیا صاحبقران نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے باادب روبرو بیٹھا پھر وہ کشتیان پیش کش کین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اسباب جو اُن کشتیون مین تھا پسند کرکے فرمایا کہ یہ سب اسباب ہمکو پسند آیا فرد قیمت اس اسباب کی پیش کرو اُس نے فرد قیمت پیش کی صاحبقران نے موافق فرد قیمت کے زر کثیر اُسے دلوا دیا بعد ازان اُس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہی وطن تمہارا کہان ہی یہان کس شہر سے تمہارا آنا ہوا ہمنے سُنا ہی کہ تم شہر جالوسیہ سے اس طرف آئے ہو اگر کچھ حال حکیم سالوس حاکم شہر جالوسیہ کا تمکو معلوم ہو تو بیان کرو ہمسے حکیم سالوس نے یہان آنے کا وعدہ کیا تھا زمانہ زیادہ گذرا ابھی تک وہ یہان نہین آئے ہم اُن کے منتظر ہین تاجر مذکور نے نام شہر جالوسیہ سنکے آہ سرد دل پُر درد سے کی بعدہٗ اشکبار ہوکے عرض کیا کہ یہ کمترین جالوسیہ سے اسطرف آیا ہی نام اس خاکسار کا سعید ہی سب سعید سوداگر مجکو کہتے ہین وطن اس نحیف کا روم ہی اپنے وطن سے مال و اسباب کثیر انواع و اقسام کے لیکر مع کئی سو غلامون اور کنیزون کے ہمراہ قافلے کے شہر جالوسیہ مین آیا تھا چند ہی روز شہر جالوسیہ مین گذرے تھے اور کچھ اسباب تجارتی میرا اور میرے قافلے والون تاجرون کا فروخت ہوا تھا کہ شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ و حاکم اس شہر کا جو قید ہوگیا تھا وہ مع اپنے چند رفقا کے ادھر آتا ہی عمائد شہر اور روسائے شہر واسطے اُس کے استقبال کے گروہ گروہ چلے جارہے ہین یہ احقر خبر مذکور سنکے اپنے خیمے سے باہر آیا دیکھا کہ عمائد شہر بصد شوکت و شان برائے استقبال چلے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے پھر شور و غل ہوا مین نے پوچھا کہ پھر شور و غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جو عمائد شہر واسطے استقبال کے گئے تھے وہ سب استقبال کرکے اپنے بادشاہ کو شہر مین لاتے ہین اُس کے آنے کی خوشی بے حد ہی مردمان شہر شادمان ہین یہ سنکے پھر مین اپنے خیمے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک مرد نیک و جلیل القدر کو روسائے شہر بصد عزت و حرمت لاتے ہین زر و جواہر اُس مرد جلیل الشان پر نثار کرتے ہوے آتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مرد نیک خو کون ہین ان کا نام نامی کیا ہی اہل شہر نے بیان کیا کہ اس مرد عالی مرتبہ کا نام نامی حکیم سالوس ہی یہی ہمارا بادشاہ ہی تھوڑے زمانے سے یہ حاکم ہمارا اس شہر سے کہین قید کر دیا گیا تھا اُس کے برادر شقی نے اس کو اسیر کر لیا تھا اب یہ کسی طور سے رہا ہوکر یہان آیا ہی یہ کیا آیا ہی گویا اس شہر ویران مین بہار تازہ آئی ہی یہ کمترین تمام حال سنکے خاموش رہا وہ مرد بزرگ داخل دار العمارت شاہی ہوا اُس کے آنے سے تمامی شہر مین خوشی و مسرت سے چراغان ہوا شہر آئین بند ہوا تمامی شہر مین سامان خوشی و خرمی کے ہوے ہنوز اُس بادشاہ شہر کو ایک دو روز آئے ہوے گذرے تھے کہ وہی بھائی اُس کا جس نے اسکو قبل

اسیر کیا تھا آیا لوگون کی زبانی نام اُس کا معلوم ہوا کہ اُس کو حکیم جالوس کہتے ہین اُس نے اپنے بھائی سے صفائی حاصل کرکے دین اسلام اختیار کیا حکیم سالوس نے اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی کا جشن کیا جس روز جشن ہوا اُس کی شب کو حکیم جالوس نے اپنے بھائی حکیم سالوس کو مع اُسکے چار رفیقون کے قتل کیا سر اُن کے تنون سے جدا کیے پھر آدھی رات کو اُس نے اپنے سحر سے ایک ایسا ابر سیاہ پیدا کیا کہ وہ محیط شہر جالوسیہ ہوگیا برق دمبدم چمکنے لگی رعد کی سی آواز اُس ابر تیرہ و تاریک سے آنے لگی اہل شہر اُس ابر و برق کو دیکھکر خائف و ترسان ہوے اکثر ساکنان شہر گھبرا کے بہت متردد ہوے میر فدوی کی پریشان خاطر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ایسا ابر اور ایسی چمک برق کی اور ایسی آواز رعد کی کبھی نہین دیکھی تھی یہ ابر کیسا ہے خدا خیر کرے ابھی یہ خاکسار اور جملہ مردمان شہر جو بیدار تھے وہ متردد و پریشان خاطر تھے کہ یکایک اُس ابر سیاہ سے آگ اور پتھر برسنے لگے آگ سے مکانات اور اثاث البیت ہر ایک شخص کا جلنے لگا پتھرون سے مکانات گرنے لگے ایک قیامت کے آثار نمود ہوے مردمان شہر بھی جلنے لگے پتھرون سے بھی دب دب کر ہلاک ہونے لگے مردمان شہر نالہ و فریاد کرنے لگے دو ساعت تک یہی آفت برپا ہوئی اس عرصے مین ہزارہا مردمان شہر جل کر اور پتھرون سے دب کر ہلاک ہوگئے ہزارہا مکان گرگئے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جلگیا جو تھوڑے سے آدمی شہر سے بھاگ گئے تھے وہ تو زندہ رہے باقی سب ہلاک ہوگئے مین بھی مع چند غلامون کے بھاگ کر شہر سے کچھ دور نکل گیا تھا اسوجہ سے بچ گیا بعد دو ساعت کے اُس ابر سیاہ سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی مین نے بگوش خود یہ سنا کسی نے پکار کر کہا کہ اے اہل شہر جالوسیہ تمنے حکیم سالوس کے آنے کی خوشی بہت کی تھی اور اُس کے ہدایت کرنے سے تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے تھے مین نے اسی وجہ سے تم سب کو سزا دی آگاہ ہو کہ نام میرا حکیم جالوس ہے اپنے بھائی کا اور اُس کے رفقا کے سر کاٹ کے لیے جاتا ہون اگر کوئی اہل شہر سے زندہ رہا ہو تو وہ آگاہ ہوجائے یہ تقریر کرکے حکیم جالوس اُس اپنے ابر سحر کو دور کرکے چلا گیا ہم سب کہ شہر کے قریب تر صحرا مین تھے بعد دفع ہونے ابر آتش بار و سنگبار کے پھر شہر مین آئے وہ حال شہر کا دیکھا کہ خدا پھیر وہ حال کسی شہر کا نہ کرے ہر ایک ہمراہی میرا بربادی و تباہی شہر اور اپنے اہل و عیال و مال و اسباب و مکانات کے تلف و ضائع و برباد ہونے سے نالان و گریان ہوا مین نے بھی جو اپنا مال و اسباب دیکھا وہ بھی بہت سا جلکر خاک ہوگیا تھا کچھ تھوڑا اسباب قدرت خدا سے بچگیا تھا اپنے مال و اسباب کے ضائع و برباد ہونے سے مین بھی اسقدر رنجگین ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگیا قافلے والون کا نام و نشان بھی نہ پایا اُن کی ہلاکت کا بھی صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ مین باقی ماندہ باشندگان شہر نے مجکو سمجھایا اُن کے سمجھانے سے فی الجملہ میرے صدمے مین کمی ہوئی پھر سب نے لاشہ حکیم سالوس کا مع اُس کے رفقا کے لاشون کے کہ وہ سب بقدرت خدا جلنے سے محفوظ رہے تھے اُن کو غسل و کفن دے کر دفن کیا بعد دفن ہونے اُن لاشہ ہاے بے سر کے مین اُس شب کی صبح کو وہان سے بعجلت اس طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ یہان تک پہونچا ہون کیا عرض کرون کہ اِسکے سفر مین کیسا تباہ و برباد ہوگیا ہون عوض نفع کے نقصان میرا بہت ہوا ہے سیکڑون غلام اور کنیزین میری ہلاک ہوگئین لاکھون روپیے کا اسباب میرا جل کر خاک ہوگیا احباب و اعزا میرے جو قافلے مین ساتھ تھے وہ سب بھی آتش سحر سے جل کر خاک ہوگئے نام و نشان بھی اُس کا نرہا مین ایک سخت جان مع چند غلامون کے واسطے نالہ و فغان کرنے کے اور صدمہ اُٹھانے کے

زندہ رہا کاش کہ مین مانند اہل قافلہ کے ہلاک ہوجاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوے نہایت افسوس کیا بعدہٗ تاجر مذکور سے فرمایا کہ اے مرد دیندار صبر کر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ ہوگا یہ فرماکے زر کثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دے کر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اب اس زر کثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائے گا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہوجائیگا اُس تاجر نے زر کثیر عطیہ صاحبقران پر نظر کرکے جود و سخاوت و غربا پروری پر غور کرکے خوش ہوکے عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زر کثیر عطا فرمایا ہی کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے وطن سے لے کر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہوتا اور اُس کو بہ نفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زر کثیر مجکو دستیاب نہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم نکرتا اسقدر زر کثیر اپنے خزانے سے عطا نہ کرتا خداوند عالم آپ کے مقاصد دینی و دنیوی بر لائے مجکو مالا مال کر دیا غم و رنج اسباب مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کر دیا یہ عرض کرکے تاجر مذکور صاحبقران سے رخصت ہوکر وہ تمامی زر کثیر لیے کر دعائین دیتا ہوا اپنے خیمے کی طرف گیا بعد قطع راہ داخل خیمہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونے کا بہت صدمہ کیا اور حکیم جالوس کے ظلم و جور پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ عجب ظلم حکیم جالوس نابکار و بے دین نے مرد دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد باخدا کو یون قتل کیا کہ ہمین سننے سے بے حد صدمہ ہوا خیر انشاء اللہ تعالیٰ حکیم جالوس سے سمجھا جائے گا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا جائے گا بحرین جادو و خواجہ طیفور گر دیا و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کرکے صعوبت راہ اُٹھاکے ابر باران جادو کو جاکر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا یہان آنے کا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم جالوس نابکار و ظالم نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کر ڈالا سر اُن دینداروں کے کاٹ لیے کچھ رحم نہ کیا بھائی نے اپنے برادر حقیقی پر ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم سالوس حسب اقرار یہان آئین گے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہی وہ مجکو بتلا کے صورت حصول لوح مذکور سے آگاہ کرین گے در باب فتح طلسم زلزلہ فکر و کوشش و شرکت کرین گے وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلے کا کس سے دریافت ہوگا کیونکر لوح مذکور دستیاب ہوگی جب لوح طلسم ہی نہ ملے گی تو دربند طلسم و دیگر مراحلات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہی کوئی ایسا سبب اور پیدا کرے گا کہ جس سے نشان لوح معلوم ہوجائے گا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت پیدا کر دے گا کہ لوح طلسمی دستیاب ہوجائے گی بعدہٗ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے نہ بیٹھین گے نہ کسی دوسرے کام مین مصروف ہونگے کیونکہ اول تو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جستجو مقصود ہی دوسرے ساریق بن بقا بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کا مسلمان کرنا منظور رہی وہ نابکار مع سنگان کے طلسم زلزلہ مین ہی تا وقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ نہونگے اور طلسم مذکور کو

فتح

فتح نکرین گے ساریق نابکار ہاتھ نہ آئے گا بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست وبجا ہی آپ کی ہمت وشجاعت مین شک نہین ہی اور خدا بھی ضرور مسبب الاسباب ہی مگر بظاہر اب کوئی ایسا شخص نہین ہی کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو مین نے جو کچھ سُنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ مین نے عرض کیا تھا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن مین نہین آتی ہی کس سے پوچھین کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہان رکھی ہی کس ساحر کے قبضے مین ہی وہ ساحر کہان ہی دریا مین ہی یا دشت مین ہی یا زیر زمین ہی غرضکہ اب لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہین ہی کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور از راہ دوستی نشان لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہی کہ ہماری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روائے بندگان ہی ہم بھی اُس کے ایک بندہ ادنی ہین خواہان ترقی دین اسلام ہین رہرو منزل کار خیر ہین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہین بیشک خالق ارض وآسمان حاجت روائے بندگان ہی

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

دیکھ غافل تھی تکلف پر سدا جن کی نظر — قصر کی زینت مین جو مصروف تھے شام وسحر
دھوپ مین آنے سے رہتا تھا جنھین خوف وخطر — اُن کو دیکھا خاک مین ملتے ہوے او بےخبر
جو ملند رہو گئے جب پڑ گیا اڑ کر غبار

مٹ گیا اک آن مین ایسا سکندر کا حشم — کچھ کبھی تھا ہی نہین گویا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی مین وہ سارا سکندر کا حشم — یاد تو ہوگا تجھے جو تھا سکندر کا حشم
گوشہ تربت مین اب حیران ہی آئینہ وار

کاٹنے کو وقت کافی سایہ دیوار ہے — ہی وہ یکسان فرش گل کا ہی کہ فرش خار ہی
اس سرا مین کب تکلف کب تزک درکار ہی — حسرت قصر وسیع ومرتفع بیکار ہے
کنج تربت مین بسر کرنا ہی تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی سوے نہ سوئے ایک ہی — آنسوؤن سے منہ کوئی دھوئے نہ دھوئے ایک ہی
جان تیرے رنج مین کھوئے نہ کھوئے ایک ہی — بعد تیرے کوئی روئے یا نہ روئے ایک ہی
نفع کیا تجکو زمانہ ہو جو تیرا سوگوار

خاک کے بستر پہ سونا ہی نہین اس کی خبر — وہ مکان رہنے کو ہی جسمین نہین دیوار ودر
روشنی کیسی نہین ہوگا ہوا کا بھی گذر — راحت دنیا پہ کیون مغرور ہی یہ دھیان کر
جھیلنا ہی ایک دن تکلیف وقت احتضار

خلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی — جو بنا دیتے تھے لاکھون بستیان پھوٹی ہوئی
سیکڑون اب تک ہین جنکی بستیان لوٹی ہوئی — دوش پر رہتی تھین جن کی کاکلین چھوٹی ہوئی
ہی محل عبرت کا اُن کے جسم مین لپٹے ہین مار

قیصر و فغفور و دارا سے جو لیتے تھے خراج — خلق مین کشورستانی کی ہوا جن سے رواج
پیر تک فرق پر رہتا تھا ہر دم جن کے تاج — گر نظر ان پر کرو ڈھیرون خاک کے نیچے ہین آج
ہین گو قصر تنگ مین رہنا بہت تھا ناگوار

جسم مین رہتا ہی ہمیشہ بس وہ ہی ایسا مکان — تا قیامت تو نہین دیکھے گا شکل آسمان
جامہ زیبی پر بہت مغرور ہے او بدگمان — جو بدلوتے ہین کپڑے وہ نہین ہونگے وہان
کیا کرے گا پھر کفن ہو جائے گا جب تار تار

ہین جت گلکارہ یان یہ سب در و دیوار مین — زرد ہو جائے گا گل سبزی رہے گی خار مین
خشک ہو جائے گی یہ تھا ہر طرف اشجار مین — چار دن کے بعد آئے گی خزان گلزار مین
ہی عبث مسرور وقت آمد فصل بہار

چونکہ مست بادہ غفلت نہین تجکو خبر — رہ چکا اک عمر اب کر جلد سامان سفر
قصد توبہ کا نہین کرتا خدا کا خوف کر — جانتا ہی کچھ کہ جلنے مین ہی عرصہ کس قدر
نشہ مین رہتا ہی کبھی آتا نہین وقت خمار

ہی جہان فانی نہین ہی کیلئے اسکی تمیز — یہ ترا جاہ و حشم غافل بھلا ہی کوئی چیز
آج تو خدمت کو ہین موجود خدام و کنیز — کل اٹھا لین گے تجھے تابوت مین کر کے عزیز
فائدہ کیا آج اگر تخت روان پر ہی سوار

بعد مرنے کے حکومت ہی نہ ہی یہ مال و زر — ابتدا سے ہی یہی انداز چرخ فتنہ گر
پھر زمانہ ایک دم رہتا نہین اک حال پر — آج زندہ ہی تو ہی فرمان روا او بے خبر
کل ترے اموال پر ہی دوسرونکو اختیار

تو تصور کر غلط اسکے سوا سمجھائے جو — چاہیے ہی اس نصیحت سے کبھی غافل نہو
جھوٹ کہتا ہی کہ سچ ہی بے خبر یہ دیکھ تو — ہی یہی قول جدید اک ہی بقا اللہ کو
یاد رکھتا ہی فنا ہر ایک انجام کار

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو تازگی عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سعید تاجر سے حال قتل حکیم سالوس مفصل معلوم ہو گیا بعد رنج و افسوس و صدمے کے اس کے دوسرے روز سر دربار مجمع جملہ سرداران سپاہ مین ارشاد کیا کہ حکیم سالوس تو قتل ہو گئے ہم ان کے آنے کے منتظر تھے خیال تھا کہ وہ یہان آ کر ہمکو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کرین گے ہم موافق ان کی رائے کے فکر حصول لوح طلسمی کرین گے اب ان کے آنے سے تو نا امید ہوئے کیونکہ وہ اپنے بھائی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے انتظار ان کا کرنا عبث ہی کہ وہ زندہ ہی نہین رہے دنیا سے سوے جنان گئے پہلے قید زندان سے رہا ہوئے تھے اب قید ہستی سے چھوٹ گئے ساتھ ہی ان کے ان کے رفقا بھی دنیا سے سوے جنت گئے ہم اب تک ان کے یہان آنے کے منتظر تھے اب بذات خاص ہم فکر و جستجوے حصول لوح طلسمی کے واسطے جائین گے خداوند عالم معین و مددگار ہو مسبب الاسباب ہی کوئی سبب حصول لوح مذکور کا پیدا کرے گا کسی نہ کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم ہی ہو جائے گا پھر صورت حصول لوح بھی پیدا ہوگی لہذا کل ہنگام سحر ہم یہان سے توکلت علی اللہ ایک سمت روانہ ہونگے جستجوے نشان لوح طلسمی مین صحرا نوردہون گے

اللہ قادر و توانا ہی حاجت ہماری بھی برلائیگا آپ سب صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ جب تک ہم
یہان آئین یا جب تک ہم آپ سب صاحبون کو مع تمامی مردان لشکر نہ طلب کرین اسی جگہ قیام پذیر
رہین ہمارے واسطے دست بدعا رہین بعد ہر نماز کے یہی دعا کرین کہ خداوند عالم یہ مراد ہمکو عطا کرے
کہ نشان لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی بھی دستیاب ہو بعدہ طلسم زلزلہ فتح ہو
ساریق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر مین
ہمارے ساتھ آئین اس دعا کرنے سے عجب نہین کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزوے مذکور
ہماری برلائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت مین مع الخیر آگئے تو خوالمراد
ورنہ آپ سب صاحب سمجھ جائیگا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اُسوقت زیادہ صدمہ و
ملال نکرکے ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ ہمین پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہجیے گا گاہ گاہ یاد کر لیجیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مرجانے کے بعد آپ لوگون کو
اختیار ہی کہ جہان دل چاہے وہان چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہان چلا جائے لشکر مین
چاہے رہے چاہے نرہے کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم یہان سے کہان جانا ہو سفر
مین رہروی سے صحیح رہین یا بیمار ہوکر مرجائین یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائین کیونکہ شاہ
طلسم زلزلہ اور اُس کا وزیر نابکار حکیم جالوس ہمارے دشمن جان ہین ہمکو فکر حصول لوح و طلسم کشائی
ہی اُنکو ہمارے ہلاک کرنے کی ضرور فکر ہوگی ہزارون تدبیرین ایسی وہ کرینگے کہ جس سے ہم
اسیر و قتل ہو جائین اگر خداوند عالم دشمنون کے شر و فساد سے بچائیگا تو زندہ رہینگے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہی شاہان ہفت ملک و کوکب انجم حصاری و جملہ سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہوکر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھائے کہ آپ کا انتقال ہو اور ہم سب زندہ
رہین آپکے دشمنون کے انتقال کی خبر سنین اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہی
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنون سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہی بلکہ یقین کامل ہی کہ وہ سب ساحر
بعداوت و عناد پیش آئینگے صاحبقران موصوف نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبون کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہین ہی یہ مقدمہ طلسم ہی طلسم کشا کو چاہیے ہی کہ تنہا امور طلسم کشائی سرانجام دے
سوا اس کے نہین معلوم جستجوے لوح طلسمی مین ہم کہان کہان جائین کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا مین اپنا گذر ہو کہان کہان جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہان کہان جائینگے
اگر یہ کہیے کہ ہم براے حفاظت ہمراہ چلینگے تو جواب اُس کا یہ ہی کہ آپ صاحبون کی حفاظت سے
بہتر حفاظت و نگہبانی خدا ہی وہی سب کا حافظ و نگہبان ہی اُسی کی حفاظت کافی و وافی ہی پس ایسی
صورت مین کیون آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارہ کرین ہان وقت ضرورت آپ صاحبون کو
اپنے پاس طلب کرینگے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی بحرین جادو و خواجہ طیفور کردیا
نے عرض کیا کہ ہم ہرگز آپ کو تنہا نہ جانے دینگے خود بھی ہمراہ رکاب چلینگے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمھارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہی ہماری تنہائی کے
خیال سے کیون تکلیف صحرانوردی اختیار کرو بحرین جادو و خواجہ موصوف نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لینگے تو باعث ہماری ہلاکت کا ہوگا ہم اپنے تئین اس
صدمہ و رنج مین ہلاک کرینگے صاحبقران نے اُن کی اس تقریر سے مجبور ہوگئے کہا کہ اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم ہمارے ساتھ تو نہ چلنا ہمسے دور دور رہنا وقت ضرورت اپنے تئین ہم تک پہونچانا اُس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کرے گا یہ فرما کر خاموش ہوے بحرین جادو نے اُسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضہ سحری تسبیح اُٹھاکر بہ رجوع استخارہ باین نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب والے برآرندہ حاجات اگر ہم برائے جستجوے وحصول لوح طلسم زلزلہ کے یہان سے جانب غرب روانہ ہون تو ہمارے حق مین بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب شرق کی نیت سے دیکھا جب بھی منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب جانے پر استخارہ کیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کیواسطے استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب جانے کو واجب آیا ہی سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ سوافق حکم خدا عمل کیجیے انشاءاللہ تعالیٰ دُرِ مراد آپ کے ہاتھ آئے گا یقین کامل ہی کہ نشان لوح طلسمی ملیگا بلکہ لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی ایک وحی ربانی ہی صاحبقران کشورستان یہ سُنکے خوش ہوے پھر سب سے رخصت ہوکر مرکب کو طلب کیا خدام جلد تر اسپ صبادم کو زین ولجام سے آراستہ کرکے لائے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوے صدہا سرداران لشکر وشاہان ہفت ملک وکوکب انجم حصاری ہمراہ رکاب ہوے صاحبقران نے اُسوقت بھی ہمراہ چلنے سے سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران نے کہا کہ اچھا اگر تمھاری خوشی یہی ہی تو خیر چلو یہ سُنکے سب سرداران لشکر خوش ہوکر مرکبون پر سوار ہوے سامان ضروری مثل خیام وبارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہوکر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحر کی سواریون پر مانند عقاب سحر واژدر سحر وطاؤس سحر وغقلے سحر وغیرہ کے سوار ہوکر جھولیان اپنی اسباب سحر سے بھر کے ترسول اور پھسول ہاتھون مین لیکر عقب سواری بحرین جادو اس طرح روانہ ہوے کہ چند پارۂ ابر سیاہ وسرخ مین غائب ہوکر ساتھ ساتھ بحرین جادو اپنے حاکم وبادشاہ کے چلے اُسوقت جملہ اہل لشکر نے دیکھا کہ اُن پارہ ہاے ابر سیاہ وسرخ سے دمبدم برق عیان ہوتی ہی صداے رعد آتی تھی کسی پارۂ ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سرخ سے گُل سرخ وسفید برستے تھے کسی پارۂ ابر سیاہ سے بارش مروارید ہوتی تھی غرض جب بحرین جادو ودیگر ساحران اپنے سحر سے عجائب وغرائب دکھاتے ہوے ایک سمت دور تر چلے گئے اُسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر مرکب اپنا جانب جنوب بڑہایا خواجہ طیفور گردپا بانہاے عیاری سے آراستہ وپیراستہ ہمراہ رکاب صاحبقران کشورستان پلے شاطری مارتے ہوے بصد خوشی چلے اُسوقت جملہ عیاران لشکر اہل اسلام وتمامی سواران سپاہ نے بصد ادب سلام کرکے بآواز بلند کہا شعر، بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی وباز آئی + اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان اپنے لشکر گران کو دیکھتے ہوے مرکب کو بڑہاتے ہوے چلے جاتے تھے عقب سواری امیر باتوقیر صدہا سرداران لشکر بادب تمام خرامان خرامان آہستہ آہستہ اپنے مرکبون کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی و ناموربین ویسار صاحبقران بصد ادب روان تھے غرضکہ باین جاہ وحشم وشوکت وشان سواری

صاحبقران عالی شان روانہ ہوے بعد قطع راہ آبادی و ویرانہ دصحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے یمین و یسار مخاطب ہوکر باتین کرتے ہوے سیر صحراے سبزہ زار و گلہاے
رنگا رنگ صحرا کرتے ہوے چلے جاتے تھے صحرا مین جا بجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے کہ نگہت و
خیز بھی ملاحظہ کرتے ہوے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا مین
نظر آتے ہین ہر چند دل چاہتا ہی کہ ان کو شکار کرین مگر سنا ہی کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہین ہوتا ہی
اسوجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہین جانتے ہین ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد میکشی کھاتے لطف بے حد حاصل ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہین ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہی اور کباب ان کے برائے گزک خوب
ہین لیکن یہ وقت مناسب شکار نہین ہی خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین مع الخیر
رکھے حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال مین ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ بخیر و عافیت آپ کو لشکر ظفر اثر مین لائے غرضکہ ایسی ہی باتین کرتے ہوے اور حفاظت
لشکر کے باب مین سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوے اور دیگر امور ضروری کے باب مین بھی
فہمائش کرتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ قریب شام ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہرین دو تین دور دور اس صحرا مین جاری تھین صاحبقران
نے اسی صحرا مین لب نہر ٹھہر کر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائین اب
آج یہان سے آگے نجائینگے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہی نماز عصر کا پڑھنا ضروری ہی بمجرد
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش مین مصروف ہوے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبوں سے اتر کر آب نہر سے وضو کرکے بالاے فرش
اسی صحرا مین نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر مین آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر مین ملازموں نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کین فراشوں نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ مین درستی کی
باورچیوں نے طعامہاے لذیذ و نفیس کی تیاری مین کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لاکر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتبہ یمین و یسار صاحبقران دنگلوں پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازموں نے بخوبی سامان روشنی کا کیا سیر صحراے سبزہ زار اس روشنی مین
سب کرنے لگے ہواے سرد صحراے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے سرداران دست راست و دست چپ سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہی کہ
اس صحراے سبزہ زار مین تمام سامان عیش و راحت مہیا و موجود ہین ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ مین بیٹھے ہوے ہین سیر صحرا کر رہے ہین ہواے سرد آرہی ہی غنچہ دل شگفتہ ہو رہا ہی
کل ہم نہین معلوم کس سرزمین پر ہونگے صرف خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئے گا دل گھبرائے گا مثل ہمارے آپ سب بھی ہمین شب آئندہ یاد کرینگے
سبھوں نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار رہیگی کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین زیر بارگاہ براحت
و آرام آپ کے پاس بیٹھے ہوے ہین ہواے سرد صحرا کھا رہے ہین دل کو فرحت حاصل ہو رہی ہی

کل ہم سب اپنے لشکر مین ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرا کی ہوائے سرد وسیر صحرا
سبزہ زار یاد آئےگی خصوصًا آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا ہونگے
ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی مین حاضر رہین صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہرچند کہ جدائی آپ
سب صاحبون کی دل کو ناگوار ہی اور سوہان روح ہی لیکن بمجبوری یہ مفارقت ہی کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ
و طلسم کشائی مد نظر ہی طلسم کشا کو لازم و مناسب ہی کہ تنہا یا مع اپنے عیارکے امور طلسم کشائی طے کرے
اپنے ہمراہ جمعیت کثیر نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کرکے
طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کرکے ساریق بن لقا نابکار و گمراہ کنندہ کو قتل کرکے بادشاہ
لشکر داراب بن دارائے سیمین زرہ کو ڈھونڈھکر اُن کو ہمراہ لیکر مع تمامی مال و اسباب تحفہ و
نایاب طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہمرہ لیکر لشکر مین اپنے آئینگے آپ صاحبون سے ملینگے یہ تھوڑا
زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائیگا آپ صاحبون کا لشکر ہی مین رہنا مناسب ہی کیونکہ لشکر ہی بغیر
آپ صاحبون کے بےدل و پریشان خاطر ہوکر متفرق ہو جائینگے سرداروں نے عرض کیا کہ
ہم سب تابع حکم ہین جو آپ فرماتے ہین بجالائینگے مگر آپ کی مفارقت مین پریشان خاطر رہینگے
جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا
کہ انشاء اللہ یا تو ہمین بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر مین جلد آئینگے یا بضرورت آپ سب صاحبونکو
مع تمامی لشکر طلب کرینگے جو مناسب ہوگا وہ کرینگے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہی دیکھیے
اُس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہی یا نہین کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہی اب تک کچھ بھی حال
لوح سے آگاہی نہین ہی کہ وہ کس جگہ ہی اور کس کے قبضے مین ہی اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال
کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اُس کا حاصل کرنا ہی یقین کامل ہی کہ بصد مشکل
دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہین ہی خدا ہی چاہیگا اور وہی
اس کار خیر مین ہمارا معین و مددگار ہوگا تو تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اُس کا ہاتھ آنا
دشوار تر ہی بانیان طلسم نے جاے حفاظت مین لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بند و بست کیا ہوگا
اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ
اُن کو معلوم ہو چکا ہی کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر
ہوا ہی اُسے جستجوے لوح طلسمی ہی لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور
کے فتح ہونے کا عنقریب ہی تو کسی نہ کسی صورت سے لوح بھی ہاتھ آجائےگی کوئی نہ کوئی سبب
ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی ہمین دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران
یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگا رنگ و انواع و اقسام تیار ہوگیا مقام مقررہ خورش مین کہ ایک
خیمہ وسیع تھا ملازمون نے حسب قاعدہ ظروف مین طعام نکال کر اُسی خیمۂ کلان مین رکھا پھر عرض کیا
کہ طعام تیار ہی تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سرداروں نے جاکر اُسی خیمے مین غذاے لذیذ
تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھوکر رومالون سے ہاتھ پاک کرکے پھر اُسی بارگاہ مین
آکر اُسی طور سے بیٹھے اُسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو
کشتیان شراب کی یعنی اُسی عرق مقوی اعضا و خوشبو کی مع شیشہ و ساغر لے کر آئے صاحبقران
و جملہ سرداران لشکر کو جامہاے بلورین مین بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بصد خوشی و رغبت وہ

شوق

عرق مانند بادہ ناب کے پینے لگا جب سب اہل بارگاہ محو مذکور پی چکے اور دماغ اس مے مندرجہ سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اس شب ماہ اور ایسے صحرائے سبزہ زار فرحت آثار مین دل چاہتا ہی کہ بحالت نشہ و سرور رقص نازنینان خوب رو دیکھین گانا سُنین لطف بے حد اُٹھائین آپ کی ہمراہی مین اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہین معلوم کتنی مدت کے بعد آپ کا لشکر مین آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہی جیساکہ شاعر نے بھی کہا ہی۔ شعر

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو | جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی

صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہون تو انکین طلب کیا جائے خواجہ طیفور رگردیا نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہی کہ چند نازنینان خوب رو و خوش گو مع اپنے سازندون کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو یا سرداران لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو جستجو ارباب نشاط کی نہ کیجائے ہمراہ آئی ہین امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اُن ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش آواز کو بلاؤ حسب الحکم خواجہ نے جاکر ایک نازنین سے کہ خوش رو و خوش گو تھی حکم امیر با توقیر ظاہر کیا وہ اُسیوقت مع اپنے سازندون کے پیشواز زرین و نفیس و رنگین زیب تن کرکے زیور طلا و نقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہوکے حسب دلخواہ اپنی آرائش کرکے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو باادب سلام کیا سازندون نے اپنے اپنے ساز کو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ خوب رو گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک و تمامی اہل بارگاہ و صاحبقران عالی جاہ ناچ اُس مطربہ کا دیکھنے لگے شادمان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی تو یہ غزل گانے لگی۔ غزل

نہ پوچھو تم دل اندوہگین سے
لہو دھوتا ہی قاتل آستین سے
تڑپنا دیکھ کر میرا دم ذبح
نہ چھوٹے گا تمھاری آستین سے
بتلتے ہین پتہ ہم دل جلون کا
جو ہمت ہار دی تونے یہین سے

ہمارا ماجرا سُن لو ہمین سے
گمان مجکو ہوا چین جبین سے
نہ سنبھلی تیغ دست نازنین سے
جگر تھامے ہوئے مین رو رہا ہون
نکل کر جا بجا شعلے زمین سے
بناوہ تیر بے آواز دل کو

قیامت کرکے آیا ہی کہین سے
کشیدہ ہین وہ شاید مجھ حزین سے
قیامت ہی ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پوچھتے ہین آستین سے
پھونکا زلف مین کیا ہو کالے دل
ڈھلا آنسو جو چشم سرمگین سے

اہل بزم سننے لگے اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کی بجائے خود تعریف و ثنا کرنے لگے اُس نازنین خوش آواز کی بھی خوش آوازی و رقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص و نغمہ کرنے اس مطربہ کے دیگر نازنینان خوش گو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہوکر ناچنے اور گانے لگین اہل بزم اُن کے رقص و نغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی حکم امیر با توقیر سے نازنین مطربہ نے اپنا رقص و نغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندون کے انعام کثیر لے کر اپنے خیمے مین گئی ادھر صاحبقران اپنی بارگاہ مین اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین جاکر فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و جملہ سرداران لشکر وغیرہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہوکے بعد وضو بر جوع قلب نماز سحر پڑھی پھر اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی خصوصًا ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی بنفس نفیس برجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم زلزلہ کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مانگنے کے سب نے سجدۂ شکر کرکے اداے فریضۂ سحری سے فراغت کی اُسوقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمت گذار و خیرخواہ نے دسترخوان وسیع بچھایا ظروف مین انواع و اقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران و تمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے طعام تناول کیا بعد اکل و شرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اب مناسب ہی کہ آپ سب صاحب یہان سے سوے لشکر جائین ہمارے واسطے دست بدعا رہین یہ سنکے ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون و آبدیدہ ہوا پھر حسب الحکم امیر بانوقیر سب نے ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ و خیام یہان سے اُٹھاؤ و اٹالون پر لادو یہان سے سوے لشکر اہل اسلام چلو ملازمان مذکور کاربند ہوے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوے جملہ سردارون سے بکر دل گیر رخصت ہوکر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لے کر بھروسہ خداوند عالم کی اعانت و حاجت روائی پر کرکے آگے روانہ ہوے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران لشکر محزون و مضطر و گریان اُس صحراے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آئے سعید سوداگر باقی ماندہ مال و اسباب اپنا لے کر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی و بربادی کا تمام و کمال رو کر بیان کیا سرداران سپاہ نے اُس کے حال پر رحم کرکے تمام مال و اسباب اُس کا بے ضرورت خرید کرکے قیمت مال و اسباب سے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قربۃ الی اللہ اُس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھون روپیہ لے کر عطا و جود صاحبقران و سرداران لشکر صاحبقران کی تعریف و ثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے اپنے وطن روم کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین جا بجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب و مال کی آتش سحر حکیم جالوس سے تباہی و بربادی ہوئی اُس مال و اسباب کی قیمت و نفعے سے بھی زیادہ صاحبقران اور اُن کے سرداران لشکر نے مجکو میرے حال پر رحم کرکے روپیہ دیدیا اب کچھ رنج و غم تلف و ضائع و برباد ہونے اپنے مال و اسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان خدا ترس غریب پرور و سخی و دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی و دنیوی اُن کے بر لائے المدعا تاجر مذکور ایسے ہی خیالات و گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوا سوے روم کوچ و مقام کرتا ہوا جاتا ہی اس کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب اُس صحراے سبزہ زار سے آگے روانہ ہوکر صحرانوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو دیا ہمراہ رکاب ہوکر دعاے حصول مطلب دل مین خدا سے کرتے ہوے ساتھ ہوے اثناے راہ مین سیر شجر و اشجار صحرا کے برگ و بار عجائب پر نظر کرتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور پہونچے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک کوہ سربلند واقع ہی مانند آئینے کے روشن ہی صفائی اُس کی اور ضیا اُس کی مثل دل مومن دیندار ہی زیر کوہ مذکور چٹانین طویل و عریض وسیع اُسی کوہ بلورین کی پڑی ہین اکثر اُن مین مربع ہین جو مثل چبوترے کے ہین جا بجا اُسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین جر نہر پر پرند کا لب نہر زیادہ ہجوم ہی صحراے سبزہ زار پر بہار ہی سبزہ اُس کا ایسا نرم و نازک و سبز و شاداب ہی کہ آنکھون کو اُس کی دید سے سیری نہین ہوتی ہی دل کی خواہش ہی کہ اُسی فرش سبزۂ نرم پر کہ بہتر از فرش مخمل سبز کا شانی ہی سو رہیے کوسون تک وہ سبزۂ شاداب ہی نظر آتا ہی گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہی قدرت خداے بحر و بر اُس کے مشاہدے سے

آشکار ہوتی ہی جا بجا اُس سبزے مین گلہاے رنگارنگ جو شگفتہ ہین اُن کی سیر قابل دید ہی وہ عجیب
بہار اپنی دکھارہے ہین زردی و سرخی اُن گلون خودرو کی سبزۂ تازہ مین بہار تازہ دکھاتی ہی
صحرا ایت رشک گلشن معلوم ہوتی ہی کہین گوٹریاے کے پھولون کی بہار ہی بیلین گلہاے سفید خوشبودار
کی اُس سبزے پر کہین پھیلی ہوئی ہین گویا دامن صحرا پہ چکن کڑھی ہوئی ہی کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا پر بہار و غیرت گلزار ہی دماغ اُن گلون کی خوشبو سے معطر ہوتا ہی
جب ہواے سرد آتی ہی بو گلہاے رنگارنگ لاتی ہی بلکہ عطر مجموعہ مین بسی ہوئی آتی ہی عکس کوہ
بلورین جو اُس سبزے پر پڑتا ہی گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہی یا فرش نور و ضیا بالاے فرش سبزہ
گستردہ پایا جاتا ہی آفتاب کی ضو جو اُس کوہ پر پڑتی ہی ایک چمک پیدا ہوتی ہی اُس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہو جاتا ہی برق طور کا گویا گمان ہوتا ہی وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہی کہ بصورت آئنہ
یا مثل دل مومن روشن ہی ظاہر سے حال باطن اُس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہی وہ کوہ
اُس صحرا مین مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہی گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوے صحرا نشین
ہی براے یاد الٰہی ثابت قدم ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک اُس کوہ ضیا
و صفا و صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کرکے گلہاے رنگارنگ کی سیر کرکے خوشبوے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور بے اختیار
باربار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کا کوہ و صحرا کی دید سے مشاہدہ کرکے خواجہ طیفور کردیا
سے خوش ہو کر کہا کہ دیکھو اے برادر وفادار کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہی کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہی سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہی کہ دیکھنے سے آنکھون مین خنکی اور دل کو فرحت ہوتی ہی
گلہاے رنگارنگ پر ذرا غور کرو کیا بے مثل و نظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہین یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہی یہ کوہ بھی عجب کوہ ہی کوہ صفا اگر اس کو کہیے تو بجا ہی کیا صاف و
روشن ہی دنیا مین یہ طبقہ جنت کا معلوم ہوتا ہی گویا فردوس سے مشابہ ہی کیا اچھا پہاڑ ہی اور کیا خوب
یہ صحرا ہی اگر اس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + دنیا مین اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہو گا یہ صحرا بھی نور ضیا مین
مانند وادی ایمن کے ہی قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہی واسطے
عابدون زاہدون کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا مین مقام غالبا نہو گا عبادت خداے دوجہان
ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہی ہمین یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہی
کہ اسی جگہ قیام کرین دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا مین بسر کرین عبادت خدا و ذکر خالق دوجہان
کرین اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کرکے عبادت معبود حقیقی کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہان سے کہین نجاتے یہین شب و روز
یاد خدا کرتے وہ رازق العباد ہمین یہین اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ مین عابدون کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہی ملائک بصورت انسان ہو کر حکم خدا سے آب و
طعام دے جاتے ہین سیر کتب سے پایا جاتا ہی کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا مین عبادت خدا کی ہی
اہل دنیا سے دور ہو کے یاد خدا مین مصروف ہوے ہین قدرت خدا و شان الٰہی کا انھون نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہی جب ہی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہین وہی خاصان درگاہ خدا

ہین کثرت عبادت و ذکر آلہی سے مراتب اُن کے بڑھے ہین دنیا مین عبادت خدا سے بہتر کوئی کام نہین ہی اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکر خدا ہی مین شب و روز مشغول رہے جن و انس کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہی جیسا کہ خود قول خدا سے ظاہر ہی وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون - یہ آیہ قرآن شریف مین موجود ہی خواجہ طیفور گردیلے نے عرض کیا کہ اس خیر خواہ نے اس کوہ بلور کو اور اس صحرائے سبزہ زار کو بغور دیکھا بیشک یہ کوہ و صحرا عجب کوہ و صحرا ہی کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے آپ کی ہمراہی مین اس جگہ گذر ہوا ہی داقعی یہ مقام لائق قیام ہی جائے عبادت آلہی بھی ہی تفریح طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہی یہان ہوا عیسیٰ نفس ہی اگر کوئی بیمار جان بلب بھی ہو اور یہان کی ہوا کھائے تو جلد اچھا ہو جائے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ پروردگار عالم ہر شے پر قادر ہی اور ہر شے مین ایک یا زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہی اور کی ہین جیسا کہ ادویہ اور نباتات مین بہت سی تاثیرین عطا کی ہین اگر یہان کی ہوا مین بھی مثل آب بقا کے تاثیر اُس نے دیدی ہو تو کیا عجب ہی جب ہوائے سرد یہان کی فرحت بخش دل افسردہ ہی تو جان بخش ہونے مین بھی اس کے کیا کلام ہی بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آب بقا سے بھی نفع نہین پہونچاتی بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا مین بے حکم خدا سرزد نہین ہوتا ہی اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے عبادت خدا کے خوب ہی اگر آپ کا دل چاہتا ہی تو اسی صحرا مین قیام فرمایئے دو چار روز یہان کی ہوا کھایئے عبادت خدا کیجیے خدا سے دعا برائے حصول لوح طلسمی کیجیے فتح طلسم زلزلہ کی التجا کیجیے غالبًا دعا آپ کی قبول ہوگی کہ آپ بھی بندگان نیک سے ہین ظاہرا دیکھنے مین یہ جگہ بھی واسطے دعا ملنے مطالب کے اچھی ہی بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہی دعا بھی برجوع قلب کی جاتی ہی کیونکہ دامن دشت و کوہ مین قدرت خدا اہل نظر کو نظر آتی ہی سنا ہی کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہی جو برجوع قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہان عبادت خدا زیادہ کیجیے ذکر خدا سے زبان کو یہان بھی آشنا کیجیے برجوع قلب خدا سے دعا کیجیے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی درگاہ سے محروم مدعا نہ رکھے گا درگاہ رب غنی سے آپ ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہی ضرور ہی کہ محروم نہ پھرے وہ تو ایسا حاجت روا ہی کہ اپنی تمامی مخلوقات کی حاجت برآری کرتا ہی صاحبقران موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہوکے زیر کوہ بلور ایک چٹان وسیع و مربع چبوترہ نما کو برائے عبادت و قیام پسند کر کے مرکب سے اتر کر بسم اللہ کہکر اُس چبوترہ نما سنگ بلورین پر قدم رکھا چونکہ نماز ظہر و عصر راہ مین پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر با توقیر نے خواجہ موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ پہلے ہمکو نہر سے پانی لادو تاکہ ہم وضو کر کے اول وقت نماز مغرب پڑھ لین حکم خدا بجا لائین بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہان سے قریب تر ہی پانی لیے آتا ہون مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر سوئے نہر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہی اگرچہ صحرائے سبزہ زار و پُر بہار ہی مگر پھر صحرا ہی درندون گزندون کا مسکن ہی سوا اس کے شاہ طلسم زلزلہ و حکیم جالوس وغیرہ جملہ ساحران طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہین آگاہ ہو چلے ہین کہ آپ ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین مبادا مین واسطے لانے پانی کے جاؤن اور کسی دشمن سے آپ کے

دشمنون کو ضرر پہونچے لہذا میری راے یہ ہی کہ آپ منڈھی مین حضرت دانیال کی تشریف
رکھین شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کرین تاکہ ہر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہین
یہ عرض کرکے فی الفور زنبیل مین ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اُس چبوترے پر استادہ کرکے کہا
کہ اے منڈھی اسقدر طویل و عریض و وسیع ہو جا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکین بمجرد اس کہنے کے
منڈھی تیس آدمیون کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہو گئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھیے مین پانی لینے جاتا ہون حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہون مگر ایسی حالت مین
پانی سامنے موجود ہی زنبیل سے نکالنا صرف بیجا جانتا ہون صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکے مسکرائے
حالات و عادات خواجہ عمرو اولی جو بزرگون سے سنے تھے یاد آئے بعد مسکرانے کے اندر اُس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانے کے واسطے گئے بعد ایک لحہ کے ایک سبو مین پانی لائے پھر ایک ظروف
مسمی بصورت ابریق نکال کر اُس مین پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشورگیر نے جلد وضو کرکے
روبقبلہ مستعد براے اداے نماز مغرب ہوکے نیت اداے فریضۂ مغرب کی بعدہٗ تلاوت حمد و
سورۂ دیگر مین مصروف ہوے خواجہ نے بھی وضو کرکے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور گردیا دونون نماز مغرب پڑھ چکے اُسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اُسکے مع شمعہاے موی کافوری نکالین بعدہٗ منڈھی مین جاکر بضرورت
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جنکو مدت سے زنبیل مین ڈالدیا تھا نکال کر اُن سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہین وہ کام کرو بعد چند روز کے تمکو چھوڑ دینگے
جہان تمھارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہی کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تمکو زندان زنبیل
مین بند کرین گے چونکہ وہ سب نحیف و لاغر و پریشان خاطر تھے کم کم غذا ملنے سے اور محنت و مزدوری زنبیل مین
کرنے سے قریب بہ ہلاکت ہو گئے تھے کپڑے اُن کے بوسیدہ و شکستہ و کثیف ہو گئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہو بجا لائین خواجہ نے خدمتگارون سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران مین جاکر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ مجھسے ہمین تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہی اُس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہی جو حکم ہو وہی طعام تیار کرون خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیا جو درکار تھین زنبیل سے نکال کر اُسے دین وہ درستی طعام مین
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور مین مصروف ہوے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہو چکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا نے
تناول کیا مابقی خدمتگارون کو دیدیا باورچی نے بھی بعد مدت طعام لذیذ کھایا خدمتگارون نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہواے دنیا و غذاے لذیذ کھائی دو پہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الٰہی و دعا مین مصروف رہے جب غلبہ خواب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوے جب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہو کر پڑھی بعد نماز بہ رجوع قلب براے
آگاہی مقام لوح طلسمی و حصول لوح مذکور دعا کی بعد ازان صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ
زیادہ زمانہ ہوا ہی کہ تمنے نی ہمارے روبرو نہین بجائی ہی آج خود بخود دل گھبراتا ہی کسی وقت تو نی
بجانا کچھ گانا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آخر روز نی بجاؤن گا آپ کے روبرو گاؤن گا یہ سنکے خواجہ

امیر باتوقیر خاموش رہے خواجہ نے پھر بدستور مرقوم اشیاے مطلوب دے کر باورچی سے حکم تیاری
طعام دیا وہ درستی طعام مین مصروف ہوا صاحبقران ذکر خدا مین مصروف ہوئے یہان تو امیر باتوقیر
منڈھی مین بیٹھے ہوے ذکر خدا کر رہے ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال حکیم جالوس
اور اُس کے اہل دربار کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد حاکم و نائب ہونے کے حکیم جالوس ہر روز بجاے
ہوو سرمست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ تخت حکومت پر بیٹھکر امور سلطنت مین مصروف ہوتا تھا
اہل دربار و دیگر ساحران طلسم زلزلہ کو احکام حسب دلخواہ دیتا تھا انتظام طلسم و بند و بست مین بیشتر
فکر کرتا تھا جس روز صاحبقران کشورستان زیر کوہ بلور شب بسر کر کے عبادت خدا مین مصروف ہوے
تھے اُسی روز حکیم جالوس نے سر دربار جملہ اہل دربار پر نظر کی دیکھا کہ صدہا ساحران نامی و نامور حاضر دربار
ہین ساحرہ بھی بہت سی حاضر دربار ہین سب زن و مرد علی قدر مراتب بیٹھے ہوے ہین از انجملہ
آفات جادو و کلنگ جادو و اژدر جادو و مہیب جادو و آتشباز جادو و نیرنگ جادو و دگیرنگ
جادو و خونخوار جادو و سرہنگ جادو و معین جادو و عقرب جادو و ملکہ شہناز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و مجمر جادو بھی دربار مین موجود ہین ملکہ شہناز جادو ساحرہ معززہ عزیزداران شاہ
طلسم زلزلہ سے ہی قرابت بعیدہ رکھتی ہی نہایت سن رسیدہ ہی ہمسائے مین عقرب جادو کے مابین طلسم
زلزلہ رہتی ہی سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی عاقلہ و غصہ ور ہی باوجود کبیر السن ہونے کے مغرور المزاج
ہی کیونکہ ذی عزت و عالی وقار ہی شاہ طلسم زلزلہ بھی اس کو اہل عزت سے جانتا ہی اپنے بزرگون مین
شمار کرتا ہی ملکہ بہار گل پوش اس کی نواسی ہی نہایت حسینہ و جمیلہ ہی حسن و جمال اس کا طلسم زلزلے
مین مشہور ہی کیونکہ کم سن ہی چودہ پندرہ سال سے زیادہ عمر نہین ہی مگر سحر و ساحری مین طاق مشتاق ہی
بڑے بڑے سخت سحر اس کو یاد ہین سحر اس کا ہر ایک ساحر دفع نہین کر سکتا ہی مادر اس کی مسماۃ گلشن جادو
انتقال کر چکی ہی شہناز جادو نے کہ اس کی نانی ہی بڑے ناز و نعمت سے اسے پرورش کیا ہی اپنی جان اور
روح سے زیادہ اسے عزیز رکھتی ہی از حد اس سے محبت رکھتی ہی اس کے شمع حسن کی پروانہ ہی ہر وقت
اس کو دیکھا ہی کرتی ہی بیشتر اس کو سحر سکھاتے تھے ہمیشہ اس کے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہی تاکہ
حسن و جمال و خوبی دیکھکر کسی کی نظر نہ لگے ملکہ مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو کی بھانجی ہی ملکہ بہار
گل پوش سے سن و سال مین زیادہ ہی پچیس برس کا سن رکھتی ہی یہ بھی خوش جمال ہی مگر سبزہ رنگ
ہی سحر و ساحری مین یہ بھی کچھ کم نہین ہی ساحران نامی سے سحر و ساحری مین چندان پایہ کمی کا نہین
رکھتی ہی اس کی مادر ملکہ اخگر جادو مر چکی ہی ملکہ شہناز جادو اس کی خالہ نے اس کو بھی پالا ہی الفت و
محبت اس سے بھی کرتی ہی مگر ملکہ بہار سے زیادہ تر محبت رکھتی ہی گاہ گاہ دربار مین آتی ہی بعد چند ماہ
کے دربار مین آئی ہی ساتھ اپنے اپنی نواسی اور بھانجی مذکورہ کو بھی لائی ہی الحاصل حکیم جالوس
حاکم و نائب شاہ طلسم زلزلہ نے جملہ اہل دربار پر نظر کر کے سب سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہا کہ اے
ساحران نامی و نامور و اے اہل دربار تم سب مین کون ساحرہ و ساحر ایسا ساحر زبردست و صاحب
ہمت ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو بعد جستجو اسیر کر کے ہمارے
روبرو لاے تا مستحق خلعت و انعام کثیر ہو شہنشاہ ساحران ہوو سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کو اس کار نمایان کرنے سے خوش کرے ہم کو بھی شاد کرے ملکہ شہنشاہ کی جان بچاے
ساکنان طلسم زلزلہ کو شر طلسم کشا سے محفوظ رکھے طلسم زلزلہ کو فتح ہونے سے بچاے جملہ ساکنان

طلسم زلزلہ

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ملکہ بہار گل پوش جادو نے اُٹھ کر جواب دیا کہ یہ کار نمایان مین کر سکتی ہون صرف صاحبقران طلسم کشا کا تلاش کرنا ہو اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہو ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اُس کا کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہو اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم محو ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو مین کرون گی حکیم جالوس نے اُس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر کر کے اور اُس کی شیرین سخنی پر غور کر کے متحیر ہو کے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمھارے نزدیک اسیر کرنا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہین ہو تو اس کام کو انجام دو جملہ ساحران طلسم زلزلہ پر احسان کرو اس طلسم کو ٹوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرۂ آفاق حسن و جمال مین تو ہو طلسم کشا کو اسیر یا قتل کر کے خیر خواہی شہنشاہ مین بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمھارے اس کار نمایان سے وہ رتبہ و مرتبہ تمھارا بڑھائین گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہو گا ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کر لاؤن گی یا سر اُس کا کاٹ کر لے آؤن گی ملکہ شہناز جادو اُس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید کر لانے یا اُس کا سر لانے کا دعوی نکر تجھ سے یہ کام نہو سکے گا تلاش طلسم کشا مین کہان جائے گی اُسکو کہان پائے گی کیونکر اُس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نکر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا سے باز آ کیا تو نے نہین سُنا ہو کہ اُس نے ابر باران جادو ایسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہو تو تو ابھی ناکردہ کار ہو تیرا کورا اینڈہ ہی کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہین کیا ہو بجز اپنے مکان یا اس دربار کے کہین نہین گئی ہو طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہین نکالا ہو مین نے تجھکو ناز و نعم سے پالا ہو اپنی جان سے زیادہ تجھکو عزیز رکھتی ہون اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہین کرتی ہون مجھے منظور نہین کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی تلاش کرے بعدہ اُس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اُس کا مشکل نہین ہو میرے نزدیک نہایت دشوار ہو پس ایسی باتین بیہودہ نادانی کی نکر دیوانی نہو بغیر سمجھے اقرار کار مذکور کے انصرام کا نکر اب بھی حکیم جالوس سے کہدے کہ طلسم کشا کے طلسم زلزلہ مجھسے اسیر نہوگا عجب ملکہ شہناز جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کر کے خاموش ہوئی ملکہ بہار جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین اس کام کو کرون گی سر دربار اقرار کر چکی ہون اپنے قول سے نہ پھرون گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہو آپ نے مجکو پرورش کیا ہو بعد مرگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہو مادر سے زیادہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہین کوئی گھڑی مجھکو اپنی آنکھ سے اوجھل نہین کرتی ہین از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہین میری بہبودی کی خواہان رہتی ہین گو کہ آپ کے نزدیک مین نادان و بیوقوف ہون لیکن عاقلہ و ہوشیار ہون آپ نے بہت سے سحر مجھے سکھائے ہین دیگر ساحرون سے بھی صدہا سحر مین نے سیکھے ہین بڑے بڑے ساحرون کی میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہو میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہین میرے نزدیک طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اُس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہو آپ مجھے اس امر مین مانع نہوجیے دیکھیے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہون اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہو گا شہنشاہ پر احسان ہو گا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہو گا جان اُس کی دست طلسم کشا سے بچ جائیگی

یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ نواسی نے ملکہ شہناز کی کیا کار نمایان کیا ہو آپ نے جو برسون بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہین آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہین ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا کے اسیر کرلانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کہ کیا کار نمایان کرتی ہون شہناز جادو نے بھی چیکے سے جواب دیا کہ لے چھوکری باوجود غافل ہونے کے نادانی نکر طلسم کشا کی اسیری پر ضد نکر نہین معلوم انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ اب آپ اس باب مین کچھ نفرمائیے مین سر دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کرچکی ہون اگر اب انکار کرون گی تو اہل دربار خیال کرینگے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کرکے ہنسین گے مجھکو سر دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہر چند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ بہار گل پوش جادو نے نمانا آخر کار ملکہ شہناز جادو مجبور ہوکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گلپوش جادو و حکیم جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے اسیر کرلانیکا اقرار و عہد کرکے اپنے سحر سے جائے قیام طلسم کشا دریافت کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر کی جھولی احتیاطاً ساتھ لیکر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی اثناے راہ مین جستجوے طلسم کشا کرتی ہوئی بلندی سے جانب زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہوکر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے نیچے اُس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے چہرے سے اُس کے آثار شجاعت آشکار ہین روبرو اُس کے ایک شخص نوجوان خوب رو و شوخ چشم و چالاک بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے نے مین بالحان داؤدی یہ غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی شب خلق زلف نازنین سے
یہ ناوک کھائے جائنگے زہین سے
عبث دھوتے ہین اشکون سے اے آپ
مٹھر اڑا لو ستارون کو جبین سے
جہان تیرے شہیدون کا ہے مدفن
نمین سے ہے گلہ شکوہ نمین سے
نظارے کے لیے جاتی ہین حسرت
کہ جیسے ہاتھ نکلے آستین سے
وہین ملجا و ماوا ہے ہمارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستین سے

سحر پیدا ہوئی اُس کی جبین سے
کیا ہے قتل ناحق مجکو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خون آستین سے
ہمین ہے عشق اُس بانکے حسین کا
ہکوے سرخ اُٹھتے ہین زمین سے
سُنایا حالِ دل تو ہنس کے بولے
یہ ظاہر ہے نگاہ واپسین سے
کہو سچ سچ ہمارا یہ دل زار
فلک کو رشک ہے جس سرزمین سے
یہی ہے کیا مکانِ یار واقف

ادھر دیکھو نگاہ خشمگین سے
بُرے خوش ہین صدائے آفرین سے
اگر ہوتا سحر کا چاہتے ہو
شکن ملتی نہین جس کی جبین سے
ہمین غیرون کی غمازی سے کیا کام
کہانی کا سرا کیا تھا یہین سے
کبھی کاٹی ہے یون شمشیر قاتل
چرالائے کہ پایا ہے کہین سے
دکھاتے ہین یدِ بیضا کو موسی
قدم اُٹھتا نہین کچھ اب زمین سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا سُن رہا ہے چند خدمتگار وغیرہ کاروبار مین مصروف ہین یہ حال دیکھکر اور نے کی سُریلی و دلکش آواز سے مست ہوکر سب بھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہر کر بگوش دل اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ سُنے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک حسینان جہان ہے ہی شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و مدہوش ہے علاوہ حسن و جمال بیمثال کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ تھا ہے ماہر علم موسیقی ہے اسوجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار سُنکے مانند مست میخوار کے جھومنے لگی یہانتک حالت وجد مین سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور گردیا نے اشعار غزل تمام وکمال گا کر غزل کو تمام کیا نے کو ہاتھہ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤن نے بجاؤن صاحبقران نے بہت تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہین ہوئی ہے تم ایسی نے بجاتے اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہے گئے جاؤ گانا موقوف نکرو گوش مشتاق صدائے نے ہین خواجہ نے ارشاد صاحبقران سے نے اٹھائی دھن سے ملا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین جب کے
ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملین وہ راہ مین ایکبے تو کہدون گا مین جو جی ہو
دکھاؤ دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے بہہ ہیبسر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین
تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تم نے یہ منھ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے لے آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل مندرجہ کے اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالائے کوہ سے ملکہ بہار گل پوش جادو برغبت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی صدائے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ کہے آہ کرنے لگی بعض بعض شعر عاشقانہ غزل مندرجہ بالا کو تو سنکے یہ حال ہوگیا کہ اپنے قلب وجگر کو دونون ہاتھون سے تھام کر بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر و تیر مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہے کیا حسن و خوبی سے نے بجاتا ہے علم موسیقی سے بھی کس قدر ماہر ہے کہ تیری تعریف نہین ہوسکتی او بیدرد کیا تو نے مجھے اس کوہ بلور پر آتے دیکھہ لیا ہے کیا مجھپر مائل ہوگیا ہے کیا میرا حسن و جمال تجھے بھا گیا ہے جو تو نے دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہے کہ جس کا ہر ایک شعر مجھسے مخاطب ہے میری الفت مین میرے عشق مین جان مضطر تیری کیون نکل جاتی ہے مین بار بار تجھے دیکھہ رہی ہون ہان نسیم بہاری کی طرح اس صحرائے سبزہ زار مین آئی ہون نام بھی میرا ملکہ بہار گل پوش ہے تماشائے گل و صنوبر تیرے عارض کے رنگ کو دیکھہ رہی ہون بیشک و بے شبہہ تیرا قول سچ ہے مین جس طرف جاتی ہون جو کوئی مجھے دیکھتا ہے مرض عشق مین مبتلا ہوکر یہی کہتا ہے کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت کو دیکھتی جاؤ مین کسی پر توجہ نہین کرتی ہان اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہے کہ ہر قدم پر دل عشاق مانند سبزہ پامال ہوتے ہین مگر تو نے میرے دل کو پامال کیا ہے تقدیر تیری اچھی ہے ہم راہ مین تجھے مل گئے مکان تیرا دیکھہ لیا ہے اپنا بھی مسکن تجھے بتا دینگے کیون گھبرا رہے ہم ہنگام رفتار کسی عشاق سے اشارہ نہین کرتے ہین خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھہ لیتے ہین اگر تیری آرزو ہے تو اچھا تجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھائیں گے خود تیرے قریب آئیں گے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو ماہر علم موسیقی کو کیا قتل کروں خود تیری زخمی تیر الفت ہو گئی ہوں میں نے تو تجھے قتل نہیں کیا ہے جھوٹ نہ بول نہ میرا شعار قتل کرنے کا ہے نہ میں نے تجھ سے منھ پھیرا ہے تجکو دیکھ رہی ہوں نقاب میرے چہرے پر پڑی ہے کب تو نے خواہش دید رخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن و جمال کا کر یہاں لازم و مناسب یہی ہے کہ جو خوشی و رنج پیش آئے اُس سے انسان منھ نہ موڑے عشق و الفت میں جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے تقریر خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کرکے تا دیر گاتی اور بالائے کوہ سے دیکھاتی کہ چرند و پرند گرد اس مرد نوجوان نے نواز کے مست و مدہوش بیٹھے ہوئے ہیں کچھ اُن میں حس و حرکت بھی نہیں کرتے یہ دیکھکر دل میں خیال کرنے لگی کہ کیا پُر اثر اس شخص کا گانا ہے کیا سماں بندھا ہوا ہے کیا خوش آواز ہے کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کرکے سنتے ہیں ایسی یہ باتیں ملکہ سوچ رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کرکے نے کو ہاتھ سے رکھکر بآواز بلند کہا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے میں نے بجائی اور دو غزلیں پریشان خاطری میں گائی ہیں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہوگا اور لوح طلسمی آپ کے ہاتھ آئے گی اُس روز دستیابی لوح کی خوشی میں اچھی طرح سے گاؤں گا تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو نے سنکے دل میں کہا کہ اے ملکہ بہار زہے مقدر کہ اچھی جگہ آئی تجکو تلاش طلسم کشا کی تھی ہر طرف نگران تھی یہ جانا کہ زیر کوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے تو بھی عجب نادان ہے بقول ع یار در خانہ و من گرد جہان میگردم اسے تو نے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران میں اپنے تئیں پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیر کوہ صاحبقران موجود ہیں خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب اس کوہ پر سے زیر کوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کر یہ تجویز کرکے بالائے کوہ سے زیر کوہ آئی خواجہ طیفور کر دیا اُس کے حسن و جمال پر نظر کرکے اُس پر مائل ہوکے بے اختیار یکبار اشعار ۵ ۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست حالانکہ ہم صحرا نشین ہیں وطن آوارہ ہیں گھر اپنا یہاں کہاں ہے صحرا نورد ہیں مبتلائے دام فکر و تشویش ہیں مگر ہم اسی صحرائے لق و دق کو اپنا گھر تصور کرتے ہیں تم نے اس صحرا میں آکر اپنا حسن و جمال دلفریب دکھاکر عاشق نوازی و مہربانی کی اس عنایت و سرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوشا قسمت کہ تم ایسا معشوق خوب رو مجھ ایسے مائل کو یوں سرفراز کرے جسقدر فخر و افتخار کیا جائے کم ہے یہ کہکے آغوش تمنا وا کرکے اُس کی جانب بڑھے ملکہ بہار گل پوش نے بناز معشوقانہ چین بجبین ہوکر پیچھے قدم ہٹاکر کہا کہ ذرا اپنے حواس میں رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو ہمیں ایسی باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ ایسی باتوں سے نفرت ہے دور سے گفتگو خوب ہے گفتگو بھی وہ گفتگو جو ساتھ تہذیب کے ہو بد تہذیبی مجھے ناپسند ہے یہاں آنا میرا اسوجہ سے ہوا ہے کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہیں وہ یہ ہیں کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمھارا کیا نام ہے کیا تمھیں نے بجا رہے تھے اشعار غزل نے میں گا رہے تھے پھر بتجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں جو نیچے اس منڈھی خیمہ نما کے بیٹھے ہیں خواجہ نے جواب دیا کہ اے سرتاج محبوبان جہان و اے سردفتر خوب رویان و بتان صاف صاف اور سچ سچ یہ ہے کہ نام میرا خواجہ طیفور گردیا ہے میں ہی نے بجا رہا تھا اشعار غزل تمھاری یاد میں گا رہا تھا جب سے تمکو دیکھا تھا مضطر و بیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو میں قرار نہ تھا تمھارے پاس بہونچا

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تم خود یہان آئین تمھارے دیکھنے سے غنچۂ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی برآئی صورت زیبا تمھاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمھارا زیر نقاب پنہان ہی
مگر رخ آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب نہان ہوسکتی ہی روشنی مہر رخ انور لامع ہی نور حسن رخ
سے یہ صحرا روشن ہوگیا ہی تم یہان اس صحرا مین کیا آئین گویا گلشن مین بہار آئی اب یہ صحرا میری نظر مین
رشک گلشن ہی تمھارے فیض قدم نازک سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہی اور یہ جو بیچے
مسندمی کے بیٹھے ہین ہمارے مالک و آقا ہین یہ از راہ عزت افزائی ہمین اپنا برادر کہتے ہین چاہتا ہون
کہ اگر سرافراز کیا ہی تو آئیے بیٹھیے تا آرزوے دل مائل بر آئے ملکہ بہار گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے و نیز مائل ہونے سے زیر مسندمی جاکر بلاحدہ صاحبقران سے بیٹھی بعدہ پوچھا کہ نام تمنے اپنے
آقا کا ہمین نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام
فی زمانہ انھین کو صاحبقران کہتے ہین ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہان آنے کا کیا ہی خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہ جبین سچ تو یہ ہی کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین اپنے لشکر سے
یہان تک آئے ہین مین بھی ان کے ساتھ یہان آیا ہون اب یہان سے تلاش لوح مین آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ہمپر ظاہر کرو کہ گل تازہ تر کس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہان سے اسوقت اس صحرا مین تمھارا آنا ہوا ہی اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا مین آنے کا اتفاق ہوا ہی محض مجھ عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا مین
تن تنہا قدم رکھا ہی ملکہ بہار گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار گل پوش ہی ملکہ
شہناز جادو میری نانی ہین جو سحر و ساحری مین یگانہ روزگار ہین ساحرہ معزز ہین قرابت دار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہین آج مجکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس مین لے گئی تھین
ہنوز جاکر دربار مین بیٹھی ہی تھین کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہوکر کہا تھا
کہ تم سب مین کون ایسا زبردست ساحرہ خیرخواہ شاہ طلسم زلزلہ ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کرلائے خلعت و انعام پائے مین نے اسکا اقرار کرکے دربار سے روانہ ہوکر جستجو مین
دن بسر کیا تھا اسوقت سرگردان ہوکر اس کوہ بلور پر توقف کیا تھا ناگاہ مینے تمھارے
گانے کی آواز سنی برائے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہان استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمھارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہی اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہی کیونکہ جس کے واسطے مین ادھر آئی تھی اور
سرگردان ہوئی تھی اُسے مینے پایا کوشش و جستجو میری بکار آمد ہوئی خواجہ طیفور گرد نے
پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمھارے آقا کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبروے حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤن گی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لے جانا کچھ آسان نہین ہی اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو لے تو جاؤ
دیکھین کیونکر لے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری تو کرو ہم بھی سنین ملکہ بہار جادو
نے ہر چند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد کیے تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہوکے کہا
عجب ہی کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہین یاد آتا ہی بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہین ہی نہین معلوم
کیا سبب ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو تمھین اپنے سحر و ساحری پر

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھین اب سحر کرکے کیون نہین اسیر کرتین صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ تو تمھارے پاس بیٹھے ہین انھین اسیر کرکے حکیم جالوس نابکار کے سامنے لیے جاؤ ملکہ مذکورہ نے سر جھکاکر غرق دریاے حیرت ہوکر جواب دیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مجکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہین آتا شاید تم بھی ساحر زبردست ہو تمنے اپنے سحر مین مجھے ایسا مبتلا کیا ہی کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہین۔ خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کہو اے ملکہ اسوقت تمکو تو کوئی سحر یاد نہین آتا ہی کہ بزور سحر صاحبقران کو اسیر کرسکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی تمکو اسیر کرے تو ممکن ہی یا نہین ملکہ نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہان ایسے وقت مین خود میرا اسیر ہوجانا ممکن ہی اگر ارادہ اسیری ہی تو مین کیا کرسکتی ہون خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ مین تمھارے قید کرنے کا ارادہ کرون خود تمھارے حلقۂ گیسو اور زنجیر زلف معنبر کا اسیر ہون تمپر مائل و شیفتہ ہون ملکہ نے کہا کہ اگر مجکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمھاری وجہ سے صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمھاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہی گانا تمھارا مجھے مرغوب ہی تمھاری صدا نے مجکو رہروی سے باز رکھا کوہ پر مین نے جاتے جاتے توقف کیا بگوش دل تمھارا گانا سُنا واقعی تمھاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہین ہوسکتی تمکو کمال حاصل ہی مجکو بھی شوق گانے اور گانا سننے کا ہی اسی سبب سے اس کوہ پر ٹھہر کر مین نے تمھارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالاے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلیتی چونکہ مجکو بعد تمھارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمھارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسیوجہ سے بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی برا ہو اس گانے اور گانا سننے کے شوق کا کہ اُس نے مجکو تمھارے اور صاحبقران کے اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سنکے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمھاری نے نوازی کی وجہ سے تمپر مائل ہوئی ہی ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہی اور دوستی کرتا ہی یہ خیال کرکے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان ضرور ہی ملکہ بہار گل پوش جا دو راہ دور و دراز سے یہان آئی ہین تمھاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہین غالباً انکو شوق میکشی بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر باتوقیر کو سمجھ کے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکال کر کشتی شراب مین رکھکر وہ کشتی بدست خدمتگار روبرو ے ملکہ مذکور پیش کش کی بعدہٗ کہا کہ اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل میخواری کرو ورنہ ہم تمھین بادۂ تند جام بلورین مین دین ہمکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہی اُس نے کہا کہ مجھے میخواری کی عادت نہین ہی ہان شوق گانا سننے کا ہی خواجہ نے بیرے اٹھاکر اپنے دہن سے ملاکے نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کیون نہون صرت تو اے شمع ہمہ تن جان ہوکر — آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر
عاشق رخ ہون مگر زلف پہ رہتی ہی نگاہ — آنکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر
اُلٹے پاؤن وہ پھرے پاس تک آکر میرے — وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان — نیند بھی آتی ہی تو خواب پریشان ہوکر
گرمی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل — کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
اسکو واجب ہی وضو رخ کی زیارت کے لیے — آیا ہی سبزہ خط سورۂ قران ہوکر
فضل حق شامل گردش مری تقدیر کے ہی — کوئی مشکل بھی جو آتی ہے تو آسان ہوکر

پہنچ محشر مین بھی پایا نہ سیہ بختی سے　　بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر
آپ آسمان ہوئی سو مشکلین آپہونچین اور　　سخت مشکل مین ہی مشکل مری آسان ہوکر
غم مین اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہون کبھی　　دہن زخم ہنسا دیتے ہین خندان ہوکر
اُس پریزاد سے پہلو مرا خالی جو ہوا　　گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہوکر
مرکے بھی دشت نوردی کا ہی شوق اے ذاکر　　خاک اڑاتی ہی مری گرد بیابان ہوکر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اکثر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت ملکہ بہار سے مخاطب ہوکر بالحان داؤدی بتا بتا کے پڑھے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا کہ وہ عالم وجد مین جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر کے نے نوازی مین گاکر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب مین جاتی ہون نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہین آئی کیا سبب ہی وہ مجھسے زیادہ الفت کرتی ہین عجب نہین کہ بیتاب و بیقرار ہوکے وہ میری تلاش مین گھر سے نکلی ہون یا مجمر جادو کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہان بیٹھنا خوب نہین ہی مبادا نانی صاحبہ یا مجمر جادو وغیرہ کوئی ساحر مجھے یہان بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہرچند کہ تمھارا جانا گوارا نہین ہی مگر تمھارا عذر قوی ہی جاؤ مگر اقرار آنے کا کرجاؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلے کا معلوم ہو تو بتاتی جاؤ اُس نے کہا کہ مجکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہین ہی الا ہماری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کو کہ نہایت کبیر السن ہین اور ساحرۂ معزز قرابت دار شاہ طلسم ہین اُن کو معلوم ہوگا مین اُن سے دریافت کرکے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آکے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کردونگی یہ کہکر منڈھی سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر جلد تر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی اثنائے راہ مین خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار حکیم جالوس مین جانا کچھ ضرور نہین ہی نانی صاحبہ ہماری دربار سے ابھی مکان مین آئی ہونگی تیری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چل جسوقت وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیون نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی کہ اُن کی بہت تلاش کی وہ نہین ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ طیفور کردیا پر بھی نظر کرونگی یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہوکر اپنی دولتسرا مین داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہی مجمر جادو سے کہ رہی ہی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہین آئی مجکو ہر طرح کا تردد ہی حسینہ و جمیلہ و نادان ہی مبادا اُس کی عزت و عصمت مین کہین خرابی ہو تو باعث بدنامی ہو صاحب حسن و جمال کے سب خواہان ہوتے ہین خود غرض دام فریب مین مبتلا کرتے ہین کبھی وہ چھوکری تنہا بیرون طلسم نہین گئی تھی آج پہلے پہل اپنی ضد سے گئی ہی مین نے لاکھ منع کیا تھا مگر چھوکری نے نمانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا مین گئی کنیزون مین سے بھی کسی کو ساتھ نہ لے گئی تنہا ہی گئی مجمر جادو عرض کررہی ہی کہ خالہ جان اگر بُرا نمانیے تو مین کہون آپ ملکہ بہار گل پوش کو زیادہ چاہتی ہین الفت و محبت اُن سے زیادہ رکھتی ہین اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہی آپ ناز بردار ہین

خود ہی آپ نے اُن کی ناز برداری سے اُن کو دلیر کیا ہی گھبرائیے نہین وہ اب آتی ہونگی غالباً طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتی ہونگی راہ دور و دراز تک جستجوے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا صغیر ہی عمر سے کم ہی لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہی بھلا کوئی ہاتھ ہین وہ خود غرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہی اگر حکم ہو تو مین اُن کی جستجو مین جاؤن ہنوز مہجبین جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر اُس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اُترا ہوا ہی رخ پر زردی لبون پر خشکی نمایان ہی آنکھین مے الفت مین مست یہ رنگ دیکھتے ہی تردد پیدا ہوا دل مین کہنے لگی کہ آج اس چھوکری کے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اے بہار کہ تلاش طلسم کشا مین گئی تھی کہین اُس کو پایا اُسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس کے کر دیا یا نہین ملکہ بہار گل پوش نے آغوش ملکہ شہناز مین بیٹھکر عرض کیا کہ نانی جان جب سے مین دربار نائب خداوند سے براے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت کوہ کوہ دیکھتی پھرا کی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بہت خستہ و ماندہ ہوئی آمد و رفت سے از حد تھک گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے سر عجب حال ہو گیا ہی کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہی گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کسقدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار ہی اگر یہ جانتی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئے گا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نکرتی مین نے برا کیا کہ آپ کے کہنے پر عمل نہ کیا جا کر بہت پچھتائی خالی ہاتھ سرگردان ہو کر یہان آئی آپ سے شرمندہ ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوند سے بھی محجوب ہونگی اور ساحران دربار نائب خداوند سے ضرور کہین گے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرکے گئی تھی لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہا تھا وہ نہ کیا اسی طرح حکیم جالوس بھی غالباً مجھ سے کہے گا اسکے جواب مین کہہ دونگی کہ پھر تلاش طلسم کشا کرونگی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائے گا اُسے گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دونگی یہ کہکے درد سر کی زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہناز جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہی اپنی جان سے بھی زیادہ اس کو عزیز رکھتی ہی تمام تقریر اُس کی سُن کے فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہی سچ کہتی ہی اس نے جستجو طلسم کشا کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہو گا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مراد چلی آئی ہی اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہی لب خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہی سر مین درد شدید اسی سبب سے پیدا ہوا ہی سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہی ابھی بیوقوف و نادان ہی گو جوان ہی مگر عشق و عاشقی سے آگاہ نہین ہی تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہی گوچہ عشق و الفت سے ناواقف ہی شیشۂ ناموس اس کا سنگ بدنامی سے محفوظ ہی یہ سمجھکر کثرت الفت و محبت سے سراپا کی بلائین لے کر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ کیون اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہمارا کہنا نمانا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی در مراد تیرے ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اب دربار مین بھی جا کر شرمندہ ہوگی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہین مانتا اُس کا یہی حال ہوتا ہی انجام نافرمانی بزرگان بد ہوتا ہی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے بتانا نائب خداوند حکیم جالوس سے کہدینا کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ مجھسے
گرفتار نہو سکے گا اُس کا کہین نشان نہین ملتا اُس کی تلاش بہت کی وہ کہین نہین ملا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم سیالوس کی خبر قتل سُنکے دستیابی
لوح طلسمی سے نا امید ہو کر طلسم کشائی سے دست بردار ہو کر کسی جانب چلا گیا ہی اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہی ملکہ بہار رنگ پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتایئے کہ لوح کس کو کہتے ہین وہ کیسی ہوتی ہی جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہی یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہی چھوٹی ہوتی ہی یا بڑی ہوتی ہی اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہی یا
صاف ہوتی ہی اُس سے کوئی کام نکلتا ہی یا بے کام ہوتی ہی اُس کو کون بناتا ہی کیونکر بنائی جاتی ہی اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ مقصود ہوتا ہی اُسکو بنا کر کہان رکھتے ہین اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہی وہ کہان
رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی اگر ممکن ہوتا تو مین بھی اُسے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہی
مین نے اپنی زندگی مین کبھی لوح طلسمی نہین دیکھی ہی اُس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اگر وہ لوح طلسم کشا
کو ملجائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کر سکتا ہی لوح مین مانند تلوار کے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہی
میری سمجھ مین نہین آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجوے لوح ہی بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہی
یا نہین اور اگر مل سکتی ہی تو کیونکر ملے گی اور جب اُسکو دستیاب ہو جائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لے گا اور اگر اُس کو نہ ملے گی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہی بس میرے نزدیک ایسی
صورت مین کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہین ہوئی ہی اُس کو گرفتار کر کے قتل کرنا یا قید خانے مین
بند کرنا بیکار و فضول ہی ناحق کسی کو ستانا درپے ایذا رسانی ہونا اچھا نہین ہی سراسر ظلم ہی عبث تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم جالوس کو ہی جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہین ہی تو اُس سے کیا اندیشہ ہی
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردان ہی خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شاہان اولوالعزم ہی اور خداوند
ہودسرمست جادو اور نائب خداوند حکیم جالوس کو تو بہت نازیبا ہی کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہین
صاحب حکومت و اختیار ہین اُن کو تو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ خداوند طلسم باطن
مین جا کر پوشیدہ ہوے ہین نائب خداوند کو خوف سے طلسم کشا کی تلاش ہی اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہو خصوصاً جہان لوح طلسمی رکھی گئی ہی اُس جگہ سے اطلاع ہی تو بیان کیجیے تاکہ مجھکو بھی معلوم
ہو جائے ملکہ شہناز جادو نے جو تقریر ملکہ بہار رنگ پوش جادو کی سُنی بجائے خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھسے ایسی باتین نہین کی تھین خصوصاً حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھسے
دریافت نہین کیا تھا آج یہ کیا سبب ہی کہ یہ لڑکی مجھسے پوچھ رہی ہی ضرور ہی کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہی بے وجہ اور بے سبب یہ دریافت نہین کرتی ہی اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہی تو ایسی نادان بھی نہین ہی چودہ پندرہ برس کا سن ہی سمجھ دار ہی
عاقلہ و بالغہ ہی دنیا کی باتون سے آگاہ ہی اگرچہ ناکتخدا ہی مگر اُٹھکر ہم جولیون مین بیٹھکر اُن کی صحبت مین
رہ کر سب باتون سے ماہر ہو گئی ہی بس ضرور ہی کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہی
عجب نہین کہ یہ چھوکری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے ڈھونڈنے
اور اُن کے اسیر کرنے کو گئی تھی اُن کو دیکھکر اُن پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہو اور اُن کے کہنے سے

اس نے مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اس نے مجھسے ایسی تقریر نہین کی تھی آج اس کی اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہی کہ یہ طلسم کشا پر مائل ہوکر آئی ہی اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہی تاکہ جو کچھ مجھسے سنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول لوح طلسمی کرے اے ملکہ شہناز جادو تو جہان دیدہ ہی نہایت سن رسیدہ ہی بہت سے امور و واقعے تونے اپنی زندگی مین دیکھے ہین صاحب عقل و فہم ہی یہ لڑکی تجکو اپنے دام فریب مین شاید گرفتار کرنا چاہتی ہی ہو نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی تجھسے دریافت کرنا چاہتی ہی تجکو لازم ہی کہ فریب مین اس چھوکری خودغرض کے نہ آ اسکو نادان نہ سمجھ یہ تجھ سے چال کرتی ہی یہ خیال کرکے برہم ہوکر اپنی آغوش سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہوکر قہر و غضب سے تھرا کر پوچھا کہ او گیسو بریدہ سچ کہہ کس غرض سے حال لوح طلسمی کا مجھ سے پوچھتی ہی دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہی تجکو لوح طلسم زلزلہ کے حال سے کیا کام ہی تجکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہی کیا کہون کیا کیا خیالات میرے دل مین گذرتے ہین زبان پر ابھی اُن کا لانا مناسب نہین جانتی ہون مگر یقین کرتی ہون کہ تونے دربار نائب خداوند سے جاکر صحرا مین کوئی گل کھلایا ہی جب تو گھر مین آئی تھی اُسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے میرے دل مین کچھ خیالات بد گذرے تھے مگر مین نے اُن خیالات کو تیری باتون سے سچ نجان کر تجھے پیار کیا تھا اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہوگیا ہی کہ تونے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہی تیرے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہی یہ زردی رخ یہ خشکی لبون کی یہ حلقے نرگسی آنکھون کے سب شہادت تیری بدچلنی کی دے رہے ہین پس تجکو لازم و مناسب ہی کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے برا اور دشمن اپنا کسی کو نجاننا میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہونا مین بدچلن کی ہرگز دوست نہین ملکہ بہار گل پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر مادر سے خائف و ترسان و لرزان ہوکر دست نازک حنائی جوڑ کر آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے نانی جان مین نے یونہی آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہی آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگائیے میری زردی رخ اور لبون کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نہ کیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی ہی واسطے اطمینان خاطر کے مجھ سے قسم لیجیے کہ مین نے کوئی فعل خلاف آپ کے خاندان کے نہین کیا ہی مین تو نگوڑی تلاش طلسم کشا مین گئی تھی جب وہ کہین نہ ملا تو چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا شب و روز تعلیم و تربیت مین میری آپ نے بسر کیے بھلا مین کوئی کام خلاف عزت و حرمت و عصمت کر سکتی ہون کیا مجکو آپ کا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے کوڑا طلب کرکے نہایت غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہی صاف صاف نہین کہتی ہی اگر اذیت دُرّے سے محفوظ رہنا چاہتی ہی تو صاف صاف بیان کردے ورنہ مارے کوڑون کے پشت تیری فگار کردونگی بلکہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تونے غضب کیا کیا کہون کیا کیا ہی مجھ ضعیفہ کی عزت کو تونے خاک مین ملا دیا ہی اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہی ملکہ بہار گل پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہین کرتی ہی کوڑے مارنا مناسب نجان کر زیادہ برہم ہوکر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ سچ بیان نہین کرتی ہی اور مجھسے

چھپاتی ہی تو تیرے اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا مین تیرے تمام حال سے آگاہ نہین ہو سکتی
یہ کہکے وہ گڑیان جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھین اُن مین سے ایک گڑیا کو اُٹھا کر دست دیا
اُس کے پہلے مُرہم کر بنظر سحر آگین پھر اُس کو دیکھکر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کرکے خون پیشانی
چلو مین لیے کر الفاظ و اسماے سحر آہستہ پڑہ کر خون مذکور پر دم کرکے وہ خون اُس گڑیا پر ڈال کر
زمین پر اُس کو رکھکر کہا کہ اے پتلی سحر سامری تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جسوقت
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس کس سے کلام کیا تھا
اس سے کس نے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو کچھ افعال نیک و بد اس سے وقوع مین آئے ہون
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہوکر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شہناز جادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمھاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تلاش طلسم کشاے طلسم زلزلہ مین دشت و کوہ کو طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور گر دیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل نے مین گا رہا تھا تمھاری نواسی صحرا مین زیر کوہ چند آدمیونکو
دیکھکر براے دریافت حال کوہ بلور پر جاکر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمھاری بگوش دل اُس کا گانا سننے لگی اُس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہوکر جھومنے لگی بجاے خود اُس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گا کر نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجا کر گاؤ عیار مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجا کر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو بھر رغبت تمام اُس کا گانا سننے لگی اور جھک
جھک کر بالاے کوہ سے زیر کوہ اُس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخر کار اُس کی صورت پر نظر کرکے اُسکی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گا کر تمام کی تو تمھاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اُتر کر اُس عیار مکار کے روبرو جاکر پوچھا کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی
اور تیرے سامنے جو بیٹھے ہین اُن کا نام کیا ہی اس صحرا مین تیرے آنے کا اور یہان قیام کرنے کا
کیا سبب ہی اُس نے اپنا نام صحیح بتا کر حسن و جمال پر تمھاری نواسی کے نظر کرکے مائل ہوکے عشق
اپنا ظاہر کرکے ملکہ بہار گل پوش کو بٹھایا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کرکے کہا تھا کہ یہی طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہین واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہان تک آئے ہین سوا اس کے اور بھی تا دیر اُس نے
تقریر کی تھی پھر اُس نے پوچھا تھا کہ تمھارا کیا نام ہی یہان آنا تمھارا کیونکر ہوا اس صحرا مین کس کام
کے واسطے آئی ہو تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہی کہ مین واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہان تک آئی ہون یہان آکر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو مین نے دیکھا ہی عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا اب ہمارے آقا کو گرفتار
کرکے لے جاؤ گی اگر ان کا اسیر کرنا تمھارے امکان مین ہو تو ان کو قید کرکے لے جاؤ اُس وقت
تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو مین اسیواسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہوکر دل اپنا تجکو دیچکی ہون اب تیرے آقا کو گرفتار نکرونگی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونون
خوش ہوے تھے پھر عیار مذکور نے تمھاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجا کر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہٗ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو تو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہیں ہے لیکن میں اپنی نانی سے دریافت کرکے
یہان آکر تجھسے کہدونگی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کردونگی تم حال لوح مذکور کے آنا
یہ کہکر وہان سے تمھارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ پتلی سحر خاموش ہوکر خاک پر گری گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک شعلہ آتشین نکلا اس شعلے سے وہ ہمہ تن جل کر خاک ہو گئی ملکہ شناز جادو نے
تمام تقریر پتلی سحر ساحری کی سنکے بصد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیون او کلیسہ بریدہ
تو نے جاکر یہ عمل کھلایا کہ عیار طلسم کشا کی سی نے نوازی پر عاشق ہوکے طلسم کشا کو اسیر نکیا
وہان سے یہان آکر حال اپنے جانے کا اور طلسم کشا کے اسیر نکرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نکیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نہ کہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور موافق وعدہ کیے کے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا میں جہاندیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہین کرتی ہے اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہو گیا تیری دروغ گوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دون مارے کوڑون کے تیری پشت کو فگار کردون یا تجھکو اسیر کردون یا تجھ ایسی
ننگ خاندان کو مار ڈالون یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جاکر کہدون یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اسوقت مجمر جادو نے درمیان مین آکر اپنی خالہ کے قدم پر گرکر آبدیدہ ہوکر کہا کہ خالہ جان
مین قسم دیتی ہون آپ کو خداوند ہوشمست جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہے برداشت کوڑے کی اذیت کی نہوگی یقین ہے کہ مر جائے گی جان و روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکلجائے گا مین بھی اس کے غم مین مرجاؤنگی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہے نادانی سے یہ قصور اس سے ہوا ہے
میری اچھی خالہ اب غصہ نہ کیجیے کوڑا ہاتھ سے رکھدیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے کچھ ایسی بے عزتی
نہین ہوئی ہے عزت و آبرو اس کی نہین گئی ہے صرف عاشق ہوئی ہے آپکی اس چشم نمائی سے خائف
ہوکر عشق و عاشقی سے باز آئے گی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نکرے گی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہے سر جھکائے ہے زار زار رو رہی ہے آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہے روتے روتے آنکھین
سوج گئی ہین آپ کے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہو گیا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی برسون کا بیمار ہو اتنی دیر مین خوف سے لہو اس کا خشک ہو گیا ہے مجھے
خوف یہ ہے کہ اس کی روح آپکے ڈر سے کہین نکل نہ جائے بس یہ اپنی سزا کو پہونچ چکی مجھے امید ہے
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع مین نہ آئے گی اگر بار دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا پھر مین آپ سے اس کے بارے مین کچھ نہ کہونگی دیکھیے خالہ جان
غصے کو اپنے رد کیجیے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازکبدن تاب تازیانے کی نہ لا کر ابھی تڑپ کر
مرجائے گی اس کے مرنے سے مین بھی زندہ نہ ہونگی اپنی جان دیدونگی مجھے یقین کامل ہے کہ بعد
ہم دونون بہنون کے آپ بھی ہم دونون کے صدمہ و غم مین زندہ نہ رہیے گا ضرور ہلاک ہو جایے گا
خانہ بربادی ہو جائے گی یہ گھر تباہ و برباد ہو جائے گا کسی کا اس مکان مین نام و نشان باقی نہ رہے گا
دوستون کو رنج ہوگا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خیر ہے بدنامی عالمگیر نہین ہوئی ہے بجز میرے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہین سنا ہے اگر آپکے دُرہ لگانے سے سزائے سخت

دینے سے میری ہمشیرہ مر جائے گی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم مین ہو گا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہو گی آپ اہل عزت خاندان شاہی سے ہین خداوند سے قرابت رکھتی ہین
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز سزا دہی کا انجام بد ہو گا ذلت و رسوائی بہت ہو گی یہ خبر پوشیدہ نہ رہے گی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچے گی سراسر آپ کی ذلت ہو گی جب تک زندہ رہیے گا انگشت نما
رہیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپ کو دیکھین گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہے گی
بہتر یہی ہی کہ اس عیب کو چھپائیے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیرون پر ظاہر نہ کیجیے آپ نے اس خوب رو
کو ناز و نعم سے پرورش کیا ہی بچون سے خطا و تقصیر اکثر ہو ہی جاتی ہی بزرگ بہ شفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہین آپ بھی ان کی بزرگ ہین یہ بے مان باپ کی بچی ہی اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہین ہی مثل اس کے مجکو بھی آپ نے پالا ہی میرے بھی والدین زندہ
نہین ہین بزرگون مین بجز آپ کے دم کے کوئی نہین ہی آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونون شکریہ
ادا نہین کر سکتے ہین بڑے ناز و نعمت سے آپ نے ہم دونون کو پرورش کیا ہی بیشتر ناز برداری کی ہی
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہی بڑا حق ہی آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہین ہی لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہین ہی یہ کہکر بے اختیار با آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے مجم جادو کے
قسم دینے سے و نیز اس کی تمام تقریر سنکے انجام پر اپنے غصے کے غور کیا اور مجم جادو کی رائے کو
پسند کر کے بجائے خود اسی عالم غصہ مین یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو کچھ کہتی ہی سچ کہتی ہی گو کہ لڑکی
ہی مگر عقل بزرگانہ رکھتی ہی یہ سوچکر غصے کو ضبط کر کے کوڑا ہاتھ سے زمین پر ڈال کر مجم جادو کے سر کو اپنے
قدم سے اٹھا کے کہا کہ او چھوکری تو نے مجکو خداوند کی قسم دی ہی اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑ کر اس گیسو بریدہ کے بارے مین کوڑے نہ مارنے کو کہا ہی خیر تیرے کہنے سے اب اس کو کوڑے
نہ مارون گی الا نظر بند کرون گی گھر مین اپنے اس کو قید کرون گی تا کہ پھر یہ سوے صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ و روبروے خواجہ طیفور گرد یا جس پر مائل ہوئی ہی نجا سکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ اسکے عارض پر طمانچے لگا کر کھینچکر حجرے مین بند کیا بعد ازان کہا کہ او ننگ خاندان
واہ واہ طلسم کشا کو تو نے خوب اسیر کیا خود جا کر زنجیر عشق مین اسیر ہوئی اب نائب خداوند اگر پوچھے گا
تو اس سے کیا کہون گی مجم جادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان ابتو وقت شب ہی کل ہنگام سحر مین
جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گرد یا کو اسیر و گرفتار
کر کے آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن گی آپ دونون اسیرون کو اپنے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جائیے گا اس سے کہیے گا کہ میری نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بمشکل ان کو گرفتار
کیا ہی مین ان اسیرون کو لے کر آئی ہون یہ سنکے وہ بہت خوش ہو گا آپ کا تمام طلسم مین شہرہ ہو گا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کرین گے عجب نہین کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت محلات طلسم زلزلہ آپ کو دین اور بیحد ممنون منت ہون ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہان جا کر کسی پر عاشق و فریفتہ ہو گی تیری بہن تو مبتلاے عشق
عیار مکار طلسم کشا ہو چکی ہی اس نے عرض کیا کہ مجکو شوق گانا سننے کا نہین ہی نہ مثل اپنی خواہر کے
نا فہم ہون عشق و عاشقی سے مجکو نفرت ہی اگر مین بھی مانند اپنی بہن ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیارون یا اور کسی سے آشنائی کرون تو مجکو جو چاہے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لائے گی اُس کے ساتھ عیار ہی وہ بلائے روزگار ہی مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ طلسم کشا عیار ہی تو کیا اندیشہ ہی اگر عیار ہی پر عیاری نکی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا آپ کی تعلیم سے صرف سحر و ساحری ہی مین طاق و مشاق نہین ہون بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہون میرے دام فریب مین پھنسکر نکلنا ممکن نہین اگر آپ مجکو جانے کی اجازت دین گی تو یہان سے جاکر وہ عیاری کرون گی کہ عیار اور طلسم کشا دونون کو دام فریب مین مبتلا کر کے فی الفور اسیر کر لاؤنگی اُن کے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن مین آگئی ہی ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش رہی جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجکو اجازت دیجیے تو ابھی جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لے آؤن اُس نے اُس کے مکرر کہنے سے جواب دیا کہ اچھا جا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُس گیسو بریدہ کے کسی پیر پائل نہونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھین میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہی یہ کہکے جو کچھ تدبیر اُس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند چھوٹا سا خیمہ زیر کوہ استادہ ہی اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رُخ سے آثار شجاعت و جرات آشکار ہین دلیرانہ بیٹھا ہوا سیر صحراے سبزہ زار کر رہا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی کچھ پڑھ رہا ہی عیار اُس کا اُس کے سامنے موجود ہی چند خدمتگار وغیرہ کاروبار مین مصروف ہین سب کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھ کر بلندی سے بالائے زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سحر سے اُتری خواجہ طیفور کر دیا اُسکو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیا مجکو اپنے یہان آنے سے شاد ... کیا ہی کہ بے حد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہی جب سے تم یہان سے سوے طلسم زلزلہ گئی تھین کیا کہون کہ تمھاری جدائی مین کیسا بیتاب و بیقرار رہتا مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپتا تھا بیتابی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری گریہ و زاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کر کے قریب میرے آگے میرے حال پر وہ بھی نالان و گریان تھے عجیب بے چینی سے گریہ و زاری مین شب فرقت مین نے تمھاری یاد مین بسر کی ہی شکر ہی خدا کا کہ تم میرے پاس آئین مین نے تمھین دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صدمہ جدائی دور ہوا آؤ آؤ سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش مین آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار گل پوش جادو اُسی صورت سے اپنے رُخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوے آئی ہی خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو کھڑے ہین حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہین وہ سر جھکائے ہوے مسکرا رہی ہی ابھی صاحبقران کشورستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کر دیا دیکھ ہی رہے تھے اور دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہی اس نے وعدہ آنے کا کیا تھا حسب اقرار آئی ہی نہین معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے دریافت کر کے آئی ہی یا نہین نزدیک آرہے تو اُس سے دریافت کیا جائے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا ملجائے کہ خواجہ موصوف ہاتھ اُس نازنین کا اپنے ہاتھ مین گرم جوشی سے پکڑے ہوے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوے قریب آئے اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالائے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے خواجہ کل تمنے مجھسے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا مین نے یہان سے جاکر اپنی نانی صاحبہ

لوح

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا انھون نے بمشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہی خداوند ہود سرمست جادو نے مجھے امین و خیرخواہ جانکر لوح طلسمی سپرد کی ہی مین نے کہا کہ مین بھی دیکھون وہ لوح کیسی ہی انھون نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہو کر لوح طلسمی مجھے دکھائی پھر صندوقچے مین بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار مین گئین مین صندوقچہ کھول لوح طلسم زلزلہ لے کر یہان چلی آئی لو یہ لوح طلسمی موجود ہی تمھاری محبت مین مین نے بربادی طلسم زلزلہ گوارا کی ہی یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعد ازان کہا کہ ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار نہونا مین نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت مین نہ کیا خداوند و نائب خداوند بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے لیے آنے سے اور تمھین دینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری میرے مقدر مین ہی وہ ہوگی مین خداوند و نائب خداوند و نیز اپنی نانی صاحبہ کے قہر و غضب مین مبتلا ہو کر قید ہونا گوارا کرونگی لیکن تمھاری محبت سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی اگر اسیر نہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤنگی ورنہ اب میرا یہان آنا نہوگا قید خانے مین جانا نصیب ہوگا زندان مین تمھاری تصویر خیالی سے باتین کیا کرونگی جبتک تم ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہو کر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہونگی خواجہ طیفور گرد پا نے وہ رومال دست ساحرہ سے لے کر رومال پیچیدہ سے لوح کو نکال کر جو دیکھا تو وہ جیب لوح پر ضیا نظر آئی ایسی چمک اُس مین تھی کہ نظر اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک رکھتی ہی کچھ نقوش و طلسم اُس پر کندہ بھی بمشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش ہوے بعد ازان وہ لوح صاحبقران کو دے کر کہا کہ لیجیے دعا آپ کی قبول ہوئی لوح طلسمی دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لے کر اُس پر نظر کی خوش ہو کر شکر خدا کیا اس اثنا مین ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے اس حیلہ سے کیا خوب عیاری کی ایسا عیار بلاے روزگار میرے دام فریب مین گرفتار ہوگیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہی بلد ان دونون کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ان کو ڈال کر سوے طلسم زلزلہ چل اپنی خالہ اور نائب خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ مین نامور ہو خداوند کی جان بخش و خیرخواہ مشہور عالم ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہے ہر چند جو سحر یاد تھے خوب اُن کو یاد کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا ہر ایک سحر فراموش ہوگیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہو کر سر اپنا اُٹھایا آنچل ڈوپٹے کا جو اپنے سر و رو پر ڈال کر زیر سایہ منڈھی بیٹھی تھی سر کا یا تردد و فکر سے جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اُس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا ناگاہ صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گرد پا نے اُس کے چہرے پر نظر کرکے متردد ہو کر دل مین خیال کیا کہ یہ ساحرہ پہلے تو بصورت ملکہ بہار گل پوش جادو نہان آئی تھی اب اس کی صورت کچھ اور ہی ہوگئی ہی نہ اُس کا سا اس کا چہرہ ہی نہ رنگ ہی ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہی بعد فکر بسیار عقل سے یہ دریافت ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہی بزور سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بن کر واسطے گرفتاری اور عیاری کے یہان آئی تھی منڈھی حضرت دانیال کے سایے مین بیٹھی تھی سحر اس کا دفع ہوگیا

صورت اصلی پر آگئی اور سحر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ مندھی مذکور کا ہی کہ تبرکات پیغمبر سے ہی بعد معلوم ہونے حال ساحرہ مذکورہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمھارا کیا ہی اُس نے جواب دیا کہ اے خواجہ جائے حیرت و مقام عجب ہی کہ تم مجکو نہین پہچانتے ہو میرا نام نہین جانتے ہو ایسا جلد مجکو بھول گئے کل مین تمھارے پاس آئی تھی تمنے نے بجا کر غزلین گائی تھین عشق اپنا ظاہر کیا تھا واسطے لوح طلسم کے مجسے کہا تھا آج جو لوح طلسمی لے کر تمھارے پاس آئی ہون لوح حوالے کر چکی ہون تو مجکو تم پہچانتے بھی نہین یہ خوبی زمانہ ہی اور اپنی بدقسمتی ہی افسوس ہزار افسوس مین نے تم ایسے خودغرض و بے وفا سے الفت کر کے لوح طلسمی لاکر تمھارے حوالے کر دی مین کیا جانتی تھی کہ تم ایسے خودغرض و بے وفا صورت نا آشنا ہو گیا مین نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے تمسے الفت کر بیٹھی تمھاری الفت و محبت پر نظر کر کے تمھارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجکو ایسا کرنا چاہیے تھا بقول شاعر ؎ وفا کا لالہ کسی سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی مین نے تمھاری محبت کا جو اعتبار کیا تو سزا بے سخت مجھکو یہی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نکرونگی نہ کسی کی الفت کا اعتبار کرونگی بے سے تم ایک ہی روز مین مجھے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آشنا سے بے آشنا ہو گئے ہان صاحب کیون نہین اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی مجھ نادان و بیوقوف کے ہاتھ سے پا گئے اب کیا ہی بے خوف و خطر مصروف طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کرو دربندون کو فتح کرو مرحلات طلسمی کو سر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت لوح طلسمی قتل کرو ابتدا ہم سے کرو کہ ہمنے اپنی نانی کے صندوقچے سے چرا کر لوح لاکر تمکو دیدی ہی بڑا قصور کیا ہی ایسی کوئی خطا کرتا ہی قابل سزاے سخت ہون واجب القتل ہون کیون دیر لگائی ہے قتل کرو میری خونریزی مباح و جائز جانو یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اُس کی تقریر کو سُنکے مسکرائے خواجہ بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اُسوقت خواجہ طیفور گرد پانے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ ذرا اس آئینے مین اپنے چہرے کا معائنہ کرو اپنے تئین پہچانو ہم تو تمکو پہچان چکے ہین تم بھی اس آئینے مین اپنی صورت کو دیکھو تمھین ملکہ بہار گل پوش جادو ہو یا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت بسیار آئینہ لے کر اپنے منھ کو آئینے مین دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے مین نظر آئی دل مین کہا کہ اے مجمر جادو یہ کیا واقعہ عجیب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے دفع کیا یہان ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا کہ مجھے خبر نہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بن نہ پڑی حال میرا کھل گیا علاوہ اس کے حیرت یہ ہی کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست سے ہین کہ انھون نے اپنے سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا بیشتر تو یہی سُنا ہی کہ اہل اسلام ساحر نہین ہوتے ہین یہ مسلمان کیسے ہین کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتین کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہی اور جو جو سحر یاد ہوتا ہی وہ بالکل بھول جاتا ہی یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے تیرا نام پوچھا تھا صاحبقران اور یہ عیار دونون مجکو دیکھکر ہنسے تھے تو بے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معائنہ ہوا خیر راز تو فاش ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ بن نہ پڑی اب اپنی جان بچا کر گریزان ہو ورنہ گرفتار ہو جائے گی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہو جائے گی بلکہ عجب نہین کہ تاخیر کرنے سے

یہ عیار تجکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتین بعجلت تمام دل مین کرکے جلد اُٹھکر منڈھی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے منڈھی حضرت دانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ جاننے بنانے اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا ہے برائے دشمنی و اسیری صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہے اس کو اسیر کرلے بمجرد اس کہنے کے اُن خدمتگارون نے دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ منڈھی مین اس طرح لٹک گئی کہ سر اُس کا نیچے پانون اُس کے اونچے ہوکر [illegible] تحکم مین جو منڈھی مین تھیلین بندھ گئی اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ اے ساحرہ عیارہ اب کہ تجکو تیغ سے یا خنجر بران سے قتل کرون یا تجکو نشانہ تیر کرون اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو یا مطیع دین اسلام ہو اور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تونے مجھ ایسے عیار سے عیاری کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر کوڑا زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بصد عاجزی کہا کہ اے خواجہ مین سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہون اطاعت تمھاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہون مطیع دین اسلام ہوتی ہون کوڑے سے مجکو اذیت نہ دینا مین تاب تازیانہ نہ لاسکون گی ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا انجم جادو ہے بھانجی ملکہ شہناز جادو کی ہون جب ملکہ بہار یہان سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تو نے طلسم کشا کو اسیر کیون نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ مجھے نہین ملے اسوجہ سے مین خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال اُسکے یہان آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزائے سخت دینے کا کیا تھا مین نے سزائے سخت سے اُس کو بچا کر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے مین لے آؤن گی حسب وعدہ واسطے گرفتار کرنے کے یہان آئی تھی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہوگیا بصورت ملکہ بہار سحر سے بنکر یہان آئی تھی بیٹھتے ہی بصورت اصلی ہوگئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر مجکو اپنی اصلی صورت ہوجانے سے آگاہی ہوئی پھر مین نے یہان سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ مین اس منڈھی مین لٹک گئی ڈوریون مین میرے پانون خود بخود بندھ گئے چاہتی ہون کہ مجھے چھوڑ دو اب بدشمنی پیش نہ آؤن گی خواجہ نے اُس کے چہرے پر نظر کرکے صادق القول جان کے اُس کو رہا کر دیا وہ صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر سوئے طلسم زلزلہ تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر مین پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے انجم جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیون نہ لائی اُس نے کہا خالہ جان ہر چند مین نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کرون لیکن اُس کو اسیر نہ کرسکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز جادو انجم جادو پر بھی بہت غضبناک ہوئی بعدہٗ کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مانند ملکہ بہار گل پوش جادو کے صاحبقران یا اُس کے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی اُسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب مین اُس کو بھی کچھ سزا دی ایک ساحر غضب جادو ہمسائے مین ملکہ شہناز جادو کے رہتا ہے وہ بعداوت قلبی ملکہ شہناز جادو

سے رکھتا ہی اُسنے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے بگوش خود سُنکے فی الفور دربار نائب خداوند حکیم جالوس مین جاکر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جانے گئے اور خالی ہاتھ واپس آنے کے بیان کرکے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہو مطیع دین اسلام ہو گئی ہو بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہو اقرار بتلانے لوح طلسم زلزلہ کا کیا ہو اسیوجہ سے وہ آپ کے دربار مین نہین آئی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جانے کا اُس نے آکر بیان کیا اُس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانون سے سُنا اور آنکھون سے دیکھا ہو اُس کو عرض کیا ہو اطلاع اُس کی سرکشی اور ارادۂ دشمنی سے حضور کو دیدی ہو آئندہ حضور کو اختیار ہو یہ کہکے خاموش ہو کر اجازت حاصل کرکے اپنی جگہہ پر دربار مین جا بیٹھا حکیم جالوس نے عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو بگوش دل سُنکے از حد غضبناک ہو کے بغیر دریافت کیے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کرکے آفات احول چشم جادو سے کہا کہ جلد جاکر ملکہ شہناز جادو کو یہان اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہان آنے مین کچھ حیلہ و حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُس کو بذلت کشان کشان ہمارے روبرو لانا کچھ پاس و لحاظ اُس کا نکرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نہ ڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہی تو بھی تو ساحر نامی و نامور ہی سحر و ساحری مین کچھ اُس سے کم نہین ہی مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جسطرح ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوے طلسم کشا جانے کا ارادہ کرے تو اُسے جانے نہ دینا سدِ راہ ہونا مابدولت کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اسیدم وقت کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر سوے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو جو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے محل سے باہر برآمد ہو کر پوچھا کہ اے آفات احول چشم جادو خیر تو ہی اسوقت کیون آئے ہو اُسنے کہا کہ آپ کو نائب خداوند نے یاد کیا ہی واسطے بلانے کے مجھکے آپ کے پاس بھیجا ہو لہذا مناسب ہی کہ جلد دربار مین چلیے نائب خداوند آپ کے منتظر ہین ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہی کہ ہمین کیون بلایا ہی اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہین کہ کس واسطے طلب کیا ہی غالبًا کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز جادو ہمراہ آفات احول چشم جادو بصد تردد سوے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے اُس کے گئی سلام کرکے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجکو کیون طلب کیا ہی اُس نے غضبناک ہو کے کہا کہ تمنے ہمسے کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا کے اسیر کر لانے کا اقرار کیا تھا ملکہ برائے گرفتاری طلسم کشاے طلسم زلزلہ روانہ بھی ہوگئی تھی اُس کو اسیر کر لائی یا نہین ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی برائے تلاش و اسیری صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و رہروی افزون بے نیل مرام آئی طلسم کشا اُس کو کہین نہین ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کر لاتی تو وہ خود یا مین مع قیدی دربار مین آتی حکیم جالوس نے بقہر و غضب کو ڑا طلب کرکے کہا کہ او ضعیفہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو اپنی نواسی سے بہت پیار رکھتی تھی اُس کا حال چھپاتی ہی ہمکو سب حالات سے آگاہی ہو گئی ہی ہم نائب خداوند ہین جانب خداوند سے مالک و حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہین امور ملکی و واقعات سے سب خبر رکھتے ہین غافل نہین ہین تو بھولی ہی اسس

پیرانہ سالی مین دروغ گوئی ہے سے تمام حالات چھپاتی ہی سر دربار جھوٹ بولتی ہی ہمین معلوم ہو چکا ہی کہ بھانجی
اور نواسی تیری طلسم کشا سے مل گئی ہی تو نے بھی طلسم کشا سے سازش کی ہی اُس کی شریک مخفی طور
سے ہو گئی ہی بد خواہی خداوند پر تو نے کمر باندھی ہی بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہی یہ کہکے عالم غصہ
مین کچھ اُس کی عزت و لیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکر کے انجام پر نظر کر کے حکم دیا کہ اس مکارہ
و بد خواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بد خواہی خداوندی ہمارے حکم سے اِس کو سزا دو
بمجرد اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنے کے اٹھے نائب خداوند
نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کر کے کہا کہ مارے
کوڑون کے پشت اس بداندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزاے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران
طلسم زلزلہ سے شریک طلسم کشا ہو کر بدخواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو
تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے
لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم جالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ
روکا نائب خداوند مذکور نے برہم ہو کر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو ہمارے دربار سے نکال دو
اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بداندیشی و بدخواہی کی ہمکو پہونچے گی تو ایسی سزا دی جائے گی کہ یہ بھی
یاد کرے گی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار
نامی و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوے اور بجاے خود کہنے لگے کہ نائب خداوند نے
اچھا نہ کیا ایسی ساحرہ معزز و قرابت دار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی
حکم کوڑے لگانے کا دیا سر دربار اُسکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزاے سخت دی خلاف
عدالت یہ فعل کیا اپنے خیر خواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہی کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلمین کر کے
خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند مذکور سے کچھ زبان پر نہ لا سکے ملکہ شہناز جادو اپنی
ذلت اور کوڑون کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و مخمور جادو کو جب تمام حال
سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا
کہ اے لڑکیو تمھاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے اسیری
طلسم کشا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نہ کھاتی نائب خداوند حکیم جالوس
بمجرد غضبناک نہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجکو نہ کہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی سلاطین طلسم
زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہونگی صحرا یا
جنگل مین جا کر چند روزہ حیات بسر کرون گی نائب خداوند نے میری عزت و لیاقت کا کچھ خیال نہ کیا
مطلق پاس و لحاظ پیرانہ کیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہود سرمست جادو اپنا بزرگ جان کر میرا
پاس و لحاظ کرتا ہی تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہی اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی
میری قدر و منزلت نہ کی ایسا مجکو ذلیل و حقیر جان کر کوڑے لگائے کہ کسی ادنی کو بھی اس طرح
تعزیر نہین دیتے ہین مین نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادہ جنگ نہوئی تیغ سحر کے اپنی جوہر
نہ دکھاے خیر دیکھا جائے گا یہ نابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہی کبھی تو کسی کے ہاتھ
سے یہ بھی ذلیل ہوگا ایسی تقریر تا دیر کر کے جلسے دریافت مدت طلسم زلزلہ کتاب سامری کھولی اور
اُسمین تھوڑی مدت بقاے طلسم مذکور کی دیکھی اور سوا اس کے کچھ حالات نسبت طلسم کشا کی

شہر اگت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا لے کر مکان کو اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم کر گئے چند کنیزون اور ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر ابر سرخ رنگ اپنے سحر سے پیدا کر کے اُس ابر مین غائب ہو کے سوے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صدا ے رعد آتی تھی بجائے بارش آب بارش خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہو کر کہین جاتی ہے عجب نہین کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہو کر بربادی طلسم کی درپے ہو اگر کہین ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہو گئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابت داران خداوند سے ہے اُس کے سحر کی پناہ نہین اس سے ساحران نامی بھی سحر ساحری مین عاجز ہین نکے نائب خداوند نے عالم غصہ و قہر و غضب مین بے سمجھے بوجھے ایسی معزز ساحرہ کو کوڑے مارے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتائے گا انجام اس ظلم کرنے کا بُرا ہوگا بعض ساحرون نے جواب دیا کہ قول تمہارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہمپر بھی عتاب کرکے کہے کہ تم سب نے اُسکو جاتے ہوے دیکھکر ہمکو اطلاع کیون نہ کی تو اُس کا جواب کیا دین گے یہ کہکر فی الفور روانہ ہو کر خدمت نائب خداوند مین سر دربار جاکر بعد ادا ے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہو جیے کہ ملکہ شہناز جادو حضور کے دربار سے کوڑے کھا کر جو اپنے گھر مین نالان و گریان گئی تو تا دیر رویا کی بعد ازان اپنے مکان کو عالم رنج و صدمہ بے عزتی اپنی مین بالکل منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور سے ناخوش و ناراض ہو کر ابھی سوے کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبًا پاس طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے جائے گی اُس کی شریک و معاین و مددگار ہو کر بربادی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی بدخواہی و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازدار ان طلسم زلزلہ سے ہے نشان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کر دے گی اُس کی جانب سے نمکخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گی غالبًا فتنہ و فساد برپا کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہو کر گئی ہے ابھی اثناے راہ مین ہوگی کوہ بلور تک نہ پہونچی ہوگی ہم ملکہ شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس کے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ ہمارے روکنے سے بھلا کیا رک سکتی سوا اس کے ہم کو حکم اُس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سد راہ نہو کر اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور مین حاضر ہو کر عرض کی ہے ایسی حالت مین جو مناسب ہو حضور انتظام کرین حکیم جالوس نائب خداوند ہو سرمست جادو یہ خبر تردد اثر سُنکے بہت گھبرایا ملکہ شہناز جادو کو کوڑے لگا کر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل مین بہت پچھتایا بعد ازان اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند ذو الاقتدار تم سب مین کون ایسا ساحر زبردست و خیر خواہ خداوند ہے کہ جو جاکر ملکہ شہناز جادو کا سد راہ ہو کر اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو قتل کر کے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہان سے گئی ہے ہم اس کارنمایان کے عوض مین خلعت و انعام کثیر دین گے مرتبہ بھی زیادہ کرین گے خداوند بھی

بہت خوش ہونگے خلعت ومنصب وجاگیر دین گے اُسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعد دیو سحر
جادو نے اپنی جگہہ سے اُٹھکر بادب عرض کیا کہ اے نائب خداوند پیرنگخوار حسب الحکم جائے گا اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھاکر روبرو حضور کے لے آئے گا اگر وہ نہ آئے گی تو اُس کو قتل کرون گا ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرون گا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
ہر چند کہ ملکہ شہناز جادو عزیز داران خداوند سے ہے اور ساحرہ معزز ہے سحر و ساحری مین یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کرے گا جسوقت اُس کے روبرو پہنچے گا اور آواز اپنی بلند
کریگا ضرور وہ بیہوش ہوکر گر پڑے گی ایسی حالت مین اُس کو قتل کرنا کیا مشکل ہوگا اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤن حالانکہ سر عورت کا کاٹنا اچھا نہین ہے نائب خداوند مذکور نے خوش
ہوکر اُس کو خلعت دے کر کہا کہ تجھکو ملکہ شہناز جادو کے بارے مین اختیار ہے چاہے محض اُسکو
یا مع ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہے بعد قتل کرنے کے سر بھی نامبردگان
کے کاٹ کر لیتے آنا مگر جہان تک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھاکر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیزداران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعد دیو سحر جادو پیک کے دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر ابر سیاہ سحر پر
اور بقولے تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بزور سحر
بلند ہوکر ابر سحر مین غائب ہوکر مع سامان جنگ سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
انشاءاللہ لکھا جائے گا بالفعل ساحر مذکور کو توراہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہوکر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا اقرار کرکے زیر کوہ بلور سے اپنے گھر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کر دیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنون کے خوف سے منڈھی مین بیٹھے
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرأت و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بڑے بودے بزدل ہین ساحرون و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
منڈھی کے اندر چھپ کے بیٹھے ہین باہر منڈھی کے نہین نکلتے ہین یہ شجاع و بہادر نہین ہین بس
اب ہم منڈھی کے اندر نہ بیٹھین گے تمھارے کہنے سے دو تین روز تک اس منڈھی مین بیٹھنے
شب بسر کی اب منڈھی سے باہر نکل کر سیر و شکار کرین گے چند روز یہان بسر کر چکے اب آگے
روانہ ہون گے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے مین نے تو منڈھی محض اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس منڈھی کے اندر بیٹھ کے شب کو آرام بھی کیجیے تاکہ دشمنون سے
آپ کو کچھ ضرر نہ پہونچے بس جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر منڈھی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہین ہے تو نہ بیٹھیے لیکن
یہ خیال کر لیجیے کہ پے در پے دشمنون سے سامنا ہوگا حکم نائب خداوند حکیم جالوس سے ساحران
نابکار ادھر آئین گے دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہین گے صاحبقران موصوف نے جوش شجاعت
مین فرمایا کہ ہمکو ساحرون کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہین ہے خداوند عالم اپنا حافظ و نگہبان ہے
اسی کی حفاظت ہمین کافی و وافی ہے منڈھی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہین ہے کیا تم نہین جانتے ہو کہ

ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین اپنے کسی دشمن سے نہین ڈرتے ہین اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہین یہ فرماکر منڈھی سے باہر آئے خواجہ طیفور گرد یانے پہلے منڈھی کو زنبیل مین داخل کیا بعدہٗ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر اُن خدمتگارون وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہے انھون نے خوش ہو ہوکر ذری ذری سی وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے مین آگ لگادی ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہے اگر گرمی معلوم ہوتی ہے تو اٹھ کر ٹہلو وہ سب ٹہلا چاہتے تھے کہ اٹھکر ٹہلین کہ یکایک سرون کو گردش اور پاؤن کو لغزش ہوئی تیورا کر زمین پر گرکے بیہوش ہوگئے خواجہ نے اُن کو مع اشیاء دیگر کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھین داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران کشورستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین ولجام سے آراستہ کرکے حاضر کیا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گرد یا ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہان کھڑے ہین تم جاؤ آہوؤن کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ ہم اُن کو صید کرین خواجہ حسب الحکم برائے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام صحرائے سبزہ زار مین بہت دور تک چلے گئے یہان صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے صاحبقران نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا جب قریب اُن کے پہونچے آہوؤن نے دیکھکر صدائے سم مرکب پاکر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر باتوقیر نے دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر ایک آہوئے شوخ چشم کو تاک کر چلۂ کمان مین تیر کو جوڑ کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی ران پر پڑ کر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہوکر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست وخیز کرتا ہوا چلا صاحبقران نے اُس کے تعاقب مین گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور تر چلا گیا یہان تک کہ اُس صحرائے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پرخار مین پہونچا کہ وہ نہایت وحشت ناک تھا کوسون تک سبزہ ونخل کا نام ونشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایۂ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن مین زبان خشک ہوئی جاتی تھی حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے لب خشک تھے خاک اُڑ رہی تھی ہوائے سم آلود چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی زمین حرارت مہر سے مانند تابہ آہنی گرم تھی ہر ذرۂ ریگ صحرا ایک شعلۂ آتش تھا ایسی گرمی مین خواہش آب تھی پانی کوسون نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو مین کسی جگہ کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اُس بیابان مین مانند گوہر نایاب نایاب تھا گرد باد بار بار جابجا اٹھکر بلند ہو رہے تھے گویا زمین اس صورت سے تاب تیزی آفتاب نہ لاکر سوے فلک برائے پناہ جاتی تھی یا وہ گردباد زمین سے بلند ہوکر اُس دشت جانستان مین آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پرخار و پرخطر مین آنے کا ارادہ نکرنا اگر ادھر آؤگے ہلاک ہو جاؤگے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی وحرارت آفتاب کے اُس دشت پرخار وخطرناک مین عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوے اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی مین بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر بیٹھا ہوا ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق کون ومکان کا کرکے نعرہ کرکے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوے تیر خوردہ وخستہ وماندہ کو

جھپٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ شیر اُس کے گلو پر منھ مار کر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو بیٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
آہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہے گوشت اُس کا کھا رہا ہے دیکھتے ہی صاحبقران نے برہم ہو کر مرکب سے
اُتر کر چند قدم آگے بڑھ کر نعرہ کوہ شگاف کیا اور باآواز بلند کہا کہ او سگِ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا کچھ ہم سے خائف و ترسان نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہے اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کرینگے اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہین شیر مذکور پشت جانب
صاحبقران کیے ہوے حالت گرسنگی مین سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اُٹھا کر اسیر با توقیر کے ٹوٹ گئے اور للکارنے سے از حد برہم ہو کر اپنے شکار کو چھوڑ کر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مار کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے ادھر
صاحبقران نے خائف و ترسان نہو کر جلد تر اپنے دونوں ہاتھوں سے کلائیان شیر کی مستحکم پکڑ کر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ کمر اُس کی ٹوٹ گئی اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نلا کر تڑپ کر مر گیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہین آتا سخت حیرت ہوئی ہر چند صحرا مین ڈھونڈھا مگر مرکب کو نپایا
خیال کیا کہ غالبًا براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہے اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہے ایسے دشت پُر خار و جان ستان مین بحالت تشنگی و حرارت آفتاب تلاش اسپ بیکار ہے
آخر دست بردار ہوکے براے جستجوے آب ایک جانب پا پیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و خلش ہاے صحرا و تکلیف آبلہ پائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی تین گنبد گلی برقطعہ سے بنے ہین ایک گنبد مین ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہے زیر پا اُس کے فرش حصیر کہنہ ہے سر اُس کا جھکا ہوا ہے آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ذکر خدا کر رہا ہے اُسکو مطلق کسی کے آنے کی خبر نہین ہے بلکہ دنیا سے بے خبر ہے محو ذکر الٰہی ہے کسی طرف
اُس کو توجہ نہین ہے کسی جانب نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہین ہے بجز ایک تہمد کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہین ہے موے سر اُس کے جو دراز ہین گرد و غبار مین آلودہ ہین گویا قبل مرگ خاک مین ملا ہوا ہے
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد مین کچھ نہین ہے صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہے جس پر بیٹھا ہوا
ہے یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہمد ہے جو باندھے ہوے ہے صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل مین کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پُر خار و وحشت آثار مین صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہین سے کچھ پانی
کی سبیل کرے یہ تجویز کر کے قریب اُس کے جا کر سلام کیا اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا منھ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
مین مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا کہ اے درویش با خدا مین اسوقت بہت پیاسا
ہون فرط تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہین اگر تھوڑا سا پانی کہین ہو تو ہمین پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد مین جا کر پانی پی لو یہان پانی نہین ہے
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد دیگر مین

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوے گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہی بالاے سبوے گلی ایک ساغر گلی بھی رکھا ہوا ہی اُس گھڑے کو دیکھکر گویا تن بے جان مین جان آگئی دل کو بدرجہ کمال دستیابی آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوے مذکور سے ساغر مین پانی لے کر پیا تسکین قلب وجگر ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سر نو زندگی ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے گو وہ مرد تارک دنیا ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ جانے کیا سبب ہی کیون یہان بیٹھے ہو کیا مطلب ہی جب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ ہمکو اشتہاے طعام ہی یہان کہین کچھ غذا دستیاب ہوسکتی ہی یا نہین اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ تیسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہا کہ جاؤ تیسرے گنبد مین وہان تمکو آب وطعام ملے گا امیر کشورگیر اُس کے پاس سے اُٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب اُس گنبد مین داخل ہوے دیکھا کہ دسترخوان معقول بچھا ہی بالاے دسترخوان ظروف گلی مین طعامہاے رنگا رنگ گرم رکھا ہوا ہی صراحیان مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کوئی دسترخوان پر ظروف پر از طعام نمکین وشیرین رکھکر چلا گیا ہی گنبد خالی ہی کوئی نہین ہی صاحبقران نے بالاے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دھوکر دسترخوان مذکور پر بیٹھکر اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ وخوش ذائقہ وخوشبو وچرب ومرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہوکر کھایا پھر آب سرد پیا بعد اکل وشرب اُٹھکر ہاتھ دھوکر شکر رزاق مطلق وروزی رسان ادا کیا اور گنبد مذکور سے باہر آکر قطع راہ کرکے پھر اُسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف وعنایت سے ہم یہان آکر بخوبی سیر وسیراب ہوے بہت ممنون منت ہوے اب زمانہ شب آگیا ہی اس دشت پُر خوف وخطر وپُر خار سے جانا مناسب نہین جانتے ہین اگر تیری اجازت ہو تو شب اسی گنبد مین بسر کرین ہم بھی ذکر خدا کرین نماز مغربین پڑھین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرین واجب کو ادا کرین حکم خدا کو بجا لائین اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا عبادت خدا ہی کرو اور شب بھی اسی گنبد مین پاس اس بینوا کے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اُسی گنبد مین نماز مغربین پڑھی بعد وظائف واوراد جب وقت خواب آیا اُسی گنبد مین استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبرو اُس درویش کے رکھکر چلا گیا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش باکمال منھ سے کیون نہین بولتے ہین خاموشی انھون نے کیون اختیار کی ہی اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمھارا کیا ہی کہان رہتے ہو مکان مسکونہ تمھارا یہان سے قریب ہی یا دور ہی اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ تمکو ہمارا احال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہم کوئی ہین کہین رہتے ہین اتنا ہم کہتے ہین کہ بندگان خدا سے ہین یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہین اگر تم چندے یہان رہوگے تو کسی روز یہ تمسے فرصت کے وقت کچھ کلام کرین گے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتون مین ضائع نہین کرتے ہین ذکر خدا سے ان کو سروکار ہی اگر شیر بھیڑیے ودیگر چوپائے وغیرہ درندے گزندے اس گنبد کے گرد آکر جمع ہون تو اُن سے ہرگز نہ ڈرنا وہ تمکو ضرر نہ پہونچائین گے شب بھر گرد گنبد

بیٹھے رہین گے ہنگام سحر سب چلے جائین گے ان درندون گزندون کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہر شب کو جمع ہوتے ہین دن کو چلے جاتے ہین کسی کو ضرر نہین پہونچاتے ہین تمکو بھی لازم ہی کہ کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا نہ کسی کو ستانا گنبد مین ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہان سے چلے جانا صاحبقران
کشور ستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خدا سے شیر بیشۂ شجاعت ہین درندون سے کیا ڈرین گے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشور گیر نے وہ شب گنبد مین بسر کی صبح کو بیدار ہوکے نماز سحر پڑھ کے
بیٹھے تھے کہ اُس درویش نے کچھ مٹھائی پیش کی انھون نے برغبت کھائی اس اثنا مین آفتاب جانب
مشرق سے عیان ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوے تھے سب چلے گئے صاحبقران
تو گنبد مین بیٹھے ہی ہین درویش خاموش بیٹھا ہوا ہی آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہی مگر اب حال خواجہ طیفور گردپا
کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ حسب ارشاد امیر با توقیر واسطے گھیر کر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوے
دور تک چلے گئے کہین کوئی آہو حسب اتفاق نہ ملا جب اُدھر سے پھرے جہان صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوے صحرا کو طے کرتے ہوے اُس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر نر مرا ہوا پڑا تھا اور غزال تیر خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اُس کے بالاے خاک پڑا تھا
خواجہ شیر و آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکر سمجھے کہ یہان تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ ملتا ہی
جب اُس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہوگئی اُسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہان سے آگے روانہ ہوے نشان پاے
صاحبقران دیکھتے ہوے تا گنبد درویش پہونچے وہان دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہین دیکھتے ہی
خوش ہوے قریب تر جاکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر تشریف لائے ہین
آپ کو صحراے سبزہ زار مین ڈھونڈھ لیا آخر تلاش کرتا ہوا یہان آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اُس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہین چاہتے ہین کہ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے ملنے کا کیجیے تاکہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ مین
آپ سے عقدہ امور جو عقدۂ مشکل الحل طلسمات مین کچھ عرض و دشوار ہو کرین درویش مذکور نے ایک تعویذ
دے کر ارشاد کیا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تمکو بہت سے
نفعے ہونگے علاوہ اس کے دشمنون سے تمھاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھوگے ہم تمسے آکے ملین گے صاحبقران تقریر درویش مذکور سمجھکر اُس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوے خواجہ طیفور گردپا ہمراہ رکاب ہوے
ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سب جو اپنے مکان سے نائب خداوند کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بہت ناراض و ناخوش ہوکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحراے
سبزہ زار مین پہونچین ملکہ شہناز جادو نے بلندی پر سے اُترکے زمین پر آکر مجمر جادو و بہار گلپوش
جادو سے کہا کہ اب اسی صحرا مین ہم اپنی بود و باش کرین گے انھون نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ
ہی کہ جانب کوہ بلور چلیے زیر کوہ بلور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
فروکش ہین ان سے چل کے ملیے اُن کی شرکت سے ان کو خوشی ہوگی وہ آپ کی قدر و منزلت
زیادہ کرین گے آپ کی شرکت سے اُن کو ایک قوت حاصل ہوجائیگی آپ طلسم کشائی مین اُن کی

اعانت کیجیے گا زوہ نہایت مرد نیک و معقول ہین آپ سے بھی بہ نیکی و احسان پیش آئین گے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمھاری راے اچھی ہی مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہی حالانکہ مین تخت نشین و فرمانروا ہین ہون مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہو دسرست
جادو سے ہون عالی خاندان و والا دودمان ہون خود جاکر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہین ہی
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہی کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤن اپنے حالات سے آگاہ
کرکے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کرون ہان اگر طلسم کشا خود آکر مجھسے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت مجکو اپنی فرودگاہ پے جائے تو البتہ مجھے جانے مین عذر
نہوگا بغیر اس کے ہرگز نجاؤن گی کیونکہ میری بے عزتی کا باعث ہی ملکہ بہار گل پوش جادو
و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا بوجہ مذکورہ منظور نہین ہی تو اس صحرا
مین دشمنون سے بے خوف و خطر ہوکر قیام نفرمایے کیا آپکے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہوئی ہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہی کہ ناخوش و برہم ہوکر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہونگے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضرور ہی مقتضاے عقل یہی ہی کہ دشمن سے غافل نہونا چاہیے اُس سے اندیشۂ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت دشمن سے مغلوب نہون
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہون ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کرکے کہا کہ اے لڑکیو اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دور اندیشی کی کرتی ہو مین یہ راے تمھاری پسند کرتی ہون واقعی دشمن سے اپنے
جان و مال کی حفاظت ضرور ہی دشمن کی دشمنی سے اندیشہ رکھنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی رح ع - دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد - اور ہمارا دشمن تو نائب خداوند
حکیم جالوس قوی ہی اُس سے تو ضرور ہی اندیشۂ دشمنی ہی مگر مین بھی ملکہ شہناز جادو ہون اگرچہ
دربار مین مین نے صبر کیا اور جوہر اپنی تیغ سحر کے ندکھائے تو کیا اب بھی سحر خوانی مین لب نہ ہلاؤنگی
دیکھنا قیامت تو برپا کر دون گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کرون گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھسے بگاڑ کر پچتائے گا اُسوقت مصلحت یہی تھی جو مین نے صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہوگئی ہی کوئی دقیقہ دشمنی کا فروگذاشت نکرون گی یہ کہکر چند ناریل
اور ترنج اسباب سحر سے لے کر الفاظ و اسماے سحر زبان پر جاری کرکے اُن ناریل چوٹی ذارونج پر
دم کرکے چہار طرف زمین پر مارے وہ ناریل زمین پر گرکے پھٹے دھوان اور شعلے پیدا ہوے وہ
صحراے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہوگیا بار بار دھوئین مین شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھوان ہواے تند سے دور ہوا شعلے دفع ہوے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سربفلک کشیدہ مع برج و بارہ کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار و آراستہ ہی
کہ چہار دیواری اُس کی سنگین ہی اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہین
بروج و بارہ کنگورے فصیل خوشنما ہین ہر دروازے پر ایک ایک تپلہ ایستادہ ہی کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان ہی کوئی تیغ بقبضہ ہی مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائین گے
مجملاً یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق پل پختہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا ہمراہیون نے متحیر ہوکر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہوکر مسکرا کر

جواب دیا کہ تمنے ابھی کیا دیکھا ہی یہ قلعہ کیا ہی میرے سحر کا ایک ادنی سا گھروندا ہی تم اسی کو دیکھکر متحیر ہوکر تعریف کرتے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرونگی یہ کہکر اُس قلعہ سحر سے جانب طلسم زلزلہ کے بڑھکر دور جاکر چار ترنج لیکر ہر ایک ترنج پر سحر دم کرکے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھواں زمین سے پیدا ہوکر اٹھا ہوکر بلند ہوکر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہو گیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اُس جگہ اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزوں نے دیکھا کہ وہ دھواں وشعلے دفع ہوگئے تاریکی دور ہوئی ایک چار دیواری پختہ ومنقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے کھلا ہوا دیکھا اُس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پُر بہار ہی چمن گلہاے رنگا رنگ کے ہیں کوئی چمن لالۂ نعمان کا ہی کوئی نافرمان کا ہی کوئی داؤدی کوئی چمپا کوئی نسترن کوئی نسرین کوئی سیوتی کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری کوئی گل عباسی کوئی گل سرخ وغیرہ وغیرہ کا ہی ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہی نہایت سرسبز وشاداب ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہیں غنچے بھی نمودار ہیں اکثر غنچے چٹک رہے ہیں بلبلوں و دیگر مرغان خوش الحان کا باغ میں ہجوم ہی طائران خوش الحان چہک رہے ہیں قمریاں نغمہ سرا ہیں جوش پر فصل بہار ہے آتش گل شعلہ ور ہی نہریں جاری ہیں لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہیں قمریاں اُس پر بیٹھی ہیں عشق کا دم بھر رہی ہیں ہر سرو مانند قد محبوب ہی اکثر چمنہاے طولانی اشجار میوہ دار مانند سیب و ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود وغیرہ کے ہیں تھالے اُن کے درست ہیں باغبان وغیرہ باغ میں موجود ہیں درستی اشجار وغیرہ میں مصروف ہیں باغبانیان خوش رو خوش لباس بھی نظر آتی ہیں خس وخار باغ سے دور ہی درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر تنگیرہ تمامی کا ایستادہ ہی زیر تنگیرہ فرش نفیس ونادر شاہانہ بچھا ہی بالاے فرش مذکور مسندیں ہی کرسیاں نقرئی وطلائی کار بلکہ جواہر نگار بیجا قرینے سے رکھی ہیں ایک سمت بارہ دری ہی وہ نہایت نفیس ونادر ومنقش ہی قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہی بارہ دری کے اندر سامان قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہی شیشہ آلات چھت پردے نہایت قیمتی نفیس ونادر ایسے ہیں کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہیں دیکھے ہیں دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہیں اُن دروازوں سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن وآشکار ہو رہا ہی جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہی کنولوں میں اُن کے شمعہاے مومی وکافوری چڑھی ہوئی ہیں جھاڑ بیشتر کے بھی نایاب جواہر رنگا رنگ کے ہیں تصویریں قرینے سے لگی ہیں آئینے حلبی قد آدم نہایت خوبی سے اُس میں دکھائی دیتے ہیں وہ آئینے ایسے ہیں کہ اگر سکندر بھی اُن کو دیکھتا تو اُس کو بھی حیرت ہو جاتی مسہری پلنگ کرسیاں میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت وزینت سے بخوبی آراستہ ہی قصرہاے سلاطین سے آراستگی میں بہتر وبرتر ہی باغ میں ہواے سرد چل رہی ہی نسیم سحر ہوا داری کو موجود ہی اترائی ہوئی پھر رہی ہی گلوں سے بس کر جو آتی ہی دماغ کو بساتی ہی اُس باغ پر بہار پر دھوکا گلشن ارم کا ہوتا ہی غرضکہ کنیزوں نے بیرون باغ سے سیر باغ وبارہ دری کرکے خوبی و آراستگی پر اُس کے بغور نظر کرکے ملکہ شہناز جادو کے سحر کی بہت ثنا کی اُس نے مجمر جادو کو اپنے قریب بلا کر سرگوشی میں تا دیر کچھ کہا اُس نے عرض کیا کہ بہت خوب میں ایسا ہی کروں گی جو کچھ آپنے فرمایا ہی اُسی پر عمل

کرون گی ذرا کوئی ساحر نابکار فرستادہ نائب خداوند حکیم جالوس ادھر آئے تو دیکھیے گا کہ اُس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہو کہ قلعہ تو سیما
قبل اس کے ذکر کیا گیا ہو ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا ہوا اور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا اور یہ قول و بیان راوی دیگر اصح ہو الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو مع جادو کو اپنے ہمراہ لے کر ملکہ بہار گل پوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے کچھ کہکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جا کر داخل قلعہ مذکور ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بغرض ضرورت
شہرین ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہو کر سحر سے اپنی صورت و شکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ و باغ
نہ ہو چکی تھی کہ رعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور برائے اسیری شہناز جادو
دربار نائب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر مع سامان جنگ و جدال روانہ ہوا تھا
اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اُسی صحرائے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اُس نے
سوئے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پُر بہار عجب شگفتہ و شاداب ہو کہ زیر فلک
مثل اُس باغ کے دوسرا باغ نہین ہو اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہو یہ دیکھکر متحیر ہو کر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ و شہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہو ذرا ٹھہر کر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سوائے سبزۂ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کر کے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوئے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ کچھ درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہو کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہو کوئی کچھ برگہائے سبز کا
عرق کوٹ کر نکال رہی ہو تین چار کنیزین قریب بیٹھی ہوئی آبدیدہ ہو کر باہم یہ کہہ رہی ہین کہ ہماری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہو کہ حالت ان کی متغیر ہو گئی ہو چہرہ اُتر گیا ہو غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہو بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا و تدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا ہو نہین معلوم کیسا درد ہو کہ ایک حالت پر ہو کچھ کمی نہین ہوتی ہو اب یہ دوا تیار ہو رہی ہو دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہو یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہو جائین اس دوا سے صحت پائین درد سر
دور ہو جائے ملکۂ عالم تندرست ہو جائین روگ و سوگ اُن کا اُن کی جان کی سلامتی مین دور
ہو جائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالبًا بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرین گی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی اُن مین سے کہتی ہو کہ کہین وہ نیک گھڑی
تو آئے صحت تو ہو اس صحرا مین بلکہ دور دور یہان سے کوئی حکیم و طبیب بھی ایسا نہین ہو کہ جسکو
بلا کر اُن کا علاج کیا جائے رعد دیو سر جادو نے در باغ پر آ کر گفتگو اُن کنیزون کی سنکے کہا کہ ہمکو
حکمت مین دخل ہو اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم اُن کا علاج ایسا کرین گے کہ وہ ابھی
اچھی ہو جائین گی اور یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ملکہ کا کیا نام ہو انہون نے کھڑے ہو کر با ادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرمائین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
آگاہ کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہو کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہو جائین گی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکۂ عالم سے دریافت کر لیجیے گا ہم ادبًا اُن کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کر سکتے ہین

بیٹھا

فقط ملکۂ عالم کہتے ہین ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہی سب ہمکو رعد دیو سر جادو
کہتے ہین ہم مقرب بارگاہ ورفقاے خداوند ہو دسر مست جادو سے ہین حکمت وطبابت مین
بھی مہارت رکھتے ہین سحر مین بھی لاجواب ہین ہمارا سحر کوئی دفع کر ہی نہین سکتا ہی ہماری آواز بلند
سنکے کوئی ہوشیار نہین رہ سکتا ہی ضرور بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی ہم براے اسیری گرفتاری ملکہ
شہناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جاتے تھے اس صحرا مین یہ باغ پر بہار
دیکھکر براے دریافت حال زمین پر آئے ہین یہ کہکر در باغ سے اندر باغ کے نظر کی ہوا جو پھولون
سے بس کر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ واہ کیا بوے خوش
آئی ہی کہ دماغ معطر ہو گیا ہی کنیزین اُس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئین ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہی اُسے بلالو کنیزین پھر در باغ پر آئین دست بستہ کہنے لگین کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہی رعد دیو سر جادو اپنے لشکر کے تمام ساحرون کو صحرا مین
چھوڑکر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ مثل گلشن ارم ہی جہان تک اُس کی تعریف کیجیے کم ہی غرضکہ
ہر طرف دیکھتا ہوا چمنہاے رنگارنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ اُن کنیزون کے بارہ دری مین گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت وخوش جمال
عدیم المثال مسہری پر لیٹی ہی دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوے ہی سر پر ایک رومال بندھا ہی
آہ آہ کر رہی ہی چند کنیزین حاضر ہین کوئی سر دبا رہی ہی کوئی عطر خس سنگھا رہی ہی کوئی لخلخہ
عطر مجموعہ قریب لائی ہی عرض کرتی ہی کہ اے ملکہ اب اس لخلخے کو سونگھین شاید اس کے سونگھنے
سے درد سر دفع ہو جائے رعد دیو سر جادو اُس نازنین مبتلاے درد سر کو دیکھکر جان و دل سے مبتلاے
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل مین پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب سر وچہرۂ ملکہ مذکور لاکر بچھا دی بعدہٗ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھین
رعد دیو سر جادو نے اُس کرسی پر بیٹھکر فرط الفت سے بے اختیار پوچھا کہ اے ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہی نصیب دشمنان کیا شکایت ہی ہرچند کہ کنیزون سے کچھ حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہی
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک وحنائی سے
جانب سر وپیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پریرو شاکی درد سر ہی اس اثنا مین ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو بندھا ہوا تھا سر سے دور کیا ارادہ پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا رعد دیو سر جادو نے کنیزون سے کہا کہ مجھکو ایک طریقہ دفع درد سر کا بھی معلوم
ہی جب تک کوئی دوا تجویز کی جائے اور وہ تیار ہو اُسے طریقے سے دفع درد سر کی کوشش کرتا ہون
یہ کہکر پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آگیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو مین بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی ولطافت مین وہ قطرۂ عرق پیشانی
غیرت در آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہو گیا چونکہ ہاتھ اُس کا ایسے معشوق حسین ومہ جبین و
گلرخسار کی پیشانی نورانی تک خوبی تقدیر سے پہونچا تھا عمداً تادیر ہاتھ رکھے رہا کچھ پڑھ پڑھکر پھونکا
کیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوب خوب رو سے نہ اُٹھایا بعد ازان پوچھا کہ اے ملکہ اب درد سر کیسا ہی
اُس نے کہا کہ تمھاری باتین ہیرا اور کچھ پڑھکر دم کرنے سے درد سر مین بہت کمی ہی کونسی دعا یا کونسا
منتر تھے ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا درد سر دفع ہو گیا

نازنین مبتلاے درد سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ
و اسما میں نے پڑھ کر تمھارے سر و پیشانی پر دم کیے ہین یہ طریقہ و عمل براے دفع درد سر مجرب ہی
جاے شکر ہی کہ درد سر تمھارا بہت کم ہوگیا باقی ماندہ بھی رفع ہوجائیگا اس علاج کا مجکو انعام
کیا ملیگا زر و جواہر کی تو خواہش نہین ہی ملکہ مذکورہ نے اُس کی تقریر سنکے اور سمجھ کے شرما کر مسکرا کر
ہار پھولون کا اپنی گردن سے اتار کر اور چند پھول اپنی بدھی سے اُس کو دے کر کہا کہ لو یہ انعام
بہتر از خلعت و زر و جواہر ہی اس ہار کو اپنے گلے مین ڈالو پھولون کو سونگھو علاوہ اس کے ہمارے
پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جس سے تمھارے ہاتھ نم ہوے ہین عطر گل ہی سر دست
عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہی آئندہ دیکھا جائیگا ساحر مذکور نے خوش ہو کر وہ ہار لے کر اپنے
گلے مین ڈالا شادی و خوشی سے پھولون نہ سمایا اُن پھولون کو اور دست آلودہ عرق پیشانی ملکہ
کو بھی جو عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہوگیا اظہار عشق اس طرح کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے جاتا ہے دیوانوں نے
گلشن دہر میں جو فصل بہار آئی ہے
دیکھکر کاکل مشکین تری تیرہ شب مین

قید خانے کیے آباد پریشانوں نے
شور عالم مین کیا ہے ترے دیوانوں نے
دل دیے زلف پریشان کے پریشانوں نے

یہ اشعار پڑھکر جوش دیوانگی و عشق مین از خود رفتہ ہوکر جیب و دامن و گریبان چاک کر کے
کہنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہین تمھارے وصل کے خواہان ہین ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو
کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق و شیدا ہو دعویٰ بغیر دلیل ہو نہین سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار
ہونا ہم پر ثابت کرو پھر طالب وصل ہو اُس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کرون جسکے
کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر
جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند حکیم جالوس ہی ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہی
اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو اُس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے
دشمن کو زندہ نرکھو اگر اس کام کا سرانجام کروگے تو البتہ ہمارے عاشق سمجھے جاؤگے اور ورمراد
بھی پاؤگے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوندی تو
کیا حقیقت ہی اگر کہو تو خداوند ہوش سرمست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤن تمھارے حکم کو
بجا لاؤن تمھاری زبانی اب یہ سنا کہ حکیم جالوس میرا رقیب ہی وہ نابکار بھی شاید تم پر مائل بوصل ہے
نا امید ہو کر تمھارا دشمن جان ہوا ہی ایسے نابکار کو کہ میرا اور تمھارا دشمن ہی ضرور ہلاک کرونگا سر
اُس کا کاٹ کر لے آؤنگا ابھی جاتا ہون سر اُس کا کاٹ کر لیے آتا ہون اول تو مین ہی اُس کے قتل
کرنے کے واسطے کافی ہون دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہین جو میرے مطیع و فرمانبردار
ہین تمھارے در باغ پر ٹھہرے ہوے ہین اُن کو ہمراہ لے کر جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا تمکو اختیار ہی
جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزون سے کہا کہ
اس جوان کے ہمراہی جو ساحر ہین اور ہمارے در باغ پر آگئے ہین وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم
نرہین اُن کو عطر اور پھول جو رکھے ہوے ہین جاکر دیدو اور کہدو کہ ہماری ملکہ نے بہ خاطر
رعد دیو سر جادو تمکو بھی یہ عطر اور پھول بھیجے ہین ان کو سونگھو عطیہ ملکہ عالم کے شکر گذار ہو
کنیزون نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک قطرہ یا پھول لے کر خوش ہوکر سونگھ کر

مبتلائے سحر ہوکر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمین سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہین جان نثاری کو
موجود ہین اُن کے دشمن کے دشمن ہین کنیزون نے کہا کہ دشمن اُن کا نائب خداوند ہے اپنے
سردار رعد دیو سر جادو کے ساتھ جاکر سر حکیم جالوس کا کاٹ کر لاؤ اُنھون نے کہا کہ ہمین
کیا عذر ہے سر اُس کا جاکر کاٹ لائین گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نہ رکھین گے یہ کہکر حالت دیوانگی مین
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہوکر پڑھنے لگے اس اثنائے مین رعد دیو سر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ جلد چلو نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئین حکم ملکہ بجا لائین سب نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کرین سر دربار گھس کر اسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کرین یہ سُنکے رعد دیو سر جادو اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوے پھر رعد دیو سر جادو
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم مذکور
مین پہونچا ساحرون نے جلد تر جاکر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سر جادو جو برائے
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ گیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سُنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھ کر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ سُنا تم نے رعد دیو سر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دین گے کہ وہ بھی خوش ہو جائے گا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے چیخنے سے ممکن نہین
کہ دشمن بیہوش نہو جائے یہ سحر خاص اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ عرض کر رہے تھے نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہار پھولون کا گلے مین ڈالے ہوے ہے کچھ پھول
ہاتھ مین لیے ہے بار بار اُن پھولون کو سونگھتا ہے لباس اُس کا جا بجا سے پھٹا ہوا ہے چہرے سے آثار وحشت
و قہر و غضب ظاہر ہین ابھی تیس چالیس اہل دربار جو بیٹھے ہوے تھے وہ سب ساحر مذکور کو دیکھکر
حیران تھے دل مین متردد تھے کہ رعد دیو سر جادو دربار مین آیا فرط غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سر جادو تو نے ہمین سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اسوقت تجکو کیا ہوا ہے برہم کیون ہے ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
مجمر جادو کو اسیر کرکے لایا یا اُن کو قتل کیا بیان کر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہین ہے ملکہ نامیہ ورہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہون یہ کہکر
کانون پر ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس بہ سحر یا
بزور عمل جلد تر تخت سے اپنے تئین گرا کر پانون اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور جانب طلسم باطن
پاس خداوند ہودسر مست جادو کے چلا یہان رعد دیو سر جادو چیخا اس کی صدا سے کل
اہل دربار جو اسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہوگئے ہر چند ساحران اہل دربار بھی مانند حکیم
جالوس کے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سر جادو نے اتنی مہلت
اُن کو نہ دی کہ وہ اسماے سحر اپنی زبان پر جاری کرین اور غرق زمین ہوکر بیہوش ہونے

سے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہو گئے رعد دیو سر جادو و جملہ ساحران ہمراہی اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو اس واقعے سے باخبر ہوے وہ حیران ہوے دربار میں تو ایک ہنگامہ بپا ہی اہل دربار مذکور قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بعد ادائے خدمت خداوند ہو دسر مست جادو میں بدحواس و پریشان خاطر پہونچا باادب سلام کیا خداوند مذکور نے متردد ہو کر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہی کیوں گھبرایا ہوا آیا ہی اُس نے عرض کیا کہ خداوند کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہی بہیان باحال پریشان کیوں آیا ہی اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے حکیم جالوس تو نے برا کیا ملکہ دبدبۂ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو ما بدولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو سر دربار کوڑے لگا کے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر آیا ہی اہل دربار کو قتل کر رہا ہی کشت و خون ہو رہا ہی جلد اسکے دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکر سحر ملکہ بہار گل پوش جادو و رعد دیو سر جادو پر سے رفع کروں شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو سکھایا ہوا دبدبہ سحر ساز جادو کا ہی یہ سحر اُتارے سے نہ اُترے گا حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہی اسکو اُٹھا کر جلد لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہی ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو اور اُس کے لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تاکہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن خبردار اب ایسی حرکت بیسمجھے نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اُٹھا کر جلد تر راہ طے کر کے اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہی رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہی آندھیاں مختلف رنگ کی زور و شور سے آ رہی ہیں ہوائے تند چل رہی ہی تاریکی محیط عالم ہی ساحران مقتول کے سحروں کے جو پیر ہیں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں دے رہے ہیں طلسم زلزلہ میں زمین کو زلزلہ ہی سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہی شور و غل ہو رہا ہی ساکنان طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہی یہ حال دیکھکر پہلے جلد اُسی شیشے سے چند قطرۂ آب رعد دیو سر جادو پر اُس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور کہنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس تو نے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ طور سے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے نہ آیا مجھسے مقابلہ نہ کیا تاکہ ہنگام مقابلہ سر تیرا کاٹ کر اپنی محبوبہ ملکہ عالم کے پاس لے جاتا اُس کے حکم کو بجا لاتا پھر اُس کے وصل سے شاد کام ہوتا افسوس آرزوے دلی بر نہ آئی او بزدل اپنا وار کر کے غائب ہو گیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھہرا ورنہ میں بھی حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے کرتے جلتے جلتے آخر کار خاک ہو گیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

اُن کے تھنون سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحرون پر جو گرے وہ بھی مانند اُن کے جلنے لگے دربار مین اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جل رہا تھا حکیم جالوس بعالم غصہ مین کہہ رہا تھا کہ اے نابکارو تمھاری یہی سزا ہی جیسا تمنے کیا ویسا پایا ایسی نادانی و بیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو مین مبتلا ہوگئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو معروف ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر کرکے نہ لائے خود اُس کے سحر مین مبتلا ہوکر اسیر دام الفت ہوگئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا کہ وہ سب ساحر بھی جل کر فریاد و آہ کرکے خاک ہوگئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و ہوائے تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم جالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بصد رنج اٹھوائے بعد اُٹھنے لاشون کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطمئن ہوکر بالائے تخت حکومت بیٹھا جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامے کی خبر سنکے جمع ہوکے دربار مین آگئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم جالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامدار و اے نمکخواران خداوند عالی وقار دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو نے خداوند سے منحرف و سرکشی کرکے سکونت طلسم زلزلے مین اختیار نہ کی بیرون طلسم زلزلہ جاکر ہماری ایسی دشمن جان ہوئین کہ رعد دیو سر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اُس نے یہان آکر اپنے سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بعجلت غرق زمین نہو جاتے تو ضرور اُس کے چیخنے سے آواز اُس کی سنکے ہم بھی بیہوش ہو جاتے ایسی صورت مین وہ ہمین قتل کرتا سر ہمارا کاٹ کر حسب الطلب و موافق حکم پاس دبدبہ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے لیجاتا اور اگر ہم حسب فرمان خداوند شیشہ آب یا شیشہ روغن سوزان نہ لاتے یا رعد دیو سر جادو وغیرہ پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور اُن سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم زلزلہ مین آفت برپا کرتا اب ہمکو باغیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہی علی الخصوص دبدبہ سحر ساز کی جانب سے اندیشہ قوی ہی وہ ساحرہ زبردست ہی رازداران طلسم سے ہی بالفعل تو ہماری ہی دشمن جان ہی اگر کہین شریک طلسم کشا ہوگئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ مین تہلکہ ڈال دے گی نشان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سوا اس کے نصرت و یاری طلسم کشا کرے گی مرحلات طلسمی کے راز و کیفیت سے خبر دے گی طلسم کشائی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی اُس کا زندہ رہنا اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہین ہی تاوقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہوگی ہمین اطمینان حاصل نہوگا بعض اہل دربار نے عرض کیا کہ بیشک حضور وہ بلائے بے درمان ہی سحر و ساحری مین زبردست ہی اُس کی ذات سے فتور پیدا ہونگے کیونکہ وہ رازداران طلسم زلزلہ سے ہی نواسی اُس کی ملکہ بہار گلپوش جادو بھی پرکالہ آفت ہی اس سن و سال مین علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری مین ساحران نامی سے کچھ کم نہین ہی ملکہ نجم جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہین وہ بھی سحر و افسون مین طاق و مشاق ہی دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سحر سکھائے ہین ان سے کنارا کش ہوکر جانا اچھا نہوا ان کے بارے مین غفلت خوب نہین ہی ان کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہی اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہوکر سزایاب ہوئے جلاکر خاک کر دیے گئے مگر ہم سب

جان نثار و نمکخوار موجود ہین جس کو حکم ہو جائے ملکہ دبدبہ سحر ساز وغیرہ کو اسیر کر لائے یا خود قتل و ہلاک ہو کر حق نمکخواری سے ادا ہو جائے آج حضور نے واقعی کارنمایان کیا ہی اگر تدبیر ہلاکت رعد دیو سر جادو وغیرہ نہ کی جاتی تو بڑا غضب ہوتا ساحران مسحور بہ سحر مذکور زیادہ تر آفتین برپا کرتے کشت و خون زیادہ ہوتا بڑی آفت و بلاے ناگہانی سے نجات حاصل ہوئی بقول سع

ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

حکیم جالوس نے اپنے حسن تدبیر کی تعریف سے خوش ہو کر کہا کہ اب کوئی تدبیر بحکم اسیری و گرفتاری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بہر کی جائے گی اُس کی جانب سے غفلت ہر گز نہ کی جائے گی کیونکہ وہ دشمن سخت ہی اُس کی طرف سے ہر طرح کا اندیشہ دشمنی ہی تم سب خیر خواہون نمکخوارون سے امید قوی جان نثاری و خیر خواہی کی ہی وقت ضرورت تمسے عمل کیا جائے گا حکیم جالوس تو تدبیر گرفتاری و قتل ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ مین فکر و غور کرتا ہی دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی متردد زیادہ ہی بجاے خود اپنی نادانی کا مقر ہی دل مین کہتا ہی کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو کو سر دربار کوڑے مارنا مناسب نہ تھا غصہ مین انجام کا کچھ خیال نہ کیا غضب کیا ایسا فعل کوئی نادان و نافہم بھی نہ کرتا جو تو نے کیا دوست کو اپنا دشمن جان کیا خود بربادی طلسم زلزلہ کا باعث ہوا خداوند کو بھی اس حرکت سے ناخوش کیا لیکن اب ندامت

قلم جانب میدان بیان حال **صاحبقران سلطان کیوان شکوہ** طلسم کشاے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گرد یا منعطف کی جاتی ہی قبل اس کے تحریر کیا گیا ہی کہ **صاحبقران** موصوف درویش گنبد نشین سے رخصت ہو کر تعویذ اُس سے لے کر اپنے بازو پر باندھ کر ہمراہ خواجہ طیفور گرد یا کے موافق بتانے اُس درویش کے ایک جانب روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین جا بجا ٹھہرتے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے اُس صحراے سبزہ زار مین آئے جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز نے قلعہ سحر تیار کیا تھا دیکھا کہ ایک باغ وسیع و پختہ ہی دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی خوشبو گلہاے رنگا رنگ کی جانب باغ سے ایسی آتی ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی صداے مرغان خوش الحان اندرون باغ سے چلی آتی ہی آوازین قمریون اور نغمہاے بلبل سے باغ مین ایک شور ہی دو تین کنیزین جوان جوان گوری سانولی در باغ پر کھڑی ہین باہم چہلین کر رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ طیفور گرد یا سے کہا کہ اے خواجہ اس صحراے سبزہ زار مین یہ باغ پر بہار کس کا ہی ذرا جا کر دریافت تو کرو کنیزین دروازہ باغ پر کھڑی ہین ان سے پوچھو کہ یہ باغ کس کا ہی مالک باغ کا کیا نام ہی اگر صاحب باغ اجازت دے گا تو اس باغ کی سیر کرین گے تمازت آفتاب سے تکلیف ہی تھوڑی دیر سایہ مین بیٹھ کر سیر باغ کر کے اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین گے خواجہ نے حسب الحکم آگے بڑھ کر در باغ پر جا کر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اے جنگل والیو بتاؤ یہ باغ کس کا ہی صاحب باغ کا کیا نام ہی اگر اُس کی اجازت ہو تو ہم اور ہمارے آقا اس باغ کی سیر کرین تم اسوقت کس فکر مین اور کس کی تاک مین کھڑی ہو انھون نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ او بد زبان و بد نظر ہمکو جنگل والیان کہتا ہی ذرا اپنی صورت تو آئنے مین دیکھ صحرائی آسیب کی شکل ہی رات کو اگر کوئی دیکھے تو ڈر جائے تیرا اس صحرا مین اسوقت آنا دلیل ہی کہ تو کوئی بھوت پریت وغیرہ سے ہی نام مالک باغ کا کیون دریافت کرتا ہی دور ہو سامنے سے دفان ہو جا جنگل کی سیر کر تجھے اندیشہ ہی یہ باغ لائق تیری سیر کے نہین ہی باغ مین تیرا کیا کام ہی مرگھٹ مین جا نوج تیرا باغ مین گذر ہو

اس باغ مین ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہین تیری صورت ولباس وکلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ
ڈرجاوینگی فوراً غش آجائے گا تیرے مالک وآقا کہان ہین اُن کا کیا نام ہی کہان سے آئے ہین
خواجہ نے ہنسکر کہا مشہور ہی کہ جو جیسا ہوتا ہی وہ دوسرون کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہی تمھارے
قول سے ثابت ہوا کہ تم کوئی قسم بھوت پریت سے ہو جبہی آئندہ ورَوندگی ایذارسانی کے واسطے
کھڑی ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہی کہ شاہزادیان مجھپر مرتی ہین جانین دیتی ہین مین تم ایسیون
پر توجہ نہین کرتا الا کہ تم اپنی ناز وادا وگفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو مین بھائی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا ہون نامی ونامور ہون خاص وعام سبکو
خواجہ طیفور گردیا کہتے ہین مجمع کمالات ہون دیکھو وہ آقا وبرادر ہمارے سامنے مرکب سوار
ایستادہ ہین یہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین یہی صاحبقران کشورستان ہین وہ کنیزین گفتگوے
خواجہ سنکے قہقہہ مارکر ہنسین پھر باہم مسکراتی ہوئی چہلین کرتی ہوئی باغ کے اندر گئین خدمت
ملکہ بہار گل پوش جادو مین جاکر دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص
عجیب وغریب دربباغ پر آیا ہی طویل القامت ہی آنکھین اُس کی زیرہ سی ہین کان بڑے ہین نیچے
اوپر کمر دھر مین کمی وزیادتی ہی نہایت چست وچالاک ہی لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہی زبان آور
اور دل لگی باز ہی اپنے آقا وبرادر کے ساتھ ہی نام اپنا خواجہ طیفور گردیا بتاتا ہی اور اپنے آقا
وبرادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہی کہتا ہی کہ مین مجمع الکمالات ہون
نامی ونامور ہون اور یہ پوچھتا ہی کہ صاحب باغ کا کیا نام اگر مالک باغ کی اجازت ہو تو ہمارے
آقا اور ہم باغ کی سیر کرین اور یہ بھی کہتا ہی کہ ہمارے برادر وآقا طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین بس
جو حکم ہو ہم اُس سے جاکر کہدین وہ دربباغ پر ایستادہ ہی اور اُس کے برادر وآقا مرکب پر سوار
درباغ سے کچھ دور کھڑے ہین ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزون کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ
اور صاحبقران کشورستان گوہ بلور سے ادھر آئے ہین یہ سمجھکر فی الفور مسند زرین سے اُٹھکر ہمراہ
کنیزون کو لے کر براے پیشوائی صاحبقران عالیشان دربباغ تک گئی دیکھا کہ واقعی خواجہ دربباغ
پر ایستادہ ہین اور صاحبقران دربباغ سے کچھ فاصلے پر بالاے مرکب سوار کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی
آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ خوشا قسمت کہ آپ کا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی کا
باعث ہوا یہ باغ میرا ہی آئیے قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اُس کو دیکھتے ہی پہچان گئے
کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی اور خواجہ تو اُسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوے غنچۂ دل شگفتہ
ہوگیا گویا باغ زندگی مین بہار آئی شادی وخرمی سے نہال ہوگئے چہرے پر آثار خوشی ہویدا
ہوے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

نزدیک آ چکی ہی سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
یہ قید وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون

مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین ہے جنون
دو آبلے تو خار بیابان سے دور ہون

ملکہ بہار گل پوش جادو نے سمجھی کہ مائل ہی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے
اور خوش ہوکر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بخیال صاحبقران آہستہ آہستہ
اپنی زبان پر جاری کیے اشعار

روز تنہائی مین رہتی تھی یہان
مین نہ بدلون شربت دیدار سے
خلعت گرد اور یہ جاگیر دشت
گفتگو بیرون خیال یار سے
جائے آسائش نہین ہی دوسری
ہمنے پایا عشق کی سرکار سے
خضر لاکر دین اگر آب حیات
بڑھ کے تیرے سایۂ دیوار سے

خواجہ موصوف اشعار مندرجہ لو سنکے مطلب ملکہ سمجھ گئے ظاہر ہو گیا کہ یہ نازنین ظاہر کرتی ہی کہ تمھارا ہمکو خیال رہا اور تمھارے شربت دیدار سے اگر خضر آب حیات بدلنا چاہین تو نہ لون اور راحت و آرام مجکو تمھارے روبرو ہونے سے حاصل ہوتا ہی جدائی مین دل کو راحت نہین ہوتی ہی اور تمھارے عشق کے سبب سے ہمنے لباس تن گرد و غبار کو اختیار کیا ہی آبادی چھوڑکر دشت نشینی اختیار کی ہی اگر تمہیر عاشق ہوتی تو یہ انجام و حال نہوتا یہ سمجھ کر خاموش ہوے صاحبقران کشورستان کے ادب سے زیادہ تقریر نہ کی الحاصل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کہنے سے صاحبقران مرکب سے اترکر اندر باغ کے ہمراہ ملکہ مذکورہ کے گئے دیکھا کہ عجب پربہار باغ ہی کہ ایسا باغ کسی شاہ و شہریار کا کبھی شگفتہ اور شاداب نہ دیکھا تھا نہ ایسی بارہ دری نہ ایسا اسباب و سامان زیب و زینت کبھی دیکھا تھا متحیر ہو کر پوچھا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو کیا اچھا تمھارا باغ ہی لائق سیر و قابل دید ہی اس کی شادابی و شگفتگی کی کیا تعریف کی جائے اُس نے کہا کہ یہ سحر کا ایک ادنی شعبدہ ہی یہ باغ سحر کا ہی نمود بے بود ہی یہ تعریف کے لائق کب ہی یہ کہکے صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیجاکر مسند زرین پر بٹھایا کنیزین براے خدمتگذاری حاضر ہوئین خواجہ بھی روبروے صاحبقران بیٹھے ملکہ بھی ادباً روبروے صاحبقران خواجہ سے ہٹکے بیٹھی حکم ملکہ مذکورہ سے اسباب راحت و آرام مہیا و موجود کیے گئے صاحبقران نے پوچھا کہ اے ملکہ تمھارے یہان رہنے کا کیا باعث ہی تمنے تو قبل اس کے ظاہر کیا تھا کہ ہم درمیان طلسم زلزلے کے رہتے ہین ملکہ نے تمام حال مفصل حکیم جالوس سے ناخوش ہوکر ادھر آنے کا بیان کرکے کہا کہ ہماری نانی صاحبہ نے اسی صحرا مین ایک قلعہ اپنے سحر سے تیار کیا ہی وہ مع مجمع جادو اُس قلعے مین رہتی ہین اگر ارشاد ہو تو اُن سے آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کرون وہ آپ کے یہان آنے سے خوش ہوکر آپ کی شریک ہونگی طلسم کُنتائی مین آپ کی شرکت و اعانت کرینگی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو اس بارے مین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو ہمکو اعانت خدا پر تکیہ ہی یہ سنکے ملکہ مذکور بعد چند ساعت کے اپنے باغ سے اپنی نانی کے پاس قلعہ سحر مین گئی اُن سے خبر تشریف آوری صاحبقران بیان کی اُس نے خوش ہوکر کہا کہ اے نور نظر مین اُن کی تشریف آوری سے خوش ہوئی اُن کو یہان لے آمین اُن سے ملنے کی بہت مشتاق ہون یعنی اُن کے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہی اگر انھون نے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اس قلعے مین بھی تشریف لائین مین اُن کے استقبال کے واسطے آؤنگی ملکہ بہار گل پوش جادو حسب ارشاد اپنی نانی کے قلعہ مذکور سے اپنے باغ مین آئی اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہماری نانی صاحبہ آپ کی تشریف آوری کی مشتاق ہین اپنے قلعہ سحر سے برلے استقبال آتی ہین اگر مناسب ہو تو سوے قلعہ تشریف لے چلیے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اُن کو بھی سرفراز فرمائیے آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ امید ہی کہ ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ✤ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر تمھاری نانی صاحبہ مشتاق ہمارے دید کی ہین اور ہمارے استقبال کے واسطے آتی ہین تو ہم بھی بخیال تمھاری خوشی و خاطر کے وہان چلنے کے واسطے موجود ہین ہمکو بیشتر خوشی احباب کا خیال ہتا ہی اپنے کسی دوست کو ہم رنجیدہ نہین کرتے

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہمین نفرت ہی علی الخصوص اپنے دوستون سے متواضع ملتے ہین
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران اُٹھے ملکہ مذکورہ و
خواجہ طیفور کر دیا و جملہ کنیزین ہمراہ ہوئین باغ سے قدم نکال کر سوے قلعہ سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ ذیوقار لباس نفیس
دربر ہمراہ نجم جادو و چند کنیزون کے پاپیادہ آتی ہی ہنوز اُس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے راہ طے کی تھی کہ امیر باتوقیر قریب تر اُس کے پہونچے اُس نے باادب سلام کیا نجم جادو نے بھی
جُھک کر سلام کیا بعدہٗ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھین اور
مین بھی شائق قدمبوسی جناب تھی شکر ہی کہ آپ تشریف لائے آرزوے دلی برآئی آپ کے تشریف
لانے سے ہمکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحر ساز نے بھی گفتگو کی بعد ازان استقبال صاحبقران کرکے بصد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور جاے صدر پر بعزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو اور ملکہ
نجم جادو روبرو باادب بیٹھی کنیزین دست بستہ کھڑی رہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کرکے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہی نہایت مستحکم و مضبوط ہی آراستہ بھی خوب
ہی یہ ایسا قلعہ ہی کہ حریف اس کو فتح نہین کر سکتا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک گھروندا ہی جو براے ضرورت و سکونت تیار کیا ہی ہان اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ آئے گا تو یکایک یہ قلعہ فتح نہو گا کشت و خون زیادہ ہو گا حالانکہ مین تنہا ہون
فوج و لشکر میرے پاس نہین ہی نہ کوئی سامان جنگ ہی آپ نے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہان آنے کے سنے ہی ہون گے عجلت مین ادھر آئی ہون کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہین لائی ہون ان دونون لڑکیون سے مین نے آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ سُنے تھے آپ کے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف شریف یہان
لائے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیان تو قبل ہی سے آپ کی مطیع و فرمانبردار
ہو چکی ہین اب مین بھی آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہون حتی الامکان بمقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کرونگی آپ کے دشمنون سے مقابلہ کرونگی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کرونگی جب تک زندہ ہون بہبودی و خیر خواہی مین آپ کی سعی کرونگی اب آپ مجھسے
اطمینان رکھین جو کچھ مین نے کہا ہی یہی کرونگی خداوند ہود سرمست جادو مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال طلسم ہو کر آپ کی دوستی کے جادے پر قدم رکھونگی
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے تمہارے
اوصاف و اخلاق سُنے تھے آج یہان آکے اوصاف و اخلاق تمہارے ہمپر ظاہر ہو گئے تمہاری
شرکت سے ہمکو ایک قوت حاصل ہو گئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کس جگہ
ہی کس کے پاس ہی تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جائے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح ہو گا
ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے مین تشریف
لائے ہین چندے قیام فرمائیں راحت و آرام سے بسر کرین بعدہٗ فکر حصول لوح طلسمی کیجائیگی
جو کچھ مجھکو معلوم ہی بیان کرونگی مجھکو آپ کے دشمنون سے مقابلہ کرنا ہی ورنہ فی الحال ہی

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہون جس طرح کہ یہ دونون لڑکیان مطیع دین اسلام
ہوگئی ہین واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکور سن کے
خوش ہوکے سکوت اختیار کیا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت وضیافت اپنے ملازمون کو دیا ہی
سامان دعوت وضیافت ہوتا ہی بعیش وراحت وآرام صاحبقران عالی مقام قلعے مین قیام پذیر
ہین لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر
خاک کرنے رعد دیو سر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوتا
جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر وبیقرار وپریشان خاطر دربار مین
آئے بعد سلام کے دست بستہ اُنھون نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہو کہ آج ہم
سب برائے تفریح طبع وسیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار مین سیر کنان پہونچے
تو دیکھا کہ ایک باغ پر بہار درمیان صحرا واقع ہی آگے اُس باغ کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سامان
جنگ وجدال سے نہایت آراستہ ہی ابر اُس قلعے پر محیط وقائم ہی حیران ہوکر ہم تھے باہم کہا کہ
دریافت کرنا چاہیے یہ باغ وقلعہ محکم اس صحرا مین کس کا ہی کس نے بنایا ہی پہلے تو اس جنگل مین یہ
باغ تھا نہ یہ قلعہ تھا شاید فی الحال کسی نے بنایا ہی بعدہٗ دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز
عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہوکر طلسم زلزلہ سے
چلی گئی تھی اُسی نے وہ قلعہ سحر وباغ سحر تیار کیا ہی مالک باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی رعد دیو سر
جادو وغیرہ اُسی کے سحر مین مبتلا ہوکر یہان برسر جنگ ودشمنی حضور آئے تھے جن کو حضور نے اپنی
حکمت وتدبیر سے جلا کر خاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہی اُس نے حضور ونیز خداوند
سے باغی ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا ہی بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہی اطلاعاً ہم نے عرض کیا ہی یہ کہکے وہ
ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہوکے اپنے دل مین کہا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہمسے لڑنے کا سامان کیا ہی ہم ایسی سرکشی وبدخواہی پر اُس نے
کمر باندھی ہی اپنے دل مین وہ اپنے تئین کیا سمجھتی ہی اُس باغیہ کی کیا یہ حقیقت ہی کہ ہمسے سرکشی
کرکے لڑسکے اور طلسم زلزلہ مین شرکت طلسم کشا سے فتنہ وفساد برپا کرے یہ باتین اپنے دل مین
کرکے عالم غصہ مین اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے نمکخواران وبندگان خداوند تمنے سنا جو ابھی
ساحرون نے ہماری خدمت مین حاضر ہوکر بابت سرکشی وفتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار
کیا ہی خداوند سے اور ہمسے ناراض ہوکر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہی کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے
دشمنی پر آمادہ ہوئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم زلزلہ تباہ وبرباد ہو جائے عجب نہین کہ شریک طلسم کشا
ہوکر اُس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ ودشمن خداوند وطلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہی بس تم مین سے
کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اُس کو مع اُس کی بھانجی
اور نواسی کے اسیر کرکے ہمارے روبرو لے آئے خلعت وانعام کثیر ہمسے پائے اُس وقت
طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست معزز تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر باادب ملتمس ہوا کہ اے
نائب خداوند یہ نمکخوار حکم سرکار بجا لائے گا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست ونابود کر دیگا
باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دے گا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو
وملکہ مجمر جادو کو اسیر کرکے لے آئے گا جانفشانی وسعی وکوشش بخوبی کرے گا مگر چاہتا ہی کہ حضور

دور سے میری جانفشانی کو ملاحظہ کرین حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کر کے کہا کہ اے طوفان آتشبار جادو پہلے تو سوے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جانے کے ہم بھی آئین گے تاوقتیکہ ہم وہان آئین قلعے پر حملہ آور نہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے ہمین تیری لڑائی دیکھنا منظور ہی طوفان آتشبار جادو ایک اہل دربار سے ہی اور ساحر زبردست و معزز ہی سحر اس کا مشہور ہی کہ جس پر ناریل جوئی دار الفاظ سحر دم کر کے مارتا ہی اُسے جلا دیتا ہی آتش سحر اس کی جلا کر خاک کر دیتی ہی اس کے اس سحر سے حریف جانبر نہین ہو سکتا ہی الّا وہ حریف کہ جو اس سے زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہی الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار سے اُٹھ کر بیرون دربار جا کر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحرون کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر زمین سے سوے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہو کے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھکر ترسول ہنسول ہاتھون مین لیے کر خداوند ہو دسر مست جادو و سامری و جمشید کو باواز بلند پکارتے ہوے ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوے پارہ ہاے ابر سیاہ سحر مین نہان ہو کر سوے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چلے دیکھنے والون نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو بڑے زور شور سے روانہ ہوا ہی پارہ ہاے ابر سحر سے اُس کے دمبدم برق چمک چمک کر سوے زمین آکر پھر ابر مین نہان ہوتی ہی اور صداے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہاے ابر سحر سے پیدا ہوتی ہی کہ جس کے سننے سے دلہاے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہین جگر بزدلون کے شق ہو جاتے ہین قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار تھی جب وہ پارہ ہاے ابر سحر نظر سے نہان ہوے نائب خداوند یعنی حکیم جالوس نابکار قاتل برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لے کر ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے تخت پر بیٹھکر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بکر و فر و بشان و شوکت روانہ ہوا طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے باغ و قلعہ سحر بنایا تھا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروے زمین آکر حکم دیا کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائین تاکہ حرارت آفتاب سے ہمکو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف نہو حالانکہ یہان دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی صرف دو چار ساعت کے واسطے یہ سامان و اسباب راحت کی احتیاج ہی نائب خداوند یہان تشریف لائے اور ہمنے آگے بڑھکر باغ و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیون کو اسیر و گرفتار کر کے حوالے حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہین ہی نہ اس کام کے انصرام مین تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری مین عدیل و نظیر نہین ہی جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہی زیادہ توقف کرنے کی یہان آپ کو کیا ضرورت ہی طوفان آتشبار جادو نے خوش ہو کر کہا کہ تم سچ کہتے ہو تم میرے سحر بے پناہ سے آگاہ ہو میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بیشتر میری ماتحتی مین میری جنگ و جدال اور میرے سحر خاص سے آگاہ ہو چکے ہو مین تمکو محض براے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہون تم دور سے

کھڑے ہو کر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا قریب بھی میرے نہ آنا جنگ مین شرکت بھی نکرنا تھوڑی
ہی دیر مین یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک مین ملا دون گا نام و نشان بھی باقی نرکھون گا ایک دم مین دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کرلون گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہان جاسکتے ہین
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کرسکتے ہین مین رعد دیو سر جادو نہین ہون
کہ سحر مین ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے مبتلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہون سر کٹنے کے واسطے جاؤن وہ نادان و بیوقوف
تھا سحر و ساحری مین اُس کو چندان تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغیان مذکور مین
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل و
زبردست ساحر ہین آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی کس کی مجال ہی کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھ چکے ہین کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پُر بہار سحر پر خزان آئیگی نہین معلوم
آپ کے یہان آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہین
بظاہر ثابت ہوتا ہی کہ خبر و آگاہی نہین ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا برائے
عذر خواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ ضرور کہتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہی خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو ہم پر احسان کرو ایسی حالت مین عجب نہین کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آجاتا
اُن کو اسیر و گرفتار نکرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے اُن کی تقصیر عفو
کرا دیتے اگر آپ ہمکو حکم دین تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائین ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائین رومال سے ہاتھ بندھوا کر اُس کو آپ کے روبرو لے آئین اسی طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی خبر کرین عجب نہین وہ ضعیفہ بھی انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر برائے عذر خواہی یہان چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اُس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہی خبردار یہان سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
در باغ پر نجاؤ بہر جنگ ہمارے آنے کی انھین خبر ندو دشمن غافل کو ہوشیار نکرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر سامان جنگ و جدال کرین یا خوف سے بھاگ جائین تو اُن کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا یہ رائے تمہاری ہمین پسند نہین کیونکہ ہمین تو یہ منظور ہی کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلا دین حالت غفلت مین ان کو ہلاک کرین کہین بھاگ کر انکو جانے دین
اور یہ خیال تمہارا خام ہی ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سنکے برائے
عذر خواہی رومال سے ہاتھ بندھوا کر کبھی نہ آئیگی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہی یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہو کر گوارا نکریگی لڑ بھڑ کر جان دیدے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذر خواہی کبھی نہ آئیگی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تو اپنے تئین شاہزادیون
سے زیادہ مرتبے مین جانتی ہی سوا اُس کے اُس کو اپنے سحر پر بھی ناز ہی اُس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہو کر یہان آئیگی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیون کو ہمارے آنے سے آگاہ نکرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

فکر و تدبیر کرین گے ذرا نائب خداوند کو آلینے دو اُن کے یہان آتے ہی تماشہ ہمارے سحر کا دیکھنا
لے تو سہی جو سب کو جلا کر خاک نہ کر دیا ہو غالبًا ملکہ بہار گل پوش جادو اسی باغ سحر مین ہو گی اس
باغ سے کہین گئی نہو گی حالت غفلت مین اُس کے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دون گا بعدہٗ قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طور سے مارون گا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نرہے گا باغیون کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہو گا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی افسر کی عقل لشکریون سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوے تاکہ شور و غل
سے ملکہ بہار وغیرہ باغیون کو ورود لشکر سے آگاہی نہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان و خدام نے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا براحت و آرام تمام فرش سحر پر بیٹھا انتظار
نائب خداوند نابکار کا کرنے لگا ساحران لشکر طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیام مین فروکش ہوے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ طیفور کے دربار قلعہ ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو مین بآرام تمام بیٹھے ہوے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو روبروے
صاحبقران حاضر تھین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسمی باہم باتین
ہو رہی تھین کہ یکایک قلعے کے باہر سے ایک کنیز شوخ و چالاک نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہین طوفان آتشبار جادو جس کو مین خوب جانتی ہون بجمعیت ساحران کثیر
در باغ سے دور ہٹ کے خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالبًا ارادہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ گو وہ نابکار بارادہ پیکار آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اُس کا اُس کے دل ہی مین رہے گا حسرت اُس کی بر نہ آئے گی ہمارے
قلعۂ سحر کو مٹائے یا ہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اُس کی جس طرح رعد دیو سر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر برائے قتل حکیم جالوس چلا گیا تھا اُسی صورت سے یہ بھی سحر مین مبتلا ہو کے
چلا جائے گا جس کے حکم سے ادھر آیا ہے اُسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرنا چاہے گا ہم اُس کے
آنے سے نہین ڈرتے ہین یہ کہکے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و نیزہ و گرز و تیر و تبر
وغیرہ حربون سے کام دشمن کا تمام کرتے رہین لشکر کو درہم و برہم کرتے ہین ہم ساحر ہین سحر
سے دشمن کو ہلاک کرتے ہین آج ہماری لڑائی ملاحظہ کیجیے گا قلعے مین بیٹھے رہیے گا قلعے سے
باہر نہ جایئے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشہ شجاعت
ہین کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہین لڑتے ہین جب لڑتے ہین سر میدان لڑتے ہین ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھین ہرگز ایسے وقت مین قلعے مین نرہین گے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اُس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یون بجھا دین گے کہ بحر جہان مین
نام و نشان طوفان بھی نرہے گا وہ نابکار در قلعہ تک کیون آنے لگا ارادہ محاصرہ قلعہ کا کیون کرے
ہم ابھی یکہ و تنہا اُس کے روبرو جاتے ہین جوہر شمشیر آبدار اُسے دکھاتے ہین اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم بھی صاحب اسم اعظم الٰہی ہین اُس کا سحر وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے ہم پر اثر نکریگا
ہم مرکب کو جولان کر کے ایک ضرب شمشیر سے اُس کے دو ٹکڑے کر دین گے جب اُسے مار ڈالینگے
اُس کے لشکری خوف سے سب بھاگ جائین گے ہم برکت اسم اعظم الٰہی ساحر مذکور پر غالب آئینگے

یہ فرماکر ارادہ اُٹھنے کا کیا ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو نے بعد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہین آپ کو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہین اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہین ہماری موجودگی مین آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیون وغیرہ سے مقابلہ کیجیے ہمین کو لڑنے دیجیے ہماری لڑائی کا تماشہ دیکھیے ہان ایسی
حالت مین کہ ہم سب مغلوب ہوکر اسیر ہو جائین ہماری مدد و اعانت کیجیے گا دست دشمنان سے
ہمکو رہا کیجیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہوکر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمھاری
عجز و انکساری کرنے سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نکرین گے تمھارے کہنے پر عمل کرین گے مگر اس قلعے مین نرہین گے فرسیدان نبرد اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہوکر قلعہ بند نہون گے یہان سے دور جاکر تمھاری لڑائی دیکھین گے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوے تو فھو المراد وگرنہ ہم تمھاری اعانت کے واسطے ضرور
آئین گے حتی الامکان اپنے تئین تم سب کے پاس پہونچائین گے خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا
کہ اے امیر باتوقیر آپ کی راے مین پسند کرتا ہون ہرگز قلعہ بند ہوکر یہان قیام نفرمایے پھر
ملکہ دیدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب اس باب
مین صاحبقران ذیوقار سے کچھ نہ کہنا ہرگز صاحبقران پذیر نکرین گے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ بمجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہین ورنہ ہمارا
دل نہین چاہتا کہ ایسے وقت مین اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہین جانے دین
کیونکہ دشمنون کا ہجوم ہے لشکر ساحران فروکش ہے طوفان آتشبار جادو آگیا ہے صاحبقران
کشورستان اُسی وقت قلعے سے باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر خواجہ کو ہمراہ لے کر ایک کوہ کی جانب
کہ وہان سے قریب تھا روانہ ہوے بعد قطع راہ درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اُسوقت خواجہ طیفور گردیا
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجکو اجازت دیجیے تو مین بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤن صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روان ہوے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائے گا اب ذکر نائب خداوند نابکار کیا جاتا ہے کہ یہ ناہنجار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لے کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی صحرا مین آیا جس صحرا مین طوفان آتشبار جادو مقیم تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فروکش دیکھکر قریب ہی اُس کے بارگاہ و خیام ایستادہ کرائے ہنوز حکیم جالوس
اپنی بارگاہ مین داخل نہوا تھا کہ قلعے مین ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ دیدبۂ سحر ساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے باغ مین جاؤن طوفان آتشبار جادو کو روکون
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اسوقت تیرا سوے باغ جانا اچھا نہین ہے ہرگز
تنہا نجانے دون گی اپنے پاس سے جدا نکرون گی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہوکر
جانب باغ مذکور نہ گئی وہان حکیم جالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو یہ حکم دیا کہ اب
تاخیر نکر جلد سوے باغ و قلعہ جا اور اسے اپنی آتش سحر سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر حسب دلخواہ
جانفشانی و جنگ اپنی ہمین دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیرخواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہان تشریف لائے اور حکم دیا یہ فرمانبردار جاتا ہے کار نمایان کر کے آتا ہے یہ کہکے سوے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کئی ناریل چوبی دار جھولی سے نکال کر الفاظ واہیاے سحر ہر ایک پر

دم کرکے متواتر یکے بعد دیگرے وہ کئی ناریل چار طرف باغ پر بہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر مارے دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ ناریل شق ہوئے شعلے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پر بہار ملکہ بہار پر آتش گل سے دہک رہا تھا لیکن انھین شعلون سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو لب جو مانند سرو چراغان کے ہوگیا ہر گل تر بشکل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم خشک جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہوگیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر طوفان آتشبار جادو سے زرد خزان دیدہ و پژمردہ ہوکر کف افسوس ملنے لگے کہ ہاے دفعتا خزان آئی بلبلین عوض نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگین قمریان سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگین غنچے باغ بہار کی شگفتگی لے گئے مرغان خوش الحان نالہ کنان ہوکر مثل کباب آتش سحر سے بریان ہونے لگے دھوان بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیان ہوا اکثر طائران خوش آواز بصداے دردناک پکارنے لگے کل من علیہا فان غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ باغ پر بہار تمام و کمال جب ملکہ بے نام و نشان ہوگیا صرف دیکھنے والون نے دیکھا کہ جا بجا کچھ جلا ہوا تاگا تیلی تیلی لکڑیون اور نیز شیشون مین لپٹا ہوا ہی جب باغ مذکور جل کر نیست و نابود ہوگیا طوفان آتشبار جادو نے خوش ہوکر نعرہ کیا کہ منم طوفان آتشبار جادو اے ملکہ بہار گل پوش جادو کہو تمہارا اور تمہارے باغ سحر پر کیسی خزان آئی مین نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخوان بھی تمہارا باقی ہی یا نہین کس خوبی و خردمندی سے مین نے تمکو مع تمہارے باغ کے جلا دیا تمین میرے آنے کی خبر بھی نہوئی آرزوے دلی و حسرت جنگ لے کر اس گلشن دنیا سے گئین کیسا پھل بغاوت نائب خداوند کا پایا تمہارے پھول بھی نہ کھلے ناکتخدا جہان سے سدھارین تازہ تازہ نہال قامت تمہارا مرجھایا تھا منھ پر شباب تھا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا نانی تمہاری قلعے مین مخفی ہی اُس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہین ہی جسوقت وہ سنے گی بے قتل کیے مرجائے گی تمنے تو رعد دیو سر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ایسا دیوانہ کردیا تھا کہ سحر اُسکے اوپر سے اُتر نہ سکا یہان تک کہ اُس کو جلا دیا تجھپر تمنے کوئی سحر نہ کیا جس طرح وہ جلا دیا گیا تھا اسیطرح مین نے بھی تمھین جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ہلاکت مدنظر ہی اسیطرح تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے باواز بلند اُس کی تعریف کی اُس نے جھک کر سلام کرکے پوچھا کہ کیون نائب خداوند ملاحظہ کیا حضور نے کہ کیونکر مین نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو مع اُس کے باغ سحر کے نیست و نابود کردیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو واقعی تمنے کارنمایان کیا ہمکو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بھی اپنے سحر سے جلا کر معدوم کردو پھر آکر خلعت و انعام کثیر لو دیکھو یہ کشتی خلعت پر زر تمہارے ہی واسطے رکھی ہی اے خیر خواہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جانے نہ دینا مثل بہار گل پوش جادو اُس کو بھی مع ہمر جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہون ملکہ شہناز جادو کو ہرگز نکل کر نجانے دون گا یہ کہکر بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر سوے قلعہ جا کر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود در قلعہ پر جا کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز منم طوفان آتشبار جادو ہوشیار ہو کہ مین باغ ملکہ بہار گل پوش جادو کو مع اُس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہون غضب کیا تمنے کہ بغاوت

نائب خداوند پہ کمر باندھی بس کے گذارم کہ از دست ا زندہ و سلامت بدر روی ملکہ مذکورہ نے
بالاے قلعہ آکر جواب دیا کہ او نابکار تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر آیا ہی تو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے دیکھون کیونکر میرے اس قلعہ سحر کو برباد کرتا ہی ہان تو نے عدم موجودگی بہار ہین
جلا دیا ہی دیکھ یہ نور نظر نواسی میری ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ موجود ہی او کاذب و بیہودہ گفتار
خاک تیرے منہ مین میرے سامنے میری پارہ جگر کے بارے مین ایسی تقریر کرتا ہی جا دور ہو ورنہ جلا دیگا
ساحر مذکور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالاے کرسی زرین بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ تحمر جادو کو یمین و یسار اُس کے کرسیون پر بیٹھے ہوے دیکھا ابر سحر کو بالاے
قلعہ محیط پایا اُس مین برق کی چمک رعد کی ایسی صدا پا کر اپنے دل مین خفیف و شرمندہ ہو کر ناریل چوٹی دار
پر سحر دم کر کے سوے ابر و در قلعہ پر برابر مارنا شروع کیے وہ ناریل پھٹے بجاے شعلہاے آتش
گلہاے شگفتہ و تر برسنا شروع ہوے ساحر مذکور نے وہ گلہاے خوشبو اٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلاے سحر ہو گیا پکارا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم مین تو فرمانبردار اور جان نثار رہتا رہا ہون مدت سے
تابع حکم ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہی تو ابھی جا کر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار و ناہنجار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہی طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکرداری تو کیا اصل و حقیقت ہی اگر حکم ہو تو خداوند ہود سرمست جادو کا
سر کاٹ کر براے نذر لاؤن یہ کہکر اپنے لشکر کے تمامی ساحرون کو ہمراہ اپنے لیکر کہا کہ چلو حکم ملکہ عالم
بجا لائین حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائین سب نے عرض کیا کہ چلیے
حضور بیشک وہ نابکار و بدکردار ہی ہماری ملکہ عالم کا بدخواہ ہی گھیر کر اُس کو قتل کرین وہ لائق قتل
ہی اسوقت کیا ہوا ہے سرد چل رہی ہی پھول برس رہے ہین خوشبو سے گلون کی یہ صحرا مہک رہا ہی
جنگل مین بہار آئی ہی دل چاہتا ہی کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار مین چاک کرکے
یہ مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان پر جاری کرین مع بہار آئی ہی دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین
اُس نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی مثل تمہارے یہی دل چاہتا ہی کہ اپنا گریبان چاک کرین
اشعار عاشقانہ پڑھین فصل بہار آگئی ہی انھون نے کہا کہ پھر آپ کو کون مانع ہی طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی مین گریبان و جیب و دامن چاک کیے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کیے اُسکی
فوج کے ساحرون نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوے پھول سونگھتے ہوے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوے سوے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالاے قلعہ سے اُن سب دیوانون کو دیکھکر مسکرائی ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ تحمر جادو بھی ہنسین صاحبقران گیتی ستان نے درہ کوہ سے دیوانون پر
نظر کر کے خوش ہو کر دل مین کہا کہ یہ سب پہلے تو بارادۂ دشمنی آے تھے اب مبتلاے سحر ہو کر دیوانے
ہو کر جانب حکیم جالوس جاتے ہین ابھی صاحبقران اُن دیوانون کی سمت درہ کوہ سے دیکھ رہے
تھے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر پر متحیر تھے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہونچے اُسنے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہی شعر

بہار آئی ہی دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین ‖ گریبان پرزے پرزے ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں ہین

سمجھا کہ مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو گیا ہی از خود رفتہ ہی

آتا ہی اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیر دام سحر ہین جب ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہوے مانند دیوانون کے آتے ہین یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد
ہو کر پیچھے ہٹا یکایک طوفان آتشبار جادو نے برہم ہو کر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند مکار
تو نے غضب کیا تھا کہ مجکو براے اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بھیجا تھا چاہا تھا کہ میرے ہاتھ
سے اُن کو قتل کراے بھلا کسی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہی جو مین اُس کو قتل کرتا اب
اُس کے حکم سے تجھے قتل کرنے آیا ہون پیچھے کیون ہٹتا ہی کیا بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہی او ملعون میرے
ہاتھ سے بھاگ کر کہان جائے گا بغیر تیرا سر کاٹے ہوے مجکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحرون سے
کہا کہ اے جوانو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگا چاہتا ہی چار طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے
ورنہ معشوقہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑے گا اُس نے اس نابکار کے سر نحس
کی فرمائش کی ہی جو بہ ہدیہ مذکور اُس کے واسطے لیجانا ضرور ہی سب نے عرض کیا کہ ہان اے سردار ہمارے
ہمکو بھی بخوشی خاطر ملکہ کا خیال ہی ابھی اس ناہنجار کو گھیر کر قتل کرتے ہین ملکہ بالاے قلعہ کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہین اس کے سر کی طالب ہین آپ آگے بڑھین ناریل چوٹی دار سحر پڑھ کر اس پر لگائین ہم بھی
آتے ہین طوفان آتشبار جادو اپنی جھولی سے ناریل لے کر الفاظ و اسماے سحر پڑھنے مین مصروف
ہوا لشکری ساحر اُس کے بڑھے حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل
ہین اپنے بیگانے کو مبتلاے سحر ہو کر نہین پہچانتے ہین میرے قتل کرنے پر آمادہ ہین جلد کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن
سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار دیکھنے والون پر ظاہر کرے اپنے کمال و سحر سے تو سب
عامل و ساحر کام لیتے ہین دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہی یہ خیال کر کے کچھ پڑھکر ہوے
ابر سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر جو بالاے قلعہ محیط و قائم تھا متحرک ہو کر
سوے حکیم جالوس چلا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے روکے سے نہ رکا جب اُن سب دیوانون کے
سرون پر پہونچا نائب خداوند نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہو کر برسنے لگا جس دیوانے
کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اُس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش مین آیا اپنے لباس پر نظر
کر کے پارہ پارہ دیکھکر حیران ہوا از انجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ مین ناریل
چوٹی دار اور اپنے لباس تن کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانون کو
بارش ابر مذکور سے ہوشیار کر کے ابر کو باشارہ دفع کر کے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے
مخاطب ہو کر کہا کہ واہ واہ تم سب خوب براے قتل و اسیری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو گئے تھے خود ہی
اُس کے سحر مین مبتلا ہو کے اس طرف ہمارے قتل کرنے کے واسطے آئے تھے اگر ہم اسوقت
تدبیر دفع سحر نہ کرتے تو ضرور تم سب ہم سے لڑتے ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوے بلکہ قتل و
اسیر کرنے مین کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نہ کرتے سب نے اپنے حال سے آگاہ ہو کے غیرت سے
سر جھکا لیے خصوصاً طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اے نائب خداوند
معاف فرمائیے گا مین اپنے حواس و ہوش مین نہ تھا مبتلاے سحر ہو گیا تھا اب جاتا ہون ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کو ضرور ہلاک کرون گا حکیم جالوس نے کہا کہ تیرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہ ہوگی
اب ہرگز نہ جا ورنہ پھر مبتلاے سحر ہو جائے گا اُس نے پوچھا کہ کیا اب آپ بذات خاص در قلعہ پر جا کر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہین ہماری شان و عزت کے خلاف ہی کہ دو تین
باغیون کی اسیری کے واسطے ہم دیو قلعہ پر جا کر بجا دلیر و مقابلہ کرین آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہین
اپنے عمل کے موکلون کو روانہ کر کے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہین یہان ہم کچھ تو تجھ کے آگے ہین
ہم حاکم ساحران ہی نہین ہین جنون پر بھی حکومت رکھتے ہین ہمارے قبضے مین اکثر جن ہین جو تابع حکم
ہین ہم جسکام کے واسطے کہتے ہین وہ فی الفور کرتے ہین اگر تجکو ہماری حکومت جنون پر دیکھنا مطلوب
ہی تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی عامل زبردست تو نے نہ دیکھا ہو گا نہ سنا ہو گا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ یہ غمگسار مشتاق دید ہی جنون کو دکھلائیے دیکھین وہ کس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو اسیر
کرتے ہین حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلون کو طلب کرتے ہین یہ کہکے
خیمۂ مختصر مین بیٹھکر اشیاے بخور مانند مشک و عنبر و قرنفل و کافور و لوبان وغیرہ آگ پر ڈال کر کچھ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت کے سمت صحرا سے غبار بلند ہوا ہواے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہو کر روبرو آ کر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیون تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہی کیا کار دشوار درپیش ہی حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تمسے یہ کام لینا منظور ہی کہ جو سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آتا ہی اس قلعے مین ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو ہماری دشمن جان و نیز بدخواہ خداوند موجود ہین
اُن کو جا کر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیان ہین ایک ایک تختی اپنے گلے مین ڈال لو بے خوف و خطر
چلے جاؤ کسی کا سحر تمپر اثر نکرے گا نہ کوئی حربہ کسی طرح کا تمپر کارگر ہو گا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اس کمند کے حلقون مین اُن کو گرفتار کر کے ہر ایک کی زبان مین سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چارون جن مانند باد تند و تیز یا مثل برق
بسرعت تمام سوے قلعہ مذکور چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو مع اپنی بھانجی و نواسی کے بصد خوشی
بیٹھی تھی کہ رہی تھی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ مبتلاے سحر ہو گئے ہین یقین ہی کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر اُن کے دفع سحر کی کی ہو گی یا کوئی فکر کر رہا ہو گا اب طوفان آتشبار جادو
تو غالبًا بعد دفع سحر بھی ادھر نہ آئے گا ہان حکیم جالوس نابکار اگر خود آئے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجب نہین کیونکہ مجکو دریافت ہوا ہی کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا مین وارد ہوا ہی
براے اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہی اگر وہ نابکار کبھی اس طرف بارادہ جنگ و مقابلہ آئے گا
تو دیکھا جائے گا مین بھی دبدبہ سحر ساز جادو ہون اس طرح اُس سے دغا کرون گی کہ وہ بھی عاجز
آئے گا گھبرا جائے گا مگر ابر سحر کا قائم کرنا براے قلعہ ضرور ہی یہ کہکے بار دگر ابر سحر بالاے قلعہ
قائم کرنے کی فکر مین مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب و بقامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھکر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھون مین اٹھا لو یہ چار شخص جو بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہین شاید یہ پیر سحر کے ہین یا اور کوئی ہین حکیم جالوس نے غالبًا ان کو روانہ
کیا ہی روکنا ان کا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے ترنج
ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر سے کچھ اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس قلعے کے چارون سمت جو چار تیلے تھے اُن کی طرف مخاطب ہو کر

کہا کہ اے پتلہ ہاے سحر سامری اگریہ چار شخص اس قلعے کے اندر آنے کا ارادہ کریں تو اُن کو آنے نہ دینا یہ سُنتے ہی وہ پتلے گویا خواب سے بیدار ہوے کسی نے ترکش سے تیر دوش سے کمان لی تیر کو چلہ کمان میں جوڑا دشمنوں کو تاکا کسی پتلے نے جماہی لے کر آنکھیں کھول کر چھوٹی سی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر تلوار علم کی کسی پتلے نے انگڑائی لے کر بھالا سنبھالا چوتھے پتلے نے سر بلند کر کے ہوشیار ہو گئے خواب آلود آنکھیں ہاتھ سے مل کے بہ نظر تند و تیز سوے دشمنان ہر چہار مذکور دیکھکر اپنے پہلو سے گرز گاؤ سر اُٹھاکر دوش پر رکھا پھر اپنے ہاتھ میں محکم پکڑ کر بلند کیا اس اثناے میں وہ چار موکل قریب در قلعہ آکر پکارے کہ اے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ ہمکو ہمارے حاکم نے تمھاری اسیری و دیگر اہل قلعہ کی اسیری کے واسطے روانہ کیا ہے ہم وہ ہیں کہ تمھارے روکنے سے بلکہ کسی کے روکنے سے نہ رکیں گے دلیرانہ داخل قلعہ ہونگے تمھارا اور اہل قلعہ کا سحر ہم پر اثر مطلق نکرے گا اپنے اس قلعہ سحریہ نازاں نہو یہ پتلے سحر کے جو چار جانب قلعہ مستعد جنگ ہیں یہ بھی ہمکو نہ روک سکیں گے کوئی حربہ ان کا ہم پر کارگر نہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ تم سب خود مع اہل قلعہ کے چلے آؤ ہمارے ساتھ حکیم جالوس نائب خداوند کے روبرو بعزت چلے چلو ورنہ ہم تمکو بذلت اسیر کر کے لے جائیں گے ملکہ نے جواب دیا کہ کیا مجال تمھاری کہ تم ہم سب کو اسیر و گرفتار کر کے لے جاؤ اگر تمکو اپنی زندگی عزیز ہے اور اپنی ذلت گوارا نہیں ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو یہاں سے دور ہو ورنہ پچتاؤ گے ایک دم میں تمکو جلا کر خاک کر دوں گی نام و نشان تک تمھارا باقی نرکھوں گی یہ سنکے اُن کو غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ او ساحرہ ہم تجھکو گرفتار کرنے آئے ہیں بھلا ہمیں روک تو سہی دیکھیں کہ تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر بسرعت تمام جانب قلعہ چلے ملکہ مذکورہ نے اُن کو اپنی جانب آتے ہوے دیکھکر گولہ فولادی اُٹھاکر اُس پر سحر دم کر کے مارا وہ قریب اُس کے آکے شق ہوا اُنھوں نے تختیوں کا عکس اوپر ڈالا وہ معدوم ہو کر خاک پر گرا ملکہ بہار گل پوش جادو نے گلدستہ سحر دم کر کے مارا جب اُن کے قریب پہونچا عکس سے اُن تختیوں کے ہر ایک گل و غنچہ اُس گلدستے کا جدا جدا ہو کر مانند خار و خس کے جل گیا ملکہ مجمر جادو نے نارنج سحر دم کر کے مارا جب اُن کے قریب پہونچا شق ہو کر زمین پر گرا کارگر نہوا اُن تختیوں دافع سحر کے سبب سے تاثیر نارنج سحر نے مطلق نہ کی جب وہ چاروں جن زیر سایۂ ابر سحر آئے جو چاروں پتلے سحر کے قلعہ کی چاروں جانب آلات حرب و ضرب لیے ایستادہ تھے اُنھوں نے پے در پے وار کرنا شروع کیے ابر سحر سے آگ کے انگارے اور سنگ گران بکثرت گرنے لگے لیکن آفت و بلا سے اُن کو کچھ ضرر نہ پہونچا جو انگارا آگ کا یا سنگ گران سحر کا یا کوئی حربہ پتلہاے سحر کا اُن کے سروں پر آیا اُن تختیوں منقش کی برکت و تاثیر سے وہ کارگر نہوا ہر چند ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و کنیزان ملکہ مذکورہ و ابر سحر و پتلہاے قلعہ سحر نے روکا اور پے در پے سحر کیے آگ برسا دی فولادی گولوں سے صحرا دھواں دھار کر دیا طبقۂ زمین کو زلزلہ سا ہوا بہت کوشش و سعی کی گئی کوئی دقیقہ اُن کے ہلاک کرنے میں فروگذاشت نہ کیا گیا مگر وہ کسی طرح سے نہ رکے دلیرانہ سینہ کشادہ کر لیے اور ترنج و ناریل نارنج جو ٹوٹی وار تلوار تیر گرز نیزہ وغیرہ اپنے سر و سینے پر روکتے ہوے ہر ایک سحر کو اُن تختیوں کے عکس سے دفع کرتے ہوے اندر قلعے کے پہونچے کنیزیں گھبرا کر شور و غل کرنے لگیں نالہ و فریاد بلند کرنے لگیں کلمات سخت و درشت اُن کو کہنے لگیں اُنھوں نے فریاد و فغان پر اُن کے توجہ نہ کر کے کسی کے حال پر رحم نکر کے ارادہ

اسیر و گرفتار کرنے کا کیا ہر چند ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے اور ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو نے اپنی حفاظت کی فکر و تدبیر کی اور چاہا کہ اسیری سے بچین مگر ایک جن نے ملکہ دبدبۂ
سحر ساز جادو کو جھپٹ کر پکڑ لیا دوسرے جن نے ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو کو آگے بڑھ کر پکڑا
تیسرے جن نے ملکہ مجمر جادو کو دوڑ کر پکڑ لیا چوتھے جن نے تینون ساحرہ کی زبانون مین سوزن
دیا اور اُسی کمند کے حلقون مین سب کو اسیر کرکے کنیزون سے متعرض ہوکے اُن کو قلعے مین روتا
پیٹتا چھوڑ کے اسیرون کو ایک تخت چوبی پر ڈال کر تخت کو اٹھا کر قلعہ سحر سے باہر نکل کر سوے نائب خداوند
حکیم جالوس روانہ ہوے ادھر سلطان کیوان شکوہ نے دو کوہ سے یہ حال دیکھ کر
صدمہ و افسوس کرکے ارادہ کیا کہ اُن جنون موکلون کے ہاتھ سے اسیران مذکور کو رہا کرین مگر بوجہ
خیال ناراضی ملکہ و نیز اس خیال سے کہ دیکھنا چاہیے کہ انجام ان اسیرون کا کیا ہوتا ہی تامل کیا اسیران
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و غیرہ قلعے سے نکل کر بادکنان سوے فرودگاہ حکیم جالوس چلین موکلان
تسخیر مذکور اسیرون کو تخت پر ڈالے ہوے روبروے نائب خداوند کے بار لائے اور کہا کہ
آپ کے حکم سے ہم ان کو اسیر کرکے لے آے ہین اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہی حکیم جالوس نے خوش ہوکر
ان سے کہا کہ اب تم جاؤ ان اسیرون کے تخت کو یہان رکھدو وہ حسب الحکم تخت اسیران کو
رو بروے رکھ کے سوے صحرا جا کر غائب ہوگئے طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند مین نے حضور کے اختیار و کمالات کو دیکھا آپ کی تعریف مین زبان قاصر ہی حکیم
جالوس نے خوش ہوکر اپنے کمال پر نازان ہوکر جلاد کو طلب کیا جلاد نے حسب الحکم حاضر ہوکر
دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھکو کیون طلب کیا ہی لائق گردن زدنی کون ہی کیا کسی کا قتل کرانا
منظور ہی مین زور پر قوت رکھتا ہون تیغہ آبدار اپنے قبضے مین رکھتا ہون نہایت سنگدل ہون
ذرا بھی رحم میرے دل مین نہین ہی حکیم جالوس نے اسیران مذکور کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہمنے
تجھکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ ان باغیون کو تیرے ہاتھ سے قتل کرائین بس تاخیر نکر جلد ان گرفتارون کو
قتل کر جلاد حسب الحکم آمادۂ قتل ہوا طوفان آتشبار جادو نے باوجود دشمن ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو ہونے کے دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ عورتین ہین حالانکہ دشمن حضور و
خداوند ہو د سرمست جادو ہین تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کمر باندھی ہی مگر انکے
سر تن سے جدا کرانا اچھا نہین ہی اگر مناسب ہو تو ان کو قتل نہیے امان دے کر بقید شدید نظر بند مین
بند کرا دیجیے چند روز مین خود ہی یہ سب ہلاک ہو جائین گی بغاوت کی سزا پائین گی حضور بھی
ان کے خون مین گرفتار نہون گے ان کے قتل کرنے کی بدنامی سے بچین گے حکیم جالوس نے
چین بجبین ہوکر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو اپنے دشمنون کو زندہ نرکھنا چاہیے انھین
قتل سے امان نہ دینا چاہیے اس مین خواہ مرد ہون یا عورتین ہون بدنامی کا خیال بھی نکرنا چاہیے
اُن کی خونریزی سے باز نہ آنا چاہیے جس نے اپنے دشمن پر رحم کیا خطا کی انجام رحم کا برا دیکھا
خود اُن کے ہاتھ سے کسی وقت و زمانے مین قتل ہوا تو نا فہم ہی ہم حکیم ہین عاقل و دور اندیش
ہین وہ تدبیر کرتے ہین کہ آئندہ ان سے اندیشہ نرہے جان لیجیے طلسم زلزلہ مین مگر ان کی ذات
سے کوئی فتنہ و فساد برپا ہو سوا اس کے رعب اپنا تمام ساکنان طلسم زلزلہ پر بیٹھ جائے پھر کوئی ۴۰
ساحر یا ساحرہ ہمسے یا خداوند سے بغاوت نکرے سب ڈر جائین یہ خیال دشمنی ہمارا اور خداوند کا

اپنے دل مین نہ لائین ہر وقت تابع حکم و فرمان رہین ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و
ترسان رہین ذرا سمجھ تو سہی ان کے قتل کرانے سے مقصود اپنا یہی ہی کہ یہ خبر طلسم مین مشہور
ہو کہ نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے عورتون کو بھی قتل کرایا جلاد سے ان کے سر کٹوائے
ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نجانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اب میری
مجال زیادہ نہین کہ اس مقدمے مین کچھ عرض کرون جو حضور مناسب سمجھین وہ کرین کیونکہ آپ
نائب خداوند ہین حاکم و فرمانروا ہین ہم آپ کے محکوم ہین اطاعت کرنا ہمکو آپ کی ضرور ہی حکیم جالوس
نے بزمی جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت یہی ہی کہ ان کو قتل ہی کرا دون
اس نے جسارت و خیر خواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائین مگر یہ خیال فرمالین کہ یہ سب
قرابت داران خداوند سے ہین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے
لگائے تھے یہ خبر سنکے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ برا کیا کوڑے لگانا نچاہیے تھا اب
ان کے قتل ہونے کی خبر جو خداوند کو پہونچے گی تو ان کو کیسا ملال ہوگا اور کیسی شکایت حضور سے
کرین گے عجب نہین کہ عتاب کرین حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے امور سلاطین مین
کیا دخل ہی جو کچھ ہم کرتے ہین سمجھ بوجھکر کرتے ہین اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند تک پہونچیگی
تو کیا ہوگا مجکو خداوند کی طرف سے اندیشۂ عتاب نہین ہی وقت شکایت کہدونگا کہ اے خداوند
ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور تھا یہ
جواب سنکر وہ انجام کار مجھپر عتاب نہ کرین گے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و انتظام و
کارگذاری کی بہت تعریف کر کے خلعت و انعام و ملک و مال دین گے طوفان آتشبار جادو
نے کہا کہ اگر آپ کو اس کا یقین ہی تو پھر ضرور قتل کرائیے یہ کہکر خاموش ہوا حکیم جالوس نے
جلاد کو حکم ثانی اسیرون کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے بڑھکر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے کہا کہ اب تمھارے قتل ہونے کا وقت قریب ہی تھوڑی دیر
مین تمھارے سر و تن سے جدائی ہو جائے گی زمین صحرا تمھارے خون سے رنگین ہو جائے گی
لہذا جو حسرت و تمنا بخز رہائی دل مین ہو اسے اشارون سے ظاہر کرو پیاسے ہو تو پانی پی لو
گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤ گے زبانون مین تو سوزن ہی اگر اس آخر وقت مین
کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا کوئی دم مین
رشتۂ حیات ٹوٹ جائے گا سر و تن مین جدائی ہوگی حسرت و تمنا دل کی دل ہی مین رہ جائے گی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری مین آبدیدہ ہو کر
بایما و اشارہ جلاد شقی کو جواب دیا کہ ہمکو آب و طعام کی خواہش نہین ہی کسی کا دیکھنا ہمین منظور
ہی ہان تمنائے رہائی ہی کہ اگر رہا ہو جاتے تو برباد ی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرتے جلاد مذکور
اچھی طرح تقریر اسیرون کی نہ سمجھا فقط اسقدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہین ہی یہ سمجھکر چبوترہ
ریگ کا بلنے لگا بور یہ ہلاکت چبوترے پر بچھانے لگا اسیرون کو تخت چوبی سے کھینچکر بورئے پر
ڈالنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب درہ کوہ سے یہ دیکھا کہ حکیم جالوس
نے جلاد نابکار ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو کو قتل ہی کیا چاہتا
ہی سب کو زیر تیغ بٹھایا ہی دل مین کہا کہ اے امیر ایسے وقت مین درہ کوہ مین کھڑے رہنا سیران

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین نکرنا تمھاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہے یہ خبر پوشیدہ نرہیگی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا ہر مجمع مین باہم کہینگے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہوکے درۂ کوہ مین کھڑے ہوے دیکھا کیے جلاد اُن کے
دوستون کو قتل کیا کیا اُنھون نے اُن کی اعانت نہ کی پنجۂ جلاد سے اُن کو رہائی ندی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درۂ کوہ مین چھپے ہوے کھڑے رہے قدم
آگے نہ بڑھایا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین نکی کیسے شجاع و بہادر تھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہوگئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نکرنا چاہیے جو وقت بد کا شریک نہو یہ
خیالات کر کے بے اختیار درۂ کوہ سے براے اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسرا حکم اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسرا حکم سنکے تیغ اُٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارہ ابر سیاہ بسرعت و بجلدی تمام آیا اُس پارۂ ابر سے ایک برق بعجلت
تمام کڑکڑاکر اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہوگیا پھر اُس برق نے مجسم ہوکے سوزن
زبان ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ مین
بحرین جادو مطیع و خیرخواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیرخواہ دوستان
صاحبقران موصوف ہون اے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تو نے کہ ان دوستان و خیرخواہان
صاحبقران کشورستان کو قتل کراتا تھا یہ نعرہ کر کے زمین سے بلند ہوکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دبدبۂ سحرساز جادو والے ملکہ بہار گل پوش جادو والے ملکہ نجم جادو اب اُٹھکر اپنے دشمنون سے
سمجھ لو مین بھی تمھارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرونگا جنگ مین تمھاری شرکت کرونگا ملکہ
دبدبۂ سحرساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور بحرین جادو کی انھون نے
تقریر سنی فی الفور سب نے دہن مین زبان کو چوس کر اسماے سحر پڑھکر زمین سے بلند ہوکر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلاکر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ بحرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرون کو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین دوستداران باغیون کا
بحرین جادو آجائیگا برق بنکر گرے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے انھون نے تو میرے لشکر کو جلاکر ہلاک کرنا شروع کیا ہی افسوس یہ بدخواہ
رہا ہوگئے آرزوے دلی نہ برآئی قتل نہوے جانبر ہوے یہ باتین بجائے خود کہے آمادہ جنگ ہوا
اس اثناے مین ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بصد غضب گری نائب خداوند
نابکار نے کچھ پڑھکر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ بزور سحر غرق زمین ہوئی اس اثناے مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم مذکور کچھ پڑھکر غرق زمین ہوکر دور جاکر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اپنے گلے کے ہارون کا جلد تیار کر کے اُس پر دم کر کے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ پھٹا ہر ایک غنچہ و گل جدا جدا ان پر گرا فی الفور ہواے سحر چلی خوشبوے اُن گلون کی پھیلی ساحرون
نے وہ پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبتلاے سحر ہوکر دیوانہ وار از خود رفتہ ہوکر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے ملکہ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنون کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کرو اپنا عاشق ہونا ہمپر ثابت کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہین کب ہمکو آپ نے دشمنون کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہے قتل کرتے ہین اپنا عاشق ہونا تمپر ثابت کرتے ہین یہ کہکر عالت دیوانگی مین پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہے جوش جنون ہوا ہے دست وحشت جیب و دامن و گریبان تک پہونچا ہے عریان تنی مرغوب ہے یہ صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہے واہ واہ کیا گل کھلے ہین کیا ہواے سرد چل رہی ہے سیر گلشن پیش نظر ہے ایسے موسم بہار مین حکم ملکہ بہار گل پوش جادو بجالانا ضرور ہے معشوق کی فرمائش ہے کہ حکیم جالوس نابکار اور اس کے لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہے اور یہ سچ ہے ہم تو اپنا عشق ملکۂ عالم پر ثابت کرکے طالب وصل ہونگے استحقاق بوس و کنار کا پیدا کرینگے سر فروشی و جانبازی ظاہر کرینگے دیکھو ملکۂ عالم وہ سامنے زیر شجر کھڑی دیکھ رہی ہین اپنے عاشقون کو ملاحظہ کر رہی ہین امتحان عاشقان خود مد نظر ہے ہم تو اُن کے دشمنون کو قتل کرنے جاتے ہین نہین معلوم حکیم جالوس نابکار اسوقت کہان چلا گیا ہے یہان دکھائی نہین دیتا ہے ورنہ پہلے اُسی ناہنجار کا سر کاٹ کر ملکۂ عالم کے روبرو لیے جاتے اُن کے دل کو خوش کرتے خیر اگر وہ بد اندیش بھاگ گیا تو اُس کے ساحران سیاہ تو ہین یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران مسحور بہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو جنکے سرون پر پھول گلدستہ سحر کے گرے تھے اور اُنھون نے اٹھا اٹھا کر سونگھے تھے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار سرسون ماش کار دسحر بنولے روئی کے گچھے پیکان کے و دیگر اسباب سحر جھولیون سے ہاتھون مین لے کر اسماے سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور وہ سب ساحران فوج نائب خداوند پر مارے ترنج و نارنج وغیرہ شق ہوئے وصوان شعلے پیدا ہوئے جسکے سر پر کوئی شعلہ شعلہاے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جس کے سینہ پر کینہ پر کار دسحر پڑی سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بد معاش پر دانہ ماش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا اُستد دانہ بریان ہونے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینے کو توڑ کر نکل گیا ادھر ملکہ بہار اپنے سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی بدھی کے پھولون کا بنا کر اسما و الفاظ سحر اُس پر دم کرکے باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی بطریق مذکور پھول سونگھ کر دیوانے ہو کر حکم ملکہ بہار گل پوش جادو سے ساحران حکیم جالوس سے لڑنے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زمین سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل چوٹی دار پر سحر دم کرکے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے سحر پڑھکر اُس کے پلٹ جانے کا اشارہ کیا فوراً وہ ناریل طوفان آتشبار جادو کی طرف پلٹا ہر چند ساحر مذکور نے اپنے ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا ہوے اُن شعلون نے جلا کر اُسے خاک کر دیا علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی ہواے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری دفع ہوئی اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے پکار کر کہا کہ کشتی مرا کہ نام من طوفان آتشبار جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعدہٗ دیکھا کہ سپاہ طوفان آتشبار جادو مبتلاے سحر ملکہ بہار ہو کر میری

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہی جنگ عظیم ہو رہی ہی جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہی
لاش پر لاش گر رہی ہی ساحران مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے ہین
یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار کو ان ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا
کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کر کے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اُسے آتے دیکھکر
کچھ پڑھکر پھونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے اُس کے ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا کہ اسی اثناے مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت کے
حکیم جالوس وغیرہ پر گرا نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل جوتی وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کر کے
یکبارگی سب نے لگائے حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسا دی اُسنے گھبرا کر ان ساحرون کے سحرون کو
دفع کرنے کا ارادہ کیا کہ نرغۂ دشمنان سے نکل جائے جان اپنی بدخواہون سے بچائے کس کس سے
لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہوسکا کیونکہ ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخرکار مجبور ہوکر گھر گیا چہار طرف سے ساحرون نے گھیر لیا
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے چہار طرف
سے گھیر کر ایسی بارش حربہاے سحر سے اُس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر
کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح
بدخواہون پر گرا ادنی ساحرون کو ہلاک کیا نامی ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چہار طرف سے
پے در پے سحر کرکے ارادہ اُس کے قتل کا کیا اُس نے ہر ایک سحر بایما و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ
حکیم جالوس گھبرا گھبرا اگر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا گاہ عاجز و پریشان ہو کر بے اختیار
اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چہار طرف سے
گھیرا ہی نکل کر جانے بھی نہین دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہی کہ
عمل پڑھون پھر موکلون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون دیکھیے جان بچتی بھی ہی
یا نہین بے طرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہی جو لکھا گیا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جو براے اعانت ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ درۂ کوہ سے چلے تھے
اثناے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پر نظر کر کے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہو کر
اپنے ارادے سے باز رہ کر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم
جالوس کیسے عامل و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہی کہ اُس کو عاجز کر دیا ہی ابھی صاحبقران
ثناے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہواے تند و تیز چلی غبار صحرا کی طرف سے
بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی دمبدم برق ظاہر
ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اُس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہو کر دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے یہ ابر کالا کیسا آیا ہی ابھی اسیر یا تو فقیر یہ کہہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر صحرا سے
سرسبز و زار میدان مقام جنگ مغلوبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر یکایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہی چار طاؤس چارون طرف سے اُسے اٹھائے
ہوے ہین اُس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت کبیر السن خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

بیٹھی

چلین بجبان بیٹھی ہوئی ہی دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہی کہ ایک بلاے بے درمان ہی بالاے سر ساحرہ مذکورہ ایک منڈھی سی ایستادہ ہی وہ منڈھی بصورت گنبد پائی جاتی ہی منڈھی کے اوپر ایک پارۂ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہی دمبدم اُس سے برق عیان ہوتی ہی اور صداے رعد پیدا ہوتی ہی ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرۂ پرکالۂ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر اُٹھاکر غضبناک ہوکر پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان دبدبہ سحر ساز جادو ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی ارے غضب کیا تونے کہ نائب خداوند سے سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادۂ جنگ ادھر آئی شریک طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس ولحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا کچھ خداوند ہود سرمست جادو کے قہر وغضب سے بھی نہ ڈری دشمنی وبربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اب حکیم جالوس نائب خداوند کو تونے اور تیری بھانجی ونواسی وغیرہ نے گھیرا ہی اُس کو عاجز کیا ہی ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہی منم بساط جادو کے گذارم کہ از دست ما زندہ وسلامت بدر روی یہ تقریر باواز کرکے اُس پارۂ ابر مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو وبحرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم جالوس پر محیط ہوکے برسنے لگا برق چمکنے لگی صداے رعد پیدا ہونے لگی جس بدخواہ حکیم جالوس پر ایک قطرۂ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلاے سحر ہوکر سحر بھولا ازخود رفتہ ہوگیا اور جس خیرخواہ حکیم جالوس ونیز حکیم جالوس پر اُس ابر کا پانی برسا وہ بدستور رہا مبتلاے سحر نہوا تھوڑی دیر مین ملکہ بہار گل پوش جادو ومجمر جادو وبحرین جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر بھی بھولے اور ازخود رفتہ ہوکر بیہوش ہوگئے ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اُترکر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم رکھا اور خود مانند بلاے بد روبروے نائب خداوند آکر باادب سلام کرکے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ ہان صورت آشنا تو ہون مگر اسوقت حواس میرے درست نہین ہین تمھارا نام یاد نہین آتا ہی اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی خالہ ہون خیرخواہ ہون دشمن دشمنان حضور کی ہون ہرچند کہ حضور نے مجکو طلب نہین کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سُنکے حضور کے اوپر نرغۂ اعدا کے حال سے آگاہ ہوکے بعجلت تمام ادھر آئی ہون یہان عین وقت پر پہونچی ہون داخل فرد خیرخواہان ہوئی حکیم جالوس نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب مین نے تمکو بخوبی پہچانا تمنے یہان آکر ان بدخواہون کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا باعث ہوا بیشک تمنے خیرخواہی کی اگر تم نہ آتین تو بھی ہم ان سب کو اسیر کرلیتے یہ کوئی وقت سخت ہمپر نہ تھا بھلا یہ بداندیش ہمسے کیا لڑسکتے کب تک مقابلہ کرتے آخرکار مابدولت ان کو اسیر ہی کرلیتے ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کرچکے تھے یہ بحرین جادو مالک بحرینہ عین وقت پر ان کی مدد کو آگیا اس کے آنے کی خبر وآگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ یکایک بحرین جادو نے ان بدخواہون کی زبانون سے سوزن کو آکر دور کردیا یہ بدخواہ رہا ہوگئے تھے ہمسے لڑرہے تھے اس اثنا مین تم آگئین تمنے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا اس خیرخواہی کا انعام تمکو خداوند دینگے اور ہم بھی دینگے یہ کہکر جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو وبحرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
برائے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیر خواہی تو حضور پر ظاہر ہوگئی ہی
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی بھانجی اور نواسی کا کچھ بھی
پاس ولحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جان کر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھسے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جائیگی ستم ہی کہ یہ میرے سامنے قتل کیجائین اور مین دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرائیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ ان کو قتل کرائیے گا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیے گا مجھسے ان کا قتل ہونا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بد اندیش جو بیہوش پڑے ہین اُن کو بھی قتل نہ کرائیے خود ہی بعد چار پہر کے
یہ ہلاک ہو جائینگے یہ سحر میرا اُن پر سے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہی کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہی پس احتیاج قتل کرنے کی نہین
ہی حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھکر ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان چارون بدخواہون کا تمکو اختیار ہی جس طرح چاہو ان کو سوے طلسم زلزلے چلو اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لے چلونگی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو ان کو رہا کر سکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی سے سوے پستی آئی بساط جادو وغیرہ
اکثر ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے کچھ پڑھکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہوکر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی جو سر سا تھا سمٹ کر
مختصر ہوکر پردہ ستور ہر قوم اُسی منڈھی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمہارے تخت سحر بساط صورت مین تو اب جگہ تمہارے بآرام بیٹھنے کی نہین ہی ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہوکر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہوکر
چلو تمنے خیر خواہی کی ہی ہم بھی تمہارا مرتبہ بڑھائین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہی کہ
آپ کے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے ہین سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہی آپ
بمنزلہ آفتاب ہین بمرتبہ ذرہ بحر القویے چہ نسبت خاک را با عالم پاک حکیم جالوس نے خوش
ہوکر جواب دیا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر تمہاری خیر خواہی کا بالفعل یہ عوض و انعام ہی آئندہ
طلسم زلزلے مین چلکر ایسا انعام ہم تمکو دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی نمکخوار کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہوکر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہی کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجکو کیا عذر ہی یہ سنکے حکیم جالوس تخت سحر پر بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقی ماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت ہمکو حصول مسرت
ہی زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلیگا زیادہ بلند ہوکر بسرعت تمام
روان نہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحراے سبزہ زار کی اور اُس دامن کوہ کی منظور ہی سب نے عرض کیا
کہ ہم سب نمکخوار حکم حضور کی تعمیل کرینگے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم چلے اثناے راہ مین نائب خداوند مردود و نابکار سیر صحراے
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط بھی ساتھ ساتھ بساط جادو

گے بالاے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھکر برہم ہوکر بخیال اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم جالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک چھوٹا سا گانون ہی چھوٹے چھوٹے سے مکانات خام زمینداروں اور کسانون کے ہین چنے کے کھیت سرسبز وشاداب ہین یہین و بسیار کھیت ہین درمیان اُن کے راہ ہی کچھ کوہی کسان کھیتونکی مینڈ ون پر بیٹھے ہوے ہین حقہ اُن کے آگے رکھا ہی کنڈ ون مین آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہین دھوان ہو رہا ہی بیچ مین اُن کے ایک شخص ہتھائیون کا سا لباس پہنے ہوے بیٹھا ہوا ہی دستار بڑی اُس کے سر پر ہی کچھ باتین ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان بگوش سُن رہے ہین ہنوز حکیم مذکور اُن کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان کوہیون نے جانب سواری حکیم جالوس نظر کی باہم کہا کہ یہ آفت وبلا ادھر کیسی آتی ہی بالاے ہوا جو پاؤن درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہین نہین معلوم یہ کون ہین ادھر کیون آتے ہین اُس مرد کوہی نے جو پگڑی باندھے تھا انکی زبان مین اُن سے کہا کہ یہ ایک بلاے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہان تک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگی یہ لشکر بلا تمپر گرے گا سب کو کھا جائے گا تم مین سے کوئی زندہ نہ رہے گا یہ سنکے وہ سب کوہی بے اختیار اپنے گانون کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تر اُن چنون کے کھیتون کے پہونچی تو وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند مجھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم جالوس نے سواری روک کر پوچھا کہ کیا کہتا ہی کہ اُس نے عرض کیا کہ حضور مین نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے اور اُن کو اسیر کرکے اس طرف سے گذرین گے تو مین ان کھیتون کو ملازمان حضور کی نذر کرونگا اور کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بونٹ اکھیڑ کر کھائین لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق تو نہین کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہین نذر ملازمان سرکار کرتا ہون اگر میری تمنا بر آئے گی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون مین بڑھ جائے گی آپ نائب خداوند ہو دست جادو ہین آپ کے نمکخوارون کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائے گی پیداوار زیادہ تر ہوگی حکیم جالوس نے اُس کی تقریر سنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اُس نے عرض کیا کہ حضور یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو قبول فرمائیے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجیے کہ سحر کی سواریون سے اُتر کر ان دونون کھیتون مین جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائین ایک لمحہ حضور یہان توقف فرمائین یہ سیر بھی قابل دید ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہین حکیم جالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اُتر کر ان کھیتون مین جا کر اپنے ہاتھ سے بونٹ زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ ہمین اس مرد کوہی کی خاطر منظور ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اُتر کر کھیتون کے اندر گئے اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا گرد و غبار درختان نخود کے اکھیڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اُس کو بے اختیار چھینک آئی پھر تیورا کر کھیت مین گر کر بیہوش ہوگیا تھوڑی دیر مین حکیم جالوس وملکہ بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہوگئے حکیم جالوس وملکہ بساط جادو بیہوش ہوگے

تخت سحر سے بالائے خاک گرے اُسوقت اُس مرد کوہی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردپا ادنا بکار
حکیم جالوس والے بساط جادو میری موجودگی میں ملکہ دلربا سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کو تم اسیر کرکے لے چلے تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ میں
تمہاری لشکر میں یہاں دیر سے بیٹھا ہوا ہوں خواجہ نعرہ کرکے چل گئے تھے کہ صاحبقران کشورستان
پہونچے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہیں ایک مرد کوہی دستار بسر کھڑا ہے صاحبقران نے
دور سے پوچھا کہ او کوہی نام تیرا کیا ہے ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ آپ نے
مجھے نہ پہچانا یہ خادم آپ کا طیفور گردپا ہے ذرا اپنے دماغ کے اندر اس گرد و غبار کو نہ جانے دیجیے گا ورنہ
بیہوش ہو جایئے گا یہ گرد و غبار نہیں ہے سفوف بیہوشی ہے ہزارہا روپیہ کے صرف کرنے سے اسقدر
سفوف بیہوشی تیار کرکے میں نے اپنی زنبیل میں رکھا تھا وہ سب سفوف بیہوشی اس وقت اس
عیاری میں صرف ہو گیا اب ذرا بھی سفوف بیہوشی میری زنبیل میں نہیں رہا صاحبقران کشورستان
نے سوار خاصے یعنی اپنی کو توقف کیا بعدہٗ خواجہ کی اس عیاری کی بہت تعریف کرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہم اسوقت تجھسے اقرار کرتے ہیں کہ بعد فتح طلسم زلزلہ جو مال و زر طلسم زلزلے کا ہمارے ہاتھ آئے گا
اُس کا نصف تمکو دیدیں گے اور اگر ماشاء اللہ اسپ طلسم و دیگر اشیاے طلسمی تمکو ندیں گے تو قیمت
اُس کی تمکو نقد دیں گے تونے عجب کار نمایاں کیا ہے کیا خوب عیاری کی ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوے
بعدہٗ ارادہ کیا کہ حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو تیغ سے قتل کیجیے اُسوقت امیر باتوقیر نے
ارشاد کیا کہ ان کو ایسی تدبیر سے ہوشیار کرو کہ یہ بھاگنے نہ پائیں تاکہ ہم ان کو ہدایت کریں شاید یہ
دونوں بیدین دین اسلام اختیار کریں خواجہ نے عرض کیا کہ مجھے تعمیل حکم میں تو کچھ عذر نہیں ہے
مگر ان کا ہوشیار کرنا اور ان کا ہدایت سے راہ راست پر آنا بے سود و دشوار ہے ہرگز یہ مسلمان
نہوں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہمکو انھیں ہدایت کرنا منظور ہے شاید
یہ بیدین دین حق اختیار کریں خواجہ نے حسب الحکم امیر باتوقیر منڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے
نکال کر اُس کو ایک جگہ اُن کے ستون سے علحدہ ایستادہ کرکے اندر منڈھی مذکور کے حکیم جالوس
و ملکہ بساط جادو کو لیجا کر ستون ہاے منڈھی سے اُسکو محکم باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی اُن کو سنگھا کر
ہوشیار کیا دونوں بیدینوں نے ہوشیار ہوکر آنکھیں کھول کر اپنے تئیں منڈھی کے ستونوں میں
بندھا ہوا پایا اور سامنے اپنے صاحبقران کشورستان و خواجہ کو دیکھا دیکھتے ہی آنکھیں بند
کرلیں امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اے حکیم جالوس ناہنجار و اے ملکہ بساط جادو تم دونوں
آنکھیں کھولو اپنے حال پر نظر کرو خواب کا خیال نہ کرو یقیناً اپنے تئیں منڈھی کے ستونوں میں بندھا
ہوا جانو اگر ممکن ہو تو بزور سحر اس منڈھی کے اندر سے بھاگ جاؤ سوزن بھی تمہاری زبان میں
نہیں ہے یہ سنکے انھیں یقین ہوا کہ ہم اسیر ہوگئے آنکھیں کھول کر دیکھا سحر ہر چند یاد کیا مگر یاد
نہ آیا مجبور ہوکے منڈھی کے اندر سے نکل نہ سکے اُسوقت امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے حکیم
جالوس و اے بساط جادو اگر تم ہم سے آگاہ ہو تو خیر اور اگر ناواقف ہو تو خبردار ہو کہ ہم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہیں دیکھو ہمارے عیار وفادار
خواجہ طیفور گردپا نے تم ایسے ساحران زبردست کو عیاری کرکے کس طرح اسیر کرلیا تمام لشکر
کو مع تمہارے بیہوش کیا جس طرح ہم بفضل خدا تمپر غالب ہوے ہیں اسی طرح جملہ ساحران

طلسم پر غالب ہونگے طلسم زلزلہ کو مدد و اعانت خدا سے فتح کرینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ ہماری اطاعت اختیار کرو اور دین باطل کو اپنے ترک کرکے دین حق کہ دین اسلام ہے اُسے اختیار کرو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ مثل تمہارے ہے کچھ قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے جو کچھ کام کرتا ہے بزور سحر کرتا ہے اور ڈرتا ایسا ہے کہ ہمارے خوف سے طلسم باطن مین جاکر چھپا ہے عجب تمہارا خداوند ہے کہ ڈرتا ہے اور چھپتا ہے ذرا تو فکر و غور کرو ہود سرمست جادو کو اپنا خداوند جان کر سجدہ نکرو وہ نابکار مردود گمراہ کنندہ ہر گز قابل سجدہ نہین ہے ہان لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو خلق کیا ہے زمین و آسمان مہر و ماہ شجر و حجر برگ و ثمر کوہ و دریا ستارے اور سیارے وغیرہ اور تمامی جن و انس و وحش و طیور سب اُسی کی مخلوقات سے ہین وہی سب کا خالق ہے جسنے سب کو پیدا کیا ہے وہی قابل سجدہ ہے سوا اُسکے کوئی خدا نہین ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے تمکو لازم و مناسب ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو جانو پہچانو اُسی کو اپنا معبود حقیقی و حقیقی جانو دین اسلام اختیار کرو اُنھون نے جواب دیا کہ اتنی زندگی تو ہماری ہود سرمست جادو کی پرستش مین گذری ہے ہم تمہارے خدا کو سجدہ نکرینگے دین اسلام اختیار نکرینگے یہ سنکے صاحبقران کو بدرجہ کمال غصہ آیا خواجہ نے بڑھکر حکم امیر با توقیر سے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو قتل کیا سر اُنکے تنون سے جدا کیے لاشے اُنکے خاک پر غلطان ہوے بعد ازان تڑپ کر ہلاک ہوے اُنکے مرتے ہی وہ بساط جو ہوا پر قائم تھی زمین پر گری گرتے ہی وہ بھی غائب ہوگئی صرف ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو وغیرہ جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر جو بیہوش تھے بساط جادو کے مرتے ہی سب ہوشیار ہوے علاوہ اسکے حکیم جالوس اور ملکہ بساط جادو کے مرنے سے نہایت آندھیان زور شور سے آئین ہوائے تند و تیز چلی گرد و غبار بلند ہوا ابر کے ٹکڑے فلک پر نمایان ہوے برقین چمکین سنگباری و برف باری ہوئی تاریکی محیط ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہٗ مطلع صاف ہوا حسب دستور مرقوم ہیرون نے سحر کے ملکہ بساط جادو کے نام سے و حکیم جالوس کے نام سے اس طرح آوازین بلند کین افسوس مردیم و قتل شویم کہ نامہلے ما حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بودیم آوازین دے کر نالان و گریان سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے صاحبقران اُنکے قتل ہونے سے خوش ہوے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو وغیرہ ساحرون کو جو مبتلائے سحر ملکہ بساط جادو ہوکر بیہوش ہوگئے تھے اُنکو ہوش آیا اُسکے قتل ہونے سے سحر اُن پر سے دفع ہوگیا ہر ایک خدمت صاحبقران مین آیا خصوصاً بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و لشکریان بحرین جادو نے و بروے صاحبقران آکر سلام کیا خواجہ کی عیاری کے حال سے باخبر ہوکے ہر ایک نے خواجہ کی تعریف کی اُسوقت ساحران لشکر حکیم جالوس ہزار ہا کھیتون مین درختان نخود کے سفوف بیہوشی سے بیہوش پڑے تھے اور جو ساحر بیہوش نہین ہوے تھے وہ ہنگام قتل و بیہوش ہونے ملکہ بساط جادو و حکیم جالوس کے سوے طلسم زلزلہ بھاگ گئے تھے صاحبقران نے حکیم جالوس کے لاشے پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ یہ وہ نابکار ہے کہ اسنے اپنے برادر دیندار حکیم سالوس کو بے خطا و قصور قتل کیا تھا اور اُسکے رفقا کو تہ تیغ کیا تھا یہ فرماکر اپنا گھوڑا اُسکے اور ملکہ بساط جادو کے

لاشے پر دوڑا پایا مال سُم اسپان کیا عوض وقصاص دونون نامبردہ سے لیا بعدہٗ خواجہ سے کہا کہ ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کر دو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرونگا یہ ہزارہا ہین ان کو یون ہی پڑا رہنے دیجیے یہ خود بخود مرجائینگے لاکھون من سفوف بیہوشی ان کھیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہی مہینون ان کھیتون مین اثر سفوف بیہوشی رہے گا یہ ہوشیار نہونگے آخر کار دو چار روز مین خود ہی مرجائینگے پس قتل کرنا ان کا عبث ہی امیر با توقیر نے خواجہ کی رائے کو پسند کیا پھر وہان سے سب کوچ کر کے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو مین آئے بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہی اس خوشی کا جشن کیجیے صاحبقران عالم نے انکی عرض کو پذیرا کر کے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جائے ارباب نشاط طلب کیے جائین خوشی قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو کا جشن کیا جائے حسب الارشاد بحرین جادو وغیرہ نے سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بمقام مناسب بصد خوبی آراستہ کی گئی صاحبقران کشورستان وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو اور بحرین جادو وغیرہ بزم عیش وعشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب مع اپنے سازندون کے حاضر ہو کر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی اُن کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے ازانجملہ ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش گلو خوبرو نے سر بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار گل پوش جادو شروع کی

غزل

کیون ہوون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر
آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر

عاشق زلف ہون مین جیسے یہ رہتی ہی نگاہ
آنکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر

اُلٹے پانون وہ پھیرے پاس تک آ کر میرے
داغ ہجران ہوے مشکل مرے آسان ہوکر

چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان
نیند بھی آئی ہی تو خواب پریشان ہوکر

گر نہ کی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر

اسکو واجب ہی وضو رخ کی زیارت کے لیے
آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر

فضل حق شامل گردش مری تقدیر کے ہو
کوئی مشکل بھی جو آتی ہی تو آسان ہوکر

چین محشر مین بھی پایا نہ سیہ بختی سے
بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر

ایک آسان ہوئی سو مشکلین آ پہونچین اور
سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر

آستین پکڑی تھی کب پانون جو اُچھلے صاحب
کیجے انصاف ذرا سر بگریبان ہوکر

غم مین اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہون مین
دہن زخم ہنسا دیتے ہین خندان ہوکر

اُس پریزاد سے پہلو مرا خالی جو ہوا
گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہوکر

مر کے بھی دشت نوردی کا ہی شوق اے ذاکر
خاک اُڑتی ہی مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت بگوش اشعار مندرجہ غزل سننے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے تین روز تک اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص ونغمہ کیا کین تیسرے روز قریب ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہ عاشق نو نوازی خواجہ طیفور گردیا ہی خواجہ سے کہا دل چاہتا ہی کہ اسوقت نو بجا کر

کوئی غزل گاوے جلسۂ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم و تمام کرو خواجہ نے اُس کے کہنے سے باپایلے صاحبقران زنبیل سے نکال کر دہن سے ملاکر بجانا شروع کی اور یہ غزل ذیل گانے لگے اور مخاطب ملکہ بہار گل پوش جادو سے ہوے

غزل

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ بے پناہ ہو تم
حسن میں سب سے ہی شان خدا
جامہ زیبون کی بادشاہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی ستی تمسے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
عشق بازون کی سجدہ گاہ ہو تم
فوق ہے سارے خوش جمالون پر
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہے تمہارا خیال پیش نظر

جس نے دیکھا تمہین وہ مر ہی گیا
کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
کل حسینون کی بادشاہ ہو تم
جو کہ حق وفا بجا لائے
جس طرف جائین سدّ راہ ہو تم

دونون ہندسے لیکئے ہین آتش
خواہ ہم ہوویں اہرمن خواہ ہو تم

ملکہ بہار گل پوش جادو اشعار غزل سن سنکے از حد خوش ہونے لگی اور شرم سے منہ بھی چھپانے لگی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ علم موسیقی مین بھی تمہارا مثل و نظیر نہین ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہین سکتی صاحبقران کشور ستان نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بجوش آوازی غزل مندرجہ گاکر تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی ارباب نشاط کو زر کثیر انعام مین دے کر رخصت کیا صاحبقران کشور ستان تو داخل قلعہ ہین جشن ہو چکا ہے لیکن اب حال اُن ساحرون اور سحر کے پرون کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو سے نالان و گریان مضطر و پریشان سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوے خبر قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو و طوفان آتشبار جادو انھون نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ و نیز ہودسر مست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو صدمہ و رنج ہوا خاص کر خداوند نابکار ہودسر مست جادو کو بہت ملال ہوا بجائے خود کہا کہ یہ آثار بربادی و تباہی طلسم زلزلہ ہے یہی زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا بقول کاہنون اور نجومیون کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہی ہے طلسم باطن مین ہرچند آکر بیٹھا ہون مگر یہان بھی حفاظت جان نہوگی طلسم کشاے طلسم زلزلہ مانند ملک الموت کے ہے یہان آکر میری قبض روح کریگا افسوس نہ مین رہون گا نہ یہ طلسم رہے گا خیر خواہ و دوست چھوٹنے جاتے ہین قتل ہوے جاتے ہین مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان و طلسم سے غافل نرہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر و تدبیر سے دست بردار نہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیر خواہ تو قتل ہو گیا اب اُس کی جگہہ کسی وزیر کو قائم مقام براے حکومت و انتظام کرنا چاہیے تاکہ وہ بند و بست کرے یہ باتین بجاے خود کرکے اشتقاق جادو کہ دوسرا وزیر تھا اسکو اپنے پاس طلب کرکے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی باین مضمون اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ واے بندگان ما بدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیر اعظم کو ہمنے پہلے اپنا نائب کرکے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہو گیا اب ہم نے اشتقاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل حکیم جالوس کے نذرین دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ یہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اس کی فرمانبرداری گویا ہماری اطاعت ہے تاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نکروگے اور سرکشی کروگے تو قہر و غضب

مین ہمارے گرفتار ہوگے بعد دینے فرمان نیابت کے کہاکہ اے اشفاق جادو ہمارے جلے دربار
مین جاکر جملہ ساحران نامی و نامور وغیرہ کو جمع کرکے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر
بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام و بندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور
طلسم زلزلہ اُس کے شر و فساد سے محفوظ رہے اور فتح ہونے سے بچ جائے اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل
کرے گا تو ہم تجھسے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دینگے کہ تو بھی بہت خوش ہوگا اُس نے دست بستہ
عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل
کرے گا یا اسیر کرکے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کرکے اُن سب کو طلب
کرے گا بابت حفاظت و نگہبانی مرحلات و دربند تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہوگا
حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو مین بھی وہ کارگذاری کرونگا کہ شہنشاہ خوش ہونگے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کا قتل و اسیر کرنا میرے نزدیک چندان مشکل نہین ہے کیونکہ ابھی وہ بے دست و پا ہے جائے لوح طلسمی
سے آگاہ نہین ہے نہ وہان تک جا سکتا ہے نہ لوح اُس کے ہاتھ آسکتی ہے نہ اُس کا کوئی یار و مددگار ساحران
طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اُس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کرسکے اگر ملکہ و دبدبہ سحر ساز جادو اور اسکی
بھانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو اُن سے چندان اندیشہ نہین ہے یہ عرض کرکے رخصت ہو کر
بمقام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھوا کر نام بنام فرمانروایان و حاکمان دربند و مالکان مرحلات و جملہ
ساحران نامی و نامور کو بدست ساحران روانہ کیے اُنھون نے جلد جلد جاکر نام بنام ساحران معزز کو
حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوے اگر اُن کے آنے کا جلوس و سامان
فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی و نامور بڑے شان و شوکت
و جاہ و تجمل سے حاضر ہوے اشفاق جادو کو سلام کیا اُس نے علی قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا
جب سب دربار مین بیٹھ چکے اشفاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شاہ
طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو
کو باآواز بلند پڑھ تاکہ جملہ اہل دربار سنین اور موافق حکم خداوند عمل کرین میر منشی مذکور نے فرمان مذکور
باآواز بلند تمام و کمال لفظ بلفظ و حرف بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی و نامور موجودہ دربار نے عبارت
فرمان بخوبی سُنی بعد ازان اشفاق جادو نے خود باآواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب مین سے کسی کو
بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعلی ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر
خداوند کو ثبت دیکھ لے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کر لے کہ آیا میرے بارے مین
شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر و دستخط سے لکھا ہے یا نہین یہ کہکر وہ فرمان بھی فرداً
فرداً سب کو دکھایا گیا ہر ایک ساحر و ساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھکر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب
خداوند ہمکو بابت اس فرمان خداوند کے کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہے ہم تہنیت و مبارکبادی نہایت
بصد خوشی و خرمی دیتے ہین کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم و فرمانروا ہوے ہمکو آپ کی
اطاعت و فرمانبرداری مین کچھ عذر و انکار حسب الحکم خداوند ہود سر مست جادو نہین ہے اسوقت
سے ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو یقینی جانینگے اور آپ کا حکم حکم خداوند
خیال کرینگے جو حکم آپ ہم سب کو دینگے اُسی پر عمل کرینگے خلاف اُس کے عمل مین لائینگے
خیر خواہی و سر فروشی و جان نثاری سے کوچے سے قدم باہر نرکھینگے اس تحریر فرمان خداوند پر

ضرور عمل کرین گے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائیے تا کہ ہم رسم تہنیت و مبارکباد دی فرمانبرداری غادمانہ و ملازمانہ ادا کرین آپ ہم نمکخوارون سے اطمینان تام خیر خواہی رکھین اور امید سرفروشی و بہبودی کی رکھین ہم سب کو دشمن جان طلسم کشائے طلسم زلزلہ یقینا جانین بدخواہ و بد اندیش اپنا و نیز خداوند نہ تصور کرین بدی و دشمنی کا خیال بھی ہم سب کی جانب نکرین ہم سب مین سے کوئی بھی نمک حرام و بدخواہ حضور کا نہو گا جب تک زندہ ہین حلقہ اطاعت حضور ہمارے گوش مین رہے گا ہرگز خیال سرکشی و نافرمانی کبھی ہمارے دلون مین نہ آئے گا اشفاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بصد ادب نذرین دین اشفاق جادو نے سب کی نذرین قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرافرازی دیا بعد ازان سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و ناموروفیجادو والے نمکخواران شہنشاہ ہم تمسے تاکید اکید کہتے ہین کہ اپنے اپنے دربند اور مرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت لوح و خنجر از حد کرنا بند و بست طلسم خوب کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نرہنا جادہ خیر خواہی خداوند پر قدم رکھے رہنا دیکھو سرکشی و نافرمانی نکرنا زمانہ پر آشوب ہی بندیائی و بدخواہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین فی الحال انھون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے ساحران طلسم سے پوشیدہ یہ خبر نہین ہے کہ حکیم جالوس وزیر اعظم جس کو خداوند نے قبل اس کے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست بمصلحت مثل ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا تمکو معلوم ہوا کہ وہ باغیون مین ملکر دست عیار طلسم کشا سے قتل ہوا ہے ملکہ بساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیر خواہ خداوندی تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے مار ڈالی گئی ہے سب نے عرض کیا کہ جو حضور نے حکم دیا ہے وہی کرین گے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکرین گے اطمینان تام ہم نمکخوارون سے حضور رکھین ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منہ نموڑین گے حتی الامکان طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کرین گے ذرا وہ سرحد طلسم مین قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نیابت اشفاق جادو سے آگاہ ہوکے نذرین گذران کر اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیر خواہی کا کرکے ارکان مرحلات و دربند وغیرہ خلعت و انعام سرافرازی و خیر خواہی لے کر حسب الحکم نائب خداوند جدید اشفاق جادو نے اپنے مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوے صرف اہل دربار دربار مین رہگئے اشفاق جادو کہ نہایت مدبر الامور ہے انتظام و بند و بست طلسم مین خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری طلسم کشائے طلسم زلزلہ مین بسر کرنے لگا حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ دیبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے برائے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و عیاری خواجہ طیفور کردیا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین تخمس

گھر مین مہمان ایک ہو تو کہون عشق مین دھیان ایک ہو تو کہون	تیرا پیکان ایک ہو تو کہون دل مین ارمان ایک ہو تو کہون	
اے مری جان ایک ہو تو کہون		
صدمہ و رنج و غم کی گنتی کیا	تیرے درد و الم کی گنتی کیا	

تیرے لطف و کرم کی گنتی کیا | تیرے ظلم و ستم کی گنتی کیا
تیرا احسان ایک ہو تو کہون

عرق رخ پہ ہی لہو صدقے | تیغ پہ سر فدا گلو صدقے
تجھپہ ہی جان آبرو صدقے | دل تصدق ہی آرزو صدقے
تجھ پہ قربان ایک ہو تو کہون

اُن کے چلبلے ہزار ہون تو سنون | اُن کے غمزے ہزار ہون تو سنون
اُن کے قصے ہزار ہون تو سنون | اُن کے شکوے ہزار ہون تو سنون
اپنا ارمان ایک ہو تو کہون

غم سے احباب رنج سہتے ہین | اشک آنکھون سے میری بہتے ہین
پھر بھی یکسان نہین وہ رہتے ہین | مرنے جینے کو مہ و نہ کہتے ہین
اُن کا فرمان ایک ہو تو کہون

جان سے اپنی مین گذرتا ہون | دم ہر اک بیوفا کا بھرتا ہون
سب حسینون کو پیار کرتا ہون | جتنے بت ہین مین سب پہ مرتا ہون
میرا ایمان ایک ہو تو کہون

جب کہو ہوش مین پاؤن اُن کا پتہ | کسکو کیونکر جتاؤن اُن کا پتہ
ہائے کیونکر سناؤن اُن کا پتہ | نامہ بر کیا بتاؤن اُن کا پتہ
اُن کی پہچان ایک ہو تو کہون

غم وصلت جو ایک ہو تو سہے | نقش الفت جو ایک ہو تو رہے
داغ فرقت جو ایک ہو تو سہے | ایک حسرت جو ایک ہو تو کہے
ایک ارمان ایک ہو تو کہون

ہی حکیم ایسا نغمہ سنج فراق | داغ فرقت سے دل ہی گنج فراق
ہر اک زخم دل تیغ فراق | پوچھ مجھسے نہ میرا رنج فراق
ارے نادان ایک ہو تو کہون

راویان سحر تقریر و ناقلان بے عدیل و نظیر یون بیان کرتے ہین کہ جب قتل حکیم جالوس وملکہ بساط جادو کی خوشی کا جشن ہو چکا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وعرف ملکہ شہناز جادو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ملکہ فضل خدا اور مدد الٰہی سے ہمکو نائب شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ پر تو فتحیابی حاصل ہوئی کہ اُن کو قتل کیا مگر اب تک کچھ حال لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہوئی کہ وہ کس جگہ رکھی گئی ہی کس ساحر کے قبضے مین ہی وہ ساحر نابکار کہان رہتا ہی اور قتل شاہ طلسم زلزلہ کے حال سے بھی اطلاع نہوئی کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا کوئی آلہ حرب و ضرب مخصوص اُس کے قتل کے واسطے بانیان طلسم زلزلہ نے بنایا ہی یا نہین حالانکہ بابت قتل شاہ طلسم زلزلہ و دیگر امور نسبت فتح طلسم مذکور لوح طلسمی ہدایت کرے گی مگر تم قرابت داران شاہ طلسم زلزلہ سے ہو ساحرہ معزز ہو عجب نہین کہ رازداران طلسم سے ہو اگر تمکو کچھ حالات لوح طلسمی و قتل شاہ طلسم مذکور سے معلوم ہون تو بیان کرو تاکہ واسطے حصول لوح طلسمی کے کوشش کی جائے اور اگر تمسے فکر و سعی بمقدمہ مذکور

کچھ ہوسکے تو کرو کیونکہ کبتک اسطرح صحرا نورد اور یون سرحد طلسم سے باہر پڑے رہین گے بغیر لوح
طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہی ہمکو اپنے لشکر سے ادھر آئے ہوے ایک زمانہ گذرا ہی ہمارے
اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی ملگئی ہوگی طلسم زلزلہ مین داخل ہوے ہونگے
دربند و مرحلات طلسمی فتح کررہے ہونگے یا فتح کرچکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کرچکے ہونگے
شاہ طلسم کو قتل کرچکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوے بکر و فر آتے ہونگے
یہان ابھی ہم بے نیل مرام اس صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا
فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا ساریق بن بقا و نحشگان کا تہ تیغ کرنا تو کجا
حال لوح طلسمی سے بھی کچھ آگاہی نہین ہوئی ہی ہم شجاعان جہان سے ہین اگر یہ طلسم ہمسے فتح نہوا اور
ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر مین گئے تو ہماری ذلت و بدنامی کا باعث ہوگا اعدا بجاے خود ہمکو
شجاع و بہادر نہ کہین گے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ مجکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ ہی آگاہی ہی
اور جس آلۂ حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو دسر مست جادو قتل ہوگا اُس سے بھی بخوبی اطلاع
ہی کیونکہ مین رازداران طلسم سے ہون مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی اور جس جس کے
پاس ہی وہان تک پہونچنا نہایت دشوار ہی بلکہ کہ سکتی ہون کہ ناممکن ہی کیونکہ اول تو پہلے ہی سے
جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی بند و بست و انتظام ایسا تھا کہ وہان تک گذرنا کسی
جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تھا حافظان لوح و خنجر مذکورہ ساحران نامی و نامور تھے جو اپنے سحر سے
کسی کو غیر جنس سے اور غیر ساحر و بد اندیش سے اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے ہوا کا بھی گذر نا وہان
دشوار تھا اب تو ادھر میرے آنے کی خبر تمام طلسم مین مشہور ہوگئی ہی علاوہ اس کے نجومیون اور
کاہنون نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کرکے یہ اطلاع دی ہی کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا
قریب ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طلسم کو فتح کرینگے یہ طلسم ٹوٹکر ضرور تباہ و برباد
ہوجائیگا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہی اس وجہ سے اب زیادہ تر بند و بست و انتظام ہوگا پروانے
حکمنامے حافظان لوح و خنجر مذکورہ مالکان دربند و مرحلات وغیرہ کو درباب انتظام و بند و بست جانب
شاہ طلسم سے پہونچگئے ہونگے فی الحال خواجہ نے عیاری کرکے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو
کو قتل کیا ہی طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی مین مارے گئے ہین کشت و خون بسیار ہوا ہی اسکی خبر
بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو پہونچی ہوگی طلسم زلزلے مین تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن مین چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا فکر اسیری دشمنان حضور و نیز ہم سب کی ہو رہی ہوگی ایسی حالت مین فکر حصول لوح طلسمی
و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہو سکتی ہی اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد
نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران کشور ستان نے
جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تمنے بیان کیا سچ ہی لیکن انسان جویاے کار کو لازم ہی کہ اپنی فکر و تدبیر سے
غافل نرہے حتی الامکان اپنے اجراے کار مین کوشش کرے حق تعالیٰ حامی و مددگار ہی اگرچہ بقول
تمھارے حکم شاہ طلسم سے بند و بست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بیدین ہوشیار و خبردار ہونگے
کسی کو اُس جگہ جہان لوح و خنجر رکھا ہی جانے ندینگے بلکہ اُس کے حوالی مین بھی قدم نرکھنے دینگے
مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے دستیاب ہون یا نہون تم ہمکو اُس جگہ لے چلو جہان لوح طلسمی
اور خنجر ہی اگر وہان لیجانا ممکن نہو تو اُس کے حوالی ہی مین لے چلو خدا مسبب الاسباب ہی کوئی سبب

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمھارے امکان مین ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ مین ہی یا حد طلسم سے باہر ہی اور خنجر قتل شاہ طلسم کس کے قبضے مین ہی نام اُس کا کیا ہی اور وہ کہان رہتا ہی اور جس کے پاس لوح طلسمی ہی وہ کہان رہتا ہی اور اُس کا نام کیا ہی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہوجیے کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہی اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیر مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے قبضے مین ہی یہ دونون ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحراے ہولناک و وحشت خیز مین رہتے ہین کہ جہان انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہی دیو و جن بھی خوف سے نہین جاسکتے اگر شیر صحرائی بھولے سے وہان چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے سحر سے منزلون تک ایسی تاریکی ہی کہ ظلمت چشمۂ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہی بلکہ اُس سحر کی سیاہی کے آگے تاریکی چشمۂ حیوان گویا روشنی ہی اُس سیاہی و تاریکی سحر گوہر جادو مین کوئی دو قدم بھی راہ طے نہین کرسکتا ہی بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہین سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت گوہر جادو اُس تاریکی سحر مین قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے پس جب ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی مین بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے نہین کرسکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہین سکتا تو منزلون تک راہ طے کرکے گوہر جادو اور میری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہونچ سکتا ہی اور بالفرض و محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اُس منزلون کی تاریکی کو طے بھی کرکے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان مسکونہ تک بھی پہونچے تو وہان دیگر علامتین ایسی ایسی ہین کہ اُن علامتون کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جائیگا کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہان آیا ہی وہ فوراً اُس کو گرفتار کرلے گی صدف جادو فرزند ہمشیرہ بھانجا میرا نہایت ساحر زبردست گویا سامری وقت ہی وہ ہر وقت علاوہ اپنی مادر کے نگہداشت کرتا ہی کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد مین قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے اور اُس کی مادر کے تابع فرمان ہین ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہین اسباب سحر اپنے پاس رکھتے ہین اُن مین ہر ایک ساحر بلاے روزگار ہی اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزارون ساحر ہین اور گرد مکان مسکونہ گوہر جادو ساحران مذکور فروکش ہین کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو محافظ لوح طلسمی جانے نہین دیتے ہین ہر وقت نگران رہتے ہین اسباب مانند نارنج ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار کار و سحر وغیرہ اُن کے ہاتھون مین رہتی ہین ہوا کا بھی وہان گذر نا مشکل ہی چہ جاے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو اور بدخواہان لوح طلسمی ہو اگر کوئی شخص تاریکی سحر اور جاے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدف جادو سے بھی کسی طور سے گذر کرکے راہ دور و دراز طے کرکے اُن ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان گوہر جادو کے جائے تو گوہر جادو پہچان او رجان جائے کہ میرے مکان مین کوئی دشمن آیا ہی اُس شناخت کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہی فی الفور اُس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر اُس کو اسیر کرلے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہی وہان تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتین جو مین نے کہی ہین امر محال و دشوار و ناممکن کیوں ہین بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدف جادو تک کون جاسکتا ہی اور خنجر قتل یعنی جس خنجر سے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہوگا اُس کو میری ہمشیرہ سے اُسکے اور اُسکے

خنجر

فرزندی کی زندگی مین لے سکتا ہی پھر وہان سے کوسون راہ تاریک طے کرکے کیونکر گوہر جادو تک
پہونچ سکتا ہی اور لوح طلسمی حیات گوہر جادو مین ہزارہا بلاؤن سے بچکر حاصل کرسکتا ہی ہان اگر میری
ہمشیرہ یا صدف جادو کسی کو اپنے پاس بخوشی بلایا چاہے تو گوہر جادو سے اجازت لے کر
بلا سکتا ہی بغیر اُس کی اجازت کے ہرگز ہرگز باوجود خود حاکم و مالک ہونے اپنی سرحد کے اور
ساحر زبردست ساحری وقت ہونے کے نہین بلا سکتا ہی ایسے بندوبست و انتظام مین مین کیونکر
آپ کو وہان تک پہونچا سکتی ہون بلکہ خود بھی نہین جاسکتی ہون صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے تمام تقریر اُس کی سنکے بندوبست و انتظام نگہبانی و حفاظت خنجر و لوح طلسمی پر بہ غور
کرکے متحیر ہوے کہا کہ اے ملکہ دہر بہر سحر ساز جادو تم ہمکو اُسی مقام تک لے چلو جہان سے وہ تاریکی
شروع ہوئی ہی ملکہ نے عرض کیا کہ اگر مین آپ کو شروع تاریکی سحر ساحر مذکور تک لے بھی جاؤن تو کیا
فائدہ ہوگا اس طرف تاریکی کے آپ قیام کرکے کیا نفع اٹھائین گے برسون بے نیل مراد قیام پذیر رہینگے
بلکہ قریب تاریکی سحر ساحر مذکور چندے بھی قیام نکر سکین گے ساحران نگہبان آپ کے حال سے
گوہر جادو و صدف جادو اور میری ہمشیرہ حقیقی کو آگاہ کردین گے صاحبقران یہ سنکے خاموش
رہے خواجہ طیفور گردپا نے کہا کہ اے ملکہ تم وہان تک لے تو چلو دیکھا جائے گا ہم عیار بلا بے
روزگار ہین کوئی فکر و تدبیر کرین گے اپنے آفتاب عقل کی روشنی سے اُس تاریکی سحر کو بعنایت الٰہی
دفع کرین گے اسی طرح صاحبقران کشورستان نے بھی کہا آخر ملکہ مذکور نے بعد فکر و غور بسیار عرض کیا
کہ اچھا مین آپ کو لے چلون گی اور ایک تدبیر بھی مین کرون گی بشرطیکہ وہ تدبیر بن پڑے صاحبقران
موصوف و خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی اُس نے کہا کہ اسوقت مجھے یاد آیا کہ چار برس قبل
اس کے میری ہمشیرہ نے میرے پاس آکر برغبت خواستگاری ملکہ مجمر جادو میری بھانجی کی مجھسے
کی تھی مین نے بوجوہ چند انکار کیا تھا ہر چند ہمشیرہ مذکورہ نے بعجز مجھسے کہا تھا کہ اے بہن تمھارا
بھانجا صدف جادو نہایت لائق ہی ذی عزت و نامی و نامور ہی اُس کو اپنی فرزندی مین لے لو
اور مجمر جادو کو کہ بعد مرنے اُس کی مادر کے تمنے اُسے مانند مادر مہربان کے پالا ہی مجھے دیدو لیکن
مین نے اُس کا کہنا نمانا عذر و حیلہ کرکے نسبت مذکور کو منظور نکیا تھا وہ گونہ ناخوش ہوکر مجھسے
رخصت ہوکر چلی گئی تھی اُس زمانے سے اب تک پھر اُس نے بابت نسبت و شادی مذکور
کچھ مجھسے نہین کہا ہی بلکہ بوجہ ناراضی کے ملنا بھی چھوڑ دیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ بابت نسبت مذکور
خود اُس سے تحریک کرون اور اس مکر و حیلے سے اُسے بلا کر قتل یا اسیر کرون خواجہ نے خوش ہوکر
جواب دیا کہ اے ملکہ راے تمھاری خوب ہی تم یہی تدبیر کرو مین بھی تمھاری اس تدبیر مین شرکت
اپنی راے کی کرون گا میری راے پر عمل کرنا اُس نے منظور کیا بعد ازان خواجہ موصوف و ملکہ دہر بہر
سحر ساز جادو سے اس بارے مین تا دیر صلاح و مشورہ ہوا بعد مشورہ وہ روز و شب بسر کرکے
ہنگام صبح ملکہ دہر بہر سحر ساز جادو سامان ضروری کرکے صاحبقران کشورستان و خواجہ
طیفور گردپا و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و بحرین جادو و جملہ ساحران لشکر بحرین
جادو و کنیزون اپنی کے لئے قلعہ سحر سے ایک جانب روانہ ہوے اور بعد قطع راہ دور و دراز
کے ایک روز کوہستان و خارستان مین پہونچے دور سے تاریکی کو دیکھ کر صاحبقران وغیرہ نے
کہا کہ دیکھیے وہ تاریکی و سیاہی جو نظر آتی ہی تاریکی سحر گوہر جادو کی ہی مین نے اسی تاریکی کا ذکر

کیا تھا یہ تاریکی یہان سے بہت دور ہے اور اب میری راے یہ ہے کہ یہان سے آگے نجانا چاہیے اسی جگہ قیام کرنا چاہیے تاکہ شہر دشمنان سے ضرر نہ پہونچے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہو جائے سب نے اُس کی راے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اسی جگہ ایک درہ کوہ مین صاحبقران کشورستان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جاے محفوظ مین پوشیدہ رہنا تا وقتیکہ مین نہ آؤن درہ کوہ سے باہر نہ آنا بحرین جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ مجمر جادو اور خواجہ کو بصورت کنیز ہمراہ لے کر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی سحر کے جاکر بالاے کوہ دو خیمے مختصر و کوچک ایستادہ کرکے فروکش ہوئی ایک خیمے مین خود بیٹھی دوسرے خیمے مین ملکہ مجمر جادو کو مع اُس کنیز نقلی کے بٹھایا مجمر جادو کو زیور لباس و زینت سے خوب آراستہ کیا بعدہ اپنے خیمے مین تنہا بیٹھکر آرد ماش نکال کر شیشہ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس مین سے لے کر آرد مذکور گوندھا اور ایک پتلہ کلان بنایا پھر اشیاے بخارات مانند گوگل و لونگ و کافور وغیرہ آگ پر ڈال کر سحر خوانی مین مصروف ہوئی تا دیر سحر پڑھنے مین مصروف رہی اور اُس پتلے پر دم کرتی رہی یہان تک کہ وہ پتلہ ماش کا حلول کرنے سے سحر کے ایستادہ ہوکے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو آج تمنے بعد عرصہ دراز کیون مجھے یاد کیا ہے کیا کار سخت و دشوار ہمکو درپیش ہے ملکہ نے اُس کی پیشانی پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کرکے کہا کہ اے پتلہ سحر ساحری ہمکو تجھسے اسوقت یہ کام لینا منظور ہے کہ ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا کہ اچھا اس کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کرکے تمھاری بہن تک جاؤنگا رقعہ تمھارا دے کر جواب تو لا دونگا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی زخمی کرکے خون پیشانی چلو مین لے کر کہا کہ لے اُس نے منھ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منھ مین ٹپکایا بعد پانے اپنی خوراک مذکور کے پتلے نے خوش ہوکر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہان ہے لاؤ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے رقعہ مذکور اُس کو دیا وہ رقعے لے کر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جاکر مثل برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہرچند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمت و آب بقا یا سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردہ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر پتلہ مذکور بوجہ روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیاے گوہر اُس اندھیرے مین اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی بلکہ ہمارے طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز وہ پتلہ سحر پاس ملکہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دے کر طالب جواب ہوا پتلے تو ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس پتلے پر نظر کرکے بعد تعجب و تحیر دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوکے اپنے دل مین کہا کہ یہ پتلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہے کہ ایسی تاریکی سحر کو طے کرکے یہان تک آیا ہے نہین معلوم کس کا فرستادہ ہے شاید فرستادہ خداوند ہو دہر مست جادو ہے یا نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہے یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ دے کر ادھر روانہ کیا ہے مگر بعدہ رقعے کے اوپر نظر کرکے پہچانا اور جانا کہ یہ پتلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہے کیونکہ رقعہ مذکور مین بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے ہمین ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ فی زمانہ نائب خداوند نے بے وجہ و بے خطا مجھ پر عتاب کیا ہے اور یہ بھی مجھسے دریافت ہوا ہے کہ اب مدت

طلسم زلزلہ ختم ہوچکی ہی زمانہ تباہی و بربادی و شکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ
پیدا ہوا ہی ضرور طلسم فتح ہوجائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ
نہین معلوم ایسے زمانہ شور و شر مین دست طلسم کشا سے زندہ بھی ہون یا نہ ہون کیا جانیے کیا پیش آئے بس
ایک وہ زمانہ تھا کہ تمنے ملکہ مجمر جادو کی خواستگاری کی تھی فی الحال مین لڑکی والی ہوکر چاہتی ہون کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمھارے حوالے کرون اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ مین اس کی شادی کردون
سہرا اس کا دیکھ لون دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کرلون میرے حال عسرت و ناداری سے آگاہ ہو
مال دنیا سے کچھ نہین رکھتی ہون صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہون اُس کو اپنے ہمراہ لے کر آئی ہون
تم تک خود اُس کو لے کر آنا مشکل تھا اسوجہ سے مین نے بذریعہ تیلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہی اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہوسکے تو مجھ تک آؤ مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمھارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہی مدت سے اُسے نہین دیکھا ہی ہماری جانب
سے بہت بہت دعا اور پیار کے بعد اُس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمھاری امانت لے کر
آئی ہون مناسب ہی کہ اپنی امانت مجھسے لے لو کیونکہ تمھارے نامزد کرچکی ہون ہرچند کہ لڑکی والی ہوکر
مجکو ایسی باتین لکھنا مناسب نہین باعث بے شرمی و غیرت ہی مگر بے غیرتی بمصلحت مذکور گوارا کرلی
ہون میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہوگئی ہی اب چراغ سحری ہون لیکن دختر مذکورہ جوان ہی
اُس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زمانے مین اندیشہ ہی طلسم کشا تنہا طلسم مین نہ آئے گا عقب مین
اُس کے اُس کا لشکر بھی ضرور آئے گا لشکری اکثر جاہل و بدنظر ہوتے ہین مبادا دختر خوبروے
مذکورہ پر اُن کی نظر پڑجائے تو باعث بے عزتی کا ہولے بہن اسوقت مین اس لڑکی کے انجام پر نظر
کرکے آبروریزی کے خیال سے متردد ہوکر بے شرم و بے عزت ہوکر یہان تک آئی ہون بالائے
کوہ قیام پذیر ہون زیادہ کیا لکھون مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھکر روئی بعدہ وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھاکر کہا کہ یہ عبارت تمھاری خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے لکھی ہی اُن کو ہم سے
اور تمسے ملنے کا اشتیاق ہی ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی مین نے خواہش تمھارے واسطے
کی تھی لائی ہی اُس زمانے مین اُس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اُس کا بیاہ تمھارے ساتھ
کر دینا چاہتی ہی جاے خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہی مبارک ہو کہ جو حسرت تمھارے دل مین
تھی وہ اب برآیا چاہتی ہی صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھکر تقریر اپنی مادر کی سنکے ازحد خوش
ہوکے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہان طلب فرمائیے وہ بالاے کوہ قیام پذیر
ہین اُن کا وہان قیام اچھا نہین ہی وہ ہماری بزرگ ہین اُن کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت اُن کی لازم ہی اگر اُن کو یہان بلایا نہ جائے گا تو غالباً اُن کو صدمہ ہوگا اور یہ شکایت کرینگی
کہ ہمین نادار و محتاج جان کر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہین ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر مین تمھاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہان بلا نہین سکتی تمکو لازم ہی کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ اُسے دکھاکر اجازت اُن کے
بلانے کی حاصل کر کے جلد یہان آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو تمھاری خالہ صاحبہ اور تمھاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہان سے یہان لے آئین اسی جگہ رسوم شادی عمل مین لائین تمھاری خانہ آبادی
ہوجائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سنکے بصد شادی و خوشی وہ رقعہ لے کر تخت طاؤسی پر

سوار ہوکر بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر بخدم وحشم جلد تر بسوے گوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع
راہ دور ودراز اُس کے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس نے اپنے پاس طلب کیا
صدف جادو نے اُس کے سامنے جاکر بادب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہوکر اپنے قریب
بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہی اسوقت خلاف عادت یہان کیون آئے ہو تمھاری والدہ
تو خیریت سے ہین کوئی فتنہ وفساد تو درپیش نہین آیا خنجر قتل خداوند ہو دمر سست جادو تو ابھی تک
اُن کے قبضے مین ہی ہمکو تو کچھ فتنہ وفساد کی اطلاع نہین ہوئی ہی ہمارے سحر کی تاریکی مین ابھی تک
کسی دشمن نے قدم نہین رکھا ہی نہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہماری سرحد سحر مین پانون رکھا ہی
اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہو جاتی صدف جادو نے مسکراکر بادب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ
نے آپ کو سلام کہا ہی وہ اب تک صحیح وسلامت ہین کوئی فتنہ وواقعہ وفساد نہین اُٹھا ہی بدستور خیریت
ہی کسی کی مجال بھی ہی کہ آپ کے سحر کی تاریکی مین قدم رکھ سکے اور میری حفاظت ونگہبانی مین کوئی
بداندیش ادھر آسکے میرے یہان آنے کی وجہ خلاف قاعدہ وعادت یہ ہی کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہین مع اپنی بھانجی ملکہ نجم جادو کے بضرورت عقد دختر
نامبردہ ونیز ملاقات کے لیے راہ دور ودراز سے آئی ہین کوہ پر قیام پذیر ہین یہ رقعہ دستخطی اُنھون نے
بدست تیلہ سحر ہماری والدہ کو بھیجا ہی والدہ چاہتی ہین کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلائین سوقت
مجکو اُنھون نے محض اسی واسطے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپ سے اجازت اُن کے بلانے کی لیجاے
یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا گوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتدا سے انتہا تک دیکھکر مہر ودستخط
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر کرکے کہا کہ ہان رقعہ دستخطی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا ہی اس مین شک
نہین کہ وہ ساحرہ معززہ ہی اور براے عقد نجم جادو یہان آئی ہی مگر ایسے زمانہ شور وشر مین اُس کا
یہان بلانا خلاف عقل وانتظام بند وبست ہی کیا تمنے نہین سنا ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہمراہ
بحرین جادو حاکم بحرینہ کے صحراے پرہول مین جاکر ابر باران جادو محافظ زندان حکیم ساالوس
کو بعیاری اپنے عیار خواجہ طیفور گرد پا قتل کیا حکیم ساالوس اور اُس کے رفقا کو زندان سے رہا کیا
جسکو حکیم جالوس نے جالوسیہ مین جاکر تہ تیغ کیا فی زمانہ تمنے سنا ہوگا کہ طوفان آتشبار جادو
وحکیم جالوس وملکہ بساط جادو دست بداندیشان سے قتل ہوے ہین خداوند کاہنون اور
نجومیون کے کہنے کے موافق براے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر بیٹھے ہین طلسم زلزلہ مین
ظہور طلسم کشا سے تہلکہ پڑا ہوا ہی فرمان منجانب خداوند ونائب خداوند جملہ مالکان دربند ومرحلات
طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بتاکید بند وبست وانتظام آچکے ہین تمھاری والدہ کے پاس بھی فرمان
خداوند ونائب خداوند ضرور آیا ہوگا تمھاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل وفہیم وہوشیار ہو
بتاؤ ایسی حالت مین ہو سکتا ہی کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدین اگر
اُن کے ساتھ طلسم کشاے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی طور سے چلا آئے تو غضب ہو جاے
تمھاری والدہ سے خنجر قتل خداوند اور ہمسے لوح طلسمی مکر وفریب یا اُنکو اور ہمکو قتل کرکے لے جائے
تو کیا ہو جانین بھی جائین بدنامی بھی ہو پس ہم اُن کے بلانے کی اجازت ندین گے ہمکو اندیشہ قوی
ہی حالانکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے یہان طلب کرنے سے ہمارا ابھی ایک مطلب خاص ہی اور وہ
یہ ہی کہ اُن کی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو حسن وجمال مین شہرہ آفاق ہی طلسم زلزلہ مین بلکہ

اگرچہ تمامون اور شہرون مین مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہین ہی اپنی طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہی شب و روز تصویر خیالی ملکہ بہار ہمارے پیش نظر رہتی ہی رات دن ہمکو اسی کا خیال رہتا ہی اس کا فراق باعث تلخی حیات ہی ہردم اُس کی مفارقت مین مانند مرغ بسمل تڑپتے ہین جب سے ہمنے اُس کو دیکھا ہی تم سے کیا کہین کہ اُس کے دام عشق مین کیسے گرفتار ہوگئے ہین باوجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہان بلا نہین سکتے ہین مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہان چلا آئے تو قیامت برپا ہوجائے پس ہم بھی اپنی مدعا برآری مین صبر کرین اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہان طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نکرین جب طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کرچکین گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کرلین گے اُس وقت بے خوف و خطر ہوکر تم ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کو بلانا ملکہ مجمر جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کرین گے جلدی اس بارے مین خوب نہین ہی مشہور ہی کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھکر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نکرنا اچھا ہوتا ہی انجام اس کا خوب ہوتا ہی بقول شخصے کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ صدف جادو نے اپنی شادی کے نہونے سے اور مراد دلی برنہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہوکے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت نہین دیتے ہین تو ہماری والدہ اور ہمکو وہان جانے کی اجازت دیجیے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس جاکر رسم شادی ادا کرلی جائے آپ سے صبر و تحمل ہوسکتا ہی مجھسے اس بارے مین صبر نہین ہوسکتا ہی گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھون سے گوہر اشک نکلتے ہوے دیکھکر اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کرکے مجبور ہوکے کہا کہ اچھا تمکو اور تمھاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہی کہ پاس ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کے بالا ے کوہ تم اور وہ دونون جائین ملکہ مجمر جادو کو بلا تاخیر بیاہ لائین اور جس وقت ہم ملکہ مجمر جادو کو طلب کرین تو تمھاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئین تاکہ ہم بھی اُس کو دیکھکر خوش ہون اور شک و شبہہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہوجائے صدف جادو نے کہا اقرار کرتا ہون کہ ملکہ مجمر جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے سلام کرنے کے بھیجدونگا اور جلد رسم شادی ادا کرکے یہان چلا آؤن گا بالا ے کوہ زیادہ توقف نکرون گا آپ اطمینان رکھین کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیار کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظام سے آپ خوب آگاہ ہین سحرین جادو جو معین طلسم کشا ہی وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہی اگر وہ بھی بالا ے کوہ آجائے گا تو سزا پائے گا فوراً گرفتار کرلیا جائے گا ہمکو امید نہین کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہرگز وہ طلسم کشا اور اسکے عیار کو اپنے ساتھ نہ لائی ہونگی وہ ہماری اور آپ کی خیرخواہ ہین بدخواہ نہین ہین ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ پر نظر سحر ڈالکر دیکھ لین گے گوہر جادو نے کہا کہ ہان خوب ہوشیاری سے وہان رسم شادی ادا کرنا اور ادھر آتے وقت ملکہ مجمر جادو پر بھی نظر سحر ڈالکر اصلی نقلی پہچان لینا خبردار اس سے غفلت نہ کرنا ہم نے محض تمھاری خوشی کی وجہ سے تمکو جانے کی اجازت دی ہی ورنہ یہ وہ زمانہ شور و شر کا ہی کہ نہ کہین جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر مین بلانا چاہیے دشمنون سے خوف و بیم ہی صدف جادو یہ سنکے گوہر جادو سے رخصت ہوکے بصد خوشی راہ قطع کرکے اپنی مادر کے پاس آیا اُس نے

پوچھا کہ کیون اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہین صدف جادو نے تمام تقریر جو فیما بین ہوئی تھی بیان کر کے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اسقدر اجازت دی ہی کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے جا کر تمامت رسم شادی ادا کر کے چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ مجمر جادو کو ہمین ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اُسے ہمارے پاس بھیجدینا مین نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز ملکہ مجمر جادو کے بیاہنے کا اقرار کیا ہی مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت سے گوہر جادو نے تجھے اتنی بھی اجازت دی ہو ورنہ مجکو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے وہ فی زمانہ نہ کہین جانے کی اجازت دیگا نہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بیان بلانے کی اجازت دے گا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہی طلسم کشا نے ظہور کیا ہی چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہین طلسم زلزلے مین زمین گویا زلزلہ ہی تہلکہ پڑا ہوا ہی بڑا بند و بست کیا گیا ہی حکیم جالوس وزیر اعظم نائب خداوند مار ڈالا گیا ہی طوفان آتشبار جادو و ملکہ بساطا جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہی اور یہ خبر بھی سنی ہی کہ کچھ ساحر اُس کے شریک ہو گئے ہین نہین معلوم وہ کون ساحر ہین ساکنان طلسم زلزلہ سے ہین یا اور کہین کے رہنے والے ہین صدف جادو نے کہا مین نے سنا ہی کہ بحرین جادو مالک بحریہ ڈیڑھ دو ہزار ساحرون کی جمعیت سے شریک طلسم کشا ہوا ہی غالبًا اُسی کی شرکت سے طلسم کشا نے نائب خداوند وغیرہ کو قتل کیا ہی غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ صدف جادو اور اُس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کا معلوم نہین ہی الحاصل جب صدف جادو گوہر جادو سے اجازت جانے کی لے آیا اُس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کر کے اُس پتلہ سحر سے کہا کہ تو جا ہماری جانب سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے کہدینا کہ آفاق جادو مع اپنے فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہین اطلاعًا کہا ہی پتلہ یہ سنکے فی الفور بسرعت تمام وہان سے روانہ ہو کر اسی تاریکی راستے سے روبروے ملکہ مذکورہ آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ مین نے حسب الحکم تمھاری بہن کو رقعہ تمھارا دیدیا اُنھون نے کہا ہی کہ ہم مع اپنے پسر مسمی صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہین ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی پھر اس پتلہ سحر پر چند دانے ماش کے دم کر کے مارے فی الفور وہ زمین پر گر کے بصورت اصلی یعنی وہی آرد ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کنیز نقلی یعنی طیفور کر دیا سے کہا کہ سنا تم نے ہماری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے اپنے فرزند کے یہان آتی ہین کنیز مذکور نے ہنسکر جواب دیا مبارک ہو کہ مراد دلی بر آئی ہنوز اس طور کی گفتگو ہو رہی تھی کہ آفاق جادو شاہانہ سامان و جلوس سے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی جو ساحر کہ بصورت طائر برائے خبر رسانی حکم بحرین جادو سے دور دور درختون پر بیٹھے تھے اُنھون نے ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھکر جلد اڑکر خدمت بحرین جادو و صاحبقران کشور ستان مین درمیان درہ کوہ کے جا کر اور بصورت اصلی ہو کر آنا ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کا برائے عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادھر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو دیکھتے ہی اُٹھی چند قدم آگے بڑھی اس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف واسطے ملنے کے بصد جوش الفت و محبت دوڑی آخر دونون بہنین گلے مل کر تھوڑی دیر تک روئین بعد ازان

دونون بالاے فرش و مسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ و شکایت کرنے لگین اس اثنا سے مین
صدف جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے اُس کی بلائین لیکر خوش ہوکر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھایا مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہون ایک زمانے سے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپ کو دیکھکر بدرجۂ کمال
خوشی ہوئی آپ نے یہان آکر مجکو سرفراز کیا مین مثل اپنی والدہ کے آپ کو جانتا ہون آپ سے بھی
بوے شفقت مادری آتی ہی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارۂ جگر مین
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمھاری سعادتمندی ہی کہ تم مجکو مثل اپنی مادر کے جانتے ہو مین بھی اپنی
روح و جان کہ جسکو مین نے پالا پرورش کیا ہی تمھارے حوالے کرنے کو بے غیرت بن کر آئی ہون
صدف جادو نے موافق سننے گوہر جادو کے اپنی خالہ مذکورہ پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دبدبۂ سحر ساز جادو اصلی ہی بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کرنے کے صدف جادو کو اطمینان
ہوا بے خوف و خطر خوش و خرم بیٹھا کنیز نکلی اُسوقت وہان سے بحیلہ و حوالے چلی گئی ملکہ آفاق جادو
نے بعد بہت باتین کرنے کے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ برا نماننا مجھسے اس کا شکوہ نکرنا کہ ہمین اپنے
گھر مین نہ بلایا خود ہی ہمارے پاس آئین کیا کہون مجبور ہون گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نے اس
زمانہ شور و شر مین بڑا بند و بست و انتظام کیا ہی کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آسکتا ہی نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جاسکتا ہی اسی سبب سے مین تمکو اپنے گھر مین بلا نہ سکی خود ہی
یہان آگئی تمسے ملی دل خوش ہوا تمھارا رقعہ مین نے پڑھا تمھاری دور اندیشی و عقل و فہم کی
مین نے بجاے خود بہت تعریف کی تمھاری راے مین نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہی خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہی صاحبان عزت و اہل حیا و غیرت عقد دختر مین
تعجیل کرتے ہین تمنے بھی اپنی زندگی مین اس کا جلد عقد کرنے کا جو خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہان
خود آنا تمھارا کوئی بے عزتی کی بات نہین ہی یہ بھی تمھارا گھر ہی ہم الٹا اپنے گھر مین تمکو بلا نہ سکی تمسے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہان آئی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تمنے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور و شر مین مجکو اپنے گھر مین نہ بلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ و فساد وواقعہ ہوتا تو
میرا اور تمھارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ و فکر نہین ہی نہ الزام کا خیال ہی مجکو تمھارے یہان
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر مین نہ بلانے کا رنج و ملال نہین ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو پر نظر سحر ڈال کر دریافت کر لیا کہ دراصل ملکہ
دبدبۂ سحر ساز جادو ہی یہ کوئی دشمنون سے نہین ہی بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ نجم جادو کہان ہی اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواہر
دیکھو اُس خیمے مین وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکائے بیٹھی ہی مجھسے جدا ہونے کا اُس کو
رنج و ملال ہی جب سے یہان آئی ہی اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہی جاؤ دیکھو آفاق جادو
اُٹھکر خیمۂ دیگر مین پردہ اُٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ نجم جادو مثل عروس کے زیور و لباس و زیب
زینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہی جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے مین داخل ہوئی ملکہ
نجم جادو نے اُٹھکر باادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اُس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ نجم جادو ہی بعد اطمینان دل بصد الفت و محبت اُسکو اپنے

گلے سے لگاکر پیار کیا اور کہا کہ اے نورچشمی کیون آبدیدہ ہوگیا تم اپنے پالنے پرورش کرنیوالی
سے ہمیشہ کے لیے چھٹ جاؤگی جب تمھارا دل چاہے گا ہماری ہمشیرہ کو بلا لینا یا خود تم اُس کے پاس چلی جانا
یہ کہکے اُس کے پاس بیٹھ گئی آنسو اُس کے عارض گلرنگ اور دیدۂ فتان سے پونچھے بعدہٗ کہا کہ یہ
رونا موقوف کرو رو رو کر اپنے تئین ہلاک نکرو شادی مین رونا ہمارے نزدیک ایک بدشگونی غرضکہ
تا دیر اُس کے پاس بیٹھکر خوب دیکھ بھال کر پیار کرکے خیمے سے باہر آگئے پھر اپنی خواہر کے
پاس بیٹھی بعد بیٹھنے کے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ آگاہ ہو کہ گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی نے کہا ہی کہ آج ہی بیرون حد سحر سے بعد فراغ رسم شادی چلی آنا لہذا مناسب ہی کہ
رسم شادی ہوجائے تاکہ ہم مع دولھا دلہن آج ہی اپنے گھر بخیر و عافیت چلے جائین کسی آفت و
بلا مین مبتلا نہوجائین اُس نے جواب دیا کہ اے خواہر مجکو تمھاری خوشی منظور ہی رسم شادی کی جو
ہمارے دین مین ہی اُس رسم کے کرنے مین تمھین اختیار ہی خواہ اسی وقت وہ رسم عقد و نکاح
کی جائے یا بعد مجکو کچھ عذر و انکار نہین ہی کیونکہ نادار و محتاج ہون کچھ دینے کو میرے پاس نہین ہی
مبتلاے عسرت ہون جہیز کی قسم سے اس بے سروسامانی مین کچھ فکر نہین کی ہی الا جو اُس کی قسمت
مین ہی نقد زر و جواہر وغیرہ دیدہ ون کی ملکہ آفاق جادو یہ سنکے خوش ہوئی اُسی وقت ایک گنبد
مانند ترنج خوشبو نکال کر اپنے فرزند صدف جادو کو دے کر کہا کہ اے فرزند چلو رسم شادی ادا کرو
یہ وقت ساعت سعید ہی صدف جادو وہ ترنج خوشبو اپنی مادر سے لیکر بعد خوشی مسند زرین
سے اٹھا ساتھ ہی اُس کے اُٹھنے کے اُس کی مادر اور خالہ اُس کی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو بھی
اُٹھین سب جانب خیمہ عروس چلے اُسوقت حکم ملکہ آفاق جادو سے باجے بجانے والون سے
کہا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ رسم عقد و شادی کی جاتی ہی بعد رسم عقد مبارکباد شہنا وغیرہ مین گانا باجے
بجانا باجے بجانے والے گروہ گروہ غول غول جا بجا باجے انواع و اقسام کے لے کر آ ایستادہ
ہوے اتنی دیر مین صدف جادو ترنج خوشبو بکف ملکہ مجمر جادو کے خیمے تک مع اپنی خالہ اور
مادر کے پہونچا پردہ خیمے کا اُٹھا کر عروس مذکور کو بنظر سحر دیکھکر بخوبی اُس پر نظر سحر بار بار ڈالکر اصلی
ملکہ مجمر جادو کے ہونے سے خوش اور مطمئن ہوکر وہ ترنج خوشبو تاک کر اُس کے سینے پر مارا وہ سینے پر
پڑتے ہی شق ہوا رنگ و خوشبو سے لباس عروس رنگین و معطر ہوگیا اور صدف جادو اُسوقت
از حد خوش ہوئی بجائے خود کہنے لگی کہ میری زندگی مین مراد دلی میری بر آئی میرے فرزند کی شادی
ہوئی خانہ آبادی ہوئی بہو مجکو گویا چاند کا ٹکڑا ملی جس کی مین نے خواہش کی تھی وہی بہو گھر بیٹھے ملی
ایسی آفاق جادو خوشی سے باغ باغ ہو رہی ہی صدف جادو بھی کثرت خوشی عقد و شادی سے
بار بار مسکراتا تھا اپنے جامے مین نہ سماتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے ترنج خوشبو ایک کنیز سے
طلب کر کے ملکہ مجمر جادو کو بعد مشکل و دشواری و بمنت و خوشامد شفقت دے کر کہا کہ اے نورچشمی
تم بھی اپنے شوہر صدف جادو کے سینے پر یہ ترنج مارو تاکہ رسم شادی کامل طور سے ادا ہوجائے
چندان شرم و غیرت نکرو مگر وہ نگاہ ترنج خوشبو اپنے ہاتھ سے بالاے مسند رکھدو کہنا ہمارا مانو ہرچند
ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و کنیزون نے کہا مگر ملکہ مجمر جادو نے ترنج خوشبو سینہ صدف جادو پر بسبب
کثرت شرم و حیا کے نہ مارا آخر کار بعد تاخیر بسیار کے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو نے اپنے سر کی قسم دیکر
کہا کہ اے نورچشمی بس بس زیادہ شرم و حیا و غیرت نکرو رسم عقد و شادی کی تکمیل کر ہمارے دین مین

سبھی لڑکیاں یہ رسم عقد و شادی کرتی ہین ایک تم ہی سے یہ رسم ادا نہین کرائی جاتی ہے سبھی کرتے ہین ہم نے بھی وقت عقد یہی رسم ادا کی تھی ملکہ نجمر جادو نے قسم دینے سے مجبور ہوکے اپنے دست نازک و حنائی سے بناز و ادا ترنج خوشبو سینۂ صدف جادو پر مارا اُسوقت کی خوشی و مسرت کیا بیان کی جائے وہ ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کا صورت گل شگفتہ ہونا بار بار ہنسنا مسکرانا باجے والوں کا باجوں مین مبارکباد عقد شادی گانا انواع و اقسام کے باجوں کا شور مچنا باجے والوں کا انعام کثیر طلب کرنا تھوڑا انعام نہ لینا حجت کرنا شور باجوں کا تا گنبد فلک اول پہونچنا نازنینان خوب رو کا سر بزم عشرت مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوکر مبارکباد عقد و شادی بخوش آوازی گانا ملکہ آفاق جادو کا انعام دینا ارباب نشاط کا صدف جادو کے دامن کو تھام کر بیٹھکر رقص و نغمہ کرکے طالب زر و جواہر کثیر ہونا اُس کا انعام دینار و روپے ملکہ نجمر جادو کے بھی نازنینون کا گانا تا سننا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا بہت انعام دینا آخر باجے والوں کا انعام کثیر لیکر شور باجوں کا موقوف کرنا ارباب نشاط کا دامن ہوس پھیلانا باوجود انعام کثیر پانے کے زیادہ طمع زر و جواہر کرنا غزلین بھی عاشقانہ گانا ارباب بزم ہائے عشرت کا سننا خوش ہونا نازنینان خوش جمال و خوش آواز کا کمال علم موسیقی دکھانا بحرین جادو و صاحبقران کشورستان وغیرہ کا اندر درہ کوہ کے صداے نغمۂ نازنینان سننا از انجملہ ایک مطربہ خوب رو کا یہ غزل عاشقانہ بناز و ادا گانا۔

غزل

یہاں لب پہ آئی ہے جان آتے آتے — کہاں رہ گئے وہ یہاں آتے آتے
یہ تھا معجزہ میری عریانیوں کا — کفن ہو گیا دھجیاں آتے آتے
مجھے بھول کر یاد کر لیتے ہین وہ — کہ مر جائے گا ہچکیاں آتے آتے
لگا ہونے مین تیری وہ سفاکیاں ہین — کہ کٹ کٹ گئین شوخیاں آتے آتے
اجل بھی تھی آنے کو قاصد بھی لیکن — گئے دونوں مل کر کہاں آتے آتے
کوئی اُن کو سمجھانے والا تو ہوتا — وہ آتے وہ آلے یہاں آتے آتے
قسم بھی تری ہوتی جاتی ہے جھوٹی — رقیبوں کے منہ مین زباں آتے آتے
ہرے ہوں گے زخم جگر بھرتے بھرتے — نئے گل کھلین گے خزاں آتے آتے
کوئی دن مین دنیا سے جاتا رہے گا — ترے در پہ اک ناتواں آتے آتے
وہ پھر آئے ہین آدھے رستے سے راسخ — سر تربت عاشقاں آتے آتے

وہ اہل بزم کا خوش ہوکر سننا اور اشعار ہر چہ غزل کو پسند کرکے بے انتہا تعریف کرنا زنین مذکورہ کو انعام مین زر و جواہر دینا الحاصل صبح سے تا وقت عصر بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازاں موقوف ہوئی ملکہ آفاق جادو نے ارادہ جانے کا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بطور جہیز مال زر و جواہرات ساتھ کیا صدف جادو عروس کو محافے مین سوار کرنے چلا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کنیز نقلی کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا وہ کنیز اندر خیمۂ عروس کے گئی دیکھا کہ تنہا بیٹھی ہے کنیز مذکورہ نے اُس کو عطر بیہوشی سنگھا کے بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا اور بسرعت تمام صورت اپنی بشکل ملکہ نجمر جادو بنا کر ویسا ہی لباس و زیور نقرہ و طلا و زیور گل پہن کر ویسا ہی بناؤ سنگار کرکے بجائے ملکہ نجمر جادو عروس نو بنکر بیٹھی اتنی دیر مین صدف جادو دیگر امور کا بندوبست و انتظام کرکے ہمراہ اپنی مادر و خالہ کے عروس کے خیمے مین آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہنگام رخصت عروس مذکورہ سے لپٹ کر

رونے لگی عروس نے سر اپنا دوش پہ ملکہ مذکورہ کے رکھ کر نالہ و گریہ آغاز کیا اور اسی عالم گریہ میں آہستہ آہستہ گوش ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میں یہ کہا کہ میں نے ملکہ مجمر جادو کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا ہے خود مجمر جادو کی صورت بن کر جاتا ہوں اطلاعاً آپ سے کہے جاتا ہوں ملکہ مذکورہ حالت گریہ و زاری میں یہ سنکے اپنے دل میں خوش ہوئی خواجہ طیفور کردیا کی جسارت و عیاری و مکاری پر بہت حیران ہوئی بجائے خود ثنا کرنے لگی اور بظاہر لپٹ کر عروس مذکورہ سے رونے لگی آخر بہت گریہ و زاری کے عروس سے جدا ہوئی صدف جادو نے بعد خوشی آغوش تمنا وا کرکے عروس مذکورہ کو اپنی گود میں اٹھا کر حسب دستور محافہ زرین میں سوار کیا بعدہ خود بھی تخت طاؤسی پر سوار ہوا ملکہ آفاق جادو بھی طاؤس زرین بال سحر پر سوار ہوئی باجے والوں نے باجے بجائے جلوسی آگے بڑھے نوبت و نقارے بجے برات نہایت کثرت جلوس وغیرہ سے بہ تزک سوے مکان صدف جادو روانہ ہوئی اندر اُس تاریکی کے جاکر پہلے تو کچھ نظر آئی بعدہ غائب ہوئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بعد جانے برات کے کوہ سے اتر کر درہ کوہ میں گئی تمام حال صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران نے خوش ہو کر کہا کہ خواجہ نے بڑی دلیری کی ہے ملکہ مجمر جادو عروس کی صورت بنکر ساتھ صدف جادو و آفاق جادو کے گئے ہیں خداوند عالم و عالمیان اُن کو شر ساحران نابکار سے محفوظ رکھے کوئی ساحر نابکار ان کو پہچان نہ لے تو غضب ہے بحرین جادو نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیں کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں خواجہ نہایت ہوشیار و چالاک ہیں صدف جادو و آفاق جادو و گوہر جادو وغیرہ ساحران نابکار کی شر سے بچیں گے فکر حصول لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ میں کرینگے کیونکہ وہ محض اسی واسطے یہاں سے گئے ہیں اُن کو کوئی کیا پہچانے گا صاحبقران کشورستان تو بحرین جادو کی تقریر سنکے خاموش بیٹھے ہیں اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی نواسی کو اپنے ہمراہ لیے کر بالاے کوہ جاتی ہے سیر کرتی ہے بحرین جادو و صاحبقران درہ کوہ سے نکل کر سیر صحرا کرتے ہیں دل بہلاتے ہیں لیکن اب حال برات مذکور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب برات رخصت ہو کر چلی اور بعد قطع راہ صدف جادو عروس مذکورہ کو بڑی دھوم سے لے کر اپنے گھر پہونچا تو ملکہ مجمر جادو کو محافے سے اتار کر اپنے مکان میں لا کر بالاے مسند زرین بٹھایا براتی رخصت ہونے لگے ملکہ آفاق جادو خوش ہو کر اپنے دل میں کہنے لگی عجب آج روز خوشی کا ہے کہ بہو گھر میں بیاہ کر آئی میرے فرزند کے سہرا بندھا دولہا بنا آرزوے دلی بر آئی خانہ آبادی ہوئی گوہر جادو نے تو ایسا کچھ کہا تھا کہ جس سے مجھکو اندیشہ فتنہ و فساد و خوف جان ہوا تھا لیکن اُس کو فقط خیال ہی تھا مجھے بھی وہاں جانے سے ضرر نہ پہونچا کوئی بھی دشمن نظر نہ آیا ہنسی خوشی میں یہاں سے بیاہ کے گئی وہاں سے مع الخیر مع اپنے فرزند اور بہو کے اپنے گھر میں آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور ملکہ مجمر جادو پر نظر سحر ڈال کر خوب دیکھ بھال لیا کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا اب کل ہنگام صبح اپنی بہو کو گوہر جادو کے پاس لے جاؤنگی کہوں گی کہ دیکھیے یہی میری بہو ہے اس کو میں جا کر بیاہ لائی نہ کوئی عیار ملا نہ مکار ملا نہ طلسم کشا سے سامنا ہوا کوئی بھی فتنہ و فساد در پا نہ ہوا آپ کو اس قدر طلسم کشا اور اس کے عیار وغیرہ کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کو یہاں آنے کو منع کیا تھا اور مجھکو خود وہاں آنے کی تاکید کی تھی قبل سے اس شادی کے یہ بندوبست بیکار آپ نے کیا تھا کہ اپنے حضرت راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اب سحر اپنا دفع کر دیجیے کچھ اندیشہ

نہ پہنچے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و بحرین جادو کو یہان کے حالات سے یہ آگاہی نہین ہو کہ لوح طلسمی اور خنجر قتل خداوند ہو دسر مست جادو و ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہو یہی دونون محافظ ہین اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے اُن کو معلوم بھی ہو جائیگا تو کیا خوف ہو طلسم کشا و عیار طلسم کشا غیر ساحر ہین ایک ادنی ساحر اُن کو اپنے سحر مین مبتلا کر سکتا ہو اب رہ گیا بحرین جادو کہ ساحر کسی قدر زبردست ہو وہ بھی ہے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہو اُس کی کیا اصل و حقیقت ہو آپکے روبرو اور میرے آگے ایک ادنی سے سحر مین مبتلا ہو جائے گا اور اگر گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے یہ کہے گا کہ مین اپنا سحر کیون دفع کر دون کیون راستہ صاف کر دون راہ کیون کھول دون بند وبست براے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکور و نگہبانی جان بداندیشون سے کیون نکر دون تم اس بارے مین کیا سمجھکر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب اُس کا یہ دونگی کہ اول تو آپکے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کی ہوا کرے گی وہ اپنی بھانجی کے دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے جو اپنے سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اُس سے ایک طرح کا خائف و ترسان ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہو دیکھنے والے اور سننے والے بجاے خود کہہ سکتے ہین کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہو پس مین چاہتی ہون کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہین یہ باتین بجاے خود کے کار و بار شادی و مراسم بعد شادی مین مصروف ہوئی جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دلہن کے اپنے مکان کے ایک درجے مین مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہان رکھوا دیا اور آپ اُس درجے سے علحدہ ایک درجہ مکان مذکور مین جا بیٹھی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو و ملکہ مجمر جادو نقلی کے پاس اُسی مسہری پر براے زفاف گیا پردے چھوڑ دیے گئے عورتین جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھین وہ بھی اُس درجے سے علحدہ دور راحت پذیر و قیام پذیر ہوئین صدف جادو نے خلوے مین جانب ملکہ مجمر جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعاے دلی یعنی وصل حاصل کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی ہاتھا پائی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور مین آئی اُسی عالم مین ملکہ مذکورہ نے کہ پتیان روئی کی اپنے سوراخ بینی مین قبل سے رکھ چکی تھی عطر بیہوشی اپنے لباس مین کچھ مل بھی چکی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھون کی انگلیون مین بھرا تھا وہ ہاتھ اُن کے سر تک پہونچایا خوشبوے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اس بند درجہ مکان مین معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکورہ نقلی یعنی خواجہ طیفور گر دیا نے اُس کا لباس اتار کر اُسی وقت اُس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری زنبیل سے نکال کر روشنی مین آئینہ روبرو رکھکر صدف جادو کی صورت بن کر اُسی کا لباس پہنکر با آرام و راحت مطمئن ہو کر مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مجمر جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر تمام حال عیاری کا سرگوشی مین اُس سے کہکر کہا کہ مصلحت وقت یہ ہو کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نکرو ہم اہل اسلام ہین فعل حرام نہین کرتے ہین تا وقتیکہ عقد عورت کے ساتھ نکرین بمنزلہ بھائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہین تم ہمکو اپنا بھائی سمجھ کر اس پلنگ یعنی اس مسہری پہ سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہین تم دوسری کروٹ لیٹ رہو جب ہمنے صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہی اُس کی صورت بن کر تیار ہوے ہین تاکہ ملکہ آفاق جادو ہکو صدف جادو جانے اور جس جگہ خنجر قتل شاہ طلسم رکھا ہی بعد دریافت وہان تک اپنا گذر ہوا اور وہ اس تدبیر و عیاری سے دستیاب ہو جائے اے ملکہ مجمر جادو آگاہ ہو کہ حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو ہنگام سحر تمکو یہان سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جاے گی وہان جاکر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ وہ تمسے پوچھے سمجھ کر جواب دینا میرے حال سے اُسے آگاہ نکرنا کوئی بات ایسی نکرنا کہ جس سے گوہر جادو کو اندیشہ و تردد ہو غرضکہ خواجہ موصوف نے بخوبی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ مین تمھارے کہنے پر عمل کرونگی یہ کہکر خاموش ہوئی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونون ایک مسہری پر لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو بزور اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت مین اسیر کرلے یا گوہر جادو اپنے سحر کے ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھکر اُس درجے سے باہر آئے ملکہ آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہو کر دعاے جان درازی دی پھر اُس درجے مین گئی دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو خواب سے بیدار ہو کر بیٹھی ہی دیکھتے ہی اُس کے پاس بیٹھ گئی اُس نے سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگا کر پیار کیا بعد ازان اکل و شرب سے فراغت حاصل کر کے دولہا دلہن کو کھانا کھلا کے سامان گوہر جادو کے یہان جانے کا کیا اور صدف جادو نقلی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند تم یہان خبردار و ہوشیار رہنا مین تمھاری زوجہ کو اپنے ہمراہ لے کر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہون صدف جادو نقلی نے کہا کہ اچھا آپ جائیے مگر وہ خنجر جس کی آپ محافظ ہین میرے حوالے کر جائیے تاکہ مین اُسکی حفاظت کرون آج مہمان بہت ہین شادی کا گھر ہی کسی کا اعتبار نہین ہی دوست بیشتر دشمن بھی ہو جاتے ہین پردہ دوستی مین دشمنی کرتے ہین پس مقتضاے عقل و ہوشیاری یہ ہی کہ غافل نرہنا چاہیے ملکہ آفاق جادو نے اُس کی تقریر سُنکے کچھ اندیشہ و خیال خنجر مذکور کے حوالے کرنے مین نکر کے کہا کہ اے فرزند کیا تجکو معلوم نہین ہی جہان خنجر رکھا ہی صدف جادو نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان پہلے تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی مین نہین معلوم آپ نے کہان رکھا ہی آیا اُسی جگہ رکھا ہی جہان رکھا رہتا تھا یا اور کہین رکھ دیا ہی اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ اے نور نظر دیکھ وہ صندوق رکھا ہی جسمین قفل لگا ہی اُسی مین خنجر ہی کلید اُس قفل کی میرے پاس ہی یہ کہکر بسامان و جلوس امیرانہ ملکہ مجمر جادو کو سوار کر کے خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گوہر جادو روانہ ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و مجمر جادو کے آنے کی اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلا یا ملکہ مجمر جادو نے داخل مکان ہو کر دیکھا کہ خانہ باغ پختہ و وسیع شاہانہ ہی چھت پر دے فرش نفیس و شیشہ آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ ہی تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہی اُس خانہ باغ مین درمیان چمن کلہاے رنگارنگ ایک ساحر جوان خوش لباس گندم رنگ کلاہ زرین و جواہر دوز سر پر رکھے ہوے بالاے کرسی زرین بیٹھا ہی بالاے سر گیرہ تمامی نہایت تحفہ و نفیس خوش قطعہ ایستادہ ہی بالاے گیرہ مذکور ابر چھایا ہوا ہی روبرو اُس کے زیر گیرہ ایک تخت زرین اوسط نہ بڑا نہ چھوٹا بصورت منبر

بچھا ہوا ہے اُس کے چارون گوشون پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ تر و خوشبو دار ہین
طلائی و نقرئی و جواہر نگار ظروف مین رکھے ہین وہ ظروف بصورت و شکل گلدانون کے ہین
غور سے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستون کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور
ہر ایک لوح جتنی گلون سے باہر ہے مانند ہلال ضو دے رہی ہے چارون لوحین ایک صورت کی ہین
بینا و ضو مین بھی برابر ہین کچھ کمی و زیادتی نہین ہے ملکہ مجمر جادو نے اپنی عقل سے یہ سمجھا کہ کسی
طلسم کی چار لوحین نہین ہوتی ہین ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بناتے ہین وہی لوح طلسم کشا کو ہنگام
طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اُسی کی ہدایت سے فتاح طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح
کرتا ہے یہان چار لوحین نظر آتی ہین یقین ہے کہ ان چارون مین ایک لوح طلسمی اصلی ہے اور تین
لوحین طلسمی نہین ہین یہ تین لوحین وضعی شاید بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہین کہ اگر کسی طور سے
بصد کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہان تک آ بھی جائے اور ساحران حافظ و نگہبانان لوح طلسمی
سے خصوصاً گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جانبر بھی ہو تو ان چارون لوحون
مین سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نکر سکے اگر خوبی مقدر سے لوح طلسمی اصلی اُٹھا لے تو مجبوری ہے
اور اگر کوئی لوح وضعی دھوکا کھا کر اُٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب
ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تمنائے
دلی بر آئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور متحیر کرنے طلسم کشا
کے چار لوحین ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی مین برابر تیار کرکے رکھی ہین کہ
طلسم کشا لوح کے اُٹھانے مین دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ مجمر جادو دُزدیدہ نظرون سے ہر طرف دیکھتی
ہوئی ہمراہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک و روبرو
گوہر جادو کے زیر ابر مذکور مع مجمر جادو کے پہونچی گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا آفاق جادو
نے بادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر بادب
سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہین بڑے ذی عزت و حرمت ہین ساحران زیر دست
سے ہین تمامی ساحران طلسم زلزلہ ان کو ذی وقار و ذی جاہ و نامی و نامور جانتے ہین ان کی عزت و
توقیر کرتے ہین نہایت معتبر و امین و خیر خواہ خداوند ہو دسر مست جادو ان کو جانتے ہین اور
در اصل بھی یہ عالی مرتبہ ہین اور نہایت معتمد و امین و خیر خواہ شاہ طلسم ہین اگر یہ معتبر و معتمد و خیر خواہ
اور ساحر زبردست نہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کے حوالے لوح طلسمی
نکر دیتے اور لوح طلسمی وہ شے ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی
لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہین کر سکتا ہے بس ہماری
اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا مقصود تھا اور اے دختر نا واقف تمکو آگاہ کرنا تھا ملکہ
مجمر جادو نے گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سُنکے گوہر جادو کو بادب سلام کیا اُس نے سلام لیکر
نظر جابر سے ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر سحر مین کچھ علامت و شناخت طلسم کشا
و دیگر دشمن و بد خواہ شاہ طلسم کے پیدا نہین ہوئی پس سمت ابر سحر مذکور دیکھکر دل مین خیال
کرنے لگا کہ ان دونون عورتون مین کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے
نہین ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنون سے ہوتا تو اس ابر سحر سے ایسی علامتین ظاہر

ہوتی ہین کہ جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہی کہ طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ کوئی دشمن آ گیا ہی غرضکہ بعد دیکھنے جانب ابر سحر مذکور کے اور مطمئن ہوتے گوہر جادو نے خوش ہوکر کہا کہ اے آفاق جادو آؤ ہمارے پاس یہین بیٹھو یہ کہکر قریب اپنے کرسی پر ملکہ آفاق جادو کو بٹھایا اور دوسری کرسی پر پہلوے آفاق جادو مین ملکہ نجم جادو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عروس مذکورہ بھی سلام کرکے کرسی پر بیٹھی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یہی تمھاری بہو ہی کیا اسی کو بیاہ کر لائی ہو اسی کا نام نجم جادو ہی اُس نے کہا کہ ہان یہی بہو میری ہی اسی کا نام نجم جادو ہی کل اس کو بیاہ لائی ہون آج یہ واسطے سلام کرنے کے آپکے روبرو آئی ہی آپکے حکم سے بلیں صرف اسی کو بیرون سرحد سحر حضور سے لائی ہون اس کی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو لیے ساتھ نہین لائی بعد اس کے آفاق جادو نے کہا کہ آپ کو جانب طلسم کشا اور اُس کے عیار مکار وغیرہ سے ایسا اندیشہ تھا کہ وہان توقف کرنے کی بھی آپ نے اجازت ندی اور ہمشیرہ کے یہان طلب کرنے کو منع کیا تھا مین نے تو موافق ارشاد عمل کیا مگر جو خیال آپ کا تھا اُس کا کچھ ظہور نہوا طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو وہان جاکر نہ دیکھا سوائے ہمشیرہ عزیزہ وغیرہ کسی دشمن کو وہان نہین دیکھا وہان سے مع الخیر چلی آئی آپ نے اپنے سحر سے جو تاریکی کردی ہی اور راہ آمد و رفت بند کردی ہی مقتضاے عقل و شقاوت تو یہی ہی لیکن اس بند و بست کرنے سے طلسم کشا سے آپ کا خائف ہونا ثابت ہوتا ہی اگر مناسب ہو تو سحر اپنا دفع کر دیجیے تاکہ راستہ کھل جائے طلسم کشا و عیار طلسم کشا یہان تک آ نہین سکتے اگر راستہ بند کرنا ہی منظور ہی تو اپنا سحر دفع کرکے اور کسی ساحر کے سحر سے راہ بند کرا دیجیے گوہر جادو نے جواب دیا کہ اس باب مین بعد فکر و غور جو مناسب ہوگا کیا جائے گا یہ کہکے گوہر جادو نے ملکہ نجم جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تمھاری خالہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی ہمراہ لائی ہین یا نہین اُس نے ادباً عرض کیا کہ ہان ہماری خالہ صاحبہ ملکہ بہار کو بھی ہمراہ لائی ہین بالاے کوہ بیرون تاریکی سحر مقیم ہین جب مین ادھر آنے لگی تھی میری خالہ صاحبہ اور ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی میرے ساتھ آنے کا ارادہ کیا تھا مگر دو سبب سے اُن کا آنا اس طرف نہوا اول تو یہ کہ ہماری خوشدامن و خالہ صاحبہ جو آپکے روبرو بیٹھی ہین آپکے حکم سے اُن کو نہین لائین دوسرے یہ کہ بخوف ہلاکت جان اس طرف نہ آئین خصوصاً ملکہ بہار گل پوش جادو کو تو یقیناً اپنے جان کے جانے کا خیال ہوا تھا گوہر جادو نے پوچھا کہ خوف جان اُس کو کس وجہ سے ہوا تھا نجم جادو نے جواب دیا کہ آپکے سحر کی تاریکی وہ غضب کی تاریکی ہی کہ اُس کو دیکھکر وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ اگر اس تاریکی مین قدم رکھونگی تو اندھیرے مین گھبرا کر دم نکلجائے گا گھٹ کر مر جاؤنگی اگر سحر آپ کا نہوتا اور تاریکی سحر نہوتی تو وہ ضرور آتی کیونکہ اس نے چلتے وقت رخصت یہ مجھسے کہا تھا کہ میرا دل بھی چاہتا ہی کہ تمھارے ساتھ چلون گوہر جادو کو دیکھون اُن کے دیکھنے کا اشتیاق ہی مین نے پوچھا کہ اُن کے دیکھنے کا کیون اشتیاق ہی اس کا جواب اُس نے کچھ نہین دیا شرماکر سر جھکا لیا گوہر جادو نے یہ تقریر نجم جادو کی سنکے بے اختیار آہ سرد کی دریاے عشق جوش زن ہوا دل مین خیال کرنے لگا کہ اے گوہر جادو تو ہی اُس پر عاشق و شیدا نہین ہی وہ بھی تجھپر فریفتہ ہی تیری تاریکی سحر سے وہ ڈر گئی ورنہ وہ میرے پاس ضرور آتی صورت زیباے معشوق مجھے نظر آتی وصل بھی اُس کا نصیب ہوتا دل مضطر کو میرے قرار آتا

بیتابی دل دور ہوتی اب کیا جانتا تھا کہ فی زمانہ وہ میری دید کی مشتاق ہوکر ادھر آئے گی میری
سحر کی تاریکی سے نہ جانے کی مجھ تک بوجہ خوف جان کے نہ آسکے گی خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب
مجکو لازم و مناسب ہو کہ بخیال ملاقات ہونے ملکہ بہار گل پوش جادو کے اپنی سحر کی تاریکی کو
دفع کرکے اُس کو اپنے پاس بلاؤں مدعائے دلی حاصل کروں چند سال سے اُس کے فراق میں
مبتلا ہوں وصل سے کامیاب ہوں یہ خیال کرکے وہ ہار موتیوں کا جو اپنے گلے میں پہنے تھا ملکہ
نجمہ جادو کے گلے میں ڈال کر کہا کہ اے ملکہ اول تو بطور رشوہ دکھائی ہمیں تجکو کچھ دینا ضرور تھا
دوسرے تمنے ایسی خبر خوش سنائی کہ منہ تمہارا موتیوں سے بھر دینا لازم ہوا بالفعل تو یہ تجکو
ہار موتیوں کا دیا ہو آئندہ اُس زمانے میں جبکہ در مراد بر آئے ہاتھ آئے گا تو زر و جواہر کار و دیگر اشیاء
نفیس و نادر دینگے یہ کہکر خاموش ہوا ملکہ آفاق جادو نے تھوڑی دیر ٹھیکر کہا کہ اب میں جاتی ہوں
گوہر جادو نے کہا کہ جاؤ ملکہ مذکور و نجمہ جادو کو ہمراہ لیکر اُسی جلوس سے سوار ہو تخت طاؤسی پر
اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی ملکہ آفاق جادو و نجمہ جادو کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہو اور اب حال
صدف جادو نقلی کا تحریر کیا جاتا ہو کہ بعد جانے آفاق جادو کے حال خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ و
بر ولوتی تیغہ فنا کا ملکہ آفاق جادو سے دریافت تو کر چکا تھا قفل کو توڑ کر تیغہ فنا کو صندوق سے
نکال کر زنبیل میں داخل کیا بعدہٗ ویسا ہی قفل زنبیل سے نکال کر اُس صندوق میں لگا دیا مہمانوں میں
سے کسی کو اس حال سے آگاہی بھی نہوئی ہنوز صدف جادو نقلی صندوق مذکور سے خنجر قتل
شاہ طلسم زلزلہ یا تیغہ فنا نکال کر داخل زنبیل کر چکا تھا کہ ملکہ آفاق جادو مع نجمہ جادو کے آگئی
صدف جادو نے پوچھا کہ اے مادر مہربان آپ گوہر جادو کے پاس گئی تھیں اپنی بہو کو دیکھ آئی
تھیں کیا باتیں ہوئیں اُنھوں نے تمام باتیں جو وہاں ہوئی تھیں بیان کرکے کہا کہ دیکھو ہماری بہو
کو گوہر جادو نے یہ ہار موتیوں کا نہایت بیش بہا دیا ہو اور اقرار کیا ہو کہ بعد دستیاب ہونے
گوہر مراد کے اور بھی اسباب و زیور دینگے صدف جادو نقلی کچھ سمجھ کر مسکرایا اس اثنا میں
ملکہ آفاق جادو سے سب مہمان عورتیں رخصت ہوکر اپنے گھر گئیں فقط ملکہ آفاق جادو اور
نجمہ جادو یہ دونوں عورتیں مکان میں رہ گئیں صدف جادو نے ملکہ آفاق جادو سے کہا کہ
مجھے آپ سے تخلیے میں کہنا ہو یہاں آئیے آفاق جادو اُس کے قریب گئی پوچھا کہ اے
فرزند کہو کیا کہتا ہو وہ کونسی ایسی بات ہو جسے تخلیے میں کہنا مقصود ہو صدف جادو نقلی اٹھ
دبیا اُس کے منہ کی طرف بڑھا کر حباب بیہوشی جو کھایا یوں میں دبی ہوئی تھی تاک کر اُس کے
سوراخ ناک پہ مارا اثر حباب بیہوشی دماغ تک ایسا جلد تر ہوا کہ ایک دم کی بھی مہلت
قیام نہ دی فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی تیورا کر زمین پر گر کے ہی بیہوش ہوگئی
صدف جادو نقلی نے جلد تر اُسے داخل زنبیل کرکے رنگ و روغن عیاری سے آفاق جادو
کی صورت بن کے مثل اُسی کے لباس پہنکر مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھا جب پاس نجمہ جادو
کے آفاق جادو نقلی آئی اور صدف جادو دیر تک نظر نہ آیا تو نجمہ نے متردد ہوکر پوچھا کہ اے
مادر مہربان فرزند آپ کا کہاں ہو اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے نجمہ جادو صدف جادو
تخلیے میں ہی ہوں تمنے نہیں دیکھا ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ ملکہ آفاق جادو اصلی کہاں ہو نقلی خواجہ
نے جواب دیا کہ جہاں صدف جادو ہو وہیں آفاق جادو بھی اپنے فرزند کے دیکھنے کو

گئی ہی ملکہ مجمر جادو نے سمجھکر بخوبی آگاہ ہوکر کہا کہ کیا جلد اُس کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا ہی
کہ مجھے حیرت ہی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہمنے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین
داخل کیا ہم عیارون کو بیہوش کرنے مین کچھ دیر نہین لگتی ہی ملکہ مذکور نے خواجہ کی بہت تعریف
کی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ اب بے خوف وخطر اس مکان مین رہو تا وقتیکہ گوہر جادو سے
لوح طلسمی دستیاب نہو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو ہم داخل زنبیل کرچکے ہین مجھ قبل
شاہ طلسم زلزلہ و بقولے تیغہ سُنا بھی ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرکے داخل زنبیل کرچکے
ہین صرف لوح طلسمی لینا منظور ہی اُس کے بارے مین بھی کوئی فکر کی جائے گی مجمر جادو تو نکلوے
خواجہ سُنکے خوش ہوگئے بے خوف وخطر اُسی مکان مین مع خواجہ ممدوح قیام پذیر ہی حال ان کا
آئندہ بیان کیا جائے گا لیکن اب حال گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلے کا رقم کیا جاتا ہی کہ بعد
رخصت ہوکر روانہ ہونے ملکہ آفاق جادو و ملکہ مجمر جادو کے وہ تمام روز و شب خیال ملکہ
بہار گل پوش جادو مین گذار تصویر خیالی اُس کی پیش نظر رہی فراق مین اُس کے مانند مرغ
بسمل فرش خواب پر طپان رہا نالہ و فریاد و آہ کیا کیا جب صبح ہوئی خیال کیا کہ فکر حصول مدعا
اس طرح کرنا چاہیے کہ انتظام و بند و بست بھی رہے اور معشوقہ خوب رو بھی پاس آجائے یہ
خیال کرکے اپنے لشکر کے سردار و سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو اپنے روبرو طلب کیا
جب وہ آیا اُس نے خادمانہ سلام کیا گوہر جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اجازت بیٹھنے کی
پاکر سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد ازان اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت
حضور نے مجکو کیون طلب کیا ہی گوہر جادو نے کہا کہ اے تاریک سیاہ رو جادو آگاہ ہو کہ ہم
چند سال سے ملکہ بہار گل پوش جادو نواسی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مائل ہین فی زمانہ ملکہ
بہار گل پوش جادو ساتھ اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کوہستان مین بالائے کوہ
فروکش ہی ملکہ مجمر جادو سے سنا ہی کہ ابھی تک کوہستان سے اپنے مکان کی طرف نہین گئی ہین
بالائے کوہ مقیم ہی چونکہ ملکہ بہار ہماری معشوقہ ایک نازنین مہ جبین نازک بدن گل پیرہن ہی
ہمارے سحر کی تاریکی سے ڈرتی ہی اپنی ہلاکت کا خوف رکھتی ہی اور ہمین اُس کو اپنے پاس بلانا منظور
ہی اور اُس کا ہلاک ہونا مطلوب نہین ہی لہذا ہم اپنے سحر سخت کو واسطے بلانے اپنی معشوقہ کے
دفع کیے دیتے ہین مجکو لازم ہی کہ اپنے سحر سے راہ کو تاریک و بند کردے تیرے سحر کی ایسی تاریکی
نہو گی کہ ہماری معشوقہ مذکورہ اُس تاریکی مین داخل ہوکر یہان تک آنے مین ہلاک ہوجائے
اے تاریک سیاہ رو تجکو لازم ہی کہ بعد ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کے یعنی بعد رفع ہونے ہمارے
سحر کے اور اپنے سحر کے راہ بند کرنے کے پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کہ بالائے کوہ مقیم ہی جانا
اور ہماری جانب سے اُس سے کہنا کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو طلب کیا ہی بعد گذرنے اُن ایام
سختی کے کہ خداوند ہود سر مست جادو پر گران ہین مطمئن ہوکر رسم عقد کی جائے گی اگر وہ کچھ
عذر و انکار معشوقہ مذکورہ کے یہان بھیجنے مین کرے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح تمنے ملکہ مجمر جادو
کو اس طرف بھیجا ہی اُسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی بھیجدو فرق یہ ہی کہ اس کی رسم عقد ادا
ہوچکی ہی اس کی رسم عقد بعد چندے کی جائے گی یقین ہی کہ اس تقریر کو سُنکے وہ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو تیرے ہمراہ کردے گی تجھے ایسی حالت مین مناسب ہی کہ ہماری معشوقہ مذکورہ کو براحت

آرام بہ روشنی مشعلہائے سحر مین یہان لانا تاکہ دل اُس کا نہ گھبرائے دم اُس کا نہ گھٹے ذرا بھی اُسکے
دلِ نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
ہماری معشوقہ تو تیرے ہمراہ ادھر نہ آئے تو بزبردستی اُس کو لے آنا اگر آمادہ جنگ ہو تو اُس سے
مقابلہ کر کے ہماری نافرمانی کی اُس کو سزا دینا ہرگز اُس سے خائف نہونا اور اُس کے ہمراہیون سے
جو کوئی اُس کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجالانا وہان سے خالی ہاتھ
نہ آنا ہماری معشوقہ کو لے کر آنا یہان آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے
عرض کیا کہ یہ نمکخوار حکم حضور بجالائیگا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سُنکے خوش ہو گئے تاریکی راہ یعنی
اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جاکر پہلے اپنے سحر سے
راہ کو بند و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہو کے سوے ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو بعجلت روانہ ہوا اب حال یہان کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالاے کوہ اپنے خیمے
مین بیٹھی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو دونون موجود تھے باہم سب
یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ نے وہان جاکر اب تک ضرور کوئی عیاری کی ہوگی خبر قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی
تیغہ فنا اپنے قبضے مین کیا ہوگا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کر لیا ہوگا فکر حصول لوح طلسمی
کر رہے ہون گے بیکار و فضول وہان نہ بیٹھے ہون گے تدبیر حصول مطلب سے غافل نہون گے
کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ
طیفور گرز پا کامیاب ہو کر آتے ہین تیغہ فنا و لوح طلسمی لاتے ہین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو نے سوے تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سے ایک ساحر سیہ فام نہایت
کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دوش پر رکھی ہوئی ناریل چوبدار ہاتھ مین لیے
ہوے بار بار اُس کو اچھالتا ہوا ظاہر ہوا یہ دیکھتے ہی سب متحیر ہوے کہ یہ ساحر کیون آتا ہے بعد حیرت و
تردد ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ مجمر جادو ہے ابھی سب
اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوے بصد نخوت و غرور روبروے
ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ آکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند
نعمت ساحر نامی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہون تمسے اُس نے کہلا بھیجا
ہے کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ و محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تمکو لازم
ہے کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کر دو یہ تقریر اُس ساحر
نابکار کی سنتے ہی ملکہ مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آبدیدہ ہو کر اپنی نانی سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی کہ اے نانی جان مین تو ہرگز نجاؤن گی مجھے اس ساحر نابکار کے ساتھ نکر دیجیے گا گوہر
جادو حرامزادے نے کیون مجھے طلب کیا ہے شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا درپے ہوا ہے لیکن
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او بدزبان و نابکار اول تو یہان آکر تونے ہمین
سلام نکیا ہمارا رتبہ و مرتبہ کچھ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہان سے ہم ملکہ بہار گلپوش
جادو کو تیرے ہمراہ روانہ نکرین گے اور وجہ نبھیجنے کی کیا ہے جو ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے
اُس کے پاس بھیجدین اُس کی حقیقت ہی کیا ہے ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم شاہ طلسم زلزلہ کے
عزیز ہین جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کی بھی یہ لیاقت و حقیقت ہے کہ ہماری

نواسی کو اپنی معشوقہ کہے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ مین محافظ لوح طلسم زلزلہ ہون تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور ہمسے دعویٰ ہمسیری و برتری نہ رکھنا چاہیے کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضے مین تیغۂ فنا ہی اور تیغۂ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ وہ آلہ ضرب ہی کہ اُسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہی پس ہم عزیزون کو اُس نے اپنا ایسا ہی معتبر و حافظ جان اپنا سمجھا ہی جب تو تیغۂ فنا ہمارے حفاظت حوالے کر دیا ہی اور مدام وہ ہم سب کی تعظیم و تکریم کرتا ہی ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہیں کہ تم عزیزداران خداوند ہو و سرمست جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہیں ہو مین تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہون ملکہ بہار گل پوش جادو کو لینے آیا ہون دیکھو نا فرمانی و سرکشی نکرو و حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو مین ابھی لے جاؤن وہ بیٹھے ہوے میرا انتظار کر رہے ہون گے جس طرح تمنے ملکہ مجمر جادو کو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ کر دیا ہی اور وہ یہان سے آکر لے گئی ہین اُسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ کر دو مین روبرو گوہر جادو لے جاؤن انھون نے کہا ہی کہ بعد گذرنے اُن ایام نحست کے جو شاہ طلسم پنجسن و دیگران ہین ہم بہار گل پوش جادو سے رسم عقد کرین گے بالفعل برائے تسکین قلب اپنے پاس رکھین گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو کہ ہمنے اپنی بھانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدف جادو ہمشیرزاد کے حوالے کر دیا ہی اور وہ بعزت لے گیا ہی اور تو ملکہ بہار گل پوش جادو کو گوہر جادو کے حکم سے ساتھ بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہی کیا دیوانہ ہی اور تیرا مالک و آقا بھی کیا ہمکو ذلیل و حقیر تصور کرتا ہی جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہی پس یہان سے چلا جا کہدینا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو نہین بھیجا اور کہا ہی کہ او گوہر جادو اپنے ہوش و حواس مین آ حصول منصب حفاظت لوح طلسمی پر نازان ہو غرور و نخوت نکر اپنی اصل و حقیقت پر نظر کر کہ تو ایک ہمارا ملازم ہی اور نمک خوار قدیم ہی خیال نمک حرامی و آبرو ریزی شاہزادیون سے باز آ توبہ کر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کیجائے گی وہ غضبناک ہوکر سزا ے سخت دے گا عجب نہین کہ برہم ہوکر قتل کرا ے ساحر مذکور نے کہا کہ اے دبدبہ مین تمھارے رعب سے ڈرتا نہین ہون عبث میرے روبرو دیر سے ایسی تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ مین اُس کو روبرو گوہر جادو کے لے جاؤن اگر کچھ عذر کرو گی تو اچھا نہوگا مین ضرور لے جاؤن گا خالی یہان سے نہ جاؤنگا کیونکہ مجکو یہی حکم ہی کہ تنہا نہ آنا ملکہ بہار کو ضرور لیکر آنا ملکہ بہار یہ سنکر کانپ اُٹھی بلیساختہ رونے لگی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز کے سینے سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو اپنے سینے سے لگا کر پیار کرکے کہا کہ اے لڑکی تو کیون ڈرتی ہی کیا مجال اس ساحر نابکار کی جو تجکو یہان سے لیجائے یہ کہکر اُس ساحر سیہ فام سے مخاطب ہوکر از حد غضبناک ہوکر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لے جائے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکے ساحر مذکور نے غضبناک ہوکے بعجلت تمام وہی ناریل چوٹی دار جو ہاتھ مین تھا سحر دم کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ پر مارا ناریل شق ہوا دود غلیظ سحر اور شعلے پیدا ہوکے بلند ہوے

پیر اُس دھوئین اور شعلون نے بلندی سے بصورت گنبد ہوکے بجلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈھانک لیا چہار طرف سے بند کر لیا اُسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ ستمگار تاریک سیاہ رو جادو دیکھلے تیسے کہ مین نے تمکو تمھاری نافرمانی و سرکشی کی کیسی
سزا دی تسنے کو ارادہ میرے قتل کرنے کا ظاہر کیا تھا مین نے تمکو اپنے ایسے سحر مین مبتلا کر لیا ہی
کہ تھوڑی دیر مین اس دود غلیظ سحر سے مع اپنے ہم نشینون کے گھٹ گھٹ کر مرکر سوے ملک عدم
جاوگی ہر چند مین نے کہا تھے میرے کہنے پر عمل نہ کیا مجھ ایسے مغرور المزاج سے گفتگوے سخت کی
خلاف مرتبے کے کلام کیا میرے آقا و مالک کے حکم سے سرکشی کی مین نے بھی تمکو سزاے سخت
دی اس سحر سے میرے تمھارا جانبر ہونا ممکن ہی نہین ہر چند رد سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہوگا اس
دود غلیظ سحر سے ایسا ناک مین دم ہوگا اور دل گھبرائے گا دم گھٹے گا کہ ایک لفظ بھی رد سحر کا تمھاری
زبان پر جاری نہوگا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائے گی یہان تک کہ تھوڑی ہی دیر مین تم سب
ان شعلہاے آتش سحر سے جلتے ہوے دنیا سے سوے عدم جاؤگے نہ تم رہوگے نہ شاہ طلسم زلزلہ سے میری
اور میرے آقا و مالک کی مخالفت کروگے تمکو اپنی نواسی بلکہ بہار گل پوش جادو بہت ہی عزیز تھی
اُس کے گل رخسار پر بلبل وار عاشق تھین تمھاری سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے اُس کے بھی باغ حسن و
جوانی پر خزان آگئی تمکو ہوس اُس کے پھول کھلنے کی رہ گئی تمھارے ساتھ ہی یہ بھی راہی ملک عدم
ہوئی راہ مین نہ گھبراؤگی نواسی تمھاری تمھارے ساتھ ہوگی راستہ عدم کا تمھین بتاتی ہوئی تمھارا ہاتھ
پکڑے ہوے تمکو سوے عدم لے جانے گی راہ عدم نواسی کی ہمراہی مین با آرام و راحت طی ہو جائے گی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تھا سارا غرور تمھارا خاک مین مل گیا مین نے تمکو
اتنی مہلت بھی نہ دی کہ تم مجھپر سحر کر سکو پہلے ہی مین نے بعجلت تمکو اپنے سحر مین مبتلا کر لیا اب تمھارا کوئی حامی و
مددگار بھی یہان نہین ہے کہ تمھاری مدد کرے میرے سحر سے تمھین رہا کرے اسوقت مین تمھاری شرکت
کرے اور دلیرانہ آکر تمھاری نصرت و مدد کرے مجھ ایسے ساحر زبردست سپہ سالار گوہر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور اے مجرین جادو تم بھی وقت تقریر میری طرف بہ نظر بد
و تیز دیکھ رہے تھے اسوقت اپنے سحر کا دریا روان کرو اگر سحر مین جادو تمھارا نام ہی تو کوئی طوفان سحر
اُٹھاؤ مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا و تکلیف سے بیقرار نہو ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر
جان نہ دو سحر پڑھو اگر پڑھ سکتے ہو رد سحر میرا کرو مین بھی تو دیکھون کیسے زبردست ساحر ہو تاریک سیاہ رو
جادو نے سحر مین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کرکے نعرہ کرکے بصد نخوت و غرور یہ تقریر کر رہا
تھا مانند سرو سرکش اکڑ رہا تھا کلمات طعن و تشنیع زبان پر جاری کر رہا تھا مبتلاے سحر مذکور درمیان
اُس غلیظ و بدبوے سحر و شعلہاے آتش کے بیچے ہوے سُن رہے تھے دم گھٹا جاتا تھا بدبوے
دود غلیظ سے دماغ پھٹا جاتا تھا شعلہاے آتش سحر اعضا جلاے دیتے تھے رد کرون پر مستعد تھا
رد سحر کرنا چاہتے تھے مگر دود غلیظ و بدبو سے منھ نہ کھولا جاتا تھا سحر پڑھا نہ جاتا تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے
گھبرائے ہوے تھے برجوع قلب اپنی عجز و جانبازی کی خداوند عالم و عالمیان سے دل مین دعا
کرتے تھے کیونکہ مطیع دین اسلام ہوچکے تھے ظاہر ہے کہ جب کوئی برجوع قلب وقت بلا و مصیبت
خداوند عالم سے طالب اعانت ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اُس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار
سحر کی بھی ایسی حالت مجبوری و لاچاری مین دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سبب الٰہی

وجانبری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکر بحرین جادو کے اُسوقت درۂ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے اُنھون نے جو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین
جادو کو مبتلاے سحر دیکھا بے تاب و بے قرار ہوگئے تاب ضبط نہ لا کے جلد تر درۂ کوہ مین واسطے
خبررسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اُسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوش شجاعت مین آکے تاب ضبط نہ لاسکے مرکب پر سوار ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوے درۂ کوہ سے باہر آکر سوے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے غضب کیا تونے کہ ہماری لاعلمی مین تونے یہان آکر ہمارے
دوستون کو مبتلاے سحر کر لیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو جا
یہ نعرہ کرکے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر و پے درپے پڑھنے لگے اور اپنے اوپر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے تقریر صاحبقران و نعرۂ طلسم کشاے طلسم زلزلہ سنکے ہنسکر اکڑ کر کہا کہ آیئے
آیئے آپ خوب آئے گویا مراد دلی برآئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ کی جستجو تھی کسی ساحر کو آپ
نہ ملے میرا مقدر اچھا تھا کہ میرے روبرو بے جستجو آپ خود ہی آگئے مجکو تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہوکر یہان سے سوے طلسم زلزلہ روانہ کیے جایئے گا وہان آپ کے حق مین تجویز معقول
کی جائے گی مجکو وہ دولت و انعام کثیر ملے گا کہ دیکھنے سننے والون کو رشک و حسد ہوگا کیا اچھی ساعت
سے مین ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل چوٹی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثناے مین
صاحبقران کشورستان نے عالم غصہ مین تیز تر مرکب کو جولان کرکے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنے کی نہ دے کر تلوار نیام سے کھینچکر اسم اعظم الٰہی اور شمشیر آبدار کے دم کرکے
دوبارہ نعرہ کرکے اس طرح اُس کے اوپر تلوار لگائی کہ وہ نابکار مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر بالاے
خاک گرا زمین پر ٹکڑے اس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تاریک سیاہ رو جادو تڑپ کر
مر گیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر مذکور سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور پھر
سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ازان وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی بیرون نے سحر کے اُسی کے نام سے بآواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جاندادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا مجکو طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ بر آیا یہ
آوازین دے کر وہ سب بیر سحر کے نالہ کنان ایک سمت روانہ ہوے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اور
بحرین جادو جو اُس کے سحر مین مبتلا تھے جانبر ہوے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
اُٹھکر خدمت صاحبقران مین آکر بہت تعریف شجاعت و بہادری کرکے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر تہ تیغ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہمنے سُنا کہ تم سب اُس کے سحر مین
مبتلا ہوگئے تاب ضبط نہ لا کر مرکب پر سوار ہوکے درۂ کوہ سے نکل کر ادھر آکر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول ہمکو دیکھتے ہی بعد تقریر بسیار بر زور سحر زیر کوہ آکر ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسماے سحر پڑھنے لگا ہمنے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال اسماے سحر پڑھکر ناریل پر

دم کرکے وہ ناریل پہلے لگائے گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار پر دم
کرکے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا
کہ آپ نے بڑی جسارت کی ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے اپنے تئین ظاہر کر دیا عجب شجاعت و
بہادری آپ سے ظہور مین آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی و جانبری ہوئی ابھی بحرین جادو
وغیرہ باتین کر رہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کر رہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر
بحرین جادو بھی درۂ کوہ سے نکل کر جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوے
ترسول بنسول ہاتھون مین لیے ہوے سامان جنگ کیے ہوے حاضر ہوے یہان آ کر دیکھا کہ وہ
ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے مبتلاے سحر قید سحر سے رہا ہو گئے ہین بحرین جادو نے ان سب سے
کہا کہ اب تم یہان آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہو گیا تب پہلے
سے کیون نہ آئے انھون نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہمکو یہان آنے مین دیر ہوئی وجہ دیر کی
یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے مین مصروف تھے جب سب آراستہ ہو چکے اور سامان جنگ
مہیا کر چکے اُسوقت یہان آئے بحرین جادو نے چین بجبین ہوکے اُنسے کہا کہ خبردار اب ایسی
تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نکرنا ورنہ تمکو سزا دی جائیگی سب نے عرض کیا کہ آئندہ ہمسے ایسی تقصیر
نہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کر رہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو نے اُس طرف دیکھا کہ
جس جانب تاریکی سحر تھی دیکھتے ہی خوش ہوکر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیے وہ تاریکی
سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہین ہے شاید اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی
اس کے قتل ہوتے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہو گیا اور وہ تاریکی بھی اس کے سحر کی دفع
ہو گئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور کو دیا بھی غالباً
وہان عیاری کرکے صدف جادو وغیرہ کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کر چکے ہونگے یا ان کی
اسیری کی فکر مین ہونگے ایسی حالت مین جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہو گیا ہے سحر کی
تاریکی دفع ہو گئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت مین فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہو گئی
ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہان سے براے قتل گوہر جادو وغیرہ
چلتے ہین خداوند عالم معین و مددگار ہے اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد و نصرت
کرے گا دشمنون پر ہمین فتحیاب کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اُسی قادر قیوم کی نصرت و مدد پر
ہمین تکیہ ہے اُسی کا ہمکو بھروسہ ہے وہ اگر چاہے گا تو ہمکو ہمارے دشمنون پر غالب کرے گا تیغہ فنا
و لوح طلسم زلزلہ بھی دونون اشیاے دستیاب ہونگی یہ کہکر سوے گوہر جادو و مکان صدف جادو
و آفاق جادو و بسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم بھی عین وقت پر حاضر خدمت ہونگے یہ عرض
کرکے ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو تو بزور سحر پرفشان ہوکر سوے فلک
گئین بحرین جادو بزور سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو مختلف سحر کی سواریون پر سوار
ہوکے سوے فلک بلند ہوکر ابر سیاہ سحر مین غائب ہوکے سوے مکان صدف جادو و گوہر جادو
بسرعت تمام روانہ ہوے ان سب کا حال آئندہ انشاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جائے گا فی الحال
ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحرساز جادو

و ملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہو کر مرکب کو جولان کرکے نظر باعانت خالق کون و مکان
کرکے تنہا روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دشت پرخار و کوہسار کو دیکھتے ہوئے قدرت خالق کون و
مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اسم اعظم الٰہی بھی ورد زبان کرتے تھے راہ پست و
بلند کو طے کرتے ہوئے جاتے تھے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال گوہر جادو وغیرہ کا
لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو اپنے سپہ سالار کے گوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار مذکور کا تھا بجائے خود کہتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہین آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے بہن
بھیجنے مین انکار کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو چاہتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہان لیئے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خائف و ترسان ہو کے میرے حکم سے نافرمانی و سرکشی
نکرکے ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اُس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ مین ہوگا کبھی دل مین کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم زلزلہ
سے ہی نخوت و غرور اُس کو زیادہ ہی کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو مین خود ہی جاؤن گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاؤن گا غرضکہ مختلف
خیال بیٹھا ہوا کر رہا تھا آنکھین سوئے راہ لگی تھین دمبدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو مین
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اُس کی باتین کرتا تھا کہ اے محبوبہ مین تیرے فراق مین کیا کہون
جو جو صدمات اپنے دل پر اٹھائے ہین شب و روز آہ و زاری مین بسر کیے ہین فرش خواب پر مانند
مرغ بسمل تڑپا ہون گویا بیمار ہو گیا ہون چہرہ زرد ہو گیا ہی ہمہ تن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہون قابل رحم ہون
وصل سے شاد کام کرو ورنہ یہ تیرا عاشق زار ہلاک ہو جائے گا تیرے وصل کی تمنا دل مین لیکر سوے
عدم جائے گا ہنوز گوہر جادو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے ہم سخن تھا کہ یکایک طائران سحر و ساحران محافظ راہ گھبرائے ہوئے آئے انہون نے خبر دی
کہ اے گوہر جادو آگاہ ہو کہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا سحر اُس کا برطرف ہو گیا راستہ کھل گیا
ہوشیار ہو جائیے اطلاعاً عرض کیا ہی گوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت متردد ہوا طائر ہوش
اُس کے اڑ گئے خیال کیا کہ یقیناً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کے اُس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اُس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کر سکتا ہی یہ خیال کرکے دل مین کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کی اجل آئی ہی ضرور اُس کو مار ڈالون گا اُس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہی تو مین بھی اُس کو زندہ
نچھوڑون گا گوہر جادو تو خبر قتل تاریک سیاہ رو جادو سنکے عالم غصہ مین آمادہ قتل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہوا ہی اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ کر رہا ہی پریشان خاطر ہی اس کو اسی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور حال صاحبقران گنتورستان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ قطع راہ کرتے ہوئے جب قریب
مکان صدف جادو پہونچے ساحران سیاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحر صاحبقران کو دیکھ
پریشان خاطر ہو کر پہلے تو آمادہ سد راہ ہوئے بعدہٗ دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ سوار کون ہی کہان سے
آیا ہی کس غرض سے ادھر آیا ہی اس کا سد راہ ہونا بے سمجھے اس کو روکنا خوب نہین ہی مناسب یہ ہی
کہ پہلے اس سوار کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دین اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے بعجلت تمام در دولت ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان در سے کہا جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور

آئے ہیں کچھ عرض کرنا چاہتے ہین دربانون نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مجمر جادو اصلی دونون متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہی کیون گھبرائے ہوے آئے ہو خیر تو ہی اُن سب ساحرون نے عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار ابن صورت وشکل کا بعجلت ادھر آیا ہی ملازمان حضور آمادۂ جنگ و
سدراہ ہین بوجہ نہ حاصل کرنے حکم کے جنگ سے ہاتھ روکے ہوے ہین تا بہ یک سیاہ درو
جادو مار ڈالا گیا ہی سحر اُس کا برطرف ہوگیا ہی راستہ کھل گیا ہی ہم نمکخوارون نے اطلاع دیدی ہی
اب جو حکم ہو بجا لائین اگر حکم ہو تو اُس سوار کو ہم سب جان نثار روکین ادھر نہ آنے دین ملکہ آفاق
جادو نقلی نے سمجھکر کہ صاحبقران کشورستان تشریف لائے ہین ساحرون سے کہا کہ خبردار اُس سوار
کو نہ تم روکنا نہ اور کوئی اُسے روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحرون سے کہدو کہ ہرگز ہرگز اُس
سوار سے آمادۂ جنگ نہونا وہ کوئی ہمارے دشمنون سے نہین ہی اُسے ہمارے پاس آنے دو کیونکہ
وہ ہمارا دوست ہی ہمسے ملنے کو آتا ہی ساحران مذکور نے اُسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا اُنھون نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہی اور ہمکو اُس کے روکنے
کا حکم نہین ہی تو خیر ورنہ ہم سب آمادۂ جنگ ہین جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہین یہ کہکر سوار
موصوف سے آمادۂ شر و فساد نہوے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوے تا در ملکہ
آفاق جادو آئے دیکھا کہ مجمر جادو مع ایک ساحرہ کے کھڑی ہی صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مجمر جادو یہ ساحرہ کون ہی اُس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہین ہماری
خالہ ملکہ آفاق جادو کی صورت بن کر یہان کھڑے ہین صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بعیاری بیہوش کرکے داخل زنبیل کر لیا ہی خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی تیغ فنا دستیاب ہوگیا
ہی آپ مطمئن رہیے اور اب یہان سے سوے گوہر جادو تشریف لیے چلیے اُس نابکار کو بھی قتل و
اسیر کیجیے صاحبقران کشورستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوے ملکہ آفاق جادو نقلی کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ واہ وا کیا کار نمایان کیا ہی کیا دل خوش ہوا ہی ملکہ آفاق جادو نقلی نے مسکرا کر
سلام کیا پھر بصورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ یہان توقف نفرمایے سوے گوہر جادو چلیے فکر
حصول لوح طلسمی کیجیے مین نے ملازمان آفاق جادو کو لڑنے سے منع کر دیا ہی کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپ کا سدراہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بصد خوشی آگے روانہ ہوے
خواجہ طیفور گردپا گلیم بدوش ہمراہ رکاب ہوے اُدھر ساحران لشکر گوہر جادو نے جاکر گوہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہی ہمراہ اُس کے ایک شخص اور بھی ہی اگر حکم ہو تو اُس کو روکین اُس نے متردد ہوکر حکم دیا
کہ ہان اُس کو روکو ادھر نہ آنے دو ہمارے جملہ ساحران لشکر سے کہو کہ جلد آمادۂ جنگ ہوکر یہان
آئین وہ ساحر فوراً روانہ ہوے لشکر مین جاکر جملہ ساحران لشکر کو حکم گوہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران بدکردار جھولیان اسباب سحر کی بھرکے مختلف سحر کی سواریون پر سوار
ہوکے زمین سے بلند ہوکے ابر سحر مین نہان ہوگئے خدمت گوہر جادو مین پہونچے وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور ارادہ کیا کہ میدان مین صف آرا ہو کہ یکایک سامنے سے صاحبقران
نمایان ہوے گوہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہی یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحرون سے

کہا کہ اے ساحران وفا شعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو ہر وگو ادھر آنے دو ساحران مذکور
نارنج ترنج گولے فولادی کاردسحر ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے
سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کرکے آواز بلند کہا کہ منم
صاحبقران کشورستان طلسم کشاے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار ہو ہوشیار کہ ہم آپہونچے
اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اسی کو سجدہ
کر ہو دسہر مست جادو کو اپنا خداوند و خدا نہ سمجھ ہو دسہر مست جادو مثل تیرے ایک ساحر ہے اور
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردمان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزان و ترسان
ہو کر نجومیوں اور کاہنوں کے موافق حکم طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجبیر ظاہر ہے کہ ہم بیشک طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہیں خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو باعانت الٰہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کرینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کرے گا انجام اس کا بد ہوگا تہ تیغ ہو کر سوے جہنم جائے گا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سنکے غضبناک
ہوکے پکارا کہ اے صاحبقران تمہاری قضا تمکو گلستان یہاں لائی ہے طلسم زلزلے کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا مجھسے لوح طلسمی دستیاب ہے نہوگی ہمکو تمہاری اطاعت کرنا منظور نہیں ہے ہم ملازمان
شاہ طلسم زلزلہ سے ذی وقار دنمک حلال ہیں ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہوکر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمہاری اطاعت کرکے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند و طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کرکے خدمت خداوند میں روانہ کردینگے ہم وہ ساحر ہیں کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہو جاتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمہارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے
اسیر کرلو ساحران نابکار بارہ پندرہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار ہار فلفل آتش
ہر سون کاردسحر وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے سحر پڑھ پڑھ کے ان پر دم
کرکے ہوے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جھک کر
مرکب سے سنگریزے مٹھی میں زمین پر سے لیکر اسم اعظم الٰہی ان پر پڑھ کر دم کرکے ارادہ ان پر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتاً بالاے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اس ابر کے ٹکڑے میں برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار مختلف سحر کی سواریوں پر سوار بعجلت تمام یہ کہتے ہوے سوے زمین آئے
ہیں کہ اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہیں
ہم آتے ہیں ہمسے مقابلہ و مجادلہ کرو ہم پر سحر کرو دیکھیں کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر با آواز بلند کرتے
ہوے فی الفور سوے زمین آگئے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہوکر پہلے انھیں پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھوں نے بھی آتے ہی گولے فولادی کاردسحر ناریل چوبی دار ناتش
نارنج و ترنج سحر پڑھ کر ان پر دم کرکے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکرہاے جانبین کام آنے لگے جابجا قتل و ہلاک ہوکر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتیں
ظاہر ہونے لگیں ہوائیں تند چلنے لگیں تاریکیاں دمبدم ہونے لگیں پیران کے سحر کے انھیں کے

نام سے شور وغل حسب دستور کرنے لگے چونکہ سپاہ گوہر جادو زیادہ تر تھی ساحران لشکر بحرین
جادو چہار طرف سے دشمنون مین گھرنے لگے اور پسپا ہونے لگے اکثر ساحر صاحبقران
ذیشان سے طالب اعانت ہوے اسوقت صاحبقران نے وہی سنگریزے جو مٹھی مین تھے
اور اسم اعظم الٰہی اُن پر دم کر چکے تھے بہ نیت دفع ہونے اور پسپا ہونے ساحران لشکر گوہر جادو
کے کھینچ کر اُن پر مارے وہ سنگریزے اُن ساحرون پر پڑے ببرکت اسم اعظم الٰہی ساحران لشکر
گوہر جادو اکثر سنگریزون سے ہلاک ہوے بعدہٗ پسپا ہونے لگے یہ حال جنگ دیکھکر گوہر جادو
نہایت غضبناک ہوکر جو کنٹھا سات دانہ ہاے عقیق سرخ کا اپنے گلے مین پہنے تھا اُس کنٹھے مین سے
ایک دانہ لے کر اُس پر سحر دم کر کے سوے صاحبقران چلایا ادھر صاحبقران نے شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر ساحرون پر حملہ کیا یکایک خیال خواجہ کا آیا دیکھا تو اُن کو نہ پایا متردد ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھنا موقوف کر کے ہر طرف خواجہ طیفور گردپا کو دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ نہین معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری زندہ رہا یا اس لڑائی مین کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا یا گلیم اوڑھکر نظر ساحران
سے مخفی ہوگیا ہنوز دونون لشکرون مین جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی لڑائی سحر کی گھمسان سی ہو رہی تھی
لاش پر لاش گر رہی تھی صداے گیر و دار بلند تھی شور و غل ہو رہا تھا ساحرون کے مرنے سے
ہواے تند چل رہی تھی آندھیان آ رہی تھین گرد و غبار بلند تھا تاریکی بھی ہو رہی تھی صاحبقران
اسم اعظم پڑھنا موقوف کر کے جستجوے خواجہ طیفور گردپا مین مصروف تھے کہ ناگاہ گوہر جادو نے
وہی دانہ یاقوت احمر صاحبقران نامور پر مارا جب وہ بالاے سر آیا درمیان سے شق ہوا دود
غلیظ متعفن و بدبو بکثرت پیدا ہوا اور شعلے ہویدا ہوکر سوے فلک بلند ہوے پھر مجتمع ہوکر بصورت
گنبد ہوکر بلندی سے سوے زمین آکر محیط صاحبقران موصوف ہوا امیر با توقیر تاثیر سحر و نیز بدبوے
دود غلیظ سے بیہوش ہوکر مرکب سے بالاے خاک گرے دود غلیظ مذکور دفع ہوگیا گوہر جادو
محافظ لوح طلسم زلزلہ بصد خوشی خنجر بکف براے قتل صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ خرامان
خرامان ہنستا ہوا چلا ہنوز صاحبقران تک نہ پہونچا تھا کہ سوے فلک برق چمکی گوہر جادو نے
سوے فلک دیکھکر جلد ایک دانہ یاقوت احمر اپنے کنٹھے سے توڑ کر سحر اُس کے اوپر دم کیا ہنوز دانہ
مذکور پر سحر دم کر چکا تھا کہ وہ برق کڑککر آکر بالاے سر گوہر جادو گری ساحر مذکور جلد سحر پڑھکر غرق زمین
ہوا یعنی تھوڑی دیر کے زمین سے نکلا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو جو برق بن کر گری تھی بصورت
اصلی ہوکر بالین صاحبقران کشورستان افسوس کنان کھڑی ہے دفع سحر کی فکر مین ہے یہ دیکھتے ہی
غضبناک ہوکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو اب معلوم ہوا کہ تمھاری ہی یہ کارروائی تھی تمھین
رازدار طلسم زلزلہ سے تھین تمھین شریک طلسم کشا ہوکر طلسم کشا کو ادھر لائی ہو واسطے حصول تیغہ فنا و
لوح طلسم زلزلہ کوشش کر رہی ہو تمھاری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہے تمھین فتنہ انگیز ہو عزیزدار
خداوند ہو کے بدخواہی خداوند پر تمنے کمر باندھی ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو اپنے
خداوند سے منحرف ہو گئی ہو دوستی طلسم کشا اختیار کی ہے شاید تمھین نے میرے سپہ سالار تاریک
سیہ رو جادو کو قتل کیا ہے جب اُس کا سحر دفع ہوا ہے تو براے حصول لوح طلسم کشا کو اسطرف
لائی ہو حالا کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی یہ کہکر غضبناک ہوکر وہی دانہ یاقوت
کھینچکر ملکہ مذکورہ پر مارا ہر چند ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے چاہا کہ بزور سحر زمین مین غرق ہو یا برق بنکر

سوے فلک جائے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچائے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور مرقومہ بالا شق ہوا دود غلیظ و بدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوے پھر وہ دھوان مجتمع ہو پیچیدہ ہوکر کچھ سوے فلک بلند ہوکر بصورت گنبد دخان ہوکر گرد ملکہ مذکورہ ہوگیا ملکہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوگئی ہرچند مبتلاے سحر ہوکر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا بوجہ دود غلیظ سحر سخت گوہر جادو سے بیہوش ہوگئی بعد بیہوش ہوجانے کے وہ دھوان دفع ہوگیا گوہر جادو خرم و خندان اپنی تعریف وثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر و ساحری پر ناز کرتا ہوا اپنے خیال آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ دبدبہ کو قتل و ہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد ہے اور ساحرہ زبردست ہے بعد اس کے قتل کرنے کے طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے اُس کا کوئی حامی و مددگار بھی نہین ہے ایک ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہی معین تھی وہ مبتلاے سحر ہوکر بیہوش ہوگئی ہے غرضکہ خیال مذکور کرتا ہوا جاتا تھا کہ یکایک پھر ایک ٹکڑا ابر آیا برق چمکی گوہر جادو نے جانب ابر دیکھکر متردد ہوکر پھر ایک دانہ یاقوت اپنے گنٹھے سے لے کر سحر اُس پر دم کیا یکایک اُس پارۂ ابر سے برق تڑپ کر بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہوکر برق جہندہ مذکور سے اپنے تئین بچایا بعد تھوڑی دیر کے دور جاکر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو سرہانے اپنی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے کھڑی ہوئی رو رہی ہے کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہے اور کہتی ہے کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہوگئے مبتلاے سحر گوہر جادو ہوگئے ہاے کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر و تدبیر کچھ کی گئی تھی یہان اور ہی کچھ ظہور مین آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہے جانبر ہوتے ہین یا قتل ہوتے ہین ابھی ملکہ مجمر جادو تقریر مندرجہ کر رہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس و مجبوری مین رو رہی تھی دونون لشکرون مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ محافظ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو نے اُس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او مجمر جادو او گیسو بریدہ ارے تو بھی شریک طلسم کشا ہوگئی ہے اُس کی اور اپنی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی اعانت و مدد کو آئی ہے او بے میرے قتل کیے ہوے ہی برباد ی طلسم زلزلہ چاہتی ہے ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو کیا تیری ان سرکشی و بدخواہی خداوند سے آگاہی نہین ہے انھون نے بھی تجھکو منع نہ کیا ادھر آنے دیا دیکھ تو بھی کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہون بیہوش کرکے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے پھر جس طرح صاحبقران کشورستان اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دود سحر بدبو مین پنہان ہوکر بیہوش ہوے تھے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہوگئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوے گوہر جادو نے اپنے دل مین کہا کہ اے گوہر جادو قتل ملکہ دبدبہ و طلسم کشا مین تعجیل کرنا تاخیر کرنا اچھا نہین ہے کیونکہ طلسم کشا کے مددگارون کے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہے ایک کے بعد دیگرے چلے ہی آتے ہین یہ باتین سمجھائے خود گرکے پھر سوے ملکہ دبدبہ و طلسم کشا براے قتل بڑھا یکایک پھر برق کڑک کر جانب فلک سے سوے زمین آنے لگی گوہر جادو نے ایک مرتبہ غرق زمین ہونا مناسب سمجھا ن کر جلد اسماے سحر زبان پر جاری کرکے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہونچی اُس پر پھونکا ملکہ بہار گل پوش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہوکر بالاے زمین گری گوہر جادو ۸۰

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہوکر کہا کہ اے جان جہان وبے آرام دل مشتاقان تم یہان
اسوقت کیون آئین یقیناً میرے قتل کرنے کے واسطے اوراپنی نانی ملکہ دبدبہ اور ملکہ مجمر جادو
وطلسم کشائی مدد کو آئی ہوگی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہوگئی ہو خداوند سے پھر گئی
ہوتباہی وبربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف نہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے اپنے
عاشق صادق سے دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تمسے کیا شکایت کرون کہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو وملکہ مجمر جادو وطلسم کشائے طلسم زلزلہ کو تہ تیغ کرنا ہی سر اُن کے تنون سے جدا
کرنا ہی بعد قتل کرنے نامبردہ گان کے تمسے شکایت کی جائے گی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بکاری
وسخن سازی کہا کہ واہ واہ اے گوہر جادو تمنے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے ناحق ہم تمہارے
پاس آئے اگر تمکو ایسا بدباطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بدباطنی ونافہمی پر دعوی عشق کرتے ہو
کہتے ہو کہ ہم عاشق صادق ہین ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرنے
جاتے ہو سر اُن کے ہمارے سامنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم وغیرت نہین
آتی ہی دل آزاری محبوب ومعشوق تمہارا ہی کام ہی بقول کہ ۔ این کار از تو آید ومردان چنین کنند۔
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین مہ جبین کا نہوا ہی نہوگا مشہور جہان ہی کہ صفت ہاے عاشق
وفاداری ونازبرداری معشوق وخاطر داری محبوب وخوشی مطلوب وشیوۂ جان نثاری وغیرہ
ہین مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق دخصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہی
ہمپر سحر کرتے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزون کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہان صاحب جو معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہی اُس کی ایسی ہی قدر ومنزلت
ہوتی ہی ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہین اُس کی اور اُس کے عزیزون کے قتل
کی فکر کی جاتی ہی معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہی یہ خوبی زمانہ ہی جس کو دوست خیال کیجیے اُس سے
ہی امور دشمنی ظہور مین آتے ہین جس عاشق کو وفادار ونازبردار تصور کیا جائے وہی عوض وفا
دغا کرتا ہی اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہی تلون مزاجی بھی واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردون عاشق طبع کے نہایت بد ہی کچھ زیادہ زمانہ نہین گذرا ہی دو چار دن بھی نہین
گذرے ہین کہ تمنے تاریک سیارہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری وبیتابی
واضطراب تمہارا ہمارے عشق مین ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق مین گوہر جادو کا غیر حال ہی قریب المرگ ہی جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہی چلو
تمکو بلایا ہی مین تمہارے لینے کو آیا ہون مین نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے بمصلحت کچھ جواب
ندیا تھا الا ہماری نانی صاحبہ نے ہمکو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس ساحر نے زبردستی وبزور
میرے لیجانے کا ارادہ کیا تھا اور گفتگوے سخت کی تھی اُسوقت بجز مین جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُس نے تاریک سیارہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا مصمم ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ وطور سے کسی وقت ہم خود جائین گے اسوقت ہم یہان جو بصورت برق آئے
ہمکو دشمن جان کر ہمپر تمنے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا بعوض شکر گذاری واحسان
ماننے کے ہمسے یہ سلوک کیا شاید اسپر ہی اکتفا ہوگی دیکھیے آئندہ قتل ہوتے ہین یا اسیر کیے
جاتے ہین بالفعل تو ہمارے بزرگ وہمسن عزیز ہمارے روبرو قتل ہونگے گوہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ مین نے احتمالاً اور صرف تمھارے چھیڑنے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا مین تمکو اپنے ہاتھ سے کیا قتل کرون گا ہرگز ہاتھ میرا براے قتل تم پر نہ اٹھے گا کسی عاشق نے بھی اپنی معشوقہ کو قتل کیا ہی کہ مین تمکو قتل کرون گا پھوٹین وہ آنکھین جو تمھین بنظر قتل و رنج و صدمہ دہی دیکھین اور لوٹین وہ ہاتھ جو تمھارے قتل کے واسطے اُٹھین مین تو خود تمھارا کشتہ تیغ فراق ہون حالانکہ تمھاری نانی اور تمھاری خالہ زاد بہن نے شرکت طلسم کُشا کی ہی طلسم کُشا کو واسطے حصول تیغہ فنا و لوح طلسم زلزلہ کے ادھر لائی ہین مجھپر واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بنکر گری ہین تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کمر باندھی ہی اور مین نے اُنکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی لیکن تمھاری خاطر سے اُن کو قتل نکرون گا الاان کو اسیر کرکے ان کی بغاوت کی اطلاع خداوند و نائب خداوند کو ضرور دون گا اور طلسم کُشا کو ابھی تمھارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی کی کہ یہان آئین تمھارے یہان آنے سے اسوقت کیا کہون جو مسرت حاصل ہی عالم غصہ و قہر و غضب میرا دفع ہوگیا ہی تمھاری صورت زیبا دیکھکر از خود رفتہ ہوگیا ہون جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ہزارون ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہین مگر مین تمھین کو دیکھ رہا ہون اس کشت و خون کی طرف توجہ بھی نہین کرتا ہون خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آئین مین تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار گل پوش جادو نے جواب دیا کہ بس بس زیادہ دروغ گوئی اچھی نہین ہرگز ہمین یقین نہین کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل مین تمھارے کینہ ہی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ قسم ہی خداوند ہودسر مست جادو کی مین تمھارا دشمن نہین ہون دل سے دوست و عاشق ہون غرضکہ تا دیر اسی طرح گوہر جادو عذر و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار نے اُس کو باتون مین متوجہ کیا اور دل کو اُس کے اپنی زلف تقریر مین الجھایا یہان تک کہ بحرین جادو بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان گوہر جادو خاص اس چمنستان مین زیر نگیرہ پہونچا جہان چار لوحین گلدستون مین رکھی ہوئی تھین اور نگہبان کوئی نہ تھا گوہر جادو بھی اپنے مکان مین نہ تھا میدان مین براے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہان باتون مین مصروف تھا اُس کا محو دیدار تھا پس بحرین جادو پناہ ابر سحر سے جو بالاے نگیرہ قایم و محیط تھا بجگر برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی واے کارساز و بندہ نواز ولے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہی کہ مین مطیع دین اسلام ہون ہرچند کہ کلمہ طیبہ مین نے اپنی زبان پر جاری نہین کیا ہی مگر تجکو وحدہٗ لاشریک و خداے زمین و آسمان جانتا ہون عہد کرچکا ہون کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرون گا بغرض نصرت دین اسلام مین نے شرکت طلسم کُشا اختیار کی ہی اور براے حصول لوح طلسمی بہزار دشواری ہزار بلاؤن اور آفتون سے بچکر یہان تک آیا ہون چاہتا ہون کہ در مراد میرے ہاتھ آئے یہان چار گلدستون مین چار لوحین رکھی ہین یہ جانتا ہون کہ اُن چارون مین ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہی اور تین نقلی ہین مگر یہ نہین معلوم کہ اصلی لوح طلسمی کون ہی اگر ہر سہ لوحہاے مصنوعی و صنعی سے کوئی لوح اٹھالون گا تو یقیناً ابھی اسیر ہوجاؤن گا چاہتا ہون کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل مین شناخت لوح اصلی کی پیدا کردے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرادے تاکہ جب تک گوہر جادو یہان آئے مجکو دُر مراد حاصل و دستیاب ہوجائے یہ دعا جو برجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بحر دا اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اُس ابر قائم و
محیط مین سے برق ظاہر ہوئی صداے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اُس بنگلے وغیرہ پر گری سب گلدستون وغیرہ کو اُس نے جلا دیا بعدہٗ سوے ابر سے
صداے افسوس آئی چمن رنگا رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفع نہوا بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال مین لپیٹے
ہوے راہ نقب سحر سے باہر نکل کر سوے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب امیر با توقیر پہونچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم مجھسے باتون مین مصروف
ہوے میرے محو دید ہوے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال مین
لپیٹے ہوے لیے جاتا ہے افسوس مفت لوح طلسمی تمھارے قبضہ سے نکل گئی کاش اسوقت تم
مجھسے ہمسخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے مجکو یہان آنے کی خوشی مین ملال ہوا جاؤ اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے مین کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو کے سنی اس عالم تحیرت سے ہوش و حواس مین آگیے یا مانند خفتہ و غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوکے سوے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور از حد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او بحرین جادو ارے غضب کیا
میری عدم موجودگی مین لوح طلسم زلزلہ تو نے لے لی بڑی دلیری و جسارت کی ہے ابر سحر
وغیرہ بلاؤن سے بھی نہ ڈرا کسطرح جانبر ہوا کیونکر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹھہر او ظالم کہ مین آپہونچا
مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر اُسی عالم اضطراب و بیتابی مین تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے مین باقی تھے اُن کو اپنی گردن سے جلد نکال کر ہر ایک پر اسماے سحر دم کرکے پہلے
ایک دانہ گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی تھی سحر نے تاثیر
نہ کی گوہر جادو نے جھلا کر دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اُس دانہ یاقوت
سحر نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثنا مین بحرین جادو نے بعجلت تمام جلکے لوح طلسمی
مذکور گردن مین صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی اُن کے اعضا پر ڈالا ببرکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم جابجا
اُس پر کندہ تھے صاحبقران پر سے سحر دفع ہوا ہوش آگئے اپنے تئین بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی بیحد کوشش و ہزار
دشواری و مشکل سے اس خادم نے لاکر آپ کے گلے مین ڈالدی ہے اب اُٹھیے گوہر جادو ادھر آتا ہے
اُس پر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈالکر اُن کے تنون سے لوح کو مس کردیجیے تاکہ اُن کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اُٹھکر عمل کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونون ہوشیار ہوکر اُٹھین اس عرصے مین گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اُس پر گولہ فولادی سحر دم کرکے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے گلدستۂ سحر مارا مجمر جادو نے نارنج سحر مارا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کاردھر لگائی

چارون ساحر و ساحرہ نے یکبارگی اُس پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوے فلک گیا وہان سے پھر برق بنکر اپنے دشمنون پر گرا ہر ایک غرق زمین ہوا بعدہ بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہو کر وہ دود انے بھی بار بار سحر دم کر کے بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مارے ہر ایک قبل شق ہونے دانہ ہاے یاقوت مذکور کے غرق زمین ہو گیا جان بچا کر میدان جنگ سے مل گیا صاحبقران کشورستان نے مرکب پر سوار ہو کر گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہو جا کہ ہم آتے ہین دیکھا تو نے کہ عنایت الٰہی سے کیونکر لوح طلسمی ہمکو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کر سکتا ہی دیکھ یہ لوح طلسمی ہمارے گلے مین ہی او مغرور تجکو بہت غرور تھا کہ مجھسے کوئی لوح طلسمی لے نہین سکتا دیکھا تو نے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہونچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اجل تیرے قریب آگئی یہ نعرہ کر کے آگئے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچا کر نکل جائے لیکن ممکن نہوا کیونکہ ایک جانب سے بحرین جادو دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہو کر بھاگ جائے ملکہ محجر جادو نے ناریل پڑھ کر سحر دم کر کے جلد زمین پر مارا زمین سنگلاخ ہو گئی غرق زمین نہو سکا مجبور رہا اسی اثناء مین چارون ساحران مذکور نے پے درپے اسباب سحر پر سحر دم کر کے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و نارنج و گولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے بڑھ کر اُس پر لوح کا عکس ڈالا سحر بھولا ساحرون کے سحرون مین مبتلا ہو گیا خواجہ طیفور گرد پہلے نے گلیم سے رخ اپنا ظاہر کیا پھر گلیم اتار کر کمند زنبیل سے نکال کر حلقہاے کمند مین سوزن اُس کی زبان مین دے کر اسیر کیا گوہر جادو نرغۂ اعدا سے نکل نہ سکا جانبر نہوسکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہو گیا آخر لاچار ہو کر اسیر ہو گیا بعد اسیر کرنے ساحر مذکور کے خواجہ نے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہین شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور گرد پہلے نے فی الفور منڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہین استادہ کر کے اندر منڈھی کے اُس کو ڈال کر جو پہلے منڈھی اور رسن ہاے منڈھی سے بھی دست و پا اُس کے محکم باندھ کر عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہی صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ محجر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پر کیے وہ تاب و تحمل اُن کے سحرون کی نہ لا کر ہلاک ہونے لگے آخرکار گوہر جادو کو اسیر دیکھکر اور بحرین جادو وغیرہ سے مجادلہ و مقابلہ کی قوت و طاقت اپنے مین نہ پا کر امان طلب ہوے صاحبقران ممدوح نے فرمایا کہ امان تم سب کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب نے عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہوگا ہم بجا لائین گے اسوقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر گوہر جادو کو امان دی گئی گیارہ ہزار ساحر امان پا کر خادمانہ حاضر خدمت صاحبقران ہوے سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہون کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین اچھا نہین ہی ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہین آپ کے دشمنون سے لڑنا ہی طلسم زلزلہ کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہی بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو جائین گے اگر اسوقت کلمہ اپنی زبانون پر جاری کرین گے تو سحر بھول جائین گے صاحبقران موصوف نے بحرین جادو

وغیرہ کی راے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آئندہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونا سب نے منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف وعنایت اُن سے کہا کہ لاشے اس میدان جنگ سے اٹھاؤ اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے کتنے ساحر جنگ مین کام آئے ہین حسب الحکم اُنھون نے میدان جنگ سے لاشون کو دور کر کے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور پانچ سو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آ گئے جب میدان مصاف لاشون سے صاف ہو چکا صاحبقران موصوف وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ بحر جادو و بحرین جادو وگرسیوز بر عنقریب منڈھی کے اسباب سحر احتیاطاً ہاتھون مین لیکے بیٹھے صاحبقران موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست مین لے لی خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ اے گوہر جادو دیکھا تم نے قدرت ومدد واعانت پروردگار عالم وعالمیان کو کہ ہم کو تم پر کیونکر فتحیاب کیا لوح طلسمی کیونکر ہمکو دستیاب ہو گئی اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام قبول کرو گے یا نہین یا ابھی مطیع دین اسلام رہوگے یا اس سے بھی انکار کرو گے اگر تم نے مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تمکو ابھی قتل کرین گے اور اگر دین اسلام اختیار کرو گے تو ہم تمکو رہا کر کے تمھاری عزت وتوقیر زیادہ کرین گے تم سے بہت خوش ہون گے اُس نے چین بجبین ہو کر بنظر تند وتیز دیکھکر برہم ہو کر جواب دیا کہ اے طلسم کشاے طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ مجکو دین اسلام قبول کرنے اور تمھاری اطاعت وفرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے مین نمک حلال بندگان خداوندے ہون نمک حرام نہین ہون کہ تمھاری اطاعت وفرمانبرداری کر کے مانند ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بحر جادو وملکہ بہار گل پوش جادو خداوند وبندگان خداوندے مجادلہ ومقابلہ کرون اور اپنے خداوندی کی پرستش کو چھوڑ کر تمھارے خدا کی پرستش اختیار کرون میرے آبا واجداد نے انھین خداوندی کی پرستش کی تھی مین بھی انھین کی پرستش کرتا ہون ہرگز دین آبائی کو ترک نکرونگا ایمان کے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان واعتقاد آبائی سب سے اگرچہ جان جائے کچھ اندیشہ نہین اس مین بھی میری نیکنامی کا باعث ہوگا تمام طلسم زلزلہ مین یہ خبر مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام اختیار نکی یہ کہکر چاہا کہ سحر سے قید کو دفع کر کے منڈھی سے نکل جائے بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کر کے اُنکو قتل واسیر یا زخمی کر کے عوض دشمنی کا اُن سے لے مگر سحر یاد نہ آیا دست وپا ہلا کے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کی تقریر سُن کے غضبناک ہو کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُس نابکار بدبین پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو ٹکڑے اُس کی لاشے کے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے منڈھی اور گریبان داخل زنبیل کین بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند وتیز چلی آندھی سیاہ زور وشور سے آئی گرد وغبار بلند ہوا تاریکی محیط ہوئی بڑے بڑے درخت صحرا جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سوے فلک پیدا ہوا برق بکثرت چمکی صداے رعد پے درپے آئی پھر سنگ باری وبرف باری ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ آفت ہویدا رہا بعدہٗ مطلع صاف ہوا گوہر جادو کے سحر کے بیرون نے گوہر جادو کے ہی نام سے

باآواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا گوہر جادو تھا اور مین محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا مین ہوگئی اب یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوجائے گا ہر چند مین نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دلی نہ برآئی کہ میری جان گئی یہ کہکر وہ بیر سحر کے نالہ و فریاد کرتے ہوے سوے دربار اشفاق جادو نائب خدا وندہ ہود سرمست جادو و مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال صاحبقران کشورستان وغیرہ لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغچہ وغیرہ اُس کے سحر سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہوگئے صرف اصلی مکان و اشیاے اصلی باقی ہگئین خواجہ طیفور گردپا نے مکان گوہر جادو مین جاکر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہان پایا سب داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نرکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بھی زمین پر باقی نرکھکر منھ پھلائے ہوے چین بجبین روبروے صاحبقران ذیشان آئے بحرین جادو نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپ کی بھر گئی ہوگی کیونکہ گھر اُس کا آپ نے لوٹ لیا ہے در پے حال الیاسی آپ نے مارے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر مین نہ تھا عبث ہم اس کے گھر مین گئے کوئی شے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان ہوا کچھ اشیاے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل سے گر گئین ہمکو اُن کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و بحرین جادو وغیرہ خواجہ کی گفتگو سنکے مسکرائے بعدہٗ تھوڑی دیر تک باتین ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوئین پھر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نجم جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر اب یہان سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پر چلیے وہان توقف کیجیے امیر با توقیر کو اُن کی صلاح پسند آئی اُسیوقت وہان سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیون کے سوے مکان آفاق جادو مرکب پر سوار ہوکر بصد خوشی و فتح یابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہونچے ملکہ نجم جادو مکان مین لے گئی پھر صاحبقران موصوف و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صدر مکان مین علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے خواجہ طیفور گردپا بھی ایک کرسی چوبی پر روبروے صاحبقران باادب بیٹھے اُسوقت ملکہ نجم جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بھائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر اُن کو ہدایت دین اسلام کیجیے عجب نہین کہ وہ مانند ہم سب کے مطیع دین اسلام ہو کر آپ کے شریک ہون صاحبقران کشورستان نے عرض اُس کی پذیرا کرکے خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو کو زنبیل سے نکالو تاکہ اُن کو ہدایت دین اسلام کرین حسب الحکم خواجہ نے اُن کو زنبیل سے نکالا تو اُنھون نے متحیر ہوکر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور گردپا وغیرہ دیکھا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین اور یہ خواجہ طیفور گردپا ہین عیار نامدار و ذیوقار ہین انھون نے ملکہ نجم جادو کی صورت بنکر یہان تمھارے فرزند صدف جادو کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا پھر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور تیغہ فنا جو تمھارے قبضے مین تھا اُس کو اپنے قبضے مین کیا بعد ازان

یہان سے ہمراہ صاحبقران ہم سب نے جاکر گوہر جادو کو بعد جنگ بسیار اسیر کیا لوح طلسمی دستیاب ہوئی گوہر جادو نے اطاعت اختیار نہ کی اسوجہ سے وہ قتل کیا گیا تمام لشکر اُس کا جو قتل ہونے سے بچا تھا وہ امان طلب ہوکر فرمانبردار ہوا خواجہ نے بحکم صاحبقران ہمکو اور صدرف جادو کو زنبیل سے نکالا ہی لازم ہی کہ اطاعت صاحبقران اختیار کرو میری طرح مطیع دین اسلام ہو یہ کہکر خاموش ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے لوح طلسم زلزلہ و تیغہ فنا اُس کو دکھاکر کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یقین جانو کہ جلد تر طلسم زلزلہ فتح ہوجائیگا زمانہ اس کے فتح ہونے کا قریب آگیا ہی یہ لوح طلسمی اور تیغہ فنا ہمکو ملگیا ہی تمکو اور تمھارے فرزند صدرف جادو کو لازم و مناسب ہی کہ اپنے دین آبائی باطل کو ترک کرو دین اسلام کہ دین حق ہی اختیار کرو اپنے خالق و پروردگار عالم کو پہچانو اُسی کو سجدہ کرو کہ قابل سجدہ وہی ہی بجز اُس کے کوئی خدا نہین ہی اسی طرح تا دیر ہدایت دین اسلام کی ملکہ آفاق جادو اور صدرف جادو دونون سنا کیے آخر نتیجہ ہدایت و رہنمائی یہ ہوا کہ زنگ کفر دونون نامبردہ بالا کے شیشہ ہاے دل سے دور ہوا نور ایمان کی طرف دل حق بین مائل ہوا ملکہ آفاق جادو نے جوابدیا کہ اے صاحبقران خوش اقبال آپ کو تیغہ فنا اور لوح طلسمی دونون اسلیے لاجواب دستیاب ہوگئین ہماری ہمشیرہ صاحبہ نے ہمسے عیاری کی عوض ملکہ مجمر جادو کے خواجہ طیفور گردباد کو بصورت مجمر جادو یہان بھیجا خواجہ نے بعیاری ہم دونون پسر و مادر کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی عزیزداری و یگانیت مین تمنے ہمسے دشمنی کی اچھا جو کچھ کیا وہ بہتر کیا اب یا صاحبقران مجھسے یہ امید نہ کیجیے نہ میرے فرزند صدرف جادو سے کہ آپ کے شریک ہوکر شاہ طلسم زلزلہ ہوشربا سرمست جادو سے ہم دونون لڑین مقابلہ و مجادلہ اُس سے کرین کیونکہ ہم عزیز قریب اُس کے ہین ہمین شرم و حیا آئیگی مقابلہ و مجادلہ اُس سے نہ کیا جائیگا نہ اُس کے ملازمون سے لڑا جائیگا شرم دامنگیر ہوگی جملہ ساحر انگشت بدندان ہونگے باہم کہینگے کہ ان عزیزان شاہ طلسم نے طلسم کشایان کے شریک ہوکر طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کردیا ایسے وقت مین بہت غیرت و حیا آئیگی کلمات طعن و تشنیع ساحران طلسم زلزلہ نہ سنے جائینگے لہذا ہمکو شرکت سے معذور رکھیے صرف کلمہ پڑھاکر یا جس طرح غیر مذہب کو مسلمان کرتے ہون ہمکو اور ہمارے فرزند صدرف جادو کو اور ملکہ مجمر جادو کو کہ ہماری بہو ہی مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ کیجیے اتنی زندگی ناخدا شناسی مین بسر کی ہی باقی ماندہ حیات خداشناسی اور یاد و پرستش الٰہی مین بسر کرون اسی اپنے مکان مین بیٹھکر ذکر خدا کرون تاکہ انجام میرا بخیر ہو صاحبقران اُسکی تقریر سنکے بہت خوش ہوے بعدہٗ اُس کو اور اُس کے فرزند صدرف جادو کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اور عقائد دین ضروری سے آگاہ کیا مادر و پسر دونون کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہوے کلمہ طیبہ پڑھتے ہی سحر بھول گئے بعد مسلمان ہونے کے ملکہ آفاق جادو نے بعجز و انکساری دوبارہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ مجمر جادو کو بھی مسلمان کرکے میرے حوالے کیجیے اس دختر کو مین آپ سے طلب کرتی ہون جہان آپ نے ہمکو دولت دین اسلام عنایت کی ہی وہان یہ دختر بھی مجھے دیدیجیے کیونکہ آپ پر ظاہر ہی کہ میری بہو ہی قبل مسلمان ہونے کے موافق اپنے دین آبائی کے عقد اپنے فرزند کا اُس سے ہوچکا ہی اب احتیاطاً بطریق دین اسلام عقد اپنے فرزند کا اسی دختر سے کرونگی صاحبقران نے سنکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو نے تازہ سیر گلشن دین اسلام کی ہی اگر مناسب ہو تو انھین کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان ممدوح نے بایماے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی کلمہ شہادتین تلقین کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طیفور گردیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شایستہ کی کئی روز تک مہمان رکھا شاہانہ سامان وعنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین لپنے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کرکے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار ساحر مقابلہ مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہی یہ عرض کرکے ساحران مذکور کو طلب کرکے اُن کو مطیع دین اسلام کرکے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران ذیشان رہو طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ درپیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی کرنا سب نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہوکر مع خواجہ طیفور گردیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو اور بائیس ہزار ساحران شورہ شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین کہ بمنزلہ ایک شہر کم آباد کے تھی حکومت کرتی ہی اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہی اپنے فرزند و زوجہ فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہی مگر اب حال صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قطع راہ و رہ کوہ بلور تک پہونچے پھر وہان مقیم ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران فروکش ہوا

دوکلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا بہدایت لوح طلسمی جانب کوہ سنگ مرمر و مرحلہ اول طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق داستان ہذا کے بیان کیے جاتے ہین

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھکے مجکو
اوراس کے سوا کچھ نہ کہا دیکھکے مجکو
کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھکے مجکو
کچھ کرنے لگے ذکر وفا دیکھکے مجکو
ہونے لگا میرا ہی گلا دیکھکے مجکو

کیون آئے نہ غصہ بخدا دیکھکے مجکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھکے مجکو
دکھلائیے یون اپنی وفا دیکھکے مجکو
اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھکے مجکو
اترائیے ہان اور ذرا دیکھکے مجکو

کرتا ہی ہر اک ان کی ثنا دیکھکے مجکو
بنتے ہین سبھی اہل وفا دیکھکے مجکو
دیتا ہی ہر اک ان کو دعا دیکھکے مجکو
دشمن نے بھی دم اُن کا بھرا دیکھکے مجکو
یاد آگئی کیا ان کی ادا دیکھکے مجکو

تن جاتا ہی حق کہیے گا کیا دیکھکے مجکو
اتراتا ہی حد کا بخدا دیکھکے مجکو

کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجھکو
کی غیر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجھکو
اب دیجیے گا آپ سزا دیکھ کے مجھکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا
الطاف و کرم کر کے ستم اور بھی ڈھایا
تسکین مجھے دے کے تو کچھ اور رلایا
جب وصل میں اُس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
چلایا نزاکت سے ذرا دیکھ کے مجھکو

دانتوں کی چمک رُخ کی ضیا دیکھ رہے تھے
کس حُسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے
آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کن خوبیوں سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہیں پھینک دیا دیکھ کے مجھکو

بیزار نہ ہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دکھ درد نہ رو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
جان اپنی نہ کھو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دشمن سے کہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
آ جائے گی اُن کو بھی وفا دیکھ کے مجھکو

اس سمت سے گالی ہے دعا میری طرف سے
شک پھر بھی ہے اُن کو بخدا میری طرف سے
ظلم اُن کی طرف سے تو وفا میری طرف سے
کچھ اور انھیں خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھوں کی چھڑا ڈالی حنا دیکھ کے مجھکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہیں دل کی مسرت
ذل میں نہیں ہوتی ہے کہیں دل کی مسرت
آئینہ ہے اے ماہ جبیں دل کی مسرت
چھپتی ہے چھپائے سے کہیں دل کی مسرت
وہ ٹوٹ گئے بند قبا دیکھ کے مجھکو

حیران ہیں اب حال پہ بیتاب بھی میرے
روتے ہیں مجھے دیدہ پُر آب بھی میرے
نزدیک پھٹکتا نہیں اب خواب بھی میرے
اس حال سے جیتا ہوں کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہیں مرنے کی دعا دیکھ کے مجھکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری
مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
مجبور کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
سجاتے ہیں نقش کف پا دیکھ کے مجھکو

مانند کلیم آج بھی آنکھیں مری نم ہیں
کمبخت میں اک اور مجھے اتنے الم ہیں
صدہا ہے مجھے صدمے ہیں ہزاروں مجھے غم ہیں
ہر آن خلش مجھ پہ نئے جور و ستم ہیں
واں دل سے اُبھتی ہے جفا دیکھ کے مجھکو

رہروان منازل خوش تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغہ فنا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بلور بارگاہ فلک فرسا میں مقیم ہوئے ایک شب علیحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کرا کے درمیان خیمہ بیٹھکر لباس اپنا عطر گلاب وغیرہ عطروں سے معطر کر کے اشیاے خوشبو مانند مشک وغیرہ و قرنفل وغیرہ کے آتشدان یعنی مجمر میں بالاے آتش ڈال کے خوشبوئی اشیاے بخارات سے دماغ اپنا معطر کر کے تخلیے میں برجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے تمام شب ذکر خدا میں بیدار رہے اور دعاے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز سحر درود پڑھ کر

لوح طلسم زلزلہ کو اُٹھا کر بانین نیت نظر بالاے لوح مذکور کی کہ اس جگہ سے کس جانب براے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاؤن لوح مذکور نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشاے طلسم زلزلہ اگر تجکو مدد و تائید خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہی تو لازم ہی کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیے جانا اثناے راہ مین کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نکرنا اپنے لشکر کو یہین چھوڑ جانا احباب سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار طیفور گردیا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے تو اُس کو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمھارے دور دور رہے تو چندان مضائقہ نہین ہی سوا اُس کے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمھاری ہمراہی مین تُمسے دور دور رہے کیونکہ یہ مقدمہ طلسم ہی طلسم کشا کو لازم و مناسب ہی کہ تنہا سوے دربند طلسم یا مرحلہ طلسم جائے خبردار و ہوشیار رہے دُشمنون کے دام فریب مین گرفتار نہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت لوح کہ رہنماے راہ طلسم ہی عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہوگا صاحبقران ذی وقار حسب حکم لوح طلسمی سے آگاہ ہوکے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر لٹکا کے رشتہ لوح گردن مین ڈال کے اُس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا سے حکم لوح بیان کرکے فرمایا کہ ہم تو یہان سے حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال براے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہین تم سب اسی جگہ قیام پذیر رہنا الا اگر راہ صاف پانا تو یہان سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنون سے اس مقام سے کہین نہ جانا اور ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت سخت و دشوار ہی سب نے عرض کیا ہمین یہ گوارا نہین ہی کہ آپ کو تنہا جانے دین اور ہم سب اسی جگہ رہین صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہی کہ اکیلے سوے شمال جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ کیونکر لے جاسکتے ہین بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے تو عرض کیا کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجیے تنہا یہان سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ جائیے ہم اسی جا قیام پذیر رہین بذریعہ طائران سحر آپ کے حالات سے ہمین اطلاع ہوتی رہے گی کیفیت راہ سے بھی آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف پاکر ہم سب آپ کی خدمت مین پہونچا کرین گے مگر خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ اے آقاے نامدار یہ جان نثار و وفادار آپ کے ہمراہ ضرور چلے گا ہرگز آپ کو تنہا دشمنان جان مین نجانے دے گا ہمراہی اس خادم کی بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم مین جا بجا مکر و فریب ساحران نابکار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان بچائے گا عیاری و مکاری کرے گا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم لوح طلسمی سے ہم لاچار ہین ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا براے فتح طلسم زلزلہ نجاتے واقعی اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنون کے شر و فساد سے بچاتے سوا اس کے تمھارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہوتی تمھاری راے سے جا بجا راہ طلسم مین کام کرتے مگر لاچار ہین کہ حکم لوح طلسمی یہی ہی کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ لے کر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہی لیکن مین ضرور چلون گا وفاے اس خادم و جان نثار سے کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنون مین جانے دے اور خود ساتھ نجائے

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لے جاتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور دور رہون آپ کے حال سے تو آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اس کی بھی تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین خیال کیا اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی بر آئی یہ خیال کرکے خاموش ہوے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل بانے تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے عقب صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائے گا اس جگہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو حسب ہدایت لوح طلسمی سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا مشاہدہ قدرت خدا و ثناے خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے دوپہر روز تک برابر رہروی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار ہی کہ رشک باغ پر بہار ہی دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر جو آفتاب کی ضیا پڑتی ہی ایسی چمک ہوتی ہی کہ گویا برق چمک جاتی ہی صحراے سبزہ زار اُس روشنی و چمک سے پر نور و روشن ہوتا ہی درہ کوہ سنگ مرمر قابل دید ہی دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہی کوہ مذکور مانند دل مومن و عارف کے صورت آئینہ صاف و پر نور ہی اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہی نرم و نازک ایسا ہی کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی سے شرمندہ و خجل ہی باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اُس صحرا مین ہواے سرد چل رہی ہی جا بجا گلہاے خودرو طرح طرح کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھا رہے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت خدا و صنعت صانع لم یزل ہویدا و آشکارا ہی طائران صحراے سبزہ زار اپنی زبان مین حمد و ثناے پروردگار خالق لیل و نہار کر رہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان ہی مختلف رنگ و آواز رکھتا ہی صاحبقران عالی وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کوہ کو ملاحظہ کرکے شادمان ہوکر حمد و ثناے الٰہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دوپہر تک برابر قطع راہ کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصاً خواہش طعام زیادہ تر تھی اُس صحرا مین کوئی شے ایسی نہ تھی کہ جس کو کھا کر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چوپاے حلال کا شکار کیجیے یا کسی طائر حلال گوشت کا صید کیجیے اور اُس کے کباب اپنے ہاتھ سے مجبوری تیار کرکے کھائیے بعد ازان اس صحرا سے آگے روانہ ہوجیے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار کی طرف خرامان خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چوکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر کارگر ہوا سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھا کر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری کے زیادہ بھاگ نہ سکا

مجبور ہوکر بالاے سبزہ شاداب گر گر پڑا مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد خوشی مرکب سے اتر کر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ بسمل کے آگے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہے سینے سے اُس کے لہو جاری ہے یہ واقعۂ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا وہ تشنگی و گرسنگی اُس عالم حیرت میں گویا دفع ہوگئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان مردہ پر منظر کو نزدیک سے دیکھا کیے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرکے دل میں خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرانوردی میں بحالت فاقہ و گرسنگی چاہا تھا کہ شکار ہاتھ لگے اُس کے کباب تیار کرکے کھائیے سیر ہوکر آگے روانہ ہوجیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک آہوے صیاد کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا دراصل ساحر تھا مقدر میں بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا دیکھیے اب اس صحرا میں آب و طعام کب میسر ہوتا ہے یہ پہلی ہی منزل ہے صرف اپنے لشکر ساحران سے جدا ہوے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہے راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے میں کیا کیا تکلیف اور صعوبت ہوگی تنہائی براے صحرانوردی و مسافرت اچھی نہیں ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہے یہاں تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضرور ہے دیکھیں تا فتحیابی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب درپیش آتے ہیں خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلیں آسان ہونگی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر مرقوم لیے دل میں کر رہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سنگ مرمر سے دو عورتیں ساحرہ ایک ضعیفہ مسماۃ ملشخرصبا دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پانون رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان کرتی ہوئیں باہر آئیں صاحبقران موصوف اُن عورتون کو دیکھکر متحیر ہوے خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ دونوں عورتیں کون ہیں کیون اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان بر لب با حال پریشان چلی آتی ہیں کسی صدمہ و رنج سخت میں مبتلا ہیں کہ ایسی مضطر و نالان ہیں ابھی اُن عورتون کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آکر اس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری سے گر کے بین کرنے لگیں خصوصاً وہ ساحرہ ضعیفہ اس طرح نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر نالہ و فغان کرکے بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے فرزند دلبند اے آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی میں تیر کھا کر تو نے رحلت کی مجھ ماں دکھیا کو واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے مرنے سے جہان میری نظرون میں تیرہ و تاریک ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے آنکھون کی بینائی تیری رحلت سے جاتی رہی ہے درد کے سے قوت نشست و برخاست باقی نہیں ہے ہاے اے تازہ دولہا ہاے میرے بچے اکلوتے کس بیدرد و ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہ کو بے جرم و خطا تیر لگا کر مار ڈالا میری اس بہو نسیان جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہے رانڈ کر دیا جس نے تجھکو ہلاک کیا ہے وہ بھی جلد کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوجائے پردۂ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحۂ دنیا پر باقی نرہے جوانی اُس کی بھی خاک میں ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونون کے نالہ و فریاد اُس کے غم و الم میں کریں اے میرے گڑیل جوان اے میرے فرزند تیری زوجہ نوعروس تیرے لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم میں تیری اس

نئی عروس کی کیا حالت ہوگئی سر کھولے مو پریشان نالان و گریان سینہ و سر پیٹ رہی ہے کچھ اس کو تسکین دیے تیرے غم میں یہ نوعروس بھی زندہ نہ رہے گی غالباً مر جائے گی اس رانڈ کی زندگی تمام کیونکر بسر ہوگی کیا بدقسمت تھی کہ چار ہی دن میں عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا سے اس کے دور نہیں ہوا ہے شرم و حیا بھی نہیں گئی ہے گھونگٹ بھی اس نے نہیں اٹھایا ہے لباس عروسی بھی نہیں بدلا ہے حسن و جمال میں لاثانی ہے تجکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے کہ رشک پری ہے میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہے اسوقت وہی زوجہ خوب رو تیری تیرے لاشہ خون آلود پہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے ہائے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعتہً خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد سے تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہوا خوری کے اس صحرا میں درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ تیر کھا کر مرجانا نصیب ہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا تجھے مادر کی ضعیفی پر کچھ رحم نہ آیا اپنی عروس نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونوں کی طرف سے منھ کو موڑا ساتھ چھوڑا تو نے تو تیر کسی ظالم کا سینہ نازک پر کھا کر اس عالم عنفوان شباب میں جان دی قلب و جگر ہم دونوں کے سہام غم و الم سے ایسے زخم رسیدہ ہوئے ہیں کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہیں ہو سکتا ہے تیرے مرنے کا وہ داغ جگر میں پڑا ہے کہ اس کا علاج ہو ہی نہیں سکتا ہے کسی طرح سے دفع نہیں ہو سکتا کوئی حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہیں کر سکتا ہے یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جائے گا یہ غم تیرا جلد مجکو ہلاک کرے گا اچھا ہے کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہ ہوں کیا خوشی ہو اگر ابھی روتے روتے مر جاؤں بعد مرگ تجھسے ملوں کیونکہ بعد تیرے خاک ہے زندگانی دنیا پر لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہیں رہا ہے دنیا آنکھوں میں اندھیری ہوگئی کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آگئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سوے عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی سوائے اہل نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اس نے ایسے کیے کہ صاحبقران موصوف بھی اس کے بین سنکے اور اس کی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد آبدیدہ ہونے کے اس ضعیفہ سے کہا کہ اے غمگین بس اب زیادہ نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر میں تھا اس کا ظہور ہوا ہمیں نے تیرے فرزند کو تیر مار کر نادانستہ ہلاک کیا ہے یہ خطا ہمیں سے ہوئی ہے ہمیں نہ معلوم تھا کہ لباس آہو میں تیرا فرزند ہے ہمنے ظاہرا آہو کو تیر مارا تھا باطن کے حال سے ہمیں آگاہی نہ تھی کیوں وہ بصورت آہو بنور سحر بنا اور صحرا میں آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھسے کرتے ہیں ہماری خطا معاف کر دے اور اب لاشہ اس کا اُٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی میت لے جا کر آگ میں جلا یا زیر خاک نہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہو گا لڑکا تیرا زندہ نہو جائے گا جو کوئی سوے عدم گیا اس کا پھر دنیا میں آنا مشکل ہے ہاں اگر خدا چاہے تو اپنی قوت کاملہ سے ابھی زندہ کر دے اس کے نزدیک آسان ہے ضعیفہ مذکورہ نے سراپائے صاحبقران پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے نام تیرا کیا ہے واقعی عذر تیرا درست و بجا ہے تو بے خطا ہے

عمداً تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہین کیا ہے پردہ آئی ہوئین تو نے جو اس پر تیر لگایا ہے مگر قاتل میرے
فرزند کا تو ہی ہے ہم دونون عورتین ہین اس نوجوان قوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھائین
یہان سے کیونکر لے جائین آگ مین تو اپنے گلبدن دلکش اندام کو نہ جلاؤنگی لیکن زیر خاک
نہان کرونگی تا زندگی اس کی قبر پر جاکر رویا کرونگی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان
تربت ہی کو دیکھا کرونگی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہین
سب ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہم ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین تو
پریشان خاطر نہو ہم بھی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز مین کچھ شرکت کرینگے
کیونکہ ہمارے ہی ہاتھ سے مارا گیا ہے یہ کہکر شمشیر آبدار سے چند شاخین و ٹہنیان ایک درخت
کی کاٹ دین اور کچھ چھال نرم مانند ستلی یا بلند کے نرم و مضبوط تھی تنہ درخت و شاخہاے
درختان سے مانند ریشہ برگد کے لاکر موجود کردی اس اثناے مین دو چار ساحر آئے انھون نے
بطور ٹکٹی کے اس ہیزم درختان و پوست نرم درختان و ریشہ برگد وغیرہ سے باندھکر براے
مردہ برداری ایک تختہ درست کی پھر آہوے جادو کو کفن مین نہان کرکے اس ٹکٹی کے تختے
پر اس کو ڈال کر دوش پر اپنے رکھکر ذکر عقائد دین کا بلند آواز سے کرتے ہوئے سوے قبرستان
چلے مسخر جادو مادر آہوے جادو و نسیان جادو زوجہ نوعروس آہوے جادو نالہ و فغان
کرتی ہوئین عقب میت مذکور چلین چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہوے جادو کو غزال
صحرائی سمجھ کر تیر مارا تھا اس کی شرمندگی و انفعال سے انھون نے بھی مشایعت جنازہ مذکور کی
اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالاے سینہ زیر قبا نہان رہی بوجہ نسیان کے
یا بجہت سحر ہر دو ساحرہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوکر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق
خیال لوح کے دیکھنے کا دل مین نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان مین پہونچے قبر کھودی گئی
میت مذکور درون قبر رکھکر بدستور و قاعدہ مروجہ انکے مذہب کے قبر بنائی گئی مسخر جادو و نسیان
جادو دونون قبر سے لپٹ کر رونے پیٹنے لگین نسیان جادو نے اس حالت گریہ و زاری
مین گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم و حیا کا غم و شور مین نہ کیا علاوہ اس کے رخ زیبا اپنا
صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور تھا اور اپنے حسن پر مائل کرنا بھی مقصود خاطر تھا
اسی سبب سے اس نے خیال پردہ و شرم نہ کیا صاحبقران نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی
رشک پری اور غیرت بتان جہان اس کو پاکر دل اس کو دیدیا عاشق و مائل اس ساحرہ حسینہ
پر ہوئے اب اس کے عشق مین صورت اس کی دیکھکر ایسے محو دیدار ہوئے کہ ذرا بھی خیال
لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہوگیا اس کے عشق مین مبہوت
ہوگئے غرض جب وہ دونون عورتین خوب رو پیٹ چکین قبر سے اٹھکر آہ و فریاد و بکا کرتی ہوئین
اپنے گھر کی طرف چلین صاحبقران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ داخل درہ کوہ
سنگ مرمر ہوکر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچین وہ چند ساحر ان سے رخصت ہوکر چلے گئے
جب ہر دو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر مین داخل ہوئین صاحبقران بھی ان کے ہمراہ داخل
مکان ہوئے دیکھا کہ ایک پختہ مکان ہے نہ بہت وسیع ہے نہ چھوٹا ہے اسباب ضروری سے آراستہ
ہے قریب صحن ایک چٹان پتھر کی پڑی ہے برابر اس کے مثل حوض کے ایک غار کم از قد آدم ہے

پانی اُس مین بھرا ہوا ہی کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہین ابھی صاحبقران سوے مکان و صحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونون عورتین اُسی پتھر کی چٹان پر بیٹھکر پانی اس حوض سے لے لے کر نہائین بعدہٗ دوسرے لباس اُنھون نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے صاحبقران سے مخاطب ہوکر مسخر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر مین وہی ایک مرد تھا کس کس طور سے محنت ملازمت کرکے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتون کی اوقات بسر ہوتی تھی اب بھوکے رہ کر ایک روز مر جائین گے ہاے مین تو دشمنون کے خیال سے اس درہ کوہ و صحرا مین سکونت پذیر ہوئی تھی یہان بھی راحت و آرام سے زندگی بسر نہوئی فرزند نوجوان مارا گیا کوک اُجڑ گئی مین ضعیف ہون خاوند بھی میرا مر گیا دوسرا لڑکا پیدا ہونے کی بھی امید نہین ہی یہ بہو میری چار روز کی بیاہی ہوئی رانڈ ہوگئی ہی صاحبہ حسن و جمال ہی اس کی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر ہوگی ضرور ہی کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آئے گی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ صبر کر محتاجی کا اندیشہ نکر ہم تجھکو واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ دینگے کہ بآرام تم دونون کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ اب مشکل یہ بھی ہی کہ مردون مین کوئی نہین ہی کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تمکو لازم ہی کہ مثل ہمارے تم بھی سب کپڑے اتار کر رکھدو لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین مین یہی ہی کہ بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہین علاوہ عزیزداران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہین وہ بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہین اگر تمنے مشایعت جنازہ کی ہی تو اب نہاؤ بھی اور اب اس گھر مین رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمھاری خدمت کرے گی مین بھی تمھارے حق مین دعا کیا کرون گی کہ ایسے وقت مین تمنے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نہ کیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اتار اتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اُتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہان تو صاحبقران کپڑے اتار چکے ہین لوح طلسمی گلے مین سے اُتار کر رکھنے کی فکر مین ہین نہانے کا ارادہ ہی ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خواجہ طیفور گردپا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے راہ طے کرتے ہوے صحرا نورد تھے جب صاحبقران صحراے سبزہ زار مین پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درہ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ نے دور سے دیکھے تھے دل مین خیال کیا کہ کیا بات ہی جو یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور مین آیا ہی اور درہ کوہ مین ہمراہ عورتون کے کیون گئے ہین ذرا چلکر دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا مین مبتلا ہو جائین یہ خیال کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش رو ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحرون کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھکر ترسول ہاتھ مین لے کر سوے درہ کوہ و مرن بعجلت تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ درہ کوہ و دروازہ مکان مسخر جادو پر مرکب امیر با توقیر کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گھر کے

داخل ہوئے اور صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اُتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوگئے کہا کہ اے جوان ناآشنا تو کون ہی اس گھر مین کیون آیا ہی کیا ارادہ ہی نہانے کا ارادہ
کیون کیا ہی کیا کر یا بیٹھے گا صاحبقران نے نہ پہچان کر برہم ہوکر جواب دیا کہ او ساحر تندخو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہین ہمین طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہین اس مکان مین صاحبہ خانہ کی اجازت سے آئے ہین بلکہ صاحبہ مکان کے ہمراہ
آئے ہین اب یہ مکان گویا ہمارا ہی ارادہ نہانے کا کیا ہی کپڑے اتارے ہین تو کون ہی کہ بے اجازت
صاحب خانہ گھر مین چلا آیا ہی یہان تیرا کیا کام ہی دور ہو یہان سے عورتین بھی اس مکان مین ہین
تجکو کچھ کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا بھی خیال نہوا دلیرانہ مکان مین گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بجبین ہوکر بآواز سخت و درشت جواب دیا کہ مین صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہون اُس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور دراز سے آیا ہون برادر فوت شدہ کا وارث مین ہون
مین ہی کر یا بیٹھو نگا ہٹ جا کہ مین نہاؤن بلکہ اس مکان سے نکل جا تجکو مین نہین پہچانتا کبھی مین نے
تجھے یہان آتے نہین دیکھا ہی اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کپڑے پہن کر یہان سے
نکل نجائیگا تو ابھی ایک ترنج سحر مار کر کام تمام کرونگا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالا
صاحبقران نے اُس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اٹھنے کا ارادہ کیا اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منھ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہی دعوی طلسم کشائی کرتے ہو حسین عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اُس کے عشق مین مبہوت
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہی یا لوح طلسمی چھین جانے کی آرزو ہی ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس مین آؤ دام فریب ساحران مین گرفتار نہو منم خواجہ طیفور گردیا
آپ کی بہبودی کے واسطے یہان آیا ہون ہوشیار و خبردار کرتا ہون کہ ان دونون ساحراؤن
کے دام مکر مین نہ آئیے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش مین آئے
لوح طلسمی کو جو بانیت دیکھا کہ یہ دونون ساحرہ ہماری دوست ہین یا دشمن ہین لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراؤن کے دام فریب
مین گرفتار ہوکے اس مکان مین آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تھا خیر ہوئی کہ تجکو تیرے
عیار نے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھدیتا اور نہانے مین مصروف ہوتا تو ان دونون مین سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لیکر تجھین اپنے تجکو مبتلا کرکے اسیر کرلیتی یہ دونون ساحرہ تیری
دشمن جان ہین دوست نہین ہین اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
حکم لوح سے آگاہ ہوکے سوے مسخر جادو و نسیان جادو چلے انھون خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کارد سحر سے ہلاک کرنے کا کیا خواجہ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مسخر جادو و نسیان
جادو نے طلسم کشاے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در گلو اپنی طرف آتے دیکھا چند نارنج
و تیغ ناریل کولے فولادی مار کر اُس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرحلۂ اول روانہ ہوئین
یہان صاحبقران کشورستان کے گلے مین لوح تھی کسی سحر نے اُن کے تاثیر نکی بعد بھاگ جانے
نسیان جادو و مسخر جادو کے خواجہ طیفور گردیا نے گلیم اتار کر اپنے تئین ظاہر کیا صاحبقران
نے بہت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ کیا کارنمایان کیا ہی تمہاری قیاسی و وفاداری کی
نسیان

تعریف نہین ہوسکتی ہی اگر تم تھوڑی دیر اور یہان نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اُتار کر نہاتے نسیان
جادو یا مسخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے مین کر کے ہمکو بذریعہ سحر اسیر کر لیتی تمھارا
اسوقت یہان آنا ہمارے حق مین بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلاے سحر
ہوکر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق مین ایسے مبہوت و بے خبر تھے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہون کہ جو کچھ
مین نے بمصلحت آپ سے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہی اُسے معاف فرمایئے آئندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب مین گرفتار نہوجیے گا کسی کے حسن پر زمانہ طلسم کشائی
مین مائل نہ ہوجیے گا اگر مائل ہوجیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحران سے بچین گے یہ کہکر کپڑے پہنے خواجہ موصوف
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیاے مکان مسخر جادو پر مارکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اُس مکان
سے نکلے امیر با توقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب درہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ درہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر با توقیر دور تر مرکب کو جولان کرکے چلے گئے خواجہ بھی اُسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردپا کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
مسخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہی کہ ہر دو ساحرہ مذکور جو بخوف طلسم کشا بھاگ کر دربند
اول مین گئی تھین بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان دربند اول پر پہونچین دیکھا کہ مالک و
حاکم دربند اول حنظل جادو اپنے قصر مین بفرحت و سرور ہی گرد اُس کے ساحران نامی بیٹھے ہین
گویا دربار دربار پریون سے اُس کا آراستہ ہی بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مسخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہوکر پوچھا کہ خیر تو ہی اسوقت گھبرائی ہوئی
یہان کیون آئی ہو مسخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کر کے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند آہو جادو نے جان اپنی خیر خواہی خداوند ہو دسرمست جادو و نیز
خیر خواہی حضور مین دے کر چاہا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہوجائے پھر وہ گرفتار
ہوجائے چنانچہ حصول لوح طلسمی مین اور گرفتاری طلسم کشا مین کچھ ایسی دیر نہ تھی کپڑے وہ
اُتار چکا تھا لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونون اسی فکر مین تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اُتار کر رکھے اور نہانے مین مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے مین
کر کے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کر کے اسیر کر لین پھر حضور کی خدمت مین اُس کو لائین ایکا ایک اُس کا
عیار بصورت ساحر آیا اُس نے اُس کو ہوشیار کیا کہا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اُس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اُس کو ہدایت کی وہ شمشیر علم کر کے
ہمارے قتل کے واسطے اُٹھا ایسی حالت مین ہم لوح طلسمی سے مجبور ہوکر اُس کو گرفتار نہ کرسکے وہان سے
حضور کی خدمت مین آئے ہین طلسم کشا ابھی ہمارے گھر مین ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مسخر جادو کی سُنکے بحر تردد مین غرق ہوکے کہا
کہ افسوس زمانہ بقاے طلسم نزدیک آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہوگیا بظاہر اب یہ طلسم فتح ہوجائے گا

لیکن فکر و کوشش ہوا سیری طلسم کشا ضرور رہی جو ہان تک ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کرین گے
طلسم کو فتح ہونے دین گے طلسم کشا کو اسیر کرین گے اے مسخر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرکے خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہین واقعی تمنے عجب کام کیا تھا مگر عیار مکار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحرون کو برائے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہین تم یہان بیٹھو
مسخر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے ازراہ قدردانی ہماری فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہی اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی مین کی ہی تو اب پھر ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہین ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو بہر گرفتاری طلسم کشا کے
نہ بھیجے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے حنظل جادو نے یہ تقریر اُن دونون ساحرون
کی سنکے خوش ہوکے اُن کو انعام کثیر دیا اُنھون نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بضرورت
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ کیجیے حنظل جادو نے موافق اُن کی عرض
کے عمل کیا مسخر جادو و نسیان جادو اُن ساحرون کو لے کر سوے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئین ان کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر اُن ساحرون اور سحر کے پیرون کا کیا جاتا ہی جو وقت
قتل گوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے دربار نائب خداوند روانہ ہوے اور حال اُن
سحر کے پیرون کا جو بعد مرنے گوہر جادو کے نالہ کنان سوے طلسم زلزلہ گئے تھے اشتقاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہودسر مست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرائے سیمتن ہی حسینان
جہان سے ہی حسب دستور ایک روز بالائے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار مین
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اور ساریق بن لقا و سختگان یہ دونون بھی دربار
مین بیٹھے تھے اشتقاق جادو نائب خداوند ہودسر مست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہین ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی فی زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہین ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہی بظاہر وہ فکر حصول لوح طلسمی مین ہوگا لیکن اُسکو دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہین ہی ہرچند کہ ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و رازدار طلسم اُس کی شریک
ہوگئی ہی مگر اُس کی شرکت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہی ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سختگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچکر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوے فلک سے
صدائے نالہ و فریاد آئی اشتقاق جادو وغیرہ سب متردد ہوکر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ اُن سحر
کے پیرون نے باواز دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس گوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اُس کے سحر کے پیر ہین بعد اُس کے مرنے کے برائے خبر رسانی
نالہ کنان یہان تک آئے ہین یہ کہکر وہ پیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشتقاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہوگئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہوگیا رنگ رخ اڑ گیا دربار مین وہ
سناٹا ہوا گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصًا اشتقاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ چہرہ اُس کا متغیر
ہوگیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرے سے ہویدا ہوے تا دیر دریائے حیرت مین غرق رہا
بعد ازان اہل دربار سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالبًا لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہی

نہین معلوم طلسم کشا گوہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان مسکونہ تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار مین آئے پہلے تو اشتفاق جادو کو باادب
سلام کیا بعد ازان زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہوے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشتفاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیون اسقدر فریاد و نالہ کنان ہو کیا مصیبت تم پر پڑی ہے
بیان کرو سب نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار تحمل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو و مجمرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو برائے پیام شادی ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جلنے کا مجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا پھر ملکہ مجمر جادو کو گوہر جادو کے پاس لانیکا تاریک سیاہ رو
جادو کے قتل ہونے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہوکر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشتفاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحرون سے مفصل حال دریافت ہوا اشتفاق
جادو نے ان ساحرون کو حکم دیا کہ تم جاکر داخل لشکر ساحران ہو ہمارے لشکر مین جاکر شامل ہو کر
پریشان خاطر ہوکر بے اختیار اکسی عالم حیرت و ملال مین کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکر
طلسم کشا سے جان بچائی جائے کیا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ ٹوٹنے سے محفوظ
رہے اے اہل دربار اس باب مین ہمکو کچھ راے دو کہ اب کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نائب خداوند ہین کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کرین یا ہم مین سے کسی کو سوے
طلسم کشا روانہ کرین تاکہ وہ اُس کو جانب درہ طلسم زلزلہ نجانے دے اثنائے راہ مین روکے بمکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اُس سے لے کر اُسکو گرفتار کرے علاوہ اس کے مالکان دربند کو فرمان روانہ کیے
جائین کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین اشتفاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیرون کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہے کہ جس سے یہ بلائے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ ہمنے موافق اپنی
فہم کے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سخنگان نے کہا کہ اے نائب خداوند راے دینا امر دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہین کہ جو امور سلطنت و دیگر کارہاے مرجوعہ مین بعقل سالم غور و فکر کرکے راے اپنی
ظاہر کرے یہ بیچارے ساحر اہل دربار سحر و ساحری سے خبردار ہین ان کو ایسے معاملات مین
کیا دخل ہے افسوس ہزار افسوس ہمارے خداوند سارق بن تقا اس طلسم زلزلہ کو جائے امن و
امان تصور کرکے یہان آئے تھے مین بھی ان کے ساتھ ساتھ گلستان باختر سے یہان تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہان بے خوف و خطر دشمنون سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہین گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہوگیا کہ یہان سے بھی خداوند سارق کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہان بھی بآرام بیٹھنا نصیب نہوگا اے اشتفاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی نرہیگا
ضرور فتح ہو جائے گا قدم صاحبقران جلد تر یہان آئین گے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا کوئی
ساحر زندہ نرہے گا سب کو صاحبقران تہ تیغ کرین گے لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو چکی ہے بھلا
اب یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی بخوبی نہ کی بیرون طلسم
لوح طلسمی کو رکھا جانب حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال مین ہے کہ

طلسم کشا بے دست وپا ہی کوئی اُس کا معین ومددگار نہین ہی کیونکہ لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم کیونکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر تھے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہی زمین وآسمان سے اُن کے معین ومددگار پیدا ہوجاتے ہین مشکلین اُن کی آسان ہوجاتی ہین
جہان وہم وگمان بھی پہونچنے کا نہو یہ لوگ وہان پہونچ جاتے ہین دشمن ان کے دوست ہوجاتے
ہین بیشتر ایسا بھی ہوتا ہی کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہی جیسا کہ یہان ہوا دیکھیے نہ دبدبۂ سحر ساز جادو
اور اُس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور عزیزدار شہنشاہ ساحران ہودسر مست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہوگئے عجب نہین کہ ان تینون
ساحراون سے کوئی ساحرہ اُن پر عاشق بھی ہوئی ہو اُسی عاشقی مین صاحبقران کو گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحرون کی زبانی مفصل حال آپ نے
سُنا ہی اب مترددہونا بے سود ہی جو ہونا تھا وہ ہوگیا زمانہ بربادی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
ہمسے راے لی جاتی تو یہ انجام نہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو وآتشبار جادو وحکیم
جالوس نائب خداوند اور ابرباران جادو قتل نہوتے یہ ہنگامہ برپا نہوتا اشفاق جادو نے کہا کہ
اے ملک جی اب کوئی تدبیر ایسی بتا ؤ کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ وبرباد نہو فتح ہونے سے
باز رہے سخت‌گان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری راے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری راے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گذشتہ بخوبی بہبودی بظاہر نہوگی مین راے اپنی
سر دربار ظاہر نکرون گا مجکو اپنے خداوند ہودسر مست جادو کی خدمت مین لے چلو وہان جا کر
کچھ اُن سے عرض کرون گا اور اپنی راے بھی ظاہر کرون گا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہی اُن کو خبر سے اطلاع دینا بھی ضرور ہی اشفاق جادو اُسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لے کر سوے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشفاق جادو مع سخت‌گان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین پہونچا شاہ
طلسم کو با دب سلام کیا سخت‌گان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہودسر مست جادو نے اشفاق
جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہان آنے کا کیا باعث ہوا اور سخت‌گان کو یہان اپنے
ساتھ کیون لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمکخوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سخت‌گان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہی شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہی اشفاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا تیغۂ فنا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضۂ طلسم کشا مین آجانے کا جو کچھ سُنا تھا مفصل تا دیر
بیان کیا اُسوقت ہودسر مست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا تصویر
تباہی وبربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہوگئی زندگی سے اپنی ناامیدی ہوئی تا دیر سر جھکائے رہا بعد ہ کہا
افسوس گوہر جادو نمک حلال ونمک خوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی
تیغۂ فنا جس سے ہماری قضا بانیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضۂ طلسم کشا مین پہونچ گیا
یہ سب امور ہوگئے لیے اشفاق جادو باوجود اس کے کہ ہمنے تجکو اپنا نائب کیا تھا اور تمام
بندوبست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو وملکہ آفاق جادو
کی اعانت ومدد نہ کی اُس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشفاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور بالمکان دربند مثل گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بندوبست کرنا راہ بند کر دینا طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد مین نہ آنے دینا اور اگر کہین طلسم کشا کسی کو نظر آئے تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامجات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بندوبست و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بندوبست و انتظام بخوبی کیا تھا سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کوہ بلور پر پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ اشتیاقیہ و نیز بابت سپرد کرنے ملکہ نجم جادو کے تحریر کر کے بدست تیلہ سحر روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کر کے اپنی بہن ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے پاس گئی وہان عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ نجم جادو کے کیا سنا ہی کہ بجائے نجم جادو بصورت مجسم جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو کے گھر مین گیا وہان اُس نے عیاری کر کے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا تیغہ فنا کے لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو برائے طلب ملکہ بہار گل پوش جادو کہ اُس پر مدت سے عاشق تھا روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہان طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و بحرین جادو و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر گئے وہان سے اپنے عیار اور ملکہ نجم جادو کو صاحبقران ساتھ لے کر جانب مکان گوہر جادو گئے وہان جنگ عظیم ہوئی آخر کار بحرین جادو نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لا کر طلسم کشا کو دیدی اُس نے لوح پا کر گوہر جادو کو قتل کیا ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی بہر مدد جاتا اس غمخوار کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہی طلسم کشا وہان نہین جا سکتا ہی اسوجہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہین کیا گیا تھا اب یکایک خبر مذکور سننے مین آئی ہی مین نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمھاری راے کیا ہی کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی راے ظاہر کی ملک جی نے کہا کہ مجھکو روبروے خداوند لے چلو مین وہان جا کر کچھ عرض بھی کرون گا اور اپنی راے بھی بمقدمہ بندوبست و انتظام طلسم ظاہر کرون گا یہ فدوی انہی وجہ سے ملک جی کو آپ کے روبرو لایا ہی شہنشاہ ساحران نے ملک جی یعنی سخنگان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہی اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان جاے حیرت و مقام عجب ہی کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہو کے اور دعوی خدائی کر کے کاہنون اور نجومیون کے حکم لگانے سے بخوف طلسم کشا طلسم باطن مین چھپ کے بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کرے یہ خوف و ہراس خلاف خداوندی اور بعید شاہنشاہی سے ہی مطیعان شہنشاہ وغیرہ اُس خوف و ہراس حضور پر بجائے خود کیا کہتے ہونگے غالبًا بد اعتقاد ہوتے ہونگے علاوہ اس کے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و شہریار سوچ سمجھ کر فکر و غور کر کے کرتے ہین دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام نہین کرتے ہین اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ ہاے جلیل پر فائز ہون پس اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہی نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہ کہا ہی مصرع کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ؎ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ۔ اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے خائف و

ترسان ہوکر طلسم باطن مین بیٹھنے سے اور امور بند وبست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہی کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغۂ فنا دستیاب ہو گیا ہی اگر چند یونہی یہان حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہین گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر شہنشاہ لاجواب یہ فرمائین کہ طلسم باطن مین بیٹھنا برائے حفاظت جان ہی تو اس کا جواب یہ خیرخواہ یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہوکر ڈرنا کسی سے نچاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بھاگنا اور جان بچانا خلاف عقل ہی موت کسی کو نہین چھوڑے گی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی قلعۂ مستحکم مین بھی ہوگا وہان بھی موت اسے نہ چھوڑے گی لہذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہی کہ دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہی تو دشمن اس کا اس کو ہرگز قتل نہ کر سکے گا اور اگر اجل ہی اس کی آئی ہی تو مردانہ و دلیرانہ جان دیدینا دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا کرے کہ اہل جہان اس کو نامرد و بزدل نہ کہین خصوصا شاہون کو مناسب ہی کہ اپنے دشمن سے خائف و ترسان بظاہر نہون دشمن کو خائف ہوکر اپنے اوپر دلیر نکرین خود بنفس نفیس دفع دشمن کی کوشش کرین ایسی تدبیرین اور فکرین کرین جن سے بدخواہ مغلوب و قتل و اسیر ہو جائے آپ تو خداوند ہین دعوائے خداوندی کرتے ہین آپ کو تو مطلق ڈرنا نچاہیے ڈرنا کسی سے خداوندی سے بعید ہی پس اب مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون کہ حضور اب اس طلسم باطن سے برآمد ہوکر طلسم ظاہر مین تشریف لے جاکر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائین امور مرجوعہ کا بند و بست و انتظام کرین بندگان خاص و خیرخواہ جو ہین انھین انصرام کار پر مامور کرین جو کوئی بندگان شہنشاہ سے کوئی کارنمایان کرے اس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دین تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ و خیال خیرخواہی و کارنمایان کرنے کا ہو آئندہ شہنشاہ کو اختیار ہی ہرچند کہ یہ تقریر میری اشتفاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر مین نے ازراہ خیرخواہی کی ہی اور رائے اپنی ظاہر کر دی ہی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو گفتگوے سختگان سنکے سرنگون ہوا پیشانی پر عرق انفعال آگیا تا دیر دریائے فکر مین غرق رہا بعدہ کہ بجائے خود سمجھا کہ سختگان سچ کہتا ہی طلسم باطن مین بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہی اور باعث بدنامی و رسوائی ہی جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہو چکا اب خود تخت حکومت پر جلوس کرکے حسب دلخواہ بند و بست و انتظام مرحلہ جات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے نجومیون اور کاہنون کے حکم پر خداوند ہوکے عمل کرنا نچاہیے یہ سوچکر اشتفاق جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے نائب باندولت جلد جا ہمارے برآمد ہونے اور بر تخت حکومت جلوس کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتون سے دربار کو رونق دے ہم یہان سے برآمد ہوکر دربار مین آتے ہین اشتفاق جادو حسب الحکم سختگان کو ہمراہ لے کر دربار مین آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ او حاضری دربار وغیرہ سے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازمون نے دربار کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران نامی و نامدار عبارت فرمان مذکور پر نظر کرکے جلد حاضر دربار ہوکر علی قدر مراتب بیٹھے تمام دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

ناگاہ شہنشاہ ساحران ہودمسرست جادو بصد شان وشکوہ و جاہ و حشم نمایان ہوا تمام ساحران دربار برائے تعظیم وتسلیم اٹھے جب شہنشاہ مذکور قریب آیا سب برائے استقبال بڑھے پھر ہرایک نے باادب خوش ہو کر سلام کیا ہودمسرست جادو بایما و اشارہ ہر ایک ساحر نامی کا سلام لیتا ہوا ہرایک پر نظر کرتا ہوا تخت حکومت پر تاج شاہی سر پر رکھکر بدستور سابق بیٹھا ہر ایک ساحر نے علی قدر مراتب نذر دی شاہ طلسم زلزلہ نے نذر قبول کرکے ہاتھ اپنا نذر و نذر پیش کردہ پر رکھکے پھر سب کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر علی قدر مراتب بیٹھا شاہ طلسم نے حسب حیثیت ورتبہ کشتیان خلعت زرتار و فاخرہ کی طلب کرکے اہل دربار و جملہ حاضرین دربار کو دین ہر ایک ساحر کشتی خلعت وانعام کثیر لے کر خوش ہوا شہنشاہ ساحران یعنی ہودمسرست جادو نے بعد خلعت وانعام دینے کے سب ساحروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بندگان بادولت آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہو گئی ہے اب وہ سوے مرحلات و دربند طلسم زلزلہ آئیگا لہذا تم سب کو لازم ہے کہ گرفتار و اسیری طلسم کشا کرو مکر و فریب و حیلے سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لو تم سب مین جو کوئی بادولت کے حکم پر عمل کریگا اور لوح طلسمی طلسم کشا سے چھین کر کسی تدبیر سے ہمارے پاس لائے گا اسکو خلعت وانعام ایسا دیا جائے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا یا جو کوئی ساحر طلسم کشا کو قتل کرکے سر اس کا لائے گا یا اسکو اسیر کرکے ہمارے سامنے لائے گا وہ بھی خلعت وانعام کثیر پائے گا چاہیے کہ ہرایک مالک مرحلہ و دربند اپنی اپنی سرحد کا بخوبی بند وبست کرے انتظام اچھی طرح کرے غفلت نکرے جس شے کی ضرورت ہو بادولت سے طلب کرے فوج وخزانے مین کمی نہین ہے اب طلسم کشا جانب دربند ہاے طلسم آئے گا مالکان دربند کو لازم ہے کہ تدبیر اسیری طلسم کشا سے غافل نہون خیرخواہی بادولت پیش نظر رکھین یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب خیرخواہ وجان نثار ہین حسب الحکم حضور عمل کرینگے حتی الامکان طلسم کشا کو قتل و اسیر کرینگے لوح طلسمی اس سے بمکر و فریب چھین لینگے ذرا وہ سوے دربند آئے تو سہی شاہ طلسم تقریر ان کی سنکے خوش ہوا کئی ساعت تک دربار مین بیٹھا رہا ہر ایک ساحر سے تاکید گرفتاری طلسم کشا کرتا رہا بعدہ دربار برخاست کیا ہر ایک ساحر اپنے اپنے مکان مسکونہ کی طرف بصد خوشی روانہ ہوا از انجملہ حنظل جادو مالک دربند اول بھی خلعت سے مخلع ہو کر سوے دربند اول طلسم زلزلہ گیا یہان تو شاہ طلسم نے دربار برخاست کیا ہے داخل محلسرا ہوا ہے لیکن اب بہر حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب دربند اول روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین سیر عجائب وغرائب دیکھتے ہوے سوے کوہ و دشت نظر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے بعد قطع راہ دراز درمیان راہ دربند اول کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا پہاڑ نہایت صاف وخوشنما ہے بالاے کوہ مذکور آواز ایسے گانے کی گوش زد ہوئی کہ بے اختیار اس پہاڑی کی طرف نظر کی بعدہ مرکب کو روک کر دل مین کہا کہ اس پہاڑی پر جاکر دیکھنا چاہیے کہ یہ کون گا رہا ہے عجب آواز دلکش ہے جس کی ایسی آواز ہے صورت اس کی کیسی ہوگی غالبا قابل دید ہوگی یہ باتین دل مین کرکے اس کوہ کوچک پر بآسانی جاکر دیکھا کہ ایک خانہ باغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے بوے گلہاے رنگارنگ ایسی آتی ہے کہ دماغ اسکی خوشبو سے معطر ہوتا ہے اور وہ خانہ باغ وسیع و شگفتہ ہے باغ کے باہر سے اکثر درخت میوہ ہاے ترش وشیرین نظر آتے ہین اور باغ سے

چمنون مین غنچه وگل دکھائی دیتے ہین صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل مین خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ بے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہین یہ باغ نہین معلوم کس کا ہی ایسا نہو کہ ہم اس باغ مین جائین اور مبتلاے سحر
ساحران ہو جائین یا کسی بلا مین مبتلا ہو جائین ذرا لوح کو تو دیکھیے کہ یہان ٹھہرین یا اس جگہ سے
آگے روانہ ہون یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجکو اس کوہ
پر نہ آنا تھا خیر اب اگر آیا ہی تو یہان کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح نکرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہوکر لوح کو زیر قبا نہان کرکے در باغ پر کھڑے ہوے اندر باغ
کے گانا ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کہ سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال از حد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوے زیور جواہر کار از سر تا پا پہنے ہوے دریاے جواہر مین
گویا غوطہ مارے ہوے چند کنیزون اور ہمجولیون کے حلقے مین خرامان خرامان سیر چمنہاے
رنگا رنگ کر رہی ہی حسن اُس کا زاہد کش عابد فریب ہی جس وقت کسی بات پر ہنستی ہی خندہ دندان نما
سے اُس کے ایک برق چمک جاتی ہی عارض اُس کے رشک گل تر ہین گیسو غیرت گیسوے پری
ہین آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہی آنکھین وہ نرگسی ہین کہ اگر ان کو غزال شوخ چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھون کو ان آنکھون پر قربان کرے وہ آنکھین سرگین اُس کی قابل دید ہین جس کی نظر
ان آنکھون پر پڑے خوبی دیدۂ نرگس اُس کی نظر سے گر جاے ابرو اُس کی ایسی خمدار کہ رشک خنجر بران
یا غیرت دہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دلجو حسن و جمال عدیم المثال نسیان
جادو مذکورہ سے بدرجہا خوبصورتی مین زیادہ تر صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہوے بے اختیار آہ کرکے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثنا مین
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوے در باغ نظر کرکے مسکرا کر دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوے بیرون در باغ ملاحظہ کیجیے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ وارد در باغ حضور ہوا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہی حضور پر نظرون سے دیکھ رہا ہی در باغ سے اُٹھتا ہی نہین کوئی سایل
کھڑا ہی محو دیدار ہی مگر قابل رحم ہی ملکہ مذکورہ نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھے
کثرت شرم و حیا سے منھ کو چھپا کے جانب بارہ دری یہ کہتی ہوئی چلی کہ آج ہمارے در باغ پر یہ کون
آیا ہی بظاہر مرد محتاج و وطن آوارہ ہی شاید کچھ حاجت مال و زر رکھتا ہی یا راہ کا تھکا ماندہ برے
طلب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہواے سرد ہی ہمکو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہی کوئی
جا کر اس غریب دور افتادہ وطن کو باغ مین بلاے تاکہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرے دید گلہاے
رنگ برنگ سے اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار بیٹھکر دم لے لے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اُس کو سیر کردیا جاے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم مین آئے ہم مسافر نواز ہین یہ کہتے ہوے جب بارہ دری زمرد رنگ مین پہونچی
بالاے مسند زرین بیٹھی عشاق اُس کے قریب اُس کے آگئے ہمجولیان اُس کی باادب نزدیک
اُس کے بیٹھین کنیزین دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے ہوے روبرو ایستادہ ہوئین
اُن مین سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکراتی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہان کیون کھڑا ہی کیا آرزو رکھتا ہی کس غرض سے

در باغ پر ایستادہ ہے اگر سیر باغ مطلوب ہی تو ہماری ملکہ عالم کو دعائین دے کر سیر باغ کی کرے اگر مشتاق رقص و نغمہ کے دیکھنے سننے کا ہی تو بھی ممکن ہی ہماری ملکہ بہت رحمدل اور غربا پرور مسافر نواز ہین انھون نے تیرے حال پریشان سے باخبر ہوکے طلب کیا ہی خوشا قسمت تیری کہ ہماری ملکہ عالم نے تجھکو اندر باغ کے طلب کیا ہی صاحبقران کشورستان حسب الطلب صاحب باغ بقصد آرزو داخل باغ ہوے مرکب کو دروازہ باغ پر چھوڑا اندر باغ کے داخل ہوکر دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ سیر کے قابل ہی کیئی چمن خوش قطع طرح طرح کے گلون کے ہین غنچے چٹک رہے ہین گلہاے رنگا رنگ کھلے ہین بلبلین چہک رہی ہین دیگر طائران خوش الحان بھی چہک رہے ہین اشجار میوہ دار بھی کثرت بار سے جھکے ہین لب جو سرو پر قمریون کا ہجوم ہی نہرین پانی صاف و شیرین ہی آگے بارہ دری زمرد رنگ ہی عمارت شاہانہ معلوم ہوتی ہی اسی بارہ دری سے آواز ایک مطربہ خوش آواز کے گانے کی آتی ہی صاحبقران سیر چمنہاے رنگا رنگ کرتے ہوے ہمراہ اُس کنیز چست و چالاک و شوخ و شریر کے داخل بارہ دری مذکور ہوے دیکھا کہ

نظم۔ دیکھی بارہ دری زمرد کار	سارے مینائی تھے در و دیوار	سبز ہی فرش سبزہ کا کیا رنگ
رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ		

چھت پردے شیشہ آلات و ظروف وغیرہ زینتون سے آراستہ پایا درمیان بارہ دری کے ایک مسند زرین پر اُسی نازنین مہ جبین پری رو کو جس کو بیرون باغ سے دیکھا تھا بیٹھے دیکھا پہلو مین اُس کے ایک غلام حبشی نہایت بدصورت کو بیٹھے پایا اُسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین یہ کہا کہ۔ نظم۔

دیکھی اُس نحس کی جو شکل سیاہ	کہا یہ سعد بخت ہے واللہ	یہ پری زاد اور یہ شکل قبیح
فی الحقیقت ہی عشق کی تقصیر		

پشت نازنین کی جانب ایک جوان خوب رو گورو مہ جبنان اور مصروف خدمت بدل مشاہدہ کرکے بجائے خود کہا کہ واہ ایسا جوان خوبصورت جو لاکھون خوبان و مردون مین چیدہ ہی وہ تو اس پری چہرہ کا مروحہ جنبان ہو خادمانہ خدمت مین مصروف ہو بپشت نازنین ایستادہ رہے اور یہ حبشی سیاہ رو بد ہیئت بدصورت کہ جس کی صورت کو دیکھکر بلائین تمام دنیا کی اور جملہ بھوت پریت خبیثات خوف سے بھاگ جائین پہلونشین پری رو ہو جائے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز صاحبقران یہ خیالات اپنے دل مین کرتے ہوے ہمراہ کنیز مذکورہ سوے نازنین مسطورہ چلے جاتے تھے کہ اُس نازنین نے صاحبقران موصوف کو آتے جو دیکھا تو شرما کر پہلوے زنگی سے اُٹھکر علیحدہ بیٹھی اُس زنگی نے اُٹھکر صاحبقران کی تعظیم کرکے قریب تر اپنے بٹھایا بعدہ پوچھا کہ آپ کا ادھر آنا کس وجہ سے ہوا راہ بھول گئے یا کسی مطلب سے اس طرف گذر ہوا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمکو شوق سیر لالہ و گلہاے رنگا رنگ اس باغ پر بہار مین لایا ہی پہلے ہم بالاے کوہ آئے وہان کی طرفہ بہار دیکھی پھر در باغ پر آئے حسب الطلب حصول سیر باغ اندر باغ کے آئے حبشی نے یہ کہا کہ

بولا زنگی مرے تھے کیا طالع	آپ آئے یہان خوشا طالع	کیجیے بود و باش اب چندے
آپ سے ایک ہم تو ہین بندے	ہم غریبون پہ ہے بڑا احسان	ہو اروشن یہ کلبۂ احزان

صاحبقران کشورستان نے اُس جوان خوبصورت پر نظر کی بصد نہایت حیرت و تعجب سے حبشی مذکور سے مخاطب ہوکے حال اُس جوان خوب رو خادم کا جو پوچھا تو اُس نے یون ظاہر کیا کہ۔ نظم۔

طور یہ عشق میرے سر ہی کے ہین
اور ان سے یہ کام لیتی ہے
جس پہ دل آئے کس کا چارا ہے
میرے ہی نام سے یہ تو عشق ہے
سن کے صاحبقران کو حیرت تھی
لوح کے اوپر آیا کچھ نہ خیال
اٹھ گیا جب تحمل صحبت وہ
پاس جا بیٹھے اس پری رو کے
شوخیون سے یہ طعنے دینے لگی
خوب رو یار سے ہے بیزاری
کون سا وصف اس مین ہے ایسا
دل مجھے اس بات سے بھی ماہر ہو

یہ بھی عاشق اسی پری کے ہین
نہین ان کو جو اس کی تاب فراق
عشق و الفت مین کیا اجارا ہے
ان سے بیہم خفا یہ ہوتی ہے
وہ بہ بیزار و غرق غیرت تھی
حبشی بہکے یہ اثنا اس آن
اور لینے گیا اک آفت وہ
پھر بلا کر جوان کو اس جا
چٹکیان اس پری کے لینے لگے
کیا سبب اس کا ہے بیان تو کرو
اس مین حیرت ہے عجب کیا پایا

میرے اوپر تو جان دیتی ہے
روز و شب دیکھنے کے ہین مشتاق
لاکھ ہوتا ہون مین کنارہ کش
مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہے
بھولے یہ دیکھ کر سب ان کا حال
ان کی دعوت کا کچھ کرون سامان
اپنے یہ فعل سے نہ پھر چوکے
پہلو مین اس پری کے بٹھلایا
حبشی کی پسند ہے یاری
مجھ پہ ظاہر یہ داستان تو کرو
مدعا اس کا مجھ پہ ظاہر ہو

جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس نازنین خوش جمال نے یہ تقریر سنی مسکرا کر یون گویا ہوئی کہ نظم

سخت یہ شخص بے سلیقہ ہے
اس بغیر ایک دم نہ تھا آرام
کبھی اس سے خفا نہ ہوتی تھی
یہی میرا انیس و ہمدم تھا
اسی سے مجکو پیار رہتا تھا
اک سیہ رو جو عورت آئی تھی
میری لونڈی بھی اس سے اچھی تھی
مین نے ہر چند اس کو سمجھایا
اسی کا سب پہ نام رہتا تھا
تلخ کی اس نے زندگی میری
یہ نے اپنا بھی پھر کیا یہ شعار

اس کو جس دن سے تجھ سے عشق ہوا
رکھتی تھی روز و شب اسی سے کام
روز و شب اس کے صدقے جاتی تھی
اسی سے چین مجکو ہر دم تھا
میرا یہ مبتلائے الفت تھا
اس کی تصویر اس کو بھائی تھی
اس کو اس سے بہت محبت تھی
کچھ نہ اس کے خیال مین آیا
کیا کہون اس سے کیا کیا خلطہ
اپنی کی ایک بھی نہ کی میری

پر تکلف تو یہ لطیفہ ہے
مجکو الفت تھی یہ مرا شیدا
دم بھر اس سے جدا نہ ہوتی تھی
اسی پر جان و دل گنوائی تھی
ہر گھڑی ہمکنار رہتا تھا
مالک گنج حسن و صورت تھا
کیا کہون شکل مین وہ کیسی تھی
میری صورت سے اس کو نفرت تھی
اس سے یہ ہمکلام رہتا تھا
میری ضد سے سوا کیا خلطہ
تب تو لاچار ہوکے آخرکار

یعنی اس کے دل کے جلانے کو جلتی کر یہ منظر سے آشنائی کی ہے اس کو پیار کرتی ہون اس کے پاس بیٹھی اٹھتی ہون ان کے دل کو جلاتی ہون بعد تھوڑے دنون کے وہ زن سیاہ روان سے جدا ہو گئی ہے اب یہ پھر میری طرف متوجہ ہوے ہین مجھے ان کی وہ باتین یاد ہین اور تا زندگی یاد رہین گی انھون نے میرے دل کو دکھایا ہے میرے سامنے اسی زن سیاہ سے ہنستے بولے ہین صاحبقران نے تمام حال اس سے سنکے کہا کہ اگر اس جوان خوب رو نے تمھارے ساتھ ایسی بے اعتنائی کی تو تمنے بھی اچھا کیا کہ حبشی سے آشنائی کی ہنوز امیر با توقیر اس ماہ رو سے ہمسخن تھے کہ ناگاہ وہی غلام حبشی اپنے ساتھ ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن گلپیرہن خوب رو خوش گلو پیچیدہ گیسو کو لایا عجب وہ مطربہ خوش جمال تھی کہ مصداق مضامین این اشعار جس کی صورت کا خلق شیدا ہو

الفت اس کی دلون مین پیدا ہو
دم فنا ہو جو دیکھے حسن و جمال

شکل و صورت مین فتنۂ دوران
چال ایسی کہ دل کرے پامال

چال اور ڈھال مین وہ آفت جان
صاحبقران کشورستان نے

جو اُس پری پیکر کو دیکھا حُسن نازنین معشوقہ حبشی نظر سے گر گیا منھ اپنا اُس کی الفت سے پھیرا اس نازنین خوش جمال پر عاشق و شیدا ہوے دل مین شوق وصل پیدا ہوا چاہا کہ سر بزم اُس کو پیار کیجیے لیکن خلاف تہذیب جان کر صبر و ضبط کیا دست ہوس کو بڑھنے نہ دیا جب وہ نازنین تازہ وارد بقصد ناز و ادا بیٹھی سازندے بھی حاضر ہوے ہر ایک نے حسب دلخواہ ساز کو درست کیا محفل ساز و طرب آغاز ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ نازنین بناز و ادا اُسکر گت لینے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محو تماشا حُسن و جمال مطربہ عدیم المثال ہوے اس طرح اُس نے بناز و ادا رقص کیا کہ دل صاحبقران اُس کی ٹھوکرون سے پامال ہو گیا اہل بزم بھی ثناخوان ہوے اُسی جلسۂ رقص مین ایک ساقی خوب رو کشتی شراب ناب لایا ایک سے غلام حبشی سے اہل بزم کو مے ناب ساغر بلورین بھر بھر کے دینے لگا مگر صاحبقران نے میخواری سے انکار کیا جب اہل بزم کو شراب ناب پلا چکا کشتی ہٹا کر لے گیا بعدہ اُس مطربہ حسینہ و جمیلہ نے یہ غزل شروع کی غزل

وہ نور حسن شمع جو پیہم تو فگن ہوا
اثبات ہی کی فکر مین مین گم سخن ہوا
مردم کو تیری چشم سے ہی عین بیخودی
بیٹھا مین جس مقام پہ بس وہ وطن ہوا
سننے کو جمع ہو گئے بلبل ہزار ہا
ہشیاری سے فزون مرا دیوانہ پن ہوا
دور شراب اب چلے ساقیا شتاب
زیب سنان ہوا کبھی زیب لگن ہوا
صیاد تیرے ظلم سے بلبل چلی گئی

پروانہ جمال دل انجمن ہوا
زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملا کے مست غزال ختن ہوا
آئے وہ فاتحہ کو جو میرے مزار پر
تیرا جو ذکر باغ مین اے گلبدن ہوا
شیشہ بھی اپنا حال سناتی اے مزدہ
وہ شاد حسن زیب دہ انجمن ہوا
لاش اُس نے اپنے کوچے سے پھنکوا دی جنگل کو
آباد دشت ہو گیا ویران چمن ہوا
اے نور میری روح کو زندان بدن ہوا

اب تک نہ شر مجھکو یار کا ثابت دہن ہوا
وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشون کا تم وطن
شوق بقا مین وا مرا بند کفن ہوا
مجذوب جان کر مجھے گھر مین بلا لیا
زندہ نہ حیف آج کے دن کو ہن ہوا
اُس کی خوشی کے واسطے مرا بعد قتل
کافور خاک دامن صحرا کفن ہوا
کیا کیا تڑپ رہی ہے نکلتی نہین مگر

اہل بزم سننے لگے خصوصاً صاحبقران برغبت ناچ گانا اُس کا دیکھنے سننے لگے کیونکہ وہ مطربہ ایسی ناچتی اور گاتی تھی کہ بمقتضاے این ابیات گا گئی اس تماشے سے وہ حور خصال

گنج مرقد مین تان سینن کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان ہر ادا پیچ کا تھا انداز
صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
ہی مجال اُس کو گر نہین اعجاز
نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی

تیری مانند طائر بند بوح
ایسا باندھا تھا اُس نے سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
سحن و ادا اُس کا تھا دمساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر

راگ کو مثل صوفی آ گیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُس کا گلا تھا جون کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا ساز
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
نقش سا جب سان ہوا ہر اک تسخیر

صاحبقران ذیشان گانا اُس کا سنکے گویا مسحور ہوے ایسی حالت مین اُس نازنین بے بیگم کردہ مین صاحبقران کے دل لینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی گلے سے اتار لیجیے یہان تو صاحبقران مبہوت بیٹھے ہین مطربہ مذکورہ نے ہاتھ واسطے لینے لوح طلسمی کے بڑھایا ہی مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ خواجہ طیفور کو دیا جو عقب صاحبقران چلے تھے نشان سم مرکب دیکھتے ہوے اُس پہاڑی تک آئے پہاڑی کے آگے نشان سم مرکب نہ دیکھکر متردد ہو کر پھر گئے

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان مین آئی خواجہ نے دل مین خیال کیا عجب نہین کہ صاحبقران
اسی بزم راگ رنگ مین ہون یہ خیال کرکے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اُس پہاڑی پر
چڑھ کر درباغ پر جاکر دروازۂ باغ کھلا ہوا دیکھکر اندر باغ کے داخل ہوے اہل بزم نے دیکھکر
متحیر ہوکر بغور نظر کی پھر اُن مین سے اُس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہی کہان سے آئی ہی مطربہ نقلی
نے عرض کیا کہ مین بھی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہون اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی
صدا سنکے بیچین ہوکے چلی آئی ہون تاکہ دیکھون کون گاتا ہی اور نیز بخیال اسکے بھی یہان آئی
ہون کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنے گا اور اُس کو پسند آئے گا تو انعام کثیر مجھے ملے گا یہ کہکر
قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو
دیکھکر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی بعدہٗ پوچھا کہ اے نازنین تیرا
کیا نام ہی اس نے جواب دیا کہ سب مجکو دل آرا کہتے ہین صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے
فرمائش گانے کی کرین ناگاہ اُس حبشی اور اس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر سحر ڈال کر کچھ سمجھکر
باہم کچھ چپکے چپکے باتین کین خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھکر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا
ہی ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہی اُسوقت بزبان جنی صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے
امیر یا تو پھر افسوس یہان بھی آکر آپ اس خوب رو پر مائل ہوے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہوجیے گا
تو فتح طلسم کیونکر کیجیے گا ذرا لوح کو دیکھیے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب ساحر ہین تدبیر لوح
لینے کی اور آپ کے اسیر کرنے کی کر رہے ہین صاحبقران تقریر خواجہ سنکے ہوشیار و خبردار ہوے
لوح کو نکالکر دیکھا مطلب و حکم لوح سے آگاہ ہوے یعنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا
آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہی یہ وہی مسخر جادو ہی کہ جس کے فرزند آہو ے
جادو کو تو نے تیرے مارا ہی اور جو زن خوب رو پہلوے حبشی مین بیٹھی ہی یہ نسیان جادو ہی اور
یہ مرد خوب رو شمشاد جادو ہی اور یہ مطربہ خوب رو جس کا تو گانا سن رہا تھا نو بہار جادو ہی اسنے
تیرے گلے سے لوح طلسمی اُتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا عیار یہان نہ آجاتا اور یہ نازنین اُسکی طرف
متوجہ ہوکر ہاتھ اپنا نہ روک لیتی تو ضرور لوح تیرے گلے سے لے کر تجکو اسیر کرلیتی تو نے بڑی غفلت کی
لوح طلسمی پر نظر نہ کی خیر رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ۔ اب ان ساحرون کو یہ اسم اعظم الٰہی
تلوار یہ دم کرکے یا خنجر پر دم کرکے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائین گے پھر ہاتھ نہین
آئین گے صاحبقران نے اسی اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرکے پوشیدہ طور سے خنجر نکال کر اُس پر
دم کیا خواجہ گیم اور سرگرم بخیال گرفتاری غائب ہوے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران کے بدستور
دیکھتی ہی حبشی وغیرہ نے بھی قصد گریز کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یون عمل کیا

نظم ۔ کھینچتے ہی کمر سے خنجر کو ضرب کرنے مین پھر کیا نہ دریغ اُس جوان خوب رو کو بے تاخیر مر گیا اُس مقام مین کہرام آگ کے برسے پہلے انگارے وقنا ربنا عذاب النار	مار اُس مطربہ ستمگر کو پیچھے سے اُس شکیلہ کے آکر کر دیا دو بضربت شمشیر ہوگیا شور دار و گیر وہان پھر پکارے یہ جادوگر سارے کوئی کہتا تھا ہوگیا اندھیر	حبشی پر بھی پھر علم کی تیغ ماری اک تیغ اڑ گیا بس سر ہوا جادو ون کا جب کہ کام تمام ہر طرف تھی صداے آہ و فغان ہوئی نسیان جادو آخر کار یہ مسخر ہی جادو کا ہی ڈھیر

کوئی کہتا تھا گیا خزان آئی
ہوا شمشاد جادو بھی بے سر
خاک کا ڈھیر اور پتھر ہی

مر گئی نوبہار جادو بھی
بس بھر وہان یہ شور رہا
نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہی

کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
بعد اس کے یہ سحر نظر آیا

صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھکر حیران ہوے نہ باغ پر بہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ رہا اپنے تئین ایک صحراے پرُخار مین بالاے خاک وسنگریزہ ایستادہ پایا اس اثناے مین خواجہ نے گلیم اتار کر عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمردرنگ کہان گئی وہ مرد و زن کیا ہوے امیر باتوقیر نے خواجہ کی تعریف کر کے کہا کہ اے خواجہ تم نے یہان آ کے ہمکو ہوشیار کیا ہمنے لوح کو دیکھا اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالبًا نوبہار جادو ہمارے سر کو لوح طلسمی اتار لیتی ابھی یہ باتین خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی ماندہ تھے وہ دربند اول کی طرف گریزان ہوے اور ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران وہان آئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ دشمنون پر آپ فتحیاب ہوے مگر یہ کوئی دربند اصل طلسم لرزان نہ تھا اثناے راہ دربند اول مین مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور دربند کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آ کے آپ کو ہوشیار کیا آپ نے بحکم لوح طلسمی اُن کو قتل کیا ابھی یہان سے دربند اول دور ہی مالک دربند اول خنتطل جادو ہی بہتر یہ ہی کہ آج اسی جگہ قیام فرمائیے شب بسر کیجیے صبح کو یہان سے آگے جائیے گا صاحبقران نے منظور کیا اُسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہوئین ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جان نثار کے گرد بارگاہ صاحبقران موصوف فروکش ہوے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران مین بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا داخل ہوے علی قدر مراتب باد ب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہان سے دربند اول طلسم زلزلہ کسقدر دور ہی اور مالک دربند اول خنتطل جادو ساحران زبردست سے ہی یا ساحر زبردست نہین ہی اُس نے عرض کیا کہ یہان سے دربند اول چند کوس کے فاصلے پر ہی خنتطل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہی ماتحت اُس کے ساٹھ ہزار ساحر ہین اکثر ساحران مین بھی نامی و نامور ہین مانند خنتطل جادو کے سحر و ساحری مین مشہور ہین وہی سب ساحر اُس کے رفقا ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی معین و مددگار ہی اگر خنتطل جادو اور اُس کے رفقا ساحران زبردست ہین تو ہمارا حافظ و نگہبان خالق دوجہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہی اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح نسیان جادو و مسخر جادو و شمشاد جادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اُسی طرح صاحبقران اور اُس کے رفقا وغیرہ کو قتل کرین گے اور جس طور سے اُس پہاڑی او باغ کو ساحرون کے قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہی اُسی عنوان سے دربند اول کو بھی فتح کرین گے نام و نشان بھی دربند اول کا نہ رکھین گے یہان تو صاحبقران یہی بارگاہ مین ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لیکن اب حال اُن ساحرون کا درج کیا جاتا ہی جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوے دربند اول لے گئے تھے بعد قطع راہ نالان و گریان با حال پریشان نہایت مضطر و
بیقرار روبروے حنظل جادو اسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار مین بالاے کرسی زرین
بیٹھا تھا اور گرد اُس کے سو ڈیڑھ سو رفیق اُس کے بیٹھے ہوے تھے حنظل جادو اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و مسخر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کرکے تھوڑے مین
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے لے گئے ہین دیکھیے طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتے ہین یا نہین
رفقا اُس کے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و مسخر جادو سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب مین کامل و اکمل ہین ہم ساحر ہو وہ عیار رہ ہین عجب نہین کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب مین
مبتلا کرکے لوح طلسمی اُس سے لیکے اُسے گرفتار کرکے حضور کے دربار مین لائین الغرض کثیر
حضور رہے لیکن ہنوز رفقاے مذکور حنظل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ در جواب اُن کے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے عیار اُس کا بلاے روزگار اُس کے ساتھ ہے بظاہر طلسم کشا کا
اسیر کر لانا مشکل و دشوار ہے ہمین یقین نہین کہ نسیان جادو وغیرہ اُس کو اسیر کر سکین ہان اگر
طلسم کشا ہمارے دربند پر آئے گا تو البتہ اُس کی فکر اسیری بخوبی کی جائے گی یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہے کیون گھبرائے ہوے آئے ہو القصہ اُنہون نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہکر سنایا حنظل جادو نے افسوس کرکے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تم نے جو کچھ ہم نے ابھی تم سے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح پر نظر کرکے ہدایت لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
مسخر جادو وغیرہ کو قتل کیا یہ کہکے اُن ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگکر
چلے آئے خبر قتل مسخر جادو وغیرہ یہان لائے اڑ بھڑ کر وہان قتل نہ ہو گئے حق نمک خواری ادا کیا
جان بچا کر بھاگ آئے راہ نمک حرامی اختیار کی وہ ساحر تو ترسان و لرزان اُس کے روبرو سے
چلے گئے حنظل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو طلب کرکے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کرکے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار رہو بہ نسبت قبل زیادہ بند و بست و انتظام کرو آج یا کل تک
اس طرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کرو ہم بھی فکر و تدبیر کر رہے ہین
سب نے عرض کیا کہ حکم حضور بجا لائین گے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم حنظل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران کشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہوے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر آرام پذیر
ہوے خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
بحرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے براے حفاظت و نگہبانی پھرا کیے اور اکثر
بیٹھے رہے روشنی مشعلہاے سحر مین ہر چہار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر کر وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے سفیدہ سحری گردون پر ظاہر ہوا صاحبقران براے
طاعت خالق انس و جان بیدار ہوے بعد وضو نماز سحر بہ خشوع قلب پڑھکر دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کرکے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دوجہان معین و مددگار عاجزان جان میری ساحران
دربند اول سے بچانا اپنی حفظ و امان مین رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ مین نے کمر ہمت براے فتح
طلسم زلزلہ بوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام و ہدایت دین حق کے باندھی ہے

سیاریق بن بقا و بختگان طلسم زلزلہ مین جا کر جاے امن و پناہ سمجھکر سکونت پذیر ہوے ہین
اُن کو راہ راست پر لانا مجھے مد نظر ہی اگر نا مبردگان گمراہ کنندہ بندگان نے میری ہدایت سے
جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فہو المراد ورنہ اُن کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور بغیر فتحیابی
طلسم زلزلہ ان بیدینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد
ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہے گا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور
مین آئیگی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران کشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ
سوے دربند اول جانیکا کیا اُسوقت ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے
ہمراہ لیجیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرا نوردی کی چندان اندیشہ نہ تھا اب آپ سوے دربند
اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی
اور بلاے بے درمان ہی اُس کے حالات سے ہمکو آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اُس کے ہاتھ سے
حضور کے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا
معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اُس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ
نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کر سکتا ہی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا
درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی ضرور ہمراہ
لیجیے طلسم کشاے ممدوح نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ
براے طلسم کشائی لے جا سکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح کے فرمایا کہ اچھا ہمکو یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد ہمارے
جانے کے تم سب بھی آنا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوے شمال روانہ ہوے خواجہ طیفور گردیا
ہمراہ رکاب ہوے امیر با توقیر نے اُنکو بھی اپنے ہمراہ نہ لیکر فرمایا کہ اے برادر وفادار
تم بھی ہمارے عقب مین آنا خواجہ ٹھہر گیے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور گردیا
روانہ ہوے پھر ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی
بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوے یہ خبر طائران سحر
نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو دی اُس نے اُسی وقت ایک عرضی بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو کو لکھی کہ اے
خداوند مجکو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور گردیا و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و بحرین جادو و بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میرے دربند کی طرف آتے ہین کیسیان
جادو و مسخر جادو و اہوے جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ
بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہوے تھے اور اُنھون نے طلسم کشا کو روکنا اور
اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشاے مذکور سے قتل ہو چکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار
قدیم بخوبی بندوبست و انتظام و سامان جنگ و جدال کر چکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو مکر و فریب

اسیر کر کے خدمت عالی مین روانہ کرے گا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے مکرو
فریب مین نہ آیا تو یہ نمکخوار قدیم دلیرانہ لڑکر اپنی جان دے گا حق نمکخواری ادا کرے گا اطلاعا
عرض کیا جب عرضی مذکور لکھہ چکا لفافے مین ملفوف کرکے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا باادب تحریر
کرکے ساحرون کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نجان کر ایک طائر سحر کی منقار مین عرضی مذکور دے کر
کہا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگرچہ شہنشاہ دین تو جلد تر لانا
تاخیر نکرنا طائر مذکور عرضی مسطور لیکر سوے شہنشاہ ساحران یعنی ہودسرمست جادو
روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروے ہودسرمست جادو
پہونچا کہ وہ نابکار وبے دین وبے ایمان گمراہ کنندہ مردمان دربار مین بالاے تخت حکومت
تاج شاہی سر پر رکھے ہوے بصد کبر ونخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران نامی ونامور حاضرین دربار
سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے ازانجملہ اشتفاق جادو وزیر دوم وساریق بن بقا و
سختگان بھی دربار مین موجود تھے ہودسرمست جادو اپنے وزیر اشتفاق جادو سے کہہ رہا تھا
کہ کچھہ حال طلسم کشا کا معلوم نہین ہوا کہ اب وہ کس جگہہ ہی کس فکر مین ہی وہ دست بستہ یہ التماس
کر رہا تھا کہ اس نمکخوار کو بھی کچھہ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہین ہی کہ یکایک طائر سحر مذکور نے
وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہودسرمست جادو مین ڈالدی مالک طلسم زلزلہ
نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو آواز بلند پڑھ اس نے
لفافے کو چاک کرکے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون
عرضی سے باخبر ہوکے میر منشی سے مخاطب ہوکے کہا کہ ہماری جانب سے بجواب اس عرضی کے
حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھدے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا دربند اول طلسم زلزلہ
پر آجائے تو لازم ہی کہ بیرون دربند اول صحرا مین آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا باصف آرا
ہونا مگر جنگ وجدال مین تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحرساز مردارخوار جادو
کو حضور طلسم کشا سے آگاہ کر کے یہان طلب کرتے ہین ہرچند کہ ایک مدت دراز وعرصہ بعید بلکہ
عہد شباب سے اب تک صدہا برس ہوے ہین کہ وہ گنبد سامری مین بیٹھی ہین پوجاپاٹ اور
پرستش کرتی ہین سحر وساحری مین مثل سامری ہین اُس زمانے سے اب تک گنبد سامری
سے نہین نکلی ہین میری الفت ومحبت مین عجب نہین کہ وہ تیری مدد کو دربند پر آئین اور
ایک آن مین طلسم کشا وجملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر وقتل وہلاک کردین لہذا تجکو لازم ومناسب
ہی کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے دربند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحرون کے دربند
اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا مین آکر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نکرنا ہماری دادی
صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئین تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہان تک ممکن ہو بمکرو
فریب وحیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لیکر اُس کو اسیر کر لینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل و
اسیر کرنا کسی کو نچھوڑنا اگر تجھسے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھسے ازحد خوش ہو کر ایسا خلعت و
انعام دینگے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا اور تیری حرص وہوس سے زیادہ ہوگا سوا اسکے
رتبہ وہ تیرا بڑھائینگے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور
پر لکھوا کر بدستور سابق اُس کو پیچیدہ وملفوف کرکے اُسی طائر سحر کو دی گئی وہ عرضی مع جواب

حکم شہنشاہ ساحران لیے کر قطع راہ کر کے روبروے حنظل جادو آیا اور سامنے حنظل جادو کے
وہ عرضی ڈال کر گویا ہوا کہ اب مجکو کیا حکم ہوتا ہے حنظل جادو نے اُس کی طرف بنظر تند و تیز دیکھا اور
سحر پڑھ کر دیکھا فوراً وہ طائر مانند شمع کافوری جل کر خاک ہوگیا بعدہٗ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ
طلسم نے تحریر کیا تھا اُس سے باخبر ہوئے از حد خوش ہوگئے بے اختیار ہنسا مصاحب و رفقا نے
پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جس سے پڑھتے ہی آپ خوش ہوکر
بے اختیار ہنسے حنظل جادو نے تمام حال عرضی روانہ خدمت شہنشاہ ساحران کرنے کا اور پشت
عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اُس کا بیان کیا اُنھوں نے عرض کیا کہ اگر ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو یہاں آئین اور اُنھوں نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور
طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کرین گی کیونکہ وہ ساحرہ وقت ہین مثل و نظیر اُن کا سحر و ساحری مین
نہین ہے ہم تو خواہان ہین کہ وہ یہان آئین حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کرین تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے
حنظل جادو نے مسکرا کر جواب دیا کہ دیکھیے ملکہ مذکورہ یہان آتی ہین یا نہین اُن کے آنے مین
تردد ہے مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہین کہ وہ فرط الفت سے یہان
چلی آئین یہان تو حنظل جادو اپنے دربند مین مجمع رفقا مین بیٹھا ہوا ہے رفقا سے ہمسخن ہے لیکن
حال شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی حنظل
جادو کے ایک رقعہ نہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی جدہ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کو لکھا کہ اے دادی صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
نے ظاہر ہوکر باعانت چند باغیون کے آفاقیہ و گوہریہ مین جاکر بعیاری و دلیری تیغ فنا کہ جس کو
بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اُس تیغ کے اور کسی حربے سے
میری قضا نہین ہے ملکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اُس کے گھر مین جاکر تیغ مذکور اپنے
قبضے مین کیا ہے اور لوح طلسم زلزلہ بھی گوہریہ مین جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر
جادو محافظ لوح طلسمی کو مارا ہے قبل حصول تیغ فنا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے
ہین ازانجملہ اسپاران جادو محافظ زندان حکیم سالوس و آتشبار جادو و حکیم جالوس وزیر اعظم ہمارا
و رعد دیو سر جادو وغیرہ قتل ہو چکے ہین اب طلسم کشاے طلسم زلزلہ دربند اول طلسم زلزلہ کی طرف
روانہ ہوا ہے غالباً آج کل تک وہ دربند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائے گا اور بہدایت
لوح طلسمی دربند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچکر تیغ فنا سے ہمین بھی قتل کرے گا نہ یہ
طلسم رہے گا نہ اب ہم زندہ رہین گے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہے مادر مہربان سے
زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف بے حد کیے ہین اسوجہ سے آپ کی ذات سے
ہمین امید ہے کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کر دیجیے گا طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے
ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچایئے گا اور اگر آپ تشریف آوری مین تامل کیجیے گا تو
پھر ہمکو زندہ نہ پایئے گا فی زمانہ اسقدر بندوبست و انتظام امور طلسم زلزلہ مین مصروف ہون
کہ آپ کے پاس حاضر نہین ہو سکتا شب و روز تردد و انتشار مین گذرتے ہین خیال بربادی و
تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور مین ہمارے فرق آگیا ہے گویا ہم نیم جان
ہوگئے ہین بغیر آپ کی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہین ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

بعبارت مندرجہ ایک ساحر مسمی عقاب جادو کو دے کر کہا کہ بعجلت تمام گنبد سامری مین جاکر
ہماری جدہ کو ہماری جانب سے تسلیم کرکے رقعہ ہمارا دینا اور جو کچھ وہ کہین ہمسے آکر جلد کہنا
مگر باادب تمام اُن کے روبرو جانا شرائط فدویت بجالانا غلامانہ ان کے روبرو ایستادہ رہنا
خلاف ادب کوئی فعل نکرنا کیونکہ جدہ ہماری نہایت غصہ ور ہین باوجود پیرانہ سالی کے بہت
مغرور المزاج ہین ہم خود اُن کی درشتی مزاج سے خائف رہتے ہین تاوقتیکہ نظر اُٹھا کر تجھسے سبب
آنے کا دریافت نکرین غلامانہ باادب ایستادہ رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو ضرور اُن کے
عتاب مین مبتلا ہوگا ساحر مذکور رقعہ مسطور لے کر تقریر شاہ طلسم بگوش ہوش سنکے سوے گنبد
سامری روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز نزدیک گنبد سامری پہونچا بلندی سے دیکھا کہ
ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو درمیان گنبد کے بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے انگیٹھی روبرو
رکھی ہے آگ پر اشیاے خوشبو ڈالتی جاتی ہے دھوان اُٹھ رہا ہے چند ہمجلیس عورتین بہنگام ضرورت
اُس کے اشارے سے اُس کی خدمت کرتی ہین گنبد مذکور درمیان ایک باغچے کے ہے اُس
باغچے مین گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین چہار دیواری باغچہ مذکور کی پختہ ہے صدہا پرستش کنان
سامری در باغچہ و گرد باغچہ پرستش مین مصروف ہین ساحرون کا ہجوم ہے اکثر لوگ دف و دایرہ
بجا بجاکر بھجن سامری کے گا رہے ہین گنبد مین پھول ہار تصویر سامری پر چڑھے ہین اکثر پرستش
کرنے والے سراپا آلودہ خاک ایک پاؤن سے کھڑے ہین کچھ لوگ ایک ہاتھ اُٹھائے ہوے ہین
بعضے دوزانو بیٹھے ہین اکثر بے دین سجدے مین سر جھکائے ہین دروازہ باغچہ کی چوکھٹ پر
پیشانی رکھے ہین جابجا انگیٹھیون مین کافور لوبان گوگل مرچین سلگ رہی ہین دھوان ہو رہا
ہے یا سامری یا سامری اکثر پکار رہے ہین عقاب جادو زمین پر آکر ہر ایک پر نظر کرتا ہوا دربانون
سے اجازت لے کر باغچے کی سیر کرتا ہوا قریب گنبد سامری جہان جدہ شاہ طلسم بیٹھی تھی ڈرتا ہوا
گیا بعد سر جھکانے و شرائط پرستش کے دست بستہ باادب کھڑا ہوا تادیر ایستادہ رہا آخر ایک
ہمجلیس و خادمہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُس سے باشارہ پوچھا کہ یہان کیون
آیا ہے کس واسطے کھڑا ہے عقاب جادو نے وہ رقعہ دکھا کر اشارے سے کہا کہ یہ رقعہ شہنشاہ
ساحران ہود سرمست جادو کا لے کر آیا ہون تمھاری ملکہ کو دینا منظور ہے اُس نے رقعہ
مذکور لے کر ڈرتے ڈرتے روبرو اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہے
کیون بے طلب یہان آئی ہے اُس نے سوے عقاب جادو اشارہ کرکے رقعہ پیش کر کے عرض کیا
کہ یہ ساحر یہ رقعہ شہنشاہ ساحران یعنی شاہ طلسم زلزلہ کا لے کر آیا ہے بڑی دیر سے حاضر ہے ملکہ مذکورہ
نے اُس کی جانب نظر کی عقاب جادو نے باادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے اس رقعہ کی عبارت
پر نظر کرکے تمام و کمال پڑھ کر آہ سرد کرکے بے اختیار اپنے سینے پر عالم صدمہ و رنج مین ہاتھ
مارا آبدیدہ ہو کر اشارے سے کہا کہ تو جا ہم آئین گے عقاب جادو سلام کرکے باغچے سے
نکل کر اپنے تخت سحر پر بیٹھکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ روبروے شاہ طلسم
جاکر تمام حال عرض کیا ہود سرمست جادو نے خوش ہو کر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر
کہا کہ اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا قتل و اسیر و ہلاک ہو جائین گے
کوئی زندہ و سلامت نرہے گا ہماری جدہ نے اقرار تشریف لانے کا کیا ہے تم سب آگاہ ہو

کہ وہ کیسی ساحرہ نہ بر دست ہی مثل و نظیر اپنا سحر و ساحری مین نہین رکھتی ہین درحقیقت
ساحری وقت ہین اُن کے آگے طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی حالانکہ ما بدولت
کے آگے بھی طلسم کشا وغیرہ کی کچھ حقیقت نہین ہی مگر چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی ہی اور قبضے
مین تیغ فنا ہی اور کاہنون منجو میون نے واسطے مقابلہ کرنے کے منع کیا ہی و نیز ہماری شان
کے بھی فی زمانہ خلاف ہی کہ خود اُس کے مقابلہ کے واسطے جائین خداوند ہوکے طلسم کشا وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کرین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ شہنشاہ بجا فرماتے ہین آپ کی
دادی صاحبہ فی زمانہ سحر و ساحری مین عدیل و نظیر اپنا نہین رکھتی ہین ہم تنخوار وان کو بھی
اُن کی تشریف آوری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی امید قوی ہوئی کہ اب طلسم زلزلہ دست
طلسم کشا سے تباہ و برباد نہوگا ملکہ عالم طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر ضرور کرین گی
اور حضور کے نزدیک بھی طلسم کشا وغیرہ کا غارت کر دینا کچھ مشکل نہین ہی لیکن مصلحت
شہنشاہ طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرتے ہین کیونکہ خلاف شان حضور ہی اور
یہ دن بھی حضور پر گران ہین شاہ طلسم نابکار و مردود گفتگوے اہل دربار سنکے خوش ہوا
یہ مردود نابکار تو بعد خوشی و امید کوہی قتل طلسم کشا وغیرہ مین بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ یہ جو روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ
دراز آخر روز قریب دربند حنظلیہ کے پہونچے طائران سحر و ساحران خبر رسان نے جلد تر
جاکر روبروے حنظل جادو با دب ایستادہ ہوکے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا قریب
دربند حضور آگیا ہی صحرا مین ہم اُس کو دیکھتے ہوے آئے ہین یہ خبر سنکے رنگ روے حنظل جادو
صورت طائر اڑ گیا نہایت متردد و متفکر ہوکر حکم دیا کہ ہمارا تمام لشکر تیار ہو بمجرد حکم کمر بندی
ہونے لگی ساحران نابکار تیاری جنگ و کمر بندی مین مصروف ہوے حنظل جادو اور تمام
اُس کے اہل دربار ورفقا بھی بمقابلہ طلسم کشا چلنے پر آمادہ ہوے درستی و سامان جنگ مین
ہر ایک مصروف ہوا ساحران دربند اول حنظلیہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا زندگی سے ہر ایک کو یاس
ناامیدی ہوئی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہوگیا صدمہ و خوف مرگ سے اجسام مین لہو خشک ہونے لگا
حالت حیات مین صورت مردنی رخون سے ہویدا ہوئی مگر بمجبوری و حکم حاکم اہل لشکر مصروف
کمر بندی ہوے دربند اول مین تو ایک تہلکہ پڑا ہی کمر بندی فوج مین ہو رہی ہی خیام و بارگاہین
نکالی جاتی ہین ارادہ کیا ہی کہ طلسم کشا کو دربند تک آنے ندین خود ہی صحرا مین جاکر مع لشکر
فرو کش ہوکر اُس کو روکین اور مقابلہ و مجادلہ کرین لیکن اب خواجہ طیفور کر دیا و ذکر صاحبقران
موصوف کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قریب آنے دربند اول کے صاحبقران کشورستان نے ارادہ
آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ ناگاہ خواجہ طیفور گرد یا بصورت مبدل قریب تر صاحبقران ذیشان
کے آئے پیر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع
بائیس ہزار لشکر ساحران کے یہ سب بھی آئے ملکہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران میری راے
یہ ہی کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین فرو کش ہوجیے آگے نجائیے کیونکہ تھوڑی دور یہان سے
دربند اول طلسم زلزلہ ہی جس کو دربند حنظلیہ بھی کہتے ہین مالک دربند حنظل جادو ہی سوا اسکے
زمانہ غروب آفتاب قریب ہی شب یہان بسر کرکے صبح کو سوے دربند مذکور تشریف لیجائیے گا

صاحبقران ذیشان نے رائے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و بارگاہ میں ایستادہ و برپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کار بند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہ برپا کئیں جملہ اعلیٰ ادنیٰ فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران کشورستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے کہ لشکر فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے حنظل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بصد کروفر ساماں جنگ و جدال آکے بمقابلہ لشکر طلسم کشائے موصوف خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا کرکے فروکش ہوا اس عرصے میں آفتاب نہاں ہوا تاریکی شب جہاں عالم ہونے لگی دونوں لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہائے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی حنظل جادو نے بخیال انتظار ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد لشکر طلایہ پھریں نہایت ہوشیار و خبردار رہیں اسی طرح پایمائے خلل صاحبقران ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر و متعین کیے روشنی سحر دونوں لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر جانبین تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوکے صبح ہوئی دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ سوئے فلک ایک پارہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا بحرین جادو نے دیکھا اس ابر کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صدائے رعد کہ پناہ بخدا بحرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ غالباً کوئی ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے سوئے ابر مذکور دیکھکر تھرا کر کہا کہ مجھکو معلوم ہوگیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اے بحرین جادو ہوشیار ہو جاؤ آمادہ مرگ ہو جاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جائے قتل یقینا تصور کرلو ہم بھی یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہمکو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے بقا ہرگز نہ پائیں گے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہو جائے گی افسوس ہزار افسوس ہوتنائے دلی تھی وہ نہ بر آئی طلسم زلزلہ فتح نہوا کوئی دربند بھی فتح و فیروزی طے نہیں کیا کوئی مرحلہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی طلسم زلزلہ نہ دیکھی بحرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارہ ابر سحر نما ہمراہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اُس کی آمد کے آثار ہیں یہ دادی ہے دوست جادو پادشاہ طلسم زلزلہ کی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے گنبد ساحری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنیکے آتی ہے سحر و ساحری میں اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو ساحرۂ وقت اور جمشید روزگار کہا جائے تو بجا ہے ساحر سمشش و دیگر ساحران نامور کی سامنے اسکی کچھ اصل و حقیقت نہیں ہے بھلا ہماری اور تمہاری اس کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے سحر کی کوئی تاب نہیں لا سکتا ہے لوح طلسمی

بانیان طلسم نے ایک شے نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہو لیکن اس کے آگے اُس کی کچھ حقیقت نہین ہو یہ اگر چاہے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کر دے مین نے اپنی مادر سے و دیگر بزرگون سے اُس کے حالات سحر و ساحری بہت سنے ہین کہان تک بیان کرون یہ ایک بلاے عظیم ہو اسوقت اس کا آنا اچھا نہین ہو مگر لشکریون کو اس کے حالات بزرگو سے آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہوکے ابھی سب بھاگ جائینگے کوئی ساحر میدان جنگ مین ہمارے اور تمہارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر مین تہلکہ پڑ جائے گا بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگون سے سنے ہین واقعی اس کے سحر کی پناہ نہین کوئی ساحر تاب سحر نہین لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہین سکتا ہو مگر اے ملکہ ہم مرد میدان نبرد ہین ایسے وقت مین صاحبقران سلطان کیدان شکوہ سے جدا ہونگے خوف جان سے گریزان ہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے اگرچہ قتل و ہلاک ہو جائین شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہو کہ اپنی جان کا خیال کرکے صاحبقران کشورستان سے علحدگی اختیار کرین ہم اور تم مطیع دین اسلام ہوچکے ہین خالق زمین و آسمان سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے دُرمراد حاصل ہو یہ ساحرہ ہلاک ہو جائے طیفور کر دیا نے تقریر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سُنکے جواب دیا کہ اگر درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف براے مقابلہ آتی ہو تو کیا اندیشہ ہو ہراسان نہو خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہو اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہو بڑے بڑے ساحرون کو ہمارے جد و آبا نے بعیاری قتل کیا ہو ہم بھی عیار ہین اس کی ہلاکت کی کوئی فکر و تدبیر کرینگے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائے گا ابھی خواجہ طیفور کر دیا بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لشکر جانبین صف آرا تھا ایک جانب صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے بعدہ سپہ سالاری چالیس قدم لشکر کے آگے مسلح کھڑے تھے اور سرولتے قلب لشکر مین تھے دوسری سمت حنظل جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر بھی اُس کے تحائف سحر کی سواریون پر سوار تھے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر تھین ترسول بنسول ہاتھون مین لیے تھے صاحبقران کشورستان و جملہ ساحران ہر دو لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و عجب دیکھ رہے تھے حنظل جادو والک دربند اول طلسم زلزلہ بصد خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو بقہر و غضب آئی ہین بعد مدت مدیدہ و عرصہ بعیدہ آج گنبد ساحری کے اندر سے نکلی ہین اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہین ہو ایک دم مین سب کا خاتمہ کر دینگی یہ کہکر جملہ اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لے کر بزور سحر زمین سے بلند ہوکر براے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارۂ ابر سحر سرخ رنگ قریب آکر اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعدہ کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہاے گوش سامعین کو صدمہ پہونچا پھر صداے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طویل زرین سحر پہ ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو باین صورت وہیئت و سامان بیٹھی ہوئی ہے کہ بالاے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہے اُس ابر سے برق وصداے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہے پس پشت
یمین و یسار ملکہ مذکورہ چند جلیس وخادمہ بیٹھی ہین کوئی جلیس اُسکو طائر مردہ دیتی ہے اُس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہے کوئی جام آب دیتی ہے کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہے کوئی جلیس
حسب الطلب ساغر مے اُس کو دیتی ہے کوئی کباب براے گزک دیتی ہے گاہ کوئی خادمہ بایماو
اشارہ اُس کے طائر مردہ دیتی ہے ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنسکر کھاتی ہے ہنگام خوردن طائر مردہ رال اُس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہے
پیرانہ سالی سے کوزہ پشت ہے موے سر مانند ضعیفون کے نہایت سفید ہین جوڑا بالون کا
بندھا ہوا ہے چوڑیان دست و پا پہ پڑی ہین کرتہ چمڑے کا بو دار پہنے ہے لہنگا بھی پارچہ سفت کا
ہے ایسا کثیف و دبیز ہے کہ چمڑے کا معلوم ہوتا ہے بالون مین تیل ناریل کا ہے چہرہ ایسا مہیب ہے کہ
دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہے آگے اُس کے سیاہی رخ کی سیاہی چہرہ زنگی گویا ایک روشنی ہے
اور سیاہی شب فرقت سامنے اُس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتی ہے اُس کا چہرہ
دل کافر سے زیادہ سیاہ ہے اور ظلمت قبر کافر سے زیادہ تاریک ہے قیر جو ایک رنگ سیاہ ہے آگے
اُس کے شرماتا ہے دو دانت مثل ہنڈیلے دہن سے باہر ہین آنکھین چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہین دیکھنے والون کو دھوکا ہوتا ہے کہ مرض یرقان ہے غرض ایسی سیاہ رو و بدہیئت ہے کہ اگر دن کو
بلاہے تمامی عالم و جملہ خبثیات و شیاطین اُس کو دیکھ لین تو عجب نہین کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائین اور اگر رات کو اُس کی صورت بد خبثیات کو نظر آجائے تو خوف سے جگر اُن کے شق
ہو جائین کہان تک حال صورت و لباس وہیئت ملکہ مذکورہ لکھا جائے کہ لکھنے سے قلم دفتر رقم
عاجز ہے سینہ قلم کی خوف تصور حلیہ و سراپاے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہے بالاے تخت سحر
پر اسباب رکھا ہے ایک ٹوکری مین کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوے ہین سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی رکھی ہے گوگل لوبان کافور لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اُس آگ پر قدر سے قدرے پر ڈالتی جاتی ہے دھوان ہوتا ہے خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہے دھوان انگیٹھی سے اٹھ رہا ہے ہوا سے منتشر ہو رہا ہے حنظل جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ براے استقبال جانے پر تو تھا ہی اب فی الفور سب کو ہمراہ
لے کر براے استقبال زیادہ و بلند ہوکر روانہ ہوا روبرو جاکر صف باندھکر بروے ہوا ادب
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب طلسم کشا
و لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ ہے گا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا
مثل و نظیر سحر و ساحری مین روے زمین پر نہین ہے سامری و جمشید و ساحر ششمش وغیرہ جتنے
ساحر و خداوند گذرے ہین ان سے مرتبے مین آپ کچھ کم نہین ہین فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری مین ہین اگرچہ دعوی خداوندی نہین کرتی ہین لیکن سحر و ساحری مین
عدیل و نظیر سامری و جمشید ہین آپ یہان کیا آئین گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہوے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کے واسطے گویا آپ رہنماے راہ عدم ہین تنہا چند خادمہ
عورتون کے ساتھ حضور تشریف لائی ہین اس کا عجب ہے نہ ہمراہ لشکر کثیر ہے نہ خیمہ و خرگاہ ہے

نہ خدم و حشم ہی نہ جلوس سواری شاہانہ ہی شاید عقب حضور لشکر ساحران و خیمہ و خرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اُس کی تعریف کرنے سے خوش ہوکر مانند بلاے عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او حنظل جادو و او چھوکرے
نادان و نافہم مجکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہی ایک چشم زدن مین طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک
کرکے چلی جاؤن گی مجکو یہان ایک دو روز قیام کرنا منظور نہین ہی ہو دست جادو نے
میرے تئین بذریعہ نامہ اپنے تردد و ظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے چاہا تہا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست و نابود ہوجائین پس مین اُس چھوکرے کی التجا و فرط الفت سے مجبور ہوکر گنبد سامری سے
اُتنگرا دہر آئی ہون اُس کی خاطر و خوشی مدنظر ہی ابہی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست و نابود
کیے دیتی ہون یہ کہکر خاموش ہوئی حنظل جادو غادمانہ مع اپنے لشکر کے ہمراہ اُس کے اُس کا
استقبال کرکے میدان جنگ مین آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور گردیا و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اُس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اُس کے چہرے پر نظر کرکے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہٗ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہہ منظر خبیث صورت کون ہی کیا بد صورت بد ہیئت ساحرہ ہی کہ کبہی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے مین
نہین آئی ہی اُس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہٗ شاہ طلسم
زلزلہ ہی یہ اپنے زمانے کی سامری و جمشید ہی اس کا یہان آنا اچہا نہین ہوا بلاے روزگار و آفت دہر
ہی خدا اس کی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر بچائے مجکو سخت تردد ہی صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر و تردد نکرو اگر یہ ساحرہ بلاے بد ہی تو کیا غم ہی حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت و ہر دم ہی ابہی صاحبقران کشورستان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تہے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے بقدر دو آدم ہوا پر قائم
کرکے بے تاخیر و تامل سب لشکر طلسم کشا بغور نظر کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بدخواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بہی شریک طلسم کشا ہوکر برباد ی و تباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہی مجکو بہی یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا در پے خلطلیہ ہر آئی ہی جا
میرے سامنے سے دور ہو مجھے تیرے حال پر بایں خیال رحم آتا ہی کہ تیری مادر شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہی برسون مجسے اُس نے سحر یاد کیے تہے میری شاگردی کا فخر کرتی تہی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجسے طالب پناہ ہوکر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بہی ان
سب بدخواہون کے ساتھ ہلاک ہوجائے گی دنیا سے سوے عدم جائے گی میرے سحر ادنی سے
کبہی جانبر نہوگی ایک دم مین سب بدخواہون کو قتل و ہلاک کر دون گی کیا تو نے اپنی مادر سے میرے
سحرہاے بے پناہ کی کیفیت و حقیقت نہین سنی ہی کیا تو میرے قہر و غضب و غصے سے ناواقف ہی
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف و خطر بڑھکر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو مین بخوبی تمہارے حالات سے آگاہ ہون دراصل سحر و ساحری مین کوئی ساحر و ساحرہ
تمہارے برابر نہین ہی بیشک میری مادر کو تمنے اکثر سحر تعلیم کیے تہے وہ تمہاری شاگرد تہین
مین بہی شاہ طلسم زلزلہ کی خیر خواہ تہی مگر اب بدخواہ ہون تمنے یہ سنا ہوگا کہ سر دربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے مجکو ذلیل و ناخوش کیا تہا میرے شان و مرتبے کے خلاف اُس نے

مجھسے گفتگو کی تھی میری توہین سر دربار اُس نابکار و بدانجام نے کی تھی آمادۂ قتل بھی ہوا تھا اسیوجہ
سے مین نے کوچۂ خیر خواہی سے قدم نکال کر راہ بدخواہی اختیار کی ہی اطاعت و فرمانبرداری طلسم کشا
قبول کی ہی شکر کرتی ہون کہ فرمانبرداری طلسم کشا سے دولت دین اسلام پا چکی ہون پہلے گمراہ تھی
اب راہ راست پر آچکی ہون کلمۂ شہادتین تو ابھی زبان پر جاری نہین کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام
ہو چکی ہون یقیناً دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی اور قابل سجدہ و پرستش بجز خالق کون و مکان
کے کوئی خداوند نابکار و ناہنجار نہین ہی جسقدر خداوند گذرے ہین اور جو اب دعوی خداوندی
کرتے ہین وہ سب گمراہ کنندہ مثل ابلیس کے ہین خدا وہی ہی کہ جو ہر شے پر قادر ہو وہ خداوند قابل سجدہ
نہین ہی جو قدرت نرکھتا ہو عاجز و محتاج نصرت و مدد ہو جیسا کہ شاہ طلسم زلزلہ باوجود دعوی خداوندی
کرنے کے ایک طلسم کشا سے عاجز ہو گیا ہی تمکو اُس نے واسطے مدد کے طلب کیا ہی اتنی بھی قدرت
نہین رکھتا ہی کہ اپنے امور کا حسب دلخواہ انصرام کر سکے اپنے دشمنون کو دفع کر سکے پس اے ملکہ
مجھسے یہ امید نرکھو کہ بدخواہی سے باز آؤن گی خیر خواہی شاہ طلسم اور اطاعت تمھاری اختیار
کرون گی مرجانا سوے عدم جانا مجھے بدل منظور ہی لیکن اس لشکر سے تمھارے خوف سے نکلنا
اور تمسے عفو تقصیر کرانا قبول نہین ہی جو کچھ تمسے ممکن ہو میرے قتل و ہلاک کرنے مین کوشش و
فکر کرو میرے حال پر رحم نکرو ہان اگر اپنا انجام بخیر چاہتی ہو تو فرمانبردار طلسم کشا ہوکر بسیر گلشن
دین اسلام کرو ایک زمانہ دراز تک ہروے صحراے کفر رہی ہو اب طریق خداپرستی اختیار کرو
راہ راست پر آؤ مدت بقاے طلسم زلزلہ آخر ہوئی ہی اب ضرور دست طلسم کشا سے فتح
ہو جائے گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے تقریر ملکہ مذکور سنکر از حد غضبناک ہو کے
غصے سے تھرا کے کہا کہ او اجل رسیدہ اگر تو میرے حکم پر عمل نہین کرتی تو بڑھ کر مجھسے مقابلہ کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے بھی برہم ہو کر صف لشکر سے نکل کر ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا تھا کہ ایک ساحر
مسمی سرہنگ جادو نمکخوار قدیم ملکہ آفاق جادو محافظ تیغ فلک نے صف لشکر سے نکل کر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ توقف کرین مجکو اس ساحرہ کے
لڑنے کے واسطے جانے دیجئے میری لڑائی کا تماشہ دیکھئے مین نے بھی ایک مدت تک گنبد
سامری مین بیٹھکر پرستش کی ہی اکثر سحر ت یاد کیے ہین اسوقت سے بہتر کونسا وقت ہوگا کہ اپنے
حریف زبردست سے سحر و ساحری لڑونگا ملکہ مذکورہ نے اُس کے روکنے اور کہنے سے
مجبور ہو کر کہا کہ اے سرہنگ جادو اگر تمکو شوق جنگ زیادہ ہی تو اچھا تمھین اس ساحرہ کو
جوہر اپنی تیغ سحر کے دکھاؤ مقابلے کے واسطے جاؤ یہ سنکے ساحر مذکور نے خوش ہوکر صاحبقران
سے اجازت جنگ حاصل کر کے سامنے جلوہ شاہ طلسم زلزلہ کے جاکے کہا کہ اے ملکہ مجھ سے
مقابلہ کرو کوئی سحر مجھپر کرو اس نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی بڑی دلیری تو نے کی ہی کہ مجھ ایسی ساحرہ
سے سحر و ساحری کے واسطے لڑنے کے آیا ہی مگر دیوانہ ہی اگر اپنی زندگی سے عاجز ہی تو مجھپر سحر کر
اُس نے جواب دیا کہ مین مطیع دین اسلام اور داخل لشکر طلسم کشاے خوش انجام ہو چکا ہون
خلاف قاعدۂ اہل اسلام پہلے حریف پر سحر نکرون گا جب تیرے سحر سے جانبر ہونگا اسوقت سحر
کرون گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اپنی ایک خادمہ سے کارد و طائر طلب
کیا اُس نے پیشگی سے ہدہد نکال کر اور کارد اُس کو دیا اُس نے غضبناک ہوکر سحر پڑھکر

حلق طائر مذکور پر چھری رکھکر تا سینہ و جگر چاک کیا ادھر سر ہنگ جادو کا یہ حال ہوا کہ حلق سے
تا سینہ و جگر چاک ہوگیا قلب و جگر سینے سے نکل آیا ملکہ مذکورہ نے اُس کے قلب و جگر کی طرف دیکھکر
ایسا اشارہ کیا کہ فی الفور قلب و جگر سر ہنگ جادو کے سینے سے جدا ہوکر اُس کے ہاتھ مین پہونچے
اُس نے بصد رغبت و غضب قلب و جگر کو چھپایا ادھر سر ہنگ جادو کہ اژدر سحر پر سوار ہوگیا تھا
خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی صاحبقران وغیرہ کو اُسکے
ہلاک ہوجانے کا رنج ہوا نہنگ جادو نے جو دیکھا کہ میرا برادر کام آیا تاب تحمل نہ لا کر صف لشکر سے
نکل آیا صاحبقران سے اذن جنگ لے کر عقاب سحر پر سوار ہوکر کارد سحر ہاتھون مین لے کر روبرو
ملکہ زنبیق مردار خوار سحر ساز جادو کے جاکر پکارا کہ او ظالمہ تو نے غضب کیا کہ میرے برادر
خورد کو قتل کیا قلب و جگر کو اُس کے چبا کر کھا لیا اُس کے غم مین دنیا میری نظر مین تیرہ و تاریک
ہے تجھے بھی بسحر کر برادر سے ملحق کر دے ملکہ نے پوچھا کہ او اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا
کہ میرا نام نہنگ جادو ہے ملکہ نے اُس کا نام سنکے غضبناک ہوکے کہا کہ او ملحد حرام مین نے تجکو بھی
پہچانا ملکہ آفاق جادو حافظ تیغہ فنا کا افسر ہے وہ تیرا بھائی بھی سردار سپاہ تھا جس کو ابھی مین نے
قتل کیا ہے یہ کہکر ایک خادمہ سے طائر طلب کیا اُس نے عصفور نر اُس کے حوالے کیا ملکہ نے سحر پڑھ کر
کارد اُس کے حلق پر رکھکر ایک خط تا سینہ و شکم کھینچا یعنی حلق سے تا سینہ و شکم چاک کیا ادھر نہنگ
جادو کو حلق سے تا شکم چاک ہوگیا تیورا کر عقاب سحر سے بالائے خاک گرا ملکہ نے اُس کے قلب و جگر
کی طرف دیکھکر کچھ پڑھکر اشارہ کیا فی الفور قلب و جگر نہنگ جادو کا سینے سے نکل کر اُس کے
روبرو گیا اُس نے اُن کو چبا کر چوس کر پھینک دیا اسی طرح گلزار جادو و نرگس جادو و تصویر جادو
و مصور جادو و نیرنگ جادو و کبود چشم کہ سرداران لشکر ملکہ آفاق جادو و بحرین جادو تھے
یکے بعد دیگرے برائے مقابلہ اپنے لشکر سے نکل کر سامنے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار
جادو کے گئے اُن کے سحر نے اُس پر تا ثیر نہ کی آخر کار مانند سر ہنگ جادو و نہنگ جادو
کے پانچون ساحران نامبردہ بھی کام آئے قلب و جگر ان سب کے بھی ساحرہ مذکورہ نے
بدستور مرقوم الصدر چبائے بعدہٗ باواز بلند پکار کر کہا کہ او چھوکری دبدبہ سحر ساز کیا کھڑی تماشہ
دیکھ رہی ہے ادنیٰ ساحرون کو لشکر سے میرے روبرو بھیج رہی ہے تو خود آ کر مجھسے مقابلہ کر تو تحمل
بغاوت و بد خواہی کا مزا چکھے یا کسی ساحر زبردست و بیزار زندگی کو میرے روبرو برائے
مقابلہ بھیج یا طلسم کشا کو جس کے پاس لوح طلسمی ہے اُسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیکھون تو سہی کہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحب لوح طلسمی ہوکر مجھسے کیونکر مجادلہ و مقابلہ کرتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے کلمات طعن آمیز اُس کے سنکے لشکر سے نکل کر ارادہ اُس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا چاہا تھا
کہ طاؤس سحر اپنا بڑھائے کہ یکایک صاحبقران کشورستان نے اپنے مرکب اصلی سے اتر کر مرکب
دیگر پر سوار ہوکر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو روک کر کہا کہ اے ملکہ تم اس ساحرہ بلائے بے درمان
سے مقابلہ نکرو ہم اس کے مقابلے کے واسطے جاتے ہین سات بندگان خدا قتل ہوچکے ہین
لاشے اُن کے سامنے پڑے ہوے ہین ہمین منظور نہین کہ تمکو بھی مانند ان مقتولون کے
زمین پر افتادہ دیکھین اور اس ساحرہ کے کلمات طعن و تشنیع آمیز سنین یہ فرما کر بعجلت تمام شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر سمند کو مہمیز کیا مرکب مانند باد تند و تیز سامنے اُس ساحرہ بد طلب کے پہونچے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کرکے غصے مین کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے تھرا کر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارد رکھ کر ایسی حالت مین سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہکر حفاظت جان مین مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اسلے سحر پڑھکر سوے چہرہ و سینہ امیر کشورگیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو دود غلیظ بکثرت نکلکر چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دھوان متعفن کہ بدتر از بوے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم لبون پر آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر نہ پڑ سکا شمشیر اُس کے سر سے اونچی ہی رہی شمشیر آبدار آشنائے سر نہوئی اور اُسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی مشہور ہے کہ بوے بد خوشبو پر اکثر غالب آجاتی ہے اور خبیثات سے اکثر موکلان پاک و نیک علیحدگی اختیار کرتے ہین ابر سیاہ و کثیف بیشتر آفتاب تابان پر آجاتا ہے روشنی مہر جاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے مہر تابان کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی یا مائل بہ تیرگی ہوگئی تو جاے اعتراض نہین ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی و دود غلیظ مرقوم سے متغیر ہوکر نوبت بغشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہوکر اُس دھوین مین گھٹ کر ہلاک ہوکر زمین پر گرنے لگا ملکہ دیدبہ سحرساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر مضطربانہ و بیتابانہ کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مع مرکب زمین پر گرے ہین کہین ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکرد ے یا لوح طلسمی گلے سے اُتار کر برق بن کر یا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جا کر اسی حالت مین امیر با توقیر کو اس تاریکی و دود غلیظ و بدبو سے لے کر کسی طرف چلے جاؤ تاخیر نکرو ورنہ غضب ہوجائیگا صاحبقران قتل و ہلاک ہوجائینگے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت بد مین کام آؤ اپنے جان کے جانے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہ وقت ہے خواجہ طیفور کو دیا اگرچہ موجود ہین مگر اُن کے اوپر بھروسہ نکرو وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی و دود غلیظ و بدبو مین برائے خبرگیری صاحبقران جائینگے بھی تو کیا کرینگے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکینگے خود بھی مثل صاحبقران بیہوش ہوجائینگے اس تاریکی و دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت جان کر تم بزور سحر پنجہ بنکر امیر کشورگیر کو جلد یہان سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرۂ بدبلا کو تاریکی مین ثبوت نہوگا کہ صاحبقران کو کون لے گیا کیا واقعہ اُن پر گذرا بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ دیدبہ سحرساز جادو کے عمل کیا یعنی بزور سحر پنجہ بنکر اُس تاریکی و دود غلیظ و بدبو مین سے صاحبقران کو اُٹھا کر سوے فلک بلند ہوکر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ دیدبہ سحرساز جادو نے اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تجکو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کو دیا کو جلد تو لے جا ان کا بھی یہان رہنا مناسب نہین ہے مین بھی بعد تیرے جلنے کے اگر ممکن ہوگا تو آؤنگی ملکہ بہار مذکور بھی پنجہ بنکر خواجہ موصوف کی کمر مین لپٹ کر زمین سے اُٹھ کر سوے فلک بلند ہوکر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لے کر گیا تھا روانہ ہوئی ادھر ملکہ زنبق سحرساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاک و نیست و نابود کرنے طلسم کشا و تمامی مردان

سیاہ وطلسم کشائے طلسم زلزلہ کے اسماے سحر زبان پر جاری کر کے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالون کے جوڑے کو کھول کر موے سر کو پریشان کیا سر کے بالون کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت ویسے ہر موے سر سے پیدا ہو کر سوے فلک جا کر منجمد ہو کر بصورت ابر ہو کر لشکر طلسم کشا پر محیط ہونے لگا زمین سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر سے گویا ہوئی کہ جلد یہان سے بھاگو فکر جانبری کرو ورنہ تم سب نیست و نابود ہو جاؤگے اس دود سحر مین گھٹ کر مر جاؤگے ایک آن مین یہ دود سحر تم سب پر محیط ہو کر چہار طرف سے گھیر لے گا پھر نکل نہ سکوگے مین بھی فکر جانبری کرتی ہون اس دھوئین سے حتی الامکان نکلتی ہون تم سب بھی میرے ہی ساتھ چلو دیر نکرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اُس دود سحر غلیظ و سیاہ و بدبو نے محیط ہو کر سب کو گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بزور سحر برق بنکر چمک کر زمین سے بلند ہوئی بجلہ ساحر بھی بعنوان مختلف یعنی اکثر بصورت طائران رنگارنگ بنکر اُڑے مگر کوئی اُس دھوئین سے نکل نہ سکا ایسا دم گھٹا کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کر مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی تاریکی وظلمت ہویدا ہونے لگی ہواے تند چلنے لگی اب بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی و تاریکی ہونے لگی سحر کے بیران ساحران مقتول و مردہ کے شور و نالہ کرنے لگے اندھیرا دمبدم زیادہ ہونے لگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہر چند چاہا کہ اُس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جائے مگر ممکن نہوا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کہ او باغیہ او چھوکری کہان جاتی ہو تیری بھی یہ مجال و طاقت ہو کہ میرے دود سحر سے نکل جائے جان بچا کر چل جائے یہ کہکر پھر کچھ اسماے سحر زبان پر جاری کر کے اپنے بالون کی لٹون کو حرکت دی اور کچھ اشارہ انگشت سے سوے فلک کیا دھوان سفید بالون کی لٹون سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا بوے بد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی و تیرگی زیادہ تر ہونے لگی ایسی صورت مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوے دود غلیظ سحر نلا کر اُس دھوئین مین مگر مجبور ولاچار ہو کر مثل بیہوشون کے جانب فلک سے گرنے لگی یہان تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش و مدہوش ہو کر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُس کو بیہوش دیکھ کر ہلاک کرنا مناسب نہ جان کر زمین سے اٹھوا کر اُس کو اپنے تخت سحر پر ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کر کے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر صحرا مین مردہ پڑے ہوئے ہین سب دود سحر بدبو و غلیظ سے گھٹ گھٹ کر مر گئے ہین صحرا تمام مردون مذکور سے دور تک بھرا ہوا ہی بجز اُن مردہ ساحرون کے روے زمین صحرا اُس میدان جنگ مین نظر نہین آتی ہی یہ رنگ میدان جنگ دیکھکر سمجھی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا بھی انھین مردون مین مردہ پڑے ہونگے اُس کا تلاش کرنا عبث ہی اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے اُتار کر اپنے تحت و قبضے مین کرنا بھی بے سود ہی کیونکہ میرے دود بدبو دار دہن سے لوح طلسمی سیاہ و بیکار ہو گئی ہوگی یہ خیالات کر کے کچھ فکر و تلاش طلسم کشا و عیار طلسم کشا و حصول لوح طلسمی نکر کے حنظل جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کو مین نے کس طرح تھوڑی ہی دیر مین نیست و نابود کر دیا اب کوئی بھی دشمنون سے زندہ ہی ہو سرمست جادو چھوکرے کی الفت مین یہان تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعید میرا اٹھنا ہوا خیر اُس

پہوکہے کی خوشی مجھے مطلوب تھی لے اب مین توسوے گنبد سامری جاتی ہون اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہان گذرا ہے اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا مین کبھی یہان سے جاکر ایک نامہ ہود سر مست جادو کو لکھون گی رقم کرونگی کہ اب بیخوف و خطر
بآرام و راحت شب و روز بسر کر مین نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنون کو نیست و
نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہو گا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ بڑھ کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے سبب سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑسکتا تھا اور اُس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری مین مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہین ہی عجب کارنمایان کیا ہی عقل حیران ہی جہان تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہی اگر آپ تشریف نہ لاتین ہرگز یہ طلسم ٹوٹنے سے نہ بچتا طلسم کشا بہدایت لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اُس کا شریک نہوتا وہ اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہے گا بیشک کسی سے فتح نہو سکیگا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانین بچالین
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچالیا شہنشاہ ساحران بھی شر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
اُن کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہو گیا آپ کے برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد سہ ہو گیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ مین جلد ترارسال
کرے گا حضور کے اس کارنمایان کو بھی مفصل تحریر کرے گا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شادمان ہونگے آپ کی بے حد تعریف کرین گے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کرین گے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کر کے طلب کرین گے شہرہ آپ کے اس کارنمایان کا تمام عالم مین ہو جائیگا
حضور تشریف لے جانے پر آمادہ ہین اگر چندے در بند اول طلسم مین آپ قیام پذیر ہوتین تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس نمکخوار قدیم کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجکو بضرورت
جانا منظور ہی یہان توقف نہین کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کر کے ادرکسی ابر سحر مائل بسرخی مین
نہان کر کے اُسی کر و فر سے سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے مع اپنے لشکر
کے بصد خوشی و خرمی اپنے در بند مین داخل ہوا اور اپنے قصر مین جاکر ایک عرضی متضمن تمام حالات
جنگ و فتحیابی و تشریف آوری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کر کے ایک طائر سحر
کے حوالے کر کے حکم دیا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر مذکور عرضی لے کر روانہ
ہوا بعد قطع راہ بعید اُسوقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو سر دربار اپنے
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے یکایک طائر سحر مذکور نے عرضی مذکور
روبروے شہنشاہ طلسم زلزلہ ڈالدی ہود سر مست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ نے وہ عرضی
اُٹھا کر میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو بآواز بلند پڑھ تاکہ سب اہل دربار سنین اُس نے
حکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی مسطورہ از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کثرت خوشی سے
مثل گل کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوے مفصل حال شاہ طلسم
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہو گا فی الحال ذکر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا رقم کیا جاتا ہی
کہ جب ساحرہ مذکورہ بصد خوشی قطع راہ کر کے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیشان
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہان موجود تھے دیکھتے ہی

جدہ شاہ طلسم زلزلہ کو بادب کھڑے ہوگئے سب نے سلام کیا اہل لشکر کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملکہ عالم
نے تنہا جاکر لڑائی کو فتح کیا سرداران سپاہ ملکہ مذکور وغیرہ کو بھی خوشی ہوئی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو تخت سحر سے اُتر کر اپنے قصر مین داخل ہوئی عورتین ملازم یہ کہتی ہوئی گروہ گروہ
دوڑین کہ ملکہ عالم تشریف لائین سنا ہے کہ لڑائی فتح کر آئین طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر آئین
قابل تعریف کار نمایان کر آئین جب روبرو ملکہ کے آئین سب نے بادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے
داخل قصر ہوکر تھوڑی دیر راحت پذیر ہوکر ایک نامہ بعد القاب و آداب اس مضمون کا ہودمست
جادو شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے ناز پروردہ من آگاہ ہو کہ مین نے
تیری خواہش و تحریر کے موافق دربند اول طلسم زلزلہ پر جاکر ایک دم مین طلسم کشا و لشکر طلسم کشا
کو ہلاک و قتل کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو باغیہ کو اسیر کرلیا اطلاعاً تجھکو لکھا گیا غالباً عرضی حنظل جادو
مالک دربند اول سے بھی تمام حال جنگ و فتحیابی تمکو معلوم ہوا ہوگا اب با آرام و راحت بےخوف و
خطر بعیش و عشرت دنیا مین بسر کر ہمیشہ حکمران رہ فرمانروائی طلسم زلزلہ مدام تجھکو نصیب ہو
زیادہ کیا لکھا جائے جب باین مضمون نامہ لکھ چکی سرنامہ درست کرکے اپنی مہر سے مزین کرکے
ازلال جادو اپنے سپہ سالار کو طلب کرکے پہلے نامہ مذکور اُس کو دیا بعدہ ایک تختی منقش
تحفہ جات طلسمی سے نکال کر اُس کو دے کر کہا کہ اے ازلال جادو یہ نامہ میرا جلد جاکر ہودمست
جادو حاکم طلسم زلزلہ کو دینا اور جب وہان سے اس طرف آنا تو اس تختی کو ہمارے ابر سحر کو جو کہ
ہمارے قصر پر محیط ہے دکھانا ایک در پیدا ہوگا اُسی دروازے سے ہم تک آنا حالات دربارہ
شاہ طلسم بیان کرنا اور اگر برعکس اس تدبیر کے ہم تک آنا چاہے گا تو ہرگز نہ آسکے گا بلکہ تجھکو ضرر
پہونچے گا سوا اس کے اس تختی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ اگر صاحب اس تختی کا تخت چوبی یا زمین پر بیٹھکر
بغیر پڑھنے سحر کے سوے فلک بلند ہونا چاہے تو اس تختی کو اپنے کف دست راست پر رکھکر
اُسکو سوے فلک اونچا کرے فوراً تخت زمین سے بلند ہوکر بروے ہوا مانند ابر روان ہوگا
اور اگر کہین بلندی سے بالاے زمین اُترنا چاہے تو کف دست چپ پر رکھے نیچے اُتر آئیگا علاوہ اور بھی بہت اسمین خاصیتین
ہین کہ اُن کا بیان کرنا تجھسے کچھ ضرور نہین ہے اس کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا کیونکہ تحفہ جات
طلسمی سے ہے دست بدست بزرگون سے مجھ تک یہ تحفہ پہونچا ہے اور یہ تختی تجھکو اس غرض سے
احتیاطاً دی گئی ہے کہ میری نشانی تیرے پاس رہے کوئی غیر تجھ تک نہ آنے پائے اور یہ ابر سحر
مین نے اپنے قصر پر بخیال خوف عیار طلسم کشا کیا تھا اور طفل جادو کو مع اُس کی مادر نگہبان
جادو کے یہان سے ایک منزل آگے درہ کوہ و دامن دشت مین براے اسیری عیار طلسم کشا
مقرر کیا تھا چنانچہ اب تک وہ دونون اُسی جگہ ہین اب مین سب دشمنون کو بظاہر ہلاک و
قتل کرکے آئی ہون کچھ خوف باقی نہین رہا ہے ان ساحرون کو وہان سے بلالون گی اور اس
تختی کے حالات کسی غیر سے بیان نکرنا ورنہ وہ ایسی نایاب شے کو تجھسے لے لیگا ازلال
جادو تمام تقریر اپنی مالکہ کی سنکے نامہ لے کر پوشاک نفیس درباری پہن کر نامہ کو اپنی دستار مین
رکھکر تخت سحر پر بیٹھکر سوے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا یہان ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے بعد روانہ کرنے ازلال جادو کے بجائے خود خیال کیا کہ اے ملکہ ذرا اپنے علم
کہانت و نیز و سحر دریافت تو کر کہ دربند اول طلسم زلزلہ پر جنگ و جدال کے وقت طلسم کشا

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوے یا زندہ ہین بظاہر تو کسی کو تو نے زندہ نہین رکھا ہی سب کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک و اسیر کیا ہی یہ خیال کرکے شگلیے مین بعلم کہانت و بزور سحر پتلہ سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونون ابھی تک زندہ ہین جنگاہ سے دونون کو ہنگام جنگ ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو لے گئے ہین عیار طلسم کشا برابر عیاری یہان آئے گا وہی تیرا قاتل ہی جب یہ حال بعلم کہانت اور پتلہ سحر سے معلوم و ثابت ہوا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو تردد ہوا طائر رنگ رخ اُڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہین مین نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ کر دیا گیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونون زندہ ہین قتل و ہلاک نہین ہوے ہین ورنہ نامے مین حال قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا تحریر نکرتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت اپنی جان کی کرنا ضرور ہی خوب ہوا کہ مین نے بقاعدہ کہانت اور پتلہ سحر سامری سے حال طلسم کشا و عیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہین کیا اور طفل جادو و نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہین کیا یہ تقریر بجائے خود کرکے بند و بست و انتظام اسیری عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کرکے یہ عہد کرکے اپنے قصر مین بیٹھی کہ تا وقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے قاتل کو اسیر و قتل نکر لون گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہی اور جائے پناہ و امن دشمن ہے ہرگز ہرگز کہین نجاؤن گی کیونکہ چند روز گران ہین خوف ہلاکت جان ہی یہان تو ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر مین کہ بالاے قصر ابر سحر ہی اور وہ ایسا ابر سحر ہی کہ اُس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اُس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت ہوجائے کہ عیار طلسم کشا آگیا ہی مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہی کہ ساحر مذکور نامہ لیے ہوے سیر دشت و کوہ کرتا ہوا بصد خوشی و خرمی راہ طی کرتا ہوا ایسے وقت مین روبروے شاہ طلسم زلزلہ پہونچا کہ وہ مردود نابکار بہزار خوشی و شادی تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر و تردد و رنج و صدمہ اُس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی و مشعر قتل و ہلاکت طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہو چکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ تھا اہل دربار بھی بصد خوشی دربار مین بیٹھے ہوے تھے سابق بن بقا و منحنگان بھی دربار مین موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی کہان سے آیا ہی اُس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہی مقام گنبد سامری سے آیا ہون نامہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا لایا ہون انھین کے لشکر کا سپہ سالار ہون شاہ طلسم نے اُس کی یہ گفتگو سنکے نامہ طلب کیا اُس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر حکم دیا کہ آواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ سلام کرکے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم باآواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم زلزلہ تمام و کمال عبارت نامہ سنکے بے حد اپنی دادی کی تعریف و ثنا کرکے خوش و خرم ہوا یقین کامل ہوگیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و مردمان لشکر طلسم کشا قتل و ہلاک ہوگئے کوئی زندہ نرہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہوگیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہو گئے کوئی باقی نہین رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کر لیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہو کر تاج شاہی کو اپنے سر پر کج رکھکر اہل دربار سے
مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے اہل دربار با دولت و اے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد دفع ہو گیا طلسم ہمارا شر طلسم کشاؤن سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم مین قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کر دیا جیسا کہ تم سب نے
ایسی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کرین یہ کہکر
اشتفاق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم کر
پروانجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھواکر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت مین
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر کشتیان خلعت کی ہزارہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی نہ سنی ہو بالفعل کشتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ دار کے طلب کر وزیر مذکور نے
حسب الحکم کشتی خلعت طلب کر کے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
مخلع ہو کر خوش ہو کر تسلیم بجا لایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو متضمن شکریہ و احسان عظیم لکھواکر سر نامے کو اپنی مہر سے مزین کر کے
حوالے ازلال جادو کے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم سے لیکر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجا لا کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گنبد سامری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا بیان اشتفاق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرے گا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جائے گی فی الحال پروانے اور حکمنامے
مالکان دربند و حاکمان قلعہ و دریا و صحراے طلسم زلزلہ کو لکھواکر روانہ کیے جاتے ہین سوا ان کے
جسقدر معزز ساحران طلسم ہین اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جائینگے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی متضمن شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ
ارسال کیا جائے گا اُن کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن مین ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری راے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے خیر بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جائے اس دو چار روز کی مدت مین
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کر وزیر نے عرض کیا کہ یہ غلام ایسا ہی کرے گا اشتفاق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کار بند ہونے پر کمر باندھے ہے مگر اب حال ساریق بن بقا و سختگان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب زبانی شاہ طلسم زلزلہ و نیز عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ مین قتل ہو گیا تو
ساریق بن بقا و سختگان کو بعد بے حد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی علی الخصوص سختگان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی آخر تاب ضبط نہ لا کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان باوجود اس کے کہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپکی جدہ کا آیا اور دونون کی
عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا ہنگام جنگ قتل ہو گیا مگر
مجکو یقین نہین ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونون قتل ہوے ہون کیونکہ یہ اہل اسلام

بیشتر و اکثر مرنا جانتے ہی نہیں ہیں نہایت سخت جان ہوتے ہیں کسی طرح دشمن کے ہاتھ سے قتل ہی نہیں ہوتے ہیں ہاں زخمی ہوتے دھوکے سے اسیر ہو جاتے ہیں ان کا لشکر مبتلائے بلا ہو جاتا ہے مگر صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا اُن کا عیار مکار کہ نسل خواجہ عمرو نامدار سے ہے یہ دونوں ہرگز ہرگز قتل نہوئے ہونگے ان کو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا یہی اپنے ہزاروں دشمنوں کو قتل کرتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی پہ سحر نے کیونکر تاثیر کی اگر کوئی یہ جواب دے کہ لوح طلسمی تو ساکنان طلسم پر غالب ہے ساحران غیر مقام پر غالب نہیں ہے اور نہ اُن کے باب میں کچھ ہدایت کر سکتی ہے تو اس قول کو ہم تسلیم کرکے یہ جواب معقول دے سکتے ہیں کہ سحر کسی ساحر کا ہو لوح طلسمی پر کما حقہ غالب آ نہیں سکتا ہے لوح طلسمی کو بیکار نہیں کر سکتا ہے نہ طلسم کشا کو بحالت موجودگی لوح طلسمی ہلاک کر سکتا ہے اگرچہ کیسا ہی ساحر زبردست ہو بس اے شہنشاہ اس خبر کو اور تحریر عبارت عرضی و نامہ کو صحیح نجاننا چاہیے اور خوشی قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا کا جشن نکرنا چاہیے پہلے بخوبی دریافت کر لینا لازم ہے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے ملک جی کیا تقریر طفلانہ کرتے ہو تمکو یہ یقین نہیں آتا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونوں مع لشکر کے قتل ہو گئے کیا حنظل جادو اور ہماری جدہ نے جھوٹ لکھا ہے سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کبھی طلسم کشا بحالت موجودگی لوح طلسمی کسی ساحر کے سحر سے قتل و ہلاک و مردہ ہو نہیں سکتا لوح طلسمی پہ کبھی سحر بخوبی غالب نہیں آ سکتا حنظل جادو اور حضور کی دادی نے جو لکھا ہے وہ بظاہر لکھا ہے دراصل و درحقیقت طلسم کشا و عیار طلسم کشا قتل نہوئے ہونگے انہوں نے حضور کو دھوکے سے لکھا ہے ضرور اُن کو کوئی اُن کا دوست میدان جنگ سے لے گیا ہوگا بیشتر وقت بد میں اہل اسلام کے دوست زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں کسی نہ کسی طرح اُن کی جان بچاتے ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردیا کو بھی کوئی اُن کا دوست جنگاہ سے اُٹھا لے گیا ہوگا ضرور ایسا ہوا ہوگا میں نے خود دیکھا ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ ملک جی ہمکو تو یقین کامل ہو گیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ سب قتل ہوگئے تمکو اگر اس کا یقین نہیں ہے تو نہو یہ تمہاری عقل کا قصور ہے سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ دیکھ لیجیے گا یا سن لیجیے گا کہ بعد چند روز کے طلسم کشا و عیار طلسم کشا کی زندگی کی خبر آئے گی اُسوقت یہ خوشی حضور کی مبدل بہ غم ہو جائے گی بجائے خود کہیے گا کہ سخنگان سچ کہتا تھا اور اگر میں ایسے وقت میں دربار میں بیٹھا ہونگا تو حضور کو سلام کرونگا شاہ طلسم نے یہ تقریر سُنکے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تو شاہ طلسم نے حکم آراستگی بزم عشرت وزیر کو دیا ہے وہ سامان جشن خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ کر رہا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردیا عیار نامدار طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا کو جنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور ایک درہ کوہ میں مابین صحرا لائے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ موصوف نے متفق ہو کر جب بہت کچھ فکریں اور تدبیریں کیں تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہوش آیا آنکھیں کھولیں خواجہ نے پوچھا مزاج کیسا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اے برادر کیا کہوں

اب تک قلب وجگر سینے مین تپان وسوزان ہی ایک آگ سی لگی ہی اسی وجہ سے بات کرنا دشوار
ہی روح کو راحت نہین ہی ضعف بھی ہی اتنے مین نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ
مائل بسیاہی ہی اسماء ونقوش اُس کے نظر نہین آتے ہین اسوقت صاحبقران گشور ستان نے
خواجہ طیفور گرد باد وبحرین جادو وملکہ بہار گل پوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی
درستی کیونکر کی جائے کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و
غور عرض کیا کہ آپ نے ایک روز فرمایا تھا کہ صحرا مین ایک درویش نے ایک تعویذ دے کر کہا تھا
کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور ہمارا طلب کرنا مقصود ہو تو اس تعویذ کو
زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمھارے پاس آئین گے پس اُسی تعویذ کو
اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اُس کو گرمی پہونچایئے تاکہ وہ درویش ذی کمال
یہان آئے اُس سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کیجیے صاحبقران
نے رائے بحرین جادو وخواجہ وملکہ بہار گل پوش جادو کی پسند کر کے اس تعویذ کو اپنے بازو
سے کھول کر آتش بہم پہونچا کر حرارت آتش اُس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اُسی
بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہی بوریہ ہوا پر معلق وقائم ہی راہ دور ودراز
طی کر کے بکرامت آیا ہی صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ مین نے آپ کے یہان تشریف لانے سے
دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہی کہ یہ لوح طلسمی مائل
بسیاہی ہو گئی ہی درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہی صاحبقران نے
تمام حال ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اُس کے پھونکنے اور
دھوان دہن سے بدبو وغلیظ پیدا ہونے اور دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے
سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کر کے کہا کہ اس اسم کو
ایک چلہ یا کم باوضو پڑھو اسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی وسوزش تمھارے
قلب وجگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سوے سینہ ولوح پھونکو
ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب وجگر سے تمھارے التہاب وسوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع
ہو جائے گی بدستور اول روشن ہو جائے گی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اُس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر سرعت
تمام جاتا ہی درویش کچھ پڑھ رہا ہی تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے
رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا بحرین جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب
صاحب کمال ہی کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہی بوریہ راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور کے آگے کیا حقیقت ہی
یہ فرما کر درہ کوہ کے اندر آ کے بعد وضو کرنے کے اُسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور
اپنے سینہ ولوح پر پھونکنا شروع کیا مصروف عمل خوانی ہوے خواجہ طیفور گرد باد نے خدا کی
قسم کھا کے کہا کہ تا وقتیکہ ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل وہلاک نکرون گا مجھے چین
نہ آئے گا مین نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے ہون انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو
مارا ہی مین بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نرہون گا یہ کہکر بحرین جادو وملکہ بہار گلپوش جادو

ے کہا کہ تم تو خدمت صاحبقران مین رہو مین جاتا ہون ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر بیچاری نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا اس نے تمام لشکر ساحران کو تو قتل و ہلاک کیا ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو کو نہین معلوم قتل کیا ہو یا اسیر کر کے لے گئی ہو لوح طلسمی کو کمبخت ساحرہ مذکورہ نے لینے
دود دہن سے سیاہ کر دیا ہو اگر تم دونون مجکو اور صاحبقران کو جنگاہ سے یہان نہ لاتے تو
نہین معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر رنگ و روغن
سے بنکر اعانت خدا پر بھروسا کر کے درۂ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور بسرعت تمام
پاے شاطری مارتا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طے کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا
دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک عابد درویش صورت بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مصروف ہو چہرہ اُس کا
نورانی ہو پیشانی پر نشان سجدہ ہو وہ نشان سجدہ مانند ستارے کے نمودار ہا ہو چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہین خواجہ نے اُس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا اُن درندون نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اُس وقت اُس عابد صحرا نشین نے اُن درندون کو آواز بلند یون
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس وغیرہ یہ شخص ہمارا دشمن نہین ہو اہل حاجت سے
ہو اس کو ہمارے پاس آنے دو ایذا رسان نہو خبردار اپنے ارادے سے باز رہو راہ دو کہ یہ
بندۂ خدا ہمارے پاس آئے بمجرد اس کہنے کے وہ درندے ڈر کے دور ہٹ گئے عابد نے
آواز بلند کہا کہ اے خواجہ طیفور یہ کہہ دیا اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے تمسے
مزاحم نہونگے خواجہ صداے عابد سنکے اُس کے روبرو گئے باادب سلام کیا اُس نے بالاے
فرش سنگ کہ جس پر خود بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعدہٗ کہا کہ آپ بھی اولیاے خدا
سے ہین کہ میرے نام سے آگاہ ہوگئے حالانکہ مین بصورت ساحر ہون لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہو کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہوگئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
ایک حاجت رکھتا ہون یہ تو فرمایئے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہو کب سے آپ یہان براے عبادت
الٰہی بیٹھے ہین کیونکر یہان صورت بسر اوقات ہوتی ہو اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہو عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشنضمیر ہو چالیس سال سے ترک آبادی
و امور دنیا کر کے یہان آکر بیٹھے ہین یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہین آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہو خداوند عالم روزی رسان ہو وہ ہمین اسی صحرا مین آب و
طعام پہونچاتا ہو شکر ہو خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہو اے خواجہ اولیاے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہو خداوند عالم اپنی عنایت سے ہمکو شاید اپنے دوستون مین شمار کر لے ہماری تو
یہ لیاقت نہین کہ دوست خدا ہون ہان ذکر خدا کیے کرتے اسقدر صفائی قلب حاصل ہوگئی ہو
کہ ہم تمھارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہوگئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے جاتے ہو مرتبہ تمھارا ابھی بڑا ہو ترقی دین اسلام مین کوشش
کرتے ہو یہان واسطے اعانت کار مذکور کے آئے ہو ہم تمھاری حاجت کے بارے مین
کچھ اعانت نہین کر سکتے الا ہدایت کرتے ہین کہ یہان سے دور تر تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملے گا اُس سے تمھارا مطلب حسب دلخواہ بر آئے گا بس اب جاؤ ہمین ذکر خدا مین مصروف
ہونے دو خواجہ منصور روشنضمیر عابد سے رخصت ہو کر درۂ کوہ سے نکل کر جس طرف اُس نے

بتایا پتا اُدھر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوئے قدرت و شان الٰہی کا مشاہدہ
کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ
مین سامنے درہ کوہ کے ایک طفل نو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہی گھروندا بنا رہا ہی اور
بگاڑ رہا ہی خود ہی یہ باتین کر رہا ہی کہ لے گھروندہ ہمارا خوب نہین بنا ہی پھر بنانا چاہیے اب ایسا اچھا
گھروندا بناتا ہون کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اُس طفل حسین کو دور سے دیکھکر باتین پیاری پیاری اسکی
سنکے بھولی بھولی صورت اُس کی دیکھکر رحم کھا کر دل مین خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طفل حسین
کس کا فرزند ہی اس صحراے ناپیدا کنار مین کیونکر آگیا ہی اس کے مادر و پدر کس قدر اس اپنے پسر سے
غافل ہوئے کہ یہ لڑکا کھیلتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا شاید آبادی یہان سے قریب ہی اگر دریافت
کرنے سے نام اس کے مادر و پدر کے معلوم ہو جائین اور مقام رہنے کا دریافت ہو جائے
تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خدا سے
نہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ صحرا ضرر پہونچائے گا بیچارہ مر جائے گا والدین کو
اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے قریب اُس کے آئے دیکھا کہ وہ طفل
لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہی کلاہ زرین اُس کے سر پہ ہی بندے طلائی دونون کانون مین
ناک مین بلاق ہی کچھ ریگ صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہی ادھر اُدھر دیکھتا بھی جاتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی
گاہ باواز بلند باتین بھی کرتا ہی خواجہ نے اُس کے نزدیک تر جاکے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام
ہی مکان تیرے مان باپ کا کہان ہی یہان صحرا مین تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف
سے بڑی غفلت کی کہ تو بھٹکتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا اُس طفل حسین نے گفتگوے خواجہ
سنکے زمین سے اُٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہی کیون نام میرا اور میرے
والدین کا پوچھتا ہی کیا میرا اسباب و زیور اتارے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت
ہوتا ہی کہ تو کوئی مکار و راہزن ہی عجب نہین کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو
اگر درحقیقت عیار ہی تو نام تیرا طیفور گر دیا ہوگا سچ کہہ کہ تیرا نام طیفور گر دیا ہی خواجہ یہ تقریر
اُس کی سنکے سمجھ گئے کہ دراصل یہ لڑکا نہین ہی کوئی ساحر ہی تیری گرفتاری کے واسطے یہان
بیٹھا ہی تیرا نام مجھسے دریافت کرتا ہی لہذا اس کی شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو
اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے
ہوئے موے پریشان نکلی و راس لڑکے سے باواز بلند پوچھا کہ کیون اے فرزند کیا ہی کس سے باتین
کرتا ہو کیا وہی عیار ہی جس کے گرفتار کرنے کا تمکو حکم ملکہ زنبق جادو نے دیا ہی طفل نے
جواب دیا کہ اے مادر مہربان بظاہر تو یہ شخص ساحر ہی الا اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہی
کہ وہی عیار مکار ہی کہ جس کے گرفتار کرنے کو ہمین اور آپ کو ملکہ عالم نے مقرر کیا ہی اُس ساحرہ
نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کرلے خبردار جانے نہ دے مین بھی آتی ہون اپنے
سحر مین مین بھی اسیر کرتی ہون یہ کہکر اسماے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی
مادر کے کہنے سے سحر خوانی مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد تر گلیم زنبیل سے
نکال کر اوڑھ لی اس اثناے مین وہ ساحرہ قریب اُس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہان
گیا اُس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان جائے عجب ہی کہ مین تمہارے کہنے سے سحر پڑھنے مین

مصروف ہوا تھا چاہا تھا کہ اُس کو گرفتار سحر کر لوں یکایک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہیں معلوم
کہاں چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوے فلک سحر مخفی کر کے چلا گیا ساحر صورت تو تھا ہی مجھسے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے میں تاخیر کی غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر یہ معلوم نہوا کہ وہ کون تھا دراصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجھکو لازم ہی کہ جو کوئی مردوں سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا واقعی میں نے اُس کے اسیر کرنے میں
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہیں معلوم کہاں گیا چلیے اس صحرا میں تلاش کریں شاید کہیں ملجائے
تو اُس کو گرفتار کر لیں اور ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جائیں خلعت و انعام
پائیں یہ سنکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونوں ہر طرف صحرا میں ڈھونڈھنے
لگے خواجہ طیفور گرد پا نے اُن مادر و پسر کی گفتگو سنکے دل میں کہا کہ خیر اے نابکار و دیکھا
جائیگا یہ باتیں اپنے دل میں کر کے ایک جانب واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور میں چہار طرف درمیان صحرا پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوزہ پشت سفید مو عصا در دست دوسرے ہاتھ میں ایک دونا لیے
ہوے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا ہانپتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
یہ کہتی ہوئی کہ شکر ہی میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہی کئی بچوں کو میں نے مٹھائی دی ہی تو بھی
تھوڑی سی کھالے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہی کیوں میرے
فرزند کو دیتی ہو تمھارا نام کیا ہی اس صحرا میں تمھارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
بختاور ہی لڑکا میرا سوے گنبد سامری گیا تھا ایک مدت سے مجھسے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آکر مجھسے ملا ہی میں نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھسے ملیگا بنذر خداوند شیرینی لڑکوں
وغیرہ کو کھلاؤنگی کئی بچوں کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دے آئی تھوڑی مٹھائی تمھارے
لڑکے کے واسطے لیکر آئی ہوں یہاں سے تھوڑی دور آگے کچھ آبادی ہی چھوٹا سا پرگنہ ہی
اُسی پرگنے میں رہتی ہوں تم بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اس صحرا میں مع اپنے فرزند کے کیوں
ادھر اُدھر پھر رہی ہو اسقدر کیوں گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہی مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ نام
میرا ابلاے جادو ہی اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے ہم دونوں ملازم ہیں اُس نے ہمکو اس درہ کوہ میں بغرض گرفتاری
عیار طلسم کشاے طلسم زلزلہ مسمی خواجہ طیفور گرد پا کے مقرر و معین کیا ہی قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر صورت اس طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہی اور
والدین تیرے کہاں رہتے ہیں اس صحرا میں کیوں بیٹھا ہوا ہی اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا اور میرے والدین کا کیوں پوچھتے ہو کیا میرا زیور چھیننے تاکا ہی یہ کہکر اس
لڑکے نے مجھکو پکارا میں نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے شاید یہ وہی عیار مکار
ہی جس کی گرفتاری کے واسطے ملکہ عالم نے ہمکو یہاں مقرر کیا ہی ہنوز یہ فرزند دلبند میرا مصروف
سحر خوانی تھا کہ وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا زمانہ دو ساعت کا گذرا ہی کہ ہم پسر و مادر دونوں

اُسی کو صحرا مین ڈھونڈھ رہے ہین کہین اُس کا پتہ نہین ملتا ہو نہین معلوم وہ کہان چلا گیا یقیناً وہ عیار مکار تھا ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے بلاے جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمھارا لڑکا آفت سے محفوظ رہا خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمھارے فرزند کو مار ڈالتا زیور اُتار لیتا تقدیر تمھاری اچھی تھی کیونکہ بقول شخصے ع - رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - اب اس صحرا مین ان کی جستجو نکرو جاؤ بیٹھو یہ کہکر دو ڈلیان برفی کی دونے سے نکال کر اُس طفل یعنی آفت جادو کو دین اور پھر بلاے جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھاؤ یہ کہکر دو ڈلیان شیرینی مذکور کی اُس کو بھی دین فرزند و مادر نے وہ مٹھائی اُسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے کہا کہ اے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہو ضعیفہ نے کہا کہ اے لڑکے اب دو ڈلیان اس دونے مین اور باقی ہین یہ واسطے اپنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہین خیر تمھین کھانا ہو یہ کھکے وہ دو ڈلیان بھی دیدین ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری بلاے جادو نے نوش کی بعد ایک لمحہ کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کھاتے ہی سینے مین آگ لگا دی سر مین درد ہونے لگا بلاے جادو نے بھی یہی کہا ضعیفہ نے ہنسکر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت نفیس و عمدہ تھی اُس نے گرمی کی ہو ذرا تم دونون ٹہلو ہواے سرد صحرا کی و سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلاے جادو و آفت جادو دونون نے ارادہ ٹہلنے کا کیا جیسے ہی قدم اُٹھایا سر کو گردش سی ہوئی آنکھون مین اندھیرا آیا تیورا کر دونون زمین پر گرے بیہوش ہو گئے ضعیفہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا اور آفت جادو و بلاے جادو تم دونون نے غضب ہی کیا تھا مجکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر مین بعجلت گلیم نہ اوڑھ لیتا تو یقیناً اسیر سحر ہو جاتا تم دونون مجکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کے لیجاتے خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجکو قتل کر ڈالتی تمنے تو میرے گرفتار کرنے کی فکر کی تھی مین نے تمھارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی خوب تمنے مفت کی مٹھائی کھائی بڑی مزے کی معلوم ہوئی دوبارہ مانگ کر دو ڈلیان برفی کی زہر مار کین میرا نقصان کیا اب نقصان شیرینی کی عوض مین تمھاری جان کا نقصان کیا جائے گا یا سزاے اسیری دی جائیگی یہ نعرہ کرکے خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال کیا کہ اگر ان ساحرون کو قتل کر ڈالا تو خبر ان کے مرنے کی ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کو پہونچے گی لہذا مناسب وقت یہ ہو کہ ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے اُن دونون کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا بعدہٗ وہان سے بصورت مبدل آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب کم آبادی ایک درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پر ویرانے مین بیٹھے ہوے دیکھا گرد اُنکے چند اشخاص بھی با دب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اُس سے بیان کر رہا تھا درویش مذکور صرف تہمد باندھے ہوے پوست آہو پر آلودہ خاک بیٹھا ہوا ہر ایک کی تقریر سُن رہا تھا خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اُس درویش کے جاکر با دب سلام کیا اُس نے جواب سلام دے کر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آتا ہی خستہ و ماندہ ہوگیا ہو راحت سے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اُس کے بیٹھ گئے بعد بیٹھنے کے دیکھا کہ درویش مذکور مال دنیا سے اکثر اشیاے رکھتا ہی کرسی زنجیر نقرئی وغیرہ پہنے ہی جو پاؤن کی قسم سے

گائے بکری گھوڑے بھی بندھے ہین چند مرید اُس کے اُس سے علیحدہ بیٹھے ہین کاروبار مین مصروف ہین خواجہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ فقیر مالدار ہی مال و اسباب اس کا لے لینا چاہیے یہ خیال کر کے شیشہ و ساغر قریب اُس کے رکھا ہوا دیکھ کر عقل سے دریافت کیا کہ یہ درویش شاید میخوار ہی اس کو شراب پلانا چاہیے یہ تجویز کر کے ایک شیشہ پر از شراب گلرنگ مع ساغر نکال کر پیشکش کیا درویش نے پوچھا کہ یہ کیا ہی خواجہ نے کہا کہ یہ شراب تند و تیز ہی بطریق نذر و تحفہ آپ کے واسطے لایا ہون چاہتا ہون کہ مے گلرنگ آپ بھی نوش کیجیے اور ان سب کو بھی پلائیے ہدیہ میرا قبول فرمائیے وہ مرد درویش تقریر خواجہ ممدوح کی سنکے مسکرا کر گویا ہوا کہ کیون اے خواجہ طیفور رکھ دیا تم ہمکو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کر کے مال و اسباب ہمارا لوٹنا چاہتے ہو بصورت مبدل یہان آئے ہو نہین جانتے ہو کہ یہ فقیر روشن ضمیر ہی خواجہ نے نادم و منفعل ہو کے سر جھکایا بعد از ان کہا کہ مین آپ کو آزماتا تھا آپ کی کرامت و کمال کی آزمائش کرتا تھا بھلا مین آپ کے مال و اسباب کو کیا لیتا اس آزمائش سے دریافت ہو گیا کہ بیشک آپ صاحب کمال ہین درویش صورت منصور روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے خبر دی تھی کہ یہان سے آگے ایک درویش صاحب کمال و کرامت سے ملاقات ہوگی حاجت تیری اُسی درویش سے بحکم خدا بر آئیگی پس مین نے یہان آکر آپ کے کمال کی آزمائش کرنی چاہی تھی درحقیقت آپ کے صاحب کمال و کرامت ہونے مین شک نہین ہی مجھے امید قوی ہی کہ میرا مدعاے دلی آپ کی توجہ سے بر آئیگا جب آپ ایسے روشن ضمیر ہین کہ مجھسے آگاہ ہو گئے تو میرے مطلب دلی سے بھی آپ ماہر ہو گئے ہونگے درویش نے ایک لمحہ سر جھکا کر جواب دیا کہ ہان تیرے مدعاے دلی سے بعنایت و فضل خدا یہ بینوا آگاہ ہو گیا ہی مطلب دلی تیرا سمجھ گیا ہی تو نے بڑے سخت کام پر کمر باندھی ہی نہایت مشکل و دشوار کار کا ارادہ کیا ہی اب صاف صاف کہتا ہون کہ تو نے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار بیا و وعدہ شاہ طلسم زلزلہ کے قتل کرنے کا قصد کیا ہی اُس کا قتل کرنا نہایت مشکل و دشوار ہی وہ ساحرہ نہایت زبردست و ظالمہ بے درد ہی اپنے زمانے کی رشک سامری و جمشید ہی حفاظت اُس نے اپنی بخوبی کر لی ہی بلکہ تدبیر تیری گرفتاری کی بھی کی ہی پس اُس کا قتل کرنا دشوار ہی تمکو اپنی بھی جان اُس سے بچانا چاہیے فکر اُس کے قتل کی عبث ہی خواجہ نے کہا کہ مین نے قسم خالق کون و مکان کھائی ہی اُس ساحرہ تک مین اپنے تئین ضرور پہونچاؤن گا فکر اُس کے قتل کرنے کی ضرور کرونگا یا اُس کو قتل کرونگا یا خود اسیر و قتل ہو جاؤنگا آپ کے پاس بامید اعانت آیا تھا منصور روشن ضمیر عابد صحرا نشین نے مجھے بھیجا تھا جائے افسوس و عجب ہی کہ آپ نے کچھ میری اعانت نہ کی شرکت اہل اسلام کار خیر مین نہ کی ایک کافرہ کے قتل کی تدبیر نہ بتائی نہ کچھ فکر قتل ساحرہ مذکورہ کی صاحب کمال و کرامت ہو کے خاص اس بارے مین کچھ کمال و کرامت اپنی نہ دکھائی گویا جواب صاف مجھے دیدیا مجکو آپ کی ذات فیض آیات سے یہ امید نہ تھی نام نامی آپ کا شہرۂ آفاق ہی اور میری اعانت آپ کو کسی وجہ سے تامل ہی اگر آپ چاہین تو کوئی فکر معقول اُس کے قتل کرنے کی کر سکتے ہین یا مجکو بتا سکتے ہین یہ کہکر خواجہ موصوف دل تنگ و مکدر ہو کر طالب رخصت ہوے درویش مذکور نے رنجیدگی خواجہ پر نظر کر کے رخصت نہ کر کے

کہا کہ اے خواجہ دربار دُقتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو ہم تمھاری اعانت کیا کر سکتے
ہین ہان تمھاری ناراضی کے خیال سے ایک صورت ذہن مین آئی ہی وہ یہ ہی کہ ہمنے بزور عمل خوانی
بڑی محنت و مشقت سے حیلہ گستری کرکے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر
کیا ہی اگر وہ تمھارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ ایک ہی لقمہ ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا کرے گا مدعاے دلی تمھارا حاصل ہو جائے گا مگر شیطان
مذکور کہ نام اُس کا جانیس ہی اور نسل غزازیل ابلیس سے ہی تمھاری اطاعت کاہے کو کرے گا
مطیع و فرمانبردار تمھارا کیون ہوگا تمھارے ساتھ براے خوردن ملکہ مذکورہ کیون جائے گا
ہم ہی ایسے عامل زبردست تھے کہ ہمنے اُس کو اسیر کیا ہی باوجود اسیر کرنے کے ہمارا ابھی مطیع و
فرمانبردار نہین ہی خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہی مین اُس کے باپ کو اپنا فرمانبردار
کرلون گا ایسی تدبیر و حکمت کرونگا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا ذرا اُسکو بلائیے مجھے تو
دکھائیے وہ کہان اسیر ہی درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتون پر بے اختیار ہنس کے
کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدون کے ساتھ جاؤ یہ تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دین گے
یہ کہکے اپنے مریدون سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ
اور خواجہ کو بھی ساتھ لے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجکو منیر ریاضت کش
نے بلایا ہی اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہین جب وہ حصار سے باہر
آئے تو یہ اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہین فی الفور پڑھ کر گرد اُس کے حصار کر دین تاکہ وہ اُس
حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نپائے یہان سے ہم اپنا حصار دفع کیے دیتے ہین اور نگہداشت
بھی اُس کی کرتے ہین یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب تر بلاکے کچھ اسما و آیات سرگوشی مین
اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کش درویش مع دیگر مریدون اور خواجہ کے چند
گوسفند اپنے ہمراہ لے کر وہان سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ خام ہی گرد اُسکے
غبار ہی وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہی اندر اُس احاطۂ خام کے وہ خبیث شیطان
مردم آزار و مردم خوار بند ہی مریدون نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کرکے کہا کہ دیکھیے
اسی احاطے مین وہ خبیث بند ہی اور یہ غبار حصار ہی خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب
اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور بھینٹ یہ چند گوسفند اُس کے پیش کش کرو خواجہ ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے بڑھ کر اور
پکار کر کہا کہ اے جانیس خبیث چل تجکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہی جلد احاطے سے نکل کر
یہ گوسفند نوش کر بمجرد اس کہنے کے اُس احاطے مین ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی سی
ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آکر ان گوسفندون
کے کھانے مین متوجہ ہوا ادھر اُس مرید تعلیم اسماے حصار و آیات حصار نے انھین آیات و
اسماے کو جلد پڑھ کر گرد اُس کے حصار کیا پھر وہ سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو
روبروے منیر ریاضت کش درویش کے لائے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے
مخاطب ہوکر کہا کہ اے جانیس ہمنے اسوقت تجکو محض اس واسطے بلایا ہی کہ خواجہ طیفور گردیا
ہمارے برادر دینی ہمارے پاس راہ دور و دراز سے آئے ہین اگر اُن اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرکے اُن کے حکم کو بجالائے تو تیرے حق مین اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تنے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا ہی لیکن مین تمھاری
اطاعت نہین کرنیکا نہ کہ تمھارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش نے سوے خواجہ موصوف
دیکھکر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونے کے سرکشی سے باز نہین آتا ہی اطاعت اختیار نہین
کرتا ہی خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھون مین لگاکر کہا کہ اگر مین اس حصار مین داخل ہوکر نزدیک تر
اس خبیث کے جاؤن تو اس کی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دون کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہون کہ اندر حصار کے جاؤن درویش نے کچھ پڑھ کر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوے پھر درویش نے کچھ پڑھ کر در حصار بند کر دیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزان ہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تہ گلیم نکال کر اوڑھ لی صرف آنکھین کھلی رکھین تاکہ اُس خبیث کو
دیکھتے رہین بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت و بلند قامت
ہی قوی بازو و قوی ہیکل ہی یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اُس کے جاکر زور سے کوڑا اُس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے مڑکر دیکھا کسی کو نہ پایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اُس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہی کہ مجھے مارتا ہی اور
دکھائی نہین دیتا ہی درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہان موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اُس کے چیخنے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بھی کثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اُس خبیث نے بیتاب و بیقرار و متاذی بدرجۂ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجھکو مارتا ہی اور دکھائی نہین دیتا ہی جب مجھکو کوڑے وغیرہ مارتا ہی
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہی کبھی طمانچے مارتا ہی کبھی نعلین لگاتا ہی روبرو نہین آتا ہی دکھائی
نہین دیتا ہی آخر مجھکو کیون ایذا دیتا ہی مین نے کیا خطا کی ہی منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے جانمیس آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت و فرمانبرداری خواجہ طیفور زکریا
کی بصدق دل اقرار نکرے گا اُس وقت تک اسی طور سے سزاے سرکشی تجکو ملے گی خبیث
نے لاچار و مجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلین سر پر لپنے کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجالاؤنگا اطاعت آپ کے دوست و برادر دینی خواجہ
طیفور زکریا کی کرونگا درویش نے کہا کہ قسم کھا اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی اذیت رسانی سے باز رہو خواجہ نے ہاتھ
روکا گلیم اپنے منھ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ فقط ایک چہرہ نظر آتا ہی اور دست و پا و
صدر نظر نہین آتا ہی حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرہ آدم زاد تو کون ہی کہ تن تیرا دکھائی نہین
دیتا ہی کیا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہی کیون مجکو ایذا رسان ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نکرے گا قسم کھاکر میری فرمانبرداری

دیکھ

اختیار نکرے گا اسی طرح تجکو مارونگا اُس نے عاجز ولاچار ہوکر قسم کھاکر اقرار اطاعت و فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجسے بالفعل ایک کام ہی اگر تو وہ کردے گا لقمہ لذیذ تر کھانے مین آئے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہی خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان ہی اُس کو کھالے خبیث نے اقرار کیا اور کہا کہ مجکو رہا کرادو مین تجکو اپنا ایک موے سر دیتا ہون اپنے بازو پر رکھو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤگے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم کروگے وہی کرونگا اب مجھسے اطمینان رکھو قسم کھاچکا ہون خلاف قسم نکرونگا نہ تجھے ایذاے لی ب مین ایذا رسان ہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کرکے منیر ریاضت کش سے کہا کہ اب حصار دفع کردیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیث مذکور نے خواجہ کو موے سر اپنا دیا خواجہ نے گلیم اُتار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیث نے خواجہ کے سراپا پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس دُبلے تبلے بنی آدم نے کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی کم قوتی ظاہر ہوجاتی تو کبھی قسم کھاکر اس کی اطاعت نہ کی جاتی خیر اب تو قسم کھالی ہی مجبوری ولاچاری ہی اس کی اطاعت کرنی ضرور ہی یہ خیال کرکے منیر ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے غائب ہوگیا کہ مین جاتا ہون جب مجکو یاد کروگے میرے موے سر کو گرمی پہونچاؤگے فوراً حاضر ہونگا جو کہوگے عمل مین لاؤنگا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیث مذکور کے منیر ریاضت کش عامل زبردست و درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور سب نے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعدہٗ درویش نے خواجہ کو رخصت کیا اور کہا کہ گنبد سامری ابھی یہان سے دور ہی اگر اس جانب سے قطع راہ کروگے تو جلد پہونچ جاؤگے خواجہ موافق بتانے درویش مذکور کے اُسی راہ سے سوے گنبد سامری روانہ ہوے اثناے راہ مین رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی کالے کوڑیالے موم کے بناکر اپنے گلے مین ڈالے جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی اپنے دوش پر رکھی پوشاک مانند لباس ساحرون کے پہنے ہاتھ مین ترسول لیا باین صورت و ہیئت روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی صحرا مین زیر درخت قیام کیا زنبیل سے جو کچھ غذا کھانا منظور تھی نکال کر اپنے روبرو رکھی پانی بھی ایک ظرف مین زنبیل سے نکال کر اپنے آگے رکھا ابھی ارادہ کھانا کھانے کا کیا تھا کہ دیکھا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زرین پہنے ہوے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زرین کو اپنی کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین اُتارتا ہوا آتا ہی خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس ساحر نابکار کو مار کر خلعت و کلاہ زرین وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب مین لاکر بیہوش کرنا چاہیے واسطے زاد راہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے بیہوش کرنے سے اور بھی کوئی عیاری بن پڑے یہ خیال کرکے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب آئے اچھے وقت پر آئے مین نے ارادہ تناول طعام کیا تھا اب ہم تم دونون کھائین اور یہان سے سوے گنبد سامری چلین راہ مین ہمارا تمہارا ساتھ ہوگا باتین کرتے ہوے چلینگے بعد مدت کے آج تمکو دیکھا ہی غالباً تم ہم کو بھول گئے ہوگے ہمنے تمھین پہچان لیا کہین تم کو ضرور دیکھا ہی ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تھا تقریر

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی جو سُنی تو تخت سحر کو بروے زمین لا کر بعد دفع بول و براز کے قریب آ کر
پوچھا کہ اے برادر نام تمھارا کیا ہی مین نے درحقیقت تمکو نہین پہچانا یہان تمھارا آنا کس طرف سے
ہوا ہی کہان رہتے ہو تمنے ہمین کہان دیکھا ہی ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو
ہی کوہ و صحرا مین جانب شمال رہتے ہین یہان گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہو کر آئے ہین ایسا
خیال ہی کہ کسی میلے مین ہمنے تمکو دیکھا ہی نام تمھارا یاد نہین رہا لیکن صورت آشنا ہین آؤ دیکھو یہ
آب و طعام موجود ہی کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اسوقت کہان سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہان
جاؤ گے اس خلعت اور اس تختی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے
جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہی ہم سپہ سالار ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کے ہین
نامہ فتحیابی جس مین احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشاے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر
طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لے گئے تھے اُس نے
خوش ہو کر ہمکو یہ خلعت زرین دیا ہی اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہی شاہ طلسم سے رخصت ہو کر یہان تک
آیا ہون اب سوے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت مین جاؤن گا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہی
اُس کو پہونچاؤن گا اور یہ تختی جو تم ہمارے گلے مین دیکھتے ہو تحفہ جات طلسمی سے ہی ایک شے
نایاب زمانہ ہی اوصاف اس کے بے حد ہین از انجملہ یہ صفتین ہین کہ جب سید ھا اس تختی کو دہنے
ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس تختی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہو کر بروے
ہوا مثل بساط سلیمان پراہ طی کرے گی اور جس سمت کو چاہو گے جائے گی کچھ حاجت سحر پڑھنے
کی نہین ہی اور اگر اسی تختی کو اُلٹا بائین ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی
سواری ہو زمین پر خود بخود اُتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس تختی کو
مانند آئینے کے اُس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور دروازہ پیدا ہو جائے گا اُس دروازے سے
گذر جاؤ گے داخل حصار ہو جاؤ گے ہمکو یہ تختی ملکہ ہرگز نہ دیتین مگر واسطے پہچاننے کے اور اپنی
نشانی کے دی ہی عجب تحفہ و نایاب شے ہی ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب شے ہی آؤ کھانا کھالو
تو پھر ہم بھی تمکو ایسی شے دکھائین کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس تختی کی روبرو
اس بٹوے کے کچھ حقیقت نہین ہی یہ کہکر اُس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اُس کو کھلایا جب
وہ کھانا کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کھا چکے ازلال جادو کو گونہ گرمی معلوم
ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت مین ساحر نقلی نے گھنڈیان زنبیل کی کھول کر ازلال جادو
سے کہا کہ تختی کو گلے سے اُتار کر رکھدو اور جھک کر اس بٹوے مین دیکھو عجب سیر کرو گے
کبھی تمنے ایسی سیر روے زمین پر کبھی نہ دیکھی ہوگی چونکہ ازلال جادو کو کچھ نشہ سفوف بیہوشی آمیز
طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبراتا تھا کہنے لگا کہ اسوقت دل بھی ہمارا گھبرا رہا ہی گرمی بھی معلوم
ہوتی ہی اچھا سیر کرین تاکہ یہ گھبراہٹ عالم سیر مین دفع ہو جائے یہ کہکر بٹوے مین یعنی زنبیل مین
جھک کر دیکھنے لگا اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ واہ واہ یہ بٹوا تو نایاب روزگار ہی اس مین چند
شہر آباد نظر آتے ہین دریا زور شور سے روان ہین ایک پشتہ بن رہا ہی ہزارہا مزدور ٹوکریان
مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہین صدہا بیلدار ہموار و درست کر رہے ہین ایک
میٹ بیٹھا ہوا ہی ہر ایک مزدور کوئی ٹوکری ایک گڑ کی ننھی سی ڈلی دے رہا ہی ہر ایک مزدور

کثرت گرسنگی سے تھکا رہا ہی جملہ مزدور نحیف و زار و لاغر ہین بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہین ہی سوا
اس کے اور بہت سی اشیاے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہین مردمان شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازارون مین چل پھر رہے ہین دوکاندار ہر قسم کی اشیاے و اجناس خریدارون کے ہاتھ فروخت
کر رہے ہین ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا اور جھک کر دیکھو جو کچھ تمنے سیر کی اُس سے زیادہ اشیاے
عجائب و غرائب کی سیر کروگے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تاسینہ و کمر جھک کر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سرین پر اُس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہوگیا اُسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر مین گرفتار ہوا آب و طعام مال مفت جان کر خوب
تو نے کھایا کچھ بھی ہمارے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض تجھسے لیا جائے گا مدت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائے گی ایک کوڑی بھی مزدوری مین نہ دی جائے گی یہ کہکر کہا کہ دادا جان
ازلال جادو آیا ہی ذرا اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ زرین اتروا کر اچھی طرح رکھیے گا کام سخت
اس نابکار سے لیجیے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہی آب و طعام نالائق نے کھا لیا ہی یہ
کہکر گنڈیان زنبیل کی لگا کر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی اپنے
گلے مین ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رکھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوے گنبد سامری ہمین لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمین جانا ہی فی الفور تخت بلند ہوکر مانند باد تند و تیز کے سوے گنبد سامری چلا خواجہ اُسی کا
لباس پہنے ہوے تختی مذکور گلے مین ڈالے ہوے ازلال جادو کی صورت بنے ہوے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے یمین و یسار و روبرو دیکھتے ہوے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے پوجا پاٹ مین
سرگرم ہین پہلوے گنبد مین ایک قصر بلند و مرتفع ہی بالاے قصر ابر گھرا ہوا ہی گرد اُس قصر کے ایک
تاریکی ہی اور کچھ غبار محیط ہی خواجہ نے اُس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہی
قصر ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہی اسی قصر مین وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہی یہ باتین
اپنے دل مین کرکے برابر اُس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اس تختی کو مانند آئینے کے اس حصار
کو دکھایا فی الفور اُس تاریکی و غبار مین ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اُس حصار سحر
کے داخل ہوے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور محیط تھا چاک کی مانند گردش ہوئی برق ابر مین
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی اکثر کنیزون
اور صدہا خدمتگارون وغیرہ ملازمون کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو کو ابر سحر پر
نظر کرکے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر مین داخل ہوکر میرے
قصر مین آگیا غضب ہوا نہین معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہان پایا کہ اس پر عیاری
کرکے اس کی صورت بن کر تختی اُس سے لے کر یہان آیا ہی چلو اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا بوجھ بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل مین باتین کرکے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند زرین سے اُٹھکر پوچھا کہ اے ازلال جادو ہمنے تجھکو کس کام کے واسطے بھیجا تھا
تو نے یہان سے جاکر کیا کام کیا ازلال جادو نقلی نے بعد سلام کرنے کے تخت سحر سے اترکر عرض کیا

که یه غمگسار حسب الحکم حضور نامه لے کر شاہ طلسم کی خدمت مین گیا تھا اُسوقت پہونچا تھا که دربار آراستہ تھا شہنشاہ ساحران بالائے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار مین حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامہ دیا شہنشاہ نامہ حضور کو پڑھوا کر عبارت نامہ بگوش دل سنکے ازحد شادمان ہوے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار بھی سب خوش ہوے پھر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا مین سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے کشتی خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے مجکو دی مین نے سلام کرکے بعد خوشی خلعت پہنا بعدہٗ سلام کیا وقت رخصت کرنے کے شاہ طلسم نے یہ نامہ لکھوا کر مجکو دیا ہی اور فرمایا ہی که ہمارا نامہ ہماری جدہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے بعد تسلیم شکرگذاری تعریف کارنمایان کرنے کی بہت کرنا یہ عرض کرکے وہ نامہ پیش کیا ملکہ مذکورہ نے لفافے پہ نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزلہ اُس پر دیکھکر حیران ہوکر لفافے کو چاک کیا اور نامہ لفافے سے نکال کر اول سے آخر تک پڑھا بعد پڑھنے کے اپنے دل مین خیال کیا که جو کچھ مین نے سوال کیا تھا اس نے جواب معقول دیا ہی نامہ شاہ طلسم بھی مزین مہر شاہی لاکر دیا ہی بظاہر یہ ابدال جادو معلوم ہوتا ہی مگر ابرسحر کی گردش سے صاف ثابت ہوتا ہی که یہ ابدال جادو نہین ہی کوئی غیر شخص ہی لہٰذا کوئی بھی ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ مین نے ابرسحر اپنے قصر پر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی که جب کوئی شخص غیر زیر ابرسحر آئیگا ابرسحر کو گردش ہوگی مجھے معلوم ہوجائیگا که غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یہ خیالات کرکے کارد اٹھاکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوئی خواجہ سمجھ گئے که اس نے مجکو پہچان لیا ہی کارد اٹھائی ہی سحر پڑھ رہی ہی اب اسی کارد سحر سے مجکو ہلاک کریگی بہتر و مناسب یہی ہی که اپنی جان کی حفاظت کرو یہ تجویز کرکے فی الفور بتغیر صورت اپنی ملکہ کے ایک خدمتگار کی بن کر خدمتگارون مین شامل ہوگئے اتنے عرصے مین ملکہ مذکورہ سحر پڑھ چکی کارد پر دم کر چکی دیکھا تو ابدال جادو کو نپایا سخت حیران ہوئی تادیر دریاے حیرت مین غوطہ زن رہی بعدہٗ دل مین کہنے لگی که شاید میرے خدمتگارون مین عیار طلسم کشا آنکھ بچاکر شامل ہوگیا ہی اب اپنے سب خدمتگارون مین سے اُس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جملہ خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے حکم دیا که صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراستہ کرکے ایستادہ ہوے خواجہ بھی صف اول مین کھڑے ہوے ملکہ نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نہ آئی حیران ہوکر ارادہ کیا که پہلے صف اول کے جملہ خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یہ ارادہ کرکے وہی کارد سحر اُٹھانے لگی اتنی دیر مین خواجہ صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران مین شامل ہوگئے ملکہ نے اُس کارد سحر سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دو نیم ہوکر بالاے زمین گرے ملکہ نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابرسحر پر نظر کی دیکھا که اُسی طرح ابرسحر کو گردش ہی ابر مذکور کو گردش مین دیکھکر سمجھی که ابھی وہ عیار مکار قتل نہین ہوا یہ سمجھکر صف دوم کی طرف نظر کی خواجہ صف دوم سے نکل کر صف سوم مین چلے گئے مگر ملکہ نے نہ دیکھا اور دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سوے ابر نگاہ کی دیکھا که بدستور ابرسحر گھوم رہا ہی سمجھی که ابھی تک وہ عیار زندہ ہی قتل نہین ہوا ہی یہ سمجھ کے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کرکے ارادہ کیا کہ اُس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کار دو دست دو نیم کریں کہ یکایک خواجہ چالاکی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سب کے
مجمع کنیزان دیگر ہ میں چلے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو نے ابکی مرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اُس کی لفظ گیر نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پاؤن پکڑ لے تا کہ یہ بھاگنے
نپائے بڑی جسارت و دلیری اس نے کی ہے کہ یہان تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہان
جا سکتا ہے مین نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت اور اسکی گرفتاری کی کر لی تھی یہ کہکر سوے خواجہ بڑھی
اُسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہے ضرور یہ ساحرہ مجکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجکو کشان کشان کہان لائی کیا کرون کیونکر جان اپنی بچاؤن
زنبیل تک ہاتھ بھی نہین پہونچ سکتا ہے کہ گلیم نکال کر اوڑہ لون یہان کون دوست ہے کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکارون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہان سے منزلون دور ہین
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی دور تر ہین کوئی بھی ہین پہونچ مددگار اپنا موجود
نہین ہے بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہین کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجکو
بچائے گا تو بچون گا ورنہ جانبر نہین ہو سکتا یہ خیالات کر کے آبدیدہ ہو کے سوے فلک ہاتھ
اُٹھا کر درگاہ خدا مین واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان مین کہا کہ اے خواجہ کیون گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو عاجز و ماندہ
عبث ہوتے ہو سر خبیث تمھارے بازو پر بندھا ہے اُسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہین
ہے گرمی دہن ہی پہونچاؤ وہ خبیث حسب وعدہ اقرار ضرور حاضر ہوگا جو حکم کروگے وہ عمل مین لائیگا
خواجہ اس القا مین جانب اللہ سے خوش ہو کے سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہے جو ایسے وقت مین
کسی نے میرے کان مین یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل مین یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لا کر گرمی دہن موے سر خبیث مذکور کو پہونچائی
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دفعۃً ایک برق سی چمکی وہ خبیث دروازہ حصار مذکور
کی راہ سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
تمنے مجکو کیون یاد کیا ہے کیا کام ہے جو کچھ کہو ابھی بجا لاؤن مین تمسے ڈرتا ہون اور وعدہ بھی
کرچکا ہون خواجہ نے سوے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو اشارہ کر کے کہا کہ یہ ساحرہ
ہماری دشمن جان ہے ہمارے قتل کے واسطے آئی ہے نزدیک آ پہونچی ہے جلد اس کو کھالے خبردار
دیر نہ کر مجھتک اس کو نہ آنے دے خبیث مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ کے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور گردیالی دشمن جان ہے
برائے قتل کار دبدست آئی ہے او مردار خوار کیا تونے یہ قصد کیا ہے کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاؤن ہرگز یہ تمنا تیری نہ برآئے گی مین تجھی کو کھائے لیتا ہون اسوقت بھوکا بھی ہون
یہ کہکر مانند برق چمک کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت خبیث مذکور کو دیکھکر کہ خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کارد سحر بوجہ لرزنے دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑی
چلائی کہ یہ کون بلائے جان ستان ہے یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی گھبراہٹ مین پھر بھی نہ ٹھہر سکی قریب تھا
کہ غش کھا کر زمین پر گرے یکایک خبیث مذکور نے اُس کے گلے پر ہاتھ رکھکر تہ مروڑ کر اپنے

دہن مین رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ بخیبث ہو گئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوے جہنم روانہ ہوئی یا یون خواجہ کے زمین نے چھوڑے سحر اُس کا برطرف
ہوگیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہوگیا آندہی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی محیط ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پر ہویدا ہوا برق چمکنے اور کڑکنے لگی
صدائے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک ہوگیا
ہوائے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایان کنیزین ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہوکر بے اختیار بھاگے اور جسقدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہوکر بوجابات اور سحر خوانی سے دست بردار ہو کر اکثر تو
بھاگے بہت سے گھبرا گئے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلاے نو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندہی زور شور سے صاف اسکی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا ارے یارو کون ساحر مارا گیا کس نے مارا ذرا خبر تو لو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نپائے ہمین تو تاریکی مین کچھ دکھائی نہین دیتا ہے کہان جائین
کس سے دریافت کرین یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام تیرہ مین عجب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہین ہوتا ہے تا دیر یہی شور و شر رہا آخر کار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردم خوار جادو کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کہ افسوس
قتل کیا اور مارا ہمکو کہ نام ہمارا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر بیرونکی
سب نے سُنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے بیرون کے وہ تاریکی اور وہ آندہی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھلی خبیث مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہوگیا جو جو اشیاے مکان و قصر وغیرہ ملکہ مذکورہ کے سحر کے
نمایان و ہویدا تھی اُس کے مرتے ہی معدوم ہوگئے سحر اُس کا برطرف ہوگیا اکثر ساحران نابکار
و پیر سحر کے نالان و گریان سوے شاہ طلسم زلزلہ برائے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردم خوار جادو کے روانہ ہوے خواجہ نے جو کچھ اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اُس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خصوصاً ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہوگیا کس نے
آکر ملکہ کو مار ڈالا ہمکو اطلاع کبھی نہوئی ہر ایک نابکار ساحر ناہنجار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری مین
تہلکہ پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف برائے خبر رسانی و نیز خائف و ترسان ہوکر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل نہو جائین بعض ساحر جانب دربند اول طلسم زلزلہ بھاگ گئے انھون نے
حنظل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ یہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران دربند اول بھی خبر مذکور سنکے تھرانے لگے اور باہم کہنے لگے
جائے عجب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو ور شک سامری و جمشید تھین کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انھون نے تو یہان آکر طلسم کشا وغیرہ کو ایکدم مین

اپنے سحر سے قتل وہلاک کردیا تھا میدان جنگ دشمنون سے پاٹ دیا تھا سب دشمنون کو نیست ونابود کردیا تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا جائے حیرت ہی کہ ملکہ ایسی ساحرہ کو کس نے مار ڈالا کون دشمن ان کا اُن تک پہونچ گیا بڑا غضب ہوگیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے عدو اور شاہ طلسم کے معاونون سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ مین بزور سحر قتل وہلاک کرکے چلی گئی تھین اب کون دشمن تازہ پیدا ہوگیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا تا وقتیکہ کتاب سامری یا پتلۂ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہوگا اگر طلسم کشائے طلسم زلزلہ اور اُس کا عیار دونون زندہ ہین قتل نہین ہوے ہین تو یہ طلسم زلزلہ تباہ وبرباد ضرور ہوجائے گا اب مثل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہین ہی ہمکو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہوگئے اب کوئی دشمن باقی نہین رہا اطمینان ہوگیا تھا مگر اسوقت سے پھر تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری وپتلۂ سحر سے جو دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہی عیار بھی اُس کا زندہ ہی اُسی نے اپنی فکر وتدبیر وحکمت وعیاری سے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہی حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشائے طلسم زلزلہ عجب عیار مکار ہی اس کی شر سے جو محفوظ ہے وہ ساحر خوش نصیب ہی دیکھو کہان جاکر ملکہ عالم کو مارا ہی کیا جسارت کی ہی خیال کرنے سے طائر ہوش وحواس اُڑتے ہین یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی ماتحت ساحرون کو حکم دیا کہ خبردار وہوشیار رہو سامان جنگ وجدال کرو اسباب جنگ فراہم وموجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک زندہ ہی امروز و فردا مین ادھر آئے گا فکر فتح دربند حنظلیہ کرے گا صاحب لوح طلسمی ہی اُس پر سحر تو اثر نکرے گا الا یکبارگی حملہ ور ہوکر اُس کو گرفتار کرلینا یا دام مکر وفریب مین اسیر کرنا جو اسوقت مناسب ہو عمل مین لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کرلینا آمادۂ جنگ ہوجانا اچھا ہی سب نے عرض کیا ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کرین گے یہان تو خبر قتل ملکہ مذکورہ پہونچ چکی ہی سامان جنگ ہورہا ہی ساحران بیدین اپنے اپنے سحر کی تیاری اور فکر مکاری کررہے ہین کچھ ساحر حکم حنظل جادو سے بیرون دربند برائے اظہار خبر طلسم کشا گئے ہوے ہین لیکن اب حال دربار شاہ طلسم ہود سرمست جادو کا لکھا جاتا ہی کہ شاہ مذکور بصد غرور جلسہ عیش وعشرت مین مع اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر ملکہ صدہا ساحران نامی ونامور جلسہ جشن مین بیٹھے تھے ساریق بن بقا وسختگان یہ دونون بیدین بھی شریک بزم عشرت مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا ولشکر طلسم کشا کا ہورہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم وشادمان تھا خصوصًا ہود سرمست جادو تو خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو دور دور سے طلب کیے گئے تھے اُن مین سے ایک مطربہ خوش گلو وخوب رو یہ غزل گا رہی تھی شاہ ووزیر و اہل دربار وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے ہوے بصد خوشی سُن رہے تھے *غزل*

نکیے صیاد میرے آشیان سے
وہ آئی ہین بلائین آسمان سے
ملایا خاک مین جسدن سے مجکو

گرے شاید نہ بجلی آسمان سے
ملا ہی وہ تو میرے رازدان سے
زمین کو ہی کدورت آسمان سے

مٹا دو جلد ہمکو اب جہان سے
بہت عاجز ہون مین اپنی زبان سے
جنون مین چاک ہو کیونکر گریبان

مجھے آتا ہے وہم اُس بدگمان سے
محبت کی نظر چھپتی نہین ہے
سنون گا لی مگر اُس کی زبان سے
کیا اسواسطے ظالم نے بیدل
یہان غیر اُن کو دیکھیگا کہان سے
مجھے صیاد ہی نے کرلیا قید
چلے گا زور کیا مجھ ناتوان سے

کیا ہے تو مرے رونے نے ایسا
سنون گی چار آنکھین پاسبان سے
وہ صیاد آگیا بجلی نے کڑکو
بہت نالان تھا وہ میری فغان سے
آ واسی شام غم تجھ اس قدر ہے
غرض اب برق کو گیا آشیان سے
فلک کو پھونکتی پھرتی ہے بجلی

اگرے تو سرد ہو برق آشیان سے
تمنا ہے مجھے ذلت کی ہر دم
کہ اب ہو جائے ہشیار آشیان سے
میرے سینے مین دل ہے دل مین وہ ہین
کہ نسبت مات ہے میرے مکان سے
سما جاؤن گا مین اُن کی نظر مین
مشابہ ہے جو میرے آشیان سے

کلیم ایسا ہون یاد دوست مین محو
مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود تعریف اُس مطربہ خوش گلو کی بناز وادا لگے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کرکے ثنا کر رہے تھے سختگان بھی اشعار غزل مطربہ سے سنکے اور سب کو خوش و خرم دیکھکر اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیوانے اور پاگل ہین عبث اسقدر شادمان ہین بیکار محض ہنس رہے ہین جسقدر ہنسے ہین اُتنا ہی روئین گے خصوصًا شاہ طلسم نرلزلہ احمق و بے شعور ہے قتل طلسم کشا وغیرہ کا جشن کیا ہے کیسا نابکار ہنس رہا ہے یقین ہو گیا ہے کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دست ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اُس کی آشکار ہے کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی درحالت موجودگی لوح طلسمی ہاتھ سے کسی ساحر کے قتل نہین ہو سکتا ہے اور سحر کسی ساحر کا اُس پر اثر نہین کر سکتا ہے خصوصًا خواجہ طیفور گرد پا ایسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر و غیر ساحر قتل کرے کیا ممکن ہے ہان قید ہو جانا اُن کا ممکن ہے قتل ہو جانا نامبردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہین سکتا ہے یکایک سوے فلک سے صداے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم متردد و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے خصوصًا شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان دیکھنے لگا سختگان نے اپنے دل مین کہا کہ ضرور کوئی واقعہ غم افزا ہوا ہے خبر اُس واقعہ پر الم کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہین بلندی سے سوے پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہین ہنوز سختگان اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ کچھ ساحر پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آکر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت مین شور فریاد و فغان ہونے لگا شاہ طلسم نے گھبرا کر از حد متردد ہو کر پوچھا کہ اے نالانو بزم عیش و عشرت مین آکر کیون روپیٹ رہے ہو بزم عشرت کو محفل غم بنا رہے ہو بدتمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو کچھ سبب گریہ و نالہ بیان تو کرو انھون نے تمام حال بے جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مفصل بیان کیا ہنوز ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صداے نالہ و فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر سحر کے پیرون نے آواز بلند و حزین خبر قتل و ہلاک ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ ہوے شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنکے زرد رنگ ہو گیا صدمے سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا خوشی و خرمی مبدل برنج و غم ہوئی اشک آنکھون مین بھر آئے دست افسوس زانو پر مارنے لگا مطربہ چہرہ و پیروناچ رہی تھی اور گا رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ او مطربہ جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہو گیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطربہ مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم و برہم ہوئی جملہ
اہل بزم کبھی سوائے ساریق بن بقا و سحنگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہو گئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ طلسم نے بعد
اشکبار ہونے کے آہ سرد دل پر درد سے کر کے کہا کہ ہم کو جدہ کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ اُن کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہو گا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
اُن کا سایہ ہمارے سر سے عجب طور سے اٹھ گیا کہ لاشہ بھی اُن کا کسی کو دستیاب نہوا غذائے
دشمن جان ہو گئیں سحنگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کیا عرض
کیا تھا یاد تو ہو گا جو کچھ عرض کیا تھا اُسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اُس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ قتل ہو گئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اُن کو کوئی قتل
نہیں کر سکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوئے ہوں گے احباب اُن کے اُن کو جگا دیے گئے ہوں گے
دوست اُن کے زمین و آسمان سے وقت بد میں پیدا ہو کر اُن کی مدد کو موجود ہو جاتے ہیں یہی ہوا جو
کہا تھا اب صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملک جی صدمہ ہلاکت
جدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جا کر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں کیسی ہے تو ہو دیکھا جائے گا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اٹھکر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کر کے جائے قیام
سے اُن کے آگاہ ہو کے اُن کی ہلاکت و قتل میں کوشاں ہو اس ارادے سے تمام اراکین مثل
اشفاق جادو و زہرہ و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و ذی مدار باخبر ہو کر اُس کے
قدم سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے یہ دن شہنشاہ پر گراں ہیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی نمکخوار کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوے دربند اول جانے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ بمکر و فریب اُس کو اسیر کر کے خدمت حضور میں بھیجے گا عیار کو بھی اُس کے گرفتار
کر لے گا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند میں اور ہیں اُن میں سے کوئی نہ کوئی اُن کو
کسی فکر و تدبیر سے قتل و اسیر کر لے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان و مرتبہ ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام سخت و گراں میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیر خواہ ہیں ہرگز نجانے دیں گے شہنشاہ ساحران اپنے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیر خواہ اپنا اُن کو جان کے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعدہ دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے ساریق بن بقا مع سحنگان اپنے مکان و قیامگاہ
کی طرف جا کر داخل مکان ہو کر سحنگان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے وزیر من فہمیدی
حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام سحنگان نے جھلا کر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر ہی یہ ہی ہو تقدیر

تازہ مفید مطلب کیا کیجیے گا اتنی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تدبیر کیجیے گا اور جو تقدیر بقول آپ کے
آپ نے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک
ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل و ہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے
شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پر بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چندمدت کے صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کیے ہوے
دلیرانہ یہان تک آجائین گے اور آپکو یہان سے کہین بھاگنا پڑے گا ساریق نے جواب دیا کہ ابھی
تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئے گا دیکھا جائے گا یہان سے
اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ و شہریار کے ملک مین جائینگے فی الحال ماراجہ غم
اگرچہ جدہ شاہ طلسم قتل و ہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہمنے یہی تقدیر کی تھی سخنگان نے تقریر
ساریق سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ مہمل ہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر
ہوئی ہی اس سحر صدمہ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اُٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب
حال خواجہ طیفور کا دیا لکھا جاتا ہی کہ جب جانلیس خبیث و شیطان نے حسب المطلب آکر ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اُس کے مرنے کی علامت دفع ہو چکی مقام گنبد
سامری مین ہلچل اور تہلکہ پڑ گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال واسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خبیث
مذکور کو رخصت کر کے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس
آہن کلان لٹکا ہوا ہی اُس مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اُس کی سوزن
ہی گوکہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اُس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بے حس و حرکت ہی کیونکہ دست و پا
رسن وغیرہ سے بندھے ہوے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گوکہ اسیر ہی مگر چہرے پر
آثار مسرت ہین خواجہ نے اُس کے قفس کے پاس جاکر در قفس کھول کر دست و پا بھی اُس کے
وا کر کے قفس سے اُس کو نکالا اُس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو
چوس کر قابو مین لاکر کہا کہ اے خواجہ ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم
کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمھارے
آنے کا خیال کبھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمنے عیاری کر کے
اُسے ہلاک کیا واقعی تمھارا مثل و نظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی
جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین کچھ اُن کا حال بیان کرو خواجہ نے
کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اُن کے پاس
ہین مین اُن کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ برائے دفع تاریکی لوح طلسمی اسمائے الٰہی
سے ایک اسم اور دعائے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلہ کشی کا ارادہ کیا تھا
ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اُس کا دفع ہو گیا ہی سیاہی لوح
بھی دفع ہو گئی ہوگی اب خدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نکرو خواجہ نے کہا کہ
ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اُس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور
گیروی پوشاک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت بہمن گنبد نشین
بنے مانند بیراگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بڑے بڑے بالون کا ایک انبار مانند

دستار کے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت و منع ہوکر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدرہ آتش فشان چہار طرف سے اُس کو اُٹھا کر لے چلین اور بالاے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہوا کرے ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالاے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہو چکا
خواجہ بصورت مذکور بالاے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو
اپنے ایک بالکے کی فرضی صورت پر بٹھایا پھر ایک بڑا اسفند و قحبہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کر کے سوے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کر کے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہمراہ خواجہ کے چلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالون کا مانند دستار کلان کے باندھے ہوے ڈھیر بالون کا اپنے
سر پر رکھے ہوے بہمن گنبد نشین بنے ہوے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو اپنا بالکا بنائے ہوے
تخت سحر پر سوار اژدرہاے سحر چار طرف سے تخت اُٹھائے ہوے شعلہاے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی اور پے در پے برق چمکتی ہوئی
صداے رعد ابر سحر سے آتی ہوئی باین کر و فر و باین شان و شوکت سوے دربند اول چلے تین
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا مدعی الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشاے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے بتعلیم و ارشاد
درویش مذکور الصدر کے جس نے صحرا مین تعویذ دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعاے دافع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا برکت اسم اعظم الٰہی و دعاے متبرکہ و نیز ہلاک ہونے ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل و الطاف ربانی سے لوح روشن ہو گئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہو گئی اب راے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور گردپا کے آنے کا کرین یا اس جگہ
سے سوے دربند اول براے فتح دربند اول طلسم زلزلہ بے تامل چلین انھون نے عرض کیا کہ
ہماری راے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہوا اسی پر عمل کیجیے امیر باتوقیر
نے راے ان کی پسند کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھکو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہان سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے بحرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی ہمکو
یہ ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہان سے جانب دربند اول چلو بحرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہان سے سوے دربند اول روانہ ہون تو موافق ہدایت لوح عمل کیجیے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوے بہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
اعانت خدا پر نظر کر کے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو اُس درہ کوہ سے اُن چند یعنی دس بارہ خدمتگارون کو جنکو خواجہ طیفور گردپا نے
واسطے کار و بار و خدمت کرنے کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریون پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جھولیان بھر کر روانہ ہوے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع اُن چند خدمتگارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران مرکب سے اُتر کر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر جلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے حنظل جادو جاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند تخمینا دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہے خیمہ ایستادہ کرایا ہے ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی سب اشخاص غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہے حنظل جادو یہ خبر سنکے خوش ہوکر کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہے تو اُس کا قتل و اسیر کرلینا کیا مشکل ہے ہم کو خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئے گا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہے یہ اپنی خوش اقبالی و خوبی بخت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار ہو اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو مقتضاے دلیری و خیرخواہی شاہ طلسم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سرحد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین بیرون دربند جاکر اُس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرلین اُس کے ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون بمجرد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا جملہ ساحر آگاہ ہوگئے کمربندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر سے بھر کے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحر کی براے سواری پیدا کین اتنی دیر مین حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر چالیس رفقا کو اپنے ساتھ لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہے ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہے دیکھتے ہی خوش ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اُس کے تخت سحر کی سواریون پر سوار یمین و یسار اُس کے چلے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار ترسول پیسول ہاتھ مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار تھے خیمہ ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اُترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا کہ ناگاہ سامنے سے لکہ ہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے بجاے آب آگ کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرضکہ عجائب و غرائب آثار اُن لکہ ہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہوتے تھے صاحبقران عالم ذیشان سمت لکہ ہاے ابر سحر دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہ ہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین کیسے یہ ابر کے ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہے اور از حد برق چمکتی ہے صداے رعد بھی ایسی آتی ہے کہ ایسی مہیب آواز رعد زور و شور سے کبھی سننے مین نہین آئی ہے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہ ہاے ابر سحاب سحر ہین شاید مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و پیکار آمادہ آیا ہے افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لشکریون کو

ایسے وقت میں جا کر لے آئیں فرودگاہ لشکر سے اگر آگاہ ہو جائیں تو ابھی سب کو یہاں بلا لائیں حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہیں ساحروں سے کیا لڑ سکیں گے مگر شان و شوکت حضور لشکر اہل اسلام کے یہاں آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ ہمیں اپنے لشکر کے یہاں طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہی اہل لشکر یہاں آ کر کیا کریں گے جنگ یہاں ساحروں سے ہی غیر ساحروں سے نہیں ہی سوا اس کے مقتضائے شجاعت و بہادری سے یہ بعید ہی کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہاں طلب کریں خداوند عالم حامی و مددگار ہی اگر وہ چاہے تو ایک پشے کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہی اُس کے اختیار میں ہر شے ہی گو ادھر از حد قلت سپاہ ہی بجز معدودے چند کے جمعیت کثیر نہیں ہی اور حنظل جادو بقول تمہارے ہمراہی لشکر گران ادھر آتا ہی مگر کچھ اندیشہ نہیں ہی ہم کو اُس کی اعانت و نصرت کا بھروسہ ہی وہ مسبب الاسباب ہی کچھ نہ کچھ سباب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی صاحبقران کشورستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ لکہ ہائے ابر سیاہ قریب آ کر شق ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُن ابر کے ٹکڑوں سے ساٹھ ہزار ساحر مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہاتھوں میں ترسول پنسول لیے ہوئے گلوں میں زنار ڈالے ہوئے پیشانیوں اور بازوؤں پر تلک اور کنور چندن کے نشان مرزائیاں بر میں دھوتیاں باندھے دوش پر جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی پیدا ہوئے حنظل جادو تخت طاؤسی پر سوار کلاہ زریں سر پر رکھے ہوئے درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا بنظر تند و تیز و حقارت سوئے طلسم کشا و ہمراہیان چند طلسم کشا پر نظر کر کے اپنے رفقائے نامور سے مسکرا کر کہنے لگا کہ دیکھو انہی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے ساتھ لے کر طلسم کشا برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ آیا ہی بظاہر دیوانہ ہی یا اجل اس کی کشاں کشاں اس کو ادھر لائی ہی بھلا ان دس پندرہ آدمیوں کی جمعیت سے طلسم کشا کیا ہم سے لڑے گا ان دس پندرہ آدمیوں میں بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہی باقی غیر ساحر ہیں تم دیکھنا کہ ہم ایک چشم زدن میں طلسم کشا کو اسیر کر لیں گے ہمارے لشکری ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیں گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں آپ کے نزدیک ان چند کس کا قتل و اسیر کر لینا کیا مشکل ہی بلکہ آپ کے ملازموں کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ہی طلسم کشا اگرچہ صاحب لوح طلسمی ہی اور سنا ہی کہ شجاع و بہادر ہی مگر کہاں تک بقوت بازوئے تن تنہا حضور کے ساحروں کو تیغ کرے گا آخر کار دست و بازو تھک جائیں گے خستہ و ماندہ ہو کر خود ہی مرکب سے گر پڑے گا ایسی حالت میں لوح طلسمی اس کے گلے سے لے کر ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے سوئے پستی مع اپنے تمامی ساحران لشکر کے آیا فی الفور اس کے حکم سے چند ساحروں نے بزور سحر میدان جنگ کی درستی کی کسی ساحر نے ایک ناریل جوگی دار سحر دم کر کے ایسا مارا کہ وہ دور جا کر شق ہوا شعلے آتش سحر نے تمام اشجار و خار و خس جھاڑی جھنڈی کو جلا کر ایک دم میں خاک کر دیا کسی ساحر نے اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر برسا اور اس ابر سے پتلے سحر پیدا ہوئے ہاتھوں میں ان کے بیلچے کودالیں وغیرہ آلات چھوٹے چھوٹے زمین پست و بلند کرنے کے تھے انھوں نے سوئے پستی آ کر بعجلت دور تک میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کر کے بارش آب سے

گرد وغبار کو دفع کیا پھر ملازمون نے بعجلت تمام خیام وبارگاہ ایستادہ وبرپا کین فراشون نے
درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اُس کے دلمین
خیال آیا کہ ان چند اشخاص وطلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز زیادہ قیام پذیر ہونا
عبث ہی آج حسب دستور وقاعدہ طبل جنگ ونفیر سحر اپنے لشکر مین بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ
مین ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل واسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ
ہو گے بعد فرو کش ہونے ساحران لشکر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ
ونفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ ونفیر سحر کی صدا اُس کے لشکر سے بلند نہوئی تھی کہ صاحبقران
کشورستان نے ایک نامے مین حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ
ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اُس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند
خدمتگارون کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے
اُتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گل پوش جادو بھی طاؤس سحر سے اُتر کر روبروے امیر باتوقیر
بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبرو صاحبقران عدے ہاتھون مین لیے ہوے
کھڑے ہوے صاحبقران کشورستان گاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر
حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھکر امیدوار اعانت ومددالہی ہوتے تھے
ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے مین بیٹھے ہوے تھے اُدھر حنظل جادو کو بذریعہ ساحران
خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادمون کے نامہ طلسم کشا لیے ہوے آتا ہی یہ خبر سنکے باوجود
دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو
کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اُس کو بحرمت بارگاہ مین لیگئے
بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہو کر حنظل جادو کو سلام کیا اُس نے باحترام معزز جان کر اپنے
قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی
بادہ گلنار لے کر حاضر ہوا پھر اشارہ حنظل جادو سے جام بلورین شیشے سے بادہ گلرنگ
انڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامہ دار مذکور نے جام می دست ساقی سے لیکر
شراب پی جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار طلسم کشاے طلسم زلزلہ
حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط واعزاز نامہ نامہ دیا اُسنے
نامے کو لے کر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو
کہ لائق ستائش وپرستش وسجدہ بجز خالق کون ومکان کے کوئی نہین ہی اور دین اسلام
سے کوئی دین بہتر نہین ہی دین حق دین اسلام ہی شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندہ خدا ہی لیکن
گمراہ کنندہ ہی قابل خداوندی ولائق سجدہ نہین ہی اسی طرح جس قدر ادیان ہین سب باطل ہین
اگر ہو د سر مست جادو خداوند ہوتا تو مجھے خائف وترسان نہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا
ہمارے خوف سے طلسم باطن مین چھپ کر نہ بیٹھتا سواے شاہ طلسم زلزلہ کے سارِیق
بن بقا وزمرد شاہ باختری وسامری وجمشید وفرعون وغیرہ جنھون نے دعویٰ
خدائی وخداوندی کیا ہی وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہین ہین ؎ پرستش کے قابل
وہی ہے خدا + ہویدا ہر اک شے کو جس نے کیا + رہین در فلک کو کب ومہر وماہ +

یہ مصنوع ہین اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعہ نامہ تجکو ہدایت کی جاتی ہی لازم ہی کہ راہ راست پر
آ دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہین حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاء اللہ
تعالی بہت جلد فتح کرین گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کر کے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کرین گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نچھوڑین گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہی ضرور یہ طلسم فتح ہوجائے گا ہم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بدبختی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہوکر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت بجواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہم خیرخواہ
و نمکخوار قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہین ہرگز نمکحرامی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند سے نکرین گے
تمہاری اطاعت کبھی اختیار نکرین گے اپنے دین آبائی کو نچھوڑین گے دلیرانہ تم سے لڑین گے
دین اسلام کبھی قبول نکرین گے بعد ازان نامہ مذکور نامہ بر کو دیا بحرین جادو حنظل جادو
سے رخصت ہوکر بارگاہ سے باہر آکر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ذیشان مین آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور گذرا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھکر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہی راہ راست پر نہین آتا ہی خیر اللہ ہمارا معین و مددگار ہی جو اُسکو منظور و مناسب
ہوگا اُس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران گیتی ستان بحرین جادو سے ہمسخن تھے کہ یکایک
لشکر حنظل جادو سے صداے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہان تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب نہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشاے سامان و بے لشکر آیا ہی
لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ دو چار نقارے اپنے لشکر سے طلسم کشا کے پاس بھیجدینا
چاہیے دشمن سے بھی ایسی نیکی کرنا چاہیے تاکہ حوصلہ طبل جنگ بجوانے کا دل طلسم کشا مین
نرہے سوا اس کے اسوقت چند نقارے بھجوا دینا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہی
کیونکہ ایسی بے سرو سامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کے فتح کرنے کو نہین گیا ہوگا
جس طرح صاحبقران ہمارے دربند کے فتح کرنے کو اور ہمسے مقابلہ کرنے کو آئے ہین یہ
بات بھی دنیا مین اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے چھوٹے بدست ساحران
سپاہ اقبال صاحبقران مین بھیجدیے ہرچند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہمکو ان نقارونکی
کچھ ضرورت نہین ہی بجائے طبل و نقارہ نفیر سحر بحرین جادو بجا دے گا لیکن اُن ساحرون
نے گفتگوے امیر با توقیر کچھ نہ سنی نقارے سامنے رکھکر یہ کہکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اسواسطے ارسال کیے ہین کہ آپ بھی اپنے لشکر مین
اگرچہ چند آدمیون کا ہی یہ نقارے بجوائیے ان کے لینے سے انکار نہ کیجیے بحرین جادو
و ملکہ بہار و گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقارون کے آنے سے
کچھ رنج اپنے بے لشکری و بے سامان ہونے کا نہ کیجیے بلکہ خوش ہوجیے کہ یہ فال مبارک ہی
انشاء اللہ تعالی آپ اپنے اعدا پہ فتحیاب ہوجیے گا طبل و علم لشکر عدو آپکے ہاتھ

آئین گے صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگارون کو حکم دیا کہ ان نقارون کو بجاؤ انھون نے سحر سے چند لکڑیان لا کر وہ نقارے انھین لکڑیون سے بجائے اب دونون جانب طبل و نقارہ سنبلی و نفیر سحر بجائی گئی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو مین ہونے لگی آگیاری ہونے لگی سحر کے ہیرا آنے لگے بچہ خوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام شب تیاری سحر مین اُن ساحرون نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان جنگ مین آ کر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگارون کے بمقابلہ سپاہ حنظل جادو جا کر کھڑے ہوے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ مین بالاے اژدر سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہوش ربا مست جادو حاکم طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بے سر و سامانی مین و بے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہی اور فتحیاب ہونا غیر ممکن ہی اگر لوح طلسمی و تیغہ فنا قبضے مین آگیا ہی تو ان دو اشیاء سے کیا ہو سکتا ہی بس مناسب یہی کہ طلسم کشائی سے باز آ کر لوح طلسمی و تیغہ فنا حوالہ مالک در بند اول حنظل جادو کے کر کے بخیر و عافیت سوے انجم حصار اپنے لشکر مین چلے جاؤ جنگ سے ہاتھ اُٹھاؤ ذرا اپنی تنہائی و بے سر و سامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے باین بے سر و سامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا و خواہش اسباب بے بہاے طلسمی کی ہی تو مال دنیا سے بھی تمکو اسقدر دلوا دیا جائے گا کہ دامن حرص تمھارا بھر جائے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نکروگے تو پچھتاؤ گے آج اس میدان جنگ سے اپنے خیمے مین زندہ نجاؤ گے یا قتل ہو گئے یا اسیر ہو گئے مین رفقاے حنظل جادو سے ہون نام میرا ہلال احول چشم جادو ہی میرے ذریعے سے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہی ورنہ بحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج دیکھو صاحبقران گفتگوے ہلال احول چشم جادو سن رہے تھے جواب اُسکو ندیا تھا نہ کوئی اس طرف سے اُس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوے آسمان ایک لکہ ابر ظاہر ہو کر ہوا پر قایم ہو کر محیط ہونے لگا پھر اُس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق چمکی نہایت زور و شور سے صداے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونون لشکرون کے جانب ابر مذکور بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک از حد زور و شور سے برق کڑکی صداے مہیب رعد ہویدا ہوئی اکثرون کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور مین آئی بعدہ دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدر سحر اُٹھائے ہوے تھے اور شعلہاے آتش اُن کے دہنون سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا اُس تخت سحر پر ایک پارۂ ابر سایہ فگن تھا اُس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھکر سب کو حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی سوے فلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر با واز بلند کہا کہ آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر تخت اپنا بلندی سے قریب پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بلکے کے تخت سحر پر بکر و فر بیٹھا ہی

بالائے سر اُس کے ایک لکہ ابر ہی اُس سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہی جوگی کی بڑی بڑی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی ہین آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہین ایک انبار بالون کا مانند دستار کے سر پر ہی گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کہان سے تشریف لائے ہین سبب غصہ کیا ہی آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہین تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کے لیے ہمارے صدہا ملازم موجود ہین جوگی مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام ہمکو بہمن گنبد نشین کہتے ہین کون ایسا ساحر ہی کہ ہمکو نہین جانتا ہی ہم شہرہ آفاق ہین سیر کنان اپنے مسکن سے ادھر آئے ہین ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہی کہ تو اسقدر فوج کثیر کی جمعیت سے صف آرا ہی اور مقابل تیرے چند کس ہین ان غریبون پر کیون فوج کشی جائز رکھی ہی ان لوگون نے کیا خطا کی ہی بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہین اور تو نہایت ظالم قصی القلب ثابت ہوتا ہی کیونکہ ان چند شخصون کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا ہی ان بے گناہون کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین کیا قصور انھون نے کیا ہی ہم منصف طبع ہین ظالم کے شریک نہین ہوتے ہین مظلوم کے شریک ہوکر اُس کی مدد کرتے ہین حنظل جادو نے ڈر ڈر کر کہا کہ جو لوح اپنے گلے مین ڈالے ہوئے ہی یہ طلسم کشا ہی دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی واسطے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے مع ان چند کس کے آیا ہی مالک دربند اول مین ہون نام میرا حنظل جادو ہی واسطے اس کے قتل و اسیر کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہون اب اس دشمن شاہ طلسم و عدوے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کرون گا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤن گا یہ غریب نہین ہی نہ مسکین ہی اس پر رحم کرنا اچھا نہین ہی جوگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ ہمکو اس سے غرض و مطلب نہین کہ یہ طلسم کشا ہی اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی ہم تو بظاہر دیکھتے ہین کہ اسوقت یہ شخص بعدے و چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہی یقینا مظلوم معلوم ہوتا ہی بس اب ہم اس کی طرف داری سے باز نہ آئین گے اس کی جانب سے تجھسے مقابلہ و محادلہ کرین گے تو مغرور ہی تیرے غرور و نخوت کی سزا تجکو دین گے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف لے جاکر موے سر خبیث و نسل شیطان کو گرمی ہوا دہن پہونچائی فوراً سامنے سے ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی خبیث مذکور حاضر ہوا حنظل جادو وغیرہ اُس کی ہیبتناک صورت دیکھکر خائف ہوے کیونکہ وہ صورت عجیب سے اگر کبھی قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہی کیون اسوقت مجکو طلب کیا ہی جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنون سے تجھے لڑوانا منظور ہی اور تیری دعوت و ضیافت انھین دشمنون کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہی لہذا جا وہ ساحر جو لشکر سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی اُس کو جاکر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے اور بھوک ہو تو گوشت بھی اُس کا کھا لے یہ سنکے خبیث مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت مہیب و اصلی مجسم ہوکر چلا ادھر حنظل جادو اپنے دل مین گھبرا کر کہنے لگا کہ شاید یہ بہمن گنبد نشین کا یہ تیلیر سحر ہی یا کوئی بلائے سخت و جان ستان ہی ادھر صاحبقران جوگی پر نظر کرکے اُس کی تقریر سنکے حیران ہوے بجائے خود شکر خدا بجا لا کر بحرین جادو وغیرہ سے کہنے لگے دیکھو ہماری

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو ادھر بھیجدیا بحرین جادو
وغیرہ نے حیران ہوکر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہی خدا جانے یہ جوگی کون ہی کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہی نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہی مرد معقول معلوم ہوتا ہی کہ ہم سب بے سر و سامان
و بے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہی ابھی بحرین جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو دونون
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ یکایک خبیث مذکور کہ خلقت اُس کی نار سے ہوئی تھی ہلال احول چشم جادو کے پہونچا اُس نے بعجلت تمام ناریل جوئی دار سحر دم کرکے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہاے آتش پیدا ہوکر سوے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور اُن شعلون کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہوکر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو تجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہی یہ نہین جانتا کہ مین خود ہی خلقت نار سے ہون اس آگ سے کب ڈرتا ہون یہ کہکر منھ اپنا
مانند دہن بلاے جان ستان کھول کر اُن شعلون اور شرارۂ آتش کو دہن مین لے کر مانند برق
چمک کر ہلال احول چشم جادو کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر گلا دبا کر لہو اُس کا پی کر توڑ مروڑ کر زمین پر
پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہواے تند چلی حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ ہلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہوکر فی الفور اپنے رفقا کی طرف دیکھا اُسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر سحر پر سوار ہوکر آگے بڑھا میدان جنگ مین آکر اژدر کو روک کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہوکر پکارا کہ او جوگی بیراگی صحرائی آ مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہی جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشان کشان تجکو بھی میدان جنگ مین
لائی ہی گھبراتا کیون ہی ہلال کے پاس تجھ بداختر کو بھی پہونچائے دیتا ہون میری کیا بھلا
شامت ہی کہ تجھ ایسے ذلیل و حقیر ساحر سے خود مقابلہ کرون وہی میرا پتلہ سحر تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ ایک تجکو کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہی تو ابتداے جنگ کر کوئی سحر سخت کر حوصلہ اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سُنکے برہم ہوکے نارنج اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسماے سحر اُس پر دم کرکے سوے بہمن گنبد نشین مارا ادھر جوگی کے بالکے نے کارد سحر
لگائی ہنوز نارنج شق نہوا تھا کہ وہ کارد سحر سے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
جوگی نے باواز بلند کہا کہ او جانیس کہان ہی جلد آ لے اس نابکار ہمارے دشمن کو خبردار یہ
ناہنجار بھاگنے نپائے غرق زمین نہونے پائے نہ سوے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
ہلال کے ہلاک کر راوی ناقل ہی کہ بمجرد آواز دینے کے وہ خبیث فی الفور ظاہر ہوکر جانب اختر
مانند برق کے چمک کر چلا ہر چند اختر جادو نے سحر پڑھکر دستک دینے کا قصد کیا تھا پتلہ سحر کو
طلب کرنا چاہا تھا مگر اتنی مہلت نملی کہ دستک دے اور پتلۂ سحر کو بلاے خبیث مذکور نے جاتے ہی
اُس کی گردن مروڑ کے سر اُس کا دھڑ سے کھینچ لیا لہو اُس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اُس کا تڑپ کر سرد ہوگیا اس کے مرنے کی بھی بدستور مرقوم علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمۂ سخت ہوا خبیث مذکور پھر
سب کی نظر سے غائب ہوگیا حنظل جادو نے پھر اپنے جانب یمین رفقا کی طرف نظر کرکے کہا
کہ تم مین کون ایسا ساحر ہے کہ جو جاکر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہان آکر غضب کیا ہی

شہریک طلسم کشا ہو کر دو رفیقون کو ہمارے قتل کیا ہی عجب طرح کا اس کا سحر ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مجرد اس کہنے کے ایک رفیق مسمیٰ بدر جادو مجمع رفقا سے نکل کر گویا ہوا کہ مجکو اجازت جنگ دی جائے مین اس جوگی کو جاتے ہی قتل کر کے سر اس کا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لے آؤن گا اس کے تیلہ سحر کو آنے بھی نہ دون گا حنظل جادو نے خوش ہو کر اُس کو اجازت حرب دی بدر جادو عقاب سحر پر سوار ہو کے گولہ فولادی ہاتھ مین لیے ہوے بار بار اُسکو اُچھالتا ہوا اور مانند گیند کے روکتا ہوا اسماے سحر زبان پر اپنی جاری کرتا ہوا لشکر سے نکلکر عرصہ کارزار مین آیا ادھر جوگی نے اپنے بالکے سے چپکے سے کہا کہ یہ نابکار نہایت ہوشیار ہی پہلے ہی سحر پڑھتا ہوا فولادی گولے پر دم کرتا ہوا میدان مین آیا ہی جلد اس کی فکر ہلاکت کرنا چاہیے بالکے نے جواب دیا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دیکھا جائے گا ابھی جوگی اور بالکے مین آہستہ آہستہ گفتگو ہو رہی تھی اور مردان ہر دو لشکر دیکھ رہے تھے کہ بدر جادو نے کارد نکال کر پیشانی اپنی شگاف کر کے خون پیشانی کا اُس گولہ فولادی پر چلو سے چھڑک کے سامری کو پکارا کے وہی گولہ سوے بہمن گنبد نشین بقہر و غضب مارا ادھر بالکے نے اُس گولے پر نظر کر کے کچھ پڑھ کر اپنی انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ گولا مانند خیار تر دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گرا فی الفور جوگی نے پکار کر کہا کہان ہی جلد آ بمجرد پکارنے اور بلانے کے خبیث مذکور بدستور ظاہر ہو کر گویا ہوا کہ حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہی مین کہین گیا نہین تھا موجود تھا جب تک آپ حکم نہ دین گے نجاؤن گا جوگی نے کہا کہ جلد جا اس نابکار ہمارے بدخواہ کا کام تمام کر خبیث مذکور نے بسرعت تمام جا کر بدر جادو کو پکڑ کر توڑ مروڑ کر اعضا اُس کے جدا جدا کر کے کچھ لہو پی کر گوشت فربہ اُس کا کھایا اور باقی ماندہ کو زمین پر ڈال کر نظر سے غائب ہو گیا اسی طرح چند ساحران نامی و نامور لشکر حنظل جادو سے نکل نکل کر یکے بعد دیگرے میدان جنگ مین آئے اور کام آئے جوگی کے حکم سے خبیث مذکور نے اُن کو ہلاک کیا آخر کار خوف جان سے کوئی ساحر لشکر حنظل جادو سے برائے مقابلہ بہمن گنبد نشین نہ نکلا اُسوقت حنظل جادو نے برہم ہو کر اور کتنی لاشے ساحران نامی کے بالاے خاک دیکھکر بہت افسوس کر کے جملہ ساحران لشکر سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا کہ اے ساحران وفادار و جان نثار و اے نمکخواران شاہ طلسم ذی وقار کیا دیکھ رہے ہو تم سب ساٹھ ہزار ہو دلیرانہ بڑھ کر اس جوگی کو اور طلسم کشا وغیرہ کو چار جانب سے گھیر کر آتش سحر برسا کر خرمن حیات دشمنون کا جلا کر خاک کر دو پھر مجھ سے خلعت و انعام لو مین بھی تمہارے ساتھ ان دشمنون سے لڑون گا دیکھو یہ وقت حق نمک ادا کرنے کا ہی بہادری و دلاوری و کمال و ہنر ظاہر کرنے کا ہی لازم ہی کہ یکبارگی ہمراہ میرے بڑھو اور چند اشخاص کو قتل کر و سر میدان جنگ تمام پیدا کرو یہ کہکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ساٹھ ہزار ساحر بھی یکبارگی اُس کے ہمراہ ناریج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار کارد سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لے کر اسماے سحر پڑھتے ہوے اسباب سحر پر دم کرتے ہوے یون بڑھے جیسے دریا بڑھتا ہی یا زور و شور سے سیل آتی ہی یا طوفان عظیم آتا ہی ادھر جوگی نے پکار کر کہا کہ اے جانیس جلد آ یہ سب دشمن ادھر آتے ہین حتی الامکان ان کو روک اور ہلاک کر اور جہان تک ممکن ہو خون ان کا پی لے گوشت ان کا سیر ہو کر کھالے خبیث مذکور یہ مژدہ سنکے یون چلا جیسے شیر گلہ گوسفندان پر جاتا ہی

پھر جوگی نے اپنے بالکے سے کہا کہ ہوشیار رہو جانا چاہیے سپاہ دشمن آتی ہو جنگ مغلوبہ غضب کی ہوگی سحر و ساحری از حد ہوگی میرا بھی خیال رہے بالکے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال ہو تو نہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہان یہ راے خوب ہو مگر وقت ضرورت نہان ہو جاؤن گا بالفعل تو بیٹھا ہون یہ کہکر کچھ گولے صندوقچے سے نکال کر روبرو رکھے اُن مین سے ایک گولہ اُٹھا لیا اتنی دیر مین حنظل جادو نے بڑھ کر گھیر لیا نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر ماش سرسون ہنولے روئی کے سحر دم کرکے مارنے لگے شعلے اور دھوان پیدا ہونے لگا ہر طرف ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا ادھر جوگی کا بالکا بھی جوگی کی حفاظت کرکے لڑنے لگا ساحرون کا سحر دفع کرکے اُن کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھکر گلدستہ ہاتھ مین لے کر آگے بڑھی اسماے سحر دم کرکے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیان اُس کی جدا ہوئین جس جس ساحر پر اُس گلدستۂ سحر کے پھول اور کلیان پڑین اور خوشبو اُن گلون کی جس کے دماغ مین پہونچی فی الفور پھول اُٹھاکر سونگھکر دیوانہ ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشقی ملکہ بہار کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جس جس ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی اُٹھاکر سونگھ لی اُس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے سوے ملکہ بہار گل پوش جادو چلے قریب تر آکے پکارے کہ اے ملکہ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہین ایک زمانے سے مشتاق وصل ہین امیدوار نظر توجہ ہین ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جاکر سر حنظل جادو لاؤ اور اُس کے ساحران لشکر کو قتل کر دو یہ سنکے وہ سب ساحر بصد خوشی یہ کہتے ہوے سوے حنظل جادو چلے کہ ہماری ملکہ کا جو حکم ہو اُسے بجالانا ضرور ہو حنظل جادو اور اُس کے لشکر کے ساحرون کی تو کیا حقیقت ہو اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جاکر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اُس نابکار کا کاٹ کر براے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ گلپیرہن کے حکم کو بجالاتے یہ کہتے ہوے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بار بار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے اپنے ہی لشکر کے ساحرون کو وہ دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار ہوکر قتل کرنے لگے ملکہ بہار مذکور دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلاے سحر کرکے حالت دیوانگی مین اُن کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو مین دیوانون نے آفت برپا کر دی سپاہ و ساحران مین تہلکہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا کہ واہ وا این گل دیگر شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحرون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل کر رہے ہین یہ کیا آفت تازہ برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو ہوکر میرے فوج کے ساحرون کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہین یہ حال معلوم کرکے دفع سحر ملکہ مذکور کرکے اُن دیوانون کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع کیا اکثر کو قتل کیا بعدہٗ سحر کرتا ہوا سوے بہمن گنبد نشین دطلسم کشاے طلسم زلزلہ چلا بحرین جادو نے اپنے سحر سے دریاے مواج و قہار سحر پیدا کرکے اُن ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اُسی بحر سحر مین غرق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ مین لوح طلسمی لے کر دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کر تلوار سے قتل کرنا شروع کیا نعرے کوہ شگاف دمبدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھا کر گئے سیکڑون ساحرون کو تہ تیغ کیا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار لگا دیے جوگی کے بالکے نے بھی ایسے ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوا سیکڑون ساحرون کو ابر سحر پیدا کر کے آتش سحر برسا کر جلا کر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جو گولے لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ کچھ عجب گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہو کر شعلے پیدا کر کے جلا دیتے تھے دھوان بھی اُن گولون سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا تھا تو وہ نہ رکتے تھے شورہ اور باروت کی بو گولون کے شق ہونے سے پیدا ہوتی تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہو کر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک اپنے پاکر کچھ اوپڑھ کر غائب ہو جاتے تھے خبیث مذکور بھی جس طرف جاتا تھا ساحرون کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ چند شخصون نے وہ کارزار بزور شمشیر آبدار و باسباب سحر کی کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو قتل و ہلاک ہوے مگر ساٹھ ہزار ساحر تھے سحر ہجوم اُن کا چندان کم نہوا حنظل جادو سحر بحرین جادو کو مٹاتا ہوا ساحران مبتلاے سحر بلکہ بہار کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا جوگی کے بالکے کے سحر سے گاہ بچتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا خبیث مذکور سے جان اپنی بچاتا ہوا اُس سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا اُڑتا بھرتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اُسوقت جوگی یعنی بہمن گنبد نشین نے بآواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جایئے کہ حنظل جادو نزدیک آگیا ہے یہ ساحر بلاے روزگار ہے مالک و حاکم دربند اول یہی ہے عجب نہین کہ طلسم بند ہوا اس کے شر و فساد سے بچیے اگر کہیے تو اپنے پتلہ سحر کو حکم کرون کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا باقی نرکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبہ مین بآواز بلند جواب دیا کہ اے بہمن گنبد نشین تم اپنے پتلہ سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم ندو اگر یہ قریب ہمارے آگیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر مین تھے یہ اپنے پانون سے سوے اجل آیا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم مین اس کو براہ عدم بتادے گی اگر اس نے ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ جانبر ہوگا یہ کہکر سوے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر درمیان مین تھے اُن کو قتل کر کے قریب تر اُس کے جا کر نعرہ کیا پھر شمشیر آبدار علم کر کے عکس لوح طلسمی کا اُس پر ڈالا حنظل جادو سحر بھولا گھبرا کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران کشورستان نے ایسی حالت مین مرکب کو اپنے اُڑا کر تخت سحر پر اُس کے پہونچکر پہلے ارادہ تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اُس کی کمر مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اُس کو اُٹھا کر نعرہ کر کے اپنے سر سے بلند کر کے گردش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو جلالا در شناخت خالق کون و مکان و معبود انس و جان یہ میگوئی یہ سنکے حنظل جادو خاموش ہوا اُس وقت بحرین جادو نے پکار کر کہا کہ اے حنظل جادو کیون اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف کیا چاہتا ہے خاموش کیون ہے اطاعت طلسم کشا کیون اختیار نہین کرتا یہ طلسم نزدیک فتح ہو جائے گا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکرے گا ضرور وہ قتل ہو جائے گا لہذا تجکو لازم

ومناسب یہ ہی کہ طالب امان ہوکر اطاعت بصدق دل اختیار کر مثل ہمارے مطیع دین اسلام ہو
انجام تیرا بخیر ہوگا دنیا مین بھی بعیش و راحت زندگی تیری بسر ہوگی ذرا غور تو کر کہ چند شخصون کو
خداوند عالم نے تجھ پر اور تیری سپاہ کثیر پر کیسا غالب کیا ہی جو خدا ایسا قادر و توانا ہی وہی قابل
سجدہ ہی یہ کلمات نصیحت و ہدایت آمیز سنکے حنظل جادو نے بجائے خود خیال کیا کہ واقعی دین اسلام
دین حق ہی اور اہل اسلام کا خدا قادر و توانا ہی بیشک قابل سجدہ ہی یہ خیالات کرکے طالب امان
ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول ایمان دی جاویگی حنظل جادو نے کہا کہ
بالفعل مطیع دین اسلام مانند بحرین جادو کے ہوتا ہون بعد فتح طلسم زلزلہ مسلمان ہونگا
صاحبقران نے اُس کی تقریر سنکے اُس کو صادق القول جان کر پھر تخت سحر پر اُس کو بٹھا دیا
اُسوقت حنظل جادو نے بآواز بلند اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے
اطاعت طلسم کشا اختیار کی اور مطیع دین اسلام ہوگیا تمکو بھی لازم ہی کہ مثل میرے مطیع دین اسلام
ہوکر فرمانبرداری طلسم کشا اختیار کرو یہ سنکے ہزارون ساحرون نے جنگ سے ہاتھ روک کر
عرض کیا کہ اے مالک و آقا ہمارے اگر آپ کی راے یہی ہی تو ہمین کیا عذر ہی مگر کچھ ساحران
سیہ قلب نے تقریر حنظل جادو کی سنکے بجائے خود کہا کہ ہم تو اپنا دین آبائی ترک کرکے اطاعت
طلسم کشا اختیار نکرینگے یہ باتین اپنے دل مین کرکے لشکر سے نکل کر بعض سوے دربند دوم
و بعض جانب شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوئے لڑائی موقوف ہوئی حنظل جادو نے مطیع دین اسلام
ہوکر صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میرے دربند مین اندر قلعے کے تشریف لے چلیے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ دربند اول کو بطریق مرقوم الصدر فتح کرکے بصد خوشی و خرمی ہمراہی
حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع پینتالیس ہزار سیاہ ساحرون کے
چلے اُسوقت صاحبقران کشورستان نے بہمن گنبد نشین سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
دربند اول طلسم زلزلہ مین چلو ہمارے سبب سے یہان آکر بڑی تکلیف اُٹھائی ہی چند ساعت
دربند مین چل کر راحت پذیر ہو تمنے ہمارے ساتھ یکدلی کی ہی جنگ مین شرکت کی ہی ہمکو ممنون منت
کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ بہ نیکی پیش آئینگے بہمن گنبد نشین نے کہا کہ آپکی شرکت و
جنگ مین ہمارا نقصان کثیر ہوا ہی بہت روپیہ صرف ہوا ہی اسوقت ہمکو اپنے زر کثیر کے خرچ
ہوجانے کا خیال ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ جو کچھ تمھارا روپیہ اس لڑائی مین خرچ ہوا ہی
تمکو دلوا دیا جائیگا بہمن گنبد نشین یہ سنکے خاموش رہا حنظل جادو نے کہا کہ اے
بہمن گنبد نشین اب مین تمھارا بھی دوست ہون کچھ تردد نکرو بیخوف و خطر ہمراہ صاحبقران
تم بھی میرے دربند مین چلو اور سیر دربند کرو مگر اپنے تیلہ سحر کو رخصت کردو اپنے ساتھ نہ لے چلو
اُس کی صورت مہیب و بدشکل سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی عجب تیلہ تمھارے سحر کا ہی ایسا
کوئی تیلہ سحر کا مین نے نہین دیکھا ہی بہمن گنبد نشین یہ تقریر اُس کی سنکے مسکرایا پھر عفریت
مذکور کو رخصت کرکے اپنا تخت بھی سوے دربند اول طلسم زلزلہ بڑھایا ہمراہ صاحبقران
و غیرہ کے سوے دربند مذکور چلا بعد قطع راہ صاحبقران کشورستان داخل دربند مرقوم الصدر
ہوے دیکھا کہ دربند مذکور نہایت آباد ہی مکان پختہ و خام بے شمار ہین دربند مرقوم الصدر
نہایت وسیع ہی حنظل جادو صاحبقران کو قلعے کے اندر لے گیا جاے صدر پر بٹھایا

بحرین جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وبہمن گنبد نشین اور اُس کا لشکر بھی سب علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے صاحبقران دنگل پہ بیٹھے تھے یاران و یسار اُن کے نامبردگان کرسیون پر بیٹھے تھے ہر ایک قلعے کو دیکھ رہا تھا علی الخصوص صاحبقران ذی وقار اسکی استواری کو دیکھکر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس نہان کرلیا تھا تاکہ عکس اُس کا کسی شے پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لے کر حاضر ہوے باادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر بایماے حنظل جادو وہ ساقیان خوش رو شیشون سے ساغرہاے بلورین مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہین جسکو عرق مقوی دماغ و اعضاے رئیسہ بھی کہتے ہین بھر بھر کے صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بناز و ادا دینے لگے ہر ایک بصد رغبت وخوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہباے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیان شراب کی اٹھا کر لے گئین اُسوقت بحکم حنظل جادو چند نازنینان خوب رو وخوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اُن مین سے ایک مطربہ خوش رو وخوش گلو مع اپنے سازندون کے روبروے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ہر ایک ساز کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجاے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرچکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہے کو نہ دلبر اپنا
ہاے قابو ہی نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اعضا
کمر یار کی صورت تن لاغر اپنا

دل بیتاب سے مضمون کا ہے کر نامہ
اڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان مین نہین ٹھہرے گا دم قتل رقیب
سخت کچے ہین تری تلوار ہی اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہین ہم فرقت مین
جیتے جی گور سے بدتر ہی ہمین گھر اپنا

آج کل مجھپہ وہ الطاف وکرم کرتے ہین
ہی مقدر صفت بخت سکندر اپنا

شوخ اُس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہین
ہو کفن بعد فنا پھولون کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجاے خود تعریف اُس مطربہ کے رقص ونغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندون کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم مین داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت وضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف وثنا کرکے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہان تک کہ ہم تمام طلسم زلزلہ فتح کرلین تو مال واسباب طلسم سے نصف تمکو بھی دین گے تمہارا سحر عجیب وغریب ہی اُس نے کہا کہ اے صاحبقران مجھسے آپ نے وعدہ آج کا زر نقصان ہمین دیا ایفاے وعدہ کیا مجھے آپ ہمین نصف مال وزر دو خواہ طلسم فتح ہوے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال روپیہ تو ہمارے پاس نہین ہی جسقدر روپیہ

تمھارا آج کی جنگ مین صرف ہوا ہو اُتنے روپیے کا ہمسے رقعہ لکھوا لو یا خنظل جادو سے ہم روپیہ لیکر اسی وقت تمکو دیدین جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہین ہو دس ہزار روپیے کا آج نقصان ہوا ہو اور نقصان سے مراد یہ ہو کہ اسی جنگ مین صرف ہوا ہو گولے جو مارے گئے ہین اور جو سحر انواع واقسام کے مین نے اور میرے بالکے نے کیے ہین آخر اُس مین زر کثیر صرف ہوا ہو یا نہین روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے مین آئے تو آئندہ بھی آپ سے روپیہ ملنے کی امید کی جائے خنظل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض ہمکو دس ہزار روپیہ لا دو ہم تمکو دیدین گے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہون حاضر خدمت عالی کرتا ہون یہ کہکر خنظل جادو اُتنا روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپیے ملنے کا خیال کر کے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین بنے ہوے خواجہ ہین اور اس بالکے مین کسی تردد کے یہ سمجھکر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے ہنسنے سے تمھارے حال سے آگاہ ہوگئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے کیا باخبر ہوے مجھ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمین ایسا ثابت ہوتا ہو کہ تم خواجہ طیفور گردیا ہو بصورت بہمن گنبد نشین گنبد سامری سے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کر کے اس طرف آئے ہو یہ تمھارا بالکا نہین ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے کیونکر پہچانا کہ ہم ہی خواجہ ہین اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے خواجہ طیفور گردیا ایک زمانہ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہو تمھارے خصائل وعادت سے ہم آگاہ ہوگئے ہین بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے خوب پہچانا بیشک مین طیفور گردیا ہون اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہوکر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور رنگ و روغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش ہوکر حال گنبد سامری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی پھر حال قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُس کے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیے دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپیے کا لکھکر خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اُسی وقت دس ہزار روپیہ خنظل جادو سے لیکر خواجہ کو دیا خواجہ نے خوش ہوکر نذر زنبیل کیا خنظل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان وغیرہ کی دعوت وضیافت بعنوان شائستہ کی اور دربند اول کے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی۔

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین مخمس

تجکو دیکھا کرین ایسی کوئی تدبیر نہین
صاف روشن ہی درخشانی تقدیر نہین
بے اثر نالے ہین اور آہ مین تاثیر نہین
سامنے جب سے تری چاند سی تصویر نہین
اپنے قابو مین ہمارا دل دلگیر نہین

خیر سے ہمنے بھی کمبخت عجب پائے نصیب
ہمتو ہر بات مین ناکام رہے ہائے نصیب
کہ ذرا بھی نہین ہمکو ہی پروائے نصیب
قتل کی اپنے تمنا تھی مگر وائے نصیب
ہاتھہ مین اس بت بیرحم کے شمشیر نہین

مین انھین خواب مین دیکھون مری قسمت کب ہی
مین بلاؤن انھین کس منھہ سے یہ طاقت کب ہی
مین انھین چاہون مگر اُن کو محبت کب ہی
مین وہان جاؤن تو جانے کی اجازت کب ہی
خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین

سخت جان مین نہین بیکار کا یہ غل کیا ہے
کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ تساہل کیا ہی
قتل کہ مین تجھے بلوا کے تغافل کیا ہی
قتل مین دیر ہی کیون اُن کو تامل کیا ہی
آیا خنجر نہین تلوار نہین تیر نہین

آہ و نالہ نہ مرا درد نہانی کہنا
اور قصہ نہ کوئی اور کہانی کہنا
حال دل کہنا نہ اشکون کی روانی کہنا
قاصدا اُن سے تو اتنا ہی زبانی کہنا
حال دل وہ ہی کہ جو لائق تحریر نہین

چار آنکھین تو کرو دل مین ہو کچھ تو حجوب
ہان جی ہان سچ ہی تمھین تو ہوا تو مجھے محبوب
اُس سے نفرت ہو جو ہر دم ہو تمھارا مطلوب
جرم الفت پہ سزا ہجر کی دینا کیا خوب
ظلم ہی جان جہان یہ کوئی تعذیر نہین

زندگی ایسی تو ہی موت سے یعنی بدتر
فائدہ کچھ نہین ہر وقت منگانے سے خبر
درد دل گاہ ستاتا ہی کبھی درد جگر
تجکو آنا ہی تو آ بہر خدا دیر نہ کر
جان جاتی ہی یہان اب کوئی تاخیر نہین

تجھسے بالفعل نہین شکر تجکو تردد کیا ہی
اے کلیم اپنی خبر تجھکو تردد کیا ہی
تیرا کیا اس مین ضرر تجکو تردد کیا ہی
اپنی بخشش مین جگر تجکو تردد کیا ہی
کیا شفاعت کو تری حضرت شبیر نہین

راویان اخبار عجیب و ناقلان حکایت غریب اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران کشورستان طلسم کشائے طلسم زلزلہ نے ہنگام جنگ حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو مطیع دین اسلام و فرمانبردار اپنا کرکے باین طور دربند مذکور کو فتح کیا تو جو ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ کر سوے دربند دوم و جانب شاہ طلسم زلزلہ گئے تھے اُنھون نے زلزلہ جادو مالک دربند دوم و شاہ طلسم زلزلہ کو تمام و کمال احوال دربند اول سے اطلاع دی مالک و حاکم دربند دوم کو سخت تردد و صدمہ ہوا انتظام اپنے دربند کا از سر نو حسب دلخواہ کیا اور خود برائے حفاظت و نگہبانی در قلعہ پر بصورت طاؤس بیٹھا فوج ساحران کو پوشیدہ طور سے جابجا مقرر و معین کیا شاہ طلسم زلزلہ یعنی ہوو سرمست جادو خبر دربند اول سر دربار سنکے دنگ ہوگیا رنگ رخ مانند طائر تیز پرواز اڑ گیا چہرہ فق

ہوگیا دریاے حیرت مین غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار مین اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گلی ہوگئے اپنی شکل اجل و بربادی وتباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھون کے سامنے پھر گئی زندگی سے یاس ہوئی بعضے کانپنے لگے اکثر ساحرون کے دل دہل گئے آثار تردد وانتشار چہرون سے آشکار ہوے ساریق و سختگان بھی خبر مذکور الصدر سنکے متردد ہوے ساریق بن بقا نے سختگان سے سرگوشی مین کہا کہ میدانی حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام اُس نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ جو عاجز و بد مقدر ہی وہ تقدیر کیا کر سکتا ہی انجام مجکو بد معلوم ہوتا ہی یہان سے قریب تر بھاگنا ہوگا اسی کو تقدیر تازہ سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین وایمان وجان ہمارے اور آپ کے تعاقب مین فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوے آتے ہین دربند اول فتح کر چکے ہین ابھی خبر فتح دربند مذکور آپ سن چکے ہین ارادہ گر مصمم کر لیجیے کمر بھاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز کیجیے ساریق بن بقا تقریر سختگان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر ہمنے کی ہی ہودسرمست جادو شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہی ہم بھی چپکے چپکے تقدیرین نئی نئی کرکے دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرا دینگے طلسم اس کا نیست ونابود کرا دینگے ہم یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندہ سرکش و نافرمان بردار ہی اس کو سزا دینگے یہ کہکر خاموش ہوا ہودسرمست جادو نے بعد حیرت وتردد بسیار باتفاق راے وزیر اشفاق جادو وجملہ ساحران اہل دربار کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے اُسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحرون کے قطع راہ کرکے دربند دوم مین پہونچا مالک دربند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اُس کو دیا اُس نے فرمان مذکور کو پڑھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو ہمین یہ خبر پہونچی ہی کہ طلسم کشا داخل دربند اول بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک دربند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کرلی ہی غالبا طلسم کشا امروز وفردا مین تیرے دربند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئیگا بس تجکو لازم ہی کہ بندوبست و انتظام مین کمی نکرنا جہانتک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے پاس روانہ کردینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرفروشی وجان نثاری کی راہ سے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمکحرامی نکرنا اگر تو بفکر و تدبیر و کوشش طلسم کشا کو اسیر کرکے پاس مابدولت کے بھیجیگا تو وہ رتبہ تیرا بڑھایا جائیگا اور وہ خلعت وانعام تجکو دیا جائیگا کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحرون کو ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہی فردا مہتر کیا دتیز رو عیار بے نظیر وزیر اشفاق جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہی تیرے پاس روانہ کرینگے اُس نے دعوی اسیری طلسم کشا کیا ہی وقت ضرورت عیار مذکور بھی عیاری کریگا زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے تمکو واسطے ہماری اعانت کے روانہ کیا ہی اور عیار مسمی کیا دتیز رو کو براے اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تجویز کیا ہی یہ مصلحت شہنشاہ کی ہی ورنہ مجکو احتیاج عیار وغیرہ کی نہین ہی ہمارا دربند وہ دربند ہی

سرحد دربند مین کوئی قدم رکھ ہی نہین سکتا ہان وہی قدم رکھ سکتا ہی جو اپنی زندگی سے بیزار ہو اور سوے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سرحد دربند مین قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہو گا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی انتظام و بند و بست کر لیا ہی عقرب جادو نے جواب دیا کہ تمھارا دربند بہ نسبت دربند اول کے نہایت دشوار گذار ہی اور تمھارا سحر بھی مشہور روزگار ہی مگر احتیاطاً شہنشاہ ساحران نے مجکو بھی روانہ کیا ہی اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہی زلزلہ جادو و بقول بعض داستان گویان نام مالک دربند دوم کا طاؤس جادو ہی کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پر بیٹھا رہتا ہی حفاظت قلعہ و دربند کرتا ہی اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہی جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہر طور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ گفتگوے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے مہتر کیاد تیز رو کو سوے دربند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہی شگفتہ دختر وزیر دوم یعنی اشتقاق جادو کا ہی ایک مدت سے مائل ہی و بقول بعض راوی نام عیار مذکور کا مہتر شمس ہی زہرا سیمتن دختر اشتقاق جادو پر عاشق ہی زہرا سیمتن کو بھی اُس کی عاشقی سے آگاہی ہی مگر اُس پر توجہ نہین کرتی ہی ایک ملازم اپنے باپ کا جان کر اور ادنی مرتبے کا شخص خیال کرکے کبھی اُس کی مراد دلی نہین برلاتی ہی مہتر شمس تیز رو مشتاق وصل رہتا ہی حال اس کا بمقام مناسب لکھا جائے گا بالفعل اس کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب کئی روز صاحبقران دربند اول مین قیام پذیر ہو کر دعوت و ضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر دربند اول مین عجایب و غرایب شیاے کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہی کہ سوے دربند دوم جائین اور حسب ہدایت لوح طلسمی و بعون الٰہی اُس کو فتح کرین گے لہذا سامان اُس طرف چلنے کا کر و اور حالات اُس دربند کے بیان کر و اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان جملہ حالات دربند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہون کہ بے حد ہین الا اسقدر عرض کرتا ہون کہ دربند دوم بہ نسبت اس دربند کے نہایت سخت ہی جب عنقریب سرحد دربند دوم تشریف لے چلیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف زلزلہ جادو نہایت زبردست ساحر ہی سحر اُس کا عجب سخت سحر ہی کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد مین قدم رکھ نہین سکتا ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد مین قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سرحد دربند دوم جھلے آسمان سے زیادہ ترظلم کرے ایک دم مین نیست و نابود کر دے اگر لاکھون یا کروڑہا لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لے جائے تو بھی جانبری سے امان نپائے مع اپنے لشکر کے ایک دم مین معدوم ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح آپ کو ہدایت کرے گی طریقہ فتح دربند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو فتحیاب ہو جیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہو گا اور یہ خادم آپ کا مع اپنے لشکر کے آپ کے

ہمراہ رکاب چلے گا در باب فتح در بند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے مقابلہ و مجادلہ کرے گا وہان کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہے گا حسب الحکم حضور تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان حرب و ضرب و جنگ و جدال اُسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہان سے سوے دربند دوم روانہ ہونگے ملازم اُسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ مین سے مصروف ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہو کر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان اداے فریضۂ سحری سے شرف یاب ہو کر دعاے فتح و ظفر درگاہ خدا مین کرکے طالب نصرت خداوند عالم سے ہو کر مرکب پر سوار ہو کر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور کر دیا بھی بصورت مبدل چلے عقب خواجہ موصوف حنظل جادو و نجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و جمعیت تخمیناً پچپن چھپن ہزار ساحرون کے بسامان جنگ و جدال سحر کی سواریون پر سوار ہو کر زمین سے سوے فلک بلند ہو کر لکہ ہاے ابر سحر مین غائب و نہان ہو کر عجائب و غرائب سحر دکھلاتے ہوے جا بجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا حال بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہو کر لوح کو دیکھ کر حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر دشت و کوہ کرتے ہوے عجائب و غرائب وحش و طیور وغیرہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے مین لوح یہی ہدایت کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہو نہ کسی کو چرند و پرند سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ عقدہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصد تک نہ پہونچیگا اثناے راہ مین مبتلاے آفات و بلا ہو جائیگا یہ جو سب طائر و خوش عجائب و غرائب بکثرت تجھکو نظر آتے ہین اور بزبان فصیح کلام کرتے ہین دراصل ساحر ہین اپنی جانب تجھکو متوجہ کرتے ہین روکنا چاہتے ہین فکر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پر تیری آمادہ ہین خبردار و ہوشیار ان کی باتون پر مجھو ہو نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ پچھتائے گا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے درندے اور پرندے عجیب و غریب جا بجا سد راہ ہو کر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی طلسم کشا ہے براے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھ چکا ہے نہ ہمسے خائف و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم مین سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہین ٹھہرتا ہے نہ ہمارے دام فریب مین آتا ہے کیا کرین اس کے پاس لوح طلسمی ہے اُس کے عکس سے قریب تر اُس کے نہین جا سکتے ہین مجبور ہین صاحبقران اُن کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت اُن سب کو دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک خوش قطع میدان مین پہونچے دیکھا کہ درمیان سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت ایسے بلند و خوشنما و سرسبز ہین کہ اثمار اُن کے طویل ہین نصف ثمر زیرین بصورت ماہی ہے اور نصف ثمر بالا بشکل چہرہ حور ہے اور وہ اثمار عجائب روزگار بزبان فصیح کلام کرتے ہین صاحبقران کشورستان اثمار اشجار مذکور دیکھکر بدرجہ کمال

غرق دریائے حیرت و عجب ہو کر جو قریب تر اُن کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہا کر ہنسے باہم گویا ہوئے طلسم کشائے طلسم زلزلہ آگیا غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو ہے دیدہ کسی اب نہال تمنا ہمارا ہرا ہوگا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ پیدا ہوئے ہیں خزاں ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن جمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران نے اُن اثمار حورا صورت و چہرہ کو قریب سے دیکھ کر گیسوئے عنبرین و چشم فتان و ابرو پیشانی و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کر کے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہو کر گفتگو اُن کی سنکے طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کر کے محو جمال ہو کر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف بڑھا کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حورا صورت کو درخت سے توڑ کر اپنے سینہ و قلب و بیقرار سے مس کر کے بوسہ دہن نازک کا لیجیے ناگاہ ہوائے سرد چلی اور اوراق اشجار مذکور متحرک ہوئے وہ ہوائے سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھایا اور پانوں رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اتر کر زیر سایہ اشجار مذکور بیٹھے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حورا صورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار پیار کیجیے یکایک پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران میں آئے کہ اے امیر باتوقیر ارادہ مرکب سے اترنے اور ان درختوں کے کسی پھل کے توڑنے کا بالفعل نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھیے اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اتر کر ان درختوں کے پھلوں کو ہاتھ لگائیے یہ مقابرہ و طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمین و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ و خار و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اثمار و اشجار عجائبات طلسم سے ہیں ان کے کلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے محو دیدہ و مائل نہ ہو جائیے مبادا کسی بلا و آفت میں اسیر ہو جائیے کلمات مذکورہ سنکر صاحبقران نے محویت سے باز آ کر گویا خواب سے بیدار ہو کر ہوشیار ہو کر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا اور مرکب سے اتر کر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھن جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے عیار نے تجھکو ہوشیار کیا اور اُس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجھکو لازم ہے کہ یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونک اور عکس لوح کا ان پر ڈال پھر قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی وہی اسم اعظم الٰہی چہل مرتبہ پڑھ کر اُن اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس عمل کرنے کے اُن اشجار میں آگ لگ گئی شتاب سے اشجار مذکور مانند شمعہائے مومی و کافوری کے جلنے لگے دھواں نکلنے لگا اثمار اُن کے بزبان فصیح گویا ہوئے افسوس ہزار افسوس تمنائے دل نہ بر آئی ہم پر خزاں آئی تدبیریں کر بگڑ گئی عیار طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آ چکا تھا لوح طلسمی چھین کر اُس کو اسیر کر لیتے یہ کہہ رہے تھے کہ وہ بھی کھلنے لگے وہ اثمار کہ جن کے چہرے بصورت حوراں خوب رو تھے شعلوں سے جلنے لگے اور خاک ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہوئے

دھوان دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کہ بہہ منظر بمقام اشجار واثمار جلی ہوئی پڑی ہی نہ وہان کوئی درخت ہی نہ ثمر ہی نہ سبزہ ہی نہ ہوائے سرد فرحت افزا ہی خاک اُڑ رہی ہی میدان پر خار و خس ہی ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اُس ساحرہ کے مرنے کی علامات پیدا ہوے ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی بھی کچھ ہوئی ابر مین برق چمکنے لگی آواز رعد ابر سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُس ساحرہ کے سحر کے بیرون نے اُسی ساحرہ کے نام سے یون پکار کر بصدائے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا اور مارا مجکو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا نہال حیرت جادو تھا اور واسطے اسیری وگرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو عرف طاؤس جادو مالک دربند دوم نے مجکو اس صحرا مین مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان آئی اور غنچہ مراد ہاتھ نہ آیا یہ صدا دے کر بیر سحر کے ایک طرف نالان و گریان چلے گئے وہ صدہا ساحر جو بصورت طائران رنگارنگ حوالی اشجار ثمردار مذکورہ مین درختون پر بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر تاب جنگ نہ لاکر بے اختیار درختون پر سے یکبارگی اُڑ کر سوے دربند دوم بھاگے طاقت و قوت مقابلہ ومجادلہ کی نہ لاسکے نہال حیرت جادو ساحرہ کامل و منتخب و نامی ونامور کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوے دیکھکر یارائے جنگ و اقامت نہ لاکر باہم یہ کہتے ہوے گریزان ہوے کہ جب طلسم کشا نے نہال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی ہلاک کیا اور اُس کے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی روبرو اُس کے کیا حقیقت ہی دیدہ و دانستہ اپنی جان دینا خلاف عقل و فہم ہی اگر بجائے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو اُن سے لڑ سکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑتا پس ہم کیا بیوقوف تھے جو اُس سے مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جاکر تمام حال جو دیکھا ہی عرض کر دین گے یہ کہتے ہوے بصورت طائران رنگارنگ بسرعت تمام راہ طی کرکے اُسوقت پہنچے کہ زلزلہ جادو و بقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اُس کے رفقا اُس کے جو ساحران نامی و نامور مانند ابرباران جادو و آتشبار جادو و مقتولان مذکور کے تھے باادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو بخبر آمد طلسم کشا سے متردد تھا رفقا اُس کے اُس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اسقدر کیون متردد ہین دربند آپ کا مثل دربند حنظل جادو کے نہین ہی یہ وہ دربند سخت و صعب ہی کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہی فتح کرنا تو اُس کا ایک امر محال ہی سحر آپ کا وہ سحر سخت ہی کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ اس کے یہان تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہین ہی اثنائے راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہین کہ طلسم کشا دھوکا کھا کر مبتلائے بلا ہو جائے گا اسیر ہو کر حضور کے روبرو آئے گا خصوصاً صحرائے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اُس کا بہت مشکل ہی کیونکہ آپ کے بزرگون سے نہال حیرت جادو اُس صحرا کی محافظ ہین وہ سد راہ ہونگی اپنی سرحد سے ادھر آنے نہ دین گی صحرائے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہی کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و اثمار سحر کا ہو کر کوئی قتل و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو جواب مین
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمھاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس نے کہین غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو فہو المراد بقول تمھارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
اور اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحر افتان و خیزان
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند دوم نے پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیون آئے ہو اُنھون نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا مقامات
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا صحرائے حیرت مین آیا تھا وہان اشجار عجائب و اثمار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ ثمر توڑنے کا اور مرکب سے اُترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار مکار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوے اشجار
و اثمار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا نہال حیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے مجبور
ہو گئین اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار مین آگ لگ گئی
نہال حیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکین آخرکار ہمراہ درختون کے
وہ بھی جل گئین سحر بھی اُنکا برطرف ہو گیا ہمنے طلسم کشا سے بغیر حکم حضور کے لڑنا مناسب
نجانا اسوجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہین طاؤس جادو یہ خبر غم سنکے غمگین
ہوا بے اختیار اپنی نانی نہال حیرت جادو کے الم مین اشکبار ہوا اہل دربار یعنی رفقا وغیرہ
بھی یہ خبر ملال اثر سنکے دنگ ہوگئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہو گیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ وزاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہو کر نہایت برہم ہو کر کہا کہ اے
نمکحرامو تم سب مطیعان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھا کیے طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر نہ گئے خوف جان سے بھاگ کر خبر مرگ نانی صاحبہ سنانے یہان
آئے جاؤ دور ہو اسوقت تو ہم متردد و غمگین ہین طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے لڑنا مد نظر ہے آئندہ تمھیں سمجھا جائے گا یہ کہکر رفقا و جملہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہین در قلعہ پر قیام پذیر ہو کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہین تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعے کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت ظاہر ہو کر مقابلہ و مجادلہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی مین اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور کی تعمیل کرینگے
یہ کہکر ستر اسی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیان بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوے طاؤس جادو بھی اُسی عالم صدمہ و غم مین بزور سحر
صورت طاؤس بن کر سوے قلعہ پرواز کر کے بالاے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب اثمار کو جلا کر جو دیکھا
تو ایک ساحرہ کریہ منظر کو اُسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ اسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و اثمار عجائب کی نمود تھی جسنے سخت دھوکا کھایا تھا کہ اُن اثمار پر ہاتھ
دوڑایا تھا مرکب سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد یا صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے غضب کیا تھا

کہ بغیر دیکھے لوح کے سوے غرہاتھ بڑھایا تھا اختیار حور اصورت کو دیکھکر مائل ہوے تھے امیر با توقیر نے منفعل ہوکر کہا کہ ہان اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے اختیار حور اصورت پر مائل ہوکر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہوجاتے خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام نہ کیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہوجیے میرے نزدیک توقف آپ کا اچھا نہین ہی یہ عرض کرکے کچھ خیال کرکے خواجہ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ ہوے اثناے راہ مین اکثر اشیاے عجائب وغرائب سحر دیکھتے ہوے مکروفریب وہی ساحران مکار سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جاتے تو بہت اوراق جلد ہذا سیہ ہونگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نہ کرکے حال طاؤس جادو وجنگ ساحران رقم کرنا منظور ہی الحاصل امیر با توقیر بعد قطع راہ دور و دراز و دید سیر عجائب اور محفوظ رہنے مکر وفریب ساحران راہ دربند دوم سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے کہ بیک نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بصد کوشش طی نکرسکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا ہوکر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود اس کے کہ قلعہ پختہ وبلند محکم و وسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جس طرح کوئی سبک شے گردش کرتی ہی وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی دروازہ قلعہ نہایت کلان ومحکم وآہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق و زمین گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ وزمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہی ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہی اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا ہی دہن اُس کا کھلا ہوا ہی ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہی درون قلعہ و بالاے قلعہ بجز اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہی نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند و پرند نظر آتا ہی ایک سناٹا ہی نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہی ہان بالاے قلعہ ایک ابر سیاہ محیط ہی اُس ابر کو بھی گردش ہی ابر مین برق دمبدم زور وشور سے ظاہر ہوتی تھی اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان سیستان وایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو زہرے اُن کے خوف سے آب ہوجاتے جگر شق ہوجاتے صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران ومتردد ہوے آخر کار لوح کو بانیت دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم وگردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد زمین قلعہ کو سکون وقیام کیونکر ہو کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے قلعہ وزمین قائم ہون اور گوہر آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ وزمین کو جو گردش اور زلزلہ ہی یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہی یہ ساحر نہایت زبردست ہی اپنے وقت کا سامری ہی خاص سحر اس کا یہ ہی کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات باواز بلند کہتا ہی وہ

مبتلاے بلا ہوجاتا ہی اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہی مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری واسیری ہی اس کی آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہوجائین گے ابھی تجکو گھیر لین گے لوح بھی لے لین گے تجکو اسیر کرلین گے لازم ہی کہ قبل اس کے آواز بلند کرنے کے درقلعہ پر اس اسم اعظم الٰہی کو پڑھکر دیکھ ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئے گا سینے پر اُس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان مین جوڑکر اُسی سفید نشان پر تیر لگائے گا اور تیر نشانے پر پڑے گا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل وہلاک ہوجائے گا قلعہ ساکن ہوجائے گا گردش زمین بھی موقوف ہوجائے گی ابر سحر بھی بالائے قلعہ سے دفع ہوجائے گا پھر اگر فوج ساحران آئے گی بھی تو کچھ ایسا اندیشہ نہین ہوگا اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفع لفظ ہیہات بآواز بلند کہا اور اُڑگیا تو باعث تیری خرابی واسیری کا ہوگا پس مناسب ہی کہ تاخیر نکر جو تجھے ہدایت کی گئی ہی جلد اُس پر عمل کر ورنہ پچھتائے گا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکلجائے گا صاحبقران کشورستان نے مضمون ہدایت مشحون لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ پڑھکر دم کرکے چلہ کمان مین جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھکر سوے قلعہ جو دیکھا یا تو نظر خیرہ ہوتی تھی یا بخوبی تمام قلعہ و درقلعہ وطاؤس مذکور گردش کنان نظر آنے لگا ادھر صاحبقران نے اُس کے سینہ پرکینہ پر داغ سفید کو دیکھنا اور تاکنا چاہا اُدھر اُس ابر مین زیادہ تر برق چمکنے لگی اور بشدت صداے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوے طلسم کشا دیکھکر گھبراکر سخت پریشان خاطر ہوکر بے تامل بآواز بلند ہیہات کہا اُس کی صدا سے جہیب دور تک پہونچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوے ارادہ چلنے کا کیا تھلکہ پڑگیا سامان جنگ کی درستی مین مصروف ہوے طاؤس جادو نے دوبارہ بآواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران دربند دوم سوار ہوکر ہر طرف سے چلے ادھر تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر بطریق مذکور صدا دینا چاہا منقار کو واکیا ہنوز آواز اُس نے ندی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے بسم اللہ تمام وکمال اپنی زبان پر جاری کرکے اُسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خدا حالت گردش قلعہ مین تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑکر گذرگیا طاؤس مذکور تیر لگا کر زخمی ہوکر بالاے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے بوجہ زخم کاری تڑپ تڑپ کر مرگیا اُس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہوگیا ابر سحر جو بالاے قلعہ تھا دفع ہوگیا زمین بھی ساکن ہوئی مگر علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی نہایت زور وشور سے آندھی سیاہ آئی ازحد ہواے تند وتیز چلی جہان تیرہ وتاریک ہوگیا ابر سیاہ بکثرت سوے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی سی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری وبرف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد وغبار بلند ہوا ہواے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑکر مانند خس وخاشاک اُڑ اُڑکر دور دور جاکر گرنے لگے دربند دوم مین تھلکہ پڑگیا جس قدر اشیاے سحر طاؤس جادو سے نمایان تھین اُس کے مرنے سے وہ سب چیزین معدوم ہوگئین قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزین اصلی تھین باقی رہین دو ساعت تک تاریکی رہی ہواے تند چلی سنگ باری وبرف باری ہوئی بعدہٗ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری وبرف باری مین

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالاے سر رکھا آفات مذکور الصدر سے محفوظ رہے
ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر بصدائے
حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا زلزلہ جادو یا طاؤس جادو تھا
تمنائے دلی بر نہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشاسے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح
ہوگیا طلسم کشا اسیر ہوسکا دہرا دہا تھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائیع و برباد ہوا ساحران دربند دوم
نے آنے میں تاخیر کی یہان تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف
نالان وگریان روانہ ہوے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالاے سر سے اُٹھاکر
اپنے گلے مین ڈال کر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوے قلعہ وزمین دیکھکر
اور اشتوق ہم و ساکن پاکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلی ادنی
مشل مور و ملخ کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایان وآشکار ہوے پھر لاشہ طاؤس جادو
دیکھکر غمگین وغضبناک ہوکر یہ شور وغل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چہار طرف سے
گھیر کر پکڑلو لوح کو گلے سے اُتار کر اسیر کرلو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہین یہ کہان تک ہمسے
لڑے گا تیغ آبدار سے کہان تک قتل کرے گا آخر تھک جائے گا دست و بازو سے اس کے
پٹ جاؤ سحر نکرو ترسول پنسول چہار طرف سے مار و زخمی کرکے گھوڑے سے گرادو پھر اسیر کرلو
یہ شور وغل کرتے ہوے قریب آکر چہار طرف سے حملہ ور ہوے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے اُن ساحرون پر حملہ کیا جو کوئی ساحر
قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا چونکہ گھوڑے کو کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر سحر
کرتا تھا سحر اُسکا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و رو و راست و چپ کی طرف سے
آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار
ہجوم کیے ہوے تھے مگر اسیر نہ کرسکتے تھے اور گو کہ قریب آنے مین ساحر قتل ہوتے جاتے تھے
لیکن ہجوم کم ہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور وغل ہو رہا تھا رفقاے
طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کر رہے
تھے ادنی ساحران فوجی اُن کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھ بڑھ کر چاہتے تھے کہ لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر یا ترسول اور پنسول سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرا کر اسیر کرلیجیے یکایک سوے
فلک لکہ ہاے ابر سیاہ ہویدا ہوے پھر اُن مین برق کی چمک اور کڑک ہوکے پارہ پارہ ہوے
اُن مین سے حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو بجمعیت پچپن پچپن ہزار ساحرون کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار آمادہ کارزار پیدا
ہوے بلندی سے سوے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و
ہوشیار کہ ہم آپہونچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مندرجہ بالا مع فوج ساحران سوے
پستی آکر اُن ساحرون پر گرے نارنج اور تیغ گھلے فولادی ہار فلفل سرسون ماش بنولے
روئی کے گالے سحر ناریل چوب دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے ساحران دربند دوم پر
جو طلسم کشا کو گھیرے ہوے تھے برابر مارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار کے قریب تھے
سنبھل کر لڑنے لگے دونون جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحرہای ساحران نامی وناموری لشکر جانبین کے
ادنی ساحر زخمی وہلاک وقتل ہونے لگے اُن کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ مین
کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار جابجا ہونے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دمبدم سحر
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستہ بار بار سحر پڑھ کر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہے قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ جب گلدستہ سحر شق ہوکر گل و شگوفے جدا ہوکر
جس گروہ دشمن پر گرتے ہین اور اُس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اُٹھا کر سونگھتے ہین
فی الفور مسحور و مجنون ہوجاتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ کر دعوی عاشقی ملکہ بہار کرتے ہین
ملکہ مذکورہ اُن کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہے وہ ساحر مسحور
بہ سحر تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہین اور لڑ بھڑ کر قتل ہوجاتے ہین ہزارون کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہوجاتے ہین غرضکہ سحر اس کا مشہور ہے دفعیہ سحر کوئی ساحر ادنی یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہین کر سکتا ہے حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست ہے اس کا ناریل جوگی دار
غول ساحران بدخواہ کے درہم وبرہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اُس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اُس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریاے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا خواجہ قلیفور گر دیا ہنی داخل
عرصہ جنگ ہوکر گیم اُڑتے ہوے گولے آتشبازی کے ذرا سا منہ کھول کر دشمنون پر مارنے
لگے ساحران گولون کو سحر کے گولے سمجھکر رد سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہوسکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اُسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران مصروف
شمشیر زنی تھے ساحرون کو بڑھ بڑھ کر دمبدم نعرے کرکے قتل کر رہے تھے اور دشمنون کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اُس طرف سے ساحر
قتل و ہلاک ہوکر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہان تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے کام آئے آخرکار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہوجانے اپنے سردار و مالک طاؤس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہوکر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لاکر
مجبور ولاچار ہوکر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ نابکار تو بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ
ہوے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزان ہوے ساٹھ ہزار ساحر طالب امان ہوے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤگے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کروگے تو البتہ تمکو امان
دی جائیگی ورنہ تم سب کو قتل کرینگے یہ سنکے اُن مین سے جو ساحران نامی مانند بحرین جادو
وغیرہ کے تھے انھون نے بڑھ کر باواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہونگے یہ سنکے صاحبقران نے جنگ سے ہاتھ روکا تلوار کو نیام مین کیا صاحبقران کا
ہاتھ رکنا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسوقت اخضر جادو و اورنگ جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و تیرہ فام جادو کہ ساحران زبردست و رفقاے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
خادمانہ خدمت صاحبقران کشورستان مین دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کرتے ہین اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہین کیونکہ ہمنے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہی اس دین سے بہتر کوئی دین نہین ہی آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یکہ و تنہا آپنے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جسکا مثل و نظیر سحر و ساحری مین کوئی ساحر اُس کے ہمچشمون مین نہ تھا قتل کیا آپ کے
خدانے آپ کی مدد کی تیر جو آپنے مارا وہ آپ کے خدا کی مدد سے اُس کے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قلعہ مین تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازان ستر اسّی ہزار ساحرون نے آپ پر ہجوم کیا
کسی نے آپ کو گرفتار نہ کیا ہزارون ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپ کو اسیر نکرسکا یہانتک کہ لشکر
آپ کا آگیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی پس ثابت ہوگیا کہ دین آپ کا اچھا ہی اور خدا آپ کا یقیناً برحق ہی
کہ اُس نے آپ کی ایسی جائے خوف و تنہائی مین اعانت کی ہی واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہی ہم سب تو
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر باین سبب کہ ابھی آپ کے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحرون سے لڑنا ہی
مطیع دین اسلام ہوتے ہین بعد فتح طلسم زلزلہ کماحقہ مسلمان ہوجائین گے امیدوار ہین کہ ہماری
عرض کو قبول کرکے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہی عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے اُن کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
اُن کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا مین خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہون لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جائین دونون لشکرون کے کشتون کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان مصاف
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوے جب میدان رزم
کشتون سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے اُن کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے جملہ ساحران نامی
بھی سحر کی سواریون سے اُترکر خدمت صاحبقران مین جاکر علی قدر مراتب باادب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہی
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہی بعد اکیس اکیس ہزار ساحرون کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہی طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
سامری تھا قتل ہوا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہون اور قلوب اعدا کو صدمہ پہنچا ہو صاحبقران عالی مرتبہ نے اُن کی استدعا سے حکم دیا
کہ بزم عشرت ایک خیمۂ وسیع مین یا بارگاہ مین جہان مناسب ہو بعنوان شائستہ آراستہ کیجائے
شب بھر یا نصف شب تک جلسۂ عیش و طرب مین ارباب نشاط رقص و نغمہ کرین اگر ارباب نشاط
موجود نہون تو راہ دور و دراز سے طلب کیے جائین چند ساحر جاکر لے آئین اخضر جادو و
نیرنگ جادو و اورنگ جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند مین اکثر ارباب نشاط ہین دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اُن کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندون کے لیے کر آئے صاحبقران
نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر مین بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور
زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر باتوقیر نے ادائے نماز مغربین سے
فارغ ہوکر بزم عشرت مین بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگ گلپوش جادو و رفقائے طاؤس جادو مسمیٰ اخضر جادو و نیرنگ جادو
و اورنگ جادو و خونریز جادو وغیرہ و خواجہ طیفور گرد با علیٰ قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی یعنی
عرق مقوی دماغ و قلب پینے لگے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا
مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران گیتی ستان
کو باادب سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے ایستادہ ہوکر روبروے اہل بزم بناز و ادا
گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سبزہ قلوب
اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازان رنگ بزم عیش و عشرت دیکھکر یہ غزل گانے لگی **غزل**

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح
یہی حسرت ہے مری شاد کسی وقت نہو
سر کو تجھسے جو ملتی ہے جنون مین راحت
خاک اُڑاؤن گا ترے در پہ جو شب کو جیکر
استخوان میرے سب اب خاک مین ملجائین گے
ایخدا ہجر مین اب تو یہ دعا ہے میری
آپ کے دست تسلی نے تسلی پائی
دم نظارہ بھی ہو جائے گی دنیا اندھیر
ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پہ بھی ہے
میری وحشت سے مگر کرتے ہین وہ بھی وحشت
یاد مین اسکی جو احباب نہ رونے دینگے
آرزو وہی ہے کہ مرے دلکی بھی حسرت نکلے
آتش عشق جو ہے دل مین نہان رہتی ہے
دیکھ سکتا تھا نہ اُسکو دم نظارہ کلیم

دیدۂ یار مین تاثیر ہے جادو کی طرح
غنچۂ دل مین مرے ہنستے ہین وہ بو کیطرح
فرش کرلیتا ہون اے بت ترے زانو کیطرح
چمک آجائے گی ہر ذرے مین جگنو کی طرح
تجھسے وحشت ہے سگ یار کو آہو کی طرح
اُس کا پہلو ہے خالی مرے پہلو کی طرح
دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح
قد موزون مین درازی نہین گیسو کی طرح
تیرے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح
گو جہان مین کوئی وحشی نہین آہو کی طرح
تپلیان آنکھ کی بہ جائینگی آنسو کی طرح
میری قسمت بھی رسا ہوتی گیسو کیطرح
کبھی دیکھا نہین پروانے کو جگنو کی طرح
ہر گھڑی آنکھ سے آنسو ہین رواں جو کیطرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سننے لگے بجائے خود تعریف کرنے لگے جب مطربہ مذکورہ نے
جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر غزل کو تمام کیا ایماے صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل
جادو نے زر کثیر انعام مین دے کر اُسے رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے ملکہ بہار گلپوش
جادو نے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستہ سے کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت
نے بجائین کوئی غزل عاشقانہ گائین ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت
یہ لڑکی کہتی ہے کہ خواجہ نے بجا کر کوئی غزل عاشقانہ گائین تا کہ اہل بزم خوش ہون خواجہ نے بخاطر
ملکہ بہار رنگ گلپوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے ملا کر نے نوازی شروع کی
اور یہ غزل باالحان داؤدی گانے لگے **غزل**

تیرے وحشی سے جو خالی ترا زندان ہو جائے
تجھ سے آباد اگر خانۂ زندان ہو جائے
چارہ گر سینۂ زخمی کو مرے گر ٹانکے
کوے جانان میں گذر ہو جو کہیں بلبل کا
آنکھ سے اشک وصل آیا جو ہے ضعف مگر
آمد و رفت رہے کچھ بھی اگر غیرون کی
یہ اثر ہو مری وحشت کا جو دیکھے کوئی
اثر آہون کا ہماری جو رقیبون پہ پڑے
اسلیے چاک گریبان کفن کرتا ہون

ساری آبادی عالم ابھی ویران ہو جائے
جسقدر تنگ ہو اور اتنا پریشان ہو جائے
دست وحشت کے لیے وہ بھی زندان ہو جائے
ہر چمن اُس کی نگاہون میں بیابان ہو جائے
یہ بھی جرم کر نہ کہین دیدۂ حیران ہو جائے
عام کوچون کی طرح کوچۂ جانان ہو جائے
رشتۂ تار نظر تار گریبان ہو جائے
دل میں وہ اپنے ستم کرکے پشیمان ہو جائے
حشر میں یہ نہ کہین دامن عصیان ہو جائے

اہل جلسہ عشرت بصد رغبت اشعار سننے لگے اور نے نوازی خواجہ کی ستائش کرنے لگے بعضے عالم وجد میں جھومنے لگے سمان بندھ گیا بعضے سر اپنا چوب خیمہ سے ٹکرانے لگے جب خواجہ نے غزل کو تمام کیا پھر ایک نے از حد ستایش خواجہ موصوف کی بعد غزل مذکورہ مرقوم تمام کرنے کے خواجہ نے چاہا تھا کہ نی کو زنبیل میں رکھیں ملکہ بہار گل پوش جادو نے بے اختیار کہا کہ اے خواجہ دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ اور اشعار کسی غزل کے گاؤ خواجہ پھر نی بجاکر اشعار ایک غزل کے گانے لگے یہان تو خواجہ بے تردد و اندیشہ بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے گا رہے تھے کہ یکایک مہتر شمس عیار اشتفاق جادو جو روانہ ہوا تھا اثناے راہ میں سیر کرتا ہوا جا بجا ٹھہرتا ہوا اسوقت زیر قلعہ آیا کہ خواجہ طیفور گردیا گا رہے تھے اہل بزم سن رہے تھے بے اختیار تعریف کر رہے تھے لشکر ساحران زیر قلعہ میدان میں فروکش تھا صاحبقران کشورستان بھی در میان بزم عشرت لوح طلسمی گلے میں ڈالے بیٹھے تھے نی نوازی خواجہ سن رہے تھے مہتر شمس یہ رنگ دیکھکر نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ اے مہتر شمس یہ کیا غضب ہوا طلسم کشا یہان تک آگیا یہ دربند بھی فتح کرلیا طاؤس جادو کو مار ڈالا فتحیابی کا جشن کیا ہی افسوس تو نے اس طرف آنے میں بہت دیر کی اثناے راہ میں برائے سیر جا بجا توقف کیا اگر راہ میں کہیں نہ ٹھہرتا اور یہان آجاتا تو عیاری کرکے طلسم کشا کو اسیر کرلیتا یہ دربند فتح نہوتا طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل نہوتا کشت و خون بسیار بھی نہوتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کوئی فکر و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے تو ہم عیار و ہم ساحر ہو تیرے نزدیک اسیر کرلینا طلسم کشا کا کچھ دشوار نہیں ہے یہ باتیں دل میں کرکے بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے ایسی حالت میں کہ خواجہ طیفور گردیا مصروف نی نوازی تھے اہل بزم و صاحبقران عالی مرتبہ بیٹھے ہوئے سن رہے تھے سب عالم محویت میں تھے کسی کو کچھ فکر و تردد و خوف کسی دشمن سے نہ تھا داخل بزم عشرت ہوا کسی کو معلوم نہوا کہ اس بزم میں کون آیا مہتر شمس نے داخل محفل عیش ہوکر نی نوازی خواجہ طیفور گردیا کی سنکے بجائے خود ستائی اور کہا سنا تھا کہ عیار طلسم کشا علم موسیقی میں بھی کامل ہے اسوقت ثابت ہوگیا واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا نی نوازی بس یہ ختم ہے کس خوبی سے نی بجاکر گا رہا ہے مہتر شمس عیار بصورت طائر خود بزم عشرت میں داخل رہا یہان تک کہ زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ نے نی نوازی موقوف کی جلسہ بھی برخاست ہوا

پھر ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے اپنے خیمے مین گیا اور خستگی راہ و جنگ و جدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہو کر سو رہا صاحبقران بھی اپنی اُسی بارگاہ مین جس مین جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوے خواجہ دربارگاہ پہ براے حفاظت بیٹھے اورنگ جادو موافق کہنے خواجہ طیفور گردہا کے پانسو ساحرون کی جمعیت سے براے حفاظت و نگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران و لشکر ساحران مشعلہاے سحر روشن کرکے پھرنے لگا صداے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحرون سے تاکید کرنے لگا اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر و نگہبانی طلسم کشا ہی اسباب سحر سے مانند کارد سحر و نارنج ترنج ناریل چوبی دار اسماے سحر دم کرکے اپنے ہاتھون مین رکھو مبادا کوئی دشمن آجائے توفی الفور اُس کو ہلاک کرو ساحرون نے اُس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تک خود نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی جنگ و جدال سے اورنگ جادو اور اُس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے ایک جگہ بیٹھے کثرت خواب سے آنکھین بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ تھا سناٹا پاکر بصورت اصلی ہو کر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک رومال سے لپیٹ کر بقول راوی اول مبتلاے سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی نے سے دماغ مین پہونچا کر صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کرکے چادر عیاری مین پشتارہ صاحبقران کا باندھ کر جہانی گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ دوش پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے بارگاہ کے باہر آکر جو ساحر بیدار تھے اُن پر سحر کرکے اُن کو غافل کرکے تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھکر تخت سحر کو بلند کرکے سوے اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثناے راہ مین خیال کیا کہ اے مہتر شمس تونے اسوقت وہ کارنمایان کیا ہی کہ کوئی عیار مکار ایسا کارنمایان نہین کرسکتا ہی مناسب یہ ہی کہ اسوقت جانب باغ مسکونہ زہراے سیمتن دختر اشفاق جادو و اپنی محبوبہ کے چل زمانہ صبح قریب ہی نظارہ اپنی معشوقہ کا بھی کر اور اس کارنمایان سے بھی اُسے آگاہ کر یہ خیال کرکے جانب باغ و سیرگاہ و جاے مسکونہ زہراے سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اُسوقت باغ زہراے سیمتن مین پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشفاق جادو بیدار ہو کر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزین چند در چند عہدے ہاتھون مین لیے پس پشت کھڑی تھین وزیرزادی مذکور نے ارادہ آب نہر سے منھ دھونے کا کیا تھا کہ یکایک مہتر شمس اُس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوب رو کو دیکھتے ہی کثرت خوشی سے نہال ہوگیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہوگیا چونکہ پدر وزیرزادی مذکور عیار و ملازم تھا زہراے سیمتن کو سلام کیا اُس نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت یہان خلاف قاعدہ کیون آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ ترشادان و خندان نظر آتے ہو کچھ کہو تو سہی کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہی اور یہ پشتارہ کیسا ہی کہان سے آتے ہو کہان گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلاے دام عشق حضور نے روے زیباے حضور کا نظارہ کیا ہی یہ باعث خوشی کا ہوا ہی دوسرے آپ کے والد نے مجکو بحکم شاہ طلسم زلزلہ براے عیاری و گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ دلدادہ حضور اُسوقت پہونچا کہ طلسم کشا طاؤس جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کو قتل کرچکا تھا جنگ عظیم ہوچکی تھی اور

در بند دوم فتح ہوچکا تھا جشن فتح در بند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت مین عیار طلسم کشائی بجا کر
گا رہا تھا اہل بزم بیٹھے ہوے بصد خوشی و خرمی گانا اُس کا سُن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا با
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش مین بیٹھا ہوا تھا اسی حالت مین دلبرانہ یہ دیوانہ حضور داخل بزم عیش
مستور ہوا کسی کو خبر نہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعویٰ ہی وہ بھی با خبر نہوا تا دو پہر
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ جلسۂ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسۂ عیش سے اٹھکر
اپنے اپنے خیمے مین برائے استراحت گئے طلسم کشائے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ مین بالائے فرش خواب
راحت و آرام پذیر ہوا اُسوقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کر کے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے نکال کر اُس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھکر پس پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کر کے تخت سحر پر پشتارہ
رکھکر بیخوف و خطر اسطرف آیا ہی جمال عدیم المثال حضور کو دیکھا ہی اب یہان سے آپ کے
والد کی خدمت مین جاؤن گا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے اُن کے حوالے کرون گا غالباً خلعت و
انعام کثیر پاؤن گا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقیناً ایسا انعام کثیر دے گا کہ کبھی کسی کارگذار کو شہنشاہ
ساحران نے ندیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوبہ من اگر غور کرو تو مین نے وہ کارنمایان
کیا ہی کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو مین دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کر کے گئے تھے
آخر خود ہی قتیل ہوے طلسم کشا کو اسیر نہ کر سکے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر متحیر ہو کر کہا کہ
اے مہتر شمسی واقعی تو نے کارنمایان کیا ہی ہمنے لوح طلسمی کے اوصاف بیشتر سنے ہین
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہین ہی بس ہم چاہتے ہین کہ لوح کو دیکھین اور طلسم کشا کو بھی دیکھین
سُنا ہی کہ بڑا شجاع و بہادر ہی مہتر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے مین تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور یہان سے بارہ دری مین تشریف
لے چلیے یہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہین ہی زہرہ سیمتن جلد اٹھ کھڑی ہوکر
کنارۂ نہر سے اٹھ کر بارہ دری مین جا کر بالائے مسند زرین بیٹھی مہتر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی کنیزون نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلورین حاضر کی روبروے دختر اشفاق جادو رکھدی باہم جلیسان زہرہ سیمتن بھی یمین و یسار
اُس کے بیٹھین جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک ہمجلیس اُس کی ساقی بن کر ساغر مے بھر کر
دے چکی اور بادۂ گلنار پی چکی تو مہتر شمس سے دختر اشفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمین دکھاؤ اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھاؤ یہ دشمن ہمارے والد او شہنشاہ
ساحران جہان ہو دشمن مست جادو کا ہی ہم بھی اس سے بہدی پیش آئین گے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہی بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کر رہا ہی مہتر شمس نے پہلے لوح طلسمی اُس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہان یہی لوح طلسمی ہی بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہی
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھول کر اب طلسم کشا کو بھی
دکھا اُس نے پشتارے کو وا کر کے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہو کر دل مین خیال کرنے لگی کہ اگر مہتر شمس طلسم کشا کو یہان سے لیجائے گا

تو باپ میرا طلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم مین لے جائیگا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کریگا مناسب وقت یہ ہی کہ ایسی مکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہوجائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہوجائے جان اپنی رہے یا جائے نیکی و عشق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور دختر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تونے عجب کار نمایان کیا ہی دل ہمارا خوش
کیا ہی طلسم کشا کو اسیر کیا ہی لوح طلسمی لے کر آیا ہی ہم بھی اسوقت تجکو شادمان کرتے ہین اپنے
ہاتھ سے تجکو جام شراب دیتے ہین تو بھی کیا یاد کریگا کہ ہمنے دست محبوب سے جام شراب
لے کر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث فخر و افتخار ہوا عشاق مین سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشۂ مے کشتی شراب سے اٹھاکر جام بلورین مین شراب بھرکر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اُس کی نظر بچاکر جام شراب مذکور مین خوب ملاکر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پُر از بادۂ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اُس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر فخر کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر کے
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی دماغ بادۂ تند سے گرم ہوا گھبراکر کہا کہ اے جان من اسوقت
مجکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی نہین معلوم کیا باعث ہی کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہی اور سر کو گردش ہی زہرہ سیمتن نے مسکراکر جواب دیا کہ او بیوقوف سبب اس کا
یہ ہی کہ تونے ہمارے ہاتھ سے جام لے کر شراب پی ہی اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہی تو اٹھکر
تھوڑی دیر ٹہل ہو لے سیر باغ کی کر آب نہر سے منھ ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہوجائیگی
طبیعت اصلاح پہ آجائیگی دختر شمس یہ سنکے اٹھا اٹھتے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ تیوراکر
گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا زہرہ سیمتن نے خوش ہوکر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کرو یہ
ادنی ملازم و نمکخوار ہمارے والد نامدار کا ہوکر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہی عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہی باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہی ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہی
سزائے سخت اس کو دینا ضرور ہی اگر اس نے عاشق ہونا اپنا مشہور کیا ہی کہ جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہی تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ مین بہت
ہوگی کوئی یہ نہ سمجھیگا کہ دختر شمس عیار دختر اشفاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہی
وزیرزادی مذکور پاک دامن ہی اُس کو اس کی طرف توجہ نہین ہی بلکہ ہر ایک یہی خیال کریگا
کہ عیار مذکور و دختر اشفاق جادو دونون عاشق و معشوق ہین باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اٹھاتے ہین علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بہ تمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور بعیاری و
مکاری بیہوش کیا ہی پشتارہ اُن کا مع لوح طلسمی یہان لایا ہی قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہی
کہ طلسم کشا کو حوالہ شاہ طلسم زلزلہ کرکے خلعت و انعام لونگا پس ایسے ظالم کے ظلم کی سزا
یہی ہی کہ اس پر جفا کی جائے مجلیسان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیرزادی مسطور کی
عالم غصہ مین سنکے باادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت دختر شمس پر عتاب ہی ہرچند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہی لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہین ہی

کیونکہ جب یہ خبر آپ کے والد کو پہونچے گی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے اُسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کا بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو اسیر نکرکے تاکیداً فرما دیجیے کہ کبھی اظہار عاشقی نہ کرے زہرہ سیمتن نے جواب دیا کہ تمھاری گفتگو سے ہکو اب یہ منظور ہی کہ اس کو زندہ ہی نہ رکھین زندہ درگور کرنے کا حکم دین نہ یہ زندہ رہے گا نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کرے گا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کرے گا یہ کہکے کنیزون سے کہا کہ ابھی ساحران دربان درباغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن مین ایک گڑھا بصورت قبر کھود کر دفن کرو زندہ گڑھے مین ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک مین ملا دو زندہ دفن کردو کنیزون نے حسب الحکم ساحرون سے جاکر کہا اُنھون نے حسب الحکم وزیرزادی مذکورہ کے عمل کیا باغ مین زمین کھود کر مہتر شمس کو زندہ زمین مین گاڑ دیا بعدہٗ زمین کو برابر کر دیا جب عیار مذکور زندہ دفن کر دیا گیا زہرہ سیمتن نے کنیزون وغیرہ سے کہا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو ہنوز کنیزون نے ارادہ بتدابیر ہوشیار کرنے کا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوا سے سرد سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اُٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئین اپنی بارگاہ مین نپایا حیران ہوکر دل مین کہا کہ جائے عجب ہی کہ ہم اپنی بارگاہ مین درمیان لشکر ساحران کے آرام پذیر ہوے تھے اسوقت ہم اپنے تئین درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہین روبرو کچھ عورتین خوش رو دکھائی دیتی ہین شاید ہم خواب دیکھ رہے ہین ابھی صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی دفع ہونے کے ہوشیار ہوکر دیکھ رہے تھے اور دل مین خیال خواب کا کر رہے تھے اور ہمجلیسان زہرہ سیمتن بجائے خود خیال کر رہی تھین کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت غصہ بے وجہ نہین ہی غالبًا صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہین اسی وجہ سے طلسم کشا کے دشمن کو زندہ زمین مین گڑوا دیا ہی کہ یکایک بایماء وزیرزادی مذکورہ ایک کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہوجیے خواب کا خیال نہ فرمائیے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہین حالت بیداری مین دیکھ رہے ہین آپ کی بارگاہ سے آپ کو مہتر شمس عیار مکار اشفاق جادو وزیر خوش تدبیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشفاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہان لایا تھا انھون نے آپ کے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اُس کو اسی باغ مین زندہ دفن کرا دیا ہی اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری مالکہ یہ وزیرزادی دختر اشفاق جادو بالائے مسند زرین تشریف رکھتی ہین ان سے دریافت کیجیے صاحبقران ذیشان نے تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اُس کے حسن زاہد کش و عابد فریب پر مائل و عاشق ہوے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال مین ایسی بے عدیل تھی کہ بمصداق مضامین این اشعار

سادی سادی وہ شکل وہ جوبن
شوخیان اُس مین تھین قیامت کی
زلفین بکھری ہوئی تھین یون خم
جس پہ قوس قزح بھی ہو قربان

حسن و خوبی مین لاجواب تھی وہ
بانکی بانکی ادا وہ بھولا پن
وصف کیا ہو رقم سراپا کا
ہون ہم آغوش جیسے شام و سحر
ترچھی چتون وہ یون تو بھاتی تھی

فرد عالم مین انتخاب تھی وہ
قہر چتون ادائین آفت کی
آدمی تھی کہ نور کا پتلا
یون خمیدہ وہ ابروے تابان
دل عاشق کو بس کٹاری تھی

آنکھ پھیرے تھی یون وہ ماہ منیر
گل نرگس حیا سے آنکھ چرائے
غنچہ ناشگفتہ تھا وہ دہن
گل سوسن ہزار ہوون تو نثار
اُس کے دانتون کی تھی چمک ایسی
جس سے ظاہر تھی صاف پان کی پیک
گورے گورے وہ ساعد سیمین
جس طرح دو حباب ہوون یکجا
رانین دونون بھری بھری اسکی
ہو خجل چرخ پر مہ تابان
اودا رومال وہ گلو مین بندھا
وہ جوانی کا جوش اور وہ امنگ
پائجامہ گرنٹ کا گلنار
کس بناوٹ کا کس سجاوٹ کا
وہ زمردکی اُس کی ناک مین کیل
جس پہ صدقے ہو چاند کا ہالا
نو نگے بازوون پہ اور جوشن
طرفہ دکھلاتی تھین ادا بانکین
الغرض جب لڑی نظر سے نظر

ہوے برگشتہ جس طرح تقدیر
پھول سے وہ بھرے بھرے رخسار
چاہ نخشب تھا یا وہ چاہ ذقن
یہ ہویدا تھا غنچہ لب سے
دل عشاق پر گری بجلی
دست نازک حنا سے لالون لال
حسن و خوبی مین مثل جن کا نہین
پتلی پتلی وہ پیاری پیاری کمر
نرم چکنی سڈول آفت کی
جامہ زیبی مین بھی وہ ماہ منیر
گوری رنگت پہ خوب کھلتا تھا
خوش نما ٹھیک وہ کسی انگیا
گل لالہ سے بڑھ کے جسکی بہار
بجلیان کانون مین مرصع کار
خوشنمائی مین تھا نہ جسکا عدیل
پیاری پیاری گلے مین ہیکل تھی
دست نازک مین وہ کڑے کنگن
پانون مین جھانجھ جھاگل اور جھڑ کے
غل گئین پر چھپان سب بچھے پر

جلوہ چشم مست دیکھ جو پائے
جس پہ بلبل ہزار جان سے نثار
لب نازک پہ وہ مسی کی بہار
باتین کرنے مین پھول ہین جھڑتے
گوری گردن کی جلد وہ باریک
آدمی کیا ملک کی ٹپکے رال
سینے پر وہ اُبھار جوبن کا
تھا نزاکت کا خاتمہ اُس پر
کف پا مین وہ نور جلوہ کنان
اپنا رکھتی نہ تھی جہان مین نظیر
زعفرانی دوپٹہ وہ خوش رنگ
چھوٹی چھوٹی پھنسی پھنسی انگیا
مانگ مین موتیون کا وہ چھپکا
ہیرے کے بالی پتون کی وہ بہار
طوق گردن مین اُسکے سونے کا
اور جڑاؤ نسب کی وہ تختی
چوڑیون کی وہ خوش نما بانکین
مردہ جس کی صدا سے جی اُٹھے
قریب تھا کہ وقت نظارہ جمال

وزیر زادی مذکور صاحبقران کشورستان کو غش آجائے مگر بزور اپنے تئین سنبھالا بعدہ اُس نازنین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا و پری چہرہ تمنے ہمسے نیکی کی عیار تمھارے والد کا ہمکو بعیاری بیہوش کرکے یہان لایا تمنے اُس کے شرون سے ہمین بچایا قتل و اسیر ہونے سے ہمین محفوظ رکھا جان بخشی کی ہمسے عجب سلوک نیک کیا ہمنے بھی نقد دل تمکو دیدیا زہرہ سیمتن نے شرم سے سر جھکا کر نیچی نظر کرکے جواب دیا کہ ہان جو نیکی ہمسے ہوسکی ہمنے کی لیکن خوف یہ ہے کہ دیکھیے انجام اس نیکی کا کیا ہوتا ہے ہمارے والد اتفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ دیکھیے ہمسے کس طرح پیش آتے ہین قتل کرتے ہین یا اسیر کرتے ہین یہ کہکر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی اُنھون نے جلد لاکر پیش کی زہرہ سیمتن نے مسند زرین پر صاحبقران کو بٹھاکر خود مسند سے علحدہ کچھ ہٹ کر بیٹھنا چاہا امیر با توقیر نے اُسکو اپنے برابر بٹھایا پھر ایک ہمجلیس زہرہ سیمتن نے ایماے وزیر زادی مذکورہ سے شیشۂ مے سے جام بلورین مین شراب بھر کر صاحبقران ذیشان کے روبرو آکر وہ جام پیش کیا اور کہا کہ آپ مہمان ہین ہماری ملکہ مہمان نواز ہین لہذا اس جام سے مے نوش کیجیے اس ساغر کو جام محبت تصور کیجیے صاحبقران نے بادہ خواری سے انکار کیا سبب انکار بادہ کشی جو دریافت کیا گیا امیر با توقیر نے جواب دیا کہ اول تو ہم اہل اسلام شراب نہین پیتے ہین عوض شراب عرق مقوی دماغ و قلب

پیتے ہین دوسرے یہ کہ وزیرزادی و مالکہ تمھاری ہم مذہب نہین ہی اگر ہماری خوشی مطلوب ہو
تو دین اسلام اختیار کرکے عرق مفرح قلب و اعضاے رئیسہ ہین اپنے ہاتھ سے جام بلورین مین
دین آبائی مذہب کو ترک کرین کہ مذہب باطل ہی یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے زہرہ سیمتن
نے مطیع دین اسلام ہوگئے و بقول راوی دیگر مسلمان ہوگئے عرق مقوی دماغ و مفرح قلب
طلب کرکے جام بلورین مین بھرکے صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور اُس کے ہاتھ سے لیکر عرق مذکور الصدر بجائے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر مین شیشے سے بھرکر دختر اشفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب و مطلوب نے پیے بعد ازان لوح طلسمی رومال سے نکال کر
زہرہ سیمتن نے گلے مین صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب و غریب ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب و غریب کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ مین نے
عالم خواب مین ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھون نے مجھسے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ سیمتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائے گا تجھے لازم ہی
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور اُن کی ہدایت و رہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد مین آئے گی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی مین بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہی اسی فکر مین نیند نہ آئی یہان تک کہ صبح ہوئی بہتر شمس یکایک پشتارہ
آپ کا لیے ہوے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپ ہی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس وقت
مین نے اپنے دل مین کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہی کہ والد مجھسے ناراض ہوکے درپے قتل و ایذا رسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچے گی صاحبقران کشورستان نے مسکرا کر فرمایا کہ خواب
تمھارا سچا تھا جو کچھ تمنے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاء اللہ تعالی بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور مین آئے گی یہ فرما کر خاموش ہوے ہمجلیسان دختر
اشفاق جادو وغیرہ کنیزون نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب مین
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرما کر جواب دیا کہ ہان خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ صبح ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب مین دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران توبارہ دری باغ زہرہ سیمتن مین ہم پہلوے دختر اشفاق
جادو بیٹھے ہوے ہین زہرہ سیمتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہی ایک نازنین
خوش گلو روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کر رہی ہی مبارکباد ی گا رہی ہی اور ایما سے
زہرہ سیمتن سے سامان دعوت و ضیافت صاحبقران ہو رہا ہی اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوے رقص و نغمہ مطربہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہین مگر اب حال
اُن ساحرون کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے تھے

جب وہ ساحران ناہنجار بعد قطع راہ دراز در دولت شاہ طلسم زلزلہ نالان وگریان پہونچے شاہ طلسم کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوئی متردد ہو کر اپنے روبرو سردرباران کو طلب کیا اور پوچھا کہ سبب تمھارے نالہ و فریاد کرنے کا کیا ہی اُن سبنے بعد سلام کرنے کے تمام حال فتح دربند دوم کا جو گذرا تھا عرض کیا شاہ طلسم کو صدمۂ عظیم ہوا جملہ اہل دربار کو ملال ہوا ابھی سب کو رنج و تردد تھا کہ پھر چند ساحروں نے روبروے شاہ طلسم آکے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ و خداوند اسوقت لشکر طلسم کشا میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہی ہر ایک لشکری آبدیدہ ہی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہی شور نالہ و فریاد ہو رہا ہی دریافت جو کیا گیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو کوئی شخص بارگاہ سے بعیاری بیہوش کرکے لے گیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے شاہ طلسم خوش ہوا اشتفاق جادو وزیر دوم نے شادمان ہو کر شاہ طلسم سے عرض کیا کہ شہنشاہ کو مبارک ہو شاید طلسم کشا پر بہتر شمس عیار نے یہان سے جا کر ایسی عیاری کی کہ اُس کو بیہوش کرکے اور وہان سے لیکر روانہ ہوا مگر ابھی تک یہان نہین آیا شاہ طلسم نے از حد خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جا اور بہتر شمس کو ہمارے روبرو لاؤ خبرگیری اُس کی ضرور ہی مبادا ساحران لشکر طلسم کشا بکوشش و تلاش اُس کو گرفتار کر لین لوح طلسمی و طلسم کشا کو اُس سے چھین لین اشتفاق جادو حسب الحکم براے جستجوے عیار خود تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر سوے دربند دوم روانہ ہوا اثناے راہ مین ہر طرف دیکھتا جاتا تھا درمیان راہ کے اشتفاق جادو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین نے اپنی دختر نیک اختر کو چند روز سے نہین دیکھا ہی نہ کچھ اُس کی حالت سے اطلاع ہوئی ہی نہین معلوم طبیعت اُس کی کیسی ہی ادھر آیا تو ہون اُس کو بھی دیکھتا ہوا براے تلاش بہتر شمس جاؤن یہ تجویز کرکے اپنے تخت سحر کو سوے باغ دختر مذکور بڑے ہوا روان کیا بعد قطع راہ اندر باغ و بارہ دری کے آیا دیکھا کہ بزم عشرت آراستہ ہی پہلوے دختر مین طلسم کشا بیٹھا ہوا ہی ایک نازنین مہ جبین خوش گلو و خوش رو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہی سب زن و مرد بیٹھے ہوے بصد خوشی سن رہے ہین غزل

دل بیتاب ہے صرف غزلخوانی ہے مستانہ — کہ جا نہ ہے یہ مستی مین ہو حق بے حجابانہ
عروجون پر ہے دائم ساقی قدرت کا پیمانہ — جہان مست ہم بھرے ہین اور لبالب جام و پیمانہ
ہے صرف اہتمام تشنہ کامان رحمت ساقی — زمین مستانون سے ہے یکسر فرش کاشانہ
گدایان در دولت کی یاد ہی نگاہون مین — نگاہون مین ہو گردش ہو رہا ہو گھاٹ شاہانہ
رسا ہے نالہ پیر در باب کبریائی تک — کبھی خالی نہین جاتا ہی غوغلے گدایانہ
تماشا کرتے ہین ہم شاہد قدرت کے جلوون کا — تصور سے ہمارا یہ دل ہی پری خانہ
سو دب احمدی باب الٰہی پر جبین رکھو — کہان کا مطرب و ساقی کہان کا جام و پیمانہ

بعض عورتین تعریف مطرب مذکورہ کر رہی ہین سمان بندھا ہوا ہی بخوف و خطر ہر ایک بیٹھا ہوا ہی یہ رنگ بزم دیکھکر اشتفاق جادو کو بدرجہ تمام و بے حد غصہ آیا کثرت قہر و غضب سے جہان آنکھون مین تیرہ و تاریک ہو گیا اس اثناے مین زہرہ سیمتن نے اپنے باپ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی خوف بدن سے کانپنے لگی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا شادی و خوشی مبدل بفکر و تردد

کمال ہوئی یہان تک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہوگیا سکتا سا ہوگیا صاحبقران نے
اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہی مزاج کیسا ہی دفعتا یہ حال کیون ہوا اُس نے
باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہوگیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آگئے غالبا عالم
غصہ مین مجکو سزاے سخت دین گے عجب نہین کہ مار ڈالین کیونکہ صاحب غیرت وحیا ہین مین نے
آپ کی محبت مین دین بھی دیا اب جان بھی جائے گی امیر با توقیر نے یہ تقریر اُس کی سنکے اپنی
پس پشت دیکھا ہجلیسان زہرہ سیمتن وکنیزان نے بھی وزیر مذکور کی طرف دیکھا
دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہوگیا مطربہ مذکورہ خوف سے
اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزین خوف وخطر سے چھپنے لگین بزم عیش درہم وبرہم ہوئی اشتفاق جادو
نے اسی عالم غصہ مین بصداے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمتن
غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت مین دھبا بدنامی وآشنائی کا لگایا کچھ خیال اپنی عزت
اور ہماری لیاقت وحرمت کا نہ کیا بےخوف وخطر کوچہ یاری وآشنائی مین قدم رکھا نام بزرگان
ذی عزت کا خاک مین ملا دیا طلسم زلزلہ مین رسوا و بدنام کر دیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مر گئی
ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی نہوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بے حیا ہرگز نجانتے تھے بلکہ بیشتر تیری
عصمت وعفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس کے لائق نرہے کہ کسی کو
طلسم زلزلہ مین اپنا منھ دکھائین اور چار آنکھ کرکے بات کرین تو نے ہمارے اور شاہ طلسم کے
دشمن جان وایمان سے دوستی و یاری وآشنائی پیدا کی ہی اپنے پہلو مین ایسے دشمن قوی کو بٹھایا
ہی بزم عشرت آراستہ کی ہی خیر دیکھ تو سہی کہ کس عذاب الیم سے تجکو ہلاک کرتا ہون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرین گے بعد تیرے قتل وہلاک کرنے کے خود بھی
خودکشی کرونگا زندہ نرہونگا صاحب عزت وحیا ہون بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارہ نہ کرونگا
یہ کہکر عالم قہر وغضب مین مانند شعلۂ جوالہ برے قتل وہلاکت دختر مذکور آگے بڑھا ادھر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُٹھکر کہا کہ اے اشتفاق جادو ذرا اپنے
ہوش وحواس مین آؤ عالم غصہ مین آمادہ قتل دختر نہو کلمات بیہودہ ونامناسب اس کی
شان مین نہ کہو دختر تمھاری نہایت عفیفہ وسعیدہ ہی پاک دامن ہی صرف اس نے ہمارے ساتھ
یہ نیکی کی ہی کہ مہتر شمس عیار کے شر وفساد سے ہمین بچایا ہی پشتارہ ہمارا اُس سے چھین کر
ہمین اپنے پاس بٹھایا ہی ہماری ہدایت ورہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہی دین اسلام
اختیار کیا ہی یہ ننگ خاندان نہین ہی فخر خاندان ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اپنے دین باطل کو چھوڑ کر
دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ ہودسر مست جادو شاہ طلسم زلزلہ
کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خدا وند ایسا بھی عاجز ہوتا ہی کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کر رہے ہین
اور وہ کچھ قدرت اپنی نہین دکھاتا ہی ہمکو قتل واسیر نہین کر سکتا ہم سے ایسا ڈرتا ہی کہ سامنے
ہمارے نہین آتا ہی کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی پس ہرگز یہ شان خداوندی نہین ہی وہ ایک بادشاہ
بے دین ہی تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے اپنے تئین خداوند کہلواتا ہی اور سجدہ کراتا ہی
آگاہ ہو کہ لائق سجدہ وپرستش وہ معبود حقیقی ہی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین وآسمان
وماہ وآفتاب وشجر وحجر وجن وانس وطیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو ہویدا کیا ہی دریاؤن کو

جاری کیا ہی نباتات کو پیدا کیا ہی خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہی ابر و برق و ملائکہ و جنت
و دوزخ کو پیدا کیا ہی اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ و بار سے صنعت و قدرت
خداوند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھین واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہین
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روز کی دولت و حشمت پر مغرور نہو
یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک روز مرنا دنیا سے سوے عدم
جانا بھی ضروری ہی خیال کرو کہ تمھارے آبا و اجداد اسوقت کہان ہین علاوہ اُن کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہان ہین زیر خاک نہان ہوگئے
پیدا ہوے تھے جب حکم خدا ہوا دنیا سے سوے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ ہم
اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہین یہ بھی فنا ہو جائین گے بجز ذات خدا کوئی باقی نرہے گا لہذا اپنے
اعمال کی درستی کرو راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم درپیش ہی زاد راہ مہیا کرلو اور اگر تم
غصہ مین اپنی سحر و ساحری پر نازان ہو کر ارادہ جنگ کروگے تو شکست پاؤگے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہوگے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہین ہمارے گلے مین یہ لوح طلسمی پڑی ہی یہ لوح طلسمی
رہنمائی کرتی ہی سحر ساحران کی باطل کنندہ ہی اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کرین گے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحرون کو تہ تیغ کرین گے کسی بیدین
کو زندہ نچھوڑین گے ہان وہی اشخاص جانبر ہونگے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کرین گے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آگیا ہی دو دربند فتح ہوچکے ہین باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہمسے کیا لڑ سکوگے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اُس نے ہمسے نیکی
کی ہی بہ بدی پیش آسکوگے اشفاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپکے پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہی اسوجہ سے جو چاہیے کہیے اگر لوح طلسمی آپکے گلے مین نہوتی تو کچھ بھی
شجاعت و بہادری آپ کی آپ کے کام نہ آتی ایک ادنی سحر مین ہم آپ کو اسیر کرلیتے روبرو
شاہ طلسم لے جاتے خلعت و انعام پاتے تمامی طلسم زلزلہ مین زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اُس کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے اشفاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو سر بھی
ہمارا موجود ہی تن سے جدا کرلو یا ہمکو اسیر کرکے شاہ طلسم کے سامنے لیجاؤ خلعت و انعام
اُس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی یہی تدبیر ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو ہم شجاع و بہادر
ہین کچھ ضرورت لوح طلسمی کے یاوری کی ہمکو نہین ہی بات پر سر دیتے ہین ترقی خواہ دین اسلام
ہین جان کے جانے کا اندیشہ نہین ہی اگر فکر ہی تو یہی ہی کہ بندگان خدا جو گمراہ ہین وہ راہ راست
پر آجائین اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہوجانے سے تمھارا نفع ہوتا ہی تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے مین کرکے ہمین اسیر کرکے شاہ طلسم کے پاس لے چلو یہ کہکر لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر سامنے اشفاق جادو کے ڈالدی بعدہ پھر اپنا سر جھکا کر فرمایا کہ آہنگرون کو
طلب کرو کہ وہ آکر طوق و زنجیر وغیرہ مین ہمین اسیر کرین اشفاق جادو یہ تقریر و ہمت و
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہنے لگا کہ مانند صاحبقران کے فی زمانہ

شاید ہی کوئی شخص نیک و صاحب ہمت و شجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہی اور ان کے
ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہی جو خالق زمین و آسمان و ما فیہا ہی
لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کوچہ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے
واقعی دنیا چند روزہ ہی ہوس مال و متاع عبث ہی فقط خواہش دولت دین اسلام ضرور ہی
یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہی کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائے گا شاہ طلسم زلزلہ
مارا جائے گا جو دین اسلام قبول کرے گا اُس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کرکے غصے کو دور کرکے
لوح طلسمی کو اُٹھا کر آگے بڑھکر گلے میں صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ خادمانہ سوے قدم
امیر با توقیر جھک کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کرکے اپنی رضامندی ظاہر
فرمائیے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہون بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤنگا کیونکہ
فی الحال آپ کی ہمراہی مین شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرنا ہی صاحبقران نے گفتگو
اُس کی سنکے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اُس کے خوشی حاصل
ہوئی زہرہ سیمتن وغیرہ جملہ عورتین بھی شادمان ہوئین خوف و خطر ہر ایک کے دل سے
دور ہوا اشفاق جادو نے اپنی دختر کو بہ شفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر
پارۂ جگر خوشا بقدر تیرا کہ مشرف بہ دین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام
ہوے اگر تو مہتر شمس سے بشتارہ صاحبقران کشورستان کا چھین کر صاحبقران کے ساتھ
یہ نیکی پیش نہ آتی لوح طلسمی حوالے کرکے دین اسلام قبول نکرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام
سے محروم رہتے یہ کہکر بمقام صدر صاحبقران کو بٹھایا مع دختر دوبرے صاحبقران بیٹھکر
گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ مین بہار تازہ آئی بہت سے گمراہ راہ پر آگئے ازانجملہ
ہم بھی مطیع دین اسلام ہوے دین آبائی سے منحرف ہوے ملازمت وزارت سے دست بردار
ہوے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین جانا ہمین منظور نہین ہی جب تک مطیع دین اسلام نہوے
تھے اُس کے خیر خواہ تھے خداوند اپنا اُس کو جانتے تھے اب ہم اُس کے دشمن جانی و ایمان
ہین ہرچند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نرہیگی اور وہ ہمپر غضبناک ہوکر
دشمن جان ہمارا ہو جائے گا مگر ہمکو اُس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہین ہی اگر زندگی
ہماری ہی تو وہ ہمین قتل و ہلاک نہین کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہوئی ہی اور اُس کے ہاتھ
سے ہماری قضا ہی تو بجز خداوند عالم کوئی ہمین اُس کے ہاتھ سے بچا نہین سکتا ہی یہ کہکے
خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ سیمتن و اشفاق جادو سے مخاطب
ہوکر کہا کہ ہمکو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو مین پریشان خاطر ہونگے لشکر مین ایک تہلکہ
پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصاً ہمارے برادر وفادار خواجہ طیفور گردیا کو
سخت تشویش ہوگی زیادہ تر اُن کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بحرین جادو و ملکہ دیدبہ بحر ساحر
جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بھی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور
دور تک ہماری تلاش مین گئے ہونگے ساحرون کو بھی براے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل
ہمارا لشکر مین جانا مناسب ہی انشاء اللہ تعالیٰ ہنگام اطمینان یہان پھر آئینگے زہرہ
سیمتن نے تو کچھ جواب ندیا لیکن اشفاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت مین آپ کو روکنا

خلاف عقل و خیر خواہی ہو اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلین ہم بھی آپ کے ہمراہ آپ کے لشکر مین چلتے ہین جان نثاری و سر فروشی کو موجود ہین تنہا آپ کو جانے نہ دین گے آپ کے دشمن ہزارہا ساحر ہین خاص کر شاہ طلسم آپ کا عدو ہے جان ہو یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد ایک مرکب زین و لگام سے آراستہ کرکے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے گھوڑا عربی نہایت تیز رو لے کر حاضر ہوے **اشفاق جادو** بہت سے ساحرون کو گرد باغ براے حفاظت و نگہبانی اپنی دختر کے معین و مقرر کرکے دختر سے رخصت ہوکے **صاحبقران** کشورستان سے ملتمس ہوا کہ مرکب براے سواری جو ہمنے طلب کیا تھا ساحران مطیع و فرمانبردار لے آئے ہین در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہو اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھکر تشریف لے چلیے **صاحبقران** ذیشان نے جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہو یہ فرماکر مسند زرین سے اٹھکر مکرر زہرہ سیمتن سے رخصت ہوکر کلمات تسلی و تشفی آمیز زبان پر جاری کرکے وعدہ آنے کا کرکے بارہ دری سے در باغ پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے **اشفاق جادو** تخت سحر پر سوار ہوکر چند ساحرون کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور اب حال اہل لشکر کا رقم کیا جاتا ہو کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور **صاحبقران** کشورستان حسب دستور براے اداے نماز سحر بیدار ہوکر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور گردیا کو تردد ہوا بیتابانہ بارگاہ مین جاکر جو دیکھا تو بالاے فرش خواب **صاحبقران** کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان پاے عیار پاکر بیرون بارگاہ ملول و غمگین آکر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار **صاحبقران** کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو عیار مذکور کے آنے کی اور **صاحبقران** کو لے جانے کی مطلق خبر نہوئی ہم بھی بیخوف و خطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے نہین گئے عیار نابکار قابو پاکر **صاحبقران** کشورستان کو لے گیا ہو لہذا تم سب کو لازم ہو کہ براے تلاش **صاحبقران** جاؤ ہم بھی جستجوے امیر با توقیر کرین شاید کچھ حال اُن کا دریافت ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور گردیا سے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ و ملال ہوا کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیر خواہ نے فریاد و فغان کی غرضکہ اسی طرح ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ساحران نامی و نامور مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہین کہ درمیان مین لشکر ساحران کے آکر داخل بارگاہ ہوکر **صاحبقران** کو بیہوش کرکے پشتارہ اُن کا اپنے دوش پر رکھکر لشکر کے درمیان سے نکل جاے اور کوئی اُس کو نہ دیکھے خصوصًا وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ و لشکر پھر رہے تھے یقینًا کوئی ساحر اُن کو لے گیا ہو ہم سب دن کو میدان جنگ مین لڑے تھے شب کو بزم عشرت مین بیٹھے رہے تھے چونکہ نہایت خستہ و ماندہ تھے فرش خواب پر جاکر ایسے غافل سوے کہ کچھ بھی خبر نہ رہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل سوے نہوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنی ساحر کی کہ وہ لشکر کے درمیان سے **صاحبقران** کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنی ساحر کا نہین ہی خود شاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش و غافل ہو گئے ہونگے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ مین جاکر **صاحبقران** کو اٹھاکر لوح کو اپنے قبضے مین

کر کے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال تمہارا خام ہی شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا ہاں اُس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا۔ بحرین جادو کہتا تھا کہ یقیناً صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہی خواجہ طلیفور گردیا سچ کہتے ہیں قول خواجہ صحیح ہی ان کو نشان پاے عیار کی شناخت ہی کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و ناموریکتا و بے نظیر ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہی یہ تو ظاہر ہی کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہی اب ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہی حال اُس کا معلوم ہو جاے یا یہ ثابت ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہی کہاں لے جا کر اُس نے اُن کو اسیر کیا ہی تا کہ وہاں جا کر بہم کر صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے قبضے میں ہی دیکھیے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہی یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی تلاش کی جائے گی جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو ہمیں تو رائے آپ کی بہت پسند آئی ہی اب تاخیر و تامل نہ کرنا چاہیے براے تلاش صاحبقران یہاں سے ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو ہماری راے سے اتفاق ہی تو بلا تامل براے جستجوے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے یہ کہکر ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار ہو کر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوے ایک جانب بحرین جادو و فیرنگ جادو بجمیعت ساحران براے جستجوے صاحبقران روانہ ہوے ایک طرف خفقان جادو و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر تلاش امیر یا تو قیرمیں نگے ایک طرف خواجہ طلیفور گردیا بصورت مبدل بیتابانہ بہر تلاش امیر کشور گیر رہ نورد ہوے ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوے فلک بلند کر کے اس طرح دعا بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و زمین تو قادر و توانا ہی ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہی جلد تر اپنی قدرت کاملہ سے حاجت ہماری برلا صاحبقران کشورستان سے ہمیں ملا ہم سب کے حال پر رحم کر ہماری دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوے ہیں ہماری حاجت مذکور کو برلا کر ہمارے اعتقاد کو قوی کر لشکر میں تو اکثر ساحر دست بدعا ہیں بعضے آبدیدہ ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ لشکر سے نکلجانے کا کر رہے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان کر رہے ہو کیوں لشکر سے چلے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو خدا سے امید وار حاجت روائی رہو اُس سے نا امید نہو یا د رکھو کہ یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوگا امیر یا تو قیر ہی اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی اُن کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا ہی ہاں اسیر کر سکتا ہی ابھی تمہارے سامنے ساحران نامی و نامور بجمیعت ساحران براے جستجوے صاحبقران گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوے ہیں ضرور ہی کہ کسی کو کچھ حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طلیفور گردیا سے بیان کیا جائے گا وہ جس طرح ممکن ہوگا

بعیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کرینگے چند ہی روز مین امیر باتوقیر داخل لشکر ہو جائینگے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر مین آنا دشوار ہی نہین معلوم اُن کو کون لے گیا ہی کس جگہ قید کیا ہی وہان تک ساحران نامی و نامور ہند کور کا پہونچنا امیر باتوقیر کا رہا کر کے لشکر مین لانا بسا دشوار ہی پس جب آنا طلسم کشا کا مشکل ہی تو ہمارا لشکر مین رہنا بھی بیکار و فضول ہی لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑیگا آخر تمہارے کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کرینگے بعدہٗ لشکر سے چلے جاینگے مگر خواجہ طیفور گردیا جو سبب بلغ زہرہ وسیمتن فال مانند خواجہ عمرو اوتی دیکھکر روانہ ہوئے تھے قطع راہ کرتے ہوئے پاے شاطری مارتے ہوئے ہر طرف دیکھتے ہوئے دعا بپروردگار عالم سے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دل مین اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے کہ اے خواجہ اول تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لاکر لشکر مین داخل ہون اور اگر وہ نہ آئین تو اُن کا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن نے اُن کو دریا مین لے جاکر اسیر کیا ہی بشرطیکہ معلوم ہو جائے مین تو امواج مین گھس کر اُن کے دشمن کو قتل کر کے قید سے اُن کو رہا کرونگا اور اگر کسی عدو نے زیر زمین اُن کو لے جاکر قید کیا ہی تو وہان بھی اپنے تئین کسی تدبیر سے پہونچاؤنگا اگر قلعہ آتش مین اُن کو لے جاکر بند کیا ہی تو وہان بھی بعیاری و مکاری وبد ذاتیہ دباری اپنے تئین پہونچاکر اُن کو قید سے رہا کرونگا اگر کسی عدو نے ہمارے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان لے جاکر برو سے ہوا قید کیا ہی تو بھی کسی فکر و تدبیر سے وہان تک پہونچونگا اور اپنے آقاے نامور کو قید سے رہا کر کے اُس نابکار کو اس طرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اُس کے حال زار پر نالہ و فغان کرینگے مگر مجکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا خواجہ طیفور گردیا یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوئے بیتاب و بیقرار ہی مین و بیسارہ دیکھتے ہوئے جستجو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے سے صاحبقران کو گھوڑے پر بصد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شادمان ہوکر دوڑ کر قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر باتوقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی کس درد مین مبتلا ہی کیون آبدیدہ ہی کیا حاجت رکھتا ہی بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپنے اس اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گردیا ہی آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپکی جستجو کے لشکر سے ادہر آیا تھا الحمد للہ کہ در مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپ کے لشکر مین نہونے سے سپاہ ساحران مین ایک تہلکہ پڑا ہی اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران واسطے آپ کی تلاش کے لشکر سے گئے ہین صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ تم اسوقت اپنی شکل ایسی تبدیل کیے ہوے تھے کہ ہمنے تمکو مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوے اشفاق جادو جو بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ساتھ ساتھ امیر باتوقیر کے برو سے ہوا آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھکر متردد ہوکر بلندی سے جانب پستی آکر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہی آپ کا دوست ہی یا دشمن ہی صاحبقران نے مسکراکر جواب دیا کہ اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے برادر وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گر دیا ہین بصورت مبدل پریشان خاطر ہوکر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف آئے تھے ہمین دیکھکر خوش ہوے ہین حال دریافت کرکے تمھارے دیکھنے کے مشتاق تھے تمھارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملو یہ سنکے بصد اشتیاق اشفاق جادو خواجہ سے ملا بعدہٗ کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق ہے تعریف سُنی تھی دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزوے دلی برآئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا پھر ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اُسوقت لشکر مین داخل ہوے کہ بحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران مین دور دور جاکر کہین سراغ نہ پاکر مجبور ہوکر لشکر مین آچکے تھے صاحبقران کے تشریف للانے سے جملہ ساحران اعلیٰ ادنیٰ کو ازحد خوشی ہوئی نقارہ ہاے خوشی و شادمانی لشکر مین بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی تمامی ساحران یمین و یسار روبروے امیر با توقیر بزم عیش و عشرت مین بیٹھے اور تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندون کے حاضر ہوے مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا ہر ایک ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہوکر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا عین جشن مین حسب الطلب ساقیان گلرخسار وہی کشتی شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام شراب پیتے ہین لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوے رقص و نغمہ اُن کا دیکھنے سننے لگے از انجملہ ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گل پیرہن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اُس غیرت قمر کو جو پہلو مین پائے دل ، سینے مین پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بندے پہ اُس صنم کو جو آتا نہین ہے رحم کیا سنگ رکھدیا ہی خدا نے بجائے دل
نالہ بھی لب پہ آنہین سکتا ہی ضعف سے فرقت مین ہاے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل
کیا جانے کون لے گیا یار و کہان گیا کیا پوچھتے ہو مجھسے بھلا ماجرائے دل
رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا ... قابل بھی تھا اسی کے یہی ہی سزائے دل
یارون کے طنز طعنہٗ اغیار بھی سُنے کیا کیا مصیبتین نہ اٹھائین برائے دل
ڈرتا ہون اب تو بوسہٗ عناب سُرخ لب دیدیجیے کہ ہو کہین حاصل شفائے دل
کچھ کر سکے نہ رعب سے اُس شاہ حُسن کے دل ہی مین رہ گئے مرے سب مدعائے دل
خون جگر فراق مین کیونکر پئین نہ ہم کھانے کے بدلے ہی غم جانان غذائے دل
کس درجے جل رہا ہون تپ ہجر یار سے پہلو مین سحر آگ لگی ہی بجاے دل

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سُننے لگے تھا اُس مطربہ کے گانے کی کرنے لگے وہ روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان کرتی رہین یہان تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا تھا داد طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر خوش تدبیر جو براے دریافت حال اپنے عیار مہتر تمس کے گیا تھا ابھی تک نہین آیا

اہل دربار سے بعض ساحرون نے دست بستہ عرض کیا کہ مہتر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری نہ کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا فکر عیاری و گرفتاری مین ہوگا اشفاق جادو اُس کا معین و مددگار ہوکر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت مین نہین آئے
ہین سخنگان یہ تقریر اُن ساحرون کی سُنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکرین بیشتر مین گفتگوے اہل دربار سُنکے ہنستا ہون زندہ دل ہون
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہون شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا تم ہمارے دربار
مین بے ادبانہ ہنستے ہو اپنی شوخی سے باز نہین آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ مین سمجھکر
ہنسا ہون اگر اُسے بیان کرونگا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھپر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہی کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جائے جو سبب تاخیر اشفاق جادو کے آنے کا
ہی وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہوجائیگا مشہور ہی کوئی اچھی بری بات چھپی نہین رہتی ہی
ظاہر و آشکار ہوہی جاتی ہی شاہ طلسم نے برہم ہوکر کہا کہ کیون ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نہ کروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہی کہ مہتر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہوگیا اور
اشفاق جادو کے بارے مین بھی طرح طرح کے خیال ہین وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہین آئے ہین دیکھیے آتے بھی ہین یا نہین شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہین یا نہین سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اُن کے یہان آنے مین
مجھے تردد ہی وہ یہان سے جاکر کہین رہ گئے خواجہ طیفور گردپا لشکر مین موجود ہون کچھ
عجب نہین کہ خواجہ نے اشفاق جادو کو موافق اپنے عادت کے شفقت و عنایت کی ہو
نمک سرکاری کا ذائقہ اُنھین چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سُن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوے نہایت پریشان خاطر افتان و خیزان سامنے شاہ طلسم
کے آئے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمکخوارون کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہی اسقدر گھبرائے ہوے کیون آئے ہو چہرے تمھارے متغیر کیون ہین کون امر
تازہ خلاف تمھاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہی صاف صاف بیان کرو اُنھون نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہتر شمس عیار نے یہان سے
جاکر بعیاری و ہوشیاری بارگاہ مین داخل ہوکر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثنائے راہ سے
بدی مقدر کچھ خیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشفاق جادو وزیر دوم حضور کے پاس
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کرلانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہتر شمس عیار کو بیہوش کر کے زندہ اپنے باغ کے صحن مین دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھکر اُس سے
ہمسخن ہو کر اُس پر مائل ہو کر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عیش آراستہ کر کے طلسم کشا کو اپنے پہلو مین
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلوے زہرا سے سیمتن مین درمیان
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشفاق جادو براے تلاش مہتر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ مین بھی گئے وہان پہلوے دختر مین طلسم کشا کو دیکھکر سخت برہم
ہو کر واسطے اُس کے قتل کرنے کے کلمات درشت کہکر بڑھے تھے اس اثناے مین طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشفاق جادو مطیع دین اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا بعدہ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا چونکہ ہم خیر خواہ خداوند ہین اگرچہ در باغ زہرہ سیمتن کے نگہبان
و دربان ہین اس حال سے باخبر ہو کے براے خبر رسانی روبروے حضور آئے ہین شاہ مذکور
نے اُن کو بعوض خیر خواہی و خبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کر کے
اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہین ہوتا ہی خصوصًا نمکحرام ملازم اپنے
مالک و آقا سے روگردان ہوتا ہی فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہی تو جو نمک حرام ہین وہ ہمسے منحرف ہو کر نمکحرامی و بدخواہی پر ہمارے کمر باندھے ہین شریک
طلسم کشا ہو رہے ہین اور جو نمک حلال و خیر خواہ ہین وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہو رہے ہین پہلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و قمر جادو و بہار گل پوش جادو ہمسے منحرف
ہو کے ہمارے بدخواہ ہو کر طلسم کے لڑتے ہیں اگر شریک طلسم کشا ہوئین آفاق جادو و گوہر جادو
نمک اُس کو اور اُس کے عیار کو لے گئین یہان تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال و خیر خواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی مستقل جادو نابکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاؤس جادو مالک
دربند دوم کہ خیر خواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا فی الحال زہراے سیمتن اور
اشفاق جادو نے بھی اطاعت و ملت طلسم کشا اختیار کی ہی افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیر خواہ
جانتے تھے اس ہمارے وقت بد مین ہمارا ساتھ چھوڑ کر ہمسے بغاوت اختیار کر رہے ہین خیر یہ تو
ہمکو یقین ہی کہ دن ہمارے سخت ہین اجل عنقریب آ رہی ہی یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جاوینگے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہ و نمکحرامون کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ اُن کو قتل کر کے اپنی جان دینگے بعد
اپنے دنیا مین اُن کو بعیش و راحت چھوڑ کر نجاوینگے نمکحرامون کو قتل کر کے ہم قتل ہونگے
اون تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کرین بعدہ جو ہونا
ہی اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو دربند و اکثر مرحلات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہی غالبًا امروز و فردا
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہمکو یہ منظور و مدنظر نہین ہی کہ خداوند ہو کر
قلعہ بند ہون اُس سے لڑین اور اُس کو ادھر نہ آنے دین بلکہ خود دربند دوم کی طرف جا کر میدان جنگ مین
اُس سے مردانہ لڑینگے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہی لیکن بزدلی و نامردی اختیار کر کے قلعہ بند
ہونگے اب دیکھین ہمارے سنگ ہمارے نمکخوارون مین سے کون کون ہمسے سرکشی و بغاوت کرتا ہی کون کون

خیرخواہی وجان نثاری کرتا ہی یہ وقت امتحان ہی کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائیگا نمکحرام و نمک حلال کی تمیز کی جائیگی تم سب کی آزمائش ایسے وقت بدین کی جائے گی یہ کہکر خاموش ہوا آثار حزن وملال وناامیدی جابنزی چہرے سے ہویدا وآشکار ہوے ساحران نامی ونامدار نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھیں بلکہ امتحان ہمارا کرلیں ہمین ثابت قدم خیرخواہی مین پائینگے ہم مانند حنظل جادو واشتقاق جادو وغیرہ نمک حرام نہین ہین کہ جوایسے وقت بدین خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہونگے جہانتک ممکن ہوگا دشمنان خداوند سے لڑینگے جانین اپنی نمکخواری وخیرخواہی مین دینگے ساتھ آپکا نچھوڑینگے خداوند ملول وحزین نہون اگر دودربند فتح ہوگئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہی ابھی صدہا خیرخواہ حضور زندہ موجود ہین سرفروشی وجان نثاری کو مستعد وتیار ہم مین سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے یہان سے جاکے میدان رزم مین صف آرا ہو مقابلہ ومجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم بھی ادھر نہ بڑھانے دے لڑبھڑ کر قتل ہوجائے حق نمک خواری سے ادا ہوجائے خداوند کیون تکلیف فرمائین کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ مین جائین طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنون سے مقابلہ ومجادلہ کرین بلکہ عیش وراحت سے محلسرا مین آرام پذیر رہین ابھی سرفروشی اور جان نثاری وخیرخواہی ہم سب کی دیکھین جب ہم مین سے کوئی زندہ نرہیگا اسوقت شہنشاہ کو اختیار ہی جو مناسب ہو عمل مین لائین حاکم طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ تم سب نمکخوارون سے ہمین امید ہی کہ نمک حلالی وخیرخواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤگے مگر کب تک ہم اپنے عزیزون اور خیرخواہون کے اخبار قتل وہلاکت سنکے صدمات دل پر اٹھائین اپنے کس کس بندے کا رنج وغم قتل کرین دشمنون کو کب تک فتیاب ہونے سے خندان دیکھین آخر کچھ حد بھی ہی بہت سے عزیز ورفیق وخیرخواہ قتل ہوچکے ہین کب تک صدمۂ مفارقت ومرگ اُن کے اٹھائین کب تک نمکحرامون کی بغاوت پر نظر کرکے خود آمادہ جنگ وجدال نہون دشمنون سے مقابلہ ومجادلہ نکرین اپنی جان کا خوف کرین طلسم کشا سے سامنا نکرین کس کس پہ بھروسہ واعتماد کرین وقت بدین دوست وملازم دشمن ہوہی جاتے ہین کیا اب یہ انتظار کرین کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہماری تختگاہ تک آجائے اپنی حفاظت وتدبیر سے کیون غافل رہین اپنا کام آپ ہی کیون نہ کرین مشہور ہی کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے حسب دلخواہ ہوتا ہی دوسرون سے اُس طرح سے نہین ہوتا ہی چنانچہ بقول شاعر۔ شعر۔

کار خود را خود کنم یا خوب آید گشت من ۔	کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہی کون کون رفیق وملازم ہمارا برلے اسیری وگرفتاری نہین گیا ہی کس کس عزیز وخیرخواہ نے اس باب مین کوشش نہین کی انجام کار یہ ہوا کہ اکثر قتل ہوے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہوگئے ازانجملہ حنظل جادو مالک دربند اوّل واشتقاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی ونمک حرامی پر کمر باندھ کر شرکت طلسم کشا اختیار کی حقوق نعمت وانعام اپنے خداوند کا خیال نہ کیا سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ وکار آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

فہم و فراست جو کچھ دربارۂ اشتفاق جادو مجمل طور سے عرض کیا تھا اُس کا ظہور ہو گیا ایسے
وزیر دوم بیان سے گزرے کہ اب امید اُن کے آنے کی نہ ہی شریک طلسم کشا کے سحر بیان و سحر
تقریر ہو گئے مع اپنی دختر کے مطیع دین اسلام و فرمانبردار صاحبقران ہو گئے غیر جو کچھ ہونا
تھا وہ تو ہوا طلسم کشا اسیر و بیہوش ہو کے رہا ہو گیا لوح طلسمی بہتر شمس عیار کو دستیاب ہو کر
پھر طلسم کشا کو ملگئی عیار مذکور نے صاحبقران کو بعیاری بیہوش کیا تھا بیشتارہ اُن کا لے کر دھر
آتا تھا قضا اُس کی اُس کو جانب باغ زہرلے سیملتن لے گئی وہاں پہونچکر زندہ در گور ہو گیا
یعنی زندہ زمین میں گڑوا دیا گیا بلا سے صاحبقران لے کر خود ہی ہلاک ہو گیا جو دشمن طلسم کشا
کے تھے وہ اُس کے دوست ہو گئے دختر اشتفاق جادو دشمن تھی طلسم کشا کو دیکھتے ہی
عاشق ہو کر اُس کی دوست ہو گئی ایسے ہی سبب بیہودی برائے اہل اسلام اکثر ہوئے اپنی دوست
دا حباب ان اہل اسلام کے گویا زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں دشمن جان ستان بھی
ان کے دوست ہو جاتے ہیں یہ لوگ قتل ہونا جانتے ہی نہیں بیشتر بلاؤں میں مبتلا ہو کر جانبر
ہوئے ہیں اب جو شہنشاہ نے ارادہ خود طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کیا ہے میری رائے یہ ہے کہ
افسر اپنی سپاہ گران کا کسی ایسے کو کیجیے کہ جو مثل حضور کے ذی رتبہ ہو لڑائیاں دیکھے بھالے ہو
جنگ آزمودہ و ہوشیار ہو ماتحت اُس کے اکثر سرداران سپاہ ہوں وہ افسر تمامی سپاہ و لشکر
مع اپنے ماتحت سرداروں اور لشکریوں کو حکم دے اُسی طور سے میدان جنگ میں دشمنوں سے
مقابلہ کریں اور قبل اپنے جانے کے اُس افسر کلان کو حضور مع سپاہ گران بمقابلہ طلسم کشا روانہ
کریں تاکہ وہ جا کر میدان جنگ میں فرو کش ہو نقارۂ جنگی بجوائے موافق اپنی حکمت و رائے
کے طلسم کشا و لشکر طلسم کشا سے لڑے وقت جنگ و جدال شہنشاہ بھی عرصہ مصاف میں آ کر
دشمنوں کو قتل و ہلاک کریں اس فکر و تدبیر سے عجب نہیں کہ حضور کو فتح حاصل ہو اگر پہلے سے
ایسی ہی فکر و تدبیر کی جاتی تو اسقدر کشت و خون نہ ہوتا ساحران نامی کام نہ آتے دو در بند
فتح نہ ہو جاتے وادی آپ کی قتل نہ ہو جاتیں ایسی بربادی طلسم و اہل طلسم نہ ہوتی لوح طلسمی
اور تیغ فنا قبضۂ صاحبقران میں نہ آتا مشہور ہے کہ جب سردار سپاہ شجاع و آزمودہ کار ہوتا ہے
تو بیشتر دشمن پر فتحیاب ہوتا ہے حضور کی غفلت و اعتماد بلا زمین سے یہ انجام ہوا ہے اے شہنشاہ خطا
معاف ہو سرداران سپاہ حضور سحر و ساحری جانتے ہیں طریقۂ جنگ و عنوان صف آرائے رزم
سے ناواقف ہیں ہاں جو غیر ساحر ہیں وہ فنون جنگ و طریقۂ مصاف سے خوب آگاہ ہیں شہنشاہ
ساحران نے جواب دیا کہ اے ملک جی فی زمانہ جاری بد اقبالی ہے اور دشمنوں کی خوش اقبالی ہے
علی الخصوص طلسم کشا کا اختر اقبال اوج پر ہی چڑھا ہے کوئی ہم سے جیسا کہتے ہو کیا کر سکتے
غفلت کی جس طرح لڑنا چاہیے تھا اُس طور سے جنگ و جدال طلسم کشا سے نہیں کی گئی اسی وجہ سے
ہزار ہا ادنیٰ ساحر اور اکثر ساحران نامی قتل ہوئے دو در بند طلسم و دیگر مقامات و مہمات
فتح ہو گئے غیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب تم کو اگر افسری سپاہ کی دیجائے تو لڑائی کو فتح
کرو گے طلسم کشا وغیرہ کو قتل و اسیر کرو گے کمنجگان نے عرض کیا کہ ہلو تو افسری لشکر سے
معذور رکھیے الا ہمارے خداوند کو عہدۂ سپہ سالاری لشکر مرحمت فرمائیے یہ قابل و لائق افسری
ہیں ان کی موجودگی میں عہدۂ افسری مجھے منظور نہیں ہے لیکن اُن کی جانب سے انتظام کروں گا

شاہ طلسم زلزلہ نے راے اُس کی پسند کرکے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور اژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق خاص کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا ہزبر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گفتار جادو ویک چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا معمور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا ببر جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت ساریق بن بقا
کا کرکے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کرکے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ وخرگاہ وغیرہ اسباب
وسامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمارا آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہوکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش وصف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ مین آئین گے اپنے
دشمنون سے لڑین گے بدخواہون کو قتل ونیست ونابود کرین گے باغیون کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمین یہ منظور نہین کہ طلسم کشا دربند دوم سے مرحلات و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا خاص ہمارے قلعے تک آئے قلعہ کا محاصرہ کرے ہزارون
بندون کا کشت وخون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ وبرباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہین طلسم کشا کو نہ روکین اُس کو دلیرانہ یہان تک آنے دین یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہین وخیام وخرگاہ وغیرہ اسباب وسامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سپہ قلب اپنے افسرون کے حکم سے جلد جلد کمربندی مین مصروف
ہوے ساریق بن بقا نے عہدہ سپہ ساری شاہ طلسم سے پاکر اپنے اُس سپاہ غیر ساحر کو بھی حکم
کمر بندھنے کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کھا کر آئے تھے سختگان اپنے خداوند
ساریق بن بقا کی طرف سے منتظم ہوا بعد تیاری لشکر ودرستی اسباب جنگ ساریق بن بقا
وغیرہ غیر ساحر بھی تخت سحر وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہوکر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بصد کر وفر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم مین بزم عشرت آراستہ
تھی جشن مع الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوب رو وخوش گلو رقص ونغمہ کر رہی
تھین جام مے گردش مین تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی ونامور مع ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو
علی قدر مراتب مین وبسیار امیر ذی وقار بیٹھے ہوے تھے بصد خوشی جام مے پی رہے تھے ناچ
نازنینون کا دیکھ رہے تھے گانا اُن کا سُن رہے تھے سواے خوشی وخرمی کسی طرح کا رنج وملال
نہ تھا ساحران لشکری بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہون باین خیال بزم مشورت وبراے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو واشتقاق جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحران
نامی کو جمع کرکے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہان سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کوئی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ وسفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آئے یکایک شق ہوے صاحبقران واشتقاق جادو وحنظل جادو
وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر وطاؤس سحر عقاب سحر بط سحر اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواری پر ساحران

سیہ قلب سوار ہین ہر ایک لشکر کا جدا جدا سردار ہی پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہی اکثر ساحران زشت خو سیہ رو تھے پیشانیون پر اُن کے قشقے سیندور کے ہین ماتھون پر نشان بیدین ہونے کے نمود ہین بر ہین مرزائیان سرون پر ٹوپیان پارچہ ہاے سفت کی پہنے ہوے دھوتیان باندھے پس پشت و بالاے دوش جھولیان اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھون مین ترسول پیسول لبون پر ذکر و اسماے سامری و جمشید ہین شور و غل کرتے ہوے آتے ہین قلب سپاہ مذکور مین ایک تخت سحر کلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوے قبلے قلمکار پہنے ہوے بیٹھا ہی اپنی شان و شوکت و سراپا پر نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا روبرو و یمین و یسار دیکھتا ہوا آتا ہی پس پشت اُس کے سخنگان ہین سخنگان کے عقب مین لشکری غیر ساحر ہین ہر ایک مسلح و مکمل ہی اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سخنگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پر سوار ہوکے نہین آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہوکر ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بکرّ و فر و بشان و شوکت آکر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشور ستان بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ کراکے فرودکش ہوا لشکر اُس کا صحراے وسیع و سبزہ زار مین اترا صاحبقران ذیشان ساریق بن بقا کو مع سخنگان دیکھکر خواجہ طیفور گردیا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انھین دونون بیدین و کافرون کے تعاقب مین ہمارا یہان تک آنا ہوا ہی طلسم زلزلہ مین داخل ہوکر انھون نے پناہ لی تھی آج یہ دونون نابکار نظر آئے ہین ہمراہ لشکر ساحران سیہ رو ہمسے لڑنے کو آئے ہین عجب نہین کہ قضا ان کی ان کو کشان کشان یہان لائی ہو اگر یہ دونون نابکار داخل طلسم زلزلہ ہوکر پناہ گزین نہوتے تو ہرگز ہم براے طلسم کشائی طلسم زلزلہ کمر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوے اُس طلسم کو یہان تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکارون کو تہ تیغ کرکے باقیماندہ اس طلسم کو فتح کرکے سوے خانہ کعبہ جائین گے شریک جنگ ہونگے کفار سے لڑین گے اپنے پیغمبر وقت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرین گے اگر منظور خدا ہوا تو لڑائی کو فتح کرین گے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کرکے مال و متاع اُن کا غارت کرین گے یا دست کفار سے قتل ہوکر داخل شہدا ہونگے اشتقاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان سب بیدینون پر آپ ظفریاب ہونگے آپ کی تیغ آبدار سے یہ قتل ہونگے ابھی ساحران ناری خدمت گرامی صاحبقران ذیشان مین عرض کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جاکر نگاہ سے نہان ہوا پھر تو دمبدم تاریکی شب زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری آیا تھا حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے اور نفیر سحر بجائی جائے ہنگام سحر صاحبقران عدوے جان و ایمان سے سر میدان مقابلہ کرین گے حتی الامکان قتل کرین گے ورنہ اسیر کرین گے ان کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کرین گے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھین گے نقد سر تازہ کرکے طلسم کشاؤ وغیرہ کو نیست و نابود کردین گے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے کوس حربی بلند ہوئی ساحرون نے موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر مسطور بھی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر صداے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہی اطلاع دی گئی ہی

که اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے اپنے سحرون کی تیاری و سامان جنگ
مین مصروف ہون صبح کو میدان مصاف مین لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا
یہ سمجھکر سب ساحر و غیر ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے جب
صداے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ ساریق بن بقا مین بلند ہوئی خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران
خبر رسان براے دریافت خبر بعجلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مین آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہوجیے کہ ساریق
بن بقا سپہ سالار ہوکر مع لشکر کثیر آیا ہے اُس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار کا بمشورہ
سحرپیشگان یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر شعلۂ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون سینے سے
لگائے اور ملازمان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان
نے بھروسہ مدد الٰہی پر کرکے حکم دیا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی کوس حربی
بجایا جائے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ مین ہین وہ نفیر سحر بجا مین اہل لشکر
کو اطلاع دین کہ وقت صبح میدان رزم مین جنگ عظیم ہوگی لہذا سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر باخبر ہوکر
سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہون بمجرد حکم خواجہ طیفور گردیا نے جاکر نقارہ جنگی بجوایا
ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس
خبر سے آگاہ ہوکر تیاری سحر مین مصروف ہوا اگیاری کرکے اشلیے بجہ رات آگ پر ڈالکر تیاری
سحر مین مشغول ہوا آندھیان دمبدم آنے لگین ہواے تند و تیز چلنے لگی پیر سحر کے آنے لگے
بچہ خوک یا خون خوک سحر کے پیرون کی بھینٹ دینے لگے چہنگی ہونے لگی ساحران نامی و نامور
بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا اگیاری ہونے لگی
پیر سحر کے آنا شروع ہوے غرضکہ تمام شب دونون لشکرون مین بعد بجنے نقارہ جنگی و نفیر سحر
کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے خوف سے تاب تحمل قیام
نہ لاکر سوے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سفیدۂ سحری آسمان پر جلوہ گر ہوا
تاریکی شب دمبدم دفع ہونے لگی روشنی صبح آناً فاناً بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہان مین
شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثناے باغبان
جہان و کدیور گلشن و چمن کون و مکان مین چہچہہ کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم
کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین چہرہ گلہاے گلشن پر بہزار جان فدا ہوئین اسلام آباد شہرون مین
موذن اذان سے بہرہ مند ہوے صداے اللہ اکبر بلند کی مندرون مین آواز ناقوس
اور گھنٹے کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران مین بھی خواجہ طیفور گردیا نے اذان دی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوے آثار سحر فلک پر پاکر بستر خواب سے
اُٹھے بعد فراغ امور ضروری وضو فریضہ سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے مین
مصروف ہوے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی
نماز و وظیفہ سے فارغ ہوے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈال کے
بارگاہ سے مانند آفتاب تابان برآمد ہوے اشتقاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو
وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار ہیں کمر بندی ہو چکی ہے یا ابھی نہیں اشتفاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم سلیمان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمر بندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ و سحر و ساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن استقامت کی ثنا کر کے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلد تر مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کر کے
لائے اسپر با توفیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پھر اشتفاق جادو و بحرین جادو و حنظل
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقول راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر ادبا ٹھہرے رہے جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوے جنگاہ
بڑھایا بلہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت بڑھے ہوا زمین سے بلند ہو کر
ابرہاے سحر میں غائب ہو کر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے سمت عرصہ کارزار چلے اور بقول
راوی دیگر سب بالاے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پا پیادہ
چلے غرضکہ بہر طور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کر کے میدان مصاف میں پہونچے
ہنوز حسب قاعدہ درستی میدان جنگ و صف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
چند در چند لکہ ہاے ابر سیاہ و سفید بالکل بہ تیرگی وغیرہ پیدا ہوئے اُن ابر کے ٹکڑوں میں سے
آناً فاناً برق زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صداے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی لکہ ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سے پھول رنگارنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب و معدوم ہو جاتے
تھے الحاصل ساحران نامی بصد قہر و غضب غیظ و غضب اپنا ظاہر کرتے ہوئے عجائب و غرائب
دکھاتے ہوئے آتے تھے جب وہ پارہ ابرہاے مختلف رنگ نزدیک آئے یکایک شق ہوئے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و اشتفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر و اژدر سحر و عقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں اُن کے گلوں میں ہیں
دھوتیاں باندھے ہوئے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے ہیں ہاتھوں میں
ترسول پنسول ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر آواز بلند کہتے ہوئے بلندی سے سوے
پستی آتے ہیں کبھی ہو د سرمست جادو کو بخداوندی پکارتے ہیں گاہ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں سارق بن بقا مع سختگان ایک تخت سحر طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پہ تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبلے شاہانہ پہنے ہے پس پشت لسکے
سختگان بیٹھا ہوا ہے سارق بن بقا کچھ پوچھ رہا ہے سختگران جواب دے رہا ہے سارق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پہ کج رکھتا ہے ابھی خواجہ طیفور کر دیا صاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ سارق بن بقا و سختگان نے سوے پستی آ کر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوے پستی آئے حکم سارق بن بقا سے پہلے جنگاہ سے دور تر فاصلے سے
بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا ہوئے بعدہٗ واسطے درستی میدان کارزار کے چند ساحر لشکر
سے نکل کر صاحبقران نے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کی لشکر سے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے پتلے بیلچے دوش پر رکھے ہوے پیدا ہوے
انھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے پتلے پھاوڑے و کلنگ بر دوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہمواری
عرصہ کارزار مین شرکت کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب پتلے میدان جنگ سے سر کیے جن ساحرون نے بزور سحر ان کو جانب صحرا سے طلب
کیا تھا انھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ پتلے شمع کی صورت روشن ہو کر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے برابر ایسے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہو کر
عرصہ کارزار پر محیط ہو کر برسنے لگے گرد و غبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہو گیا
گرد و غبار دفع ہو گیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہو گئی ہواے سرد ہر سمت مصاف
سے آنے لگی قلب کو برودت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہو چکی ان
ساحرون نے اپنے سحر کے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و نامور و سرداران نامی میمنہ و میسرہ و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و متعین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین ساریق بن بقا و سنگان مع چند ساحران نامی تھے ادھر صاحبقران
اپنے لشکر سے چند قدم و بقولے چالیس قدم آگے کھڑے ہوے خواجہ طیفور گردپا کلیم بر دوش
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہمراہ صاحبقران ہر قلب لشکر مین ملکہ و بدیہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو کہ خاندان و عزیز داران شاہ طلسم سے تھین حسب ایماے صاحبقران
قیام پذیر ہوئین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ عظیم ہو چکی بقول راوی موافق قاعدہ چند کس
لشکر صاحبقران سے اور کچھ لوگ لشکر مخالف مذکور سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی اپنی فصاحت و نصیحت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و ستیز کیا
و بقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کر کے قریب صفوف لشکر
حریف جا کر مرکب کو روک کر براے اتمام حجت و ہدایت باواز بلند کہا کہ اے ساریق بن بقا
او مردود بارگاہ خدا کہان ہے سامنے آ جو کچھ ہم کہتے ہین بگوش سن اور عمل کر ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہ ہوگا ساریق بن بقا ہمراہ سنگان تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا امیر با توقیر نے
اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا آگاہ ہو کر تو گلستان باختر سے شکست کھا کر
اثناے راہ مین کفار سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا ہے اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جاے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکین گے
مگر امداد و نصرت خدا سے ہمنے لوح طلسمی اور تیغہ قفا بدشواری حاصل کر کے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو در بند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی و نامور کو قتل کیا ہزار ہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تھا مع خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آئے تھے فضل و کرم خدا سے

اسقدر جمعیت سپاہ بہم پہونچائی ہی اشتغاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ و بدیع سحر ساز جادو و غیرہ وغیرہ ساحران نامی و نامور کو اپنا مطیع و فرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہی باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہدایت لوح طلسمی فتح کرین گے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینون کو تہ تیغ کرین گے کسی کافر کو زندہ نچھوڑین گے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہی ارادہ ہمسے مقابلے و مجادلے کا رکھتا ہی میدان مین صف آرائے سپاہ عظیم ہوا ہی دانستہ کوچہ نادانی مین تونے قدم رکھا ہی خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی مین تونے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہی جب ہمسے جنگ آزما ہوا ہی خود ہی پسپا ہوا ہی یا بھاگا ہی اسوقت ہمسے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچے گا ہماری شجاعت تجھپر آشکار و عیان ہی علاوہ شجاعت موروثی کے ہم صاحب اسم اعظم و صاحب لوح طلسمی ہین ہمپر سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ کثیر ساحران ہی تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہی ہنگام جنگ کشت و خون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر جانبین کے کام آئین گے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا پس اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اب بھی نشۂ بادۂ گمراہی و ضلالت و غرور و خودبینی دماغ سے زائل و دفع کرکے ہوش مین آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہی بصدق دل اختیار کر ہم عہد کرتے ہین کہ تجھسے بہ نیکی پیش آئین گے تجکو صاحب حکومت کرین گے اگر ہودسر مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئے گا تو اُس سے بھی نہ لڑین گے باقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح کرنے سے دست بردار ہون گے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہین ہی صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہی یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوئے ساریق بن بقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے سُنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا جائے اُس نے عرض کیا کہ جو آپ کو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہی تو اقرار اپنے مسلمان ہونے کا کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنے کا وعدہ کیا ہی غالبًا وہ بھی آتے ہونگے شریک جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ میری خداوندی سے بعید ہی کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہون پس تو ہماری جانب سے یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق کہنے ساریق بن بقا کے پکار کہا کہ اے صاحبقران مجکو تو تعمیل حکم حضور مین کچھ عذر نہین ہی اگر ہی تو بس اسی قدر ہی کہ اگر خداوند ساریق بن بقا دائرہ دین اسلام مین آئین گے تو مین بھی ساتھ اُن کے سیر گلشن دین اسلام کرون گا اور یہ خداوند مین مسلمان ہونا گوارا نہین کرتے ہین نہ اطاعت آپ کی ان کو منظور ہی ہان مقابلہ کرنا مدنظر ہی یہ کہکے ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر با توقیر ہدایت کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوئے تشریف لائے کہ یہ دونون بیدین ہرگز راہ راست پر نہ آئین گے نہایت مغرور سیہ قلب ہین شیطان ان پر مسلط ہوا ہی اگر خدا نے چاہا تو ان کو تہ تیغ آبدار کرین گے دنیا سے ان کافرون کو سوے عدم و جہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادان کرین گے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونون کو بارہا ہدایت دین اسلام کی گئی ہی ایسے سیہ قلب ہین کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئین گے یہان تک کہ اگر خدا نے چاہا تو آپ کے

ہاتھ سے قتل ہونگے یہ ناری دنیا سے سوئے دوزخ جائینگے ابھی خواجہ طیفور گردیا صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلے سے کوئی ساحر برائے جنگ و سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع ہونی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار خفیف بلند ہوا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا و جملہ ساحران ہردو سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہوکر دیکھنے لگے بجائے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف آتا ہو لشکر ہائے جانبین بے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہو ابھی سب دیکھ رہے تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبون پر بیٹھے ہوے بسرعت تمام آتے ہین ساریق بن بقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ فہمیدی حالا چہ تقدیر تازہ کرد دام اُس نے جواب دیا کہ جو کچھ تقدیر کی ہے وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحہ کے حال معلوم ہی ہو جائے گا آپ کیا اچھی تقدیر کیجیے گا آپ کی تقدیر تو خود ہی بری ہے آپ تو عاجز ہین بھاگتے ہوے یہان تک آئے ہین تقدیر آپکی خود ہی گردش مین ہے بد تقدیر تقدیر کیا کرے گا اور عاجز قدرت کیا دکھائے گا ساریق بن بقا اُس کی باتون سے چین بجبین ہوا ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ داراب بن داراب سیمین زرہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لاتے ہین یہ دیکھتے ہی از حد خوش ہوکر نہایت شادمان ہوکر اشتاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور اور بہت سے ساحرون کو ہمراہ لے کر برائے استقبال روانہ ہوئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ قریب جاکر باادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے از حد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بے جان تھا آپ کیا تشریف لائے گویا جسد لشکر مین روح آئی یا باغ خزان رسیدہ مین بہار تازہ آئی یا سوئے گلشن باد بہار آئی ہے مثل اس کے خواجہ زادون سے دریافت کیا تھا اُنھون نے اپنے علم کے ذریعے سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے مع الخیر ہین ایک روز ایسا آئے گا کہ اُن سے ملاقات ہوگی اور شاہ جمجاہ پھر اپنے لشکر مین تشریف لائینگے اُن کے اس حکم لگانے سے فی الجملہ ہمکو اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور شبہہ بھی آپکی بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپ کی جستجو مین صحرا نوردی اختیار کی جائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلے سے اسقدر فرصت و مہلت نہ ملی کہ آپ کی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمدللہ والمنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنون تک آپ کہان رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہین جو آپکے ہمراہ ہین کچھ ان کی اپنی زبان سے سنائیے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ ہمارے بزرگ ہین منجم و اخترشناس بے عدیل و بے نظیر ہین ہمارے جان بخش بھی ہین انھون نے فرزندی مین ہمین قبول کیا ہے ان کی دختر ہمارے عقد مین آئی ہے اتنے زمانے تک ہم ان کے مکان مین کہ بیرون طلسم ہے بعیش و راحت و آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہین اُٹھائی فی زمانہ انھون نے خبر دریافت کرکے بے ارشاد کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہین علاوہ اگر مقامات

ومرحلات کے دو در بند بھی فتح کر چکے ہین ہمکو اشتیاق دید جنگ و جدال ہوا اسوجہ سے
ان کے ہمراہ ہمارا یہان تک آنا ہوا ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہین کہ آپ کو صحیح وسلامت دیکھا
دل کو خوشی حاصل ہوئی عجب وقت پر یہان آئے کہ دو لشکر صف آرا ہین لشکر ہین کہ بحر مواج
ہین جہان تک پیک نظر جا سکتا ہی مردم سیاہ ہی نظر آتے ہین یہ فرما کر خاموش ہوے صاحبقران
کشور ستان بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد تعظیم وتکریم استقبال کر کے اپنے لشکر ساحران مین لائے
حکم دیا کہ نقارہ ہاے خوشی پر چوبین لگائی جائین اور ہر ایک ساحر نامی نذر دے کر قدمبوسی
حاصل کرے اپنا بادشاہ لشکر ان کو حقیقتاً جانے حسب الحکم امیر با توقیر نقارہ نوازون
نے نقارہ ہاے خوشی پر چوبین بصد خوشی لگائین صدائین نقارون کی بلند ہوئین ساحران
نامی نے بعد ادائے شرائط عبودیت علی قدر مراتب نذرین دین بادشاہ اہل اسلام نے
نذرین اُن کی قبول کین بعدہ فرمایا کہ سب کو خلعت وانعام کثیر دیے جائین گے اسوقت
لشکر میدان مین صف آرا ہین جب لشکر میدان جنگ سے فتحیاب ہو کے فرودگاہ سپاہ پر جائیگا
اُسوقت حالت اطمینان مین تم سب کو خلع بخلعت کیا جائے گا انعام کثیر بھی دیا جائے گا یہ فرما کر
خاموش ہوے صاحبقران کشورستان نے تخت زرین وجواہر نگار حنظل جادو وغیرہ ساحران
نامی سے طلب کر کے جلد تر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بالاے تخت زرین بٹھایا چند ملازمون اور
مطیعون نے تخت مذکور کو قلب لشکر مین بالاے دوش رکھا ایماے صاحبقران سے اکثر
ساحران نامی و نامور براے حفاظت و دفع شر دشمنان یمین و یسار تخت بادشاہ موصوف
ایستادہ ہوے جب نقارہ ہاے خوشی کی صدا بلند ہوئی اور ساریق بن بقا اور سنخنگان
نے بچشم خود بادشاہ لشکر اہل اسلام کو داخل لشکر ہوتے دیکھا سخت صدمہ وملال ہوا اور
سنخنگان نے عرض کیا کہ کیا خوب آپ نے تقدیر تازہ کی کہ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا
مجکو بھی رنج ہوا صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل لشکر ہوے
معین جادو تو ان کو لشکر اسلام سے بزور سحر حیلہ ان کی ہم شبیہ کا قتل کر کے لے گیا تھا
شاہ طلسم زلزلہ نے غضبناک ہو کے ان کو دوبہ تر رواتہ کر کے قتل کرایا تھا سنا گیا تھا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے آپ کو اور ہمکو خبر مذکور سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر مجکو
ان کے قتل ہونے مین تردد تھا اسوقت یہ زندہ وسلامت لشکر مین داخل ہوے مجھے جو
ملے آخر وہی ہوا جو مجھے تردد تھا شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ان کے قتل ہونے کے بارے مین
تحقیق کما حقہ نہ کی تھی میرا تردد و خیال بیجا نہ تھا دل مین کہتا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
قتل ہو گئے جاے عجب ہی اہل اسلام تو قتل ہونے اور مرنے کی لذت سے واقف ہی نہین
ہین ہان اپنی موت سے مرتے ہین کوئی دشمن بیشتر ان لوگون کو قتل کر ہی نہین سکتا ہی ان کے
معین و مددگار خدا کی قدرت سے زمین و آسمان سے گویا پیدا ہوتے ہین دشمن ان اہل اسلام
کے بیشتر ان کے دوست ہو جاتے ہین بس وہی ہوا جو مجھے خیال تھا دیکھیے نہ ظہور بھی اُس کا ہو گیا
ساریق بن بقا گفتگوے سنخنگان سنکے حالت صدمہ مین منفعل ہوا سر اپنا جھکا لیا بعد
تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر بیجا نے جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ من تو ہماری تقدیر تازہ
سے آگاہ نہین ہوا ہی اسے ہمنے یہ تقدیر تازہ کی ہی کہ اس عرصہ جنگ مین بادشاہ لشکر اہل اسلام

گشتان کشتان مانند اجل رسیدہ کے طلب کر کے قتل کرین زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کرین صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک وخون مین دکھا کر رلائین سخنگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہین کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہون اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہون ابھی سخنگان ملعون سارق بن بقا سے ہمسخن تھا اور دونون لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر وغیرہ ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی جھونکے
ہواے سرد کے چلے بوے گلہاے خوشبو دور سے آئی سوے فلک ایک لکۂ ابر مائل بسرخی
ظاہر ہوا اُس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صداے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والون کے جگر تھرّاتے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار و گلہاے خوشبودا
ہوتی تھی ہوا ان گلون کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ و صاحبقران عالیجاہ
ابھی سوے ابر مذکور دیکھ رہے تھے سخنگان و سارق بن بقا یہ دونون بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو و مقہور جادو و نیر جادو و خونریز جادو و عقرب جادو و
گلنار یک چشم جادو و افسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہود سرمست
جادو کس قہر و غضب و شان و شوکت سے ادھر آتے ہین جلد براے استقبال چلو یہ کہکر
ساحران نامبردہ براے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلون کے جگر تھرّا گئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالاے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قباے قلمکار و جواہر دوز پہنے ہوے
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہی بالاے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر ہی جو ہوا پر قائم ہی
اژدر جادو و نیر جادو وغیرہ نے باادب سلام کیا بعدہٗ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور جمع ساحران
نامی کا ہی ان مین زلزلہ جادو بھی ہی جو اپنے وقت کا سامری ہی شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو وغیرہ سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ تم سب جاکر شریک لشکر ابد دولت ہوکر ہمارے
دشمنون سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہون نمکحرامون کو قتل و ہلاک کرین گے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوے ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ سوے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہود سرمست جادو نے سوے لشکر طلسم کشا دیکھکر اشتقاق جادو اپنے وزیر دوم پر نظر
کرکے از حد غضبناک ہوکے پکار کر کہا کہ او اشتقاق جادو نمکحرام تونے بھی نمکحرامی پر کمر باندھکر
ہمسے منحرف ہوکر شرکت طلسم کشائی اختیار کی ہمنے تجھسے کیا برائی کی تھی جسکے عوض مین تونے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھکر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسون آپ نے مجھسے پرستش کرائی اپنے تئین خداوند کہوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
بہدایت طلسم کشا مین نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا پھر مطیع دین اسلام ہوکر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپکو لازم ہی کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خداپرستی اختیار کیجیے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجیے جنگ وجدال سے باز آئیے کشت وخون بندگان خدا سے دست بردا
ہو جیے اپنی جان ومال و طلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اُس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگفتار کو لشکر سے نکالکر قتل کر کے یا اسیر کرکے روبروے ابد دولت لا حسب الحکم اژدر جادو

کہ ساحر نامی و ناموری اور سرداران سپاہ سے ہو تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا کہ
او اشفاق جادو ننگ حرام جلد لشکر سے نکل کر مجھسے مقابلہ کر اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ
صاحبقران سے اجازت لیکر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر برو ہوا جا کر
حریف مذکور کے روبرو ٹھہرا اژدر نے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشفاق جادو
پر مارا ادھر وزیر مذکور نے فی الفور کارد سحر ایسی لگائی کہ اُس گولے کے دو ٹکڑے ہوے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشفاق جادو نے اسلے سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند خیار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہوے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدرِ آتش فشان بنکر اپنے تخت سحر سے بر روے ہوا
شعلے دہن سے نکالتا ہوا دہن کھولے ہوے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشفاق جادو
جلد تر بزور سحر برق بنکر سوے فلک جا کر کڑک کر اسطرح اُس پر گرا کہ خرمن حیات اُس کا جل کر
خاک ہوگیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مرگیا علامت اُس کے مرگ کی
ظاہر ہوئی اشفاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوے شاہ طلسم زلزلہ نے منصور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشفاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس ننگ حرام
و بدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کر لو یا قتل کر فوبجرد حکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحرون کو
اپنے ہمراہ لیکر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوے اشفاق جادو چلا ادھر حکم
امیر با توقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر تخت سحر پر سوار ہو کر براے
مدد اشفاق جادو بر روے ہوا گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہی کہ طلسم بند ہی اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہی اور قلعے کو گردش رہتی ہی اپنے وقت کا سامری
ہی رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہی جب یہ ساحر سامنے اشفاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشفاق جادو
ننگ حرام غضب کیا تونے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کر کے چند ساحران
نامی و نامور کو تونے بمیدان قتل کیا اب مین تجکو قتل کرونگا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم مین لے جاؤنگا اشفاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہی گو کہ تو ساحر
زبردست ہی لیکن مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا مین تجھسے سحر و ساحری مین چندان پایہ کمی کا نہین
رکھتا ہون یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینۂ حریف پر لگایا اشفاق جادو نے کارد سحر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر برطرف ہوا اشفاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کارد سحر لیکر مع ہزار ساحرون کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس ننگ حرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کرو مین بھی اس پر کارد سحر لگاؤنگا ساحران
مذکور بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحرون کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشفاق جادو پر یکبارگی مختلف سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفون پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشفاق جادو بزور سحر
برق بنکر چمک چمک کر اپنے دشمنون پر گرنے لگا اُن کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

نارجیل چوٹی دار ساحران لشکر طلسم کشا پر مار کر آتش سحر سے جلانے لگا جا بزمین سے ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشے بلندی سے بروے زمین گرنے لگے یہان تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر اشتقاق جادو برق بنکر گرا وہ بزور سحر غرق زمین ہوا اشتقاق جادو بصورت اصلی ہوکر جستجوے
زلزلہ جادو مین ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی اشتقاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد مذکور شانے پر پڑی شانہ زخمی ہوا اشتقاق جادو
نے زخمی ہوکر اُس کے بھی کارد سحر لگائی ہرچند اُس نے اپنے تئین بچایا لیکن بازو پر اُس کے
زخم کاری آیا اشتقاق جادو نے چاہا کہ بڑھ کر سر اُس کا کارد سحر سے قلم کر کے خدمت صاحبقران
مین لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ جرار یک حملہ ور ہوکر
اشتقاق جادو کو قتل کرے زلزلہ جادو کو بچائے بمجرد حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سردارون کے اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے سحر دم کرتے ہوے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنے اور لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کر کے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تو
مختلف سحر ہونے لگے لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی بحرنگ کو پکارنے لگے بالاے زمین و بروے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر سوے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک ضو اُس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردان گروہ حلقہ ضیاے مہر سحر مین
مبتلا ہوکے یون فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت ضیاے مہر سحر مانند آتش کے ہمین جلاے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہین سکتے ہین اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہین عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمین نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہین
ہین کہ اس حلقہ ضیاے مہر سحر سے نکل سکین یا اس کو دفع کر سکین صاحبقران اُس گروہ
گرفتار کی طرف شمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ہنوز اُس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اُسی گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلا کر خاک کر دیا جب
صاحبقران اُس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہوکر
عکس لوح طلسمی سے ڈر کر اپنے تخت سحر طلائی پر جو بروے ہوا قائم تھا جاکر بیٹھا امیر باتوقیر
اُس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کر کے اُس جانب لڑتے ہوے چلے
جس طرف دشمنون کا نرغہ زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو تجویز کر کے اُس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھ کر اشارہ کیا بدستور اول ایک چمک مانند برق کے اُس آفتاب سحر سے نکل کر اُس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کنان ہوے صاحبقران اُن کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اُس غول پر بھی گر کے سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوے قریب پہونچے شاہ طلسم اُسی طرح بلند ہوکر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہوکر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کرتے تھے جو ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈالتے تھے ایک طرف بحالت زخمداری اشتقاق جادو لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو مالک در بند اول طلسم زلزلہ ناریل چوبی دار سحر دم کر کے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت بحرین جادو اپنے دریاے سحر مین دشمنون کو ڈبو رہا تھا ایک غول مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو گولے مانند مینھ کے گولون کے سحر دم کر کے لگا رہی تھی اُن گولون سے حریفون کو قتل و زخمی کر رہی تھی کسی گروہ مین ملکہ بہار گل پوش جادو تھی وہ گلدستہ سحر مار مار کر حریفون کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے اُن کو دیوانہ کر کے اپنا عاشق بنا کے انھین سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو قتل کرا رہی تھی کسی جگہ نیرنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام شمشیر آبدار سے ساحرون کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحرونکی شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے مہتر جادو ایک سمت نارنج سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو اپنے حریفون کو ترنج سحر بار بار مار کر خاک مین ملا رہا تھا کسی سمت ہزبر جادو شیرانہ حملہ ور تھا کارد سحر سے اپنے دشمنون کو خاک و خون مین بھر رہا تھا ساریق بن بقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین مددگار کو برائے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آکر اُس کو دفع کرتا تھا سختگان بھی تماشاے جنگ دیکھ رہا تھا بار بار مسکراتا تھا دل مین کہتا تھا کہ اگر ہمراہی ساریق بن بقا اختیار نکرتا تو یہ کیفیت یہان کی دیکھنے مین نہ آتی کبھی ساریق بن بقا اپنے ماتحت ساحرون اور اپنے ہمراہی سوارونکو ترغیب جنگ دیتا تھا صحراے سبزہ زار مین جنگ مغلوبہ دور تک ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحرونکی لاشون سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتون کے انبار لاشون کے ڈھیر تھے صحراے سبزہ زار خونریزی ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریاے خون گویا روان تھا ادنی ساحر بھی جانبین کے موافق اپنی لیاقت کے ماش سرسون رائی بنولے وغیرہ پر سحر دم کر کے اپنے اپنے حریفون پر مار رہے تھے شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحرون مین لڑائی ہو رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ مین بھائی اپنے برادر پر عدو اپنا جان کر کارد سحر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالاے زمین بھی اور بروے ہوا بھی ساحرون سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب سحر پر ساحر سحر کر کے دمبدم مار رہے تھے اپنے اپنے دشمنون کو قتل کر رہے تھے آتش سحر میدان کارزار مین شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحرونکے آگ برس رہی تھی سیاہ حریف کے ساحر اسپند آسا جل رہے تھے ساحرون کے مرنے سے دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیان آ رہی تھین ابر کے ٹکڑے آناً فاناً صدہا عیان ہو رہے تھے برقین چمک رہی تھین آوازین رعد کی ایسی آ رہی تھین ہر سمت کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام سے اس طرح باآواز بلند دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من اثر در جادو یا نام من مہتر جادو بود اسی طرح ہزارہا اعلیٰ ادنی ساحرون کے نام لے کر یہ سحر کی آوازین دے رہے تھے گو کہ یہ جنگ مغلوبہ بروز روشن ہو رہی تھی مگر چونکہ ایک ایک

گئے مین صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہو کر مر رہے تھے اُن کے مرگ کی علامتین ظاہر ہو رہی تھین تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہو رہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً مین سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آ رہی تھین غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم نہوتی تھی اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے برائے دفع تاریکی مشعلہاے سحر روشن کی تھین بخشانے سحر کے بکثرت دونون سپاہون مین روشن ہوگئے تھے روشنی مذکور مین تمیز دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم مغلوبہ مفصل کہان تک لکھی جائے کہ مطول ہی اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہی ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہین لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہی کہ شاہ طلسم زلزلہ نے چند مرتبہ بدستور مرقوم الصدر جانب آفتاب سحر کچھ اسماے سحر پڑھ پڑھ کر ارادہ حبس غول یا حبس گروہ کا کرکے اشارہ کیا فوراً مثل برق چند ہ ایک ضو آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی اُسپاگروہ مین خواہ ساحران نامی ہون یا غیر نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نسکے اور حرارت و تمازت ضیاے آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہو جاتی تھی متاذی ہو کر فریاد کنان ہوے صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلاے سحر کی طرف براے دفع سحر آتے ہوے درمیان ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوے گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف عکس لوح و خطر قتل سے بلند ہو کر اپنے تخت طلائی سحر پر قدم رکھا امیر یاتوقیر دیکھتے ہی رہ گئے عکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کر سکے اس حکمت و تدبیر سے شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشتقاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھ کر نہایت افسوس کیا بعدہ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم زلزلہ تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہی کیسا مرد ہی کہ نامردون کی مانند مبادلہ کرتا ہی طلسم کشا سے بھاگتا ہی دم بھر بھی روبروے طلسم کشا نہین ٹھہرتا ہی اسی بوتے پر یہ دعوی خداوندی کرتا ہی شاہ طلسم ہو کر ڈرتا ہی اگر مرد میدان نبرد ہی تو روبروے طلسم کشا آ کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم یہ تقریر اُس کی اُس شور و غل مین سنکے اُس کی طرف نظر کرکے ایسا غضبناک ہوا کہ سوے آفتاب مذکور نظر کرکے اشارہ جانب وزیر دوم کیا فی الفور بدستور مذکور ایک برق کی مانند ضیا اُس آفتاب سے نکل کر اشتقاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی ہرچند کہ وزیر مذکور نے بزور سحر چاہا کہ برق بن کر اُس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہو کر جان بچائے مگر ممکن نہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور مرکب بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشتقاق جادو پر بھی گرا گرتے ہی اُس کو جلا کر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھ کو کہ نام میرا اشتقاق جادو تھا صاحبقران دور سے اشتقاق جادو کو قتل و ہلاک ہوتے ہوے دیکھ کر محزون ہو کر مرکب کو جلد بڑھا کر پہونچے اس اثناے مین شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پر چلا گیا امیر یاتوقیر نے نعرہ کرکے بآواز بلند کہا کہ او شاہ طلسم اگر مرد ہی تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے گریزان نہو شاہ طلسم نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہرچند کہ مین نے ہزارہا ساحرون کو قتل کیا لیکن دل کو خوشی ایسی حاصل نہوئی تھی جیسی خوشی اشتقاق جادو نمکحرام کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی ہی ہم مرد میدان نبرد ہین بزدل نہین ہین ہوشیار ہو جاکہ واسطے تیری ہلاکت کے
بھی آئے ہین یہ کہکے بزور سحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازان بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت اصلی
ہوکر روبرو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کرکے تیغ فنا نیام سے کھینچکر اُسکی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمداً بھاگنے اور جان اپنی بچانے مین تامل کیا یہانتک کہ صاحبقران نے
نزدیک تر جاکے نعرہ کرکے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پر پڑی سر کو کاٹ کر گردن مین مثل قطرۂ آب کے اُترکر سینہ پر کینہ مین ہو کر شکم و کمر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم کرکے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہوگیا اُسکے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہوگیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمودہوا برق چمکی صداے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا ہود سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دے کر بہر سحر کے چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سُنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہوگیا یا تو بجمعیت سپاہ دلیرانہ لڑرہے تھے سحر و ساحری مین مصروف
تھے دشمنون کو لپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے یا بیدل ہوکے پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
ساریق بن بقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی سنجگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ من دیکھا تونے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ اب میری
راے یہ ہے کہ تاب دارے ہی بگریزید جان خود را نگاہ دارید وازین جا بسلامت جائے دیگر بروید
ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ یہی تقدیر ہمنے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہوکر بھاگنے پر آمادہ ہین اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہوگئے ہین باواز بلند اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہوکر اپنے دشمنون کو قتل کرو چہار طرف سے گھیر لو بھاگنے ندو جلد جلد ایسے سحر کرو کہ حریف
بھاگنے نہ پاویں حسب الحکم افسران سپاہ خصوصاً حنظل جادو و ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و بحر بن جادو وغیرہ ساحران نامی نے بجمعیت سپاہ ساحران
بڑھ کر چہار طرف سے اپنے دشمنونکو گھیر کر اسباب سحر بہر دم کرکے اُن پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے اُن کو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر مین ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھا کر تخت ساریق بن بقا کے قریب جاکر نعرہ کوہ شگاف کرکے ہاتھ بڑھا کر کمربند ساریق
بن بقا مین ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کرکے تخت سے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکر
کہا کہ اے ساریق بن بقا اب شناخت و سجدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام مین کیا کہتا
ہی اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہو کر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سنکے
صاحبقران نے غضبناک ہوکر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے سخت دردمند ہوے ہرچند کہ بحالت
دردمندی اعضا ساریق بن بقا نے بارادہ جانبری قصد اُٹھنے کا کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دے کر بضرب شمشیر آبدار اُس کے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور گردیا نے

صاحبقران

سنجگان کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دے کر پوچھا کہ اے نابکار شناخت پروردگار عالم مین کیا کرتا ہی اُس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا خواجہ نے غضبناک ہو کر تیغ سے اُس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے ساریق بن بقا کو قتل کر کے شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو عہد کیا تھا آج مدد خدا سے اُسے ایفا کیا ساریق بن بقا کو تہ تیغ کیا ابھی صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور امان کا ہر طرف سے بلند ہوا امیر بالتوقیر نے آواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی سب نے منظور کیا اُسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب نہایت ادب سے دست بستہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے سر ہر ایک کا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ ساحر مطیع دین اسلام ہوا خصوصاً زلزلہ جادو جو اپنے وقت کا سامری تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیان خزانہ مال اور اسباب طلسمی کی روبروے امیر بالتوقیر پیش کر کے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوے شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اُس کو سرافراز کیا پھر وہان سے سب کو ہمراہ لے کر بارگاہ و خیام لشکر شاہ طلسم لے کر فرودگاہ سپاہ پر آئے داخل بارگاہ ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جمع کر کے حسب ایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوے انجم حصار جائین اور یہ فرمان ہمارا لے جا کر ہمارے سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہدین کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہو گیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحرون کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی بعدہٗ جملہ سرداران لشکر تمامی لشکر ہمراہ انھین ساحران کے چلے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشین اٹھا کر دفن کی جائین اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان جشن کے فراہم کرنے مین مصروف ہوے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول کے سوے جنگاہ گئے جب انھون نے لاشون کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھون مین ڈال کر شمار کر کے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسّی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوے اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ مین کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان سنکے متاسف ہوے فرمایا کہ بڑا کشت و خون ہوا بعد اس کے امیر بالتوقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہاے خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائین خوشی ظاہر کی جائے بمجرد حکم نقارون پر نقارہ نوازون نے چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بہ غروب آفتاب ہوئی تھی جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کیگئی ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہوکر بے خوف و خطر ہوکر سویا واسطے نگہبانی لشکر کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحرون کے بیدار نرہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہوچکا تھا طلسم زلزلہ فتح ہوچکا تھا کوئی دشمن باقی نرہا تھا مگر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ منقلو یہ بے رنگ دیکھکر فتح سے ناامید ہوکے ہزارہا اپنے دشمنون کو قتل کرکے دھوکا دیا ہے شبیہ اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہین ہوا ہے جیگاہ سے جسب جگہ اُسے جانا منظور تھا تنہا چلا گیا ہے ارادہ بدی کا رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد آنے میدان جنگ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر و غیر ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہین کوئی ساحر و غیر ساحر بیدار نہین ہے یہ دیکھکر خوش ہوکر ایک ترنج پر اسنے سحر دم کرکے سوے صحرا ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا شعلے اور دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے اُسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلوارین ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوے ہمراہ اُن کے بہت سے پتلے مشعلہاے سحر و پنجشاخ ہاتھون مین لیے ہوے تھے وہ سب پتلے روبرو شاہ طلسم زلزلہ آکر بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ اسوقت ہمین کیون یاد کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرانا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سو رہا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہوکے قتل کرو سب نے عرض کیا کہ ہمین بجا آوری حکم مین کچھ عذر نہین ہے ابھی جاکر شہنشاہ کے دشمنون کو قتل کرتے ہین یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گرکے ساحران خفتہ کو تلوارون سے قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہوچکے کچھ ساحر بیدار ہوے انھون نے یہ رنگ دیکھکر اہل لشکر جو ہوشیار رہتے ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلاے ناگہانی کہان سے آئی ہے جانین اپنی بچاؤ ان کو دفع کرو ساحر گھبرا گھبرا کر بستروں سے اُٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے بزور سحر غرق زمین ہوگئے زلزلہ جادو و بحرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہوکے گولے فولادی اور ترنج و نارنج ناریل چوبی دار گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے اُن پر مارنے لگے شور و غل فریاد و نالہ زخمیون کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی جاگے فی الفور بارگاہون سے باہر آکر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر تاب ضبط لاکر صاحبقران جلد اُسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر اور شمشیر آبدار دست قوی مین علم کرکے نعرہ کوہ شگاف کرکے اُن پتلون پر گرے جس پتلے پر تلوار لگائی کارگر نہوئی آخر لوح طلسمی کو روشنی مین دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے سحر شاہ طلسم کے ہین شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے اُس نے ہم شبیہ کو اپنے قتل کرایا ہے ان پتلون پر عکس لوح ڈال پھر تلوار لگا یا نہ لگا معدوم ہو جاینگے صاحبقران نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم کیے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ ساحران نامی وغیرہ نے ہر چند کوشش اُن پتلون کے قتل کرنے کی کی مگر کوئی پتلہ کسی کے سحر سے یا تلوار سے قتل نہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بلائے ہوئے تھے انھین کون ساحر دفع کر سکتا

سوائے طلسم کشا کے غرضکہ دو ساعت تک لڑائی ہوئی اُن پتلون نے ہزارہا ساحران لشکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالا قریب صبح شاہ طلسم نے خود اپنے سحر کو دفع کر کے اُن پتلون کو معدوم کر کے ایک سمت کا راستہ لیا تخت سحر پر سوار ہو کے چلا گیا اس اثنا مین سحر دفع ہوا صاحبقران نے لاشون کو دفن کرایا تعداد اُن کی جو دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار ساحر قتل ہوے صاحبقران کو رنج عظیم ہوا بعدہٗ بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ساحران نامی کو جمع کر کے زلزلہ جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے ظاہر کیا تھا کہ شاہ طلسم قتل ہوا اور ہمکو بھی یقین تھا کہ ہمارے ہاتھ سے ہنگام جنگ مارا گیا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہی شب گذشتہ یہان آ کر اپنے سحر کے پتلون سے تیس ہزار ساحر ہمارے لشکر کے قتل کرائے بعدہٗ کہین چلا گیا لہذا تم سب سے کہا جاتا ہی کہ شاہ طلسم کی تلاش کرو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم تو حکم کی تعمیل کرینگے اُس کی تلاش کرینگے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح مین دیکھیے صاحبقران نے لوح کو بہ نیت دریافت جائے سکونت شاہ طلسم دیکھا لوح نے کچھ ہدایت نہ کی کیونکہ لوح طلسمی تو سرحد نہین طلسم تک کی ہدایت کر سکتی ہی بیرون سرحد طلسم سے اُس کو تعلق نہین ہی نہ بیرون طلسم کی ہدایت کرتی ہی صاحبقران نے ساحران نامی سے کہا کہ اس مقدمے مین لوح طلسمی کچھ ہدایت نہین کرتی ہی تمین سب تلاش مسکن شاہ طلسم کرو چنانچہ چند ساحر روانہ ہوے بعد فکر و جستجوے بسیار ہنگام قریب شام آ کر عرض کیا کہ ہمنے بہت ڈھونڈھا مگر شاہ طلسم کو کہین نہ پایا امیر با توقیر نے کہا کہ آج وہ نابکار عجب نہین کہ پھر آئے لہذا لازم ہی کہ اکثر ساحر ہمارے لشکر مین ہوشیار و خبردار رہین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ آجکی شب مین حفاظت لشکر کرونگی جب زمانہ شب کا آیا ملکہ موصوفہ نے بدستور مرقوم پتلے سحر کے صحرا سے طلب کیے ایک لاکھ پتلے سحر کے مشعلہاے سحر لیے ہوے دوسرے ہاتھ مین تلوار علم کیے ہوے پیدا ہوے قریب ملکہ آ کر اُن پتلون نے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے ہمین کیون طلب کیا ہی جواب دیا کہ ہمارے اس لشکر کی آج کی شب حفاظت کرو اور جو دشمن ہمارا ادھر آئے اُسے قتل کرو سب نے منظور کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ اکثر ساحران نامی وغیر نامی بیدار رہے پتلے ایستادہ رہے جب نصف شب کا وقت آیا شاہ طلسم زلزلہ بدستور شب گذشتہ سامنے فرودگاہ سپاہ صاحبقران کے آیا دیکھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحر خبردار و ہوشیار ہین لشکر کی حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہین پتلے سحر کے ایک لاکھ تلوارین علم کیے مشعلہاے سحر ہاتھون مین لیے ایستادہ و آمادۂ جنگ ہین یہ انتظام دیکھکر شاہ طلسم کو نہایت غصہ آیا عالم غیظ مین بدستور سحر بطور شب گذشتہ پتلے ایک لاکھ سنہری و روشنی و شمشیر بکف سمت صحرا سے پیدا کیے پھر اُن کو حکم دیا کہ جو لشکر سامنے پڑا ہی اسی لشکر پر حملہ کر کے اہل لشکر کو تہ تیغ کر دو وہ پتلے حسب الحکم حملہ ور ہوے ادھر سے ملکہ دبدبہ سحر ساز کے حکم سے سحر کے پتلے اُن کے مقابلے کو بڑھے جو ساحر بیدار تھے وہ بھی اسباب سحر پر سحر دم کر کے براے جنگ آگے بڑھے جو ساحر و غیر ساحر سو رہے تھے وہ بھی بیدار ہو کر واسطے لڑنے کے آگے بڑھے صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی جلد مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر براے جنگ و جدال ہمراہ ساحران سپاہ فرودگاہ لشکر سے آگے روانہ ہوے ہنوز تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دونون جانب کے سحر کے پتلے باہم مل گئے تلوار چلنے لگی پتلے شاہ طلسم کے سحر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے سحر کے پتلون کو تلوارین لگانے لگے

یہ پتلے بھی اُن پر وار کرنے لگے ساحران نامی و غیر نامی بھی اسباب سحر پر سحر دم کرکے شاہ طلسم کے پتلوں پر مارنے لگے لیکن وہ پتلے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل سحر کے اپنے سینوں پر روکنے لگے صاحبقران عکس لوح طلسمی سے اُن پتلوں کو نیست و نابود کرنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سخت لڑائی ہونے لگی ساحران نامی و غیر نامی ہاتھ سے پتلوں کے قتل ہونے لگے اور علامتیں اُن کے مرنے کی ظاہر ہونے لگیں آندھیاں آنے لگیں ابر کے ٹکڑے سوے فلک دمبدم آنے لگے برق چمکنے لگی صداے رعد بار بار آنے لگی پیر سحر کے ساحران مقتول کے اُنہیں کے نام سے آوازیں دینے لگے ایسی حالت جنگ میں شاہ طلسم غضبناک ہوکے برق بزور سحر بن کر سوے فلک جاکر کڑک کر اس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحروں پر گرا کہ مع ملکہ مذکورہ بہت سے ساحروں کو جلا کر جلا کر ہلاک کر دیا جب صاحبقران اُسکی جانب نعرہ کرکے عکس لوح کا ڈالنے کے واسطے اور تیغ فنا سے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے شاہ طلسم کہ برق بنا ہوا تھا زمین سے سوے فلک جاکر اپنے سحر کو دفع کرکے پتلوں کو معدوم کرکے آخر شب کے وقت میدان جنگ سے چلا گیا بعد جانے شاہ طلسم کے کوئی پتلہ سحر کا نظر نہ آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے مرتے ہی وہ سب پتلے غائب ہوگئے آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد آئی پھر مطلع صاف ہوا ملکہ کے سحر کے پیروں نے اُسی کے نام سے یوں پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم کہ نام من ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بود بعد آنے آواز مذکور کے روشنی میں صاحبقران نے دیکھا کہ بہت سے ساحران نامی اور کئی ہزار ساحران غیر نامی قتل ہوے ہیں لاشے اُن کے اکثر جلے ہوے پڑے ہیں ساحران نامی سے زلزلہ جادو و حنظل جادو و بجرن جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ ہیں اور غیر ساحروں سے دو چار ہزار ساحر باقی ہیں یہ حال دیکھ کر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سخت رنج ہوا خصوصاً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا ملال مرگ ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو اپنی نانی کے ہلاک ہونے سے بہت گریاں ہوئی اس اثناے میں صبح ہوئی خواجہ طیفور گردیا و صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بعد وضو نماز سحر پڑھی پھر حکم صاحبقران سے سب لاشے ساحران مقتول کے اُٹھائے گئے صاحبقران نے بارگاہ میں روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام ساحران نامی مذکور الصدر کو جمع کرکے پوچھا کہ کیا تدبیر کی جائے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو اور جاے قیام اُس کا معلوم ہو سب نے عرض کیا کہ اس مقدمے میں ہم کچھ عرض کر نہیں سکتے ہیں خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ آپ کے بازو پر جس فقیر صاحب کمال کا تعویذ دیا ہوا بندھا ہے اُسی درویش کو پھر طلب کرکے اُس سے حال شاہ طلسم دریافت فرمائیے غالباً اُس درویش سے حال شاہ طلسم معلوم ہو جائے گا امیر با توقیر نے براے خواجہ کی پسند کرکے تعویذ کو بازو سے کھول کر حرارت آتش اُس تک پہونچائی فی الفور وہ درویش صاحب کمال موجود ہوا صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا امیر با توقیر نے بتعظیم و تکریم اُس کو اپنے پاس بٹھایا اُس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں طلب کیا ہے کیا مطلب ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ شاہ طلسم زلزلہ اپنی حد طلسم سے بھاگ کر کہیں چلا گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اُس کے مقام قیام سے آگاہ ہوکر وہاں جاکر اُس کو قتل کریں درویش موصوف نے جواب دیا کہ میں تو حال جاے سکونت شاہ طلسم زلزلہ آپ کو بتا نہیں سکتا لیکن اگر آپ یا خواجہ

ہمارے مرشد تک جائین تو البتہ وہ بتا دینگے مگر اُن کے پاس جانا دشوار ہی بلکہ کوئی بھی نہین جاسکتا کیونکہ وہ تارک دنیا ہو کے ایک صحرا مین زیر زمین تہ خانے مین ہین بروز علنخوانی در تہ خانہ نظر خلائق سے نہان ہی ایسا حصار ہی کہ وہان تک کوئی جا نہین سکتا ہی اگرچہ کیسا ہی شجاع و بہادر و عیار و مکار ہو صاحبقران کشورستان نے پوچھا کہ کوئی بھی ایسی تدبیر و حکمت ہی کہ آپ کے مرشد تک رسائی ہوسکے درویش نے جواب دیا کہ ہان ایک تدبیر ہی مگر ہمارے مرشد ہمسے ناراض و ناخوش ہونگے اگر اُس تدبیر سے آپکی یا اور کسی کی رسائی وہان تک کی جاے صاحبقران نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین اور آپ بھی مسلمان ہین پس ایک کافر و مردود خدا کی تلاش کے واسطے اور اُس کے حال کے دریافت کرنے کے لیے اگر مرشد آپ کے آپ سے کچھ ناخوش بھی ہونگے تو ہون آپ کو لازم ہی کہ ایسے حال مین ہماری مطلب برآری کے باب مین کوشش کیجیے کیونکہ یہ کار خیر ہی دو راتین گذری ہین کہ شاہ طلسم نے راتون کی تاریکی مین اگر ہزارہا بندگان خدا کو سوتے مین قتل کیا ہی دیکھیے شب گذشتہ کے ساحران مقتول ابھی تک کچھ پڑے ہین بہت سے دفن کیے گئے ہین ہزارہا جل کر خاک ہوگئے ہین یہ تقریر صاحبقران کی سنکے درویش نے مجبور ہوکے کہا کہ اچھا کوئی شخص ہمارے ساتھ چلے ہم مقام عبادت مرشد بتا دینگے شاید اور بجز ہمارے کوئی حال عبادت گاہ مرشد سے آگاہ نہین ہی کیونکہ ایک انگشتری عطیہ مرشد موصوف میرے پاس ہی خاصیت اُس انگشتری کی یہ ہی کہ جس کے پاس ہو وہ اُس صحرا مین جاکر انگشتری مذکور کو زمین پر ڈال دے فی الفور دروازہ راہ تہخانہ کا نظر آئے گا پھر اُس انگوٹھی کو انگشت مین پہنکر اندر تہخانے کے جاے مرشد سے سامنا ہو جائے گا پھر جو کچھ کہنا ہو یا پوچھنا ہو اُن سے کہے یا دریافت کرے خواجہ طیفور گردپا نے کہا کہ آپ مجکو اپنے ہمراہ اُس صحرا تک لے چلیے مین اُن سے جاکر حال شاہ طلسم دریافت کرونگا درویش مذکور نے منظور کیا پھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر جانب عبادت گاہ مرشد مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس صحرا مین پہونچا انگشتری مذکور انگشت سے نکال کر زمین پر ڈالدی فوراً در حصار و تہخانہ نظر آیا درویش موصوف نے خواجہ سے کہا کہ اس انگشتری کو پہن کر اسی دروازے سے تہخانے مین جاؤ کچھ خوف نہ کرنا ہمارے مرشد سے ضرور ملوگے ہم اسی جگہہ کھڑے ہین جب تک تم یہان نہ آؤگے ہم کہین نہ جائینگے خواجہ نے اُس درویش کے کہنے پر عمل کیا اندر تہخانے کے قدم رکھا انگشتری مذکور کے نگینے سے ایسی روشنی پیدا ہوئی کہ تاریکی تہخانہ دور ہوگئی تھوڑی راہ طے کرکے دور سے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس پہنے ہوے سجادہ عبادت پر بیٹھے ہین تسبیح ہاتھ مین ہی ذکر خدا مین مشغول ہین پیشانی پر اُن کی نشان سجدہ ہی تہخانہ بہت وسیع ہی سامنے اُنکے ایک شخص بیٹھا ہی غور کرکے جو دیکھا تو معلوم ہوا شاہ طلسم زرلہ ہی یہ دیکھکر آگے بڑھکر قریب درویش مذکور جاکر بطریق اہل اسلام سلام کیا مرد بزرگ موصوف نے جواب سلام دے کر از حد متحیر ہوکر پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو کون ہی صورت تیری عجب مہیب ہی لباس تن بھی تیرا عجیب و غریب ہی جاے حیرت ہی کہ ہمارے عمل کے حصار مین تو چلا آیا سچ کہہ نام تیرا کیا ہی کس واسطے یہان آیا ہی چونکہ خواجہ طیفور گردپا نے اپنی صورت نہایت مہیب بنائی تھی اور ایسا لباس پہنا تھا کہ دمبدم متغیر دیتا تھا اور رنگ بدلتا تھا اس سبب سے سوچ کر جواب دیا کہ اے درویش منیر القلب

آگاہ ہو کہ مین ملک الموت ہون جہان جانیکا ارادہ کرتا ہون کوئی مجکو روک نہین سکتا قلعہ یا حصار ہو دریا ہو یا آتش ہو بر ہو یا بحر ہو ہر جگہ جا سکتا ہون اور قبض روح کرکے سوے فلک چلا جاتا ہون کوئی میرا سد راہ ہو نہین سکتا مین کسی سے نہین ڈرتا بادشاہ ہو یا درویش ہو یا پہلوان ہو دیو ہو یا جن ہو کسی سے مجکو خوف نہین نہ کسی اجل رسیدہ پر مجھے رحم آتا ہی لڑکون کو یتیم کرتا ہون عورتون کو بیوہ کر دیتا ہون والدین کو بے اولاد کرتا ہون درویش منیر القلب نے پوچھا کہ یہان جو آپ آئے ہین تو کس کی روح قبض کیجیے گا میری روح یا جسکو مین نے پناہ دی ہی ملک الموت نقلی نے باشارہ انگشت کہا کہ یہ شخص جو آپکے قریب بیٹھا ہی اس کی روح کے قبض کرنے کو آیا ہون زندگی اس کی آخر ہو چکی ہی یہ کہکے بنظر تند و تیز دیکھا شاہ طلسم زلزلہ کہ جنگاہ سے بھاگ کر طالب پناہ ہوا تھا درویش موصوف نے پناہ دی تھی یہ سخن ملک الموت نقلی کا سنکے تھرانے لگا خوف سے بند بند لرزنے لگا چونکہ داخل حصار درویش منیر القلب تھا اسوجہ سے سحر بھی بھولا ہوا تھا لاکھ چاہا مگر بھاگ نہ سکا نہ سحر سے نہان ہو سکا مجبور ہوگئے بصد عجز و عاجزی دست بستہ گویا ہوا کہ اے ملک الموت میرے حال پر رحم کرو قبض روح میری نکرو خود ہی صدمۂ و غم سے نیمجان ہون طلسم زلزلہ میرا تباہ و برباد ہو گیا ہی ہزارہا ساحر قتل ہوگئے ہین طلسم کشا کے خوف سے بھاگ کر یہان آکر چھپ کر بیٹھا ہون گو اسوقت تہی دست ہون مگر شہنشاہ ہون زر و جواہر و خزانہ مدفون رکھتا ہون بعوض نہ قبض کرنے روح کے زر و جواہر دیتا ہون رقعہ دستخطی لکھے دیتا ہون آپ جا کر میرے خزانے سے جو زیر زمین ہی لے لیجیے ملک الموت مذکور نے کچھ سوچ کر کہا کہ اچھا لکھدے کسقدر زر و جواہر دے گا اور نشان زر و جواہر بھی تحریر کر دے صدقہ جان کا مال ہی خیر رد بلا ہو جائے گی قبض روح بالفعل تیری نہ کی جائے گی یہ سنکے شاہ طلسم نے جلد قلم و کاغذ قلمدان سے لے کر لکھدیا چار صندوقچے پُر از جواہر جو ہمارے قصر زنگاری مین قریب شہ نشین دفن ہین بعوض نہ روح قبض کرنے کے نہنے بخوشی دیے ہین ملک الموت جا کر لے لین اور اُسی قصر مین درمیان صحن ایک چبوترہ ہی اُس کے نیچے تہخانہ ہی اُس مین خزانہ ہی وہ بھی ہمنے دیا یہ عبارت لکھکر کاغذ ملک الموت کو دیا اور کہا کہ بڑا آپ نے احسان کیا کہ میرے حال پر رحم کیا قبض روح نہ کی درویش منیر القلب نے جو یہ تقریر ملک الموت اور شاہ طلسم زلزلہ کی سنی کہ بعوض زر و جواہر قبض روح موقوف رکھی گئی نہایت حیرت ہوئی دل مین خیال کیا کہ یہ ملک الموت نہین ہی اگر ملک الموت در اصل ہوتے تو رشوت نہ لیتے یہ باتین دل مین کر کے مراقبہ کر کے اپنی کرامت و کشف سے دریافت کیا کہ یہ خواجہ طیفور گرد یا عیار نامدار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین جو بعیاری و مکاری اپنے تئین ملک الموت ظاہر کرتے ہین جب یہ حال بعد دریافت معلوم ہوا تو ہنسکر خواجہ سے کہا کہ خوب ملک الموت بنکر یہان آئے اب ہو آپکے نام سے بعد فکر آگاہی ہوئی بڑی جسارت کی کہ ہم تک پہونچے یقین ہی کہ درویش نحیف سحر انگیز ہمارے مرید نے آپ کو یہان تک پہونچایا ہی وہی ہمارے حال سے آگاہ ہی اکثر یہان آتا ہی پاس اُس کے ہماری دی ہوئی ایک انگوٹھی ہی خواجہ نے کہا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا اب امیدوار ہون کہ شاہ طلسم کو میرے حوالے کر دیجیے تا کہ اس کو قتل کر دون منیر القلب نے جواب دیا کہ اے خواجہ یہ خلاف مروت ہی کہ جس کو ہم پناہ دین اُسی کو اُس کے دشمن کے حوالے کر دین ہم

شاہ طلسم زلزلہ کی زمین طلسم کے برابر مسکن گزین ہین یہ بہت آگاہ تھا بامید اعانت وہان بھاگ کر
ہمارے پاس آیا ہی اُس کو تو کبھی ہم تمھارے حوالے نکرین گے خواجہ نے کہا کہ مین تو ضرور اسی کو
پکڑ کر یہان سے لیجاؤن گا رقعہ اور بیتہ روپیے کا جو لکھوالیا ہی وہ بھی جا کر لون گا درویش مذکور
نے برہم ہو کر کہا کہ ابھی تک تو ہم بنرمی تقریر کرتے تھے اب بہ درشتی کہتے ہین کہ کیا مجال تمھاری
جو تم شاہ طلسم کو یہان سے لیجاؤ خواجہ نے کہا کہ دیکھیے ہین ابھی شاہ طلسم زلزلہ کا نام و نشان نہین
رکھتا ہون یہ کہکر وہ بال ارجانیس کا جو بازو پر بندھا تھا اُس کو گرمی اپنے دہن کی پہونچائی جونہی جلا
جلا ہوا اُتار ارجانیس خبیث فی الفور موجود ہو کر خواجہ سے گویا ہوا کہ تمنے مجھے کیون بلایا ہی خواجہ
نے شاہ طلسم کو دکھا کر کہا کہ اس نابکار کو کھالے اسی واسطے تجکو بلایا ہی خبیث مذکور جانب شاہ طلسم
بڑھا ہو دسر مست جادو چلایا کہ اے درویش منیر القلب مجکو بچائیے یہ بلا میری طرف آتی ہی
درویش مذکور نے غضبناک ہو کر چند سنگریزے زمین سے اُٹھا کر کچھ آیات و اسماے الٰہی پڑھ کر
اُن پر دم کر کے وہی سنگریزے خبیث مذکور پر مارے خواجہ نے دیکھا کہ وہ خبیث جل کر ہمہ تن شعلہ
ہو کر نالہ و فریاد کر کے ایک دم مین نیست و نابود ہو گیا درویش مذکور الصدر نے کہا کہ اے خواجہ
بس اسی شیطان خصال خبیث کے بھروسے پر تمکو غرور تھا دیکھا تمنے کہ ہمنے اُس کو کیونکر جلا دیا اب بھی
اگر کسی طرح ممکن ہو تو شاہ طلسم کو ہمارے روبرو حضر پہونچا دو یا اس کو لے جاؤ ورنہ یہان سے
ابھی چلے جاؤ اگر ہمارے کہنے کے خلاف عمل کروگے تو پچھتاؤ گے ایک دم مین تمکو بھی نیست و نابود
کردون گا کیا تم مجکو ایسا ویسا درویش جانتے ہو معبود حقیقی نے میری زبان مین اثر دیا ہے
میرے یہان سے شاہ طلسم کا لیجانا غیر ممکن ہی ہان ہمارے پاس سے جب یہ چلا جائے اُس وقت
تمکو اختیار ہی چاہو اس کو قتل کرو یا اسیر کرو خواجہ درویش مذکور کو غضبناک دیکھکر تقریر اُس کی
سنکے مصلحت وقت دیکھکر وہان سے بیرون تہخانہ صحرا مین آئے پھر جال الیاسی زنبیل سے
نکال کر دروازہ تہخانہ پر بچھا کر ایک گوشے مین بیٹھے درویش صحرا نشین سے تمام حال بیان کیا
اُس نے کہا کہ اے خواجہ خوب ہوا کہ آپ چلے آئے وگرنہ ہمارے مرشد کو غصہ آگیا تھا وہ ضرور
بہ بدی آپ سے پیش آتے خواجہ مع اُس مرید کے بیٹھے رہے جب وقت نصف شب کا آیا شاہ طلسم
زلزلہ باین نیت کہ جا کر باقی ماندہ لشکر طلسم کشا کو قتل کرون اور ممکن ہو تو لوح طلسمی بھی حالت
خواب مین گلے سے طلسم کشا کے اُتار کر اُس کو اسیر کرون دروازہ تہخانہ و در حصار سے نکلا چونکہ
جال الیاسی بچھا ہوا تھا جال مین اُلجھا خواجہ نے جال کو کھینچا شاہ طلسم زلزلہ جال مین مثل ماہی کے
پھنس گیا سحر ہر چند یاد کیا لیکن یاد نہ آیا مجبور ہو کر اسیر دام مذکور رہا خواجہ نے شاہ طلسم کو
مع جال الیاسی اُٹھا کر اپنے دوش پر رکھا اور ہمراہ اُسی درویش کے وہان سے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوے بعد قطع راہ ہنگام صبح خواجہ اپنے لشکر مین پہونچے درویش مذکور انگشتری اپنی
لیکر سوے صحرا گیا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی تھی کہ خواجہ نے شاہ طلسم زلزلہ
کو روبرو رکھا امیر با توقیر اُس کی اسیری سے بہت خوش ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ ساحر بھی
شادمان ہوے سب نے خواجہ کی بہت ثنا کی پھر سوزن زبان مین دے کر شاہ طلسم کو جال الیاسی
سے نکال کر ستون بارگاہ مین باندھا صاحبقران نے ہدایت دین اسلام کی اُس نے مسلمان ہونے سے
انکار کیا صاحبقران نے غضبناک ہو کر تیغۂ فنا سے اُسے قتل کیا جب وہ مر گیا جسقدر اُسکے سحر سے

اشیاے و مکانات وغیرہ جو تھے سب منہدم ہوے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن مثل شب تار ہوگیا ابر
فلک پر آیا ایسی بجلی چمکی اور کڑکی کہ پناہ بذات خدا تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہٗ مطلع صاف ہوا برف باری و
سنگباری موقوف ہوئی اُس کے تخت کے پیر دان نے اُسکے نام سے یون پکار کر کہا کہ قتل کیا مجکو طلسم کشائے
کہ نام میرا ہوفر سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز دیکر پیر سحر کے نالان و گریان
ایک سمت چلے گئے زلزلہ جادو و حنظل جادو وغیرہ نے عرض کیا مبارک ہو کہ اب یقیناً شاہ طلسم زلزلہ
قتل ہوا طلسم زلزلہ فتح تمام و کمال ہوا اب یہان سے سوے قلعہ تشریف لے چلیے تمام مال و اسباب
طلسمی اور زر و جواہر ممتاز اپنے قبضے مین کیجیے اور فتح طلسم کا جشن بھی ضرور کیجیے ابھی زلزلہ جادو
یہ کہہ رہا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست گردے تیرہ تیرہ و سر گرد با آسمان رسیدہ جملہ ساحر جانب گرد
غبار دیکھکر متردد ہوے لیکا یک دامن گرد ہولے سے پارہ پارہ ہوا پھر ایک نشان لشکر صاحبقران نمود ہوا
بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران عالی مقام اپنے لشکر کو آتے ہوے دیکھکر خوش ہوے تھوڑی دیر مین
تمام اہل لشکر قریب آگئے جملہ سرداران سپاہ نے صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد خوشی و
با دب سلام کیا صاحبقران ہر ایک سردار لشکر سے بہزار خوشی ملے بارگاہ مین گنجایش نہ دیکھکر بارگاہ
سلیمانی کے ایستادہ کرنے کا حکم دیا جب وہ بارگاہ ایستادہ و برپا ہوئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر
رونق افروز ہوے صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی اپنے اپنے مرتبے کے موافق
دنگلون پر بیٹھے سرداران لشکر نے فتح طلسم کی حقیقت دریافت کی صاحبقران نے تمام حال اول سے
آخر تک بیان کیا سب کو خوشی ہوئی پھر ارباب نشاط طلب کیے بقولے بارگاہ سلیمانی مین جشن ہوا اور
بروایتے بارگاہ دیگر مین سات روز تک برابر جشن ہوا ارباب نشاط نے رقص و نغمہ کیا مبارکباد
فتح طلسم کی بعض ارباب نشاط نے گائی بعد سات روز کے جشن موقوف ہوا صاحبقران کشورستان مع
بادشاہ لشکر اہل اسلام و تمامی سرداران لشکر و جملہ اہل لشکر اُس جگہ سے ہمراہ زلزلہ جادو وغیرہ کے
جانب قلعہ زلزلہ روانہ ہوے جب وہان پہونچے تمام مال و اسباب بیش بہا و نفیس نادر و نایاب زمانہ کہ جید تھا
قلعے سے لیکے تحت مین کیا حسب وعدہ خواجہ طیفور کو دیا کو نصف مال اور جو سوا اُس کے اقرار کیا تھا دیا اور
وہان کا بادشاہ زلزلہ جادو کو کیا اور وزیر اُس کا حنظل جادو کو مقرر کیا ملکہ بہار گلپوش جادو و بحرین جادو
وغیرہ کو بھی عہدے جلیل و خلعت و انعام کثیر علی قدر مرتبہ دیے ہر ایک کو مال دیکر مالا مال کر دیا خواجہ
نے نصف مال طلسم زلزلہ لیکر نذر زنبیل کر کے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر مال طلسمی سے علاوہ کہین کچھ مال ہو
اور کسی نے مجکو دیا ہو تو وہ مال میرا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان ہمارے نزدیک اور ہماری دانست مین تو
اب کہین مال و زر نہین ہے اگر تمکو معلوم ہو تو وہ مال تمہارا ہی خواجہ نے وہ رقعہ شاہ طلسم کا دستخطی دکھا کر
قصر زنگاری مین جا کر تہخانے سے اور شاہ نشین کی جگہ سے وہ چارون صندوقچے پر از جواہر نکال کر نذر زنبیل
کیے صاحبقران نے مع لشکر چند روز وہان مقام کر کے ایک روز دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام
مین جملہ سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہمنے عہد کیا تھا کہ بعد فتح طلسم زلزلہ اور بعد قتل کرنے
ساحران بد لقا و سنگدلان کے سوے خانہ کعبہ جا کر جنگ احد مین شریک ہونگے کفار سے لڑینگے یا تو کفار پر
فتحیاب ہونگے یا نصرت جناب رسول خدا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ مین قتل ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہونگے
پس حسب عہد ہم سوے خانہ کعبہ جائینگے صاحبقران اول و صاحبقران ثانی و جملہ سرداران نامور سے
آن کے ملینگے اور سب کے ہمراہ جا کر شریک جنگ احد ہونگے زمانہ ہماری صاحبقرانی کا تمام ہوگیا اب

نبادۂ صاحبقرانی شاہزادہ طیمور شیر پرور کا ہے وہ بہادر کہ نسل صاحبقران سے ہی صاحبقران پردۂ قاف وپردۂ دنیا کا ہوگا فی الحال وہ دلاور سوئے پردۂ قاف حسب الطلب سلیمان صاحبقران گیا ہوا ہے بجز اُس کے اب کوئی لائق صاحبقرانی نہیں ہے - وہی ہمارے بانہائے صاحبقرانی کا وارث ہے لہٰذا ہم اپنے تمام بانے صاحبقرانی کے اس قلعہ زلزلہ میں رکھے دیتے ہیں جب وہ بہادر پردۂ دنیا پر آئے گا اور طلسم زلزلہ کا نام سن کر بغیر یہاں تک آئے گا بانے ہمارے وہی لے گا یہ فرماکر تمام بانے صاحبقرانی کے اپنے تن سے جدا کرکے قلعے میں رکھے اور قلعہ جادوگر سپرد کیے کلید قفل زلزلہ جادو کے حوالے کرنا چاہتے تھے کہ خواجہ طیفور گردیا نے بھی کہا کہ زمانہ میری عیاری و مکاری کا ختم ہوا میں بھی اپنے آقا و مالک کے ساتھ سوئے بیت اللہ جاؤں گا لہٰذا تمام بانے عیاری کے میں بھی اسی قلعے میں رکھے دیتا ہوں اور زنبیل سے بھی دست بردار ہوتا ہوں اس کو بھی ہمراہ سب بانوں کے قلعے میں رکھتا ہوں وارث اس زنبیل وغیرہ وجملہ بانہائے عیاری مہتر شاہور فرزند ارجمند شاپور کا ہے اب وہ ان بانہائے عیاری کا مالک و وارث ہوگا جب یہاں آئے گا اس قلعے سے وہ بانے عیاری لے کر عمرو وقت ہوگا عیاری و مکاری میں بے مثل و نظیر ہوگا یہ کہکر خود بھی تمام بانے عیاری مع زنبیل کے تن سے جدا کرکے اُسی قلعے میں رکھدیے پھر حکم صاحبقران سے دروازہ قلعے میں قفل لگا کر کلید اُس کی زلزلہ جادو کے حوالے کرکے خواجہ آمادہ سفر ہوئے صاحبقران نے زلزلہ جادو سے فرمایا کہ جب شاہزادہ طیمور شیر پرور یہاں آئے تو یہ سب اُس بہادر کے حوالے کر دینا بعد اس کے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ سے کہا کہ اب ہم آپ سب صاحبوں سے جدا ہوتے ہیں آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ اپنے اپنے ملک و شہر کو روانہ ہوں وہاں کی حکومت و فرمانروائی کریں اسی طرح شاہ انجم حصاری سے بھی کہا ہر ایک کو جدا ہونے صاحبقران کا بے حد صدمہ ہوا مگر بمجبوری و حکم صاحبقران سے ہر ایک شاہ و شہریار رخصت ہوکر مع اپنی سپاہ کے اپنے ملک و شہر کی طرف روانہ ہوا صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تھوڑے سے عزیز داران صاحبقران رہ گئے امیر باتوقیر دختر اشتفاق جادو وہ دختر شاہ انجم حصاری سے رخصت ہوگئے اور بقول راوی دیگران کو اپنے ساتھ لے گئے کہ وہ دونوں ازواج صاحبقران تھیں مع خواجہ طیفور گردیا و ستراسی عزیزوں اپنے کے مع بادشاہ لشکر اہل اسلام سوئے بیت الحرام زلزلہ جادو وغیرہ سے مل کر روانہ ہوئے - بعد قطع راہ دور و دراز خانہ کعبہ میں پہونچکر صاحبقران اولی و صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث و تمامی سرداران نامی اُن کے سے مگر اُن سب کو ہمراہ لئے کر سمت احد بارادۂ جنگ کفار اشرار بخدمت پیغمبر آخر الزمان صلعم میں روانہ ہوگئے - الحمد للہ کہ یہ جلد سوم گلستان باختر بھی ختم ہوئی اور اس کے علاوہ اور بھی دفاتر میرے لکھے ہوئے مطبع عالی میں موجود ہیں جو انشاء اللہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر نذر ناظرین ہوں گے اور سبب کافی امید ہے کہ میری زندگی بھر یہ سلسلہ قائم رہے گا ایک مدت سے جناب منشی صاحب مالک مطبع ہذا نے محض میری پرورش کی وجہ سے اکثر دفاتر طلسم مجھ ہیچمدان سے تحریر کرائے ہیں اور اکثر اُن میں سے طبع ہوکر نذر ناظرین نکتہ بین سے گذرے ہیں والا اس ہیچمدان کی پرورش نہوتی امید قوی ہے کہ بعد اس جلد کے بھی مجھ خادم قدیم کی پرورش جناب منشی صاحب ممدوح دام اقبالہ ضرور کریں گے اب خدمت ناظرین نکتہ بین میں یہ بصد ادب عرض ہے کہ جہاں جہاں سہو سے یا عمداً اس ہیچمدان سے تحریر میں غلطی ہوگئی ہو تو اُس کو از راہ مہربانی بجلت عیب کو میری تقریر و تحریر کے پوشیدہ فرمائیں ظاہر و آشکارا نکریں اور سنگ اعتراض سے میرے شیشۂ دل کو پارہ پارہ نکریں

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہین مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اور اس مژدہ مسرت افزا کو سُن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے ناظرین کی آنکھین ترستی تھین اور جسکے لیے خطیر خط فرمائیش کے چلے آتے تھے اور جسکے دیدار فرحت آثار کے لیے لوگون کے دل مضطر و بیقرار تھے اور بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے ؎

آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن ۔۔۔ ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنین گے۔

وہ اب بفضل ایزدی و باہزاران کوشش وسعی بصد زیبا و زینت و تازگی و لطافت نئے ناز و انداز سے عالم مین جلوہ گر ہوا ہی اور کشاکش حجاب سے نکل کر بحجاب مثل آفتاب عالمتاب نور افزاے چشم مشتاقان ہی ہوا ہی۔ اب وہ حضرات جو اس محبوب رنگین ادا کے سوداے عشق و محبت مین ایک زمانہ دراز سے گرفتار اور شوق دید مین بیتاب تھے آئین آئین اور اس معشوق دلربا و دلکش کو ہاتھون ہاتھ لیجائین دیکھین کون کون منچلے اپنی بات کے پکے قول کے پورے کمر ہمت باندھکر اُس کے طالب دیدار آتے ہین اور اسکے نظارہ سے حظ وافی اُٹھاتے ہین فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متدارسہ و متداولہ معائنہ کتب فارسی سے ایکطرح کی غیریت بلکہ لوگون کو مجبوری و دوری ہو گئی ہی علی الخصوص اذہان عوام تو اعلی کتب فارسی کے مفہوم سے صریح قاصر و متعذر ہین کیونکہ اب اُردو کا دنیا مین راج ہی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی ہی اُردو کی روز افزون ترقی ہو رہی ہی لہذا داستان امیر حمزہ صاحبقران جو ابوالفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آنجہانی کے لیے نہایت لطیف و الطف زبانی مین تصنیف کی تھی اُسکے دفتر بھی کمیاب و کالعدم ہو گئے تھے جبکو منشی نولکشور مرحوم آنجہانی کی دریادلی و فیاضی نے پھر سے اُردو کا جامہ پہنا کر مردے سے زندہ کیا جس کو دیکھکر ایک زمانہ اُسکی شیفتگی کا دم بھرنے لگا اور ہر طرف سے صاحبان ذوق اسکے طبع کا اصرار فرمانے لگے چنانچہ بڑی بڑی جلدین معرض طبع مین آئین اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین مگر اس بحر ناپیدا کنار کی تعداد نہ معلوم ہوئی اور شیخ تصدق حسین داستان گو نے اپنی زندگی بھر اس سلسلہ کو قائم رکھا چنانچہ آفتاب شجاعت کے بعد گلستان باختر تین جلدون مین تصنیف فرمائی جسکی جلد اول و دوم طبع ہو کر نذر ناظرین ہو چکی ہی اب بفضل ایزدی گلستان باختر جلد سوم جس کو شیخ تصدق حسین داستان گو مرحوم کی یادگار سمجھنا چاہیے اور کل جدید لذیذ کے مصداق جاننا چاہیے اور جسکو مصنف مرحوم نے حسب فرمائیش مالک مطبع نہایت جانفشانی و محنت و عرق ریزی سے اپنے اخیر وقت مین تیار کیا تھا اب باراول حسب الحکم جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا باحسن انتظام بماہ مارچ ۱۹۱۷ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر ناظرین ہوتی ہی امید کہ ناظرین اس شاہد رعنا کو ہاتھون ہاتھ خرید کر اپنے آغوش محبت مین جگہ دین گے کیونکہ یہ اُن مرحوم کی آخری یادگار ہی اور نیز اور کتابین بھی انکی تصنیف کردہ جو ابھی تک شائع نہین ہوئی ہین مطبع ہذا مین موجود ہین جن کا جلد طبع ہونا ناظرین کی قدردانی پر منحصر ہے

بک جاتے ہین ہم آپ متاع سخن کے ساتھ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھکر

نام کتاب	قیمت
طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم	۸ر پ
طلسم خیال سکندری جلد اول	۱۴ر پ
ایضاً جلد دوم	۸ر پ
ایضاً جلد سوم	۸ر پ
طلسم زعفران زار جلد اول	۸ر
ایضاً جلد دوم	۱۲ر
سیرت محمدیہ۔ غ	۶ر پ
تاج کامیابی۔ غ	۷ر پ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر۔	۱۴ر پ
ترجمہ اردو ورابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ۔ غ	۱۱ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر ہر چہار دفتر	۱۴ر پ
ترجمہ بوستان خیال حسب ذیل۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ	للعہ ر پ
۲۔ جلد دوستہ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ ر پ
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	۱۴ر پ
۴۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ۔	معہ ر پ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	۷ر پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ ر پ
۷۔ جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۹۔ جلد تفریح الاسرار ترجمہ معزالدین نامہ۔	۸ر پ
الف لیلہ با تصویر	۴ر پ
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر کاغذ سفید گندہ	۹ر پ
ایضاً کاغذ حنائی گندہ	۸ر پ
الف لیلہ با تصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی	
تفریح خرد۔	۱ر پ
قصہ سندباد جہازی کامروپ کا جادو۔	۲ر پ
دہ تسخیر	۱۴ر پ
فسانہ عجائب متوسط قلم	۶ر
ایضاً بلا تصویر خفی قلم	۳ر
روش سخن با تصویر بجواب فسانہ عجائب۔	۵ر ۳ پائی
ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۱۴ر ۹ پائی

نام کتاب	قیمت
طلسم حیرت۔	۵ر
باغ و بہار با تصویر۔	۱۴ر
ایضاً بلا تصویر۔	۳ر ۶ پائی
لطائف الظرفا از منشی دیبی پرشاد۔	۳ر پ
تفریح الطلبا۔	۲ر پ
طلسم فصاحت۔	۹ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی با تصویر۔	۶ر ۶ پائی
ایضاً بلا تصویر۔	۵ر
نو طرز مرصع از محمد عوض۔	۱ر ۶ پائی
بستان حکمت اردو ترجمہ انوار سہیلی	۶ر
میراب باغ۔	۳ر ۹ پائی
فسانہ دلپذیر۔	۸ر
فسانہ جمیل۔	۴ر
قصہ سیاہ پوش۔	۶ پائی
فسانہ مقتول۔	۰ر ۳ پائی
فسانہ دلفریب۔	۵ر
قصہ زاہد شمسی۔	۱ر ۹ پائی
سنگاسن بتیسی۔	۱۲ر ۹ پائی
ناٹک نل دمینتی۔	۳ر ۹ پائی
قصہ موتی بتولہ	۹ پائی
بیتال پچیسی با تصویر۔	۳ر
گل بکاؤلی۔ مع فرہنگ	۸ر
طوطا کہانی با تصویر۔	۳ر ۶ پائی
افسانہ پر فضا۔	۳ر
قصہ گل و صنوبر۔	۱ر ۹ پائی
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔	۵ر
نورتن	۵ر ۹ پائی
قصہ اگر گل	۲ر
سیر مقبول۔	۲ر ۹ پائی
قصہ گوپی چند بھرتری۔	۱ر
لطائف ہندی۔	۲ر
قصہ چہار گلزار	

نام کتاب	قیمت
ریاض تحقیق نادریعنی اردو شرح سکندر نامہ بری	عہ
قصہ دھرم سنگھ	۶ پائی

قصہ جات نظم

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ منظوم کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں۔	
کامل مجلد	عہ ر پ
جلد اول از منشی طوطا رام شایان۔	۱۲ر پ
ایضاً جلد دوم از منشی طوطا رام شایان کاغذ سفید	۱۰ر پ
ایضاً۔ جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایان۔	۱۶ر پ
ایضاً منظوم جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید۔	۱۳ر پ
مجموعہ قصص با تصویر شامل پانچ قصہ	۱ر۹ پائی
قصہ سوداگر بچہ۔	۹ پائی
بحر دانش۔ مطبوعہ غیر۔	۶ پائی
قصہ ماہی گیر۔	۶ پائی
ناٹک بہت عالی معروف بہ گل بکاؤلی۔	۲ر
قصہ ماہ رمضان۔	۳ پائی
قصہ قاضی جونپور۔	۹ پائی
قصہ حجہ۔	۶ پائی
قصہ شاہ روم۔	۶ پائی
قصہ شیخ منصور۔	۶ پائی
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۱۴ر
گلزار ابراہیم۔	۲ر۳ پائی
چشمہ شیرین۔	۱ر۳ پائی
قصہ گلاب چنبیلی۔	۱۴ر۳ پائی
ایجاد رنگین۔	۱ر
مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ وافیونی نامہ از منشی بینی رام۔	۱ر
پدماوت بھاکا اردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع	۱۲ر
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعریہ شعر ملک محمد جائسی	عہ ر
پدماوت اردو از عبرت وعشرت۔	۳ر

نام کتاب	قیمت
فسانہ عجائب منظوم۔	۱ر
نلدمن اردو۔	۱ر۳ پائی
ہدایہ انظار۔	۶ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۸ر
قصہ عابد و شیطان۔	۳ پائی
شیرین خسرو با تصویر۔	۲ر۹ پائی
بنجارہ نامہ۔	۳ پائی
لیلی مجنون۔	۲ر
بہار دانش۔	۲ر۹ پائی
مجموعہ قصہ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔	۱ر۳ پائی
شاہنامہ اردو با تصویر۔	۵ر۹ پائی
طلسم شایان۔	۱۰ر۳ پائی
بکٹ کہانی۔	۶ پائی
سراپائے تصویر غم۔	۹ پائی
قصہ گلفام۔	۹ر پائی
باغ عاشق۔	۲ر
گلدستہ شجاعت ترجمہ سکندر نامہ بحری و بری	۱۲ر
سراپائے پیری۔	۶ پائی
قصہ شکنتلا۔ نظم معروف بہ رشک گلزار وموسوم باسم تاریخی نغمہ نیازیہ عجیب و غریب قصہ ہے اور لائق دید ہے۔ مترجمہ مولوی محمد تقی صاحب بزبان اردو۔	۱ر پ

نئے اور دلچسپ ناول اردو

نام کتاب	قیمت
سندر شانتا کامل چار حصہ۔	ہر
کرشن کانتا حصہ اول	۲ر
ایضاً حصہ دوم	عہ
بزم اکبری حصہ اول	عہ
مکاری کا پتلہ	ٮہ
ناول ماتا	عہ ر
الو کی دم فاختہ	۸ر
کنگ کی گھونٹی یا بازیچہ اطفال	۸ر